ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت اور بہترین نصیحت کے ذریعہ

زجاجۃ المصابیح

مع اردو ترجمہ

نور المصابیح

المعروف

جلد 3

حنفی مشکوٰۃ شریف

تالیف: محدث دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق صدر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (اے پی انڈیا)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا

جس نے رسول کی اطاعت کی تو بیشک اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی، اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا

(النساء: ۸۰)

زُجَاجَةُ الْمَصَابِيْح

مع اردو ترجمہ

نُوْرُ الْمَصَابِيْح

المعروف

حنفی مشکوٰۃ شریف (سوم) مکمل

کتاب فضائل القرآن، کتاب الدعوات، کتاب أسماء اللہ تعالیٰ، کتاب المناسک، کتاب البیوع، کتاب النکاح، کتاب العتق، کتاب القصاص، کتاب الحدود، کتاب الامارۃ والقضاء، کتاب الجہاد، کتاب الصید والذبائح، کتاب الاطعمۃ، کتاب اللباس، کتاب الطب والرقٰی، کتاب الرؤیا

تالیف: محدثِ دکن حضرت علامہ الحاج ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ: ڈاکٹر محمد عبدالستار خاں سابق لیکچرار جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن (حال امریکہ)

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرید بک سٹال ۳۸۔اُردو بازار لاہور

تصحیح : حافظ اختر حبیب اختر، حافظ محمد اکرم ساجد

مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور

الطبع الاوّل : ربیع اوّل 1438ھ / دسمبر 2017ء

فرید بک سٹال ۳۸۔اُردو بازار لاہور

فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵

فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹

ای۔میل : info@faridbookstall.com

ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

Farid Book Stall

Phone No:092-42-37312173-37123435

Fax No.092-42-37224899

Email:info@faridbookstall.com

Visit us at:www.faridbookstall.com

فہرس

زجاجۃ المصابیح (ترجمہ نور المصابیح) (جلد سوم)

3

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ
قرآن کے فضائل کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ.
(یونس:۵۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔
(کنز الایمان)

ف: اس آیت کریمہ میں قرآن کریم کے آنے اور اس کے موعظت وشفاء وہدایت ورحمت ہونے کا بیان ہے کہ یہ کتاب ان فوائد عظیمہ وجلیلہ کی جامع ہے۔ موعظت کے معنی ہیں وہ چیز جو انسان کو مرغوب کی طرف بلائے اور خطرے سے بچائے۔ خلیل نے کہا کہ موعظت نیکی کی نصیحت کرنا ہے۔ جس سے دل میں نرمی پیدا ہو۔ شفاء سے مراد یہ ہے کہ قرآن پاک قلبی امراض کو دُور کرتا ہے۔ دل کے امراض اخلاق ذمیمہ، عقائد فاسدہ اور جہالت مہلکہ ہیں۔ قرآن پاک ان تمام امراض کو دُور کرتا ہے۔ قرآن کریم کی صفت میں ہدایت بھی فرمایا، کیونکہ وہ گمراہی سے بچاتا اور راہ حق دکھاتا ہے اور ایمان والوں کے لیے رحمت اس لیے فرمایا کہ وہی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

قرآن کا نزول اور اس کی تدوین

ف: واضح ہو کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر چالیس سال سات ماہ کی ہوئی اور آپ غار حرا میں تھے کہ حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام آپ پر وحی لائے، وضو کرایا، نماز سکھائی اور سب سے پہلی وحی یہ تھی۔ (سورۂ علق، پ ۳۰)
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ ۗ اور سب سے آخری وحی یہ ہے (بقرہ، پ ۳، ع ۳۸) وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ○

قرآن شریف کی موجودہ ترتیب خود حضور انور ﷺ کی قائم کی ہوئی ترتیب ہے۔ مگر ضرورت، مقام اور موقع کے لحاظ سے نزول آگے پیچھے ہوتا رہا۔ اس وجہ سے جب کوئی آیت یا کامل رکوع یا سورۃ نازل ہوتی تو حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام ؓ سے فرماتے تھے کہ اس کو قرآن کے اُس مقام میں رکھو اور اسی سلسلہ میں یاد کرو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق یاد کرتے تھے۔ پھر اسی ترتیب کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس کی اشاعت فرمائی جو آج ہمارے ہاتھوں میں بجنسہ موجود ہے۔ یہود ونصاریٰ کی تحریف کردہ آسمانی کتابوں کو دیکھ

کر رسول اللہ ﷺ کو تردد ہوا کہ کہیں میری اُمت قرآن کریم کو ردّ و بدل نہ کر دے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر، پ ۱۴، ع ۱) ''ہم نے قرآن کو اُتارا ہے اور ہم اس کی حفاظت کریں گے)۔

الحمد للہ! یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور آج قرآن کریم کو نازل ہوئے چودہ سو برس ہو رہے ہیں کہ قرآن کریم کے کسی ایک لفظ میں بھی آج تک فرق نہ آیا بلکہ جس رسمِ خط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں لکھا گیا تھا وہی اب تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ جو شخص اِس کے خلاف یہ عقیدہ رکھے کہ قرآن کریم میں ردّ و بدل ہو کر اس کی حفاظت نہیں ہوئی ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے اِس کے برخلاف قرآن کے سوا جتنے آسمانی صحیفے جیسے توراۃ، انجیل وغیرہ نازل ہوئے وہ سب اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ وہ سب تحریف شدہ ہیں، اِسی لیے وہ سب منسوخ ہیں۔ اور یہ اس اُمت مرحومہ کی خوش نصیبی ہے کہ قرآن اپنی اصلی حالت میں محفوظ چلا آ رہا ہے۔

فضائل قرآن

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری اُمت کی سب سے افضل عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے۔ اہل قرآن خاص اہل اللہ ہیں تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے والے کی طرف سب سے بڑھ کر توجہ کرتا ہے۔ جس نے قرآن پڑھا اُسے ہر حرف پر اتنا ثواب ملے گا جو دوسرے اعمال کے ثواب سے دس گنا زیادہ ہوگا۔ تم قرآن پڑھا کرو۔ کیونکہ قرآن قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرے گا۔ فرمایا کہ دل پر لوہے کی طرح زنگ آ جاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ اس زنگ کو کیونکر دُور کریں؟ اِرشاد فرمایا کہ قرآن حکیم کی تلاوت اُسے دُور کرتی ہے اور دل کو روشن کرتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز میں بحالتِ قیام کلامِ مجید کی تلاوت کرے اُسے ہر حرف کے بدلے سو نیکیوں کا ثواب اور جو شخص نماز میں بیٹھ کر تلاوت کرے اُسے پچاس نیکیوں کا ثواب جو شخص نماز کے علاوہ باوضو تلاوت کرے اُسے پچیس نیکیوں کا ثواب اور جو شخص بے وضو تلاوت کرے اُسے دس نیکیوں کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اُس دل پر عذاب نہیں کرتے جس میں قرآن موجود ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کی ہر آیت جنت کا درجہ رکھتی ہے اور تمہارے گھر کا چراغ ہے جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے وہ گھر نیکیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن خواہ معانی سمجھ کر پڑھا جائے خواہ معانی معلوم نہ ہوں، دونوں حالتوں میں تقربِ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اِس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتے ہیں۔

قرآن مجید معنی کے اعتبار سے ایک انتہائی مرتب اور منظم کتاب ہے اور ادب و انشاء کے اعتبار سے بھی انتہائی بلیغ کتاب ہے جس کو جتنی رسائی قرآن کے فہم کی میسر آ جائے بس وہی بندے کے مرتبہ اور عزت کے لیے بہت ہے، کون اِس علام الغیوب اور حکیم مطلق کے کلام کے سارے گوشوں اور پہلوؤں کو اپنے ذہن کی گرفت میں لا سکتا ہے؟ اس لیے کلام اللہ کی شرح اور تفسیر اگلوں اور پچھلوں کے کسی دَور میں بھی آخری نہیں ہو سکتی۔ نئے نئے مسائل پیدا ہوں گے اور نئے نئے جواب کتاب الہدیٰ کے صفحات میں تلاش سے برابر ملتے رہیں گے۔

دوسری طرف یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ قرآن حکیم چلے ہوئے اور اصطلاحی مفہوم میں کوئی علمی یا ادبی یا تحقیقی مقالہ نہیں بلکہ وہ اصلاً محض کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کا انفرادی اور اجتماعی دستور العمل ہے۔ اِس کی دُنیا سر تا سر حکمت و اخلاق، روحانیت اور

انسانیت' اور عبدیت وانابت کی دُنیا ہے۔ اِس کی فضا اطمینان قلب کی فضاء اور اس کا ماحول تقویٰ اور طہارت کا ماحول ہے اور اس کے مغز تک تقویٰ اور طہارت کسی درجہ میں بہرحال ناگزیر ہے۔

طہارتِ جسم کی طرح طہارتِ قلب کا ذرا سا بھی اہتمام کیے بغیر محض زبان اور لغت کے بل پر قرآن فہمی کی کوشش سعی لاحاصل ہے۔ آخر ابوجہل اور ابولہب جو خالص قریشی تھے اور اہل زبان بھی۔ لیکن اُن پر قرآن ذرّہ بھر بھی نہ کھل سکا۔ بند کا بند ہی رہا' اس لیے کہ اُنھوں نے اپنی روح کو قرآن کی روحانیت سے بیگانہ رکھا۔ اور اُن کو قرآن فہمی کی سعادت ادنیٰ درجہ میں بھی حاصل نہ ہوئی۔

تلاوت کے آداب

تلاوت کا پہلا ادب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا باوضوٗ وقار اور ادب کے ساتھ قبلہ رو گردن جھکا کر بیٹھے' تکیہ نہ لگائے' نشست میں نخوت اور غرور کا شائبہ نہ ہو۔ تنہا اس طرح بیٹھے جس طرح اُستاذ کے سامنے شاگرد بیٹھتا ہے۔ قرآن مجید کو رحل یا تکیہ پر رکھنا چاہیے۔ آیاتِ قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر' صحیح زیر وزبر کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ حروف اپنے صحیح مخارج سے ادا ہوں اور ہر لفظ صاف سنائی دے۔ قرآن شریف کی تلاوت میں رونا مستحب اور باعث ثواب ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کو پڑھو اور گریہ کرو۔ اگر گریہ نہ کر سکو تو رونے کی شکل بناؤ۔ خاص کر آیاتِ عذاب' تہدید' وعید' عہد و میثاق اور امر و نہی کے پڑھتے وقت اپنی کوتاہیوں اور تقصیروں کو یاد کر کے ضرور رونا چاہیے۔ اور دل کو غمگین بنانا چاہیے کہ یہ رحمت الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

جب سجدہ کی آیتوں میں سے کوئی آیت تلاوت میں آ جائے تو کمال عجز و فروتنی کے ساتھ سجدہ کرے۔ جب کلام مجید کی تلاوت شروع کرے تو ''اَعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کہے اور جب تلاوت ختم کرے تو صدق اللہ العلی العظیم کہے۔ تلاوت قرآن خلوصِ نیت کے ساتھ ہونی چاہیے خواہ پکار کر پڑھے خواہ آہستہ پڑھے' اچھی نیت کے ساتھ جور یا اور نمائش سے پاک ہو' یہ باعث خیر و برکت ہے۔

کلامِ مجید کی تلاوت کے لیے تجوید سیکھ کر ترتیل اور تجوید کا پورا اہتمام رکھنا چاہیے۔ اِسے عام کتابوں اور عبارتوں کی طرح نہ پڑھے بلکہ خاص طور پر پوری خوش آوازی کے ساتھ پڑھے لیکن گانے کا انداز نہ ہو۔ قرآن پاک کو خوش آوازی اور پورے اہتمام کے ساتھ پڑھنا اور بھی باعث ثواب ہے۔

تلاوتِ قرآن مجید کے وقت رموز و علامت اور حرکات و سکنات پر اِحتیاط سے عمل کرنا چاہیے۔ قرآن مجید میں چند ایسے مقامات ہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی سے نادانستہ کلمہ کفر کا اِرتکاب ہو جاتا ہے۔ زیر اور زبر و پیش میں ردّ و بدل کر دینے سے معنی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں اور دانستہ پڑھنے سے گناہِ کبیرہ بلکہ کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اِس لیے تلاوت میں اِحتیاط ضروری ہے۔

٢٥٦٩ - عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں' تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن کو خود سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

٢٥٧٠ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ فَاقْرَؤُهُ فَاِنَّ مَثَلَ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ تَعَلَّمَ فَقَرَاَ وَقَامَ بِهٖ كَمَثَلِ جَرَابٍ مَّحْشُوٍّ مِسْكًا تَفُوْحُ رِيْحُهٗ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ قرآن کو (لفظ اور معنی کے ساتھ) پڑھنا سیکھو' پھر اس کی تلاوت ہمیشہ جاری رکھو لے کیونکہ جس نے قرآن کو سیکھا' پھر پڑھا اور تہجد میں اس کو پڑھتا رہا۔ اُس کی مثال چمڑے کی اس تھیلی کی طرح ہے

كُلَّ مَكَانٍ وَّمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِيْ جَوْفِهٖ كَمَثَلِ جِرَابٍ اُوْكِيَ عَلٰى مِسْكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

جس میں مشک بھرا ہوا ہو اور اس کی خوشبو مکان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جاتی ہے۔ ۲ اور اُس شخص کی مثال جس نے قرآن کو سیکھا اور اس کو سینہ میں لیے سوتا رہا ۳ اُس تھیلی جیسی ہے جس میں مشک تو بھرا ہوا ہو لیکن اُس کا منہ باندھ دیا گیا ہو۔ (اس کی روایت ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے)۔

۱ اور اس کے احکام پر عمل کرتے جاؤ۔

۲ اِس کی برکت پڑھنے اور سننے والوں کو حاصل ہو جاتی ہے۔

۳ نہ تو خود دُور کرتا ہے اور نہ دوسروں کو سکھاتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے۔

۲۵۷۱ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الْاُتْرُجَّةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَّطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَّمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِيْ لَا يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو مسلمان قرآن پڑھتا رہتا ہے اس کی مثال ترنج کے پھل جیسی ہے جس کی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور مزہ بھی عمدہ ہوتا ہے ۱ اور اس مسلمان کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے کھجور کی طرح ہے کہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی لیکن اس کا مزہ شیریں ہوتا ہے ۲ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن کے پھل کی طرح ہے جس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے۔ (منافق کا نہ تو ظاہر اچھا ہے اور نہ باطن) اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے خوشبودار پھول کی طرح ہے کہ خوشبو تو اس کی اچھی ہے لیکن مزہ اس کا کڑوا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری و مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ وہ مسلمان جو قرآن پڑھ کر عمل کرتا ہو وہ ترنج کی طرح ہے اور وہ مسلمان جو قرآن تو نہیں پڑھتا ہے لیکن اس پر عمل کرتا ہے کھجور کی طرح ہے۔

۱ قرآن پڑھنے والے مسلمان کا ظاہر و باطن دونوں اچھے ہوتے ہیں۔

۲ اس کا باطن ایمان کی وجہ سے تو اچھا ہے لیکن قرآن نہ پڑھنے کی وجہ سے ایمان کا اثر اس پر ظاہر نہیں ہے۔

۲۵۷۲ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَّغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَأْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ اِثْمٍ وَّلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ اَوْ يَقْرَاُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثٍ وَّاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَّمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ صفہ پر (جو مسجد نبوی میں ایک سایہ دار چبوترہ ہے) بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کے بازاروں میں جائے ۱ اور وہاں سے بغیر گناہ اور قطع رحمی کے دو بڑے بڑے کوہان والی اونٹنیاں لائے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ایسا ہے تو کیا وجہ ہے کہ پھر تم میں سے کوئی مسجد جا کر قرآن کی دو آیتیں نہیں سکھاتا اور خود نہیں پڑھتا' جو اس کے لیے (دو بڑی) اونٹنیوں سے بہتر ہے اور اسی طرح تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں کے ملنے

الْاِبِلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سے بہتر ہیں ۲؎ وہ اونٹنیوں کی (اُتنی ہی زیادہ) تعداد سے (ثواب واجر میں) بہتر ہیں' اس لیے کہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کا ثواب دُنیا کے تمام نفیس مال سے بہتر ہے کیونکہ آخرت کا ثواب باقی رہنے والا ہے اور دنیا کا اسباب فنا ہونے والا ہے۔اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱؎ بطحان اور عقیق دو مقام ہیں جو مدینہ منورہ سے دو یا تین میل کے فاصلے پر ہیں' جہاں اونٹوں کی خرید و فروخت ہوا کرتی تھی۔

۲؎ بہرحال قرآن کی جتنی زیادہ آیتیں سکھائے گا۔اجر وثواب زیادہ پائے گا۔

۲۵۷۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَنْ يَّجِدَ فِيْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ فَثَلَاثُ اٰيَاتٍ يَقْرَأُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب وہ اپنے گھر واپس جائے تو اس کو تین فربہ گابھن (حاملہ) بڑی اونٹنیاں ملیں۔ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کسی کا نماز میں قرآن کی تین آیتوں کا پڑھنا ثواب اور اجر میں تین فربہ گابھن بڑی اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۵۷۴ - وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ مِّائَةَ اٰيَةٍ لَّمْ يُحَاجَّهُ الْقُرْاٰنُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ مِّائَتَيْ اٰيَةٍ كُتِبَ لَهٗ قُنُوْتُ لَيْلَةٍ وَّمَنْ قَرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ خَمْسَمِائَةٍ اِلَى الْاَلْفِ اَصْبَحَ وَلَهٗ قِنْطَارٌ مِّنَ الْاَجْرِ قَالُوْا وَمَا الْقِنْطَارُ قَالَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص رات میں کم سے کم قرآن کی سو آیتیں پڑھے تو قرآن اس کے لیے (اپنے حق تلاوت) کے بارے میں جھگڑا نہیں کرے گا۔اور جو شخص ایک رات میں دوسو آیتیں پڑھے تو اس کو رات بھر کی عبادت کا ثواب ملے گا۔اور جو شخص رات بھر میں پانچ سو سے ہزار آیتوں تک کی تلاوت کرے گا تو وہ صبح کو اس طرح اٹھے گا کہ اس کو ایک قنطار ثواب مل چکا ہے۔صحابہ نے کہا' یارسول اللہ! یہ قنطار کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بارہ ہزار (درہم یا دینار)۔اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

۲۵۷۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَّهٗ اَجْرَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن کا ماہر ۱؎ اُن مقرب اور معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوحِ محفوظ سے کتبِ الٰہیہ کو لکھتے ہیں اور وہ شخص جو قرآن کو ۲؎ رُک رُک کر پڑھتا ہے تو اس کو دو اجر ملتے ہیں ۳؎۔اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱؎ جو قرآن کے حفظ و تجوید میں مہارت رکھتا ہو اور قرآن کے احکام کا عالم ہو اور اُن پر پوری طرح عمل کرنے والا ہو تو اس کا حشر ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

۲؎ عدم مہارت کی وجہ سے دشواری کے ساتھ دوہرا دوہرا کر۔

۳؎ قرآن کی تلاوت کا بھی اجر اور پڑھنے کی مشقت کا بھی اجر' اس حدیث سے مشقت سے قرآن پڑھنے والے کی دلجوئی مقصود

ہے تاکہ وہ قرآن کے سیکھنے میں کم ہمت نہ ہو یوں تو ماہر بالقرآن کی فضیلت ظاہر ہے کہ اس کا حشر ملائکہ مقربین انبیاء اور مرسلین اور صحابہ کرام کے ساتھ ہوگا۔

۲۵۷۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا عَلٰى اِثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد صرف دو شخصوں پر جائز ہے۔ ایک اس شخص پر جس کو اللہ نے قرآن (یعنی ذوق تلاوت) عطا فرمایا ہو اور وہ رات دن اس کی تلاوت میں مشغول رہتا ہو اور دوسرا وہ شخص (جس پر حسد جائز ہے وہ ہے) کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ اس کو (نیک کاموں میں) دن رات خرچ کیا کرتا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حسد کی دو قسمیں ہیں ایک قسم یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے کو نعمتوں میں دیکھ کر اُس کو برداشت نہ کر سکے اور یہ تمنا کرے کہ اُس کی نعمتیں چھن جائیں اور مجھ کو مل جائیں ایسی تمنا حرام ہے اور حسد کی دوسری قسم جس کو غبطہ کہتے ہیں یہ ہے کہ دوسروں کی نعمتوں کو دیکھ کر یہ آرزو کرے کہ خدا ہم کو بھی ایسی ہی نعمتوں سے سرفراز کرے اور دوسرے کی نعمتوں کے زوال کی تمنا نہ کرے اور یہ جائز ہے اور حدیث شریف میں حسد سے مراد یہی غبطہ مراد ہے۔

۲۵۷۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کتاب یعنی قرآن پر ایمان لانے اس کی تعظیم کرنے اور اس پر عمل کرنے سے بعضوں (کے مراتب کو) بلند فرماتا ہے[۱] اور بعضوں کو (جو قرآن ریاکاری سے پڑھے اور اس پر عمل نہ کرے) قرآن ہی اسے پست (اور ذلیل) کرتا ہے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[۱] دنیا میں ان کو حیات طیبہ سے سرفراز فرماتا ہے اور آخرت میں اُن کا حشر انبیاء اور صدیقین کے ساتھ فرمائے گا۔

۲۵۷۸ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ وَالرَّحْمُ تُنَادِيْ اَلَا مَنْ وَصَلَنِيْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن تین چیزیں عرش کے نیچے ہوں گی۔[۱] قرآن ہے کہ بندوں کے لیے جھگڑے گا[۲] اور قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔[۳] اور دوسری وہ چیز جو عرش کے نیچے ہوگی امانت ہے[۴] تیسری وہ چیز جو عرش کے نیچے ہوگی وہ صلہ رحمی ہے۔[۵] آگاہ ہو جاؤ کہ جو مجھ سے ملا (میرے حقوق کی حفاظت کی) اللہ تعالیٰ بھی اس کو رحمت سے ملائیں گے اور جو مجھ سے ٹوٹا (میرے حقوق کو ضائع کیا) اللہ تعالیٰ بھی اس کو (اپنی رحمت سے) دُور کریں گے۔ اِس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

[۱] جو شخص ان کے حقوق ادا کرے گا اس کے حق میں اور ان کی شفاعت اللہ کے پاس مقبول ہوگی۔ اور جو ان کے حقوق ضائع کرے گا تو اُن کی گرفت سے بچ نہ سکے گا۔ ان میں سے ایک قرآن ہے۔

[۲] اگر انہوں نے اِس کے حقوق کی حفاظت کی ہے اور اِس کے احکام پر عمل کیا ہے تو ان کے فائدے کے لیے اللہ تعالیٰ سے

شفاعت کے لیے اڑ جائے گا اور اگر انھوں نے قرآن کا حق ضائع کیا ہے اور اس کے احکام پر عمل نہیں کیا ہے تو ان کے خلاف حجت قائم کرے گا۔

۳؎ ظاہر قرآن سے مراد تلاوت ہے جس میں سارے مسلمان شریک ہیں اور باطن سے مراد اس کے معانی ہیں۔ اور تدبر وہ ہے جو علمائے اُمت کا حصہ ہے۔

۴؎ اس سے مراد لوگوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے اموال کی نگہداشت ہے۔

۵؎ یعنی قرابت داروں کے حقوق کی حفاظت ہے اور ان تینوں میں سے ہر ایک قیامت کے روز آواز دے گا۔

۲۵۷۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اِقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَؤُهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب قرآن سے۱؎ کہا جائے گا کہ (قرآن) پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا اور جس طرح تو دنیا میں ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھتا تھا' اسی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھتا جا' اس لیے کہ تیرا انتہائی درجہ جنت میں قرآن کی آخری آیت پر ہوگا جس کو تو پڑھے گا' اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۱؎ جو قرآن کا حافظ ہو اور اس کی تلاوت کرتا ہو اور اس کے احکام پر عمل بھی کرتا ہو جب وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ف: واضح ہو کہ جنت کے درجات قرآن کی آیات کے مطابق ہیں اور صاحب مرقات نے علامہ دانی کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرآن کی متفق علیہ آیتیں چھ ہزار ہیں تو اس طرح جنت کے درجات بھی چھ ہزار ہوں گے۔

۲۵۸۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں کچھ بھی قرآن نہ ہو (اس کو کچھ بھی قرآن یاد نہ ہو) تو اس کی مثال ویران گھر کی طرح ہے۱؎ اس حدیث کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۱؎ اس لیے کہ دلوں کی آبادی اور باطن کی زینت ایمان باللہ اور تلاوت قرآن ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے' جس کے دل میں کچھ بھی قرآن نہ ہو تو اس سے مراد قرآن کا صرف وہ حصہ نہیں جو نمازوں میں پڑھا جاتا ہو' بلکہ اس کے سوا مسلمان کو اور بھی کچھ نہ کچھ قرآن یاد کرنا چاہیے' اگر یاد نہ کر سکتا ہو تو کم از کم ناظرہ ہی پڑھتا رہے۔

۲۵۸۱ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهٗ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ بزرگ اور برتر ارشاد فرماتا ہے کہ جس شخص کو قرآن۱؎ نے میرے ذکر اور مجھ سے دعا مانگنے سے باز رکھا تو میں ایسے شخص کو مانگنے والوں سے بہتر دوں گا۲؎ اور اللہ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ عزوجل کی بزرگی اس کی تمام مخلوق پر' اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

الْاِیْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

ا قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے معانی میں تدبر اور اس کے احکام پر عمل کی مشغولیت۔

۲ جو شخص دوسرے اذکار و اوراد کو چھوڑ کر صرف قرآن مجید کو اپنا وظیفہ بنائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مرادیں صحابہ کے اوراد و اذکار سے بڑھ کر بر لائیں گے کیونکہ یہ اللہ کے کلام کے ساتھ مشغول ہے جو سارے اذکار و اوراد سے افضل ہے' سچ ہے کلام الملوک ملوک الکلام۔

۲۵۸۲ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص اللہ کی کتاب یعنی قرآن کا ایک حرف بھی پڑھ لے تو اس کے لیے ہر حرف کے بدلہ ایک نیکی لکھی جائے گی اور ہر نیکی کا بدلہ کم از کم دس گنا ملتا ہے (زیادہ کی کوئی حد نہیں) میں نہیں کہتا کہ "الٓمّٓ" ایک حرف ہے' بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے' اور میم ایک حرف ہے ا اس حدیث کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

ا اس طرح الٓمّٓ پڑھنے سے کم از کم تیس (۳۰) نیکیاں ملتی ہیں۔

۲۵۸۳ - وَعَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَوْ قَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا

حضرت حارث اعور رحمہ اللہ تعالیٰ جو مشہور تابعی ہیں' سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کوفہ کی ایک مسجد میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ (تلاوت قرآن کی بجائے) بے فائدہ باتوں (غیر ضروری مباحثوں) میں مشغول ہیں۔ (یہ دیکھ کر) میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: کیا لوگ (قرآن کی تلاوت کو چھوڑ کر مسجد میں) ایسی خرافات میں مشغول ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (یا امیر المومنین) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خبردار ہو جاؤ! عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس (فتنہ) سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی کتاب (قرآن کے احکام پر عمل کرنا ہی اس فتنہ سے محفوظ رہنا ہے) اس میں تم سے پہلے (کی اُمتوں) کے تذکرے ہیں اور تمہارے بعد (قیامت تک پیش آنے والے واقعات کا بیان ہے اور تمہارے مسائل حلال و حرام وغیرہ) کا ذکر ہے اور وہ یعنی قرآن ہی (حق و باطل کے درمیان) فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی بات ناشائستہ نہیں۔ جس سرکش نے اسے چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کر دے گا اور جس نے ہدایت کو قرآن کے سوا (اُن کتابوں اور علوم

يَهْدِىْ اِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَالدَّارَمِىُّ۔

میں) تلاش کیا (جو کتاب اللہ سے ماخوذ نہیں) تو اللہ تعالیٰ اس کو (ہدایت کے راستہ سے) گمراہ کر دیتے ہیں اور قرآن ہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے اور قرآن ہی حکمت سے بھری ہوئی نصیحت ہے اور قرآن ہی سیدھا راستہ ہے اور قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس کی اتباع کرنے والے کو خواہشاتِ نفس گمراہ نہیں کر سکتیں اور قرآن ایسا کلام ہے جس میں کوئی دوسرا کلام خلط ملط نہیں ہو سکتا۔[1] اور علماء اس سے سیر نہیں ہوتے اور بار بار دہرانے کے باوجود یہ پرانا نہیں ہوتا۔[2] اور اس کے عجائب وغرائب ختم نہیں ہوتے۔ ہاں! یہ وہی کلام ہے جس کو سنتے ہی (ایک لمحہ بھی توقف) کے بغیر جنات نے یہ کہا: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِىْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ (الجن:۱) ہم نے قرآن کو سنا جو عجیب وغریب کلام ہے اور جو ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے جس نے قرآن کے مطابق کہا، سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا، اجر پایا اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ کیا انصاف کیا، جس نے (لوگوں کو) قرآن کی طرف بلایا اس کو سیدھی راہ کی ہدایت ملی۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

1. اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔
2. اس کی تلاوت کی لذت اور شیرینی کم نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت اس کی لذت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: جس نے قرآن کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو گمراہ کر دیں گے۔

اس ارشاد سے بہ ظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مسائل کے استنباط اور استدلال کے لیے صرف قرآن ہی کافی ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ شیخ ابو اسحاق کازرونی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ گمراہ فرقے جیسے خوارج، قدریہ، جبریہ وغیرہ اہل سنت کی طرح قرآن ہی سے استدلال کرتے ہیں۔ اس پر علامہ کازرونی نے قرآن کی آیت پڑھی: "یضل به کثیر ا ویهدی به کثیرا" (اللہ تعالیٰ قرآن ہی سے اکثر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور قرآن ہی سے اکثر لوگوں کو ہدایت دیتے ہیں) اور علامہ ممدوح نے یہ بھی فرمایا کہ گمراہ فرقے کامل طور پر قرآن سے استدلال نہیں کرتے کیونکہ انھوں نے اُن حدیثوں کو چھوڑ دیا جو حقیقت میں مقاصدِ قرآنی کی تفسیریں ہیں، حالانکہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا" (رسول جو کچھ تم کو دیں تم اس کو لے لو اور جس چیز سے تم کو باز رکھیں تم اس سے باز رہو)۔ تو ان فرقوں نے قرآن کی معرفت کا حق ادا نہیں کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بات نہ مانی جو قرآن کی معرفت میں کامل ہیں جس کے نتیجہ میں انھوں نے احادیث کا انکار کیا۔ چنانچہ امام الصوفیاء حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے جو قرآن حفظ نہ کرے اور حدیث نبوی نہ لکھے تو وہ اتباع کے لائق نہیں ہے اور جو ہمارے طریقہ یعنی تصوف میں بغیر علم کے داخل ہوا اور اپنی جہالت پر اڑا رہا تو وہ شیطان کے ہاتھوں میں کھلونا بن جائے گا، کیونکہ ہمارا طریقہ کتاب اور سنت کے ساتھ مقید ہے۔ مرقات کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

قرآن کے ساتھ احادیث نبوی ﷺ مسائل کے استنباط اور استدلال کے لیے حجت اور مآخذ قرار دینے کے لیے محدثین کرام

نے اپنی اپنی کتابوں میں متعدد حدیثیں روایت کی ہیں جن میں سے یہاں بہ طور مثال کے ابوداؤد کی ایک حدیث بیان کی جاتی ہے جس کو حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے تخت پر ٹیک لگائے ہوئے یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے وہ تو صرف قرآن ہی میں موجود ہے (اب حدیث کی کیا ضرورت ہے) سن رکھو! خدا کی قسم! میں نے جن جن چیزوں (کے کرنے کا) کا حکم دیا ہے اور نصیحت کی ہے اور جن چیزوں سے منع کیا ہے (یعنی میری احادیث) وہ بھی (اپنی نوعیت میں) قرآن کی طرح ہیں بلکہ (بعض صورتوں میں) جہاں قرآن مجمل ہو یا ساکت ہو قرآن سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ الی اخر الحدیث۔

اس سے ثابت ہوا کہ احادیث نبوی سے اعراض کرنے والا منکر اور کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو انکارِ حدیث کے فتنہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

٢٥٨٤ - وَعَنْ مُّعَاذٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل کرے تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہتر ہوگی جبکہ یہ فرض کرلیا جائے کہ آفتاب تمہارے گھروں میں روشن ہو۔ پھر بھی تم سمجھ لو کہ (جب ماں باپ کا یہ مرتبہ ہوگا) تو اُس شخص کا کیا مرتبہ ہوگا جس نے قرآن پر عمل کیا۔ اس کی روایت احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے "من قرء القرآن" جو قرآن پڑھے اس بارے میں صاحب مرقات نے ابن حجر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہاں "قرء القرآن" سے مراد حفظ قرآن ہے اس سے حافظ قرآن کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

٢٥٨٥ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ جُعِلَ الْقُرْاٰنُ فِيْ اِهَابٍ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ مَا احْتَرَقَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر قرآن کو چمڑے کے اندر بند کیا جائے اور آگ میں ڈالا جائے تو نہیں جلے گا۔ اس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے (جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے)۔

ف: چمڑے سے مراد جسم انسانی ہے اور آگ سے مراد دوزخ کی آگ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس جسم میں قرآن رہے گا اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ اس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٥٨٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو حفظ کرلیا اور اس کے حلال کو حلال سمجھا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا اور اس کے مطابق عمل کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اُس کو جنت میں داخل کریں گے اور اس کے گھر کے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن پر فسق و فجور کی وجہ سے دوزخ واجب ہوگی۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۵۸۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْرِبُوا الْقُرْاٰنَ وَاتَّبِعُوْا غَرَائِبَهٗ وَغَرَائِبُهٗ فَرَائِضُهٗ وَحُدُوْدُهٗ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ (اے علمائے اُمت) قرآن کے معانی[۱] کو بیان کیا کرو اور اس کے غرائب کی اتباع کرو اور قرآن کے غرائب اس کے فرائض[۲] اور حدود ہیں ۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

[۱] اس کے مطالب اس کے الفاظ کی ندرت اور اس کے اعراب کی توجیہات۔

[۲] فرائض سے مراد قرآن کے اوامر ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور حدود سے مراد نواہی ہیں جن کی ممانعت کی گئی ہے۔

۲۵۸۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ فِیْ غَیْرِ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّكْبِیْرِ وَالتَّسْبِیْحُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ اَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ قرآن کا نماز میں پڑھنا غیر نماز میں قرآن پڑھنے یعنی سادہ تلاوت کرنے سے افضل ہے[۱] اور غیر نماز میں قرآن پڑھنا تسبیح اور تکبیر[۲] سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا صدقہ سے بہتر ہے۔[۳] اور خیرات کرنا نفل روزہ رکھنے سے بہتر ہے۔ اور روزہ دوزخ کی آگ کے لیے سپر (ڈھال) ہے۔ اس کی روایت نے بیہقی شعب الایمان میں کی ہے۔

[۱] یعنی زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

[۲] سبحان اللہ کہنا اور تکبیر اللہ اکبر کہنا۔

[۳] اس لیے کہ عبادت متعدی جس کا فائدہ غیر کو پہنچے اس عبادت سے افضل ہے جس کا فائدہ صرف کرنے والے کو پہنچے۔

۲۵۸۹ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَوْسٍ الثَّقَفِیِّ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قِرَاءَةُ الرَّجُلِ الْقُرْاٰنَ فِیْ غَیْرِ الْمُصْحَفِ اَلْفُ دَرَجَةٍ وَّقِرَاءَتُهٗ فِی الْمُصْحَفِ تُضَعَّفُ عَلٰی ذٰلِكَ اِلٰی اَلْفَیْ دَرَجَةٍ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عثمان بن عبداللہ بن اوس ثقفی رضی اللہ عنہ اپنے دادا حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ آدمی کا قرآن کو دیکھے بغیر (اپنی یاد اور حفظ سے) پڑھنا ہزار درجہ ثواب رکھتا ہے۔ اور قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب (زبانی پڑھنے کے ثواب سے) بڑھا کر دو ہزار درجہ تک دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب یاد (زبانی) سے قرآن پڑھنے سے زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن کو دیکھنا بھی عبادت ہے اور قرآن کو دیکھ کر پڑھنے میں قرآن کو اٹھاتے ہیں اور اُس کو مس کرتے ہیں اور اس کے معانی میں تفکر کرتے ہیں اِن وجوہ سے قرآن کو دیکھ کر پڑھنے کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کو دیکھ کر پڑھتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ کے بکثرت دیکھ کر قرآن پڑھنے سے دو قرآن مجید کے اوراق شکستہ ہوئے ہیں۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات ۱۲)

۲۵۹۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَاُ كَمَا یَصْدَاُ الْحَدِیْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِیْلَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشادفرماتے ہیں کہ دل یقیناً زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہا پانی کے اثر سے زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ!

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جِلَاؤُهَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

اُن کو (دلوں کو) روشن کرنے والی چیز کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا: موت کو بکثرت یاد کرنا اور قرآن کی تلاوت سے (دل روشن ہوتے ہیں)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۵۹۱ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اُجِبْهُ ثُمَّ اَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ قَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھ کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھے آواز دے کر) بلایا' میں نے جواب نہیں دیا اس لیے کہ میں نماز میں مشغول تھا' جب نماز سے فارغ ہوا تو پھر حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور (بطور عذر کے) عرض کیا یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے جواب نہ دے سکا۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے: اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ '' تم اللہ اور اُس کے رسول کے کہنے کو بجالایا کرو جبکہ رسول تمہیں بلائیں' پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تم کو قرآن کی سب سے بڑھ کر عظمت والی سورت نہ سکھاؤں (قبل اس کے کہ تم مسجد سے باہر جاؤ)۔ یہ کہہ کر حضور اقدس ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا (کچھ دیر بعد) جب ہم مسجد سے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم کو قرآن کی سب سے بڑھ کر عظمت والی سورت سکھاؤں گا تو آپ نے فرمایا (ہاں) وہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (سورۂ فاتحہ ہے) اِس میں سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور یہی قرآن عظیم ہے۔ جو مجھے عطا کیا گیا ہے' اِس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں شامل ہے کہ آپ کے بلاوے پر حالت نماز میں بھی نمازی آپ کے حکم کی تعمیل کرے۔ (طحطاوی ۱۲)

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے سورۂ فاتحہ کی ابتداء اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ سے فرمائی ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے' سورۂ فاتحہ کی ابتداء نہیں کی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سورۂ فاتحہ کا جز نہیں ہے' بلکہ ایک مستقل آیت ہے۔

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ فاتحہ کو' اعظم سورۃ من القرآن '' قرآن شریف کی سب سے عظمت والی سورۃ ارشاد فرمایا ہے)۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ قرآن شریف کی اس سورۃ میں جو جامعیت ہے وہ کسی اور سورۃ میں نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے اس کی ابتداء کی گئی ہے۔ پھر'' الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ '' میں صالحین کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ کے وعدہ کی طرف اشارہ ہے' اس کے بعد'' مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ '' میں نافرمان بندوں کے لیے آخرت میں سزا اور ان کے لیے وعید کا ذکر ہے۔ پھر عبادت واستعانت کا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے مخصوص ہونے کا بیان ہے۔ اس کے بعد بندوں کے لیے سوال کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ ان کا بہترین سوال ہدایت کی طلب ہے اور اُن لوگوں کے راستہ کی طلب ہے جن پر انعام ہو۔ جیسے انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین اور آخر میں گمراہوں اور مغضوبین کے راستہ اور پیروی سے نجات کی طلب کا بھی بیان ہے' اِس طرح

سے سورۂ فاتحہ میں سارے سالکین کے سارے معاملات اور منازل کا ذکر ہے۔ اور حدیث شریف میں اِس سورۃ کو قرآنِ عظیم جو فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مطالب پورے قرآن میں مفصل مذکور ہیں اُن کا بیان سورۂ فاتحہ میں مجمل موجود ہے۔ (۱۲)

۲۵۹۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ کَیْفَ تَقْرَاُ فِی الصَّلٰوةِ فَقَرَاَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرَاةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُعْطِیْتُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَی الدَّارِمِیُّ مِنْ قَوْلِهٖ مَا اُنْزِلَتْ وَلَمْ یَذْکُرْ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تم نماز میں (قرآن) کس طرح پڑھتے ہو تو انھوں نے اُم القرآن "سورۂ فاتحہ" پڑھ کر سنائی تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے ذات باری تعالیٰ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس سورۃ کے مثل نہ تو کوئی سورۃ نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن (کے بقیہ حصہ) میں اور یہ "سورۂ فاتحہ" سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں تو اور یہی یعنی سورۂ فاتحہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور دارمی نے بھی اِس کی اسی طرح روایت کی ہے۔

۲۵۹۳ - وَعَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ مُّرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ فَاتِحَةِ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ (جو مشہور تابعی اور کوفہ کے قاضی تھے) سے مرسلاً روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاتحہ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ کے بارے میں اِرشاد فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ (کے پڑھنے کے بارے میں لکھ کر لگاتے اور لکھ کر پینے) میں ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ اِس کی روایت دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اِس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۵۹۴ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اُسَیْدَ بْنَ حُضَیْرٍ قَالَ بَیْنَمَا هُوَ یَقْرَاُ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطَةٌ عِنْدَهٗ اِذَا جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ فَقَرَاَ فَجَالَتْ فَسَکَتَ فَسَکَنَتْ ثُمَّ قَرَاَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَکَانَ ابْنُهٗ یَحْیٰی قَرِیْبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِیْبَهٗ وَلَمَّا اَخَّرَهٗ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَی السَّمَاءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِیْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْرَاْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ، اقْرَاْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاَشْفَقْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ تَطَاَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْهَا قَرِیْبًا فَانْصَرَفْتُ اِلَیْهِ وَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَاءِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ رات میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے کہ اچانک ان کا گھوڑا جو اُن سے قریب ہی بندھا ہوا تھا اُچھلنے اور کودنے لگا تو حضرت اُسید نے قرآن پڑھنا روک دیا تو گھوڑا خاموش ہو گیا جب انھوں نے پھر تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر اُچھلنے بدکنے لگا۔ یہ دیکھ کر اُنھوں نے تلاوت روک دی تو گھوڑا بھی خاموش کھڑا ہو گیا۔ حضرت اُسید تیسری بار پھر قرآن پڑھنے لگے تو گھوڑے نے پھر بدکنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت اُسید اِس خوف سے خاموش ہو گئے کہ اُن کا بچہ بھی جو گھوڑے سے قریب ہی سو رہا تھا، کہیں گھوڑا اُس کو زخمی نہ کر دے۔ جب حضرت اُسید نے اپنے بچہ کو سلا دیا تو اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابر کی مانند کوئی چیز سایہ فگن ہے، جس میں چراغوں کی طرح کچھ چیزیں روشن ہیں۔ جب صبح ہوئی تو حضرت اُسید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (یہ واقعہ)

فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فِيهَا أَمْثَالُ الْمَصَابِيحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰى لَا أَرَاهَا قَالَ وَتَدْرِيْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا، قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ لِصَوْتِكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَنْظُرُ النَّاسُ إِلَيْهَا لَا تَتَوَارٰى مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِيْ وَفِيْ مُسْلِمٍ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ بَدَلُ فَخَرَجْتُ عَلٰى صِيْغَةِ الْمُتَكَلِّمِ.

عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ابن حضیر! کاش! تم پڑھتے ہی رہتے' اے ابن حضیر! کاش! تم قرآن پڑھتے ہی رہتے۔ یہ سن کر حضرت اُسید نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ڈر گیا تھا کہ تلاوت کو جاری رکھنے کی صورت میں کہیں گھوڑا میرے بچہ یحییٰ کو نہ روند ڈالے جو اس سے قریب ہی سو رہا تھا۔ پس میں قرآن کی تلاوت کو روک کر بچہ کے پاس گیا اور آسمان کی طرف اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز ابر کی طرح سایہ فگن ہے جس میں چراغوں کی مانند کچھ چیزیں روشن ہیں۔ پھر میں باہر نکلا تو دیکھا کہ کچھ بھی نہ تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: سنو! وہ فرشتے تھے (جو لطیف اور نورانی اجسام کی شکل میں تمہاری قراءت سننے کے لیے آئے تھے۔ اگر تم اپنی قراءت جاری رکھتے تو صبح لوگ فرشتوں کو اس طرح دیکھ لیتے کہ وہ فرشتے اُن سے پوشیدہ نہ رہتے' یعنی لوگ فرشتوں کو برملا دیکھ لیتے۔ اس کی روایت متفقہ طور پر بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

۲۵۹۵ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ يَقْرَأُ فِيْهِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے گھروں کو مقبروں کی طرح نہ بناؤ یعنی گھروں میں تلاوت قرآن' نفل عبادات اور اذکار وغیرہ کیا کرو' کیونکہ شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۃ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: ہر مسلمان کے گھر میں تلاوت قرآن پاک کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں تلاوت کلام پاک ہوتی ہے' وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اترتے ہیں۔ اہل خانہ آفات و بلیات سے محفوظ رہتے ہیں۔ مصائب' تکالیف اور امراض وغیرہ سے بچے رہتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و غفران کے وہ مستحق ہوتے ہیں اور جہاں تلاوت نہیں ہوتی وہاں خرابی و بربادی ہوتی ہے۔ اور وہ جگہ نحوست ونجاست اور بلاء وامراض کی آماجگاہ ہوتی ہے۔

۲۵۹۶ - وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ أَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ أَتَدْرِيْ أَيُّ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَكَ أَعْظَمُ قُلْتُ اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ لِيَهْنِكَ الْعِلْمُ يَا أَبَا الْمُنْذِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: اے ابوالمنذر (یہ حضرت ابی بن کعب کی کنیت ہے)۔ تمہارے خیال میں اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن کی کون سی آیت سب سے بڑھ کر فضیلت والی ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے دوبارہ فرمایا: اے ابوالمنذر! قرآن کی کون سی آیت تمہارے خیال میں افضل ہے۔ اب میں نے عرض کیا: "اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" (یعنی پوری آیۃ الکرسی) حضرت اُبی کہتے ہیں کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے شفقت سے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا اور ارشاد فرمایا: اے ابوالمنذر! تم کو تمہارا یہ علم مبارک

ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ قرآن کی بعض سورتوں کو دوسری سورتوں پر اور بعض آیتوں کو دوسری آیتوں پر فضیلت ہے جیسے آیۃ الکرسی وغیرہ اور افضل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ان کے پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے اور افضل ہونے کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ایسی سورتیں اور آیتیں اپنے معنی اور مضامین کے اعتبار سے دل کو زائد متنبہ کرنے والی ہیں۔اور فضیلت کا یہی مفہوم زیادہ قرین صواب ہے۔یہ جواہر الاخلاطی میں مذکور ہے' اس بارے میں دوسرا قول یہ بھی ہے کہ یوں تو پورا قرآن' کلام اللہ کی حیثیت سے مساوی مرتبہ کا حامل ہے۔اس لیے اس کے کسی جزء کو کسی جزء پر فضیلت ہرگز نہ دی جائے اور یہی مسلک مختار اور مفتی بہ ہے۔

٢٥٩٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ وَكَّلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ وَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ وَّلِىْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِىْ فَاِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكٰى حَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالًا فَرَحِمْتُهٗ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّهٗ فَجَاءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُهٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکوٰۃ یعنی صدقہ فطر کے غلہ کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا۔پس میرے پاس ایک شخص آیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے غلہ سمیٹنے لگا۔میں نے اُس کو پکڑ لیا اور اُس سے کہا' میں ضرور تجھے حضور اکرم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔اُس نے کہا' مجھے چھوڑ دو' میں محتاج ہوں اور صاحب اولاد ہوں جن کا نفقہ میرے ذمہ ہے اور میں سخت ضرورت مند ہوں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی تو (حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا) تو نبی کریم ﷺ نے میرے کچھ کہے بغیر خود ہی مجھ سے دریافت فرمایا: ابو ہریرہ! تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! اُس نے اپنی سخت ضرورت اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھ کو اُس پر ترس آ گیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا' یاد رکھو اُس نے تم سے جھوٹ کہا ہے اور کل پھر آئے گا۔رسول اللہ ﷺ کے فرمانے پر کہ وہ کل پھر آئے گا' چنانچہ میں اس کی تاک میں رہا۔پس وہ پھر آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ سمیٹنے لگا۔میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا' میں تجھ کو ضرور آج رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کروں گا۔اُس نے پھر کہا' مجھے چھوڑ دو۔میں بہت محتاج ہوں اور بچوں کا سارا بوجھ میری گردن پر ہے۔میں اب پھر نہیں آؤں گا۔مجھے اس پر پھر رحم آ گیا اور میں نے اُس کو چھوڑ دیا اور جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضور انور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تمہارا رات والا قیدی کیا ہوا' میں نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ اُس نے اپنی سخت ضرورت کی شکایت کی اور بچوں کی ضرورت کا بھی اظہار کیا تو مجھے اُس پر رحم آ گیا۔اور میں نے اُس کو چھوڑ دیا۔حضور انور ﷺ نے فرمایا: اس نے تم سے جھوٹ کہا۔وہ پھر آئے گا۔رسول اللہ ﷺ کے فرمانے سے کہ پھر وہ آئے گا میں نے یقین کرلیا کہ وہ ضرور دوبارہ آئے گا۔چنانچہ میں اُس کو پکڑنے کے لیے

مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعَمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ زَعَمَ اَنَّهٗ يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهَا قَالَ اَمَا اِنَّهٗ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ وَّتَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ لَيَالٍ قُلْتُ لَا ' قَالَ ذَاكَ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

تاک میں رہا' وہ پھر آیا اور غلہ سمیٹنے لگا۔ میں نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا میں تجھ کو ضرور آج رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر کروں گا اور یہ تین دفعہ میں آخری مرتبہ ہے کہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ نہیں آؤں گا اور پھر آ گیا ہے' اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تم کو چند کلمے ایسے سکھا دیتا ہوں جن کے ذریعے سے اللہ تمہیں فائدہ دے گا۔ جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی "اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم" تاختم آیت یعنی "وھو العلی العظیم" تک پڑھ لیا کرو تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہارا ایک نگہبان یعنی ایک فرشتہ مقرر کیا جائے گا اور (اس کی برکت سے) صبح تک کوئی شیطان اور جن تمہاری ایذا رسانی کے لیے تمہارے قریب نہیں آئے گا تو میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی اور میں حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا قیدی کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مجھے چند کلمات ایسے سکھا دیئے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ دیں گے۔ (چنانچہ اُس نے مجھے سوتے وقت یہ آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت بتائی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اُس نے جو کچھ بتایا ہے سچ بتایا ہے (آیۃ الکرسی کی وہی خاصیت ہے (اگرچہ کہ اور باتوں میں) وہ جھوٹا ہے۔ (ابوہریرہ!) کیا تم کو خبر ہے کہ تین راتوں سے کون تم سے مخاطب تھا' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں' میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا (جو صدقات میں نقص پیدا کرنے اور خیر کے کاموں میں خلل ڈالنے کے لیے آیا کرتا ہے)۔ اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٢٥٩٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَمَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ نَقِيْضًا مِّنْ فَوْقِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ هٰذَا بَابٌ مِّنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ اِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ اُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيْمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَاَ بِحَرْفٍ مِّنْهُمَا اِلَّا اُعْطِيْتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت جبریل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حضور انور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ یکا یک حضرت جبریل علیہ السلام نے اُوپر کی جانب سے ایک سخت آواز سنی تو انھوں نے (آسمان کی طرف) اپنے سر کو اُٹھایا اور کہا (یہ آواز آسمان کے ایک دروازے کے کھلنے کی تھی) اور آسمان کا یہ دروازہ آج سے پہلے کبھی کھولا نہیں گیا تھا اور اس دروازہ سے ایک فرشتہ اُترا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: یہ فرشتہ جو زمین پر اُترا ہے آج سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا ہے۔ اِس فرشتہ نے حضور اقدس ﷺ کی (خدمت میں آ کر) سلام عرض کیا اور کہا: آپ کو خوش خبری ہو کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دو نور ایسے عطا کیے گئے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کیے گئے۔ ایک تو فاتحہ الکتاب یعنی سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں ہیں۔

(جو "آمن الرسول" سے شروع ہو کر ختم سورۃ پر ختم ہوتی ہیں) ان میں سے جو حرف آپ پڑھیں گے' اس کا ثواب آپ کو دیا جائے گا (اور ان میں جو دُعا ہے وہ قبول ہوگی)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کو "نــــــوریــــــن" دو نور فرمایا گیا ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ دونوں پڑھنے والے کے لیے قیامت کے دن روشنی کی صورت میں آگے آگے چلیں گے اور جنت کے راستہ کی رہبری کریں گے۔

۲۵۹۹ - وَعَنْ اَيْفَعِ بْنِ عَبْدِ الْكَلَاعِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ سُوْرَةِ الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ قَالَ اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ قَالَ فَاَيُّ اٰيَةٍ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ تُحِبُّ اَنْ تُصِيْبَكَ وَاُمَّتَكَ قَالَ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ تَحْتِ عَرْشِهٖ اَعْطَاهَا هٰذِهِ الْاُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی کون سی سورۃ سب سے افضل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قل هو الله احد[1]۔ انھوں نے دریافت کیا کہ قرآن کی کون سی آیت سب میں افضل ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آیۃ الکرسی "اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" سے لے کر "هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ" تک سب آیتوں میں افضل ہے) اُن صاحب نے پھر عرض کیا' یا نبی اللہ! آپ اپنے لیے اور اپنی اُمت کے لیے کون سی آیت ارشاد فرماتے ہیں[2] تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں' اس لیے کہ یہ سورت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں میں سے ہے جو اس کے عرش کے نیچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو میری اُمت کو عطا کیا ہے اور دُنیا اور آخرت کی کوئی بھلائی ایسی نہیں ہے جو اس میں شامل نہ ہو۔ اِس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

[1] یہ سورۂ اخلاص مضامین توحید کے اعتبار سے سب سے افضل ہے۔
[2] کہ اس کو پڑھ کر اس کا ثواب اور اس کے خیر و برکات زیادہ حاصل ہوں۔

۲۶۰۰ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِاٰيَتَيْنِ اَعْطَيْتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَاءَ كُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ وَّقُرْبَانٌ وَّدُعَاءٌ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا.

حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو جن دو آیتوں پر ختم کیا ہے یہ آیتیں مجھ کو اس خزانہ سے عطا کی گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے' پس تم خود ان (آیتوں کو) سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھاؤ' اس لیے کہ یہ (دو آیتیں) رحمت ہیں اور قربِ (الٰہی کا ذریعہ ہیں) دُعا ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے مرسلاً کی ہے۔

۲۶۰۱ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفَيْ عَامٍ اَنْزَلَ مِنْهُ اٰيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَا تُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقْرَبُهَا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل (اپنے فرشتوں کو حکم دے کر) قرآن کریم کو لوح محفوظ میں لکھوا دیا تھا اور اِسی قرآن کریم کی دو آیتیں آمن الرسول (تا ختم سورہ) ہیں۔ جن پر سورۂ بقرہ کو ختم فرمایا' جس گھر میں دو آیتیں تین رات مسلسل پڑھی

الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

جائیں تو شیطان اس گھر کے قریب نہ آسکے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

٢٦٠٢ - وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَ بِهِمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو شخص اُن کو رات میں پڑھے تو وہ اس کے لیے کافی ہو جاتی ہیں۔[1] (بخاری ومسلم)

[1] یعنی ہر آفت وبلا سے اس کی حفاظت کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

٢٦٠٣ - وَعَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ اِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ (جو مشہور تابعی ہیں) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو جمعہ کے روز سورۂ آل عمران پڑھے تو فرشتے رات تک اس کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٠٤ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ اٰخِرَ اٰلِ عِمْرَانَ فِيْ لَيْلَةٍ كُتِبَ لَهٗ قِيَامُ لَيْلَةٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں رات میں یعنی "ان فی خلق السموات والارض" سے لے کر آخر سورۃ تک پڑھے تو رات بھر عبادت کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٠٥ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ اِقْرَؤُا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا يَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَايَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَؤُا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَّتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَّلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قرآن پڑھتے رہا کرو[1] اس لیے کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لیے جو اس کے حقوق وآداب ادا کرتے ہوں قیامت کے دن شفیع بن کر آئے گا۔ خصوصاً دو چمک دار اور روشن سورتوں سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو زیادہ پڑھا کرو اس لیے کہ یہ سورتیں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے سروں پر اس طرح سایہ فگن ہوں گی اور ایسے آئیں گی کہ گویا وہ ابر کے دو ٹکڑے ہوں[2] یا اس طرح آئیں گی جیسے کہ کوئی دو سایہ کرنے والی چیزیں جس میں سایہ بھی ہو اور روشنی بھی آتی ہو۔[3] یا اس طرح آئیں گی جیسے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں (جو پڑھنے والوں پر) صف بستہ سایہ فگن ہیں۔[4] اور یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی حمایت اور شفاعت کے لیے اللہ تعالیٰ سے جھگڑیں گی اور سورۂ بقرہ کو کثرت سے پڑھا کرو (اس لیے کہ اس کی پابندی سے تلاوت اور اس کے معنی میں تدبر) برکت ہے اس لیے اس کی پابندی کرو اور اس کو چھوڑ دینا حسرت (اور ندامت) ہے۔ اور اہل باطل یعنی کسلمند (سست) ہی اس کی تلاوت سے محروم رہتے ہیں۔[5] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] قرآن کی تلاوت کو غنیمت جانو اور اس پر مداومت رکھو۔

[2] تو یہ اس شخص کے لیے ہوگا جو معنی سمجھے بغیر ان کو پڑھے۔

۳؎ یہ اُس شخص کے لیے ہوگا جو معنی کے ساتھ اُن کی تلاوت کرے۔
۴؎ یہ اُس شخص کے لیے ہوگا جو اُن کو خود پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔
۵؎ سورۂ بقرہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کے پڑھنے والے پر جادو اثر نہیں کرتا۔

۲٦٠٦ - وَعَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَ اٰلِ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافٍّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن قرآن کو اور قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ قرآن ان کے آگے آگے ہوگا اور سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اِس حالت میں ہوں گے جیسے ابر کے دو ٹکڑے ہیں یا کوئی دو سایہ دار سیاہ چیزیں ہیں جن میں چمک اور روشنی ہے یا صف بستہ پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہیں جو اپنے پڑھنے والوں کی (حمایت اور شفاعت میں اللہ تعالیٰ سے) جھگڑیں گی۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲٦٠٧ - وَعَنْ كَعْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ هُوْدٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سورۂ ہود پڑھا کرو۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

۲٦٠٨ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ يَّرْقُدَ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِنَّ اٰيَةً خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ مُرْسَلًا وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ ان سورتوں میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے اس کی روایت خالد ابن معدان سے مرسلاً کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مسبحات اُن سورتوں کو کہتے ہیں کہ جن کے اوائل میں ''سبحان'' یا ''یسبح'' یا ''سبح'' یا ''سبح'' کے کلمات آئے ہوں اور یہ سات سورتیں ہیں: (۱) سبحان الذی: سورۂ بنی اسرائیل پ ۱۵ (۲) سورۂ حدید: پ ۲۷ (۳) سورۂ حشر: پ ۲۸ (۴) سورۂ صف: پ ۲۸ (۵) سورۂ جمعہ: پ ۲۸ (٦) سورۂ تغابن: پ ۲۸ (۷) سورۂ اعلیٰ ''سبح اسم ربك الاعلٰی'' پ ۳۰ جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ اِس حدیث شریف میں جو ارشاد ہے کہ مسبحات میں ایک ایسی آیت ہے جو ایک ہزار آیتوں سے افضل ہے' اِس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ یہ آیت ''لو انزلنا هذا القرٰان الی اٰخره'' ہے اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ آیت ''هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيئی عليم'' ہے۔

۲٦٠٩ - وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَّقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَاِلٰى جَانِبِهٖ حِصَانٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدْنُوْا وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهٗ يَنْفِرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رات کے وقت سورۂ کہف پڑھ رہے تھے اور اُن کے قریب ایک طرف ایک گھوڑا دو رسّیوں سے بندھا ہوا تھا' کہ ایک ابر کا ایک ٹکڑا اس پر چھا گیا اور وہ ابر اُترتا اور قریب ہوتا گیا اور گھوڑا یہ دیکھ کر بدکنے لگا جب صبح ہوئی تو وہ صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ سکینہ (رحمت الٰہی ہے) جو اطمینان قلب کے لیے ابر کی صورت میں قرآن پڑھتے وقت نازل ہوتی ہے۔ اس کی روایت بخاری و مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦١٠ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَشَرَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کو زبانی یاد کر لے تو وہ دجال کے فتنہ اور شر سے بچالیا جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٦١١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ عَصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سورۂ کہف کی ابتدائی تین آیتوں کو تلاوت کرتا رہے تو اس کو دجال کے فتنہ سے بچالیا جائے گا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں میں بہ ظاہر جو تضاد معلوم ہوتا ہے۔ اس کی تطبیق کے بارے میں مرقات میں مذکور ہے کہ دس آیتوں والی حدیث بعد کی ہے اور تین آیتوں والی پہلے کی ہے۔ لہٰذا جو شخص دس آیتوں کو پڑھے گا وہ تین آیتوں کا بھی عامل ہوگا۔

٢٦١٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ النُّوْرُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو اُس کا قلب آنے والے دوسرے جمعہ تک (ہدایت اور نور سے) منور کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٦١٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَرَأَ طٰهٰ وَيٰسٓ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِكَةُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰى لِاُمَّةٍ يُّنْزِلُ هٰذَا عَلَيْهَا وَطُوْبٰى لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ هٰذَا وَطُوْبٰى لِاَلْسِنَةٍ تَتَكَلَّمُ بِهٰذَا رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے کے ایک ہزار برس پہلے (ملائکہ کو) سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسین پڑھ کر سنائی۔[1] جب ملائکہ نے قرآن کی ان دونوں سورتوں کو سنا تو بے ساختہ کہہ اُٹھے مبارک ہے وہ اُمت جس پر یہ سورتیں اُتاری جائیں گی اور مبارک ہیں وہ قلوب جو ان سورتوں کے حامل ہوں گے اور مبارک ہیں وہ زبانیں جو ان کی تلاوت کریں گی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

[1] اس لیے کہ یہ دونوں سورتیں یعنی سورۂ طٰہٰ اور سورۂ یٰسین نبی کریم ﷺ کے اسم مبارک سے شروع ہوتی ہیں اور سنانے کا مقصود حضور اقدس ﷺ کی فضیلت کو ملائکہ پر ظاہر کرنا تھا۔

٢٦١٤ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ اِقْرَءُوا الْمُنْجِيَةَ وَهِيَ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ فَاِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَقْرَؤُهَا مَا يَقْرَأُ شَيْئًا غَيْرَهَا وَكَانَ كَثِيْرَ

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو شام کے مشہور تابعی ہیں) سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رات کے ابتدائی حصہ میں "الٓمّٓ تنزیل سجدہ" کو پڑھا کرو جو عذاب قبر اور حشر سے نجات دلانے والی سورۃ ہے

الْخَطَايَا فَنَشَرَتْ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ قَالَتْ رَبِّ اغْفِرْ لَهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُكْثِرُ قِرَاءَتِيْ فَشَفَّعَهَا الرَّبُّ تَعَالٰى فِيْهِ وَقَالَ اكْتُبُوْا لَهُ بِكُلِّ خَطِيْئَةٍ حَسَنَةً وَّارْفَعُوْا لَهُ دَرَجَةً وَّقَالَ اَيْضًا اِنَّهَا تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ مِنْ كِتَابِكَ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِ وَاِنْ لَّمْ اَكُنْ مِّنْ كِتَابِكَ فَامْحُنِيْ عَنْهُ وَاِنَّهَا تَكُوْنُ كَالطَّيْرِ تَجْعَلُ جَنَاحَهَا عَلَيْهِ فَتَشْفَعُ لَهُ فَتَمْنَعُهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَقَالَ فِيْ تَبَارَكَ مِثْلَهُ وَكَانَ خَالِدٌ لَّا يَبِيْتُ حَتّٰى يَقْرَاَهُمَا وَقَالَ طَاوُسٌ فُضِّلَتَا عَلٰى كُلِّ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ بِسِتِّيْنَ حَسَنَةً رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

اس لیے کہ مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ ایک شخص اس سورۃ کو بہ طور وظیفہ کے پڑھا کرتا تھا اور اس سورۃ کے سوا کسی اور سورۃ کو بہ طور ورد کے) نہیں پڑھتا تھا اور وہ بہت گناہ گار تھا (جب اس شخص کا انتقال ہوا تو) یہ سورۃ اور اس کا ثواب ایک پرندہ کی شکل اختیار کر کے اپنے بازوؤں کو اس شخص پر پھیلا دیتا اور اس کو بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے اس طرح عرض کیا: اے پروردگار! اس شخص کو بخش دے کہ یہ مجھے بکثرت پڑھا کرتا تھا' اللہ تعالیٰ نے اُس سورۃ کی شفاعت کو اُس شخص کے حق میں قبول فرما لیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ اس کے ہر ایک گناہ کے بدلہ ایک ایک نیکی لکھ دو اور اس کے درجہ کو بلند کر دو اور راوی نے یہ بھی کہا کہ یہ سورۃ اپنے تلاوت کرنے والے کے لیے قبر میں عذاب کی تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ سے جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اے اللہ! اگر میں تیری کتاب میں سے ہوں تو میری شفاعت کو اُس شخص کے حق میں قبول فرما اور اگر میں تیری کتاب میں سے نہیں ہوں تو مجھے اس کتاب سے مٹا دے اور راوی نے یہ بھی کہا کہ یہ سورۃ اپنے پڑھنے والے کی قبر میں پرندے کی شکل میں اپنے پروں کو پھیلا دے گی اور اس کی شفاعت کر کے اس کو عذاب قبر سے بچائے گی۔ اور راوی نے سورۂ تبارک الذی کے بارے میں بھی ایسا ہی کہا ہے کہ یہ سورۃ بھی ''الٓمّٓ تنزیل'' کی طرح اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچالے گی اور خالد یعنی اس حدیث کے راوی ان دونوں سورتوں کو پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے اور طاؤس جو مشہور تابعی ہیں (اور راوی حدیث ہیں) بیان کرتے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں یعنی سورۂ ''الٓمّٓ تنزیل السجدہ'' اور سورۂ ''تبارك الذی'' قرآن کی ہر سورۃ پر ثواب میں ساٹھ ہزار نیکیوں کی تعداد سے زیادہ اجر رکھتی ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦١٥ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَاَ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ وَتَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَّكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْمَصَابِيْحِ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رات میں سورۂ ''الٓمّٓ تنزیل'' اور سورۂ ''تبارك الذی بيد الملك'' پڑھے بغیر سویا نہیں کرتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

٢٦١٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَّقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَاَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِقِرَاءَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسین ہے اور جو سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو دس مرتبہ قرآن تلاوت کرنے کا ثواب

تِهَا قِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارَمِیُّ. عطا فرماتے ہیں۔ (ترمذی اور دارمی)

ف: اس حدیث میں سورۂ یٰسین کو قرآن کا دل کہا گیا ہے۔ اس بارے میں بھی امام نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سورۂ یٰسین میں اُصول ثلاثہ یعنی وحدانیت باری تعالیٰ رسالت اور حشر کا بیان ہے کہ ان تینوں چیزوں کا تعلق قلب سے ہے۔ اسی وجہ سے سورۂ یٰسین کو قرآن کا قلب قرار دیا گیا۔ اھ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایمان کی صحت کا انحصار حشر ونشر کے یقین اور اس کے استحضار پر ہے اور اُن کی تفصیل سورۂ یٰسین میں بتمام وکمال مذکور ہے اسی وجہ سے اس کو قرآن کا دل کہا گیا ہے اور امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس قول کو احسن قرار دیا ہے اس لیے کہ سورۂ یٰسین کی تلاوت سے مردہ قلوب زندہ ہو جاتے ہیں اور غفلت سے چونک کر طاعات کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے قریب المرگ کے پاس اس کی تلاوت کی ترغیب وارد ہے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

۲۶۱۷ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ رَوَاهُ الدَّارَمِیُّ مُرْسَلًا.

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو مکہ کے مشہور تابعی ہیں) روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو دن کے ابتدائی حصہ میں پڑھ لے تو اس کی برکت سے اس شخص کی دینی ودنیوی حاجتیں پوری کردی جاتی ہیں اور اس کی روایت دارمی نے مرسلاً کی ہے۔

۲۶۱۸ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَؤُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پڑھے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں تو تم اُس کو اُن لوگوں کے پاس پڑھا کرو جو قریب المرگ ہوں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سورۂ یٰسین کو اخلاص سے پڑھنے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور قریب المرگ شخص کے پاس اگر سورۂ یٰسین پڑھی جائے تو وہ اُس کو سنے گا۔ اور اس کا دل متاثر ہوگا اور اس کے گناہ بھی معاف ہوں گے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔ صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ چونکہ سورۂ یٰسین کی تلاوت گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے اس لیے قبروں کے پاس بھی اس کو پڑھنا چاہیے۔

۲۶۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ وَاٰيَةَ الْكُرْسِیِّ حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُمْسِیَ وَمَنْ قَرَأَ بِهِمَا حِيْنَ يُمْسِیْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰى يُصْبِحَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ الدَّارَمِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ حم المومن کو "اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ" تک "حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم ○ غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ھو الیہ المصیر" اور آیۃ الکرسی صبح پڑھ لے تو شام تک محفوظ رہتا ہے اور (اسی طرح) جو ان کو شام کے وقت پڑھ لے تو وہ (ان کے پڑھنے کی برکت سے) صبح ہونے تک محفوظ رہتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

لے ان کے پڑھنے کی برکت سے تمام ظاہری اور باطنی آفات اور بلیات سے۔

٢٦٢٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةٍ اَصْبَحَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص رات میں سورۂ دخان حٰم الدخان (پ ٢٥ میں ہے) پڑھ لے تو صبح تک ٧٠ ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٦٢١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اَلدُّخَانَ فِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ غُفِرَلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ حم الدخان شب جمعہ پڑھا کرے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٦٢٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامًا وَّاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ لُبَابًا وَّاِنَّ لُبَابَ الْقُرْاٰنِ اَلْمُفَصَّلُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی ایک بلندی ہوتی ہے اور قرآن کی بلندی سورۂ بقرہ ہے اور ہر چیز کا ایک خلاصہ ہوتا ہے اور قرآن کا خلاصہ مفصل سورتیں ہیں اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں سورۂ بقرہ کو "سنام القرآن" (قرآن کی بلندی) اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ یہ طویل سورت ہے اور اس میں بہت سارے احکام مذکور ہیں اور اس میں جہاد کا جو حکم موجود ہے اس کی وجہ سے اسلام کو بلندی حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں مفصلات کو لباب القرآن اس لیے کہا گیا کہ ان سورتوں میں اُن چیزوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے جو قرآن کے دوسرے حصہ میں اجمال کے ساتھ مذکور ہیں۔ اور سورۂ حجرات (پ ٢٦) سے لے کر آخر قرآن تک کی تمام سورتوں کو مفصل کہتے ہیں۔ (یہ پورا مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)۔

٢٦٢٣ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ عَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ اَلرَّحْمٰنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن لے ہیں ہے۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

لے کیونکہ سورۂ رحمٰن میں دنیوی نعمتوں کے ساتھ ساتھ اُخروی نعمتوں اور جنت کے حور و غلمان کا ذکر ہے۔

٢٦٢٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَّمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَّكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَّأْمُرُ بَنَاتَهٗ يَقْرَأْنَهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سورۂ واقعہ کو ہر شب پڑھے تو وہ کبھی تنگدست اور محتاج نہ ہوگا۔ اور حضرت ابن مسعود اپنی لڑکیوں کو تاکید فرماتے کہ وہ ہر رات اس سورۃ کو پڑھا کریں اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٦٢٥ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت تین دفعہ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں (جو

الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَقَرَأَ ثَلَاثَ اٰیَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْحَشْرِ وَکَّلَ اللّٰہُ بِہٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَکٍ یُّصَلُّوْنَ عَلَیْہِ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ مَّاتَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مَاتَ شَہِیْدًا وَّمَنْ قَالَھَا حِیْنَ یُمْسِیْ کَانَ بِتِلْکَ الْمَنْزِلَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

''ھو الذی لا الہ الا ھو'' سے شروع ہوکر ''وھو العزیز الحکیم'' پرختم ہوتی ہیں) جوشخص پڑھ لےتو اللہ تعالیٰ (اِس کی برکت سے) ستر ہزار فرشتوں کومقرر فرمادیتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ اُس روز فوت ہوجائے تو وہ شہید مرتا ہے اور جوشخص اِن آیتوں کو اسی طرح شام کے وقت پڑھے تو ایسے شخص کو بھی یہی مرتبہ ملے گا۔ (ترمذی اور دارمی)

۲۶۲۶ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ سُوْرَۃً فِی الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ اٰیَۃً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَہٗ وَھِیَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن میں ۳۰ آیتوں والی ایک سورۃ ہے جس نے ایک شخص کی شفاعت کی جو اس کو پڑھا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کو بخش دیا گیا اور وہ سورۃ ''تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ'' ہے۔ اِس کی روایت امام احمد ترمذی ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۶۲۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَرَبَ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خِبَاءَہٗ عَلٰی قَبْرٍ وَّھُوَ لَا یَحْسِبُ اَنَّہٗ قَبْرٌ فَاِذًا فِیْہِ اِنْسَانٌ یَّقْرَأُ سُوْرَۃَ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ حَتّٰی خَتَمَھَا فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِیَ الْمَانِعَۃُ ھِیَ الْمُنْجِیَۃُ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے (لاعلمی میں) ایک قبر کی جگہ پر ڈیرہ لگایا اور اُن کو یہ گمان نہ تھا کہ یہ قبر ہے۔ ناگہاں انھوں نے دیکھا کہ اس میں ایک انسان ہے جو سورہ ''تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ'' پڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ انھوں نے سورہ کو ختم کیا۔ اُن صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: کہ یہ سورہ عذاب سے بچانے والی اور پڑھنے والے کو عذاب الٰہی سے نجات دلانے والی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۶۲۸ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی رَوَاہُ اَحْمَدُ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سورۃ یعنی ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی'' کو بہت محبوب رکھتے تھے۔ اِس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں سورہ ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی'' کو محبوب رکھنے کا جو ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اِس سورہ میں ارشاد ہے: ''ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم وموسٰی'' یہ مضامین دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائداری فرماں برداری کی کامیابی وغیرہ جو اس سورہ میں بیان کیے گئے ہیں۔ اگلے صحیفوں میں بھی مذکور ہیں جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں تو گویا سابقہ صحیفوں میں قرآن کی حقانیت کی تصدیق ہوتی ہے اور اسی وجہ سے یہ سورۃ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورہ کو وتر کی پہلی رکعت میں اور سورہ ''قُلْ یٰاَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ'' اور ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' کو باقی دو رکعتوں میں پڑھا کرتے تھے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔

۲۶۲۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا

حضرت ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سورہ

زُلْزِلَتْ تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَقُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

''اِذَا زُلْزِلَتْ'' کی تلاوت کا ثواب آدھے قرآن کے پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے اور ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کی تلاوت کا ثواب ایک تہائی قرآن کے پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے اور ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' کی تلاوت کا ثواب چوتھائی قرآن کے پڑھنے کے ثواب کے برابر ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٦٣٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَتٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَقْرِئْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اقْرَأْ ثَلَاثًا مِّنْ ذَوَاتِ الٓرٰ فَقَالَ كَبُرَتْ سنی وَاشْتَدَّ قَلْبِيْ وَغلظ لِسَانِيْ قَالَ فَاقْرَأْ ثَلَاثًا مِّنْ ذَوَاتِ حٰمٓ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهٖ قَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْرِئْنِيْ سُوْرَةً جَامِعَةً فَاَقْرَأَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زُلْزِلَتْ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدُ عَلَيْهِ اَبَدًا ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ الرويجل مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! مجھے کچھ قرآن پڑھائیے تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اُن تینوں سورتوں کو پڑھ لیا کرو جس کی ابتداء میں الر ہے اور یہ پانچ سورتیں ہیں جن کی تفصیل ذیل میں آ رہی ہے تو انھوں نے بہ طور معذرت عرض کیا یا رسول اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور دل میں سختی آ گئی ہے (حافظہ کمزور ہو گیا ہے) اور زبان موٹی ہو گئی ہے[1] یہ سن کر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو تم تین ایسی سورتوں کو جن کے شروع میں حٰم ہے پڑھ لیا کرو[2] تو ان صاحب نے پھر وہی عذر پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسی مختصر سورۃ پڑھائیے[3] جو جامع ہو تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کو سورۂ اذا زلزلت پڑھائی[4] یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو گئے۔ پھر اُن صاحب نے عرض کیا اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں ہرگز اُس پر زیادتی نہیں کروں گا، پھر وہ صاحب واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص کامیاب ہو گیا۔ اس کو حضور ﷺ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] جس کی وجہ سے میں ان طویل سورتوں کو پڑھ نہیں سکتا ہوں۔
[2] اور یہ سات سورتیں ہیں جن کی تفصیل ذیل میں آ رہی ہے۔
[3] ثواب اور عذاب اور دینی اور دُنیوی اُمور و مقاصد کی۔
[4] جس میں خیر کی ترغیب اور شر سے بچنے کی ممانعت مذکور ہے۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کی جن سورتوں کے شروع میں ''الٓرٰ'' ہے وہ پانچ ہیں جو سورۂ یونس (پ ۱۱) سے شروع ہو کر سورۂ حجر (پ ۱۴) پر ختم ہوئی ہیں اور اسی طرح جو سورتیں ''حٰمٓ'' سے شروع ہوتی ہیں ان کی تعداد سات ہے جو حٰم المومن (ص ۲۴) سے شروع ہو کر حٰم الاحقاف (پ ۲۶) پر ختم ہوتی ہیں۔

٢٦٣١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ يَقْرَأُ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالُوْا وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کو اتنی طاقت ہے کہ وہ روزانہ قرآن کی ایک ہزار آیتیں پڑھ لیا کرے صحابہ

اَنْ يَّقْرَأَ اَلْفَ اٰيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

کرام نے عرض کیا' یارسول اللہ! کون ہے جو ہر روز قرآن کی ایک ہزار آیتیں پڑھ سکے یعنی ہم میں سے کوئی اِس کی طاقت نہیں رکھتا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ روزانہ سورۂ ''الھٰکم التکاثر'' پڑھے۔[1] اس حدیث کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

[1] ایک مرتبہ پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیتوں کی تلاوت کے برابر ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ سورۃ ''الھٰکم التکاثر'' کو ایک مرتبہ پڑھنے سے ایک ہزار آیتوں کے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اِس سورۃ میں آخرت کی ترغیب اور دنیا کی بے رغبتی کی تاکید مذکور ہے اور یہ قرآن کے چھ اہم مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ راز ہیں جو بجز شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی پر منکشف نہیں' اس لیے قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔

٢٦٣٢ - وَعَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهُ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اقْرَأْ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِّنَ الشِّرْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اُن کے والد نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کوئی وظیفہ بتا دیجیے جس کو میں سونے کے لیے بستر پر جاؤں تو پڑھ لیا کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا: سورۂ ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ'' پڑھ لیا کرو' اس میں شرک سے بے زاری کا ذکر ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

[1] اس لیے تم اِس کو پڑھ کر سوؤ گے تو شرک سے پاک ہو کر سوؤ گے اور مرو گے تو توحید پر مرو گے۔

٢٦٣٣ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقْرَأَ فِيْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَكَيْفَ يَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ يَّعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْمُسْلِمُ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں' کیا تم میں سے کوئی شخص رات میں ایک تہائی قرآن نہیں پڑھ سکتا؟ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک رات میں تہائی قرآن کس طرح پڑھا جا سکتا ہے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورۃ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کا ایک دفعہ پڑھنا (ثواب میں) ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے اور اس کی روایت بخاری نے ابوسعید سے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سورۃ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' کا ایک دفعہ پڑھنا ثواب میں ایک تہائی قرآن کی تلاوت کے برابر ہے۔ اس بارے میں مرقات نے لکھا ہے کہ قرآن حکیم تین قسم کے علوم پر مشتمل ہے۔ ایک علم توحید' دوسرے علم الشرائع یعنی حلال و حرام کے احکام کا علم اور تیسرے علم تہذیب الاخلاق اور تزکیہ نفس اور سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پہلی قسم یعنی علم توحید پر مشتمل ہے جو باقی تینوں قسموں کے لیے اصل اور بنیاد کا حکم رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور انور ﷺ نے سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' ایک دفعہ پڑھنے کو ثواب میں تہائی قرآن پڑھنے کے برابر قرار دیا ہے۔

٢٦٣٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَّكَانَ يَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا اور وہ اپنے ساتھیوں کی نماز میں امامت بھی کیا کرتے تھے۔ تو وہ اپنی ہر نماز کی قراءت کو

اللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سورۃ ''قل هو اللّٰه احد'' پر ختم کیا کرتے تھے۔ جب صحابہ ؓ واپس ہوئے تو ان حضرات نے نبی کریم ﷺ سے اِس کا ذکر کیا۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا: اُنھیں سے دریافت کرو کہ وہ ایسا کیوں کیا کرتے ہیں؟ جب لوگوں نے اُن سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا کہ اِس سورہ میں رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی توحید کا ذکر ہے اِس لیے میں اِس کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں (اور بار بار پڑھتا ہوں) جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کا جواب سنا تو فرمایا کہ اُن کو مطلع کر دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اُن سے محبت کرتے ہیں [1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] اور اس کی برکت سے تم کو اطاعت الٰہی پر استقامت نصیب فرمائیں گے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایک صحابی اپنی ہر نماز کی قرأت کو سورۂ اخلاص پر ختم فرمایا کرتے تھے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہر نماز کی آخری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔ اور عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ کسی بھی نماز کے لیے قرآن کی کسی ایک سورۃ کو یا کسی ایک حصہ کو معین کر لینا مکروہ ہے۔ امام طحاوی اور اسبیجابی نے کہا ہے کہ یہ کراہت اُس وقت ہوگی جب کہ وہ شخص قرآن کی کسی ایک سورۃ یا کسی ایک حصہ کو نماز میں پڑھنا واجب اور ضروری سمجھے اور اس کے سوا کسی اور سورۃ وغیرہ کو پڑھنا جائز نہ سمجھے' لیکن اگر کسی نے کسی معین سورۃ کو اپنی آسانی کے لیے پڑھا یا حصول برکت کے لیے یہ سمجھ کر پڑھا کہ حضور اقدس ﷺ اس سورۃ کو پڑھا کرتے تھے تو اس میں کوئی کراہت نہیں' لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی دوسری سورۃ کو بھی پڑھ لیا کرے' تا کہ ناواقف لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ یہ تبیین میں مذکور ہے۔

٢٦٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ اِنَّ حُبَّكَ اِيَّاهَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ مَعْنَاهُ.

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اِس سورۃ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' سے بڑی محبت ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری اس سورۃ سے محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بخاری نے بھی اِسی طرح روایت کی ہے۔

٢٦٣٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَاُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّةُ رَوَاهُ الْمَالِكُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے واجب ہوگئی' میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ) کیا چیز واجب ہو گئی؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھنے کے بدلہ میں) اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اس کی روایت امام مالکؒ ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

٢٦٣٧ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَتَيْ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مُّحِيَ عَنْهُ ذُنُوْبُ خَمْسِيْنَ سَنَةً اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت انس ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو ہر دن سورۂ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' دوسو مرتبہ پڑھے (تو اِس کی برکت سے) اِس کے گذشتہ پچاس برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ کہ اس پر قرض ہو (تو قرض کا گناہ معاف نہیں ہوگا۔ جبکہ اس نے قرض

وَالدَّارِمِيُّ وَفِي رِوَايَةٍ خَمْسِينَ مَرَّةً وَلَمْ يَذْكُرْ إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ عَلَيْهِ دَيْنٌ.

ادا نہ کیا ہو یا مرنے سے پہلے ادائیگی کی وصیت بھی نہ کی ہو)۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔ اور دارمی ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ جو شخص پچاس مرتبہ سورۂ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" ہر روز پڑھے تو اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اس روایت میں قرض کے گناہ کا ذکر نہیں ہے۔

٢٦٣٨ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَنَامَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِيَ ادْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص جب سونے کا ارادہ کرے اور اپنے بستر پر سیدھی کروٹ لیٹ کر ایک سو مرتبہ سورۂ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ اے میرے بندے! تو اپنے سیدھے جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: علماء نے لکھا ہے کہ جس شخص کو فضائل و اعمال کے بارے میں کوئی حدیث ملے تو اُس کو چاہیے کہ کم از کم عمر بھر میں ایک مرتبہ اُس پر عمل کرے۔ (مرقات ١٢)

٢٦٣٩ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عَشَرَ مَرَّاتٍ بَنٰى لَهُ بِهَا قَصْرًا فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً بَنٰى لَهُ بِهَا قَصْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ قَرَأَهَا ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً بَنٰى لَهُ بِهَا ثَلَاثَةَ قُصُوْرٍ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا لَنُكْثِرَنَّ قُصُوْرَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَوْسَعُ مِنْ ذٰلِكَ. رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص دس مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پڑھے تو اس کے لیے جنت میں محل بنا دیا جاتا ہے اور جو بیس مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کرے تو اس کے لیے دو محل جنت میں بنا دیے جاتے ہیں اور جو تیس مرتبہ اس سورۃ کو پڑھے تو اس کے لیے تین محل جنت میں بنا دیے جاتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: خدا کی قسم! یا رسول اللہ ہم تو ایسی سورت میں بہت سے محل بنا لیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ وسیع رحمت والے ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٤٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰى رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب سونے کے لیے جب بستر پر تشریف لے جاتے تو دونوں ہاتھوں کو کھول کر ملا لیتے اور سورہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"، "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" پڑھ کر دونوں ہاتھوں میں پھونکتے' پھر دونوں ہتھیلیوں کو اپنے پورے جسم پر جہاں تک کہ ہاتھ پہنچتا ہے' مل لیتے کہ ابتداء سر سے فرماتے' پھر چہرہ کو ملتے' پھر جسم کے اگلے حصے کو ملتے (اور اس کے بعد جسم کے پچھلے حصہ کو ملتے) اور یہ عمل یعنی سورتوں کا پڑھنا' ہاتھوں پر دم کرنا اور جسم پر ملنا تین دفعہ فرماتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ

طور پر کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ دعاؤں کو دم کر کے پھونکنا مستحب ہے اور اُس کے جواز پر جمہور علماء نے اتفاق کیا ہے۔ اور جمہور صحابہ تابعین اور بعد کے علماء نے دعاؤں کے دم کرنے اور پھونکنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

۲٦٤١ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ عجب آیات ہیں جو آج کی رات اُتاری گئی ہیں۔ ان کے مثل (دفع سحر اور حفظ بلیات میں ایسی) اور آیتیں نہیں دیکھی گئیں اور وہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کی سورتوں کی آیتیں ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲٦٤٢ - وَعَنْهُ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْاَبْوَاءِ اِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَّظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِاَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَاَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ وہ جحفہ اور ابواء کے درمیان (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان دو گاؤں ہیں) رسول اللہ ﷺ کا ہمرکاب تھا کہ اچانک سخت آندھی اور طوفان و تاریکی نے آ گھیرا تو رسول اللہ ﷺ سورۃ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" (کی تلاوت) کے ذریعہ (اس طوفان) سے پناہ مانگنے لگے اور یہ فرمانے لگے: اے عقبہ! تم بھی ان دو سورتوں کو پڑھ کر پناہ مانگا کرو۔ کیونکہ جس نے اِن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ مانگی یقیناً اِس نے بہترین طریقہ سے پناہ مانگی۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲٦٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ قَالَ خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةِ مَطَرٍ وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكْنَاهُ فَقَالَ قُلْ قُلْتُ مَا اَقُوْلُ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُصْبِحُ وَحِيْنَ تُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات بارش اور سخت تاریکی میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرنے نکلے اور ہم نے حضور ﷺ کو راستہ میں پالیا۔ ہم کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: پڑھو! میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ) کیا پڑھوں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: سورہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" سورہ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کو صبح اور شام تین تین دفعہ پڑھ لیا کرو تو یہ (وظیفہ) تم کو ہر چیز کے (شر سے) محفوظ رکھے گا۔ اِس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲٦٤٤ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاُ سُوْرَةَ هُوْدٍ اَوْ سُوْرَةَ يُوْسُفَ قَالَ لَنْ تَقْرَاَ شَيْئًا اَبْلَغَ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ (دفع آفات اور حفظ بلیات کے لیے) سورۂ ھود پڑھا کروں یا سورۂ یوسف؟ تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سورۂ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" سے بڑھ کر اور کوئی سورۃ مفید نہیں ہے۔ اِس کی روایت امام احمد، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اِس حدیث شریف میں دفع بلیات اور حفظ آیات کے لیے سورۂ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ"

کا جوڑ کر ہے وہ بطور کفایت کے ہے، ورنہ دوسری حدیثوں کے پیشِ نظر جو ابھی اُوپر گزری ہیں، قرینہ یہ ہے کہ سورۂ فلق کے ساتھ سورۂ الناس بھی پڑھنا چاہیے۔

صدر کی حدیثوں میں "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" کی تلاوت کے لیے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورتوں کا جزء نہیں ہے اور یہ حدیثیں حنفی مسلک کی تائید کرتی ہیں کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کے لیے نازل کی گئی ہے اور سورتوں کا جزو نہیں ہے۔

بَابٌ تلاوت کے آداب اور اس کے احکام کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا. (مزمل:۴) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ (کنزالایمان)

ف: رعایت وقوف اور ادائے مخارج کے ساتھ اور حروف کو مخارج کے ساتھ تا بہ امکان صحیح ادا کرنا نماز میں فرض ہے۔

تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اس طرح پڑھنا چاہیے کہ حروف الگ الگ ظاہر ہوں، اوقاف کا لحاظ رہے اور حرکات کو اچھی طرح پر ادا کرتے جائیں۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

وَقَالَ تَعَالٰی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (مزمل:۲۰) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ (کنزالایمان)

ف: اِس آیت سے نماز میں مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ مسئلہ: اقل درجہ قرأت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔ (خزائن العرفان زیر آیہ)

واضح ہو کہ آیت صدر میں "فاقروا" امر کا صیغہ ہے تو اگر نماز میں قرآن پڑھا جائے تو اِس سے وجوب یعنی فرضیت مراد ہوگی، اِس لیے کہ نماز میں قراءۃ قرآن فرض ہے اور غیر نماز میں قرآن پڑھا جائے تو یہاں امر استحباب کے لیے ہوگا۔ اور یہ مطلب ہوگا کہ قرآن کریم کے جتنے حصے کی تلاوت آسانی سے کر سکتے ہو اس کی تلاوت پابندی سے کیا کرو۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے رات میں قرآن کریم کی ایک سو آیتیں تلاوت کیں تو اس کا نام غافلین کی فہرست میں نہ لکھا جائے گا اور جس نے دو سو آیتیں تلاوت کیں تو اس کا نام "قانتین" اطاعت گزاروں کی فہرست میں لکھ دیا جائے گا۔ یہ تفسیر مدارک میں مذکور ہے اور تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ "فاقروا ما تیسر من القراٰن" سے قرآن کی تلاوت بہ طور استحباب مراد لی جائے تو مقدار تلاوت کے بارے میں علماء نے اختلاف فرمایا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ روزانہ تین آیتوں کی تلاوت مستحب ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ روزانہ ایک سو آیتوں کی تلاوت مستحب ہے اور بعضوں نے کہا کہ دو سو آیتوں کی تلاوت مستحب ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص روزانہ پانچ آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کا نام غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو روزانہ ایک سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کا نام اطاعت گزاروں میں لکھا جائے گا اور جو شخص روزانہ دو سو آیتوں کی تلاوت کرے گا تو قرآن کریم اس شخص سے قیامت کے روز نہیں جھگڑے گا کہ تم نے میرا حق ادا نہیں کیا اور جو شخص روزانہ پانچ سو آیتوں کی تلاوت کرے تو اس کے لیے اجر و ثواب کا ایک قنطار لکھ دیا جائے گا (قنطار بارہ ہزار درہم یا دینار کو کہتے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُنہ

سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ہر ماہ میں پورا قرآن ختم کیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو یہ سن کر حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر بیس دن میں پورے ایک قرآن کی تلاوت ختم کر لیا کرو؛ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی قوت رکھتا ہوں تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر دس روز میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پھر عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں کہ تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ہر سات روز میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو۔ سات دن سے کم میں قرآن ختم مت کیا کرو۔ یہ پوری تفصیل تفسیر حسینی میں مذکور ہے اور اس طرح سات روز میں قرآن ختم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ کو ختم الاحزاب کہتے ہیں اور اس کی برکت سے بلیات اور آفات دفع ہوتے ہیں اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے اور اس ختم الاحزاب کی تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ جمعہ کے روز قرآن کی تلاوت سورۂ فاتحہ سے شروع کر کے سورۂ انعام تک کی جائے اور شنبہ کے دن سورۂ انعام سے سورۂ یونس تک تلاوت کرے اور یک شنبہ کے روز سورۂ یونس سے سورۂ طٰہٰ تک تلاوت کرے اور دوشنبہ کے دن سورۂ طٰہٰ سے سورۂ عنکبوت تک تلاوت کرے اور سہ شنبہ کے دن سورۂ عنکبوت سے سورۂ زمر تک تلاوت کرے اور چہارشنبہ کے روز سورۂ زمر سے سورۂ واقعہ تک تلاوت کرے اور پنج شنبہ کے دن سورۂ واقعہ سے آخر قرآن سورۂ الناس تک تلاوت کرے اور سات روز میں قرآن ختم کرنے کے دوسرے طریقہ کو فمی بشوق کہتے ہیں' اس کی تفصیل ہے کہ جمعہ کے دن قرآن کی تلاوت کی ابتداء کی جائے اور سورۂ فاتحہ سے شروع کر کے سورۂ مائدہ تک تلاوت کرے اور ہفتہ کے دن سورۂ مائدہ سے لے کر سورۂ یونس تک تلاوت کرے اور یک شنبہ کے دن سورۂ یونس سے لے کر سورۂ بنی اسرائیل تک تلاوت کرے اور دوشنبہ کے روز بنی اسرائیل سے لے کر سورۂ شعراء تک تلاوت کرے اور سہ شنبہ کے دن سورۂ شعراء سے لے کر سورۂ والصفات تک تلاوت کرے اور چہارشنبہ کے روز سورۂ والصافات سے لے کر سورۂ قٓ تک تلاوت کرے اور پنج شنبہ کے روز سورۂ قٓ سے لے کر آخر قرآن والناس تک کی تلاوت کرے۔ اور فمی بشوق جو کہا گیا ہے اس میں ہر حرف سے ایک ایک سورۂ کی جانب اشارہ ہے۔ چنانچہ ف سے لے کر سورۂ فاتحہ تک (م) سے سورۂ مائدہ (ی) سے سورۂ یونس (ب) سورۂ بنی اسرائیل (ش) سے سورۂ شعراء (و) سے سورۂ والصفات اور (قٓ) سے سورۂ قٓ مراد ہے اور یہ ہمارے زمانہ کے حفاظ کے درمیان معروف اور مشہور ہے کہ اس ترتیب سے پورے سات دن میں قرآن ختم کیا جائے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ فاقرؤا ما تیسر من القرآن میں عام حکم ہے اور کوئی مقدار معین نہیں کی گئی ہے' اس لیے جس قدر آسانی سے قرآن پڑھا جا سکتا ہو پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں نہ تو وقت کا تعین مذکور ہے نہ جزو کا اور نہ مقدار کا اور احادیث اور آثار جو اس بارے میں مروی ہیں اُن میں بھی مقدار اور وقت کے تعین میں کوئی صراحت مذکور نہیں ہے تو احادیث بھی قرآن کے عام حکم کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ یہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

٢٦٤٥ - عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعَاھَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَھُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِّنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمیشہ تلاوت کے ذریعے بار بار تکرار کر کے قرآن کی حفاظت کیا کرو تا کہ وہ دلوں سے فراموش نہ ہو جائے۔ اِس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! قرآن سینوں سے اِس سے بھی جلد نکل جاتا ہے کہ جتنی جلدی سے اُونٹ اپنی رسّی سے چھوٹ کر نکل بھاگتا ہے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٤٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ارشاد فرمایا ہے کہ حافظِ قرآن کی مثال رسّیوں میں بندھے ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے۔ اگر وہ اس کی دیکھ بھال اور نگرانی کرتا رہا تو وہ اس کو روکے رکھتا ہے اور اگر وہ اس کی رسّی کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن کو پڑھتے رہیں تو یاد رہتا ہے ورنہ وہ تو بھلا دیا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٤٧ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا لِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهُ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ بِعُقُلِهَا.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ کتنی بری بات ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں قرآن کی فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں، بلکہ (اس کو یوں کہنا چاہیے)، فلاں فلاں آیت بھلا دی گئی، اسی لیے قرآن کو یاد کرتے رہو گے کہ ہمیشہ اس کا دور اور تکرار ہونا چاہیے، اس لیے کہ وہ انسانوں کے سینوں سے اس سے بھی جلد نکل جاتا ہے کہ جس قدر جلد جانور (رسّی سے چھوٹ کر) نکل جاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٤٨ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَمْرِئٍ يَّقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنْسَاهُ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَجْذَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن پڑھے اور تلاوت ترک کرے، قرآن کو بھلا دے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں گے (اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کو سیکھ کر بھلا دینا گناہ کبیرہ ہے)۔ ابوداؤد شریف اور دارمی نے اسے روایت کیا ہے۔

٢٦٤٩ - وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب قرآن پڑھنے بیٹھو تو قرآن کی تلاوت اس وقت تک جاری رکھو جب تک کہ اس میں دلجمعی باقی رہے (پڑھتے پڑھتے) طبیعت جب اُکتا جائے تو اور خیالات میں اِنتشار پیدا ہو تو تلاوت کلام پاک روک دو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٥٠ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کس طرح پڑھتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت مد والی ہوتی تھی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس طرح "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو پڑھ کر سنایا کہ "بِسْمِ اللّٰهِ" میں لفظ "اللّٰه" کے "ہ" سے پہلے جو الف ہے اس کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھتے اور اس طرح "الرَّحْمٰنِ" میں حرف میم پر جو الف ہے اس کو بھی ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھتے۔ یہ دونوں اصل مد والی کہلاتے ہیں اور اسی طرح "الرَّحِيْمِ" میں میم سے پہلے جو یاد ہے اس کو

بھی کھینچ کر پڑھتے ۔[1] اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] یہ مدعارضی ہے اِس کو ایک الف سے لے کر تین الف کی مقدار تک کھینچ کر پڑھا جاسکتا ہے جیسا کہ قواعد تجوید میں مذکور ہے۔

ف: واضح ہو کہ درمختار اور ردالمختار میں کتاب الحجر کے حوالے سے لکھا ہے کہ فرض نماز میں قرأت ترتیل سے ہونا چاہیے کہ ہر حرف کو الگ الگ ٹھیر ٹھیر کر صاف صاف پڑھے اور نماز تراویح میں قرأت بین بین یعنی نہ تو ٹھیر ٹھیر کر پڑھے اور نہ بہت تیز بلکہ اعتدال سے قرأت ہونی چاہیے اور رات کی نفل نمازوں میں نمازی کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو قرأت میں جلدی کرے مگر قرأت اِس طرح سے ہو کہ حروف واضح طور پر سمجھ میں آتے ہوں کہ مد کے مقام میں لازماً مدادا کرے جیسے قراء کرام نے کہا ہے۔ اِس لیے مد کو ترک کرنا حرام ہے اور ترتیل سے قرآن کو پڑھنا شرعاً مامور بہ ہے۔

٢٦٥١ - وَعَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ یَّعْلَی بْنِ مَمْلَكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا هِیَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُّفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ یعلی بن مملک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہ یعلی بن مملک نے اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے میں دریافت فرمایا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کیسی ہوتی ہے؟ تو اُم المومنین نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت ایسی ہوتی تھی کہ ایک ایک حرف الگ اور واضح ادا ہوتا تھا کہ حضور اس طرح قرآن پڑھتے تھے کہ اگر کوئی چاہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے حروف کو گنے تو وہ گن سکتا تھا' اس سے مراد یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت ترتیل سے ہوتی اور اس طرح ہوتی جیسی کہ تجوید کے قرأت میں مذکور ہے۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٢٦٥٢ - وَعَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْطَعُ قِرَاءَتَهٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن جریج ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں اور ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو علیحدہ علیحدہ پڑھا کرتے تھے' چنانچہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' پڑھتے اور وقفہ فرماتے تھے' پھر ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' پڑھا کرتے اور وقفہ فرماتے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آیت کو علیحدہ علیحدہ پڑھا کرتے تھے۔ اِس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر آیت پر وقفہ فرمانا آیتوں کے تعین کے لیے ہوا کرتا تھا۔ اِس لیے جمہور علماء نے کہا ہے کہ دو آیتوں میں جہاں لفظی تعلق ہو وہاں وصل کرنا یعنی دو آیتوں کو ملا کر پڑھنا اولیٰ ہے اور اس بارے میں صاحب عرف شذی نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آیتوں کو ملا کر پڑھنا بھی ثابت ہے۔

٢٦٥٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَفِیْنَا الْاَعْرَابِیُّ وَالْعَجَمِیُّ فَقَالَ اقْرَءُوْا فَكُلٌّ حَسَنٌ وَّسَیَجِیْءُ اَقْوَامٌ یُّقِیْمُوْنَهٗ كَمَا یُقَامُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم اُس وقت قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں (ہمارے سوا) دیہاتی عرب اور عجمی یعنی غیر عرب جیسے ایرانی' رومی اور حبشی بھی تھے' آپ نے ہم کو قرآن پڑھتے دیکھ کر فرمایا تم قرآن پڑھتے جاؤ۔

الْقَدْحُ يَتَعَجَّلُوْنَهٗ وَلَا يَتَأَجَّلُوْنَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

تم میں ہر شخص قرآن اچھا پڑھتا ہے اور ہر ایک کو پورا پورا ثواب مل رہا ہے اس لیے کہ تم تکلف اور تصنع سے دور ہو لیکن عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن کے پڑھنے میں ایسا تکلف اور تصنع کریں گے اور قرآن کے الفاظ اور کلمات کو ایسا سیدھا کرنے کی کوشش کریں گے جیسے کہ تیر کو سیدھا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے (اور ان کی یہ کوشش ریاکاری اور نام و نمود کے لیے ہوگی)۔ اس لیے دنیا میں تو اس کا فائدہ حاصل کریں گے لیکن آخرت میں ثواب سے محروم رہیں گے۔[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تجوید اور قرأت کو معاش اور شہرت کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔

٢٦٥٤ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَسَيَجِيْءُ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُّرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَاْنُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کو تکلف اور تصنع کے بغیر عربی لہجوں اور آواز کے ساتھ پڑھا کرو اور قرآن کی تلاوت فاسقوں کے لہجوں یعنی ان کی راگنیوں اور اہل کتاب یہود و نصاریٰ (جن لحنوں اور راگنیوں) سے اپنی کتابیں پڑھتے ہیں (اُن لحنوں سے) اپنے کو بچاؤ، میرے بعد ایسی قوم آئے گی جو راگ اور نوحہ کی طرح قرآن کو بنا بنا کر پڑھے گی۔ جس کی وجہ سے قرآن اُن کے حلقوں کے نیچے سے نہیں اُترے گا اور دل میں اثر نہیں کرے گا اور اللہ تعالیٰ ایسی قرأت کو قبول نہیں کرے گا، ان کے (یعنی اس طرح راگ کے ساتھ لوگوں کو خوش کرنے کے لیے قرآن پڑھنے والوں کے) دل فتنہ میں مبتلا ہوں گے اور ان لوگوں کے دل بھی جو ایسی قرأت کو پسند کرتے ہیں اور اُن کی طرف کان دھرتے ہیں، فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور رزین نے اُس کی روایت اپنی کتاب میں کی ہے۔

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ ترجیع یہ ہے کہ آواز کو راگ کی طرح حلق میں پھرایا جائے، اس طرح درمختار میں قرآن پاک کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن اور اذان میں ترجیع خوش الحانی کے ساتھ اس صورت میں پسندیدہ ہے جب کہ قواعد اور تجوید کے حدود میں رہ کر حروف کی ادائیگی اس طرح کی جائے کہ اُن میں کمی اور بیشی نہ ہو اور اگر ترجیع کے لیے حروف کی ادائیگی میں کمی اور زیادتی کر دے تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔ چنانچہ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص غلط انداز سے قرآن پڑھ رہا ہو تو اور دوسرا شخص اس کی اصلاح کر دے۔ اور اگر اصلاح کرنے کی صورت میں انتشار اور فتنہ کا اندیشہ پیدا ہو تو اس کو خاموش رہنا چاہیے۔

٢٦٥٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ يَّتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے کو اللہ تعالیٰ جس قدر رحمت اور توجہ کی نگاہ سے دیکھتا اور سنتا ہے اتنا کسی اور چیز کو نہیں سنتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٥٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حُسْنَ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کے بلند آواز سے خوش الحانی کے ساتھ قرآن پڑھنے کو اللہ تعالیٰ جس قدر (رحمت اور توجہ کی نگاہ سے دیکھتے سنتے ہیں اُتنا اور کسی چیز کو نہیں سنتے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٦٥٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ شخص ہمارے طریقہ پر نہیں جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت نہ کرتا ہو۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ قرآن کی تلاوت خوش الحانی کے ساتھ مستحب اور مستحسن ہے بہ شرطیکہ تلاوت قواعد تجوید کے مغائر نہ ہو اور اس میں راگ راگنی نہ ہو اور امام طحاوی نے حضرت امام اعظم اور آپ کے تلامذہ سے روایت کی ہے کہ یہ حضرات خوش الحانی کے ساتھ قرآن کی تلاوت کو سنا کرتے تھے' اِس لیے کہ اس سے دل میں خشیت اور رقت طاری ہوتی ہے اور ذوق وشوق بڑھتا ہے۔

٢٦٥٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَمِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خوش آوازی سے (تلاوت کرکے) قرآن کو مزین کرو یعنی ترتیل اور تجوید کے ساتھ قرآن کی تلاوت کیا کرو۔ اِس حدیث کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٢٦٥٩ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِكُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ يَزِيْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ لوگو! اپنی خوش آوازی سے قرآن کے حسن و جمال کو بڑھاؤ۔ اس لیے کہ خوش آوازی قرآن کے حسن کو بڑھاتی ہے۔ اِس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٦٠ - وَعَنْ طَاؤسٍ مُّرْسَلًا قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَحْسَنُ صَوْتًا لِّلْقُرْاٰنِ وَاَحْسَنُ قِرَاءَةً قَالَ مَنْ اِذَا سَمِعْتَهٗ يَقْرَأُ اَرَاَيْتَ اَنَّهٗ يَخْشَى اللّٰهَ قَالَ طَاؤسٌ وَّكَانَ طَلْقٌ كَذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ.

حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون شخص قرآن پڑھنے میں خوش آواز ہے اور باعتبار قرأت کے بہتر ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ (وہ شخص خوش آواز اور خوش لحن ہے) کہ جس کو تم قرآن کی تلاوت کرتا ہوا سنو تو تم کو یہ محسوس ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ (راوی حدیث) طاؤس کہتے ہیں کہ طلق بن یمامہ اِس طرح قرآن پڑھتے تھے کہ خشیت الٰہی اُن پر غالب آ جاتی اور آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ اِس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے۔

٢٦٦١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اِقْرَاْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَاْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ حَتّٰى اَتَيْتُ اِلٰى

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے کہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! قرآن تو آپ پر نازل ہوا ہے' میں آپ کو قرآن کیسے سناؤں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دوسروں سے قرآن سننا زیادہ پسند کرتا ہوں تو میں نے تعمیل ارشاد میں سورۂ نساء پڑھنا شروع کیا

هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا قَالَ حَسْبُكَ الْاٰنَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور جب اِس آیت پر پہنچا (نساء پ ۵ ع ۶) "فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا" تو بھلا اُن لوگوں کا کیا حال ہوگا جب کہ قیامت کے دن ہم سب لوگوں کو میدانِ حشر میں جمع کریں گے۔ اور ہر اُمت پر ایک گواہ لائیں گے اور اے نبی! آپ کو ان سب پر گواہ قرار دیں گے تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: بس کرو جب میں نے حضور اقدس ﷺ کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔[1] اِس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] یہ رقت قیامت کے شدت کے تصور اور حضور ﷺ کی کمالِ رحمت اور شفقت کا نتیجہ تھی۔

ف: الاشباہ کی کتاب الحظر والاباحت میں مذکور ہے کہ دوسرے سے قرآن سننے میں زیادہ ثواب ہے اِس لیے کہ خود کے پڑھنے کی بجائے دوسرے سے قرآن سننے میں زیادہ دلجمعی اور تاثیر ہوتی ہے۔

۲۶۶۲ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَلَسْتُ فِيْ عُصَابَةٍ مِّنْ ضُعَفَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاِنَّ بَعْضَهُمْ لَيَسْتَتِرُ بِبَعْضٍ مِّنَ الْعُرْيِ وَقَارِئٌ يَقْرَأُ عَلَيْنَا اِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عَلَيْنَا فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكَتَ الْقَارِئُ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قُلْنَا كُنَّا نَسْتَمِعُ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ اُمِرْتُ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِيْ مَعَهُمْ قَالَ فَجَلَسَ وَسَطَنَا لِيَعْدِلَ بِنَفْسِهٖ فِيْنَا ثُمَّ قَالَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا فَتَحَلَّقُوْا وَبَرَزَتْ وُجُوْهُهُمْ لَهٗ فَقَالَ اَبْشِرُوْا يَا مَعْشَرَ صَعَالِيْكَ الْمُهَاجِرِيْنَ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِيَاءِ النَّاسِ بِنِصْفِ يَوْمٍ وَّذٰلِكَ خَمْسُ مِائَةِ سَنَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اصحاب صفہ کی ایسی جماعت میں بیٹھ گیا تھا جس میں غرباء مہاجرین تھے اور حالت یہ تھی کہ ان میں سے ایک دوسرے کو آڑ بنا رہے تھے تاکہ ستر پوشی ہو سکے (اور یہ حالت کپڑوں کی کمی کی وجہ سے تھی) اور ایک شخص اِس وقت ہم کو قرآن سنا رہا تھا، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے تو قاری نے آپ کو دیکھ کر ادبا قرأت روک دی۔ حضور ﷺ نے سب کو سلام فرمایا، تو حضور ﷺ نے پوچھا تم یہ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے عرض کیا: قرآن سن رہے تھے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ اُس نے میری اُمت میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جن کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے نفس کو اُن کے ساتھ رکھوں (اور اُن کے ساتھ بیٹھا کروں) راوی کا بیان ہے کہ پھر حضور ﷺ ہمارے درمیان بیٹھ گئے تاکہ اپنی محبوب شخصیت کو ہمارے درمیان مساوی رکھیں۔ پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے ارشاد فرمایا کہ (حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں) تو سب لوگ حلقہ بنا کر اِس طرح بیٹھ گئے کہ سب کے چہرے حضور ﷺ کے روبرو تھے، اِس طرح کہ حضور ﷺ کی نگاہ مبارک سب پر پڑ رہی تھی۔ اِس کے بعد حضور ﷺ نے ہم کو خطاب کر کے فرمایا: خوشخبری ہو تم کو اے فقراء اور مہاجرین کی جماعت! کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو قیامت کے دن نور کامل کی بشارت دی ہے اور یہ بھی سن لو! کہ تم لوگ دولت مند لوگوں سے نصف یوم پہلے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور قیامت کا یہ آدھا دن دنیا کے پانچ سو سال کے مساوی ہے۔ اِس کی روایت ابوداؤد

نے کی ہے۔

۱ اس سے معلوم ہوا کہ قراءتِ قرآن کے وقت سلام نہ کرنا چاہیے۔ جب قاری نے قرآن پڑھنا روک دیا۔

٢٦٦٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ اللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَقَدْ ذُكِرْتُ عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ نَعَمْ فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اُبی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو قرآن پڑھ کر سناؤں ۱ میں نے دریافت کیا یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر حضور کو یہ حکم دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو حضرت اُبی نے پھر عرض کیا: اے سارے جہانوں کے پروردگار کی جناب میں میرا ذکر آیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! یہ سن کر حضرت اُبی کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور ایک دوسری روایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم کو سورۃ "لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا" پڑھ کر سناؤں تو حضرت اُبی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ نے میرا نام لے کر یہ فرمایا ہے) تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! تو یہ سن کر حضرت اُبی رونے لگے۔ ۲ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱ یہ سن کر حضرت اُبی بن کعب ص نے تعجب اور اشتیاق کے لہجہ۔

۲ حضرت اُبی کا یہ اعزاز نتیجہ تھا قرآن سے اُلفت اور حضور ﷺ سے اُلفت کا۔

٢٦٦٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافِرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ وَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَّا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّيْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ نَهٰى اَنْ يُّسَافِرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ مَخَافَةَ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے ملک میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ۱ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) کہ قرآن ساتھ لے کر سفر نہ کرو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ دشمن قرآن کو چھین لے گا۔ اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دشمن کی سرزمین میں قرآن لے کر سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس اندیشہ سے کہ دشمن اس کو چھین لے گا۔

۱ جبکہ قرآن کی بے حرمتی اور اُس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کو ساتھ لے کر دشمن کی سرزمین میں سفر کرنے کی ممانعت جو حدیث شریف میں وارد ہے وہ ابتداء اسلام میں تھی جب کہ قرآن اور حفاظ کی تعداد کم تھی اور ضائع ہونے کا اندیشہ اور قرآن کی بے حرمتی کے پیش نظر یہ حکم دیا گیا تھا اور اگر اس قسم کا اندیشہ نہ ہو تو قرآن کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ (طحاوی، زیلعی)

٢٦٦٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَفْقَهْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جس نے تین روز سے کم میں قرآن کا دور ختم کیا

مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِیْ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّاَبِیْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ عَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ کَمْ یُقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَالَ فِیْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا ثُمَّ قَالَ فِیْ شَهْرٍ ثُمَّ قَالَ فِیْ عِشْرِیْنَ ثُمَّ قَالَ فِیْ خَمْسَ عَشَرَةَ ثُمَّ قَالَ فِیْ عَشْرٍ ثُمَّ قَالَ فِیْ سَبْعٍ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ سَبْعٍ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنْهُ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ شَهْرٍ قُلْتُ اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً حَتّٰی قَالَ فَاقْرَاْهُ فِیْ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰی ذٰلِكَ.

اُس نے قرآن کو نہیں سمجھا' یعنی قرآن میں جو تدبر کا حق ہے اُس کو ادا نہ کیا۔ اگرچہ تلاوتِ قرآن کا ثواب مل جائے گا۔ اِس کی روایت ابوداؤد' ترمذی اور دارمی نے کی ہے ابوداؤد' ترمذی' نسائی کی ایک اور روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ قرآن (کا دور) کتنے دنوں میں ختم کرنا چاہیے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس روز میں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر اس سے کم میں ختم کرنا چاہو تو فرمایا: پھر ایک مہینہ میں۔ پھر فرمایا: اگر اس سے بھی کم میں ختم کرنا چاہو تو سات دن میں۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں سات روز سے کم کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کہ قرآن کا دَور ایک ماہ میں کرلیا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: سات دن میں پڑھ لیا کرو اور (قرآن) اِس سے زائد پڑھ کر جلد ختم نہ کرو۔

ف: عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اِس حدیث میں سات دن سے کم میں قرآن ختم کرنے کی جو ممانعت وارد ہے وہ حرمت کے لیے نہیں ہے کہ سات دن سے کم میں قرآن ختم کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ چنانچہ اس کی وضاحت عالمگیری میں اِس طرح مذکور ہے کہ قرآن کی افضل تلاوت یہ ہے کہ اس کے معنی اور مطالب میں غور کرتے ہوئے قرآن پڑھا جائے' اسی لیے کہا گیا ہے کہ ایک دن میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے اور تین دن سے کم میں قرآن ختم کرنا آدابِ تلاوت اور قرآن کی تعظیم کے منافی ہے۔

٢٦٦٦ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْاٰنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرآن کریم کو بلند آواز سے پڑھنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو علانیہ خیرات کرے اور قرآن کو آہستہ آواز سے پڑھنے والا اُس شخص کی طرح ہے جو چھپا کر خیرات کرے۔ اِس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کی تلاوت جو خارج نماز ہو اِس میں افضل یہ ہے کہ جہر سے پڑھے' اس لیے کہ قرآن سننے کے لیے فرشتے آتے ہیں اور شیاطین بھاگتے ہیں جیسا کہ عقد اللآلی سے خزانۃ الروایات میں مذکور ہے اور صاحب عین العلم نے کہا ہے کہ اگر ریاء کا خوف ہو یا کسی کی نمازی کی تشویش کا اندیشہ ہو تو قرآن سِر یعنی آہستہ آواز سے پڑھے' ورنہ قرآن جہر سے پڑھے جیسا کہ انفع المفتی والسائل میں مذکور ہے اور عالمگیریہ میں کہا ہے کہ خارج نماز قرآن کی جہر سے یعنی آواز سے تلاوت افضل ہے۔

٢٦٦٧ - وَعَنْ صُهَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اٰمَنَ بِالْقُرْاٰنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال سمجھتا ہے تو وہ قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کے احکام پر عمل نہ کرنا دو طرح پر ہے۔ ایک تو یہ کہ قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اعتقاداً حلال سمجھے تو یہ کفر ہے' دوسرے یہ کہ قرآن کے محرمات کو حرام ہی سمجھے مگر نفس و خواہشات کی اتباع میں اُن کا مرتکب ہو جائے تو ایسا شخص کامل ایمان والا نہ ہوگا' گنہ گار ہوگا۔ اس لیے کہ قرآن پر ایمان لانے کا حق یہ ہے کہ نواہی یعنی حرام حکم سے بچے اور اوامر پر عمل کرے۔

٢٦٦٨ - وَعَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَفْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ فَاِنَّ لَهٗ ثَوَابًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو صحابی رسول تھے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ مت بناؤ[۱] قرآن کو رات دن اس کے پورے حقوق اور آداب کے ساتھ پڑھا کرو[۲] اور قرآن کی اشاعت کرو[۳] اور قرآن کو (قواعد تجوید کا لحاظ کر کے) خوش آوازی سے پڑھا کرو اور قرآن میں جو (کھلی نشانیاں ہیں' اور جو وعدے اور وعیدیں ہیں اور جو اسرار) ہیں اُن میں غور و فکر کیا کرو' تاکہ تم کو فلاح اور کامیابی حاصل ہو اور دنیا میں اس کا بدلہ طلب کرنے میں عجلت نہ کرو' اس لیے کہ آخرت میں قرآن کے حقوق ادا کرنے والوں کو بہت بڑا بدلہ ملنے والا ہے۔

۱ قرآن کو پڑھ کر اُسی کو تکیہ بنا کر مت سو جاؤ' کیونکہ قرآن کو تکیہ بنانا' اس کی طرف پیر پھیلانا' اُس پر کسی چیز کا رکھنا' اس کی طرف پیٹھ کرنا' یہ سب حرام ہیں۔

۲ اس کے الفاظ کی صحیح ادائیگی' اس کے معانی میں غور و تدبر اور اس کے احکام پر عمل کرنے میں اخلاص پیدا کرو اور سستی اور غفلت نہ کرو۔

۳ جہر سے پڑھو' اس کو پڑھاؤ اور تفسیر بیان کرو' اس کی تعظیم کرو اور اس پر عمل کرو۔

بَابٌ قرأت کی اقسام اور قرآن جمع کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. (مزمل:۲۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو' اتنا پڑھو۔ (کنزالایمان)

ف: اس آیت سے نماز میں مطلق قرأت کی فرضیت ثابت ہوئی۔ اور اقل درجہ قرأت مفروض ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں ہیں۔

٢٦٦٩ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْرَاَنِيْهَا فَكِدْتُّ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهٗ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهٗ بِرِدَائِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام کو ایک دفعہ سورۂ فرقان ایسے طریقہ یعنی قرأت کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا جس طریقہ یعنی قرأت پر میں پڑھا کرتا تھا اور خود حضور ﷺ نے مجھے (اس قرأت سے یہ سورۂ فرقان) پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں اِس معاملہ میں اُن سے اُلجھ پڑوں لیکن میں نے سکون سے کام لیا اور اُن کو مہلت دی۔ یہاں تک کہ انھوں نے اِس سورۃ کو ختم کر لیا (جونہی انھوں نے اپنی قرأت ختم کی) میں ان کے گلے میں ان کی چادر ڈال کر کھینچتا ہوا رسول

سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَأْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ اِقْرَأْ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ لِيْ اِقْرَأْ فَقَرَأْتُ فَقَالَ هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ہشام سورۂ فرقان اِس طریقہ کے خلاف پڑھتے ہیں۔ جس طریقہ سے آپ نے مجھے اس کی قرأت سکھائی ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اُن کو چھوڑ دو اور حضرت ہشام سے فرمایا: پڑھو تو انھوں نے سورۂ فرقان کی اِس طرح قرأت کی جس طرح میں نے اُن سے پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ حضرت ہشام کی قرأت سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ سورۃ اِسی قرأت پر نازل کی گئی ہے' تو پھر حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے عمر! اب تم پڑھو تو میں نے اِس سورۃ کو اِس طریقہ سے پڑھا جس طریقہ سے مجھے حضور ﷺ نے سکھائی تھی تو حضور ﷺ نے مجھ سے سن کر یہی فرمایا کہ یہ سورۃ اِسی طرح اُتاری گئی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: سنو! قرآن سات قرأتوں پر نازل کیا گیا ہے' لہٰذا تم کو ان سات متواتر قرأتوں میں سے جس قرأت سے پڑھنا آسان ہو' پڑھ لیا کرو۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور اس حدیث کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

ف: واضح ہو کہ قرآن کے سات حروف پر نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ قرآن سات قرأتوں پر نازل ہوا ہے اس لیے اہل اصول نے لکھا کہ قرآن شریف سات متواتر قرأتوں' بلکہ دس قرأتوں سے بھی پڑھا جاسکتا ہے' لیکن اولیٰ یہ ہے کہ عوام میں انتشار پیدا ہونے کے خوف سے قرآن ان غیر معروف قرأتوں سے عوام کے سامنے نہ پڑھا جائے' چنانچہ ہمارے اسلاف نے حضرت عاصم کی قرأت کو حضرت ابوعمر وحفص کی روایت میں سے لیا ہے اور یہی عوام میں رائج ہے۔ (ماخوذ از درمختار اور ردالمحتار)

٢٦٧٠ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ خِلَافَهَا فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ فَلَا تَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اِخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو قرآن پڑھتے ہوئے سنا اور ان کی یہ قرأت رسول اللہ ﷺ کی قرأت سے مختلف تھی جس کو میں نے سنا تھا۔ اس لیے میں نے ان صاحب کو نبی کریم ﷺ کی خدمت مبارک میں پیش کیا اور اس اختلافِ قرأت کی خبر دی' میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے چہرہ پر ناگواری کے آثار ظاہر ہیں' پس حضور ﷺ نے فرمایا: تم دونوں کی قرأت صحیح ہے' اس لیے آپس میں اختلاف نہ کرو' اس لیے کہ تم سے پہلے کی قومیں (یہود و نصاریٰ نے) آپس میں اختلاف کیا اور اللہ کی کتاب کو ضائع کیا جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گئے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٢٦٧١ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُّصَلِّيْ فَقَرَأَ قِرَاءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد میں تھا۔ ایک صاحب آئے اور نماز پڑھنے لگے اور نماز میں قرآن کو ایسی قرأت سے پڑھا جس کو میں نے درست نہیں سمجھا' اتنے میں ایک اور صاحب آئے اور انھوں نے قرآن کو اِس طریقہ کے خلاف پڑھا جو پہلے

جَمِيْعًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً اَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ اٰخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهٖ فَاَمَرَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَاٰ فَحَسَّنَ شَاْنَهُمَا فَسَقَطَ فِيْ نَفْسِيْ مِنَ التَّكْذِيْبِ وَلَا اِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِيْ ضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ فَفِضْتُ عِرْقًا وَّكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَى اللّٰهِ فَرَقًا فَقَالَ لِيْ يَا اُبَيُّ اُرْسِلَ اِلَيَّ اَنِ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَاْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُّ اِلَيْهِ اَنْ هَوِّنْ عَلٰى اُمَّتِيْ فَرَدَّ اِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَاْهُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَّلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْئَلَةٌ تَسْاَلُنِيْهَا فَقُلْتُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ وَاَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَّرْغَبُ اِلَى الْخَلْقِ كُلُّهُمْ حَتّٰى اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

صاحب نے پڑھی تھی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم تینوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان صاحب نے ایسی قرأت سے قرآن پڑھا ہے جس کو میں درست نہیں سمجھتا اور دوسرے صاحب نے بھی اِن پہلے صاحب سے بھی مختلف قرأت سے قرآن پڑھا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے اُن دونوں حضرات کو قرآن پڑھنے کا حکم دیا تو ان دونوں نے اپنی اپنی قرأت سے قرآن پڑھا تو حضور ﷺ نے اُن دونوں کی قرأت کی تحسین فرمائی' یہ دیکھ کر میرے دل میں سخت تردد پیدا ہوا کہ گویا میں اس کو جھوٹ سمجھ رہا ہوں اور میرے دل میں غلط قرار دینے کا نشان محسوس ہوا' ایسا غلط گمان پیدا ہوا جو کبھی میرے دل میں دورِ جاہلیت میں بھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ جب حضور ﷺ نے میرے اندر کے شیطان کے اس وسوسے کو محسوس کیا تو آپ نے اپنے دستِ اقدس سے میرے سینے کو مارا تو مجھ سے پسینہ جاری ہوگیا اور میری یہ کیفیت ہوگئی کہ گویا میں ڈر اور خوف کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے ابن کعب! مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قرآن پاک کو سات حرفوں پر تلاوت کروں اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں رجوع کیا کہ یااللہ میری اُمت کے لیے آسانی پیدا فرما' اللہ تعالیٰ نے دوبارہ وحی بھیجی کہ اے میرے حبیب! قرآن پاک کو دو حرفوں کے مطابق پڑھ' میں نے پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں رجوع کیا کہ یااللہ میری امت پر آسانی فرما' تو اللہ تعالیٰ نے تیسری بار اس کے جواب میں فرمایا: کہ سات حرفوں کے مطابق قرآن پاک کی تلاوت کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اے میرے حبیب! تیرے لیے ہر بار میرے حضور میں رجوع کرنے پر جو کچھ تو مجھ سے مانگے گا تجھے عطا کیا جائے گا۔ پھر میں نے کہا' اے اللہ! میری اُمت کو بخش دے۔ دوبارہ فرمایا: اے اللہ! میری اُمت کو بخش دے اور تیسری مرتبہ مغفرت مانگنے کو میں نے مؤخر کیا' اس دن کے لیے جس دن ساری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی اور مجھ سے شفاعت طلب کرے گی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

٢٦٧٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَاَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ وَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ بَلَغَنِيْ اَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے حضرت جبریل علیہ السلام نے پہلی دفعہ ایک قرأت سے قرآن پڑھایا' میں نے اُن سے کہا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں مراجعت کریں اور ایک سے زیادہ قرأت کے لیے درخواست کریں۔ میں اسی طرح ہر دفعہ اُمت کی سہولت کے لیے حضرت جبریل علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے زیادتی

إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ تَكُوْنُ وَاحِدًا لَا تَخْتَلِفُ فِيْ حَلَالٍ وَّلَا حَرَامٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قرأت کی درخواست کرتا رہا اور زیادتی کا حکم ملتا رہا۔ یہاں تک کہ سات قرأتوں سے قرآن پڑھنے کی اجازت مل گئی' ابن شہاب جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں' بیان کرتے ہیں کہ یہ ساتوں قرأتیں بلحاظ مقصد حقیقت میں ایک ہی ہیں۔ اگرچہ یہ قرأتیں الفاظ کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ لیکن احکام یعنی حلال و حرام کے اعتبار سے ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اگر کسی قرأت میں ایک آیت سے کسی حکم کی حلّت ثابت ہوتی ہے تو دوسری قرأت سے بھی اسی آیت سے حکم کی برابر حلّت ہی ثابت ہوگی اور ایک قرأت کے لحاظ سے کسی آیت میں کسی حکم کی حرمت ثابت ہو رہی ہے تو دوسری قرأت سے اسی آیت میں اس حکم کے برابر حرمت ہی ثابت ہوگی' تو مختلف قرأتوں سے مطالب میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے' بلکہ صرف الفاظ اور لہجوں کا فرق ہوا کرتا ہے۔

٢٦٧٣ - وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلَ فَقَالَ يَا جِبْرِيْلُ إِنِّيْ بُعِثْتُ إِلٰى أُمَّةٍ أُمِّيِّيْنَ مِنْهُمُ الْعَجُوْزُ وَالشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْغُلَامُ وَالْجَارِيَةُ وَالرَّجُلُ الَّذِيْ لَمْ يَقْرَأْ كِتَابًا قَطُّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ الْقُرْاٰنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَحْمَدَ وَأَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ لَيْسَ مِنْهَا إِلَّا شَافٍ كَافٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّلنَّسَائِيِّ قَالَ إِنَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ أَتَيَانِيْ فَقَعَدَ جِبْرِيْلُ عَنْ يَّمِيْنِيْ وَمِيْكَائِيْلَ عَنْ يَّسَارِيْ فَقَالَ جِبْرِيْلُ اِقْرَأِ الْقُرْاٰنَ عَلٰى حَرْفٍ قَالَ مِيْكَائِيْلُ اسْتَزِدْهُ حَتّٰى بَلَغَ سَبْعَةَ أَحْرُفٍ فَكُلُّ حَرْفٍ شَافٍ كَافٍ.

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبریل علیہ السلام سے ملاقات کی تو فرمایا: اے جبریل! میں ایک ناخواندہ اُمت کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جس میں بوڑھی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں اور کم سن لڑکے اور کمسن لڑکیاں ہیں اور اُن میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی' اس لیے اگر میں ان سب کو ایک ہی قرأت سے قرآن پڑھاؤں تو اُن کے لیے دشواری ہوگی اور پڑھ نہ سکیں گے' یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اُمت کی دشواری کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ قرآن لوحِ محفوظ سے بیت العزت پر سات قرأتوں سے نازل ہوا ہے۔ آپ اگر اللہ تعالیٰ سے درخواست فرمائیں تو آپ کو سات قرأتوں سے قرآن پڑھنے کی اجازت مل جائے گی۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمدؒ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ان ساتوں قرأتوں میں سے ہر قرأت مسلمانوں کے دلوں کے لیے شفاء اور معجزہ ہے اور ہر قرأت نبوت کی صداقت کے لیے کافی ہے اور اپنے معنی و مفہوم میں ایک اور کامل ہونے کے اعتبار سے حجت ہے۔ اور نسائی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام میرے پاس آئے اور حضرت جبریل میرے سیدھے جانب بیٹھ گئے اور حضرت میکائیل میرے بائیں جانب۔ حضرت جبریل نے مجھ سے فرمایا: آپ قرآن ایک قرأت سے پڑھیے۔ یہ سن کر حضرت میکائیل نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرت جبریل سے کہیے کہ وہ اللہ

تعالیٰ سے معروضہ کریں کہ وہ قرآن ایک سے زیادہ قرأت سے پڑھنے کی اجازت دیں۔ چنانچہ حضرت جبریل کے ذریعہ سے یہ معروضہ ہوتا رہا یہاں تک کہ سات قرأتوں سے قرآن پڑھنے کا حکم مل گیا۔ پس ہر قرأت (مسلمانوں کے لیے ہر حیثیت سے) شافی اور کافی ہے۔

٢٦٧٤ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا بِحِمْصٍ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ سُوْرَةَ يُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَا هٰكَذَا اُنْزِلَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَرَأْتُهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ فَبَيْنَا هُوَ يُكَلِّمُهٗ اِذْ وَجَدَ مِنْهُ رِيْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ جو ایک معروف تابعی ہیں' سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حمص (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) میں تھے۔ ایک روز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی' ایک شخص نے عرض کیا یہ سورۃ اِس طرح نہیں نازل ہوئی ہے جس طرح آپ نے پڑھا ہے۔ اِس پر حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اِس سورۃ کو اسی قرأت سے پڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا پڑھا۔ یہ گفتگو جاری تھی کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آنے لگی تو آپ نے فرمایا: کہ تو شراب بھی پیتا ہے اور کتاب اللہ کی قرأت کو جھٹلاتا ہے تو پھر آپ نے (بوجہ شراب نوشی) اس پر حدِ شرعی جاری کی۔ (بخاری ومسلم)

٢٦٧٥ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّ عُمَرَ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَاَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَّا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَّمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی لڑائی کے بعد مجھے بلا بھیجا۔ جب میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (حضرت) عمر میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے حفاظ قرآن شہید ہو گئے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اسی طرح مختلف جہادوں میں حفاظ قرآن شہید ہو جائیں تو قرآن کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا (جسے یہ حفاظ یاد رکھتے ہیں)۔ اس لیے میری یہ رائے ہے کہ قرآن (کو ایک مصحف کی شکل میں) جمع کرنے کا حکم دوں' میں نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر) اُن سے کہا کہ تم اُس کام کو کیسے کرو گے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ مسلسل مجھے اس کام کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ تا آنکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے عمر کا سینہ کھولا تھا۔ حضرت زید بن ثابت کہتے ہیں پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے (اے زید!) تو نوجوان عقلمند آدمی ہے۔ میں یہ کام تم سے لینا چاہتا ہوں۔ اس لیے کہ تو رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھا کرتا تھا۔ پس قرآن کی تلاش کر کے اسے جمع کر دیں۔ (حضرت زید کہتے ہیں) اللہ کی قسم! اگر امیر المومنین مجھے اس بات کا حکم دیتے کہ میں پہاڑ کو اس کی جگہ سے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ھُوَ وَاللّٰہِ خَیْرٌ فَلَمْ یَزَلْ اَبُوْبَکْرٍ یُّرَاجِعُنِیْ حَتّٰی شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرِیْ لِلَّذِیْ شَرَحَ لَہٗ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُہٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰی وَجَدْتُّ اٰخِرَ سُوْرَۃِ التَّوْبَۃِ مَعَ اَبِیْ خُزَیْمَۃَ الْاَنْصَارِیِّ لَمْ اَجِدْھَا مَعَ اَحَدٍ غَیْرِہٖ لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ حَتّٰی خَاتِمَۃِ بَرَاءَ ۃٍ فَکَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِیْ بَکْرٍ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَیَاتِہٖ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَۃَ بِنْتِ عُمَرَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ہٹا کر دوسری جگہ منتقل کر دوں تو یہ میرے لیے قرآن پاک کے جمع کرنے سے زیادہ آسان تھا۔ حضرت زید کہتے ہیں' میں نے کہا کہ تم وہ کام کیسے کرو گے جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ کام بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے مسلسل توجہ دلاتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا جس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔ پس میں نے قرآن پاک کو جمع کرنے کے لیے تلاش شروع کر دی۔ میں نے چمڑے اور ہڈیوں اور مردوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کیا۔ یہاں تک کہ سورۃ توبہ کی آخری آیتیں حضرت ابوخزیمہ انصاری کے علاوہ کسی اور صحابی سے نہ مل سکی۔ وہ آیات ''لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ'' سے لے کر آخر سورۃ توبہ تک تھیں۔ پس وہ تیار شدہ قرآن پاک کا نسخہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ پھر ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس رہا۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱ یمامہ وہ لڑائی ہے جو مسلیمہ الکذاب اور زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف خلافت صدیقی میں لڑی گئی تھی جس میں سات سو حفاظ قرآن شہید ہوئے تھے۔

ف: حضرت خزیمہ تنہا وہ صحابی ہیں جن کی گواہی کو رسول اللہ ﷺ نے دو مردوں کے برابر قرار دیا ہے۔ اس لیے سورۃ توبہ کی آخری آیات کے بارے میں ان اکیلے کی گواہی کو دو کے برابر قرار دے کر قرآن پاک میں شامل کیا گیا۔

اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ قرآن کریم کے جمع ہونے کے بعد یہ مرتب صحیفے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے' اِس سے درمختار اور ردالمختار نے آدابِ تلاوت قرآن کے بارے میں لکھا ہے کہ قرآن کی تلاوت اِسی ترتیب سے ہونی چاہیے' خواہ نماز میں ہو یا غیر نماز میں اور اس کے خلاف قرآن کی تلاوت مکروہ ہے اور جب نماز میں قرآن کی تلاوت ختم کی جارہی ہو تو ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ آخری دو رکعتوں کی پہلی رکعت میں معوذ تین پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ بقرہ کا ابتدائی حصہ پڑھا جائے اور خارج نماز بھی ختم قرآن کے وقت اِسی طرح پڑھنا چاہیے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو ختم کرنے کے بعد پھر شروع کرنے والا ہو۔

۲۶۷۶ - وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ حُذَیْفَۃَ بْنَ الْیَمَانِ قَدِمَ عَلٰی عُثْمَانَ وَکَانَ یُغَازِیْ اَھْلَ الشَّامِ فِیْ فَتْحِ اِرْمِیْنِیَّۃَ وَاٰذَرْبِیْجَانَ مَعَ اَھْلِ الْعِرَاقِ فَاَفْزَعَ حُذَیْفَۃَ اِخْتِلَافُھُمْ فِی الْقِرَاءَ ۃِ فَقَالَ حُذَیْفَۃُ لِعُثْمَانَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَدْرِکْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ قَبْلَ اَنْ یَّخْتَلِفُوْا فِی الْکِتَابِ اِخْتِلَافَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَاَرْسَلَ عُثْمَانُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضرت حذیفہ اس وقت جہاد میں شریک تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بحیثیت خلیفہ اہل شام اور اہل عراق کو آرمینیہ اور آذربایجان کی فتح کے لیے تیار کرنے میں مصروف تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی قرأت قرآن میں اختلاف نے (جو ایک دوسرے کی قرأت کے انکار سے پیدا ہو گیا تھا) بہت پریشان کر دیا۔ (اِس صورت حال سے بے چین) ہو کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے امیرالمومنین

إِلٰى حَفْصَةَ اَنْ اَرْسِلِيْ إِلَيْنَا بِالصُّحُفِ نَنْسَخُهَا فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَرُدُّهَا إِلَيْكَ فَأَرْسَلَتْ بِهَا حَفْصَةَ إِلٰى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ ابْنَ الْعَاصِ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلَاثِ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ اَنْتُمْ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى إِذَا نَسَخُوا الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الصُّحُفَ إِلٰى حَفْصَةَ وَاَرْسَلَ إِلٰى كُلِّ اُفُقٍ بِمُصْحَفٍ مِّمَّا نَسَخُوْا وَاَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ كُلِّ صَحِيْفَةٍ اَوْ مُصْحَفٍ اَنْ يُّحْرَقَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ فَقَدَتْ اٰيَةٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ قَدْ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ (مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ) فَاَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: امیر المومنین! آپ اُمت کے اِس انتشار کو جو اختلافِ قراءت کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہے اس سے قبل ہی دفع کر دیجیے کہ وہ کہیں یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ کے بارے میں اختلاف کا شکار نہ ہو جائیں۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتب کردہ صحیفے) جو آپ کے پاس محفوظ ہیں، بھیج دیجیے تا کہ ہم اُن کی نقل کر کے پھر اس کی اصل کو آپ کے پاس واپس کر دیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ صحیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیے۔ پھر حضرت عثمان نے زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاص اور عبداللہ ابن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم (جن میں آخری تین حضرات قریشی تھے) کو اس کام پر مامور فرمایا اور ان حضرات نے (اس نسخے کے مطابق) چند نسخے تیار کر لیے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تینوں قریشی حضرات سے فرمایا کہ قرآن کی کتابت کے وقت تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی آیت کی قراءت میں اختلاف ہو تو تم اس کو صرف قریش کی لغت یعنی قراءت کے مطابق لکھو اس لیے کہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے (اگرچہ کہ سات قراءتوں سے قرآن پڑھا جا سکتا ہے) چنانچہ ان حضرات نے ایسا ہی کیا (یعنی پورے قرآن کو قریش کی زبان کے مطابق نقل کیا۔ جب ان حضرات نے اس طرح پورے صحیفے تیار کر لیے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اصل نسخہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس بھیج دیا۔ پھر حضرت عثمان نے اِن صحیفوں کو (بلادِ اسلامیہ میں) ہر طرف روانہ فرمایا۔[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف اور انتشار کو دُور کرنے کے لیے یہ حکم دیا کہ اِن صحیفوں کے سوا جس کسی کے پاس کوئی اختلافی جزو ہو تو اس کو نذرِ آتش کیا جائے۔ ابن شہاب جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں)۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے زید بن ثابت کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب ہم ان صحیفوں کو نقل کرنے کے لیے جمع ہوئے تو مجھے سورۂ احزاب کی یہ آیت ''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' الخ، جس کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا، لکھی ہوئی نہیں ملی اور ہم کو یہ آیت حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس مل گئی تو ہم نے اِس آیت کو وہ آیت یہ ہے: ''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ'' سورۂ احزاب میں شامل کر دیا۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

[1] اس طرح کہ ایک نسخہ کوفہ، ایک بصرہ، ایک ملک شام کو روانہ فرمایا اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں محفوظ رکھوا دیا۔ پھر اس کے بعد

بحرین، مکہ معظمہ اور یمن کو بھی اس کی نقلیں روانہ کردی گئیں۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لغت قریش کے مطابق قرآن جمع کرنے کا حکم دیا اور اس سے پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی جو حدیث گزری ہے اس میں مذکور ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کا حکم دیا تھا۔ ان دونوں حضرات کے جمع قرآن میں فرق یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے قرآن کو اس اندیشہ سے جمع فرمایا تھا کہ کہیں حفاظ کے شہید ہو جانے کی وجہ سے قرآن کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے اور اس جمع اوّل میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا اہتمام فرمایا تھا کہ لغت قریش کے ساتھ ساتھ اور دیگر لغات اور وجوہِ قرأت کو بھی جمع کیا جائے لیکن جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پہنچا اور لوگوں نے وجوہِ قرأت کے بارے میں اختلاف کرنا شروع کیا یہاں تک کہ ایک دوسرے کی قرأت کا انکار کرنے لگے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس انتشار کو ختم کرنے کے لیے صرف لغت قریش کے مطابق قرآن کی کتابت کروائی، کیونکہ قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے اور ان نسخوں کو بلادِ اسلامیہ میں روانہ فرما دیا تا کہ انتشار دُور ہو جائے اور اب ان ہی صحائف عثمانی کے مطابق پورے عالم اسلام میں قرآن کی کتابت جاری ہے، یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

واضح ہو کہ ہمارے فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قرآن یا اوراقِ متبرکہ جن پر اللہ اور اس کے رسول کا نام لکھا ہوا ہے اگر وہ استفادہ کے قابل نہ ہوں اور پارہ پارہ و بوسیدہ ہو جائیں تو ان کو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسے مقام پر دفن کر دیا جائے جو لوگوں کی آمد و رفت سے دُور ہو، تا کہ ان کی بے حرمتی نہ ہو اور قرآن کو جلانا مکروہ ہے۔ اور اگر وہ کسی وجہ سے جل جائے تو اس کی راکھ کو محفوظ کر دینا چاہیے۔ (عمدۃ القاری، ردالمحتار)

۲۶۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ لِعُثْمَانَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ان عمدتم اِلَى الْاَنْفَالِ وَهِيَ مِنَ الْمَثَانِيْ وَاِلٰى بَرَاءَةٍ وَّهِيَ مِنَ الْمِئِيْنَ فَقَرَنْتُمْ بَيْنَهُمَا وَلَمْ تَكْتُبُوْا سَطْرَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَوَضَعْتُمُوْهَا فِي السَّبْعِ الطِّوَالِ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ عُثْمَانُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يَأْتِيْ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يَنْزِلُ عَلَيْهِ السُّوَرَ ذَوَاتُ الْعَدَدِ وَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يُذْكَرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا فَاِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْاٰيَةُ فَيَقُوْلُ ضَعُوْا هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِيْ يَذْكُرُ فِيْهَا كَذَا وَكَذَا وَكَانَتِ الْاَنْفَالُ مِنْ اَوَائِلَ مَا نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَتْ بَرَاءَةٌ مِّنْ اٰخِرِ الْقُرْاٰنِ نُزُوْلًا وَّكَانَتْ قِصَّتُهَا شَبِيْهَةٌ بِقِصَّتِهَا فَقُبِضَ رَسُوْلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۂ انفال کو جس کا شمار مثانی میں ہونا چاہیے اس کو سورۂ براءۃ سے ملا دیا جس کو آیتوں کی تعداد کے اعتبار سے مئین ہونا چاہیے[1] اور آپ نے ان دونوں سورتوں یعنی سورۂ انفال اور سورۂ براءۃ کے درمیان میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی، اس طرح آپ نے ان کو سبع طوال یعنی سات بڑی سورتوں میں شریک کر دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جیسے جیسے زمانہ گزرتا جاتا مختلف آیتوں والی سورتیں نازل ہوتی رہتیں تو آپ کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ جیسے جیسے کوئی وحی نازل ہوتی تو آپ کاتبین وحی کو طلب فرماتے اور حکم دیتے کہ ان آیتوں کو اُن سورتوں میں جن میں فلاں فلاں مضامین کا ذکر ہے، لکھ دو، پھر جب کبھی کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورۃ میں، جن میں ان مضامین کا ذکر ہے، لکھ دو اور سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ منورہ میں ابتداً نازل ہوئیں اور سورۂ براءۃ نزول کے اعتبار سے قرآن کی آخری وحی میں سے ہے، لیکن ان دونوں سورتوں کے مضامین ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ہم پر یہ واضح نہیں فرمایا کہ سورۂ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یُبَیِّنْ لَنَا اَنَّھَا مِنْھَا فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ قَرَنْتُ بَیْنَھُمَا وَلَمْ اَکْتُبْ سَطْرَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَوَضَعْتُھَا فِی السَّبْعِ الطِّوَالِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

براءۃ سورۂ انفال ہی کا حصہ ہے یا نہیں؛ اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو ساتھ ساتھ رکھا ہے۔ اور اسی وجہ سے ان دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور ترتیب میں ان کو میں نے سبع طوال میں شامل کر دیا ہے۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ا وہ سورتیں جن کی آیتیں سو سے کم ہیں اور ان میں قصے مکرر بیان کیے گئے ہیں اس لیے ان کو مثانی کہا جاتا ہے۔ اور یہ سورۂ شعراء سے لے کر سورۂ فتح تک کی سورتیں ہیں۔

۲ جن میں سو یا سو سے زیادہ آیتیں ہیں اور یہ سورۂ یونس سے سورۂ فرقان تک کی سورتیں ہیں۔

ف: واضح ہو کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اس طرح تقسیم کیا گیا ہے کہ سورۂ بقرہ سے سورۂ توبہ تک سبع طوال سات بڑی سورتیں کہا جاتا ہے اور سورۂ یونس سے سورۂ فرقان تک کی سورتوں کو مئین (سو یا سو سے زیادہ آیتوں والی سورتیں) اور سورۂ شعراء سے سورۂ فتح تک کو مثانی سو آیتوں سے کم والی سورتیں جن میں قصے مکرر ہیں اور سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک کی سورتوں کو مفصل کہتے ہیں کہ ان سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا فاصلہ قریب قریب ہے۔ پھر مفصل کی تین قسمیں ہیں۔ ایک طوال، دوسری اوساط، تیسری قصار۔ سورۂ حجرات سے سورۂ انشقاق تک کو طوال مفصل یعنی لمبی اور فاصلہ والی سورتیں اور والسماء ذات البروج سے سورۂ لم یکن تک کو اوساط مفصل (درمیانی فاصلہ والی) سورتیں اور یہاں سے آخر قرآن تک کو قصار مفصل (چھوٹے فاصلہ والی) سورتیں کہا جاتا ہے۔

۲۶۷۸ - وَعَنْهُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَعْرِفُ خَاتِمَةَ السُّوْرَةِ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَاِذَا نَزَلَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عَرَفَ اَنَّ السُّوْرَةَ قَدْ خَتَمَتْ وَاسْتَقْبَلَتْ اَوِ ابْتَدَأَتْ سُوْرَةٌ اُخْرٰی رَوَاہُ الْبَزَّارُ بِاِسْنَادَیْنِ رِجَالُ اَحَدِھِمَا رِجَالُ الصَّحِیْحِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب تک آیت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" نازل نہیں ہوئی آپ اس وقت تک ایک سورۃ کے ختم ہونے کو (اور دوسری سورۃ کے شروع ہونے کو) نہیں جانتے تھے۔ جب "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ ایک سورۃ ختم ہوئی اور دوسری سورۃ شروع ہوئی۔ اس کی روایت بزار نے دو سندوں سے کی ہے؛ جس میں سے ایک سند کے رجال صحیح بخاری اور مسلم کے راوی ہیں۔

۲۶۷۹ - وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَعْرِفُ فَصْلَ السُّوْرَةِ حَتّٰی یُنَزِّلَ عَلَیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے؛ وہ فرماتے ہیں کہ جب تک بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورتوں کے درمیان فصل نہیں کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ ہمارے فقہاء احناف نے فرمایا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ایک مستقل آیت ہے جو سورتوں کے درمیان فصل کے لیے نازل کی گئی ہے اور یہ کسی سورۃ کا جزو نہیں ہے اور صدر کی حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا نزول مکرر ہوا ہے۔ (ایک مرتبہ سورۂ نمل: ۳۰ میں "اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" ہے اور دوسری بار سورتوں کے فصل کے لیے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کا نزول ہوا ہے؛ اس لیے بھی اس کی عظمت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے جس طرح ایک روایت میں ہے کہ سورۂ فاتحہ بھی دو مرتبہ نازل ہوئی جو اس کی عظمت اور بزرگی پر دلالت کرتی

ہے۔

۲۶۸۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ سُوْرَةً مِّنَ الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰى غُفِرَلَهٗ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّرَوَاهُ اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَابْنُ حَبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَصَحَّحَهٗ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی ایک سورۃ ہے جس کی ۳۰ آیتیں ہیں۔ اس سورۃ نے ایک آدمی کی (جو اس کی پابندی کے ساتھ تلاوت کرتا تھا) سفارش کی۔ یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے گئے۔ اور یہ سورۃ ''تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ'' ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور امام احمد نے بھی اس کی روایت اپنی مسند میں کی ہے۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کی ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور طبرانی نے اس کی روایت کبیر میں سند صحیح کے ساتھ کی ہے۔

ف: واضح ہو بنایہ میں لکھا ہے کہ اس سورۃ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ میں تیس آیتیں ہیں جس میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کا شمار نہیں ہے اور یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کو شامل کیے بغیر اس سورت کی تیس آیتیں ہیں۔ اس سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کسی سورت کا جزو نہیں ہے۔

۲۶۸۱ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ قُلْتُ لَهٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے (جس کے آخر میں اس طرح مذکور ہے کہ وہ فرماتے ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ میں تم کو قرآن کی سب سے بڑھ کر عظمت والی سورۃ سکھلاؤں گا' یہ سن کر حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ہاں! وہ سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہے۔ یعنی سورۃ فاتحہ ہے اور یہی سبع مثانی ہے اور یہی قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ وہ عظمت والی سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہے' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' سورۃ فاتحہ کا جزء نہیں ہے۔ اس لیے کہ حضور انور ﷺ نے سورۃ فاتحہ کو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ'' سے شروع فرمایا ہے۔ یہ تعلیق اعلاء السنن میں مذکور ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ سورۃ سبع مثانی ہے سورۃ فاتحہ سات آیتوں والی سورۃ ہے جو سب کے نزدیک مسلم ہے اور ان سات آیتوں میں ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' شامل نہیں ہے' ورنہ پھر اس کی آیتیں آٹھ ہو جائیں گی۔ یہ بنایہ میں مذکور ہے۔

۲۶۸۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِيْ حَدِيْثٍ طَوِيْلٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے (کہ جس میں اس طرح مذکور ہے' وہ فرماتے ہیں) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے صلوٰۃ یعنی سورۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں برابر تقسیم کر دیا ہے' اس کے ذریعہ سے میرا بندہ مجھ

الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ اَثْنٰى عَلَىَّ عَبْدِيْ فَاِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ اِلَىَّ عَبْدِيْ فَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

سے جو مانگے گا۔ میں اس کو دوں گا۔ جب بندہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری تعریف کی پھر جب بندہ "الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے میری ثناء بیان کی اور جب بندہ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بات میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے (کہ اس آیت میں اللہ اور بندہ کے بارے میں مشترکہ مضمون ہے) اور بندہ مجھ سے جو مانگے گا میں اسے دوں گا۔ پس جب بندہ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندہ کی دعا ہے اور بندہ نے یہ جو سوال کیا ہے میں اسے ضرور دوں گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ل جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے اور یہ دلیل بیان کی ہے کہ یہاں صلوٰۃ سے سورۂ فاتحہ مراد ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ حج نام ہے عرفہ کا۔

ف: واضح ہو کہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ صدر کی یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ فاتحہ کا جز نہیں ہے اور اس بارے میں اس سے زیادہ واضح کوئی حدیث مجھے نہیں ملی جو نص صریح کا حکم رکھتی ہو اور جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ فرماتے ہیں کہ اس حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے دو برابر حصوں میں سورۂ فاتحہ کی تقسیم فرمائی ہے اور سورۂ فاتحہ کی ابتداء "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" سے کی ہے۔ اور اگر "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ فاتحہ کا جزو ہوتا تو سورۂ فاتحہ کی ابتداء "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سے کی جاتی۔

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" سورۂ فاتحہ کا جز نہ ہونے پر دوسری دلیل میں یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کی آیت کو درمیانی قرار دی ہے اور ابتدائی تین آیتیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں ہیں اور آخری تین آیتیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے اخیر تک بندہ کی استدعا میں ہیں۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کو سورۂ فاتحہ کا جزو نہ قرار دیا جائے ورنہ حدیث قدسی کی مذکورہ تقسیم باطل ہو جائے گی کیونکہ اس صورت میں سورۂ فاتحہ کی آیتیں آٹھ ہو جائیں گی۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسری دلیل یہ بیان فرمائی ہے کہ ابوداؤد اور نسائی نے بھی دو صحیح سندوں کے ساتھ اسی طرح یہ حدیث روایت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "هولاء لعبدی" یعنی یہ آخری تین آیتیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے اخیر تک بندہ کی استدعا میں ہیں اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ جو تین سے کم کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا اور اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی تقسیم حدیث قدسی کے لحاظ سے سات آیتوں پر اس طرح ہوگی کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" سے "يَوْمِ الدِّيْنِ" تک تین آیتیں "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" درمیانی آیت اور "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" تک آخری تین آیتیں اس طرح جملہ سات آیتیں پوری ہیں جن میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی آیت شامل نہیں ہے۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور طرح کی تقسیم کی جائے تو حدیث قدسی کے صریحاً خلاف ہوگی۔

٢٦٨٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے (ایک طویل حدیث مروی

فِیْ حَدِیْثِ الْوَحْیِ ثُمَّ اَرْسَلَنِیْ فَقَالَ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ' خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ' اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ' عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ اَلْحَدِیْثُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

ہے جو) وحی کی ابتدا کے بارے میں ہے' اس میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے لپٹا کر دبوچا اور پھر چھوڑ دیا اور کہا: "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ۝ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ" پڑھیے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے پوری حدیث بیان فرمائی ہے اور اس حدیث کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سورۂ فاتحہ کی طرح کسی اور سورۃ کا جزو نہیں ہے' ورنہ حضرت جبریل علیہ السلام اس سورت کو "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ" سے شروع نہیں کرتے بلکہ "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" سے شروع کرتے۔

٢٦٨٤ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّهٗ مَرَّ عَلٰی قَاصٍ یَقْرَأُ ثُمَّ یَسْاَلُ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَلْیَسْاَلِ اللّٰهَ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَیَجِیْءُ اَقْوَامٌ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ یَسْاَلُوْنَ بِهِ النَّاسَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک قاری کے پاس سے گزرے جو قرآن پڑھ رہا تھا اور (قرآن پڑھنے کے بعد لوگوں سے) مانگ رہا تھا' یہ دیکھ آپ نے (ناراضگی کے اظہار کے لیے) "انا للّٰہ وانا الیہ رجعون" پڑھا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو قرآن کو پڑھے' اس کو چاہیے کہ قرآن کو وسیلہ بنا کر اللہ سے مانگے کیونکہ عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھ پڑھ کر لوگوں سے مانگیں گے۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: بحر رائق میں لکھا ہے کہ علماء نے ایسے شخص کو خیرات دینا مکروہ قرار دیا ہے جو بازاروں میں قرآن پڑھ کر لوگوں سے بھیک مانگے تا کہ اس کی تنبیہ ہو اور وہ اس کا اعادہ نہ کرے۔

٢٦٨٥ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ یَتَاَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَوَجْهُهٗ عَظْمٌ لَیْسَ عَلَیْهِ لَحْمٌ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو قرآن اس لیے پڑھتا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کا مال کھائے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا (ہڈی ہی ہڈی ہوگی اور وہ بڑا رسوا ہوگا) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الدَّعْوَاتِ

دعاؤں کی فضیلت اوراس کے استحباب کا بیان

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. (البقرۃ:۱۸۶) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔(کنزالایمان)

ف: دعا عرض حاجت ہے اوراجابت یہ ہے کہ پروردگار اپنے بندے کی دعا پر لبیك عبدی فرماتا ہے۔مراد عطا فرمانا دوسری چیز ہے۔وہ بھی اس کے کرم سے کبھی فی الفور حاصل ہو جاتی ہے کبھی بمقتضائے حکمت کسی تاخیر سے' کبھی بندے کی حاجت دنیا میں روا فرمائی جاتی ہے' کبھی آخرت میں' کبھی بندے کا نفع دوسری چیز میں ہوتا ہے وہ عطا کی جاتی ہے' کبھی بندہ محبوب ہوتا ہے اس لیے اس کی حاجت روائی میں دیر کی جاتی ہے کہ وہ عرصہ تک دعا میں مشغول رہے' کبھی دعا کرنے والے میں صدق واخلاص وغیرہ شرائط قبول نہیں ہوتے' اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نیک اور مقبول بندوں سے دعا کرائی جاتی ہے۔

مسئلہ: ناجائز امر کی دعا کرنا جائز نہیں' دعا کے آداب میں سے ہے کہ حضور قلب کے ساتھ قبول کا یقین رکھتے ہوئے دعا کرے اور شکایت نہ کرے کہ میری دعا قبول نہ ہوئی۔ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ نماز کے بعد حمد وثناء اور درود شریف پڑھے' پھر دعا کرے۔(تفسیر خزائن العرفان از مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی)

وَقَوْلُـہٗ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ. (المؤمن:۶۰) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تمہارے ربّ نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔(کنزالایمان)

ف: اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں۔ایک دعا میں اخلاص ہو۔دوسرا دعا کرتے وقت قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو۔تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی۔جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا میں ہی اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے۔یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے۔آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہوا ہے۔حدیث شریف میں ہے: ''الدعاء ھو العبادۃ'' (ابوداؤد وترمذی) اس تقریر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو' میں تمہیں ثواب دوں گا۔(تفسیر خزائن العرفان' زیر آیت)

صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمام علماء اور اہل فتویٰ کا ہر زمانہ میں ہر مقام پر اس بات پر اجماع رہا ہے کہ دعا کرنا مستحب ہے اور قرآن وحدیث اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اس کی دلیل ہیں۔

صدر کی دونوں آیتوں میں ارشاد ہے کہ جب بندہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول فرماتا ہے، دعا کی قبولیت سے مراد یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لبیك عبدی" اے بندے! میں نے تیری دعا سن لی ہے۔ اور یہ بات ہر بندۂ مومن کے لیے حاصل ہے جب بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے لیکن مقبولیت دعا کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ہر دعا اس وقت قبول ہو اور اسی کی خواہش کے مطابق ہی پوری ہو جائے، اس لیے کہ بعض اوقات بعض دعا بندہ کے لیے مفید نہیں ہوتی۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کے لیے جو شرائط ہیں وہ پورے نہیں ہوتے اور یا پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے پکارنے کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ دعا کرتا رہے۔ چنانچہ حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا، خداوندا! میں نے کتنی ہی بار آپ کو پکارا لیکن آپ نے میری پکار نہیں سنی اور میری مراد پوری نہیں ہوئی۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: اے یحییٰ! میں چاہتا ہوں کہ تمہاری پکار کو بار بار سنتا رہوں۔ بہر حال! دعا کی قبولیت کی کئی صورتیں ہیں یا تو بعینہٖ دعا قبول کرلی جاتی ہے یا اگر وہ دعا بندہ کے لیے مفید نہیں ہوتی تو اس کے معاوضہ میں کوئی دنیوی آفت دُور کردی جاتی ہے یا اُن کو آخرت میں اس کی دعا کے معاوضہ میں اِس کے درجات بلند کیے جاتے ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ میں اس کی صراحت مذکور ہے۔ (یہ مضمون تفسیرات احمدیہ سے ماخوذ ہے)۔

٢٦٨٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ مُّسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ کُلُّ نَبِیٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّی اخْتَبَاْتُ دَعْوَتِیْ شَفَاعَةً لِّاُمَّتِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَهِیَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّ لِلْبُخَارِیِّ اَقْصَرُ مِنْهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (سنت الٰہی ہے کہ) ہر نبی کو (اس کی اُمت کی بھلائی یا مخالفین کی بربادی کے لیے) ایک حق دعا کا دیا گیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہر نبی نے دنیا ہی میں اپنی اس دعا کے کرنے میں جلدی کی۔[1] اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی رہی)۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اِس مقبول دعا کے حق کو قیامت میں اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے چھپائے (محفوظ) رکھا ہے، ان شاء اللہ میری یہ شفاعت میرے ہر اُمتی کو نصیب ہوگی۔ جو ایمان پر اِس حالت میں وفات پائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے مختصر الفاظ میں اِس کی روایت کی ہے۔

[1] جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت صالح علیہما السلام نے اپنی اپنی نافرمان اُمت کے لیے بددعا کی تو ایک کو طوفان کے ذریعہ اور دوسری کو صیحہ یعنی چیخ کے ذریعہ ہلاک کردیا گیا۔

ف: واضح رہے کہ اس حدیث میں ارشاد ہے اُمت کی بخشش کی جبکہ وہ ایمان پر وفات پائیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کو اپنی اُمت پر بڑی شفقت تھی کہ اپنی مقبول اور خاص دعا کو آپ نے اپنی امت کی شفاعت کے لیے اُٹھا رکھی اور مخالفین کی بربادی کے لیے استعمال نہیں فرمائی، قربان اِس نبی رحیم وکریم پر۔ صلی الله علیه و اٰله و اصحابه و بارك وسلم

٢٦٨٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِیْهِ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ فَاَیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اٰذَیْتُهٗ شتمتهٗ لعنتهٗ جلدتُهٗ فَاجْعَلْهَا لَهٗ صَلٰوةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے اللہ! آپ سے میری ایک درخواست ہے کہ اگر مجھ سے بہ تقاضائے بشریت کسی مومن کو کوئی تکلیف پہنچی ہو کہ میں نے اس کو برا کہا ہو یا لعنت کی ہو یا مارا ہو تو اس مومن کے حق میں رحمت (اور

وَّزَکٰوۃً وَّقُرْبَۃً تُقَرِّبُہٗ بِھَا اِلَیْكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ گناہوں سے) پاکی کا سبب اور قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنادیجیے۔
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

لے آپ کی شان کریمی سے مجھے امید ہے کہ آپ اس بارے میں مجھے ہرگز نا اُمید نہیں کریں گے یعنی میری درخواست کو ضرور قبول فرمائیں گے کہ میں تو ایک بشر ہوں۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ صدر کی اِس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر کسی مسلمان نے اپنے بھائی کے لیے بددعا کی ہو تو وہ اِس کے لیے نیک دعا کردے تا کہ اس بددعا کی تلافی ہوجائے۔

٢٦٨٨ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ اِرْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ اَرْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَہٗ اَنَّہٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَلَا مُکْرِہَ لَہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو مجھے بخش دیجیے! اگر آپ چاہیں تو مجھ پر رحم فرمائیے۔ اگر آپ چاہیں تو مجھے روزی دیجیے، چونکہ یہ شک کے کلمات ہیں، اس لیے ان الفاظ سے دعا نہ کرے بلکہ عزم بالجزم یعنی پختہ ارادہ کے ساتھ (اللہ تعالیٰ سے اپنے مقاصد کو) طلب کرے (اور ان کی قبولیت پر یقین رکھے) اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور اُن پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔لے اِس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

لے وہ جو کرتے ہیں کہ اپنی خوشی اور مرضی سے ہی کرتے ہیں۔ دعا کرتے وقت شک کے الفاظ کو استعمال کرنا بے پرواہی کو ظاہر کرتا ہے۔ غلام کو تو یہ چاہیے کہ اپنے آقا سے گڑگڑا کر مانگے۔

٢٦٨٩ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُکُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ وَلٰکِنْ لِیَعْزِمْ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَتَعَاظَمُہٗ شَیْءٌ اَعْطَاہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو مجھے بخش دیجیے، بلکہ یقین کے ساتھ دعا کرے اور پوری رغبت اور زاری کے ساتھ دعا کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی چیز کا دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے، جبکہ وہ دینا چاہیں۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٦٩٠ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنی دعا کی مقبولیت کا یقین رکھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو۔ (اللہ تعالیٰ تمہاری دعا ضرور قبول فرمائیں گے) اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ایسی دعا کو قبول نہیں فرماتے ہیں جو (بغیر اخلاص) کے غفلت والے دل اور بے پروائی کے ساتھ کی جائے (کہ جس میں دلجمعی نہ ہو)۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں فتاویٰ قاضی خاں کے حوالہ سے لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ دعا کرتے وقت رقت اور دلجمعی پیدا کرے تو بھی افضل ہے اور دعا کرنے کو ترک نہ کرے بلکہ دعا کرتا رہے۔ مرقات میں ہے کہ دعا کے لیے اُن اوقات اور اُن مقامات کو تلاش کرنا چاہیے جن میں مقبولیت دعا کے مواقع میسر رہتے ہیں۔

۲۶۹۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَدْعُ بِاثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحْمٍ مَّالَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ يُسْتَجَابُ لِيْ فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ کی دعا ہمیشہ قبول کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی گناہ کے یا رشتہ توڑنے کی دعا نہ کرے[1] اور دعا کے قبول کرنے میں جلد بازی نہ کرے' عرض کیا گیا' یارسول اللہ! دعا میں جلد بازی کیا ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (دعا میں جلد بازی یہ ہے کہ دعا کرنے والا) یہ کہے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول نہیں ہوئی اور مایوس ہو کر بیٹھ جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] مثلاً یوں کہے کہ اے اللہ! میرے اور میرے باپ میں جدائی ڈال دے۔

۲۶۹۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُّسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بددعا نہ کیا کرو' نہ اپنی جانوں کے لیے' نہ اپنی اولاد کے لیے اور نہ اپنے اموال کے لیے' کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ تمہاری یہ بددعا ایسے وقت میں ہو جائے کہ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا قبول کرتے ہیں (اگر تمہاری بددعا اُس وقت واقع ہو تو) یہ بھی قبول کر لی جائے گی[1]۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ بعض نادان غصہ اور مصیبت کے وقت جو بددعا کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے' اس لیے کہ اس سے خود ان کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔

۲۶۹۳ - وَعَنِ النُّعْمَانَ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَاَ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: دعا ہی اصل عبادت ہے' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ'' تمہارے پروردگار نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ اِس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا مامور بہ ہے' اللہ تعالیٰ نے بندہ کو دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے' اس کا بجالانا عبادت ہے' لہٰذا دعا عبادت ٹھہری۔

۲۶۹۴ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ دعا عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے[1]۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] اِس لیے کہ عبادت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے آگے ذلت اور زاری کا اظہار ہے اور یہ دعا میں بدرجہ اُتم حاصل ہے' اِسی لیے دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔

۲۶۹۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (اذکار میں) اللہ تعالیٰ کے پاس دعا سے بڑھ کر

عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

کوئی چیز افضل نہیں ہے۔(ترمذی اور ابن ماجہ)

۲٦٩٦ - وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ اِلَّا الْبِرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (قضاء معلق) کو کوئی چیز بجز دعا کے نہیں بدل سکتی اور بجز نیکی کے عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲٦٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں دعا ایسی بلاء (کے دفع کرنے) میں نفع بخش ہے جو نازل ہوئی ہو اور ایسی مصیبت کے (دفع کرنے میں بھی) فائدہ مند ہے جو ابھی نازل نہیں ہوئی ہو' پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اُوپر لازم کرلو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ قضاء کی دو قسمیں ہیں: ایک معلق اور دوسرے محکم۔ قضاء معلق یہ ہے کہ کسی چیز سے مشروط ہوتی ہے مثلاً لوح محفوظ میں اسی طرح لکھا ہوا ہوتا ہے کہ اگر فلاں شخص حج نہ کرے یا جہاد نہ کرے تو اس کی عمر چالیس برس ہوگی اور اگر حج یا جہاد کرے تو اس کی عمر ساٹھ برس کی ہوگی۔ تو ایسی قضاء تو دعا سے بدل جاتی ہے اور مصیبت ٹل جاتی ہے۔ قضا کی دوسری قسم قضاء مبرم ہے اور یہ ایسی قضاء ہے جو بدلتی نہ ہو لیکن دعا سے صبر اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور مصیبت گراں نہیں معلوم ہوتی' بلکہ مصیبت اور بلاء میں ایسی لذت حاصل کرتے ہیں جیسے اہل دنیا ہی نعمتوں سے لطف حاصل کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں انسان کو اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ کون سی قضاء معلق ہے اور کون سی مبرم' اس لیے اس کو ہر حالت میں دعا کرتے رہنا چاہیے۔

۲٦٩٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْعُوْ بِدُعَاءٍ اِلَّا اٰتَاهُ اللّٰهُ مَا سَاَلَ اَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهُ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو وہ چیز دے دیتے ہیں جس کو وہ مانگتا ہے[1] یا پھر وہ چیز اس کے مقدر میں نہیں ہے یا اس میں اس کی بھلائی نہیں ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس سے اس کے کسی رنج یا بلاء کو دُور کر دیتا ہے[2] بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا رشتہ کے توڑنے کی دعا نہ کرے۔ اس کی روایت ترمذی کی ہے۔

[1] اگر وہ اس کے مقدر میں ہے یا اس میں کوئی بھلائی ہے۔

[2] جس سے اس کو اتنی ہی اور خوشی حاصل ہو جاتی ہے جو اس کے دعا کے قبول ہونے پر حاصل ہو سکتی تھی۔

۲٦٩٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّدْعُوْ بِدَعْوَةٍ لَّيْسَ فِيْهَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِيْعَةُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ بِهَا اِحْدٰى ثَلَاثٍ اِمَّا اَنْ يُّعَجِّلَ لَهٗ دَعْوَتَهٗ وَاِمَّا اَنْ يَّدَّخِرَهَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ وَاِمَّا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان کوئی دعا کرے اور اس دعا میں کسی گناہ یا رشتہ توڑنے کی طلب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلہ میں ان تینوں چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا کر دیتے ہیں! تو اس کی دعا کو قبول فرما کر اسی دنیا میں اس کے مقصد کی تکمیل فرما دیتے ہیں یا پھر اس کے بدلہ میں اس کے

اَنْ يُّصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا قَالُوْا اِذًا نُكْثِرُ قَالَ اللّٰهُ اَكْثَرُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

کسی ایسے رنج یا بلا کو دُور کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا! پھر تو ہم کثرت سے دعا کریں گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (تم جتنی دعائیں کرو گے) اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ دینے والا پاؤ گے۔ ۳ اِس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۱ جس سے اُس کو اتنی ہی راحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے جو اُس کی دعا قبول ہونے پر ہو سکتی تھی۔

۲ یارسول اللہ! جب دعا سے اتنے بڑے فوائد ہیں تو اور دعا کرنے والا ہر حیثیت میں بامراد رہتا ہے۔

۳ اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانے ختم نہیں ہوتے اور اس کی دین کا کوئی ٹھکانہ نہیں! اور تم زیادہ سے زیادہ مانگ کر اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے۔

۲۷۰۰ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْئَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو (اس لیے کہ وہ بڑا کریم منعم وہاب اور غنی ہے) اور اللہ تعالیٰ اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت یہ ہے کہ (بلاء اور مصیبت کی غیروں سے شکایت کیے بغیر اللہ تعالیٰ سے) بلاء کے دفع ہونے کا انتظار کیا جائے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۰۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَسْاَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعا نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ ۱ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱ اس لیے کہ سوال اور دعا کا چھوڑ دینا تکبر اور استغناء ہے جو کہ بندگی کے منافی ہے۔

۲۷۰۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَّعْنِيْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يُّسْئَلَ الْعَافِيَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل جائے (یعنی اس کو دعا کی توفیق ملے) تو گویا اِس کے لیے رحمت کے کئی دروازے کھل جاتے ہیں۔ ۱ اور عافیت (ایمان کی سلامتی اور دنیا کی بھلائی) کا مانگنا اللہ تعالیٰ کے پاس تمام سوالوں سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱ کہ کبھی تو بعینہ اس کا مقصد دنیا ہی میں پورا ہو جاتا ہے یا اس کے بدلے میں دنیا کی کوئی مصیبت دفع ہو جاتی ہے یا پھر اس کے لیے دعا ذخیرۂ آخرت بنادی جاتی ہے۔

۲۷۰۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ مصیبتوں کے وقت اللہ تعالیٰ اِس کی دعا قبول فرمائے تو اس کو چاہیے کہ فراخی اور خوش حالی میں کثرت سے دعا کیا کرے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۰۴ - وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے کہ رسول اللہ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْاَلُوْہُ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْاَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا.

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعا کرو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کیا کرو (اس طرح کہ ہتھیلیوں کا رُخ آسمان کی طرف ہو جائے) اور ہتھیلیوں کا ظاہر آسمان کی طرف رکھ کر سوال نہ کرو۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں مجموعۃ الفتاویٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا کی چار قسمیں ہیں:

(۱) دعائے رغبت (۲) دعائے رہبت (۳) دعائے تضرع (۴) دعائے خفیہ۔

(۱) دعائے رغبت: بندہ کے اپنے حصولِ مقاصد کے لیے عموماً جو دعا کی جاتی ہے اس کو دعائے رغبت کہتے ہیں۔ اس دعا کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دعا کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف کیا جائے' جیسا کہ صدر کی حدیث میں مذکور ہے اور افضل یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو پھیلا کر اس طرح رکھیں کہ آپس میں مل نہ جائیں اور ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رہے اور دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل رہیں۔

(۲) دعائے رہبت: یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی شر اور بلاء کے دفع کرنے کے لیے استغاثہ کرے۔ اس دعا کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح انسان دشمن سے بچنے کے لیے اپنے ہاتھوں کی پیٹھ کو' اپنے چہرہ کی طرف کر لیتا ہے' اسی طرح دعا کرنے والا بھی اپنی ہتھیلیوں کو اُلٹ کر اُن کا رخ زمین کی طرف کرے۔ اس طرح کہ اُن کی پیٹھ آسمان کی طرف ہو۔

(۳) دعائے تضرع: الحاح اور زاری کی دعا ہے۔ اس دعا کے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اپنے سیدھے ہاتھ کی شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دعا کرے۔ اس طرح کہ خنصر اور بنصر یعنی سیدھے ہاتھ کی آخری چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی کو بند کرے اور انگوٹھے اور تیسری انگلی سے حلقہ بنائے رکھے۔

(۴) دعاء خفیہ: یہ وہ پوشیدہ دعا ہے جس کو بندہ اپنے ربّ سے دل ہی دل میں کر لیتا ہے۔

۲۷۰۵ - وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْاَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے (ہتھیلیوں کا رخ آسمان کی طرف رکھ کر) ہاتھوں کو پھیلا رکھ کر دعا کیا کرو اور (ہتھیلیوں کی پیٹھ آسمان کی طرف رکھ کر) دعا نہ کیا کرو اور دعا سے فارغ ہو کر ہتھیلیوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۷۰۶ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَّسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یَّرُدَّھُمَا صِفْرًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہارا پروردگار بڑا حیاء والا اور کریم ہے یعنی بغیر مانگے دینے والا ہے' وہ اپنے بندہ سے شرماتا ہے جبکہ اس کو خالی ہاتھ واپس کرے جبکہ بندہ (دعا میں) اپنے ہاتھوں کو اس کی طرف اُٹھاتا ہے۔[۱] اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت دعوات کبیر میں کی ہے۔

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی دعا خالی نہیں ہوتی یا تو دنیا میں قبول ہو جاتی ہے یا آخرت میں اس کا بدلہ ملے گا۔

۲۷۰۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

استسقاء کے موقع پر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا کرتے تھے کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۷۰۸ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يَجْعَلُ اِصْبَعَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ وَيَدْعُوْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (استسقاء کے موقع پر) دعا کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو اپنے دونوں شانوں کے برابر اُٹھا کر پھیلاتے تھے۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

ف: صدر کی دو حدیثوں میں جو بیہقی سے مروی ہیں کہ ایک میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو اس قدر اونچا کرتے تھے کہ آپ کے بغل کی سفیدی نظر آتی تھی اور دوسری حدیث میں اس طرح مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے وقت اپنے ہاتھوں کو اپنے شانے کے برابر اٹھاتے تھے اور ایک روایت میں اِس طرح مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے وقت ہاتھوں کو سینہ تک اٹھاتے تھے اور اس سے زائد بلند نہیں فرماتے تھے' واضح ہو کہ دعا کے وقت ہاتھ اُٹھانے کے بارے میں جو دو صورتیں حدیثوں میں وارد ہیں' اِس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ عموماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کے وقت ہاتھوں کو سینہ کے برابر اُٹھاتے تھے۔ دوسری صورت ہاتھوں کو شانے کے برابر اُٹھانا یہ استسقاء اور مصائب کے وقت دعا کے موقع پر ہوا کرتا تھا۔ اِس طرح دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہ رہا۔

(یہ مرقات سے ماخوذ ہے)

۲۷۰۹ - وَعَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَلْمَسْئَلَةُ اَنْ تَرْفَعَ يَدَيْكَ حَذْوَ مَنْكِبَيْكَ اَوْ نَحْوَهُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ اَنْ تُشِيْرَ بِاِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ وَّالْاِبْتِهَالُ اَنْ تَمُدَّ يَدَيْكَ جَمِيْعًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ وَالْاِبْتِهَالُ هٰكَذَا وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَجَعَلَ ظُهُوْرَهُمَا مِمَّا يَلِيْ وَجْهَهٗ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عکرمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ (استسقاء کے موقع پر) دعا کرنے کا ادب یہ ہے کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے شانوں کے برابر یا ان کے قریب قریب اٹھاؤ اور استغفار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم شہادت کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے استغفار کرو اور دعا میں عاجزی (اور مبالغہ) کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ پھیلا کر دعا مانگو۔ اور ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ آپ نے ابتہال یعنی تضرع اور زاری کی دعا کرنے کا طریقہ یہ بتلایا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اِس طرح پھیلایا کہ ہاتھوں کی پشت چہرے کی طرف تھی (اور ہتھیلیاں نیچے کی طرف)۔

ف: واضح ہو کہ عالمگیریہ کے باب الاستقاء میں لکھا ہے کہ دعا کے وقت دونوں ہاتھوں کو اٹھانا آسمان کی طرف بہتر ہے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اپنی شہادت کی انگلی سے بھی اشارہ کر دیا تو یہ بھی بہتر ہے اور لوگ بھی دعا میں اپنے ہاتھوں کو اسی طرح اٹھاتے ہیں' اس لیے کہ دعا میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر پھیلانا سنت ہے' جیسا کہ مضمرات میں مذکور ہے۔

۲۷۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّ رَفْعَكُمْ اَيْدِيَكُمْ بِدْعَةٌ مَّا زَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى هٰذَا يَعْنِيْ اِلَى الصَّدْرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرمایا کرتے تھے کہ تمہارا دعاؤں میں عام طور پر ہاتھوں کا بہت اونچا کرنا بدعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے وقت ہاتھوں کو سینہ سے زیادہ اونچا نہیں کرتے تھے (ہاتھوں کو سینہ کے مقابل رکھ کر دعا کرتے تھے)۔ اِس حدیث کی روایت امام احمد نے

کی ہے۔

۲۷۱۱ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِى الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ دعا کرتے وقت رسول اللہ ﷺ جب اپنے ہاتھ اُٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر ملے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۱۲ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا دَعَا رَفَعَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ وَجْهَهٗ بِيَدَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِى الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت سائب بن یزید اپنے والد حضرت یزید سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ دعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا کرتے (اور دعا کے بعد) اپنے ہاتھوں کو چہرے پر پھیر لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

ف: صاحب مرقات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ دعا سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں کو چہرے پر اس لیے پھیرتے تھے کہ دعا کرتے وقت ہتھیلیاں آسمان کی طرف رہتی ہیں اور آسمان دعاؤں کا قبلہ ہے اور دعا مانگتے وقت برکات سماویہ اور انوار الٰہیہ ہاتھوں پر نازل ہوتے ہیں اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنے سے اس کی برکت حاصل ہو جاتی ہے۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حصن حصین میں آداب دعا میں یہ بھی لکھا ہے کہ دعا کرتے وقت آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے اور یہ کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو چہرہ پر پھیر لینا چاہیے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ دعا سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر پھیرنے میں حکمت یہ ہے کہ دعا کی قبولیت پر یقین کرتے ہوئے بہ طور نیک فالی اللہ تعالیٰ کے انعام وعطیہ کو قبول کرنے کا اظہار ہے۔ اور امام جزری نے اس حدیث کی سند ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ سے بیان کی ہے۔ اور حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کی ہے۔ (یہ پورا مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)

۲۷۱۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایسی دعاؤں کو پسند کرتے تھے جو جامع ہوں اور جو جامع نہ ہوں اُن کو چھوڑ کر دیتے تھے۔[۱] اِس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[۱] جامع دعائیں وہ ہیں جن کے الفاظ کم ہوں اور معنی زیادہ ہوں اور جو نیک مقاصد اور دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی پر مشتمل ہوں جیسے: "ربنا اتنا" اِلٰی اخر الآیۃ۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو دعائیں جامع نہ ہوتیں ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس بارے میں مشکوٰۃ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ سے بعض حالات میں خصوصی دعائیں مانگنا بھی ثابت ہے۔

۲۷۱٤ - وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ مَلَكٌ مُّوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِاَخِيْهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهٖ اٰمِيْنَ وَلَكَ بِمِثْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان کی دعا اپنے مسلمان بھائی (کی بھلائی یا دفع شر کے لیے) اس کے غیاب (غیر موجودگی) میں دعا کرنے والے کے سر کے پاس ایک فرشتہ (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے مقرر کیا جاتا ہے اور جب بھی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بھلائی کے لیے (غیاب میں) (دعائے خیر) کرتا ہے تو وہ فرشتہ آمین کہتا جاتا ہے اور دعا کرنے والے کے لیے کہتا ہے)

کہ تمہیں بھی یہی بھلائی نصیب ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف:اِس حدیث شریف سے ارشاد ہوا کہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان بھائی کے لیے غیاب میں دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو مقرر کر دیتے ہیں جو دعا کرنے والے کے لیے دعا کرتا رہتا ہے۔

٢٧١٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَةً دَعْوَةُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک غائب دوسرے غائب کے لیے کرے (اس لیے کہ اس میں خلوص ہوتا ہے)۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٧١٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعْوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَقْعُدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ دعائیں ایسی ہیں جو یقیناً قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ ظالم سے انصاف نہ پالے (۲) حاجی کی دعا جب تک کہ وہ حج سے واپس نہ ہو جائے (۳) مجاہد کی دعا جب تک کہ وہ جہاد سے فارغ نہ ہو جائے (۴) بیمار کی دعا جب تک کہ وہ (بیماری سے) صحت یاب نہ ہو جائے (یا اس بیماری میں انتقال نہ کر جائے) (۵) ایک مسلمان بھائی کی غائبانہ اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے (یہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا: ان (پانچوں) دعاؤں میں جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے غائبانہ کرے۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٧١٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ اَلصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِيْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ارشاد فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں یعنی ضرور قبول ہوتی ہیں۔ ایک روزہ دار کی دعا جبکہ وہ افطار کرتا ہے، دوسرے عدل کرنے والے حاکم کی دعا، تیسرے مظلوم کی دعا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ابر سے اُوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری عزت کی قسم! (اے مظلوم) میں ضرور تیری مدد کروں گا (اور تیرے حق کو ضائع نہ ہونے دوں گا)۔ اگرچہ اس میں کچھ تاخیر ہو جائے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧١٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تین دعائیں ایسی ہیں کہ جن کی قبولیت کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے ایک والد (یا والدہ) کی دعا یا بددعا اولاد کے لیے) دوسرے مسافر کی دعا خود اپنے لیے یا غیر کے لیے) تیسرے مظلوم کی دعا (ظالم کے حق میں یا اُس شخص کے لیے جو اس کی مدد کرے)۔ اِس کی روایت ترمذی،

ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۷۱۹ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِسْتَاْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسِنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَّا يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهِ وَلَا تَنْسِنَا.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ اے میرے بھائی! مجھے اپنی دعا میں شامل رکھنا بھول نہ جانا۔ حضرت عمر عرض فرماتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا) یہ ارشاد (ایسا اعزاز ہے) کہ ساری دنیا کی (نعمتوں) سے بڑھ کر مجھے پسند ہے[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

[1] اس کے بدلہ میں اگر مجھے ساری دنیا کی نعمتیں بھی مل جائیں تو مجھے اتنی مسرت نہ ہوتی جو اس سرفرازی سے مجھے حاصل ہوئی۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین سے دعا طلب کی جانی چاہیے۔ اور دوسرے یہ کہ دعاؤں میں اپنے اقارب اور احباب کو بھی شریک کرنا چاہیے۔ خصوصاً ایسے مقامات متبرکہ میں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۲۷۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْاَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْاَلَهٗ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ مُرْسَلًا حَتّٰى يَسْاَلَهُ الْمِلْحَ وَحَتّٰى يَسْاَلَهٗ شِسْعَهٗ اِذَا انْقَطَعَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (جب تم میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آئے تو وہ) اپنی حاجت اللہ ہی سے طلب کرے (کیونکہ حاجت روا حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہیں) یہاں تک کہ اگر اپنی جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۲۱ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَكَرَ اَحَدًا فَدَعَا لَهٗ بَدَاَ بِنَفْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ صَحِيْحٌ.

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تم میں سے کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لیے دعا کرنے کا ارادہ فرماتے تو دعا میں پہلے اپنی ذات مبارک سے شروع فرماتے۔ پھر اس کے لیے دعا فرماتے مثلاً "اللھم اغفرلی والفلان"۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابُ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالتَّقَرُّبِ اِلَيْهِ

اللہ عزوجل کا ذکر اور اس سے قرب حاصل کرنا

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ. (العنکبوت:۴۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ (کنز الایمان)

ف: کہ وہ افضل طاعات ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمھیں نہ بتاؤں وہ عمل جو تمہارے اعمال میں بہتر ہے اور رب تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ تر، نہایت بلند مرتبہ اور تمہارے لیے سونا چاندی دینے سے بہتر اور جہاد میں لڑنے اور مارے جانے سے بہتر۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا، بے شک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ترمذی ہی کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ کرام نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک کن بندوں کا

درجہ افضل ہے۔ فرمایا: بکثرت ذکر کرنے والوں کا' صحابہ کرام نے عرض کیا اور خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا' فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو یہاں تک مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون میں رنگ جائے۔ جب بھی ذاکرین ہی کا درجہ اس سے بلند ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر یہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے' بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے اور منع کرنے میں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. (الرعد: ۲۸) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: سن لو! اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ: ۱۵۲) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم میری یاد کرو' میں تمہارا چرچا کروں گا۔ (کنز الایمان)

ف: ذکر تین طرح کا ہوتا ہے: (۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح

(۱) ذکر لسانی تسبیح' تقدیس اور ثناء وغیرہ بیان کرنا ہے۔ خطبہ' توبہ' استغفار اور دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔

(۲) ذکر قلبی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا یاد کرنا' اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا' علماء کا استنباط اور مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہے۔

(۳) ذکر بالجوارح یہ ہے کہ اعضاء طاعات الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لیے سفر کرنا' یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے۔ نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تسبیح و تکبیر و ثناء تو ذکر لسانی ہے اور خضوع و خشوع و اخلاص و ذکر قلبی اور قیام' رکوع اور سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا۔ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت سے فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہے۔ ذکر بالجہر کو بھی اور ذکر بالاخفاء کو بھی۔ (خزائن العرفان زیر آیت)

ذکر کی اقسام اور اُس کی فضیلت

اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے جو کتاب الدعوات میں مذکور ہے کہ ذکر دل سے ہوتا ہے اور زبان سے بھی لیکن افضل یہ ہے کہ ذکر دو زبان اور ہر دو سے ہو اور اگر ذکر صرف ایک ہو تو صرف دل سے جو ذکر ہوگا وہ افضل ہوگا۔ یہ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے اور امام نووی نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی دو قسمیں ہیں' ایک ذکر قلب اور دوسرے لسان۔ ذکر قلب کی بھی دو قسمیں ہیں اور اس میں افضل ذکر قلبی ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی عظمت و جلال و جبروت کے بارے میں تفکر کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ارضی و سماوی نشانیوں میں غور و تدبر کیا جائے اور اسی کو ذکر خفی کہتے ہیں اور اسی حدیث شریف میں وارد ہے کہ خیر الذکر الخفی ذکر قلبی کی دوسری قسم یہ ہے کہ اوامر و نواہی کے تذکرہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد دل سے ہو۔ ابویعلیٰ نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی کتاب میں ایک حدیث بیان کی ہے کہ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ذکر خفی کی فضیلت جس کو حفظہ یعنی انسان کی حفاظت کرنے والے فرشتے بھی نہیں سنتے ہیں۔ یہ ہے کہ قیامت کے دن ذکر جلی پر ستر گونہ زائد ثواب ملے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور فرشتے ان اعمال کو پیش فرمائیں گے جن کو انہوں نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرشتوں سے دریافت فرمائیں گے۔ کیا ان کے حق میں کوئی اور چیز تو نہیں رہ گئی۔ فرشتے عرض کریں گے کہ ہم نے ہر اس چیز کو جس کو جانتے ہیں گن گن کر لکھ دیا ہے اور پیش کر دیا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرمائیں گے۔ اے بندۂ مومن! تیرا ایک نیک عمل میرے پاس ہے جس کو تو نہیں جانتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور وہ نیک عمل ذکر خفی ہے جس کو تو نے دل میں کیا ہے۔ اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ میں بیان کیا ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب موطا میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں مستحسن ہے۔

٢٧٢٢ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُّقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذَّاكِرَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ مکہ کے راستہ سے گزر رہے تھے اور مدینہ منورہ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب حضور ﷺ جمدان نامی پہاڑی پر سے (جو مدینہ سے ایک رات کی مسافت پر ہے) گزرے (تو صحابہ کرام سے) ارشاد فرمایا: یہ تو جمدان کی پہاڑیاں آ گئی ہیں (مدینہ قریب ہی ہے۔ ذرا تیز چلو) مفردون سبقت لے گئے۔ یعنی وہ لوگ جو جماعت سے آگے مدینہ کی طرف قربت کی وجہ سے نکل گئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مفردون، وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اللہ کو بہت یاد کریں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٢٣ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا يَذْكُرُ مِثْلُ الْحَیِّ وَالْمَيِّتِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے زندہ انسان کی ہے اور اُس شخص کی مثال جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا۔ مردہ انسان کی طرح ہے۔[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] جس شخص کے دل میں خدا کی یاد ہوتی ہے۔ وہ بابرکت اور بارونق ہے۔ اور جس میں خدا کی یاد نہیں ہوتی وہ بے برکت اور ویران ہے۔

٢٧٢٤ - وَعَنْ مَّالِكٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ ذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّيْنَ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ كَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ يَّابِسٍ وَّفِیْ رِوَايَةٍ مِّثْلُ الشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسْطِ الشَّجَرِ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَّذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ يرِيه اللّٰهُ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ حَیٌّ وَذَاكِرُ اللّٰهِ فِی الْغَافِلِيْنَ يَغْفِرُ لَهٗ بِعَدَدِ

حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والوں پر (غافلوں) میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے شخص کی مثال اُس مجاہد کی طرح ہے جو کفار سے تنہا جہاد کر رہا ہو (اور اس کے ساتھی دشمن کے خوف سے) بھاگ رہے ہوں یا اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا اُس سرسبز درخت کی طرح ہے جو سوکھے درختوں کے درمیان ہو یا غافل انسانوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا اس چراغ کے مانند ہے جو تاریک گھر میں ہو اور (رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا) کہ غافل انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اس

كُلِّ فَصِيحٍ وَّاَعْجَمَ وَالْفَصِيحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَهَائِمُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

کی زندگی میں دنیا ہی میں جنت میں اس کے مقام کو دکھا دیتے ہیں اور غافل انسانوں میں اللہ کی یاد کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں اگرچہ اس کے گناہ انسانوں اور جانوروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٧٢٥ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ وَاَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جہاں کہیں کوئی جماعت بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتوں کی وہ جماعت (جو اللہ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں گشت کرتی رہتی ہے) ان کو گھیر لیتی ہے اور اس جماعت کو اللہ کی رحمت ڈھانک لیتی ہے اور انوار الٰہی چھا جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے (اور حضور قلب بھی حاصل ہوتا ہے) اور اللہ تعالیٰ ان ذکر کرنے والوں کا (بھلائی کے ساتھ) اپنے (ملائکہ مقربین اور انبیاء اور مرسلین کی ارواح کے) سامنے (بطور فخر) فرماتے ہیں اور اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٢٦ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِىْ بِىْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِىْ فَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِىْ نَفْسِىْ وَاِنْ ذَكَرَنِىْ فِىْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِىْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندۂ مومن کے گمان اور خیال کے ساتھ ہوں۔[1] اور جب وہ (زبان یا دل سے) میرا ذکر کرتا ہے تو میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی اس کو نفس میں یاد کرتا ہوں۔ اور اگر وہ میرا ذکر مسلمانوں کی جماعت میں کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو اُن سے بہتر ہے۔[2] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] کہ وہ میری نسبت جیسا خیال کرتا ہے میں بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے معافی کا طالب ہے تو میں اُس کو معاف کر دیتا ہوں اگر وہ مجھ سے مدد مانگتا ہے تو میں اس کی مدد کرتا ہوں۔

[2] چنانچہ شرح عقائد نسفیہ کے حواشی میں لکھا ہے کہ خواص الملائکہ متوسط درجہ کے بشر سے افضل ہیں۔

٢٧٢٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَّطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا يَقُوْلُ عِبَادِىْ قَالَ يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں پھرتی رہتی ہے (تاکہ اُن سے ملیں اور ان کے ذکر کو سنیں) جب وہ ذاکرین کی جماعت کو سنتے ہیں تو وہ فرشتے اپنے ساتھیوں کو آواز دے کر کہتے ہیں کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دوڑو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (یہ سن کر فرشتوں کی جماعت ذاکرین کے پاس جمع ہو جاتی ہے) اور اپنے پروں سے

7 وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَأَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ فَيَقُوْلُ فَمَا يَسْاَلُوْنِيْ قَالُوْا يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَأَوْهَا فَيَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّا يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ فَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَّيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اُن کو گھیر لیتی ہے اور اُن کا یہ سلسلہ پہلے آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (جب یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور میں جاتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ باوجود اس کے کہ فرشتوں سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہے۔ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کی پاکی' بڑائی' تعریف اور عظمت کے ساتھ آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا اُن لوگوں نے مجھے دیکھا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا ہے۔ یہ سن کر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو آپ کی اور زیادہ عبادت کرتے اور آپ کی اور زیادہ بزرگی اور پاکی بیان کرتے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے جنت کے طلب گار ہیں۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم! انہوں نے جنت نہیں دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو جنت کی خواہش طلب اور رغبت زیادہ بڑھ جاتی۔ اللہ تعالیٰ پھر فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ وہ مجھ سے کس چیز کی پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے دوزخ کی پناہ چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ دیکھی ہے۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ آپ کی ذات کی قسم انہوں نے دوزخ نہیں دیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ دوزخ دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے اور خوف زدہ ہوتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (فرشتوں کو مخاطب کر کے) فرماتا ہے کہ میں تم کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ (یہ سن کر) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ اُن میں ایک ایسا شخص بھی شامل ہے جو (ذکر کرنے کے لیے حاضر نہیں تھا بلکہ) وہ اپنے کسی کام کے لیے اُس کے پاس آیا تھا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ ایسے کامل لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کی بھی بخشش ہو جاتی ہے اور ذاکرین کی صحبت میں

وَفِیْ رِوَایَۃِ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃً سَیَّارَۃً فَضْلًا یَتَتَبَّعُوْنَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا مَجْلِسًا فِیْہِ ذِکْرٌ قَعَدُوْا مَعَھُمْ وَحَفَّ بَعْضُھُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِھِمْ حَتّٰی یَمْلَؤُوْا مَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَاِذَا تَفَرَّقُوْا عَرَجُوْا وَصَعَدُوْا اِلَی السَّمَاءِ قَالَ فَیَسْأَلُھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ اَعْلَمُ مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادِکَ فِی الْاَرْضِ یُسَبِّحُوْنَکَ وَیُکَبِّرُوْنَکَ وَیُھَلِّلُوْنَکَ وَیَحْمَدُوْنَکَ وَیَسْأَلُوْنَکَ قَالَ وَمَاذَا یَسْأَلُوْنِیْ قَالُوْا یَسْأَلُوْنَکَ جَنَّتَکَ قَالَ وَھَلْ رَأَوْا جَنَّتِیْ قَالُوْا لَا اَیْ رَبِّ قَالَ وَکَیْفَ لَوْ رَأَوْا جَنَّتِیْ قَالُوْا وَیَسْتَجِیْرُوْنَکَ قَالَ وَمِمَّا یَسْتَجِیْرُوْنِیْ قَالُوْا مِنْ نَارِکَ قَالَ وَھَلْ رَأَوْا نَارِیْ قَالُوْا لَا قَالَ فَکَیْفَ لَوْ رَأَوْا نَارِیْ قَالُوْا یَسْتَغْفِرُوْنَکَ قَالَ فَیَقُوْلُ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ فَاَعْطَیْتُھُمْ مَا سَأَلُوْا وَاَجَرْتُھُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ یَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِیْھِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ وَاِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَھُمْ قَالَ فَیَقُوْلُ وَلَہٗ غَفَرْتُ ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ۔

بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا ہے۔اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں اِس طرح ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتوں کی ایک جماعت ہے جو زیادہ گشت کیا کرتی ہے اور ذاکرین کی مجالس کی تلاش میں رہتی ہے۔اور جب یہ فرشتے کسی ایسی مجلس کو پالیتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہو تو یہ بھی اُن کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانک لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ساری فضا جو اس مجلس اور آسمان کے درمیان ہے' فرشتوں سے بھر جاتی ہے اور جب (ذکر کی مجلس برخواست ہوتی ہے) تو یہ فرشتے منتشر ہو کر (ساتویں) آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (فرشتوں کے بارگاہ رب العزت پہنچنے پر) اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے۔تم کہاں سے آرہے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ہم آپ کے اُن بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو زمین پر آپ کی پاکی' بزرگی اور آپ کا کلمہ اور حمد بیان کرنے کے لیے جمع تھے اور آپ سے دست بدعا تھے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ آپ سے آپ کی جنت کا سوال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری جنت کو دیکھا ہے' فرشتے عرض کرتے ہیں: اے پروردگار! انہوں نے (آپ کی جنت کو) نہیں دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا خوب ہوتا اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیتے۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ آپ کی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے میری دوزخ کو دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: اے خداوندا! انہوں نے (دوزخ کو) نہیں دیکھا' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا ہی بہتر ہوتا اگر وہ میری دوزخ کو دیکھ لیتے۔ فرشتے پھر عرض کرتے ہیں کہ اے خداوندا! وہ آپ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ (تم گواہ رہو) کہ میں نے اُن کی مغفرت کر دی اور جس چیز (یعنی جنت) کو انہوں نے مانگا میں نے وہ چیز انھیں بخش دی اور جس چیز (یعنی دوزخ) سے انہوں نے پناہ مانگی' میں نے اُن کو اس سے پناہ دے دی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر فرشتے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں' ان میں سے ایک شخص ایسا بھی تھا جو بڑا گنہگار ہے اور ادھر سے گزر رہا تھا۔ وہ

اس مجلس میں بیٹھ گیا۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے یہ سن کر فرماتا ہے کہ میں نے اُس شخص کو بھی بخش دیا اس لیے کہ یہ ایسے سعادت مند لوگ ہیں کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا بھی بد بخت اور محروم نہیں ہوتا۔

ف: واضح ہو کہ بخاری اور مسلم کی مذکورہ الصدر حدیث سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

من جملہ فوائد کے ایک فائدہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کے لیے مجالس کا قائم کرنا بڑی اہمیت اور فضیلت کا باعث ہے' دوسرے یہ کہ بنی آدم کا کئی موانعات کے باوجود عالم ناسوت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر اس کی تسبیح اور تقدیس بیان کرنا' ملائکہ کی تسبیح اور تقدیس سے افضل ہے۔ اس لیے کہ فرشتوں کو مشاہدۂ حق کے سوا وہ موانعات بھی نہیں ہیں جو انسانوں کو حاصل ہوئے ہیں۔ تیسرے یہ کہ جنت کا سوال کرنا مذموم نہیں' البتہ یہ مذموم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف جنت کے شوق اور دوزخ کے خوف سے کی جائے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت فی نفسہ مطلوب ہے اور اس کی عبادت میں کسی غرض کو وابستہ نہیں کرنا چاہیے۔

آخر میں حدیث میں ارشاد ہے کہ ذاکرین کی صحبت میں بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں ہوتا' اس میں اس بات کی ترغیب ہے کہ نیک اور صالحین کی صحبت اختیار کرنی چاہیے' تا کہ ان کی صحبت سے فیوض و برکات حاصل ہوں اور یہ فوائد مرقات سے ماخوذ ہیں۔

۲۷۲۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ أَنَا مَعَ عَبْدِيْ إِذَا ذَكَرَنِيْ وَتَحَرَّكَتْ بِيْ شَفَتَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں (اپنی رحمت' توفیق اور امداد کے ذریعہ) اپنے بندۂ مومن کے ساتھ رہتا ہوں جبکہ وہ میرا ذکر (دل یا زبان سے) کرتا ہے اور میرے ذکر میں اس کے ہونٹ ہلتے ہوں (یعنی حضوریٔ قلب کے ساتھ وہ میرا ذکر زبان سے کرتا ہے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۷۲۹ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم ریاض الجنۃ یعنی جنت کے باغوں سے گزرو تو خوب میوہ خوری کیا کرو' صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ریاض الجنۃ کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ ریاض الجنۃ ذکر کے حلقے ہیں جہاں مسلمان دنیا میں اللہ کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ذکر کے حلقوں کو ریاض الجنۃ (جنت کے باغ) فرمایا گیا ہے اس لیے کہ آدمی ان کی وجہ سے جنت میں داخل ہوتا ہے' امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح ذکر کے لیے حلقے بنا کر بیٹھنا بھی مستحب ہے۔

۲۷۳۰ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى حَلْقَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا أَجْلَسَكُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ قَالَ اللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اَللّٰهُ مَا أَجْلَسَنَا غَيْرُهُ قَالَ أَمَا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک روز) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ کچھ لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہیں (اور ذکر الٰہی میں مشغول ہیں) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے یہاں جمع کیا ہے؟ اُن لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ

اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُہْمَۃً لَّکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْہُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَۃٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ ھٰہُنَا قَالُوْا جِئْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہٗ عَلٰی مَا ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِہٖ عَلَیْنَا قَالَ اٰللّٰہُ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ قَالُوْا اٰللّٰہُ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذٰلِکَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُہْمَۃً لَّکُمْ وَلٰکِنَّہٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاھِیْ بِکُمُ الْمَلَائِکَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کے ذکر کے لیے جمع ہوئے ہیں' اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں سے قسم دے کر پوچھا۔ یہاں بیٹھنے سے تمہاری غرض اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور چیز نہیں ہے تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم کو اللہ کے ذکر کے سوا کسی اور چیز نے یہاں نہیں بٹھایا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے تم کو یہ قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں دی ہے (بلکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تم کو یہ قسم دی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا رشتہ جس قدر قریبی ہے اور کسی کا نہیں (کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبتی برادر ہیں) اس کے باوجود میں احتیاطاً صحابہ میں سب سے کم حدیثیں بیان کیا ہوں (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک حلقہ میں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تم کو یہاں کس چیز نے بٹھایا ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد بیان کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اور مسلمان بنا کر ہم پر احسان کیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ صرف اللہ کے ذکر ہی نے تم کو یہاں جمع کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (جی ہاں حضور) اللہ کی قسم! ہم یہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھے ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو کسی بدگمانی کی وجہ سے قسم نہیں دلائی' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اس طرح (حلقے بنا کر) ذکر کرنے سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے (کہ میرے ان بندوں کو دیکھو کہ خواہشات نفس اور شیطان کے غلبہ کے باوجود یہ میرے ذکر میں مشغول ہیں) اِس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَّمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ وَّمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَّا یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی جگہ بیٹھے اور اس جگہ اللہ کو یاد نہ کرے تو اس کا وہاں اس طرح بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر وبال ہوگا اور جو شخص اپنی خواب گاہ میں لیٹے اور وہاں بھی اللہ کو یاد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر وبال ہوگا۔[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] اِس سے معلوم ہوا کہ انسان کو ہر حال میں خواب ہو یا بیداری نشست ہو یا برخاست اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد کرتے رہنا چاہیے' خصوصاً جب رات میں سونے کے لیے لیٹے تو ذکر کرتے ہوئے سو جائے۔

۲۷۳۲ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَّجْلِسًا لَّمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّہِمْ اِلَّا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی ایسی مجلس سے اُٹھیں جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوا ہو تو ان کا اس طرح (غافل) اٹھنا ایسا ہے گویا کہ وہ مردار گدھے کا

كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَإِنْ شَاءَ غُفِرَلَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

گوشت کھا کر اٹھے ہیں اور قیامت کے دن ان کے اس طرح خدا کی یاد سے غافل ہو کر (اٹھنا) ان کے لیے حسرت ہوگی۔ (امام احمد ابوداؤد)

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ مجلسوں میں خدا کی یاد سے غافل اٹھنے کو گدھے کا گوشت کھا کر اٹھنا لکھا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا کہ گدھا سارے حیوانات میں کم تر حیوان ہے اور اس کی بے وقوفی ضرب المثل ہے اور گدھے کا لگاؤ شیطان سے ہوتا ہے اور یہ رحمٰن سے دور کرنے والا ہے اس لیے اس کی آواز پر "اعوذ باللّٰہ" پڑھنے کا حکم ہے۔

٢٧٣٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ قَوْمٍ يَّقُوْمُوْنَ مِنْ مَّجْلِسٍ لَّا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ فِيْهِ إِلَّا قَامُوْا عَنْ مِّثْلِ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَّكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ کو یاد نہ کریں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجیں تو یہ مجلس اُن کے حق میں وبال ہو گی اللہ تعالیٰ چاہیں تو (ان کو ذکر اور وِرد سے غفلت کی پاداش میں) عذاب دیں یا پھر [1] معاف فرما دیں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] اپنے فضل اور کرم سے ایمان کے بدلہ اُن کے اس قصور کو۔

٢٧٣٤ - وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ كَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهٗ إِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيٌ عَنْ مُّنْكَرٍ اَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کی ہر بات اس کے اوپر وبال ہے اس کو نفع دینے والی نہیں ہے سوائے اس بات کے جس میں کسی نیکی کی ہدایت یا کسی برائی سے روکا گیا ہو یا جس میں اللہ کا ذکر ہو (جیسے تلاوت، درود، تسبیح یا ماں باپ کے لیے دعا وغیرہ) اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٣٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِّلْقَلْبِ وَإِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر کثرت سے کلام نہ کیا کرو۔ اس لیے کہ بغیر ذکر الٰہی کے کثرتِ کلام دل کی سختی کا سبب ہو جاتا ہے اور سخت دل والے لوگ اللہ کی رحمت سے دُور ہو جاتے ہیں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ دل کی سختی کی علامت یہ ہے کہ انسان حق بات سننے سے اعراض کرے اور لوگوں سے میل جول زیادہ رکھے اور اس میں خوفِ خدا اور خشوع اور گریہ بھی نہ ہو اور آخرت کی یاد سے غافل ہو جائے اور صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں اس کا ذکر قبول نہیں ہوتا ہے۔

٢٧٣٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَضْلِ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ الَّذِيْ لَا يَسْمَعُهُ الْحَفَظَةُ سَبْعُوْنَ ضِعْفًا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَمَعَ اللّٰهُ الْخَلَائِقَ لِحِسَابِهِمْ وَجَاءَتِ الْحَفَظَةُ بِمَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ذکر خفی کی فضیلت جس کو نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے بھی نہیں سن پاتے۔ (ذکر جلی) پر ۷۰ درجہ زائد ہے۔ جب قیامت ہوگی اور اللہ تعالیٰ مخلوق کو حساب کے لیے جمع فرمائیں گے اور یہ فرشتے ان اعمال کو پیش کریں گے جن کو انہوں نے لکھا اور محفوظ رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن

حَفِظُوْا وَكَتَبُوْا قَالَ لَهُمْ اُنْظُرُوْا هَلْ بَقِيَ لَهُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَيَقُوْلُوْنَ مَا تَرَكْنَا شَيْئًا مِّمَّا عَلِمْنَاهُ وَحَفِظْنَاهُ اِلَّا وَقَدْ اَحْصَيْنَاهُ وَكَتَبْنَاهُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اِنَّ لَكَ عِنْدِيْ حَسَنًا لَّا تَعْلَمُهٗ وَاَنَا اَجْزِيْكَ بِهٖ وَهُوَ الذِّكْرُ الْخَفِيُّ رَوَاهُ اَبُوْيَعْلٰى وَذَكَرَ السُّيُوْطِيُّ فِي الْبُدُوْرِ السَّافِرَةِ فِيْ اَحْوَالِ الْاٰخِرَةِ.

سے فرمائیں گے کیا اُن ذکر خفی کرنے والوں کی کوئی اور نیکی (لکھنے سے) رہ گئی ہے تو فرشتے عرض کریں گے کہ ہم کو جہاں تک معلوم تھا ہم نے سب کچھ لکھ دیا اور اس کی حفاظت کی ہے' یہ سن کر اللہ تعالیٰ ذکر خفی کرنے والوں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ تیری ایک نیکی میرے پاس محفوظ ہے (جس کے مرتبہ) کو تو نہیں جانتا اور اس کی جزاء میں خود تجھے دوں گا اور وہ نیکی تیرا ذکر خفی ہے' جس کو دنیا میں کیا کرتا تھا۔ اس کی روایت ابویعلیٰ نے کی ہے اور علامہ سیوطی نے اس کو البدور السافرہ فی احوال الاخرہ کے بیان میں لکھا ہے۔

٢٧٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِيْدُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهٗ هَرْوَلَةً وَّمَنْ لَّقِيَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِيْئَةً لَّا يُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَّقِيْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص (خالصتاً میرے لیے) کوئی ایک نیکی کرے تو اس کو اس طرح کی دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا۔ اور اس کے عمل کو صدق اور اخلاص کے لحاظ سے سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ ثواب دوں گا اور جو کوئی ایک گناہ کرے تو اُس کو اس کی سزا اس برائی کے برابر ہی دی جائے گی یا میں چاہوں تو (اپنے فضل سے) اس کو بخش دوں گا اور جو شخص (اطاعت کے ساتھ) مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اپنی رحمت کے ساتھ اس سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہوتا ہوں اور جو میری طرف آہستہ چل کر آتا ہے تو میں تیزی کے ساتھ چل کر اس کی طرف آتا ہوں اور جو کوئی زمین بھر گناہ لے کر مجھ سے ملتا ہے' بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو میں اس سے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٣٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلٰى عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلٰى مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلٰى بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اَحْبَبْتُهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تردّدی عَنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے میرے کسی ولی کو ایذا پہنچائی تو میں اُس سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور ایسے بندۂ مومن کے لیے جو میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہو۔ مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ وہ میرے فرائض کی ادائیگی کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرے اور میرا بندہ (فرائض کی تکمیل کے ساتھ) ہمیشہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے' یہاں تک کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں اور جب اس کو محبوب بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ سنتا ہے اور میں اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس کے ذریعہ وہ چلتا ہے اور جب وہ

نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ چاہتا ہے تو میں اُس کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں اور میں جس کام کو کرنا چاہتا ہوں اُس میں توقف اور تردد نہیں کرتا و سوائے اس کے کہ مجھے اِس بندۂ مومن کی روح کو قبضہ کرنے میں تردد اور تامل ہوتا ہے جو ابھی موت کو برا سمجھتا ہے۔ اس لیے کہ مجھے اس کی ناخوشی پسند نہیں ۔[1] اس لیے کہ موت سے کسی کو مفر نہیں ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] یہاں تک کہ میں اُس کو آخرت کے انعامات بتلاتا ہوں تا کہ اس کے دل سے موت کا خوف نکل آئے اور آخرت کا شوق بڑھ جائے۔

ف: اِس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو میرے کسی ولی کو ایذاء پہنچائے تو میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ اِس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا ہے کہ گناہوں میں صرف دو گناہ ایسے ہیں جس کے بارے میں ایسی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ ایک تو سود خواری اور دوسرے اولیاء اللہ کو ایذا پہنچانا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں گناہ عظیم خطرہ میں انسان کو پہنچانے والے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ایسے شخص کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ یقینی ہو جاتا ہے' اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ جس سے جنگ کریں تو پھر اس کو کون بچا سکتا ہے۔

اِس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ جب بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے تو میں اُس کو محبوب بنالیتا ہوں اور اس کی سماعت اور بصارت بن جاتا ہوں الخ۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہاں اُس مقام کا بیان ہے جس کو علم سلوک میں فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہیں کہ جب بندہ نفل پر مداومت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کے دل اعضاء اور جوارح کا آنکھ کان ہاتھ پاؤں کا نگہبان ہو جاتا ہے کہ بندہ کو گناہوں سے بچاتا ہے۔ بعض علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایسے مقبول بندہ کے آنکھ کان اور ہاتھ پاؤں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو جاتے ہیں تو ایسا بلند مرتبہ اور قرب الٰہی بغیر عبادت کے حاصل نہیں ہوتا' لہٰذا انسان کو چاہیے کہ عبادت پر کمر باندھے۔

۲۷۳۹ - وَعَنْ حَنْظَلَةَ ابْنِ رَبِيعٍ الْاُسَيْدِيِّ قَالَ لَقِيَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ اَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ قُلْتُ نَكُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ كَاَنَّا رَاْىَ عَيْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِيْنَا كَثِيْرًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰى مِثْلَ هٰذَا فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ

حضرت حنظلہ بن ربیع اُسیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی' تو آپ نے دریافت فرمایا: اے حنظلہ! تمہارا کیا حال ہے؟ تو میں نے کہا: (کیا عرض کروں) حنظلہ تو منافق ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے فرمایا: حنظلہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو (تم جیسے مومن کامل کے لیے یہ کیسے ممکن ہے)۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے ہیں اور حضور ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور دوزخ و جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو اس وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ دونوں ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں اور جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر بیوی' بچوں اور باغوں (وغیرہ کام کاج) میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں (اور وہ استحضار اور دلجمعی باقی نہیں رہتی۔ یہ سن کر) حضرت ابوبکر رض نے فرمایا

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاکَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَکُوْنُ عِنْدَکَ تُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّۃِ کَاَنَّا رَاْیُ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِکَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ وَفِی الذِّکْرِ لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ وَلٰکِنْ یَا حَنْظَلَۃُ سَاعَۃً وَّسَاعَۃً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کہ ہمارا بھی یہی حال ہے۔ پھر میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما حضور ﷺ کی خدمت میں (عرض حال کے لیے) پہنچے اور میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیوں کیا بات ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب ہم آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو نصیحت فرماتے ہیں اور آپ دوزخ و جنت کا تذکرہ فرماتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ دونوں ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور جب ہم آپ کے پاس سے اُٹھ جاتے ہیں اور بیوی بچوں اور کھیتی باڑی میں مشغول ہوجاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں (اور وہ استحضار باقی نہیں رہتا ہے' یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کہ تم میرے پاس سے دُور رہنے کی حالت میں بھی ۱؎ ذکر الٰہی پر مداومت کرتے رہو تو فرشتے تم سے تمہارے گھروں اور راستوں میں (یعنی تمہاری فرصت اور کاروبار کی جگہ تمہاری اس حالت کی عظمت میں تم سے ملاقات اور کاروبار کی جگہ کچھ مصافحہ کیا کرتے۔ اے حنظلہ: ۲؎ تمہارے لیے ایک وقت ہے۔ ۳؎ اور اس جملہ کو حضور ﷺ نے تاکید کے لیے تین بار فرمایا۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱؎ اگر صفائی قلب خوفِ الٰہی و استغراق اور دلجمعی کے ساتھ۔

۲؎ حضوری کے بعد غفلت کی حالت کو نفاق مت سمجھو یہ نفاق نہیں ہے۔

۳؎ حقوق اللہ کی ادائیگی کا ایک وقت ہے اور ایک وقت اپنی ضروریات اور حقوق العباد اور اہل وعیال کی خدمت کا ہے۔

۲۷۴۰ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَاَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرَقِ وَخَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّ مَالِکًا وَّقَفَہٗ عَلٰی اَبِی الدَّرْدَاءِ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ سے ایک وقفہ کے بعد ارشاد فرمایا) کیا میں تم کو ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے میں سب سے بہتر اور تمہارے اور پروردگار کے پاس سب سے پاکیزہ اور بلندی درجات کے لیے سب سے اعلیٰ ہے اور وہ ایسا عمل بھی ہے جو سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تم (خدا کی راہ میں دشمنان اسلام سے جہاد کرو تم اُن کو) قتل کرو اور وہ تمہیں شہید کریں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں ۱؎ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: (سنو) وہ اعلیٰ ترین عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔ اِس کی روایت امام مالک' امام احمد' امام ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۱؎ ضرور ارشاد فرمائیے یارسول اللہ! ہم ایسے عمل کو جاننے کے مشتاق ہیں۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل اعمال میں سے ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ اور عبادتیں جیسے سونے اور چاندی کی خیرات اور دشمنان اسلام سے جہاد وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذرائع تقرب ہیں لیکن ذکر الٰہی میں

بنفسہٖ مقصود اور مطلوب ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: فاذکرونی اذکرکم۔ (تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا) اور حدیث قدسی میں یوں ارشاد ہے کہ انا جلیس من ذکرنی (میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں)۔ ایک اور جگہ پر ارشاد ہے: وانا معہ اذا ذکرنی میں ذاکر کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرے۔

شیوخ طریقت رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کے جو طریقے بتائے ہیں ان کے مطابق ذکر الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔

۲۷۴۱ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ نَزَلَتْ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لَوْ عَلِمْنَا اَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ فَنَتَّخِذَهٗ فَقَالَ اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ"[1] تو ہم اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (اس آیت کو سن کر) بعض صحابہ ث نے عرض کیا یہ آیت سونے اور چاندی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔[2] کاش! ہم کو یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ (سونے اور چاندی کے سوا) جمع کرنے کے لیے کون سا مال سب سے زیادہ بہتر ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر مال (جو تم کو نفع دے گا)۔ وہ ذکر الٰہی کرنے والی زبان شکر گزار دل اور ایمان دار بیوی ہے جو شوہر کو اُس کے دین اور ایمان پر مدد کرتی ہو۔[3] اس حدیث کی روایت امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اور جو لوگ سونا اور چاندی کو جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور کسی کو قرض نہیں دیتے اور نہ حق داروں کا حق ادا کرتے ہیں تو آپ ان لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیے۔

[2] جس سے ہم کو یہ معلوم ہو گیا کہ ان کے حقوق کو ادا کیے بغیر جمع کرنے کا کیا گناہ ہے۔

[3] اس کو نماز روزہ و دیگر عبادات کی یاددہانی کراتی ہے۔ اور اس کو زنا اور حرام کاموں سے روکتی ہو۔

۲۷۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ فَقَالَ طُوْبٰى لِمَنْ طَالَ عُمْرُهٗ وَحَسُنَ عَمَلُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْيَا وَلِسَانُكَ رَطْبٌ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا آدمی سب سے بہتر ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی عمر دراز ہو اور اُس کے اعمال بھی نیک ہوں۔ یہ سن کر اُس اعرابی نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ (بہترین عمل یہ ہے) کہ تم دنیا سے ایسی حالت میں رخصت ہو کہ تمہاری زبان اللہ کی یاد میں تر ہو۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۴۳ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ فَاَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام کے احکام (یعنی فرائض اور نوافل تو مجھے معلوم ہو گئے ہیں اور سارے نوافل کا ادا کرنا اپنی کمزوری کی وجہ سے) مجھ پر گراں گزر رہا ہے تو آپ مجھے کوئی (ایسا مختصر اور جامع عمل) بتائیے جس کو میں (ہر حالت میں چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے) ادا کر سکوں تو حضور

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (ایسا جامع عمل یہ ہے کہ) تیری زبان اللہ کی یاد میں ہمیشہ تر رہے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

٢٧٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَلذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِهٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰهِ اَفْضَلُ مِنْهُ دَرَجَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیامت کے دن کون سا بندہ سب سے افضل اور ثواب پانے میں سب سے بلند مرتبہ والا ہوگا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں قیامت میں یہ درجہ پانے والی ہوں گی۔ پھر عرض کیا گیا: یارسول اللہ! کیا (ہمیشہ ذکر کرنے والے کا درجہ) مجاہد فی سبیل اللہ (کے درجہ سے) بھی بڑھ کر ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! دواما ذکر کرنے والے کا درجہ ایسے مجاہد سے بھی بلند ہے جو کفار اور مشرکین سے لڑ رہا ہو۔ یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ لڑتے لڑتے خود شہید ہو جائے۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٤٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ شَیْءٍ صِقَالَةٌ وَّصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اِلَّا اَنْ یَّضْرِبَ بِسَیْفِهٖ حَتّٰی یَنْقَطِعَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کے لیے ایک صیقل ہے (جس سے اس کی صفائی ہوتی ہے) اور دلوں کی صیقل یعنی جلاء اللہ کی یاد ہے اور ذکر الٰہی سے بڑھ کر کوئی چیز انسان کو اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں ہے یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی عذاب الٰہی سے انسان کو بچانے میں اتنا موثر نہیں ہے اگرچہ کہ مجاہد اپنی تلوار سے لڑتے لڑتے خود شہید ہو جائے اور اس کی تلوار ٹوٹ جائے۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٧٤٦ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ مَا عَمِلَ الْعَبْدُ عَمَلًا اَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انسان کا کوئی عمل اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر موثر نہیں۔ اِس کی روایت امام مالک' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الشَّیْطَانُ جَاثِمٌ عَلٰی قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَکَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ تَعْلِیْقًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ شیطان انسان کے دل سے چمٹا رہتا ہے۔ جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب وہ ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے تو دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے تعلیقاً کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ذکر الٰہی سے غفلت ہی شیطان کے وسوسہ کا سبب ہے نہ کہ شیطان کے وسوسہ سے غفلت پیدا ہوتی ہے' اس لیے انسان کو چاہیے کہ ذکر الٰہی پر مداومت کرے تا کہ وسوسوں سے محفوظ رہے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

اللہ تعالیٰ کے ناموں کی فضلتیں

ف: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء توفیقی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو ان ہی اسماء سے یاد کرنا اور پکارنا چاہیے جن کی اجازت شارع علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت ہے جن کا ذکر قرآن اور حدیث میں وارد ہے اس لیے اپنی عقل اور سمجھ سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نام مقرر کر کے پکارنا جائز نہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی اور عظمت وجلال کا تقاضا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو عالم کہنا چاہیے نہ کہ عاقل۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو شافی کہنا چاہیے طبیب نہیں کہنا چاہیے۔ (ماخوذ اشعۃ اللمعات)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى. (الحشر:۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اسی (اللہ تعالیٰ) کے ہیں سب اچھے نام۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى. (بنی اسرائیل:۱۱۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔ (کنز الایمان)

ف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن کہتے رہے ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) تو اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔

وَقَوْلُهٗ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. (اعراف:۱۸۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ ہی کے ہیں بہت نام اچھے۔

ف: حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوگا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اسمائے الٰہیہ ننانوے میں منحصر نہیں ہیں۔ حدیث کا مقصود صرف یہ ہے کہ اتنے ناموں کے یاد کرنے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے۔

۲۷۴۸ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِّائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَّنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَفِیْ رِوَايَةٍ وَّهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک کم سو۔ جو کوئی بندۂ مومن ان ناموں کو یاد کر لے! تو (ان اسماء کی برکت سے جنت میں داخل ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے اس کے مشابہ اور مماثل کوئی

مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ. نہیں اور وہ طاق عدد (ایک تین پانچ سات) کو پسند فرماتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱؎ اور اخلاص کے ساتھ ان کے الفاظ اور معانی کا خیال رکھتے ہوئے پڑھا کرے۔

ف: واضح ہو کہ فتاویٰ عالم گیری میں خزانۃ الفتاویٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کی تعظیم کا تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے تو مستحب یہ ہے کہ صرف اللہ نہ کہے' بلکہ نامِ مبارک کے ساتھ کوئی ایسی صفت لائے جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے جیسے اللہ کے بعد تعالیٰ یا عزوجل یا جل جلالہ وغیرہ بڑھا کر اس طرح سے نام لیا کرے۔ اللہ تعالیٰ' اللہ عزوجل واللہ جلالہ' اللہ جل جلالہ' چاہے کتنی بار اس نامِ مبارک کو سنے یا یہ نام لے اتنی ہی بار مذکورہ طریقہ پر ادا کرے۔

اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ اِس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام بے شمار ہیں۔ اس لیے کہ صفات الٰہی کی کوئی حد نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں ربّ' مولیٰ' نصیر' محیط اور کافی وغیرہ مذکور ہیں۔ اور حدیث شریف میں حنان' منان' الدایم' اور الجمیل وغیرہ وارد ہیں' تو مطلب اِس حدیث شریف کا یہ ہوا کہ اسماءِ حسنیٰ انھیں ننانوے ناموں میں منحصر نہیں ہیں' بلکہ انہیں ننانوے ناموں کو یاد کر لینے کی فضیلت اور تاثیر یہ ہے کہ بہشت حاصل ہو جاتی ہے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے نام ہیں ان میں صرف ایک نام اللہ اسم علم یا اسم ذات ہے اور اس نام کے سوا جتنے نام ہیں وہ اسمائے صفات ہیں جو صفات الٰہی کے مظہر ہیں اور یہ جتنے اسماء صفات ہیں ان سب کی نسبت اسم ذات یعنی اللہ کی طرف ہوتی ہے۔ چنانچہ کہا جائے گا کہ اللہ کریم ہے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ کریم اللہ ہے۔ اور ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''تخلقوا باخلاق اللہ'' اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے میں پیدا کرو' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو اسماء صفات ہیں جیسے رحیم کریم وغیرہ تو ان صفات کا پرتو بندہ پر پڑتا ہے تو بندہ اِن صفات کا حامل ہو جاتا ہے' البتہ! اسم اللہ ایک ایسا اسم ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے خاص ہے۔ اِس اسم سے بندہ متخلق نہیں ہو سکتا۔ صرف تعلق اور نسبت قائم کر سکتا ہے' اس لیے اسم اللہ کے سوائے جتنے اسماء ہیں وہ تخلیق کے لیے ہیں۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات) اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اللہ اسم اعظم ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب تم اللہ کہو تو تمہارے دل میں اللہ کے سوا کچھ اور نہ ہو۔ (مرقات ۱۲)

۲۷۴۹ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ تَعَالٰی تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِّنْ اَحْصَاھَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ ھُوَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِیُٔ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَھَّارُ الْوَھَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ الْحَکَمُ الْعَدْلُ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ الْحَلِیْمُ الْعَظِیْمُ الْغَفُوْرُ الشَّکُوْرُ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ الْحَفِیْظُ الْمُقِیْتُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں (جو کوئی اُن کو یاد کرے گا اور اخلاص کے ساتھ پڑھتا رہے گا وہ دہلہء اول میں شان دار طریقہ پر جنت میں داخل ہوگا۔ وہ ننانوے نام یہ ہیں: (۱) اللہ (جل جلالہ) وہ ذات کہ جس کے سوائے کوئی عبادت کے لائق نہیں (۲) الرحمٰن (جل جلالہ) بڑا مہربان (۳) الرحیم (جل جلالہ) بے حد رحم کرنے والا (۴) الملك (جل جلالہ) بادشاہ حقیقی (۵) القدوس (جل جلالہ) نہایت پاک (۶) السلام (جل جلالہ) بے عیب اور سلامتی دینے والا (۷) المؤمن (جل جلالہ) امان دینے والا (۸) المهيمن (جل جلالہ) نگہبان (۹) العزیز (جل جلالہ) عزت وغلبہ والا (۱۰) الجبار (جل جلالہ) بگڑی کا بنانے والا (۱۱) المتکبر (جل جلالہ) بڑائی اور تکبر کے لائق (۱۲) الخالق

الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ الْمُحْصِي الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوْفُ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِيُّ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِي الْبَدِيْعُ الْبَاقِي الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

(عزوجل) مخلوقات کو پیدا کرنے والا (۱۳) المصور (عزوجل) شکل وصورت عطا کرنے والا (۱۴) الغفار (عزوجل) گناہوں کو بخشنے والا (۱۵) القھار (عزوجل) غالب کہ جس کے جلال و غلبہ کے سامنے جن و انس سب عاجز ہیں (۱۶) الباری (عزوجل) پروردگار (۱۷) الوھاب (عزوجل) بغیر بدلہ کے بہت بدلہ دینے والا (۱۸) الرزاق (عزوجل) رزق کا پیدا کرنے والا رزق دینے والا (۱۹) الفتاح (عزوجل) رحمت اور نصرت کے دروازے کھولنے والا (۲۰) العلیم (عزوجل) ظاہر و باطن کا جاننے والا (۲۱) القابض (عزوجل) روزی دل اور روح کا بند کرنے والا (۲۲) الباسط (عزوجل) روزی دل اور روح کا کھولنے والا (۲۳) الخافض (عزوجل) مغرور کافر اور متکبرین کو پست کرنے والا (۲۴) الرافع (عزوجل) مومنین اور محسنین کو بلند کرنے والا (۲۵) المعز (عزوجل) عزت کا دینے والا (۲۶) المذل (عزوجل) ذلت کا دینے والا (۲۷) السمیع (عزوجل) ہر چیز کا سننے والا (۲۸) البصیر (عزوجل) ہر چیز کا دیکھنے والا (۲۹) الحکم (عزوجل) حکم کرنے والا کہ جس کے فیصلہ کو کوئی رد نہیں کر سکتا۔ (۳۰) العدل (عزوجل) انصاف کرنے والا (۳۱) اللطیف (عزوجل) اپنے بندوں پر لطف ومہربانی کرنے والا اور باریک بین (۳۲) الخبیر (عزوجل) ہر چیز کی خبر رکھنے والا (۳۳) الحلیم (عزوجل) بردبار اور تحمل کرنے والا (۳۴) العظیم (عزوجل) ایسی بڑائی اور عظمت والا جس کا کوئی ہمسر نہ ہو۔ (۳۵) الغفور (عزوجل) بہت بخشنے والا (۳۶) الشکور (عزوجل) تھوڑے عمل پر بہت ثواب دینے والا قدرداں (۳۷) العلی (عزوجل) بلند و برتر (۳۸) الکبیر (عزوجل) سب سے بڑا کہ اس سے بڑا کوئی نہیں۔ (۳۹) الحفیظ (عزوجل) آفتوں سے محفوظ رکھنے والا (۴۰) المقیت (عزوجل) اجسام اور ارواح کو غذا دینے والا (۴۱) الحسیب (عزوجل) قیامت کے روز کا حساب بندوں سے لینے والا (۴۲) الجلیل (عزوجل) عظمت وجلال والا (۴۳) الکریم (عزوجل) بڑا سخی کہ جس کے دین کی کوئی انتہا نہیں۔ (۴۴) الرقیب (عزوجل) ظاہر و باطن کی نگہبانی کرنے والا (۴۵) المجیب (عزوجل) دعاؤں کا قبول کرنے والا (۴۶) الواسع (عزوجل) نعمتوں کا بڑھانے والا (۴۷) الحکیم (عزوجل) بڑی حکمتوں والا (۴۸) الودود (عزوجل) نیکیوں کا چاہنے والا (۴۹) المجید (عزوجل) اپنی ذات اور صفات میں بزرگی اور شرف والا (۵۰) الباعث (عزوجل) قیامت میں مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا (۵۱) الشھید (عزوجل) ہر چیز کو دیکھنے والا (۵۲) الحق (عزوجل) ایسی ذات جو ثابت ہے اور جس کی ذات وصفات

ہر شک وشبہ سے پاک ہیں (۵۳) الوکیل (ﷻ) کارساز حقیقی (۵۴) القوی (ﷻ) کامل قوت اور طاقت والا جو ہر قسم کے ضعف وعجز سے پاک ہو (۵۵) المتین (ﷻ) وقار اور متانت والا (۵۶) الولی (ﷻ) مومنین کا دوست رکھنے والا (۵۷) الحمید (ﷻ) ہر قسم کی تعریف کا مستحق (۵۸) المحصی (ﷻ) ہر چیز کا احاطہ کرنے والا کہ کوئی چیز اس کے علم اور قدرت سے باہر نہیں (۵۹) المبدئ (ﷻ) عالم کو پہلی بار پیدا کرنے والا (۶۰) المعید (ﷻ) عالم کو دوبارہ پیدا کرنے والا (۶۱) المحیی (ﷻ) زندہ کرنے والا (۶۲) الممیت (ﷻ) مارنے والا (۶۳) الحیی (ﷻ) ازلی اور ابدی زندگی والا (۶۴) القیوم (ﷻ) اپنی ذات اور بات سے قائم رہ کر مخلوقات کو قائم رکھنے والا (۶۵) الواجد (ﷻ) ایسا غنی جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہ ہو (۶۶) الماجد (ﷻ) صاحب عظمت ومجد (۶۷) الواحد (ﷻ) ایسا غنی جو کسی چیز میں کسی کا محتاج نہ ہو (۶۸) الصمد (ﷻ) سب سے بے نیاز اور سب اُس کے محتاج (۶۹) القادر (ﷻ) کامل قدرت والا (۷۰) المقتدر (ﷻ) قدرت کو ظاہر کرنے والا (۷۱) المقدم (ﷻ) دوستوں کو آگے بڑھانے والا (۷۲) المؤخر (ﷻ) دشمنوں کو پیچھے کر ڈالنے والا (۷۳) الاول (ﷻ) وہ ذات جو تمام موجودات میں سب سے پہلے ہے (۷۴) الآخر (ﷻ) وہ ذات جو تمام موجودات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والی ہے (۷۵) الظاهر (ﷻ) اپنے وجود کی نشانیوں سے آشکارا۔ (۷۶) الباطن (ﷻ) ایسا پوشیدہ کہ اس سے بڑھ کر کوئی قریب نہیں (۷۷) الوالی (ﷻ) سارے کاموں کا بنانے والا (۷۸) المتعالی (ﷻ) اعلیٰ صفات والا (۷۹) البر (ﷻ) بہت احسان اور بھلائی کرنے والا (۸۰) التواب (ﷻ) بہت توبہ کرنے والا (۸۱) المنتقم (ﷻ) بدلہ لینے والا اور سرکشوں کو سزا دینے والا (۸۲) العفو (ﷻ) درگذر کرنے والا (۸۳) الرؤف (ﷻ) نہایت مہربان (۸۴) مالك الملك (ﷻ) سارے جہان کا مالک جو چاہے سو کرے (۸۵) ذو الجلال والاکرام (ﷻ) بزرگی اور بخشش والا (۸۶) المقسط (ﷻ) عدل وانصاف کرنے والا (۸۷) الجامع (ﷻ) قیامت میں ساری مخلوقات کو جمع کرنے والا (۸۸) الغنی (ﷻ) سب سے بے نیاز (۸۹) المغنی (ﷻ) اپنے بندوں میں جس کو چاہے بے نیاز بنا دینے والا (۹۰) المانع (ﷻ) اپنے بندوں کو نقصان اور ہلاکت سے بچانے والا

(۹۱) الضار (جل جلالہ) ضرر کی قدرت رکھنے والا (۹۲) النافع (جل جلالہ) فائدہ پہنچانے والا (۹۳) النور (جل جلالہ) بذات خود ظاہر اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا (۹۴) الھادی (جل جلالہ) ہدایت دینے والا (۹۵) البدیع (جل جلالہ) نادر چیزوں کا پیدا کرنے والا (۹۶) الباقی (جل جلالہ) ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا (۹۷) الوارث (جل جلالہ) فناء عالم کے بعد باقی رہنے والا (۹۸) الرشید (جل جلالہ) عالم کی رہنمائی کرنے والا (۹۹) الصبور (جل جلالہ) ایسا بردبار جو عذاب دینے میں جلدی نہ کرے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

۲۷۵۰ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ فَقَالَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو (ان الفاظ سے) دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں آپ سے اِس بات کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ یکتا ہیں، بے نیاز ہیں، آپ نے کسی کو اولاد نہیں بنایا اور نہ آپ کسی سے پیدا ہوئے اور نہ کوئی آپ کے ہمسر ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کی اس دعا کو سن کر فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کو وسیلہ بنا کر دعا کی ہے اور جو کوئی اس نام کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۷۵۱ - وَعَنْهُ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ عِشَاءً فَاِذَا رَجُلٌ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَقُوْلُ هٰذَا مُرَاءٍ قَالَ بَلْ مُؤْمِنٌ مُّنِيْبٌ قَالَ وَاَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیُّ يَقْرَأُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِهٖ ثُمَّ جَلَسَ اَبُوْ مُوْسٰى يَدْعُوْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَحَدًا صَمَدًا لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَاَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الَّذِیْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِیَ بِهٖ اَجَابَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُخْبِرُهٗ بِمَا سَمِعْتُ مِنْكَ قَالَ نَعَمْ فَاَخْبَرْتُهٗ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء کے لیے مسجد میں داخل ہوا، میں نے دیکھا کہ ایک صاحب بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے ہیں (میں نے اس طرح بلند آواز سے قرآن پڑھتے ہوئے دیکھ کر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ ان صاحب کو ریاکار سمجھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں بلکہ یہ پکے مومن ہیں اور ان میں پوری طرح رجوع الی اللہ اور انابت الٰہی ہے، راوی کہتے ہیں کہ بلند آواز سے اس طرح قرآن پڑھنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قرأت کو نہایت توجہ سے سن رہے تھے۔ جب حضرت ابوموسیٰ نے تلاوت ختم کی تو پھر بیٹھ کر دعا کرنے لگے: اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ آپ ہی ایسے معبود حقیقی ہیں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا اور بے نیاز ہیں، نہ آپ نے کسی کو اولاد بنایا اور نہ آپ کسی سے پیدا ہوئے اور نہ کوئی آپ کا ہمسر ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ دعا سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اس اسم اعظم کو وسیلہ بنا کر دعا مانگی ہے کہ جب کوئی اِس نام کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کی دعا کو

وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ اَنْتَ الْيَوْمَ لِيْ اَخٌ صِدِّيْقٌ حَدَّثْتَنِيْ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

قبول فرما لیتا ہے اور جو مانگتا ہے اُس کو دے دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا میں اُن کے لیے جو خوش خبری آپ سے سنی ہے اُن کو سنا دوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! سنا دو تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ خوشخبری حضرت ابوموسیٰ کو سنا دی۔ تو انہوں نے کہا کہ آج سے تم میرے بھائی ہو کہ تم نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنائی (جس میں قبولیت دعا کی خوشخبری ہے)۔ اِس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٧٥٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلٌ يُّصَلِّيْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْاَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے (نماز ختم کرنے کے بعد) یہ دعا پڑھی: اے اللہ! میں آپ سے اِس بات کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ ہر قسم کی تعریف آپ ہی کو سزاوار ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں' آپ بڑے مہربان اور احسان کرنے والے ہیں' آپ ہی نے بغیر نمونوں کے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے۔ (ان کی یہ دعا سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اُس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگی ہے کہ جب اس کے وسیلہ سے دعا مانگی جائے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب کچھ مانگا جاتا ہے تو دے دیا جاتا ہے۔ اِس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٥٣ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةُ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے۔ اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اور سورۃ آل عمران کی پہلی آیت ''الٓمّٓ'' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی ہمیشہ ہمیشہ رہنے اور ساری مخلوقات کو قائم رکھنے والا ہے۔ اِس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٢٧٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ هُوَ اللّٰهُ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ذَكَرَهُ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ وَقَالَ فَهٰذِهِ الْاٰثَارُ قَدْ رُوِيَتْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُتَّفِقَةٌ فِيْ اِسْمِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ اَنَّهُ اَللّٰهُ جَلَّ وَعَزَّ وَكَانَ فِيْمَا ذَكَرْنَا مَا قَدْ وَافَقَهُ مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَانْتَفَى الْاِخْتِلَافُ مِنْهُ.

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کا لفظ اللہ ہی ہے۔ اِس کی روایت امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی ہے اور اس کو امام طحاوی نے مشکل الآثار میں بیان کیا ہے اور امام طحاوی نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اسم اعظم کے بارے میں جو حدیثیں مروی ہیں کہ اُن سب میں اِس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا لفظ ان تمام روایتوں میں مشترک ہے' لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسم اعظم لفظ اللہ ہی ہے تو معلوم ہوا کہ احادیث نبوی ﷺ سے بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

۱ عرف شذی میں ابن حاج کی شرح تحریر ابن ہمام کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اسم اعظم صرف لفظ اللہ ہی ہے۔ بشرطیکہ تم اُس کو خلوص دل کے ساتھ اس طرح کہو کہ تمہارا دل غیر اللہ سے پاک ہو صاف ہو۔

٢٧٥٥ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِى النُّوْنِ إِذَا دَعَا رَبَّهٗ وَهُوَ فِىْ بَطْنِ الْحُوْتِ لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِىْ شَىْءٍ اِلَّا اسْتَجَابَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ.

حضرت سعد رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ذوالنون یعنی حضرت یونس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کہ جس کو انہوں نے اُس وقت مانگا جب کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے تھے۔ یہ تھی: اے اللہ! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ پاک اور بے عیب ہیں بے شک میں ہی گنہگاروں میں ہوں۔ اس دعا سے جس کسی مسلمان نے کسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے اِس کی دعا کو قبول فرما لیتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: حاشیہ مشکوٰۃ میں تمام احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کر کے حسب ذیل دعا مرتب کی گئی ہے اور لکھا ہے کہ اس دعا میں اسم اعظم ضرور ہوگا تو جو کوئی اس دعا کے وسیلہ سے اپنا مطلب اللہ تعالیٰ سے مانگے اُمید ہے کہ اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔ اوّل و آخر تین بار درود شریف بھی پڑھے مگر سائل کو چاہیے کہ دعا کرتے وقت اس بات کی احتیاط رکھے کہ دعا میں غیر شرعی امور نہ مانگے اور نہ کسی کا نقصان چاہے اور نہ ایسی چیز طلب کرے جو بندوں سے مانگی جاتی ہے وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُo هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَo عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُo هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَo الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُo سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَo هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰىo يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُo وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُo قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُo اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌo تُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍo لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَo اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُo اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّىْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِىْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌo اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اٰمَنَّا لَكَ بِاسْمِكَ الطَّاهِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِىْ اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَجْتَo اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَدْعُوْكَ اللّٰهُ وَاَدْعُوْكَ الرَّحْمٰنُ وَاَدْعُوْكَ الرَّحِيْمُ وَاَدْعُوْكَ بِاَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ! اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِo سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِo

بَابُ ثَوَابِ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ

”سبحان اللّٰه“ اور ”الحمدللّٰه“ اور ”لا الٰه الا اللّٰه“ اور ”اللّٰه اكبر“ پڑھنے کا ثواب

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا. (الاحزاب: ۴۲)

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اور صبح و شام اس کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان)

ف: صبح و شام کے اوقات ملائکہ کے روز و شب کے جمع ہونے کے وقت ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اطراف لیل و نہار کا ذکر کرنے سے ذکر کی مداومت کی طرف اشارہ ہے۔ (خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ. (النصر: ۳)

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: تو اپنے رب کی ثناء بیان کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان)

ف: اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمیشہ اللہ تعالٰی کی تسبیح و تحمید، تہلیل و تکبیر بیان کرتے رہو یعنی ''سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ اللّٰہ، اللّٰہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم'' پڑھتے رہنا چاہیے۔ جیسا کہ تفسیر خازن، تفسیر مدارک اور تفسیر حسینی میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُهٗ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا. (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

اللہ تعالٰی کا فرمان ہے: اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو۔ (کنزالایمان)

ف: حدیث شریف میں ہے کہ روز قیامت جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ تعالٰی کی حمد کرتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا ''الحمد للّٰہ'' ہے اور بہترین ذکر ''لا الہ الا اللّٰہ'' ہے (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں: ''لا الہ الا اللّٰہ، اللّٰہ اکبر، سبحان اللّٰہ، والحمد للّٰہ''۔

۲۷۵٦ - عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِاَيِّهِنَّ بَدَاْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی کے نزدیک ثواب میں چار کلمے جو قرآن میں موجود ہیں، افضل ہیں۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم جس کلمہ سے چاہو ابتداء کر سکتے ہو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ اللہ تعالٰی کے ہاں محبوب ترین کلمے چار ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ''۔

۲۷۵۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے ان چار کلموں یعنی ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' کا کہنا میرے نزدیک اُن تمام چیزوں سے افضل ہے جن پر سورج طلوع کرتا ہے۔[۱] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[۱] یعنی ان کلمات کا پڑھنا دنیا و مافیہا کو خیرات کرنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے۔

۲۷۵۸ - عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيْتُ اِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، میں نے معراج کی رات حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ

أُسْرِيَ بِيْ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِقْرَأْ اُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَاَنَّهَا قِيْعَانٌ وَاَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

والسلام سے (ساتویں آسمان پر) ملاقات کی تو آپ نے فرمایا: اے محمد ﷺ آپ اپنی اُمت کو میرا اسلام پہنچا دیجیے۔ ۱؎ اور اُن کو یہ خبر سنا دیجیے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے (مشک اور زعفران سے بنی ہوئی ہے) اس کا پانی نہایت شیریں ہے اور یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ چٹیل میدان ہے (جو درختوں سے خالی ہے) اور یہ بھی فرما دیجیے کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کا پڑھنا جنت میں پودے لگانا ہے۔ ۲؎ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱؎ اِس حدیث کے پڑھنے اور سننے والے کو چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جواباً سلام ان الفاظ میں کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

۲؎ جو شخص اِن کلمات کو پڑھے گا اس کے ثواب میں ایک پودا اس کی جنت میں لگا دیا جائے گا' چونکہ یہ کلمے بہت مختصر ہیں اور ان کا پڑھنا بھی سہل ہے' اس لیے انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اُن کو پڑھتا رہے۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۵۹ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَجَرَةٍ يَّابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَسَاقَطُ ذُنُوْبَ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ کسی درخت کے پاس سے گزر رہے تھے جس کے پتے خشک تھے۔ آپ نے عصا سے اس کی ٹہنیوں پر ضرب لگائی تو اس کے پتے گرنے لگے۔ اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہنے سے بندہ کے گناہ اِس طرح گر جاتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۷۶۰ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْكَلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَا اصْطَفَى اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اذکار میں کون سا ذکر ثواب میں افضل ہے' حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہی ذکر جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے منتخب فرمایا ہے اور وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کہنا ہے' اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۶۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص دن میں سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" پڑھتا ہے تو اس کے گناہ گرائے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ دریا کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (بخاری' مسلم)

۲۷۶۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ وَحِيْنَ يُمْسِيْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِائَةَ مَرَّةٍ لَّمْ يَاْتِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت اور شام کے وقت سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہٖ پڑھے تو قیامت کے دن اِس شخص سے بڑھ کر افضل عمل والا

أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَفْضَلِ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کوئی نہیں، البتہ! وہ شخص جو اس کے مانند یا اس سے زائد پڑھتا رہا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٧٦٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے (اور کہنے میں آسان ہیں) اور اعمال کی ترازو میں (ثواب کے لحاظ سے) بھاری ہیں۔ اور رحمٰن کے پاس بے حد پیارے ہیں، وہ یہ ہیں: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں بے حد محبوب ہے۔ (بخاری و مسلم)

٢٧٦٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ" پڑھے، تو اس (کے لیے ہر دفعہ تسبیح پڑھنے) پر جنت میں ایک کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٦٥ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ إِلَّا مُنَادٍ يُنَادِيْ سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر روز جب بندے صبح کرتے ہیں کہ ایک فرشتہ یہ ندا دیتا ہے کہ (اے بندگانِ خدا) تم پر لازم ہے کہ اپنے پاک شہنشاہ کی پاکی اور بزرگی بیان کیا کرو۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ ایسے چار کلمے جو ہر روز بھاری ہیں۔

[1] "سُبْحٰنَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ" یا "سُبُّوح قدوس رب الملائكة والروح" یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" یا "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ" پڑھا کرو۔

٢٧٦٦ - وَعَنْ جُوَيْرِيَّةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ أَنْ أَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَا زِلْتِ عَلَى الْحَالَةِ الَّتِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمَ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَاءَ نَفْسِهِ وَزِنَةَ عَرْشِهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اُن کے پاس سے صبح کے وقت نماز فجر کے لیے نکلے اور اُس وقت وہ اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اور جب حضور ﷺ چاشت کے وقت یعنی چڑھے دن واپس تشریف لائے تو اُم المومنین اس وقت بھی اپنے مصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس وقت سے جب کہ میں تم کو چھوڑ کر باہر گیا ہوں، اب تک اِس حالت پر (ذکرِ الٰہی) بیٹھی ہوئی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! یارسول اللہ ﷺ (یہ سن کر) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہارے پاس سے جا کر (نماز فجر پڑھنے کے بعد) یہ چار کلمے تین مرتبہ پڑھے ہیں۔ اگر ان کے ثواب کا مقابلہ تمہارے اس پورے وقت کے ذکر سے کیا جائے (جس میں تم اتنی دیر مشغول رہی ہو) تو ضرور ان چار کلمات کا ثواب (تمہارے سارے وقت کے ذکر کے ثواب سے) بڑھ

جائے گا۔ وہ چار کلمے یہ ہیں ۔[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] ''سبحان اللّٰه وبحمده عدد خلقه ورضاء نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته'' میں اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اُس کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کی مقدار کے برابر''۔

٢٧٦٧ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكْسِبَ كُلَّ يَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَةٍ فَسَاَلَهُ سَائِلٌ مِّنْ جُلَسَائِهٖ كَيْفَ يَكْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَةٍ قَالَ يُسَبِّحُ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ فَيُكْتَبُ لَهٗ اَلْفُ حَسَنَةٍ اَوْ يُحَطُّ عَنْهُ اَلْفُ خَطِيْئَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ كِتَابِهٖ فِيْ جَمِيْعِ الرِّوَايَاتِ عَنْ مُّوْسَى الْجُهَنِيِّ اَوْ يُحَطُّ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ الْبَرْقَانِيُّ وَرَوَاهُ شُعْبَةُ وَاَبُوْعَوَانَةَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُّوْسٰى فَقَالُوْا وَيُحَطُّ بِغَيْرِ اَلْفٍ هٰكَذَا فِيْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے (ہم سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص ہر روز ایک ہزار نیکیاں نہیں کما سکتا۔ یہ سن کر حاضرین میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ کس طرح ایک شخص ایک ہزار نیکیاں کما سکتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (کیوں نہیں) کہ وہ سو مرتبہ سبحان اللّٰه پڑھے تو اس کے (نامۂ اعمال) میں ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے اور حمیدی نے اپنی کتاب میں اِس طرح روایت کی ہے روزانہ سبحان اللّٰه پڑھنے سے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے۔

٢٧٦٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ وَّمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ اَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ لَمْ يَاْتِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ اَحَدٌ اَكْثَرَ مِمَّا اَتٰى بِهٖ اِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ اَوْ زَادَ عَلٰى مَا قَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے) روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی سو بار صبح اور سو بار شام کو سبحان اللّٰه پڑھے تو اُس کو سو مرتبہ حج کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا اور جو شخص صبح سو مرتبہ اور شام سو مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' پڑھے تو اس کو اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو خدا کی راہ میں سو مجاہدین کو (جہاد فی سبیل اللہ) کے لیے گھوڑے مہیا کرے اور جو شخص سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام ''لا الٰه الا اللّٰه'' پڑھے تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا ثواب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلاموں کو (جن کو ظلماً قیدی بنالیا گیا ہو) آزاد کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور جو شخص سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام اللہ اکبر پڑھے، تو کوئی شخص قیامت کے روز اس سے بڑھ کر ثواب کا حامل نہ ہوگا۔ مگر وہ شخص جس نے یہ کلمے اتنی ہی بار پڑھے یا اس سے زائد پڑھے ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٦٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ان کلمات ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عَدْلُ عَشْرِ رِقَابٍ وَّكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَّكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کو دن میں دس مرتبہ پڑھے تو اس کو سو غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا اور (نامۂ اعمال میں) ایک سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور اُس دن (صبح سے) شام تک شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور (قیامت کے دن) کوئی شخص اس سے بہتر عمل لے کر نہیں آئے گا مگر جو شخص ان کلمات کو اس سے زیادہ پڑھے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٧٧٠ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے افضل ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے اور بہترین دعا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" ہے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٧١ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا رَبِّ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَذْكُرُكَ بِهٖ اَوْ اَدْعُوْكَ فَقَالَ يَا مُوْسٰى قُلْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا اِنَّمَا اُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِيْ بِهٖ قَالَ يَا مُوْسٰى لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِيْ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِيْ كَفَّةٍ وَّلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِيْ كَفَّةٍ لَّمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے پروردگار! مجھے کوئی ایسا ذکر بتا دیجیے جس کے ذریعہ سے میں آپ کو یاد کروں یا دعا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا کرو تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: "اے میرے پروردگار! یہ تو سارے بندے پڑھا کرتے ہیں، مجھے کوئی ایسی چیز بتا یئے کہ جو میرے لیے مخصوص ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اے موسیٰ! تم پر اس کی اہمیت واضح نہیں ہے یہ وہ کلمہ ہے کہ) اگر ساتوں آسمان اور زمین اور اُن کی ساری آبادی میرے سوا ایک پلڑے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کو رکھا جائے تو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا پلڑا ان کے مقابلہ میں بھاری ہو جائے گا اور جھک جائے گا۔ اِس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: حاشیہ مشکوۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام کیا تا کہ وہ پوچھیں اور رب العزت اِس کا جواب دیں کہ اِس کلمہ طیبہ کی عظمت اور اہمیت خواص اور عوام سب پر ظاہر ہو اور سب اِس کا ورد ہر وقت اور ہر مقام پر رکھا کریں، اِس لیے کہ اس کا کہنا آسان ہے اور ثواب عظیم ہے۔

٢٧٧٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهٗ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ دُوْنَ اللّٰهِ حَتّٰى تَخْلُصَ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ "سبحان اللّٰہ" کا پڑھتے رہنا (نامۂ اعمال کی) نصف ترازو کو بھر دیتا ہے اور "الحمد للّٰہ" کا کہتے رہنا بقیہ نصف کو بھر دیتا ہے اور لا الٰہ الا اللّٰہ کا کہنا اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دیتا ہے اور درمیان

إِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

میں کوئی پردہ حائل نہیں رہتا' اس سے معلوم ہوا کہ (کلمہ "لا الله الا الله سبحان الله" اور "الحمدللہ" سے افضل ہے)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٧٣ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا قَطُّ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى يُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی بندۂ مومن خلوص دل سے (بغیر دکھاوے کے) "لا الله الا الله" کہتا ہے تو اُس کے (اس کلمہ کے لیے) اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کا کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے (جس کو قبول کر لیا جاتا ہے اور اس کی قبولیت) اس وقت تک باقی رہتی ہے جب تک کہ وہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہتا ہے' اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٧٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّكْرِ مَا شَكَرَ اللّٰهَ عَبْدٌ لَا يَحْمَدُهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (زبان سے) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا شکر خداوندی کی اصل ہے۔ جس بندے نے اللہ تعالیٰ کی تعریف (زبان سے) بیان نہیں کی' اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر (بجالانے کا حق) ادا نہ کیا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٧٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ مَنْ يُّدْعٰى إِلَى الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جن کو جنت میں داخل کیا جائے گا' وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے (دنیا میں) غم اور خوشی دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہو یعنی ہر موقع میں ("الحمد للہ" کہتے رہے ہیں)۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٧٧٦ - وَعَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِّنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَأَنَا خَلْفَهُ أَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فِيْ نَفْسِيْ فَقَالَ يَا

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک دفعہ) سفر کر رہے تھے (راستہ میں) چند اصحاب نے بلند آواز سے اللہ اکبر پڑھنا شروع کیا' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! اپنی جانوں پر سختی نہ کرو (اور آہستہ آہستہ ذکر کرو) اس لیے کہ تم جس ذات عالی کو پکار رہے ہو وہ نہ تو کم سننے والا ہے اور نہ تم سے غائب ہے' بلکہ تم جس ہستی کو پکار رہے ہو وہ تو سمیع و بصیر خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے اور وہ ہر وقت تمہارے ساتھ ہے (جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے) اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے زیادہ تم سے قریب ہے (تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے) حضرت ابو موسیٰ

عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ قَیْسٍ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَنْزٍ مِّنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

فرماتے ہیں کہ میں اِس وقت رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر تھا اور اپنے دل میں "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے عبداللہ ابن قیس! (یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے) کیا میں تم کو ایسا خزانہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بتایئے۔ آپ نے فرمایا: (سنو) وہ کلمہ "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ہے۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حمد اور شکر میں فرق یہ ہے کہ حمد صرف زبان سے کی جاتی ہے اور شکر زبان، دل اور تمام اعضاء سے کیا جاتا ہے تو گویا حمد شاخ ہوئی شکر کی اور اس حدیث شریف میں حمد کو شکر کا سر اس لیے کہا گیا ہے۔ حمد زبان کا فعل ہے اور زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف خوب بیان کی جاسکتی ہے اور زبان سب اعضاء کی نائب ہے۔ وہ اعضاء کی ترجمانی کرتی ہے۔ تو گویا حمد زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرنا مجمل شکر ہوا جو مفصل شکر کا جزوِ اعظم ہے، اسی لیے فرمایا گیا کہ جس بندے نے زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف نہیں کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہ کیا، اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ صفائی باطن کے ساتھ ساتھ ظاہر کی بھی حفاظت کرے۔

٢٧٧٧ - وَعَنْ مَّکْحُوْلٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرْ مِنْ قَوْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ کَنْزِ الْجَنَّۃِ قَالَ مَکْحُوْلٌ فَمَنْ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا مَنْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ کَشَفَ اللّٰہُ عَنْہُ سَبْعِیْنَ بَابًا مِّنَ الضَّرِّ اَدْنَاھَا الْفَقْرُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" کثرت سے پڑھا کرو، اس لیے کہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔ مکحول فرماتے ہیں کہ جو شخص (برائیوں سے بچنے کی) طاقت (اور نیکیوں کے کرنے کی) قوت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور جگہ پناہ کی نہیں ہے) پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اِس کی تکالیف اور مصیبت کے ستر دروازے بند کر دیتے ہیں اور افلاس اور تنگ دستی ستر مصیبتوں میں سے ایک معمولی ہے (کہ اس کا پڑھنے والا اس جیسی مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے) اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٧٧٨ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَلِمَۃٍ مِّنْ تَحْتَ الْعَرْشِ مِنْ کَنْزِ الْجَنَّۃِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے (اُترا) ہے اور جنت کا ایک خزانہ ہے (اور وہ کلمہ) "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" ہے۔ جس وقت بندہ یہ کہتا ہے تو اس (کے جواب میں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری اطاعت کی اور اپنے تمام کام میرے سپرد کر دیئے۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٧٧٩ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ دَوَاءٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ" (ظاہری اور باطنی)

مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَاءً اَيْسَرُهَا اَلْهَمُّ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے ان میں ایک معمولی بیماری (دین اور دنیا کا) رنج و غم ہے جس سے اس کا پڑھنے والا نجات پاتا ہے۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

ف: صدر کی حدیثوں میں ارشاد ہے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" جنت کا ایک خزانہ ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھنے والا اس دن کا نفع اٹھا دے گا کہ جس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد اور حضرت مکحول کی روایت میں ارشاد ہے کہ اس کے پڑھنے والے کے لیے مصائب کے ستر دروازے بند کر دیے جاتے ہیں جس میں ایک معمولی دروازہ فقر ہے۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس سے مراد دل کا فقر ہے کہ جب دل کا فقر دور ہو جاتا ہے تو اصل غنا حاصل ہو جاتا ہے جو حاجات سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے اور اگر ظاہری فقر کو بھی اس سے مراد لیا جائے تو کوئی بات بعید نہیں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ حاجت روائی بھی فرما دیتے ہیں۔

٢٧٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ صَدَّقَهُ رَبُّهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا اَكْبَرُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ وَاِذَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ وَكَانَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهٖ ثُمَّ مَاتَ لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کے (قول کی) تصدیق میں یوں ارشاد فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے اور جب بندہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں یوں فرماتا ہے کہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ"۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں یکتا ہوں اور میرا کوئی شریک نہیں۔ اور جب بندہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں یوں فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لِيَ الْمُلْكُ وَلِيَ الْحَمْدُ" میرے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہت میرے ہی لیے ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی میرے ہی لیے ہے اور جب بندہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق میں فرماتا ہے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِيْ" میرے سوا کوئی معبود نہیں اور (برائیوں سے بچنے کی قوت اور نیکیوں کے کرنے کی طاقت) بجز میری توفیق کے ممکن نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو ان کلمات یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ" لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کو پڑھے اپنی بیماری میں اور پھر انتقال کر جائے تو ان (کلمات کی برکت سے) آگ اس کو نہ چھوئے گی (وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٧٨١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ سُبْحَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ"

اللّٰہِ هِیَ صَلٰوةُ الْخَلَائِقِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَلِمَةُ الشُّکْرِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةُ الْاِخْلَاصِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْلَمَ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُ رَزِیْنٌ.

کہنا تمام مخلوقات کی عبادت ہے (ساری مخلوقات اِس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے) اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہنا شکر کا کلمہ ہے اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہنا اخلاص (دوزخ سے نجات کا کلمہ ہے) اور اللہ اکبر کا کہنا (اتنا ثواب رکھتا ہے کہ) زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ ہے اس کو بھر دیتا ہے اور جب بندۂ مومن "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ فرمانبردار ہوا اور خود کو میرے حوالہ کر دیا۔ اِس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٧٨٢ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِیْ کَلَامًا اَقُوْلُهٗ قَالَ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ فَقَالَ فَهٰٓؤُلَاءِ لِرَبِّیْ فَمَا لِیْ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ شَكَّ الرَّاوِیُّ فِیْ عَافِنِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا ذکر بتا دیجیے جس کو میں وظیفہ کے طور پر پڑھتا رہوں تو آپ نے اُن کو یہ کلمات تعلیم فرمائے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ"۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! یہ کلمات تو میرے رب کی ثناء کے لیے ہیں (اِس کو تو میں پڑھتا رہوں گا) اب میرے لیے کوئی دعا بتلائیے جس کو میں پڑھوں تو حضور اکرم ﷺ نے اُن کو یہ دعا تعلیم فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ"۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٨٣ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی امْرَاَةٍ وَّبَیْنَ یَدَیْهَا نَوًی اَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِهٖ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ اَیْسَرُ عَلَیْكِ مِنْ هٰذَا وَاَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَّاللّٰهُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک صحابیہ کے پاس گئے (جو اُن کی قرابت دار تھیں) جو اس وقت اپنے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھ کر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ یعنی ان سے گنتی کر رہی تھیں، یہ دیکھ کر اُن سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو تسبیح پڑھنے کا ایسا طریقہ بتاتا ہوں جو آسان بھی ہے اور افضل بھی (تم اس طرح پڑھا کرو)۔ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں مخلوقات سماوی کی تعداد کے برابر، میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں مخلوقات ارضی کی تعداد کے برابر، میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں کہ مخلوقات آسمان اور زمین کی درمیانی مخلوق کی تعداد کے برابر، میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہوں۔ ان مخلوقات کی تعداد کے برابر جو اب تک پیدا کی جانے والی ہیں۔ اور حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ اکبر کو بھی اس طرح پڑھا جائے: "اللّٰہ اکبر عدد ما خلق فی السماء ... واللّٰہ اکبر عدد ما خلق فی الارض واللّٰہ اکبر عدد ما بین ذٰلک واللّٰہ اکبر عدد ما ھو الخالق" اور پھر "لا الہ الا اللّٰہ"

کو بھی اس طرح پڑھا جائے یعنی "لا الہ الا اللّٰہ عدد ما خلق فی الارض ولا الہ الا اللّٰہ عدد ما بین ذلک ولا الہ الا اللّٰہ عدد ما ھو الخالق" اور پھر "ولا حول قوۃ الا باللّٰہ" کو بھی اسی طرح پڑھا جائے یعنی "ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ عدد ما خلق فی الارض، ولا حول ولا قوۃ اللّٰہ باللّٰہ عدد ما بین ذلک، ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ عدد ما ھو خالق"۔

اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۷۸٤ - وَعَنْ يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطِقَاتٌ وَّلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسِيْنَ الرَّحْمَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، جو مہاجر صحابیات میں تھیں، ان سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی ایک جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا: تم تسبیح یعنی "سُبْحَانَ اللّٰہِ" پڑھنے کو، تحلیل یعنی "لا الہ الا اللّٰہ" پڑھنے کو، تقدیس یعنی "سبحان الملک القدوس" پڑھنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور انگلیوں کے پوروں پر اُن کو شمار کیا کرو، کیونکہ (اور اعضاء کی طرح) انگلیوں سے بھی قیامت میں سوال ہوگا اور ان سے گواہی لی جائے گی اور (یہ جواب دیں گی) اس لیے تم (اذکار واوراد کے پڑھنے میں) غفلت نہ برتو، ورنہ رحمت خداوندی تم سے دُور کر دی جائے گی (اور تم محروم ہو جاؤ گی)۔

اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: مذکورہ بالا صدر کی دو حدیثوں میں ایک میں تسبیحات کو شمار کرنے کے لیے کنکریوں اور گٹھلیوں کا ذکر ہے اور دوسری حدیث میں انگلیوں کے پوروں پر تسبیحات کو شمار کرنے کا ارشاد ہے۔ اسی بارے میں صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تسبیح رکھنا جائز ہے، خواہ تسبیح کے دانے کسی ڈوری میں منسلک ہوں یا علیحدہ علیحدہ ہوں، اس وجہ سے جو لوگ تسبیح رکھنے کو بدعت قرار دے دیتے ہیں، ان کی یہ بات مذکورہ حدیثوں کی روشنی میں قابل اعتماد نہیں، چنانچہ علماء کرام اور مشائخ عظام نے تسبیح کو شیطان کے لیے کوڑا قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے درمختار میں لکھا ہے کہ اگر ریاء کاری کا شائبہ نہ ہو تو تسبیح کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور بحر میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔ مرقات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ ص کے پاس ایک ڈوری تھی جس میں بہت ساری گرہیں پڑی ہوئی تھیں جس سے تسبیحات کے شمار کا کام لیا کرتے تھے۔ اس سے تسبیح رکھنے کا جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ الْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّوْبَةِ

گناہوں میں مغفرت مانگنے اور توبہ یعنی گناہوں پر پشیمان ہونے اور آئندہ گناہ نہ کرنے پر عہد کرنے کا بیان

ف: استغفار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی زبان کے ذریعہ طلب کی جائے اور توبہ یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوں۔ استغفار اور توبہ شریعت کے اہم مقاصد ہیں اور سالکین کے مقامات میں پہلا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی مغفرت یہ ہے کہ وہ اپنے بندہ کے گناہوں کو دنیا میں دوسروں سے پوشیدہ رکھے اور آخرت میں اس پر مواخذہ نہ کرے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ توبہ کی تین شرائط ہیں۔ ایک یہ کہ گناہ کو ترک کر دیا جائے اور دوسرے یہ کہ اس پر ندامت ہو اور تیسرے یہ کہ آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرے اور امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توبہ کی ایک شرط یہ بھی بیان کی ہے کہ اگر وہ گناہ کسی انسان کے

حق سے متعلق ہو تو اس کی تلافی کی جائے یا اس سے معافی مانگ لی جائے اور ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ حقوق اللہ ہیں جیسے نمازوں کو قضا کرنا تو نوافل پر ان فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو مقدم رکھے اور ان کی قضاء کرنے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:" ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون٥" جو توبہ نہ کرے پس وہی ظالم ہیں۔ یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. (المزمل:٢٠)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ. (النور:٣١)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا. (التحریم:٧)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ نہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْ عَنِ السَّيِّاٰتِ. (الشوریٰ:٢٥)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔ (کنز الایمان)

ف: توبہ ہر ایک گناہ سے واجب ہے اور توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی بدی و معصیت سے باز آئے اور جو گناہ اس سے صادر ہو اس پر نادم ہو اور ہمیشہ گناہ سے مجتنب رہنے کا پختہ ارادہ کرلے اور اگر گناہ میں کسی بندے کی حق تلفی بھی تھی تو اس حق سے بطریق شرعی عہدہ برآ ہو۔

وَقَوْلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ. (البقرہ:٢٢٢)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو۔ (کنز الایمان)

٢٧٨٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں دن میں ٧٠ مرتبہ سے زائد اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اُس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث میں استغفار اور توبہ کی ترغیب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہونے کے باوجود دن میں ٧٠ بار سے زائد استغفار فرمائیں تو ہم گنہ گاروں کو بہ طریق اولیٰ استغفار اور توبہ کرتے رہنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے امن دو چیزوں کی وجہ سے تھا۔ ایک کو تو اللہ تعالیٰ نے اُٹھالیا ہے تم کو چاہیے کہ دوسرے کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کرو۔ ایک امن جو اُٹھالیا گیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور جو امن باقی ہے وہ استغفار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۂ انفال پ٩ ع٥ میں) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ (اے نبی!) آپ کے ان میں ہوتے ہوئے ان کو عذاب میں مبتلا کریں اور ایسا بھی نہ کریں گے کہ اُن کو عذاب دیں اس حالت میں کہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔ حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار فرمانے کا جو ذکر ہے اِس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حضور کا یہ استغفار اُمت کی طرف سے ہوا کرتا تھا جو اُمت کے حق میں آپ کی جانب سے بطور شفاعت کے تھا۔

٢٧٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ... "رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ایک مجلس میں سو مرتبہ

يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ'' پڑھ کر استغفار فرمایا کرتے اور ہم آپ کے اس استغفار کو سن کر گن لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کے استغفار کرنے کا جو ذکر ہے وہ اُمت کی تعلیم کے لیے تھا۔ ورنہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ سب معاف کر دیئے گئے تھے۔ اس لیے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ کا اُمت کو تعلیم دینا مقصود تھا کہ آدمی اپنے مالک کے سامنے تضرع اور عاجزی زیادہ سے زیادہ کرے' اس لیے کہ جو جتنا زیادہ مقرب ہوگا اس کو اتنا ہی زیادہ اپنے مالک سے خوف رہے گا' علاوہ ازیں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا جلال اور استغناء بھی ظاہر کرنا منظور تھا کہ بندہ کا کام ہی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے مالک کے آگے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتا رہے۔

٢٧٨٧ - وَعَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت اغر مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی شانِ مبارک یہ تھی کہ آپ کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے حضوری رہا کرتی تھی۔ بعض وقت اُمت کی تعلیم اور منصب رسالت کی بجا آوری میں آپ کے قلب مبارک پر کچھ حجابات آتے تھے (اور اس یکسوئی اور حضوری میں کچھ فرق آجاتا تھا) تو آپ فرماتے ہیں کہ میں اس حالت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی۔

٢٧٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَنَّهٗ قَالَ يَا عِبَادِيْ! اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا' يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهٗ فَاسْتَهْدُوْنِيْ اَهْدِكُمْ' يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِيْ اَطْعِمْكُمْ' يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهٗ فَاسْتَكْسُوْنِيْ اَكْسُكُمْ' يَا عِبَادِيْ! اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِيْ اَغْفِرْ لَكُمْ' يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ شَيْئًا' يَا عِبَادِيْ! لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ شَيْئًا' يَا عِبَادِيْ!

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر لیا ہے (میں کسی پر ظلم نہیں کرتا) اور ظلم کو تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے آپس میں ایک دوسرے پر ظلم مت کیا کرو۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب گمراہ ہو مگر وہ شخص (گمراہ نہیں) جس کو میں ہدایت دوں' پس تم مجھ سے ہدایت طلب کیا کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو مگر وہ شخص (بھوکا نہیں) جس کو میں کھلاؤں گا۔ پس تم مجھ سے کھانا مانگو۔ میں تم کو کھانا دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو مگر وہ شخص (برہنہ نہیں) جس کو میں کپڑا دوں۔ پس تم مجھ سے لباس مانگو' میں تم کو لباس دوں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن گناہوں میں مبتلا رہتے ہو اور میں تمہارے گناہ بخشتا رہتا ہوں۔ پس تم مجھ سے (اپنے گناہوں کی) معافی مانگو۔ میں تم کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم (نافرمانی کر کے) میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور (تم اطاعت کر کے) مجھے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے بلکہ فرماں برداری سے تم ہی کو فائدہ پہنچے گا اور نافرمانی کر کے تم خود ہی اپنا نقصان کرو گے۔ میری ذات اِن سب سے بے نیاز ہے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب کے سب جن وانس جو

لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِيْ صَعِيْدٍ فَسَاَلُوْنِيْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَّسْاَلَتَهٗ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِيْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَا عِبَادِيْ! اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا عَلَيْكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ فَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گزر چکے ہیں اور (جو موجود ہیں) اور جو قیامت تک پیدا ہوں گے' یہ تمام اگر (پرہیزگاری اختیار کر کے) سب سے زیادہ متقی شخص کے دل کی طرح پاک دل ہو جائیں (تو یہ تمہاری پاک دلی) میری مملکت اور بادشاہت میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کر سکے گی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب کے سب جن و انس گزر چکے ہیں (اور جو موجود ہیں اور جو (قیامت تک) آنے والے ہیں۔ یہ تمام اگر (برائی کر کے) بدترین سیاہ دل والے کی طرح سیاہ دل یعنی (ابلیس کی طرح ہو جائیں) تو یہ تمہاری (سیاہ دلی) میری مملکت اور بادشاہت میں کسی قسم کی کمی نہیں کر سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب کے سب جن و انس جو گزر چکے ہیں اور جو آئندہ آنے والے ہیں سب کے سب ایک مقام میں جمع ہو جائیں اور یہ سب اپنی اپنی مراد مانگیں اور میں ہر شخص کو اُس کی مراد دے دوں تو میرے پاس جو بھی خزانے ہیں اُن میں (بخشش کی وجہ سے) کسی قسم کی کمی نہ ہوگی۔ (اتنا بھی نہیں جتنا کہ ایک سوئی دریا میں ڈال کر نکالی جائے)۔ تو اس کے پانی میں جتنا کم کر سکتی ہے (اتنی بھی میرے خزانوں میں کمی نہیں ہوگی)۔ اے میرے بندو! صرف یہی نہیں کہ تمہارے نیک و بد اعمال کو جانتا ہوں بلکہ ان کا پورا پورا بدلہ دیتا ہوں۔ پس جو شخص نیک عمل ہو تو وہ (اس نیک توفیق میں) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو شخص بدعمل ہو تو وہ خود اپنی ملامت کرے (اس لیے کہ وہ اپنے نفس کی شرارت کی وجہ سے گمراہی پر باقی ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۷۸۹- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُ فَاسْاَلُوْنِي الْهُدٰى اَهْدِكُمْ وَكُلُّكُمْ فُقَرَاءُ اِلَّا مَنْ اَغْنَيْتُ فَاسْاَلُوْنِيْ اَرْزُقْكُمْ وَكُلُّكُمْ مُذْنِبٌ اِلَّا مَنْ عَافَيْتُ مِمَّنْ عَلِمَ مِنْكُمْ اِنِّيْ ذُوْقُدْرَةٍ عَلَى الْمَغْفِرَةِ فَاسْتَغْفَرَنِيْ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِيْ وَلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِيْ مُلْكِيْ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَشْقٰى

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے' اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو مگر وہ شخص (گمراہ نہیں ہے جس کو میں ہدایت دوں' پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ میں تم کو ہدایت دوں گا اور تم سب محتاج ہو مگر جسے میں بے نیاز کر دوں' پس تم مجھ سے مانگو میں تم کو دوں گا اور تم سب گنہگار ہو مگر وہ جسے میں معاف کر دوں' میں بخشنے پر قدرت رکھنے والا ہوں۔ مجھ سے بخشش مانگو میں اسے بخشش دوں گا۔ اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اس بات کی کہ تمہارا پہلا اور آخری اور زندہ و مردہ اور تمہارے خشک و تر سب اکٹھے ہو جائیں کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ سب سے زیادہ متقی ہے تو اس عمل سے میری بادشاہی میں مچھر کے پر برابر بھی اضافہ نہ کر سکیں گے اور اگر تمہارا پہلے مرد سے لے کر آخری مرد تک تمہارے زندہ اور تمہارے مردہ اور تمہارے خشک و تر سب اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ میرے بندوں میں سب سے

قَلْبِ عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ جَنَاحُ بَعُوْضَةٍ وَّلَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَحَيَّكُمْ وَمَيِّتَكُمْ وَرَطْبَكُمْ وَيَابِسَكُمْ اجْتَمَعُوْا فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْكُمْ مَا بَلَغَتْ اُمْنِيَّتُهٗ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ سَائِلٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِيْ اِلَّا كَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ مَرَّ بِالْبَحْرِ فَغَمَسَ فِيْهِ اِبْرَةً ثُمَّ رَفَعَهَا ذٰلِكَ بِاَنِّيْ جَوَّادٌ مَّاجِدٌ اَفْعَلُ مَا اُرِيْدُ عَطَائِيْ كَلَامٌ وَّعَذَابِيْ كَلَامٌ اِنَّمَا اَمْرِيْ لِشَيْءٍ اِذَا اَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

زیادہ بدبخت بندے پر تو تب بھی وہ میری بادشاہی میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور اگر تمہارے اول و آخر زندہ و مردہ خشک و تر سب ایک جگہ میں اکٹھے ہو جائیں، پس ہر زندہ مجھ سے مانگنا شروع کر دے جو بھی ان کی آرزوئیں ہوں تو میں ان کے مطابق ہر سائل کو دے دوں اس کی آرزو کے مطابق تب بھی میری بادشاہی میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا مگر اتنا کہ تم میں سے کوئی سمندر کے پاس سے گزرے پس وہ اس میں غوطہ لگائے، پھر اس میں سے باہر نکلے (یعنی سمندر کے پانی میں نہانے کے باوجود اس میں کمی واقع نہیں ہوتی) بے شک میں جواد ہوں بزرگی والا ہوں، میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ میری عطا بھی کلام ہے اور میرا عذاب بھی کلام ہے۔ کسی چیز کے بارے میں میرا امر یہ ہے کہ جب میں ارادہ کرتا ہوں کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کو احمد، ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

ف: انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں التجاء کے بغیر اس کا کوئی کام نہیں چل سکتا۔ دنیا میں ہدایت، کھانا، کپڑا اور آخرت میں گناہوں کی مغفرت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر میسر نہیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے آگے گڑگڑانا اور دعا کرنا بندہ کے لیے لازم ہے اور اس ذات عالی کی شانِ استغنا کا یہ عالم ہے کہ اگر سارے انسان پیغمبر کی طرح متقی ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی سلطنت میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوتا اور اس کے برخلاف اگر سارے انسان ابوجہل اور فرعون کے برابر ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کی شانِ عالی میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی۔ پھر آخر حدیث میں اپنی بے حساب عطا کا بیان یوں فرمایا کہ اگر سارے انسان اپنے اپنے سوالات کریں اور اللہ تعالیٰ سب کو اُن کے مطالبات کے مطابق دے دیں تو بھی اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کسی قسم کی کمی نہیں ہو سکتی۔ پھر اپنی عدالت کا بیان فرمایا کہ آخرت کا ثواب اور عذاب کا سبب ان دونوں کے اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر کوئی ظلم نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۲۷۹۰ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا وَّلَا يُبَالِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ يَقُوْلُ بَدَلَ يَقْرَأُ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ہے: "يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا" (الزمر، پ ۲۴، ع ۳) اے میرے بندو! جنھوں نے گناہ کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے (اس کی تلاوت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو اس بات کی) پرواہ نہیں۔[1] اس حدیث کی روایت امام احمد ترمذی نے کی ہے۔

[1] کہ کافر کفر سے توبہ کرے تو اس کے پچھلے سارے گناہ معاف فرمائیں گے اور مسلمان خواہ توبہ کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کے بعد بھی گناہ معاف فرما دیں۔

۲۷۹۱ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اَحَبُّ اَنَّ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس آیت کے مقابلہ میں میر۔

لِيَ الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْاٰيَةَ فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَكَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِلَّا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

پاس ساری دنیا اور اس کی لذتیں ہیچ ہیں' وہ آیت یہ ہے: "یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا"......الخ[1] یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا (اور وضاحت چاہی) کیا مشرک بھی اس میں شامل ہے (یہ سن کر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا اور (پھر تھوڑی دیر بعد) پھر ارشاد فرمایا کہ ہاں مشرک بھی اس میں داخل ہے (بشرطیکہ وہ شرک سے توبہ کر لے)' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس جملہ کو تین بار ارشاد فرمایا۔ اِس حدیث کی روایت کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

[1] آیت کا ترجمہ اس سے پہلے والی حدیث میں گزر چکا ہے۔

٢٧٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ مِنْكَ وَلَا اُبَالِيْ يَا ابْنَ اٰدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عِنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَا اُبَالِيْ يَابْنَ اٰدَمَ اِنَّكَ لَوْ لَقِيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَا تُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا لَاَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں۔ پھر تو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ اے ابن آدم! اگر تو زمین بھر گناہوں کے ساتھ مجھ سے ملے اور تو مجھ سے اِس حالت میں ملے کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا تو میں بھی زمین بھر مغفرت کے ساتھ تجھ سے ملوں گا۔ اِس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد اور دارمی نے اس حدیث کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

٢٧٩٣ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ قَالَ وَعِزَّتِكَ يَا رَبِّ لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ عِبَادَكَ مَا دَامَتْ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْسَادِهِمْ فَقَالَ الرَّبُّ عَزَّوَجَلَّ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا اَزَالُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیطان نے (اللہ تعالیٰ سے) عرض کیا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو جب تک اُن کی روحیں اُن کے جسموں میں رہیں یعنی ان کی زندگی بھر اُن کو گمراہ کرتا رہوں گا (اِس کے جواب میں) رب العزت نے ارشاد فرمایا: میری عزت کی قسم اور میری عظمت وجلال کی قسم اور میرے بلند مرتبہ کی قسم! میں اُن کو ہمیشہ بخشتا رہوں گا۔ جب تک کہ وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔ اِس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

٢٧٩٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَرَاَ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ قَالَ قَالَ رَبُّكُمْ اَنَا اَهْلٌ اَنْ اُتَّقٰى فَمَنِ اتَّقَانِيْ فَاَنَا اَهْلٌ اَنْ اَغْفِرَ لَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ" (مدثر:٥٦) (اس کی شانِ قہاری تو یہ ہے کہ بندوں کو اُس سے ڈرنا چاہیے (اور اس کی شانِ رحیمی یہ ہے کہ) بندوں کے گناہ معاف فرماتا

9 وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

ہے۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس لائق ہوں کہ لوگ مجھ سے ڈریں تو جو مجھ سے ڈرے گا میں اس لائق ہوں کہ اس کو بخش دوں گا۔ اِس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۷۹۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُّذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جاوے گا یعنی نیست و نابود کر دے گا اور (پھر تمہاری بجائے) ایسی قوم کو لائے گا جو گناہ کرے گی اور اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیں گے۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اہل خوف اور گناہ گاران تائب کے لیے بڑا دلاسہ ہے اور اس میں اِس بات کا اشارہ ہے کہ گناہ حکمت الٰہی کے مخالف نہیں، تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور غفاری کی صفت ظاہر ہو۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ آدمی اپنے گناہوں سے نڈر ہو جائے کیونکہ یہ تو صریحاً کفر ہے۔ (مشکوٰۃ)

۲۷۹۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اِنَّ لَهٗ رَبًّا یَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَاشَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک بندہ نے گناہ کیا اور پھر عرض کیا: اے میرے رب! میں نے گناہ کیا ہے کہ اِس کو بخش دیجیے تو ربّ العزت نے (فرشتوں سے) فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے۔ پس میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، یا پھر وہ جب تک اللہ نے چاہا یعنی ایک عرصہ تک (اپنی توبہ پر) قائم رہا۔ پھر اُس نے گناہ کیا اور عرض کیا: اے میرے رب! میں نے (پھر) گناہ کر لیا ہے اس کو بخش دیجیے تو ربّ العزت نے (فرشتوں سے) فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور پھر اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے، پس میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، پھر جب تک اللہ نے چاہا یعنی ایک مدت تک اپنی توبہ پر قائم رہا۔ پھر گناہ کر دیا اور عرض کیا: اے میرے ربّ! میں نے گناہ کیا ہے آپ اس کو بخش دیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک ربّ ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر مواخذہ بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا۔ اب وہ جو چاہے کرے۔[1] اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] گناہ کے بعد توبہ کرے تو مغفرت ملے گی اور گناہ کے بعد توبہ نہ کرے تو مواخذہ ہوگا۔

۲۷۹۷ - وَعَنْ جُنْدُبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ لَا

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک شخص نے کہا، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ فلاں شخص

يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ وَّاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنِّيْ لَا اَغْفِرُ لِفُلَانٍ فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ اَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کو نہیں بخشے گا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ کون شخص ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے تو اُس کو بخش دیا (تجھے ذلیل کرنے کے لیے اور تیرے تکبر کی وجہ سے) تیرے اعمال ضائع کر دیئے (کہ اعمال کا ثواب نہیں ملے گا)۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٧٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلَيْنِ كَانَا فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مُتَحَابَّيْنِ اَحَدُهُمَا مُجْتَهِدٌ فِي الْعِبَادَةِ وَالْاٰخَرُ يَقُوْلُ مُذْنِبٌ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اَقْصِرْ عَمَّا اَنْتَ فِيْهِ فَيَقُوْلُ خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ حَتّٰى وَجَدَهٗ يَوْمًا عَلٰى ذَنْبٍ اِسْتَعْظَمَهٗ فَقَالَ اَقْصِرْ فَقَالَ خَلِّنِيْ وَرَبِّيْ اَبُعِثْتَ عَلَيَّ رَقِيْبًا فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَبَدًا وَّلَا يُدْخِلُكَ الْجَنَّةَ فَبَعَثَ اللّٰهُ اِلَيْهِمَا مَلَكًا فَقَبَضَ اَرْوَاحَهُمَا فَاجْتَمَعَا عِنْدَهٗ فَقَالَ لِلْمُذْنِبِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِيْ وَقَالَ لِلْاٰخَرِ اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تَحْظُرَ عَلٰى عَبْدِيْ رَحْمَتِيْ فَقَالَ لَا يَا رَبِّ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ اِلَى النَّارِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں دو شخص آپس میں گہرے دوست تھے۔ ان میں سے ایک عبادت میں مشقت اٹھاتا تھا اور دوسرا کہتا کہ میں تو گناہ گار ہوں۔ وہ (عابد گناہ گار سے) کہتا کہ تو جس گناہ میں مبتلا ہے اس کو چھوڑ دے تو گناہ گار کہتا کہ تو مجھے میرے رب کے حوالے کر دے (وہ غفور الرحیم ہے) یہاں تک کہ اس عابد نے اس گناہ گار کو ایک بڑا گناہ کرتے پایا تو اُس سے کہا کہ اس گناہ سے باز آ تو اس (گنہ گار) نے پھر وہی کہا' مجھے میرے رب کے حوالہ کر دے۔ کیا تو مجھ پر داروغہ بنا کر بھیجا گیا ہے تو اس (عابد) نے جواب دیا کہ قسم خدا کی! اللہ تعالیٰ تجھے ہرگز نہیں بخشے گا اور نہ تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کے پاس (موت کے) فرشتوں کو بھیجا تو اُس نے اُن دونوں کی روح قبض کر لی۔ پس وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے گناہ گار سے کہا تو میری رحمت کے سبب سے جنت میں داخل ہو اور دوسرے سے فرمایا: کیا تو میرے گناہ گار بندہ کو میری رحمت سے محروم کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو اُس نے جواب دیا: نہیں اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے) فرمایا: اِس کو دوزخ کی طرف لے جاؤ (تاکہ وہ اپنے غرور کی سزا بھگتے)۔ اِس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو یقین کے ساتھ دوزخی کہنا درست نہیں' اس لیے کہ نجات کا مدار خاتمہ پر ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٢٧٩٩ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سید الاستغفار یعنی بہترین استغفار یہ ہے کہ تو اس طرح کہے: یا الٰہی! تو ہی میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں اپنی حسب استطاعت آپ کے عہد و میثاق اور وعدہ (آخرت پر) قائم ہوں۔ میں اپنے کیے ہوئے گناہوں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ آپ کی جو نعمتیں مجھ پر ہیں' میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں' پس آپ مجھے

وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَّوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِىَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

بخش دیجئے اس وجہ سے کہ آپ کے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس استغفار کو یقین کے ساتھ دن میں پڑھے اور شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنتی ہے اور جو اس کو رات میں یقین کے ساتھ پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ (بھی) جنتی ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۸۰۰ - وَعَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارَ بْنِ زَيْدٍ مَّوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ غُفِرَلَهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّمِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ لٰكِنَّهٗ عِنْدَ اَبِىْ دَاوٗدَ هِلَالُ بْنُ يَسَارٍ وَّقَالَ الْحَافِظُ الْمُنْذِرِيُّ اِسْنَادُهٗ جَيِّدٌ مُّتَّصِلٌ فَقَدْ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ فِىْ تَارِيْخِهٖ اِنَّ بِلَالًا مَّعَ اَبَاهُ يَسَارًا وَّهُوَ سَمِعَ مِنْ اَبِيْهِ زَيْدٌ مَّوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت بلال بن یسار بن زید رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام ہیں، ان سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے میرے دادا سے روایت کی ہے کہ میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو (صدق دل سے) اس استغفار کو پڑھے: میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) مغفرت چاہتا ہوں وہ اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو زندۂ جاوید ہے اور (ساری کائنات کو) سنبھالنے والا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہوتا ہوں تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ اگرچہ کہ وہ (میدان) جہاد سے بھاگا ہوا ہو (جو گناہ کبیرہ ہے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت بلال بن یسار کی بجائے ہلال بن یسار ہے۔

۲۸۰۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (گناہ کے بعد یا کسی مصیبت کے بعد) استغفار کو پڑھے (استغفار پر مداومت کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر تنگی سے نجات دیں گے اور ہر غم سے چھٹکارہ دیں گے۔ اور اس کو ایسی جگہ سے حلال روزی دیں گے جس کا اُس کو گمان بھی نہ ہو۔ اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۰۲ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِى الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى لِىْ هٰذِهٖ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ بزرگ اور برتر نیک بندہ کے درجہ کو جنت میں بلند فرماتے ہیں تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرتا ہے، اے میرے پروردگار! یہ درجہ مجھے کیونکر ملا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۸۰۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِى الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مردہ قبر میں ڈوبنے والے فریادی کی طرح ہے جو اپنے باپ، ماں، بھائی یا کسی دوست کی دعاؤں کا منتظر ہو۔ اور جب

تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

یہ دعا اُس کو پہنچتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ دعا اُس کے پاس دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یقیناً زمین والوں کی دعاؤں کی وجہ سے اہل قبور کو پہاڑوں جیسا ثواب پہنچاتا ہے یعنی (بے شمار رحمتیں ان پر نازل فرماتا ہے) اور بے شک زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۲۸۰۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَّجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِيْ عَمَلِ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خوش حالی اُس شخص کے لیے جو اپنے نامۂ اعمال میں زیادہ استغفار پائے۔ اِس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت عمل یوم ولیلہ میں کی ہے۔

۲۸۰۵ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ شخص (گناہ پر) اصرار کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا جو (گناہ کے بعد) استغفار کرتا ہو۔ اگرچہ کہ وہ دن میں ۷۰ مرتبہ ایسا کرے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہوں پر اصرار کرنے والا وہ شخص ہے جو استغفار نہ کرے اور اپنی بداعمالیوں پر شرمسار نہ ہو واضح ہو کہ گناہوں پر اصرار برا ہے کیونکہ گناہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوتا ہے اور کبیرہ پر اصرار کفر تک پہنچا دیتا ہے۔ اِسی لیے ارشاد ہوا ہے کہ جو کوئی استغفار کرتا ہو اور شرمندہ ہو گناہوں پر خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ وہ گناہوں پر اصرار کرنے والا نہیں ہوگا۔

(احادیث مشکوٰۃ)

۲۸۰٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اِسْتَغْفَرُوْا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعا بھی فرمایا کرتے تھے) الٰہی! مجھے ان لوگوں میں کر دے کہ وہ جب نیکی کریں تو خوش ہوں اور جب برائی کریں تو استغفار کریں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۸۰۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کیا کرو، میں خود بھی دن میں سو بار اللہ کی طرف توبہ کیا کرتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۰۸ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا تھا، پھر (اپنی توبہ کی قبولیت کے بارے میں لوگوں سے

ثُمَّ خَرَجَ يَسْاَلُ فَاَتٰى رَاهِبًا فَسَاَلَهٗ فَقَالَ اَلَهٗ تَوْبَةٌ قَالَ لَا فَقَتَلَهٗ وَجَعَلَ يَسْاَلُ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَاَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِىْ وَاِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِىْ فَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجَدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغَفَرَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پوچھتے ہوئے نکلا یہاں تک کہ ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا کہ کیا ایسے شخص کی توبہ قبول ہو سکتی ہے (جس نے ننانوے قتل کیے ہوں)' اس نے جواب دیا: نہیں تو اس شخص نے اُس (راہب) کو قتل کر دیا' پھر (اپنی توبہ کی قبولیت کے بارے میں) پوچھنے لگا تو ایک آدمی نے اُس سے کہا تو فلاں بستی میں چلا جا (جہاں نیک لوگوں کی کثرت ہے وہ اس بستی کی طرف چل پڑا اور راستہ میں) اُس کو موت آ گئی۔ تو اُس نے مرتے وقت اپنے سینہ کو اُس بستی کی طرف جھکایا تو رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے (کہ کون اُس کی روح کو لے جائے) اور اللہ تعالیٰ نے (اس بستی والی) زمین کو (جس کی طرف وہ جا رہا تھا) وحی نازل فرمائی کہ تو قریب ہو جا اور (دوسری بستی کو وحی فرمائی کہ تو دُور ہو جا۔ (فرشتوں سے) فرمایا کہ تم دونوں بستیوں کے فاصلہ کو ناپو' تو یہ بستی جس میں یہ نیک لوگ تھے ایک بالشت قریب نکلی اور اس کی بخشش کر دی گئی۔ اِس کی روایت بخاری و مسلم نے کی ہے۔

ف: اِس حدیث شریف سے کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ گناہ کبیرہ کے بعد توبہ قبول ہوتی ہے' دوسرے یہ کہ جس جگہ گناہ کیا ہو وہاں سے ہجرت کرنا مستحب ہے۔ اور تیسرے یہ کہ مدعا اور مدعا علیہ کا ردو قدح درست ہے۔ چوتھے یہ کہ رحمت الٰہی کی کوئی حد نہیں۔ ادھر بندہ نے خالص دل سے توبہ کی اور ادھر دریائے رحمت و مغفرت جوش میں آیا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۲۸۰۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بندہ جب (گناہوں کا) اعتراف کرتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اِس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ عَلِمَ اَنِّىْ ذُوْقُدْرَةٍ عَلٰى مَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ غَفَرْتُ لَهٗ وَلَا اُبَالِىْ مَا لَمْ يُشْرِكْ بِىْ شَيْئًا رَوَاهُ الْبَغْوِىُّ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص کو اس بات کا یقین ہو کہ میں گناہوں کو بخشنے پر قدرت رکھتا ہوں' تو میں اُس کو بخش دیتا ہوں اور مجھے کسی کی پرواہ نہیں جب تک کہ وہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ اِس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۲۸۱۱ - وَعَنْ اَبِىْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ يَدَهٗ بِاللَّيْلِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ النَّهَارِ وَيَبْسُطُ يَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِيَتُوْبَ مُسِيْءُ اللَّيْلِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنی رحمت کا ہاتھ پھیلا دیتا ہے تا کہ رات کا گناہ گار دن میں توبہ کر لے (بخشش کا یہ سلسلہ) سورج کے مغرب سے نکلنے (قیامت) تک جاری رہے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۱۲ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص آفتاب کے مغرب سے نکلنے سے پہلے تک توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۱۳ - وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُہٗ مَسِیْرَۃُ سَبْعِیْنَ عَامًا لِلتَّوْبَۃِ لَا یُغْلَقُ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِہٖ وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے (جو کھلا ہوا ہے) جس کی چوڑائی ۷۰ برس کی مسافت ہے اور وہ آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے تک بند نہیں کیا جائے گا اور یہ یعنی آفتاب کا طلوع ہونا قبولیت توبہ کو روکنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے (مطابق ہے:) "یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ" جس دن تمہارے ربّ کی وہ ایک نشانی آئے گی کسی شخص کو ایمان لانا نفع نہ دے گا جو اس (نشانی کے ظاہر ہونے سے پہلے ایمان نہ لایا) (الانعام پ ۸' ع ۷)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۱۴ - وَعَنْ مُّعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَۃُ حَتّٰی تَنْقَطِعَ التَّوْبَۃُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَۃُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہجرت[1] توبہ کے منقطع ہونے تک بند نہیں ہوگی اور توبہ (کا دروازہ) بند نہیں ہوگا' یہاں تک کہ آفتاب اپنے مغرب سے طلوع کرے۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

۱ کفر سے ایمان کی طرف اور دار کفر سے دارالاسلام کی طرف اور گناہوں سے توبہ کی طرف آنا۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں توبہ کے منقطع ہونے سے توبہ کا قبول ہونا مراد ہے' غرض یہ ہے کہ جب تک آفتاب مغرب سے نہیں نکلتا بندہ توبہ کر کے پاک ہو سکتا ہے اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تو پھر یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا۔

۲۸۱۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ یُغَرْغِرْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے' یہاں تک کہ اس کو (موت کا) غرغرہ نہ لگے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۱۶ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَغْفِرُ لِعَبْدِہٖ مَالَمْ یَقَعِ الْحِجَابُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْحِجَابُ قَالَ اَنْ تَمُوْتَ النَّفْسُ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندہ (کے گناہوں) کو بخش دیتا ہے جب تک (بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان) حجاب واقع نہ ہو' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ حجاب کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا (حجاب یہ ہے کہ) آدمی اس حالت میں مرے کہ وہ مشرک تھا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

٢٨١٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يَعْدِلُ بِهٖ شَيْئًا فِي الدُّنْيَا ثُمَّ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ جِبَالٍ ذُنُوْبٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں پیش ہو کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو برابر نہیں قرار دیتا تھا۔ باوجودیکہ اس پر پہاڑوں جیسے گناہ تھے۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اُس کے گناہوں کو بخش دیں گے۔ اِس کی روایت بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

٢٨١٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَتْ رَاحِلَتُهٗ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا قَدْ اَيِسَ مِنْ رَّاحِلَتِهٖ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةٌ عِنْدَهٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ سے جس وقت وہ توبہ کرتا ہے اس شخص کی خوشی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جس کی سواری ایک بے آب و گیاہ جنگل میں بھاگ گئی یعنی گم ہوگئی' اور اسی پر اس کا کھانا تھا اور پانی تھا۔ وہ اپنی سواری کو تلاش کرتے کرتے تھک کر مایوس ہوگیا (سواری کے لیے ناامید ہوکر) وہ ایک درخت کے پاس آیا کیا دیکھتا ہے کہ وہ سواری اس کے سامنے کھڑی ہے اور اس نے اس کی مہار (اس کی زبان سے فرطِ مسرت میں یہ الفاظ نکل پڑے:) اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب (حالانکہ اس کو یہ کہنا چاہیے تھا۔ اے اللہ! میں تیرا بندہ ہوں اور تو میرا رب ہے۔ جس طرح گم شدہ سواری کے ملنے سے اس شخص کو خوشی ہوئی تھی' اسی طرح گناہ گار بندہ کے اللہ تعالیٰ سے بچھڑ کر ملنے سے اللہ تعالیٰ کو خوشی ہوتی ہے) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨١٩ - وَعَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ اَحَدُهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ عَنْ نَّفْسِهٖ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَّخَافُ اَنْ يَّقَعَ عَلَيْهِ وَاِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوْبَهٗ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى اَنْفِهٖ فَقَالَ بِهٖ هٰكَذَا اَيْ بِيَدِهٖ فَذَبَّهٗ عَنْهُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَّجُلٍ نَزَلَ فِيْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُّهْلِكَةٍ مَّعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ

حضرت حارث بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے (توبہ کے بارے میں) دو حدیثیں بیان کی ہیں۔ ایک حدیث (مرفوع ہے) جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتی ہے اور دوسری حدیث (موقوف ہے) جس کی روایت خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اور (اس حدیث موقوف میں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (بندۂ مومن اپنے گناہوں سے بہت ڈرتا ہے چنانچہ) مومن اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے کہ گویا وہ ایک پہاڑ ہے جس کے نیچے وہ بیٹھا ہوا ہے اور ڈر رہا ہے کہ (نہ معلوم کہ) وہ پہاڑ کب اس پر گر پڑے اور (اس کے برخلاف) فاجر و فاسق اپنے گناہوں کو (اتنا ہلکا) سمجھتا ہے کہ جیسے مکھی کہ وہ اس کی ناک پر بیٹھے اور وہ اس کو ہاتھ کے اشارہ سے اُڑا دے (وہ گناہوں سے بے پروا رہتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ہے) پھر اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (مرفوع حدیث سنائی) اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ اس شخص

قَالَ ارْجِعُ اِلٰى مَكَانِىَ الَّذِىْ كُنْتُ فِيْهِ فَاَنَامُ حَتّٰى اَمُوْتَ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ عَلٰى سَاعِدِهٖ لِيَمُوْتَ فَاسْتَيْقَظَ فَاِذَا رَاحِلَتُهٗ عِنْدَهٗ عَلَيْهَا زَادُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاللّٰهُ اَشَدُّ فَرِحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهٖ وَزَادِهٖ رَوٰى مُسْلِمٌ الْمَرْفُوْعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ فَحَسْبُ وَرَوَى الْبُخَارِىُّ الْمَوْقُوْفَ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَيْضًا.

(کی خوشی) سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو (سفر میں) ایک لق ودق صحرائی جہاں ہلاکت کا اندیشہ ہو اتر پڑا اور اس کے ساتھ اس کی سواری ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی ہے پس وہ ایک جگہ (پڑاؤ ڈالا) سو گیا جب نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ اس کی سواری غائب ہے وہ سواری کی تلاش میں نکلا اور گرمی اور (بھوک) پیاس کی شدت اور رنج وغم میں گرفتار ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھیں (کافی تلاش کے بعد) اس نے کہا کہ اسی جگہ واپس چل کر لیٹ جائیں جہاں میں اترا ہوں اور وہاں اپنے بازو پر سر رکھ کر موت کے انتظار میں سو گیا۔ پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اس کے سامنے کھڑی ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی بھی موجود ہے تو اس شخص کو (ایسی حالت میں) اپنی گم شدہ سواری اور توشے کے واپس ملنے کی جو خوشی ہوگی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

۲۸۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِىْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام بنی آدم خطا کار ہیں (ہر انسان سے کچھ نہ کچھ گناہ ہوتا رہے گا) اور گناہ گاروں میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۲۸۲۱ - وَعَنْ عَلِىٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفْتَنَ التَّوَّابَ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس بندۂ مومن کو (توبہ کرتے رہنے کی وجہ سے) بہت دوست رکھتے ہیں جو گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور توبہ بھی کرتا رہتا ہے اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۸۲۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِىْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا اللَّمَمَ (النجم:۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ تَغْفِرِ اللّٰهُمَّ تَغْفِرْ جَمًّا وَاَىُّ عَبْدٍ لَّكَ لَا اَلَمَّا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد (النجم:۲) الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم (وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں مگر یہ کہ اُن سے چھوٹے چھوٹے گناہ (کبھی کبھار) ہو جاتے ہیں) کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے (امیہ ابن ابی الصلت کا یہ شعر بطور مثال کے پڑھا)

ان تغفر اللھم تغفر جما — وای عبد لك لا الما

"اے اللہ! اگر آپ بخشنا چاہیں تو بڑے بڑے گناہوں کو بخش دیں۔ اور آپ کا وہ کون سا بندہ ہے جس نے چھوٹے گناہ بھی نہ کیے ہوں"۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۲۳ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صَقَلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوْ قَلْبَہٗ فَذٰلِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَّانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ (المطففین) رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ آ جاتا ہے پھر جب وہ (اپنے گناہوں سے) توبہ اور استغفار کرتا ہے تو (وہ دھبہ دُھل جاتا ہے اور) اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہوں پر اصرار کرتا رہے (اور توبہ نہ کرے) تو یہ دھبہ بڑھتا ہی جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سارے دل پر چھا جاتا ہے اور یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (سورۂ مطففین، پ ۳۰، ع ۱ میں) فرمایا ہے: ''کَلَّا بَلْ رَّانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ'' (ایسا نہیں ہے بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے جن کو وہ کیا کرتے تھے زنگ بیٹھ گیا ہے) اس حدیث کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۸۲۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَقَالَ عَلِیٌّ الْقَارِیُّ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ وَّحَسَّنَہٗ ابْنُ حَجَرٍ بِشَوَاھِدِہٖ وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

وَقَالَ تَفَرَّدَ بِہِ النَّھْرَانِیُّ وَھُوَ مَجْھُوْلٌ قَالَ ابْنُ حَجَرَ مَعَ ھٰذَا لَا یَضُرُّ لِاَنَّ الْحَدِیْثَ الضَّعِیْفَ یَعْمَلُ بِہٖ فِی الْفَضَائِلِ وَفِی الْبَابِ عَنْ اَنَسٍ رَوَاہُ الْقُشَیْرِیُّ فِی الرِّسَالَۃِ وَابْنُ النَّجَّارِ وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرٍ وَّفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ رَوٰی عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَّوْقُوْفًا قَالَ النَّدَمُ تَوْبَۃٌ وَّالتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ.

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (صدق دل سے) توبہ کر لیتا ہے تو وہ اس شخص کی طرح (پاک وصاف کر دیا جاتا ہے جس نے کوئی گناہ ہی نہ کیا ہو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے تائب پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا)۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت کبیر میں کی ہے اور امام بیہقی نے اس روایت کو شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

اور (جرح کرتے ہوئے) فرمایا: اس روایت میں نہرانی متفرد ہے اور یہ مجہول ہے (اس پر تعاقب کرتے ہوئے) علامہ ابن حجر نے فرمایا: نہرانی کے متفرد اور مجہول ہونے کے باوجود یہ سند حدیث کو مُضر نہیں ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں قابل غور ہوتی ہے، اور (اس حدیث کی مضبوطی پر مزید تائیدات یہ ہیں کہ) اس باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے امام قشیری نے ''الرسالۃ'' میں اور ابن نجار نے روایت کیا اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام حاکم نے بیان کیا، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت کو ابن عساکر نے بیان کیا اور ''شرح السنۃ'' میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کو موقوفاً روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: گناہ پر ندامت کا آ جانا توبہ ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کا کوئی گناہ ہی نہ ہو۔

۲۸۲۵ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَہٗ اَبِیْ اَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ فَقَالَ نَعَمْ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اپنے والد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے والد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (گناہوں پر) ندامت ہی توبہ ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا

ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے (کہ ندامت ہی توبہ ہے) اس حدیث کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ندامت ہی توبہ ہے۔ اس لیے کہ جو شخص اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے تو توبہ کے دوسرے اجزا یعنی گذشتہ گناہوں کو چھوڑ دینا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کرنا اور تیسرے یہ کہ جن کے حقوق تلف ہوئے ہوں ان کے حقوق کو ادا کرنا ان سب پر آمادہ ہو جاتا ہے اسی لیے ارشاد ہوا کہ ندامت ہی توبہ ہے۔

بَابٌ
رحمت خداوندی کی وسعت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ. (الانعام: ۵۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تمہارے ربّ نے اپنے ذمۂ کرم پر رحمت لازم کر لی ہے۔ (کنز الایمان)

٢٨٢٦ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ عَرْشِهٖ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَايَةٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب (لوح محفوظ) لکھی جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے اور اس میں لکھا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

٢٨٢٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَّاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَّرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ سَلْمَانَ نَحْوَهٗ وَفِیْ اٰخِرِهٖ قَالَ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سو حصے ہیں ان میں سے صرف ایک حصہ کو اللہ تعالیٰ نے (زمین پر) نازل فرمایا ہے جو جن اور انس، چوپایوں اور کیڑے مکوڑوں میں تقسیم فرمائی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ آپس میں ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھتے ہیں اور مہربانی سے پیش آتے ہیں اور اسی رحمت کی وجہ سے) وحشی جانور بھی اپنی اولاد پر مہربانی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (بقیہ) رحمت کے ننانوے حصوں کو (آخرت کے لیے) اٹھا رکھا ہے جن کے ذریعہ سے وہ اپنے (مومن) بندوں پر قیامت کے دن رحم فرمائیں گے (اور جنت میں داخل فرمادیں گے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ننانوے حصوں کی بقیہ رحمت کی تکمیل قیامت کے دن فرمائیں گے۔

٢٨٢٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهٖ اَحَدٌ وَّلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بندۂ مومن یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس (گناہوں کی کس قدر سخت) سزا اور عذاب ہے تو کوئی بندۂ مومن (اپنے گناہوں کا خیال کر کے) جنت کی تمنا ہی نہ کرے اور بندۂ کافر کو یہ معلوم ہو

مِنْ جَنَّتِهٖ اَحَدٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر (وسیع) ہے تو کوئی کافر بھی جنت (میں جانے) سے نا اُمید نہ ہو (اس سے معلوم ہوا کہ بندۂ مومن کو رجاء اور خوف کے درمیان رہنا چاہیے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۸۲۹ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِّنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جنت تم میں سے ہر ایک کے اتنا قریب ہے جتنا تم سے تمہاری جوتیوں کا تسمہ قریب ہے اور دوزخ بھی ایسے ہی قریب ہے[1] اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] اس لیے جو شخص جیسا عمل کرے گا اس کے مطابق جنت یا دوزخ پالے گا یعنی اگر ایمان ہے اور نیک عمل ہے تو وہ بہشت سے قریب ہے اور اگر کفر اور گناہ ہیں تو دوزخ سے قریب ہے۔

۲۸۳۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَجُلٌ لَّمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ لِاَهْلِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَسْرَفَ رَجُلٌ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ اَوْصٰى بَنِيْهِ اِذَا مَاتَ فَحَرِّقُوْهُ ثُمَّ اذْرُوْا نِصْفَهٗ فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهٗ فِي الْبَحْرِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا لَّا يُعَذِّبُهٗ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ فَلَمَّا مَاتَ فَعَلُوْا مَا اَمَرَهُمْ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ وَاَمَرَ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيْهِ ثُمَّ قَالَ لَهٗ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ وَاَنْتَ اَعْلَمُ فَغَفَرَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (پچھلی اُمتوں میں سے) ایک شخص کا واقعہ ہے جو بہت گناہ گار تھا کہ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کو جلا دیں اور اس کی راکھ کے آدھے حصہ کو جنگل میں اڑا دیں اور آدھے حصہ کو دریا میں بہا دیں (اس نے یہ وصیت اس خوف سے کی کہ) بخدا! اگر اللہ تعالیٰ کو اس پر قابو حاصل ہو جائے تو (اس کے گناہوں کی وجہ سے) اس پر ایسا عذاب نازل کریں گے کہ آج تک دنیا میں کسی کو نہ دیا گیا ہوگا[1] پس جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت پر عمل کیا۔[2] پس اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ اس شخص کے اجزاء کو جمع کر دے اور اسی طرح خشکی کو حکم دیا کہ وہ بھی اس کے اجزاء کو جمع کر دے (جب وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو) اللہ تعالیٰ نے اس سے سوال کیا کہ تو نے ایسی حرکت کیوں کی؟ اس نے جواب دیا: خداوندا (میں بہت گناہ گار تھا) تیرے (عذاب کے ڈر سے ایسا کیا ہوں آپ میری نیت سے) باخبر ہیں تو اللہ تعالیٰ نے (خوف الٰہی اور اپنے گناہوں کے اعتراف کی وجہ سے) اس کو بخش دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] خوف الٰہی نے اس کو اس بات سے بھی غافل کر دیا کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ اس کے منتشر اجزاء کو جمع کر کے اس کا حساب لیں گے۔

[2] اس کو جلا کر اس کی راکھ کو اڑا دیا گیا اور دریا میں بہا دیا گیا۔

۲۸۳۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُصُّ عَلَى الْمِنبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (الرحمٰن:۴۶) قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرِقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الثَّانِيَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ الثَّانِيَةَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرِقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ الثَّالِثَةَ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ فَقُلْتُ الثَّالِثَةَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرِقَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَإِنْ رَّغِمَ أَنْفُ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَوَاهُ أَحْمَدُ.

کو منبر پر یہ وعظ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے یہ آیت سنائی: جو اپنے پروردگار کے روبرو قیامت کے دن کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے تو اُس کے لیے دو جنتیں ہوں گی (الرحمٰن:۴۶)۔ (یہ سن کر ابودرداء فرماتے ہیں کہ) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کیا یہ خوشخبری ایسے شخص کے لیے بھی ہے) جس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری اور تیسری بار پھر یہی آیت پڑھی: ''وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ'' میں نے تیسری بار پھر عرض کیا کہ اگرچہ کہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری بھی کی ہو یارسول اللہ! تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ہاں! وہ جنت میں داخل ہوگا) اگرچہ کہ ابودرداء کی ناک خاک آلود ہو (تم کو ناگواری ہو اور تمہاری ذلت ہو) اِس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۲۸۳۲- وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ السَّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا تَسْعٰى إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ فَقُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ لَّا تَطْرَحَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں چند قیدی آئے (جن میں کچھ عورتیں اور بچے بھی تھے) ان میں سے ایک عورت ایسی تھی جس کی چھاتی سے دودھ بہہ رہا تھا (اور وہ اپنے بچہ کی تلاش میں) اِدھر اُدھر دوڑ رہی تھی (تاکہ اس کو دودھ پلائے) قیدیوں میں سے جب وہ کسی بچہ کو دیکھ لیتی تو اس کو اٹھا لیتی اور گود میں لے کر اس کو دودھ پلاتی (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے خیال میں یہ عورت (جو دوسروں کے بچوں پر اتنی مہربان ہے) اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دے گی؟ ہم نے عرض کیا (یارسول اللہ) اگر وہ آگ میں نہ ڈالنے پر قادر ہو تو وہ ہرگز اپنے بچہ کو آگ میں نہ ڈالے گی (یہ سن کر) آپ نے فرمایا (سنو!) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان ہے جس قدر یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہے[1] (بخاری ومسلم)

[1] اس حدیث سے ارحم الراحمین کا مطلب سمجھ میں آتا ہے اور رحمت الٰہی کی وسعت کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

۲۸۳۳- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ غَزَوَاتِهٖ فَمَرَّ بِقَوْمٍ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوْا نَحْنُ الْمُسْلِمُوْنَ وَامْرَأَةٌ تَحْضُبُ بِقِدْرِهَا وَمَعَهَا ابْنٌ لَّهَا فَإِذَا ارْتَفَعَ وَهَجٌ تَنَحَّتْ بِهٖ فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَلَيْسَ اللّٰهُ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ قَالَ بَلٰى قَالَتْ أَلَيْسَ اللّٰهُ أَرْحَمُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جماعت پر سے گزرے تو اُن سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ اُن میں ایک عورت ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھی اور اس کا بچہ اس کے قریب تھا۔ جب آگ کا شعلہ بلند ہوتا تو وہ عورت اپنے بچہ کو (آگ کے پاس سے) دُور ہٹاتی، پھر وہ عورت (اپنے بچہ کو لے کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دریافت کیا کہ کیا آپ ہی اللہ کے رسول ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: میرے ماں

بِعِبَادِهٖ مِنَ الْاُمِّ بِوَلَدِهَا قَالَ بَلٰى قَالَتْ اِنَّ الْاُمَّ لَا تُلْقِيْ وَلَدَهَا فِي النَّارِ فَاَكَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ اِلَيْهَا فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ مِنْ عِبَادِهٖ اِلَّا الْمَارِدَ الْمُتَمَرِّدَ الَّذِيْ يَتَمَرَّدُ عَلَى اللّٰهِ وَاَبٰى اَنْ يَّقُوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

باپ آپ پر سے فدا ہوں! کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین نہیں؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں (اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے!) اس نے پھر عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس ماں سے زیادہ مہربان نہیں ہیں جو اپنے بچوں پر بہت مہربان ہوتی ہے۔ حضورانور ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہے ماں کی بہ نسبت جو اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے) تو اُس نے پھر عرض کیا کہ ماں تو اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک کو جھکائے اور رونے لگے' کچھ دیر بعد اپنے سر مبارک کو اُوپر اٹھایا اور فرمایا: (سنو!) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر عذاب نہیں کرتے سوائے اُن کے جو ایمان نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ سے سرکشی اور بغاوت کرتے ہوں اور لا الہ الا اللہ کا انکار کرتے ہوں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٨٣٤ - وَعَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهٗ يَعْنِيْ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِيْ يَدِهٖ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا اَصْوَاتَ اَفْرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِيْ كِسَائِيْ فَجَاءَتْ اُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰى رَأْسِيْ فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِيْ فَهُنَّ اُولَاءِ مَعِيَ قَالَ ضَعْهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَاَبَتْ اُمُّهُنَّ اِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ اَفْرَاخَهَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ اَللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا اِرْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُنَّ وَاُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عامر رام رضی اللہ عنہ (تیرانداز) سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب حاضر ہوئے جو کملی اوڑھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جس کو انہوں نے کملی سے لپیٹ لیا تھا۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس سے گزر رہا تھا کہ مجھے پرندوں کے بچوں کی آوازیں سنائی دیں تو میں نے ان بچوں کو پکڑ لیا اور اُن کو اپنی کملی میں رکھ لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی ماں آ کر میرے سر پر منڈلانے لگی۔ میں نے جب اس کے سامنے بچوں کو رکھ دیا تو وہ اُن پر آن پڑی تو پھر میں نے اُن سب کو اپنی کملی میں لپیٹ لیا' پس وہ سب میرے ساتھ ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم ان کو (زمین پر) رکھ دو تو میں نے ان کو (زمین پر) رکھ دیا (اور کملی ہٹالی) تو اُن بچوں کی ماں (اپنے بچوں کے ساتھ لگی رہی اور) بچوں سے جدا نہ ہوئی (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ کیا تم لوگ ان بچوں کی ماں کو اپنے بچوں پر شفقت اور رحم کرتے دیکھ کر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان بچوں کی ماں سے زیادہ مہربان اور شفیق ہے (پھر آپ نے ان صاحب سے فرمایا) تم ان بچوں کو لے جاؤ اور جہاں سے لائے تھے' وہیں ان کی ماں کے ساتھ رکھ آؤ' تو وہ صاحب (اسی وقت) ان بچوں کو ماں سمیت اسی جگہ رکھ آنے کے لیے چلے گئے۔[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] اس وجہ سے کہ وہ اپنی جگہ سے مانوس تھے) اس سے رسول اللہ ﷺ کی شفقت اور رحمت انسانوں کے علاوہ جانوروں پر بھی

ثابت ہوتی ہے۔

۲۸۳۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهٗ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهٖ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا بِشَیْءٍ مِّنَ الدَّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی کو اس کا محض نیک عمل نجات دلانے کے لیے ہرگز کافی نہیں ہوگا[1] صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (یہ سن کر حیرت سے) دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا یہ (بات) آپ کے لیے بھی ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے مجھے ڈھانک لیا ہے۔ پس تم لوگوں کو چاہیے کہ (اللہ کے فضل پر بھروسہ کر کے اپنے اعمال کو) درست کرتے رہو اور[2] میانہ روی اختیار کریں (اور اپنے اعمال اور اخلاق کو درست کرتے رہیں گے) تو اپنے مقصد کو حاصل کرلیں گے''۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

[1] جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کے شامل حال نہ ہو اس لیے کہ حقیقت میں نجات کا سبب خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور نیک عمل توفیق الٰہی سے ہوتا ہے۔

[2] افراط و تفریط سے بچ کر اعمال میں میانہ روی اختیار کرو اور صبح و شام اور کچھ رات اللہ تعالیٰ کی عبادت (اور یاد) میں رہا کرو اور دین اور دنیا کے کاموں میں۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ رحمت خداوندی اور فضل الٰہی جب بندہ کے شامل حال ہوتی ہے تو بندہ کو نیک عمل کی توفیق ملتی ہے اور بندہ نیک عمل کرتا ہے اور نجات حاصل کرتا ہے' ورنہ محض نیک عمل بطور وجوب باعث نجات نہیں۔ اگر فضل الٰہی شامل حال نہ ہو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی بندہ کا کچھ زور نہیں ہے اور نہ اِس کے حکم کے سامنے کسی کو چون و چرا کی مجال ہے اور اِس کی قدرت بے حد و حساب ہے۔ کسی کی کیا طاقت کہ خود کو جنت کا مستحق خیال کرے اور بندہ کے عمل کا یہ حال ہے کہ خواہ وہ کیسا ہی اعلیٰ ہو' نقص اور کوتاہی سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی اپنے نیک عمل پر نہ اترآئے اور نہ بھروسہ کرے۔ اب رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپ کو اس میں شامل فرمالینا ایک عمومی خطاب کے طور پر ہے' جس میں جواب دینے والا اپنے آپ کو شامل کر کے جواب دیتا ہے' تاکہ مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

یہ بات بھی خوب واضح رہے کہ اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ عمل کو ترک کر دیا جائے اور اس سے پہلوتہی کی جائے' بلکہ یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ عمل اُس وقت کامل اور مقبول ہوگا جب کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس میں شامل ہو۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعتدال اور میانہ روی سے نیک عمل کرتے جاؤ' تاکہ اپنے مقصد کو حاصل کر سکو۔ (ماخوذ از مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۲۸۳۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُدْخِلُ اَحَدًا مِّنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا یُجِیْرُهٗ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو محض اس کا نیک عمل جنت میں داخل نہیں کرسکتا اور نہ دوزخ سے بچا سکتا ہے اور نہ مجھے بھی (جب تک کہ) اللہ تعالیٰ (کا فضل) اور اس کی رحمت شامل حال نہ ہو۔[1] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] اس لیے کہ دخول جنت اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے' البتہ جنت کے درجات اعمال سے ملتے ہیں۔

۲۸۳۷ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ قَالَ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ.

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت (فاطر: ۳) پھر ہم نے یہ کتاب یعنی قرآن ان لوگوں (اہل اسلام) کے ہاتھوں میں پہنچائی جن کو ہم نے (ایمان کے اعتبار سے) تمام دنیا جہان کے بندوں میں سے پسند فرمایا' پھر ان میں بعض (تو کچھ گناہ کر کے) اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض میانہ رو ہیں[1] اور بعض اُن میں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کرتے جاتے ہیں یہ یعنی[2] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تینوں قسم کے لوگ (جن کا ذکر آیت میں ہے) جنتی ہیں ۔ اِس کی روایت بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں کی ہے۔

[1] جو نہ تو گناہ کیا کرتے ہیں اور نہ عبادتوں میں زیادتی کرتے ہیں۔

[2] ایسی کتاب کا ان مذکورہ تینوں قسم کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچا دینا) جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے وہ ایسے باغات ہیں جن میں یہ ہمیشہ رہیں گے ۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں۔

ف: صاحب مرقات نے اس آیت کی توضیح میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں' منجملہ ان اقوال کے ایک قول امام جعفر صادق ؓ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریفہ میں مسلمانوں کی تین قسمیں بیان فرمائیں اور تینوں کو عبادنا (ہمارے بندے) فرمایا تینوں کی نسبت اپنی طرف کی' اور تینوں کے مراتب میں تفاوت کے باوجود تینوں کو منتخب اور پسندیدہ قرار دیا اور تینوں کے لیے جنت کی یہ خوشخبری دی اور یہ خوشخبری کلمۂ اخلاص ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' کی بدولت اہل اسلام کو دی گئی ہے۔

۲۸۳۸ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُهٗ يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ الْقِصَاصِ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَّالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَا اِلَّا اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب بندہ اسلام قبول کرے اور اس کا اسلام اچھا ہو (یعنی اس کا ظاہر اور باطن اچھا ہو) تو اللہ تعالیٰ (ایمان لانے کی وجہ سے اس کے قبل ایمان کے) تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اسلام قبول کرنے کے بعد ہر نیکی کا بدلہ اس کو (کم از کم) دس گنا ملتا ہے یہاں تک کہ (اس کے کمال اخلاص کے اعتبار سے اس کو ایک نیکی کا اجر کبھی) سات سو گنا بھی ملتا ہے بلکہ (اللہ تعالیٰ چاہیں تو) اس سے بھی زیادہ (اس کو اجر عطا فرماتے ہیں) لیکن ایک گناہ کا بدلہ ایک ہی دیا جائے گا (اِس میں زیادتی نہیں ہوتی) اور اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس گناہ کو معاف بھی فرما دیتے ہیں۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۸۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے لوح محفوظ میں ان اعمال کو) لکھوا دیا ہے جن پر (بندۂ مومن کو) نیکیاں ملتی ہیں اور ثواب حاصل ہوتا ہے[1] پس اگر کوئی بندہ کسی نیکی کا پکا ارادہ کر لیتا ہے اور (کسی عذر) کی وجہ سے اس کو انجام نہ دے سکا تو بھی اللہ تعالیٰ (اس کی نیت کی وجہ سے) اس

حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ کَثِیْرَۃٍ وَّمَنْ ھَمَّ بِسَیِّئَۃٍ فَلَمْ یَعْمَلْھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ لَـہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَۃً کَامِلَۃً فَاِنْ ھُوَ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ لَـہٗ سَیِّئَۃً وَّاحِدَۃً مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

کو پوری نیکی کا ثواب عطا فرماتے ہیں اور جو شخص ارادہ کے ساتھ اس نیک عمل کو کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے) اس کے لیے (نامۂ اعمال میں کبھی) دس اور (کبھی) سات سو اور (کبھی) اس سے زائد بھی (اس کے خلوص کے مطابق) نیکیاں لکھوا دیتے ہیں اور اس کے برخلاف جو شخص کسی برائی کا ارادہ کرے اور (اللہ تعالیٰ کے ڈر سے) اس کو روبہ عمل نہ لائے تو اللہ تعالیٰ (اس کے خوف کی وجہ سے) اس برائی کے معاوضہ میں پوری نیکی لکھ دیتے ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کر کے اِس پر عمل بھی کرے تو ایک برائی کے بدلہ ایک ہی گناہ (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں ان اعمال کو بھی لکھوا دیا ہے جن کے کرنے پر بندۂ مومن کو گناہ ہوتا ہے اور سزا ملتی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے امام نووی سے نقل کیا ہے کہ سبحان اللہ! اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا اظہار ہے کہ برائی کے قصد کو نامۂ اعمال میں لکھوایا نہ جائے اور نیکی کے قصد کو بغیر عمل کیے بھی ایک نیکی لکھوا دی جاتی ہے اور برائی کے کرنے کے بعد ایک ہی برائی لکھوائی جائے اور ایک نیکی کے بدلے میں دس گنا' سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں لکھوائی جائیں۔ البتہ! کوئی شخص برائی کا قصد کرے اور بجز خوف خدا کے کسی اور مجبوری سے اس برائی کو نہ کر سکے تو ایسے شخص کے لیے ایک برائی کی نیت کے بدلے ایک گناہ لکھا جائے گا جیسے کسی نے رات کو اپنے دل میں یہ عزم کر لیا کہ فلاں کو قتل کر دوں گا اور اِسی رات کو وہ مر گیا تو اس پر قتل کے قصد کی وجہ سے قتل کا گناہ لکھا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے (سورۂ بنی اسرائیل' پ ۱۵' ع ۴) ان السمع والبصر والفواد کل اولئك کان عن مسئولا "بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) پوچھ ہوگی (کہ آنکھ کا استعمال کہاں کیا؟ کان کا استعمال کہاں کیا؟ اور دل میں بے دلیل بات کا کیوں خیال جمایا؟ اور عجب' کبر اور ریاء یہ دل کی بیماریاں ہیں اور ان پر بھی مواخذہ ہے۔ (یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے)

۲۸۴۰ - وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلَ الَّذِیْ یَعْمَلُ السَّیِّاٰتِ ثُمَّ یَعْمَلُ الْحَسَنَاتِ کَمَثَلِ رَجُلٍ کَانَتْ عَلَیْہِ دِرْعٌ ضَیِّقَۃٌ قَدْ خَنَقَتْہُ ثُمَّ عَمِلَ حَسَنَۃً فَانْفَکَّتْ حَلْقَۃٌ ثُمَّ عَمِلَ اُخْرٰی فَانْفَکَّتْ اُخْرٰی حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَی الْاَرْضِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس (بندۂ مومن) کی مثال جو برائیوں کے بعد نیکیاں کرنے لگے اس شخص کے مانند ہے جس کے جسم پر ایک تنگ زرہ تھی جس نے اس (کے جسم) کو دبا رکھا تھا۔ اس کے نیکیاں کرنے کی وجہ سے اس (زرہ) کا ایک ایک حلقہ کھلنے لگا' یہاں تک کہ ہر نیکی کے بدلہ میں اس (کی زرہ) کے حلقے کھلتے چلے گئے اور وہ (ڈھیلی ہو کر) زمین پر گر گئی۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ برائی کرنے سے انسان کا سینہ تنگ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے کاموں میں متحیر رہتا ہے اور لوگ اس کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس حالت کو زرہ کی تنگی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کے برخلاف نیکیاں کرنے سے سینہ کشادہ ہوتا ہے اور کام آسان ہوتے ہیں اور لوگ اس کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حدیث شریف میں اس حالت کو زرہ کے کھلنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ (مرقات ۱۲)

10

٢٨٤١ - وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللّٰهِ فَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ إِنَّ فُلَانًا عِبَادِيْ يَلْتَمِسُ اَنْ يُّرْضِيَنِيْ اِلَّا وَاِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى فُلَانٍ وَّيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَهَا اَهْلُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ لَهُ اِلَى الْاَرْضِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روایت فرماتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ (مومن مختلف قسم کی عبادتوں کے ذریعہ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی تلاش میں لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری خوشنودی کی فکر میں لگا ہوا ہے (جبریل اثم) سن لو! کہ میری رحمت (کاملہ) اسی پر نازل ہے۔ یہ سن کر جبریل علیہ السلام فرما دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت فلاں بندہ پر ہے اور اسی (دعاء کے کلمہ) کو حاملین عرش اور ان کے اطراف والے فرشتے کہتے جاتے ہیں یہاں تک کہ ساتوں آسمان کے فرشتے اس شخص کے حق میں دعا کرتے ہیں، پھر (اللہ تعالیٰ کی رحمت) اس شخص کے حق میں زمین والوں تک پہنچتی ہے۔[1] اس حدیث کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

[1] اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو پسند فرمایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے تو زمین والے بھی اس کو چاہنے لگتے ہیں۔

بَابٌ مَّا يَقُوْلُ عِنْدَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاءِ وَالْمَنَامِ

ان دعاؤں کے بیان جو صبح شام اور سوتے وقت پڑھی جائیں

٢٨٤٢ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُسْلِمٍ التَّمِيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَسَرَّ اِلَيْهِ فَقَالَ اِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ قَبْلَ اَنْ تُكَلِّمَ اَحَدًا اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَاِنَّكَ اِذَا قُلْتَ ذٰلِكَ ثُمَّ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِنْهَا وَاِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ كَذٰلِكَ فَاِنَّكَ اِذَا مُتَّ فِيْ يَوْمِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَازٌ مِّنْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حارث بن مسلم تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد حضرت مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بطور رازداری کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ اور سلام پھیر دو تو کسی سے بات کیے بغیر سات مرتبہ "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ مجھے دوزخ سے بچا لیجیے) پڑھ لیا کرو۔[1] تم جب اس (دعاء) کو (سات مرتبہ) پڑھو اور اِسی رات تمہارا انتقال ہو جائے تو تمہارے لیے دوزخ سے نجات لکھی جائے گی اور اسی طرح فجر کی نماز کے بعد بھی (سات مرتبہ اس دعاء کو) پڑھو اور اگر اسی دن تمہارا انتقال ہو جائے تو تمہارے لیے دوزخ سے نجات لکھی جائے گی۔ اِس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

[1] سات کا عدد اس لیے ارشاد ہوا کہ دوزخ کے سات دروازے اور سات درجے ہیں۔

٢٨٤٣ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ يَا اَبَتِ اَسْمَعُكَ تَقُوْلُ كُلَّ غَدَاةٍ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تُكَرِّرُهَا ثَلَاثًا حِيْنَ تُصْبِحُ وَثَلَاثًا حِيْنَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ابا جان! ہر روز صبح اور شام میں آپ کو یہ دعائیں تین مرتبہ پڑھتے ہوئے سنتا ہوں (اس کی کیا وجہ ہے) اے اللہ! میرے بدن کو عافیت سے رکھ۔ اے اللہ! آپ میری سماعت میں عافیت دیجیے (تاکہ میں احکام شریعت کو سن کر عمل کرنے کے قابل

تُمْسِیْ فَقَالَ یَا بُنَیَّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ بِهِنَّ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَسْتَنَّ بِسُنَّتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

رہوں) الٰہی! مجھے اپنی بصارت میں عافیت دیجیے (تا کہ میں آپ کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرسکوں) آپ اس دعاء کو تین بار صبح اور تین بار شام پڑھا کرتے ہیں۔تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو (صبح اور شام) ان دعاؤں کو پڑھتے ہوئے سنا ہے تو میں آپ کی سنت کی پیروی کرنا بے حد پسند کرتا ہوں۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کے آخر میں حضرت ابوبکرہ ص نے اپنے فرزند کو اس دعاء کو صبح وشام پابندی کی وجہ دریافت کرنے پر فرمایا کہ مجھے سنت نبوی کی پیروی بے حد پسند ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاؤں اور اعمالِ خیر کے انجام دینے میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع مقصود ہو،نہ کہ کوئی دنیوی غرض۔(مشکوٰۃ)

٢٨٤٤ - وَعَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ یَقُوْلُ فِیْ صَبَاحِ كُلِّ یَوْمٍ وَّمَسَاءِ كُلِّ لَیْلَةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَیَضُرُّهٗ شَیْءٌ فَكَانَ اَبَانُ قَدْ اَصَابَهٗ طَرَفُ فَالِجٍ فَجَعَلَ الرَّجُلُ یَنْظُرُ اِلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ اَبَانُ مَا تَنْظُرُ اِلَیَّ اَمَّا اَنَّ الْحَدِیْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ وَلٰكِنِّیْ لَمْ اَقُلْهُ یَوْمَئِذٍ لِیُمْضِیَ اللّٰهُ عَلَیَّ قَدَرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّمْ تُصِبْهُ فَجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَمَنْ قَالَهَا حِیْنَ یُصْبِحُ لَمْ تُصِبْهُ فَجَاءَةُ بَلَاءٍ حَتّٰی یُمْسِیَ.

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے ہوئے سنا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بندہ ہر روز صبح وشام کے ابتدائی حصہ میں تین مرتبہ یہ دعاء پڑھے: ''اس اللہ کے نام سے (میں نے صبح کی اور شام کی) کہ جس کے نام سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہی (ہمارے اقوال کو) سننے والا ہے اور (ہمارے احوال کو) جاننے والا ہے''، تو کوئی چیز اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔(راوی حدیث) حضرت ابان رضی اللہ عنہ کے (جسم کے) ایک حصہ پر فالج کا حملہ ہو چکا تھا تو (حدیث کو سننے والا) شخص آپ کو (تعجب سے) دیکھنے لگا تو حضرت ابان نے اس سے فرمایا: تو مجھے کیا دیکھتا ہے؟ حدیث اسی طرح ہے جیسے کہ میں نے تجھ سے بیان کی ہے' لیکن اس دن میں اس دعاء کو پڑھ نہ سکا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ میرے اُوپر اپنی تقدیر کو جاری فرمادیں۔اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں یہ (اضافہ) ہے جو شام کے وقت اس دعاء کو پڑھے تو اچانک صبح تک اس کو کوئی بلا نہیں پہنچتی اور جو اس دعا کو صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اس کو اچانک کوئی مصیبت نہیں پہنچتی۔

٢٨٤٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ اِلٰی قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِیْ یَوْمِهٖ ذٰلِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِیْنَ یُمْسِیْ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِیْ لَیْلَتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت (سورہ روم' پ ۲۱' ع ۵ کی ان آیتوں کو) پڑھے: ''تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرو صبح کے وقت اور شام کے وقت بھی اور اسی کی تعریف ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور نیز سہ پہر کے وقت اور دوپہر کے وقت بھی (اس کی پاکی بیان کرو) وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور وہی مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے اور وہی زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور تم (قیامت کے روز قبروں سے) اسی طرح نکالے جاؤ گے'' تو

اس کو ان کا ثواب مل جائے گا اور وہ اپنے فوت شدہ اوراد کے ثواب سے محروم نہ ہوگا) اور (اسی طرح) جس نے شام کے وقت ان (آیتوں) کی تلاوت کی تو اس کو بھی رات کے فوت شدہ (اوراد و وظائف) کا ثواب مل جائے گا۔

اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱ ان آیتوں کے تلاوت کرنے کی وجہ سے اس کے دن کے مقررہ اوراد و وظائف چھوٹ گئے ہوں تو۔

۲۸۴٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اَصْبَحْنَا نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ مَا اَصَابَهُ فِيْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ مِنْ ذَنْبٍ وَّاِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا اَصَابَهُ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یاالٰہی! ہم نے صبح کی اس حال میں کہ گواہ کرتے ہیں آپ کے حاملین عرش کو اور گواہ کرتے ہیں آپ کے فرشتوں کو اور آپ کی ساری مخلوقات کو کہ بے شک آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوائے کوئی معبود نہیں آپ کی (ذات، صفات اور افعال) میں کوئی شریک نہیں اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بندے اور آپ کے رسول ہیں۔تو (ان کلمات کی برکت سے) اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہ (صغیرہ) کو جو اس دن میں ہوئے ہوں، بخش دیتے ہیں اور (اسی طرح) اگر وہ ان (کلمات) کو شام کے وقت پڑھے تو اس کے وہ گناہ (صغیرہ) جو اُس رات میں ہوئے ہوں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی بخش دیتے ہیں۔

اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۴۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَنَّامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ يَوْمِهِ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ لَيْلَتِهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن غنام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت (ان کلمات کو) پڑھے: یاالٰہی! (دینی و دنیوی) جو نعمتیں مجھے یا تیری مخلوق میں کسی کو ملی ہیں، وہ آپ ہی اکیلے کی طرف سے ہیں۔آپ کا کوئی شریک نہیں، پس آپ ہی کے لیے ہر قسم کی تعریف ہے اور آپ ہی کے لیے ہر قسم کا شکر ہے۔تو اس نے اپنے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور اسی طرح جو کوئی شام کے وقت (یہ دعاء) پڑھے تو اپنی اس رات کا شکر ادا کر دیا۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

واضح ہو کہ شام کے وقت جب یہ دعاء پڑھی جائے تو ما اصبح کی بجائے ما امسی پڑھیں۔حاشیہ مشکوٰۃ میں لمعات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا رب العزت! آپ کی نعمتیں مجھ پر بے شمار ہیں، میں کس طرح ان کا شکر ادا کروں ارشاد ہوا کہ جب تم نے یہ جان لیا کہ ساری نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں تو تم نے میرا شکر ادا کر دیا۔

۲۸۴۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (دعائیہ) کلمات کو صبح اور شام کبھی نہیں چھوڑا۔(صبح و شام پابندی سے پڑھا کرتے تھے)۔یاالٰہی! میں آپ سے آخرت اور دنیا میں عافیت چاہتا ہوں، یاالٰہی! میں آپ سے (اپنے گناہوں کی) معافی اور اپنے دین اور دنیا اور اہل اور اپنے مال میں سلامتی چاہتا ہوں۔یاالٰہی! آپ میرے

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَّوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفِظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظْمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ يَعْنِي الْخَسْفَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

عیبوں کو چھپا دیجیے اور خطرات سے مجھے محفوظ رکھیے یا الٰہی! آپ میرے آگے پیچھے داہنے بائیں اور اُوپر سے میری حفاظت فرمائیے اور میں آپ کی عظمت کی پناہ لیتا ہوں۔ اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے ہلاک کر دیا جاؤں زمین بلاؤں سے (یعنی زلزلہ وغیرہ سے میری ہلاکت نہ ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۴۹ - وَعَنْ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُهَا فَيَقُوْلُ قُوْلِيْ حِيْنَ تُصْبِحِيْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُصْبِحُ حُفِظَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ حُفِظَ حَتّٰى يُصْبِحُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو سکھایا کہ جب تم صبح کرو تو (یہ دعاء پڑھا کرو)۔ میں اس کی پاکی بیان کرتی ہوں اس کی تعریف کے ساتھ اور (حمد وثنا بیان کرنے کی) قوت اللہ تعالیٰ کی (مدد سے) ہی ہے تو جو اللہ چاہیں وہی ہوتا ہے اور جو اللہ نہ چاہیں وہ نہیں ہوتا۔ میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو علم سے گھیرے ہوئے ہوں۔ پس جو شخص ان (کلمات) کو صبح کے وقت پڑھ لیا کرے تو وہ (بلاؤں اور خطاؤں سے) شام تک محفوظ رہتا ہے اور (اسی طرح) جو شخص شام کے وقت اِن (کلمات) کو پڑھے تو صبح تک (بلاؤں اور خطاؤں سے) محفوظ رہتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۵۰ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَّقُوْلُ اِذَا اَمْسٰى وَاِذَا اَصْبَحَ ثَلَاثًا رَّضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّرْضِيَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو مسلمان بندہ صبح اور شام (اس دعاء کو) تین مرتبہ پڑھا کرے: "رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا" راضی ہوں میں اس بات پر کہ اللہ (میرا) رب ہے۔ اسلام (میرا) دین ہے اور حضور اکرم ﷺ (میرے) نبی ہیں تو اللہ پر لازم ہوگا کہ قیامت کے دن اس کو اپنے فضل وکرم سے (اتنا ثواب دیں کہ) وہ راضی ہو جائے۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ عَيَّاشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَانَ لَهٗ عَدْلُ رَقَبَةٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَكُتِبَ لَهٗ عَشَرَ حَسَنَاتٍ وَّحُطَّ عَنْهُ عَشَرَ سَيِّاٰتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَّكَانَ فِيْ حِرْزٍ مِّنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ قَالَهَا اِذَا اَمْسٰى كَانَ لَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُصْبِحَ فَرَاٰى رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابوعیاش رضی اللہ عنہ (زید بن صامت انصاری) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی اسی کے لیے ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے تو ایسے شخص کے لیے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے (اگر کوئی غلام بنا لیا گیا اور اس کو آزاد کر دیا جائے تو) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور (اس کے علاوہ) اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں دُور کی جاتی ہیں اور دس اس کے درجے بلند کیے جاتے ہیں اور شام ہونے تک وہ شیطان (کے شر) سے حفاظت میں رہتا ہے اور جس نے ان (کلمات) کو شام کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا عَيَّاشٍ يُّحَدِّثُ عَنْكَ بِكَذَا وَكَذَا قَالَ صَدَقَ اَبُوْ عَيَّاشٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

وقت کہا تو وہ بھی (اسی اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں) صبح ہونے تک رہے گا۔ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابو عیاش آپ سے (کلمۂ توحید پڑھنے والے کی فضیلت میں) کثیر اجر و ثواب بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ابو عیاش نے سچ کہا ہے (اس کی ایسی ہی فضیلت ہے)۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ)

۲۸۵۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ رَبِّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رات کے استقبال میں یوں) فرماتے: ہم نے شام کی اور اللہ کے ملک نے (بھی) شام کی اور ساری تعریفیں خدا کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہت اس کی ہے اور تعریف کے لائق وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے یا الٰہی! میں آپ سے اس رات کی بھلائی اور اس میں جو بھلائی واقع ہونے والی ہے وہ مانگتا ہوں اور آپ کی پناہ میں آتا ہوں اس رات کی برائی سے اور اس برائی سے جو اس رات میں واقع ہونے والی ہے یا الٰہی! میں آپ کی حفاظت میں آتا ہوں سستی بڑھاپے بوڑھے پن کی برائی دنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے اور جب صبح ہوتی تو (صبح کے استقبال میں "امسینا وامسی الملك" کی بجائے) یوں فرماتے: "اصبحنا واصبح الملك" ہم نے صبح کی اور خدا کی ساری کائنات نے (بھی) صبح کی (اور اس کے بعد آپ یہی دعاء آخر تک پڑھتے) اور ایک روایت میں اتنا اور اضافہ ہے: اے میرے پروردگارا میں آپ کی امان میں آتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے (بھی)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۵۳ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسٰى اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكُفْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مِّنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكِبْرِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ وَاِذَا

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب شام ہوتی تو (رات کے استقبال میں) یوں فرماتے: "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَمِنْ سُوْءِ الْكِبَرِ وَالْكُفْرِ" (اس کا ترجمہ پہلی حدیث میں گزر چکا ہے)۔ اور جب صبح ہوتی تو (صبح کے استقبال میں) آپ یوں فرماتے: "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" (اور اس کے بعد آپ یہی دعاء آخر تک پڑھتے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ لَمْ يَذْكُرْ مِنْ سُوْءِ الْكُفْرِ.

٢٨٥٤ - وَعَنْ اَبِىْ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَمِنْ شَرِّ مَا بَعْدَهٗ ثُمَّ اِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو اس کو چاہیے کہ (صبح کے استقبال میں) یہ (دعاء) پڑھے: ہم نے صبح کی اور ساری کائنات نے (بھی) صبح کی اللہ رب العالمین کے لیے، یا الٰہی! میں اس دن کی بھلائی، اس میں (مقاصد پر) کامیابی اور (دشمن پر) غلبہ اور (علم وعمل کی) روشنی اس کی برکت (یعنی حلال روزی) اور اس کی ہدایت (یعنی خیر پر استقامت) مانگتا ہوں اور اس دن میں جو برائی ہے اور اس کے بعد جو برائی آنے والی ہے (ان سے) میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پھر جب وہ شام کرے تو اسی طرح یہ دعاء پڑھے[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] البتہ شام کے وقت جب یہ دعاء پڑھے تو "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ" کے بجائے "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ" سے شروع کرے اور "هذا اليوم" کی بجائے "هذا اللَّيْلِ" پڑھے۔

٢٨٥٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا وَّاَوْسَطَهٗ نَجَاحًا وَّاٰخِرَهٗ فَلَاحًا يَّا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ بِرِوَايَةِ ابْنِ السُّنِّيِّ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: ہم نے اور ساری کائنات نے اللہ تعالیٰ کے لیے صبح کی، ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے، بزرگی ذات کی اور بڑائی صفات کی اللہ ہی کو ہے اور مخلوقات اور ان پر تصرف، اور رات اور دن اور ان دونوں میں جو چیزیں واقع ہیں (جیسے سردی اور گرمی) سب اللہ ہی کی ہیں۔ یا الٰہی! اس دن کی ابتدا کو (دینی اور دنیوی) بھلائی کا اور اس کے درمیان کو (دارین کے مقاصد میں) کامیابی اور اس کے آخر کو (حسن خاتمہ) اور نجات کا ذریعہ بنا دیجیے۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے۔ اس حدیث کو امام نووی نے ابن السنی کی روایت سے کتاب الاذکار میں بیان کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کے آخر میں "يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ" اس لیے فرمایا کہ اس سے دعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

٢٨٥٦ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت یوں فرمایا کرتے تھے: ہم نے دین فطرت یعنی (اسلام) پر اور کلمۂ توحید پر اور ہمارے نبی کے دین پر اور اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام حنیفہ کے طریقہ پر صبح کی (اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى مِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ صَاحِبُ السَّلَاحِ اَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ وَّرِجَالُ اَسْنَادِهٖ رِجَالُ الصَّحِيْحِ.

سارے ادیان باطلہ سے بیزار اور دین حق پر قائم) اور شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔ اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے اور صاحب السلاح نے کہا ہے کہ اس حدیث کی تخریج امام نسائی نے کئی طریق سے کی ہے اور ان کی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

٢٨٥٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَاِذَا اَمْسٰى قَالَ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب صبح ہوتی ہے تو رسول اللہ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! (آپ کی حفاظت میں) ہم نے صبح کی ہے اور (آپ ہی کی حفاظت میں) ہم شام کریں گے، اور (آپ ہی کے اسم محی پر) ہم زندہ ہیں اور آپ ہی کے (اسم ممیت سے) ہم مریں گے اور آپ ہی (کے حکم سے) آپ کی طرف لوٹنے والے ہیں اور جب شام ہوتی تو حضور ﷺ یوں فرماتے: یاالٰہی! (آپ ہی کی حفاظت میں) ہم نے شام کی اور آپ ہی کی حفاظت میں صبح کریں گے اور آپ ہی سے ہم زندہ ہیں اور آپ ہی سے ہم مریں گے اور (قیامت کے دن) آپ ہی کی طرف اُٹھنے والے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٨٥٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِشَيْءٍ اَقُوْلُهٗ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَيْتُ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ قُلْهُ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یارسول اللہ! مجھے ایک ایسی دعاء کا حکم دیجیے جس کو میں صبح اور شام (بطور وظیفہ) پڑھا کروں (یہ سن کر) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم یہ وظیفہ پڑھا کرو: اے اللہ! (مخلوق سے جو چیزیں) پوشیدہ (ہیں) اور جو (ان پر) ظاہر ہیں ان سب کا جاننے والا (بغیر کسی نمونہ کے) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا! اے ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اپنے نفس کی شرارتوں سے شیطان کے وسوسوں سے اور اس کے شرک کروانے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ تم اس دعاء کو صبح اور شام اور سوتے وقت (بستر پر) پڑھا کرو۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

٢٨٥٩ - وَعَنْ شَدَّادِ ابْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّاْخُذُ مَضْجَعَهٗ بِقِرَاءَةِ سُوْرَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكًا فَلَا يَقْرَبُهٗ شَيْءٌ يُّؤْذِيْهِ حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان (بستر پر) سوتے وقت (لیٹے ہوئے) قرآن کی کوئی سورۃ پڑھتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو (اس کی نگہبانی کے لیے) متعین فرما دیتا ہے تاکہ کوئی ضرر پہنچانے والی چیز اُس کے قریب نہ آئے یہاں تک کہ وہ نیند سے بیدار ہو جائے خواہ وہ (نیند سے) جب کبھی بیدار ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٨٦٠ - وَعَنْ اَبِي الْاَزْهَرِ الْاَنْمَارِيِّ اَنَّ

حضرت ابوالازہر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَاَخْسِأْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

رات میں بستر پر سونے کے لیے تشریف رکھتے تو یہ دعاء پڑھتے: میں اللہ ہی کے نام سے (سوتا ہوں) اور اُسی کے لیے اپنا پہلو (بستر پر) رکھتا ہوں' یاالٰہی! آپ میرے گناہوں کو بخش دیجیے اور میرے شیطان کو دور کر دیجیے اور میرے نفس کو (حقوق العباد سے) آزاد کر دیجیے اور مجھے آپ ملأ اعلیٰ یعنی مقربین میں شامل فرما دیجیے۔ اِس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

٢٨٦١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانِيْ وَاٰوَانِيْ وَاَطْعَمَنِيْ وَسَقَانِيْ وَالَّذِيْ مَنَّ عَلَيَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِيْ اَعْطَانِيْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں بستر میں سونے کے لیے تشریف رکھتے تو یہ دعا پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو میرے لیے کافی ہو گیا اور جس نے مجھے پناہ دی' مجھے کھلایا اور پلایا اور جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور مجھے حاجت سے بڑھ کر دیا اور جس نے مجھے (ہر قسم کی نعمتیں) دیں اور کثرت سے دیں (اس لیے) ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے' اے اللہ! ہر چیز کے پروردگار اور اس کے مالک! اور اے ہر چیز کے معبود! میں دوزخ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

٢٨٦٢ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں بستر پر) سوتے وقت یہ دعاء پڑھا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ کی ذاتِ کریم اور آپ کے کامل کلمات یعنی آپ کے اسماء اور صفات کی پناہ میں آتا ہوں' ہر اُس چیز کی برائی سے جس کی پیشانی آپ کے قبضہ (اور قدرت) میں ہے۔ یاالٰہی! قرض کو اور گناہ کو آپ ہی دُور فرماتے ہیں۔ یااللہ! آپ کے لشکر کو شکست نہیں ہوتی اور آپ کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اور دولت مندوں کو اس کی دولت (آپ کے عذاب سے) نہیں بچا سکتی (صرف آپ کا فضل اور رحمت بچا سکتی ہے اس لیے) میں آپ کی تعریف کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔ اِس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

٢٨٦٣ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا فَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ عَنِ الْبَرَاءِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات میں جب (بستر پر) سونے لگتے تو اپنا (سیدھا) ہاتھ اپنے (سیدھے) رخسار کے نیچے رکھتے۔ پھر یہ دعاء پڑھتے: یاالٰہی! آپ کے نام سے مرتا ہوں اور جیتا ہوں یعنی سوتا اور جاگتا ہوں اور جب آپ نیند سے بیدار ہوتے تو یوں فرماتے: یعنی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم کو مارنے کے بعد جلایا یعنی سونے کے بعد جگایا اور اس کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔ اِس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے اس کی روایت حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

٢٨٦٤ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّنَامَ وَضَعَ يَدَهٗ تَحْتَ رَأْسِهٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ اَوْ تَبْعَثُ عِبَادَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْبَرَاءِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے (سیدھے) ہاتھ کو اپنے سر کے نیچے رکھتے۔ پھر یہ دعا پڑھتے: یاالٰہی! آپ مجھے (اس دن کے) عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو جمع کریں گے[1] اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے حضرت براء رضی اللہ سے روایت کی ہے۔

[1] "تَجْمَعُ" کی بجائے "تَبْعَثُ" (جس دن آپ اپنے بندوں کو اُٹھائیں گے) بھی آیا ہے۔

٢٨٦٥ - وَعَنْ حَفْصَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تُبْعَثُ عِبَادَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے سیدھے ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھتے' پھر یہ دعاء تین بار پڑھتے: یاالٰہی! آپ مجھے (اس دن کے) عذاب سے بچائیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اُٹھائیں گے۔ اس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

٢٨٦٦ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ اِلٰى فِرَاشِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذُنُوْبَهٗ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ اَوْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ اَوْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ اَوْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سوتے وقت اپنے بستر پر یہ (استغفار) تین بار پڑھے: میں اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندہ جاوید اور وہی (کارخانۂ عالم کا) سنبھالنے والا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں' اگرچہ وہ گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر یا عالج جنگل کی ریت کی گنتی برابر یا درختوں کے پتوں یا دنیا کے دنوں کی تعداد کے برابر ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٨٦٧ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْاَرَقِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنَ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي الْحِصْنِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَابْنُ

حضرت بریدہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید نے (اپنے بارے میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی اور عرض کیا یارسول اللہ! میں بے خوابی کی وجہ سے رات میں سو نہیں سکتا ہوں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بستر پر سونے کے لیے جاؤ' تو یہ دعاء پڑھا کرو۔ یاالٰہی! اے ساتوں آسمانوں اور ان چیزوں کے رب جن پر (آسمان) سایہ کیے ہوئے ہیں اور زمینوں کے اور ان چیزوں کے ربّ جن کو (زمینیں) اٹھا رہی ہیں' اور اے شیطانوں کے اور ان کے ربّ جن کو (شیطانوں نے) گمراہ کیا ہے۔ آپ اپنی تمام مخلوقات کی برائی سے میرے لیے پناہ دینے والے بن جائیے کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی یا ظلم کرے! جو تیری پناہ میں ہو وہ غالب ہے اور آپ کی تعریف بلند و بالا ہے' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور معبود (حقیقی) تو آپ ہی ہیں''۔ اس کی روایت ترمذی نے

أَبِيْ شَيْبَةَ إِلَّا أَنَّ فِيْهَا وَتَبَارَكَ اسْمُكَ بَدْلُ جَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ قَالَ مِيْرَكُ رَوَاهُ فِي الْكَبِيْرِ أَيْضًا وَّفِيْهِ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

کی ہے اور حصن میں ہے کہ طبرانی نے اس کی روایت اوسط میں اور ابن ابی شبیہ نے بھی اس طرح روایت کی ہے۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں "وَتَبَارَكَ اسْمُكَ" کی جگہ پر "جَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ" ہے۔ میرک نے کہا' اس کو کبیر میں بھی روایت کیا ہے۔ اور اس میں "عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ" ہے۔

٢٨٦٨ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى أَحَدُكُمْ إِلٰى فِرَاشِهٖ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهٖ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتُ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ لِيَضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ لِيَقُلْ بِاسْمِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ ثَوْبِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّإِنْ أَمْسَكْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی سونے کے لیے (بستر پر) جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنا بستر اپنی تہ بند کے اندرونی کنارہ سے جھٹک لے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کے غیاب میں اس (بستر) پر کیا پڑا ہے (لیٹنے کے بعد) پھر یہ دعاء پڑھے: اے میرے رب! میں نے آپ کے نام سے اپنا پہلو (بستر پر) رکھا ہے اور آپ ہی (کے نام) سے اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر آپ (اسی حالت میں) میری جان قبض کر دیں تو اس میں رحم فرمائیے اور اگر آپ نے اس کو چھوڑ دیا یعنی زندہ رکھا تو آپ اس کی ایسی حفاظت فرمانا جیسے آپ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ وہ اپنے سیدھے کروٹ پر لیٹے' پھر وہی اُوپر کی دعاء پڑھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم میں متفقہ طور پر کی ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ اپنے بستر کو اپنے کپڑے کے کنارہ سے تین مرتبہ جھٹکے اور ایک روایت میں دعاء میں "فارحمها" کی بجائے "فاغفر لها" (تو اس کو بخش دے) آیا ہے۔

٢٨٦٩ - وَعَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِيْ إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهٖ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ يَّا فُلَانُ إِذَا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر سونے کو تشریف لے جاتے تو اپنے سیدھی کروٹ پر لیٹتے' پھر یہ دعا پڑھتے: یاالٰہی! میں نے اپنی ذات کو تیرے سپرد کر دیا اور اپنا رخ (اور خیال) آپ ہی کی طرف کر لیا اور میں نے اپنے تمام کام (ظاہری و باطنی) سب آپ کے حوالہ کر دیئے اور (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) ڈر سے میں نے آپ ہی پر بھروسہ کیا ہے' آپ کے سوا کوئی اور پناہ اور نجات کی جگہ نہیں اور میں آپ کی نازل کردہ کتاب (قرآن) پر اور آپ کے بھیجے ہوئے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لایا ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ان کلمات کو (سوتے وقت) پڑھے اور اسی رات مر جائے تو وہ اسلام پر مرے گا اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: اے فلاں شخص! جب تم (رات میں سونے کے لیے) بستر

اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اَرْسَلْتَ وَقَالَ فَاِنْ مِتَّ مِنْ لَّيْلَتِكَ مِتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَيْرًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پر جاؤ تو نماز پڑھنے کی طرح وضو کرو۔ پھر اپنی سیدھی کروٹ پر لیٹ کر یہ دعاء پڑھو: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ" سے "اَرْسَلْتَ" تک یعنی مذکورہ بالا پوری دعاء پڑھے (پھر) آپ نے فرمایا: اگر تم اسی رات کو انتقال کر جاؤ تو تم اسلام پر مرو گے اور اگر صبح کو (زندہ) اٹھو گے تو بھلائی پاؤ گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٨٧٠ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں سونے کے لیے) جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دعاء پڑھتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا اور ہمارے لیے کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانا دیا ایسے کتنے ہیں جن کا نہ تو کوئی کفیل ہے نہ ٹھکانہ دینے والا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٧١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَّاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ مَّعَ اخْتِلَافٍ يَّسِيْرٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ (رات میں) بستر پر سونے کے لیے تشریف لے جاتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! اے آسمانوں کے رب! اے زمین کے رب! اے ہر چیز کے رب! اے دانا اور گٹھلی کے پھاڑنے والے! اے توراۃ، انجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے ہر شریر کی برائی سے جس کی پیشانی کے بال آپ کے اختیار میں ہیں، میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں، آپ سب سے پہلے ہیں اور آپ سے پہلے کوئی نہیں، اور آپ ہی سب سے آخر ہیں اور آپ کے بعد کوئی نہیں اور آپ ہی ظاہر ہیں اور آپ کے اوپر کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی پوشیدہ ہیں اور آپ سے بڑھ کر پوشیدہ کوئی چیز نہیں۔ آپ میرے قرضہ (حقوق اللہ اور حقوق العباد) کو ادا کر دیجیے اور مجھے (ہر قسم کے) فقر سے بے نیاز کر دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور مسلم نے بھی اس کی روایت تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ کی ہے۔

٢٨٧٢ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى وَبَلَغَهَا اَنَّهٗ جَاءَهٗ رَقِيْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمِهٖ عَلٰى بَطْنِيْ فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس اپنی مشقت کی شکایت کرنے کے لیے آئیں جو چکی پیسنے کی وجہ ان کے ہاتھوں کو پہنچی تھی۔ (اس لیے کہ) آپ کو یہ اطلاع ملی تھی کہ حضور ﷺ کے پاس غلام آئے ہوئے ہیں (چونکہ اس وقت حضور ﷺ تشریف فرما نہ تھے اس لیے) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آپ سے ملاقات نہ ہوئی تو آپ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سارا قصہ بیان کر دیا (کہ ان کو خادم کی ضرورت ہے)۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اس قصہ کی خبر دی۔ حضرت علی ص فرماتے ہیں کہ حضور

إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمِدَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ خَادِمٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور (اس وقت) ہم اپنے بچھونوں پر لیٹے ہوئے تھے' ہم نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: تم اسی حالت پر رہو۔ آپ میرے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اپنے پیٹ پر آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تم کو اس چیز سے بہتر بات نہ بتلاؤں جو تم نے مانگی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب تم بستر پر (سونے کے لیے) جاؤ تو ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمد للہ' ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھا کرو۔ یہ (وظیفہ) تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۷۳ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكِ عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَّعِنْدَ مَنَامِكِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے ایک خادم مانگنے کے لیے تشریف لائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو میں ایک ایسی چیز (وظیفہ) نہ بتاؤں جو خادم سے بہتر ہے۔ تم ہر نماز کے وقت اور اپنے سوتے وقت ۳۳ مرتبہ "سبحان اللہ" ۳۳ مرتبہ "الحمد للہ" اور ۳۴ مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھ لیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۷۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيْهِمَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَلَا وَهُمَا يَسِيْرٌ وَمَنْ يَّعْمَلُ بِهِمَا قَلِيْلٌ يُّسَبِّحُ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَّيَحْمَدُهُ عَشْرًا وَّيُكَبِّرُهُ عَشْرًا قَالَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ قَالَ فَتِلْكَ خَمْسُوْنَ وَمِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ وَّخَمْسُ مِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ وَإِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ يُسَبِّحُهُ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ مِائَةً فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَيْنِ وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ قَالُوْا وَكَيْفَ لَا نُحْصِيْهَا قَالَ يَأْتِيْ أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِيْ صَلٰوتِهِ فَيَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا حَتّٰى يَنْفَتِلَ فَلَعَلَّهُ أَنْ لَّا يَفْعَلَ وَيَأْتِيْهِ فِيْ مَضْجَعِهِ فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتّٰى يَنَامَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو عادتیں ایسی ہیں کہ جو مرد مسلم ان کی حفاظت کرے گا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔ سن لو! یہ دونوں (باتیں بہت) آسان ہیں مگر ان پر عمل کرنے والے کم ہیں (ان میں ایک بات یہ ہے) ہر نماز کے بعد ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ' ۱۰ مرتبہ الحمد للہ اور ۱۰ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرے (راوی نے) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھ (کی انگلیوں پر ان تسبیحات) کو شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ زبان سے (پانچوں نمازوں کے) ڈیڑھ سو ہوئے اور (قیامت کے دن وزن میں) میزان میں ایک ہزار پانچ سو ہوں گے (اور دوسری بات یہ ہے کہ) جب کوئی (بستر پر) سونے کے لیے جائے تو (۳۳ بار) سبحان اللہ' (۳۳ بار) اللہ اکبر اور (۳۴ بار) الحمد للہ پڑھے (جو) ۱۰۰ بار ہوئے اور یہ زبان سے ۱۰۰ ہوئے اور میزان میں ایک ہزار ہوئے۔ (اس طرح دن رات میں تمہاری ڈھائی ہزار نیکیاں ہوئیں) تو تم میں کون ہے جو دن اور رات میں دو ہزار پانچ سو برائیاں کرتا ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا: (اتنے آسان عمل کی) ہم کس طرح حفاظت نہیں کریں گے' آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان تم میں سے کسی کے پاس نماز کی حالت میں آتا ہے اور (تمہارے دل میں) وسوسہ پیدا

وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوُدَ۔ وَقَالَ خَصْلَتَانِ اَوْخَلَّتَانِ لَایُحَافِظُ عَلَیْھِمَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّکَذَا فِیْ رِوَایَتِہٖ بَعْدَ قَوْلِہٖ وَاَلْفٌ وَخَمْسُمِائَۃٍ فِی الْمِیْزَانِ قَالَ وَیُکَبِّرُ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِیْنَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ وَیَحْمَدُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ وَیُسَبِّحُ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ فِیْ اَکْثَرِ نُسَخِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو۔

کرتا ہے کہ فلاں چیز یاد کر' فلاں چیز یاد کر' یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے ممکن ہے کہ وہ ان (تسبیحات) کی حفاظت نہ کر سکے۔ اسی طرح (ہوسکتا ہے کہ) وہ (شیطان) اس کے بستر پر آئے اور اس پر نیند طاری کرتا رہتا ہے یہاں تک (غفلت میں تسبیحات پڑھے بغیر) سو جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد میں اسی مفہوم کی ایک اور روایت مروی ہے جس میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

بَابُ الدَّعْوَاتِ الْمُتَفَرِّقَۃِ فِی الْاَوْقَاتِ

ان دعاؤں کا ذکر ہے جن کا مختلف اوقات میں پڑھنا مسنون ہے

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔ (آل عمران:۱۹۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔ (کنزالایمان)

ف: تمام احوال میں' مسلم شریف کی حدیث میں مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام احیان میں اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے تھے۔ بندہ کا کوئی حال یاد الٰہی سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں ہے جو بہشتی باغوں کی خوشہ چینی پسند کرے' اسے چاہیے کہ ذکر الٰہی کی کثرت کرے۔ (خزائن العرفان)

واضح ہو کہ جو اذکار اور اوراد شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختلف اوقات اور خاص حالات میں وارد ہیں' اتباع نبوی کی حیثیت سے ان کو پڑھنا ہر ایک کے لیے مسنون ہے' خواہ زندگی بھر میں ایک ہی بار کیوں نہ ہو۔ (مرقات ۱۲)

۲۸۷۵ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَھْلَہٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَاِنَّہٗ اَنْ یُّقَدَّرْ بَیْنَھُمَا وَلَدٌ فِیْ ذٰلِکَ لَمْ یَضُرَّہٗ شَیْطَانٌ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرنا چاہے اور یہ دعاء پڑھے: ہم اللہ کے نام سے مدد چاہتے ہیں' یاالٰہی! ہم کو شیطان سے محفوظ رکھ اور تو ہم کو جو دے گا ہماری اولاد کو بھی شیطان سے محفوظ رکھ۔ تو ان دونوں (میاں بیوی سے جو) اولاد مقدر ہے تو اس بچہ کو شیطان ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بیوی سے صحبت کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے بچہ شیطان کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے' علماء نے اس حفاظت کی تفصیل میں کہا ہے کہ شیطان بچہ کو کافر نہیں کر سکتا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا یا اس کو جنون یا مرگی کے مرض میں مبتلا نہیں کرے گا' الغرض! بچہ شیطان کے تصرف سے محفوظ رہے گا اور یہ سب ذکر اللہ تعالیٰ کی برکتیں ہیں۔ (مرقات ۱۲)

۲۸۷۶ - وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْکَرْبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرب یعنی شدت فکر اور غم میں اس دعاء کو پڑھا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بزرگ اور برتر ہیں اور حلیم ہیں (کہ نافرمانوں سے بدلہ لینے میں جلدی نہیں کرتے) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کے مالک ہیں

الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کے رب ہیں اور عرش کریم کے رب ہیں۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ دعاء الکرب سختی اور کرب کے وقت مفید اور مجرب ہے جیسے کوئی درد لاحق ہو یا آگ لگ جاوے یا پانی میں ڈوبنے لگے یا کسی اور بلا میں پھنس جاوے۔ چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث پر توجہ دینی چاہیے اور شدت تکلیف کے وقت اس پر عمل کرنا چاہیے۔ علامہ طبری نے کہا ہے کہ سلف کا اس پر عمل تھا اور وہ بھی اس دعاء کو دعاء الکرب کہتے تھے۔ علامہ ابن بطال نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے ابوبکر رازی نے کہا کہ میں ایک مرتبہ اصبہان میں شیخ ابونعیم کے پاس حدیث لکھا کرتا تھا اور وہاں ایک شیخ رہا کرتے تھے جن کا نام ابوبکر بن علی تھا اور وہ افتاء کا کام کیا کرتے تھے۔ بادشاہ وقت کے پاس کسی نے ان کی شکایت کی تو بادشاہ نے ان کو قید میں ڈال دیا۔ ابوبکر رازی نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے سیدھی جانب میں اور مسلسل بغیر تھکے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ابوبکر بن علی سے کہو کہ وہ صحیح بخاری میں جو دعا الکرب مروی ہے اس کو پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مصیبت کو دُور فرما دے۔ میں نے اس خواب کی اطلاع ابوبکر بن علی کو دی اور انہوں نے اس دعاء کو پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے دن نہ گزرے تھے کہ قید سے ان کو رہائی مل گئی۔ یہ واقعہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔ اس واقعہ سے اس دعاء کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

۲۸۷۷ - وَعَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَوَاتُ الْمَكْرُوْبِ اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِىْ اِلٰى نَفْسِىْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ لِىْ شَاْنِىْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ غم زدوں کی دعاء یہ ہے: یا الٰہی! میں آپ ہی کی رحمت کا امیدوار ہوں ایک لحہ کے لیے بھی آپ مجھے اپنے نفس کے سپرد نہ کیجیے اور آپ ہی میرے سب کام درست فرما دیجیے۔ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

۲۸۷۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَرَبَهٗ اَمْرٌ يَقُوْلُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز سے تکلیف پہنچتی تو یوں فرمایا کرتے تھے: "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ" اے زندۂ جاوید! اے (ساری کائنات کے) سنبھالنے والے! میں آپ ہی کی رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۷۹ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَثُرَ هَمُّهٗ فَلْيَقُلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِىْ قَبْضَتِكَ نَاصِيَتِىْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِىَّ حُكْمُكَ عدل فى قضائك اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِىْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِىْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ بيع قَلْبِىْ وَجِلَاءَ هَمِّىْ وَغَمِّىْ مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کی فکر اور غم بڑھ جائے تو اس کو چاہیے کہ یہ دعاء پڑھے: "یا الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ کا بیٹا ہوں اور تیری بندی کا بیٹا ہوں اور میں تیرے قبضہ میں ہوں میری پیشانی کے بال آپ کے ہاتھ میں ہیں مجھ پر تیرا ہی حکم جاری ہے۔ تیرا فیصلہ میرے حق میں انصاف ہے میں تیرے ہر اس نام پاک کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جس کو آپ نے اپنی ذات کے لیے موسوم اور مخصوص کیا ہے جس نام کو آپ نے اپنی کتاب میں نازل کیا یا اس نام کو آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا ہے یا جس نام کو آپ نے اپنے پردۂ غیب میں چھپائے رکھا ہے...... تو قرآن عظیم کو میرے دل کی راحت

اللّٰهُ غَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرِحًا رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

اور میری فکر اور غم کا دور کرنے والا بنا دے"۔ جب بھی کوئی بندہ اس دعاء کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے غم کو دور فرما دیں گے اور اس کے غم کو خوشی سے بدل دیں گے۔اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٢٨٨٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِیْ وَدُیُوْنٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قلته اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰی عَنْكَ دِیْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلٰی قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّیْ وَقَضٰی عَنِّیْ دِیْنِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بہت سی فکریں لاحق ہوگئی ہیں اور قرض (کا بوجھ بھی) بڑھ گیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تم کو ایسا کلام یعنی دعا نہ سکھاؤں جب تم اس کو پڑھا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری فکر کو دور کر دے گا اور تمہارے قرض کو ادا کر دے گا۔ راوی کا بیان ہے۔ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں (آپ ضرور بتائیں) آپ نے ارشاد فرمایا: تم صبح اور شام اس دعاء کو پڑھا کرو: یاالٰہی! میں فکر اور رنج سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور بے بسی اور سستی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور بخل سے اور بزدلی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں قرض کے بوجھ اور لوگوں کے ظلم اور زیادتی سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اُن صحابی کا بیان ہے کہ میں اس دعا کو صبح اور شام) پڑھتا رہا تو اللہ تعالیٰ نے میری فکر کو دور کر دیا اور مجھ سے میرا قرض ادا کروا دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٨١ - وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ جَاءَهٗ مُكَاتِبٌ فَقَالَ اِنِّیْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِیْ فَاَعِنِّیْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَیْكَ مِثْلَ جَبَلٍ كَبِیْرٍ دَیْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلِ اللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْكَبِیْرِ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ کے پاس ایک مکاتب[1] آیا اور عرض کیا کہ میں کتابت (آزاد ہونے کی مقررہ رقم) ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہوں (اس بارے میں) آپ میری مدد فرمایئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ کلمات نہ بتاؤں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا ہے۔ اگر تمہارے اوپر ایک بڑے پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو (ان کلمات کے پڑھنے سے) اللہ تعالیٰ تمہارے قرض کو ادا کر دے گا' تم (یہ دعاء) پڑھا کرو: یاالٰہی! آپ مجھے حرام سے بچا کر حلال روزی سے میری کفالت کر دیجیے اور آپ اپنی مہربانی سے اپنے سوا دوسروں سے مجھے بے نیاز کر دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بیہقی نے دعوات کبیر میں اس کی روایت کی ہے۔

[1] مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو مالک مقررہ رقم ادا کرنے پر آزاد کر دے۔

٢٨٨٢ - وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ جُلُوْسٌ وَّاَحَدُهُمَا یَسُبُّ صَاحِبَهٗ مُغْضِبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ دو شخص ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو غصہ کی وجہ سے جس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا بہت برا بھلا کہہ رہا تھا (یہ دیکھ کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ لَا تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں ایک ایسا (برکت والا) کلمہ جانتا ہوں اگر وہ شخص اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے (وہ کلمہ یہ ہے): صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص سے کہا کہ کیا تو نبی کریم کے ارشاد کو نہیں سن رہا ہے تو اُس شخص نے جواب دیا: میں دیوانہ نہیں ہوں (میں سن رہا ہوں اس پر ضرور عمل کروں گا)۔ (بخاری ومسلم)

۲۸۸۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسَاَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَكًا وَّاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهٗ رَاٰى شَيْطَانًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو اس لیے کہ اس نے فرشتہ کو دیکھا ہے (اور یہ قبولیت دعاء کا وقت ہوتا ہے) اور جب تم گدھے کی آواز سنو تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھو اس لیے کہ اس نے شیطان کو دیکھا ہے۔ اِس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گدھا شیطان کو دیکھ کر پکارتا ہے اور مرغ فرشتہ کو دیکھ کر بانگ دیتا ہے۔ گدھا حماقت اور زیادہ کھانے کے سبب شیطان سے مناسبت رکھتا ہے اور مرغ سخاوت، شجاعت اور کم خوابی میں فرشتہ سے مناسبت رکھتا ہے۔ فرشتہ کے سامنے دعاء کا حکم اس لیے دیا گیا کہ فرشتہ بھی دعا میں شریک ہو جائے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صالحین کے حضور میں دعاء مستحب ہے اور شیطان کے شر سے بچنے کے لیے استعاذہ مستحب ہے۔

۲۸۸٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَالَا تَرَوْنَ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ جب تم کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے پکارنے کو سنو تو ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' پڑھا کرو کیونکہ یہ اُن چیزوں کو دیکھتے ہو جن کو تم نہیں دیکھتے۔ اِس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

۲۸۸٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَدَّعَ رَجُلًا اَخَذَ بِيَدِهٖ فَلَا يَدَعُهَا حَتّٰى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُ اسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا لَمْ يَذْكُرْ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص یعنی مسافر کو رخصت فرماتے تو اس کے ہاتھ کو پکڑتے اور (نہایت شفقت اور تواضع اور اظہار محبت میں) اس کا ہاتھ نہیں چھوڑتے تھے اور آپ یوں دعاء دیتے: میں تمہارے دین کو تمہاری امانت کو اور تمہارے آخر عمل (یا خاتمہ بالخیر) کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اسی کے قریب قریب روایت فرمائی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امانت سے مراد اموال، اہل وعیال اور وہ ذمہ داریاں ہیں جو اس کے غیاب میں اس سے متعلق ہیں۔

۲۸۸٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَطْمِيِّ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول

11

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يَّسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

اللہ ﷺ جب (دشمن کے مقابلہ میں) فوج کو رخصت کرنے کا ارادہ فرماتے تو یوں دعاء فرماتے: میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے انجام کار کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۸۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِيْ فَقَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى قَالَ زِدْنِيْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِيْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ قَالَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں آپ مجھے کچھ توشہ دے دیجیے (یعنی دعاء فرمائیے کہ میرے سفر میں برکت ہو) تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ اور پرہیزگاری نصیب فرمائے (کہ یہ آخرت میں تجھے کام آئے گی) انہوں نے عرض کیا میرے لیے کچھ اور دعاء فرمائیے! تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف کرے! انہوں نے پھر درخواست کی اور مزید دعاء فرمائیے، میرے باپ اور میری ماں آپ پر سے فدا ہو جائیں تو آپ نے فرمایا: تو جہاں بھی جائے اللہ تعالیٰ تیرے لیے (ہر کام میں) آسانی دے۔ اور تجھے دین اور دنیا کی بھلائی کی توفیق دے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص بوقت سفر دعاء کی درخواست کرے تو اس طرح دعاء دینی چاہیے: زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ۔

۲۸۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالتَّكْبِيْرِ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَطْوِلَهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں، مجھے (کچھ) نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ لازم کر لو اور ہر بلند مقام پر (چڑھو تو) اللہ اکبر کہا کرو جب وہ صاحب (حضور ﷺ کے پاس سے) رخصت ہونے لگے تو (غیاب میں) آپ نے یوں دعاء فرمائی: یاالٰہی! اس کے لیے (سفر کی) دُوری کو کم کر دے اور اُس پر سفر آسان فرما۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۸۸۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہونے کے لیے اپنے اونٹ پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے پھر یہ دعاء پڑھتے: "پاک ہے وہ (ذات عالی) جس نے اِس (سواری) کو ہمارے قابو میں کر دیا ہے اور ہم تو (اس قابل) نہ تھے کہ اس کو اپنے قابو میں کر لیتے اور بے شک ہم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یاالٰہی! ہم آپ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری مانگتے ہیں اور ایسا عمل جو آپ کو خوش کر دے، یاالٰہی! ہم پر یہ ہمارا سفر آسان کر دے اور اس کی دُوری کو کم کر دے۔ یاالٰہی! سفر میں آپ ہی ہمارے محافظ ہیں اور اہل (وعیال) کے آپ ہی نگہبان ہیں،

فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَاِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

یا الٰہی! میں سفر کی مشقت اور (واپسی پر) اہل اور مال میں میرے منظر اور نقصان کے دیکھنے سے آپ ہی کی پناہ میں آتا ہوں" اور حضور ﷺ جب (سفر سے واپس) تشریف لاتے تو انہی کلمات کو پڑھتے اور (ان کے ساتھ) یہ الفاظ زیادہ فرماتے: (ہم سلامتی کے ساتھ) واپس ہونے والے' توبہ کرنے والے' اپنے پروردگار کی عبادت کرنے والے اور تعریف کرنے والے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۹۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِاسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَّاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ يَقُوْلُ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کی سواری کے لیے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپ نے اپنے پاؤں کو رکاب میں رکھا تو "بِاسْمِ اللّٰهِ" کہا اور جب آپ اس کی پیٹھ پر بیٹھ گئے تو فرمایا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پھر (یہ آیت) پڑھی: "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" پھر تین مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" فرما کر (یہ دعاء) پڑھی: میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں' میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے' آپ مجھے بخش دیجیے اس لیے کہ گناہوں کو آپ ہی بخشتے ہیں۔ اس دعاء کو پڑھنے کے بعد حضرت علی رض ہنس پڑے تو آپ سے دریافت کیا گیا امیر المومنین آپ کیوں ہنسے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ایسے ہی کرتے دیکھا جیسا کہ میں نے کیا۔ پھر آپ ہنسے! تو میں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپ کو کیوں ہنسی آئی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جب کہ وہ یہ کہے: "اے میرے رب! میرے گناہوں کو بخش دے' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (بندہ) جانتا ہے کہ میرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۸۹۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ يَتَعَوَّذُ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی سفر پر روانہ ہوتے تو سفر کی مشقت' واپسی پر نقصان' بھلائی کے بعد برائی' مظلوم کی بدعاء اور اہل (وعیال) اور مال کی بری حالت دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب فرماتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۸۹۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم (کسی بلند جگہ) چڑھتے تو "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہا کرتے اور جب اترتے تو "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھا کرتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۸۹۳ - وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ جو (حضر یا سفر میں) کسی جگہ قیام کرے اور یہ دعاء پڑھے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات یعنی اس کے اسماء اور صفات کی پناہ لیتا ہوں' مخلوقات کی برائی سے' تو اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی' یہاں تک کہ وہ اپنی منزل سے روانہ ہو جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا لَقِيْتُ مِنْ عَقْرَبٍ لَّدَغَتْنِي الْبَارِحَةَ قَالَ اَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ اَمْسَيْتَ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! ایک بچھو کے کاٹنے سے کل رات مجھے کیا سخت تکلیف پہنچی ہے؟ (میں بتا نہیں سکتا! یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم شام کے وقت "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" پڑھ لیتے تو تم کو بچھو تکلیف نہیں پہنچا سکتا' اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ترمذی کی ایک روایت میں یوں مروی ہے کہ جو کوئی مذکورہ کلمات کو شام کے وقت تین بار پڑھے تو کسی جانور کا زہر اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو کوئی صبح کے وقت مذکور دعاء کو پڑھے تو وہ دن میں موذی چیزوں سے محفوظ رہتا ہے اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص یہ دعاء پڑھتا ہے تو ٧٠ ہزار فرشتے اس کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔ اگر وہ مر جائے تو شہید ہوتا ہے۔ (مرقات ١٢)

٢٨٩٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ فَاَقْبَلَ اللَّيْلُ قَالَ يَا اَرْضُ رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا يَدُبُّ عَلَيْكِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدٍ وَّمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر تشریف لے جاتے اور رات آ جاتی تو یہ دعا پڑھتے: اے زمین! میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں تیرے شر (جیسے زلزلہ) سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں ہے (جیسے خسف) سے اور اس چیز کے شر سے جو تجھ میں پیدا کیے گئے اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ پر چلتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں شیر سے' سیاہ سانپ سے اور دوسرے سانپوں اور بچھو سے اور شہروں میں رہنے والوں کے شر سے اور اس کی ذریت کے شر سے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٢٨٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ وَّاَسْحَرَ يَقُوْلُ سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر پر ہوتے اور سحر کا وقت ہوتا تو یوں فرماتے: سننے والے نے میرے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنے اور اس کی نعمتوں کے اقرار اور اعتراف کو سن لیا۔ اے ہمارے رب! ہماری نگہبانی فرما اور ہم پر احسان فرما (یہ دعا) ہم دوزخ سے اللہ کی پناہ میں آتے ہوئے (کہتے ہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٨٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی کسی غزوہ سے یا حج سے یا عمرہ سے واپس ہوتے تو (دوران سفر)

اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

زمین کی ہر بلندی پر تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے' پھر یہ دعا پڑھتے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں' اس کی بادشاہت ہے اور تعریف بھی اُسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم (اپنے وطن کی طرف) لوٹتے ہوئے (اللہ کی طرف) رجوع ہوتے ہیں۔ ہم اُس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور اپنے ربّ کی ہی تعریف بیان کرتے ہیں (دین کو غالب کر کے) اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو سچ کر دکھایا اور اپنے بندہ (حضور کی) مدد فرمائی (جیسا کہ غزوۂ خندق میں) اللہ تعالیٰ نے سارے قبائل کو تنہا شکست دی۔ (بخاری و مسلم)

۲۸۹۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مُنَزِّلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهزم الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم الاحزاب یعنی غزوۂ خندق کے روز مشرکوں پر بددعاء کی اور یوں فرمایا: اے اللہ! قرآن کے نازل کرنے والے' اے حساب کے جلد لینے والے' یا الٰہی! کفار کے لشکر کو شکست دے' اے اللہ (میں پھر دعا کرتا ہوں کہ) ان کو شکست دے اور ان کو منتشر کر دے۔ (مسلم و بخاری)

۲۸۹۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جہاد فرماتے تو یوں دعاء فرماتے: یا الٰہی! تو ہی میرا معین و مددگار ہے۔ آپ (ہی کی مدد سے دشمنوں کے خلاف) میں تدبیر کرتا ہوں اور (اُن پر) آپ ہی کی قوت سے حملہ کرتا ہوں اور (آپ ہی کی مدد سے اُن سے) لڑتا ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۲۹۰۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهٗ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهَ اَعْدَائِهٖ بِالرِّيْحِ وَهَزَمَ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے دن ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کوئی ایسی دعاء ہے کہ ہم اس کو پڑھیں (اس لیے کہ خوف و دہشت کی وجہ سے) کلیجے منہ کو آ گئے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں (یہ دعاء پڑھو)۔ یا الٰہی! ہمارے عیبوں کو چھپا دے اور ہمارے خوف اور دہشت کو امن سے بدل دے۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ (ہم نے یہ دعاء پڑھی اور اس کا اثر یہ ہوا کہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کے چہروں کو تیز ہوا سے مارا اور اس آندھی سے ان کو شکست دی۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ غزوۂ خندق جس کو احزاب بھی کہتے ہیں' اس کا ذکر سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔ یہاں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔ ہجرت کے چوتھے سال یہودی بنی نضیر جن کو مدینہ سے نکالا گیا تھا ہر قبیلہ میں پھرے اور قریش' فزارہ' غطفان اور بنی قریظہ کے بارہ ہزار آدمیوں کو جمع کر کے مدینہ منورہ پر حملہ کیا' مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی کے مشورہ سے خندق کھدوائی۔ ایک مہینہ تک مشرکین نے محاصرہ کیا لیکن حملہ میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی جس کی وجہ

سے دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے' آگ بجھ گئی' گھوڑے بھاگ کھڑے ہوئے' لشکر برباد ہو گیا۔ ناچار سارے قبائل واپس ہو گئے۔

(حاشیہ مشکوٰۃ ۱۲)

۲۹۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی قوم سے خطرہ لاحق ہوتا تو یہ دعاء فرماتے: یاالٰہی! ہم آپ کو (دشمنوں) کے مقابل کرتے ہیں اور ان کے شر سے آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مرقات میں حصن حصین کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دشمن وغیرہ سے خوف کے موقع پر سورۂ لایلاف قریش کا پڑھنا اور اس سے سلامتی کے لیے بھی مجرب ہے۔

۲۹۰۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْہِ طَعَامًا وَّوَطْبَۃً فَاَکَلَ مِنْھَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَکَانَ یَاْکُلُہٗ وَیُلْقِی النَّوٰی بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ وَیَجْمَعُ السَّبَّابَۃَ وَالْوُسْطٰی وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَجَعَلَ یُلْقِی النَّوٰی عَلٰی ظَھْرِ اِصْبَعَیْہِ السَّبَّابَۃَ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَہٗ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِہٖ اُدْعُ اللّٰہَ لَنَا فَقَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں بطور مہمان تشریف لائے' ہم نے آپ کی خدمت میں کھانا اور ملیدہ پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ پھر آپ کی خدمت میں خشک کھجور پیش کیے گئے۔ آپ کھجور کھاتے اور اس کی گٹھلیوں کو اپنی دونوں انگلیوں یعنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی میں جمع فرماتے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ گٹھلیوں کو (بائیں ہاتھ کی) شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کی پیٹھ پر رکھتے جاتے' پھر پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے تو پانی نوش فرمایا (پھر جب آپ رخصت ہونے لگے تو میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام تھامے ہوئے عرض کیا: آپ ہمارے لیے دعاء فرمائیں! تو آپ نے فرمایا: یاالٰہی! ان کی روزی میں برکت دیجیے اور ان کو بخش دیجیے اور ان کے اوپر رحم فرمائیے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۹۰۳ - وَعَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْھِلَالَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَزَادَ التَّوْفِیْقَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی.

حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال دیکھتے تو یہ دعاء فرماتے: یاالٰہی! اس چاند کو آپ ہمارے لیے امن' ایمان' سلامتی اور اسلام (پر استحکام کا) سبب بنا دیجیے۔ (اے چاند!) تیرا رب اور میرا ربّ اللہ ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور دارمی اور ابن حبان نے بھی اس کی روایت کی ہے اور ان دونوں نے اس دعاء میں یہ اضافہ کیا ہے: اور (ہم کو ان کاموں کی) توفیق عطا فرمائیے جو آپ کو پسند ہیں اور آپ جن سے خوش ہیں۔

۲۹۰۴ - وَعَنْ قَتَادَۃَ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْھِلَالَ قَالَ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ ثَلَاثَ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ جب ہلال دیکھتے تو یوں فرماتے: یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے' یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے۔ (میں اُس ذات پر ایمان لایا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا) اور اس کو بھی

مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرٍ كَذَا وَجَاءَ بِشَهْرٍ كَذَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

تین بار فرماتے' پھر فرماتے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو اس مہینہ کو لے گیا۱ اور یہ مہینہ لایا۔۲ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۱ یہاں گزرے ہوئے مہینہ کا نام لیا جائے۔

۲ یہاں آنے والے مہینہ کا نام لیں۔

۲۹۰۵ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَّجُلٍ رَّاٰى مُبْتَلِيً فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا اِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءَ كَائِنًا مَّا كَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ان دونوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی کو (دینی' دنیوی یا جسمانی) بلاء میں گرفتار دیکھ کر یہ دعاء پڑھے تو وہ بلاء اور مصیبت اس کو نہ پہنچے گی خواہ وہ کوئی بلاء ہو (دعاء یہ ہے): تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جس نے مجھ کو اس بلاء سے محفوظ رکھا ہے جس میں تو گرفتار ہے اور مجھے بہت ساری مخلوقات پر بڑی فضیلت دی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ بلاء عام ہے خواہ بدنی ہو جیسے برص' جذام اور اندھا پن وغیرہ خواہ بلائے دنیوی ہو' جیسے مال اور جاہ کا حصول وغیرہ اور خواہ بلائے دینی جیسے فسق' ظلم' بدعت اور کفر وغیرہ' مختصر یہ کہ ہر قسم کے مبتلاء بلاء کو دیکھ کر یہ دعاء پڑھنا چاہیے' البتہ! علماء نے کہا ہے کہ جو کوئی بیمار کو دیکھے تو آہستہ سے یہ دعاء پڑھے تا کہ وہ آزردہ نہ ہو اور اگر گناہ گار کو دیکھے تو پکار کر پڑھے تا کہ اس کو خبر تو ہو' اگر پکار کر پڑھنے میں فساد کا اندیشہ ہو تو ایسے موقع پر بھی آہستہ سے دعاء پڑھے۔

۲۹۰۶ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَّمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفَ سَيِّئَةٍ وَّرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَّبَنٰى لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ مَنْ قَالَ فِيْ سُوْقٍ جَامِعٍ يُّبَاعُ فِيْهِ بَدَلَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو بازار میں داخل ہو اور یہ (کلمہ) پڑھے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے اور اس کے لیے تعریف ہے' وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ زندۂ جاوید ہے اور موت اس کے لیے ہے نہیں۔ بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے (نامۂ اعمال میں) دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ گناہ (نامۂ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں اور اس کے دس لاکھ درجے بلند کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں "من دخل السوق" کے بجائے "مَنْ قَالَ فِيْ سُوْقٍ جَامِعٍ يُّبَاعُ فِيْهِ" (یعنی جو اس کلمہ کو صدر بازار میں پڑھے جہاں بڑے پیمانہ پر خرید و فروخت ہوتی ہے) مروی ہے۔

۲۹۰۷ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ السُّوْقَ قَالَ بِسْمِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بازار میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: میں اللہ کے نام پاک کے ساتھ

اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا صَفْقَۃً خَاسِرَۃً رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ.

(داخل ہوا) یاالٰہی! میں آپ سے اس بازار کی بھلائی اور بازار والوں کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس بازار کی برائی سے اور بازار والوں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ یاالٰہی! میں اس بازار میں نقصان کی تجارت سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات الکبیر میں کی ہے۔

۲۹۰۸ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَّدْعُوْ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ تَمَامُ النِّعْمَۃِ قَالَ دَعْوَۃٌ اَرْجُوْ بِھَا خَیْرًا فَقَالَ اِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَۃِ دُخُوْلُ الْجَنَّۃِ وَالْفَوْزُ مِنَ النَّارِ وَسَمِعَ رَجُلًا یَّقُوْلُ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ فَقَالَ قَدِ اسْتُجِیْبَ لَکَ فَسَلْ وَسَمِعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا وَّھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الصَّبْرَ فَقَالَ سَاَلْتَ اللّٰہَ الْبَلَاءَ فَاسْاَلْہُ الْعَافِیَۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ نَّقَلَہٗ مِیْرَکُ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یوں دعاء کرتے ہوئے سنا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ'' (یاالٰہی! میں آپ سے نعمت تمام مانگتا ہوں) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: ''تَمَامَ النِّعْمَۃِ'' کیا چیز ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ ایسی دعاء ہے جس سے میں امید کرتا ہوں کہ مجھے مالِ کثیر مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نعمت تمام تو دخولِ جنت اور دوزخ سے نجات ہے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک (دوسرے) شخص کو یاذا الجلال والاکرام (اے بزرگی اور بخشش کے مالک) کہتے ہوئے سنا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے یہ کلمات قبول ہو گئے (اللہ تعالیٰ تیری طرف متوجہ ہیں) اب (تجھے جو مانگنا ہے) مانگ لے! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور (تیسرے) شخص کو یہ دعاء کرتے سنا: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الصَّبْرَ'' (یاالٰہی! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں) تو آپ نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے مصیبت مانگ لی ہے! تو اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگ! اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں یہ مذکور ہے کہ ایک شخص دنیا کو نعمت تمام سمجھ کر اس کے حصول کی دعاء مانگ رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی نعمت فانی ہے اور نعمت تمام کی حقیقت تو دخولِ جنت اور دوزخ سے نجات ہے۔ اور دوسرے شخص نے صبر مانگا تو آپ نے فرمایا: عافیت مانگ اس لیے کہ صبر تو بلاء کے بعد مانگنا چاہیے اور بلاء سے پہلے عافیت مانگنی چاہیے۔ (مرقات ۱۲)

۲۹۰۹ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا فَکَثُرَ فِیْہِ لَغَطُہٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اِلَّا غُفِرَلَہٗ مَا کَانَ فِیْ مَجْلِسِہٖ ذٰلِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الدَّعْوَاتِ الْکَبِیْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں لغو اور بے فائدہ باتیں بہت ہوں اور وہ وہاں سے اٹھنے سے پہلے یہ (کلمات) پڑھ لے: یاالٰہی! میں آپ کی پاکی اور تعریف بیان کرتا ہوں۔ گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ سے (گناہوں کی) بخشش کا طالب ہوں اور (اس مجلس میں جو کوتاہیاں ہوئی ہیں) ان سے توبہ کرتا ہوں تو اس مجلس میں اس سے جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کو معاف کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۹۱۰ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا جَلَسَ مَجْلِسًا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف رکھتے یا نماز پڑھتے تو چند

اَوْ صَلّٰی تَکَلَّمَ بِکَلِمَاتٍ فَسَاَلْتُہٗ عَنِ الْکَلِمَاتِ فَقَالَ اِنْ تَکَلَّمَ بِخَیْرٍ کَانَ طَابِعًا عَلَیْھِنَّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَاِنْ تَکَلَّمَ بِشَرٍّ کَانَ کَفَّارَۃً لَّہٗ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

کلمات پڑھتے (ام المومنین فرماتی ہیں کہ) میں نے حضور ﷺ سے ان کلمات (کا فائدہ) دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اگر بھلائی کی بات (کے ختم) پر ان کلمات کو پڑھا گیا تو قیامت تک ان پر مہر ہو جائے گی (یعنی وہ بھلائی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئی) اور اگر ان کلمات کو بری بات (کے ختم) پر پڑھا گیا تو یہ کلمات اس (برائی) کا کفارہ ہو جائیں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں) ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ''۔ اِس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۲۹۱۱ - وَعَنْ اُمِّ سَلْمَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَابْنِ مَاجَۃَ قَالَتْ اُمُّ سَلْمَۃَ مَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْتِیْ قَطُّ اِلَّا رَفَعَ طَرْفَہٗ اِلَی السَّمَاءِ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعاء پڑھتے: (میں) اللہ تعالیٰ کے نام سے (نکلتا ہوں اور سارے کاموں میں) میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا! یا الٰہی! ہم لغزشوں سے یا گمراہ ہو جانے سے (یا کسی پر) ظلم کرنے سے یا کسی سے ظلم کیے جانے سے یا جہالت کرنے سے یا ہم پر جہالت کیے جانے سے ہم آپ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اِس کی روایت امام احمد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ میرے گھر سے نکلتے تو ضرور آسمان کی طرف اپنی نگاہ مبارک کو اٹھاتے اور یوں دعاء فرماتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ''۔

۲۹۱۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَیْتِہٖ فَقَالَ بِاسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یُقَالُ لَہٗ حِیْنَئِذٍ ھدیت وکفیت ووقیت فَیَتَنَحّٰی لَہُ الشَّیْطَانُ وَیَقُوْلُ شَیْطَانٌ اٰخَرُ کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَکُفِیَ وَوُقِیَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ رَوَی التِّرْمِذِیُّ اِلٰی قَوْلِہٖ لَہُ الشَّیْطَانُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے' یہ دعا پڑھے: ''میں اللہ تعالیٰ (کے نام سے) نکلتا ہوں' میں نے اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کیا ہے (گناہوں سے بچنے کی) طاقت اور (عبادت کرنے کی) قوت اللہ تعالیٰ ہی کی (توفیق سے) ہے''۔ تو اس وقت (فرشتہ کی طرف سے یوں) ندا پیدا ہوتی ہے تجھے سیدھا راستہ دکھا دیا گیا اور (سارے کاموں میں) تیری کفایت کی گئی اور شیطان اس سے دُور ہو جاتا ہے اور دوسرا شیطان اُس سے کہتا ہے: تو اس آدمی پر کیسے قابو پا سکتا ہے جس کو ہدایت دی گئی' کفایت کی گئی اور اس کو بچا لیا گیا۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے ''لَہُ الشَّیْطَانُ'' (کے الفاظ) تک روایت کی ہے۔

۲۹۱۳ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِاسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَخَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى اَهْلِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو اس کو چاہیے کہ یہ دعا پڑھے: یاالٰہی! میں آپ سے داخل ہونے اور باہر نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں! اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور (اسی کے نام سے) ہم باہر نکلے تھے اور اللہ تعالیٰ ہی پر جو ہمارا ربّ ہے، ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ پھر اپنے گھر والوں پر سلام کرے۔ اِس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں پر پہلے سلام کرے پھر بات کرے اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں یعنی فرشتوں پر سلام ہے۔

(ردالمختار اور عالمگیریہ ۱۲)

بعض بزرگ علماء فرماتے ہیں کہ کوئی مومن اپنے گھر میں داخل ہو اور وہاں پر کوئی نہ ہو تو حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ پر صلوٰۃ والسلام پڑھے۔

٢٩١٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَّا الْإِنْسَانُ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی نکاح کرتا تو نبی کریم ﷺ اس کو مبارکباد دیتے اور یوں دعاء فرماتے: اللہ تعالیٰ (یہ عقد) تجھے مبارک کرے اور تم دونوں کو (ہر قسم کی) برکت دے اور تم دونوں کو (ہر قسم کی) بھلائی پر متفق رکھے۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٩١٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَةً اَوِ اشْتَرٰى خَادِمًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَإِذَا اشْتَرٰى بَعِيْرًا فَلْيَاْخُذْ بِذَرْوَةِ سَنَامِهٖ وَلْيَقُلْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْخَادِمِ ثُمَّ لِيَاْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کسی عورت سے نکاح کرے یا غلام باندی خریدے تو وہ اس طرح دعاء کرے: یاالٰہی! میں آپ سے اس کی بھلائی اور اس کے اخلاق کو مانگتا ہوں جس پر آپ نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کی برائی سے اُس کے برے اخلاق سے جس پر آپ نے اس کو پیدا کیا ہے، آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اور جب کوئی اونٹ (یا جانور سواری کے لیے) خریدے تو اس کے کوہان کو پکڑ کر اسی طرح دعاء کرے اور ایک روایت میں عورت اور غلام باندی کے بارے میں (بھی آیا ہے کہ) اس کی پیشانی کے بال پکڑے اور برکت کی دعاء کرے۔ اِس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ

ان دعاؤں کا ذکر ہے جن میں اکثر چیزوں سے پناہ مانگنے کا ذکر

٢٩١٦ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (دینی اور دنیوی) مصائب کی مشقت سے، بدبختی سے، بری تقدیر اور (مصیبتوں میں گرفتار ہونے پر) دشمنوں کے خوش ہوتے

الْاَعْدَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ اِس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۹۱۷ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ خَمْسٍ مِّنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَسُوْءِ الْعُمَرِ وَفِتْنَةِ الصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ان) پانچ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے: بزدلی سے، بخل سے، اور بڑھاپے کی برائی سے، اور سینہ کے فتنہ (وسوسوں اور بدعقیدگی) سے اور قبر کے عذاب سے۔ اِس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۲۹۱۸ - وَعَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يَّهْدِيْ اِلٰى طَبْعٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس لالچ سے پناہ مانگو جو تم کو طبع (دینی یا دنیوی) ذلت تک پہنچا دے۔ اِس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں کی ہے۔

۲۹۱۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِسْتَعِيْذِيْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا فَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْغَاسِقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) چاند کو دیکھا (جب کہ اس کو گہن لگا ہوا تھا) تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم اللہ تعالیٰ سے اس کی برائی کی پناہ مانگو، اس لیے کہ یہی غاسق یعنی اندھیرے کو پھیلانے والا ہے (جبکہ اس کو گہن لگ جاوے)۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۲۰ - وَعَنِ الْقَعْقَاعِ اَنَّ كَعْبَ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ لَا كَلِمَاتٌ اَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِيْ يَهُوْدُ حِمَارًا فَقِيْلَ لَهٗ مَا هُنَّ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت قعقاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ (میرے اسلام قبول کرنے سے یہود میرے دشمن ہیں) اگر میں چند کلمات کو نہ پڑھا کرتا تو یہود (جادو کر کے) مجھے گدھا بنا دیتے (مجھے گدھے کی طرح بیوقوف اور ذلیل بنا دیتے)۔ اُن سے دریافت کیا گیا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: (وہ کلمات یہ ہیں) میں اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کی پناہ میں آتا ہوں جو بزرگ و برتر ہے اور جس سے بڑھ کر عظمت والا کوئی نہیں اور اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات یعنی قرآن کے واسطہ سے (جس کے وعدے اور وعید، ثواب اور عذاب سے) کوئی نیک اور بد خارج نہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں کے واسطے سے جن کو میں جانتا ہوں اور جن کو میں نہیں جانتا، وہ سارے مخلوقات کی برائی سے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، پھیلایا اور موزوں بنایا۔ اِس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

۲۹۲۱ - وَعَنْ مُّسْلِمِ بْنِ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ كَانَ اَبِيْ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ فَكُنْتُ اَقُوْلُهُنَّ فَقَالَ اَيْ بُنَيَّ عَمَّنْ اَخَذْتَ هٰذَا قُلْتُ

حضرت مسلم بن ابی بکرہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نماز کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے: یاالٰہی! میں کفر سے، فقر سے اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ (والد کی اتباع میں) میں بھی ان کلمات کو پڑھا کرتا تھا تو (میرے والد نے) کہا: اے

عَنْكَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُهُنَّ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ فِيْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ لَفْظُ الْحَدِيْثِ وَعِنْدَهٗ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ.

میرے بیٹے! تو نے یہ (دعاء) کس سے سیکھی؟ میں نے جواب دیا: آپ سے! تو (یہ سن کر ان کے والد نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔ البتہ! نسائی نے ''دُبُرِ الصَّلٰوةِ'' کے الفاظ کو نہیں بیان کیا اور امام احمد نے صرف الفاظ حدیث (یعنی صرف دعاء) کی روایت کی ہے (اور باپ بیٹے کے درمیان مکالمہ کو نہیں بیان کیا) اور احمد کے پاس ''فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ'' (ہر نماز کے بعد) کے الفاظ مروی ہیں۔

٢٩٢٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِيْ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (یہ دعاء بھی) پڑھا کرتے تھے: یاالٰہی! میں تیرا فرمانبردار بن گیا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف رجوع ہوا اور تیری (مدد) سے (دشمنوں سے) لڑا۔ اے مالک میرے! میں آپ کی عزت کی پناہ میں آتا ہوں۔ آپ کے سوا کوئی (برحق) معبود نہیں۔ اس بات سے کہ آپ مجھے (ہدایت کے بعد) گمراہ کر دیں، آپ ہی وہ زندۂ جاوید ہیں جن کو موت نہیں آتی اور جن و انس تو مرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٩٢٣ - وَعَنْ قطبة بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں برے اخلاق (جیسے حسد، بغض وغیرہ) سے اور برے اعمال اور بری خواہشات (برے عقیدہ) سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔

٢٩٢٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں شقاق (حق کی مخالفت اور باہمی عداوت) سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٢٩٢٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ (دعا) بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں بھوک سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اس لیے کہ وہ تکلیف دہ ساتھی ہے اور میں خیانت سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں، اس لیے کہ یہ پوشیدہ بری خصلت ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٩٢٦ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں محتاجی (نیکیوں میں) کمی اور ذلت (لوگوں کی نظر میں حقیر ہونے سے) میں پناہ میں آتا ہوں اور ظالم بننے اور مظلوم بننے سے

اَوْ اُظْلَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٢٩٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجَذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ (دعاء بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں کوڑھ، جذام، دیوانگی اور (اسی قسم کی دوسری) بری بیماریوں سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٢٩٢٨ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ (دعاء بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں فکر اور غم، عاجزی اور سستی، بزدلی اور بخل، قرض کے بوجھ اور آدمیوں کے غلبہ سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٢٩٢٩ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَعْدِلُ الْكُفْرَ بِالدَّيْنِ قَالَ نَعَمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ قَالَ رَجُلٌ وَّيَعْدِلَانِ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّيْنِ" (میں کفر سے اور قرض سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) یہ سن کر ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کفر کو قرض کے مساوی قرار دیتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ہاں! اور ایک روایت میں یوں ہے: آپ نے فرمایا: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ"۔ ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ دونوں (کفر اور فقر) برابر ہیں، آپ نے جواب دیا: ہاں! اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٢٩٣٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِيْ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں (طاعت الٰہی میں) سستی سے، بڑھاپے سے، قرض سے اور گناہوں سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، یاالٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کی آزمائش سے، قبر کے فتنہ (فرشتوں کے جواب میں پریشانی سے) اور قبر کے عذاب سے اور مال داری کے فتنہ کی برائی (غفلت، غرور اور بخل) سے اور افلاس کے فتنہ کی برائی (دولت مندوں پر حسد اور لالچ) سے اور کانا دجال کے فتنہ کی برائی سے، یاالٰہی! آپ میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دیجیے اور میرے دل کو (برائیوں سے) ایسے پاک کیجیے جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے۔ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دیجیے جیسا کہ آپ نے مشرق اور مغرب کے درمیان دُوری کر رکھی ہے۔

(بخاری ومسلم)

۲۹۳۱ - وَعَنْ وَاَبِي الْيَسَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ التردى وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّاَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى وَالْغَمِّ.

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! (مکان کے مجھ پر) گرنے سے میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں (بلند جگہ سے نیچے) گرنے سے' اور (پانی میں) ڈوب جانے سے اور (آگ وغیرہ میں) جل جانے سے اور بڑھاپے (کی برائی جیسے عقل میں فتور وغیرہ) سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور موت کے وقت شیطان کے مجھے مخبوط الحواس بنا دینے سے یعنی پریشان کرنے سے میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں آپ کی راہ (جہاد) میں پیٹھ پلٹا کر بھاگنے کی موت سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں اور میں سانپ بچھو وغیرہ کے کاٹنے کے سبب سے مر جانے سے (بھی) آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور نسائی کی ایک دوسری روایت میں غم سے بھی پناہ مانگنے کا ذکر ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ناگہانی صورت جیسے دب کر یا اوپر سے گر کر مر جانے یا زہریلے جانور کے ڈسنے وغیرہ سے پناہ مانگی گئی ہے' حالانکہ ناگہانی اموات سے شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ ناگہانی اموات میں بے انتہا اور شدید تکلیف ہوتی ہے اس لیے اندیشہ لگا رہتا ہے کہ مرنے والا بے صبری کے عالم میں کفریہ کلمات کہہ دے اور نتیجتاً خاتمہ برا ہو جائے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ناگہانی اموات سے پناہ مانگنے کی اُمت کو تعلیم دی ہے۔

۲۹۳۲ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعِجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں (طاعت الٰہی اور عبادت میں) معذوری سے اور سستی سے اور بزدلی سے اور بخل سے اور بڑھاپے (کی سزا سے) اور عذاب قبر سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں' یاالٰہی! میرے نفس کو پرہیزگار بنا دے اور تو اس کو پاکی عطا فرما' آپ ہی سب میں بہتر پاک کرنے والے ہیں' آپ ہی اس کے کارساز اور مالک ہیں' یاالٰہی! میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے' اور ایسے دل سے جس میں آپ کا ڈر نہ ہو' اور ایسے نفس سے جس میں سیری نہ ہو اور ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۲۹۳۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَّفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا يُسْمَعُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے "اے اللہ میں چار چیزوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ نفع نہ دینے والے علم سے اور ایسے دل سے جو ڈرتا نہ ہو' اور ایسے نفس سے تیری پناہ میں آتا ہوں جو سیر نہیں ہوتا اور ایسی دعا سے بھی تیری پناہ میں آتا ہوں جو سنی نہیں جاتی۔ (اس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی و

وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّالنَّسَائِيُّ عَنْهَا.

نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے۔

ل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مفید علم سے جس سے انسانیت کی بھلائی نہ ہوتی ہو جس سے دنیا اور آخرت سنورتی نہ ہو پناہ مانگی ہے اور اس دل سے بھی پناہ مانگی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہ ہو۔ جو انسان برائیوں میں مبتلا رہتا ہے اس کا دل ذات باری تعالیٰ سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بے خوف ہو جانا دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہے۔ اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دل سے بھی پناہ مانگی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا نہیں ہے۔

٢٩٣٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفَجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (دعاؤں میں سے) ایک دعاء یہ بھی تھی: یاالٰہی! میں آپ کی (ہر اس) نعمت کے زوال سے (جس کا کوئی بدل نہ ہو) اور عافیت کے (مصیبت) بدل جانے سے اور آپ کے اچانک آنے والے عذاب سے اور آپ کی ہر قسم کی ناراضگی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٣٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا فَزِعَ اَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو يُعَلِّمُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَّلَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِيْ صَكٍّ ثُمَّ عَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَهٰذَا لَفْظُهٗ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جب کوئی نیند میں ڈر جائے تو اس کو چاہیے کہ یہ کلمات پڑھ لے: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات یعنی قرآن کے واسطہ سے اس کے غضب سے' اس کے عذاب سے' اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور ان کے مجھ پر حاضر ہونے یعنی مسلط ہونے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ (تو) شیاطین اس کو (ظاہراً اور باطناً) نقصان نہیں پہنچا ئیں گے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے بچوں میں سے جو بالغ ہوتے یہ دعاء سکھاتے تھے اور اُن میں جو نابالغ ہوتے' کو اس دعا کو کاغذ کے ایک پرچہ پر لکھ کر اس کے گلے میں لٹکاتے تھے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور اس حدیث کے الفاظ ترمذی کے ہیں۔

ف: واضح ہو کہ حضرت عبداللہ بن عمرو اس دعا کو کاغذ کے پرچہ پر لکھ کر بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے۔ یہ حدیث تعویذ کے جواز کی دلیل ہے۔ اور روضہ میں لکھا ہے کہ دم کرنے یا کسی پر دعاء پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں' بشرطیکہ اس میں شرک کے الفاظ نہ ہوں اور جن حدیثوں میں تعویذ منع ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ اس میں شرک کے مضامین ہوں' اس پر ایسا بھروسہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جائے' تعویذ کے مختلف طریقے سلف سے مروی ہیں' پانی پر دم کر کے مریض کو پلانا یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور حضرت مجاہد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ قرآن کی آیتوں کو کسی برتن پر لکھ کر بیمار کو دھو کر پلا دیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دردزہ میں آیتوں کو دھو کر پلانے کا حکم دیا ہے اور حضرت سعید بن المسیب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیتوں کو لکھ کر عورتوں یا بچوں کے گلوں میں لٹکانے میں قباحت نہیں بتائی' بشرطیکہ اس کو چاندی یا چمڑے میں بند کر دیا جائے۔

٢٩٣٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں ان کاموں کی برائی سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں جن کو میں نے کیا ہے اور ان کاموں کی برائی سے بھی پناہ مانگتا ہوں جن کو میں نے نہیں کیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٣٧ - وَعَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ تَعْوِيْذًا تَعَوَّذُ بِهٖ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَشَرِّ بَصَرِيْ وَشَرِّ لِسَانِيْ وَشَرِّ قَلْبِيْ وَشَرِّ مَنِيِّيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت شتیر بن شکل حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد نے کہا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ آپ مجھے ایک ایسا عمل سکھایئے جس سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا رہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعاء پڑھا کرو: یاالٰہی! میں اپنے کانوں کے برا سننے سے آنکھوں کے برا دیکھنے سے' زبان کے برا بولنے سے' دل کی برائیوں سے اور مادہ منویہ کی برائی (بدنگاہی اور بدفعلی) سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

٢٩٣٨ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ يَا حُصَيْنُ كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ اِلٰهًا قَالَ اَبِيْ سَبْعَةً ' سِتًّا فِي الْاَرْضِ وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ قَالَ فَاَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ قَالَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ قَالَ يَا حُصَيْنُ اَمَا اِنَّكَ لَوْ اَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ قَالَ فَلَمَّا اَسْلَمَ حُصَيْنٌ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِي الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَّنِيْ فَقَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے والد سے (اُن کے اسلام لانے سے پہلے) دریافت فرمایا: اے حصین! تم دن میں کتنے خداؤں کی عبادت کرتے ہو؟ میرے والد نے جواب دیا: سات (خداؤں کی عبادت کرتا ہوں)۔ چھ زمین والے اور ایک آسمان والا' رسول اللہ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: تو ان میں سے کس سے (بھلائی کی) اُمید رکھتا ہے اور ڈرتا ہے۔ میرے والد نے جواب دیا: میں (اُمید اور خوف) آسمان والے سے رکھتا ہوں! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: اے حصین! اگر تو اسلام قبول کر لیتا تو میں تجھ کو دو ایسے کلمے سکھاتا جو تجھے (دنیا اور آخرت میں) فائدہ دیتے' حضرت عمران نے فرمایا: جب (میرے والد) حصین نے اسلام قبول کیا تو عرض کیا یارسول اللہ! مجھے وہ کلمات سکھایئے جن کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا تو آپ نے فرمایا: یوں کہا کرو: یاالٰہی! مجھے ہدایت کی توفیق دیجیے اور مجھے میرے نفس کے شر سے بچایئے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٣٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ الْجَنَّةُ اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمَنِ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتِ النَّارُ اَللّٰهُمَّ اَجِرْهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین مرتبہ جنت طلب کرے تو جنت کہتی ہے: "یاالٰہی! تو اس کو جنت میں داخل کر دے" اور جو شخص تین مرتبہ (اللہ تعالیٰ سے) دوزخ کی پناہ مانگے تو دوزخ کہتی ہے: "الٰہی! تو اس کو دوزخ سے پناہ دے"۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَالنَّسَائِيُّ.

بَابٌ جَامِعِ الدُّعَاءِ

ان دعاؤں کا بیان جن میں الفاظ کم اور معنی زیادہ ہوں

٢٩٤٠ - عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ وَهَزْلِيْ وَخَطَئِيْ وَعَمَدِيْ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تعلیم اُمت کے لیے) یہ دعا فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میرے گناہ کو میری نادانی کو اور اعمال کی کوتاہیوں اور ان گناہوں کو جن کو مجھ سے زیادہ آپ جانتے ہیں بخش دیجیے یاالٰہی! ان گناہوں کو بخش دیجیے جو میں نے قصداً کیے اور مذاق سے کیے اور نادانستہ کیے اور بالارادہ کیے اور یہ سارے گناہ مجھ میں ہیں یاالٰہی! میرے ان گناہوں کو بھی بخش دیجیے جو میں نے پہلے کیے ہیں اور جو بعد میں مجھ سے سرزد ہوں گے اور جن کو میں نے چھپ کر کیا اور جن کو علی الاعلان کیا اور جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں (نیکیوں میں) آگے بڑھانے والے بھی آپ ہی ہیں اور پیچھے ہٹانے والے بھی آپ ہی ہیں اور آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں۔ (بخاری و مسلم)

٢٩٤١ - وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَمَرَهٗ أَنْ يَّدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَعَافِنِيْ وَارْزُقْنِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابومالک اشجعی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کے والد نے بیان کیا ہے کہ جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو نماز سکھاتے اور اس کو حکم دیتے کہ وہ ان کلمات کے ساتھ دعاء کرے۔ یاالٰہی! آپ (میرے گناہوں کو) بخش دیجیے اور میرے (عیوب کو چھپا کر) مجھ پر رحم فرمائیے اور مجھے (صراط مستقیم پر) چلائیے اور (اس پر مجھے قائم رکھئے) اور (بلاؤں اور خطاؤں سے) مجھے عافیت دیجیے اور مجھے روزی حلال دیجئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٤٢ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ أَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَأَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میرے دین کو سنوار دیجیے جو میرے تمام کاموں کا محافظ ہے اور آپ میری دنیا کو بھی سنوار دیجیے جس میں میری زندگانی ہے اور میری آخرت کو بھی سنوار دیجیے جہاں مجھے لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر نیکی میں زیادتی کا سبب بنا دیجیے اور موت کو میرے لیے ہر برائی سے راحت کا سبب بنا دیجیے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَدَعُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ أُعْظِمُ شُكْرَكَ وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَأَتَّبِعُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک دعاء یاد کی ہے جس کو (کبھی) نہیں چھوڑتا ہوں (وہ دعاء یہ ہے) یاالٰہی! آپ مجھے بڑا شکر گزار اور بڑا ذاکر بنا دیجیے اور آپ کی نصیحتوں

نُصْحَكَ وَاحْفَظْ وَصِيَّتَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

(یعنی حقوق العباد) کو ادا کرنے والا اور آپ کی وصیت (حقوق اللہ) کی حفاظت کرنے والا بنا دیجیے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٤٤ - وَعَنْ اُمِّ مَعْبَدٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعاء فرماتے ہوئے سنا: یاالٰہی! آپ میرے دل کو نفاق سے اور میرے عمل کو دکھاوے اور شہرت سے اور میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھوں کو خیانت (بری نگاہ) سے پاک کر دیجیے، اس لیے کہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھیدوں کو آپ ہی جانتے ہیں۔ اِس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٩٤٥ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَنِيْ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ اللّٰهَ وَاِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّتَوَضَّاَ فَيُحْسِنُ الْوُضُوْءَ وَيَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ لِيَقْضِيَ لِيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیے کہ وہ مجھے عافیت دے (مجھے بینائی عطا کر دے) آپ نے جواب دیا: تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے (تمہارے لیے) دعا کروں یا چاہو تو تم صبر کرو اور صبر تمہارے لیے بہتر ہے (یہ سن کر) انہوں نے جواب دیا: آپ دعاء ہی فرما دیجیے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ وضو کریں اور اچھی طرح وضو کریں اور پھر ان کلمات کے ذریعہ دعاء کریں: یاالٰہی! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آپ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں (اے نبی) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف رجوع کرتا ہوں، تاکہ وہ میری اس حاجت کو میرے لیے پوری کر دے، یاالٰہی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرمائیے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نابینا صحابی کو جو دعا تعلیم فرمائی ہے، وہ یہ ہے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ. اس دعا کے عربی الفاظ اور ترجمہ پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خود اپنی ذات (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرنے کا حکم ارشاد فرما رہے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ نبی رحمت ہیں، کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو دعا کی جائے اللہ تعالیٰ ضرور اس کو قبول فرماتا ہے۔ اس دعا میں تعلیم اُمت بھی ہے اور ان لوگوں کے لیے لمحۂ فکریہ بھی ہے جو نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنے کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اُمت کو وسیلہ کی تعلیم دے رہے ہیں اور یہ لوگ اس تعلیم کو شرک و بدعت قرار دے کر اپنے ایمان کو ضائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ ایسے لوگ مسلمانوں کے ایمان کو ضائع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان سے بچنا اور دُور رہنا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے۔

٢٩٤٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

روایت فرماتے ہیں کہ آپ یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے ہدایت پرہیزگاری (نفس اور دل کی) پاکی اور (مخلوق سے) بے نیازی مانگتا ہوں۔ (مسلم)

۲۹۴۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَاءَ بِالْقَدْرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے صحت (اور عافیت) اور پاک دامنی اور امانت داری اور اچھے اخلاق اور تقدیر پر رضامندی مانگتا ہوں۔ اس کی روایت بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

۲۹۴۸ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ صَلٰوةً فَاَوْجَزَ فِيْهَا فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ الْقَوْمِ لَقَدْ خَفَّفْتَ وَاَوْجَزْتَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ اَمَا عَلٰى ذٰلِكَ لَقَدْ دَعَوْتُ فِيْهَا بِدَعَوَاتٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ تَبِعَهٗ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ هُوَ اَبِيْ غَيْرَ اَنَّهٗ كَنٰى عَنْ نَّفْسِهٖ فَسَاَلَهٗ عَنِ الدُّعَاءِ ثُمَّ جَاءَ فَاَخْبَرَ بِهِ الْقَوْمَ اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ اَللّٰهُمَّ وَاَسْئَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْئَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَاَسْئَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَاَسْئَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَاَسْئَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ وَاَسْئَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْئَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْئَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَّلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عطاء بن سائب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے ہمیں (ایک مرتبہ) نماز پڑھائی اور آپ نے بہت مختصر نماز پڑھی۔ (قرأت اور تسبیحات زیادہ نہیں پڑھیں) تو (حاضرین میں سے) بعض لوگوں نے (اعتراضاً) کہا کہ آپ نے نماز میں تخفیف کی اور نماز کو بہت مختصر کیا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس تخفیف کا مجھے کچھ افسوس نہیں، اس لیے کہ میں نے اس نماز میں ایسی دعائیں کی ہیں جن کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ جب حضرت عمار رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو ایک شخص آپ کے ساتھ ہو گیا اور وہ میرے والد (حضرت سائب) تھے، لیکن انہوں نے (بطور تواضع) اپنے آپ کو ظاہر کیے بغیر اپنے کو شخص کہا اور اس دعاء کو اُن سے پوچھا اور واپس آ کر سب کو وہ دعاء بتائی (اور وہ دعاء یہ ہے): یاالٰہی! آپ کے علم غیب اور مخلوقات پر آپ کی قدرت کا واسطہ آپ مجھے اس وقت تک زندہ رکھئے، جب تک آپ زندگی میرے لیے بہتر جانتے ہیں اور آپ مجھے اس وقت موت دے دیجئے، جب آپ موت کو میرے لیے بہتر جانتے ہوں، یاالٰہی! باطن اور ظاہر میں آپ کا ڈر مانگتا ہوں اور خوشی اور غصہ کی حالت میں حق بولنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اور محتاجی و تونگری میں اعتدال مانگتا ہوں اور آپ سے ایسی نعمت مانگتا ہوں جو ختم نہ ہو (جنت مانگتا ہوں) اور آنکھوں کی ایسی ٹھنڈک مانگتا ہوں جو زائل نہ ہو اور تقدیر پر رضامندی مانگتا ہوں اور مرنے کے بعد زندگی کی ٹھنڈک مانگتا ہوں۔ اور آپ کے چہرہ کی طرف دیکھنے کی لذت اور آپ سے ملاقات کا شوق مانگتا ہوں (دیدار کی لذت اور ملاقات کا شوق مانگتا ہوں) جو نقصان پہنچانے والا اور گمراہی کے فتنہ میں مبتلا کرنے والا نہ ہو، یاالٰہی! ہم کو زینت ایمانی سے سنوار دیجیے اور ہم کو راہِ ہدایت پر چلنے اور چلانے والا بنا دیجیے۔ اس

کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٢٩٤٩ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيْرِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز فجر کے بعد یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے نفع بخش علم اور مقبول عمل اور رزق حلال مانگتا ہوں۔ اِس کی روایت امام احمد ابن ماجہ اور بیہقی نے دعوات کبیر میں کی ہے۔

٢٩٥٠ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِّنْ عَلَانِيَتِيْ وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ مِنَ الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَيْرَ الضَّالِّ وَلَا الْمُضِلِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ دعا سکھائی۔ ارشاد فرمایا: تم یوں دعاء کیا کرو: یاالٰہی! آپ میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا دیجیے اور میرے ظاہر کو (بھی نیکیوں سے) سنوار دیجیے' یاالٰہی! میں آپ سے وہ نیک بیوی اور بہتر مال اور نیک اولاد مانگتا ہوں جو آپ لوگوں کو عطا فرماتے ہیں جو نہ تو (خود) گمراہ ہوں اور نہ (دوسروں کو) گمراہ کرنے والے ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٥١ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ بَكٰى فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرٌ مِّنَ الْعَافِيَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور رونے لگے (اس لیے کہ آپ کو اپنی اُمت کے فتنوں میں گرفتار ہونے کا خیال آیا) اور آپ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے عفو (گناہوں سے معافی) اور عافیت (دین اور دنیا کی سلامتی) مانگا کرو' اس لیے کہ ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت کسی کو نہیں دی گئی۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٩٥٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ قَالَ سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَفْضَلُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَقَدْ اَفْلَحْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کون سی دعاء (میرے لیے) زیادہ بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے رب سے تندرستی اور دنیا اور آخرت میں عافیت (ایک دوسرے کے شرور سے حفاظت اور نیکیوں میں ایک دوسرے کی مدد) مانگا کرو۔ پھر وہی صاحب آپ کی خدمت میں دوسرے دن حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ (ارشاد ہو کہ) کون سی دعاء (میرے لیے) زیادہ بہتر ہے تو آپ نے اسی دعاء کو پڑھنے کی تلقین فرمائی' وہ صاحب تیسرے دن پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اسی (دعاء) کے کرنے کی تاکید فرمائی اور پھر فرمایا: جب تم کو دنیا اور آخرت کی عافیت اور تندرستی دے دی گئی تو تم کامیاب ہو گئے۔ اِس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٢٩٥٣ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم یوں دعاء کیا کرو: یاالٰہی! آپ ہدایت پر مجھے ثابت قدم رکھیے اور مجھے راہِ راست پر چلائیے اور (فرمایا) کہ حضوری قلب کے لیے جب تم ہدایت کی دعاء کرو تو سیدھے راستے کا تصور کرو اور راہِ راست کے لیے جب دعاء کرو تو تیر کے سیدھے پن کا تصور کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعاء فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی (صحت' رزق اور توفیق) دیجیے اور آخرت میں بھی بھلائی (مراتب عالیہ اور دیدار الٰہی) سے مشرف فرمائیے اور ہم کو (اپنی مغفرت سے) دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ (بخاری و مسلم)

٢٩٥٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَدْ خَفَتَ فَصَارَ مِثْلَ الفرخ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كُنْتَ تَدْعُو اللّٰهَ بِشَيْءٍ اَوْ تَسْاَلُهٗ اِيَّاهُ قَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتَ مُعَاقِبِيْ بِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْهُ لِيْ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰهِ لَا تُطِيْقُهٗ وَلَا تَسْتَطِيْعُهٗ اَفَلَا قُلْتَ اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالَ فَدَعَا اللّٰهُ بِهٖ فَشَفَاهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مسلمان صاحب کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جو پرندہ کے بچہ کی طرح کمزور ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز (مصیبت) کی دعاء کی تھی یا اس کو مانگ لیا تھا (جس کی وجہ سے تمہاری یہ حالت ہوگئی ہے) انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں اس طرح دعاء کیا کرتا تھا' یاالٰہی! آپ جو عذاب مجھے آخرت میں دینے والے ہیں اس کو دنیا ہی میں فوراً دے دیجیے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! (تو نے عجیب دعاء مانگ لی ہے) تو نہ تو (دنیا میں) اس کے عذاب کی طاقت رکھتا ہے (نہ آخرت میں) اس کو برداشت کر سکے گا (کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس کے بدلہ میں) تو نے یہ دعاء کر لی ہوتی: ''اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' راوی کا بیان ہے کہ ان صاحب نے یہی دعاء مانگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دے دی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٢٩٥٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ مِنَ الْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو یہ بات مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو رسوا کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ) مسلمان اپنے آپ کو کس طرح رسوا کرتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ خود کو ایسی آزمائش اور مشقت میں ڈالے جس کے (پورا کرنے کی) طاقت نہ رکھتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٩٥٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَّنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ قُوَّۃً لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ اَللّٰھُمَّ مَا زَوَیْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ فَرَاغًا لِّیْ فِیْمَا تُحِبُّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

فرماتے ہیں کہ حضور یہ دعاء بھی فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ مجھے اپنی محبت نصیب فرمائیے اور اس شخص کی محبت بھی جس کی محبت مجھے آپ کے پاس فائدہ دے' یاالٰہی! آپ نے میری پسندیدہ (نعمتیں) جو مجھے دی ہیں ان کو آپ اپنی خوشنودی (اپنی اطاعت کے کاموں) میں لگا دیجیے' یاالٰہی! آپ نے میری جن خواہشات کو روک رکھا ہے' اُن سے مجھے فارغ کر کے اپنی مرضیات میں مشغول فرما دیجیے۔ اِس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۵۸ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ قَالَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذُکِرَ دَاوٗدُ یُحَدِّثُ عَنْہُ یَقُوْلُ کَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یوں دعا فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! میں آپ سے آپ کی محبت اور آپ کے محبین کی محبت اور وہ عمل مانگتا ہوں جو آپ کی محبت تک پہنچا دے' یاالٰہی! آپ اپنی محبت کو مجھے اپنی جان' اپنے مال' اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دیجیے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر فرماتے اور ان کا کوئی واقعہ بیان فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ وہ (اپنے زمانے کے) سب سے بڑے عبادت گزار بندے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۵۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ مِنْ مَّجْلِسٍ حَتّٰی یَدْعُوَ بِھٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِاَصْحَابِہٖ اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مُصِیْبَاتِ الدُّنْیَا وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا فَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی کسی مجلس سے اُٹھتے تو اپنے اصحاب کے لیے اکثر ان دعاؤں کو پڑھا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ ہمیں اپنی خشیت اس قدر نصیب فرمائیے جس کی وجہ سے آپ ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان حائل ہو جائیں اور ہم کو اس قدر اطاعت نصیب فرمائیے جس کی وجہ سے آپ ہم کو اپنی جنت میں پہنچا دیں اور اس قدر یقین نصیب فرمائیے جس کی وجہ سے آپ ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان فرما دیں اور ہماری سماعت کو اور ہماری بصارت کو اور ہماری قوت کو زندگی بھر ہمارے لیے فائدہ مند بنا دیجیے اور اس (انعام) کو ہماری نسل میں جاری وساری رکھئے اور جنھوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ آپ ہی ان سے ہمارا انتقام لے لیجیے اور جنھوں نے ہم سے دشمنی کی ہے' ان کے مقابلہ میں آپ ہماری مدد فرمائیے اور ہماری مصیبتوں کو ہمارے دین میں (کمی) یعنی بدعقیدگی' حرام خوری اور عبادتوں میں کوتاہی کا سبب نہ بنائیے اور آپ دنیا ہی کو ہماری فکر اور ہمارے علم کا سب سے بڑا نصب العین نہ بنائیے اور ایسوں کو ہم پر مسلط نہ فرمائیے جو ہم پر رحم نہ کریں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۲۹۶۰ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَّاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْحَاكِمُ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: یاالٰہی! آپ نے مجھے جو علم دیا ہے اس کو میرے لیے نافع بنائیے اور مجھے ایسا علم سکھائیے جو (دنیا اور آخرت میں) مجھے نفع دے اور مجھے اور زیادہ علم نصیب فرمائیے' ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور میں دوزخیوں کے حال (اُن کے اعمال سے) میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اِس کی روایت ترمذی' حاکم اور ابن ماجہ نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

٢٩٦١ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ سُمِعَ عِنْدَ وَجْهِهٖ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ النَّحْلِ فَاُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمًا فَمَكَثْنَا سَاعَةً فَسُرِّيَ عَنْهُ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَاَرْضِنَا وَارْضَ عَنَّا ثُمَّ قَالَ اُنْزِلَ عَلَيَّ عَشَرَ اٰيَاتٍ مَنْ اَقَامَهُنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ ثُمَّ قَرَاَ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى خَتَمَ عَشَرَ اٰيَاتٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جس وقت وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرہ کے پاس شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ایک آواز سنائی دیتی (ایک دفعہ) دن کے وقت آپ کے اوپر وحی نازل ہوئی تو ہم کچھ دیر انتظار کرتے رہے (تاکہ وحی کی کیفیت آپ پر سے دُور ہو جائے) چنانچہ وہ کیفیت آپ پر سے زائل ہوگئی (ہم نے دیکھا کہ) آپ نے قبلہ کی طرف رخ فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور یہ دعاء فرمائی: یاالٰہی (ہماری بھلائیوں اور تعداد میں) اضافہ فرمائیے اور (ان چیزوں میں) کمی نہ کیجیے اور (دنیا وآخرت میں) ہمیں سربلند فرمائیے۔ اور ہمیں (ان میں) ذلیل نہ فرمائیے اور ہم کو سرفراز فرمائیے اور ہمیں محروم نہ کیجیے اور ہم کو (لوگوں پر) غالب رکھئے اور (ان کا) مغلوب نہ بنائیے اور ہم کو راضی رکھئے اور ہم سے راضی ہو جائے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر (ابھی ابھی) دس آیتیں نازل ہوئی ہیں جو شخص ان پر عمل کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے (سورۂ مومنون کی نازل شدہ ابتدائی دس آیتوں کی) تلاوت فرمائی (جن کو) "قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ" سے (شروع فرما کر) "هم فيها خالدون" پر دس آیتیں ختم فرمائیں۔ اِس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

٢٩٦٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ يَقُوْلُ رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْ لِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى لِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَاكِرًا لَّكَ ذَاكِرًا لَّكَ رَاهِبًا لَّكَ مِطْوَاعًا لَّكَ مخبتا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُّنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ وَاَجِبْ دَعْوَتِيْ وَثَبِّتْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء (بھی) فرمایا کرتے تھے: اے میرے رب! (آپ کے ذکر' شکر اور عبادت کی بجا آوری میں) میری مدد فرمائیے اور (ان کاموں میں میرے لیے رکاوٹ کا جو سبب بنیں) ان کی مدد آپ مت فرمائیے اور (مخالفین پر) مجھ کو غلبہ نصیب فرمائیے اور ان کو مجھ پر غالب نہ فرمائیے اور آپ میرے لیے تدبیریں فرمائیے اور میرے خلاف تدبیریں نہ کیجیے اور مجھے راہِ راست پر چلائیے اور راہ راست پر چلنا میرے لیے آسان فرما دیجیے اور جو مجھ پر ظلم اور زیادتی کریں ان کے مقابلہ میں میری مدد فرمائیے' اے میرے رب! مجھے

حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

(نعمتوں پر) آپ کا شکر کرنے والا (ہمیشہ) آپ کو یاد کرنے والا (ہر حال میں) آپ ہی سے ڈرنے والا' آپ کا کامل اطاعت گزار' آپ ہی کے آگے عاجزی کرنے والا' آہ و زاری کے ساتھ آپ ہی کی طرف رجوع ہونے والا (بندہ) بنا دیجیے۔ اے میرے مالک! میری توبہ قبول فرمائیے' مجھے گناہوں سے پاک کر دیجیے۔ میری دعاؤں کو قبول فرمائیے' اور (قبر میں منکر ونکیر کے سوال کے جواب میں) اپنی حجت (یعنی اقرار اور تصدیق پر) مجھے ثابت قدم رکھیے اور میری زبان کو (حق اور صداقت پر) قائم رکھیے اور میرے دل کو (اپنی معرفت کی) راہ دکھائیے اور میرے سینہ سے (وسوسوں کی سیاہی کو) دُور کر دیجیے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹٦۳ - عَنْ اَبِیْ اُمَیَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُسَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ کَانَ یَسْتَفْتِحُ بِصعالیك المهاجرین رَوَاهُ الْبَغْوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوامیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ فقراء و مہاجرین کے وسیلہ سے (کفار پر) فتح کی دعاء مانگا کرتے تھے۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: یہ حدیث زجاجۃ المصابیح عربی جلد چہارم کے باب: ''فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی اللہ علیه وسلم'' میں مروی ہے اور اس حدیث کو باب ہذا کے اختتام پر بلحاظ موزونیت درج کیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْمَنَاسِكِ

حج کے افعال، احکام اور فضائل کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَّمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ. (آل عمران:۹۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم ﷺ نے اس کی تفسیر زاد و راحلہ سے فرمائی، زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہیے کہ جا کر واپس آنے تک کے لیے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل و عیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہیے۔ راستے کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں۔

قرآن سے حج کی فرضیت کا ثبوت

تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ صدر کی آیت وللّٰه على الناس الخ سے حج کی فرضیت ثابت ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ اس شخص پر جو کعبۃ اللہ تک پہونچنے پر قادر ہو اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج فریضہ محکمہ ہے جس کی فرضیت کتاب اللہ کی آیت شریفہ "وللّٰه على الناس حج البيت" الخ سے ثابت ہے۔

حج عمر بھر میں ایک بار فرض ہے

ہدایہ میں لکھا ہے کہ حج تمام عمر میں صرف ایک بار فرض ہے، اس لیے کہ حج کی فرضیت کا سبب بیت اللہ ہے اور وہ ایک ہے اور علم اصول کا قاعدہ ہے کہ جب تک سبب کی تکرار نہ ہو واجب کی تکرار نہیں ہوتی اھ، حج کے عمر بھر میں ایک بار فرض ہونے پر مسلم کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے تو تم حج کرو، ایک صاحب نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال ہم پر حج فرض ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا، یہاں تک کہ اس شخص نے تین مرتبہ یہ سوال دہرایا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر تمہارے اس سوال پر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جاتا جس کی تم طاقت نہ رکھتے۔

عورت کے لیے محرم کی ضرورت اور اس کے اسباب

صدر کی آیت میں ارشاد ہے: من استطاع اليه سبيلا یعنی حج اس شخص پر فرض ہے جو کعبۃ اللہ تک پہونچنے کی قدرت رکھتا ہو۔ فتح القدیر میں لکھا ہے کہ عورتوں سے یہ حکم متعلق نہ ہوگا اگر عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا محرم نہ ہو، اس لیے کہ عورت تنہا سفر کے دوران بغیر کسی سہارے کے سواری وغیرہ پر اتر چڑھ نہیں سکتی جب تک کہ کوئی اس کو سہارا دے کر نہ اتارے اور نہ چڑھائے اور محرم یا

شوہر کے سوا کوئی اس کو نہ سواری پر چڑھا سکتا ہے اور نہ اتار سکتا ہے۔اس وجہ سے تمام عورتیں محرم یا شوہر کی معیت کے بغیر حج پر قادر نہیں ہو سکیں گی' اگر بعض عورتیں بغیر شوہر یا محرم کے سواری پر اترنے اور چڑھنے پر قادر ہوں تو بھی ایسے موقعوں پر عورت کی ایڑھیاں' پیر' پنڈلیاں اور کلائیوں کے کھل جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور محرم کی ضرورت ایسے ہی موقعوں کے لیے ہے کہ وہ عورت کی ستر پوشی کا خیال رکھے' فتح القدیر کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

علاوہ ازیں حج کے سفر میں شوہر یا محرم کی ضرورت اس وجہ سے بھی ہے کہ دوران سفر میں اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمارداری اٹھانے اور کھلانے پلانے وغیرہ کا کام سوائے شوہر یا محرم کے غیر شخص نہیں کر سکتا۔اسی وجہ سے شوہر یا محرم کے بغیر عورت حج کے سفر پر قادر نہیں ہو سکے گی۔

٢٩٦٤ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحَجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلَاثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک مرتبہ خطبہ کے دوران میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! تم پر (بیت اللہ کا) حج فرض کیا گیا ہے اس لیے تم حج کرو۔ یہ سن کر ایک صاحب نے دریافت کیا' یارسول اللہ! کیا ہم ہر سال حج کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس سوال کو سن کر) خاموش رہے' یہاں تک کہ انہوں نے اس سوال کو تین مرتبہ دہرایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (سنو) اگر میں تمہارے سوال پر) ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال تم پر) حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (خبردار! جب تک میں خود کسی حکم کو بیان نہ کروں) تم مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو جب تک کہ میں خود تم کو نہ چھوڑ دوں [1] اس لیے کہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے انبیاء سے اختلاف اور کثرت سوال ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔لہذا میں تم کو جب کسی کام کا حکم دوں تو اپنی قوت کے مطابق اس کو ادا کرو' اور جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] مجھ سے یہ نہ پوچھو کہ یہ فعل کیسا ہے اور کتنی بار ہے؟ جب تک میں تم کو اس کا حکم نہ دوں۔

ف: واضح ہو کہ حج امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک علی الفور فرض ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو حج کا ارادہ کرے اس کو چاہیے کہ حج کرنے میں جلدی کرے' اس لیے کہ کبھی کوئی بیماری آ جاتی ہے اور سواری گم ہو جاتی ہے اور کوئی ضرورت درپیش ہو جاتی ہے اھ یعنی احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات درپیش ہوں اور حج نہ کر سکے اور مر جاوے تو گویا وہ ایک فرض کا تارک ہو کر مرا۔اس لیے جیسے ہی حج فرض ہو تو دوسرے سال تک تاخیر نہ کرے' بلکہ اسی سال حج کرے۔

٢٩٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَقَامَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ اَفِيْ كُلِّ عَامٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَوْ قُلْتُهَا نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ لَمْ تَعْمَلُوْا بِمَا وَلَمْ تَسْتَطِيْعُوْا وَالْحَجُّ مَرَّةً فَمَنْ زَادَ فَتَطَوَّعَ رَوَاهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے' یہ سن کر اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دوں تو تم پر (ہر سال حج) واجب ہوتا (اس کا ادا کرنا ہر سال فرض ہو جاتا) اور (ہر سال) حج واجب ہو جائے تو تم (ہر سال) حج نہیں کر سکتے اور اس کی قدرت بھی نہیں

أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ ابْنُ الْهُمَّامِ وَرَوَاهُ الدَّارُقُطْنِي فِي سُنَنِهِ وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَقَالَ الشُّمُنِيُّ وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

رکھ سکتے (یاد رکھو!) حج عمر بھر میں (صرف) ایک بار (فرض) ہے اور جو شخص اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا۔ اس کی روایت امام احمد نسائی اور دارمی نے کی ہے اور ابن ہمام نے کہا ہے کہ اس کی روایت دارقطنی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے اور شمنی نے کہا ہے کہ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

٢٩٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَعَجَّلْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ (حج کے ادا کرنے میں جلدی کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حج علی الفور فرض ہے جیسا کہ بذل المجہود میں مذکور ہے اور مرقات میں لکھا ہے کہ صحیح ترین قول یہ ہے کہ حج علی الفور واجب ہے اور یہ قول امام ابو یوسف اور امام مالک رحمہما اللہ کا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی مروی ہے اور امام ابوحنیفہ کی ایک دوسری روایت یہ ہے کہ حج علی التراخی فرض ہے یعنی فرضیت کے دوسرے سال بھی حج ادا کیا جا سکتا ہے اور امام شافعی بھی علی التراخی فرضیت کے قائل ہیں اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حج کے فرض ہونے کے بعد اس صورت میں تاخیر جائز ہے جب کہ حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو یعنی اگر حج فرض ہونے کے بعد حج ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ گنہگار ہو گا۔

ائمہ کرام کے درمیان حج کی فرضیت علی الفور یا علی التراخی کا جو اختلاف ہے اس کا اثر یہ ہے کہ جن حضرات کے نزدیک حج علی الفور واجب ہے تو فرضیت کے بعد فوراً حج ادا نہ کرنے والا فاسق ہوگا اور اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ اس کے برخلاف جن ائمہ کے نزدیک حج علی التراخی واجب ہے ان کے نزدیک فرضیت حج کے بعد تاخیر سے حج ادا کرنے والا فاسق نہ ہوگا اور اس کی گواہی بھی قبول ہوگی۔ لیکن اگر حج کے فرض ہونے کے بعد حج ادا کرنے سے پہلے وہ مر جائے تو بالاتفاق ایسا شخص سب کے نزدیک گنہگار رہوگا۔ یہ تحقیق علامہ شمنی رحمہ اللہ نے بیان فرمائی ہے۔ اھ۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ حج فرض ہونے کے بعد چاہیے کہ حج فوراً ادا کر لیا جائے۔

٢٩٦٧ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِيْلُ قَالَ الزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَتَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ ثُمَّ اَخْرَجَهُ كَذٰلِكَ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَرَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مِنْ طَرِيْقٍ اُخْرٰى صَحِيْحَةٍ عَنِ الْحَسَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ''وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا'' کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبیل سے کیا مراد ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ توشہ اور سواری (یعنی آمد و رفت کھانے اور مصارف سفر اور واپسی تک اہل و عیال کا نفقہ) اس کی روایت حاکم نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط کے موافق صحیح ہے اور ان دونوں حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے اور حماد بن سلمہ نے بھی قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح اس کی تخریج کی ہے اور حماد بن سلمہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور

مُرْسَلًا وَّفِي الْبَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ مَرْفُوْعًا مِّنْ طُرُقٍ يُّقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا فَتَصْلُحُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهَا وَلِهٰذَا حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّهُ قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا اَلسَّبِيْلُ الصِّحَّةُ.

سعید بن منصور نے بھی صحیح طرق سے حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت کی ہے اور اس بارے میں حضرات ابن عمر، ابن عباس، ام المؤمنین عائشہ، جابر، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً روایتیں کیں ہیں جن سے ایک دوسرے کی تائید ہوتی ہے اور اسی وجہ سے امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے اور ابن جریر کی روایت میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ آیت مبارکہ "مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" میں سبیل سے مراد صحت بدن ہے۔

ف: صدر کی حدیث شریف میں حج کے بارے میں جو آیت مذکور ہے اس میں "مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" ارشاد ہے اس سلسلہ میں تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حج ہر اس شخص پر فرض ہے جس میں استطاعت ہو البتہ استطاعت کے بارے میں ائمہ کرام کے نزدیک اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک استطاعت سے مراد زاد اور راحلہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک استطاعت سے مراد یہ ہے کہ صحت بدن، پیدل چلنے پر قدرت اور ایسا ذریعہ معاش جس سے زاد اور راحلہ حاصل ہو سکتا ہو ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صحت بدن زاد اور راحلہ پر قدرت اور راستہ کا امن استطاعت میں داخل ہیں۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضور ﷺ نے حدیث شریف میں استطاعت کی تفسیر میں صرف زاد اور راحلہ کا جو ذکر فرمایا ہے وہ اس لیے ہے کہ زاد اور راحلہ اصل ہے اور دوسرے شرائط پر مقدم ہے۔ یہ مضمون بیضاوی، تفسیر حسینی، مدارک اور تفسیرات احمدیہ سے ماخوذ ہے اھ۔ اور فتح اللہ المعین میں لکھا ہے کہ شرائط حج کی تین قسمیں ہیں (۱) شرائط وجوب (۲) شرائط ادا (۳) شرائط صحت حج۔

(۱) شرائط وجوب میں عقل، بلوغ، اسلام، حریت (یعنی غلام پر حج فرض نہیں ہے) وقت، استطاعت اور حج کے فرض ہونے کا علم یہ سب چیزیں داخل ہیں۔

(۲) شرائط ادا میں صحت بدن ہے (یعنی نابینا، اپاہج، معذور، دونوں پیروں کے کٹے ہوئے شخص اور ایسا بوڑھا جو سواری پر نہ بیٹھ سکے، پر حج فرض نہیں ہے) ظاہری موانع کا (مثلاً دشمن کا خوف) نہ ہونا، اور راستہ کا امن ہے جس میں جان و مال کی سلامتی کا یقین ہو، اور عورت کے لیے عدت کا نہ ہونا، اور شوہر یا محرم کا ساتھ ہونا ہے۔

(۳) شرائط صحت حج میں حج کا احرام، حج کے مہینے اور کعبۃ اللہ میں حج کے لیے حاضر ہونا ہیں۔

٢٩٦٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُوْجِبُ الْحَجَّ قَالَ اَلزَّادُ وَالرَّاحِلَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! حج کب فرض ہوتا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زاد اور راحلہ (توشہ اور سواری مہیا ہو تو حج فرض ہوتا ہے)۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

٢٩٦٩ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اتنا توشہ (زاد راہ) اور سواری رکھتا ہو کہ بیت اللہ تک ان کے ذریعہ پہنچ سکے اور اس کے باوجود بھی وہ حج نہ کرے تو

يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَّذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَّهِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَجْهُوْلٌ وَّالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ اللَّخْمِيُّ قَدْ جَاءَ بِاِسْنَادٍ اَصَحَّ مِنْهُ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَدْ اَخْطَاَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ بِالْوَضْعِ اِذْ لَا يَلْزَمُ مِنْ جَهْلِ الرَّاوِيْ وَضْعُ الْحَدِيْثِ وَقِيْلَ قَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ وَالْحَدِيْثُ اِذَا رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ وَّاِنْ كَانَ ضَعِيْفًا يُّقَوِّيْ عَلَى الظَّنِّ صِدْقَهٗ ذَكَرَ الطِّيْبِيُّ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ مِّنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کچھ حرج نہیں ہے اور یہ (وعید) اس لیے ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے ارشاد فرمایا: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" (بیت اللہ کا حج لوگوں پر فرض ہے جب کہ وہ مصارف سفر کے مالک ہوں) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور عراقی نے کہا ہے کہ ابن عدی نے اس کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حج پر قدرت رکھنے کے باوجود تارک حج کو یہود اور نصاریٰ سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ عرب کے مشرکین شرک کے باوجود حج کیا کرتے تھے اور یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے تھے۔ (مرقات)

٢٩٧٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا الْحَاجُّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْحَجِّ اَفْضَلُ قَالَ الْعَجُّ وَالثَّجُّ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا السَّبِيْلُ قَالَ زَادٌ وَّرَاحِلَةٌ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ الْفَصْلَ الْاَخِيْرَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) حاجی کی کیا صفت ہے؟ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غبار آلود سر اور پریشان بال (مناسک حج کی ادائیگی میں جو زینت کو چھوڑے ہوئے ہو) پھر ایک دوسرے صحابی نے عرض کیا، یارسول اللہ! حج میں کونسی باتیں زیادہ ثواب رکھتی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: بلند آواز کے ساتھ لبیک کہتے رہنا اور قربانی کے خون کا بہانا، پھر ایک اور صحابی نے دریافت کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبیل کے کیا معنی ہیں؟ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: توشہ اور سواری اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت اپنی سنن میں کی ہے۔ البتہ! ابن ماجہ نے آخری فقرہ کو بیان نہیں کیا۔

٢٩٧١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَحُجُّوْنَ فَلَا يَتَزَوَّدُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ فَاِذَا قَدِمُوْا مَكَّةَ سَاَلُوا النَّاسَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ یمن کے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب وہ حج کے لیے آتے تو اپنے ساتھ توشہ نہیں رکھتے تھے اور یوں کہتے کہ ہم تو متوکل ہیں، جب وہ مکہ میں آتے تو لوگوں سے مانگنے لگتے تو اللہ تعالیٰ نے (البقرہ:۲۵) کی یہ آیت نازل فرمائی، جب تم سفر کے لیے گھر سے نکلو تو اپنے ساتھ توشہ (اور تمام مصارف) لے لیا کرو، اس لیے کہ

بہترین توشہ تقویٰ ہے۔[1] (بخاری)

[1] یعنی بہترین تقویٰ یہ ہے کہ لوگوں سے سوال کرنے سے بچو اور برائیوں سے دُور رہو۔

۲۹۷۲ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَمْنَعْهُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَةٌ ظَاهِرَةٌ اَوْسُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْمَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ فَلْيَمُتْ اِنْ شَاءَ يَهُوْدِيًّا وَّاِنْ شَاءَ نَصْرَانِيًّا رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ظاہری حاجت (یعنی زادراہ اور سواری یا ظالم بادشاہ کا خوف) یا مہلک مرض (جیسے فالج یا نابینائی) کی وجہ سے حج کو نہ جا سکے (تو یہ معاف ہے) البتہ! جس شخص کو ان تینوں میں سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور (وہ حج کرنے سے پہلے) مر جائے تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے۔ یا نصرانی ہو کر مرے' اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

۲۹۷۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَيْهِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْحَاكِمِ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا صَبِيٍّ حَجَّ ثُمَّ بَلَغَ الْحِنْثَ فَعَلَيْهِ اَنْ يَّحُجَّ حَجَّةً اُخْرٰى وَاَيُّمَا عَبْدٌ حَجَّ ثُمَّ اُعْتِقَ فَعَلَيْهِ اَنْ يَّحُجَّ حَجَّةً اُخْرٰى قَالَ الْحَاكِمُ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحاء میں (جو مدینہ منورہ سے چالیس میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے) ایک قافلہ ملا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہیں' ان لوگوں نے بھی دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں! پھر قافلہ کی ایک عورت نے اپنے کم سن بچے کو دکھا کر پوچھا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ کہ اس بچہ پر حج فرض نہیں' اگر اس کو حج کرایا جائے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! (اس کا یہ حج نفل ہوگا اور اس کو نفل حج کا ثواب ملے گا۔ البتہ حج کرانے کا) تم کو بھی ثواب ملے گا' اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور حاکم کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے اس طرح مروی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی نابالغ بچہ حج کرے اور (حج کرنے کے بعد) بالغ ہو تو اس پر (استطاعت کی صورت میں) فرض ہے کہ پھر دوسری بار حج ادا کرے اور جو کوئی غلام حج کرے اور (حج کرنے کے بعد) اس کو آزادی ملے تو اس پر بھی (بشرط) استطاعت فرض ہے کہ وہ پھر دوسرا حج ادا کرے' حاکم نے اس کی روایت کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور ان دونوں حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

نابالغ' نادار اور غلام کے حج کرنے کے مسائل

واضح ہو کہ درمختار' عالمگیری اور عمدۃ الرعایہ میں مذکور ہے کہ بچہ یا غلام حج کا احرام باندھ لیں اور حج ادا کر لیں تو ان کا یہ حج نفل ہو گا' فرض حج نہیں ہوگا' اس لیے کہ بچہ اور غلام پر حج فرض نہیں۔ پھر جب بچہ بالغ ہو جائے یا غلام آزاد ہو جائے اور ان میں حج کی

استطاعت ہو تو ان کو حج فرض ادا کرنا ضروری ہوگا اور فقہاء کرام نے یہ بھی صراحت کی ہے کہ بچہ جب حج کر رہا ہو تو ولی کو چاہیے کہ بچہ کو بھی بڑوں کی طرح میقات سے احرام بندھوائے اور بچہ کی طرف سے ولی لبیک کہے اور بچہ کو ممنوعات احرام سے بچاتا رہے۔ اھ اور اگر نابالغ بچہ وقوف عرفات سے پہلے بالغ ہو جائے اور میقات پر پہنچ کر فرض حج کی نیت سے جدید احرام باندھ لے اور مناسک حج کی تکمیل کرے تو فرض حج اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گا اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی نادار اور مفلس شخص کسی طرح حج کے دنوں میں کعبۃ اللہ پہنچ جائے اور حج کے مناسک ادا کرے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اور بعد ازاں وہ غنی ہو جائے تو اس کو پھر سے حج فرض ادا کرنا ضروری ہوگا اور اگر غلام نے اپنے مالک کے ساتھ نفل حج کی نیت سے احرام باندھا تھا اور وقوف عرفات سے پہلے آزاد ہو گیا تو اس کو چاہیے کہ سابقہ نفل حج کی نیت ہی سے مناسک حج کی تکمیل کرے اور اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ نفل احرام کو توڑ کر میقات سے فرض حج کی نیت سے احرام باندھے البتہ! بشرط استطاعت اس کو آئندہ فرض حج کی تکمیل کرنا ضروری ہوگا۔

٢٩٧٤ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (یمن کے قبیلہ) بنوخثعم کی ایک خاتون نے دریافت کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ پر ایسی حالت میں حج فرض ہوا جب کہ وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہیں سکتے (یعنی سفر کے قابل نہیں ہیں) کیا میں ایسی صورت میں ان کی طرف سے حج کرلوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! ایسی صورت میں تم ان کی طرف سے حج کر سکتی ہو۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر پیش آیا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا معذور اور عاجز شخص جو اپنی صحت سے مایوس ہو' اس کی طرف سے حج بدل کرنا درست ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرد کی طرف سے عورت کو اور عورت کی طرف سے مرد کو حج بدل کرنا درست ہے' اور اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسا شخص جس پر حج واجب ہے اور خود سفر حج کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ دوسرے سے حج بدل کرا سکتا ہے۔ (نہایہ' مرقات' اشعۃ اللمعات)

٢٩٧٥ - وَعَنْهُ قَالَ اَتَى رَجُلٌ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُخْتِىْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَاِنَّهَا مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاقْضِ دَيْنَ اللّٰهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ فِى الْمِرْقَاتِ مَعْنَى الْحَدِيْثِ عِنْدَنَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى اَنَّ الْاِحْجَاجَ يَجِبُ عَلَى الْوَارِثِ اِذَا اَوْصَى الْمَيِّتُ مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ وَاِلَّا فَيَكُوْنُ تَبَرُّعًا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور (نذر پوری کرنے سے پہلے) اس کا انتقال ہو گیا (کیا میں اس کی طرف سے حج کی یہ نذر پوری کر سکتا ہوں؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کیا اگر اس پر قرض ہوتا تو تم اس کو ادا کرتے؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں! ادا کر دیتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قرض کو ادا کرو کہ اس کا ادا کرنا زیادہ مناسب ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: صاحب مرقات نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ میت کی طرف اس کے تہائی مال سے حج کروانا اس صورت میں میت کے ورثاء پر میت کی طرف سے ضروری نہیں' بلکہ مستحب ہے۔ عمدۃ القاری میں اس بارے میں لکھا ہے کہ امام اعظم

رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر حج فرض ہو تو ورثاء پر ضروری نہیں کہ اس کا حج بدل کروائیں' خواہ اس نے حج کروانے کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اگر اس نے حج کروانے کی وصیت کی تھی تو اس کے ایک تہائی مال سے حج کروایا جائے اگر ایک تہائی مال سے حج کروایا جا سکتا ہے تو ورثاء پر واجب ہے کہ میت کی وصیت پوری کریں اور حج بدل کروا دیں۔ اگر ایک تہائی مال سے اس کے وطن سے حج بدل ممکن نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اس کی وصیت باطل ہو جائے گی' لیکن مستحب یہ ہے کہ مال جہاں سے بھی کفایت کرے' اس مقام سے اس کا حج بدل کروا دیں اور اگر کسی مقام سے بھی حج بدل کے لیے اس کا تہائی مال کافی نہ ہو تو اس کی وصیت باطل ہو جائے گی اور یہ ایک تہائی مال بھی ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس لیے کہ حج عبادت ہے اور عبادت میں اختیار اور اس کے ادا کرنے کی نیت ضروری ہے۔

٢٩٧٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ سَفَرًا يَّكُوْنُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَصَاعِدًا اِلَّا وَّمَعَهَا اَبُوْهَا اَوْ اِبْنُهَا اَوْ زَوْجُهَا اَوْ اَخُوْهَا اَوْ ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ لَفْظٍ لِّلْبُخَارِیِّ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبَزَّارِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَحُجُّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا نَبِیَّ اللّٰهِ اِنِّیْ اُكْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَةِ كَذَا وَامْرَاَتِیْ حَاجَّةٌ قَالَ ارْجِعْ فَحُجَّ مَعَهَا وَرَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ اَيْضًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّلَفْظُهٗ لَا تَحُجَّنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ وَّرَوَی الطَّبْرَانِیُّ عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَحُجَّ اِلَّا مَعَ زَوْجِهَا اَوْمَحْرَمٍ وَّفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُسَافِرُ امْرَاَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ اِلَّا وَمَعَهَا ذُوْمَحْرَمٍ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر اس عورت کے لیے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو' جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن یا اس سے زیادہ مدت کے لیے (تنہا) سفر کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ یا بیٹا یا شوہر یا بھائی یا کوئی محرم ہو (محرم وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو) اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی روایت میں صرف تین دن کا ذکر ہے (تین دن کے سفر پر جائے تو محرم کو ساتھ رکھے) اور بزار کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے (یہ سن کر) ایک صحابی نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرا نام فلاں غزوہ میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی نے حج کا ارادہ کر لیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لیے چلا جا' اور دار قطنی نے بھی ابن جریج سے روایت ان الفاظ کے ساتھ کی ہے کہ کوئی عورت بغیر محرم کے ہرگز حج کے لیے نہ جائے اور طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ حج کے لیے جائے جب کہ اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی محرم نہ ہو' اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت ایک دن رات کے سفر پر روانہ ہو جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو۔

سفر مختصر ہو یا طویل عورت بغیر محرم کے نہ جائے

بنایہ میں لکھا ہے کہ علامہ محب الدین طبری نے فرمایا ہے کہ سفر میں عورت کے ساتھ محرم یا شوہر کے مشروط ہونے پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرات محدثین کے قول کی موافقت فرمائی ہے اور ان محدثین کرام میں حضرات ابراہیم نخعی' حسن بصری' سفیان ثوری' ابو ثور'

ابن حنبل، اسحاق بن راہو یہ رحمہم اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول بھی یہی ہے اور علماء شوافع میں سے امام بغوی رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ عورت کے سفر کے لیے محرم کا مشروط قرار دینا زیادہ مناسب ہے۔

علاوہ ازیں صدر کی حدیث میں حضور انور ﷺ نے عورت کے ساتھ سفر میں محرم کے ساتھ رہنے پر دنوں کی مختلف تعداد ارشاد فرمائی ہے بعض حدیثوں میں تین دن، تین رات، بعض میں ایک دن ایک رات بعض میں ایک دن اور بعض حدیثوں میں صرف ایک رات کا ذکر ہے۔ واضح رہے کہ یہ اختلاف سائلین کے سوال کے لحاظ سے ہے جیسا جس نے سوال کیا حضور ﷺ نے ویسا ہی جواب ارشاد فرمایا، اسی کے پیش نظر قول راجح یہ ہے کہ خواہ سفر مختصر ہو یا طویل، عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، چنانچہ شرح اللباب میں یہ صراحت ہے کہ فساد زمانہ کے لحاظ سے اسی پر فتویٰ مناسب ہے۔

٢٩٧٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ (دین اسلام میں) کونسا عمل بہت بہتر ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ (دل سے) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا (کہ یہ دل کا عمل ہے) پھر عرض کیا گیا اس کے بعد کونسا عمل (سب سے) بہتر ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ، پھر عرض کی گئی کہ اس کے بعد کون سا عمل سب سے بہتر ہے۔ فرمایا (اس کے بعد) حج مقبول (سب سے بہتر عمل ہے)۔ (بخاری و مسلم)

حج مبرور کی علامات

واضح ہو کہ حج مبرور کے بارے میں درمنثور میں علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اصبہانی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے، ان سے دریافت کیا گیا کہ حج مبرور کیا ہے تو آپ نے جواب دیا کہ حج کرنے کے بعد حاجی میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت بڑھ جائے اور حج مبرور کی نشانی یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کا حال بدل جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور عبادات کی پابندی کرے اور منکرات اور منہیات سے بچتا رہے اور جن گناہوں کو حج سے پہلے کرتا تھا ان کو چھوڑ دے۔ اشعۃ اللمعات میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

کون سا عمل کس وقت بہتر ہے؟

حج مبرور کے بارے میں صاحب ردالمحتار نے رحمتی کے حوالہ سے ایک بڑی واضح تقریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یوں تو ہر عبادت کا الگ الگ ثواب اور مرتبہ متعین ہے، لیکن حالات کے اعتبار سے جس عمل کی ضرورت ہو اور جس کا نفع عام ہو وہی افضل اور اعلیٰ قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ ایک روایت یہ ہے کہ ایک حج دس غزوات سے افضل ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ ایک غزوہ دس حج سے افضل ہے تو اس کا تعلق نفل اعمال سے اور اشخاص کے حالات سے ہوگا مثلاً ایک شخص بڑا بہادر ہے اور جنگوں میں مہارت رکھتا ہے تو ایسے شخص کے لیے نفل حج سے جہاد افضل ہے، اس کے برخلاف ایک ایسا شخص ہے جو دلیر نہیں ہے اور جہاد میں کام نہیں کر سکتا تو اس کے لیے جہاد سے حج کرنا افضل ہے اور سرحدوں پر رباط ضرورت ہے تو صدقات اور نفل حج سے افضل یہ ہے کہ رباط بنائے جائیں اور قوم میں غرباء کی کثرت ہے یا نیک لوگ محتاج ہیں یا سادات کرام غربت میں مبتلا ہیں تو ان حالات میں نفل عمروں اور نفل حج سے بہتر یہ ہے کہ اپنے مال کو ان حضرات پر خرچ کرے۔

13

۲۹۷۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُ كُنَّ الْحَجُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر جانے کی اجازت طلب کی (کہ اگر آپ حکم دیں تو میں بھی جہاد کے لیے نکلوں) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا کہ تم خواتین کے لیے حج کا سفر ہی جہاد ہے (اس لیے تم عورتوں کو جہاد کے لیے نکلنے کی ضرورت نہیں) اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۲۹۷۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے حج کرے اور دوران حج میں (بحالت احرام) اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے اور (دوران سفر اپنے ساتھیوں سے) بیہودہ کلام یا لڑائی جھگڑا نہ کرے اور کبائر سے بچتا رہے تو وہ حج کرنے کے بعد (گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے) جیسا کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے وقت پاک وصاف تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حج سے کون سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور کون سے گناہ معاف نہیں ہوتے؟

واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے کئی فوائد معلوم ہوتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ سفر حج خالصۃ للہ ہو جس میں دکھاوا اور دوسرے دنیوی اغراض شامل نہ ہوں البتہ! حج کے سفر میں ضمنی طور پر تجارت کا بھی جواز ہے لیکن اگر مقصد اصلی حج سے تجارت ہے یا حج اور تجارت دونوں مساوی درجہ میں ہیں تو یہ اخلاص کے خلاف ہوگا اور حج کا ثواب کم ہوگا اور اگر مقصد اصلی حج ہے اور تجارت محض تابع ہے تو یہ اخلاص کے خلاف نہ ہوگا اور اگر نیت یہ ہو کہ تجارت نفع سے حج میں اعانت ہوگی تو تجارت میں بھی ثواب ملے گا۔ جیسا کہ بیان القرآن میں مذکور ہے۔

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ خالصۃ للہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا وہ اپنی پیدائش کے دن پاک تھا۔

اس بارے میں یہ واضح رہے کہ گناہوں کی دو قسمیں ہیں ایک صغائر دوسرے کبائر۔ پھر کبائر کی بھی دو قسمیں ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد حج سے صغائر بالاتفاق معاف ہو جاتے ہیں۔ البتہ! کبائر میں حقوق العباد جیسے قرض بغیر ادائیگی کے معاف نہ ہوگا اور اسی طرح حقوق اللہ میں تارک نماز اور تارک زکوۃ کو اپنی فوت شدہ نمازیں اور واجب الاداء زکوۃ بھی ادا کرنی پڑے گی البتہ! حج سے نمازوں اور زکوۃ کی ادائیگی میں جو تاخیر ہوئی ہے اس تاخیر کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

۲۹۸۰ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ الْحَاجُّ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حج کو آنے والے اور عمرہ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور اگر وہ گناہوں کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش

دیں گے۔

٢٩٨١ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثٌ اَلْغَازِیْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مہمان تین شخص ہیں۔ (۱) جہاد کرنے والا (۲) حج کرنے والا (۳) عمرہ ادا کرنے والا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٩٨٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب تم کسی حاجی سے ملو (جو حج سے فارغ ہو کر واپس ہو رہا ہو تو تم اس کے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے) اس کو سلام کرو اور (ازراہ تواضع اور اکرام) اس سے مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لیے دعاء مغفرت کی درخواست کرو اس لیے کہ وہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے (راہ خدا کا مسافر ہے) اور وہ گناہوں سے پاک وصاف ہے اور جس کے لیے وہ دعا مغفرت کرے گا۔ اس کی بھی مغفرت کر دی جائے گی۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

مجاہد اور دین کا طالب علم بھی حاجی کے حکم میں ہے

واضح ہو کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حاجی کے حکم میں عمرہ ادا کرنے والا جہاد کرنے والا اور دین کا طالب علم بھی داخل ہے یہ حضرات بھی اللہ تعالیٰ کی راہ کے مسافر ہیں گھر سے نکل کر گھر واپس ہونے تک سفر کے حکم میں ہوتے ہیں تو یہ حضرات بھی جب ان کاموں سے فارغ ہو کر گھر واپس ہوں تو گھروں میں داخل ہونے سے پہلے ان سے سلام اور مصافحہ کے بعد دعاء مغفرت کروائی جائے اس لیے کہ یہ بھی مغفورین ہیں۔

٢٩٨٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْ غَازِيًا ثُمَّ مَاتَ فِیْ طَرِيْقِهٖ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَجْرَ الْغَازِیْ وَالْحَاجِّ وَالْمُعْتَمِرِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص حج یا عمرہ یا جہاد کے ارادے سے اپنے گھر سے نکلے اور راستہ ہی میں وفات پا جائے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے جہاد، حج اور عمرہ کا ثواب لکھ دیتے ہیں (اور دین کا طالب علم بھی اسی حکم میں ہے) اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٢٩٨٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِیِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ فِی السَّنَةِ كُلِّهَا اِلَّا اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک عمرہ سے دوسرا عمرہ کرنے کے درمیان جتنے (صغیرہ) گناہ ہوئے ہوں وہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج مقبول کا بدلہ جنت ہی ہے بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت اس طرح کی ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ عمرہ سال تمام میں ہر وقت ادا کیا سکتا ہے سوائے ان چار دنوں کے جو یہ ہیں: نویں، دسویں، گیارھویں اور بارھویں

ذٰلِكَ وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّيْنِ فِي الْإِمَامِ رَوٰى نَافِعٌ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ الْبَحْرُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ خَمْسَةَ اَيَّامٍ يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَثَلَاثَةُ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اِعْتَمِرْ قَبْلَهَا اَوْبَعْدَهَا مَا شِئْتَ.

ذوالحجہ[1] اور علامہ شیخ تقی الدین نے امام میں کہا ہے کہ حضرت نافع اپنے استاذ حضرت طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ بحر یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ (حاجی کے لیے ان پانچ دنوں میں عمرہ ادا کرنا جائز نہیں ہے) وہ پانچ دن یہ ہیں' نویں' دسویں اور ایام تشریق کے تین دن یعنی گیارھویں' بارھویں اور تیرھویں ذوالحجہ' اور اگر تم عمرہ ادا کرنا چاہو تو ان پانچ دنوں سے پہلے یعنی آٹھویں ذوالحجہ تک یا ان پانچ دنوں کے بعد یعنی تیرھویں ذوالحجہ کے بعد عمرہ ادا کر سکتے ہو۔

[1] ان چار دنوں میں حاجی کے لیے عمرہ ادا کرنا جائز نہیں ہے البتہ! ایسا حاجی جس کا حج فوت ہو چکا ہو' وہ ان دنوں میں بھی عمرہ ادا کر سکتا ہے۔

پانچ دنوں کے سوا عمرہ تمام سال کیا جا سکتا ہے

حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ سال تمام میں کسی وقت بھی ادا کیا جا سکتا ہے' سوائے ایام حج کے یعنی نویں سے تیرھویں ذوالحجہ تک' ان پانچ دنوں میں عمرہ ادا کرنا مکروہ ہے' اس لیے کہ یہ مناسک حج کے ایام ہیں۔

عمرے ادا کرنے کی فضیلت

صدر کی حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمر میں کئی عمرے ادا کرنا چاہئیں تا کہ گناہوں سے مسلمان پاک وصاف ہوتا رہے' اس وجہ سے حدیث شریف میں عمرے ادا کرنے کی فضیلت ارشاد فرمائی گئی ہے کہ دو عمروں کے درمیان تمام صغائر معاف ہو جاتے ہیں اور رمضان المبارک میں عمرہ ادا کرنا بڑی فضیلت اور ثواب کا باعث ہے' اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان میں عمرہ ادا کرنے والے کا رتبہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے میرے ساتھ حج ادا کیا۔

۲۹۸۵ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجَّةِ الْمَبْرُوْرَةِ ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ اِلٰى قَوْلِهٖ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حج اور عمرہ کے درمیان متابعت اختیار کرو' اس لیے کہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کی کھوٹ دُور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس حدیث کو ترمذی' نسائی نے روایت کیا ہے اور اس کو روایت کیا ہے احمد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول: ''خَبَثَ الْحَدِيْدِ'' تک۔

۲۹۸۶ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ اِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةٌ مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْجِعِرَّانَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار مرتبہ عمرے کی نیت سے احرام باندھا اور وہ سب کے سب ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہوئے' سوائے اس عمرہ کے جس کو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحجہ کے مہینہ میں حج کے ساتھ ادا فرمایا (ان عمروں کی تفصیل یہ ہے) پہلے عمرہ کا احرام آپ نے مقام حدیبیہ سے ذوالقعدہ کے

حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

مہینہ میں باندھا اور دوسرا عمرہ (صلح حدیبیہ) کے بعد والے سال میں ذوالقعدہ کے مہینہ میں بطور قضاء سنہ سات ہجری میں ادا فرمایا۱ تیسرا عمرہ آپ نے مقام جعرانہ سے (سنہ آٹھ ہجری میں) کیا جہاں آپ نے غزوۂ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا اور یہ عمرہ بھی ذوالقعدہ کے مہینہ میں ہوا اور چوتھا عمرہ آپ نے حجۃ الوداع کے ساتھ (سنہ دس ہجری میں ذوالحجہ کے مہینہ میں) ادا فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۱ جس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں' اس لیے کہ سال گذشتہ آپ کو مقام حدیبیہ پر عمرہ ادا کرنے سے مشرکین نے روک دیا تھا جس کو آپ نے اب ادا فرمایا۔

ف: صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے چار مرتبہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھا لیکن تین عمرے پورے ہوئے اس لیے کہ حضور ﷺ نے مقام حدیبیہ سے پہلی مرتبہ عمرہ کی نیت سے جب احرام باندھا تو اہل مکہ نے آپ کو عمرہ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی اور آپ نے اس عمرہ کی قضاء دوسرے سال ادا فرمائی' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اگر کسی عذر سے عمرہ ادا نہ کر سکے تو اس کی قضاء واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

ہجرت کے دسویں سال حضور ﷺ کے حج ادا کرنے کی وجہ

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یعنی ہجرت کے دسویں سال حج ادا فرمایا اور اس سے پہلے دو عمرے ادا فرمائے' حضور ﷺ نے حج کے ادا فرمانے میں جو تاخیر فرمائی ہے اس کے بارے میں کنز الدقائق کی شرح میں علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے جس کی فتح اللہ المعین میں تائید بھی موجود ہے کہ آیت مبارکہ ''وللّٰہ علی الناس حج البیت'' سنہ نو ہجری کے آخر میں نازل ہوئی جس سے حج فرض کیا گیا اور اس کے بعد ہی آئندہ سال بغیر تاخیر کے حضور ﷺ نے حج ادا فرمایا' اسی وجہ سے ذوالقعدہ میں حضور ﷺ نے صرف عمرے ادا فرمائے اور حج ادا نہیں فرمایا' کیوں کہ حج ابھی فرض نہیں ہوا تھا۔

۲۹۸۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حُجَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں عمرہ ادا کرنا (فضیلت اور ثواب میں) حج کے برابر ہے۔۱ (بخاری و مسلم)

۱ اور صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ بعض روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان میں عمرہ ادا کرنا میرے ساتھ حج ادا کرنے کی فضیلت رکھتا ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ رمضان میں عمرہ ادا کرنے کو حج اصغر فرمایا کرتے تھے۔

۲۹۸۸ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعُمْرَةِ اَوَاجِبَةٌ هِيَ قَالَ لَا وَاَنْ تَعْتَمِرَ فَهُوَ اَفْضَلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الصَّغِيْرِ عَنْهُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا عمرہ ادا کرنا واجب ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں (یہ واجب تو نہیں ہے البتہ) تمہارا عمرہ ادا کرنا بڑی فضیلت کی بات ہے (یعنی سنت موکدہ ہے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کی روایت دارقطنی نے بھی کی ہے اور طبرانی

۔ نے بھی اس کی روایت صغیر میں کی ہے۔

۲۹۸۹ - وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَجُّ جِهَادٌ وَّالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حج کرنا جہاد ہے اور عمرہ ادا کرنا سنت ہے اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۲۹۹۰ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلْحَجُّ فَرِيْضَةٌ وَالْعُمْرَةُ تَطَوُّعٌ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ.

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حج کرنا فرض ہے اور عمرہ ادا کرنا سنت ہے اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

۲۹۹۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمُهَلُّهٗ مِنْ اَهْلِهٖ وَكَذَاكَ وَكَذَاكَ حَتّٰى اَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باہر سے حرم میں داخل ہونے والوں کے لیے ان مقامات کو بطور میقات مقرر فرمایا ہے کہ وہ ان مقامات سے بغیر احرام کے حدود حرم میں داخل نہیں ہو سکتے' اس کی تفصیل یہ ہے اہل مدینہ (یعنی مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں) کے لیے ذوالحلیفہ [1] اہل شام یعنی ملک شام کی طرف سے آنے والوں کے لیے جحفہ (جو مکہ معظمہ سے تین منزل پر ہے) اور اہل نجد (یعنی نجد کی طرف سے آنے والوں) کے لیے قرن المنازل [2] اور اہل یمن (یعنی یمن کی طرف سے آنے والوں کے) لیے یلملم ہے [3] پس یہ مقامات ان شہروں سے آنے والوں کے لیے میقات ہیں اور یہ مقامات ان لوگوں کے لیے بھی میقات ہیں جو ان مقامات پر سے گزریں' اگرچہ کہ وہ ان شہروں کے رہنے والے نہ ہوں اور وہ حج یا عمرہ کی نیت سے ان مقامات پر سے گزر رہے ہوں اور جو لوگ ان مقامات (مذکورہ مواقیت) کے اندر رہتے ہوں وہ بھی (جب حج کا ارادہ کریں تو) اپنے گھروں سے احرام باندھیں اور اہل مکہ بھی جب حج کا ارادہ کریں تو وہ بھی مکہ معظمہ سے (یعنی اپنے گھروں ہی سے) احرام باندھیں۔[4] (بخاری ومسلم)

[1] جس کو آج کل بیئر علی کہتے ہیں' یہ مقام مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔
[2] جو مکہ معظمہ سے دو منزل پر ہے اور یہ تمام میقاتوں میں قریب ترین میقات ہے۔
[3] جو مکہ معظمہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے اور اسی کی محاذی اہل ہند بھی احرام باندھتے ہیں۔
[4] البتہ میقات کے اندر رہنے والے عمرہ کرنا چاہیں تو وہ مکہ معظمہ سے باہر جا کر (جیسے تنعیم یا جعرانہ جا کر وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں۔

ہر وہ شخص جو میقات سے گزرے' اس پر احرام باندھنا واجب ہے

واضح ہو کہ غایۃ الاوطار میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ شریف کو بزرگی عطا فرمائی ہے اور اس کو بارگاہ قدسی قرار دیا ہے اور

مسجد حرام کو اپنی جلوہ گاہ قرار دیا اور شہر مکہ کو مسجد حرام کا احاطہ بنایا اور حرم کو اس شہر مبارک کا پیشگاہ ٹھہرایا اور مواقیت کو حرم میں داخلہ کے وقت سلام اور مجرا کا مقام قرار دیا' اس لیے ہر اس شخص پر جو حرم مبارک میں داخل ہونا چاہے وہ درباری پیرھن یعنی احرام باندھ کر داخل بارگاہ ہو' چاہے اس کی نیت حج کی ہو یا عمرہ کی' یا سکونت کی یا ہجرت کی یا تجارت کی' بہرصورت اس پر احرام واجب ہے جو کعبۃ اللہ کے طواف اور سعی بین الصفاء والمروہ کے بعد کھول دیا جاتا ہے' البتہ! وہ لوگ جو میقات کے اندر رہتے ہوں ان پر احرام کی پابندی اس لیے نہیں کہ وہ اپنے کاروبار کے لیے بار بار مکہ معظمہ آتے جاتے رہتے ہیں کہ ان کو حرج ہو۔

٢٩٩٢ - وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَحْسِبُهٗ رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ مِنْ ذِی الْحُلَیْفَةِ وَالطَّرِیْقُ الْاٰخَرُ الْجُحْفَةُ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْعِرَاقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ وَّمُهَلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُهَلُّ اَهْلُ الْیَمَنِ مِنْ یَّلَمْلَمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّجَزَمَ بِرَفْعِهٖ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِیْ رِوَایَةِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّسْتَمْتِعَ بِثِیَابِهٖ اِلَی الْجُحْفَةِ فَلْیَفْعَلْ.

حضرت ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل مدینہ دوسرے راستہ سے مکہ معظمہ آئیں جو شام کی طرف سے آتا ہے تو ان کی میقات جحفہ ہوگی (جہاں سے ان کو احرام باندھنا چاہیے) اور اہل عراق کی میقات ذات عرق ہے اور اہل نجد کی میقات قرن ہے اور اہل یمن کی میقات یلملم ہے' اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور امام احمد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو مرفوع قرار دیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ (اہل مدینہ میں سے) جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ مقام جحفہ تک اپنے لباس میں رہنا چاہے تو اس کو اس بات کا اختیار ہے (وہ مدینہ منورہ سے نکل کر جحفہ تک بغیر احرام کے آسکتا ہے)۔

کسی کو دو میقاتیں ملتی ہیں تو وہ دوسری میقات سے بھی احرام باندھ سکتے ہیں

تعلیق مجید میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کے راستہ میں کسی شخص کو اگر دو میقاتیں ملتی ہوں تو اس کو اختیار ہے کہ وہ پہلی میقات سے بغیر احرام کے گزر کر دوسری میقات پر احرام باندھے اور پہلی میقات سے بغیر احرام کے گزرنے پر دم لازم نہیں آئے گا' البتہ! پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٢٩٩٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ کَمَا قَالَهُ النَّوَوِیُّ وَصَحَّحَهُ الْقُرْطُبِیُّ وَقَالَ الذَّهَبِیُّ هُوَ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ وَّقَالَ وَالَّذِیْ اِسْنَادُهٗ جَیِّدٌ وَّقَالَ الْبَیْهَقِیُّ اِنَّ فِیْ اِسْنَادِهٖ مَنْ هُوَ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ وَّقَالَ صَاحِبُ عُقُوْدِ الْجَوَاهِرِ الْمُنِیْفَةِ قُلْتُ لَیْسَ فِیْ اِسْنَادِهٖ کَذٰلِكَ فَاِنْ کَانَ فِیْهِمْ مَنْ لَّیْسَ مَعْرُوْفًا عِنْدَهٗ فَهُوَ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ غَیْرِهٖ وَقَدْ رَوَاهُ الشَّافِعِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل عراق کے لیے میقات (یعنی احرام باندھنے کی جگہ) ذات عرق مقرر فرمائی ہے' اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے سند صحیح کے ساتھ کی ہے جیسا کہ امام نووی نے فرمایا ہے اور قرطبی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے' اور امام شافعی نے بھی سند حسن کے ساتھ حضرت عطاء سے مرسلاً اس کی روایت کی ہے اور دارقطنی نے بھی اس کی روایت کی ہے اور اس کی سند بھی بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور اس کی روایت ہمارے امام اعظم' طحاوی' ابن عدی' عبدالرزاق اور بزار نے بھی اسی طرح کی ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین!

عَطَاءٍ مُرْسَلًا وَّسَكَتَ عَنْهُ اَبُوْدَاوُدَ وَهُوَ صَالِحٌ لِّلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ كَمَا تَقَرَّرَ اِنَّ مَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ صَالِحٌ لِّلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ وَرَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَسَنَدُهٗ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَرَوٰى اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَزَّارُ مِثْلَهٗ.

٢٩٩٤ - وَعَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُهَلُّ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَمُهَلُّ اَهْلِ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ وَمُهَلُّ اَهْلِ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّمُهَلُّ اَهْلِ الْمَشْرِقِ مِنْ ذَاتِ عِرْقٍ ثُمَّ اَقْبَلَ بِوَجْهِهٖ لِلْاُفُقِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَقْبِلْ بِقُلُوْبِهِمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِغَيْرِ تَرَدُّدٍ وَّفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِىْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ وَّكَذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ اَبِى الشَّعْثَاءِ اَنَّهٗ رَاَى ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَرُدُّ مَنْ جَاوَزَ الْمِيْقَاتَ غَيْرَ مُحْرِمٍ وَّرَوَاهُ ابْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا وَّرَوٰى اِسْحٰقُ بْنُ رَاهَوَيْهِ فِىْ مُسْنَدِهٖ عَنْهُ قَالَ اِذَا جَاوَزَ الْوَقْتَ فَلَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى دَخَلَ مَكَّةَ رَجَعَ اِلَى الْوَقْتِ فَاَحْرَمَ وَاِنْ خَشِيَ ان رجع اِلَى الْوَقْتِ فَاِنَّهٗ يُحْرِمُ وَيُهْرِيْقُ لِذٰلِكَ دَمًا.

حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اہل مدینہ کی میقات ذوالحلیفہ ہے اور اہل شام کی میقات جحفہ ہے اور اہل یمن کی میقات یلملم ہے اور اہل نجد کی میقات قرن ہے اور اہل مشرق کی میقات ذات عرق ہے پھر آپ نے چہرہ مبارک آسمان کی طرف کیا اور یہ دعا کی۔ اے اللہ! یہاں حاضر ہونے والوں کے دلوں کو (اپنی طرف) مائل کر لیجئے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (جو کوئی حج یا عمرہ کی نیت سے کعبۃ اللہ حاضر ہونا چاہے تو) وہ بغیر احرام کے میقات سے نہ گزرے اور طبرانی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور امام شافعی نے ابوالشعثاء سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ اس شخص کو جو بغیر احرام کے میقات پر سے گزرتا تو اس کو واپس فرما دیتے (تا کہ وہ احرام باندھ کر میقات پر سے گزرے) اور ابن ابی شیبہ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کی ہے اور اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب کوئی شخص بغیر احرام باندھے میقات پر سے گزر جائے یہاں تک کہ وہ مکہ معظمہ میں داخل ہو جائے تو وہ (دوبارہ) میقات تک واپس جائے اور احرام باندھے اور اگر اس کو اندیشہ ہو کہ اس کا میقات جا کر آنے تک (حج) فوت ہو جائے گا تو ایسی صورت میں وہ وہیں (اندرون میقات) احرام باندھ لے اور (بغیر احرام میقات پر سے گزرنے کی پاداش میں دم دے دے (بکرا ذبح کرے)۔

٢٩٩٥ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَحْلَلْنَا اَنْ نُّحْرِمَ اِذَا تَوَجَّهْنَا اِلٰى مِنًى قَالَ فَاَهْلَلْنَا مِنَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے (عمرہ کرنے کے بعد) احرام کھول دیا اور پھر (مناسک حج کی ادائیگی کے لیے) منیٰ کا قصد کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو (حج کے لیے) احرام باندھنے

الْاَبْطَحِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَنْطَلِقُوْنَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ وَّاَنْطَلِقُ بِحَجٍّ فَاَمَرَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنْ يَّخْرُجَ مَعَهَا اِلَی التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ.

کا حکم دیا۔ حضرت جابر نے فرمایا کہ ہم نے ابطح سے جو مکہ معظمہ اور منی کے درمیان ایک وادی ہے) احرام باندھ کر لبیک کہا اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فوت شدہ عمرہ کے بارے میں اس طرح روایت کی ہے کہ ام المومنین نے فرمایا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ حضرات تو حج اور عمرہ دونوں ادا کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں (حائضہ ہونے کی وجہ سے) صرف حج کر سکی ہوں اور میرا عمرہ فوت ہو گیا ہے! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے بھائی عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ مقام تنعیم تک چلیں جہاں سے مجھے عمرہ کا احرام باندھنا تھا (اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے فوت شدہ عمرہ کے بدلہ) حج کے بعد عمرہ کی قضاء کر لوں۔

عمرہ کی قضاء کا طریقہ

اس حدیث شریف سے حسب ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص میقات سے تمتع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد احرام کھول دے تو اس کو حج کا احرام باندھنے کے لیے دوبارہ میقات تک جانا ضروری نہیں' بلکہ وہ کعبۃ اللہ ہی سے حج کا احرام باندھ لے' اس کے برخلاف کسی کو نفل یا قضاء عمرہ ادا کرنا ہو تو اس کو چاہیے کہ تنعیم یا جعرانہ تک جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر مکہ معظمہ حاضر ہو' اور عمرہ ادا کرے۔

عورت احرام کی حالت میں حائضہ ہو جائے تو اس کے احکام

دوسری بات یہ ہے کہ عورت کو عمرہ احرام باندھنے کے بعد حیض آ جائے تو وہ عمرہ ادا نہ کرے گی۔ اس لیے وہ طواف کعبہ حالت حیض میں ادا نہیں کر سکتی جو عمرہ کا اہم جزو ہے' اس لیے وہ پاکی کا انتظار کرے گی' اور پاک ہونے کے بعد عمرہ ادا کرے گی اور اگر اس کے پاک ہونے تک نویں ذوالحجہ آ جائے تو وہ عمرہ کا احرام توڑ دے گی اس لیے کہ وہ ایام حج میں عمرہ ادا نہیں کر سکتی' اس لیے اب وہ حج کا احرام باندھ لے اور حج کے ارکان جیسے وقوف عرفہ اور رمی جمار وغیرہ ادا کرے۔ البتہ! پاک ہونے تک طواف زیارت ملتوی رکھے اور پاک ہونے پر طواف زیارت کر کے حج کے مناسک پورے کرے اور پھر دوبارہ تنعیم یا جعرانہ جا کر فوت شدہ عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کی قضاء کر لے۔

٢٩٩٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی اِلَی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیُّ وَاٰخَرُوْنَ وَقَالَ عَلِیٌّ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص بیت المقدس سے حج یا عمرہ کا احرام باندھے اور کعبۃ اللہ حاضر ہو کر حج یا عمرہ کرے تو اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور جنت اس کے لیے واجب ہو جاتی ہے' اس کی روایت ابن ماجہ' بیہقی اور دوسرے محدثین نے بھی کی ہے اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا کہ ان حضرات کی یہ روایت حسن ہے اور حاکم

اَلْقَارِیُّ وَمُقْتَضٰی کَلَامِهِمْ اَنَّهٗ حَسَنٌ وَّرَوَی الْحَاكِمُ فِی التَّفْسِیْرِ مِنَ الْمُسْتَدْرَكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ الْمُرَادِیِّ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَقَالَ اَنْ تُحْرِمَ مِنْ دُوَیْرَةِ اَهْلِكَ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ.

نے مستدرک کی کتاب التفسیر میں عبداللہ بن سلمہ مرادی سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ سے آیت "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ" کی تفسیر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تم (جب حج یا عمرہ کا ارادہ کرو) تو اپنے گھر سے بھی احرام باندھ سکتے ہو اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث امام بخاری اور مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے۔

احرام کہاں سے باندھنا چاہیے؟ اس کی تحقیق

واضح ہو کہ اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ احرام جتنی زیادہ دور سے باندھا جائے گا۔ اتنا ہی زیادہ ثواب کا سبب ہوگا اور احناف کے نزدیک احرام میقات سے پہلے گھر سے باندھنا افضل ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ احرام کے ممنوعات سے محفوظ رہ سکتا ہے، ورنہ افضل یہ ہے کہ میقات ہی سے احرام باندھے، البتہ اشہور حج سے پہلے حج کا احرام باندھنا مکروہ ہے، یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

بَابُ الْاِحْرَامِ وَاَلْفَاظُ التَّلْبِیَةِ — احرام باندھنے اور لبیک کہنے کا بیان

واضح ہو کہ مذہب حنفی میں احرام کے لیے دو چیزیں شرط ہیں، ایک نیت، دوسرے لبیک کہنا۔ اور جب تک احرام باندھنے والا احرام کی نیت نہ کرے اور لبیک زبان سے نہ کہے تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا اس لیے کہ لبیک بمنزلہ تکبیر تحریمہ کے ہے اور جب وہ احرام کی نیت کر لے اور زبان سے لبیک کہہ لے تو وہ شرعاً محرم ہو گیا اور اگر صرف احرام کی نیت کی ہے اور زبان سے لبیک نہ کہے تو وہ محرم نہیں ہوگا، اس لیے حاجی کو چاہیے کہ جب وہ احرام کی نیت کر کے احرام باندھ لے تو لبیک کہے۔ بحرالرائق، حاشیہ عینی بکنز الدقائق اور اگر محرم تلبیہ ماثورہ یعنی لبیک کے الفاظ نہیں ادا کر سکتا ہے تو اس کو چاہیے کہ احرام کی نیت کے ساتھ **سبحان اللّٰه یا الحمد للّٰه یا لا الٰه الا اللّٰه یا اللّٰه اکبر** کہہ لے تو احرام درست ہو جائے گا اور اگر محرم گونگا ہے تو اپنی زبان کو حرکت دے لے جیسا کہ عالمگیریہ اور ردالمحتار میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. (الحج:۲۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا: اے ابراہیم! تم لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (تمہاری عمارت مقدسہ کے پاس حج کے لیے) چلے آئیں گے پیادہ بھی (اور سوار بھی) دبلی اونٹنیوں پر (جو سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہوں اور یہ آنے والے) دور دراز راستوں سے پہنچیں گے۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو حج کے اعلان کا حکم دیا تو آپ کعبۃ اللہ کی تعمیر کے بعد مقام ابراہیم یا جبل بوقبیس پر کھڑے ہوئے اور یہ نداء دی: اے لوگو! تمہارے پروردگار نے گھر بنایا ہے اور تم کو حج کرنے کا حکم دیا تو تم حج کرو! تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی اس نداء کو ہر بندے تک پہنچایا جو قیامت تک جس کے مقدر میں حج کرنا تھا اور ان لوگوں نے اپنے اپنے اصلاب یا ارحام میں اس نداء کو سنا اور اس کے جواب میں لبیک کہا اور صاحب ہدایہ نے باب

الاحرام میں تلبیہ کے بیان کے بعد جو لکھا ہے کہ لبیک حقیقت میں صرف ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نداء کا جواب ہے' اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ. (البقرۃ:۱۹۶) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو۔ (کنزالایمان)

ف: ان دونوں (حج وعمرہ) کو ان کے فرائض وشرائط کے ساتھ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے بغیر سستی ونقصان کے کامل کرو۔ حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور کعبۃ اللہ کے طواف کا۔ اس کے لیے خاص وقت مقرر ہے جس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ حج بقول راجح ۹ھ میں فرض ہوا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ حج کے فرائض یہ ہیں: (۱) احرام باندھنا (۲) عرفہ میں وقوف کرنا (۳) طواف زیارت۔ حج کے واجبات یہ ہیں: (۱) مزدلفہ میں وقوف (۲) صفا ومروہ کے درمیان سعی (۳) رمی جمار (۴) آفاقی کے لیے طواف رجوع (۵) حلق یا تقصیر وعمرہ کے رکن طواف اور سعی ہیں اور اس کی شرط احرام وحلق ہے۔ حج وعمرہ کے تین طریقے ہیں: (۱) حج افراد وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں یا ان سے قبل میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا ان سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور دل سے اس کا قصد کرے خواہ وقت تلبیہ زبان سے اس کا ذکر کرے یا نہ کرے' اور اس کے لیے اشہر حج میں یا اس سے قبل طواف کرے' خواہ اسی سال میں حج کرے یا نہ کرے مگر حج وعمرہ کے درمیان المام صحیح کرے' اسی طرح کہ اپنے اہل کی طرف حلال ہو کر واپس ہو۔ (۲) قران یہ ہے کہ حج وعمرہ دونوں کو ایک احرام میں جمع کرلے اور وہ احرام میقات سے باندھا ہو یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل اول سے حج وعمرہ دونوں کی نیت ہو خواہ وقت تلبیہ زبان سے دونوں کا ذکر کرے یا نہ کرے' پہلے عمرہ کے افعال ادا کرے پھر حج کے (۳) تمتع یہ ہے کہ میقات سے یا اس سے پہلے اشہر حج میں یا اس سے قبل عمرہ کا احرام باندھے اور اشہر حج میں عمرہ کرے یا اکثر طواف اشہر حج میں ہوں اور حلال ہو کر حج کے لیے احرام باندھے اور اسی سال حج کرے اور حج وعمرہ کے درمیان اپنے اہل کے ساتھ المام نہ کرے۔

نوٹ: مندرجہ بالا آیت سے علماء کرام نے حج قران ثابت کیا ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان زیر آیت)

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ سے حج قران کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ اس میں حج اور عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا جاتا ہے اور حج تمتع میں میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتے ہیں اور عمرہ ادا کرنے کے بعد احرام کھول دیا جاتا ہے' اس کے برخلاف قران میں حج اور عمرہ ایک ساتھ باندھتے ہیں اور احرام اس وقت نہیں کھولا جاتا جب تک حج کے پورے مناسک ادا نہ ہوں' اسی وجہ سے حج کے بقیہ دونوں قسمیں یعنی تمتع اور افراد پر قران کی فضیلت ہے۔

۲۹۹۷ - **عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.**

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احرام باندھنے سے پہلے جب آپ احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو میں آپ (کے بدن پر) عطر لگاتی اور جب آپ (دسویں ذوالحجہ کو رمی جمار اور حلق کے بعد) احرام کھول دیتے تو طواف زیارت سے پہلے بھی عطر لگاتی اور اس عطر میں مسک ہوتا تھا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مانگ میں اس عطر کی چمک دیکھ رہی ہوں جب کہ آپ حالت احرام میں ہوتے۔[1] (بخاری ومسلم)

[1] احرام باندھنے سے پہلے لگائے ہوئے عطر کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی سر مبارک پر باقی رہتا۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے بدن پر عطر لگانا جائز ہے مگر احرام کے کپڑے پر ایسا عطر نہ لگائے جس کا اثر کپڑے پر باقی رہے اور اگر بدن پر احرام باندھنے سے پہلے ایسا عطر لگایا جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد باقی رہا تو کوئی حرج نہیں' البتہ! احرام کی حالت میں جسم یا کپڑے پر خوشبو لگانا حرام ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمی جمار اور حلق کے بعد جب احرام کھولے تو طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگانا مباح ہے اگرچہ کہ طواف زیارت سے پہلے بیوی سے صحبت منع ہے۔

۲۹۹۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُھِلُّ مُلَبِّدًا یَقُوْلُ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَا یَزِیْدُ عَلٰی ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (احرام باندھنے کے بعد) بلند آواز سے تلبیہ پڑھتے سنا ہے اور آپ کے سر مبارک کے بال جمے ہوئے تھے اور آپ اس طرح تلبیہ پڑھ رہے تھے: اے اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں' خداوندا! تیرے دربار میں حاضر ہوں! مجھے اقرار ہے کہ آپ کا کوئی شریک نہیں۔ آپ کی سرکار میں حاضر ہوں! بے شک ہر قسم کی تعریف اور بہتری آپ ہی کو سزاوار ہے' میں پھر اقرار کرتا ہوں کہ آپ کا کوئی شریک نہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لبیک کے) ان مذکورہ کلمات پر اضافہ نہیں فرماتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: صاحب ردالمحتار نے نہر فائق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ لبیک کے الفاظ کے درمیان میں اضافہ نہ کیا جائے' البتہ! لبیک کے مذکورہ پورے کلمات کے بعد اس طرح اضافہ کیا جاسکتا ہے: "لبیك! اله الخلق لبیك! غفار الذنوب لبیك! لبیك وسعدیك والخیر کله بیدیك والرغباء الیك"۔

اے مخلوقات کے مالک! میں حاضر ہوں! اے گناہوں کے بخشنے والے میں حاضر ہوں! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں' حاضر ہوں! میری اس حاضری کو مبارک بنادے' اس لیے کہ ہر قسم کی بھلائی آپ ہی کے قبضہ میں ہے' میرا مقصود تیری ہی ذات پاک ہے۔

۲۹۹۹ - وَعَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ اَنْ یَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَھُمْ بِالْاِھْلَالِ اَوِ التَّلْبِیَۃِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ الدَّارَقُطْنِیِّ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحْرِمَ غَسَلَ رَاْسَہٗ بِخِطْمِیٍّ وَاُشْنَانٍ وَّدَھَنَہٗ بِزَیْتٍ.

حضرت خلاد بن سائب رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے کہا کریں۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔ اور دارقطنی کی روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام (کے لیے غسل) کا ارادہ فرماتے تو اپنے سر مبارک کو خطمی اور اشنان (کے پانی) سے دھوتے اور سر مبارک میں (غسل کے بعد) کوئی تیل بھی لگاتے۔

۳۰۰۰ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ تَلْبِیَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا: "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ

لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَقَالَ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ یَزِیْدُ فِیْھَا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرَ بِیَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ.

لَاشَرِیْکَ لَکَ" اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس طرح تلبیہ پڑھنے کے بعد ان کلمات کا بھی اضافہ فرماتے تھے: "لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرَ بِیَدَیْکَ لَبَّیْکَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ"۔

ف: صاحب مرقات نے ابن حاج مالکی کے حوالے سے لکھا ہے کہ تلبیہ نہ تو اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ حلق بیٹھ جائے اور نہ اتنا آہستہ کہ سنائی نہ دے بلکہ اوسط آواز کے ساتھ تلبیہ پڑھنا چاہیے' البتہ! عورتیں آہستہ آہستہ تلبیہ پڑھیں کہ تلبیہ کے الفاظ کو وہ خود سن سکیں تو کافی ہے۔

۳۰۰۱- وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ اَھَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ التَّلْبِیَۃَ مِثْلَ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَالنَّاسُ یَزِیْدُوْنَ اِذَا الْمَعَارِجِ وَنَحْوَہٗ مِنَ الْکَلَامِ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ فَلَا یَقُوْلُ لَھُمْ شَیْئًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلبیہ پڑھا اور حضرت جابر نے تلبیہ کے الفاظ وہی بتائے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور ہیں اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ لوگ (تلبیہ پڑھنے کے بعد) "اِذَا الْمَعَارِجِ" (اے بلندیوں والے پروردگار) اور اسی قسم کے اور الفاظ کا اضافہ کر رہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الفاظ کو سن رہے تھے اور ان حضرات کو کچھ نہیں فرمایا (اس سے معلوم ہوا کہ تلبیہ کے ماثورہ الفاظ کے بعد اضافہ مباح ہے) اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۰۲- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلَکُمْ قَدْ قَدْ وَلَا تَقُوْلُوْا اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تملکه وما ملك یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا وَھُمْ یَطُوْفُوْنَ بِالْبَیْتِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مشرکین زمانہ جاہلیت میں اور فتح مکہ سے پہلے حج یا عمرہ اور طواف کرتے تو اس طرح تلبیہ کہتے تھے: "لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تملکه وما ملك" یعنی میں تیری خدمت میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو تیری ملک ہے تو اس کا مالک ہے اور وہ تیرا مالک نہیں) مشرکین جب یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے: "لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ" کہتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تم پر کس قدر افسوس ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی ذات میں شریک کرتے ہو) تم اپنے تلبیہ کو یہیں یعنی "لَا شَرِیْکَ لَکَ" پر ختم کر دو' اس سے آگے "اِلَّا شَرِیْکًا ھُوَ لَکَ تملکه وما ملك" نہ کہو' اس لیے کہ یہ شرک ہے) مشرکین طواف بیت اللہ کے وقت یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۰۳- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْکَعُ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِہِ النَّاقَۃُ قَائِمَۃً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَیْفَۃِ اَھَلَّ بِھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب (مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ تشریف لے جاتے اور ذوالحلیفہ پر (جو اہل مدینہ کی میقات ہے احرام باندھ کر) دو رکعت سنت احرام ادا فرماتے اور پھر (روانگی کے لیے) مسجد ذوالحلیفہ کے پاس ناقہ مبارک پر سوار ہو جاتے اور ناقہ مبارک

وَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِمُسْلِمٍ.

آپ کو لے کر اُٹھ جاتی تو ماثورہ تلبیہ پورا پڑھتے اور (اس تلبیہ کے پڑھنے کے بعد) مزید یہ الفاظ بھی پڑھتے: "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ"۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ البتہ! حدیث کے الفاظ مسلم کے ہیں۔

٣٠٠٤- وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ يَّا اَبَا الْعَبَّاسِ عَجِبْتُ لِاخْتِلَافِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَوْجَبَ فَقَالَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ النَّاسَ بِذٰلِكَ اِنَّمَا كَانَتْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةٌ وَّاحِدَةٌ فَمِنْ هُنَاكَ اخْتَلَفُوْا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَلَمَّا صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِهٖ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْهِ اَوْجَبَ فِيْ مَجْلِسِهٖ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ رَّكْعَتَيْهِ فَسَمِعَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ فَحَفِظْتُهٗ عَنْهُ ثُمَّ رَكِبَ فَلَمَّا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ اَهَلَّ وَاَدْرَكَ مِنْهُ ذٰلِكَ اَقْوَامٌ وَّذٰلِكَ اَنَّ النَّاسَ اِنَّمَا كَانُوْا يَاْتُوْنَ اِرْسَالًا فَسَمِعُوْهُ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ يُهِلُّ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ وَاَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْهُ اَقْوَامٌ فَقَالُوْا اِنَّمَا اَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اَوْجَبَ فِيْ مُصَلَّاهُ وَاَهَلَّ حِيْنَ اسْتَقَلَّتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ وَاَهَلَّ حِيْنَ عَلَا عَلٰى شَرَفِ الْبَيْدَاءِ فَمَنْ اَخَذَ بِقَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَهَلَّ فِيْ مُصَلَّاهُ اِذَا فَرَغَ مِنْ رَّكْعَتَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَّرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب (حج کا) احرام باندھا اور آپ نے تلبیہ پڑھا تو آپ کے تلبیہ پڑھنے کے موقع پر (کہ آپ نے کب تلبیہ پڑھا؟) اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو اختلاف کیا ہے' اس پر مجھے تعجب ہے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (تم تعجب کیوں کرتے ہو) میں اس بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج ادا فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف کی وجہ بھی یہی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مدینہ منورہ سے) حج کے لیے نکلے اور (مقام ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے کے لیے ٹھہر گئے) جب آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت تحیۃ الاحرام ادا فرمائی تو اسی مجلس میں حج کی نیت کی' اور تحیۃ الاحرام کی دو رکعتوں کے سلام پھیرنے کے بعد تلبیہ پڑھا تو جو لوگ وہاں موجود تھے' انہوں نے اس کو سنا اور خود میں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (آپ کے تلبیہ پڑھنے کو سن کر) یاد رکھ لیا' پھر جب (روانگی کے لیے ناقہ مبارک پر سوار ہوئے تو آپ نے (دوبارہ) تلبیہ پڑھا اور جو لوگ اس وقت وہاں موجود تھے' انہوں نے اس کو یاد رکھ لیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ جوق در جوق چلے آ رہے تھے' تو ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت تلبیہ پڑھتے سنا جب کہ آپ نے ناقہ مبارکہ پر سوار ہونے کے بعد تلبیہ پڑھا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے روانہ ہوئے اور میدان کو پار کر کے ٹیلہ پر پہنچے تو پھر یہاں بھی آپ نے تلبیہ پڑھا اور اس وقت جو لوگ یہاں موجود تھے (آپ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھ کر) کہنے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان پار کرنے کے بعد ٹیلہ پر ہی تلبیہ پڑھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کی قسم! جب آپ نے (مسجد ذوالحلیفہ میں احرام باندھنے کے بعد) اپنے مصلے پر حج کی نیت باندھی تو اسی وقت سے تلبیہ پڑھنا شروع فرما دیا اور پھر جب ناقہ مبارکہ پر سوار ہوئے تو اس وقت بھی تلبیہ پڑھا اور جب میدان پار کر کے ٹیلہ پر پہنچے تو وہاں بھی تلبیہ پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول پر عمل کرتے ہیں تو وہ تحیۃ الاحرام کے بعد اپنے مصلے پر ہی لبیک پکارتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور حاکم نے

کی ہے' اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ پڑھنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو اختلاف فرمایا ہے اس کی وجہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے صدر کی اس حدیث میں بیان فرمائی ہے اور درحقیقت رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ پڑھنے کی ابتداء دوگانۂ احرام کے سلام کے ساتھ ہی فرمائی ہے' اس وجہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص احرام کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ دوگانۂ احرام ادا کرنے کے بعد ہی لبیک پکارنا شروع کر دے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ اور مرقات میں ابن القیم کی زاد المعاد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوگانۂ احرام کے بعد ہی اپنے مصلے پر لبیک کہنا شروع کیا اور پھر ناقۂ مبارکہ پر سوار ہونے کے بعد بھی لبیک فرمایا اور جب آپ میدان پار کر کے ٹیلہ پر پہنچے تو اس وقت بھی آپ نے لبیک پڑھی' اس وجہ سے علماء نے فرمایا ہے: محرم کے لیے مستحب ہے کہ وہ حالات زمانہ اور جگہ کی تبدیلی کے موقعوں پر لبیک کی تکرار کرتا رہے۔ اور مرقات میں یہ بھی لکھا ہے' مستحب یہ ہے کہ جب بھی لبیک کہیں تو تین بار لبیک کہیں اور درمیان میں بات نہ کریں اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٣٠٠٥ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُّلَبِّيْ اِلَّا لَبّٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ مِنْ حَجَرٍ اَوْ شَجَرٍ اَوْ مَدَرٍ حَتّٰى تَنْقَطِعَ الْاَرْضُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو کوئی مسلمان (احرام باندھنے کے بعد) لبیک پکارتا ہو تو اس کے دائیں اور بائیں جانب کا ہر پتھر' درخت اور ڈھیلہ اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں اور ان چیزوں کے لبیک کہنے کا یہ سلسلہ) اس کے دائیں اور بائیں جانب سے زمین کے آخری کناروں تک پہنچ جاتا ہے (پوری کائنات لبیک کہتی ہے) اس کی روایت' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٠٠٦ - وَعَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ تَلْبِيَتِهٖ سَاَلَ اللّٰهَ رِضْوَانَهٗ وَالْجَنَّةَ وَاسْتَعْفَاهُ بِرَحْمَتِهٖ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى نَفْسِهٖ بَعْدَ تَلْبِيَتِهٖ وَرَوٰى اَبُوْ دَاوٗدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ قَالَ يَسْتَحِبُّ لِلرَّجُلِ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ التَّلْبِيَةِ.

حضرت عمارہ بن خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے والد خزیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تلبیہ کہنے سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے (اس حج اور عمرہ کی قبولیت کا) سوال کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت طلب فرماتے اور اس کی رحمت کے ذریعہ دوزخ سے نجات کا سوال بھی کرتے' اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے اور دارقطنی اور بیہقی کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ تلبیہ پڑھنے کے بعد اپنی ذات مبارکہ پر درود پڑھتے اور ابوداؤد اور دارقطنی نے قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ قاسم بن محمد نے فرمایا ہے کہ محرم کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ تلبیہ پڑھنے کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔

٣٠٠٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ رَدِيْفَ اَبِيْ طَلْحَةَ وَاِنَّهُمْ لَيَصْرُخُوْنَ بِهِمَا جَمِيْعًا اَلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی سواری پر پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (رسول اللہ ﷺ کے ساتھ) پکار پکار کر حج اور عمرہ کا تلبیہ

پڑھ رہے تھے یعنی قران کی نیت سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حج ادا فرمایا' اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۰۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَحُمَيْدٍ وَّيَحْيَى بْنِ اَبِيْ اِسْحَاقَ اَنَّهُمْ سَمِعُوْا اَنَسًا يَّقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبدالعزیز' حمید اور یحییٰ بن ابی اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' ان تینوں حضرات نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حجۃ الوداع کے موقع پر) حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے (یعنی رسول اللہ کا حج حج قران تھا)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۰۹ - وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا وَّرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَاَبُوْ يُوْسُفَ مِثْلَهٗ وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْهُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ وَرَوَى الْبَزَّارُ عَنْهُ مِثْلَهٗ.

حضرت ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے کہ آپ اس طرح فرماتے تھے: "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا" (یعنی عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں) اور امام طحاوی اور امام ابو یوسف نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر جب ذوالحلیفہ میں) ظہر کی نماز ادا فرمائی تو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھ کر لبیک فرمایا اور بزار نے بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۰۱۰ - وَعَنِ الْبَرَّاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ اَمَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ فِيْهِ قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ عَلِيًّا فَقَالَ لِيْ كَيْفَ صَنَعْتَ قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنِّيْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ فِي الْجَوَاهِرِ النَّقِيِّ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ وَّاَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَفِيْ سَنَدِهٖ دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارِ وَهُوَ ثِقَةٌ اَخْرَجَ لَهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَبَقِيَّةِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ مِنْ حَدِيْثِ سُرَاقَةَ بِاِسْنَادٍ كُلِّهٖ ثِقَاتٌ قَالَ وَقَرَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یمن پر عامل بنا کر روانہ فرمایا تھا تو میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ حضرت براء نے پوری حدیث بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (یمن سے حجۃ الوداع کے موقع پر) نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے آپ سے دریافت فرمایا: تم نے کون سا احرام باندھا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے احرام کی طرح (قران کا) احرام باندھا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے قربانی کے جانور لائے ہیں اور قران کی نیت کی ہے۔ الی آخر الحدیث اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور جوہر نقی میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور ان کی سند میں ایک راوی داؤد بن عبدالرحمٰن عطار ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور بخاری اور مسلم اور بقیہ چاروں اصحاب صحاح یعنی ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور ترمذی نے بھی داؤد بن عبدالرحمٰن سے اپنی اپنی کتابوں میں حدیثوں کی تخریج کی ہے اور امام احمد نے اپنی ایک روایت میں سراقہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے

فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

اور اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں اور حضرت سراقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج قران ادا فرمایا تھا۔

۳۰۱۱ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ لِمُطَرِّفٍ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّنْفَعَكَ بِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَّعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ حَتّٰى مَاتَ وَلَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ میں تم کو ایک حدیث سناتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تم کو اس سے فائدہ پہنچائے گا (کہ تم خود اس پر عمل کرو گے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دو گے وہ حدیث یہ ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) حج اور عمرہ کو جمع فرمایا (یعنی حج قران ادا فرمایا) پھر آپ ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمانے تک اس سے کسی کو نہیں روکا اور قرآن میں بھی اس کی حرمت نازل نہیں ہوئی (یعنی حج قران کا حکم آخر تک باقی رہا) اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۱۲ - وَعَنْ مَّرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا يُّلَبِّيْ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَقَالَ اَلَمْ تَكُنْ تَنْهٰى عَنْ هٰذَا فَقَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِهِمَا جَمِيْعًا فَلِمَ اَدَعُ فِعْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوَهٗ.

حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ قران کی نیت سے) تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا تو مروان نے کہا: امیر المومنین (آپ تو سب کو قران سے روکتے ہیں) حضرت علی کو کیوں (قران سے) نہیں روکتے ہیں (جب کہ وہ قران کی نیت سے تلبیہ پڑھ رہے ہیں) یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے لیکن میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ جمع پڑھتے ہوئے سنا ہے تمہارے کہنے سے میں رسول اللہ ﷺ کے فعل مبارک کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

۳۰۱۳ - وَعَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا قَالَ بَكْرٌ فَحَدَّثْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَحْدَهٗ فَلَقِيْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهٗ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا تَعُدُّوْنَا اِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ حَجًّا وَّعُمْرَةً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت بکر بن عبداللہ مزنی' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا ہے' پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول سنایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (تعجب ہے تم پر) تم تو ہم کو بچے سمجھتے ہو (کہ ہم اتنی بات بھی سرکار ﷺ سے سن کر یاد نہیں رکھتے) میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو ''لَبَّيْكَ حَجًّا وَّعُمْرَةً'' (میں حج اور عمرہ کے لیے حاضر ہوں) فرماتے سنا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٠١٤ - وَعَنْ مُّجَاهِدٍ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَمْ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَقَدْ عَلِمَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَمَرَ ثَلَاثًا سِوَى الَّتِيْ قَرَنَ بِحَجَّتِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ وَقَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ اِسْنَادُ حَدِيْثِ اَبِيْ دَاوُدَ صَحِيْحٌ جَلِيْلٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے عمرے ادا فرمائے تو انہوں نے جواب دیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) دو عمرے ادا فرمائے۔ تو یہ سن کر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین عمرے (حج سے پہلے) ادا فرمائے ہیں اور (چوتھا) عمرہ وہ ہے جس کو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر) حج کے ساتھ ملا کر (قِران کی نیت سے) ادا فرمایا (اس طرح جملہ چار عمرے ہوئے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بخاری اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور الجوہر النقی میں کہا ہے کہ ابوداؤد کی حدیث کی سند صحیح ہے اعلیٰ معیار کی ہے اور بخاری کی شرط کے مطابق ہے۔ اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قِران کی نیت سے حج ادا فرمایا تھا۔

٣٠١٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَهِلُّوْا يَا اٰلَ مُحَمَّدٍ بِعُمْرَةٍ فِيْ حَجٍّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّحَاوِيُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (اپنے اہل بیت کو مخاطب کر کے) ارشاد فرماتے سنا ہے، اے میرے اہل بیت! تم عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھو (یعنی قِران کی نیت سے حج کرو کہ یہ افضل ہے) اس کی روایت امام احمد اور امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٠١٦ - وَعَنِ الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ التَّغْلِبِيِّ قَالَ اَهْلَلْتُ بِهِمَا مَعًا فَقَالَ عُمَرُ هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰى مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰى وَصَحَّحَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ قَالَ وَاَصَحُّهَا اِسْنَادًا حَدِيْثُ مَنْصُوْرٍ وَّالْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنِ الصُّبَيِّ عَنْ عُمَرَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْهُ قَالَ اَهْلَلْتُ بِهِمْ جَمِيْعًا فَمَرَرْتُ بِسَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صَوْحَانَ فَعَابَا ذٰلِكَ عَلَيَّ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلٰى عُمَرَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَمْ يَقُوْلَا شَيْئًا هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

حضرت صبی بن معبد تغلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کا ایک ساتھ احرام باندھا (یعنی قِران کی نیت کی) یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے کی توفیق ملی ہے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قِران کی نیت سے احرام باندھا تھا) اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور یہ حدیث کئی اور صحیح طرق سے بھی مروی ہے، اور دارقطنی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی صحیح ترین سند وہ ہے جس کی روایت منصور اور اعمش نے ابووائل سے کی ہے اور ابووائل نے صبی کے واسطہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور طحاوی کی روایت میں صبی بن معبد سے اس طرح مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرہ اور حج کا (قِران کی نیت سے) ایک ساتھ احرام باندھا اور میرا گزر سلمان ابن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس ہوا تو ان دونوں نے میرے اس عمل کو معیوب سمجھا، پھر جب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ان کے کہنے کا تم کچھ خیال نہ کرو تم کو تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر

عمل کرنے کی توفیق ملی ہے (اس لیے کہ حضور ﷺ نے بھی حج قِران ادا فرمایا تھا)۔

۳۰۱۷ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَرَّدَ لِاِهْلَالِهٖ وَاغْتَسَلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ نے احرام باندھنے کے لیے روزمرہ کے کپڑے اتارے تو غسل فرمایا (اور پھر احرام باندھا) اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا قولی اور فعلی احادیث شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج قِران ادا فرمایا تھا' اس وجہ سے مذہب حنفی میں قِران کی نیت سے حج کرنا افضل ہے۔

بَابٌ قِصَّةُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ — حجۃ الوداع کا بیان

واضح ہو کہ حجۃ الوداع اس حج کو کہتے ہیں جس کو حضور ﷺ نے حج کی فرضیت کے بعد سنہ ۱۰ ہجری میں ادا فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق ایک لاکھ تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی معیت میں حج ادا کرنے کی سعادت حاصل فرمائی' اس موقع پر حضور ﷺ نے ایک تاریخی اور معرکۃ الآرا خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں اُمت مرحومہ کو احکام کی تعلیم دی اور رخصت بھی کیا اور اس دار فانی سے اپنی رحلت کی خبر بھی سنا دی اور احکام رسالت کے پہنچانے پر حاضرین کرام کو گواہ بنایا جس میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حاضر غائب کو دین پہنچا دے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الاحزاب:۲۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تمہیں رسول اللہ (ﷺ) کی پیروی بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

ف: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دین الٰہی کی مدد کرو اور رسول کریم ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑو اور مصائب پر صبر کرو اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں پر چلو' یہ بہتر ہے۔

وَقَوْلُهٗ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ. (البقرۃ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے' اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے' پھر جسے مقدور نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات جب اپنے گھر پلٹ کر جاؤ۔ (کنزالایمان)

ف: جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر (زیادہ ثواب کا) فائدہ حاصل کر رہا ہو (تمتع یا قران کی نیت سے حج کر رہا ہو) تو اس کو چاہیے کہ جو قربانی میسر ہو اس کو ذبح کرے (اور اگر صرف عمرہ کر لے یا صرف حج کیا ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں) پھر (متمتع یا قارن کی بوجہ غربت قربانی کا جانور) میسر نہ ہو تو وہ (قربانی کی بجائے) ایام حج میں تین روزے (اس طرح رکھے کہ تیسرا روزہ نویں ذوالحجہ کو ادا ہو جائے اور بقیہ سات روزے (وطن) واپس ہونے پر رکھ لے۔

۳۰۱۸ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ہجرت کے بعد) مدینہ منورہ میں نو برس رہے اور اس عرصہ میں آپ نے حج نہیں کیا' پھر ہجرت کے دسویں سال آپ نے عام منادی کرا دی کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس اعلان کو سن کر

وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَّأْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَعْمَلُ مِثْلَ عَمَلِهٖ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا ذَاالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَّاَحْرِمِيْ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ عَلَى الْبَيْدَاءِ نَظَرْتُ اِلٰى مَدِّ بَصَرِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ رَّاكِبٍ وَّمَاشٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ يَّسَارِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمِنْ خَلْفِهٖ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاَهَلَّ بِالتَّوْحِيْدِ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ وَاَهَلَّ النَّاسُ بِهٰذَا الَّذِيْ يُهِلُّوْنَ بِهٖ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَيْئًا مِّنْهُ وَلَزِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلْبِيَتَهٗ قَالَ جَابِرٌ لَّسْنَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ لَسْنَا نَعْرِفُ الْعُمْرَةَ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا الْبَيْتَ مَعَهُ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ فَطَافَ سَبْعًا فَرَمَلَ ثَلٰثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ تَقَدَّمَ اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَرَاَ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَرَاَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ مِنَ الْبَابِ اِلَى الصَّفَاءِ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الصَّفَا قَرَاَ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ اَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقٰى عَلَيْهِ حَتّٰى رَاَى الْبَيْتَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَوَحَّدَ اللّٰهَ وَكَبَّرَهٗ وَقَالَ لَا اِلٰهَ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوق در جوق مدینہ منورہ آنے لگے اور ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ آپ کی اتباع (میں مناسک حج ادا) کریں اور حضور ﷺ کی طرح حج کریں (راوی کہتے ہیں کہ) ہم حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ (حج کے ارادہ سے) نکلے اور مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے یہاں اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے محمد بن ابی بکر (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے۔ حضرت اسماء نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقع کی اطلاع دی اور دریافت کروایا کہ اب میں اس صورت میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ غسل کرو اور کسی کپڑے کو (اندام نہانی پر) رکھ کر لنگوٹ باندھو اور احرام باندھ لو (تا کہ طواف کے سوا اور مناسک حج ادا ہوتے رہیں) اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد (ذوالحلیفہ) میں دوگانہ احرام ادا فرمائے اور دوگانہ ادا کرنے کے بعد تلبیہ پڑھا۔ پھر آپ ناقہ مبارک پر سوار ہوئے (تو تلبیہ پڑھے) پھر جب اونٹنی آپ کو لے کر میدان میں پہنچی تو (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے میری حد نظر تک لوگ ہی لوگ تھے جن میں سوار بھی تھے اور پیدل بھی اور حضور ﷺ کے داہنے طرف بھی یہی حال تھا اور بائیں جانب لوگ اسی طرح جوق در جوق تھے اور پیچھے بھی یہی حال تھا' یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے بلند آواز سے اس طرح تلبیہ پڑھا: ''لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ'' اور صحابہ کرام بھی ان ہی الفاظ میں تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض صحابہ کرام (تلبیہ پڑھنے کے بعد حمد کے بعض الفاظ کا جو اضافہ کر رہے تھے) رسول اللہ ﷺ نے اس اضافہ سے صحابہ کرام کو منع نہیں فرمایا اور خود نبی کریم ﷺ اپنا مذکورہ تلبیہ ہی پڑھ رہے تھے (راوی حدیث) حضرت جابر رض فرماتے ہیں کہ (ایام جاہلیت میں شہور حج میں) ہم صرف حج کی نیت کرتے تھے اور عمرہ کو (حج کے ساتھ ملانے کو) جانتے بھی نہ تھے (اس خیال کی اصلاح کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عمرہ اور حج کی ایک ساتھ نیت فرمائی) پھر جب ہم حضور ﷺ کے ساتھ کعبۃ اللہ میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے (عمرہ کے مناسک اس طرح ادا فرمائے کہ) آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور (طواف شروع فرمایا اور) سات طواف اس طرح فرمائے کہ پہلے تین پھیروں میں آپ نے رمل فرمایا (ان تین پھیروں کو دوڑتے ہوئے اچھل اچھل کر ادا کیا) اور باقی چار پھیرے (معمولی رفتار سے) چلتے ہوئے ادا فرمائے۔ پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی: ''وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰى'' (مقام ابراہیم کو تم اپنا مصلی

إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَّا اِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ ثُمَّ دَعَا بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِثْلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ نَزَلَ وَمَشٰى إِلَى الْمَرْوَةِ حَتّٰى انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعَدَتَا مَشٰى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَى الْمَرْوَةِ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى إِذَا كَانَ اٰخِرُ طَوَافٍ عَلَى الْمَرْوَةِ نَادٰى وَهُوَ عَلَى الْمَرْوَةِ وَالنَّاسُ تَحْتَهُ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ لَيْسَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً فَقَامَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِاَبَدٍ فَشَبَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَهُ وَاحِدَةً فِي الْاُخْرٰى وَقَالَ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ مَرَّتَيْنِ لَا بَلْ لِاَبَدٍ اَبَدٍ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ بِبُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاذَا قُلْتَ حِيْنَ فَرَضْتَ الْحَجَّ قَالَ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُكَ قَالَ فَاِنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ فَلَا تَحِلَّ قَالَ فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِيْ اَتٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً قَالَ فَحَلَّ النَّاسُ كُلُّهُمْ وَقَصَّرُوْا إِلَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا إِلٰى مِنًى فَاَهَلُّوْا بِالْحَجِّ وَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهَا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ مَكَثَ قَلِيْلًا حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاَمَرَ بِقُبَّةٍ مِّنْ شَعْرٍ تُضْرَبُ لَهُ بِنَمِرَةٍ

بناؤ) پھر آپ نے یہاں دو رکعت (دوگانہ طواف اس طرح) ادا فرمائے کہ آپ کعبۃ اللہ اور مقام ابراہیم کے درمیان کھڑے تھے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ان دو رکعتوں میں آپ نے "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ" پڑھی (دوگانہ طواف ادا کرنے کے بعد) آپ زمزم شریف پی کر پھر حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کو بوسہ دیا اور (سعی ادا فرمانے کے لیے باب الصفا سے نکل کر صفا پر تشریف لائے۔ جب آپ صفا سے قریب ہوئے تو آیت پڑھی: "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ" (بیشک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں) پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں (سعی کو صفا سے) شروع کرتا ہوں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صفاء کا ذکر پہلے کیا ہے' آپ نے سعی اس طرح شروع فرمائی کہ آپ صفا پر چڑھ گئے اور وہاں سے کعبۃ اللہ پر نظر ڈالی اور کعبۃ اللہ کی طرف رخ کیا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس طرح بیان فرمائی کہ آپ نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" فرمایا۔ پھر آپ نے یہ کلمات ادا فرمائے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ اَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ"۔ اس کے بعد آپ نے دعا فرمائی اور ان پورے کلمات کو تین مرتبہ دہرایا' پھر صفاء سے اتر پڑے اور مروہ پہاڑی کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک جب آپ وادی کے درمیان نشیبی حصہ میں (جس کو میلین اخضرین کہتے ہیں) پہنچے تو اس نشیبی حصہ میں دوڑ کر گزر رے (اور جب وادی کا نشیبی حصہ ختم ہو گیا تو) آپ معمولی رفتار سے مروہ تک پہنچے اور مروہ کے اوپر چڑھ گئے اور مروہ پر آپ نے وہی کیا جو صفاء پر کیا تھا (کعبۃ اللہ کی طرف رخ کر کے کلمہ توحید جس کا ابھی اوپر ذکر ہوا۔ اس کو پڑھا اور دعا فرمائی اور اس طرح آپ نے یعنی صفاء سے مروہ اور مروہ سے صفاء تک سات پھیرے کئے' یہاں تک کہ آپ جب آخری پھیرا ختم کرنے کے لیے مروہ پر پہنچے تو آپ نے لوگوں کو کھڑے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ابتداء ہی سے میں طے کر لیتا آواز دی اور اس وقت آپ مروہ پہاڑی پر تھے اور سب لوگ (پہاڑی کے) نیچے (کہ مجھے عمرہ ادا کر کے احرام کھول دینا ہے تو) میں اپنے ساتھ ہدی یعنی قربانی کا جانور نہ لاتا اور عمرہ ہی ادا کرتا۔ البتہ تم میں سے جس کے پاس ہدی نہ ہو تو وہ اپنا احرام کھول دے اور اس طواف اور سعی کو عمرے کے مناسک سمجھے (یہ سن کر) سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (مشہور

فَسَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَشُكُّ قُرَيْشٌ اِلَّا اَنَّهٗ وَاقِفٌ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ كَمَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تَصْنَعُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتٰى عَرَفَةَ فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهٗ بِنَمِرَةٍ فَنَزَلَ بِهَا حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِالْقَصْوَاءِ فَرُحِلَتْ لَهٗ فَاَتٰى بَطْنَ الْوَادِيْ فَخَطَبَ النَّاسَ وَقَالَ اِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ مَوْضُوْعٌ وَّدِمَاءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعَةٌ وَّاِنَّ اَوَّلَ دَمٍ اَضَعُ مِنْ دِمَائِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدٍ فَقَتَلَهٗ هُذَيْلٌ وَّرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاَوَّلُ رِبًا اَضَعُ مِنْ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ فَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ فَمَا اَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَاَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ فَقَالَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ يَرْفَعُهَا اِلَى السَّمَاءِ وَيَنْكُتُهَا اِلَى النَّاسِ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ اَقَامَ فَصَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَتَى الْمَوْقِفَ فَجَعَلَ بَطْنَ

حج میں عمرہ ادا کرنے کی اجازت) کیا صرف اسی سال کے لیے ہے؟ یا ہمیشہ کے لیے؟ ہم تو زمانہ جاہلیت میں شہورِ حج میں عمرہ ادا کرنے کو برا جانتے تھے' رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالیں اور ارشاد فرمایا (سنو!) حج (کے مہینوں) میں عمرہ ادا کرنا جائز ہے' اسی بات کو آپ نے دوبار ادا فرمایا اور (یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ یہ حکم صرف اسی سال کے لیے نہیں ہے) بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے' حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو اس زمانہ میں یمن کے حاکم تھے) یمن سے نبی کریم ﷺ کے لیے قربانی کے واسطے اونٹ لائے تو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا' تم نے جب حج کا احرام باندھا تو کیا نیت کی تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس طرح کی کہ اے اللہ! آپ کے نبی ﷺ نے جس قسم کے حج کا احرام باندھا ہے میں بھی وہی احرام باندھتا ہوں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چونکہ میرے ساتھ ہدی ہے (اس لیے میں نے احرام نہیں کھولا ہے اور چونکہ تمہارے ساتھ بھی ہدی ہے) اس لیے تم بھی احرام نہ کھولو۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ اونٹ جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے لائے تھے اور وہ اونٹ جن کو حضور ﷺ کے اور ان اصحاب میں سے جن کے پاس ہدی تھی (انہوں نے احرام نہیں کھولا) جب یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذوالحجہ ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منیٰ کے لیے روانہ ہوئے اور جن صحابہ نے (عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا) انہوں نے حج کا احرام (کعبۃ اللہ سے) باندھا اور رسول اللہ ﷺ (طلوع آفتاب کے بعد اونٹنی پر سوار ہوئے (اور منیٰ پہنچے اور مسجد خیف میں آپ نے پانچ نمازیں ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر اپنے اپنے اوقات میں ادا فرمائیں اور نویں ذوالحجہ کو نماز فجر کے بعد آپ نے تھوڑی دیر قیام فرمایا: یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور آپ نے حکم دیا کہ (میدان عرفہ کی) وادی نمرہ میں آپ کے لیے خیمہ کھڑا کیا جائے' پھر رسول اللہ ﷺ بھی عرفات کی بجائے مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس وقوف فرمائیں گے جیسا کہ ایام جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے' لیکن رسول اللہ ﷺ (مزدلفہ سے) آگے بڑھ گئے اور عرفات (کے میدان میں) پہنچ گئے اور وادی نمرہ میں جہاں آپ کے لیے خیمہ نصب کیا گیا' اس میں اتر گئے اور اس میں قیام فرمایا' یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی قصواء کو تیار کرنے کا حکم دیا' جب اونٹنی حاضر کی گئی اور زین کس دیا گیا تو آپ اس پر سوار ہوئے اور وادی نمرہ میں تشریف لائے اور صحابہ کرام کو جہاں آج مسجد نمرہ ہے اس میں خطبہ ارشاد فرمایا (حضور

نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ إِلَى الصَّخَرَاتِ وَجَعَلَ حَبْلَ الْمُشَاةِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ قَلِيْلًا حَتّٰى غَابَ الْقُرْصُ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَفَضْنَا مَعَ ابْنِ عُمَرَ حَتّٰى أَتَيْنَا جَمْعًا فَصَلّٰى بِنَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ انْصَرَفَ فَقَالَ هٰكَذَا صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

ﷺ نے منجملہ اور امور کے یہ ارشاد فرمایا لوگو! آگاہ ہو جاؤ) تمہارے خون اور تمہارے مال (ایک دوسرے پر) اسی طرح حرام ہیں جیسے تم آج کے دن (نویں ذوالحجہ) کو اور ماہ ذوالحجہ کو اور اس شہر یعنی مکہ مکرمہ میں قتل غارت گری کو حرام سمجھتے ہو۔ ۲؎ خبردار! ایام جاہلیت کی ہر چیز یعنی ہر رسم اور ہر طریقہ میرے دونوں قدموں کے نیچے ہے (یعنی وہ پامال ہے اور اب اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں!) (یہ بھی سن لو! کہ) زمانہ جاہلیت میں کیئے گئے تمام خون معاف کر دیئے گئے۔ اب ان کا نہ تو قصاص ہوگا، نہ خون بہا اور نہ کفارہ اور پہلا خون اپنے خاندان کا جس کو میں معاف کرتا ہوں، وہ ایاس بن ربیعہ بن الحارث کا خون ہے کہ وہ قبیلہ بنو سعد میں شیر خوار تھے (بنو سعد اور ہذیل کی لڑائی میں ہذیل کا ایک پتھر ان کو لگا) اس طرح ہذیل نے ان کو ہلاک کر دیا اور زمانہ جاہلیت کا سود معاف کر دیا اور اپنے خاندان کے سود میں پہلا سود جس کو میں معاف کرتا ہوں، حضرت عباس بن عبدالمطلب ص کا سود ہے، اب اس کو معاف کر دیا گیا ۔ اس کا اب دعوی ناجائز ہے، ہاں! اصل رقم بطور قرض حسنہ رہے گی جو واپس لی جائے گی جو واپس لی جائے گی (پھر حضور ﷺ نے تاکیداً یہ بھی فرمایا: اے لوگو!) عورتوں ۵؎ کے حقوق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو ۶؎ اس لیے کہ تم نے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے (نرمی اور حسن معاشرت کا) اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے لیے حلال کیا ہے اور عورتوں پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ جن سے تم ناراض ہو، ان کو وہ گھروں میں نہ آنے دیں (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) اگر وہ اس معاملہ میں تمہارا کہنا نہ مانیں) (یعنی ایسے لوگوں کو گھر میں آنے دیں) تو تم ان کو تادیباً مار سکتے ہو، مگر زیادہ سخت سزا نہ دو، اور عورتوں کے تم پر حقوق یہ ہیں کہ تم ان کو کھانا اور کپڑا اپنی مقدور کے مطابق دیا کرو (اے لوگو!) میں تمہارے پاس ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس کو مضبوطی سے تھامے رہو گے (یعنی اپنا عقیدہ اور عمل اس کے مطابق رکھو گے) تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے اور یہ چیز اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے (اس کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو!) تم سے (قیامت کے روز) میری بابت سوال کیا جائے گا (کہ میں نے تمہیں دین پہنچایا یا نہیں) تو تم کیا جواب دو گے، حاضرین نے عرض کیا: ہم بے شک اس امر کی شہادت دیں گے کہ آپ نے (احکام دین) ہم تک پہنچائے اور امانت کی تکمیل فرما دی اور ہماری خیر خواہی فرمائی (یہ سن کر) پھر آپ نے اپنی شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا اور لوگوں کی طرف جھکا کر فرمایا: الٰہی! آپ (اس بات پر) گواہ رہیئے، رسول

اللہ ﷺ نے اس کلمہ کو تین بار ارشاد فرمایا' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی' پھر اقامت کہی اور آپ نے ظہر کی نماز پڑھائی' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پھر دوسری بار اقامت کہی تو آپ نے عصر کی نماز پڑھائی اور آپ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی (سنت یا نفل) نماز نہیں پڑھی' پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس مقام تک تشریف لائے جہاں آپ کو ٹھہرنا تھا اور اپنی قصواء نامی اونٹنی کا رخ جبل رحمت کے پاس ان پتھروں کی طرف کیا جن کا رنگ کالا تھا اور وہ چھوٹے چھوٹے تھے اور پگڈنڈی کو اپنے سامنے کیا اور قبلہ رو ہو کر اونٹنی پر بیٹھے رہے اور دعا میں مشغول رہے۔ ۷ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا اور زردی میں کچھ کمی ہوئی اور پھر آفتاب غائب ہو گیا تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے (اونٹنی پر) بٹھایا (اور نماز مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کی طرف روانہ ہو گئے) اور مسلم کی ایک روایت میں جو سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اس طرح ہے کہ ہم عرفات سے غروب آفتاب کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نکلے' یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے اور آپ نے ہم کو (مزدلفہ میں) مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھائی' پھر وہاں سے واپس ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی مقام (مزدلفہ) میں اسی طرح نماز مغرب اور عشاء کو ایک اذان اور ایک ہی امامت کے ساتھ ہم کو پڑھائیں تھیں اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۱ اللہ تعالیٰ نے (دین کی اشاعت کا) وعدہ پورا فرمایا اور اپنے بندہ یعنی حضور کی مدد فرمائی اور کافروں کے گروہ کو تنہا شکست دی۔
۲ اور احرام کھول دیتا' اب چونکہ ہدی میرے ساتھ ہے اس لیے میں حج قران ادا کر رہا ہوں احرام نہیں کھولتا۔
۳ اس سے معلوم ہوا کہ اگر یوں احرام باندھے کہ یا اللہ! میرا احرام وہی ہے جو فلاں شخص کا احرام ہے تو یہ جائز ہے۔
۴ یعنی تمہارے اوپر ایک دوسرے کا ناحق خون کرنا اور ناحق ایک دوسرے کا مال لینا ہر جگہ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے۔
۵ عورتوں کے حقوق جو تم پر ہیں ان کو ادا کرتے رہو۔
۶ اگر عورتوں کے حقوق ضائع کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔
۷ حجاج کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے جبل رحمت کے قریب قیام کرے' اس لیے کہ یہ مقام برکتوں اور قبولیت دعا کا ہے اس لیے یہاں ٹھہرنا افضل ہے۔

۳۰۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ لَهٗ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ قَالَ صَلَّيْتُهُمَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن مالک بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (مزدلفہ میں ایک ہی اقامت سے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مغرب کی نماز تین رکعتیں اور عشاء کی نماز دو رکعتیں (بطور قصر) پڑھیں تو آپ نے ان کو ایک ہی اقامت سے ادا فرمایا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

نے جواب دیا کہ میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس مقام یعنی مزدلفہ میں ان نمازوں کو ایک اذان اور ایک ہی اقامت کے ساتھ پڑھا ہے' اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۲۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءِ جَمَعَ بِأَذَانٍ وَّاحِدٍ وَّإِقَامَةٍ وَّلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَبِيْ حَنِيْفَةَ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا فرمائی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل نماز نہیں پڑھی' اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک روایت میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا فرمائی۔

۳۰۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ وَفِيْ حَدِيْثِ جَابِرٍ الطَّوِيْلِ عِنْدَ مُسْلِمٍ ثُمَّ اضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ تَبَيَّنَ لَهُ الصُّبْحُ بِأَذَانٍ وَّإِقَامَةٍ ثُمَّ رَكِبَ الْقَصْوَاءَ حَتّٰى أَتَى الْمَشْعَرَ الْحَرَامَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَاهُ وَكَبَّرَهُ وَهَلَّلَهُ وَوَحَّدَهُ فَلَمْ يَزَلْ وَاقِفًا حَتّٰى أَسْفَرَ جِدًّا فَدَفَعَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ حَتّٰى أَتٰى بَطْنَ مُحَسِّرٍ فَحَرَّكَ قَلِيْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيْقَ الْوُسْطٰى الَّتِيْ تَخْرُجُ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى حَتّٰى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَّسِتِّيْنَ بُدْنَةً بِيَدِهٖ ثُمَّ أَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا غَبَرَ وَأَشْرَكَهُ فِيْ هَدْيِهٖ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بُدْنَةٍ بِبَضْعَةٍ فَجُعِلَتْ فِيْ قِدْرٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ میں نماز مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک ہی اقامت سے ادا فرمائی (اور یہی مذہب حنفی ہے) اس کی روایت ابوالشیخ نے کی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں جس کو مسلم نے روایت کیا ہے (مزدلفہ میں حضور ﷺ نے جب مغرب اور عشاء کی نماز) ایک اذان اور ایک اقامت سے ادا فرمائیں اور ذکر و دعا میں رات گزاری۔ ۱؎ تو رسول اللہ ﷺ نے (تھوڑی دیر) آرام فرمایا یہاں تک کہ صبح صادق طلوع ہوئی تو آپ نے اول وقت ہی تاریکی میں ۲؎ ایک اذان اور ایک امامت کے ساتھ فجر کی نماز ادا فرمائی' پھر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور مشعر حرام کے پاس تشریف لائے۔ (جو مزدلفہ میں ایک پہاڑی ہے) آپ یہاں قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے اور دعا کی اور "اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" اور "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" کا ورد فرماتے رہے یہاں تک کہ صبح کی روشنی خوب پھیل گئی' پھر آپ آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو سواری پر پیچھے بٹھایا اور وادی محسر میں داخل ہوئے اور وادی محسر سے تیزی سے گزر گئے' اس لیے کہ اسی وادی میں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے' پھر آپ بیچ کے راستے سے (جو عرفات کو جاتے وقت کے راستہ سے سوا تھا) جمرۂ کبریٰ پر تشریف لائے' جہاں اس وقت ایک درخت تھا اور آپ نے اس جمرہ پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا یہ کنکریاں اتنی چھوٹی تھیں کہ ان کو

فَطُبُخَتْ فَاَكَلَا مِنْ لَّحْمِهَا وَشَرِبَا مِنْ مَّرَقِهَا ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَفَاضَا اِلَى الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِمَكَّةَ الظُّهْرَ فَاَتٰى عَلٰى بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَسْقُوْنَ عَلٰى زَمْزَمَ فَقَالَ انْزِعُوْا بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَوْ لَا اَنْ يَّغْلِبَكُمُ النَّاسُ عَلٰى سِقَايَتِكُمْ لَنَزَعْتُ مَعَكُمْ فَنَاوَلُوْهُ دَلْوًا فَشَرِبَ مِنْهُ.

انگوٹھے پر رکھ کر شہادت کی انگلی سے مارا جا سکتا تھا (گویا وہ مٹر کے دانہ کے برابر تھیں) آپ نے ان کنکریوں کو وادی کے نشیبی حصہ میں کھڑے رہ کر) پھینکا' اس کے بعد آپ قربانی کی جگہ تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے (منجملہ ایک سو اونٹ کے) ۶۳ اونٹوں کو (جو آپ کی عمر شریف کی تعداد میں تھے) ذبح فرمایا'[3] پھر بقیہ (۳۷ اونٹوں) کو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذبح کروایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (قربانی کے ثواب میں) شریک فرمایا: پھر آپ نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر جانور سے تھوڑا سا گوشت لے لیا جائے' چنانچہ گوشت لایا گیا اور اس کو ہانڈی میں ڈال کر پکایا گیا تو آپ نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو تناول فرمایا اور اس کا شوربہ بھی پیا (اس لیے کہ یہ قربانی شکرانہ کی ہے) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف افاضہ کے لیے کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور طواف فرض ادا فرمایا اور حج کی واجب سعی ادا فرمائی' پھر نماز ظہر کعبۃ اللہ میں ادا فرمائی' پھر حضرت عبدالمطلب کی اولاد یعنی بنو عباس کے پاس تشریف لائے جو لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے' آپ نے ان سے فرمایا: اے بنی عبدالمطلب (چاہ زمزم سے) پانی کھینچو اور لوگوں کو پلاؤ۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ (میرے پانی کھینچنے کی وجہ سے) تم پر ٹوٹ پڑیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچنے میں شریک ہو جاتا۔ پھر ان حضرات نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھرا ہوا ایک ڈول دیا' آپ نے اس کو نوش فرمایا۔[4]

[1] صاحب نہر نے فتویٰ دیا ہے کہ مزدلفہ میں قیام کی رات شب قدر سے افضل ہے' اس لیے حجاج کو چاہیے کہ اس رات کو ذکر اور دعا میں گزاریں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں یہیں قبول ہوئی تھیں۔

[2] مزدلفہ میں نماز فجر اول وقت ادا کرنا مذہب حنفی ہے۔

[3] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے بعد حلق فرمایا جس کا ذکر آگے مستقل باب میں آ رہا ہے۔

[4] پھر آپ نے اس ڈول سے تھوڑا پانی نوش فرمایا اور ڈول میں کلی کی تو باقی بچے ہوئے پانی کو ان لوگوں نے کنویں میں لوٹا دیا۔ جیسا کہ مسند امام احمد میں مروی ہے۔

۳۰۲۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ اَرَادَ مِنْكُمْ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے' ہم میں سے بعض نے تو صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا' ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کرنا چاہے تو وہ ایسا ہی (حج قران ادا) کرے اور اگر کوئی

وَمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ يَهْدِ فَلْيُحْلِلْ وَمَنْ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَايَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ بِنَحْرِ هَدْيِهٖ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ فَلْيُتِمَّ حَجَّهٗ قَالَتْ فَحِضْتُ وَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَابَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمْ اَزَلْ حَائِضًا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ وَلَمْ اُهْلِلْ اِلَّا بِعُمْرَةٍ فَاَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَنْقُضَ رَاْسِيْ وَاَمْتَشِطَ وَاُهِلَّ بِالْحَجِّ وَاَتْرُكَ الْعُمْرَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ حَتّٰى قَضَيْتُ حَجِّيْ بَعَثَ مَعِيْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْتَمِرَ مَكَانَ عُمْرَتِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صرف حج ہی کرنا چاہے تو وہ ایسا ہی کر سکتا ہے (اور جو کوئی پہلے) صرف عمرہ کرنا چاہے تو صرف عمرہ کی نیت کر سکتا ہے۔ ۱؎ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ جب ہم مکّہ میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو عمرہ کا احرام باندھے اور اس کے ساتھ قربانی کا جانور بھی ہو تو وہ حج اور عمرہ کا ایک ساتھ (قِران کی نیت سے) احرام باندھ لے۔ ۲؎ اور وہ اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک کہ وہ (عمرہ اور حج کے سارے مناسک پورے نہ کر لے اور جب دونوں کے مناسک پورے ہو جائیں تو) وہ اب دونوں کا احرام کھول سکتا ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایسا محرم جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو) وہ (عمرہ کر کے) احرام نہیں کھول سکتا جب تک وہ (دسویں ذوالحجہ کو) حج کی قربانی ذبح نہ کرے ۳؎ اور جو شخص صرف حج (افراد) کا احرام باندھے تو وہ ہر حالت میں اپنا احرام نہ کھولے یہاں تک کہ وہ اپنا حج پورا کر لے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے تمتع کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھا تھا لیکن) میں ابھی (عمرہ کا) طواف نہ کر سکی تھی اور نہ مروہ اور صفا کے درمیان سعی کی تھی کہ مجھے حیض ۴؎ آ گیا اور میں حالت حیض میں رہی یہاں تک کہ عرفہ کا دن آ گیا اور میں تو صرف عمرہ ہی کا احرام باندھی تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں (عمرہ کا احرام کھول دوں یعنی) سر کے بال کھول دوں اور کنگھی کروں (تا کہ اس عمرہ کا احرام ختم ہو جائے) اور حج کا احرام باندھ لوں اور عمرہ کو ملتوی کر دوں۔ ۵؎ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ) تم عمرہ کو چھوڑ دو تو میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب میں نے اپنا حج پورا کر لیا تو آپ نے میرے ساتھ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے فوت شدہ عمرہ کی بجائے مقام تنعیم جا کر (عمرہ کا احرام باندھوں اور میں عمرہ کی قضاء کر لوں (چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا)۔ (بخاری ومسلم)

۱؎ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے حج کی تینوں قسموں یعنی قِران، تمتع اور افراد کے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔

۲؎ اس سے حج قِران کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

۳؎ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہو اس کا حج، حج قِران ہوگا اور وہ تمتع کی نیت سے حج ادا نہیں کر سکتا اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۴؎ اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا کعبۃ اللہ میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اسی وجہ سے حائضہ طواف کعبہ نہیں کر سکتی اور چونکہ سعی بین الصفا والمروہ تابع طواف ہے اس لیے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نہ تو طواف کیا اور نہ سعی ادا کی۔

۵؎ اس سے معلوم ہوا کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حج، حج تمتع تھا اس لیے آپ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا

اور حیض آنے کی وجہ ہے اور عرفہ کا دن شروع ہو جانے کے سبب سے آپ نے عمرہ کا احرام توڑ دیا اور حج کا احرام باندھ لیا' اس لیے کہ مناسکِ حج مثلاً توقف عرفہ' وقوف مزدلفہ' منیٰ و رمی جمار وغیرہ کی ادائیگی میں حیض سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔ البتہ! وہ طواف زیارت کو پاک ہونے کے بعد ادا کرے' اگرچہ کہ اس نے حیض کی وجہ سے بارہویں ذوالحجہ کے بعد ہی کیوں نہ پاک ہو۔

اگر کسی عورت کو جس نے تمتع کی نیت سے احرام باندھا تھا اور حیض یا کسی وجہ سے عمرہ کے افعال ادا کیے بغیر اس نے عمرہ کے احرام کو توڑ دیا تو چوں کہ اس نے قصداً عمرہ کے احرام کو توڑا' اس لیے ایسی عورت پر بعد میں عمرہ کی قضاء کے ساتھ احرام توڑنے کی وجہ سے دم بھی لازم آئے گا اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۰۲۳ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ طَوَافَيْنِ وَسَعٰى سَعْيَيْنِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَلِيًّا وَّابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا فِي الْقِرَانِ يَطُوْفُ طَوَافَيْنِ وَيَسْعٰى سَعْيَيْنِ قَالَ فِي الْجَوْهَرِ النَّقِيِّ وَرِجَالُ هٰذَا السَّنَدِ ثِقَاتٌ وَّزِيَادُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دو طواف ادا فرمائے اور دو مرتبہ سعی ادا فرمائی۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت یاد بن مالک سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ قارن دو طواف کرے گا اور دو سعی کرے گا۔ جوہرنقی میں کہا ہے کہ اس حدیث کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۳۰۲۴ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ طُفْتُ مَعَ اَبِيْ وَقَدْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعٰى لَهُمَا سَعْيَيْنِ وَحَدَّثَنِيْ اِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَعَلَ ذٰلِكَ وَحَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ سُنَنِهِ الْكُبْرٰى.

حضرت ابراہیم بن محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے (حج کے موقع پر) اپنے والد (محمد بن الحنفیہ) کے ساتھ طواف کیا اور انہوں نے حج اور عمرہ کی ایک ساتھ (یعنی قران کی) نیت کی تھی تو آپ نے حج اور عمرہ کے لیے دو طواف کیے اور دو مرتبہ سعی بھی ادا کی اور پھر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی (حجۃ الوداع کے موقع پر) ایسا ہی کیا تھا۔ اس کی روایت نسائی نے اپنی سنن کبریٰ میں کی ہے۔

۳۰۲۵ - وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا اَهْلَلْتَ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَطُفْ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَاسْعَ لَهُمَا سَعْيَيْنِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ مَنْصُوْرٌ فَلَقِيْتُ مُجَاهِدًا وَّهُوَ يُفْتِيْ بِطَوَافٍ وَّاحِدٍ لِّمَنْ قَرَنَ فَحَدَّثْتُهُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ سَمِعْتُهُ لَمْ اُفْتِ اِلَّا بِطَوَافَيْنِ وَاَمَّا بَعْدَهُ فَلَا اُفْتِيْ اِلَّا بِهِمَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَذَكَرَ اَبُوْ عُمَرَ فِيْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: جب تم حج اور عمرہ کا (قران کی نیت سے) ایک ساتھ احرام باندھو تو تم دو طواف کرو اور دو مرتبہ سعی بین الصفا والمروہ ادا کرو۔ منصور کہتے ہیں کہ میں مجاہد سے ملا تو (دیکھا کہ) وہ قارن کے لیے ایک ہی طواف کا فتویٰ دے رہے تھے تو میں نے ان سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی) یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے فرمایا: کہ اگر میں نے اس حدیث کو پہلے سن لیا ہوتا تو (قارن کے لیے) دو طواف کا فتویٰ دیتا' اب (جب کہ مجھے معلوم ہو چکا ہے) اس لیے آئندہ سے (قارن کے لیے) دو طواف اور سعی کا فتویٰ دوں گا۔ اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں

التَّمْهِيْدِ حَدِيْثُ اَبِىْ نَصْرٍ عَنْ عَلِيٍّ ثُمَّ قَالَ وَرَوَى الْاَعْمَشُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ وَمَالِكِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اُذَيْنَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَهٗ وَهٰذَا اَيْضًا اِسْنَادٌ جَيِّدٌ.

کی ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ابو عمر نے التمہید میں اس حدیث کو ابو نصر کے واسطہ سے حضرت علی سے بیان کیا ہے اور ابو عمر نے یہ بھی کہا ہے کہ اعمش نے اس حدیث کو ابراہیم نخعی سے اور مالک بن حارث نے عبدالرحمٰن بن اذینہ سے روایت کیا ہے اور عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو آپ نے ایسا ہی بیان کیا (کہ قارن کو دو طواف اور دو سعی ادا کرنے چاہئیں اور یہ سند بھی جید ہے۔

1. ایک طواف اور ایک سعی عمرہ کی اور اسی طرح دوسرا طواف حج کا طواف زیارۃ اور حج کی سعی۔

٣٠٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافَيْنِ وَسَعٰى سَعْيَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ كَمَا صَنَعْتُ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حج اور عمرہ کو (قران کی نیت سے) جمع کیا اور دو طواف اور دو سعی ادا کیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذہب حنفی میں قارن کے لیے چار طواف ہیں (۱) طواف عمرہ (جو عمرہ ادا کرنے والے کے لیے فرض ہے) (۲) طواف قدوم' یہ طواف قارن اور مفرد کے لیے سنت ہے جب کہ یہ پہلی دفعہ کعبۃ اللہ میں داخل ہوں (۳) طواف زیارۃ' یہ طواف ہر حاجی پر فرض ہے اور اس کا وقت دسویں ذوالحجہ کی فجر سے لے کر بارھویں ذوالحجہ کی مغرب تک ہے۔ (۴) طواف وداع' اس کو طواف رخصت بھی کہتے ہیں۔ یہ طواف ہر آفاقی پر واجب ہے' خواہ وہ مفرد ہو یا قارن ہو یا متمتع' اس کا وقت طواف زیارۃ کے بعد ہے اور مکہ معظمہ سے رخصت ہونے سے پہلے تک ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر قران کی نیت سے حج ادا فرمایا اور تین طواف ادا فرمائے تھے۔ پہلا طواف آپ نے عمرہ کا چوتھی ذوالحجہ کو ادا فرمایا جب کہ آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ دوسرا طواف آپ نے دسویں ذوالحجہ کو ادا فرمایا جو طواف زیارۃ تھا اور تیسرا طواف آپ نے ۱۴ ویں ذوالحجہ کو ادا فرمایا جو طواف وداع تھا۔ رہا طواف قدوم جو قارن کے لیے سنت ہے وہ طواف عمرہ جس کو آپ نے پہلی دفعہ ادا فرمایا اس میں ادا ہو گیا جیسے ایک شخص مسجد میں باوضو داخل ہو اور فوراً کوئی سنت پڑھ لے تو تحیۃ المسجد کی ادائیگی بھی اس میں ہو جاتی ہے۔ رہا یہ کہ صدر کی احادیث شریفہ میں دو طواف اور دو سعی کا ذکر ہے' ان دو طوافوں سے مراد ایک عمرہ کا مستقل طواف ہے اور دوسرے حج کا' فرض طواف اور دو سعی سے مراد ایک عمرہ کی مستقل سعی اور دوسرے حج کی مستقل سعی ہے اور ہر دو طواف اور ہر دو سعی کا علیحدہ علیحدہ ادا کرنا قارن کے لیے ضروری ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ قارن کے لیے (طواف وداع کے سوا دو مستقل طواف اور دو مستقل سعی کی روایت اکابر صحابہ جیسے حضرت عمر' حضرت علی' حضرت ابن مسعود اور حضرت عمران بن حصین ش سے ثابت ہے اور یہ بہر حال قابل ترجیح ہے۔

٣٠٢٧ - وَعَنْ قُتَيْبَةَ الْهُذَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامُ التَّشْرِيْقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِىْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ

حضرت قتیبہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایام تشریق یعنی گیارہ بارہ اور تیرھویں ذوالحجہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور طحاوی کی ایک روایت میں اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اُنَادِيَ اَيَّامَ مِنٰى اِنَّهَا اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّبِعَالٍ فَلَا صَوْمَ فِيْهَا يَعْنِيْ اَيَّامَ التَّشْرِيْقِ.

سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت سعد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں منیٰ کے دنوں میں یہ ندا کروں کہ یہ دن کھانے پینے اور اپنی بیویوں سے) جماع کرنے کے دن ہیں اس لیے کہ طواف زیارۃ کے بعد عورتیں اپنے شوہروں کے لیے حلال ہو جاتی ہیں) تو ان دنوں یعنی ایام تشریق میں روزے نہ رکھو (عنایہ میں بھی اس بارے میں ایک روایت اس طرح ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! ان دنوں یعنی ایام تشریق میں روزے نہ رکھو۔ (عنایہ میں بھی اس بارے میں ایک روایت اس طرح ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار! ان دنوں یعنی ایام تشریق میں روزے نہ رکھو۔

شہور حج میں عمرہ کا جواز

ایام جاہلیت میں عرب شہور حج میں عمرہ ادا کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے اس لیے حضور اقدس ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن جاہل رسم کو ختم کرنے کے لیے حکم دیا کہ جس شخص نے صرف حج کا احرام باندھا ہے اور وہ اس احرام کو فسخ کر دے اور عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے، پھر اس کے بعد حج کا احرام باندھ لے۔ یہ حکم نامہ زمانۂ جاہلیت کے اس عقیدہ کو توڑنے کے لیے دیا گیا تھا اور یہ صرف اسی سال کے لیے تھا اور یہ حکم رسول اللہ ﷺ سے خاص تھا۔ اب کوئی شخص حج کا احرام باندھ کر اس کو فسخ نہیں کر سکتا۔ ذیل کی حدیثیں اسی کی تائید میں آ رہی ہیں۔

۳۰۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَنْ حَجَّ ثُمَّ فَسَخَهَا بِعُمْرَةٍ لَّمْ يَكُنْ ذٰلِكَ اِلَّا لِلرَّكْبِ الَّذِيْنَ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْهُ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ نَّحْوَهٗ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حج کی نیت سے احرام باندھ کر اس کو عمرہ سے فسخ کرنا صرف انہی سواروں کے لیے تھا جو (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (تا کہ زمانہ جاہلیت کی رسم کو مٹا دیا جائے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے بھی سند صحیح کے ساتھ اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۰۲۹ - وَعَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ فَسْخَ الْحَجِّ فِي الْعُمْرَةِ لَنَا خَاصَّةً اَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً فَقَالَ بَلْ لَنَا خَاصَّةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضرت حارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! حج کو عمرہ سے فسخ کرنا صرف ہمارے ہی لیے خاص تھا یا (قیامت تک) سب لوگوں کے لیے عام رہے گا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ صرف ہمارے ہی لیے خاص تھا (تا کہ تم کو غلط عقیدے سے باز رکھا جائے، آئندہ کوئی شخص حج کو عمرہ سے فسخ نہیں کر سکتا) اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۳۰۳۰ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَاَلَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشَمٍ الْمُدْلَجِيُّ قَالَ يَا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم نے (اس سال شہور حج میں) جو عمرہ ادا کیا ہے۔ اس کی اجازت

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا عَنْ عُمْرَتِنَا هٰذِهٖ اَلِعَامِنَا هٰذَا اَمْ لِلْاَبَدِ فَقَالَ لِلْاَبَدِ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِیْ كِتَابِ الْاٰثَارِ فِیْ بَابِ التَّصْدِیْقِ بِالْقَدْرِ.

کیا صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (شہور حج میں عمرہ کرنے کی اجازت) قیامت تک کے لیے ہے۔ (اب آئندہ جو شخص چاہے تمتع کی نیت سے پہلے عمرہ کرے پھر حج ادا کرے) اس کی روایت امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار کے باب التصدیق بالقدر میں کی ہے۔

بَابٌ دُخُوْلُ مَكَّةَ وَالطَّوَافُ

مکہ معظّمہ میں داخلہ (کے آداب) اور طواف کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ. (الحج:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت میں طواف زیارہ جو کہ فرض ہے کی طرف اشارہ ہے جو ۱۰ '۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ میں سے کسی دن بھی کیا جاسکتا ہے۔

وَقَوْلُهٗ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى. (البقرہ:۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (ترجمہ کنز الایمان)

ف: مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ کی بنا فرمائی اور اس میں آپ کے قدم مبارک کا نشان تھا۔ اس کو نماز کا مقام بنانے کا امر استحباب کے لیے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس نماز سے طواف کی دو رکعتیں مراد ہیں۔

فتح القدیر میں مذکور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (طواف کے بعد) مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے تو دوگانۂ طواف ادا کرنے سے پہلے یہ آیت شریفہ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى" تلاوت فرمائی تاکہ یہ واضح فرما دیا جائے گا کہ یہ دوگانۂ طواف تعمیل حکم میں ہے اور اس لیے اس کا ادا کرنا واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ اسے اور بنایہ میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (طواف کے بعد ایک مرتبہ) دوگانۂ طواف ادا کرنا بھول گئے تو آپ نے اس دوگانۂ طواف کو مقام ذوطوی میں ادا فرمایا تو فوت شدہ دوگانۂ طواف کو قضاء کرنے سے بھی اس کا وجوب ثابت ہوتا ہے' اس لیے مذہب حنفی میں ہر طواف کے بعد دوگانۂ طواف کا کرنا واجب ہے۔

وَقَوْلُهٗ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا. (البقرہ:۱۵۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔ (کنز الایمان)

ف: صفا اور مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظّمہ کے مقابل جانب شرق میں واقع ہیں۔ مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابوقبیس کے دامن میں ہے۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں چاہ زمزم ہے' بحکم الٰہی سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا' نہ یہاں سبزہ تھا' نہ پانی' نہ خورد ونوش کا کوئی سامان۔ رضائے الٰہی کے لیے ان مقبول بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام بہت خرد سال تھے۔ تشنگی سے جب ان کی جان بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں' وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں' اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ان اللہ مع الصابرین کا جلوہ اس طرح ظاہر فرمایا کہ غیب سے ایک چشمہ

زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں مقامات کو محل اجابت دعا بنالیا۔

شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ شریف، عرفات، مزدلفہ، جمار ثلاثہ، صفا، مروہ، منٰی، مساجد یا ازمنہ مراد ہوں جیسے رمضان شریف، حرمت والے مہینے، عیدفطر، عیدالضحیٰ، جمعہ، ایام تشریق یا دوسرے علامات مراد ہوں جیسے اذان، اقامت، نماز باجماعت، نماز جمعہ، نماز عیدین، ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں۔

زمانۂ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بت رکھے تھے۔ صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف تھا اور مروہ پر جو بت تھا اس کا نام نائلہ تھا۔ کفار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے۔ عہد اسلام میں یہ بت توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے، اس آیت میں ان کا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الٰہی کی ہے۔ تمہیں اندیشۂ مشابہت نہیں اور جس طرح کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے اب عہد اسلام میں بت اٹھا دیئے گئے اور کعبہ معظمہ کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا، اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا۔

(ماخوذ از تفسیر خزائن العرفان)

۳۰۳۱ - عَنْ نَّافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُقَدِّمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِيْ طَوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَغْتَسِلَ وَيُصَلِّيَ فَيَدْخُلُ مَكَّةَ نَهَارًا وَّاِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِيْ طَوًى وَبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَذْكُرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب بھی آپ مکہ معظمہ تشریف لاتے تو مکہ معظمہ میں فوراً داخل ہونے کے بجائے) آپ مقام ذوطوی میں (جو مکہ معظمہ کے قریب ایک موضع کا نام ہے اور جو داخل حرم ہے) رات گزارتے اور جب صبح ہو جاتی تو غسل فرماتے اور دوگانہ شکرانہ) ادا فرماتے اور دن کی روشنی میں بیت اللہ میں داخل ہو جاتے (تا کہ اس کے دیدار سے مشرف ہوں اور دعا کرسکیں) اسی طرح جب مکہ معظمہ سے واپس ہوتے تو مقام ذوطوی میں رات گزارتے اور وہیں صبح تک رہتے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ بھی فرمایا کرتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ بھی ایسی ہی تھی کہ حضور بھی مکہ معظمہ کو آتے اور جاتے وقت مقام ذوطوی میں قیام فرماتے اور حرم شریف کی تعظیم کے لیے ایسا ہی اہتمام فرماتے تھے۔ اس کی روایت بخاری و مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں جو مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں دن کے وقت داخل ہوتے تھے اور یہ استحباباً ہے، اس لیے کہ نسائی میں ایک روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ معظمہ میں دن میں داخل ہوتے اور عمرہ کے موقع پر رات کے وقت مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ اس لیے نہایہ میں لکھا ہے کہ حاجی چاہے تو مکہ معظمہ دن کے وقت داخل ہو یا رات میں۔ یہ مراعات میں مذکور ہے، صاحب مرقات نے حرم مکہ کی تعظیم میں ابن حبان کی یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حرم مکہ میں برہنہ پا اور پیادہ ہوتے۔ طواف اور دیگر مناسک کو پیادہ اور برہنہ پا ہی ادا فرماتے تھے اور عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک لاکھ ستر ہزار اشخاص جب حج کے لیے آتے تو مقام تنعیم کے پاس

اپنے جوتوں کو رکھ دیتے اور کعبۃ اللہ کی تعظیم میں وہاں سے برہنہ پا داخل ہوتے۔ یہ مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۰۳۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ اِلٰی مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ اَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ اَسْفَلِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر جب کہ مکہ معظمہ تشریف لائے تو مکہ معظمہ اس راستے سے داخل ہوئے جو بلندی سے (جنت المعلیٰ کی طرف سے) آتا ہے (اور یہ مقام ذوطوی کی جانب ہے) اور جب آپ مکہ معظمہ سے واپس ہوئے تو اُس راستہ سے واپس ہوئے جو نشیب کی طرف جاتا ہے جس کو مسفلہ کہتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

ف: بحر الرائق میں لکھا ہے کہ آدابِ حرم میں مستحب یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں باب المعلیٰ سے داخل ہو' تا کہ داخلہ کے وقت کعبۃ اللہ کے دروازہ کا سامنا ہو' اور جب مکہ معظمہ سے نکلیں تو مسفلہ کے راستہ سے واپس ہوں جو نشیب کی طرف ہے۔

۳۰۳۳ - وَعَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّیِّ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَقَالَ مَا كُنْتُ اَرٰی اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا اِلَّا الْيَهُوْدَ قَدْ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُنْ يَفْعَلُهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایسا شخص جو کعبۃ اللہ کو دیکھے تو کیا وہ (دعا کے موقع پر) ہاتھ اٹھائے یا نہیں) یہ سن کر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے یہود کے سوا کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا' ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا ہے۔ حضور ﷺ کو بھی ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۳۴ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَدْ حَجَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْنِیْ عَائِشَةُ اِنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍ فَكَانَ اَوَّلُ شَیْءٍ بَدَاَ بِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حجۃ الوداع ادا فرمایا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ مکہ معظمہ تشریف لائے تو سب سے پہلے وضو فرمایا پھر طواف (عمرہ) ادا فرمایا' اس لیے کہ آپ قارن تھے۔ پھر مناسک حج ادا فرمانے تک آپ نے اور کوئی عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا' تو آپ نے سب سے پہلے (عمرہ کا) طواف ادا فرمایا۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیا اور ایسا ہی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی' (سب سے پہلے عمرہ کا طواف) کیا اور مناسکِ حج ادا فرمانے تک کوئی اور عمرہ ادا نہیں فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

۳۰۳۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّوَافُ حَوْلَ الْبَيْتِ مِثْلُ الصَّلٰوةِ اِلَّا اِنَّكُمْ تَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ فَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْهِ فَلَا يَتَكَلَّمَنَّ اِلَّا بِخَيْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَذَكَرَ التِّرْمِذِیُّ جَمَاعَةً وَّقَفُوْهُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے' بیت اللہ شریف کا طواف (ثواب میں) نماز کے مانند ہے مگر فرق یہ ہے کہ تم طواف کے درمیان بات کر سکتے ہو' اس لیے اگر کوئی شخص دوران طواف بات کرنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ نیکی کی بات کرے' ورنہ بہتر یہ ہے کہ خاموش رہے) اس کی روایت ترمذی' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

15

ف: واضح ہو کہ طواف کے دوران نیکی کی بات مثلاً کسی کو مسئلہ بتانا، سلام کا جواب دینا جائز ہے، دنیوی باتیں نہ کریں اور دین کی بات بھی اس طرح نہ کرے کہ جس سے طواف کرنے والوں کو حرج ہو۔ (مرقات)

۳۰۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدِ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْهُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حجر اسود جنت سے اتارا گیا (جس وقت وہ جنت سے اتارا گیا تھا تو) وہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن تھا) اور بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔[1] اس حدیث کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

[1] جب کہ وہ اثناء طواف اس کو چھوتے اور بوسہ دیتے رہے اور یہ ان کے گناہوں کو جذب کرتا رہا۔

ف: واضح ہو کہ حجر اسود ایک جنتی پتھر تھا اور جنت کی برکتیں اور کمالات اس میں موجود تھے، چونکہ یہ انسانوں کے گناہوں کو جذب کرتا رہا اور اس کی روشنی اور سفیدی ختم ہوتی گئی۔

یہاں ایک بات قابل عبرت یہ ہے کہ گناہ جب جمادات کو بھی متغیر کر دیتے ہیں تو دلوں کا کیا حال ہوگا۔ علامہ فاسی رحمہ اللہ نے تاریخ مکہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے ۵۷۹ھ میں حجر اسود میں ایک سفید نقطہ کو دیکھا تھا اور فقیہ سلیمان عقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مناسک میں لکھا ہے کہ ۷۰۸ھ میں انھوں نے حجر اسود میں تین جگہ سفیدی دیکھی تھی اور ہر وقت اس کی روشنی اور سفیدی میں کمی کو بھی محسوس کیا تھا۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۳۰۳۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْحَجَرِ وَاللّٰهِ لَیَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَهٗ عَیْنَانِ یَبْصُرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ یَّنْطِقُ بِهٖ یَشْهَدُ عَلٰی مَنِ اسْتَلَمَهٗ بِحَقٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کی شان میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت میں اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے یہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے یہ بات کرے گا اور (سچائی کے ساتھ) اس شخص کی تائید میں گواہی دے گا (اور اس کا رقیب اور حافظ ہوگا) جس نے اس کو ایمان، صدق دل اور یقین کے) ساتھ چوما ہو، اس کا استلام کیا ہو۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۰۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الرُّکْنَ وَالْمَقَامَ یَاقُوْتَتَانِ مِنْ یَّاقُوْتِ الْجَنَّةِ طَمَسَ اللّٰهُ نُوْرَهُمَا وَلَوْ لَمْ یَطْمِسْ نُوْرَهُمَا لَاَضَاءَ اِمَّا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم[1] یہ دونوں پتھر جنت کے دو یاقوت ہیں (اور یہ دونوں بے حد روشن تھے) اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نور کو ماند کر دیا (تاکہ ایمان بالغیب باقی رہے) اگر اللہ تعالیٰ ان کے نور کو ماند نہ کرتے تو ان کا نور مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بھی اس کی روایت کی ہے۔

[1] وہ پتھر جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان ہیں اور جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی تعمیر کی۔

۳۰۳۹ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُزَاحِمُ عَلَى الرُّكْنَيْنِ زِحَامًا مَّا رَأَيْتُ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُزَاحِمُ عَلَيْهِ قَالَ اَنْ اَفْعَلْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ مَسْحَهُمَا كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوْعًا فَاَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَّسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لَا يَضَعُ قَدَمًا وَّلَا يَرْفَعُ اُخْرٰى اِلَّا حَطَّ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّكَتَبَ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَهٗ اِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ لَّا تُزَاحِمْ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِيَ الضَّعِيْفَ اِنْ وَجَدْتَّ خَلْوَةً فَاسْتَلِمْهُ وَاِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ وَكَبِّرْ وَهَلِّلْ۔

حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ (جو مشہور تابعی اور قاضی مکہ تھے) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بڑے جوش اور ولولہ کے ساتھ آگے بڑھ کر دونوں رکنوں (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی پر بوسہ دینے اور چھونے کے لیے لوگوں کے مجمع) میں گھس جاتے تھے (اس طرح کہ لوگوں کو اذیت نہ ہو) راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ (دونوں رکنوں تک پہنچنے کے لیے آپ جس جوش وخروش کا اظہار کرتے ہیں) میں نے کسی صحابی کو ایسا اہتمام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: سنو! اگر میں ایسا کرتا ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اُن کو چھونا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اس گھر یعنی بیت اللہ شریف کے سات چکر (اس کے واجبات، سنن اور آداب کا خیال رکھ کر) کرے تو اس کا ایسا کرنا (ثواب میں) ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب بھی وہ (طواف کی حالت میں) ایک قدم رکھتا ہے اور ایک قدم اٹھاتا ہے تو (ہر قدم پر) اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ معاف کرتے ہیں اور ایک نیکی (اس کے نامۂ اعمال میں) لکھ دیتے ہیں، اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور امام احمد کی ایک روایت میں جو سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: (اے عمر!) تم ایک طاقتور آدمی ہو! حجر اسود کو چھولو، ورنہ اس کی طرف رخ کر کے تکبیر اور تہلیل یعنی اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا کرو۔[2]

[1] دورانِ طواف میں تم اس بات کا خیال رکھو کہ حجر اسود تک پہنچنے میں تمہاری طرف سے کسی کمزور کو ایذا نہ پہنچے اور تکلیف نہ ہو، اگر بھیڑ نہ ہو اور راستہ مل جائے تو حجر اسود کا بوسہ لے لو۔

[2] اس لیے عمل بھی استلام کے قائم مقام ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حجر اسود کے استلام کے لیے لوگوں کو ایذا پہنچانا منع ہے۔

۳۰۴۰ - وَعَنْ يَّعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ مُضْطَبِعًا بِبُرْدٍ اَخْضَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ شریف کا طواف حالت اضطباع میں فرمایا اور آپ کے جسم اطہر پر ایک سبز چادر تھی۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

ف: اضطباع یہ ہے کہ چادر کے بیچ کے حصہ کو داہنی بغل میں دبا لیں اور چادر کے ایک حصہ کو سینہ کے اُوپر سے لے کر اور دوسرے حصہ کو پیٹھ کی طرف سے لا کر بائیں کاندھے پر ڈال لیں، اس میں سیدھا کندھا کھلا رہے گا۔ اس صورت میں آدمی بہت چاق و چوبند اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ اضطباع اور رمل ہر اس طواف میں مسنون ہیں جس کے بعد سعی ہو، البتہ! رمل صرف ابتدائی تین چکروں میں ہوگا

اور پورے سات چکر اضطباع کی حالت میں ہوں گے۔ (مرقات اوراشعۃ اللمعات)

۳۰۴۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ اِعْتَمَرُوْا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ فَرَمَلُوْا بِالْبَيْتِ ثَلَاثًا وَّجَعَلُوْا اَرْدِيَتَهُمْ تَحْتَ اٰبَاطِهِمْ ثُمَّ قَذَفُوْهَا عَلٰى عَوَاتِقِهِمُ الْيُسْرٰى رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ حنین سے واپسی کے موقع پر) اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ مقام جعرانہ (جو مکہ سے طائف کے راستہ پر ایک منزل ہے) سے عمرہ ادا فرمایا۔ (عمرہ کا احرام باندھ کر جب بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو) پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا[۱] احرام کی چادروں کو اپنے بغلوں کے نیچے سے نکال کر اپنے بائیں کندھوں میں ڈال لیا۔ اس طرح کہ سیدھے کندھے کھلے رہے اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[۱] پہلوانوں کی طرح قدموں کو قریب قریب ڈال کر اچھلتے ہوئے دُل کی چال سے طواف کیا تا کہ مشرکین پر رعب طاری ہو۔ رمل تو پہلے تین چکروں میں ہوا' لیکن ساتوں چکر اضطباع کی حالت میں کیے۔

۳۰۴۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (طواف کے دوران دونوں رکنوں یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان یہ دعا فرماتے ہوئے سنا ہے: اے ہمارے پروردگار! آپ ہمیں دنیا میں ہر قسم کی بھلائی اور آخرت میں بھی ہر قسم کی بھلائی عطا فرمائیے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچائیے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: منتقی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ طواف کرنے والے کو دورانِ طواف قرآن نہیں پڑھنا چاہیے۔ البتہ! وہ اللہ کا ذکر' تسبیح' تحمید اور تکبیر کہہ سکتا ہے اور ردالمحتار میں لکھا ہے کہ صدر کی حدیث میں جو آیت مذکور ہے' اس کا پڑھنا اس لیے مسنون ہے کہ یہ آیت دعائیہ ہے اور مرقات میں مذکور ہے کہ آیت شریفہ میں پہلے حسنہ سے مراد علم و عمل یا عفو و عافیت اور اچھی روزی یا حیات طیبہ یا قناعت یا نیک اولاد ہے اور دوسرے حسنہ سے مراد مغفرت' جنت یا انبیاء کرام کی صحبت یا دیدار الٰہی ہے اور شیخ ابوالحسن بکری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آیت شریفہ لفظ حسنہ کی تفسیر میں کوئی ستر قول مذکور ہیں اور سب میں بہتر قول یہ ہے کہ پہلے حسنہ سے مراد اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دوسرے حسنہ سے مراد خوشنودی مولیٰ تعالیٰ ہے۔

۳۰۴۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وُكِّلَ بِهٖ سَبْعُوْنَ مَلَكًا يَّعْنِي الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ فَمَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوْا اٰمِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رکن یمانی کے پاس ستر فرشتے ہمیشہ متعین رہتے ہیں اور جو کوئی یہ دعا کرتا ہے تو وہ سب (اس کی دعا پر) آمین کہتے ہیں (وہ دعا یہ ہے): "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رکن یمانی کے پاس کئی اور دعائیں ماثورہ ہیں جن کا ذکر مختلف حدیثوں میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک حدیث یہ ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جب کبھی (طواف کے دوران رکن یمانی کے پاس

پہنچا تو وہاں حضرت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پایا اور حضرت جبرئیل نے فرمایا: اے محمد! (ﷺ) یہاں یہ دعا کیجیے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: کون سی دعا پڑھوں تو حضرت جبرئیل نے فرمایا: یہ دعا پڑھو:

"اللھم انی اعوذبك من الکفر والفاقة ومواقف الخزی فی الدنیا والاخرة"۔ "الٰہی! میں کفر اور فاقہ سے اور دنیا اور آخرت میں رسوائی کے حالات میں مبتلا ہونے سے آپ کی پناہ میں آتا ہوں' آپ مجھے کفر فاقہ اور دارین کی رسوائی سے بچائیے"۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان ستر ہزار فرشتے متعین ہیں اور جب بندہ یہ مذکور دعا پڑھتا ہے تو وہ سب آمین کہتے ہیں (حدیث ختم ہوئی) یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جب کوئی شخص دعا کرے اور فرشتے اس پر آمین کہیں تو وہ دعا قبول ہو کر رہتی ہے' اس لیے حجاج کرام کو چاہیے کہ کعبۃ اللہ شریف کی حاضری کو غنیمت جان کر طواف کے دوران یہاں مذکورہ دعاء کریں تا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل ہو۔

۳۰۴۴ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ سَبْعًا وَّلَا یَتَکَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِیَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَیِّاٰتٍ وَّکُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَّرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَّمَنْ طَافَ فَتَکَلَّمَ وَهُوَ فِیْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِی الرَّحْمَةِ بِرِجْلَیْهِ کَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَیْهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف کے سات چکر کرے اور (دوران طواف) صرف یہی کلمات پڑھتا رہے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" تو اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور (جنت میں) اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں (اس کے علاوہ) دورانِ طواف ان مذکورہ کلمات کو پڑھنے والا اپنے پیروں سے رحمت الٰہی میں ایسا ڈوب جاتا ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا اپنے پاؤں کے بل پانی میں ڈوبتا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں سبحان اللہ الٰی آخرہ کے دوران طواف پڑھنے والے کو دو قسم کے فائدے حاصل ہوتے ہیں: ایک غیر حسّی اور دوسرے حسّی۔ غیر حسّی فائدہ: حدیث شریف کے پہلے حصہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ایسے شخص کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور درجے بلند ہوتے ہیں اور حدیث شریف کے آخری حصہ میں حسّی فائدہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ رحمت الٰہی میں پاؤں کے بل ڈوب جاتا ہے' جس طرح کوئی شخص پاؤں کے بل پانی میں ڈوب جاتا ہے۔

۳۰۴۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَافَ فِی الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا یَقْدَمُ سَعٰی ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَّمَشٰی اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ یَطُوْفُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حج یا عمرہ کا طواف فرماتے تو طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل فرماتے (یعنی تیز قدمی سے اُچھل اُچھل کر چلتے تھے) اور باقی چار چکر معمولی چال سے ادا فرماتے' پھر مقام ابراہیم میں دوگانہ طواف ادا فرماتے' پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرماتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۰۴۶ - وَعَنْهُ قَالَ رَمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَی الْحَجَرِ ثَلَاثًا وَّمَشٰی اَرْبَعًا وَّکَانَ یَسْعٰی بِبَطْنِ الْمَسِیْلِ اِذَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حج یا عمرہ کا طواف فرمایا تو آپ نے طواف کی ابتداء حجر اسود سے فرمائی اور آپ نے حجر اسود سے حجر اسود تک (ابتدائی) تین چکروں میں رمل فرمایا اور باقی چار

طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

چکر معمولی رفتار سے ادا فرمائے اور جب آپ سعی کے لیے تشریف لے گئے تو صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی حصہ میں پہنچے جس کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے تو (اپنے پنجوں کے بل) دوڑتے ہوئے گزرے۔ (میلین اخضرین میں دوڑ نا سعی کے ہر چکر میں مسنون ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۴۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَاَقْبَلَ اِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ اَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْبَيْتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ مَاشَاءَ وَيَدْعُوْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج یا عمرے کے لیے) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر بیت اللہ شریف کا طواف فرمایا پھر (سعی کے لیے صفا پر تشریف لائے اور اس پر چڑھ گئے اور جب کعبۃ اللہ پر نظر پڑی تو اس کی طرف دیکھ کر) دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کا ذکر یعنی تسبیح اور تحمید فرمائی اور دعاء فرماتے رہے (اور مروہ پر بھی چڑھ کر یہی عمل فرمایا[1] اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] جیسا کہ مسلم کی روایت میں مذکور ہے۔

۳۰۴۸ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَخْبَرَتْنِيْ بِنْتُ اَبِيْ تَجْرَاةٍ قَالَتْ دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ دَارَ اٰلِ اَبِيْ حُسَيْنٍ نَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَرَاَيْتُهُ يَسْعٰى وَاِنَّ مِئْزَرَهُ لَيَدُوْرُ مِنْ شِدَّةِ السَّعْيِ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اسْعَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى اَحْمَدُ مَعَ اخْتِلَافٍ.

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ مجھے بنت ابی تجراۃ نے خبر دی کہ وہ چند قریشی خواتین کے ساتھ آل ابوالحسین کے گھر گئیں تا کہ رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی فرماتے ہوئے دیکھیں' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سعی فرماتے ہوئے دیکھا کہ آپ (میلین اخضرین میں) ایسی تیزی سے دوڑ رہے تھے کہ جس کی وجہ سے مئزر یعنی وہ چادر[1] جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے' تیز دوڑنے کی وجہ سے پھر رہی تھی اور میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے بھی سنا (لوگو!) سعی کرو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو واجب کیا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور امام احمد نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

[1] جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِسْعَوْا'' (اے لوگو! سعی کرو) یہ صیغہ امر کا ہے اور امر سے وجوب نکلتا ہے' اس لیے اس سے ثابت ہوا کہ سعی واجب ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔ (ہدایہ فتح القدیر)

اس حدیث شریف سے میلین اخضرین میں تیز دوڑنے کا ثبوت ملتا ہے اور بی بی ہاجرہ کی اتباع میں یہ مسنون ہے کہ آپ حضرت اسماعیل کو جب کعبۃ اللہ شریف کے پاس چھوڑ کر پانی کی تلاش میں نکلیں تو وادی کے نشیبی حصہ میں جس کو اب میلین اخضرین کہتے ہیں' تیزی سے دوڑیں تا کہ وادی کے بالائی حصہ پر جلد پہنچ کر اپنے صاحبزادہ کو دیکھ سکیں۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب مناسکِ حج کا حکم ہوا تو سعی کے موقع پر اسی جگہ یعنی میلین اخضرین کے پاس شیطان نے آپ کو روکنا چاہا لیکن آپ دوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

۳۰۴۹ - وَعَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ

حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلٰى بَعِيْرٍ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَيْكَ اِلَيْكَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اژدہام کی وجہ سے اور تعلیم کی خاطر) صفا اور مروہ کے درمیان اُونٹ پر سوار ہو کر سعی فرماتے ہوئے دیکھا ہے (دوران سعی میں) آپ نے اُونٹ کو نہ تو مارا اور نہ ہانکا اور (لوگوں کو ہٹانے کے لیے) ہٹو بچو ہٹو بچو بھی نہیں فرمایا (جیسا کہ بادشاہوں اور امراء کی سواریوں کے آگے کیا جاتا ہے) اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ طواف کی طرح سعی بین الصفا والمروہ بھی پیادہ ادا کرنا واجب ہے البتہ! اگر کوئی عذر ہو اور پیدل چلنا ممکن نہ ہو تو سواری پر طواف اور سعی ادا کر سکتے ہیں۔

۳۰۵۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اَتَى الْحَجَرَ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ مَشٰى عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو (طواف کے وقت) حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اس کو بوسہ دیا اور طواف کی ابتداء اپنے سیدھے ہاتھ سے فرمائی (تاکہ دوران طواف قلب مبارک بیت اللہ کے محاذی رہے) آپ نے (طواف کے دوران) پہلے تین چکروں میں رمل فرمایا اور بقیہ چار چکر معمولی رفتار سے ادا فرمائے اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۵۱ - وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت زبیر بن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حجر اسود کو بوسہ دینے کی بابت دریافت کیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کا استلام فرماتے (یعنی ہاتھ سے چھوکر ہاتھ کو بوسہ دیتے) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۰۵۲ - وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِنَّكَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عابس بن ربیعہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یوں فرما رہے تھے میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں حضرت عمر رض کا حجر اسود کے بارے میں یہ ارشاد ہے کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ الخ

واضح ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد کا مقصود یہ ہے کہ حجر اسود کا بوسہ محض حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں ہے اور حضور انور ﷺ کا حجر اسود کو بوسہ دینا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہے جیسا کہ مرقات میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ آپ نے حجر اسود کے روبرو کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو بذاتہ نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے۔ اگر میرا رب مجھے بوسہ کا حکم نہ دیتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز بذات خود نفع یا نقصان کی مالک نہیں۔ اب رہا یہ کہ مشرکین بھی حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے اور اب مسلمان بھی حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ بظاہر دونوں کا عمل ایک ہے لیکن

حقیقت میں دونوں کی نیت جدا جدا ہوتی ہے۔ مشرکین اس کو بالذات نفع یا نقصان کا مالک سمجھتے تھے' اس کے برخلاف مسلمان صرف اتباع نبوی ﷺ اور تعمیل حکم میں یہ کام کرتے ہیں' اس لیے مسلمان کا حجر اسود کو بوسہ دینا تعمیل حکم اور اتباع نبوی میں ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے ظاہر ہے اور حضور ﷺ کا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مذکورہ ارشاد اس وجہ سے تھا کہ لوگ زمانہ جاہلیت سے قریب تھے' وہ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنتی پتھر ہیں اور حجر اسود میں گناہوں کے چوسنے کی طاقت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مذکور ہو چکا ہے۔ اس لیے اب یہ پتھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے نفع اور نقصان پہنچانے پر قادر ہے۔ یہی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مراد ہے کہ مشرکین کے عقیدہ کے مطابق بذاتِ خود بغیر اذن الٰہی کے تم نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

٣٠٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ أَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ (دوران طواف) صرف دو رکن جو یمن کی طرف ہیں یعنی رکن حجر اسود اور رکن یمانی کا (جو اس سے متصل ہے استلام فرماتے دیکھا ہے' اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ بیت اللہ شریف کے چار ارکان (گوشے) ہیں جن پر بیت اللہ شریف قائم ہے۔ ان میں سے دو رکن حجر اسود اور اس کے بعد کا رکن جو جانب یمن ہے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بنیادوں پر اب تک قائم ہیں برخلاف اس کے کعبۃ اللہ شریف کے بقیہ دو رکن یعنی رکن عراقی اور رکن شامی کی بنیادیں اپنی اصل حالت پر نہیں ہیں۔ اسی لیے حضور ﷺ رکن حجر اسود کو بوسہ بھی دیتے تھے اور ہاتھ بھی لگاتے تھے۔ اس لیے کہ اس میں حجر اسود بھی ہے اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگاتے تھے اور بقیہ دونوں رکنوں کو نہ ہاتھ لگاتے نہ بوسہ دیتے تھے' اس لیے رکن عراقی اور رکن شامی کو ہاتھ لگانا یا بوسہ دینا مکروہ ہے جیسا کہ ردالمختار میں بحر کے حوالہ سے مذکور ہے۔

٣٠٥٤ - وَعَنْهُ قَالَ مَا تَرَكْنَا اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِيْ شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ نَافِعٌ رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكْتُهٗ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں رکنوں رکن یمانی اور رکن حجر اسود کا استلام فرماتے دیکھا ہے۔ اس وقت سے ہم نے کبھی ان دونوں رکنوں کے استلام کو نہیں چھوڑا' خواہ ان کے پاس لوگوں کی بھیڑ ہو یا جگہ خالی ہو' اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت نافع فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا) آپ فرماتے تھے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ میں نے کبھی ان کا استلام ترک نہیں کیا۔

٣٠٥٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَّسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَبِيْ دَاوٗدَ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اونٹ پر طواف فرمایا اور (دوران طواف اپنی عصا جس کا سرا خمدار تھا حجر اسود کو لگاتے تھے اور اس کو بوسہ دیتے تھے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ وَهُوَ يَشْتَكِي فَطَافَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ طَوَافِهٖ اَنَاخَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر جب مکہ معظمہ تشریف لائے تو آپ بیمار تھے' اس لیے آپ نے سواری پر طواف فرمایا اور دوران طواف جب بھی رکن حجر اسود کے روبرو تشریف لاتے تو اپنی عصا سے جن کا سرا خمدار تھا حجر اسود کو مس کرتے اور عصا کے اس حصہ کو چوم لیتے تھے' پھر جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو سواری کو بٹھایا اور سواری سے اتر کر دوگانہ طواف ادا فرمایا۔

ف: واضح ہو کہ مذہب حنفی میں طواف اور سعی بین الصفاء والمروۃ واجب ہے' البتہ! کسی نے عذر کی وجہ سے طواف اور سعی سواری پر ادا کی تو یہ جائز ہے اور اس پر دم لازم نہ ہوگا اور اگر کسی نے بغیر عذر طواف اور سعی سواری پر ادا کی تو اس کو چاہیے کہ مکہ معظمہ کے قیام میں طواف اور سعی کا پیدل اعادہ کرے اور اگر ایسا شخص اعادہ کیے بغیر اپنے وطن واپس ہو جائے تو اس پر دم لازم ہوگا۔ (فتح القدیر'۱۲)

٣٠٥٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اَشْتَكِي فَقَالَ طُوْفِيْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَاُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں بیمار ہوں' اس لیے میں پیدل طواف نہیں کرسکتی تو حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں سے دور دور سواری پر طواف کرلو۔ چنانچہ میں نے (سواری پر) طواف کیا اور (اس وقت) رسول اللہ ﷺ کعبۃ اللہ شریف کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور نماز میں سورہ "وَالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ" پڑھ رہے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٠٥٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ بِمِحْجَنِهٖ لِاَنْ يَّرَاهُ النَّاسُ وَيُشْرِفُ وَيَسْاَلُوْهُ فَاِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی سواری پر طواف فرمایا اور (طواف کے دوران) اپنی خمدار سرے والے عصا سے حجر اسود کا استلام فرماتے تھے (سواری پر طواف کا سبب یہ تھا) کہ اونچائی پر ہونے کی وجہ سے لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ سے (مناسک حج کے مسائل دریافت کرسکیں) اس لیے کہ آپ کے گرد لوگ جوق در جوق جمع تھے اور اس وقت آپ کی طبیعت بھی ناساز تھی۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٠٥٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ بِالْبَيْتِ عَلٰى بَعِيْرٍ كُلَّمَا اَتٰى عَلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِيْ يَدِهٖ كَبَّرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے اونٹ پر (کعبۃ اللہ شریف کا) طواف فرمایا اور (دوران طواف) جب بھی حجر اسود کے روبرو تشریف لاتے اور (اژدہام کی وجہ سے لکڑی سے حجر اسود کو چھو نہ سکتے تو) دست مبارک کے عصا سے حجر اسود کی طرف اشارہ فرماتے اور اللہ اکبر فرماتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٠٥٩ - وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَيَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ مَّعَهٗ وَيُقَبِّلُ الْمِحْجَنَ

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو طواف فرماتے ہوئے دیکھا اور طواف کے دوران اژدہام کی وجہ سے) آپ اپنے خم دار سرے والے عصا سے حجر اسود کی طرف اشارہ

رَوَاهُ مُسْلِمٌ. فرماتے اور پھر اس عصا کو چوم لیتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی حدیثوں میں حجر اسود کے استلام کا ذکر ہے۔ دوران طواف بہرصورت حجر اسود کا استلام ضروری ہے۔ موقع ملے تو حجر اسود کو چوم لے یا لوگوں کا ہجوم ہو تو ہاتھ سے یا کسی چیز سے حجر اسود کو مس کرے اور اس چیز کو چوم لے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر بھیڑ کی وجہ سے دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو حجر اسود کی طرف ہاتھ یا کسی چیز سے اشارہ کر کے اس چیز کو بوسہ دے لے' یہ تینوں صورتیں استلام کہلاتی ہیں۔ البتہ! دورانِ طواف رکن یمانی کا صرف ہاتھ سے چھونا مسنون ہے اور اژدہام کی وجہ سے ہاتھ لگانا ممکن نہ ہو تو رکن یمانی کے پاس سے بغیر ہاتھ لگائے گزر جائے یہاں اشارہ کرنا درست نہیں ہے۔

۳۰۶۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَانَذْكُرُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرَفٍ طَمِثْتُ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِيْ فَقَالَ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَافْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور ہم (اپنے تبنیہ میں) صرف حج کا ذکر کرتے تھے۔ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ جب ہم مقام سَرف (جو مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ کے فاصلہ پر ہے) میں پہنچے تو مجھے حیض آنے لگا تو اس اندیشہ سے کہ حیض کی وجہ سے میرا حج ہی باطل نہ ہو جائے' میں رو رہی تھی کہ میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے (یہ دیکھ کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شاید تم حائضہ ہوگئی ہو' میں نے عرض کیا جی ہاں! (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مجھے تسلی دیتے ہوئے) فرمایا (حج کے باطل ہونے کا خوف نہ کرو) حیض تو ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر مقرر کر رکھا ہے تو تم (غسل کر لو' احرام باندھ لو اور) وہ تمام مناسک ادا کرو جس کو ایک حاجی کیا کرتا ہے۔ البتہ! حیض سے پاک ہونے تک بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرو' اس لیے کہ ناپاکی کی حالت میں کعبۃ اللہ میں داخل ہونا منع ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۰۶۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ اَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ فِي النَّاسِ اِلَّا لَايَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَنَّ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے (۹ ہجری میں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنایا (اور مکہ معظمہ روانہ فرمایا)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے دسویں ذوالحجہ کو ایک جماعت کے ساتھ لوگوں میں یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد یعنی (۱۰ ہجری سے) حج کے لیے (اور نہ عمرہ کے لیے اور نہ سکونت کے لیے حدودِ حرم اور مکہ معظمہ میں) کوئی مشرک داخل نہ ہو اور کوئی (زمانۂ جاہلیت کے مشرکین کی طرح (خانہ کعبہ کا طواف برہنہ نہ کرے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ درمختار میں لکھا ہے کہ ستر عورت مرد کے لیے مذہب حنفی میں طواف کے واجبات سے ہے' اس لیے اگر کوئی شخص ستر عورت (ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک) میں کسی عضو کے چوتھائی حصہ کو کھلا رکھ کر طواف کرے تو اس پر دم لازم آئے گا۔ یہ حکم

عورتوں سے متعلق ہے۔ اس لیے کہ عورتوں کو تو طواف کی حالت میں حسب معمول پورا جسم چھپانا ضروری ہے۔

بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

نویں ذوالحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ. (البقرہ:۱۹۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر بات یہ ہے کہ اے قریشیو! تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

وقوف عرفات کی فرضیت

ف: واضح ہو کہ زمانہ جاہلیت میں قریش خود کو مجاور حرم سمجھتے اور چونکہ مزدلفہ حدود حرم میں داخل ہے اس لیے نویں ذوالحجہ کو مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے اور میدان عرفات میں اس لیے نہیں جاتے کہ عرفات خارج حرم ہے اور قریش خود کو عام لوگوں سے برتر سمجھتے' حالانکہ وقوف عرفات حج کا رکن ہے اور وقوف عرفات کے بغیر حج ہی نہیں ہوتا' اس کے برخلاف قریش کے علاوہ سب لوگ عرفات جاتے اور وہاں قیام کرنے کے بعد مزدلفہ لوٹتے۔ صدر کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسی حکم کو بیان کیا ہے کہ سب لوگ نویں ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کریں اور وہاں سے مزدلفہ واپس ہوں۔ (بیان القرآن وتفسیرات احمدیہ)

۳۰۶۲ - عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِّنٰى اِلٰى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ يُهِلُّ مِنَّا الْمُهِلُّ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ مِنَّا فَلَا يَنْكِرُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت محمد بن ابی بکر ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے دریافت کیا کہ جب کہ یہ دونوں (نویں ذوالحجہ کی صبح) منیٰ سے عرفات جا رہے تھے کہ آپ حضرات آج کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کن مشاغل میں گزارتے تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم میں سے کوئی لبیک پکارتا تو اس کو اس سے منع نہیں کیا جاتا اور ہم میں سے کوئی اللہ اکبر کہتا تو اس کو بھی اس سے روکا نہیں جاتا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

جمرۂ اولیٰ پر کنکریاں مارنے تک لبیک کہتے رہنا چاہیے

ف: لمعات میں لکھا ہے کہ صدر کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نویں ذوالحجہ کو حاجی اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے جب کہ اس نے احرام باندھنے کے بعد ایک یا دو مرتبہ لبیک پکار لیا ہو' البتہ! فضیلت اس بات کی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لبیک کہتا رہے۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لبیک کو نویں ذوالحجہ کی صبح کے بعد ختم نہ کیا جائے جیسا کہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہنے کو دسویں ذوالحجہ کے دن پہلے جمرے پر کنکریاں مارنے کے بعد ختم کیا اور یہی مذہب حنفی ہے' جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

۳۰۶۳ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحَرْتُ هٰهُنَا وَمِنٰى كُلُّهَا مَنْحَرٌ فَانْحَرُوْا فِيْ رِحَالِكُمْ وَوَقَفْتُ هٰهُنَا وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ وَّوَقَفْتُ هٰهُنَا وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے (منیٰ کے) اس مقام پر قربانی کی ہے (اور اس مقام کو منحر النبی کہا جاتا تھا جو مسجد خیف کے قریب تھا) اور منیٰ کا پورا میدان قربانی کی جگہ ہے۔ اس لیے تم اپنے اپنے خیموں میں جہاں چاہے قربانی کر سکتے ہو۔ اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن میں اس جگہ (جبل رحمت کے قریب سیاہ پتھروں کے پاس) ٹھہرا ہوں اور سارا میدان عرفات (وادی عرفہ کے سوا) ٹھہرنے کی جگہ ہے اور مزدلفہ میں اس جگہ (مشعر حرام

میں) میں نے شب گذاری کی ہے اور مزدلفہ کا پورا میدان (سوائے وادی محسر کے) شب گذاری کی جگہ ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ منٰی، عرفات اور مزدلفہ میں جہاں چاہیں حجاج کرام ٹھہر سکتے ہیں اور منٰی میں جہاں چاہے قربانی دے سکتے ہیں، لیکن افضل مقامات وہی ہیں جہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور قیام فرمایا۔

٣٠٦٤ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَرَفَةَ مَوْقِفٌ وَّكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ وَّكُلُّ الْمُزْدَلِفَةِ مَوْقِفٌ وَّكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ طَرِيْقٌ وَّمَنْحَرٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عرفات کا پورا میدان (سوائے وادی عرفہ کے نویں ذوالحجہ کو حاجیوں کے) ٹھہرنے کی جگہ ہے اور منٰی کا پورا میدان (دسویں ذوالحجہ کو) قربانی کی جگہ ہے (کہ جہاں چاہو قربانی دے سکتے ہو) اور مزدلفہ کا پورا میدان (سوائے وادی محسر کے (دسویں ذوالحجہ کو) شب گزاری کی جگہ ہے (جہاں چاہے ٹھہر سکتے ہیں اور جس راستہ سے چاہیں مکہ معظمہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور مکہ معظمہ میں جہاں چاہیں قربانی دے سکتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

مکہ معظمہ میں مشرقی جانب سے داخل ہونا افضل ہے

ف: واضح ہو کہ مکہ معظمہ میں جس راستہ سے چاہیں داخل ہو سکتے ہیں لیکن کداء نامی گھاٹی جو مکہ معظمہ کے مشرقی جانب ہے اس طرف سے داخل ہونا افضل ہے اور جب کعبۃ اللہ شریف میں داخل ہوں تو باب السلام سے داخل ہوں جو جانب مشرق واقع ہے۔
(مرقات اور عرف شذی-١٢)

حج کی قربانی منٰی میں افضل ہے اور دیگر قربانیاں اور دم حرم میں جہاں چاہیں دے سکتے ہیں

ف: واضح ہو کہ مکہ معظمہ چونکہ سرزمین حرم ہے اس لیے جہاں چاہیں قربانی دے سکتے ہیں لیکن حج کی قربانی کے لیے افضل یہ ہے کہ وہ منٰی میں دی جائے اور دیگر قربانیاں جیسے تمتع، نذر اور شکرانہ اور جنایات کی قربانیاں مکہ معظمہ میں جہاں چاہیں دی جائیں تو جائز ہے۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

٣٠٦٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ خَالٍ لَّهٗ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ مَوْقِفٍ لَّنَا بِعَرَفَةَ يُبَاعِدُهٗ عَمْرٌو مِّنْ مَّوْقِفِ الْاِمَامِ جِدًّا فَاَتَانَا ابْنُ مُرْبَعٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ لَكُمْ اَقِفُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمْ عَلٰى اِرْثٍ مِّنْ اِرْثِ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن عبداللہ بن صفوان رحمہ اللہ تعالٰی (جو تابعین میں سے ہیں) اپنے ماموں سے جن کا نام یزید بن شیبان رضی اللہ عنہ ہے (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں، یزید بن شیبان فرماتے ہیں کہ ہم عرفات میں اس مقام پر ٹھیرے ہوئے تھے، عمرو بن عبداللہ اس جگہ کو امیر حج کی جگہ سے بہت دُور پا رہے تھے (انھوں نے اس دُوری کو اپنے ماموں یزید بن شیبان سے بیان کیا تو) انہوں نے کہا کہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں اسی جگہ جو دُور تھی قیام کیے تھے اور چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ہمارے اس خیال کی اطلاع ملی تو آپ نے ہمارے اس اشکال کو دُور کرنے کے لیے ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ کو ہمارے پاس بھیجا اور

ابن مربع انصاری رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ آپ حضرات کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاصد ہوں اور یہ پیام لایا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اس وقت جہاں ٹھیرے ہوئے ہو وہیں ٹھیرے رہو (پورا میدانِ عرفات ٹھیرنے کی جگہ ہے) اور تم اپنے اس وقوف میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث یعنی سنت پر ہو۔[۲] اس حدیث کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[۱] جو زمانۂ جاہلیت میں ہمارے قبیلہ کے لیے مخصوص تھا اور یہ مقام امام سے بہت دُور تھا تو راوی حدیث حضرت عمرو بن عبداللہ۔
[۲] اس لیے امام سے دُوری کے باوجود وقوفِ عرفات کی فرضیت ادا ہو جائے گی۔ اس لیے تم عرفات میں جہاں بھی ٹھہرے ہو، اس کو حقیر مت جانو۔

٣٠٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ فَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتِيَ عَرَفَاتَ فَيَقِفُ بِهَا ثُمَّ يَفِيْضُ مِنْهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ قریش اور ان کے متبعین نویں ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنے کے بجائے صرف مزدلفہ ہی میں ٹھہرتے، اس زعم میں کہ مزدلفہ حدود حرم میں داخل ہے اور عرفات خارج حرم ہے، اسی لیے خارج حرم قیام کو اپنی شان کے منافی سمجھتے تھے اور اس کو بہادری اور اعزاز قرار دیتے تھے۔ اس کے برخلاف سارے عرب قبائل حسب دستور قدیم نویں ذوالحجہ کو) عرفات میں قیام کرتے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ (قریش ہوں یا غیر قریش سب) آپ کے ساتھ عرفات آئیں (وہاں سے واپس ہوں اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: "ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ" (سورہ بقرہ، پ ۲، ع ۲۳) کا یہی مطلب ہے۔ تم عرفات جا کر وہاں قیام کرو اور وہاں سے سب کے ساتھ واپس ہو۔ (بخاری ومسلم)

٣٠٦٧ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰى بَعِيْرٍ قَائِمًا فِي الرِّكَابَيْنِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرفہ کے دن میدان عرفات میں اُونٹ پر سوار لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا ہے اور آپ کے دونوں پاؤں رکاب میں تھے (تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ کے خطبہ کو اچھی طرح سن سکیں) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٠٦٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا (عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (فضیلت اور قبولیت کے اعتبار سے) بہترین دعا وہ ہے جو عرفہ کے دن کی جائے اور بہترین کلمات جن کو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے (عرفات میں) پڑھا ہے یہ ہیں: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

قَدِیْرٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوٰی مَالِكٌ عَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ اِلٰی قَوْلِہٖ لَاشَرِیْكَ لَہٗ.

لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف:سویٰ میں مذکور ہے کہ مستحب یہ ہے کہ عرفات میں ذکر،تہلیل اور دعاؤں میں بے حد مشغول رہے۔

۳۰۶۹- عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ یَّوْمٍ اَكْثَرُ مِنْ اَنْ یُّعْتِقَ اللّٰہُ فِیْہِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ یَّوْمِ عَرَفَۃَ وَاِنَّہٗ لَیَدْنُوْ ثُمَّ یُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَائِكَۃَ فَیَقُوْلُ مَا اَرَادَ ھٰؤُلَآءِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اپنے بندوں کو دوزخ سے اتنی زیادہ نجات دیتا ہے کہ کسی اور دن اتنی زیادہ نجات نہیں دیتا (عرفہ کے دن بے شمار بندوں کو دوزخ سے رہائی اور مغفرت ملتی ہے) اور اللہ تعالیٰ (اس دن اپنی رحمت اور مغفرت کے ساتھ) بندوں سے قریب ہوتے ہیں اور ان پر (عرفات میں حاضری دینے والوں پر) فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے ان بندوں[1] کا مقصود کیا ہے؟[2] اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] انہوں نے میرے لیے اپنے وطن اور گھر بار چھوڑا اور خود کو تھکایا اور مال خرچ کیا ہے اور یہاں جمع ہوئے ہیں۔

[2] یہی وہ بندے جن پر تم نے اے فرشتو! طعنہ دیا تھا کہ یہ زمین میں فساد کریں گے،دیکھو! یہ میری اطاعت میں کس طرح جمع ہیں؟ اور سوائے میری مغفرت کے ان کو اور کچھ درکار نہیں!

۳۰۷۰- وَعَنْ طَلْحَۃَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ كُرَیْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا رُئِیَ الشَّیْطَانُ یَوْمًا ھُوَ فِیْہِ اَصْغَرُ وَلَا اَدْحَرُ وَلَا اَحْقَرُ وَلَا اَغْیَظُ مِنْہُ فِیْ یَوْمِ عَرَفَۃَ وَمَا ذَاكَ اِلَّا لِمَا یَرٰی مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَۃِ وَتَجَاوُزِ اللّٰہِ عَنِ الذُّنُوْبِ الْعِظَامِ اِلَّا مَا رُئِیَ یَوْمَ بَدْرٍ فَاِنَّہٗ قَدْ رَاٰی جِبْرِیْلَ یَزَعُ الْمَلَائِكَۃَ رَوَاہُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا وَّفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو عرفہ کے دن سے زیادہ کسی اور دن اتنا حقیر،ذلیل،پست اور غضب ناک نہیں دیکھا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان اس دن میدان عرفات میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو نازل ہوتے ہوئے اور بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت ہوتے ہوئے دیکھتا ہے اور غزوۂ بدر کے دن بھی شیطان کو اسی طرح ذلیل،حقیر اور غضب ناک دیکھا گیا جب کہ اس نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کی صفوں کو ترتیب دے رہے تھے (اور اسی دن مسلمانوں کو فتح اور اسلام کو شوکت اور عزت حاصل ہوئی)۔اس کی روایت امام مالک نے مرسلاً کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی کے قریب قریب روایت ہے۔

۳۰۷۱- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ یَوْمُ عَرَفَۃَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْزِلُ اِلَی السَّمَاءِ فَیُبَاھِیْ بِھِمُ الْمَلَائِكَۃَ فَیَقُوْلُ اُنْظُرُوْا اِلٰی عِبَادِیْ اَتَوْنِیْ شُعْثًا غُبْرًا ضَاجِّیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اُشْھِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ فَیَقُوْلُ الْمَلَائِكَۃُ یَا رَبِّ فُلَانٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور (میدان عرفات میں) جمع ہونے والوں پر فرشتوں کے سامنے فخر فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں (اے فرشتو!) تم میرے بندوں کو دیکھو کہ وہ میری بارگاہ میں پراگندہ بال،گرد آلود چہروں میں دور دراز،تنگ اور کشادہ راستوں سے چل کر یہاں حاضر ہیں اور تہلیل،تسبیح،ذکر اور تلبیہ کرتے ہوئے

كَانَ يَرْهَقُ وَفُلَانٌ وَّفُلَانَةٌ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرُ عَتِيْقًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

مجھے پکار رہے ہیں (اے فرشتو!) تم گواہ رہو میں نے ان سب کو بخش دیا (یہ سن کر) فرشتے عرض کرتے ہیں پروردگار ان میں فلاں مرد اور فلاں عورت بھی ہے جو گنہگار ہے اور متہم ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ (یہ سن کر) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں (سنو) میں نے نیکوں کے ساتھ ان کو بھی بخش دیا (یہ فرما کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی اور دن دوزخ سے اتنے بندوں کی رہائی نہیں ملتی جتنے بندوں کو عرفہ کے دن دوزخ سے رہائی ملتی ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

٢٠٧٢ - وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ مُرْدَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا لِاُمَّتِهٖ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِالْمَغْفِرَةِ فَاُجِيْبَ اَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الظَّالِمَ فَاِنِّيْ اٰخُذُ الْمَظْلُوْمَ مِنْهُ قَالَ اَيْ رَبِّ اِنْ شِئْتَ اَعْطَيْتَ الْمَظْلُوْمَ مِنَ الْجَنَّةِ وَغَفَرْتَ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يَجِبْ عَشِيَّتَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ بِالْمُزْدَلِفَةِ اَعَادَ الدُّعَاءَ فَاُجِيْبَ اِلٰى مَا سَاَلَ قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ تَبَسَّمَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنَّ هٰذِهٖ لَسَاعَةٌ مَّا كُنْتَ تَضْحَكُ فِيْهَا فَمَا الَّذِيْ اَضْحَكَكَ اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ قَالَ اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ لَمَّا عَلِمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدِ اسْتَجَابَ دُعَائِيْ وَغَفَرَ لِاُمَّتِيْ اَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْثُوْهُ عَلٰى رَاْسِهٖ وَيَدْعُوْ بِالْوَيْلِ وَالثُّبُوْرِ فَاَضْحَكَنِيْ مَا رَاَيْتُ مِنْ جَزْعِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ كِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ نَحْوَهٗ.

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے دن شام کے وقت اپنی اُمت کے تمام گنہگاروں کی بخشش کی (اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو حضور ﷺ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ میں نے آپ کی پوری اُمت کو بخش دیا ہے سوائے ظالم کے (کیونکہ اس نے بندوں کے حقوق تلف کیے ہیں) اور میں اس سے مظلوم کے حقوق دلواؤں گا۔ حضور ﷺ نے (دوبارہ بارگاہ رب العزت میں) عرض کیا: پروردگار! آپ چاہیں تو مظلوم کو اس کے حقوق کے بدلہ میں جنت عطا فرما کر ظالم کو بخش دیں لیکن حضور ﷺ کی یہ دعا عرفہ کی شام تک قبول نہ ہوئی' پھر حضور ﷺ مزدلفہ تشریف لائے اور (شب گزاری کے بعد) صبح پھر اسی دعا کو لوٹایا تو آپ کی (خواہش کے مطابق) یہ دعا قبول کر لی گئی (یعنی ظالم کی مغفرت کی خوشخبری بھی آپ کو دے دی گئی) روای کا بیان ہے کہ قبولیت دعا کی خوشخبری سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے یا مسکرائے (حضور کو مسکراتے دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں (یا رسول اللہ!) معمولاً ایسے موقع پر آپ ہنسا نہیں کرتے۔ آپ کو کس چیز نے ہنسایا ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے! آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے دشمن ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمالی ہے اور پوری اُمت کو بخش دیا ہے تو اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا اور واویلا کرتا ہوا بھاگ نکلا۔ اس کی یہ پریشانی اور بدحواسی دیکھ کر مجھے ہنسی آ گئی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی کتاب البعث والنشور میں اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا آلاف التحیۃ والسلام اُمت مرحومہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو چاہیں گے اس کے حقوق العباد بھی معاف کروا دیں گے لیکن شرک معاف نہیں ہوتا' جیسا کہ آیت شریفہ میں ارشاد ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ'' اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشتے لیکن شرک کے سوا جس کو چاہیں

بخش دیتے ہیں) تو حقوق العباد شرک کے سوا ہیں اس لیے ان کی بخشش کی اُمید ہے اس کی تائید میں بخاری کی مرفوع حدیث بھی ہے کہ جو حج کرے اور حج کے دوران فساد اور گناہ نہ کرے تو وہ ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدائش کے وقت گناہوں سے پاک وصاف تھا اور اسی طرح مسلم کی بھی ایک مرفوع حدیث ہے کہ اسلام لانے سے (زمانۂ کفر کے) سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہجرت سے بھی (قبل ہجرت کے) سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور حج سے بھی (حج سے پہلے کے) سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ان احادیث شریفہ کی وجہ سے فتح الباری میں علامہ ابن حجر نے حج کی وجہ سے حقوق العباد کے معاف کر دیئے جانے کو ترجیح دی ہے اور شرح السیر الکبیر میں امام سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام صدر الشہید بھی اسی کے قائل ہیں البتہ! قاضی عیاض رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اہل السنۃ والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ کبائر توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ خواہ حقوق اللہ ہوں جیسے ترک نماز اور ترک زکوٰۃ یعنی ان کو بہرصورت قضاء کرنا پڑے گا۔ ہاں! حج کی وجہ سے تاخیر کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ جب حقوق اللہ کا یہ حال ہے تو حقوق العباد کیسے معاف ہوں گے؟ اسی وجہ سے امام بیہقی نے فرمایا ہے کہ کسی بندۂ مسلم کو اس دھوکہ میں نہ رہنا چاہیے کہ حج سے حقوق العباد بھی معاف ہو جاتے ہیں اس لیے کہ گناہ بدبختی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف بڑی جسارت اور بے باکی ہے ہاں! جس کسی کو حج مبرور اور مقبول نصیب ہو جائے تو اس کی مغفرت کی امید ہے لیکن وہ کون مردِ خدا ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ میرا حج مقبول ہے اگرچہ کہ وہ عالم باعمل ہو اور بڑا نیکوکار ہو جب کہ یہ معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سواء سارے انسانوں کا مقام خوف اور رجاء کے درمیان ہے۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ گناہوں پر توبہ اور استغفار اور ان کی تلافی کی کوشش کرتے رہیں۔ یہ مضمون درمختار، ردالمختار، مرقات اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے۔

بَابُ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةَ

عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے منٰی کو واپسی کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ. (البقرہ:۱۹۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جب تم عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے ہدایت فرمائی اور بے شک اس سے پہلے تم بھکے ہوئے تھے۔ (کنزالایمان)

ف: عرفات ایک مقام کا نام جو موقف ہے۔ ضحاک کا قول ہے کہ حضرت آدم وحوا جدائی کے بعد ۹ ذی الحجہ کو عرفات کے مقام پر جمع ہوئے اور دونوں میں تعارف ہوا اس لیے اس دن کا نام عرفہ اور اس مقام کا نام عرفات ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ اس روز بندے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس لیے اس دن کا نام عرفہ ہے۔ مسئلہ: عرفات میں وقوف فرض ہے کیونکہ افاضہ بلا وقوف متصور نہیں۔

مشعر حرام جبل قزح ہے جس پر امام وقوف کرتا ہے۔ مسئلہ: وادیٔ محسر کے سوا تمام مزدلفہ موقف ہے اس میں وقوف واجب ہے بے عذر ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے اور مشعر حرام کے پاس وقوف افضل ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

واضح ہو کہ حجاج کرام نویں ذوالحجہ کو منٰی سے روانہ ہو کر عرفات میں ٹھہرتے ہیں۔ واپسی میں مزدلفہ پڑتا ہے۔ اس دسویں شب کو مزدلفہ میں گزارتے ہیں۔ یہاں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں عشاء کے وقت اکٹھی پڑھتے ہیں اور مغرب وعشاء کا مزدلفہ میں جمع کرنا واجب ہے اور آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا جو حکم وارد ہے اس میں یہ دونوں نمازیں داخل ہیں۔ یہ ذکر تو واجب ہے اور باقی

اذکار مستحب ہیں۔ مشعرِ حرام اسی مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔ آیت شریفہ میں مشعر حرام کے پاس قیام اور ذکر کا جو بیان ہے اس سے سارا مزدلفہ مراد ہے۔ جہاں حجاج کرام کو قیام کی اجازت ہے سوائے وادیٔ محسر کے کہ اس میں قیام جائز نہیں۔

۳۰۷۳- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَرَدِيْفُهُ اُسَامَةُ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِاِيْجَافِ الْخَيْلِ وَالْاِبِلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر نویں ذوالحجہ کو عرفات میں قیام کرنے کے بعد مزدلفہ کے لیے عرفہ سے روانہ ہوئے اور آپ اطمینان اور وقار کے ساتھ چلے اور (اونٹ پر) آپ کے پیچھے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو جب کہ وہ اپنی سواریوں کو تیز ہانک رہے تھے' مخاطب کر کے ارشاد فرماتے' اے لوگو! وقار اور اطمینان کے ساتھ چلو' اس لیے کہ (تیز دوڑانے کے لیے) گھوڑوں اور اونٹوں کو مارنا نیکی نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی حدیث اور بعد میں آنے والی حدیثوں میں عرفات سے واپسی پر اطمینان اور وقار کے ساتھ روانگی کا جو حکم ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ واپسی میں راستہ کشادہ ہو' اور ہجوم کم ہو تو بغیر کسی کو تکلیف پہنچائے سواری کو تیزی سے چلانا درست ہے' اور ایک قول یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں چونکہ ایذا رسانی کے گناہ سے بچنے کا خیال ہی نہیں رہا ہے' اس لیے سواریوں کو تیز دوڑانا جس سے لازماً لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے' ممنوع ہے۔ (ردالمحتار)

۳۰۷۴- وَعَنْهُ اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيْدًا وَّضَرْبًا لِّلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهِ اِلَيْهِمْ وَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ (عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہوئے' اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیچھے جانوروں کو) تیز ہانکنے اور اونٹوں کو سختی سے مارنے کا شور سنا تو آپ نے اپنے چابک کو حرکت دے کر اشارہ کیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے لوگو! تم پر اطمینان اور سکون سے چلنا واجب ہے اور تیز دوڑانے کے لیے جانوروں کو مارنا نیکی نہیں ہے' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۰۷۵- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ جَمْعٍ وَّعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَاَمَرَهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَاَوْضَعَ فِيْ وَادِيْ مُحَسِّرٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرْمُوْا بِمِثْلِ حَصَى الْحَذْفِ وَقَالَ لَعَلِّيْ لَّا اَرَاكُمْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا قَالَ صَاحِبُ الْمِشْكٰوةِ لَمْ اَجِدْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ اِلَّا فِيْ جَامِعِ التِّرْمِذِيِّ مَعَ تَقْدِيْمٍ وَّتَاْخِيْرٍ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزدلفہ سے (جب منٰی کے لیے) روانہ ہوئے تو آپ وقار اور متانت سے چلے اور لوگوں کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی سکون اور اطمینان سے چلیں' البتہ (جب آپ وادی محسر میں جہاں اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا تو) وادی محسر سے تیزی سے گزر گئے اور (جب منٰی میں پہنچے تو) لوگوں کو حکم دیا کہ چنے برابر کنکریوں سے رمی کریں اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا (مناسک حج کو اچھی طرح سمجھ لو اور دریافت کر لو) شاید کہ آئندہ سال میں تم کو نہ دیکھ سکوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۰۷۶- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّكَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (اپنے بھائی) فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فضل (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَهُوَ كَافٍ نَاقَتَهٗ حَتّٰى دَخَلَ مُحَسِّرًا وَّهُوَ مِنْ مِّنًى قَالَ عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِیْ يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةَ وَقَالَ لَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّیْ حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّیْ حَتّٰى بَلَغَ الْجَمْرَةَ وَفِیْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِیِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَمَقْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّیْ حَتّٰى رَمٰى جُمْرَةَ الْعَقَبَةِ بِاَوَّلِ حَصَاةٍ.

کے پیچھے اونٹ پر سوار تھے' جب لوگ (وقوف عرفات کے بعد' مزدلفہ جاتے ہوئے) شام کے وقت اور مزدلفہ میں قیام کے بعد صبح منٰی کے لیے روانہ ہونے لگے (تو تیز دوڑانے کے لیے سواریوں کو مار رہے تھے اور آوازیں بلند کر رہے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری روک دی اور ارشاد فرمایا (تیزی مت کرو) بلکہ سکون اور اطمینان سے چلو' یہاں تک کہ آپ وادی محسر میں داخل ہو گئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: یہاں سے چھوٹی چھوٹی کنکریاں چن لو تا کہ ان سے جمرہ پر رمی کرسکو' راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دسویں ذوالحجہ کو جمرہ اولیٰ پر پہلی) کنکری مارنے تک لبیک فرماتے رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمرۂ (اولیٰ) پہنچنے تک لبیک فرماتے رہے اور بیہقی کی روایت میں عبداللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ (احرام باندھنے کے بعد) لبیک فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرۂ عقبہ (اولیٰ) پر دسویں ذوالحجہ کے دن پہلی کنکری ماری اور پہلی کنکری مارنے کے بعد آپ نے لبیک فرمانا بند کر دیا۔

رمی جمار کے لیے کنکریاں جمع کرنا

ف: واضح ہو کہ صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ مزدلفہ میں قیام کے بعد جب منٰی کو روانہ ہوں تو رمی جمار کے لیے مزدلفہ سے یا راستہ سے کنکریاں لیتے چلیں' البتہ! یہ کنکریاں کسی بڑے پتھر کو توڑ کر نہ بنانا چاہیے اور مستعملہ یعنی رمی کیے ہوئے کنکریوں سے بھی رمی کرنا جائز نہیں ہے اور اگر کنکریوں کی پاکی میں شبہ ہو تو ان کو دھو لینا چاہیے۔

۳۰۷۷ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلَبِّی الْمُعْتَمِرُ حَتّٰى يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ عمرہ کی نیت سے احرام باندھنے والا (احرام باندھنے کے بعد) حجر اسود کو بوسہ دینے تک لبیک کہتا رہا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۰۷۸ - وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اَنَّهٗ كَانَ يُمْسِكُ عَنِ التَّلْبِيَةِ فِی الْعُمْرَةِ اِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ (کا احرام باندھنے کے بعد طواف) میں حجر اسود کو جب بوسہ دیتے تو تلبیہ کہنا بند فرما دیتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۰۷۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ ادا فرمایا: مغرب

بِجَمْعٍ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا وَّالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ بِإِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کی نماز تین رکعتیں ادا فرمائیں اور (ان دونوں نمازوں کو ایک اذان اور) ایک ہی اقامت سے ادا فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۸۰ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ وَّصَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَّصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُصَلِّيْ بِجَمْعٍ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ عبیداللہ نے ابن شہاب سے بیان کیا کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ (اس طرح ادا فرمائیں کہ ان دو فرض نمازوں کے درمیان کوئی اور نماز نہیں پڑھی، اور مغرب کی نماز تین رکعتیں اور عشاء کی نماز (مسافر ہونے کی وجہ سے قصر کر کے دو رکعتیں ادا فرمائیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی (اتباع نبوی ﷺ میں) مزدلفہ میں ایسا ہی (دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۸۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ وَّصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ قَبْلَ وَقْتِهَا بِغَلَسٍ وَّاَخْرَجَا اَنَّهُ صَلَّى بِجَمْعٍ الصَّلَاتَيْنِ جَمِيْعًا وَّصَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز اس کے مقررہ وقت پر ادا فرماتے تھے، خواہ سفر ہو یا حضر اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ ہر نماز اس کے وقت پر ادا فرماتے تھے سوائے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے آپ ان دونوں نمازوں کو ایک ساتھ ادا فرماتے ہیں اور مغرب کو عشاء کے وقت میں پڑھا ہے اور (مزدلفہ ہی میں، میں نے آپ کو دیکھا کہ) آپ نے نماز فجر (وقت شروع ہوتے ہی اندھیرے میں) ادا فرمائی اور یہ آپ کے روزمرہ کے معمول کے وقت سے پہلے تھا (آپ روزانہ فجر کی نماز اسفار یعنی روشنی ہونے کے بعد ادا فرماتے، لیکن اس روز اندھیرے میں فجر کا وقت شروع ہوتے ہی ادا فرمایا۔ (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نماز فجر اندھیرے میں اس کے معمولاً وقت (اسفار) سے پہلے ادا فرمائی ہے اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق یہ بھی روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں (مغرب اور عشاء) ایک ساتھ ادا فرمائی ہیں اور نماز فجر کو صبح صادق شروع ہوتے ہی (اندھیرے میں) ادا فرمایا ہے۔

۳۰۸۲ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ الْحَجَّاجَ ابْنَ يُوْسُفَ عَامَ نَزَلَ بِابْنِ الزُّبَيْرِ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي الْمَوْقِفِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ سَالِمٌ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ فَهَجِّرْ بِالصَّلٰوةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ نویں ذوالحجہ کو) عرفہ کے دن ہم وقوف عرفات کے موقع پر (ظہر اور عصر کو) کس طرح ادا کریں، یہ اُس سال کا واقعہ ہے جس سال حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تھا (اس

صَدَقَ إِنَّهُمْ كَانُوا يَجْمَعُونَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي السُّنَّةِ فَقُلْتُ لِسَالِمٍ أَفَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَالِمٌ وَّهَلْ يَتَّبِعُوْنَ ذٰلِكَ إِلَّا سُنَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

وقت سالم اپنے والد حضرت ابن عمر کے ساتھ تھے) سالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ (یہ سن کر حجاج سے) میں نے کہا اگر تو رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن ظہر اور عصر کو (زوال کے بعد) اول وقت ملا کر ادا کر (حضرت سالم کے اس جواب کو سن کر اُن کے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سالم نے سچ کہا ہے[1] کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت نبوی ﷺ کی پیروی میں ظہر اور عصر کو (باجماعت عرفات میں) ملا کر ادا کرتے تھے۔ ابن شہاب کہتے ہیں (یہ سن کر) میں نے حضرت سالم سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کا یہی عمل تھا کہ آپ یہاں ظہر اور عصر کو ملا کر ادا فرماتے ہیں؟ تو حضرت سالم نے جواب دیا کہ صحابہ کرام تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی کرتے ہیں اور اسی اتباع نبوی میں عرفات میں ظہر اور عصر کو باجماعت ایک ساتھ اول وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] اور حجاج جیسے ظالم کے روبرو کلمۂ حق کہہ کر اس کے ظلم سے صحیح وسالم رہا اور اس کی ماں نے اس کا نام جو سالم رکھا' وہ درست ہے۔

عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی وجہ اور اس کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ عرفات میں عرفہ کے دن ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنا اس دن کی خصوصیت ہے اور یہ جمع بین الظہر والعصر مسافرت کی وجہ سے نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر اور ان کے صاحبزادے حضرت سالم مقیم تھے اور مقیم ہونے کے باوجود انہوں نے عرفات میں عرفہ کے دن ظہر اور عصر کو حجاج کے ساتھ ملا کر ادا فرمایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جمع بین الصلاتین جمع نسک ہے (منجملہ مناسک حج کے ہے) جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر پڑھنے کی شرائط

واضح ہو کہ عرفہ کے دن عرفات میں ظہر اور عصر کو ملا کر ادا کرنے کے کئی شرائط ہیں:

ایک یہ کہ خلیفۂ وقت یا خلیفہ کا نائب امامت کرے' ورنہ سارے حجاج اپنی اپنی جگہ ظہر اور عصر کو اس کے وقت پر ادا کریں اس لیے کہ پورے میدان عرفات میں سوائے وادی عرفہ کے ٹھہرنا درست ہے۔ اور اگر کوئی شخص تنہا ظہر پڑھے تو وہ عصر بھی تنہا ہی ادا کرے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ: دونوں نمازوں کی ادائیگی کے وقت حج کا احرام ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ: عرفہ کا دن ہو' اور عرفات کا میدان ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ: جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہو جس کا امام خلیفہ یا اس کا نائب ہو۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ: زوال کے بعد پہلے ظہر پڑھی جائے اور پھر نماز عصر در مختار فتاویٰ عالمگیری اور رد المختار میں مذکور ہے کہ آج کل مذکورہ شرائط مسجد نمرہ میں ہوتی ہیں۔

۳۰۸۳- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّا مِمَّنْ قَدِمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعْفَةِ اَهْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں تھا کہ جن کو نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے اہل بیت کے ضعیف لوگوں یعنی بچوں اور عورتوں کو منیٰ روانہ فرما دیا تھا تا کہ یہ حضرات سورج نکلنے کے بعد ہی اول وقت رمی جمار سے فارغ ہو جائیں اور اژدھام سے محفوظ رہیں۔(بخاری ومسلم)

بغیر عذر کے رات میں مزدلفہ سے روانہ ہوں تو دم لازم آئے گا

ف: فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اگر مناسک حج میں سے کوئی واجب عذر کی بناء پر ترک ہو جائے تو اس سے دم لازم نہیں آتا جیسا کہ صدر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات ہی میں بچوں اور عورتوں کو منیٰ روانہ فرمایا اور ان پر دم بھی نہیں واجب کیا۔ البتہ! بغیر عذر کے کوئی رات ہی میں مزدلفہ سے روانہ ہو جائے تو اس پر دم لازم آئے گا۔ اس لیے کہ وقوف مزدلفہ کا وقت صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک ہے۔

٣٠٨٤ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ نِسَاءَهٗ وَثَقَلَهٗ صَبِيْحَةَ جَمْعٍ اَنْ يُّفِيْضُوْا مَعَ اَوَّلِ الْفَجْرِ بِسَوَادٍ وَّلَا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ اِلَّا مُصْبِحِيْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) حکم دیا تھا کہ عورتوں اور سامان کو مزدلفہ سے صبح صادق کے ساتھ ہی تاریکی میں روانہ کر دیا جائے' لیکن وہ رمی جمار طلوع آفتاب کے بعد ہی کریں۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

٣٠٨٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ اُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حُمُرَاتٍ فَجَعَلَ يَلْطَحُ اَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ اُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ کی رات بنو عبدالمطلب کے بچوں کو پہلے روانہ کر دیا اور ہم گدھوں پر سوار تھے' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے (ازراہ شفقت) ہماری رانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا: اے میرے بچو! سورج نکلنے سے پہلے جمرہ پر کنکریاں نہ مارو۔ اس کی روایت ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٠٨٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَدِّمُ ضُعَفَاءَ اَهْلِهٖ بِغَلَسٍ وَّيَاْمُرُهُمْ يَعْنِيْ لَا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَاَصْحَابُ السُّنَنِ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اہل بیت کے ضعیف لوگوں کو (جن میں بچے اور عورتیں تھے) حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ سے منیٰ کو اندھیرے میں روانہ فرما دیئے اور ان کو یہ حکم دیا کہ سورج نکلنے تک جمرات پر کنکریاں نہ ماریں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور اصحاب سنن نے کی ہے اور بخاری نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

رمی جمار کے اوقات

ف: واضح ہو کہ فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ دسویں ذوالحجہ کو رمی کے چار اوقات ہیں (۱) مکروہ (۲) مسنون (۳) مباح (۴) ممنوع۔ صبح صادق کے بعد سے طلوع آفتاب تک کنکریاں مارنا مکروہ ہے' اور طلوع آفتاب کے بعد سے زوال تک مسنون ہے اور زوال کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک مباح یعنی جائز ہے اور اگر کسی نے رات میں یعنی صبح صادق سے پہلے کنکریاں ماریں تو درست نہیں' اس کو دن میں لوٹانا پڑے گا' اب رہا گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو رمی کے اوقات تین ہیں:

(۱) زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک مسنون ہے۔
(۲) غروب آفتاب سے صبح صادق تک مکروہ ہے۔
(۳) طلوع آفتاب سے زوال تک مکروہ ہے۔
یہ بھی واضح رہے کہ دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرۂ کبریٰ پر سات کنکریاں مارنا واجب ہے اور بقیہ دو دنوں یعنی گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

۳۰۸۷ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهٖ هٰهُنَا ثُمَّ أَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ وَابْنُ حَبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَقَالَ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَلٰى شَرْطِ كَافَّةِ أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ.

حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایسے وقت پہنچا کہ آپ مزدلفہ میں قیام فرما ہوئے تھے اور نماز کے لیے نکل رہے تھے میں نے عرض کیا کہ دُور دراز سے یعنی طی کی پہاڑیوں سے اس وقت مزدلفہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ کیا میرا حج ہوا یا نہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے یہاں مزدلفہ میں نماز ادا کی اور پھر ہمارے ساتھ وقوف کیا اور اس سے پہلے (نویں ذوالحجہ کو) رات میں یا دن میں (زوال کے بعد سے لے کر دسویں کی صبح صادق تک) عرفات میں تھوڑا سا قیام بھی کر لے تو اس کا حج ادا ہو جائے گا۔
اس سے معلوم ہوا کہ وقوف عرفہ فرض ہے اور وقوف مزدلفہ واجب ہے۔ اس حدیث کی روایت نسائی، اصحاب سنن ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث تمام ائمہ حدیث کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

۳۰۸۸ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَدْفَعُوْنَ مِنْ عَرَفَةَ حِيْنَ تَكُوْنُ الشَّمْسُ كَأَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِيْ وُجُوْهِهِمْ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ وَمِنَ الْمُزْدَلِفَةِ بَعْدَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ حِيْنَ تَكُوْنُ كَأَنَّهَا عَمَائِمُ الرِّجَالِ فِيْ وُجُوْهِهِمْ وَإِنَّا لَا نَدْفَعُ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَنَدْفَعُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ هَدْيُنَا مُخَالِفٌ لِهَدْيِ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالشِّرْكِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ لوگ ایام جاہلیت میں عرفات سے اس وقت نکلتے تھے جب کہ سورج غروب سے پہلے ان کے سروں پر عماموں کی طرح دکھائی دیتا تھا (یعنی سورج کا کچھ حصہ غروب ہوتا اور کچھ باہر رہتا تھا) اور مزدلفہ سے بھی ایسے وقت روانہ ہوتے جب کہ سورج نکلتا رہتا اور ان کے چہروں پر عماموں کی طرح دکھائی دینے لگتا، اس کے برخلاف ہم عرفات سے ایسے وقت نکلتے ہیں جب کہ سورج ڈوب چکا ہو اور مزدلفہ سے روانہ ہوتے ہیں) اور ہمارا یہ طریقہ بت پرستوں اور مشرکین کے طریقہ کے خلاف ہے اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

۳۰۸۹ - وَعَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الشَّرِيْدَ يَقُوْلُ أَفَضْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا مَسَّتْ قَدَمَاهُ الْأَرْضَ

حضرت یعقوب بن عاصم بن عروہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انھوں نے شرید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے مزدلفہ کو واپسی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا (میں نے دیکھا کہ)

حَتّٰی اَتٰی جَمْعًا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

رسول اللہ ﷺ عرفات سے مزدلفہ کو سواری کی حالت میں پہنچے اور کہیں بھی آپ پیدل نہیں چلے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات سے مزدلفہ تک پوری مسافت سواری پر طے فرمائی اور راستہ میں کہیں قیام نہیں فرمایا حتیٰ کہ نماز مغرب بھی راستہ میں نہیں پڑھی۔ اب رہا بخاری میں حضرت اسامہ ؓ سے جو مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے راستہ میں ایک گھاٹی میں اتر کر پیشاب کیا اور وضو فرمایا۔ اِس حدیث کے معارض نہیں اس لیے کہ ضرورتاً راستہ میں کہیں رک جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ البتہ! کہیں قیام نہ کیا جائے جیسا کہ بذل المجہود میں مذکور ہے۔

بَابٌ رَّمْیُ الْجِمَارِ

جمرات پر کنکریاں مارنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ لِمَنِ اتَّقٰی. (البقرہ:۱۹۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں' پرہیزگار کے لیے۔ (کنز الایمان)

ف: واضح ہو کہ منٰی میں حجاج کرام عرفات سے واپسی کے بعد دس گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو کنکریاں مارنے کے لیے قیام کرتے ہیں۔ آیت صدر میں پہلے دو دنوں میں جلدی کرنے کا جو ذکر ہے اس سے گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کا قیام مراد ہے اور تاخیر کا جو ذکر ہے اس سے مراد تیرھویں ذوالحجہ کا قیام ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ دسویں ذوالحجہ کو صرف پہلے جمرہ پر طلوع آفتاب کے بعد سات کنکریاں ماری جاتی ہیں اور گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمروں میں سے ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں ماری جاتی ہیں اور اگر کوئی شخص تیرھویں ذوالحجہ کی صبح تک رہ جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ طلوع آفتاب کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مار کر مکہ معظمہ روانہ ہو۔ (ماخوذ از بیان القرآن)

۳۰۹۰ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْمِیْ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ یَوْمَ النَّحْرِ وَیَقُوْلُ لِتَاْخُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ فَاِنِّیْ لَآ اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَآ اَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِیْ ھٰذِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ قربانی کے دن یعنی دسویں ذوالحجہ کو جمرۂ اولیٰ پر سواری کی حالت میں کنکریاں مار رہے تھے اور (کنکریاں مارنے کے بعد) آپ نے بھی ارشاد فرمایا: تم لوگ حج کے مناسک مجھے دیکھ کر سیکھ لو' شاید کہ اس حج کے بعد میں دوسرا حج نہ کر سکوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

پیدل رمی کرنا افضل ہے

ف: واضح ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سواری کی حالت میں جو رمی فرمائی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی کریم ﷺ کے فعل کو صحابہ کرام ؓ دیکھ سکیں اور رمی کے طریقہ کو آپ سے سیکھ لیں۔ ظہیریہ میں پیدل رمی کرنے کو مطلقاً مستحب قرار دیا ہے' اس لیے کہ اس میں تواضع' خشوع اور انکساری زیادہ ہوتی ہے جو عبادت میں مقصود ہے اور ظہیریہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ اس زمانہ میں پیدل رمی کرنا افضل ہے' اس لیے کہ عامۃ المسلمین پیدل رمی کرتے ہیں اور سب پیدل رمی کریں تو ایذاء اور تکلیف کا اندیشہ نہیں رہتا۔ چنانچہ اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ صحیح احادیث میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ صرف دسویں ذوالحجہ کو بغرض تعلیم سواری پر رمی فرمائی اور بقیہ دنوں میں پیدل رمی فرمائی۔

٣٠٩١ - وَعَنْ قُدَامَةَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ عَلٰى نَاقَةٍ صَهْبَاءَ لَيْسَ ضَرْبٌ وَّلَا طَرْدٌ وَّلَيْسَ قِيْلَ اِلَيْكَ اِلَيْكَ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت قدامہ بن عبداللہ بن عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذوالحجہ کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ وسفید اونٹنی پر سوار جمرۂ اولیٰ پر کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا' اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے لوگوں کو راستہ سے ہٹانے کے لیے نہ تو لوگوں کو کوئی مار رہا تھا اور نہ ہٹا رہا تھا اور نہ ہٹو بچو کہا جا رہا تھا (جیسا کہ عام طور پر امراء اور بادشاہوں کے لیے اہتمام کیا جاتا ہے) اس حدیث کی روایت امام شافعیؒ ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی عبادتوں کے موقع پر کسی فرد کے لیے ایسا اہتمام جس سے اس کی بڑائی ظاہر ہوتی ہو اور لوگوں کو ایذا پہنچتی ہو' ممنوع ہے۔

٣٠٩٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةِ بِمِثْلِ حِصَى الْخَذْفِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چنے کے دانوں کے برابر چھوٹی کنکریوں سے جمرہ پر رمی کرتے دیکھا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ رمی جمار کے موقع پر چنے کے دانے کے برابر کنکریوں سے رمی کرنا چاہیے۔ اس سے چھوٹی یا اس سے بڑی کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے۔

٣٠٩٣ - وَعَنْهُ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَاَمَّا بَعْدَ ذٰلِكَ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا انْتَفَخَ النَّهَارُ مِنْ يَّوْمِ النَّفَرِ فَقَدْ حَلَّ الرَّمْيُ وَالصَّدَرُ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذوالحجہ کو جمرۂ اولیٰ پر چاشت کے وقت یعنی دن چڑھے رمی فرمائی اور اس کے بعد کے دنوں میں آپ نے (تینوں جمرات پر) زوالِ آفتاب کے بعد رمی فرمائی اور اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بیہقی کی روایت میں ابن عباس سے اسی طرح مروی ہے کہ تیرھویں ذوالحجہ کو اگر کوئی شخص صبح صادق تک ٹھہر جائے تو اس کے لیے آفتاب بلند ہونے کے بعد اس دن بھی تینوں جمرات پر رمی کرنا درست ہے اور وہ منیٰ سے واپس ہو سکتا ہے۔

٣٠٩٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ اِنْتَهٰى اِلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰى فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَّسَارِهٖ وَمِنٰى عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَرَمٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُّكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَمَى الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عبدالرحمٰن بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (دسویں ذوالحجہ کو) جمرہ کبریٰ پر رمی کے لیے پہنچے تو رمی کرتے وقت اس طرح کھڑے رہے کہ بیت اللہ شریف آپ کے بائیں جانب تھا اور منیٰ سیدھے جانب (اور جمرہ سامنے تھے) پھر آپ نے جمرے پر سات کنکریاں ماریں' اور کنکری کے پھینکتے وقت آپ اللہ اکبر فرما رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: (میرا یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہے) کیونکہ آپ نے بھی اسی طرح رمی فرمائی ہے اور یہ وہی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (جس میں مناسک حج تفصیلاً مذکور ہیں۔

(بخاری و مسلم)

رمی جمار کے وقت کی ایک مسنون دعاء

ف: واضح ہو کہ مرقات میں علامہ سیوطی کی درمنثور کے حوالہ سے بیہقی کی سنن سے یہ روایت مذکور ہے کہ سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے ہر کنکری پھینکتے وقت اس طرح دعا فرمائی:

''اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا مَّشْکُوْرًا'' اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے۔ اے اللہ! میرے حج کو قبول فرما اور میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے عمل کو مقبول فرما۔

حضرت سالم نے فرمایا کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر کنکری پھینکتے وقت اسی طرح دعا فرمایا کرتے تھے۔

۳۰۹۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِسْتِجْمَارُ تَوٌّ وَّرَمْیُ الْجِمَارِ تَوٌّ وَّالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَالطَّوَافُ تَوٌّ وَّاِذَا اسْتَجْمَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَجْمِرْ بِتَوٍّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ استنجاء کے لیے طاق عدد ڈھیلے لینے چاہئیں اور اسی طرح رمی جمار بھی طاق ہونا چاہیے (ہر جمرہ پر سات سات کنکریاں مارنا چاہیے) اور اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی طاق ہے یعنی سات چکر کرنا چاہیے اور طواف کعبہ بھی طاق ہے یعنی بیت اللہ شریف کے گرد سات مرتبہ چکر لگانے چاہئیں اور جب تم میں سے کوئی استنجاء کے لیے ڈھیلے لے تو اس کو چاہیے کہ طاق عدد میں لے (حسب ضرورت تین یا پانچ یا سات لے) اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۰۹۶ - عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ رَمْیُ الْجِمَارِ وَالسَّعْیُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ لِاِقَامَۃِ ذِکْرِ اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمی جمار اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اللہ تعالیٰ کی یاد (اور دعاء) کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اس لیے ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر کہنا چاہیے اور ہر سعی کے وقت دعا کرنی چاہیے۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۰۹۷ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ وُقُوْفًا طَوِیْلًا یُّکَبِّرُ اللّٰہَ وَیُسَبِّحُہٗ وَیَحْمَدُہٗ وَیَدْعُو اللّٰہَ وَلَا یَقِفُ عِنْدَ جَمْرَۃِ الْعَقَبَۃِ رَوَاہُ مَالِكٌ وَّرَوَی الْبُخَارِیُّ نَحْوَہٗ مَرْفُوْعًا وَّفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مِنًی فَمَکَثَ بِھَا لَیَالِیَ اَیَّامَ التَّشْرِیْقِ یَرْمِی الْجَمْرَۃَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ کُلَّ جَمْرَۃٍ

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (دسویں ذوالحجہ کے بعد والے دنوں میں) جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ پر رمی کے بعد بہت دیر تک ٹھہرتے اور تکبیر تسبیح اور تحمید فرماتے رہتے اور دعا میں مشغول رہتے (اتنی دیر ٹھیرتے جتنی دیر سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور چونکہ جمرۂ عقبہ کے بعد رمی نہیں ہے وہاں ٹھہرنا اور دعاء کرنا مستحب نہیں ہے اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور بخاری نے بھی مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارت کے

بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُکَبِّرُ مَعَ کُلِّ حَصَاۃٍ وَّیَقِفُ عِنْدَ الْاُوْلٰی وَالثَّانِیَۃَ فَیُطِیْلُ الْقِیَامَ وَیَتَضَرَّعُ وَیَرْمِی الثَّالِثَۃَ وَلَا یَقِفُ عِنْدَھَا.

بعد مکہ معظمہ سے پھر منٰی واپس تشریف لائے اور منٰی میں ایام تشریق کے دنوں میں قیام فرمایا اور (گیارہ و بارہ ذوالحجہ کو) آفتاب ڈھلنے کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں اس طرح ماریں کہ ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر فرماتے تھے اور پہلے اور دوسرے جمرہ پر رمی کے بعد ٹھہر جاتے اور دیر تک ٹھہرتے اور گڑگڑا کر دعا فرماتے اور تیسرے جمرہ عقبہ پر رمی فرماتے تو رمی کے بعد وہاں نہ ٹھہرتے' اس لیے کہ یہ آخری جمرہ ہے اور اس کے بعد کوئی رمی نہیں ہے۔

۳۰۹۸- وَعَنْھَا قَالَتْ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا نَبْنِیْ لَکَ بِنَاءً یُّظِلُّکَ بِمِنًی قَالَ لَامِنًی مَنَاخٌ مَنْ سَبَقَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ہم نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا منٰی میں آپ کے قیام کے لیے کوئی سایہ دار عمارت نہ بنا دیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: نہیں! منٰی تو ادائیگی مناسک کی جگہ ہے اور اس شخص کے اونٹ بٹھانے یعنی قیام کرنے کی جگہ ہے جو یہاں پہلے پہنچے۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

حرم کی زمین وقف ہے اس کا کوئی مالک نہیں

ف: صاحب مرقات نے طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ منٰی ادائیگی مناسک (رمی)' ذبح حلق وغیرہ عبادتوں کے ادا کرنے کی جگہ ہے۔ اگر یہاں عمارتیں بنائی جائیں تو حجاج کو ادائیگی مناسک میں دشواری ہوگی اور سڑکوں اور بازاروں کا بھی یہی حکم ہے کہ وہاں رہنے کے لیے مکانات نہ بنائے جائیں اور امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حرم کی زمین وقف ہے' اس لیے کوئی شخص اس کا مالک نہیں ہوسکتا اور جب کوئی مالک نہیں ہوسکتا تو تعمیر کیسے کرسکتا ہے!

بَابُ الْھَدْیِ

حج کی قربانی اور قربانی کے جانوروں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ. (المائدہ:۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! حلال نہ ٹھہرا لو اللہ کے نشان اور نہ ادب والے مہینے اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے گلے میں علامتیں آویزاں ہوں۔ (کنزالایمان)

ف: مناسک حج کو پوری تعظیم و اہتمام کے ساتھ ادا کرو اور حدود حرم اور احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔ تفسیر خزائن العرفان میں لکھا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے نشان حلال نہ ٹھہرا لو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے فرض کی اور جو منع فرمائیں سب کی حرمت کا لحاظ رکھو۔

عرب کے لوگ قربانیوں کے گلے میں حرم شریف کے اشجار کی چھالوں وغیرہ سے گلوبند بن کر ڈال لیتے تھے تاکہ دیکھنے والے جان لیں کہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیاں ہیں اور ان سے تعرض نہ کریں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُہٗ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰھَا لَکُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ لَکُمْ فِیْھَا خَیْرٌ فَاذْکُرُوا اسْمَ اللّٰہِ عَلَیْھَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُھَا فَکُلُوْا مِنْھَا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ' گائے ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں سے کیے' تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے تو ان پر اللہ کا نام لو ایک پاؤں بندھے تین پاؤں کھڑے' پھر ان کی کروٹیں گر

وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ. (الحج: ۳۶۔۳۷)

جائیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ ہم نے یونہی ان کو تمہارے بس میں دے دیا کہ تم احسان مانو۔ اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے یونہی ان کو تمہارے بس میں کر دیا کہ تم اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ تم کو ہدایت فرمائی اور اے محبوب! خوشخبری سناؤ نیکی والوں کو۔

(کنزالایمان)

ف: جانوروں کے ذبح کرنے میں اللہ تعالیٰ نے کئی فائدے رکھے ہیں۔ دنیوی فائدہ تو یہ ہے کہ تم جانور کو ذبح کر کے خود بھی کھاتے ہو اور دوسروں کو بھی کھلاتے ہو اور اخروی فائدہ یہ ہے کہ تم کو ذبح کرنے کا اجر وثواب بھی ملے گا۔

اونٹ کے ذبح کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اس کا ایک پاؤں باندھ کر تین پاؤں پر کھڑا کر کے گردن پر نحر کریں بعد میں ذبح اونٹ کا پہلو زمین پر گرے اور جب اس کی حرکت ساکن ہو جائے تو کھال وغیرہ اتار کر گوشت بنائیں۔

قربانی کرنے والے کی نیت میں اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہونی چاہیے۔ قربانی کرنے والا اخلاص اور شروط تقویٰ کی رعایت سے ہی اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتا ہے۔ زمانہ جاہلیت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اس کو سبب تقرب جانتے تھے۔ ان کی تردید میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۳۰۹۹ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْدٰى عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ هَدَايَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَلًا كَانَ لِاَبِيْ جَهْلٍ فِيْ رَاْسِهٖ بُرَّةٌ مِّنْ فِضَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ مِّنْ ذَهَبٍ يَّغِيْظُ بِذٰلِكَ الْمُشْرِكِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال ۶ ہجری میں جب کہ صلح حدیبیہ ہوئی اور آپ عمرہ کے لیے تشریف لے گئے تو قربانی کے جانوروں میں ابوجہل کا اونٹ بھی ساتھ لے گئے یہ وہی اونٹ تھا جو غزوۂ بدر کے موقع پر مال غنیمت میں حاصل ہوا تھا اس کی ناک میں چاندی کی اور ایک روایت میں سونے کی نتھنی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اونٹ کو قربانی کے لیے اس لیے ساتھ لائے تا کہ مشرکین اس کو ذبح ہوتے ہوئے دیکھ کر جلیں کہ ان کے سردار کا اونٹ مسلمانوں کے ہاتھ ذبح ہو رہا ہے اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قربانیاں دی ہیں وہ نفل اور شکرانہ میں دی گئیں اس لیے کہ عمرہ میں قربانی واجب نہیں ہے۔ (مرقات اشعۃ اللمعات)

۳۱۰۰ - وَعَنْهُ قَالَ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِهٖ فَاَشْعَرَهَا فِيْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْاَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ذوالحلیفہ پر (جو اہل مدینہ منورہ کی میقات ہے) ظہر کی نماز ادا فرمائی اور اس اونٹنی کو طلب فرمایا (جس کو آپ بطور ہدی قربانی کے لیے لے جانا چاہتے تھے۔ پھر آپ نے اس اونٹنی کے کوہان کے سیدھی جانب کنارے پر (بطور نشانی کے) زخم لگایا (تا کہ لوگ تعرض نہ کریں اور اس کو ایذا نہ پہنچائیں اور زخم کو صاف کیا اور خون کو پونچھ دیا اور اس کے گلے میں دو نسلیں بطور ہار کے ڈالے (تا کہ یہ اور اونٹنیوں میں ممتاز رہے

يُلَبِّيْ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ يَقُوْلُ لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا وَّفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ يَعْلٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ بُدْنَهُ فِيْ شِقِّهَا الْاَيْسَرِ ثُمَّ سَلَتَ الدَّمَ بِإِصْبَعِهٖ.

اور پہچانی جا سکے اور پھر اونٹنی پر سوار ہوئے اور جب اونٹنی آپ کو (ذوالحلیفہ سے لے کر) مقام بیداء میں پہنچی تو آپ نے حج کے لیے لبیک فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے' اور بخاری و مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (حجۃ الوداع کے وقت قِران کی نیت سے) حج اور عمرہ کا ایک ساتھ اس طرح تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: "عُمْرَةً وَّحَجًّا" اے اللہ! میں عمرہ اور حج کے لیے حاضر ہوں) اور ابو یعلیٰ کی روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (قربانی کی) اونٹنی کے کوہان کے بائیں جانب اشعار کیا' یعنی ہلکا سا زخم لگایا (تاکہ نشان رہے) پھر (اس زخم کے) خون کو اپنی مبارک انگلی سے پونچھ کر صاف فرمایا۔

۳۱۰۱ - وَعَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا اَهْدٰى هَدْيًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قَلَّدَهٗ وَاَشْعَرَهٗ وَذٰلِكَ فِيْ مَكَانٍ وَّاحِدٍ وَّهُوَ مُوَجِّهٌ لِّلْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهٗ بِنَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهٗ مِنَ الشِّقِّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهٗ حَتّٰى يُوْقِفُ بِهٖ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعُ بِهٖ مَعَهُمْ اِذَا دَفَعُوْا فَاِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ اَوْ يَقْصُرَ وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهٗ بِيَدِهٖ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا وَّيُوَجِّهُهُنَّ اِلَى الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَاْكُلُ وَيُطْعِمُ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت نافع رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ (جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حج کے لیے روانہ ہوتے تو) وہ مدینہ منورہ سے ہی ہدی یعنی قربانی کے جانور کو ساتھ لے لیتے اور جب ذوالحلیفہ پر جو اہل مدینہ کی میقات ہے) پہنچتے تو ہدی کے گلے میں (بطور نشانی) نعلین ڈالتے اور اس کے کوہان کو اشعار کرتے' یعنی ہلکا سا زخم لگاتے اور اس موقع پر پہلے نعلین گلے میں ڈالتے' پھر اشعار کرتے اور یہ دونوں کام ایک ہی جگہ کرتے اور اس وقت قبلہ رو ہو کر (پہلے) نعلین جانور کے گلے میں ڈالتے اور پھر اس کے کوہان کے بائیں جانب اشعار کرتے' پھر اس ہدی کو اپنے ہمراہ رکھتے یہاں تک اور لوگوں کے ساتھ مقام عرفات میں وقوف کرتے' پھر جب لوگ (عرفات سے مزدلفہ) روانہ ہوتے تو ہدی بھی ان کے ساتھ ہی رہتی۔ پھر جب دسویں ذوالحجہ کی صبح منیٰ پہنچتے تو (رمی کے بعد) حلق یا قصر سے پہلے اس جانور کو ذبح کرتے اور اس جانور کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے' ان جانوروں کو (نحر کرنے کے لیے) کھڑے کرتے تو ان کو قبلہ رخ کھڑا (کر کے نحر) کرتے اور (ان جانوروں کے گوشت کو خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

۳۱۰۲ - وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُشْعِرُ بُدْنَتَهٗ فِي الشِّقِّ الْاَيْسَرِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صِعَابًا مُّقْرَنَةً فَاِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْنَهَا اَشْعَرَ مِنَ الشِّقِّ الْاَيْمَنِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّشْعِرَهَا وَجَّهَهَا

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (جب حج کے لیے تشریف لے جاتے اور ہدی ساتھ ہوتی تو) اپنی اونٹنی کے کوہان کے بائیں جانب ہی اشعار فرماتے' البتہ! اگر کوہان (کا بایاں جانب) اس قابل نہ ہوتا اور اس میں دشواری ہوتی اور بائیں طرف اشعار ممکن

إِلَى الْقِبْلَةِ قَالَ فَإِذَا أَشْعَرَهَا قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَكَانَ يُشْعِرُهَا بِيَدِهٖ وَيَنْحَرُهَا بِيَدِهٖ قِيَامًا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ.

نہ ہوتا تو کوہان کے سیدھے جانب اشعار فرماتے اور جب اشعار کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کو قبلہ رُوکرتے اور بسم اللہ واللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھ سے اشعار کرتے (پھر جب نحر کا وقت آتا تو) اونٹنی کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے نحر کرتے۔ اس کی روایت امام محمد نے اپنی موطا میں کی ہے۔

۳۱۰۳- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَائِشَةَ بَقَرَةً يَوْمَ النَّحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذوالحجہ کے دن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اونٹ یا گائے کی قربانی میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور چاہیں تو صرف ایک آدمی کی طرف سے بھی ایک گائے یا اونٹ کی قربانی دی جا سکتی ہے البتہ! قربانی غیر کی طرف سے دی جارہی ہو تو اس سے اجازت کے بغیر نہ دی جائے۔ مرقات اور اشعۃ اللمعات اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر گائے یا اونٹ کی قربانی ایک شخص کی طرف سے دی جائے تو پوری گائے یا اونٹ کی قربانی ایک ہی کی طرف سے ہوگی۔

۳۱۰۴- وَعَنْهُ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے سال ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (جب عمرہ کے لیے آئے اور ہم کو عمرہ سے روک دیا گیا تھا تو اس وقت) ہم نے اونٹ کی قربانی سات آدمیوں کی طرف سے اسی طرح گائے کی قربانی بھی سات آدمیوں کی طرف سے ادا کی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۰۵- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَاَهْدَاهَا فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ اُحِلَّ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اونٹوں کو بطور ہدی (مکہ معظمہ) روانہ فرمایا تھا۔[1] اونٹوں کے قلادہ یعنی ہار کی رسیاں میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بانٹی ہیں پھر ان رسیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان جانوروں کے گلوں میں ڈالا اور اشعار فرمایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی حلال چیز حرام نہیں ہوئی۔[2] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] اور اپنی طرف سے (حضرت ابوبکر صدیق ص کے ہمراہ ہجرت کے نویں سال مکہ معظمہ بطور ہدی کے روانہ فرمایا اور اس طرح بطور ہدی ان جانوروں کو روانہ کرنے سے۔

[2] ہدی بھیجنے والے پر اگر وہ اپنے مقام پر ہی رہے تو اس پر ہدی بھیجنے کی وجہ سے کوئی پابندی لازم نہیں آتی۔

۳۱۰۶- وَعَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَهَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ اَبِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ہدی کے جانوروں کے قلادہ کی رسیوں کو اس اون سے جو میرے پاس تھا بانٹی ہے اور ان جانوروں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے نویں سال اپنی طرف سے میرے والد (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ہمراہ

جب کہ وہ امیر حج مقرر فرمائے گئے تھے (بطور ہدی مکہ معظمہ) روانہ فرمایا تھا۔
اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر ہے۔

٣١٠٧ - وَعَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ سُئِلَ عَنْ رُكُوْبِ الْهَدْيِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَاِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہدی یعنی قربانی کے جانور پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس جانور پر احتیاط کے ساتھ سوار ہو (تاکہ اس کو ضرر نہ پہنچے) بشرطیکہ تم اس پر سواری کے لیے مجبور نہ ہو جاؤ، یہاں تک کہ تم کو دوسری سواری مل جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣١٠٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ عَشَرَ بُدْنَةً مَّعَ رَجُلٍ وَّاَمَّرَهٗ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ اَصْنَعُ بِمَا اُبْدِعَ عَلَيَّ مِنْهَا قَالَ اِنْحَرْهَا ثُمَّ اصْبَغْ نَعْلَيْهَا فِيْ دَمِهَا ثُمَّ اجْعَلْهَا عَلٰى صَفْحَتِهَا وَلَا تَاْكُلْ مِنْهَا اَنْتَ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ رِفْقَتِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی (ناجیہ اسلمی ص) کے ہمراہ سولہ اونٹ (بطور ہدی کے نفل قربانی کے لیے مکہ معظمہ) روانہ فرمائے اور ان کو ان جانوروں پر امیر بھی بنایا (تاکہ ان کی نگرانی کریں) تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان میں سے کوئی جانور (تھکن یا بیماری کی وجہ سے چل نہ سکے تو میں اس کے ساتھ کیا کروں؟) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ایسی صورت میں) تم اس کو ذبح کر دو، اس کے نعلین کو (جو بطور قلادہ کے اس کے گلے میں ڈالے گئے ہیں) اس کے خون میں رنگ کر ان کو اس کے کوہان کے اوپر رکھ دو (تاکہ فقراء اور راہرو اس سے واقف ہو جائیں کہ یہ ہدی کا جانور ہے اور وہ اس کے گوشت کو کھا لیں) لیکن تم اور تمہارے (تونگر) ساتھی اس کو نہ کھائیں (حضرت ناجیہ اور ان کے ساتھیوں کو اس جانور کے گوشت کھانے سے اس لیے بھی منع کیا گیا کہ ان کو تہمت سے بچایا جائے، کہیں انہوں نے اس کے کھانے کے لیے اس کو ذبح کیا ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣١٠٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بُدْنَتَهٗ يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُّقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کا گزر ایک شخص پر ہوا جو اپنی اونٹنی کو نحر کرنے کے لیے بٹھائے رکھتا تھا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ اس کو کھڑا کر (اس کا اگلا بایاں پیر) باندھ کر نحر کرنے کا یہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ اونٹوں کو نحر کرنا اور گائے اور بکریوں کو ذبح کرنا افضل ہے، اونٹوں کو کھڑا کر کے نحر کرنا چاہیے۔ اگر چاہے تو اونٹوں کو بٹھا کر بھی نحر کر سکتا ہے لیکن کھڑا کر کے نحر کرنا افضل ہے اور گائے اور بکریوں کو کھڑا کر کے ذبح نہ کرنا چاہیے بلکہ ان کو لٹا کر ذبح کرے۔

٣١١٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کی

اَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارُ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ مِنْ عِنْدِنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اونٹنیوں پر نگران رہوں اور (ذبح کے بعد) ان کے گوشت چمڑے اور جھولوں (اوجھڑی بوٹی) کو (غرباء اور فقراء میں) خیرات کروں اور قصاب کو (اُجرت میں اونٹنیوں کی) کوئی چیز (منہا کر کے) نہ دوں۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم قصائی کی اُجرت اپنے پاس سے ادا کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۱۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا لَا نَاْكُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَرَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَكَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ابتداء اسلام میں جب تنگی کی وجہ سے لوگوں کو احتیاج تھی تو) ہم اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھ کر نہیں کھاتے تھے۔ (بلکہ لوگوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے) پھر جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دے دی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اجازت دے دی کہ تم (قربانیوں کے گوشت کو) کھاؤ اور توشہ بناؤ (یعنی تین دن کے بعد بھی گوشت رکھ سکتے ہو) تو ہم نے کھایا اور توشہ بھی بنایا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ واجب قربانی جیسے تمتع اور قران کی قربانی کے گوشت کو خود بھی کھا سکتے ہیں اور اغنیاء اور فقراء کو بھی کھلا سکتے ہیں اور اس کا ذخیرہ بھی بنا سکتے ہیں البتہ نفل قربانی اور دم کی قربانی جو بطور جنایات و جرمانہ لازم آئے۔ ایسی قربانیوں کا گوشت خود نہ کھائے بلکہ صرف غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دے۔ ہدایہ میں بھی ایسا ہی مذکور ہے۔

۳۱۱۲ - وَعَنْ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَّفِيْ بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا الْعَامَ الْمَاضِيَ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کہ قحط سالی تھی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر میں قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ نہ رکھے (بلکہ غرباء میں تقسیم کر دے) جب دوسرے سال (قحط سالی نہ رہی) تو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم (قربانیوں کے گوشت کو) گزشتہ سال کی طرح تقسیم کر دیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھاؤ اور کھلاؤ اور (تین دن سے زائد) جمع بھی رکھو (پچھلے سال قحط سالی کی وجہ سے) لوگوں پر فاقہ تھا (اس لیے گوشت کا ذخیرہ بنانے سے میں نے منع کیا تھا) تاکہ تم (گوشت کو تقسیم کر کے غرباء کی) مدد کرو۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۱۳ - وَعَنْ نُّبَيْشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا كُنَّا نَهَيْنَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِهَا اَنْ تَاْكُلُوْهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعُكُمْ جَاءَ اللّٰهُ بِالسَّعَةِ فَكُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَاتَّجِرُوْا اَلَا وَاِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ وَّذِكْرِ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو قربانیوں کے گوشت کو تین دن سے زیادہ رکھ کر کھانے سے منع کیا تھا تاکہ تم اس گوشت سے خیرات کرو اور غرباء کو مدد دو اور سب کے لیے کافی ہو جائے اور اب اللہ تعالیٰ نے (تنگی دُور فرما دی ہے اور) خوش حالی مہیا فرما دی ہے (جس سے غرباء کی احتیاج باقی نہیں رہی) اس لیے اب تم قربانی کے گوشت کو کھاؤ جب تک چاہے رکھو اور (خیرات کر کے) اجر حاصل کرو۔ یاد رکھو (منیٰ میں قیام کے) یہ (چاروں) دن کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

1 لیکن اس کو بیچو نہیں' اس لیے کہ قربانی کے گوشت کی تجارت جائز نہیں۔

٣١١٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمَ الْقَرِّ قَالَ ثَوْرٌ هُوَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ قَالَ وَقُرِّبَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَاتٌ خَمْسٌ اَوْ سِتٌّ فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ اِلَيْهِ بِاَيَّتِهِنَّ يَبْدَاُ قَالَ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَتَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ خَفِيَّةٍ لَمْ اَفْهَمْهَا فَقُلْتُ مَا قَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ بڑی فضیلت کا دن ہے' پھر فضیلت میں یوم القر ہے (اس حدیث کے راوی) ثور کہتے ہیں کہ یہ دوسرا دن ہے (گیارہویں ذوالحجہ ہے) راوی حدیث حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پانچ یا چھ اونٹ حاضر کیے گئے (تا کہ آپ جس اونٹ کی چاہیں پہلے قربانی فرما دیں) تو وہ اونٹ ایک دوسرے پر سبقت کر کے حضور سے قریب ہونے لگے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے اس کو پہلے ذبح فرما دیں) راوی کا بیان ہے جب وہ (ذبح کیے گئے اور) پہلو کے بل گر پڑے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ سے کچھ ارشاد فرمایا جس کو میں نہ سن سکا۔ میں نے اُن صاحب سے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تھے' پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو چاہے ان جانوروں کے گوشت کو کاٹ کر لے جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْحَلْقِ

حج یا عمرہ کے موقع پر احرام سے باہر آنے کے لیے سر منڈوانے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ. (الفتح:٢٧/٤٨)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن وامان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے۔

وَقَوْلُهُ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ. (الحج:٢٩)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر اپنا میل کچیل اُتاریں۔

ف: میل کچیل سے مراد مونچھیں کترائیں' ناخن ترشوائیں' بغلوں اور زیر ناف کے بال دُور کریں۔ یہ سارا عمل حج یا عمرہ کے موقع پر قربانی کے بعد ہو۔

٣١١٥ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَاْسَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر (احرام سے باہر آنے کے لیے) اپنا سر منڈھوایا اور اکثر صحابہ نے بھی سر منڈھوایا اور بعض صحابہ نے بال کتروائے۔ (بخاری و مسلم)

٣١١٦ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر (سر منڈھوانے والوں کے لیے اس طرح دعا فرمائی' اے

الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اللہ! سر منڈھوانے والوں پر رحم فرما! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمایئے تو حضور ﷺ نے پھر (بھی سر منڈھوانے والوں کے لیے ہی) دعا فرمائی۔ اے اللہ! سر منڈھوانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ ث نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! بال کتروانے والوں کے لیے بھی دعا فرمایئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بال کتروانے والوں پر بھی (رحم فرمایئے)۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۱۷ - وَعَنْ یَّحْیَی بْنِ الْحُصَیْنِ عَنْ جَدَّتِہٖ اَنَّھَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ دَعَا لِلْمُحَلِّقِیْنَ ثَلَاثًا وَّلِلْمُقَصِّرِیْنَ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت یحییٰ بن حصین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی دادی اُم الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی دادی نے نبی کریم ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعا فرماتے ہوئے اور بال کتروانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۱۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی مِنٰی فَاَتَی الْجَمْرَۃَ فَرَمَاھَا ثُمَّ اَتٰی مَنْزِلَہٗ بِمِنٰی وَنَحَرَ نُسُکَہٗ ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَاوَلَ الْحَالِقَ شِقَّہُ الْاَیْمَنَ فَحَلَقَہٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ فَاَعْطَاہُ اِیَّاہُ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَیْسَرَ فَقَالَ احْلِقْ فَحَلَقَہٗ فَاَعْطَاہُ اَبَا طَلْحَۃَ فَقَالَ اقْسِمْہُ بَیْنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع کے موقع پر) منیٰ تشریف لائے اور جمرۂ عقبہ کے پاس پہنچے اور کنکریاں ماریں، پھر وہاں سے منیٰ میں اپنی قیام گاہ پر (جہاں اب مسجد خیف ہے) تشریف لائے اور اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح فرمایا [1] پھر آپ نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور اپنے سر مبارک کا داہنا جانب آگے بڑھایا تو اس نے اس کو مونڈ دیا۔ تو آپ نے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مونڈھے ہوئے بال عطا فرمائے۔ پھر حضور ﷺ نے سر مبارک کے بائیں حصہ کو آگے کیا اور فرمایا: اس کو بھی مونڈھ دو تو اس نے بایاں حصہ بھی مونڈھ دیا اور ان مبارک بالوں کو بھی آپ نے ابوطلحہ انصاری کو دے دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کردو تا کہ وہ بطور تبرک رکھ لیں۔ (بخاری و مسلم)

[1] منجملہ ایک سو کے '۶۳' اونٹوں کو خود حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے نحر فرمایا اور بقیہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی طرف سے نحر فرمایا۔

آثار مبارکہ کو بطور تبرک رکھنے کا ثبوت

ف: شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے مبارک بالوں کے ساتھ ساتھ ناخن مبارک کو بھی ترشوا کر حاضرین میں تقسیم فرمادیا، تا کہ یہ برکات امت میں باقی رہیں۔ چنانچہ آج تک یہ آثار مبارکہ ہیں جو حضور ﷺ کے وجود مبارک کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

۳۱۱۹ - وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کُنْتُ اُطَیِّبُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے (جسم اطہر پر حج یا عمرہ کے) احرام باندھنے سے

17 وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پہلے اور (اسی طرح) دسویں ذوالحجہ کے دن حلق کے بعد (جب کہ آپ احرام کھول دیتے تھے) بیت اللہ شریف کے طواف (زیارت) سے پہلے ایسی خوشبو لگایا کرتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۲۰ - وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَيْتُمْ وَحَلَقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيْبُ وَالثِّيَابُ وَكُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ رَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ نَحْوَهٗ.

اور طحاوی کی ایک روایت اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (دسویں ذوالحجہ کو) جب تم رمی سے فارغ ہو جاؤ اور قربانی کر دو (تو تم نے احرام کھول دیا) اور تمہارے لیے خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا اور ہر چیز (ہر وہ پابندی جو احرام کی وجہ سے تم پر عائد تھی) جائز ہو گئی' سوائے عورتوں سے ہم بستری کے (البتہ زیارت کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں) اور دار قطنی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

۳۱۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَلَّى الظُّهْرَ بِمِنٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) دسویں ذوالحجہ کے دن (رمی جمار قربانی اور حلق کے بعد طواف زیارت کے لیے مکہ معظمہ تشریف لے گئے (اور چاشت کے وقت) طواف زیارت ادا فرمایا۔ پھر (منٰی) واپس تشریف لائے اور منٰی میں نماز ظہر ادا فرمائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۲۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ قَالَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلُقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ (احرام سے باہر آنے کے لیے) عورتوں کو منع فرمایا ہے کہ اپنے سر کو (مردوں کی طرح) منڈھائیں۔ (عام حالات میں بھی عورتوں کو سر منڈھوانا جائز نہیں ہے) اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۱۲۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ اِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (احرام سے باہر آنے کے لیے عورتوں کو سر مونڈھانا جائز نہیں' البتہ! عورتیں احرام سے باہر آنے کے لیے اپنے بالوں کو (کناروں سے انگلی کے ایک پور برابر) کترو الیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

بالوں کو کتروانے کی مقدار اور اس کا طریقہ

ف: واضح ہو کہ عورت احرام سے باہر آنے کے لیے خود اپنے بال آپ نہ کاٹے' بلکہ ایسے محرم سے جو اپنا احرام کھول چکا ہو' بال کتروائے۔ بال کتروانے کی حد یہ ہے کہ چوتھائی حصہ سر کے بالوں سے ایک انگل برابر کتروائیں تو واجب ادا ہو جائے گا۔ (عالمگیری)

بَابُ جَوَازِ التَّقْدِيْمِ وَالتَّاْخِيْرِ فِيْ بَعْضِ اُمُوْرِ الْحَجِّ

واجبات حج میں تقدیم و تاخیر سے کفارہ کے ساتھ حج درست ہو جانے کا بیان

۳۱۲۴ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْاَلُوْنَهٗ فَجَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ فَقَالَ اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ فَقَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ وَاَتَاهُ اٰخَرُ فَقَالَ اَفَضْتُ اِلَى الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں قیام فرما ہوئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے حج کے مسائل دریافت کر رہے تھے۔ چنانچہ ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! (ﷺ) میں نے لاعلمی میں قربانی سے پہلے سر مونڈ ھالیا ہے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم قربانی دے دو' تمہارے حج میں کوئی خرابی نہیں ہوگی (البتہ تاخیر کی وجہ سے کفارہ میں ایک اور قربانی دے دو) ایک اور صحابی نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں نے لاعلمی سے رمی سے پہلے قربانی کر دی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اب رمی کرلو' تمہارے حج میں کوئی خرابی نہیں ہوگی (البتہ تاخیر سے رمی کرنے کے کفارہ میں قربانی دے دو) بہرحال (واجبات حج میں) تقدیم و تاخیر کے جتنے سوالات حضور سے کیے گئے ان کے جواب میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (جس کام میں تاخیر ہوگئی ہو' اس کو اب ادا کرلو اور اس کا کفارہ دے دو) تمہارا حج باطل نہیں ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے رمی سے پہلے طواف زیارت کرلیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب رمی کرلو تم پر کوئی گناہ نہیں (البتہ تم کفارہ میں قربانی دے دو)۔

۳۱۲۵ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ قَدَّمَ شَيْئًا مِّنْ حَجِّهٖ اَوْ اَخَّرَهٗ فَلْيُهَرِقْ لِذٰلِكَ دَمًا رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَمُحَمَّدٌ عَنْ مَّالِكٍ وَّفِي السَّنَدِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُهَاجِرٍ رَّوٰى لَهٗ مُسْلِمٌ وَّفِي الْكَمَالِ رَوٰى لَهُ الْجَمَاعَةُ اِلَّا الْبُخَارِيُّ وَرَوٰى عَنْهُ مِثْلَ الثَّوْرِيِّ وَشُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ وَالْاَعْمَشِ وَاٰخَرُوْنَ فَلَا اِعْتِبَارَ لِذِكْرِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ اِيَّاهُ فِي الضُّعَفَاءِ وَرَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ مِنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ لَيْسَ فِيْهِ كَلَامٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مناسک حج کی ادائیگی میں تقدیم و تاخیر کر دے تو وہ اس تقدیم و تاخیر کے کفارہ میں قربانی دے دے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے اور امام محمد نے اس کی روایت امام مالک سے کی ہے۔ اس حدیث کی سند میں ابراہیم ابن مہاجر ہیں اور یہ مسلم کے راوی ہیں اور کتاب الکمال میں لکھا ہے کہ بخاری کے سوا محدثین کی ایک بڑی جماعت نے ان سے روایت کی ہے' چنانچہ ان سے روایت کرنے والوں میں ثوری' شعبہ بن الحجاج' اعمش اور دوسرے محدثین ہیں' اور امام طحاوی نے اس کو ایک اور طریق سے روایت کیا ہے جس کی سند میں کسی کو کلام نہیں ہے۔

مناسکِ حج کو ترتیب سے ادا کرنا بھی واجب ہے

ف: واضح ہو کہ یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ کے دن حاجی کو چار افعال انجام دینے ہوتے ہیں (۱) رمی جمرۂ عقبہ (۲) قربانی (۳) حلق (۴) طواف زیارۃ' پہلے تینوں افعال واجبات حج ہیں اور ان کو اسی ترتیب سے ادا کرنا بھی واجب ہے۔ یہ امام مالک اور امام اعظم

رحمہما اللہ کا مذہب ہے اور اگر ان تینوں افعال کی ادائیگی میں تقدیم وتاخیر ہو جائے تو کفارہ میں قربانی لازم آئے گی جب کہ حاجی قران یا تمتع کی نیت سے حج ادا کر رہا ہو جیسا کہ صدر کی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ البتہ! اگر حاجی مفرد ہو تو اس پر ترتیب صرف رمی جمار اور حلق میں لازم ہے' اس لیے کہ اس پر قربانی واجب نہیں' اب رہا طواف زیارت چونکہ یہ فرض ہے اور اس کا وقت دسویں ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ تک ہے۔ اس عرصہ میں کسی وقت بھی ادا کریں تو ادا ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک ان افعال میں ترتیب سنت ہے' واجب نہیں۔ اس لیے ان میں اگر تاخیر یا تقدیم ہو جائے تو بغیر کفارہ کے بھی ان حضرات کے نزدیک حج ادا ہو جائے گا۔

٣١٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْئَلُ يَوْمَ النَّحْرِ بِمِنًى فَيَقُوْلُ لَا حَرَجَ فَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ فَقَالَ لَاحَرَجَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ دسویں ذوالحجہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منٰی میں قیام فرما ہوئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے مناسکِ حج میں بھول چوک اور لاعلمی کی وجہ سے تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا) فرمایا: کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ البتہ! تقدیم وتاخیر کی وجہ سے قربانی لازم آئے گی' چنانچہ ایک صحابی نے دریافت کیا کہ میں نے آج (دسویں ذوالحجہ کو) شام ہونے کے بعد رمی کی ہے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم پر کوئی گناہ نہیں' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قیام منٰی میں رمی کے چار دن ہیں: ایک یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ اور ایام تشریق کے تین دن یعنی گیارہ' بارہ اور تیرہ ذوالحجہ۔ پہلے دن یعنی دسویں ذوالحجہ کو رمی کا مستحب وقت طلوع آفتاب کے بعد سے زوالِ آفتاب تک ہے اور زوال کے بعد سے گیارہ کی صبح صادق کے پہلے تک کراہت کے ساتھ رمی جائز ہے اور کوئی کفارہ لازم نہیں آئے گا' اگر گیارہ ذوالحجہ کی صبح صادق ہو جائے تو رمی کرنے کے بعد تاخیر کی وجہ سے قربانی لازم ہوگی' اور ایام تشریق یعنی گیارہ' بارہ اور تیرہ کو رمی کا مستحب وقت زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے' اور غروبِ آفتاب سے دوسرے دن کی صبح صادق کے پہلے تک بھی رمی کر سکتے ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر دوسرے دن کی صبح صادق طلوع ہو جائے تو فوت شدہ رمی کرنے کے بعد تاخیر کی وجہ سے قربانی دینا لازم ہوگا۔ اور اگر تیرھویں ذوالحجہ کے دن سورج ڈوب جائے تو رمی جمار کے ادا اور قضا دونوں کا وقت ختم ہو جائے گا' اس سے ایک واجب ترک ہو جاتا ہے' اس لیے حاجی رمی جمار کے اوقات کا بہت خیال رکھے۔

٣١٢٧ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ اَحْلِقْ اَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَهُ اٰخَرُ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ اَرْمِ وَلَا حَرَجَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں نے طواف افاضہ[1] سر مونڈھانے سے پہلے کر لیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اب سر مونڈھا لو یا بال کترو الو (اس تقدیم وتاخیر سے) گناہ نہ ہوگا۔ پھر ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا' اور عرض کیا کہ میں نے رمی جمار سے پہلے قربانی دے دی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اب تم کنکریاں مارو' اور اس تقدیم وتاخیر سے کوئی گناہ نہیں۔[2] اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

1. یعنی فرض طواف جو ایام نحر یعنی دس سے بارہ ذوالحجہ کے درمیان کیا جاتا ہے۔

۲ اگر حاجی مفرد ہے تو اس پر کوئی فدیہ نہیں' البتہ! حاجی اگر قارن یا متمتع ہے تو اس پر کفارہ یعنی قربانی لازم ہوگی۔

۲۱۲۸- وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجًّا فَكَانَ النَّاسُ يَاْتُوْنَهُ فَمَنْ قَائِلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعَيْتُ قَبْلَ اَنْ اَطُوْفَ اَوْ اَخَّرْتُ شَيْئًا اَوْ قَدَّمْتُ شَيْئًا فَكَانَ يَقُوْلُ لَا حَرَجَ اِلَّا عَلٰى رَجُلٍ اِقْتَرَضَ عَرْضَ مُسْلِمٍ وَّهُوَ ظَالِمٌ فَذٰلِكَ الَّذِىْ حَرَجَ وَهَلَكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر حج میں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا' میں نے دیکھا کہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حج کے مسائل دریافت کرتے' بعض یہ دریافت کرتے کہ یارسول اللہ! میں نے طواف سے پہلے سعی کرلی ہے (اور بعض یہ عرض کرتے کہ) میں نے (سہواً افعالِ حج کی ادائیگی میں) تقدیم کردی ہے (پہلے ادا کردیا ہے اور بعض کہتے کہ) میں نے تاخیر کردی ہے (ان کے جواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے (افعالِ حج کی سہواً تقدیم و تاخیر سے) کوئی گناہ نہیں (کفارہ کے ساتھ حج ادا ہوجاتا ہے) البتہ! گنہگار تو وہ شخص ہے جو ظالم ہو' اور کسی مسلمان کی (ناحق توہین یا غیبت کرکے) عزت ریزی کرے' ایسا شخص حقیقت میں گنہگار ہے اور (گناہوں کی وجہ سے) ہلاک ہونے والا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

طواف سے پہلے اگر سعی کرلی تو سعی کو لوٹانا ضروری ہے

ف: واضح ہو کہ طواف کے بعد سعی کرنا حج کے واجبات میں ہے۔ اگر کوئی شخص سعی ترک کردے تو ترک واجب کی وجہ سے اس پر کفارہ میں قربانی لازم ہوگی اور قربانی دینے کے بعد اس کا حج پورا ہوجائے گا۔ اور اگر کوئی شخص طواف سے پہلے سعی کرے تو اس کو چاہیے کہ طواف کے بعد پھر سعی کا اعادہ کرلے' اس لیے کہ سعی تابع طواف ہے اور طواف کے بعد سعی کرلینے سے اس کے ذمہ کوئی کفارہ نہیں ہوگا اور اس کا حج پورا ہوجائے گا۔ (درمختار' ردالمحتار' عالمگیری-۱۲)

بَابُ خُطْبَةِ يَوْمِ الرُّؤُسِ وَرَمْيِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَالتَّوْدِيْعِ

منٰی میں گیارہویں ذوالحجہ کو خطبہ دینے' ایامِ تشریق میں رمی کرنے اور طوافِ رخصت کا بیان

ف: واضح ہو کہ مناسکِ حج جن دنوں میں ادا کیے جاتے ہیں ان کے لیے علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔ چنانچہ آٹھویں ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں یعنی غور وفکر کا دن' اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آٹھویں ذوالحجہ کی شب خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح فرمارہے ہیں تو آپ نے اس دن کو اس غور وفکر میں گزارا کہ کیا یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ اس لیے آٹھویں ذوالحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں (۲) نویں ذوالحجہ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ اس لیے کہ نویں کی شب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دوبارہ یہی خواب دیکھا تو آپ کو یقین ہوگیا اور جان گئے کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے۔ اس شناخت کی وجہ سے نویں ذوالحجہ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے (۳) دسویں ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں اس لیے کہ اس دن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو قربانی کے لیے پیش فرمادیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے جنت کا ایک دُنبہ بھیجا جس کی آپ نے قربانی دی' اس لیے دسویں ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں (۴) گیارہویں ذوالحجہ کو یوم الرؤس کہتے ہیں اس لیے کہ اس دن حجاج قربانی کیے ہوئے جانوروں کے سروں کو پکاتے اور کھاتے ہیں اور گیارھویں ذوالحجہ ایام تشریق کا پہلا دن ہے' اور اسی سے ایام تشریق کی ابتداء ہوتی ہے (۵) بارھویں ذوالحجہ کو یوم النفر الاول کہتے ہیں اس لیے کہ حجاج کو اس دن رمی جمار کے بعد اگر وہ چاہیں تو منٰی سے

روانہ ہونے کی اجازت ہے (۶) تیرھویں ذوالحجہ کو یوم النفر الثانی کہتے ہیں۔ اس لیے کہ حجاج کے منیٰ میں قیام کا یہ آخری دن ہے اور اس دن حجاج کرام منیٰ سے روانہ ہو جاتے ہیں۔ (عمدۃ القاری ملخصاً الخالق)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى. (البقرۃ: ۲۰۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو جو جلدی کر کے دو دنوں میں چلا جائے اس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اس پر گناہ نہیں پرہیزگار کے لیے۔

ف: منیٰ میں گیارہویں بارہویں ذوالحجہ کو جو شخص شیطان کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ میں واپس آنے کی جلدی کرے تو ایسے حاجی پر کوئی گناہ نہیں اور جو تیرھویں رات منیٰ میں گزارے تو وہ صبح کو کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ واپس لوٹے۔ زمانۂ جاہلیت میں دو دنوں میں منیٰ سے جلدی مکہ مکرمہ لوٹنے والوں کو گناہگار بتاتے تھے اور بعض رہ جانے والوں کو گناہ گار بتاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دونوں ہی گناہگار نہیں۔

۳۱۲۹ - عَنْ سَرَّاءِ بِنْتِ نَبْهَانَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الرُّؤُسِ فَقَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلَيْسَ اَوْسَطُ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَّقَالَ فِيْ مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

حضرت سراء بنت نبهان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو (حجۃ الوداع کے موقع پر) یوم الرؤس یعنی گیارھویں ذوالحجہ کے دن خطبہ ارشاد فرمایا (دورانِ خطبہ میں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی دریافت فرمایا: کون سا دن ہے؟ تو ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، آپ نے پھر ارشاد فرمایا: کیا یہ یعنی گیارھویں ذوالحجہ ایام تشریق میں سب سے زیادہ فضیلت والا دن نہیں ہے؟ اس کی روایت ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ کی ہے اور مجمع الزوائد نے کہا ہے کہ اس حدیث کے سب راوی ثقہ ہیں۔

ف: واضح ہو کہ حج کے موقع پر احناف کے نزدیک تین خطبے ہیں: پہلا خطبہ ساتویں ذوالحجہ کے دن، دوسرا خطبہ عرفات میں نویں ذوالحجہ کو جس میں وقوف عرفات، رمی قربانی، حلق اور طواف زیارت کے احکام بیان کیے جاتے ہیں اور تیسرا خطبہ منیٰ میں گیارھویں ذوالحجہ کے دن امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے مگر ان کے تین خطبوں کے علاوہ چوتھا خطبہ بھی ہے اور یہ منیٰ میں دسویں ذوالحجہ کو دیا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری-۱۲)

۳۱۳۰ - وَعَنْ وَّبَرَةَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ مَتٰى اَرْمِي الْجِمَارَ قَالَ اِذَا رَمٰى اِمَامُكَ فَارْمِهْ فَاَعَدْتُّ عَلَيْهِ الْمَسْئَلَةَ فَقَالَ كُنَّا نَتَحَيَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَيْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذَا انْتَفَخَ النَّهَارُ مِنْ يَّوْمِ النَّفْرِ فَقَدْ حَلَّ الرَّمْيُ وَالصَّدْرُ.

حضرت وبرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو جمرات پر میں کب کنکریاں ماروں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ تمہارا امام (یعنی جو شخص تم سے زیادہ مسائل سے واقف ہو) جب رمی کرے تو تم اس وقت رمی کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے تشفی نہیں ہوئی۔ میں نے دوبارہ اس مسئلہ کو دریافت کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (گیارہ اور بارہ ذوالحجہ کو) ہم رمی کے لیے (سورج کے ڈھلنے کا) انتظار کرتے۔ پس جب سورج ڈھل جاتا ہے تو ہم (ان دنوں تینوں جمرات پر) رمی کرتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بیہقی کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ یوم

النفر (تیرھویں ذوالحجہ) کو جب سورج بلند ہو جائے تو قبل زوال رمی کرنا درست ہے اور رمی کے بعد واپس بھی ہو سکتے ہیں۔

۲۱۳۱ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْمِيْ جُمْرَةَ الدُّنْيَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ عَلٰى اَثَرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ حَتّٰى يَسْهَلَ فَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ طَوِيْلًا وَّيَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ يَرْمِي الْوُسْطٰى بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَاْخُذُ بِذَاتِ الشِّمَالِ فَيَسْهَلُ وَيَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ يَدْعُوْ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ وَيَقُوْمُ طَوِيْلًا ثُمَّ يَرْمِيْ جُمْرَةَ ذَاتَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ يُكَبِّرُ عِنْدَ كُلِّ حَصَاةٍ وَّلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سالم رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر (گیارہ اور بارہ ذوالحجہ) کے دن مسجد خیف سے قریبی جمرے (جمرۂ اولیٰ) پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری مارنے کے بعد اللہ اکبر فرماتے' پھر کچھ آگے بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر دیر تک قبلہ رو کھڑے ہوتے (اور اتنی دیر) دعا مانگتے' کہ جتنی دیر میں سورۂ بقر پڑھی جائے اور (دعاء میں) دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے' پھر جمرۂ وسطیٰ پر تشریف لا کر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے پھینکتے وقت اللہ اکبر فرماتے' پھر بائیں جانب بڑھتے اور نرم زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرماتے اور دعا میں دیر تک کھڑے رہتے۔ پھر جمرۂ ذات العقبہ پر (جس کو جمرۂ کبریٰ بھی کہتے ہیں۔ نالہ میں کھڑے ہو کر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر فرماتے (چونکہ اس کے بعد رمی نہیں ہے اس لیے یہاں نہ تو ٹھہرتے اور نہ دعا مانگتے) پھر وہاں سے واپس ہو جاتے (راوی کا بیان ہے کہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۲۱۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنٰى مِنْ اَجْلِ سِقَايَتِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْهُ اَنَّهٗ كَرِهَ اَنْ يَّنَامَ اَحَدٌ اَيَّامَ مِنٰى بِمَكَّةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بات کی درخواست کی کہ منیٰ کے قیام کے دوران انہیں راتوں کو مکہ معظمہ میں قیام کی اجازت دی جائے' تا کہ وہ لوگوں کو زم زم پلائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اجازت دے دی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی اس طرح مروی ہے کہ وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص منیٰ کے قیام کے دنوں میں مکہ معظمہ میں رات گزارے۔

ف: صاحب ردالمحتار نے لباب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حاجی رمی جمار کے دنوں میں رمی کے لیے منیٰ میں رات گزارے' اور یہ مسنون ہے اور اگر منیٰ میں شب نہ گزار سکے تو یہ مکروہ ہے اور اس پر کوئی کفارہ بھی لازم نہیں آتا۔

۲۱۳۳ - وَعَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرُعَاءِ الْاِبِلِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ اَنْ يَّرْمُوْا يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَجْمَعُوْا رَمْيَ يَوْمَيْنِ بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ فَيَرْمُوْهُ فِيْ اَحَدِهِمَا رَوَاهُ مَالِكٌ

حضرت ابوالبداح بن عاصم بن عدی اپنے والد عاصم بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو اجازت دی تھی کہ (اونٹوں کے گم ہو جانے کے اندیشے سے منیٰ میں) رات گزاریں اور اس کی بھی اجازت دی تھی کہ وہ قربانی کے دن (جمرۂ عقبہ پر) کنکریاں ماریں اور گیارھویں اور بارھویں ذوالحجہ کے کنکریاں مارنے کو کسی

وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

ایک دن میں جمع کرلیں یعنی گیارہ ذوالحجہ کو گیارہ اور بارہ کی ایک ساتھ کنکریاں ماریں یا پھر بارہ ذوالحجہ کو گیارہ کی فوت شدہ کنکریاں اور بارہ کی ایک ساتھ کنکریاں ماریں۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں اونٹوں کے چرانے والوں کے لیے رمی جمار میں تقدیم یا تاخیر کی جو اجازت ہے وہ مال کے ضائع ہونے کے اندیشے ہیں۔ اس لیے اگر کوئی بلاعذر رمی جمار میں تقدیم یا تاخیر کرے تو اس پر دم واجب ہوگا جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (ہدایہ ۱۲)

٣١٣٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ اِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقٰى فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا فَضْلُ اِذْهَبْ اِلٰى اُمِّكَ فَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِّنْ عِنْدِهَا فَقَالَ اسْقِنِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْهِ قَالَ اسْقِنِيْ فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيْهَا فَقَالَ اِعْمَلُوْا فَاِنَّكُمْ عَلٰى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتّٰى اَضَعَ الْحَبْلَ عَلٰى هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلٰى عَاتِقِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم کی سبیل پر تشریف لائے اور زمزم طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ (اپنے صاحبزادے) فضل سے فرماتے تم اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان کے پاس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کے لیے (صاف) پانی لے آؤ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہی زمزم پلاؤ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ اس میں ہاتھ ڈال دیتے ہیں' اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: مجھے یہی زمزم پلاؤ (تو آپ کو زمزم پیش کیا گیا) اور آپ نے اس کو پی لیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمزم کے کنویں پر تشریف لائے اس وقت لوگ (یعنی) اولادِ عبدالمطلب لوگوں کو زمزم پلا رہے تھے اور اس کام میں مشقت اٹھا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: تم اپنے کام میں مشغول رہو' تم ایک نیک کام کر رہے ہو۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ہاتھ لگاتے ہی لوگ تم پر ٹوٹ پڑیں گے (اور پانی پلانا تمہارے لیے مشکل ہو جائے گا) تو میں (اونٹنی پر سے) اترتا اور رسّی کو کندھے پر رکھتا (اور پانی کھینچتا اور تمہارے اس نیک کام میں شریک ہوتا) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ سے مکہ مکرمہ) واپس ہوتے وقت (مقام محصب میں ٹھہر کر) نماز ظہر' عصر' مغرب اور عشاء (اپنے اپنے وقت پر اسی مقام میں ادا فرمائیں اور یہیں محصب میں کچھ دیر آرام فرمایا۔ پھر (اونٹنی پر) سوار ہو کر مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وداع فرمایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٣٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ہم حجۃ الوداع کے موقع پر) منیٰ میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (منیٰ سے مکہ مکرمہ واپس ہوتے وقت) ہم سے ارشاد فرمایا کہ ہم کل خیف بنی کنانہ یعنی محصب

عَلَى الْكُفْرِ وَذٰلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَّبَنِىْ كِنَانَةَ حَالَفَتْ عَلٰى بَنِىْ هَاشِمٍ وَّبَنِى الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسَلِّمُوْا اِلَيْهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِىْ بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میں قیام کریں گے (اور یہ وہی مقام ہے) جہاں مشرکین نے اپنے کفر پر قسمیں کھائی تھیں؛ جس کی تفصیل یہ ہے کہ قریش اور بنوکنانہ نے بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب کے خلاف باہم عہد کیا تھا کہ یہ لوگ ان سے (بنوہاشم اور بنوعبدالمطلب سے) نہ تو شادی بیاہ کریں گے اور نہ خرید وفروخت کریں گے جب تک کہ یہ رسول اللہ ﷺ کو مقام محصب میں ان کے حوالہ نہ کردیں (اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اسی مقام پر حضور ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر فاتحانہ قیام فرما رہے ہیں)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مناسکِ حج سے فراغت کے بعد منیٰ سے مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے بالارادہ مقام محصب میں قیام فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مشرکین مکہ نے اسی مقام پر حضور انور ﷺ کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور جو ہاشم اور بنوعبدالمطلب سے اسی وجہ سے مقاطعہ بھی کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی آرزو کو خاک میں ملا دیا اور رسول اللہ ﷺ کو فتح مبین عطا فرمائی۔ اسی شکرانہ میں حضور انور ﷺ نے اسی مقام محصب میں اپنے اس مبارک سفر حج کے اختتام کے موقع پر یہاں قیام فرمایا اور چاروں نمازیں یہاں ادا فرمائیں اور محصب میں قیام کی مثال ایسی ہے جیسے طواف قدوم میں رمل کیا جاتا ہے، جس سے مقصود کفر پر اسلام کے غلبہ کا اظہار تھا اور یہ عمل آج بھی مسنون ہے؛ اسی لیے محصب میں قیام حجاج کرام کے لیے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسنون ہے۔

۳۱۳۷ - وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَرَى التَّحْصِيْبَ سُنَّةً وَّكَانَ يُصَلِّى الظُّهْرَ يَوْمَ النَّفْرِ بِالْحَصْبَةِ قَالَ نَافِعٌ قَدْ حَصَّبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ سے مکہ معظمہ کو واپسی کے وقت مقام محصب میں ٹھہرنے کو سنت قرار دیتے تھے اور منیٰ سے روانگی کے دن محصب میں نماز ظہر ادا فرماتے تھے۔ نافع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد خلفاء راشدین نے منیٰ سے واپسی کے وقت مقام محصب میں قیام فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يَنْزِلُوْنَ الْاَبْطَحَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی (منیٰ سے واپسی کے وقت) ابطح (مقام محصب) میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۱۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَنْصَرِفُوْنَ فِىْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْفِرَنَّ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرَ عَهْدِهٖ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهٗ خَفَّفَ عَنِ الْحَائِضِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ مناسکِ حج سے فارغ ہونے کے بعد منیٰ سے طواف وداع کیے بغیر (اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو جاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (جو مکہ کا باشندہ نہ ہو) اس وقت تک ہرگز واپس نہ ہو جب تک کہ وہ بیت اللہ سے اپنے آخری عہد کو پورا نہ کرلے یعنی طواف وداع نہ کرے۔ البتہ! حیض (یا نفاس) والی عورت کے لیے یہ (طواف وداع معاف

کر دیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف: صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا ینفرن احد کم (یعنی تم میں سے ہرگز کوئی طواف وداع کیے بغیر نہ نکلے۔ اس لفظ کو نون تاکید سے موکد فرمایا ہے جس سے طواف وداع کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور عنایہ میں لکھا ہے کہ یہ طواف ہر آفاقی (غیر مکی) پر واجب ہے خواہ وہ مفرد ہو متمتع ہو یا قارن اور اگر طواف وداع ترک کر دے تو قربانی واجب ہوگی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٣١٤٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ حَاضَتْ صَفِيَّةُ لَيْلَةَ النَّفْرِ فَقَالَتْ مَا اُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتُكُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقْرِىْ حَلْقِىْ اَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَانْفِرِىْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو (حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ سے واپسی کے وقت) رات میں حیض آ گیا (جب کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے طواف وداع نہیں کیا تھا اس لیے آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) عرض کیا: میرا ایسا خیال ہے کہ میری وجہ سے آپ حضرات رک جائیں گے (اس لیے کہ میرا طواف وداع باقی ہے اور مجھے حیض آ گیا ہے یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا تمہارا بھلا کرے۔ کیا انہوں نے دسویں ذوالحجہ کو طواف زیارۃ (جو فرض ہے) ادا کر لیا ہے تو عرض کیا گیا ہاں! تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (طواف زیارت ادا کرنے سے تمہارا حج پورا ہو گیا اور طواف وداع حائضہ کے لیے معاف ہے اس لیے) مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طواف وداع حیض یا نفاس والی عورت کے لیے معاف ہے البتہ! طواف زیارت جو فرض ہے اس کی ادائیگی کے بغیر حیض یا نفاس والی عورت وطن واپس نہیں ہو سکتی۔

٣١٤١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَرْمُلْ فِي السَّبْعِ الَّذِىْ اَفَاضَ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف زیارت کے ساتوں پھیروں میں سے کسی میں بھی رمل نہیں فرمایا۔ اس لیے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر طواف عمرہ میں رمل فرما لیا تھا) اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رمل اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو۔ اس لیے اگر کسی ایک طواف میں جس کے بعد سعی ہو رمل کر لیا گیا ہو تو سنت کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔ طواف زیارت میں دوبارہ رمل کی ضرورت نہیں۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طواف زیارت کے پھیروں میں رمل نہیں فرمایا۔ کیونکہ آپ نے طواف عمرہ کے پھیروں میں رمل فرما لیا تھا۔ (درمختار، ردالمحتار، فتح القدیر)

٣١٤٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَيْتُمْ وَحَلَقْتُمْ فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيْبُ وَالثِّيَابُ وَكُلُّ شَىْءٍ اِلَّا النِّسَاءَ رَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِىْ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم نے رمی کر لی اور (قربانی کے بعد سر مونڈھ لیا تو تم پر بیویوں کے سوا خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا جائز ہے۔ مگر بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتے (البتہ طواف زیارت کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور دار قطنی نے بھی اسی

طرح روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صرف رمی کر لینے سے احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوتیں' بلکہ قربانی کے بعد سر منڈھانے سے احرام کی پابندیاں اٹھ جاتی ہیں سوائے بیوی سے صحبت کے جو طواف زیارت کے بعد جائز ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار ۱۲)

بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ

ان امور کا بیان ہے جن سے احرام باندھنے کے بعد محرم کو بچنا چاہیے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَمَنْ كَانَ مِنكُمْ مَّرِيضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ. (البقرہ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر جو تم میں بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہے تو بدلہ دے' روزے یا خیرات یا قربانی کا۔

حالت احرام میں عذر کی وجہ سے سر مونڈھانے کا فدیہ

ف: واضح ہو کہ بیماری کی وجہ سے محرم کو سر مونڈھانے کی جو اجازت ہے اس کے فدیہ کے طور پر تین چیزیں آیت شریفہ میں مذکور ہیں: (۱) تین دن کے روزے (۲) صدقہ۔ چھ مسکینوں میں سے ہر مسکین کو نصف صاع گیہوں یعنی پونے دو سیر دیئے جائیں تو بھی ایک ہی صدقہ دینا چاہیے اور اگر دو حصہ دیئے جائیں تو بھی ایک ہی صدقہ شمار ہوگا۔ (۳) ایک بکری ذبح کر کے مسکینوں میں تقسیم کی جائے اور یہ ذبح حدود حرم میں ہونا چاہیے۔

۳۱۴۳ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدَ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَيَلْبَسُ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَّسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرَسٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ محرم (احرام کی حالت میں کیا پہنے اور کیا نہ پہنے) تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (تم احرام کی حالت میں دو چادریں اس طرح پہنے رہو کہ ایک کو باندھ لو اور دوسری کو اوڑھ لو۔ ان کے سوا وہ کوئی اور کپڑے نہ پہنے) کرتے نہ پہنو' عمامہ نہ باندھو' پائجامہ نہ پہنو' برساتیاں نہ اوڑھو' ٹوپیاں نہ پہنو' اور موزے بھی نہ پہنو مگر جس شخص کے پاس جوتیاں نہ ہوں' وہ موزے پہن لے مگر موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے (اس طرح) کاٹ دے کہ ٹخنے اور پیر کی اوپر کی ہڈی کھلی رہے) اور ان کپڑوں کو بھی نہ پہنے جس میں زعفران یا ورس (ایک خوشبودار گھاس لگی ہو۔) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں (کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایسی عورت جو حالت احرام میں ہو۔ چہرے پر نقاب نہ ڈالے اور دستانے بھی نہ پہنے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلشَّافِعِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْمُرُ بَنَاتَهٗ بِلُبْسِ الْقُفَّازَيْنِ فِي الْاِحْرَامِ قُلْتُ وَهُوَ قَوْلُ عَلِيٍّ وَّعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

اور امام شافعی نے کتاب الام میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ احرام کی حالت میں دستانے پہن سکتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ احرام کی حالت میں دستانوں کا پہننا عورتوں کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی قول ہے کہ احرام کی حالت میں عورتیں دستانے پہن سکتی ہیں اور مذہب حنفی بھی یہی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) احرام کی حالت میں سلا ہوا کپڑا پہننا مرد کے لیے جائز نہیں ہے البتہ! سلا ہوا کپڑا جیسے قباء وغیرہ اس طرح کندھوں پر اوڑھ لے کہ اس کی آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔ اس کو عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خاں سے بیان کیا ہے۔ اسی طرح موزے یا پائتابے سردی کی وجہ سے پیروں پر ڈال لے تو کوئی حرج نہیں البتہ! ان کا پہننا ناجائز ہے اور ردالمحتار نے لباب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ قبا یا عبا کا کندھوں پر اس طرح اوڑھنا کہ ہاتھ آستینوں میں نہ ڈالے جائیں مکروہ ہے۔

(۲) محرم مرد کو چہرہ اور سر کھلا رکھنا ضروری ہے۔ البتہ! عورتیں سر ڈھانکیں صرف چہرہ کھلا رکھیں اور عورتیں پائتابے پہن سکتی ہیں لیکن خوشبو نہ لگائیں۔

۳۱۴۴ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى عَلٰى طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ فَقَالَ عُمَرُ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الرَّهْطُ اَئِمَّةٌ يَقْتَدِيْ بِكُمُ النَّاسُ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَاٰى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ اِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَدْ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُصْبَغَ فِي الْاِحْرَامِ فَلَا تَلْبَسُوْا اَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِّنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے اسلم مولی عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو احرام کی حالت میں رنگین کپڑے کا احرام باندھے ہوئے دیکھا تو حضرت عمرؓ نے آپ سے فرمایا: اے طلحہ! (احرام کی حالت میں) یہ رنگین کپڑا کیسے استعمال کرتے ہو؟ حضرت طلحہ نے جواب دیا: امیرالمومنین! میرے پاس اس کے سوا کوئی اور کپڑا نہیں ہے اور یہ مٹی کے رنگ کا ہے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم صحابہ کی جماعت ہو (اور قوم کے پیشوا ہو) اور لوگ تمہاری اقتداء کرتے ہیں اگر کوئی جاہل اور ناواقف شخص تمہارے اس لباس کو دیکھ لے کہ حضرت طلحہ احرام کی حالت میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے تھے (تو وہ اس سے یہ سمجھ لے گا کہ احرام کی حالت میں مرد رنگین کپڑے پہن سکتے ہیں) اس لیے تم لوگ ایسے رنگین کپڑے احرام کی حالت میں) مت پہنا کرو۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

عورتیں بحالت احرام بغیر خوشبو رنگین کپڑا پہن سکتی ہیں

ف: واضح ہو کہ احرام کی حالت میں مرد کے لیے رنگین کپڑے کا استعمال ممنوع ہے البتہ! عورتیں رنگین کپڑا استعمال کر سکتی ہیں جس میں خوشبو نہ ہو مرد بھی احرام کی حالت میں خوشبو استعمال نہ کرے۔

۳۱۴۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوْا ثَوْبًا مَّسَّهٗ وَرْسٌ وَّزَعْفَرَانٌ يَعْنِيْ فِي الْاِحْرَامِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ غَسِيْلًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ احرام کی حالت میں ایسا کپڑا مت پہنو جس کو ورس (ایک قسم کی خوشبودار گھاس) اور زعفران میں بسایا گیا ہو ہاں! اس کپڑے کو اگر دھو ڈالو تو کوئی حرج نہیں اس لیے کہ دھونے سے اس کی

خوشبو زائل ہو جاتی ہے) اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

٣١٤٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ يَتَطَيَّبُ بِاَطْيَبِ مَا يَجِدُ ثُمَّ اَرٰى بِيْضَ الطِّيْبِ فِيْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے (تو احرام باندھنے سے پہلے) جو بھی خوشبو حضور کے پاس رہتی (اس کو جسم اطہر پر) لگاتے یہاں تک کہ اس خوشبو کی چمک کو میں حضور اکرم ﷺ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر دیکھتی تھی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

احرام کے کپڑے پر خوشبو نہ لگائی جائے

واضح ہو کہ حاجی کے لیے مستحب ہے کہ وہ احرام باندھنے سے پہلے اپنے بدن پر خوشبو لگائے اور اس خوشبو کا اثر احرام باندھنے کے بعد جسم پر باقی رہے تو کوئی حرج نہیں، البتہ! احرام باندھنے والا احرام کے کپڑوں پر خوشبو نہ لگائے اور جسم پر ایسی خوشبو نہ لگائے جس کا دھبہ کپڑے پر آ جائے۔ یہ سارے احکام مرد سے متعلق ہیں اور عورتیں مطلقاً خوشبو کا استعمال نہ کریں۔ (ماخوذ از ہدایہ اور بذل المجہود)

٣١٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْهُ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّبَنٰى بِهَا وَهُوَ حِلَالٌ وَّمَاتَتْ بِسَرِفٍ وَقُلْنَا بِاَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّظَهَرَ اَمْرُ تَزْوِيْجِهَا وَهُوَ حِلَالٌ جَمْعًا بَيْنَ الدَّلَائِلِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے (عمرۃ القضاء کے موقع پر) احرام کی حالت میں عقد فرمایا: اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے احرام کی حالت میں عقد فرمایا اور جب عمرہ کے مناسک سے فارغ ہوئے اور احرام کھول دیا تو مقام سرف میں حلال ہونے کے بعد صحبت فرمائی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی مقام سرف میں ہوا۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت احرام میں عقد کیا جا سکتا ہے، لیکن صحبت حالت احرام میں ممنوع ہے، البتہ! احرام کھول دینے کے بعد صحبت جائز ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٣١٤٨ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنے سر مبارک کو دھو لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

احرام کی حالت میں بالوں کے جھڑنے یا اکھیڑنے سے جو صدقہ لازم آتا ہے اس کا بیان

ف: (واضح ہو فتاویٰ قاضی خاں میں مذکور ہے کہ محرم حالت احرام میں اس طرح اپنے سر کو پانی سے دھو سکتا ہے کہ سر کے بال نہ جھڑیں اور اگر اس نے اپنے سر کو خطمی (خوشبو دار گھاس) ملے ہوئے پانی سے دھو لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر دم (قربانی) دینا ضروری ہے اور اگر پانی سے دھونے میں یا کھجانے میں سر یا داڑھی کے بال گر جائیں تو صدقہ لازم آئے گا اور اگر محرم سر یا ناک یا داڑھی کے بال اکھیڑے تو ہر بال کے بدلہ ایک مٹھی غلہ صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ یہ پورا مضمون فتاویٰ عالمگیری سے ماخوذ ہے۔

٣١٤٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِحْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احرام کی حالت میں پچھنے لگوائے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیری میں لباب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ احرام کی حالت میں ضرورت پر پچھنے لگانا جائز ہے' بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائیں اور اگر پچھنے لگانے میں بال ٹوٹ جائیں تو قربانی لازم ہوگی جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہے۔

٣١٥٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلُحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحالت احرام مقام لحی جمل میں جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان راستہ میں واقع ہے' اپنے سر مبارک کے بیچ میں پچھنے لگوائے۔ (بخاری ومسلم)

٣١٥١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَّجْعٍ كَانَ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مبارک کی پشت پر درد کی وجہ سے حالت احرام میں پچھنے لگوائے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: صدر کی احادیث شریفہ میں بحالت احرام' پچھنے لگانے کا جو ذکر ہے وہ ضرورت کی وجہ سے ہے' چونکہ پچھنے لگانے میں بال ٹوٹتے ہیں' اس لیے بال ٹوٹنے کی وجہ سے قربانی لازم آئے گی۔ (مرقات' عمدۃ القاری)

٣١٥٢ - وَعَنْ عُثْمَانَ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ اِذَا اشْتَكٰى عَيْنَيْهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهَا بِالصَّبْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس کی آنکھوں میں درد ہو' اور وہ حالت احرام میں ہو' ارشاد فرمایا کہ وہ (ضرورت پر) ایلوے کا لیپ لگا سکتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حالت احرام میں خوشبو کا استعمال کسی صورت میں جائز نہیں۔ اگر احرام کی حالت میں ایسا سرمہ لگایا جائے جس میں خوشبو نہ ہو تو کوئی حرج نہیں' اور اگر سرمہ میں ہلکی سی خوشبو ہو تو صدقہ دینا ہوگا اور اگر خوشبو زیادہ ہو تو محرم پر قربانی دینا لازم ہوگا۔ (مرقات' ردالمحتار)

٣١٥٣ - وَعَنْ اُمِّ الْحُصَيْنِ قَالَتْ رَاَيْتُ اُسَامَةَ وَبِلَالًا اَحَدُهُمَا اٰخِذٌ بِخِطَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ رَافِعٌ ثَوْبَهٗ يَسْتُرُهٗ مِنَ الْحَرِّ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے (حجۃ الوداع کے موقع پر) دیکھا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے) اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے اوپر کپڑے سے سایہ کیے ہوئے تھے اور اس وقت آپ جمرۂ عقبہ پر کنکریاں مار رہے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ محرم حالت احرام میں کسی چیز کا سایہ لے سکتا ہے' بشرطیکہ سایہ کرنے والی چیز سر کو نہ لگے' اسی طرح ڈیڑہ وغیرہ کے سایہ میں بھی بیٹھ سکتا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں اور عالمگیری - ١٢)

٣١٥٤ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت کعب کے پاس سے گزرے جب کہ وہ حالت احرام میں مقام حدیبیہ میں تھے

قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ يُوْقِدُ تَحْتَ قِدْرٍ وَّالْقَمَلُ تَتَهَافَتُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ اَتُؤْذِيْكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ رَاْسَكَ وَاَطْعِمْ فِرْقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ وَالْفَرْقُ ثَلَاثَةُ اٰصُعٍ اَوْ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَنْسِكْ نَسِيْكَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ابھی مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں ان کے منہ پر گر رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر حضور انور ﷺ نے دریافت فرمایا: کعب! یہ جوئیں تم کو تکلیف دے رہی ہوں گی تو حضرت کعب نے عرض کی: جی ہاں' یارسول اللہ! تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے سر کو مونڈھوا ڈالو اور فدیہ میں چھ مساکین کو تین صاع مقدار کھانا کھلا دو' یا تین دن کے روزے رکھو' یا پھر (مقدور ہو تو) ایک جانور ذبح کر دو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عذر کی حالت میں محرم کو سر مونڈھانا جائز ہے اور فدیہ میں مذکورہ بالا تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کر سکتا ہے۔ (ہدایہ ۱۲)

۳۱۵۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا جَازُوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَّاْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلِابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں ہوتے (جس کی وجہ سے ہمارے چہرے کھلے رہتے) اور ہمارے قریب سے قافلے جب گزرا کرتے تو ہم میں سے بعض عورتیں اپنی چادروں (کے کناروں) کو سر پر سے چہرہ پر تان لیتیں (اس طرح سے کہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے) اور جب قافلے گزر جاتے تو پھر ہم اپنے چہروں کو کھول دیتیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ احرام والی عورت اپنے چہرہ پر نقاب نہ ڈالے۔

ف: واضح ہو کہ احرام کی حالت میں مرد کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سر کھلا رکھے اور عورت کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ سر ڈھانکے اور نہ صرف چہرہ کھلا رہے اگر عورت اس طرح چہرہ چھپائے کہ کپڑا چہرہ کو نہ لگے تو جائز ہے۔ (مرقات ۱۲)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَجْتَنِبُ الصَّيْدَ

محرم کو شکار کرنے کی ممانعت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا. (المائدہ:۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: حلال ہے تمہارے لیے دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدے کو' اور تم پر حرام ہے خشکی کا شکار جب تک تم احرام میں ہو۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کہ محرم کے لیے حالت احرام میں ایسے جانور کا شکار جو پانی میں پیدا ہوتے ہوں اور پانی ہی میں رہتے ہوں جائز ہے' البتہ! خشکی کا شکار کرنا محرم کے لیے حرام ہے۔ ہاں! اگر کسی غیر محرم نے شکار کیا ہو تو محرم اس کو ایسی صورت میں کھا سکتا ہے جب کہ محرم نے شکار کرنے میں کسی قسم کی مدد یا اشارہ نہیں کیا ہو' اور اگر محرم نے احرام باندھنے سے پہلے شکار کیا یا کوئی جانور ذبح کیا ہو تو اس کو بھی احرام باندھنے کے بعد کھا سکتا ہے۔ یہی مذہب حنفی ہے اور ابوہریرہ' عطا' مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے جیسا کہ تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُهٗ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں

وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ. (المائدہ: ۹۵)

ہو اور تم میں جو اسے قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے، تم میں کہ دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں، یہ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے۔
(کنز الایمان)

ف: محرم پر شکار یعنی خشکی کے کسی وحشی جانور کو مارنا حرام ہے۔ جانور کی طرف شکار کرنے کے لیے اشارہ کرنا یا کسی طرح بتانا بھی شکار میں داخل اور ممنوع ہے۔ حالت احرام میں ہر وحشی جانور کا شکار ممنوع ہے خواہ وہ حلال ہو یا نہ ہو۔ کاٹنے والا کتا، کوا، چیل، بچھو، چوہا، بھیڑیا اور سانپ ان جانوروں کو احادیث میں فواسق فرمایا گیا اور ان کے قتل کی اجازت دی گئی۔ مچھر، پسو، چیونٹی، مکھی اور حشرات الارض اور حملہ آور درندوں کو مارنا معاف ہے۔ حالت احرام میں جن جانوروں کو مارنا ممنوع ہے وہ ہر حال میں ممنوع ہے۔ عمداً ہو یا خطاء۔ عمداً کا حکم تو اس آیت سے معلوم ہوا۔ خطاء کا حدیث شریف سے ثابت ہے۔

ویسا ہی جانور دینے سے مراد یہ ہے کہ قیمت میں مارے ہوئے جانور کے برابر ہو۔ قیمت کا اندازہ اس علاقے کے دو معتبر شخص لگائیں گے جہاں شکار کیا گیا ہے۔ یا اس کے قریب کے مقام کی قیمت معتبر ہوگی۔

کفارہ کے جانور کا حرم شریف سے باہر ذبح کرنا درست نہیں، مکہ مکرمہ میں ہونا چاہیے اور عین کعبہ میں بھی جائز نہیں، اسی لیے کعبہ کو پہنچتی فرمایا کعبہ کے اندر نہ فرمایا۔ کفارہ کھانے یا روزہ سے ادا کیا جائے تو اس کے لیے مکہ مکرمہ میں ہونے کی قید نہیں، باہر بھی جائز ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ شکار کی قیمت کا غلہ خرید کر مساکین کو اس طرح دے کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کے برابر پہنچے اور یہ بھی جائز ہے کہ اس قیمت میں جتنے مسکینوں کے ایسے حصے ہوتے ہوں اتنے روزے رکھے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۱۵۶ - ▭ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ مَعَ بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَاَوْا حِمَارًا وَّحْشِيًّا قَبْلَ اَنْ يَّرَاهُ فَلَمَّا رَاَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتّٰى رَاٰهُ اَبُوْ قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهٗ فَسَاَلَهُمْ اَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَتَنَاوَلَهٗ فَحَمَلَ عَلَيْهِ فَعَقَرَهٗ ثُمَّ اَكَلَ فَاَكَلُوْا فَنَدِمُوْا فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالُوْا مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَهٗ اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَا اَوْ اَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا مَا بَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّالنَّسَاءِ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (حدیبیہ کے سال) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عمرہ کے لیے) نکلے۔ (راستہ میں قافلہ سے) اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ پیچھے رہ گئے، جب کہ ان کے ساتھی احرام باندھے ہوئے تھے اور یہ احرام میں نہ تھے، ان کے رفقاء نے (راستہ میں ایک گورخر دیکھا جب کہ ابوقتادہ کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی (چونکہ وہ سب احرام کی حالت میں تھے، اس لیے اس کو دیکھنے کے باوجود اس کا شکار نہیں کیا اور اس کو چھوڑ دیے لیکن ابوقتادہ نے جب اس گورخر کو دیکھا تو (چونکہ وہ احرام میں نہ تھے اس لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور شکار کے لیے اپنے ساتھیوں سے اپنا چابک مانگا (چونکہ یہ لوگ احرام میں تھے اور محرم کو شکار کرنے میں مدد نہ کرنی چاہیے اس لیے انہوں نے) چابک دینے سے انکار کر دیا۔ ابوقتادہ (گھوڑے سے اترے اور) اپنا چابک لیا اور گورخر پر حملہ کیا اور اس کا شکار کر لیا اور (شکار کے گوشت کو) خود بھی کھایا اور ان کے (محرم) ساتھیوں نے بھی کھایا، پھر (اس خیال سے کہ شاید محرم کو شکار کا گوشت بھی نہیں کھانا چاہیے)۔ پشیمان ہوئے جب یہ سب حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے تو حضور اقدس

هَلْ اَشَرْتُمْ هَلْ اَعَنْتُمْ قَالُوْا لَا قَالَ فَكُلُوْا.

ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیا (کہ کیا محرم دوسرے کے شکار کا گوشت کھا سکتا ہے) تو حضور انور ﷺ نے (جواب دینے کے بجائے جواز بتانے کے لیے) یہ ارشاد فرمایا: کیا تمہارے پاس اس گوشت میں سے کچھ باقی ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور اس کی ران باقی ہے؟ تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو لیا اور اسے تناول فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ جب یہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (اور مسئلہ دریافت کیا) تو حضور ﷺ نے استفسار فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ سے کہا تھا کہ وہ گورخر پر حملہ کریں یا پھر کسی نے انہیں اشارہ سے شکار کو دکھایا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا: ہم میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا تو (ایسی صورت میں تم احرام کے باوجود بھی اس کے باقی ماندہ گوشت کو کھالو اور مسلم ونسائی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور اقدس ﷺ نے ان لوگوں سے دریافت فرمایا) کیا تم نے شکار کی طرف اشارہ کیا تھا یا شکار کرنے میں ان کی مدد کی تھی تو ان لوگوں نے جواب دیا: نہیں! تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم (شکار کے) گوشت کو کھالو!

محرم کا کیا ہوا شکار مطلقاً سب کے لیے حرام ہے

ف: واضح ہو کہ محرم کا شکار کرنا یا شکار کو دکھانا یا شکار کرنے میں مدد کرنا یہ سب حرام ہے اور اگر ان مذکورہ چیزوں میں سے اس نے کوئی ایک کام بھی کیا تو اس پر فدیہ دینا لازم ہوگا۔ البتہ! اس شکار کے گوشت کے کھانے کے بارے میں تفصیلات ہیں:

(۱) اگر محرم اپنے لیے کوئی شکار کرے یا کوئی اور محرم اپنے لیے یا کسی اور کے لیے شکار کرے تو ایسے شکار کا گوشت سب کے لیے حرام ہے۔

(۲) اگر غیر محرم نے شکار کیا اور محرم کو بطور ہدیہ اس کا گوشت دیا ہو تو محرم ایسا گوشت کھا سکتا ہے۔

(۳) محرم ایسے شکار کا گوشت بھی کھا سکتا ہے جس کا شکار کسی غیر محرم نے اس کے لیے کیا ہو مگر شرط یہ ہے کہ اس نے شکار کرنے میں کسی قسم کی اعانت نہ کی ہو نہ اشارہ کیا ہو اور نہ شکار کا حکم دیا ہو۔ (لمعات-۱۲)

۳۱۵۷ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ حُرُمٌ فَاُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَّطَلْحَةُ رَاقِدٌ فَمِنَّا مَنْ اَكَلَ وَمِنَّا مَنْ تَوَرَّعَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ وَافَقَ مَنْ اَكَلَهُ قَالَ فَاَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ ص کے ہمراہ وہ حالت احرام میں تھے۔ آپ کے لیے پرندہ کا (پکا ہوا) گوشت (غیر محرم کی طرف سے) بطور ہدیہ آیا۔ اس وقت حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آرام فرما رہے تھے تو ہم میں سے بعض نے وہ گوشت کھایا اور بعض رکے رہے۔ جب حضرت طلحہ بیدار ہوئے تو آپ نے گوشت کھانے والوں کی تائید کی اور یہ بھی فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام

کی حالت میں) ایسا ہی گوشت کھایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضرات عطاء' سعید بن جبیر اور امام احمد رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسا شکار جس کو غیر محرم نے کیا ہو' محرم کے لیے حلال ہے اور یہی مذہب حنفی بھی ہے۔

۳۱۵۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلَيَّ مِنْ قَتْلِهِنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ اَلْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحَدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پانچ ایسے جانور ہیں جن کو حدود حرم میں اور حالت احرام میں مار ڈالنا گناہ نہیں۔ (وہ یہ ہیں) چوہا' کوا' چیل' بچھو' کاٹ کھانے والا کتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۱۵۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ اَلْحَيَّةُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحُدَيَّا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پانچ ایسے موذی جانور ہیں کہ جن کو (ہر حالت میں) ہلاک کیا جا سکتا ہے' خواہ حدود حرم میں ہوں یا حرم سے باہر ہوں (خواہ مارنے والا احرام کی حالت میں ہو یا بغیر احرام کے ہو) وہ جانور یہ ہیں: سانپ' چتکبرا' کوا' چوہا' کاٹ کھانے والا کتا اور چیل۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

موذی جانوروں کے اقسام اور ان کے احکام

ف: واضح ہو کہ خشکی کے شکار کی دو قسمیں ہیں (۱) ایسے جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہے (۲) ایسے جانور جن کا گوشت کھایا نہیں جاتا تو ایسے جانور جن کا گوشت حلال ہے محرم کو ان کا شکار کرنا جائز نہیں ہے جیسے ہرن' خرگوش اور ایسے پرندے بھی جن کا گوشت حلال ہے ان کا شکار بھی جائز نہیں۔ خواہ خشکی پر رہنے والے ہوں یا سمندر پر' اس لیے تمام پرندوں کا شکار خشکی کے جانوروں میں ہوتا ہے' اس لیے کہ ان کی پیدائش خشکی پر ہوتی ہے اور وہ صرف غذا کے لیے ضرورتاً سمندر میں جاتے ہیں۔ ایسے جانور جن کا گوشت حرام ہے ان کی بھی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایسے جانور جو طبعاً موذی ہوں جیسے بھیڑیا' شیر وغیرہ تو محرم ان جانوروں کو ہر حالت میں ہر مقام پر ہلاک کر سکتا ہے' اس لیے کہ بغیر کسی سبب کے اذیٰ کا دفع کرنا واجب ہے' اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ حدیثوں میں ایسے موذی جانور کو ہلاک کرنے کی اجازت دی ہے۔

(۲) موذی جانور کی ایک قسم وہ ہے جو طبعاً موذی نہیں ہوتے بلکہ انسان کو دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں جیسے لومڑی' چوہا وغیرہ تو آیت شریفہ "لا تقتلوا الصید وانتم حرم" میں ایسے ہی جانوروں کا شکار ممنوع ہے۔ (بدائع' بذل المجہود)

۳۱۶۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِيْ وَاَنَا مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ اَطْعِمْ قُبْضَةً مِّنْ طَعَامٍ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: امیر المومنین! میں نے احرام کی حالت میں اپنے کوڑے سے ٹڈوں کا شکار کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ (بطور فدیہ) ایک مٹھی اناج کسی کو خیرات کر دو۔

اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

٣١٦١ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهُ عَنْ جَرَادَةٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتّٰى نَحْكُمَ فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ اِنَّكَ لَتَجِدُ الدِّرْهَمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ جَرَادَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ.

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ احرام کی حالت میں اگر کوئی شخص ایک ٹڈے کو مارے تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت عمر نے کعب احبار سے فرمایا: آؤ! تا کہ ہم اس مسئلہ پر حکم لگائیں تو حضرت کعب نے فرمایا (ایک ٹڈے کو مارنے کا صدقہ) ایک درہم ہوگا (یہ سن کر) حضرت عمر نے کعب سے فرمایا: تم کو درہم ہر وقت کہاں سے ملیں گے؟ (حقیقت تو یہ ہے کہ) ایک کھجور ایک ٹڈے کے مارنے کے معاوضے میں کافی ہے (یعنی ٹڈا اتنی حیثیت کا نہیں کہ احرام کی حالت میں مارنے پر درہم خیرات کیا جائے' بلکہ ایک کھجور ایک ٹڈے کے معاوضہ میں بہت کافی ہے۔ اس کی روایت امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ احرام کی حالت میں جو کوئی ٹڈے کو مارے تو جو چاہے خیرات کر دے' اس لیے کہ اس کا شکار دوسرے جانوروں کی طرح نہیں ہے۔ اس لیے شکار کے لیے کوئی نہ کوئی تدبیر ضروری ہے اور ٹڈے کو مارنا یا پکڑنا بغیر کسی تدبیر کے ممکن ہے' اس لیے ٹڈے کا مارنا عام شکار کی تعریف میں داخل نہیں ہے' اسی لیے احرام کی حالت میں ٹڈے کو مارنے سے کچھ خیرات کر دینا کافی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر' حضرت ابن عباس اور حضرت عطاء بن ابی رباح کا یہی قول ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں۔

٣١٦٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ السَّبُعَ الْعَادِيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ محرم (حالت احرام میں) حملہ کرنے والے درندوں (جیسے شیر' بھیڑیا' ریچھ وغیرہ) کو ہلاک کر سکتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

محرم کس صورت میں درندہ کو ہلاک کر سکتا ہے؟

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ محرم ایسے درندے کو ہلاک کر سکتا ہے جو حملہ آور ہو' اور جس کو ہلاک کیے بغیر دفع کرنا ممکن نہ ہو۔ اور ایسی صورت میں اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں' البتہ! ایسے حملہ آور درندہ کو محرم قتل کیے بغیر دفع کر سکتا تھا اور اس نے اس کو قتل کر دیا تو ایسی صورت میں اس پر فدیہ واجب ہوگا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احرام کی حالت میں ایک دفعہ کسی درندہ کو ہلاک کر دیا' اور اس کے فدیہ میں ایک مینڈھا ذبح کیا جیسا کہ کوکب دری میں مذکور ہے۔

٣١٦٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبُعِ قَالَ هُوَ صَيْدٌ وَّيَجْعَلُ فِيْهِ كَبْشًا اِذَا اَصَابَهُ الْمُحْرِمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (احرام کی حالت میں) بجو کے شکار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: وہ بھی شکار ہے (بلاضرورت) اس کو مارا جائے تو اس کے فدیہ میں محرم کو ایک بکرا ذبح کرنا چاہیے۔ اس کی

روایت ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٣١٦٤ - وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ جَزِيٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الضَّبُعِ قَالَ أَوَ يَأْكُلُ الضَّبُعَ أَحَدٌ وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَكْلِ الذِّئْبِ قَالَ أَوَ يَأْكُلُ الذِّئْبَ أَحَدٌ فِيْهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَيُقَوِّيْهِ رِوَايَةُ ابْنِ مَاجَةَ وَلَفْظُهُ مَنْ يَأْكُلُ الضَّبُعَ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ ذُوْنَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَقَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّمِنَ الْأَدِلَّةِ مَا رَوَاهُ الزَّيْلَعِيُّ عَنْ مُّسْنَدِ أَحْمَدَ وَسَنَدُهُ قَوِيٌّ وَّفِيْهِ إِنَّ بَعْضَ الْمَشَائِخِ أَفْتٰى بِحُرْمَةِ الضَّبُعِ بَيْنَ يَدَيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ ابْنُ الْمُسَيَّبِ.

حضرت خزیمہ بن جزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو (کے گوشت) کو کھانے کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حیرت سے ان سے) پوچھا کہ بجو کی طرح کو نچلی والے جانور کو کوئی کھائے گا؟ پھر میں نے بھیڑیے (کے گوشت) کو کھانے کے بارے میں دریافت کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (تعجب سے پھر دیا ہی) فرمایا: کیا ایسا شخص جس میں بھلائی ہو (حلال و حرام سے واقف ہو) بھیڑیے کو کھا سکتا ہے؟ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ بھیڑیے کو کون کھائے گا اور مسلم میں اس طرح ہے کہ بجو کو نچلی والا درندہ ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس درندہ کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے جس کے دانت کو نچلی والے ہیں اور (بجو کے حرام ہونے کی) ایک دلیل زیلعی کی وہ روایت بھی ہے جس کو انہوں نے مسند امام احمد سے بیان کیا ہے اور اس حدیث کی سند قوی ہے اور اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک شیخ نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے سامنے بجو کی حرمت کا فتویٰ دیا تو حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔

بَابُ الْإِحْصَارِ وَفَوْتُ الْحَجِّ

محرم کے حج یا عمرہ سے روک دیئے جانے پر جو پابندیاں اس پر عائد ہوتی ہیں ان کا بیان ہے اور کسی وجہ سے حج کے فوت ہونے پر جو مسائل پیدا ہوتے ہیں' ان کا بھی بیان

احصار کی تعریف اور اس کے احکام

واضح ہو کہ احصار کا مطلب یہ ہے کہ محرم کو حج کے احرام کے بعد وقوف عرفہ اور طواف زیارۃ جو ارکان حج ہیں دونوں سے ایک ساتھ روک دیا جائے اور اگر محرم نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو اس کو طواف سے روک دیا جائے اور حج کا احرام باندھنے کے بعد اگر محرم کو وقوف عرفہ اور طواف زیارۃ میں سے کسی ایک رکن کی ادائیگی سے روک دیا جائے تو احصار نہیں ہوگا' اس لیے کہ اگر محرم کو صرف وقوف عرفہ سے روک دیا گیا تو وہ اس شخص کی طرح ہو جائے گا جس کا حج فوت ہو گیا ہو' وہ ایسی صورت میں طواف زیارت کے بعد احرام کھول سکے گا اور اگر اس نے وقوف عرفہ کر لیا تھا اور طواف زیارت سے روک دیا گیا ہے تو وقوف عرفہ کی وجہ سے اس کا حج تو ہو گیا اور وہ طواف زیارت ادا کرنے تک احرام نہیں کھولے گا اور اگر وقوف عرفہ کے بعد محرم کو روک دیا گیا یہاں تک کہ ایام تشریق گزر گئے اور اس نے ان ایام کے مناسک ادا نہ کیے ہوں تو اس پر وقوف مزدلفہ کے ترک کرنے پر ایک قربانی' رمی جمار کے ترک کرنے پر ایک قربانی اور حلق اور طواف زیارت کی تاخیر پر ایک قربانی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک لازم ہوگی اور محرم کسی دشمن کے ڈر سے یا کسی بیماری کی وجہ

سے روک دیا جائے تو اگر اس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یا صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا تو وہ مکہ معظمہ کو ایک قربانی یا اس کی قیمت بھیجے کہ وہاں قربانی خریدی جائے اور وہیں ذبح کر دی جائے اور اگر اس نے قران کی نیت سے احرام باندھا تھا تو احصار کی صورت میں دو قربانیاں روانہ کرے اور قربانیوں کے ذبح ہونے تک وہ احرام نہیں کھول سکے گا' بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ ایسی صورت میں قربانیوں کو مکہ معظمہ میں ذبح کرنے کی تاریخ اور وقت مقرر کر دے' اس لیے کہ اس کا احرام کھولنا قربانیوں کے ذبح پر موقوف ہے' اس لیے ان کو قربانیوں کے ذبح کا وقت معلوم ہونا ضروری ہے تاکہ یہ احرام کے ذبح کے بعد کھول سکے اور ایسے شخص پر آئندہ سال فوت شدہ حج ادا کرنا ضروری ہوگا اور اگر احصار کی صورت میں اپنے اندازہ کے مطابق احرام کھول دیا اور بعد میں اس کو علم ہوا کہ قربانیاں احرام کھولنے کے بعد ذبح کی گئیں تھیں تو اس پر جنایت میں ایک اور قربانی ضروری ہوگی' اسی طرح اگر قربانیاں حدودِ حرم کی بجائے یعنی حرم کے باہر ذبح کردی گئیں تو بھی اس کو جنایت میں ایک اور قربانی ادا کرنی پڑے گی۔ یہ مضمون شرح نقایہ سے ماخوذ ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَحْلِقُوْا رُؤُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ. (المائدہ:۱۹۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور حج اور عمرہ اللہ کے لیے پورا کرو' پھر اگر تم روکے جاؤ تو قربانی بھیجو جو میسر آئے اور اپنے سر نہ منڈاؤ جب تک قربانی اپنے ٹھکانے نہ پہنچ جائے۔ (کنزالایمان)

۳۱۶۵ - عَنِ الْمِسْوَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبْلَ اَنْ يَّحْلِقَ وَاَمَرَ اَصْحَابَهٗ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُحَمَّدٍ وَّالطَّحَاوِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ جَعَلَ الْمُحْصَرَ بِالْوَجْعِ كَالْمُحْصَرِ بِالْعَدُوِّ فَسُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ اِعْتَمَرَ فَنَهَشَتْهُ حَيَّةٌ فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْمُضِيَّ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَبْعَثُ بِهَدْيٍ وَّيُوَاعِدُ اَصْحَابَهٗ يَوْمَ اَمَارٍ فَاِذَا نُحِرَ عَنْهُ الْهَدْيُ حِلَّ وَكَانَتْ عَلَيْهِ عُمْرَةٌ مَّكَانَ عُمْرَتِهٖ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی ایسا ہی کرنے کا حکم دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور (موطا) امام محمد اور امام طحاوی کی ایک روایت میں عبداللہ بن مسعود سے اس طرح مروی ہے۔ آپ نے بیماری کی وجہ سے (حج یا عمرہ سے) رک جانے والے کو ویسا ہی قرار دیا جو دشمن کی وجہ سے حج یا عمرہ سے روک دیا جائے۔ پھر آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جس نے عمرہ کا احرام باندھا تھا' پھر اس کو سانپ نے کاٹ دیا جس کی وجہ سے وہ عمرہ کے لیے نہ جا سکا تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا: وہ (مکہ معظمہ) قربانی روانہ کرے اور اپنے ساتھیوں سے اس دن کا وعدہ لے جس میں قربانی کے جانور کو اس کی طرف سے ذبح کیا جائے تو جب اس کی طرف سے وہ جانور ذبح کر دیا جائے تو یہ احرام کھول دے اور اس (فوت شدہ) عمرہ کے بدلے میں اس کو ایک عمرہ (بطور قضاء کے) ادا کرنا ہوگا۔

[1] صلح حدیبیہ کے سال آپ کو اور صحابہ کرام کو عمرہ ادا کرنے سے روک دیا گیا تھا' تو آپ نے حدودِ حرم میں قربانی ذبح فرمائی پھر سر منڈھایا (اور احرام کھول دیا)۔

عمرہ کا احرام باندھنے والا احصار کی صورت میں قربانی کے بعد حلق یا قصر کے بغیر احرام کھول سکتا ہے

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''**فاذا نحر الهدى حل**'' کہ عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد احصار کی صورت میں ایسا شخص اس وقت احرام کھول دے جب اس کی طرف سے حدودِ حرم میں قربانی کا جانور ذبح کر دیا جائے چونکہ یہاں حلق یا قصر کا ذکر نہیں

ہے اس لیے ایسے شخص پر واجب نہیں کہ وہ حلق یا قصر کرنے کے بعد ہی اپنا احرام کھولے بلکہ وہ حلق یا قصر کے بغیر ہی احرام کھول سکتا ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کا قول ہے۔ یہ ہدایہ میں مذکور ہے۔

صاحب مرقات نے طیبی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جن حضرات کے پاس احصار کی وجہ سے قربانی دینا واجب ہے ان کا یہ قول ہے کہ دم احصار حدود حرم میں دیا جائے۔ اسی وجہ سے عمرۃ القضاء کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے وقت جن صحابہ نے خارج حرم قربانی دی بھی ان کو بدلہ میں داخل حرم قربانی دینے کا حکم دیا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور جو صحابہ آپ کے قریب تھے انہوں نے داخل حرم قربانی دی تھی اس لیے ان حضرات نے اس موقع پر مکرر قربانی نہیں دی اور یہی مذہب حنفی ہے۔

٣١٦٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَمِرِيْنَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم (حدیبیہ کے سال) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کے لیے نکلے (اور ہم حدیبیہ کے پاس پڑاؤ ڈالے) تو کفارِ قریش نے رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طواف کعبہ سے روک دیا تو رسول اللہ ﷺ نے (حدود حرم میں) اپنی اونٹنیوں کو ذبح فرمایا اور اپنا سر بھی منڈایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣١٦٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهٗ أَنْ يُّبْدِلُوْا الْهَدْيَ الَّذِيْ نَحَرُوْا عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان صحابہ کو حکم دیا کہ ان جانوروں کے بدلہ میں (جو خارج حرم ذبح کیے گئے تھے) عمرۃ القضاء کے موقع پر اور جانوروں کو ذبح کر دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حدیبیہ کے سال جب کہ کفارِ قریش نے عمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا تو خارج حرم اپنی اونٹنیوں کو ذبح کر دیا تو اس موقع پر۔

٣١٦٨ - وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ قَالَ عِكْرِمَةُ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا صَدَقَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَزَادَ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ أُخْرٰى أَوْ مَرِضَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَّقَالَ غَيْرُهٗ صَحِيْحٌ وَّقَالَ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَالذَّهَبِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِهٖ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ وَفِي الْمَصَابِيْحِ ضَعِيْفٌ يُحْمَلُ عَلٰى سَنَدِهٖ وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ضُعْفِ سَنَدِهٖ ضُعْفُ سَنَدِ التِّرْمِذِيِّ

حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کے حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد اس کا پاؤں ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ مکہ معظمہ ہدی روانہ کرنے کے بعد احرام کھول دے اور آئندہ سال اس عمرہ یا حج کی قضا واجب ہوگی۔ حضرت عکرمہ (راوی حدیث) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں دریافت کیا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے صحیح روایت کی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ کوئی شخص (احرام باندھنے کے بعد بیماری کی وجہ سے بھی (حج یا عمرہ سے) رک جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے (کہ وہ ہدی بھیج کر احرام کھول دے اور آئندہ سال قضاء کرے) اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح

وَغَيْرُهُ كَمَا لَايَخْفٰى وَعَلٰى تَقْدِيْرِ التَّعَارُضِ يُرَجِّحُ تَحْسِيْنَ التِّرْمِذِيُّ عَلٰى تَضْعِيْفِ الْبَغَوِيِّ.

ہے اور حاکم نے مستدرک میں اور ذہبی نے اپنی تلخیص میں کہا ہے کہ یہ حدیث امام بخاری کی شرائط کی مطابق حدیث صحیح ہے۔

احصار کے اسباب اور محصر ہدی روانہ کیے بغیر احرام نہیں کھول سکتا

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ احصار یعنی حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے بعد رُک جانا' دشمن یا بیماری یا عدم نفقہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور احصار کی صورت ضروری ہے کہ محصر مکہ معظمہ کو قربانی روانہ کرے کہ وہ حدودِ حرم میں ذبح کی جائے اور جس شخص کے ذریعہ قربانی بھیجی جارہی ہو' اس سے قربانی کا وقت مقرر تا کہ اندازہ کے مطابق جب حرم میں قربانی دی جائے تو یہ احرام کھول سکے اور آئندہ سال اِس حج کی قضاء کرے اور اگر ہدی کا روانہ کرنا ممکن نہ ہو تو وہ احرام نہیں کھول سکتا۔ اگر چہ کہ احرام میں رہنے سے اس پر کئی جنایات واجب ہوجائیں۔ یہ عرف شذی سے ماخوذ ہے۔

٣١٦٩ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّقَفَ بِعَرَفَةَ بِلَيْلٍ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ فَاتَهُ عَرَفَاتٌ بِلَيْلٍ فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ فَلْيَحِلَّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُحَمَّدٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ سَاَلْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الَّذِيْ يَفُوْتُهُ الْحَجُّ فَقَالَ يَحِلُّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ الْحَجُّ مَنْ قَابَلَ وَلَمْ يَذْكُرْ هَدِيًّا ثُمَّ قَالَ سَاَلْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ عُمَرُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عرفات میں (کم از کم) رات میں (تھوڑی دیر کے لیے بھی ٹھہر جائے تو اس کو حج مل گیا[1] اور جس کسی کو رات میں بھی وقوف عرفات کا موقع نہ ملے۔ تو اس کا حج فوت ہوگیا تو اس کو چاہیے کہ حج کے بقیہ مناسک چھوڑ دے اور صرف عمرہ کے افعال ادا کر کے (یعنی طواف اور سعی بین الصفاء والمروۃ کے بعد سر منڈھوا کر) احرام کھول دے اور[2] اس کو دار قطنی نے اپنی سنن میں اور ابن عدی نے الکامل میں روایت کیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں اسود بن یزید رحمہ اللہ سے اس طرح مروی ہے' اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جس شخص کا حج فوت ہو جائے تو وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ عمرہ ادا کر کے احرام کھول دے اور اس پر آئندہ سال (فوت شدہ) حج کی قضاء واجب ہوگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قربانی کا ذکر نہیں فرمایا[3] اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے یہی مسئلہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہی جواب دیا۔[4]

[1] اگر چہ کہ وقوف عرفہ کا وقت نویں ذوالحجہ کے زوال سے لے کر دسویں ذوالحجہ کی فجر سے پہلے تک ہے۔
[2] اس فوت شدہ حج کی آئندہ سال قضاء کرلے اور اس پر محصر کی طرح قربانی ادا کرنا واجب نہیں ہے۔
[3] یعنی حج کے فوت ہونے کی صورت میں محرم پر قربانی دینا واجب نہیں جیسا کہ احصار کی صورت میں قربانی دینا واجب ہے۔
[4] چنانچہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ جو حج کا احرام باندھے اور اس سے وقوف عرفہ فوت ہو جائے تو اس کا حج فوت ہوگیا اس کو چاہیے کہ طواف کرے' سعی کرے اور احرام کھول دے اور آئندہ سال فوت شدہ حج کی قضاء کرے اور اس پر قربانی دینا واجب نہیں ہے اور یہی

مذہب حنفی ہے۔

۳۱۷۰۔ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ اَمَا حَسْبُكُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَمْ يَشْتَرِطْ فَاِنْ حَبَسَ اَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَاْتِ الْبَيْتَ فَلْيَطُفْ بِهٖ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لِيَحْلِقْ اَوْ لِيُقَصِّرْ ثُمَّ لِيَحِلَّ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ۔

حضرت سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر (احرام باندھتے وقت احرام کو) کسی شرط سے مشروط کرنا ناجائز سمجھتے تھے اور یوں فرماتے کہ کیا تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں کہ حضور احرام کو کسی شرط سے مشروط نہیں فرماتے تھے (اور یہ بھی ارشاد فرماتے کہ) کوئی چیز کسی کو (احرام باندھنے کے بعد) حج سے روک دے تو (احرام کھولنے کا طریقہ یہ ہے کہ) وہ کعبۃ اللہ آئے طواف کرے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے، سر مونڈھائے یا بال کتروائے، پھر احرام کھول دے اور آئندہ سال اس حج کی قضاء کرے۔ اس کی روایت نسائی، دارقطنی نے کی ہے اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ اہل علم کی ایک جماعت نے حج میں احرام کو مشروط کرنا درست قرار نہیں دیا اور تابعین کی ایک جماعت اور امام مالک کی بھی یہی رائے ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ حج میں احرام باندھتے وقت کوئی شرط لگانا درست نہیں ہے۔

۳۱۷۱۔ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ الدِّيْلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ اَدْرَكَ عَرَفَةَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ اَيَّامُ مِنٰى ثَلَاثَةٌ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حج عرفہ ہے[1] تو جو کوئی مزدلفہ یعنی دسویں ذوالحجہ کی رات عرفات (میں قیام) کو پالیا تو گویا اس نے حج کو پالیا۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ منیٰ میں (قیام کے) تین دن ہیں (گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں ذوالحجہ) تو جو دو دنوں میں جلدی کرلے تو اس پر کوئی گناہ نہیں، اور جو کوئی شخص تیرھویں تک ٹھہر کر تاخیر کرے اور تیرھویں کو کنکریاں مار کر روانہ ہو) تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[1] حج کا سب سے بڑا رکن نویں ذوالحجہ کو زوال سے لے کر دسویں کی فجر سے پہلے تک عرفات میں ٹھہرنا فرض ہے۔

بَابُ حَرَمِ مَكَّةَ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

حرم مکہ کی حرمت اور فضیلت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ (آل عمران: ۹۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو اس (حدود کعبہ) میں آئے امان میں ہو۔ (کنزالایمان)

ف: یہاں تک کہ اگر کوئی شخص قتل و جنایت کر کے حرم میں داخل ہو تو وہاں پر نہ اس کو قتل کیا جائے اور نہ اس پر حد قائم کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اپنے والد خطاب کے قاتل کو بھی حرم شریف میں پاؤں تو اس کو ہاتھ نہ لگاؤں یہاں تک کہ وہ وہاں سے باہر آئے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

واضح ہو کہ حدود حرم بیت اللہ شریف سے مشرق کی جانب چھ میل' مغرب کی جانب ۲۴ میل' شمال کی جانب ۱۸ میل اور جنوب کی جانب ۲۴ میل ہے۔ اس لیے ان حدود میں جو شخص داخل ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتا ہے اور اس کو ان چیزوں سے امن حاصل ہو جاتا ہے۔ ایک دوزخ کی آگ سے دوسرے موذی امراض جیسے جذام اور برص وغیرہ سے اور تیسرے دشمن کے خلاف اور قتل وقصاص سے اور اگر کوئی قاتل حدودِ حرم میں پناہ لے تو حدودِ حرم میں اس کا قصاص نہیں لینا چاہیے' بلکہ اس کا کھانا پانی بند کر دینا چاہیے کہ وہ مجبور ہو کر حدودِ حرم سے باہر آ جائے اور وہاں قصاص لیا جائے۔ اسی طرح حدودِ حرم میں جانوروں کا شکار بھی منع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ' ۱۲)

۳۱۷۲ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَرَوَيْنَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَائِشَةَ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ ان حكم لُقَطَةِ مَكَّةَ كَحُكْمِ سَائِرِ الْبُلْدَانِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا (چونکہ مکہ معظمہ آج سے دارالاسلام بن گیا ہے اور قیامت تک دارالاسلام رہے گا۔ اس لیے یہاں سے ہجرت (اب فرض نہیں) لیکن جہاد کی فرضیت (قیامت تک) باقی رہے گی اور (ہر عمل میں) اخلاص نیت (کی اہمیت' فضیلت اور ثواب) باقی رہے گی۔ اس لیے جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے تو تم نکل پڑو' اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک شہر کی حرمت کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن سے ہی قائم فرما دیا ہے اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مقدس سرزمین) کی حرمت قائم رہے گی اور اس کی اس شرعی حرمت کا حکم قیامت تک باقی رہے گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین پر قتال کسی کے لیے مجھ سے پہلے (اور نہ میرے لیے) جائز کیا گیا' اور نہیں جائز کیا گیا قتال میرے لیے بھی اس میں مگر ایک ساعت کے لیے (یعنی فتح مکہ کے دن صرف ایک ساعت کے لیے جائز کیا گیا) پھر وہ ساعت (جس میں قتال کی اجازت ملی تھی اٹھالی گئی اور) قیامت تک اس میں قتال کی حرمت علی حالہٖ باقی رہے گی (اور کبھی کسی صورت میں منسوخ نہیں ہوگی' اس مقدس سرزمین کی حرمت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ) اس سرزمین کی کوئی خاردار جھاڑی بھی (اگرچہ کہ وہ ایذا دے) نہ کاٹی جائے اور اسی طرح حرم کے شکار کو بھی نہ بھگایا جائے (اور نہ اس کا شکار کیا جائے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباس نے فرمایا: مگر اذخر کو مستثنیٰ رکھا جائے' اس لیے کہ وہ لوہاروں کی ضرورت اور گھروں میں استعمال کی چیز ہے تو آپ نے فرمایا: ہاں! اذخر کاٹی جا سکتی ہے' اور ابوہریرہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور ابن المنذر نے کہا ہے کہ ہم کو حضرت عمر' حضرت ابن عباس' حضرت عائشہ اور حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہم سے یہ روایت

پہنچی ہے کہ حرم مکہ کے لقطہ یعنی گری پڑی چیز کا حکم بھی وہی ہے جو عام مقامات میں گری ہوئی چیزوں کا حکم ہے۔

دارالکفر سے دارالاسلام کی ہجرت کا بیان

واضح ہو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد ہر اس مسلمان پر جو ہجرت کر سکتا تھا' مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرض تھی لیکن جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا تو اس ہجرت کی فرضیت باقی نہیں رہی۔ البتہ! دین کی حفاظت کے لیے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف ہجرت کا حکم ہمیشہ کے لیے باقی رہ گیا جیسا کہ حدیث شریف کے اس ارشاد ولکن جہاد ونیۃ سے واضح ہے۔

حرم مکہ کے درختوں اور خودرو جھاڑیوں کے احکام

واضح ہو کہ حرم مکہ کے درخت دو طرح کے ہوتے ہیں اور ان کا حکم بھی مختلف ہے۔ پہلی قسم ایسے درختوں کی ہے جن کو انسان بوتے اور لگاتے ہیں' یا تو وہ عام انسانی ضرورت کے ہوں گے یا عام ضرورت کے نہ بھی ہوں لیکن انسان کے ہاتھوں لگائے گئے ہوں تو ایسے تمام درختوں کے کاٹنے یا ان سے نفع اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ایسی صورت میں کوئی تاوان دینا پڑتا ہے۔

حرم کے درختوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کو خودرو کہتے ہیں' یا تو وہ کسی کی ملک میں ہوں گے یا کسی کی ملک میں نہ ہوں گے۔ ہر دو صورتوں میں ایسے درختوں کا کاٹنا اکھیڑنا اور ان سے نفع اٹھانا منع ہے' اگر غلطی سے ایسا کر دیا جائے تو اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا اور ان کی قیمت خیرات ادا کرنی پڑے گی۔ حرم کی گھاس کا بھی یہی حکم ہے کہ جانوروں کو بھی اسے چرایا نہ جائے' البتہ! اذخر نامی گھاس اس حکم سے مستثنیٰ ہے' اس لیے کہ وہاں کے باشندوں کی عام ضروریات اس سے پوری ہوتی ہیں اور اس طرح حرم کے ایسے درخت بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جو خشک ہو گئے ہوں اور اب ان میں نمو باقی نہ ہو تو ایسی صورت میں ان سے نفع اٹھایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(ماخوذ از عنایہ اور فتح القدیر)

حرم کے لقطہ کے احکام

واضح ہو کہ حرم کے لقطہ یعنی گری پڑی چیز کا وہی حکم ہے جو عام مقامات کا حکم ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ لقطہ کو اٹھانے کے بعد وہ اس پر ایک یا دو عادل گواہ بنائے' اس کو نہ چھپائے اور غائب بھی نہ کرے اور لقطہ کو وہی شخص اٹھائے جو اس چیز کے اعلان کی ذمہ داری ایک سال تک کے لیے لے سکتا ہو۔ اس لیے جو شخص یہ ذمہ داری نہیں لے سکتا اس کو چاہیے کہ گری پڑی چیز کو نہ اٹھائے' چونکہ حج کے موقع پر لوگ مسافرت میں ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایسی ذمہ داری اٹھانے کے موقف میں نہیں ہوتے' اس لیے حجاج کو چاہیے کہ وہ گری پڑی چیزوں کو نہ اٹھائیں۔ لقطہ کو اٹھانے والے شخص پر یہ ضروری ہے کہ وہ اس چیز کا اعلان جامع مسجد' میلوں اور عام اجتماعات کے مقامات پر کرے' تاکہ اس چیز کا مالک واقف ہو' اور نشان دہی کر کے اس چیز کو حاصل کر لے' اور اگر مال کے اٹھانے والے نے ایک سال تک اعلان کیا اور مالک کا پتا نہیں چلا تو اس کا حکم یہ ہے کہ لقطہ اٹھانے والا اگر غنی ہے تو وہ اس مال سے استفادہ نہ کرے' بلکہ اس کو خیرات کر دے اور اگر بعد میں مالک آ جائے تو اس کی قیمت ادا کر دے اور اگر لقطہ کا اٹھانے والا محتاج ہے تو مدت گزرنے کے بعد اس کو استعمال کر سکتا ہے اور استعمال کے بعد مالک آ جائے تو اس محتاج پر لوٹانے کی یا قیمت ادا کرنے کی ذمہ داری نہیں۔

(فتح القدیر' ہدایہ' مرقات)

۳۱۷۳ - وَعَنْ مُّعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اِنَّ امْرَاَةٍ قَدْ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے ام

سَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ إِنِّيْ قَدْ أَصَبْتُ ضَالَّةً فِي الْحَرَمِ فَإِنِّيْ قَدْ عَرَّفْتُهَا فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يَّعْرِفُهَا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اسْتَنْفِقِيْ بِهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخَرَ فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ إِلَّا الْإِذْخَرَ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا.

٣١٧٤ - وَعَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِّيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مُّسْلِمٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضُدُ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ أَحَدٌ لِّقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَأْذَنْ لَّكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَذَكَرَ صَاحِبُ الْمَدَارِكِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ ظَفِرْتُ فِيْهِ بِقَاتِلِ الْخَطَّابِ مَا مَسَسْتُهٗ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ.

المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے حرم میں کسی کی ایک گمشدہ چیز ملی ہے اور میں اس کا برابر اعلان کرتی رہی ہوں، لیکن اب تک مجھے اس کا کوئی مالک نہیں ملا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اس کو استعمال کر لو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔ اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ حرم مکہ کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذخر گھاس مستثنیٰ فرما دیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اذخر گھاس کاٹی جا سکتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمرو بن سعید ا مکہ معظمہ کو لشکر بھیجا کرتا تھا اور اس کا یہ عمل مکہ معظمہ کی حرمت کے خلاف تھا، اس موقع پر) حضرت ابوشریح نے عمرو بن سعید سے فرمایا: اے امیر! تم مجھے اجازت دو کہ میں تمہیں اس بارے میں ایک حدیث سناؤں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دوسرے دن خطبہ میں ارشاد فرمایا جس کو میرے ان کانوں نے یاد رکھا ہے اور دل نے محفوظ رکھا ہے اور میری آنکھوں نے جو دیکھا وہ یہ ہے کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرمانے کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ کو عظمت اور بزرگی اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور لوگوں نے اس کو یہ عظمت نہیں دی ہے۔ اس شخص کو جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، یہ جائز نہیں ہے کہ اس میں (یعنی حدود حرم میں) خون ریزی کرے اور نہ اس کو یہ جائز ہے کہ وہ حرم کے درختوں کو کاٹے۔ اس کے بعد حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو قتال فرمایا تھا اس کو نظیر بنا کر کوئی خود بھی قتال کو جائز سمجھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اجازت دی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی ہے (چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آج کے دن کی ایک ساعت میں لڑنے کی اجازت دی اور اس کی عظمت و حرمت کو حسب دستور بحال کر دیا گیا یعنی آج اس کی وہی حرمت ہے جو کل تھی تو جو آج یہاں اس وقت حاضر ہیں ان پر یہ لازم ہے کہ میرا یہ حکم ان کو پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور صاحب مدارک نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر مجھے حرم میں (میرے والد) خطاب کا قاتل بھی مل جائے تو (قصاص میں قتل کرنا تو کجا) اس کو چھوؤں گا بھی نہیں، یہاں تک کہ وہ حرم سے باہر نکل

جائے۔

۱؎ جو عبدالملک بن مروان کی طرف سے مدینہ منورہ کا امیر تھا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑائی کے لیے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس شخص کو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان ہے اس کو جائز نہیں کہ مکہ معظمہ میں خون بہائے۔ امام ابوحنیفہ نے اس ارشاد نبوی سے استدلال فرمایا ہے کہ جو شخص حرم کے باہر قتل کر کے حرم میں پناہ لے اس کو قتل نہ کیا جائے جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

واضح ہو کہ فتح مکہ کے دن حضور انور ﷺ کو قتال کی جو اجازت ملی تھی وہ خصوصیات نبوی ﷺ سے ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

حرم میں قصاص کب جائز ہے؟

واضح ہو کہ حضرت عمر ؓ نے ارشاد فرمایا کہ خطاب کا قاتل مجھے حرم میں مل جائے تو میں اس کو حرم سے باہر ہونے تک نہیں چھوؤں گا۔ اس سے احناف نے استدلال کیا ہے جو شخص حرم کے باہر کسی کو قتل کرے اور حرم میں وہ پناہ لے تو حرم میں اس کا قصاص جائز نہیں لیکن امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کا قصاص حرم میں جائز ہے' البتہ! جو شخص حرم میں کسی کو قتل کر دے تو اس کا قصاص حرم میں بالاتفاق سارے ائمہ کے نزدیک جائز ہے۔ (ماخوذ از تفسیرات احمدیہ)

۳۱۷۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاَحَدِكُمْ اَنْ يَّحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلَاحَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ سِلَاحًا اِلَّا فِي الْقِرَابِ.

حضرت جابر ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کسی کو یہ جائز نہیں کہ بلاضرورت مکہ معظمہ میں ہتھیار باندھ کر داخل ہو' اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت براء ؓ سے اس طرح مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (عمرۃ القضاء کے موقع پر) ذوالقعدہ میں عمرہ ادا فرمایا اور ہتھیار کے ساتھ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو) اہل مکہ نے اس طرح داخل ہونے سے منع فرمایا۔ پھر یہ طے ہوا کہ ہتھیار کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں' مگر یہ کہ ہتھیار بند رہیں۔

۳۱۷۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُجَاوِزُ الْوَقْتَ اِلَّا بِاِحْرَامٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطِّبْرَانِيُّ.

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (بیرون میقات سے داخل حرم ہونا چاہے اور اس کی غرض حج کی ہو یا عمرہ کی یا تجارت کی یا سکونت کی ہر حال میں وہ میقات سے بغیر احرام کے نہ گزرے (البتہ وہ لوگ جو اندرون میقات سکونت رکھتے ہوں' اس حکم سے مستثنیٰ رہیں گے) اس حدیث کی روایت ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ میقات پر سے احرام کے ساتھ گزرنے کے تفصیلی احکام کتاب المناسک کی حدیث نمبر ۳۱۰۱ میں گزر چکے ہیں جو حضرت جابر ؓ سے مروی ہے۔

۳۱۷۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ جَيْشٌ الْكَعْبَةَ فَإِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَ اٰخِرِهِمْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ أَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ قَالَ يُخْسَفُ بِأَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (آخری زمانہ میں قیامت کے قریب) ایک لشکر کعبۃ اللہ پر چڑھائی کرے گا (تاکہ اس کو ڈھادے) جب وہ (اس ارادے سے ایک میدان میں جمع ہوں گے تو اُن سب کو اول سے آخر تک زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اول سے آخر تک ان کو کیسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا جب کہ ان میں کچھ تو بازار والے لوگ ہوں گے اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو عقیدہ کے اعتبار سے) ان کے ہم خیال نہ ہوں گے' آپ نے ارشاد فرمایا: اس کے باوجود بھی ان سب کو جو اس لشکر کے ساتھ ہوں گے' زمین میں دھنسا دیا جائے گا البتہ! قیامت کے دن ان کی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نیکوں پر بروں کے ساتھ رہنے سے دنیا میں عذاب ہوتا ہے لیکن آخرت میں جیسے نیت ہوگی ویسا بدلہ ملے گا۔

۳۱۷۸- وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (قیامت کے قریب جب کہ عبادت گزار بندے نہ رہیں گے تو ایک (ضعیف الخلقت) حبشی آدمی جس کی چھوٹی اور پتلی پنڈلیاں ہوں گی' کعبۃ اللہ شریف کو ڈھادے گا (اس کے بعد ہی قیامت قائم ہوجائے گی)۔ (بخاری ومسلم)

۳۱۷۹- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَأَنِّيْ بِهٖ أَسْوَدُ أَفْحَجُ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اس حبشی آدمی کے بارے میں جو قیامت کے قریب کعبہ کو ڈھادے گا) ارشاد فرمایا کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں' وہ کالے رنگ کا ہوگا اور اس کے پاؤں کے پنجے چھوٹے اور سکڑے ہوئے ہوں گے اور ایڑیاں پھیلی ہوئی ہوں گے اور وہ کعبۃ اللہ شریف کے پتھر کو ایک ایک کر کے نکالتا ہوگا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۱۸۰- وَعَنْ عَيَّاشِ ابْنِ أَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَّا عَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَإِذَا ضَيَّعُوْا ذٰلِكَ هَلَكُوْا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ امت مسلمہ اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ کعبۃ اللہ شریف کی حرمت اور تعظیم پوری طرح کرتی رہے گی جیسا کہ اس کا حق ہے اور پھر جب وہ اس کی تعظیم کو ضائع کر دے گی تو ہلاک ہوجائے گی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی یہ حدیث شریف بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ایک روشن معجزہ ہے کہ مسلمان جب تک حرمین شریفین کی تعظیم کرتے رہے پوری دنیا پر غالب رہے اور یہ یزید کے پہلے تک کا زمانہ ہے لیکن یزید نے جب مدینہ پاک کی بے حرمتی کی کہ صحابہٴ

کرام رضی اللہ عنہم کو مقام حرہ میں (جو مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے) قتل کیا اور مسجد نبوی شریف میں گھوڑے بندھوائے جو روضۂ اطہر کے قریب لید کرتے تھے اور عبدالملک بن مروان نے اپنے دور حکومت میں حجاج کے ہاتھوں مکہ معظمہ پر حملہ کروایا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ اس وقت سے آج تک تباہی اور خون ریزی کا سلسلہ جاری ہے۔

۳۱۸۱ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِحْتِكَارُ الطَّعَامِ فِي الْحَرَمِ اِلْحَادٌ فِيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حرم میں غلہ روکے رکھنا (تاکہ جب وہ کم ہو جائے تو گراں بیچ کر زیادہ فائدہ اٹھائیں) بڑی بے دینی اور کجروی کی بات ہے، اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ غلہ کا احتکار یعنی غلہ روکے رکھنا کہ جب وہ کم ہو جائے تو اس کو گراں بیچ کر زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ ہر مقام پر منع ہے اور گناہ کا کام ہے مگر حرم میں یہ گناہ اور شدید اس لیے ہو جاتا ہے کہ سورۂ حج میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حرم میں کوئی بے دینی کا کام کرے تو وہ عذاب الیم کا مستوجب ہو جاتا ہے، اس لیے حرم میں احتکار پر سخت وعید ہے جو حرمت وتعظیم حرم کے منافی ہے۔

۳۱۸۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَّةَ مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَّأَحَبَّكِ إِلَيَّ وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِيْ أَخْرَجُوْنِيْ مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا وَّرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَدُوْرُ عَلَى الْحَاجِّ بَعْدَ قَضَاءِ النُّسُكِ بِالدِّرَّةِ وَيَقُوْلُ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ يَمَنُكُمْ وَيَا أَهْلَ الشَّامِ شَامُكُمْ وَيَا أَهْلَ الْعِرَاقِ عِرَاقُكُمْ فَإِنَّهٗ أَبْقٰى لِحُرْمَةِ بَيْتِ رَبِّكُمْ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُجُّوْنَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ وَيَعْتَمِرُوْنَ ثُمَّ يَرْجِعُوْنَ وَلَا يُجَاوِرُوْنَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جب کہ آپ فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے جا رہے تھے) مکہ معظمہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تو کتنا اچھا اور پاکیزہ شہر ہے اور تو مجھے کس قدر عزیز ہے اگر میری قوم یعنی قریش مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں روایت کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حج کے مناسک کے پورے ہو جانے کے بعد حاجیوں میں درہ لیے ہوئے پھرتے اور مختلف مقامات میں ان حضرات سے یوں فرماتے، اے یمن والو! تم اپنے ملک یمن کو چلے جاؤ، اے شام والو! تم ملک شام کو روانہ ہو جاؤ اور اے عراق والو! تم اپنے ملک عراق کو واپس ہو جاؤ (حج سے فراغت کے بعد تمہارے اپنے اپنے ملکوں کو روانہ ہو جانا) تمہارے دلوں میں کعبۃ اللہ شریف کی عظمت کو باقی رکھنے کا سبب ہوگا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب (دوسرے ملکوں سے مکہ معظمہ) حج کے لیے واپس ہو جاتے اور مکہ معظمہ میں مستقل سکونت اختیار نہیں کرتے تھے تاکہ اشتیاق باقی رہے جو بقاء عظمت کا سبب ہے۔

حرمین شریفین کی فضیلت کا بیان

ف: واضح ہو کہ صدر کی حدیث جس کی روایت ترمذی نے حضرت عباس سے کی ہے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر قریش مکہ معظمہ سے مجھے نہ نکالے ہوتے تو میں مکہ معظمہ کے سوا کہیں اور سکونت نہ اختیار کرتا۔ اس بارے میں لباب اور اس کی شرح میں علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دنیا کے سارے شہروں میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو فضیلت حاصل ہے (اللہ تعالیٰ ان

دونوں پاک شہروں کی عظمت کو زائد فرمائے) البتہ! اختلاف اس بات میں ہے کہ ان دونوں شہروں میں افضلیت کس شہر کو حاصل ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ مکہ معظمہ افضل ہے اور یہ تینوں ائمہ کا مذہب ہے اور بعض صحابۂ کرام ؓ سے یہی مروی ہے اور صدر کی حدیث بھی اس کی دلیل ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے اور یہ بعض مالکی اور بعض شافعی حضرات کا قول ہے اور بعض صحابۂ کرام ؓ سے بھی یہی منقول ہے اور غالبًا مکہ معظمہ پر مدینہ منورہ کی فضیلت اس زمانہ کی بات تھی جب حضور نبی کریم ﷺ مدینہ پاک میں رونق افروز تھے یا مہاجرین کے لیے مکہ معظمہ پر مدینہ منورہ کو فضیلت حاصل تھی۔ یہ ردالمحتار میں مذکور ہے۔

حرمین میں مستقلاً سکونت سے قلت ادب کا احتمال ہے

اب رہا یہ سوال کہ حرم مکہ یا حرم مدینہ کی مجاورۃ یعنی یہاں سکونت کا اختیار کرنا تو اس بارے میں بعض شافعی حضرات کا قول یہ ہے کہ مجاورت حرمین ایسے حضرات کے لیے مستحب ہے جن کو اس بات کا یقین ہو کہ یہاں قیام کے دوران وہ کسی برائی کے مرتکب نہیں ہوں گے اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا بھی یہی قول ہے۔ البتہ! امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول یہ ہے کہ مجاورت حرمین مطلقاً مکروہ ہے' یہ درمختار میں مذکور ہے اور ردالمحتار میں یہ لکھا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک حرمین میں سکونت اختیار کرنا اس لیے مکروہ ہے کہ مستقل سکونت سے قلتِ ادب اور بیزارگی کا اندیشہ لگا رہتا ہے اور اس کے علاوہ حرم مبارک کے جو لوازم ہیں اس کی پابجائی مستقلاً رہنے والے پر دشوار ہو جاتی ہے۔ اسی لیے امام اعظم کے علاوہ امت کے محتاط علماء نے حرمین میں سکونت کو مستقلاً مکروہ قرار دیا ہے' البتہ! امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ نے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ یہاں مستقلاً سکونت کو مباح قرار دیا ہے' چنانچہ اس پر لوگوں کا عمل بھی ہے اور علامہ فاسی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ یہ ملتقطات سے ماخوذ ہے۔

۲۱۸۳- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللّٰهِ وَأَحَبُّ أَرْضِ اللّٰهِ إِلَى اللّٰهِ وَلَوْلَا أَنِّيْ أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عدی بن حمراء ؓ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام "حزورہ" پر کھڑے ہوئے (مکہ معظمہ کی تعظیم میں) یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: (اے سرزمین کعبہ) بخدا! تو اللہ تعالیٰ کی زمینوں میں بہترین اور اللہ تعالیٰ کے پاس سب سے زیادہ محبوب سرزمین کعبہ ہے۔ اگر مجھے تیرے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

قبر شریف کی زمین فضیلت میں عرش سے بڑھ کر ہے

ف: اس حدیث شریف میں حضور نبی کریم ﷺ کا مکہ معظمہ کی عظمت کے بارے میں یہ ارشاد ہے (اے سرزمین مکہ) تو اللہ کی زمینوں میں سب سے بہترین سرزمین ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ کو مدینہ منورہ پر فضیلت حاصل ہے اور اسی پر جمہور کا اتفاق ہے۔ البتہ! وہ بقعہ مبارک یعنی قبر شریف کا وہ حصہ جو حضور نبی کریم ﷺ کے اعضاء مبارک سے مس کیا ہوا ہے مکہ معظمہ بلکہ کعبۃ اللہ شریف اور عرش سے بھی افضل ہے اور اسی پر سب کا اتفاق ہے۔ (مرقات)

بَابُ فَضَائِلِ الْمَدِيْنَةِ زَادَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى شَرَفًا وَّتَعْظِيْمًا

مدینہ منورہ کی فضیلتوں کا بیان اللہ تعالیٰ اس ارض پاک کی عظمت کو بڑھائے

٣١٨٤ - عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ لِاَبِیْ طَلْحَةَ ابْنٌ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ عُمَیْرٍ وَّکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُضَاحِکُهٗ اِذَا دَخَلَ وَکَانَ لَهٗ طَیْرٌ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰی اَبَا عُمَیْرٍ حَزِیْنًا فَقَالَ مَا شَاْنُ اَبِیْ عُمَیْرٍ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاتَ نُغَیْرُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَّا فَعَلَ النُّغَیْرُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَقَالَ ابْنُ الْاَثِیْرِ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ قَدْ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ فِیْ کِتَابَیْهِمَا وَکَذَا التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک لڑکا تھا جن کو ابوعمیر کہا جاتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ہنسی اور دلجوئی کی باتیں فرمایا کرتے تھے جب کبھی وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوا کرتے اور ان کے پاس ایک پرندہ ہوتا تھا جس کو انہوں نے پکڑ رکھا تھا) ایک مرتبہ ابوعمیر حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رنجیدہ پایا تو دریافت فرمایا: ابوعمیر رنجیدہ کیوں ہیں؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اُن کا پرندہ نغیر مر گیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوعمیر! تمہارا نغیر کیا ہوا؟ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور ابن الاثیر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس کی روایت کی ہے اور اسی طرح ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کی ہے۔

مدینہ منورہ میں شکار کے جائز ہونے کی تحقیق

ف: اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ ابوعمیر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں ایک پرندہ کو حبس کر رکھا تھا اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقف تھے، جس سے ان کو روکا بھی نہیں گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ میں شکار کی جو ممانعت ہے وہ مدینہ منورہ میں نہیں ہے، اگر مدینہ منورہ میں شکار ممنوع ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابوعمیر کو اس کی اجازت نہیں دیتے جیسا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر مدینہ منورہ میں شکار حرام ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفیر کے شکار پر سکوت نہ فرماتے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہی مروی ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار ممنوع نہیں ہے جیسا کہ مکہ معظمہ میں منع ہے اور مذہب حنفی بھی یہی ہے، جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

٣١٨٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَةَ وَاَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ یَا بَنِیْ النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِیْ قَالُوْا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهٗ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ فَاَمَرَ بِقُبُوْرِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّیَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصُفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا اور بنونجار کی جس زمین کو پسند فرمایا تو ان سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کی قیمت لے لو۔ انہوں نے عرض کیا: ہم اس کی قیمت تو اللہ تعالیٰ ہی سے لیں گے یعنی دنیا میں ہم کو اس کا معاوضہ مطلوب نہیں ہے جب یہاں مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تو اس زمین میں مشرکین کی قبریں تھیں، ان کو اکھاڑ دیا گیا اور اس میں جو ٹیلے تھے ان کو برابر کیا گیا اور کھجور کے جو پیڑ تھے ان کو کاٹ دیا گیا اور کھجور کے تنوں کو مسجد کے قبلہ کی جگہ جما دیا گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت اس زمین میں کھجور کے جو پیڑ تھے ان کو کاٹ دیا گیا۔ اس سے

ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں درختوں کو کاٹنے کی اجازت ہے اس سے معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں شکار کرنے اور درختوں کو کاٹنے کی ممانعت ایسی نہیں ہے جیسے مکہ معظمہ میں ہے۔ (ماخوذ از مرقات -۱۲)

۳۱۸۶ - وَعَنْ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ كُنْتَ قُلْتُ فِي الصَّيْدِ قَالَ اَيْنَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالنَّاحِيَةِ الَّتِيْ كُنْتُ فِيْهَا فَكَاَنَّهُ كَرِهَ تِلْكَ النَّاحِيَةَ وَقَالَ لَوْ كُنْتَ تَذْهَبُ اِلَى الْعَقِيْقِ لَشَيَّعْتُكَ اِذَا ذَهَبْتَ وَتَلَقَّيْتُكَ اِذَا جِئْتَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ الْعَقِيْقَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوَاهُ الطِّبْرَانِيُّ اَيْضًا بِسَنَدٍ حَسَّنَهُ الْمُنْذِرِيُّ.

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ایک مرتبہ دریافت فرمایا: تم کہاں تھے؟ (وہ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں شکار کرنے کے لیے باہر نکل گیا تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا: کہاں سے (شکار کر کے آئے ہو) میں نے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شکار کی جگہ بتائی تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ جگہ زیادہ پسند نہ تھی۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم (شکار کے لیے) عقیق جاتے تو میں بھی تمہارے ساتھ شکار میں رہتا (یا اگر تمہارے ساتھ نہ چل سکتا) اور تم عقیق سے شکار کر کے واپس ہوتے تو تم سے ملتا۔ اس لیے کہ عقیق کی سرزمین مجھے بہت محبوب ہے (اور وہاں کا شکار مجھے بے حد پسند ہے) اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے اور طبرانی نے بھی اس کی روایت ایسی سند کے ساتھ کی ہے جس کو امام منذری نے حسن قرار دیا ہے۔

مدینہ منورہ میں شکار حلال ہونے کی تحقیق

ف: واضح ہو کہ صاحب نخبہ نے کہا ہے کہ اس حدیث شریف سے صراحت کے ساتھ واضح ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار جائز ہے۔ اس لیے کہ سرزمین عقیق مدینہ منورہ میں داخل ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے اور حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقیق کا شکار اس لیے پسند تھا کہ یہاں کے جانور مدینہ منورہ کی نباتات کھاتے ہیں۔ اس لیے عقیق کے شکار کو دوسرے مقامات کے شکار پر فوقیت ہے جیسے مدینہ منورہ کے پھلوں کو اور مقامات کے پھلوں پر فضیلت حاصل ہے جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر مدینہ منورہ کا شکار جائز نہ ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیق میں شکار کرنے کو پسند نہ فرماتے اور اس حدیث شریف سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے کہ مدینہ منورہ میں شکار حلال ہے۔

۳۱۸۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ فَاِذَا جِئْتُمُوْهُ فَكُلُوْا مِنْ شَجَرِهٖ وَلَوْ مِنْ عِضَاهِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَفِيْهِ كَثِيْرُ بْنُ زَيْدٍ وَثَّقَهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهُ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ مِثْلَهٗ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوہ اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس لیے جب کبھی تم وہاں یعنی کوہ اُحد کے پاس پہنچو تو اس کی بوٹی اگر چہ کہ خاردار ہو کھالیا کرو۔ اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے اور طبرانی کی سند میں کثیر بن زید ایک راوی ہیں جس کو امام احمد اور دیگر ائمہ محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ کوہ اُحد کے درختوں کی بوٹیاں کاٹی جاسکتی ہیں اور کوہ اُحد مدینہ منورہ میں واقع ہے اس

سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے درختوں کو کاٹا جا سکتا ہے اور یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۱۸۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اَوْ شَهِيْدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ لَا يَدَعُهَا اَحَدٌ رَّغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ وَلَا يَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰى لَاوَائِهَا وَجُهْدِهَا اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا اَوْ شَهِيْدًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت میں سے جو بھی شخص مدینہ منورہ کی سختی اور بھوک' سردی یا گرمی پر صبر کرے گا تو میں اس کے لیے قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ[1] مدینہ ان کے لیے بہتر ہے' اگر وہ یہاں کے برکات اور یہاں کے قیام کی فضیلتوں کو محسوس کریں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) اگر کوئی شخص بے رغبتی سے (بلا کسی ضرورت کے) مدینہ منورہ کو چھوڑ دے تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اور) اللہ تعالیٰ اس سے بہتر شخص کو (وہاں کے قیام کے لیے) اس شخص کی جگہ بسا دے گا اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) جو شخص (مدینہ منورہ میں قیام کرے اور) یہاں کی سختی' مشقت (اور بھوک پیاس کو) برداشت کرے اور ثابت قدم رہے تو قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور (اس کی ثابت قدمی پر) گواہ رہوں گا۔

[1] مدینہ منورہ میں جو لوگ سکونت اختیار کرتے ہیں' دین و دنیا کی بھلائی کے لیے۔

۳۱۸۹ - وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِیْ زُهَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِیْ قَوْمٌ يَّبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ يُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِیْ قَوْمٌ يَّبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِیْ قَوْمٌ يَّبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے بعد بہت سارے ملک فتح ہوں گے اور مدینہ کے لوگ وہاں جا بسیں گے' چنانچہ پہلے یمن فتح ہوگا اور مدینہ کی ایک جماعت اپنے اہل و عیال اور اپنے ماتحت لوگوں کے ساتھ کوچ کرے گی اور یمن جا بسے گی حالانکہ مدینہ منورہ کا قیام (یہاں کے برکات اور فضائل کے لحاظ سے) اُن کے لیے بہتر تھا' اگر وہ جانتے' پھر اس کے بعد ملک شام فتح ہوگا اور ایک جماعت مدینہ منورہ سے اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کے ساتھ کوچ کرے گی اور وہاں جا بسے گی' حالانکہ مدینہ منورہ کا قیام ان کے لیے بہتر تھا اگر وہ اس کو سمجھتے۔ پھر ملک عراق فتح کیا جائے گا اور اسی طرح مدینہ منورہ سے ایک جماعت اپنے اہل و عیال اور ماتحتوں کے ساتھ وہاں جا بسے گی' حالانکہ مدینہ منورہ کا قیام ان کے لیے (وہاں کی سکونت سے) بدرجہا بہتر تھا' اگر وہ اس کو سمجھ لیتے۔ (بخاری و مسلم)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند معجزے مذکور ہیں: اول یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن' شام اور عراق کی فتح کی خبر دی اور ایسا ہی ہوا کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر یہ ممالک فتح ہوئے' دوسرے یہ کہ یہ سارے ممالک اسی ترتیب سے فتح ہوئے۔ پہلے یمن' پھر شام اور آخر میں عراق فتح ہوا اور تیسرے یہ کہ مدینہ منورہ سے لوگ ان ملکوں میں جا کر آباد

ہو گئے۔ اس حدیث شریف سے مدینہ منورہ میں سکونت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے اپنی ہمسائیگی چھوڑ ناپسند نہیں فرمایا' اس لیے کہ مدینہ منورہ کی برکات سے محروم ہو جانا' ان لوگوں کے لیے بہتر نہیں۔

۳۱۹۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی شخص کے لیے یہ ممکن ہو کہ اس کی وفات مدینہ منورہ میں ہو تو اسے چاہیے کہ وہ مدینہ میں ہی فوت ہو۔ اس لیے کہ جو مدینہ منورہ میں وفات پاتے ہیں میں ان کی خصوصی شفاعت کروں گا۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مدینہ منورہ میں مستقل سکونت اختیار نہ کرے تو مدینہ پاک کی موت حاصل کرنے کے لیے اس کو چاہیے کہ عمر کے آخری حصہ میں یا جب امراض کا ہجوم ہو جائے اور موت کا اندیشہ ہو تو وہ مدینہ منورہ چلا جائے تاکہ وہاں وفات پا سکے' اگر وہ اس نیت سے راستہ میں بھی مر جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہی اجر عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ.

الٰہی! تو مجھے اپنی راہ میں شہادت دے اور اپنے رسول کے شہر میں میری موت دے۔

یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے کو خصوصی شفاعت ملے گی یا اس مبارک شہر میں وفات پانے کے لیے یہ خوش خبری ہے کہ اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا۔ (ماخوذ از مرقات ۱۲)

۳۱۹۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَعَكَ اَبُوْبَكْرٍ وَّبِلَالٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حِمَاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد (آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جاڑے سے بخار آنے لگا تو ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان حضرات کی بیماری کی) خبر دی تو حضور اقدس ﷺ نے یہ سن کر دعا فرمائی' اے اللہ! جس طرح تو نے مکہ معظمہ کو ہمارے لیے محبوب بنایا تھا' اسی طرح مدینہ منورہ کو بھی ہمارا محبوب بنا' بلکہ اس سے بھی زیادہ عزیز اور (اے اللہ!) مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ہمارے لیے بہتر اور موافق فرما دے اور مدینہ منورہ کے پیمانوں صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور جس وبائی بخار میں اہل مدینہ مبتلا ہیں' اس کو یہاں سے ہٹا دے (اور ان کو شفا دے) اور اس وباء کو جحفہ کی طرف (جہاں یہود آباد ہیں) منتقل فرما دے۔ (بخاری و مسلم)

۳۱۹۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِيْنَةِ رَاَيْتُ امْرَاَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى نَزَلَتْ مَهْيَعَةَ فَتَاَوَّلْتُهَا اِنَّ وَبَاءَ الْمَدِيْنَةِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ایک مبارک خواب کو جس کو حضور انور ﷺ نے مدینہ منورہ کی وباء کے بارے میں دیکھا تھا اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک سیاہ فام عورت کو دیکھا جو پراگندہ بال تھی اور وہ مدینہ منورہ سے نکلی اور

نَـقَلَ اِلٰی مُهَيْعَةٍ وَّهِيَ الْجُحْفَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ. مھیعہ میں چلی گئی۔ حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ یہ سیاہ فام عورت مدینہ منورہ کی وباء تھی جو مھیعہ یعنی جحفہ میں منتقل ہو گئی ہے اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: صدر کی دونوں حدیثوں سے چند فوائد حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ جو شخص جس مقام پر رہتا ہو وہاں کی خوش حالی اور امن و سلامتی کی دعا کیا کرے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلائیں دعاؤں سے ٹل جاتی ہیں اور تیسری بات یہ کہ جو قوم اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہو یا ظالم اس کے لیے بدعاء کرنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات ۱۲)

٣١٩٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّاسُ اِذَا رَاَوْا اَوَّلَ الثَّمَرَةِ جَاؤُا بِهٖ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا اَخَذَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا اَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ ثُمَّ قَالَ يَدْعُوْ اَصْغَرَ وَلِيْدٍ لَّهٗ فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت یہ تھی کہ جب (مدینہ منورہ میں) نیا پھل آتا تو اس کو حضور پرنور ﷺ کی خدمت اقدس میں لاتے۔ حضور جب اس کو اپنے دست مبارک میں لیتے تو اس طرح دعا فرماتے' اے اللہ! ہمارے لیے پھلوں میں برکت عطا فرما' اور ہمارے شہر میں بھی خیر و برکت نازل فرما۔ اے اللہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے خاص بندے آپ کے دوست اور آپ کے نبی تھے اور میں بھی آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں تو جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ میں خیر و برکت کی دعا کی تھی' میں بھی اسی طرح مدینہ منورہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ راوی حدیث حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ (اس طرح دعاء فرمانے کے بعد) حضور ﷺ اپنے خاندان کے چھوٹے بچوں کو بلاتے اور وہ پھل ان میں تقسیم فرماتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ پھلوں کو پہلے بچوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے' اس بارے میں صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ عمل از راہ شفقت تھا اور صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ پھل ابھی شروع ہوئے اور ہر کس و ناکس کو میسر نہیں آ سکے' اس لیے کاملین کی یہ عادت مبارک ہوتی ہے کہ میوے میسر آنے پر تقسیم فرماتے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ پھلوں کو پہلے بچوں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

٣١٩٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضعفي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کے لیے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ! تو نے مکہ معظمہ میں جتنی برکت رکھی اس سے دگنی برکت مدینہ منورہ کو عطا فرما۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣١٩٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبَ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے ایسی بستی میں ہجرت کا حکم دیا گیا جو ساری بستیوں کو کھا لے گی! لوگ اس بستی کو (زمانہ جاہلیت میں) یثرب کہتے تھے اور (حضور انور ﷺ نے ہجرت کے بعد) اس کا نام مدینہ رکھا اور یہ شہر گنہگاروں

کو اس طرح دُور کر دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دُور کر دیتی ہے۔
(بخاری و مسلم)

۱ سارے شہروں پر غالب آئے گی یعنی سب پر اہل مدینہ غالب اور فاتح رہیں گے اور تمام ان کے تابع رہیں گے۔

٣١٩٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰخِرُ قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْاِسْلَامِ خَرَابًا الْمَدِيْنَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ (قیامت کے قریب جب کہ تمام بلاد اسلامی ویران ہو جائیں گے، مدینہ منورہ آباد رہے گا اور سب سے آخر میں (عین قیامت کے وقت) ویران اور تباہ ہوگا۔۱ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۱ مدینہ منورہ کے آخر وقت آباد اور سرسبز رہنے کا سبب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود بابرکت ہے

٣١٩٧ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِيُّ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ اَقِلْنِيْ بَيْعَتِيْ فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِيْبُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (ہجرت کے بعد آپ کی خدمت اقدس میں رہنے پر) بیعت کی۔ اس اعرابی کو مدینہ منورہ (میں قیام کے دوران) میں بخار آنے لگا (جس پر وہ صبر نہ کر سکا اور) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر وہی سوال کیا کہ آپ میری بیعت واپس فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر انکار فرمایا (دوسری اور تیسری بار) پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری بیعت مجھے واپس فرما دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار بھی انکار ہی فرمایا تو وہ اعرابی (بے صبری کی حالت میں بغیر اجازت مدینہ منورہ سے) چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب یہ معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا: مدینہ منورہ کی مثال بھٹی جیسی ہے جس طرح بھٹی میل کچیل کو دُور کر دیتی ہے، اسی طرح مدینہ منورہ برے لوگوں کو دُور کر دیتا ہے اور اچھے لوگوں کو خالص بنا دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

٣١٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهُمْ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مدینہ شریروں (کافرین اور منافقین کو) نکال باہر نہ کرے گا جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣١٩٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ نَقْبٌ مِّنْ اَنْقَابِهَا اِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا فَيَنْزِلُ السَّبْخَةَ فَتَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ مُتَّفَقٌ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے قریب ہر شہر کو دجال پامال کرے گا یعنی ہر شہر میں اس کا عمل دخل ہو جائے گا بجز مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے۱ کہ مدینہ منورہ کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ نگرانی کر رہے ہیں تو دجال (فرشتوں سے دھتکارے جانے کے بعد مدینہ منورہ کے باہر ایک شور زمین پر اتر جائے گا تو اس وقت مدینہ منورہ میں رہنے والوں کو تین مرتبہ جھنجھوڑے گا جس کی وجہ سے

عَلَیْہِ۔ ہر کافر اور منافق مدینہ منورہ سے باہر نکل جائے گا اور دجال سے جا ملے گا۔ (بخاری و مسلم)

۱؎ ان دونوں مبارک شہروں پر دجال کا قابو نہ چلے گا۔ جب دجال مکہ معظمہ میں داخلہ سے مایوس ہو کر مدینہ منورہ کا رخ کرے گا تو دیکھے گا۔

۳۲۰۰ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَّا یَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنَ وَلَا الدَّجَّالُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے راستوں اور دروازوں پر ہمیشہ فرشتے مقرر ہیں (جو اس پاک شہر کی نگرانی کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں طاعون نہیں آ سکتا اور (قیامت کے قریب اس میں) دجال بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔ (بخاری و مسلم)

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ طاعون مدینہ منورہ میں نہیں ہوگا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا معجزہ ہے کہ چودہ سو برس ہو چکے ہیں اور مدینہ پاک میں ایک مرتبہ بھی طاعون نہیں ہوا اور قیامت تک یہاں طاعون نہیں ہوگا۔

۳۲۰۱ - وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَۃَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَھَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَۃُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَّلَکَانِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جب دجال نکلے گا (اور ہر بستی کو تباہ کرے گا لیکن مدینہ منورہ میں (اس کا داخل ہونا تو کجا اہل مدینہ کو) اس کا خوف بھی نہ ہوگا۔ اس لیے کہ مدینہ پاک کے سات دروازوں میں سے ہر دروازہ پر دو دو فرشتے (اس کی نگرانی کے لیے) مامور ہوں گے اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۲۰۲ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَکِیْدُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا اِنْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ سے جو شخص بھی مکر و فریب کرے گا تو وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

۳۲۰۳ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ سَمّٰی الْمَدِیْنَۃَ طَابَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ (پاکیزہ) رکھا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کا نام اللہ تعالیٰ نے طابہ اس وجہ سے رکھا کہ ساکنان مدینہ پاک شرک کفر اور نفاق کی نجاستوں سے پاک رہتے ہیں چنانچہ بعض عرفاء نے لکھا ہے کہ مدینہ پاک کے در و دیوار سے خوشبو آتی ہے جس کو ہر صاحب ایمان سونگھ سکتا ہے البتہ! ایسا شخص جس کا باطن کفر و نفاق اور دیگر خباثتوں سے ملوث ہو وہ اس سے محروم رہتا ہے۔ کسی نے خوب فرمایا ہے: "بطیب رسول اللّٰہ طاب نسیمھا" کہ مدینہ پاک کی آب و ہوا تاجدار مدینہ کے وجود بابرکت کی وجہ سے معطر ہے۔

۳۲۰۴ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَانِ الْمَدِيْنَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

جب کسی سفر سے (مدینہ پاک) تشریف لاتے اور مدینہ پاک کے در و دیوار پر نگاہ مبارک پڑتی اور ناقہ پر آپ سوار ہوتے تو ناقہ کو دوڑاتے اور گھوڑے یا خچر پر ہوتے تو) اس سواری کو تیز چلاتے اس لیے کہ آپ کو مدینہ منورہ سے محبت تھی اور آپ جلد پہنچنا چاہتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٢٠٥ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوہ اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ کوہ اُحد کی فضیلت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس پر رونق افروز تھے تو کوہ اُحد خوشی کے مارے متحرک ہو گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے اُحد پہاڑ! تو ٹھہر جا اس وقت تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ پتھر سے سخت اور بدتر ہے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑوں کو بھی شعور اور ادراک ہے۔

٣٢٠٦ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ أَوْحٰى إِلَيَّ أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ الْمَدِيْنَةَ أَوِ الْبَحْرَيْنِ أَوْ قِنَّسْرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی (اور اختیار دیا) کہ ان تینوں شہروں میں سے آپ جس شہر کو ہجرت کے لیے منتخب فرمائیں وہی آپ کا دار الہجرۃ ہو گا وہ تین شہر یہ ہیں) ایک مدینہ پاک، دوسرے بحرین جو دریائے عمان میں ایک جزیرہ ہے اور آج تک اسی نام سے معروف ہے۔ تیسرے قنسرین جو ملک شام کا ایک شہر ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پاک کو دار الہجرۃ منتخب فرمایا۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٢٠٧ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اٰلِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ فِيْ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَكَنَ الْمَدِيْنَةَ وَصَبَرَ عَلٰى بَلَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ مَّاتَ فِيْ أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص میرے روضہ کی زیارت کے ارادہ سے مدینہ منورہ حاضر ہو تو وہ قیامت کے دن میری پناہ میں ہو گا اور جو شخص مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنالے اور وہاں کی سختیوں پر صبر کرے تو میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور جو شخص دونوں حرم یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سے کسی ایک میں انتقال کرے تو اس کا حشر قیامت کے دن امن پانے والوں میں ہو گا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٢٠٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَّنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر میرے بعد میری قبر کی زیارت کرے تو اس کی مثال ایسے شخص کی ہو گی جس

نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: "من حج فزار قبری" (جو شخص حج کرے پھر میرے روضہ کی زیارت کرے) یہاں لفظ "میں" "ف" تعقیبیہ ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زیارۃ نبوی ﷺ حج کے بعد کی جائے جیسا کہ قواعد شریعت کا اقتضاء ہے کہ فرض کو سنت پر مقدم کیا جائے چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر فرض حج کی ادائیگی کے لیے روانگی ہو تو بہتر یہ ہے کہ عازم حج پہلے حج کرے پھر زیارۃ نبوی ﷺ کے لیے قصد کرے اور اگر حج نفل ادا ہو رہا ہو تو اختیار ہے کہ حج یا زیارت میں جس سے چاہے ابتداء کرے اور ظاہر یہ ہے کہ ہر دو صورتوں میں جمع ہی سے ابتداء کرے جیسا کہ صدر کی حدیث سے مطلقاً پہلے حج کرنا اور بعد میں زیارۃ کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ واضح بات بھی ہے کہ حق اللہ کو مقدم کرنا چاہیے۔ حق نبوی ﷺ پر جیسا مسجد نبوی میں حاضری دی جاتی ہے تو داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد ادا کی جاتی ہے پھر روضۂ اقدس کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

۳۲۰۹ - وَعَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا وَّقَبْرٌ يُّحْفَرُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِي الْقَبْرِ فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَمَا قُلْتَ قَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا اِنَّمَا اَرَدْتُّ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَامِثْلَ الْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا عَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَّكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رَوَاهُ مَالِكٌ مُّرْسَلًا.

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے (مقبرہ میں) تشریف فرما تھے اور ایک قبر کھودی جا رہی تھی۔ ایک شخص نے قبر میں جھانکا اور کہا قبر مومن کی بہت بری خواب گاہ ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے (اس سے) ارشاد فرمایا: تو نے جو کہا برا کہا۔ اس شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا منشا یہ نہیں تھا بلکہ میرا منشاء یہ تھا کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے سے بہتر کوئی چیز نہیں (اور گھر میں مرنے والے مومن کی قبر اس کے لیے بری خواب گاہ ہے)۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا: یہ صحیح ہے خدا کی راہ میں شہید ہونے کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ (اور یہ بھی یاد رکھو!) زمین کا کوئی حصہ مجھے اتنا محبوب نہیں کہ وہاں میری قبر ہو جتنا کہ مدینہ میں (مدینہ منورہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ پسند ہے اور یہیں میں) اپنی قبر پسند کرتا ہوں ان الفاظ کو آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: اس کی روایت امام مالک نے مرسلاً کی ہے۔

۳۲۱۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِوَادِي الْعَقِيْقِ يَقُوْلُ اَتَانِي اللَّيْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّيْ فَقَالَ صَلِّ فِيْ هٰذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِيْ حَجَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّقُلْ عُمْرَةٌ وَّحَجَّةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی عقیق میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج کی رات ایک فرشتہ میرے پروردگار کی طرف سے آیا اور کہا اس مبارک وادی میں نماز پڑھیے اور یہ فرمائیے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب اس عمرہ کے ثواب کے برابر ہے جو حج کے ساتھ کیا جائے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب حج اور عمرہ دونوں کے ثواب کے برابر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

خرید وفروخت کے مسائل اور احکام کا بیان

بَابُ الْكَسَبِ وَطَلَبُ الْحَلَالِ — پاک روزی اور حلال پیشہ کی فضیلت کا بیان

واضح ہو کہ امام ابن الھمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں عبادات، عقوبات اور کفارات داخل ہیں۔ اور حقوق العباد میں معاملات، تو کتاب کی ابتداء حقوق اللہ سے کی گئی اور اس کی ساری قسمیں تفصیلات کے ساتھ بیان کر دی گئیں۔ اس کے بعد حقوق العباد کا بیان شروع کیا گیا جس کی ابتداء بیوع (خرید وفروخت) سے کی جارہی ہے۔ (مرقات ۱۲)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ (المومنون:۵۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پاکیزہ کھاؤ اور اچھا کام کرو۔ (کنز الایمان)

۳۲۱۱- عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے کبھی کوئی کھانا اس کھانے سے بہتر نہیں کھایا جو اس کے اپنے ہاتھ کی محنت سے کمایا ہوا ہو اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کر کھاتے تھے (زرہ بناتے اور اس کو فروخت کر کے روزی پیدا کرتے)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۱؎ یعنی ذاتی کسب اور محنت سے جو روزی حاصل کی جاتی ہے، وہ سب سے بہتر اور پاک ہوتی ہے۔

ذرائع معاش میں کون سا ذریعہ افضل ہے؟

ف: واضح ہو کہ روزی اور معاش کے ذرائع میں سب سے بہتر ذریعہ جہاد ہے جس کے ذریعہ مال غنیمت حاصل ہوتا ہے جو سب سے بہتر کمائی ہے۔ اس کے بعد تجارت، پھر زراعت اور اس کے بعد صنعت وحرفت کے ذریعہ مال کا کمانا ہے۔ یہ "الاختیار فی شرح المختار" میں مذکور ہے۔ عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ اکثر ائمہ کے نزدیک زراعت کو تجارت پر فضیلت ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ صدر کی حدیث سے زراعت اور صنعت وحرفت دونوں کو دیگر ذرائع معاش پر فضیلت حاصل ہے، اس لیے کہ ان دونوں میں ہاتھ کی کمائی کو دخل ہے، البتہ! ان دونوں میں بھی زراعت صنعت وحرفت سے افضل ہے، اس لیے کہ زراعت کا نفع عام ہوتا ہے اور ساری مخلوق غلہ کی محتاج ہوتی ہے۔ جیسا کہ عمدۃ القاری میں صراحت کی گئی ہے۔

۳۲۱۲ - وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْكَسْبِ اَطْيَبُ قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِيَدِهٖ وَكُلُّ بَيْعٍ مَّبْرُوْرٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی کمائی سب میں پاکیزہ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشا فرمایا: (وہ کمائی) جس کو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے (جیسے زراعت، صنعت اور کتابت وغیرہ) اور ایسی تجارت جو (شریعت میں) مقبول ہو (وہ تجارت جو دھوکہ اور خیانت سے پاک ہو)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۳۲۱۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اُجْرَةِ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ فَقَالَ لَا بَاْسَ اِنَّمَا هُمْ مُصَوِّرُوْنَ وَاِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ مِنْ عَمَلِ اَيْدِيْهِمْ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اُن سے قرآن مجید کی کتابت پر اُجرت لینے کے بارے میں دریافت کیا گیا (کہ کیا یہ جائز ہے؟) تو اُنھوں نے فرمایا: (کتابت قرآن پر اجرت لینے میں) کوئی حرج نہیں اس لیے کہ کاتبین تو (حقیقت میں) الفاظ کی صورت گری کرتے ہیں اور اس طرح سے وہ اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے ہیں۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

ف: ہدایہ میں مذکور ہے کہ ہمارے بعض مشائخین نے تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کو مستحسن قرار دیا ہے اس لیے کہ اس زمانہ میں دینی اُمور میں تساہل آ گیا ہے اس وجہ سے اگر تعلیم قرآن پر اُجرت لینے سے منع کر دیا جائے تو حفظ قرآن رُک جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کو قرآن لکھنے کے لیے مامور کرے تو یہ جائز ہے۔ اور شیخ امام خواہر زادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں کراہت نہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہے۔

۳۲۱٤ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ ابْنِ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ كَانَتْ لِمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ جَارِيَةٌ تَبِيْعُ اللَّبَنَ وَيَقْبِضُ الْمِقْدَامُ ثَمَنَهٗ فَقِيْلَ لَهٗ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَتَبِيْعُ اللَّبَنَ وَتَقْبِضُ الثَّمَنَ فَقَالَ نَعَمْ وَمَا بَاْسَ بِذٰلِكَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَنْفَعُ فِيْهِ اِلَّا الدِّيْنَارُ وَالدِّرْهَمُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوبکر ابن ابی مریم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کی ایک باندی تھی جو (ان کے گھر کے جانوروں کا) دودھ بیچا کرتی تھی اور حضرت مقدام اس کی قیمت لے لیا کرتے تھے۔ آپ سے کہا گیا بڑی حیرت کی بات ہے کہ لونڈی تو دودھ بیچتی ہے[1] اور آپ قیمت لے لیتے ہیں۔[2] حضرت مقدام نے فرمایا: ہاں! ہاں! (میں دودھ بیچتا ہوں اور اس کی قیمت بھی لیتا ہوں) اور اس میں کوئی حرج (اور گناہ) نہیں سمجھتا اس لیے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب کہ ان کو دینار اور درھم کے سوا کوئی اور چیز فائدہ نہ دے گی۔ اس روایت کو امام احمد نے بیان کیا ہے۔

[1] آپ باوجود یکہ صاحب استطاعت ہیں دودھ فروخت کرواتے ہیں اور اس کی قیمت آپ خود رکھ لیتے ہیں۔

[2] حالانکہ آپ کے لیے مناسب تو یہ تھا کہ آپ دودھ کو فقراء احباب اور متعلقین پر خرچ کر دیتے۔

ف: اس حدیث شریف سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ انسان اپنے موجودہ ذریعہ معاش کو بلا کسی معقول سبب کے موہوم فائدے کی اُمید پر ترک نہ کرے اور دوسرے یہ کہ جمے ہوئے کاروبار کو چھوڑ کر لالچ اور طمع کی خاطر ایسے کاروبار کا ارادہ نہ کرے جس میں اس کو تجربہ نہ ہو اور اس کا فائدہ یقینی نہ ہو۔

۳۲۱۵ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ كُنْتُ اُجَهِّزُ اِلَى

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں (اپنے

الشَّامِ وَإِلٰى مِصْرٍ فَجَهَزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَأَتَيْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ كُنْتُ أُجَهِّزُ إِلَى الشَّامِ فَجَهَزْتُ إِلَى الْعِرَاقِ فَقَالَتْ لَا تَفْعَلْ مَالَكَ وَلِمَتْجَرِكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَبَّبَ اللّٰهُ لِأَحَدِكُمْ رِزْقًا مِنْ وَّجْهٍ فَلَا يَدَعْهُ حَتّٰى يَتَغَيَّرَ لَهُ أَوْ يَتَنَكَّرَ لَهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

تجارتی قافلوں کو) ملک شام اور مصر کی طرف بھیجا کرتا تھا۔ پھر میرا ارادہ ہوا کہ (اب آئندہ تجارتی قافلہ کو) عراق کی طرف بھیجوں (مشورہ کے لیے) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اُم المومنین! میں اب تک شام (اور مصر) کی طرف (تجارتی قافلہ) بھیجا کرتا تھا' اب ارادہ ہے کہ عراق کی طرف قافلہ بھیجا کروں (یہ سن کر) اُم المومنین نے فرمایا کہ تم اپنی پچھلی تجارت کے سلسلہ کو کیوں بدل رہے ہو (جب کہ اس میں نفع ہے) سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے رزق کا کوئی سامان کر دے تو تم اس کو نہ چھوڑو جب تک کہ اس میں کوئی نقصان یا تغیر واقع نہ ہو جائے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٢١٦ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا وَّإِنَّ اللّٰهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَّقَالَ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَّمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَّمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَّغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک (حلال) چیزوں ہی کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو انہی چیزوں کا حکم دیا ہے جن کا حکم اپنے انبیاء اور رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ (اپنے کلام پاک میں) ارشاد فرمایا: اے میرے رسولو! پاک (حلال) چیزوں کو کھاؤ اور نیک کام کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اے ایمان والو! پاک یعنی حلال چیزوں کو کھاؤ جن کو ہم نے تمہیں دیا ہے"۔ پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی (عبادتوں یعنی حج اور جہاد کے لیے) پراگندہ بال اور غبار آلود حالت میں طویل سفر کرتا ہے اور آسمان کی طرف ہاتھوں کو اٹھا کر فریاد کرتا ہے (اور پکارتا ہے) اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے' اس کا پینا حرام ہے' اور لباس حرام ہے اور اس کی پرورش بھی حرام (مال سے) ہوئی ہے تو ایسے شخص کی دعاء کب اور کیسے قبول ہوگی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں دعاء کی قبولیت کے لیے دو باز و درکار ہیں' ایک اکل حلال' دوسرے صدق مقال یعنی حلال کی روزی کھانا اور سچ بولنا اور اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کی پرورش حرام روزی سے ہوئی لیکن اب حلال روزی کھا رہا ہے تو بھی اس کی دعا قبول نہ ہوگی جب تک صدق دل سے توبہ نہ کرے اور آئندہ کے لیے حلال خوری کا سچا عہد نہ کر لے۔ اس وقت اس کی دعاء قبول ہو سکتی ہے۔

٣٢١٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو بندہ مال حرام کمائے اور اس میں سے خیرات کرے اور اس سے وہ خیرات قبول کر لی جائے

مِنْهُ وَلَا يُنْفِقُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادَهُ إِلَى النَّارِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ إِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَكَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

(ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا) پھر وہ شخص اس (مال حرام) میں سے (اپنی ذات یا اہل و عیال پر) خرچ کرے اور اس میں برکت دی جائے!پھر وہ شخص (اپنی موت کے بعد اس مال حرام کو) اپنے بعد (وارثوں کے لیے) چھوڑ جائے تو وہ مال اس کے لیے دوزخ کا توشہ ہی ہوگا' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ دُور نہیں فرماتے (مال حرام سے گناہوں کو نہیں مٹاتے ہیں) بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعہ دُور کرتے ہیں (پاک مال کی خیرات سے گناہ مٹتے ہیں) اس لیے کہ ناپاک مال ناپاکی کو نہیں مٹاتا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

ا؎ ایسا ہر گز نہیں ہو سکتا' یعنی مال حرام کی نہ تو خیرات قبول ہوتی ہے اور نہ اس میں برکت دی جاتی ہے۔

۳۲۱۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَنِ اشْتَرٰى ثَوْبًا بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُ صَلٰوةً مَّادَامَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ وَقَالَ صُمَّتَا إِنْ لَّمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهُ يَقُولُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (مثلاً) جو کوئی شخص دس درہم کا ایک کپڑا خریدے اور ان میں ایک درہم حرام کا مال ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرمائیں گے جب تک کہ وہ کپڑا اُس کے جسم پر ہو (یہ حدیث سنا کر) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے دونوں کانوں میں اپنی انگلیاں داخل کر دیں اور فرمایا: میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں' اگر میں نے یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنے ہوں! اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۱۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلٰى بِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو (وہ حرام خوری کی سزا پائے بغیر) جنت میں داخل نہ ہوگا اور جو گوشت حرام مال سے پرورش ہوا ہو وہ دوزخ ہی کے لائق ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

۳۲۲۰ - وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِّيَ بِالْحَرَامِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسا جسم جو حرام مال سے پرورش پایا ہو (نیک لوگوں کے ساتھ وہلۂ اول میں) جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حلال روزی کا کمانا (ایسا ہی) فرض ہے (جیسا کہ نماز' روزہ وغیرہ ایمان لانے کے) بعد فرض ہیں ا؎۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

۱ اس لیے کہ حلال روزی پرہیزگاری کی اصل اور تقویٰ کی بنیاد ہے جس کی فکر مسلمان کو آخری سانس تک رہنی چاہیے۔

۳۲۲۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِیْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ انسان کو اس بات کی پرواہ ہی نہ ہوگی کہ اس کو جو مال ملا ہے وہ حلال ہے یا حرام (اور نہ حلال وحرام کی اس کو تمیز ہوگی)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۲۲۳ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَّا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ كَالرَّاعِیْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَّرْتَعِیَ فِيْهِ اِلَّا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلَكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ حلال چیزیں بھی ظاہر ہیں اور حرام چیزیں بھی ظاہر اور ان دونوں کے درمیان میں چند مشتبہ چیزیں بھی ہیں (جو حلال اور حرام دونوں سے میل رکھتی ہیں) ان کو اکثر لوگ (صلاحیت کی کمی کی وجہ سے) نہیں جانتے ہیں تو جو شخص ایسی مشتبہ چیزوں سے دُور رہا تو اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچا لیا۱ لیکن جو شخص مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہو گیا تو وہ بالآخر حرام میں گرفتار ہو جائے گا (اس کی مثال ایک) چرواہے جیسی (ہے) جو (اپنے جانوروں کو) کھیت کی باڑ کے پاس چراتا ہو تو ہمیشہ یہ خطرہ لگا رہتا ہے کہ (اس کا کوئی جانور) کھیت میں چلا جائے۔ یاد رکھو کہ ہر بادشاہ (کی مملکت) کے کچھ حدود ہوتے ہیں اور سن لو! کہ اللہ تعالیٰ کی حدود اس کے محارم ہیں۲ اور یہ بھی یاد رکھو کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب تک وہ ٹھیک رہتا ہے سارا بدن ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ ہے ''دل''۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۱ کہ اس کی دین داری بھی کامل رہی اور لوگوں کی طعنہ زنی سے بھی بچ رہا۔

۲ وہ چیزیں جو حرام ہیں اور جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ نے بندوں کو روکا ہے مثلاً قتل ناحق' شراب' حرام کاری' سود' جوا' چوری' زنا' دغابازی اور جھوٹ وغیرہ۔

مومن کے تنزل اور ترقی کے ذرائع اور ان کی تفصیل

ف: اس حدیث شریف میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ''الا وان حمی الله محارمه'' خبردار! کہ اللہ تعالیٰ کے حدود اس کے محرمات ہیں' اس کی توضیح میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ کے حوالہ سے 'اشعۃ اللمعات' میں لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں اعمال کے مراتب کی ایک ترتیب اس طرح قائم فرمائی ہے: ضروری' مباح' مکروہ' حرام' کفر۔ اگر انسان اپنی روزی کے سلسلہ میں ضرورت پر اکتفاء اور قناعت کر لے تو وہ مباحات میں نہیں پڑتا جن کے بعد مکروہات کا درجہ ہے اور اس طرح محرمات کے حدود میں داخل ہونے سے بچ جاتا ہے جن کی حدیں مکروہات سے ملتی ہیں اور اگر وہ حرص اور لالچ میں آ کر مکروہات میں گرفتار ہو جائے تو محرمات میں مبتلا ہو جائے گا جس کے بعد کفر کا درجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔

حضرت شاہ عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شیخ کے اس بیان کے بعد فرمایا ہے کہ میں نے مومن کی ترقی درجات کے لیے یہ

ترتیب قائم کی ہے: فرض' واجب' سنت' مستحب' آداب۔ اگر کوئی شخص مستحبات کی حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ آداب کی پابندی کرے اور اگر سنت کی حفاظت مطلوب ہے تو مستحبات کو ترک نہ کرے۔ اسی طرح واجبات کی حفاظت کے لیے سنت کی پابندی کرے اور فرائض پر استقامت کے لیے واجبات کو نہ چھوڑے۔ اس طرح وہ درجۂ کمال کو پہنچ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حلال اور حرام غذا کا دل اور جسم پر اثر

حدیث شریف کے آخری حصہ میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ دل کی بھلائی پر سارے بدن کی بھلائی کا انحصار ہے۔ اس بارے میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جسم کی بھلائی اس بات میں ہے کہ جسم کو حلال غذا پہنچائی جائے' جس سے دل کو صالح خون ملتا ہے اور دل صاف اور منور ہو جاتا ہے اور دل کی نورانیت سارے اعضاء بدن پر پڑتی ہے اور جسم سے اعمال صالح صادر ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف لقمۂ حرام اگر پیٹ میں جائے تو اس سے فاسد خون پیدا ہوتا ہے اور دل مکدر اور تاریک ہو جاتا ہے اور دل کی ظلمت کا اثر سارے اعضاء بدن پر پڑتا ہے۔ آنکھ نامحرم پر پڑتی ہے' کان غیبت سے لطف اٹھاتے ہیں اور زبان افتراء اور جھوٹ پر چلتی ہے اور ہاتھ پاؤں برے کاموں کی طرف بڑھتے ہیں اور انسان شیطان کا آلۂ کار بن جاتا ہے' نہ اس کو موت کی فکر ہوتی ہے' نہ قیامت کا ڈر۔ صاحب مرقات نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث اپنے مضامین کے اعتبار سے ان تین احادیث میں شمار ہوتی ہے جن پر اسلام کا مدار ہے۔ ایک حدیث تو وہ ہے جس میں نیت کی اہمیت کا ذکر ہے۔ ''انما الاعمال بالنیات'' کہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

دوسری حدیث میں ''من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ'' (یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضولیات سے بچتا رہے) اور تیسرے صدر کی یہ حدیث ہے جس میں حلال اور حرام کی اہمیت واضح فرمائی گئی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان احادیث شریفہ پر عمل کرتے رہیں اور مشتبہات سے بچتے رہیں تاکہ آخرت کی سرخروئی حاصل کر سکیں۔

٣٢٢٤ - وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيْبُكَ فَاِنَّ الصِّدْقَ طَمَانِيْنَةٌ وَّاِنَّ الْكَذِبَ رِيْبَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ الْجُمْلَةَ الْاُوْلٰى فَقَطْ.

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ (سے بغیر کسی واسطہ کے) یہ بات یاد رکھی ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے' اس کو چھوڑ دو اور ایسی چیز کو اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے اس لیے کہ سچائی (دل کے) اطمینان کے ذریعہ ہے اور جھوٹ شک اور تردد کا سبب ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے اور دارمی نے حدیث کے صرف پہلے حصہ کی روایت کی ہے۔

٣٢٢٥ - وَعَنْ وَّابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا وَابِصَةُ جِئْتَ تَسْاَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَجَمَعَ اَصَابِعَهٗ فَضَرَبَ بِهَا صَدْرَهٗ وَقَالَ اِسْتَفْتِ نَفْسَكَ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ ثَلَاثًا البر ما اطمانت اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ

حضرت وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (وہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو) حضور ﷺ نے اُن سے ارشاد فرمایا: اے وابصہ! تم تو یہ دریافت کرنے کے لیے آئے ہو کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں (اسی لیے حاضر خدمت ہوا ہوں!) راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینہ پر اُن کو مار کر فرمایا: ''اپنے نفس سے پوچھ! اپنے دل سے پوچھ''۔ اس جملہ کو آپ نے تین مرتبہ دہرایا۔ پھر ارشاد فرمایا: نیکی وہ ہے جس سے نفس کو

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ.

اطمینان حاصل ہو اور جس سے دل کو سکون نصیب ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے اور دل میں تردد کا سبب بنے۔ اگرچہ اور لوگ (اس چیز کے جواز کا) فتویٰ دیں۔ اس کی روایت امام احمد اور دارمی نے کی ہے۔

۳۲۲٦- وَعَنْ عَطِيَّةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبْلُغُ الْعَبْدُ اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ حَتّٰى يَدَعَ مَالَا بَاْسَ بِهٖ حَذَرًا لِّمَا بِهٖ بَاْسٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ اس وقت تک پرہیزگاروں کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی برائی نہیں ہے تاکہ وہ اس طرح ان چیزوں سے بچ سکے جن میں برائی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کی شرح میں حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ حرام سے بچنے کے لیے مباح کو چھوڑ دینا چاہیے مثلاً اجنبی عورت سے ضرور تاً بات کر سکتے ہیں مگر بات نہ کرے' اس ڈر سے کہ بات کرنا کہیں حرام کاری کا ذریعہ نہ بن جائے اور اشعۃ اللمعات میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ہم حلال کے دس حصوں میں سے نو حصوں کو اس اندیشہ سے چھوڑ دیتے ہیں کہ کہیں حرام میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

۳۲۲۷- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِیْ بَكْرٍ غُلَامٌ يُّخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يَّاْكُلُ مِنْ خَرَاجِهٖ فَجَاءَ يَوْمًا بِشَیْءٍ فَاَكَلَ مِنْهُ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ تَدْرِیْ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّمَا هُوَ قَالَ كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِاِنْسَانٍ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا اُحْسِنُ الْكِهَانَةَ الا انی خَدَعْتُهٗ فَلَقِيَنِیْ فَاَعْطَانِیْ بِذٰلِكَ فَهٰذَا الَّذِیْ اَكَلْتَ مِنْهُ قَالَتْ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَّدَهٗ فَقَاءَ كُلَّ شَیْءٍ فِیْ بَطْنِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَقَدْ سَبَقَ حَدِيْثُ شَرِبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا فِیْ كِتَابِ الزَّكٰوةِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو اپنی کمائی میں سے آپ کو کچھ خراج یعنی مقررہ حصہ دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کو لے لیا کرتے' ایک دن اس نے کوئی کھانے کی چیز پیش کی آپ نے اس کو کھا لیا۔ اس غلام نے عرض کیا: آپ کو کچھ معلوم ہے یہ چیز کیا تھی (اور میں[1] نے کہاں سے حاصل کی تھی؟) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو ہی بتا کہ وہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں (جب کہ کافر تھا) غیب کی باتیں بتاتا (اور اس پر معاوضہ بھی لیتا) اور میں اس میں ماہر بھی نہیں تھا' تو ایک شخص کو میں نے غیب کی باتیں بتائیں اور میں نے (عدم مہارت کی وجہ سے) اس کو دھوکہ دیا' آج (اتفاق سے) اس سے ملاقات ہوگئی اور اس نے (معاوضہ میں) یہ چیز دی اور میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی اور آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرما لیا۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حلق میں) انگلیاں ڈالیں اور جو کچھ پیٹ میں تھا اس کو قے کر دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور کتاب الزکوٰۃ میں حدیث "شَرِبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا" کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے۔

[1] اور یہ بھی فرمایا: اے اللہ! میرے بس میں جو بھی تھا میں نے اس کو نکال دیا اور جو رہ گیا ہے اس کو معاف فرما دے۔

۳۲۲۸- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی اور (وحشی) کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے' البتہ! شکاری کتے کی قیمت (لی جا

صَيْدٍ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ.

سکتی ہے) اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور یہ سند جید ہے۔

٣٢٢٩ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ اِلَّا الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (وحشی) کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے' البتہ! (شکار کے لیے) سدھائے ہوئے کتے کی قیمت (لی جاسکتی ہے)۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

٣٢٣٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ رَوَاهُ اِمَامُنَا اَبُوْحَنِيْفَةَ وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ لَيْسَ فِيْ طَرِيْقِهِ الْكُنْدِيّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت دی ہے۔ اس کی روایت ہمارے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے اور اس کی سند جید ہے۔

٣٢٣١ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ كَلْبِ صَيْدٍ قَتَلَهٗ رَجُلٌ بِاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَّقَضٰى فِيْ كَلْبِ مَاشِيَةٍ بِكَبْشٍ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا نے ایک شکاری کتے کے قتل پر (کتے کے مالک کو قاتل سے) چالیس درہم (معاوضہ میں) دلوائے اور پالتو کتے (کے معاوضہ میں) ایک بکرا (دلانے کا) فیصلہ فرمایا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٢٣٢ - وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ الْكَلْبِ السلوقي رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ شکاری کتے کی قیمت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٢٣٣ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا قُتِلَ الْكَلْبُ الْمُعَلَّمُ فَاِنَّهٗ يُقَوَّمُ قِيْمَتَهٗ فَيَغْرِمُهُ الَّذِيْ قَتَلَهٗ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب سدھائے ہوئے کتے کو ہلاک کر دیا جائے تو اس کی قیمت مقرر کی جائے اور قاتل پر تاوان لگایا جائے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٢٣٤ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ شکاری کتے کی قیمت لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٢٣٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ قَضٰى فِيْ كَلْبِ الصَّيْدِ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْبَيْهَقِيُّ وَفِيْهِ اِسْمَاعِيْلُ هُوَ ابْنُ حَسَّاسٍ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے شکاری کتے (کی قیمت کے معاوضہ) میں چالیس درہم کا فیصلہ فرمایا۔ اس کی روایت امام بخاری نے اپنی تاریخ میں کی ہے اور سعید بن منصور اور بیہقی نے اس کی روایت کی ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں اسماعیل ہیں جو حساس کے بیٹے ہیں جن کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور سعید بن منصور اور بیہقی دونوں کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' زنا کی کمائی اور کاہن (آئندہ کی باتوں کا بتانے والا) کی اُجرت سے منع فرمایا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خون

نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغْيِ وَلَعَنَ اٰكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كَسْبِ الزَّمَّارَةِ.

کی قیمت (یعنی اس کی خرید وفروخت) کتے کی قیمت کی زنا کار عورت کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور حضور ﷺ نے سود کے لینے والے سود کے دینے والے اور جسم کو گدنے والی عورت اور گدوانے والی عورت اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے اور شرح السنہ میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغنیہ (گانے) کا پیشہ کرنے والی عورت کی کمائی سے بھی منع فرمایا ہے۔

ف: واضح ہو کہ جن احادیث شریفہ میں کتوں کی قیمت لینے سے منع فرمایا گیا ہے یہ غیر شکاری کتے ہیں' چنانچہ شکاری کتوں کی خرید وفروخت کے جواز کے بارے میں صدر میں کئی احادیث بیان کی گئی ہیں جیسا کہ الجوھر النقی میں مذکور ہے اور تنسیق النظام فی مسند الامام میں لکھا ہے کہ کتوں کی قیمت کی ممانعت اس زمانہ کا واقعہ ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے عام طور پر کتوں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر جب شکاری کتوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت مل گئی۔ یہ شرح معانی الآثار میں مذکور ہے۔ حدیث شریف میں مصور پر لعنت کا جو ذکر ہے اس سے وہ مصور مراد ہے جو جان دار کی تصویر اتارے' البتہ! درخت اور نباتات کی تصویر اتارنے والے سے یہ لعنت متعلق نہ ہوگی۔ جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

٣٢٣٦ - وَعَنْ مُحَيِّصَةَ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُجْرَةِ الْحَجَّامِ فَنَهَاهُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْتَاْذِنُهُ حَتّٰى قَالَ اِعْلِفْهُ نَاضِحَكَ وَاَطْعِمْهُ رَقِيْقَكَ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سینگھی لگانے کی اُجرت (لینے اور اس کو اپنے استعمال میں کرنے) کی اجازت طلب کی تو حضور انور ﷺ نے ان کو منع فرمایا لیکن وہ حضور انور ﷺ سے برابر اس بارے میں کئی بار اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا: (اس کی اُجرت تم خود مت کھاؤ) البتہ اس کو اپنے اُونٹ کے چارہ کے لیے استعمال کرو اور اپنے غلام کو کھلا دو۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے سینگھی کی اُجرت کے استعمال سے جو منع فرمایا ہے وہ نہی تنزیہی ہے' اس لیے کہ حضور ﷺ کا مقصد مبارک یہ ہے کہ ہلکے پیشوں کے ذریعے معاش نہ بنایا جائے اور اگر یہ کمائی حرام ہوتی تو اس کو لینے اور غلام کو کھلانے کی اجازت نہ دیتے' اس لیے کہ آقا کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ غلاموں کو حرام مال کھلائے۔ جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔

٣٢٣٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ حَجَمَ اَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَهٗ بِصَاعٍ مِّنْ تَمْرٍ وَّاَمَرَ اَهْلَهٗ اَنْ يُّخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ابوطیبہ نے رسول اللہ ﷺ کے سینگھی لگائی (یعنی فصد کھولی) تو حضور ﷺ نے (اس کے معاوضہ میں) ان کو ایک صاع کھجور دینے کا حکم فرمایا اور (بطور سفارش) ان کے مالکوں کو یہ حکم دیا کہ ان کے خراج (حق غلامی) میں کچھ کمی کر دیں۔ (بخاری ومسلم)

٣٢٣٨ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال مکہ معظمہ میں یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب' مردار جانور' خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا

20 وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ تطلى بِهَا السُّفُنَ وَيُدَّهُنَّ بِهَا الْجُلُوْدَ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسَ فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا اَجْمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَيْتَةِ لَحْمَهَا فَاَمَّا الْجِلْدُ وَالشَّعْرُ وَالصُّوْفُ فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُسْلِمٍ فَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ فَلَا يَنْزِلُ الْحَدِيْثُ عَنِ الْحَسَنِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا بَاْسَ بِمِسْكِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَ وَلَا بَاْسَ بِصُوْفِهَا وَشَعْرِهَا وَقُرُوْنِهَا اِذَا غُسِلَ بِالْمَاءِ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ يُوْسُفُ بْنُ اَبِي السَّفَرِ وَهُوَ كَانَ كَاتِبُ الْاَوْزَاعِيِّ.

ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ مردار جانوروں کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے کیونکہ وہ کشتیوں (کے تختوں) پر کی جاتی ہے اور اس کے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے (گھروں میں) چراغ جلاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا' نہیں (اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے' اس لیے کہ وہ) حرام ہے۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کر دے' کہ اللہ تعالیٰ نے جب مردار جانور کی چربی کو ان پر حرام فرما دیا تو وہ اس کو پگھلاتے' بیچ دیتے اور اس کی قیمت کو کھا لیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور دار قطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردار جانور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے' البتہ! ان کی کھال' بال اور اُون (کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کی سند میں عبدالجبار بن مسلم ہیں جن کو ابن حبان نے اپنی کتاب ثقات میں بیان کیا ہے (اور اس کتاب میں انھیں راویوں کا ذکر ہے جو ثقہ ہیں) اس وجہ سے یہ حدیث حدیث حسن کے مرتبہ سے نہیں گرتی اور دار قطنی ہی نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' آپ فرمایا کرتے تھے کہ مردار جانور کی کھال کو دباغت دے دی جائے تو (اس کے استعمال میں) کوئی حرج نہیں' اسی طرح مردار جانور کے اُون' بال اور سینگوں کو پانی سے دھولیا جائے تو (ان چیزوں کے استعمال میں بھی) کوئی حرج نہیں۔ اس حدیث کی سند میں یوسف بن ابی السفر ایک راوی ہیں اور وہ امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کاتب تھے۔

٣٢٣٩ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کر دے کہ ان پر چربی حرام کر دی گئی تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور اس کو بیچا (پھر اس کی قیمت کھالی)۔ (بخاری و مسلم)

٣٢٤٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ وَاِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيِّ اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَهُ مِنْ كَسْبِهٖ قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَحَمَّادُ بْنُ اَبِيْ سُلَيْمَانَ زَادَ فِيْهِ اِذَا احْتَجْتُمْ اِنْتَهٰى فَمَثَلُ

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہاری بہترین کمائی وہ ہے جس کو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے (ان کی کمائی بھی تم کھا سکتے ہو)۔ اس کی روایت ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' آدمی کی بہترین کمائی وہ ہے جس کو وہ خود کما کر کھائے۔ اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں داخل ہیں اور ابوداود نے کہا کہ حماد بن ابی سلیمان کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ (تم اپنی اولاد کی کمائی

هٰذِهِ الزِّيَادَةِ الْغَيْرِ الْمُنَافِيَةِ لِرِوَايَةِ مَنْ هُوَ اَوْثَقُ مِنْهُ نُقْبَلُ لِاَنَّهَا فِیْ حُكْمِ الْحَدِيْثِ الْمُسْتَقِلِّ الَّذِیْ يَتَفَرَّدُ بِهِ الثِّقَةُ.

اس وقت کھاؤ) جب کہ تم ضرورت مند ہو۔

ف: واضح ہو کہ اگر والدین محتاج ہوں تو اُن کا خرچ اولاد پر واجب ہے جب کہ وہ خود کمانے کے قابل نہ ہوں اور اگر محتاج نہ ہوں یا عاجز بھی نہ ہوں تب بھی اولاد کے مال سے کھا سکتے ہیں' اس لیے کہ اولاد کی کمائی والدین کے لیے اُن کی ذاتی کمائی کی طرح ہے۔ (ماخوذ از مرقات وہدایہ)

۳۲۴۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَةً عَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَشَارِبَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةُ اِلَيْهِ وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَاٰكِلُ ثَمَنِهَا وَالْمُشْتَرِیْ لَهَا وَالْمُشْتَرِیْ لَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب (کے کاروبار) کے بارے میں دس آدمیوں پر لعنت بھیجی ہے (پھلوں جیسے انگور سے) اس کا نچوڑنے والا' اس کا نچڑوانے والا' اس کا پلانے والا' اس کو اٹھا کر لے جانے والا' اُس شخص پر جس کے لیے شراب لے جائی جا رہی ہو' اس کا پلانے والا' اس کا بیچنے والا' اس کی قیمت کھانے والا (اس کی آمدنی کو استعمال کرنے والا) شراب کا خریدنے والا (بطور دلال کے اگرچہ کہ وہ خود نہیں پیتا ہو) اور وہ شخص جس کے لیے شراب خریدی گئی ہو۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ شراب سے متعلق جتنے کاروبار ہیں وہ سب قابل لعنت ہیں۔

۳۲۴۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب پر لعنت فرمائی ہے (اس لیے کہ وہ اُم الخبائث یعنی ساری خرابیوں کی جڑ ہے اور اسی طرح شراب کے پینے والے اور پلانے والے' اس کے بیچنے والے' اس کے خریدنے والے' اس کے نچوڑنے والے' اس کے نچڑوانے والے' اس کے اٹھانے والے اور اس شخص پر جس کے لیے شراب لے جائی جا رہی ہو' لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۴۳ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِيْعُوا الْقَيْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ وَّفِیْ مِثْلِ هٰذَا اُنْزِلَتْ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّعَلِیُّ بْنُ يَزِيْدَ الرَّاوِیُّ يُضَعَّفُ فِی الْحَدِيْثِ وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ گانے والی لونڈیوں کو نہ تو بیچو اور نہ خریدو اور نہ ان کو گانا سکھاؤ اور ان کی قیمت (کا استعمال بھی) حرام ہے۔ اور ایسی ہی چیزوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ" لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو لہو و لعب کی (کھیل تماشے) اور گانے کی چیزوں کو خریدتے ہیں' الحدیث۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ابوامامہ سے ہی یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گانے والی باندیوں کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ.

بَابُ الْمُسَاهَلَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ

معاملات میں نرمی اور رعایت کرنے کا بیان

٣٢٤٤ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے (جو معاملات میں) نرمی اور رعایت کیا کرتا ہے جب کہ وہ کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور جب کہ وہ خریدتا ہے اور (قرض کے مطالبہ میں) تقاضا کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٢٤٥ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ فَقِيْلَ لَهُ هَلْ عَلِمْتَ مِنْ خَيْرٍ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيْلَ لَهُ انْظُرْ قَالَ مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيْهِمْ فَأُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ نَحْوَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ اللّٰهُ أَنَا أَحَقُّ بِذَا مِنْكَ تَجَاوَزُوْا عَنْ عَبْدِيْ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ پچھلی اُمتوں میں سے ایک اُمت میں ایک شخص ایسا گزرا ہے کہ اس کے پاس موت کا فرشتہ اُس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو اس سے سوال کیا کہ کیا تیرے پاس کوئی نیک عمل بھی ہے؟ تو اس نے جواب دیا مجھے تو (کوئی نیک عمل) یاد نہیں! فرشتہ نے اس سے کہا پھر سوچ لے اور یاد کر لے (سوچنے کے بعد) اس نے جواب دیا: مجھے کوئی نیک عمل یاد تو نہیں البتہ (ایک عمل مجھے یاد پڑتا ہے اور وہ یہ ہے کہ) دنیا میں میں لوگوں سے خرید و فروخت کا معاملہ کرتا تو لوگوں پر (اس طرح) احسان کرتا کہ تقاضے کے وقت خوش حال کو مہلت دیتا (کہ وہ سہولت سے ادا کرے) اور تنگ دست کو معاف کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اسی نیکی کی بدولت اس کو جنت میں داخل فرمانے کا حکم دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما سے حدیث کے آخری الفاظ اس طرح مروی ہیں کہ (اس شخص کا بیان سن کر) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عفو اور درگزر کے معاملے میں میں تجھ سے زیادہ معاف کرنے کا مستحق ہوں (اے فرشتو!) میرے اس بندہ سے درگزر کرو!

ف: سبحان اللہ! خداوند کریم کی اپنے بندوں پر کس قدر عنایت ہے کہ ایک ذرا سی نیکی پر اس کے سارے گناہ معاف فرما دیئے۔

٣٢٤٦ - وَعَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِي الْبَيْعِ فَإِنَّهُ يُنْفِقُ ثُمَّ يَمْحَقُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ خرید و فروخت کے وقت معاملات میں زیادہ قسمیں نہ کھایا کرو (جیسا کہ بازاریوں کی عادت ہے اس لیے کہ قسمیں کھانے سے) چیزیں تو زیادہ بک جاتی ہیں لیکن خیر و برکت مٹ جاتی ہے (اور جھوٹی قسموں کا رواج ہو جاتا ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٢٤٧ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْحَلْفُ مُنْفِقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ﷺ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (معاملات خصوصاً خرید و فروخت میں) قسم کھانے سے سامان تو فروخت ہو جاتا ہے لیکن (اس مال میں) برکت ختم ہو جاتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

۳۲۴۸ - وَعَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ لَّا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ قَالَ اَبُوْذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے بات کریں گے نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کریں گے اور ان کو دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا' ایسے بدبخت اور محروم لوگ کون ہیں یا رسول اللہ! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا (ایک) ٹخنہ سے نیچے تہ بند لٹکانے والا (دوسرا) احسان جتانے والا (تیسرا) جھوٹی قسم کھا کر اپنا مال بیچنے والا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۴۹ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ نہایت سچائی اور دیانت داری سے تجارت کرنے والے (کا حشر) انبیاء' صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی' دارمی اور دارقطنی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت کی ہے۔

۳۲۵۰ - وَعَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِىْ غَرْزَةَ قَالَ كُنَّا نُسَمّٰى فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمَاسِرَةَ فمربنا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلْفُ فَشُوْبُوْا بِالصَّدَقَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت قیس ابن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دلالوں کو سماسرہ کہتے تھے' ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ہماری طرف ہوا تو آپ نے ہمارا ایسا نام رکھا جو پہلے نام سے بہتر تھا اور ہم کو "مَعْشَرَ التُّجَّارِ" (اے گروہ تاجران) سے خطاب فرمایا (اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تجارت میں دلال کبھی بائع کی طرف ہو جاتا ہے اور کبھی مشتری کی طرف اور اس طرح دیانت سے دُور ہو جاتا ہے اور بعض وقت خود تاجر قسمیں کھا لیتا ہے (اس طرح) تجارت میں بے ہودہ باتیں اور قسمیں شامل ہو جاتی ہے' اس لیے تم (اے تاجرو! ان کے کفارہ میں) خیر خیرات کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۵۱ - وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلتُّجَّارُ يُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰى وَبَرَّ وَصَدَقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عام طور پر تاجروں کا حشر قیامت کے دن فاجروں میں ہوگا' سوائے ایسے تاجروں کے (جو معاملات میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے نیکوکار اور سچے ہوں (جھوٹی قسمیں کھانے

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ الْبَرَاءِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

والے نہ ہوں)۔اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت حضرت براء رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابُ الْخِيَارِ

خرید وفروخت میں خریدار کو اختیار دینے کا بیان

بیع میں خیار کی صورتیں

ف: واضح ہو کہ خرید وفروخت میں خیار کی کئی قسمیں ہیں، ان میں مشہور چار صورتیں ہیں:

(۱) خیار شرط (۲) خیار عیب (۳) خیار رؤیت (۴) خیار تعیین۔

(۱) خیار شرط: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی معاملہ میں ایجاب وقبول کے بعد بیع قطعی ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ فریقین کسی مدت کی شرط لگائیں جس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔اس مدت میں فریقین کو بیع کے فسخ کرنے یا ثابت رکھنے کا اختیار ہے۔اس کو فقہ کی اصطلاح میں خیار شرط کہتے ہیں۔

(۲) خیار عیب: کسی چیز کے خریدنے کے بعد اس میں کوئی عیب نکل آئے تو اب خریدار کو اختیار ہے کہ اس چیز کو چاہے رکھ لے یا چاہے واپس کر دے۔اس اختیار کو خیار عیب کہتے ہیں اور کسی عیب دار چیز کا عیب چھپا کر دھوکہ سے بیچنا حرام ہے۔

(۳) خیار رؤیت: اگر کسی نے کوئی چیز بغیر دیکھے خرید لی تو بیع درست ہے مگر اس کو دیکھنے کے بعد وہ چیز پسند نہ آئے اگر چہ کہ اس میں کوئی عیب نہ ہو تو اس کو اختیار ہے کہ اس چیز کو واپس کر دے۔اس اختیار کو خیار رؤیت کہتے ہیں۔

(۴) خیار تعیین: خریدار دو یا تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اس شرط پر خریدے کہ ان میں سے کسی ایک چیز کو متعین کر لے گا۔اس اختیار کو خیار تعیین کہتے ہیں۔خیار کی اور بھی کئی صورتیں ہیں جو فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ. (النساء:۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ مگر یہ کہ کوئی سودا تمہاری باہمی رضامندی کا ہو۔ (کنزالایمان)

ف: چوری، خیانت، غصب، جوا، سود اور جتنے حرام طریقے ہیں سب ناحق ہیں، سب کی ممانعت ہے۔

بغیر شرط کے خیار مجلس کا اعتبار نہیں

ف: صاحب مدارک نے فرمایا ہے کہ اس آیت شریفہ میں خیار مجلس کی نفی ہے، اس لیے کہ خرید وفروخت طے ہو جانے کے بعد مال کے استعمال کی اجازت بغیر کسی قید کے دی جا رہی ہے۔واضح ہو کہ خیار مجلس کی ایک صورت بعض ائمہ کے نزدیک یہ ہے کہ خرید وفروخت پوری ہو جانے کے بعد جب تک مجلس نہ بدل جائے بغیر کسی شرط کے اس معاملہ کو فسخ کیا جا سکتا ہے، برخلاف اسکے احناف کے نزدیک مجلس کی تعریف یہ ہے کہ کسی مجلس میں خرید وفروخت بغیر کسی شرط کے مکمل ہو جائے تو فریقین کو معاملہ فسخ کرنے کا حق نہیں رہتا جس کی دلیل صدر کی آیت ہے کہ اس میں بغیر کسی قید کے خرید وفروخت مکمل ہو جانے کے بعد مال کے استعمال کی اجازت دی جا رہی ہے۔ہاں اگر فریقین کوئی شرط لگا دیں تو ایسی صورت میں شرط کے مطابق بیع فسخ ہو سکتی ہے۔بغیر کسی شرط کے بیع کو فسخ کرنا نص قرآنی پر زیادتی ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔جیسا کہ تفسیرات احمدیہ میں مذکور ہے۔

وَقَوْلُهٗ اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ. (المائدہ:۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اپنے قول پورے کرو۔

(کنزالایمان)

ف: ''عُقُوْدِ'' کے معنی میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ یہاں ابن جریر نے کہا کہ اہل کتاب کو خطاب فرمایا گیا ہے۔ معنی یہ ہیں کہ اے مومنین اہل کتاب! میں نے کتب متقدمہ میں سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ کی اطاعت کرنے کے متعلق جو تم سے عہد لیے ہیں وہ پورے کرو۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ خطاب مومنین کو ہے، انہیں عقود کے وفا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان عقود سے مراد ایمان اور وہ عہد ہیں جو حرام و حلال کے متعلق قرآن پاک میں لیے گئے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ اس میں مومنین کے باہمی معاہدے مراد ہیں۔ (خزائن العرفان)

عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اس آیت شریفہ میں عہد کو پورا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور واضح ہو کہ بیع بھی ایک عہد ہے جس کے پورا کرنے کی تاکید ظاہر آیت سے واضح ہے اور اگر دوسرے ائمہ کے مسلک کے لحاظ سے بیع کے عہد کو فسخ کرنے کی اجازت دی جائے تو عہد پورا نہیں ہو سکتا جو آیت صدر کے منشا کے منافی ہے۔

٣٢٥٢ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلٰى صَاحِبِهٖ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعُ الْخِيَارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَتَفْسِيْرُهٗ عِنْدَنَا عَلٰى مَا بَلَغَنَا عَنْ اِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ اَنَّهٗ قَالَ الْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا قَالَ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا عَنْ مَّنْطِقِ الْبَيْعِ اِذَا قَالَ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُكَ فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَالَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ قَدِ اشْتَرَيْتُ فَاِذَا قَالَ الْمُشْتَرِيْ قَدِ اشْتَرَيْتُ بِكَذَا وَكَذَا فَلَهٗ اَنْ يَّرْجِعَ مَالَمْ يَقُلِ الْبَائِعُ قَدْ بِعْتُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا اِنْتَهٰى وَيُؤَيِّدُ قَوْلَ النَّخْعِيِّ الْاَحَادِيْثُ الْاٰتِيَةُ بَعْدُ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ مال کے بیچنے والے اور خریدنے والے دونوں میں سے ہر ایک کو (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے جب تک کہ وہ (ایجاب و قبول کے اعتبار سے) جدا نہ ہو جائیں[1] البتہ ایسی بیع جس میں (بیچنے والے اور خریدنے والے نے) اختیار (کی شرط) قبول کی ہو[2] اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور اس کی روایت امام محمد رحمہ اللہ نے موطا میں کی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اس کی تفسیر ہمارے یعنی احناف کے نزدیک حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق یہ ہے کہ بائع اور مشتری جب تک جدا نہ ہو جائیں ان کو (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے۔ اس کی وضاحت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تک فریقین خرید و فروخت میں اپنے قول یعنی ایجاب و قبول سے جدا نہ ہو جائیں (اس وقت تک ان کو فسخ کرنے کا اختیار ہے یعنی) بیچنے والا جب (خریدار سے) کہہ دے کہ میں نے بیچ دیا تو خریدار کہے ''میں نے خرید لیا'' کہنے تک اس کو اپنے قول کے واپس لینے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح جب خریدار نے کہہ دیا کہ میں نے اس چیز کو اتنی رقم کے بدلے خرید لیا تو بائع کہے ''میں نے بیچ دیا'' کہنے تک خریدار کو اپنے قول کے واپس لینے کا اختیار ہے[3] چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور عامۂ فقہا حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا اس بارے میں یہی قول ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تائید ذیل میں جو احادیث آ رہی ہیں ان سے بخوبی ہوتی ہے۔

[1] یعنی بیچنے والے نے کہہ دیا کہ میں نے بیچ دیا اور خریدنے والے نے کہہ دیا کہ میں نے خرید لیا تو اب بیع مکمل ہو چکی ہے، اس

لیے اب بیع کو فسخ کرنے کا کسی کو اختیار نہیں اگر چہ کہ وہ مجلس سے جدا نہ ہوئے ہوں۔
۲ کہ ہم اس معاملہ کو مجلس سے جدا ہونے کے بعد بھی فسخ کر سکتے ہیں تو یہ اختیار فسخ باقی رہ سکتا ہے۔
۳ لیکن بائع نے جب کہہ دیا کہ میں نے بیچ دیا اور خریدار نے کہہ دیا کہ ''میں نے خرید لیا'' تو اس طرح ایجاب اور قبول کے مکمل ہونے کے بعد دونوں میں سے کسی کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار نہیں۔

خیار قبول اور خیار مجلس کا فرق

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''المتبائعان کل واحد منهما بالخيار على صاحبه'' یعنی بائع اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کے قول کے (قبول کرنے یا نہ کرنے کا) اختیار ہے''۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ فریقین میں سے ایک نے اپنی چیز کو بیچنے کے لیے کہہ دیا کہ میں نے بیچ دیا تو خریدار کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ اس معاملہ کو قبول کرے یا نہ کرے اور اسی طرح بائع کو بھی خریدار کے قبول کرنے سے پہلے اس بات کا حق حاصل ہے کہ اپنے قول کو واپس لے لے۔ تو حدیث شریف میں جس خیار کی اجازت دی جارہی ہے وہ خیار قبول ہے۔ یہ وضاحت مرقات میں مذکور ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث سے خیار مجلس کو ثابت کرتے ہیں اور اپنی تائید حدیث کے ان الفاظ سے کرتے ہیں: ''المتبائعان بالخيار مالم يتفرقا'' (فریقین کو جدا ہونے سے پہلے بیع کے فسخ کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار ہے)۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ بیع میں ایجاب وقبول کے بعد فریقین میں سے کسی ایک کو بیع کے فسخ کرنے کی اجازت دینا دوسرے کے حق کو باطل کرنا ہے جو جائز نہیں ہے اس لحاظ سے حدیث شریف سے خیارِ قبول ثابت ہوتا ہے نہ کہ خیارِ مجلس ہدایہ کی عبارت ختم ہوئی۔

بائع اور مشتری میں تفرق اور جدائی سے کیا مراد ہے؟

اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''مالم يتفرقا'' یعنی'' بائع اور مشتری کے جدا ہونے سے پہلے (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے''۔ فقہائے اُمت میں اس کی تفسیر میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ یہاں تفرق سے مراد تفرق بالاقوال ہے۔ یہ قول حضرت ابراہیم نخعی کا ہے اور امام سفیان ثوری سے ایک روایت یہی ہے۔ اور امام مالک امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے کہ جب بائع نے کہا: ''میں نے بیچ دیا'' اور خریدار نے کہہ دیا: ''میں نے خرید لیا'' تو دونوں قول کے اعتبار سے جدا ہو گئے جس کے بعد دونوں میں سے کسی کو اب بیع کے فسخ کرنے کا اختیار باقی نہیں اس لیے کہ بیع اب پوری ہو گئی اور خریدار بیع کو رد نہیں کر سکتا۔ ہاں! اس صورت میں کہ اس نے قبول سے پہلے خیارِ رویت یا خیارِ عیب یا خیار شرط کی قید لگائی ہو۔

تفرق کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ تفرق سے مراد تفرق بالابدان ہے کہ بائع اور مشتری جب تک اس مجلس سے جدا نہ ہو جائیں ان کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے اور ان کے جدا ہوئے بغیر بیع پوری نہیں ہوتی اور تکمیل بیع کے لیے لازم ہے کہ فریقین وہاں سے جدا ہو جائیں۔ یہ قول امام شافعی امام احمد اور اہل ظاہر کا ہے۔

اس قول کے جواب میں شرح معانی الآثار اور فتح القدیر میں یہ لکھا ہے کہ قرآن اور حدیث شریف میں تفرق سے بیشتر صورتوں میں تفرق قول مراد ہے چنانچہ سورہ البینہ (پ ۳۰ میں) ارشاد ہے: ''وما تفرق الذين اوتوا الكتب الامن بعد ما جاء تهم البينة'' (اور جو لوگ اہل کتاب تھے انہوں نے اس واضح دلیل کے آنے کے بعد (ہی دین سے) اختلاف کیا (اور کافر ہو گئے)۔ اور اسی طرح سورۂ نساء (پ ۵ ع ۱۱۹) کی آیت میں ارشاد ہے: ''وان يتفرقا يغن الله كلا من سعته'' اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں یعنی خلع یا طلاق ہو جائے تو کوئی ان میں سے خواہ مرد ہو یا عورت یوں نہ سمجھے کہ بغیر میرے دوسرے کا کام نہ چلے گا

کیونکہ) اللہ تعالیٰ اپنی وسعت اور قدرت سے ہر ایک کو بے احتیاج کر دے گا"۔

ان دونوں آیتوں میں تفرق سے مراد تفرق قولی ہے یعنی فریقین قول کے اعتبار سے جدا ہوئے ہیں نہ کہ جسم سے۔ اور ایک حدیث شریف میں بھی یوں ارشاد ہے: "افترقت بنو اسرائیل علی ثنتین وسبعین فرقة وستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة" "یعنی بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی"۔ اس حدیث شریف میں بھی تفرق سے مراد تفرق قولی ہے۔

٣٢٥٣ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةً اَنْ يَّسْتَقِيْلَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ ذَهَبَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ اِلٰى اَنَّ الْفُرْقَةَ بِالْكَلَامِ وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَهٰكَذَا رُوِيَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَنَسٍ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیچنے والے اور خریدنے والے میں سے ہر ایک کو بیع کے قطعی ہونے سے پہلے بیع کو فسخ کرنے کا اختیار ہے مگر یہ کہ (بیع میں) خیار شرط کی قید لگائی جائے (تو ایسی صورت میں بیع قطعی نہ ہوگی اور فسخ کرنے کا اختیار باقی رہے گا) اور فریقین میں سے کسی ایک کو یہ بات جائز نہیں کہ بیع کی قطعیت کے بعد اس ڈر سے اپنے بھائی سے جدا ہو جائے (کہ مال کا نقص معلوم ہونے سے) فسخ بیع کا اندیشہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ اہل کوفہ کے بعض فقہاء اور دیگر علماء نے اس حدیث میں تفرق سے تفرق بالکلام مراد لیا ہے (ایجاب وقبول کے بعد بیع قطعی ہو جاتی ہے اگرچہ کہ مجلس نہ بدلے) اور امام ثوری کا بھی یہی قول ہے اور مالک بن انس رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے۔

مال میں عیب رکھ کر بیع کرنے کی ممانعت

ف: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مال میں کچھ عیب رکھ کر بیچنا اور عیب کے ظاہر ہو جانے کے ڈر سے جلد اٹھ جانا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔

٣٢٥٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَفَرَّقَنَّ اِثْنَانِ اِلَّا عَنْ تَرَاضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دو شخص یعنی خریدار اور بائع آپس میں راضی ہو کر جدا ہوں[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] ایجاب وقبول کے بعد خریدار چیز لے لے اور بائع قیمت وصول کر لے تا کہ معاملہ کی یکسوئی ہو جائے۔

٣٢٥٥ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْبَيْعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی کو بیع کے ہو جانے، ایجاب وقبول کے بعد خیار (بیع کے فسخ کرنے) کی اجازت دی تھی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

ف: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے واضح طور پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے

کیونکہ ایجاب وقبول کے بعد خیارِ مجلس کا ثبوت ہوتا تو حدیث شریف میں جس خیار کی اجازت دی گئی ہے اس کی ضرورت نہ تھی۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیع میں ایجاب وقبول کے بعد بیع پوری ہو جاتی ہے اور تکمیلِ بیع کے لیے مجلس کا بدلنا ضروری نہیں۔

٣٢٥٦ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بائع اور مشتری کو ایجاب وقبول سے پہلے بیع کے فسخ کرنے کا اختیار رہتا ہے۔ اگر وہ دونوں سچ کہیں اور چیز کی حقیقت بیان کر دیں تو اُن کے معاملہ میں برکت دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو معاملہ کی برکت اُٹھالی جاتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٢٥٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَقُوْلُهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ نَّرٰى اِنَّ هٰذَا كَانَ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ خَاصَّةً وَّقَدْ رُوِيَ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ اِنَّ رَجُلًا كَانَ فِيْ عقدته ضَعْفٌ وَكَانَ يُبَايِعُ وَاَنَّ اَهْلَهٗ اَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُحْجُرْ عَلَيْهِ فَدَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ هَا وَلَا خِلَابَةَ وَّرَوَاهُ بَقِيَّةُ اَصْحَابِ السُّنَنِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ حَسَنٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ خرید وفروخت میں دھوکا کھا جاتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خرید وفروخت کے وقت تم یہ کہہ دیا کرو: کیا اس میں دھوکہ تو نہیں ہے (کہ اگر دھوکا ہوگا تو میں معاملہ کو فسخ کر دوں گا) تو وہ صحابی خرید وفروخت کے وقت ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُن صحابی کو خرید وفروخت میں نقصان کی صورت میں اختیار دینا اُن کے لیے خصوصی حکم تھا اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس بات کا اختیار تھا کہ جس کو چاہیں جس چیز سے خاص فرما دیں۔ اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے کہ ایک صحابی کاروبار میں کمزور تھے' اس کے باوجود وہ برابر خرید وفروخت کیا کرتے تو ان کے گھر والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! ان کو کاروبار کرنے سے روک دیجیے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو بلایا اور کاروبار سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کاروبار کے بغیر چین نہیں پڑتی تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا (اچھا تو ایسی صورت میں) تم خرید وفروخت کے موقع پر یہ کہا کرو: کیا اس میں دھوکہ تو نہیں۔ اس کی روایت چاروں اصحاب سنن (یعنی ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ اور نسائی) نے کی ہے اور ابن ماجہ نے جید اور حسن سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

٣٢٥٨ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ يَشْكُوْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ شکایت کرتے ہوئے سنا کہ ان کو خرید وفروخت میں اکثر دھوکہ ہو جایا کرتا

وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُغْبَنُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَةَ ثُمَّ اَنْتَ بِالْخِيَارِ فِيْ كُلِّ سِلْعَةٍ اِبْتَعْتَهَا ثَلٰثَ لَيَالٍ وَّرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ وَّرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ.

ہے تو (یہ سن کر) حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم خرید و فروخت کیا کرو تو یوں کہا کرو: کیا اس میں دھوکہ تو نہیں' پھر تم کو ہر خرید و فروخت کے معاملہ میں اختیار تین راتوں تک ہے (اس مدت کے اندر تم چاہو تو معاملہ کو رد کر دو)۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے اور بخاری نے اس کی روایت اپنی تاریخ میں صحیح سند سے کی ہے اور ابن ابی شیبہ' دار قطنی اور عبدالرزاق نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے۔

٣٢٥٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى شَيْئًا لَّمْ يَرَهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِذَا رَاٰهُ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَاَبُوْحَنِيْفَةَ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ نَحْوَهٗ مُرْسَلًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی چیز کو بغیر دیکھے خرید لے تو اس کو اس چیز کے دیکھنے کے بعد (پسند نہ ہونے کی صورت میں بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے۔ اس کی روایت دار قطنی اور امام ابو حنیفہ نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اسی کے قریب قریب مرسلاً روایت کی ہے۔

٣٢٦٠ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ اشْتَرٰى طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَالًا فَقِيْلَ لِعُثْمَانَ اَنَّكَ قَدْ غُبِنْتَ وَكَانَ الْمَالُ بِالْكُوْفَةِ وَهُوَ مَالُ اٰلِ طَلْحَةَ الْاٰنَ بِهَا فَقَالَ عُثْمَانُ لِيَ الْخِيَارُ لِاَنِّيْ بِعْتُ مَالَمْ اَرَهٗ فَقَالَ طَلْحَةُ لِيَ الْخِيَارُ لِاَنِّي اشْتَرَيْتُ مَالَمْ اَرَهٗ فَحَكَّمَا بَيْنَهُمَا جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ فَقَضٰى اَنَّ الْخِيَارَ لِطَلْحَةَ وَلَا خِيَارَ لِعُثْمَانَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ.

حضرت علقمہ بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھ مال خریدا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کو اس میں نقصان ہوا ہے (اور آپ نے مال کو ارزاں بیچ دیا ہے) اور وہ مال کوفہ میں تھا لیکن (بوجہ خرید و فروخت کے مکمل ہونے کے) وہ اس وقت آل طلحہ کا مال تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے خیار کا حق ملنا چاہیے اس لیے کہ میں نے مال کو (دیکھے بغیر) بیچا ہے اور حضرت طلحہ نے فرمایا: خیار کا حق مجھے ملنا چاہیے اس لیے مال میں نے خریدا ہے اور میں نے اس کو دیکھا نہیں ہے (اس لیے مجھے خیارِ رؤیت کا حق ہے' معاملہ کی یکسوئی کے لیے) دونوں نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا تو حضرت جبیر رض نے فیصلہ دیا کہ خیار (رؤیت) کا حق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خیار کا حق نہیں ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی اور بیہقی نے کی ہے۔

مال کو دیکھے بغیر بیچنے کا جواز

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر خریدار کسی چیز کو بغیر دیکھے خرید لے تو ایسی بیع جائز ہے اور خریدار کو اس بات کا حق ہے کہ دیکھنے کے بعد طے شدہ پوری قیمت دے کر اس چیز کو لے لے یا بیع کو فسخ کر دے اور بیچنے والے کو بغیر دیکھے بیچنے کی صورت میں خیار کا حق نہیں ہے۔ اور فتح القدیر میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے درمیان خیار کا حق حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور آپ کا یہ فیصلہ حضرات صحابہ کے روبرو ہوا اور آپ نے خیار رویت کا حق خریدار کو دیا نہ کہ بائع کو اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں فرمایا۔ اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ خیار رویت کا حق خریدار کو ہے نہ کہ بائع کو اور اس پر اجماع صحابہ ہے۔

بَابُ الرِّبٰوا

سود کی حرمت کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَاءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ. (البقرہ:۲۷۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہے' یہ اس لیے کہ انھوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود' تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا' اور اس کا نام خدا کے سپرد ہے اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے' وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ (کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس آیت کریمہ میں سود کی حرمت اور سود خواروں کی شامت کا بیان ہے۔ سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ بعض یہ ہیں کہ سود میں جو زیادتی کی جاتی وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے' یہ صریح ناانصافی ہے۔ دوم: سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سود خوار کو بغیر محنت کے مال حاصل ہوتا ہے اور یہ تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ سوم: سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان وضرر پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہوا تو وہ قرض حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چہارم: سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سود خوار اور اس کے کارپرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا: وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

ف: سود خوار کو آسیب نے مخبوط بنا دیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جس طرح آسیب زدہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ گرتا' پڑتا چلتا ہے۔ قیامت کے دن سود خوار کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہو جائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر جائے گا۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے فرمایا: یہ علامت اس سود خوار کی ہے جو سود کو حلال جانے۔ جو شخص سود کو حلال جانے' وہ کافر ہے' ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ ہر ایک حرام قطعی کا حلال جاننے والا کافر ہے۔

اسلام کا نظریہ معیشت

صدر کی آیت شریفہ میں ارشاد ہے: ''واحل اللّٰہ البیع وحرم الربوا'' یعنی اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور ربا (سود) کو حرام قرار دیا ہے۔ واضح ہو کہ بیع کے معنی مبادلۂ مال بامال کے ہیں' خواہ وہ چیز کی صورت میں ہو یا نفع کی۔ اور ربا کے معنی لغت میں زیادتی کے ہیں اور شریعت میں ہر ایسی زیادتی جس کے مقابلہ میں کوئی بدل نہ ہو اس کو ربا کہا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ اسلام عبادت کا ہی نام نہیں بلکہ وہ ایک صالح معاشرہ اور ایسا نظام چاہتا ہے جس میں پاک معیشت حاصل ہو۔ یہ نظام انسانوں میں لوٹ کھسوٹ کی بجائے' بھائی چارگی اور امداد وتعاون کے جذبہ کو فروغ دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے نظام میں ہر وہ چیز جو سرمایہ داری' چور بازاری اور ذاتی منفعت کے جذبہ کو پروان چڑھائے' اسلامی معاشرت کے خلاف ہوگی۔ ظہور اسلام سے قبل ایسا ہی فرسودہ نظام سارے عالم اور خصوصاً مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی رائج تھا جس کی بنیاد نفع خوری اور چور بازاری پر تھی' اسی لیے سود کی حرمت کے ساتھ ساتھ خرید وفروخت میں بھی احتیاط رکھنے کی تاکید میں حدیثیں وارد ہیں جن سے ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری کی ممانعت کا ثبوت ملتا ہے۔

۳۲۶۱ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَشَاهِدَيْهِ قَالَ هُمْ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے پر لعنت فرمائی ہے (کہ یہ لوگوں کو قرض دے کر سود لیتے ہیں) اور سود دینے والے پر اور (سود کی دستاویز) لکھنے والے پر اور گواہوں پر بھی لعنت فرمائی ہے (کہ یہ حرام فعل کے ارتکاب پر اعانت اور امداد کرتے ہیں) اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ سب ۱برابر ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱ یعنی سود کا لینے والا اور دینے والا، گواہی دینے والا اور دستاویز لکھنے والا گناہ کے ارتکاب میں یہ سب برابر کے شریک ہیں۔

۳۲۶۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے سود کے لینے والے پر، سود کے دینے والے پر اور سود کی دستاویز لکھنے والے (اور حساب جوڑنے والے پر) اور زکوٰۃ نہ دینے والے اور زکوٰۃ دینے والے کو منع کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے (مرنے والے پر) نوحہ کرنے سے (چیخ و پکار کرنے اور بیان کر کے رونے سے) منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۳۲۶۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا اٰكِلَ الرِّبٰوا فَاِنْ لَّمْ يَاْكُلْهُ اَصَابَهٗ من بخاره وَيُرْوٰى مِنْ غُبَارِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے) ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ کوئی شخص سود کھائے بغیر نہ رہ سکے گا، اگر وہ سود نہ کھاتا ہو تو اس کو کم از کم سود کا اثر ضرور پہنچے گا)۔ اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف کی روشنی میں ہر شخص کو حتی الامکان سودی کاروبار کے پھیلاؤ کی وجہ سے خود کو ایسے کاروبار سے بچانا چاہیے تاکہ اس وعید سے محفوظ رہ سکے۔

۳۲۶٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْظَلَةَ غَسِيْلِ الْمَلَائِكَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْهَمُ رِبٰوا يَاْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ زَنْيَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّزَادَ وَقَالَ مَنْ نَّبَتَ لَحْمُهٗ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ.

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھائے چھتیس (۳۶) مرتبہ زنا کرنے (کے گناہ) سے زیادہ برا ہے۱ اس حدیث کی روایت امام احمد اور دارقطنی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے اور اس روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کا گوشت مال حرام سے نشو ونما پائے وہ دوزخ ہی کے لائق ہے۔

۱ اس لیے کہ سود کھانا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنا ہے جو زنا کے گناہ سے بڑھ کر ہے۔

۳۲۶۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّبٰوا سَبْعُوْنَ جُزْأً اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ.

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سود خوری کے (گناہ کے) ۷۰ حصے ہیں اور ان میں سے ایک ادنیٰ (گناہ کا) حصہ یہ ہے کہ وہ سود خوار اپنی ماں سے جماع کر رہا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۶۶ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تُصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَوٰى اَحْمَدُ الْاَخِيْرَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سود اگرچہ کہ اس سے (مال بظاہر) زیادہ ہوتا دکھائی دیتا ہو لیکن انجام کار کمی (اور خسارہ و ذلت ہے جس میں خیر و برکت نہیں ہوتی)۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے بھی اس کی روایت شعب الایمان میں کی ہے۔

۳۲۶۷ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ عَلٰى قَوْمٍ بُطُوْنُهُمْ كَالْبُيُوْتِ فِيْهَا الْحَيَّاتُ تُرٰى مِنْ خَارِجِ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اٰكَلَةُ الرِّبٰوا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج ہوئی میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کے مانند (بہت بڑے) تھے جن کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آ رہے تھے۔ میں نے جبرئیل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سود خوار ہیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۲۶۸ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اٰخِرَ مَا نَزَلَتْ اٰيَةُ الرِّبٰوا وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَلَمْ يُفَسِّرْهَا لَنَا فَدَعُوا الرِّبٰوا وَالرِّيْبَةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری آیت (جو معاملات کے بارے میں) نازل ہوئی وہ سود (کی حرمت) کی آیت ہے اور رسول اللہ ﷺ (دنیا سے) پردہ فرمائے اور (آیت مذکورہ کے محکم اور واضح ہونے سے مزید) تفصیل نہیں فرمائی تو تم سود کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی چھوڑ دو جن میں سود کا شبہ ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ چیزوں یعنی سونا، چاندی، گیہوں، نمک، کھجور اور جو میں سود کی وضاحت فرما دی اور فقہائے اُمت نے قیاس سے ان چھ چیزوں کے علاوہ اور چیزوں میں بھی سود کو ثابت کیا ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ احتیاط ملحوظ رکھتے ہوئے فقہاء کرام نے جن چیزوں میں سود کو ثابت کیا ہے ان سے بھی بچنا چاہیے۔

توضیح: ذیل میں سودی معاملات کے بارے میں چند احادیث آ رہی ہیں ان کو سمجھنے کے لیے اس توضیح کو پیش نظر رکھا جائے ورنہ ذرا سی بے احتیاطی سے بھی معاملہ سودی ہو جائے گا۔ ان حدیثوں میں جہاں کہیں ایک جنس کو اسی جنس سے بدلنے کا ذکر آ رہا ہے وہاں اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ہم جنس اشیاء کی تبدیلی میں: نمبر ۱: کمی بیشی نہ کی جائے، نمبر ۲: معاملہ نقد ہو، نمبر ۳: چیزوں کا دست بدست تبادلہ ہو اور اگر ان تین صورتوں میں سے ایک صورت بھی نہ پائی جائے تو معاملہ سودی ہو جائے گا جیسے سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بدلنے کا جہاں ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سونے کو اشرفی سے اور چاندی کو چاندی کے سکہ سے یا سونے کے زیور کو سونے سے یا چاندی کے زیور کو چاندی سے خریدا یا بیچا جا سکتا ہے بشرطیکہ مذکورہ بالا تینوں صورتیں (ہم وزن ہونا، دست بدست

ہوتا اور معاملہ نقد ہونا) پائی جا رہی ہوں ورنہ معاملہ سودی ہو جائے گا۔ اسی طرح اجناس کے تبادلہ کا حال ہوگا۔ اس کی تفصیل ذیل کی احادیث میں آ رہی ہے۔

٣٢٦٩ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ رَّوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةِ الشَّافِعِيِّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَلَا الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَلَا الشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَلَا التَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَلَا الْمِلْحَ بِالْمِلْحِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ عَيْنًا بِعَيْنٍ يَدًا بِيَدٍ وَّلٰكِنْ بِيْعُوا الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ وَالتَّمْرَ بِالْمِلْحِ وَالْمِلْحَ بِالتَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْتُمْ وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ اَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةَ عُبَادَةَ اَنَّهُ حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وزنا بِوَزْنٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَّالْبُرَّ بِالْبُرِّ كَيْلًا بِكَيْلٍ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالتَّمْرِ وَالتَّمْرَ اَكْثَرُهُمَا يَدًا بِيَدٍ وَّالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ مَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ حَنِيْفَةَ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ وَالْبَزَّارِ عَنْ عُبَادَةَ وَاَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَا يُوْزَنُ مَثَلٌ بِمَثَلٍ اِذَا كَانَ مِنْ نَّوْعٍ وَّمَا يُكَالُ مِثْلُهُ وَاِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَلَا بَاْسَ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (کاروبار میں سود سے بچنے کے لیے تم کو چاہیے کہ) سونے کو سونے کے بدلہ، چاندی کو چاندی کے بدلے، گیہوں کو گیہوں کے بدلہ، جو کو جو کے بدلہ، کھجور کو کھجور کے بدلہ اور نمک کو نمک کے بدلہ (اس طرح سے بیچا کرو کہ یہ) (جنس میں) ایک ہوں اور (وزن میں) برابر ہوں اور (معاملہ) دست بدست ہو (اُدھار نہ ہو) البتہ اگر ان میں جنس بدل جائے (یعنی چاندی کے بدلہ سونا یا گیہوں کے بدلہ جو) تو تم کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہو خرید وفروخت کرو بشرطیکہ (معاملہ) دست بدست ہو (اور اُدھار نہ ہو اور ایسی صورت میں ان کا ہم وزن ہونا یا برابر برابر ہونا ضروری نہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سونے کو سونے کے بدلہ، چاندی کو چاندی کے بدلہ، گیہوں کو گیہوں کے بدلہ، جو کو جو کے بدلہ، کھجور کو کھجور کے بدلہ اور نمک کو نمک کے بدلہ بیچا نہ جائے مگر یہ کہ یہ چیزیں برابر برابر ہوں، جنس ایک ہو اور (معاملہ) دست بدست ہو لیکن سونے کو چاندی کے بدلہ اور چاندی کو سونے کے بدلہ اور گیہوں کو جو کے بدلہ اور جو کو گیہوں کے بدلہ اور کھجور کو نمک کے بدلہ اور نمک کو کھجور کے بدلہ جیسا چاہو بیچ سکتے ہو جبکہ ان میں (معاملہ) دست بدست ہو اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں ابوالاشعث صنعانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح مروی ہے کہ وہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے موقع پر حاضر تھے جس میں حضرت عبادہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث اس طرح سنائی کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلہ میں بیچنا درست ہوگا (جبکہ) وہ وزن میں برابر ہو (اسی طرح) چاندی کو چاندی کے بدلہ میں (اس وقت درست ہوگا جب کہ) وہ وزن میں برابر ہوں اور گیہوں کو گیہوں کے بدلہ بیچنا جائز ہے، جبکہ وہ ناپ میں برابر ہوں) اس کے برخلاف (مثلاً) جو کو کھجور کے بدلہ بیچنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ کھجور (وزن میں) زیادہ ہوں اور جب کہ یہ معاملہ دست بدست ہو رہا ہو اور اگر (ایسا نہ ہو بلکہ) کسی نے (فروخت کے وقت مثلاً) کھجور کو کھجور، نمک کو نمک کے بدلہ زیادہ دیا، یا زیادہ لیا تو اس نے سودی معاملہ کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں

بھی اسی طرح مروی ہے اور دار قطنی اور بزار کی ایک حدیث میں حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ چیزیں جب ایک جنس کی ہوں اور ان کو ایک دوسرے سے بدلنا ہو تو وزن برابر برابر ہونا چاہیے اور اسی طرح ناپ میں بھی برابر برابر ہونا چاہیے (اگر وہ چیزیں ناپ کر بیچی جاتی ہوں) البتہ اگر جنس بدل جائے تو (خریدنے میں) ان کا ہم وزن یا ناپ میں برابر برابر ہونا ضروری نہیں اس لیے ایسی خرید و فروخت پر کوئی حرج نہیں۔

حنفی مذہب میں سود کی حرمت کی علت

ف: واضح ہو کہ سود کی حرمت کے بارے میں ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مختلف اقوال ہیں۔ امام اعظم کے نزدیک سود کی حرمت کی علت قدر یعنی وزن یا ناپ اور جنس (یعنی سونے کے بدلے سونا) ہے' وہ دو چیزیں جن کو ایک دوسرے سے بدلا جا رہا ہو وہ ناپ تول کی چیزیں ہوں تو ایسی صورت میں اچھی اور کم مقدار چیز کو اسی جنس کی ردی اور زیادہ مقدار کی چیزوں سے لینا سود ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ مذہب سود کی حرمت کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہیں' اُن کے مفہوم سے زیادہ مطابق ہے۔

٣٢٧٠ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مَثَلًا بِمَثَلٍ یَدًا بِیَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِاسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی الْاٰخِذُ وَالْمُعْطِی فِیْهِ سَوَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سونے کو سونے کے بدلہ' چاندی کو چاندی کے بدلہ' گیہوں کو گیہوں کے بدلہ' جو کو جو کے بدلہ' کھجور کو کھجور کے بدلہ' اور نمک کو نمک کے بدلہ بیچا جا سکتا ہے جبکہ یہ ساری چیزیں (ناپ اور تول میں) برابر برابر ہوں اور (معاملہ) دست بدست ہو (اور اُدھار نہ ہو) تو جس کسی نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا تو اس نے سود لیا یا سود دیا اور لینے والا اور دینے والا (گناہ میں دونوں) برابر ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٢٧١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مَثَلًا بِمَثَلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَّلَا تَبِیْعُوا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ اِلَّا مَثَلًا بِمَثَلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ وَّلَا تَبِیْعُوْا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَلَا الْوَرَقَ بِالْوَرَقِ اِلَّا وَزْنًا بِوَزْنٍ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سونے کو سونے کے بدلہ نہ بیچو' ہاں! اگر برابر برابر ہو اور کسی ایک کا وزن بھی زائد نہ ہو (تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح) چاندی کو چاندی کے بدلہ نہ بیچو' ہاں! اگر برابر برابر ہو اور کسی ایک کا وزن بھی زائد نہ ہو اور (تبادلہ میں) غائب کو حاضر کے بدلہ نہ بیچو (یعنی دونوں طرف کی چیزیں موجود ہوں اور معاملہ دست بدست ہو)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ سونے کو سونے کے بدلہ اور چاندی کو چاندی کے بدلہ نہ بیچو' مگر یہ کہ وہ ہم وزن ہوں۔

٣٢٧٢ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبٰوا

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ سونے کو سونے کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست

اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْوَرَقُ بِالْوَرَقِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًوا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) چاندی کو چاندی کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) گیہوں کو گیہوں کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) جو کو جو کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا اور (اسی طرح) کھجور کو کھجور کے بدلہ بیچنا اگر دست بدست نہ ہوتو سود ہو جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ تول اور ناپ کی چیزوں کے بدلنے اور بیچنے میں دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ ایک ہی جنس کا بدلنا جیسے چاندی کو چاندی سے یا جو کو جو سے تو اس میں شرط یہ ہے کہ معاملہ دست بدست ہو اُدھار نہ ہو اور ناپ یا تول میں کمی بیشی نہ ہو اور اگر ناپ یا تول میں کمی بیشی ہوئی یا ایک چیز موجود ہوئی اور دوسری غائب تو سود ہو جائے گا مثلاً سونے کو سونے سے اسی طرح بدلا جائے کہ ایک طرف سونا ہو اور بدلہ میں سونے کا زیور ہو لیکن ان کی مقدار برابر نہ ہو تو یہ معاملہ سودی ہو جائے گا اور اسی طرح اجناس میں اسی قسم کا تبادلہ ناجائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دو مختلف جنس کا باہم تبادلہ ہو جیسے چاندی کا تبادلہ سونے سے یا گیہوں کا تبادلہ جو سے تو اس میں جواز کی صورت یہ ہے کہ معاملہ دست بدست ہو تو وزن یا مقدار میں کمی بیشی بھی ہو تو سود نہیں مثلاً ایک سیر گیہوں کا دو سیر جو سے بدلنا درست ہے بشرطیکہ دونوں اجناس موجود ہوں اور معاملہ اُدھار نہ ہو۔ اس کے برخلاف اگر گیہوں کو آج دیا جائے اور بدلہ میں جو کل لی جائے تو یہ سود ہو جائے گا جو کسی طرح جائز نہیں۔

۳۲۷۳ - وَعَنْ اَبِيْ صَالِحِ السَّمَّانِ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ سَعِيْدٍ اَنْتَ تَنْهٰى عَنِ الصَّرْفِ وَابْنُ عَبَّاسٍ يَاْمُرُ بِهٖ فَقَالَ قَدْ لَقِيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ تُفْتِيْ بِهٖ فِي الصَّرْفِ اَشَيْءٌ وَجَدْتَهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْ شَيْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمْ اَقْدَمُ صُحْبَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّيْ وَمَا اَقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا مَا تَقْرَءُوْنَ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِبًوا اِلَّا فِي الدَّيْنِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ الرِّبٰوا فِي النَّسِيْئَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّحَاوِيِّ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَّنَزَعَ عَنْهَا ابْنُ عَبَّاسٍ.

حضرت ابو صالح سمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ تو (دو مختلف جنس کی چیزوں کے) تبادلہ کو منع فرماتے ہیں حالانکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کا حکم دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا اور دریافت کیا کہ آپ (دو مختلف جنس کی چیزوں کے) تبادلہ (کے جائز ہونے) کا فتویٰ دیا کرتے ہیں کیا اس کی صراحت آپ نے کتاب اللہ میں پائی ہے یا اس بارے میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم سنا ہے (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (ابو سعید خدری) کو جواب دیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھ سے زیادہ قدیم صحابی ہیں اور جس قرآن کو آپ پڑھتے ہیں میں بھی اسی کو پڑھتا ہوں لیکن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنائی کہ (دو مختلف جنس کی چیزوں کے تبادلہ میں) اسی وقت سود ہوگا جب کہ معاملہ اُدھار ہو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں اسی طرح روایت ہے کہ (رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ دو مختلف جنس کی چیزوں کے تبادلہ میں اس وقت) سود ہوگا جب کہ معاملہ اُدھار ہو (نقد نہ ہو) اور امام طحاوی کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (ایسی چیزوں کے تبادلہ کا جو فتویٰ دیا کرتے تھے) اس سے رجوع فرمالیا (کہ اگر معاملہ اُدھار ہو تو جائز نہ ہوگا جبکہ تبادلہ میں اجناس مختلف ہی کیوں نہ ہوں)۔

٣٢٧٤ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّاَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا وَّقَالَ فِى الْمِيْزَانِ مِثْلَ ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو خیبر کا عامل بنا کر بھیجا۔ وہ صحابی (زکوٰۃ میں) اچھی قسم کی کھجوریں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی ہوتی ہیں تو انہوں نے جواب دیا: نہیں یارسول اللہ! (خیبر کی ہر کھجور ایسی نہیں ہوتی) بلکہ ہم کبھی دو صاع معمولی قسم کی کھجوروں کے بدلہ ایک صاع اچھی قسم کی کھجور اور کبھی تین صاع معمولی قسم کی کھجوروں کے بدلہ دو صاع اچھی قسم کی کھجوریں لے لیتے ہیں (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو (اس لیے کہ یہ سود کی ایک شکل ہے) بلکہ ساری قسم کی کھجوروں کو (جن میں اچھے اور خراب کھجور شامل ہوں) ان کو درہم کے معاوضہ میں بیچ دو اور ان درہموں سے اچھی قسم کی کھجوریں خریدلو (تاکہ سود سے بچ سکو) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ (جس طرح دو ہم جنس چیزوں کا ناپ میں برابر ہونا ضروری ہے اسی طرح دو ہم جنس چیزوں کا) تول میں بھی برابر برابر ہونا ضروری ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٢٧٥ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ جَاءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَّدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ اَوَّهْ عَيْنَ الرِّبٰوا عَيْنَ الرِّبٰوا لَا تَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَشْتَرِىَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں برنی کھجور (جو کھجور کی ایک عمدہ قسم ہے) لے کر حاضر ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے دریافت کیا تم یہ کھجور کہاں سے لائے؟ انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس معمولی قسم کی کھجوریں تھیں ان میں سے میں نے دو صاع کے بدلہ ایک صاع یہ (برنی) کھجوریں خرید لیں ہیں۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آہ! یہ تو قطعی سود ہے قطعی سود ہے ایسا نہ کرو بلکہ تم جب بھی اچھی چیز کے بدلہ اسی جنس کی چیز خریدنا چاہو تو (پہلے اپنے پاس کی) معمولی کھجور کو بیچ دو اور پھر اس کی قیمت سے (اچھی کھجوریں) خرید لو۔ (بخاری و مسلم)

٣٢٧٦ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَمْ يَشْعُرْ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَاءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعْنِيْهِ فَاشْتَرَاهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہجرت کی بیعت کر لی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ پھر (کچھ عرصہ کے بعد) اس کا مالک اس کی تلاش کرتا ہوا آیا (اور اس کی واپسی کا مطالبہ کیا) (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ وَلَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدَهٗ حَتّٰى يَسْاَلَهٗ اَعَبْدٌ هُوَ اَوْ حُرٌّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اس کو مناسب نہ سمجھا کہ اس کی ہجرت باطل ہو جائے' اس لیے) آپ نے اس کے مالک سے فرمایا: تم اس کو مجھے بیچ دو (چنانچہ وہ صاحب اس پر راضی ہو گئے) تو آپ نے دو سیاہ رنگ کے غلام کے بدلے ان کو خرید لیا اور اس کے بعد آپ نے کسی سے بیعت نہیں لی جب تک آپ ان سے دریافت نہ فرمالیں کہ وہ غلام ہے یا آزاد۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۷۷ - وَقَدْ رَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيْئَةً وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرَوَاهُ الْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَقَالَ لَيْسَ فِي الْبَابِ اَجَلُّ اِسْنَادًا مِّنْهُ.

اور ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی ان سب محدثین نے حضرت سمرہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانور کے بدلہ جانور کو اُدھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بزار نے اس کی روایت اپنی مسند میں کی ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس بارے میں جتنی حدیثیں مروی ہیں ان میں اس سے بہتر سند والی حدیث کوئی نہیں۔

۳۲۷۸ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا بَاْسَ بِالْحَيَوَانِ وَاحِدًا بِاثْنَيْنِ يَدًا بِيَدٍ وَّكَرِهَهٗ نَسِيْئَةً فِيْهِ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةٍ قَالَ ابْنُ حَبَّانَ هُوَ صَدُوْقٌ يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ.

اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک جانور کے بدلہ دو جانوروں کو خریدنے یا بیچنے میں کوئی حرج نہیں (خواہ وہ ہم جنس ہوں یا نہ ہوں) جب کہ معاملہ دست بدست ہو۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (جانور کے بدلے جانور کی خرید و فروخت میں) اُدھار معاملہ سے منع فرمایا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ہیں۔ ان کے بارے میں ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ صدوق ہیں' ان کی حدیثوں کی روایت درست ہے۔

۳۲۷۹ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَوَانُ اِثْنَيْنِ بِوَاحِدَةٍ لَّا يَصْلُحُ نَسِيْئًا وَّلَا بَاْسَ بِهٖ يَدًا بِيَدٍ وَّقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک جانور کے بدلہ دو جانوروں کی خرید و فروخت اُدھار درست نہیں' ہاں! دست بدست ہو تو کوئی حرج نہیں اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۲۸۰ - وَرَوَى الشَّافِعِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ مُرْسَلًا عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزْرِيِّ اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِيْ مَرْيَمَ مَوْلٰى عُثْمَانَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُصَدِّقًا لَّهٗ فَجَاءَ بِظَهْرٍ مُسَنَّاتٍ فَلَمَّا نَظَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكْتَ وَاَهْلَكْتَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اَبِيْعُ الْبَكْرَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ بِالْبَعِيْرِ الْمُسِنِّ

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں مرسلاً عبدالکریم جزری سے روایت کی ہے کہ زیاد ابن ابی مریم جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں اُنہوں نے عبدالکریم کو یہ واقعہ سنایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عامل کو (زکوٰۃ کی وصولی کے لیے) بھیجا تو وہ بڑی عمر کے اُونٹ لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اُن کو دیکھا تو (عامل زکوٰۃ سے) ارشاد فرمایا: تم خود بھی ہلاک ہوئے اور ہلاک بھی کیا' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے دو یا تین کم عمر اُونٹوں کے بدلہ بڑا اُونٹ دست بدست لیا ہے' اس لیے کہ

يَدًا بِيَدٍ وَّعَلِمْتُ مِنْ حَاجَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الظَّهْرِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَاكَ إِذًا.

مجھے اس بات کا علم تھا کہ آپ کو بڑے بڑے اُونٹوں کی ضرورت ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ صورت ہے تو پھر ٹھیک ہے۔

۳۲۸۱ - وَعِنْدَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ كَرِهَ بَعِيْرًا بِبَعِيْرَيْنِ نَسِيْئَةً وَّكَذَا أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْهُ.

اور عبدالرزاق نے سعید بن مسیب کے واسطے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک اُونٹ کے بدلہ دو اُونٹ اُدھار لینے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ اور ابن ابی شیبہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے

۳۲۸۲ - وَأَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ بَعِيْرٍ بِبَعِيْرَيْنِ إِلَى أَجَلٍ فَكَرِهَهُ.

اور عبدالرزاق نے معمر سے اور معمر نے ابن طاؤس سے اور انہوں نے اپنے والد طاؤس سے روایت کی ہے کہ طاؤس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا ایک اُونٹ کو دو اُونٹ کے بدلہ ایک معین مدت کے لیے لیا جا سکتا ہے؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (نہیں) یہ تو مکروہ ہے۔

۳۲۸۳ - وَرَوٰى مُحَمَّدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْبَعِيْرِ بِالْبَعِيْرَيْنِ إِلَى أَجَلٍ وَّالشَّاةِ بِالشَّاتَيْنِ إِلَى أَجَلٍ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک اُونٹ کو دو اُونٹ کے بدلہ ایک معین مدت کے لیے اور ایک بکری کو دو بکریوں کے بدلہ میں ایک معین مدت کے لیے لینے سے منع فرمایا ہے۔

۳۲۸۴ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُّجَهِّزَ جَيْشًا فَنَفِدَتِ الْإِبِلُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّأْخُذَ فِيْ قِلَاصِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَ يَأْخُذُ الْبَعِيْرَ بِالْبَعِيْرَيْنِ إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ لشکر تیار کریں (اس تیاری میں) اُونٹ ختم ہو گئے تو پھر آپ نے اُنہیں حکم دیا کہ وہ اس کام کے لیے زکوٰۃ کی جوان اُونٹنیاں استعمال کریں تو حضرت عبداللہ بن عمرو نے ایک اُونٹ کے بدلہ دو اُونٹنیاں لینا شروع کیا یہاں تک کہ زکوٰۃ کی اُونٹنیاں آ جائیں۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

۳۲۸۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الصُّبْرَةِ مِنَ التَّمْرِ لَا يُعْلَمُ مَكِيْلَتُهَا بِالْكَيْلِ الْمُسَمّٰى مِنَ التَّمْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے ایک ایسے ڈھیر کو جن کا وزن یا مقدار معلوم نہ ہو ایسے کھجوروں کے بدلہ بیچنے کو جن کا وزن یا پیمانہ معلوم ہو منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۸٦ - وَعَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا أَنْ يُّبَاعَ السَّيْفُ الْمُفَضَّضُ بِالدَّرَاهِمِ بِأَكْثَرَ مِمَّا فِيْهِ تَكُوْنُ الْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالسَّيْفُ بِالْفَضْلِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ ایسی تلوار کو جس پر چاندی کا کام ہو درہم (چاندی کے سکے) کے بدلہ بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' جبکہ تلوار کی چاندی کی قیمت اس چاندی کی قیمت سے زیادہ ہو[1] اس حدیث کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

[1] جس کے بدلہ میں خریدی جا رہی ہو چونکہ تلوار میں لوہا غالب ہے' اس لیے اس بیع میں دو مختلف جنس کی تجارت ہو رہی ہے جس میں قیمت کی کمی اور زیادتی سے سود کا شائبہ نہیں ہے اور ایسی تجارت جائز ہے۔

۳۲۸۷ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فِيْ بَيْعِ السَّيْفِ الْمُحَلّٰى اِذَا كَانَتِ الْفِضَّةُ الَّتِيْ فِيْهِ اَقَلُّ مِنَ الثَّمَنِ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ وہ چاندی مڑی ہوئی تلوار کو (چاندی کے سکے کے بدلہ) بیچنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جبکہ تلوار میں جو چاندی ہے اس کی قیمت چاندی کے سکہ سے (جس کے بدلہ میں تلوار بیچی جارہی ہو) کم ہے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

ف: صدر کی دونوں حدیثوں میں جس تجارت کا ذکر ہے اس کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ لوہے کو جو غالب عنصر ہے درہم یعنی چاندی کے بدلہ بیچا جارہا ہے اگرچہ کہ چاندی ان دونوں صورتوں میں شامل ہے لیکن چونکہ وہ جنس غالب نہیں ہے اس لیے اس میں حکم لوہے اور چاندی کی تجارت کا ہوگا اور ایسی صورت میں قیمت کی کمی یا زیادتی سے سود نہیں ہوگا۔

۳۲۸۸ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ نَسِيْئَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالطَّحَاوِيُّ فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تازہ کھجور کو (ہم وزن خشک) کھجور کے معاوضہ میں اُدھار بیچنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

[1] اس لیے کہ اُدھار معاملہ کی وجہ سے یہ سود ہو جاتا ہے البتہ معاملہ دست بدست ہو تو ہم وزن تازہ کھجور کی فروخت خشک کھجور کے بدلہ درست ہے اور یہی امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۲۸۹ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَضَ اَحَدُكُمْ قَرْضًا فَاَهْدىَ اِلَيْهِ اَوْ حَمَلَهُ عَلَى الدَّابَّةِ فَلَا يَرْكَبْهُ وَلَا يَقْبَلْهَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ جَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص کسی کو قرض دے اور (قرض لینے والا) اس کے پاس کوئی ہدیہ بھیجے یا سواری کے لیے کوئی جانور دے تو وہ (یعنی قرض دینے والا) نہ تو اس سواری پر بیٹھے اور نہ ہدیہ قبول کرے ہاں! ایسی صورت میں جبکہ قرض دینے والے اور لینے والے کے درمیان اس قسم کے تعلقات رہے ہوں (تو جائز ہے)۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔

۳۲۹۰ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَقْرَضَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلَا يَاْخُذْ هَدِيَّةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ هٰكَذَا فِي الْمُنْتَقٰى.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص جب دوسرے شخص کو قرض دے تو پھر اس سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ اس کی روایت بخاری نے اپنی تاریخ میں کی ہے یہ منتقیٰ میں مذکور ہے۔

۳۲۹۱ - وَعَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ اِنَّكَ بِاَرْضٍ فِيْهَا الرِّبٰوا فَاشٍ فَاِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَاَهْدٰى اِلَيْكَ حَمْلَ تِبْنٍ اَوْ حَمْلَ شَعِيْرٍ اَوْ حَبْلٍ قَتٍّ فَلَا تَاْخُذْهُ فَاِنَّهُ رِبٰوا رَوَاهُ

حضرت ابو بردہ ابن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو آپ نے فرمایا کہ تم ایسی سرزمین میں ہو جہاں سود کا رواج عام ہے (یاد رکھو) اگر تمہارا کسی پر قرض ہے اور وہ تمہارے پاس بطور ہدیہ بھوسہ کا یا جو کا ایک تھیلہ یا گھاس کا گٹھا بھیجے تو تم اس کو ہرگز نہ لو اس لیے کہ یہ بھی سود کا حکم رکھتا ہے۔ اس کی

الْبُخَارِیُّ. روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اگر قرض سے پہلے آپس میں میل جول اور تحفہ تحائف کی راہ و رسم تھی تو اب بھی اس کا قبول کرنا درست ہے اگر قرض سے پہلے ایسی راہ و رسم نہ تھی تو یقیناً اس کا سبب قرض ہی ہے اور ہماری شریعت غراء میں قرض دے کر نفع اٹھانا جائز نہیں ہے۔

قرض دار سے فائدہ نہ اٹھانے کے بارے میں امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک مثالی واقعہ ہے۔ چنانچہ مرقات میں امام اعظم جو اپنے زمانے میں ورع (یعنی پرہیزگاری) میں بھی امام تھے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام اعظم قرض کے تقاضے کے لیے ایک شخص کے گھر پہنچے اور اس وقت سخت گرمی تھی۔ اس کے باوجود بھی اس شخص کے گھر کی دیوار کے سایہ میں ٹھہرنا پسند نہیں فرمایا اور اس شخص کے گھر سے نکلنے تک دھوپ ہی میں ٹھہرے رہے اس لیے کہ اس شخص کے گھر کی دیوار کے سایہ میں ٹھہرنا بھی ایک قسم کی منفعت حاصل کرنا تھا جس کو آپ نے جائز نہیں سمجھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرض دار سے کسی طرح کی منفعت حاصل کرنا جائز نہیں ہے چہ جائے کہ سود لینا وغیرہ۔

بَاب المنهي عنها من البيوع

بیع (خرید و فروخت) کی ان قسموں کا بیان جو منع ہیں

۳۲۹۲ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَّبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ اِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَّاِنْ كَانَ كَرَمًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا اَوْ كَانَ وَعِنْدَ مُسْلِمٍ وَّاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَّبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ قَالَ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُّبَاعَ مَا فِيْ رُؤُسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُّسَمًّى اِنْ زَادَ فَلِيَ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے (مزابنہ یہ ہے) کہ کوئی شخص اپنے باغ کے تازہ پھلوں کو (خشک پھلوں کے بدلے فروخت کرے (مثلاً) وہ پھل کھجور ہیں تو ان کو اس طرح بیچے کہ خشک کھجوروں کو ناپ لے (یا تول لے) اور تازہ کھجوروں کا اندازہ (جن کے معاوضہ میں ان کو بیچنا ہے) درخت پر کر لے (یہ ناجائز ہے)۔ اسی طرح پھل اگر انگور ہوں تو خشک انگور کو تول لے اور ان تازہ انگور کو (جو درخت پر ہوں ان کا اندازہ کر لے اور ان کے بدلہ) بیچ دے (یہ صورت بھی ناجائز ہے)۔ یہی حکم دوسرے پھلوں کے تبادلہ کا ہے اور مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ اگر کھیتی ہو تو اس کو بھی اسی طرح بیچنا کہ خشک غلہ کو ناپ یا تول لے اور کھیتی میں جو اناج ہے اس کا اندازہ کر کے تبادلۃً بیچ دے (یہ صورت بھی ناجائز ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا ہے) اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ (مثلاً) درختوں کے کھجور کو (نمودار ہونے سے پہلے) معین مقدار خشک کھجور کے بدلہ اس شرط سے بیچے کہ اگر (درخت کے پھل) زیادہ ہوئے تو وہ میرے ہیں اور اگر وہ کم نکلیں تو نقصان میرے ہی ذمہ ہوگا (اس قسم کی بیع چونکہ جوئے سے مماثلت رکھتی ہے اور تبادلہ میں چیزوں کی کمی یا بیشی کا احتمال ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔

۳۲۹۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةُ اَنْ يَّبِيْعَ الرَّجُلُ الزَّرْعَ بِمِائَةِ فِرَقِ حِنْطَةٍ وَّالْمُزَابَنَةُ اَنْ يَّبِيْعَ التَّمَرَ فِيْ رُؤُسِ النَّخْلِ بِمِائَةِ فَرَقٍ وَّالْمُخَابَرَةُ كِرَاءُ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَى الْجَمَاعَةُ اِلَّا النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَّا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ.

نے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ (ان تینوں قسم کی تجارت) سے منع فرمایا ہے۔ محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کھڑی کھیتی کی فصل کو ایک سو فرق (ایک قسم کا پیمانہ) کھجور کے بدلہ بیچ دے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص کھجور کو جو درخت پر ہوں ایک سو فرق پیمانہ کھجور کے بدلہ میں بیچ دے اور مخابرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کو پیداوار کے تہائی یا چوتھائی حصہ کے معاوضہ میں بٹائی پر کاشت کے لیے دے دے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور ایک جماعت (اصحاب صحاح) نے سوائے نسائی کے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل خیبر سے یہ معاہدہ فرمایا کہ کھیتی یا پھلوں کی پیداوار میں سے نصف مقدار بٹائی میں لی جائے گی (نصف حصہ مالک کا ہوگا اور نصف حصہ پیدا کرنے والے کا)۔

[1] یہ تینوں قسم کی بیع چونکہ قیاس اور اندازہ پر ہیں اور ان میں جوئے سے مماثلت ہو جاتی ہے اس لیے منع ہیں۔

۳۲۹۴ - وَعَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَالَ الطَّحَاوِيُّ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا فِي النَّخْلَةِ وَالنَّخْلَتَيْنِ تُوْهَبَانِ لِلرَّجُلِ فَيَبِيْعُهُمَا بِخَرْصِهِمَا تَمْرًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ اور ثنیا سے منع فرمایا ہے اور عرایا کی اجازت دی ہے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ زید بن ثابت نے فرمایا ہے کہ عرایا میں اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ کھجور کا ایک درخت یا دو درخت کسی (غریب) شخص کو بطور ہبہ کے (پھلوں کے استعمال کے لیے) دے دیئے جائیں، پھر وہ شخص مالک کو (ضرورتاً) اندازہ لگا کر کچھ کھجوروں کے بدلہ بیچ دے۔

فَهٰذَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ اَحَدُ مَّنْ رُّوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّخْصَةُ فِي الْعَرِيَّةِ فَقَدْ اَخْبَرَ اَنَّهَا الْهِبَةُ اِنْتَهٰى وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ ذَكَرَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ الْعَرِيَّةَ اِنَّمَا تَكُوْنُ اَنَّ الرَّجُلَ يَكُوْنُ لَهُ النَّخْلُ فَيُطْعِمُ الرَّجُلَ مِنْهَا ثَمَرَةَ نَخْلَةٍ اَوْ نَخْلَتَيْنِ يَلْقُطُهَا لِعِيَالِهِ ثُمَّ يَثْقُلُ عَلَيْهِ دُخُوْلُهُ حَائِطَهُ فَيَسْاَلُهُ اَنْ يَّتَجَاوَزَ لَهُ عَنْهَا عَلٰى اَنْ يُّعْطِيَهُ بِمَكِيْلَتِهَا تَمْرًا عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَهٰذَا كُلُّهُ لَا بَاْسَ بِهِ عِنْدَنَا لِاَنَّ التَّمَرَ كُلَّهُ كَانَ لِلْاَوَّلِ وَهُوَ يُعْطِيْ مِنْهُ مَا شَاءَ فَاِنْ شَاءَ سَلَّمَ لَهُ ثَمَرَ النَّخْلِ وَاِنْ شَاءَ اَعْطَاهَا بِمَكِيْلَتِهَا مِنَ التَّمْرِ

یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ سے عریہ کے بارے میں خرید و فروخت کی اجازت روایت کی ہے اور یہ بھی واضح کیا ہے کہ عریہ ہبہ ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی موطا میں کہا ہے کہ مالک بن انس نے بیان کیا ہے کہ عریہ یہ ہے کہ کسی شخص کا کھجور کا باغ ہو اور وہ کسی (غریب اور مستحق) شخص کو ایک درخت یا دو درخت عاریۃً دے دے کہ وہ اس کے کھجور استعمال کر لے، پھر مالک باغ پر یہ بات گراں گزر رہی ہے کہ وہ باغ میں آتا جاتا رہتا ہے اور اس سے مالک کو تکلیف ہوتی ہے (یا آنے والے کو بھی بار بار آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے) تو وہ مالک باغ سے یہ درخواست کرتا ہے کہ عریہ کی بجائے وہ اس کو کھجور کی فصل کے ختم پر ایک معین مقدار کھجور دے دے۔ ایسی صورت جائز ہے، اس لیے کہ یہ بیع نہیں ہے بلکہ مالک بطور ہبہ درخت کے جو کھجور دینا چاہتا تھا، اس کے معاوضہ میں کھجور کی ایک معین مقدار دے رہا ہے۔

لِاَنَّ هٰذَا لَا يَجْعَلُ بَيْعًا وَّلَوْ جَعَلَ بَيْعًا مَّا حَلَّ تَمْرٌ بِتَمْرٍ اِلٰى اَجَلٍ.

٣٢٩٥ - وَفِىْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ يُّعْلَمَ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثنیا سے منع فرمایا ہے' البتہ! ثنیا میں پھلوں کی مقدار معین کر دی جائے (اور ان کو فروخت سے مستثنیٰ کر دیا جائے تو) جائز ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اندازہ سے آئندہ) کئی برس تک کے لیے (درختوں یا کھیتی کو) بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

ا معاومہ یہ ہے کہ درختوں کے پھلوں کو نمودار ہونے سے پہلے ایک سال' دو سال یا تین سال یا زیادہ مدت کے لیے فروخت کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ میوہ پیدا ہی نہ ہو یا پیدا ہو تو خراب ہو جائے اور لینے والے کا نقصان ہو۔ اور ثنیا یہ ہے کہ پھل دار درختوں کو بیچ دیا جائے اور پھلوں کی ایک غیر معین مقدار مستثنیٰ کر لی جائے جیسے یوں کہے کہ میں اس میں سے تھوڑے پھل لے لوں گا اور عرایا وہ درخت ہیں جن کو عاریتاً مالک ایک معین مدت کے لیے غرباء کو پھل کھانے کے لیے دے دے۔

٣٢٩٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ اُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُوْنَ الثِّمَارَ فَاِذَا جَذَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيْهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ اَنَّهٗ اَصَابَ الثَّمَرَ الدِّمَانُ اَصَابَهٗ مُرَاضٌ اَصَابَهٗ قُشَامٌ عاهات يَحْتَجُّوْنَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُوْمَةُ فِىْ ذٰلِكَ فَاِمَّا لَا فَلَا تَبْتَاعُوْا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُوْرَةِ يُشِيْرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُوْمَتِهِمْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص تابیر کے بعد کھجور کا باغ بیچ دے تو (موجودہ فصل کے) پھل بیچنے والے کے ہوں گے اور اگر خریدار پھل کے بارے میں شرط کر لے (تو پھل خریدار کے ہوں گے) اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے (اور کاروبار خوشگواری سے طے پا جاتے تھے) پھر جب لوگوں کی کثرت ہو گئی اور ان میں انتشار پیدا ہونے لگا اور معاملات پیچیدہ ہونے لگے تو خریدار یوں کہنے لگا: پھلوں کو تو اب کیڑا لگ گیا ہے' ان میں خرابی پیدا ہو گئی ہے' ان میں بعض پھل خشک ہو گئے ہیں' الغرض! اس قسم کے مصائب کے سبب سے احتجاج کرنے لگے' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس قسم کے نزاعات کثرت سے پیش ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایسی صورت ہو رہی ہے تو فروخت میں جلدی مت کرو' بلکہ پھلوں کی پختگی کے بعد پھلوں کی خرید و فروخت کیا کرو۔ آپ کا یہ ارشاد بطور مشورہ کے تھا تاکہ نزاع نہ بڑھے۔

٣٢٩٧ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ثِمَارٍ اِبْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایک شخص جو پھلوں کی تجارت کیا کرتا تھا (اس کو خسارہ ہوا جس کی وجہ سے) وہ مقروض ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) ارشاد فرمایا: (بطور امداد) تم اس پر خیرات کرو' صحابہ کرام

خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَیْسَ لَکُمْ اِلَّا ذٰلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

رضی اللہ عنہم نے (حسب استطاعت) خیرات دی' اس کے باوجود اس کا قرض ادا نہ ہو سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قرض دہندگان سے ارشاد فرمایا: (فی الحال) تم کو جو بھی ملا ہو لے لو اس لیے کہ اس کے پاس (ادا کرنے کے لیے) کچھ اور نہیں ہے (ہاں اگر وہ آئندہ خوش حال ہو جائے تو تم کو بقیہ قرض وصول کرنے کا حق ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۲۹۸- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا یَبِعْہُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَتّٰی یَکْتَالَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا حَتّٰی یَقْبِضَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ فِیْ سُنَنِہِ الْکُبْرٰی عَنْ حَکِیْمِ بْنِ حَزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِیْعَنَّ شَیْئًا حَتّٰی تَقْبِضَہٗ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَہٗ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو کوئی غلہ خریدے وہ اس کو نہ بیچے یہاں تک کہ (اس کو قبضہ میں لے کر) پورا پورا نہ تول لے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس طرح ہے کہ (اس غلہ کو) تولنے تک (اس کو نہ بیچے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ مسلم اور بخاری کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے (کہ خریدے ہوئے غلہ کو اس وقت تک نہ بیچے) یہاں تک کہ اس کو اپنے قبضہ میں لے لے اور نسائی نے اپنی سنن کبریٰ میں حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم ہرگز کسی چیز کو نہ بیچو یہاں تک کہ تم اس کو اپنے قبضہ میں نہ کر لو اور طحاوی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قبضہ کے بغیر کسی چیز کی خرید و فروخت سے ممانعت کا جو حکم ہے وہ منقولہ اشیاء سے متعلق ہے' مثلاً غلہ وغیرہ۔ البتہ غیر منقولہ اشیاء جیسے مکان یا زمین کی خرید و فروخت میں قبضہ شرط نہیں جیسا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اس ممانعت کو صرف غلہ سے متعلق قرار دیتے ہیں' اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ منقولہ چیز کو قبضہ میں لیے بغیر خرید و فروخت سے اس کے تلف ہو جانے یا اس میں کمی بیشی کا اندیشہ رہتا ہے اور یہ علت غیر منقولہ اشیاء میں پائی نہیں جاتی۔ یہ تنسیق النظام سے ماخوذ ہے۔

۳۲۹۹- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ الْکَالِئِ بِالْکَالِئِ رَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُدھار کو اُدھار کے بدلہ میں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

ف: اُدھار کو اُدھار کے بدلہ بیچنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً زید پر عمرو کا ایک کپڑا اُدھار ہے اور بکر کے عمرو پر دس درہم ہیں تو زید بکر کو یوں کہے کہ میں نے اپنا کپڑا تیرے ہاتھ ان دس درہم کے بدلہ بیچ دیا جو عمرو پر تیرے ہیں اور بکر یوں کہے کہ میں نے قبول کیا۔ یہ بیع اس لیے ناجائز ہے کہ یہاں ایسی چیز کی خرید و فروخت ہو رہی ہے جس پر قبضہ نہیں ہے جیسا کہ لمعات میں مذکور ہے۔

۳۳۰۰- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلَقَّوا الرُّکْبَانَ لِبَیْعٍ وَّلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا یَبِعْ حَاضِرٌ لِّبَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَقَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص غلہ لانے والے قافلہ سے آگے جا کر نہ ملے (یعنی شہر میں غلہ آنے سے پہلے ہی اس کو راستہ میں ارزاں لینے کی خاطر جا کر نہ خریدیں) اور تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی بولی پر اپنی بولی نہ

الطَّحَاوِيُّ قَالَ عِيْسَى بْنُ اَبَانَ كَانَ مَا رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُكْمِ فِي الْمُصَرَّاةِ بِمَا فِي الْاٰثَارِ فِيْ وَقْتٍ مَّا كَانَتِ الْعُقُوْبَاتُ فِي الذُّنُوْبِ يُؤْخَذُ بِهَا الْاَمْوَالُ.

لگائے ہے۱ رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت میں بخشش سے منع فرمایا ہے۔۲ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی شہری آدمی دیہاتی آدمی کا مال فروخت نہ کرے۔۳ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عیسیٰ بن ابان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مصراۃ کے بارے میں جو حکم ہے اور جو مختلف حدیثوں میں مروی ہے یہ اس زمانہ سے متعلق ہے جبکہ خرید و فروخت میں دھوکہ ثابت ہو جانے کی صورت میں بطور تاوان کے غلہ دیا جاتا تھا (چونکہ اس قسم کی بیع بالاتفاق حرام قرار دی گئی ہے' اس لیے اب مصراۃ (تاوان میں غلہ دینے کا رواج منسوخ ہونے سے یہ) حکم باقی نہیں رہا۔

۱ دو شخصوں کے درمیان خرید و فروخت کا معاملہ طے ہونے پر تیسرا شخص اس بیع کے مقابلہ میں اس سے کم داموں پر یا اس مال میں عیب نکال کر اپنا مال فروخت نہ کرے۔

۲ بخشش یہ ہے کہ دو شخصوں کے درمیان خرید و فروخت کی گفتگو ہو رہی ہے اور تیسرا شخص اگر اس کی تعریف کرے تاکہ خریدار کو اس کی جانب رغبت زیادہ ہو یا خریدار اس کی قیمت بڑھا دے اور خود اس کو وہ چیز خریدنا منظور نہیں جیسا کہ ہراج میں دلال کیا کرتے ہیں۔

۳ کوئی دیہاتی غلہ لائے تاکہ موجودہ نرخ پر فروخت کرے لیکن شہری اس سے یہ کہے کہ تو غلہ میرے سپرد کر دے' میں اس کو زیادہ قیمت پر فروخت کروں' اس قسم کی بیع میں دو قسم کے نقصان ہیں' ایک تو مالک کا' دوسرے اہل شہر کا کہ اگر بازار میں مال آ جاتا تو روز مرہ کے نرخ پر چیزیں مل جاتیں۔

ف: واضح ہو کہ مصراۃ یہ ہے کہ دودھ دینے والے جانور کو فروخت کرتے وقت ایک یا دو دن کا دودھ ان کے تھنوں میں باقی رکھ کر فروخت کیا جاتا تھا تاکہ ان کی قیمت زیادہ آئے اور ایسی بیع کی صورت میں لینے والے کو بیع کے فسخ کرنے کا اختیار بھی رہتا تھا۔ چونکہ ایسی بیع بالاتفاق حرام قرار دی گئی ہے' لہٰذا ایسی صورت میں مصراۃ کا حکم اور خیار بھی باقی نہیں۔ یہی امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے جیسا کہ رحمت الامہ میں مذکور ہے۔

۲۳۰۱- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَلَقَّى الرُّكْبَانَ فَنَشْتَرِيْ مِنْهُمُ الطَّعَامَ فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّبِيْعَهُ حَتّٰى نَبْلُغَ بِهٖ سُوْقَ الطَّعَامِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّالطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم (غلہ کے) کاروان کو (شہر میں آنے سے پہلے آگے جا کر) مل لیتے اور وہیں اُن سے غلہ خرید لیتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایسی خرید و فروخت سے روک دیا' یہاں تک کہ وہ قافلے غلہ کے بازار تک نہ پہنچ جائیں۔ اس کی روایت مسلم اور طحاوی نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شہری آدمی دیہاتی آدمی کا مال فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو تاکہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض کے ذریعہ رزق دلوائے۔۱

۱ دیہاتی لوگوں کو چھوڑ دو' ان سے تعارض نہ کرو' وہ باہر سے غلہ لائیں اور بازار کے نرخ پر فروخت کریں تاکہ شہر میں کافی غلہ

رہے اور لوگ ارزانی سے فائدہ اٹھائیں۔

۳۳۰۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَ لَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع پر اپنا مال (کسی دوسرے کو) نہ بیچے[۱] اور (شادی کا معاملہ آپس میں طے ہو جانے کے بعد کوئی (تیسرا) شخص اس جگہ اپنا پیغام نہ بھیجے۔ ہاں! اگر اس کو اس بات کی اجازت دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے (ورنہ اس میں مسلمان کی حق تلفی ہوتی ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[۱] طرفین میں خرید و فروخت کا معاملہ طے پا جانے کے بعد کسی تیسرے شخص کو اپنا مال نہ بیچے۔

۳۳۰۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسُمُّ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے مقابلہ میں کسی چیز کے دام نہ لگائے (جبکہ دونوں میں معاملت ہو چکی ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فریقین کے درمیان جب معاملہ طے پا جائے تو کوئی تیسرا شخص زائد قیمت دے کر طے شدہ معاملہ کو فسخ کرنے کی کوشش نہ کرے اس لیے کہ اس میں ایک مسلمان بھائی کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص مداخلت کر کے زائد قیمت پر معاملہ طے کر لے تو بیع تو منعقد ہو جائے گی لیکن ایسا شخص گنہ گار ہوگا۔ امام ابو حنیفہ امام شافعی اور دیگر ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔

۳۳۰۴ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِّبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَفِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ اَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهٗ اِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبُذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبُذُ الْاٰخَرُ ثَوْبَهٗ وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَّلَا تَرَاضٍ وَّاللِّبْسَتَيْنِ اِشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰى اَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْ اَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَّاللِّبْسَةُ الْاُخْرٰى اِحْتِبَاءُهٗ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَّيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے لباس اور دو طرح کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ بیع میں ملامست اور منابذت سے منع فرمایا ہے (یہ دونوں قسم کی بیع زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں)۔ ملامست یہ ہے کہ بیچنے والے کے کپڑے کو لینے والا شخص رات یا دن میں (کھول کر دیکھے بغیر) ہاتھ لگا دے اور اس کے سوا (مزید تحقیق کے لیے) اُلٹ پلٹ نہ کرے اور منابذت یہ ہے کہ بیچنے والا کپڑے کو اٹھا کر بیچنے والے کی طرف پھینک دے خواہ (فسخ بیع پر فریقین) راضی ہوں یا نہ ہوں (یہ دونوں بیع اس لیے ممنوع ہیں کہ ان میں دھوکہ ہے اور یہ شرط بھی فاسد ہے کہ عیب سے نکلنے پر کسی کو فسخ بیع کا اختیار نہ ہوگا) اور دو قسم کے لباس (جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے) ان میں سے ایک اشتمال صماء ہے اور اس کا (ایک) طریقہ یہ ہے کہ کپڑے کو (سر سے پاؤں تک جسم پر اس طرح لپیٹ لیں کہ ہاتھ پاؤں اور چہرہ نظر نہ آئے) کہ کپڑے کو کسی ایک کاندھے پر اس طرح ڈالا جائے (کہ وہ دو معلوم ہوں جیسا کہ آستین میں لپیٹ لگایا کرتے ہیں) اور دوسرا کاندھا بغیر کپڑے کے رہ جائے اور دوسرا لباس (کا طریقہ جس

سے حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے وہ) یہ ہے کہ کپڑے کو جسم پر اس طرح لپیٹ کر بیٹھے کہ شرم گاہ کھلی رہ جائے۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۰۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع الحصاۃ اور بیع الغرر سے منع فرمایا ہے (یہ دونوں قسم کی بیع زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں' بیع الحصاۃ یہ ہے کہ خریدار بیچنے والے سے یہ کہے کہ جب میں تیرے مال پر کنکری پھینکوں تو بیع پختہ ہو جائے گی یا بیچنے والا خریدار سے یوں کہے کہ جس چیز پر تیری کنکری پڑے وہ تیرے ہاتھ بیع ہے یا تیری کنکری جتنی دُور زمین پر جائے وہ تیرے ہاتھ فروخت ہے اور بیع غرر یہ ہے کہ چیز نہ تو قبضہ میں ہو اور نہ اس پر قدرت حاصل ہو اور اس کو فروخت کر دیا جائے' جیسے دریا کی مچھلیاں اور ہوا میں اڑنے والے پرندے یا بھاگا ہوا غلام وغیرہ)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔ ابوداؤد کی ایک اور روایت میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع المضطر اور بیع الغرر سے منع فرمایا ہے (بیع الغرر کی تعریف بھی اسی حدیث میں اوپر گزر چکی ہے اور بیع مضطر یہ ہے کہ کوئی شخص جبر اور تنگ کر کے کسی کی چیز خرید لے یا ضرورت مند مجبور ہو کر کوئی چیز بیچنا چاہے اور خریدار سستے داموں خرید لے (ایسی صورت میں بیچنے والے کی مدد کرنی چاہیے' نہ کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے)۔

۳۳۰۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحُبْلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ مَعْنَاهُ اِذَا وُلِدَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا وَلَدًا فَقَدْ بَاعَهٗ ذٰلِكَ الْوَلَدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حاملہ جانور کے حمل کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا ہے کہ اس کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے حاملہ اُونٹنی کو اس شرط پر خریدا تھا کہ جب اس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو گا تو اس وقت اس اُونٹنی کی قیمت ادا کی جائے گی۔[1]

[1] یہ زمانہ جاہلیت کی ایک بیع تھی' یہ بیع اس لیے منع ہے کہ اس میں مدت مجہول ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پیٹ کا بچہ نر ہو گا یا مادہ اس لیے یہ دھوکہ کی تجارت ہو گی۔

۳۳۰۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اُجرت لینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۳۰۸ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَاءِ وَالْاَرْضِ لِتُحْرَثَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُونٹ کو اُونٹنی پر (گابھ کرنے کے لیے) چھوڑنے کی اُجرت لینے سے منع فرمایا ہے اور زمین اور پانی کو بٹائی پر دینے سے بھی منع فرمایا ہے۔[1]

لہ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زمین اور زمین سے قریبی پانی کسی کو دے دے اور دوسرے شخص سے یہ کہے کہ بیج اور کھیتی کرنا تیرے ذمہ ہوگا اور پیداوار میں میرا بھی حصہ ہوگا۔اس قسم کا معاملہ ناجائز ہوگا۔

۳۳۰۹ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ كِلَابٍ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحِلِ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَطْرُقُ الْفَحْلَ فَنُكْرَمُ فَرَخَّصَ لَهٗ فِي الْكَرَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ کلاب کے ایک شخص نے نر کو مادہ پر (گابھ کرنے کے لیے) چھوڑنے کی اُجرت کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے (اُجرت لینے سے) منع فرمایا۔اس نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نر اُونٹوں کو مادہ پر چھوڑنے کے لیے عاریتاً دیتے ہیں، پھر وہ لوگ (جانور واپس کرتے وقت بطور انعام) کچھ دے دیتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی۔لہ

لہ انعام لینے کے جواز کی صورت یہ ہے کہ یہ عادت نہ بن جائے ورنہ مشروط کے حکم میں ہوگی)۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۳۱۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مؤطا میں لکھا ہے کہ جس کا کوئی کنواں ہو تو وہ اپنے کنویں کا پانی انسانوں اور مویشیوں کے لیے نہ روکے، البتہ! کسی دوسرے شخص کی زراعت یا نخلستان کی سیرابی پر اس پانی کی اُجرت لے سکتا ہے۔

۳۳۱۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَاعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُبَاعَ بِهِ الْكَلَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (کوئی شخص اپنے کنویں کا) زائد پانی نہ بیچے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ پیدا ہونے والی گھاس فروخت کر سکے۔(بخاری و مسلم)

۳۳۱۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى صُبْرَةِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِيْهَا فَنَالَتْ اَصَابِعُهٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْهُ السَّمَاءُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَهٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰى يَرَاهُ النَّاسُ مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر کے قریب سے گزرتے ہوئے اس میں اپنا دست مبارک داخل فرمایا تو اس میں آپ کی انگشت مبارک کو کچھ تری محسوس ہوئی تو آپ نے غلہ کے مالک سے ارشاد فرمایا: یہ تری کیسے ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس پر مینہ برس گیا تھا تو آپ نے فرمایا: تو پھر تر غلہ کو تو نے اُوپر کیوں نہیں رکھا تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے (اور دھوکہ نہ کھاتے یاد رکھو) جو شخص فریب یا دھوکہ دے وہ مجھ سے نہیں ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ دھوکہ دینے والا مجھ سے نہیں ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دھوکہ دینا حرام ہے، اس لیے کہ کئی احادیث شریفہ میں فلیس منی کے الفاظ وارد ہیں جن سے اُمت کو ایسے کاموں سے بچانا اور تنبیہ کرنا مقصود ہے۔

۳۳۱۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا (ص) سے روایت کرتے ہیں: ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیع

وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْعِرْبَانِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

العربان سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت امام مالک' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: بیع عربان کی تفصیل یہ ہے کہ خریدار بیچنے والے کو کسی مال کی خریداری کے لیے بطور بیعانہ کچھ رقم پیشگی دے اور کہے کہ اگر بیع کا معاملہ تمہارے اور میرے درمیان طے ہو گیا تو یہ پیشگی رقم قیمت میں وضع ہو جائے گی اور اگر کسی وجہ سے بیع نہ ہو سکی تو یہ پیشگی رقم میں واپس نہ لے سکوں گا' تیری ہو جائے گی۔رقم کی یہ ضبطی چونکہ صریح ظلم اور ناجائز ہے' اس لیے خلاف شرع ہے۔

٣٣١٤ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ قَالَ نَهَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَبِيْعَ مَا لَيْسَ عِنْدِىْ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَفِىْ رِوَايَةٍ لَّهُ وَلِاَبِىْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِىِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنِى الرَّجُلُ فَيُرِيْدُ مِنِّى الْبَيْعَ وَلَيْسَ عِنْدِىْ فَاَبْتَاعَ لَهُ مِنَ السُّوْقِ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِىُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ الْبَارِقِىِّ قَالَ اَعْطَاهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا يَّشْتَرِىْ بِهٖ اُضْحِيَّةً اَوْشَاةً فَاشْتَرٰى شَاتَيْنِ فَبَاعَ اِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ فَاَتَاهُ بِشَاةٍ وَّدِيْنَارٍ فَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ فِىْ بَيْعِهٖ فَكَانَ لَوِ اشْتَرٰى تُرَابًا لَّرَبِحَ فِيْهِ وَاَخْرَجَا عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ نَّحْوَهٗ.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کے بیچنے سے منع فرمایا ہے جو میرے پاس نہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی' ابوداؤد اور نسائی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھ سے ایسی چیز خریدنے کا ارادہ کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتی ہے تو میں اس کے لیے بازار سے خریدتا ہوں تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو چیز تیرے پاس نہ ہو اس کو مت فروخت کر۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت عروہ بن الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ اُن کو نبی کریم ﷺ نے ایک دینار عطا فرمایا جس سے قربانی کے لیے ایک بکرا یا بکری خرید لائیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں اور ان میں سے ایک کو ایک دینار کے بدلہ بیچ دیا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک دینار اور ایک بکری لے کر حاضر ہوئے۔ (حضور انور ﷺ نے بے حد خوش ہوکر) ان کے لیے ان کے کاروبار میں برکت کی دعا فرمائی تو (اس کے بعد حضور ﷺ کی دعا کی وجہ سے ان کے کاروبار میں ایسی برکت ہوئی کہ) وہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں ان کو خاصا نفع ہوتا اور ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو تقریباً انہی الفاظ سے حکیم بن حزام سے بھی روایت کیا ہے۔

٣٣١٥ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِىْ بَيْعَةٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاملہ میں دو قسم کی بیع طے کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں دو قسم کی بیع ایک معاملہ میں طے کرنے کا جو ارشاد ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ مثلاً زید ایک گھوڑا سو روپیہ کے عوض بکر کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرے کہ تو اپنی بھینس پچاس روپے کے بدلہ فروخت کر دے' دوسری صورت یہ ہے کہ گھوڑا دس روپے نقد میں اور بیس روپیہ اُدھار میں فروخت کرتا ہوں۔ یہ دونوں صورتیں اس لیے ناجائز ہیں کہ پہلی صورت میں فروخت کے ساتھ ساتھ شرط بھی ہے جس سے معاملہ فاسد ہو جاتا ہے اور دوسری صورت میں نقد کی قیمت اور ہے اور اُدھار کی قیمت اور' اس لیے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔

٣٣١٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ صَفْقَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاملہ میں دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٣١٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّلَا رِبْحَ مَا لَمْ يَضْمَنْ وَلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایسی بیع جائز نہیں جو شرط کے ساتھ ہو اور ایسی بیع بھی جائز نہیں جس میں دو شرطیں ہوں اور ایسا نفع بھی جائز نہیں جس میں (معاملہ دار) نقصان کا ذمہ دار نہ ہو اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا) جو چیز تیرے قبضہ میں نہ ہو اس کو مت بیچ۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایسی بیع جائز نہیں جو اُدھار بھی ہو اور اس کے ساتھ شرط بھی ہو اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی کو اپنا مکان بیچ دے اور یہ شرط کرے کہ وہ بیع کے بعد اس میں ایک مہینہ رہے گا یا مثلاً کسی کو کوئی چیز فروخت کرے اور قرض دے کر اس کی قیمت زیادہ لے۔

اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ بغیر نقصان کی ذمہ داری کے صرف نفع حاصل کر لینا جائز نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ نفع نقصان کی ضمانت پر ہوتا ہے کہ وہی شخص نفع اُٹھانے کا مستحق ہے جو نقصان کا بھی ضامن ہو۔

٣٣١٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالنَّقِيْعِ بِالدَّنَانِيْرِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الدَّرَاهِمَ وَاَبِيْعُ بِالدَّرَاهِمِ فَاٰخُذُ مَكَانَهَا الدَّنَانِيْرَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَالَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں مقام نقیع میں اُونٹوں کو دینار کے بدلہ فروخت کرتا تھا اور دینار کی جگہ درہم لے لیا کرتا اور کبھی درہم کے عوض بیچتا اور درہم کے بجائے دینار لے لیا کرتا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ تم درہم اور دینار کو اسی دن کے نرخ پر لے لیا کرتے ہو اور تم دونوں یعنی بائع اور مشتری وہاں موجود ہو اور (فروخت شدہ) چیز بھی تمہارے سامنے ہو (اس لیے کہ سونے اور چاندی کے سکہ کے تبادلہ میں معاملہ دست بدست طے ہونا ضروری ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٣٣١٩ - وَعَنِ الْعَدَّاءِ بْنِ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ اَخْرَجَ كِتَابًا هٰذَا مَا اشْتَرَى الْعَدَّاءُ بْنُ خَالِدِ بْنِ هَوْذَةَ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰى مِنْهُ عَبْدًا وَّاَمَةً لَّادَاءَ وَّلَا غَائِلَةَ وَّلَا خِبْثَةَ بَيْعُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمَ رَوَاهُ

حضرت عداء بن خالد بن ہوذہ رضی اللہ عنہ نے (جو قبیلہ بنو ربیعہ کے ایک فرد تھے اور غزوۂ حنین کے بعد اسلام لائے) روایت ہے کہ انہوں نے ایک تحریر نکالی (جو ایک بیعنامہ کی صورت میں تھی جس کا متن یہ تھا) یہ وہ بیعنامہ ہے جو عداء بن خالد اور حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پایا کہ عداء بن خالد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا باندی خریدی جس میں نہ تو کوئی

التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ.

بیماری ہے نہ کوئی برائی اور نہ عیب ہے اور یہ معاملہ ایسا ہے جیسے ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے کرتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۳۲۰ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ حَلَسًا وَّقَدَحًا فَقَالَ مَنْ یَّشْتَرِیْ هٰذَا الْحَلَسَ وَالْقَدَحَ فَقَالَ رَجُلٌ اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّزِیْدُ عَلٰی دِرْهَمٍ فَاَعْطَاهُ رَجُلٌ دِرْهَمَیْنِ فَبَاعَهُمَا مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی کا) ٹاٹ یا کمبل اور پیالہ بیچنا چاہا[1] پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمبل اور پیالہ (کو دکھا کر صحابۂ کرام سے) دریافت کیا ان کو کون خریدتا ہے؟ ایک صحابی نے فرمایا: میں ان کو ایک درہم میں خریدتا ہوں' اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ایک درہم سے زائد پر کون خریدنا چاہتا ہے؟ تو ایک صحابی نے دو درہم پیش کیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں چیزوں کو ان کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] جبکہ ان صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ خیرات مانگی' تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو بیچ کر تم اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہو؟ تو انہوں نے یہ دو چیزیں پیش کیں۔

ف: واضح ہو کہ بیع کی مذکورہ صورت کو "بیع من یزید" یعنی نیلام یا ہراج کہتے ہیں۔ یہ صورت اس وجہ سے جائز ہے کہ فریقین نے معاملہ کو پہلی بولی پر طے نہیں کیا ہے' اس لیے قیمت کے اضافہ کا جواز ہے۔ (ہدایہ)

۳۳۲۱ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَّمْ یُنَبِّهْهُ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ اَوْ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِکَةُ تَلْعَنُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی عیب دار چیز کو بیچے اور اس کے عیب کو خریدار پر ظاہر نہ کرے تو ایسا شخص ہمیشہ غضب الٰہی کا شکار رہتا ہے یا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

یہ باب بیع کی ان ممنوعہ اقسام کا تکملہ ہے جس کا ذکر پچھلے باب میں گزر چکا ہے اور ان سے متعلق بعض امور کا بیان

۳۳۲۲ - وَرَوٰی مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ شُفْعَةِ الْاَصْلِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنِ اشْتَرٰی اَرْضًا فِیْهَا نَخْلٌ فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَرَوٰی مُسْلِمٌ فِیْ کِتَابِ الْبُیُوْعِ وَالْبُخَارِیُّ فِیْ کِتَابِ الشِّرْبِ مَرْفُوْعًا وَّمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَّلَهٗ مَالٌ فَمَا لَهٗ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِیَ الْمُبْتَاعُ.

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاصل کے باب الشفعہ میں روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی زمین خریدے جس میں کھجور کے درخت ہوں تو ایسی صورت میں درخت بیچنے والے کے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط لگا دے[1] اور مسلم نے کتاب البیوع میں اور بخاری نے کتاب الشرب میں مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص کوئی غلام خریدے اور اس غلام کے پاس کچھ مال بھی ہو تو وہ مال (غلام کے) بیچنے والے کا ہی ہوگا' سوائے اس صورت کے کہ خریدار شرط لگائے (کہ غلام کے ساتھ اس کا مال بھی میرا ہوگا)۔

[1] کہ درختوں کے ساتھ پھل بھی اسی کے ہوں گے' یہ شرط اس لیے درست ہے کہ اس میں نفس معاملہ کی نفی نہیں ہوتی۔

۳۳۲۳ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْ سَفَرٍ وَّكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ فَقَالَ مَالَكَ فِيْ اٰخِرِ النَّاسِ قُلْتُ اَعْيٰى بَعِيْرِيْ فَاَخَذَ بِذَنْبِهٖ فَزَجَرَهٗ فَاِنْ كُنْتُ اِنَّمَا اَنَا فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِيْ رَاْسُهٗ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ مَا فَعَلَ الْجَمَلُ بِعْنِيْهِ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيْهِ قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ قَالَ لَا بَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِوَقِيَّةٍ اِرْكَبْهُ فَاِذَا قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ فَاْتِنَا بِهٖ فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ جِئْتُهٗ بِهٖ فَقَالَ لِبِلَالٍ زِنْ لَهٗ اَوْقِيَّةً وَّزِدْهُ قِيْرَاطًا قُلْتُ هٰذَا شَيْءٌ زَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُفَارِقْنِيْ فَجَعَلْتُهٗ فِيْ كِيْسٍ فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِيْ حَتّٰى جَاءَ اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَاَخَذُوْا مِنَّا مَا اَخَذُوْا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِكَذَا اَوْ قَدْ اَعَرْتُكَ ظَهْرَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اُونٹ پر سفر کر رہا تھا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: کیا بات ہے کہ اور لوگوں میں تم سب سے پیچھے پیچھے چل رہے ہو' میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ تھک گیا ہے (جس کی وجہ سے میں پیچھے ہو گیا ہوں' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اُونٹ کے قریب تشریف لائے) اُس کی دم پکڑی اور اس کو جھڑکا یا (پھر تو یہ اُونٹ ایسا تیز چلنے لگا کہ) میں لوگوں میں سب سے آگے ہو گیا (اور اُونٹ کی تیزی کا یہ حال تھا کہ) اس کا سر (اور اُونٹوں سے آگے جا رہا تھا) جس سے مجھے حیرت ہو رہی تھی۔ جب ہم مدینہ منورہ سے قریب ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جابر! تمہارا اُونٹ اب کیسا ہے؟ وہ مجھے بیچ دو' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو آپ ہی کا ہے۔ آپ نے فرمایا (ٹھیک ہے) ایسا نہ کرو بلکہ اس کو مجھے (قیمتاً) بیچ دو' میں نے (دوبارہ) عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو آپ ہی کا مال ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دوبارہ) ارشاد فرمایا: نہیں! اس کو مجھے (قیمتاً) بیچ دو! میں نے اس کو ایک اوقیہ چاندی کے معاوضہ میں خرید لیا اور تم مدینہ پہنچنے تک اس پر سواری کر سکتے ہو اور جب مدینہ پہنچ جاؤ تو اس اُونٹ کو لے کر ہمارے پاس آ جاؤ۔ چنانچہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو اس اُونٹ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! تم (جابر کو اُونٹ کی قیمت میں) ایک اوقیہ چاندی تول کر دے دو اور ایک قیراط مزید چاندی دے دو۔ میں نے (دل میں) کہا یہ (ایک قیراط چاندی ایسی نعمت ہے جو قیمت کے علاوہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے زائد عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا (میں نے عہد کر لیا کہ یہ زائد چاندی عمر بھر میرے پاس ہی تبرکاً رہے گی اور) جدا نہ ہوگی۔ چنانچہ وہ میرے پاس ہی رہی' یہاں تک کہ یوم حرہ میں جب کہ شامی فوجیں آئیں تو لوٹ مار میں (اور چیزوں کے ساتھ) یہ نعمت بھی ہم سے چھین لی گئی (جس کا مجھے ہمیشہ افسوس رہا) اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔ اور نسائی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا) میں نے تمہارے اُونٹ کو اتنی چاندی کے معاوضہ میں لے لیا اور (چونکہ تمہارے پاس اور کوئی سواری نہیں ہے اس لیے) عاریتاً تم کو اجازت دیتا ہوں کہ مدینہ منورہ تک تم اس پر سوار ہو کر پہنچو۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بیع میں کوئی شرط شامل نہیں تھی' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر کو بیع کے طے پا جانے کے بعد اُونٹ سے استفادہ کی اجازت عاریتاً دی ہے جو شرائط بیع میں نہیں ہے۔ اس لیے یہ معاملہ مشروط بیع کی تعریف میں نہیں

آتا۔

٣٣٢٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ اِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ قَدْ كَاتَبْتُ اَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اَوْقِيَةٌ فَاَعِيْنِيْنِيْ وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اِرْجِعِيْ اِلٰى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اُعْطِيَهُمْ ذٰلِكَ جَمِيْعًا وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ اِلٰى اَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنُ وَلَاؤُكِ لَنَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ مِنْهَا ابْتَاعِيْ وَاعْتِقِيْ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ نَاسٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ كَانَ مِائَةُ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوَهٗ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میرے پاس بریرہ لونڈی آئیں اور کہنے لگیں: بی بی عائشہ! میں اس شرط پر مکاتب ہوئی کہ میں اپنے مالک کو نو اُوقیہ ادا کر دوں' اس طرح کہ ہر سال ایک اوقیہ دیا کروں گی (ایک اُوقیہ میں چالیس درہم ہوتے ہیں اس طرح نو اُوقیہ کے ۳۶۰ درہم ہوئے) پس آپ اس معاملہ میں میری مدد کیجیے اور بریرہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کتابت کے بارے میں (تفصیلاً) طے نہیں کیا تھا[1] ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم اپنے مالک کے پاس جاؤ اور اگر وہ اس بات کو پسند کریں کہ میں ان کو یکمشت کتابت کا معاوضہ دے دوں تو وہ تمہیں آزاد کریں اور حق ولاء مجھے حاصل ہوگا[2] حضرت بریرہ اپنے مالک کے پاس گئیں اور اُن سے یہ صورت بیان کی تو انہوں نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور کہا تو چاہے تو یکمشت رقم دے کر آزادی حاصل کر لے لیکن حق ولاء ہمیں ہی حاصل رہے گا (یہ سن کر) ام المومنین نے اس واقعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرمایا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اُن لوگوں کے انکار سے تم اس (نیک) کام سے نہ رکو' بلکہ بریرہ کو خرید لو اور پھر (بغیر کسی شرط کے) آزاد کر دو اور حق ولاء تو اسی کا ہے جو آزاد کرتا ہے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان کھڑے ہوئے اور (خطبہ ارشاد فرمایا) اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے (یاد رکھو) ہر ایسی شرط جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے' اگرچہ کہ وہ ایسی شرطیں بھی کر لیں اللہ کا فیصلہ ہی برحق ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی شرط مستحکم ہے اور حق ولاء اُسی کو حاصل رہتا ہے جو (غلام یا لونڈی کو) آزاد کر دے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے اور بخاری اور مسلم میں اسی کے قریب قریب روایت ہے۔

[1] کتابت یہ ہے کہ غلام یا باندی اپنی آزادی کے تعلق سے اپنے مالک سے کچھ معاوضہ طے کر لے' حضرت بریرہ کی مدد کی درخواست پر۔

[2] حق ولاء یہ ہے کہ غلام یا لونڈی آزاد ہونے کے بعد انتقال کر جائے اور اس کا حقیقی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس کے آزاد کرنے والے مالک کو ملتا ہے۔

٣٣٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق ولاء کی فروخت یا اس کے ہبہ کرنے (یہ حق دوسروں کو دینے) سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۳۳۲۶ - وَعَنْ مَخْلَدِ بْنِ خَفَافٍ قَالَ ابْتَعْتُ غُلَامًا فَاسْتَغْلَلْتُهُ ثُمَّ ظَهَرْتُ مِنْهُ عَلٰى عَيْبٍ فَخَاصَمْتُ فِيْهِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَضٰى لِيْ بِرَدِّهٖ وَقَضٰى عَلٰى بِرَدِّ غِلَّتِهٖ فَاَتَيْتُ عُرْوَةَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَرُوْحُ اِلَيْهِ الْعَشِيَّةَ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِيْ مِثْلِ هٰذَا اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ فَرَاحَ اِلَيْهِ عُرْوَةُ فَقَضٰى لِيْ اَنْ اٰخُذَ الْخَرَاجَ مِنَ الَّذِيْ قَضٰى بِهٖ عَلَيَّ لَهٗ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت مخلد بن خفاف رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک غلام خریدا اور اس کی کمائی کو اپنے خرچ میں لاتا رہا، پھر میں اس غلام کے ایک عیب سے واقف ہوا اور اس معاملہ کی یکسوئی کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا، آپ نے فیصلہ فرمایا کہ میں غلام کو واپس کردوں اور اس کی کمائی بھی لوٹا دوں (اطمینان مزید کی خاطر) میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور ان کو اس پورے واقعہ سے مطلع کیا، آپ نے فرمایا (تم تھوڑا توقف کرو) میں آج شام حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس جاؤں گا اور اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آگاہ کروں گا جس کو میں نے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا اور اسی قسم کے مقدمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ نفع تاوان کے مقابلہ میں ہے[1] چنانچہ حضرت عروہ شام کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے اور (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلہ سے اُن کو مطلع فرمایا تو) انہوں نے میرے حق میں یہ فیصلہ فرما دیا کہ (عیب کی وجہ سے غلام کو تو واپس کردوں، البتہ) غلام کی کمائی کا نفع میں خود لے لوں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

[1] اگر غلام مر جاتا یا اس میں اور کوئی عیب پیدا ہو جاتا تو بیچنے والے پر اس کا اثر نہ پڑتا۔ اسی طرح جو نفع غلام سے ملا ہے وہ بھی بیچنے والے کو واپس نہ ملنا چاہیے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خریدار خریدے ہوئے مال میں جیسے نفع کا مالک ہوتا ہے ویسے ہی نقصان کا بھی ذمہ دار ہوتا ہے، جیسے مذکورہ حدیث میں غلام کے بارے میں یہ ممکن ہے کہ خریداری کے بعد غلام بھاگ جاتا یا فوت ہو جاتا تو خریدار ہی اس نقصان کا ذمہ دار ہوتا۔ لہٰذا نفع کی صورت میں جو اس غلام سے حاصل ہو، خریدار ہی مالک ہوگا۔

۳۳۲۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفَ الْمُتَبَايِعَانِ وَالسِّلْعَةُ قَائِمَةٌ بِعَيْنِهَا وَلَا بَيِّنَةَ لِاَحَدِهِمَا عَلَى الْاٰخَرِ تَحَالَفَا وَتَرَادَّا رَوَاهُ الدَّارَمِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ اَحْمَدَ فِيْ زِيَادَاتِ الْمُسْنَدِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خریدار اور بیچنے والا دونوں میں (اپنے معاملہ میں) اختلاف ہو جائے اور فروخت شدہ چیز جوں کی توں موجود ہو اور فریقین میں سے کسی ایک کے پاس دوسرے کے مقابلہ میں گواہی دینے والا بھی موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں دونوں یعنی بائع اور مشتری قسم کھائیں کہ (وہ حق پر ہے) اور اس کے بعد معاملہ کو ردّ (فسخ) کر دیں (خریدار اپنی رقم لے لے اور بیچنے والا اپنی چیز لے لے) اس حدیث کی روایت دارمی اور طبرانی نے کی ہے اور ابن احمد نے زیادات المسند میں اس کی روایت کی ہے۔

۳۳۲۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَقَالَ مُسْلِمًا اَقَالَ اللّٰهُ عَثْرَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان (بھائی) کی بیع کو (جس سے وہ ناخوشی کی وجہ سے فسخ کرنا چاہتا ہے) واپس کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے

مَاجَةَ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ عَنْ شُرَیْحٍ الشَّامِیِّ مُرْسَلًا.

دن اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔اس کی روایت ابوداؤداورابن ماجہ نے کی ہے اور شرح السنہ میں اس کی روایت مصابیح کے الفاظ سے شریح شامی سے روایت کی گئی ہے اور یہ روایت مرسلاً ہے۔

ف: واضح ہو کہ کوئی معاملہ خیارشرط کے ساتھ طے کیا جائے اور شرط کی مدت گزر جائے اس کے باوجود ایک فریق کسی وجہ سے بیع سے ناخوش ہے اور فسخ بیع چاہتا ہے اگرچہ کہ فسخ بیع سے فریق ثانی کا نقصان ہوتا ہے' پھر بھی وہ اپنے مسلمان بھائی کی خاطر اس پر راضی ہو جائے اور بیع فسخ کر دے تو بہتر ہے' اس لیے کہ اس میں ثواب ہے اور اپنے بھائی پر احسان ہے اور حدیث میں اس کی ترغیب ہے۔

۳۳۲۹- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِشْتَرٰى رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ عِقَارًا مِّنْ رَّجُلٍ فَوَجَدَ الَّذِی اشْتَرَی الْعِقَارَ فِیْ عِقَارِهٖ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَهُ الَّذِی اشْتَرَی الْعِقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ عَنِّیْ اِنَّمَا اشْتَرَيْتُ الْعِقَارَ وَلَمْ اَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ فَقَالَ بَائِعُ الْاَرْضِ اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِيْهَا فَتَحَاكَمَا اِلٰى رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاكَمَا اِلَيْهِ اَلَكُمَا وَلَدٌ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِیْ غُلَامٌ وَّقَالَ الْاٰخَرُ لِیْ جَارِيَةٌ فَقَالَ اَنْكِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِيَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم سے پہلے (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام) کی اُمت میں ایک شخص نے دوسرے سے ایک زمین خریدی (خریداری کے بعد) اس زمین میں خریدنے والے نے ایک گھڑا پایا جس میں سونا تھا۔خریدار نے بیچنے والے سے جا کر کہا تمہارا سونا تم لے لو' میں نے تو صرف زمین خریدی تھی' سونا نہیں خریدا۔بیچنے والے نے کہا میں نے تم کو زمین اور زمین میں جو کچھ تھا فروخت کر دیا (لہٰذا یہ سونا بھی تمہارا ہی ہے) یہ دونوں فیصلہ کے لیے ایک صاحب کو حَکَم بنائے (اور وہ ایک روایت کے لحاظ سے حضرت داؤد علیہ السلام ہیں) حَکَم نے ان دونوں سے پوچھا تمہاری کوئی اولاد ہے۔ایک نے کہا میرے ہاں ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا میرے ہاں لڑکی۔تو آپ نے فیصلہ کیا کہ لڑکے کا نکاح اس لڑکی سے کر دو اور اس سونے کو ان پر خرچ کر دو اور کچھ خیرات بھی کر دو۔(بخاری ومسلم)

مکان یا زمین میں فروخت کرنے کے بعد دفینہ وغیرہ نکلے تو اس کے احکام

ف: واضح ہو کہ مکان یا زمین کی خرید وفروخت میں یہ مسئلہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مکان کی فروخت میں ہر وہ چیز داخل ہے جو عرف عام میں مکانیت کے لوازم میں شامل جیسے دیوار' چھت' فرش وغیرہ۔اس لیے یہ تمام چیزیں مکان کے سات متصور ہوں گی' اسی طرح زمین کی فروخت کا بھی معاملہ ہے کہ اس میں ہر وہ چیز داخل ہو گی جو نظر آتی ہو اور عرف عام میں زمین کہلاتی ہے جیسے پتھر' مٹی' ٹیلے وغیرہ۔اب اگر مکان یا زمین کی فروخت کے بعد ان میں کوئی دفینہ نکل آئے یا زمین میں کوئی کان نکل آئے یا ایسی چیز ہو جو زمین کی جنس سے نہ ہو تو وہ بیچنے والے کی مِلک ہو گی۔اور اگر بائع دفینہ یا کان وغیرہ کو اپنی مِلک نہ سمجھ کر لینے سے انکار کر دے تو ایسی چیز کا حکم لقطہ کا ہو گا اور وہ لقطہ کی شرائط کے تحت اصل مالک کی مِلک ہو گی۔(درمختار وردالمختار)

بَابُ السَّلَمِ وَالرَّهْنِ

بیع سلم اور رہن کے احکام کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى الخ.

(البقرہ:۲۸۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ایمان والو! جب تم ایک مقررہ مدت تک کسی دین کا لین دین کرو۔(کنزالایمان)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں بیع سلم کا ذکر ہے۔ بیع سلم کی صورت یہ ہے کہ کسی سے اُدھار گیہوں خریدے یا مکان خریدے اور وعدہ یہ قرار پایا کہ ۶ ماہ کے بعد دام دیں گے یا سو روپیہ فی الحال کسی کو دے دیئے اور یہ معاہدہ ہو کہ ۶ ماہ کے بعد فلاں غلہ اتنی مقدار میں لیں گے۔ اس بیع کو اصطلاح شرع میں بیع سلم کہتے ہیں اور یہ دونوں صورتیں شرع میں جائز ہیں۔ اس کی تفصیلی شرائط کتب فقہ میں مذکور ہیں لیکن آیت میں میعاد کی طرف جو اشارہ ہے اس کو پورے طور پر اس طرح متعین کرنا چاہیے کہ اس میں اختلاف اور نزاع باقی نہ رہے مثلاً یہ نہ کہے کہ فلاں فصل کٹنے پر غلہ لوگوں کا بلکہ مثلاً یوں کہے کہ ماہ رمضان کی ۱۵ تاریخ کو رقم دوں گا یا غلہ لوں گا۔

وَقَوْلُهُ فَرِهَانٌ مَّقْبُوْضَةٌ. (البقرۃ: ۲۸۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو گرو ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (کنز الایمان)

ف: یعنی کوئی چیز دائن کے قبضہ میں گروی کے طور پر دے دو۔ اس آیت سے رہن کا جواز اور قبضہ کا شرط ہونا ثابت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں اپنی زرہ مبارک یہودی کے پاس گروی رکھ کر ۲۰ صاع جو لیے تھے' گروی رکھنے کا حکم استحبابی ہے۔ سفر کی قید اتفاقی ہے' خود اپنے وطن میں بھی گروی رکھی جا سکتی ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ونور العرفان)

واضح ہو کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رہن جس طرح سفر میں جائز ہے' حضر یعنی وطن میں بھی جائز ہے اور آیت میں سفر کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ سفر میں اطمینان کے ذرائع کم رہتے ہیں' البتہ! جو چیز رہن رکھی جائے اس پر واقعی راہن کا قبضہ ہونا ضروری ہے' ورنہ رہن نہیں ہوگا۔ (بیان القرآن)

۳۳۳۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَقَالَ مَنْ اَسْلَفَ فِيْ شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْهُ فِيْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جب) مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں میں ایک سال' دو سال اور تین سال کی مدت کے بیع سلم کیا کرتے تھے تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بیع سلم کرے تو اس کو چاہیے کہ بیع سلم معین پیمانہ' معین وزن اور معین مدت کے لیے ہو۔ (بخاری ومسلم)

بیع سلم کے جائز ہونے کی صورتیں

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بیع سلم کے صحیح ہونے کی سات شرائط ہیں:

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ جنس معلوم ہو یعنی مطلقاً غلہ کا ذکر نہ ہو' بلکہ یوں کہا جائے کہ غلہ میں گیہوں خریدا جائے گا یا جو خریدی جائے گی۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ غلہ کی نوعیت بھی معین ہو مثلاً وہ غلہ آبی فصل کا ہوگا یا تابی فصل کا۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ غلہ کی صفت بھی متعین ہو مثلاً اس بات کی وضاحت کر دی جائے مثلاً گیہوں اچھے ہوں گے یا ناقص ہوں گے۔

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ غلہ کا نرخ یعنی ناپ تول بھی متعین ہوگا مثلاً یوں کہے کہ ایک روپیہ کے ۲۰ کیلو لوں گا یا ۲۰ ناپ لوں گا۔

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ مدت بھی مقرر ہو جائے مثلاً یوں نہ کہے کہ آئندہ فصل پر غلہ دے دوں گا بلکہ یوں کہے کہ مثلاً رمضان کی ۱۵ تاریخ تک غلہ دے دیا جائے گا۔

(۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ غلہ کی جملہ مقدار بھی متعین ہو' مثلاً یوں کہے کہ کچھ غلہ لوں گا بلکہ یوں کہے کہ ۲۰ من یا کنٹل لوں گا۔

(۷) اور ساتویں شرط یہ ہے کہ فلاں جگہ غلہ پہنچا دوں گا یا فلاں جگہ غلہ دے دوں گا۔

اگر کوئی ایسی چیز ہو جس کے حمل و نقل میں مزدور کی ضرورت نہ ہو جیسے مشک یا موتی وغیرہ تو اس کے لیے جگہ کے تعین کی ضرورت نہیں۔ یہ شرائط ہدایہ میں مذکور ہیں' ان کے علاوہ فقہ کی بعض کتابوں میں اور بھی چند شرائط کا ذکر ہے جو حسب ذیل ہیں:

بیع سلم کی مدت کم از کم ایک ماہ بعد کی ہو اس سے کم کی مدت جائز نہیں' جتنی زائد مدت چاہے مقرر کی جا سکتی ہے' ایک اور شرط یہ بھی ہے کہ بیع کا معاملہ طے کرنے کے بعد سے اس چیز کے حاصل کرنے تک وہ چیز بازار میں دستیاب ہو' نایاب نہ ہو۔ ایک مزید شرط یہ بھی ہے کہ جس چیز کے لیے بیع سلم کی جائے' اگر وہ دستیاب نہ ہو تو بیچنے والے کو کچھ مہلت دی جائے' پھر بھی وہ چیز نہ مل سکے تو اس کے بدلہ کوئی اور چیز لینا جائز نہیں۔ اپنا روپیہ واپس لے لیا جائے۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ بیع سلم جانوروں میں درست نہیں۔

۳۳۳۱ - □ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَسْلَفَ فِیْ شَیْءٍ فَلَا یَصْرِفْهُ اِلٰی غَیْرِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقْبِضَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی سے بیع سلم کا معاملہ کرے تو وہ چیز اس کے قبضہ میں آنے سے پہلے اپنی بیع کو دوسرے کی طرف منتقل نہ کرے (مال پر قبضہ ہونے سے پہلے کسی دوسرے شخص سے زبانی اس کا معاملہ نہ کرے) اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۳۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ السَّلَفِ فِی الْحَیَوَانِ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ الْحَاکِمُ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاهُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جانوروں میں بیع سلم سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت حاکم اور دارقطنی نے کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

۳۳۳۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمِکْیَالُ مِکْیَالُ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَالْمِیْزَانُ مِیْزَانُ اَهْلِ مَکَّةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پیمانوں میں اہل مدینہ کا پیمانہ اور وزن میں اہل مکہ کا وزن معتبر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں وزن کے لیے مکہ معظمہ کے اوزان کے معتبر ہونے کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ تجارتی مرکز ہے اور اعتبار اہل مکہ کے تول کا ہوگا اور چونکہ مدینہ منورہ باغات کا شہر ہے جہاں پھل اور کھجور بہ کثرت ہوتے ہیں اور ان کی خرید و فروخت ناپ کے ذریعہ ہوا کرتی تھی' اس لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے ناپ کو معتبر قرار دیا ہے۔

۳۳۳٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْکَیْلِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ هَلَکَتْ فِیْهِمَا الْاُمَمُ السَّابِقَةُ قَبْلَکُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا: تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں (ناپ اور تول میں کمی کرنے سے) تم سے پہلے کی قومیں ہلاک ہو گئیں (جیسے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کہ لینے میں تو پورا تول اور دینے میں کم تول تو لتے)۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو معاشرہ کی اس برائی سے بچا کر ہلاکت سے محفوظ فرما دیا۔

۳۳۳۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں

اشْتَرٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا مِّنْ یَّھُوْدِیٍّ اِلٰی اَجَلٍ وَّرَھِنَہٗ دِرْعًا لَّہٗ مِنْ حَدِیْدٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) ایک یہودی سے کچھ غلہ ایک مقررہ مدت کے وعدہ پر (اُدھار) لیا اور اس کے پاس اپنی ایک زرہ جو لوہے کی تھی؛ رہن رکھ دی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

اُدھار اور رہن کے بعض مسائل

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے اور اس کے بعد والی حدیث سے فوائد اور مسائل معلوم ہوتے ہیں:

(۱) اُدھار کسی چیز کے خرید و فروخت کا جواز۔ (۲) رہن رکھ کر اُدھار چیز لینے کا جواز۔ (۳) رہن کا معاملہ صرف سفر بلکہ حضر (وطن) میں بھی جائز ہے۔ (۴) بیع اور شراء کے معاملات ذمی اور غیر مسلم کے ساتھ کر سکتے ہیں اگر چہ کہ ان کے معاملات سودی اور غیر شرعی وسائل کے ذریعے ہوا کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ شرعاً غیر مکلف ہوتے ہیں۔ (۵) مشرکین اگر مسلمانوں سے برسرِ جنگ ہوں تو ایسی صورت میں ان کے ہاتھ اسلحہ فروخت نہیں کیے جا سکتے تا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ ہوں۔ (مرقات)

۳۳۳۶ - وَعَنْھَا قَالَتْ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُہٗ مَرْھُوْنَۃٌ عِنْدَ یَھُوْدِیٍّ بِثَلَاثِیْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی حالت میں وصال فرمایا کہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جو کے بدلہ رہن تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۳۳۷ - عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ لَا یُنْتَفَعُ مِنَ الرَّھْنِ بِشَیْءٍ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ.

شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رہن کی چیز سے کسی قسم کا فائدہ نہ اُٹھایا جائے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

رہن سے استفادہ درست نہیں

ف: واضح ہو کہ جب کوئی چیز رہن رکھ کر قرض لیا جائے تو قرض ادا کیے بغیر اپنی چیز مانگنے اور لینے کا حق نہیں ہے۔ جو چیز کسی کے پاس رہن رکھی جائے تو رہن رکھنے والے پر یہ لازم ہے کہ مال سے کسی طرح کا خود نفع نہ اُٹھائے، اگر باغ کا پھل یا زمین کا غلہ نکلے تو وہ اصل مالک کا ہوگا۔ اسی طرح رہن کے گھر میں رہ کر رہن لینے والے کو ایسے گھر میں رکھ کر اس سے فائدہ اٹھانا بھی درست نہیں۔ اور اگر کوئی جانور مثلاً بکری یا گائے وغیرہ رہن رکھی گئی ہو تو وہ بھی اصل مالک ہی کے ہوں گے، ان کا دودھ، بچہ وغیرہ جو کچھ بھی ہو وہ اصل مالک کے ہوں گے اور ان کو لینا درست نہیں، البتہ! دودھ بیچ کر دودھ کے دام رہن میں شامل کرے اور جب وہ تمہارا قرض ادا کر دے تو رہن کی یہ چیزیں اور دودھ وغیرہ کے دام سب اصل مالک کو واپس کر دے، البتہ! کھلائی کے پیسے وضع کر لے۔

۳۳۳۸ - وَعَنْ عَطَاءٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّھْنُ بِمَا فِیْہِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ مُرْسَلٌ صَحِیْحٌ وَّرَوَاہُ الدَّارُقُطْنِیُّ عَنْ اَنَسٍ مُّسْنَدًا وَّرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ رَجُلًا رَّھَنَ فَرَسًا فَنَفَقَ فِیْ یَدِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْمُرْتَھِنِ ذَھَبَ حَقُّکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ رہن کی چیز (رہن رکھنے والے کے پاس بطور ضمانت) امانت رہتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں کی ہے اور ابن القطان نے کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل صحیح ہے اور اس کی روایت دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسناداً یعنی صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت عطاء ہی سے روایت کی ہے کہ ایک صحابی نے کسی صاحب کے پاس اپنا گھوڑا رہن رکھا اور وہ راہن کے پاس ہلاک ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے رہن رکھنے والے سے ارشاد فرمایا کہ اب تمہارا حق جاتا رہا۔ یعنی رہن رکھنے والے کو اس کا

مال ملے گا اور نہ قرض دینے والے کو اس کی رقم ملے گی۔

۳۳۳۹ - عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ فَهُوَ خَاطِئٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معمر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص غلہ کو گراں بیچنے کے خیال سے روک رکھے وہ گنہ گار ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ احتکار یعنی غلہ کو روکنے اور بند رکھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ فصل میں ارزانی کے وقت غلہ کو بھر لے اور گرانی کے وقت فروخت کرے۔ یہ صورت جائز ہے حرام نہیں ہے اور اسی طرح غلہ کا ذخیرہ اپنی گھریلو ضرورت کے لیے کرے تاکہ گرانی کے وقت کام آسکے تو یہ صورت بھی جائز ہے اور اسی طرح غلہ بیرون شہر سے لائے اور ذخیرہ کر کے گرانی کے وقت فروخت کرے تو یہ بھی ناجائز نہیں ہے۔ اور احتکار کی دوسری صورت جو حرام ہے وہ یہ ہے کہ غلہ کو گرانی کے وقت خرید کر ذخیرہ کر لے اور اس خیال سے کہ اور گراں ہوگا تو زیادہ دام پر بیچوں گا تو یہ صورت ناجائز ہے اور حرام ہے۔ اسی طرح اگر جانوروں کے چارہ کو بھی ذخیرہ کیا جائے تاکہ گراں فروخت کیا جا سکے تو ایسا کرنا بھی ناجائز ہے جبکہ عوام کو اس سے نقصان پہنچتا ہو۔ یہ بھی واضح رہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک احتکار کا اطلاق ہر اس چیز پر ہے جس کا تعلق عوام کی ضروریات سے ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذخیرہ اندوزی کی حرمت صرف غلہ سے متعلق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (ردالمحتار، نیل الاوطار، ہدایہ)

۳۳۴۰ - وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَالِبُ مَرْزُوْقٌ وَّالْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تاجر کو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) روزی ملتی ہے اور (اس کے باوجود) غلہ کو (گراں بیچنے کی خاطر) روکنے اور بند کرنے والا ملعون ہے (اس لیے کہ اس سے عوام کی معیشت میں تنگی پیدا ہوتی ہے)۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۳۴۱ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْجُذَامِ وَالْاِفْلَاسِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (گرانی کے انتظار میں) غلہ روک کر مسلمانوں کے ہاتھ زیادہ قیمت پر غلہ بیچتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جذام اور افلاس میں مبتلا فرما دیتے ہیں۔[1] اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اس کی روایت شعب الایمان میں اور رزین نے اپنی کتاب میں کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مسلمان کو نقصان یا ضرر پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مالی اور بدنی آفتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

۳۳۴۲ - وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ اَرْخَصَ اللّٰهُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاهَا فَرِحَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَزِيْنٌ فِيْ كِتَابِهٖ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ وہ بندہ بہت ہی برا ہے جو غلہ کو گرانی کے خیال سے روک رکھے کہ اگر اللہ تعالیٰ (اپنے فضل سے غلہ بکثرت پیدا فرما کر غلہ کے) نرخوں کو سستا فرما دیتے ہیں تو (نفع خوری کا موقع نہ ملنے سے) ایسا شخص رنجیدہ ہو جاتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ (بندوں کی نافرمانی سے غلہ کی پیداوار

کم کر دیں اور اس طرح) نرخوں کو گراں فرما دیں (چونکہ ایسے شخص کو نفع خوری کے مواقع مل جاتے ہیں) تو اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔ اور رزین نے اپنی کتاب میں اس کی روایت کی ہے۔

٣٣٤٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يُرِيْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِیءَ مِنَ اللّٰهِ وَبَرِیءَ اللّٰهُ مِنْهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَّاَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص گراں فروشی کے ارادہ سے غلہ کو ۴۰ دن تک روکے رکھے تو اس نے اپنے عہد کو (جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور خلق خدا پر شفقت سے متعلق تھا) توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے شخص سے دست بردار ہو جاتے ہیں (اور اپنا ذمہ اٹھا لیتے ہیں جو اس کی حفاظت اور عنایات سے متعلق تھا)۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت اپنی مسند میں کی ہے۔

٣٣٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كَفَّارَةٌ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص غلہ کو ۴۰ دن تک روکے رکھے پھر اس کو خیرات کر دے تو یہ صدقہ ذخیرہ اندوزی کے گناہ کا کفارہ نہ ہوگا۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

٣٣٤٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّزَّاقُ وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَلْقٰى رَبِّیْ وَلَيْسَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ يَطْلُبُنِیْ بِمَظْلِمَةٍ بِدَمٍ وَّلَا مَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک عہد میں (ایک دفعہ) غلہ کا نرخ گراں ہو گیا تو لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لیے آپ غلہ کے نرخ مقرر فرما دیجیے (تاجروں کو پابند فرما دیجیے کہ وہ آپ کے مقرر کردہ نرخ پر غلہ بیچا کریں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی غلہ کے نرخ مقرر فرماتے ہیں، وہی روزی تنگ کرتے ہیں اور کشادہ کرتے ہیں اور رزق عطا فرماتے ہیں (اس طرح گھٹانا اور بڑھانا ہوتا ہے) اور میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ مجھ پر کسی کے خون یا مال کا مطالبہ نہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے مال پر اس کی مرضی کے بغیر تصرف اس پر ظلم ہے اور اگر حاکم جبراً اور قہراً ایسے احکام نافذ کر دے تو تاجر غلہ کو چھپا کر مصنوعی قحط پیدا کر سکتے ہیں۔ اس لیے اسلام میں تالیف قلب کے ذریعہ تاجروں کی اصلاح کی جاتی ہے کہ وہ انصاف اور مخلوق پر شفقت کے ذریعے کے ساتھ اپنے کاروبار انجام دیں۔ (اشعۃ اللمعات)

بَابُ الْاِفْلَاسِ وَالْاِنْظَارِ

قرض دار اور مفلس (کو قرض کی مہلت اور معاف کرنا)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ. (البقرہ: ۲۸۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اگر قرض دار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک۔ (کنزالایمان)

ف: قرض دار اگر تنگ دست یا نادار ہو تو اس کو مہلت دینا یا قرض کا جزو یا کل معاف کر دینا سبب اجر عظیم ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرضہ معاف کیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنا سایۂ رحمت عطا فرمائے گا جس روز اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (خزائن العرفان از حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

۳۳۴۶ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ بَاعَ سَلْعَةً فَاَدْرَكَ سَلْعَتَهٗ بِعَیْنِهَا عِنْدَ رَجُلٍ قَدْ اَفْلَسَ وَلَمْ یَكُنْ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَیْئًا فَهِیَ لَهٗ وَاِنْ كَانَ قَبَضَ مِنْ ثَمَنِهَا شَیْئًا فَهُوَ اُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ فِیْ اِسْنَادِهٖ ابْنُ عَیَّاشٍ قَدْ وَثَّقَهٗ اَحْمَدُ وَهُوَ مُرْسَلٌ وَّالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا حُجَّةٌ وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ نَحْوَهٗ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُسْنَدًا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہاتھ کچھ مال (اُدھار) فروخت کر دے اور (ادائیگی سے پہلے) وہ شخص یعنی قرض دار مفلس ہو جائے اور (بیچنے والا) اپنا مال خریدار کے پاس موجود پائے تو ایسی صورت میں وہ مال بیچنے والے ہی کا ہوگا (اور وہ اس کو حاصل کر لے)[1] اور کچھ رقم حاصل کر لے (اور ادائیگی سے پہلے خریدار مفلس ہو جائے) تو ایسی صورت میں بائع یعنی بیچنے والا بھی ان قرض خواہوں میں شامل ہو جائے گا (جن کو اس مفلس شخص سے رقم وصول طلب ہے) اور اس کا حصہ بھی دوسرے قرض خواہوں کے حصہ کے برابر برابر ہوگا۔[2] اس کی روایت دار قطنی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابن ماجہ کی سند میں ابن عیاش ہیں جن کو امام احمد نے ثقہ قرار دیا ہے' یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے اور امام طحاوی نے بھی اسی کے قریب قریب روایت کی ہے اور عبد الرزاق نے اس کی روایت اپنی سند کے ساتھ کی ہے۔

[1] اور اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کے ہاتھ کچھ نقد اور کچھ اُدھار فروخت کر کے کچھ رقم باقی رکھے۔
[2] جتنی رقم اس کے پاس سے حاصل ہو وہ سب قرض خواہوں میں مساوی تقسیم کی جائے گی۔

۳۳۴۷ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اُصِیْبَ رَجُلٌ فِیْ عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ثِمَارٍ اِبْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَیْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقُوْا عَلَیْهِ فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَیْهِ فَلَمْ یَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَیْنِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِغُرَمَائِهٖ خُذُوْا مَا وَجَدْتُّمْ وَلَیْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں ایک شخص (جو پھلوں کی تجارت کیا کرتا تھا) کو (ایک باغ کے) پھلوں پر جن کو اس نے خریدا تھا (کسی وجہ سے) سخت نقصان ہوا جس کی وجہ سے وہ بے حد مقروض ہو گیا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: اس شخص پر کچھ خیرات کرو (تاکہ اس کی مدد ہو جائے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (حسب استطاعت اس کو) خیرات دی۔ اس کے باوجود بھی (اس رقم سے) ان کا قرض پورا ادا نہ ہو سکا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے دام داروں سے ارشاد فرمایا: (سر دست) تم کو جو بھی ملا ہے لے لو۔ اس لیے کہ اس کے پاس (ادائیگی کے لیے) کچھ اور نہیں ہے[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] ہاں! آئندہ اگر وہ خوشحال ہو جائے تو تم کو اپنا بقیہ قرض وصول کرنے کا حق ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تنگ حال کو مہلت دینا واجب ہے اور مسلم معاشرہ پر ایسے شخص کی امداد

واجب ہے اور مہلت سے قرض کی ادائیگی ساقط نہیں ہوتی' بلکہ آئندہ خوش حالی پر دین دار کو چاہیے کہ اپنا قرض واپس کر دے اور قرض دہندہ کو بھی اپنی بقیہ رقم لینے کا حق رہتا ہے۔ (مرقات)

٣٣٤٨ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ شَابًّا سَخِيًّا وَّكَانَ لَايُمْسِكُ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ يَدَّانُ حَتّٰى اَغْرَقَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِي الدَّيْنِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ لِيُكَلِّمَ غُرَمَاءَهٗ فَلَوْ تَرَكُوْا لِاَحَدٍ لَتَرَكُوْا لِمُعَاذٍ لِاَجَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ مَالَهٗ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ رَّوَاهُ سَعِيْدٌ فِيْ سُنَنِهٖ مُرْسَلًا وَّرَوٰى اَنَّ مُعَاذًا كَانَ يَدَّانُ فَاَتٰى غُرَمَاءُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَهٗ كُلَّهٗ فِيْ دَيْنِهٖ حَتّٰى قَامَ مُعَاذٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ مُّرْسَلٌ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَلَمْ يُوْجَدْ فِي الْاُصُوْلِ اِلَّا فِي الْمُنْتَقٰى وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ وَعُقُوْبَتَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُحِلُّ عِرْضَهٗ يُغْلَظُ لَهٗ وَعُقُوْبَتُهٗ يُحْبَسُ لَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ عَدِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ الْيَدَ وَاللِّسَانَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ایک نوجوان اور سخی آدمی تھے اور اپنے پاس کوئی چیز نہ رکھتے تھے (دوسروں کو دے دیا کرتے تھے) اس وجہ سے ہمیشہ مقروض رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کا تمام تر سرمایہ (قرض کی ادائیگی میں) ختم ہو گیا۔ (اس کے باوجود بھی قرض باقی رہ گیا تو) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے تا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قرض خواہوں سے گفتگو فرمائیں۔[1] اگر وہ کسی کو معافی دینے کے موقف میں ہوتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا قرض ضرور چھوڑ دیتے۔ (یہ حالت دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا رہا سہا سامان بھی بکوا دیا' یہاں تک کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بالکل خالی ہاتھ رہ گئے۔ یہ حدیث مرسل ہے اور یہ الفاظ مصابیح کے ہیں لیکن یہ حدیث اصول یعنی صحاح ستہ میں نہیں ہے' البتہ! منتقیٰ میں موجود ہے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مال دار (جو شخص قرض ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہے لیکن ادائیگی قرض میں) دیر کرتا ہے اور ٹال مٹول کرتا ہے تو (قرض دینے والے کے لیے یہ جائز ہو جاتا ہے کہ) اس کو بے آبرو کرے یا سزا دے۔ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بے آبرو کا مطلب یہ ہے کہ (اس کو شرم دلانے کے لیے) سخت سست کہا جائے اور سزا سے مراد یہ ہے کہ اس کو قید کروایا جائے اور دارقطنی اور ابن عدی کی روایت میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ صاحب حق یعنی قرض دینے والے کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ (قرض لینے والے کے) خلاف اپنے ہاتھ اور اپنی زبان کو استعمال کرے۔

[1] تا کہ وہ یا تو پورا قرض معاف کر دیں یا اس میں سے کچھ حصہ چھوڑ دیں' چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض خواہوں سے گفتگو فرمائی تو پتہ چلا کہ قرض خواہ اس موقف میں نہیں ہیں۔

مقروض کی حالتوں کے اعتبار سے قرض وصول کرنے کے طریقے

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ مقروض مال دار ہونے کے باوجود قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اس کی بے آبروئی کرنا اور اس کو سزا دینا جائز ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقروض باوجود استطاعت کے قرض ادا کرنے میں دیر کرے تو اس کو قید کروایا جا سکتا ہے۔ ہاں! اگر مقروض مال دار نہ ہو اور تنگ دست ہو تو اس کی بے آبروئی کرنا اور اس کو سزا دلوانا درست نہیں' بلکہ

اس کو مہلت دینا چاہیے اور مالدار مقروض کو قرض کی ادائیگی کی وجہ سے قید کروانا احناف اور حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما کے نزدیک جائز ہے اور جمہور ائمہ کا قول یہ ہے کہ حاکم وقت مقروض کی جائداد کو فروخت کر دے جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو صدر میں گزری ہے' ثابت ہوتا ہے اور ایسا مقروض جو تنگ دست ہو تو اس بارے میں جمہور ائمہ کا قول یہ ہے کہ اس کو قید نہ کروایا جائے' لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ایسے مقروض کے ساتھ ساتھ قرض دینے والا لگا رہے اور زبان سے تقاضا کرتا رہے' چنانچہ مذکورہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد لصاحب الحق الید واللسان سے یہی مراد ہے۔ (نیل الاوطار' ہدایہ)

۳۳۴۹ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَمَنْ اَخَّرَهٗ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کسی پر کوئی حق ہو (جیسے قرض وغیرہ اور وہ اس (کی وصولی) میں (قرض دار کی حالت کے اعتبار سے) اس کو مہلت دے تو ہر دن (اس مہلت کے بدلہ) صدقہ ہوگا (ہر دن اس مہلت کے معاوضہ میں اس کو نیکیاں ملتی رہیں گی)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

مسلمانوں کا باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا مشروع ہے

ف: مذکورہ احادیث شریفہ میں قرض دار کو مہلت دینے والے کو جس اجر اور فضیلت کی خوشخبری دی گئی ہے' اس بارے میں صاحب نیل الاوطار نے فرمایا ہے کہ قرآن اور احادیث کی رُو سے مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کی ضرورت کا رفع کرنا' حاجت کو پورا کرنا' تکلیف کا دفع کرنا اور فاقہ میں کھانا کھلانا مشروع ہے اور ان چیزوں کا ثواب ہے' اس لیے کہ ان کی فضیلت میں جابجا قرآن میں ترغیب اور احادیث شریفہ میں تاکید وارد ہوئی ہے۔

۳۳۵۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ اِذَا اَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا قَالَ فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے کارندہ سے کہا کرتا تھا کہ جب تم (قرض وصول کرنے) کسی تنگدست کے پاس جاؤ تو (ناداری کی وجہ سے) اس سے درگزر کیا کرو' ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس کی وجہ سے) ہم سے درگزر فرمائے۔ اس شخص کا انتقال ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل (کی برکت) سے اس سے درگزر فرما دیا (یعنی گناہوں کو معاف فرما دیا)۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو مخلوق پر رحم کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحم فرماتا ہے۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۳۵۱ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُّعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کسی کو یہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کی سختیوں سے بچائے تو اس کو چاہیے کہ ایسے مقروض کو جو تنگدست ہو' مہلت دے (وصولی قرض میں جلدی نہ کرے) یا پھر اس کو (قرض کی ادائیگی سے

جزوی یا کلی طور سے) معاف کر دے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۳۵۲- وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَنْجَاهُ اللّٰهُ مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص (قرض کے وصول کرنے میں) مفلس کو مہلت دے یا (جزاً یا کلاً اس کے قرض کو) معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت کی سختیوں سے بچائے گا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۳۵۳- وَعَنْ اَبِي الْيَسَرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو یسر رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی مفلس کو مہلت دے یا (جزاً یا کلاً اس کے قرض کو) معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ دے گا (جس دن کوئی اور سایہ نہ ہوگا)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ان مسائل کا بیان جن میں نوافل فرائض پر فضیلت رکھتے ہیں

ف: واضح ہو کہ فرائض نوافل پر ۷۰ درجہ فضیلت رکھتے ہیں' لیکن بعض مسائل ایسے بھی ہیں جن میں نوافل فرائض پر فضیلت رکھتے ہیں۔مثلاً مفلس کو جزوی یا کلی طور پر قرض سے معافی دے دینا مستحب ہے اور قرض کی ادائیگی میں مہلت دینا واجب ہے۔اگر کوئی شخص مقروض کو معافی دے دے تو یہ امر مستحب فضیلت رکھتا ہے مہلت دینے پر جو واجب ہے۔(۲) سلام کی ابتداء مستحب ہے اور سلام کا جواب دینا فرض ہے۔یہاں بھی سلام میں پہل کرنا افضل ہے جواب دینے پر' حالانکہ سلام کا جواب دینا فرض ہے' اس لیے کہ سلام میں پہل کرنا تواضع کی علامت ہے اور جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتے ہیں۔(۳) وقت نماز سے پہلے وضوء کرنا مستحب ہے اور جب نماز کا وقت شروع ہو جائے تو وضو کرنا فرض ہے۔یہاں بھی نماز کے وقت سے پہلے وضو کرنا افضل ہے' وقت نماز کے شروع ہونے پر وضو کرنے سے جو فرض ہے۔مذکورہ بالا تینوں امور میں نوافل اور مستحبات فرائض اور واجبات پر فضیلت رکھتے ہیں۔

(مرقات)

۳۳۵۴- وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ تَقَاضَى ابْنَ اَبِي حَدْرَدٍ دَيْنًا لَهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهِ وَنَادٰى كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَشَارَ بِيَدِهِ اَنْ ضَعِ الشَّطْرَ مِنْ دَيْنِكَ قَالَ كَعْبٌ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجد نبوی میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور (گفتگو میں) دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے ان آوازوں کو سن لیا جب کہ آپ اپنے حجرۂ مبارکہ میں تھے۔اس میں حضور اکرم ﷺ نے اپنے حجرۂ شریفہ سے باہر آنے کا ارادہ فرمایا اور پردہ ہٹا کر کعب بن مالک کو آواز دی' کعب نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حاضر ہوں! تو حضور انور ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ اپنا آدھا قرض معاف کر دو' کعب نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے معاف کر دیا (اور آپ کے حکم کی تعمیل کر دی) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا کہ تم بقیہ قرض فوراً ادا کر دو! (بخاری ومسلم)

ف: اس حدیث شریف سے حسب ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں: (۱) قرض کے تقاضے میں شدت نہیں کرنا چاہیے۔ (۲) اپنے حق سے قرض دار کی حالت کے اعتبار سے جزأ یا کلاً دستبردار ہونا چاہیے۔ (۳) ایسے امور میں سفارش جائز ہے جو غیر شرعی نہ ہو۔
(مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۳۳۵۵ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص اس حالت میں وفات پائے کہ وہ کبر اور غرور سے بری ہو (کبر یہ ہے کہ حق کو قبول نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے) اور خیانت سے اس کا دامن پاک ہو اور وہ کسی کا قرض دار نہ ہو تو ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا۔ (اس سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں صفات دخول جنت سے مانع ہیں)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۳۵٦ - وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَّجُلٍ دَرَاهِمَ ثُمَّ قَضٰى خَيْرًا مِّنْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ هٰذِهٖ خَيْرٌ مِّنْ دَرَاهِمِی الَّتِیْ اَسْلَفْتُكَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ وَلٰكِنْ نَّفْسِیْ بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِیْ مُوَطَّاهُ وَقَالَ وَبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا كَانَ مِنْ غَيْرِ شَرْطٍ اُشْتُرِطَ عَلَيْهِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک صاحب سے چند درہم قرض لیے اور مقروضہ درہم سے زیادہ واپس کیے۔ اُن صاحب نے (اس خیال سے کہ کہیں یہ سود نہ ہو جائے) کہا میں نے جتنے درہم قرض دیئے تھے یہ تو اُن سے زائد ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی اس کو جانتا ہوں لیکن میں یہ اضافہ درہم تم کو (بلاشرط) بخوشی دے رہا ہوں۔ اس کی روایت امام محمد نے اپنی موطا میں کی ہے اور کہا ہے کہ ہم حضرت ابن عمر کے قول کو اختیار کرتے ہیں اور یہ (قرض کی رقم سے زائد رقم واپس دینا جب کہ بغیر شرط کے ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

۳۳۵۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا تَقَاضٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَغْلَظَ لَهٗ فَهَمَّ اَصْحَابُهٗ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا وَّاشْتَرُوْا لَهٗ بَعِيْرًا فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ قَالُوْا لَا نَجِدُ اِلَّا اَفْضَلَ مِنْ سِنِّهٖ قَالَ اشْتَرُوْهُ فَاَعْطُوْهُ اِيَّاهُ فَاِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے (جس سے رسول اللہ ﷺ نے ایک اُونٹ قرض لیا تھا) آپ سے تقاضا کیا اور اس میں شدت اور سختی کی (رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں اس کے اس رویہ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اس کو مارنے کے ارادہ سے) اُٹھے، حضور ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اس کو اس طرح نہ دھمکاؤ، اس لیے کہ حق دار کو سخت سست کہنے کا حق ہے، پھر (حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مخاطب ہو کر) فرمایا: اس کو ایک اُونٹ خرید کر دے دو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (یارسول اللہ! ہم تو دین کے لیے تیار ہیں لیکن) اس وقت ہمارے پاس جو اُونٹ ہیں وہ اس کے (دیئے ہوئے) اُونٹ سے عمر میں بڑے (اور بہتر) ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: (کوئی حرج نہیں) انہیں میں سے ایک اُونٹ خرید کر دے دو (اور یاد رکھو) کہ بہتر آدمی وہی ہے جو (اپنے قرض کو) خوبی کے ساتھ ادا کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی

ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس واقعہ سے حضور ﷺ کے کمال خلق اور انصاف پسندی اور عدل کا ثبوت ملتا ہے جو دلیل ہے آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی' چنانچہ اس واقعہ سے وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اس حدیث سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ قرض میں لیے ہوئے مال سے اچھا مال دینا مستحب ہے' بلکہ زائد مال بھی دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ زیادتی کے لیے کوئی شرط نہ کی گئی ہو ورنہ وہ سود ہو جائے گا۔

۳۳۵۸ - وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جلبت اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرٍ فَاَتَيْنَا بِهِ مَكَّةَ فَجَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فَسَاوَمَنَا بِسَرَاوِيْلَ فَبِعْنَاهُ وَثَمَّ رَجُلٌ يَزِنُ بِالْاَجْرِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زِنْ وَارْجِحْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں اور مخرفہ عبدی مقام ہجر سے (بیچنے کے لیے) کچھ کپڑے لے کر مکہ معظمہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے شلوار کا معاملہ فرمایا اور ہم نے اس کو آپ کے ہاتھ بیچ دیا۔ ہمارے ہاں تولنے والا ایک ملازم تھا۔ حضور ﷺ نے اس شلوار کی قیمت کے معاوضہ جو جنس تول میں دی تو فرمایا: (اے تولنے والے) ذرا جھکتا تول (تاکہ فریق ثانی کو فائدہ پہنچے) اس سے معلوم ہوا کہ تولتے وقت جھکتا تولنا چاہیے۔ اس حدیث کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۳۳۵۹ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر میرا کچھ قرض تھا (اور جب حضور ﷺ نے ادا کرنا چاہا) تو آپ نے میرا پورا قرض ادا فرما دیا' بلکہ کچھ زائد عطا فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۳۶۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ قَالَ اِسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ اِلَيَّ وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الحمد والاداء رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ حنین کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار درہم قرض حاصل فرمائے اور جب آپ کے پاس مال آ گیا تو حضور ﷺ نے میرا قرض ادا فرما دیا اور یہ دعا بھی دی: بارک اللہ تعالیٰ فی اھلک ومالک (اللہ تعالیٰ تیرے اہل وعیال اور مال میں برکت دے) اور یہ بھی فرمایا کہ قرض کا بدلہ شکریہ اور قرض کا ادا کرنا ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] قرض دار کی دعا سننے کے بعد قرض دینے والا یوں جواب دے کہ تم نے میرا پورا قرض ادا کر دیا' اللہ تعالیٰ تم کو پورا پورا حق دے دے۔

۳۳۶۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ فَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيْئٍ فَلْيَتْبَعْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مال دار کا (اپنے قرض) کی ادائیگی میں (باوجود استطاعت کے) دیر کرنا ظلم ہے (اور حرام ہے) اور کوئی (تنگ دست) قرض دار (اپنا قرض ادا نہ کر سکے اور) کسی مال دار کا حوالہ دے دے تو قرض دار کو چاہیے کہ (اس حوالہ کو) قبول کر لے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ

طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حوالہ قبول کرنے کی ایک مثال یہ ہو سکتی ہے کہ زید نے بکر سے قرض لیا اور زید مال دار ہے اور ایک تیسرے شخص نے بکر سے قرض لیا اور بکر نے اپنے قرض کا مطالبہ کیا تو اگر بکر نے قرض کا حوالہ زید پر دیا جس کا وہ مقروض ہے تو ایسی صورت میں تیسرے شخص کو چاہیے کہ وہ اس حوالہ کو قبول کرلے بشرطیکہ زید بھی اس حوالہ کو مان لے۔

۲۳۶۲ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا لَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْ قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُهُ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کی نماز پڑھ دیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس پر کوئی قرض تو نہیں ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ) یہ سن کر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور جنازہ لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی دریافت فرمایا کہ یہ مقروض تو نہیں؟ عرض کیا گیا: جی ہاں! مقروض تو ہے! اس پر آپ نے دریافت فرمایا کہ (ادائیگی قرض کے لیے) کچھ چھوڑ کر مرا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں! تین دینار (چھوڑ کر انتقال کیا ہے!) یہ سن کر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ کچھ دیر بعد ایک اور جنازہ لایا گیا' آپ نے وہی سوال فرمایا کہ یہ مقروض تو نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! یہ مقروض ہے! آپ نے پھر دریافت فرمایا (ادائیگی قرض کے لیے) اس نے کچھ چھوڑا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: نہیں' یارسول اللہ! یہ سن کر آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ یہ سن کر ابوقتادہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ دیجیے۔ میں اس کا قرض ادا کر دوں گا۔ یہ سن کر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مقروض ہو کر مرنا ادائیگی کے لیے کچھ نہ رکھنا بہت برا ہے اور اس کی وعید ہے۔

۲۳۶۳ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلٰى صَاحِبِكُمْ دَيْنٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ هَلْ تَرَكَ لَهُ مِنْ وَفَاءٍ قَالُوْا لَا قَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّعْنَاهُ وَقَالَ فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَكَ مِنَ النَّارِ كَمَا فَكَكْتَ رِهَانَ اَخِيْكَ الْمُسْلِمِ لَيْسَ مِنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا تا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں' آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ عرض کیا گیا: جی ہاں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے۔ صحابہ نے عرض کیا: نہیں (یارسول اللہ!) اس پر آپ نے فرمایا: تم ہی اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ (یہ دیکھ کر) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کا قرض ادا کرنا میرے ذمہ ہے! (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھادی۔ ایک اور

عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يَقْضِيْ عَنْ اَخِيْهِ دَيْنَهٗ اِلَّا فَكَّ اللّٰهُ رِهَانَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

روایت بھی اسی کے ہم معنی ہے اور اس میں یہ مضمون زیادہ ہے (حضرت علی رضی اللہ کا قول سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جس طرح تم نے اپنے بھائی کو قرض کے بوجھ سے آزاد کیا ہے' اللہ تعالیٰ تم کو بھی دوزخ کی آگ سے بچائے! پھر فرمایا) جو مسلمان بندہ اپنے بھائی کا قرض ادا کرے گا' اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کی سختیوں سے بچائے گا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٣٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفّٰى عَلَيْهِ الدَّيْنُ فَيَسْاَلُ هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهٖ قَضَاءً فَاِنْ حُدِّثَ اَنَّهٗ تَرَكَ وَفَاءً صَلّٰى وَاِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْفُتُوْحَ قَامَ فَقَالَ اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَهُوَ لِوَرَثَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جب کبھی کوئی جنازہ لایا جاتا اور وہ مقروض ہوا کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دریافت فرما لیتے کہ کیا یہ شخص اپنے قرض کی ادائیگی کے لیے کچھ چھوڑ کر مرا ہے! اگر یہ بیان کیا جاتا کہ اس نے اتنا مال چھوڑا ہے جو قرض کی ادائیگی کے لیے کافی ہو تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ لیتے' ورنہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرماتے کہ تم اپنے بھائی کی نماز پڑھ لو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مال غنیمت (کے دروازے) کھول دیئے (اور کشادگی نصیب ہوئی) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر یوں خطبہ ارشاد فرمایا کہ (سنو!) میں مسلمانوں کے لیے ان کی جانوں سے زیادہ عزیز ہوں تو جو (نادار) شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس پر قرض ہو تو اس کے قرض کو ادا کرنے کا میں زیادہ ذمہ دار ہوں اور جو شخص متروکہ چھوڑ کر مرے تو وہ مال اس کے وارثوں کا ہوگا۔[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی اُمت پر ایک بڑا احسان اور کرم ہے' جس پر یہ اُمت جتنا فخر کرے' کم ہے۔

ف: اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جو نادار شخص مقروض مرے تو میں اس کا کفیل ہوں۔ علامہ ابن ابطال رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ناسخ ہے' اس حدیث کی جس میں یہ ارشاد فرمایا گیا تھا کہ نادار شخص کی نماز جنازہ تم لوگ ادا کر لو میں نہیں پڑھاؤں گا اور امام بخاری نے بھی ترجمۃ الباب میں اس مضمون کا اشارہ کیا ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں مذکور ہے۔

٣٣٦٥ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں سے قرض لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ (اس کی نیت کی خوبی کی وجہ سے) ادائیگی قرض کا سامان (غیب سے) فرما دیتے ہیں۔ اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کر اس کو ادا نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ (اس کی بدنیتی کی وجہ سے) اس کو برباد کر دیتے ہیں[1] اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

[1] ادائیگی قرض میں ان کی اعانت نہیں فرماتے جس کی وجہ سے وہ نہ تو قرض ادا کر سکتا ہے اور نہ خوش حال رہ سکتا ہے۔

٣٣٦٦ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا مُّقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ یُّکَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّیْ خَطَایَایَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَلَمَّا اَدْبَرَ نَادَاهُ فَقَالَ نَعَمْ اِلَّا الدَّیْنَ، کَذٰلِكَ قَالَ جِبْرِیْلُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں راہ خدا میں ایسی حالت میں شہید ہو جاؤں کہ (میدان جنگ میں) ثابت قدم تھا اور (لڑائی میں) اللہ تعالیٰ ہی سے ثواب کا طالب تھا اور آگے ہی بڑھتا رہا' پیچھے کبھی نہ ہٹا تو کیا ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف فرما دیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں (یہ سن کر) جب وہ صاحب واپس ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا: سنو! ہاں (سارے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے) مگر قرض (جو حقوق العباد ہے وہ معاف نہ ہوگا) اور یہی بات مجھ سے جبریل علیہ السلام نے (بطور وحی کے) کہی ہے۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کس قدر اہم ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٣٦٧ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَحْشٍ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا بِفَنَاءِ الْمَسْجِدِ حَیْثُ یُوْضَعُ الْجَنَائِزُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ بَیْنَ ظَهْرَیْنَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهٗ قِبَلَ السَّمَاءِ فَنَظَرَ ثُمَّ طَاْطَاَ بَصَرَهٗ وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی جَبْهَتِهٖ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا نَزَلَ مِنَ التَّشْدِیْدِ قَالَ فَسَکَتْنَا یَوْمَنَا وَلَیْلَتَنَا فَلَمْ نَرَ اِلَّا خَیْرًا حَتّٰی اَصْبَحْنَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا التَّشْدِیْدُ الَّذِیْ نَزَلَ قَالَ فِی الدَّیْنِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ مَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یُقْضٰی دَیْنُهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ نَحْوَهٗ.

حضرت محمد بن عبداللہ جحش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم (یعنی صحابہ کرام) مسجد نبوی کے صحن میں اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے' جہاں جنازے (نماز جنازہ کے لیے) رکھے جاتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے' یکا یک آپ نے اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں اور (آسمان کی طرف کچھ) ملاحظہ فرمایا اور نظریں نیچی فرمالیں اور پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھ کر (بطور حیرت اور استعجاب کے) فرمایا: پاک ہے اللہ! پاک ہے اللہ! آج کس قدر سختی نازل ہوئی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) ہم ایک دن اور ایک رات خاموش رہے (اس انتظار میں کہ دیکھیں کیا سختی پیش آتی ہے؟) لیکن ہم کو بجز بھلائی کے کوئی اور چیز نظر نہ آئی' یہاں تک کہ (دوسرا دن) شروع ہو گیا۔ راوی حدیث محمد بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جرات کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور! وہ کیا سختی تھی جس کا آپ نے کل ذکر فرمایا تھا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سنو! (وہ سختی) قرض کے بارے میں تھی! (یہ کہہ کر آپ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے (ادائیگی قرض کی اتنی اہمیت ہے کہ) اگر کوئی شخص خدا کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ ہو' پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو' پھر زندہ ہو' پھر اللہ کی راہ میں مارا جائے' پھر زندہ ہو' اور اس پر کچھ قرض ہو تو بھی وہ (اتنی بار راہِ خدا میں مارے جانے کے باوجود) اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ کر دیا جائے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور شرح السنہ میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

۳۳۶۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شہید کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے مگر قرض معاف نہیں کیا جائے گا۔

۳۳۶۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَيْنِهٖ حَتّٰى يُقْضٰى عَنْهُ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مومن کی روح معلق رہتی ہے (یعنی جنت میں داخل نہیں کی جاتی) جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔ اس کی روایت امام شافعی' احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۳۷۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبُ الدَّيْنِ مَأْسُوْرٌ بِدَيْنِهٖ يَشْكُوْ اِلٰى رَبِّهِ الْوَحْدَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قرض دار قیامت تک (اپنے قرض کی وجہ سے) محبوس رہے گا (صالحین اور شفاعت کرنے والوں کی صحبت سے دور رکھا جائے گا) جس کی وجہ سے وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے اپنی تنہائی (کی وحشت) کا شکوہ کرے گا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

۳۳۷۱ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْاَطْوَلِ قَالَ مَاتَ اَخِيْ مَاتَ وَتَرَكَ ثَلَاثَ مِائَةِ دِيْنَارٍ وَّتَرَكَ وَلَدًا صِغَارًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَخَاكَ مَحْبُوْسٌ بِدَيْنِهٖ فَاقْضِ عَنْهُ قَالَ فَذَهَبْتُ فَقَضَيْتُ عَنْهُ ثُمَّ جِئْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ قَضَيْتُ عَنْهُ وَلَمْ تَبْقَ اِلَّا امْرَاَةٌ تَدَّعِيْ دِيْنَارَيْنِ وَلَيْسَتْ لَهَا بَيِّنَةٌ قَالَ اَعْطِهَا فَاِنَّهَا صَادِقَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت سعید بن الاطول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی کا انتقال ہو گیا اور انہوں نے تین سو دینار اور چھوٹے بچے چھوڑے' میں نے چاہا کہ اس رقم کو بچوں پر خرچ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس ارادہ کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا: سنو! تمہارا بھائی اللہ کے پاس اس قرض کی وجہ سے قید ہے' لہٰذا (پہلے) قرض ادا کر دو' چنانچہ میں نے جا کر سارا قرض ادا کر دیا۔ پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے اپنے بھائی کا سارا قرض ادا کر دیا ہے' البتہ! ایک عورت باقی رہ گئی ہے جو دو دینار قرض بتاتی ہے لیکن اس کا کوئی گواہ موجود نہیں ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (بنظر احتیاط فرمایا) وہ سچی ہے (وہ دینار) اس کو ادا کر دو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میت کا قرض ادا کرنا میراث کی تقسیم پر مقدم ہے۔

۳۳۷۲ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ يَّلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا اَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّا يَدَعُ لَهٗ قَضَاءٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ممنوعہ کبیرہ گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ اللہ کے پاس یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے کہ اس کا انتقال ایسی حالت میں ہوا ہو کہ اس پر قرض ہو اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا ہو جس سے اس کا قرض ادا ہو جائے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۳۷۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ الْمُزَنِيِّ عَنِ

حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصُّلْحُ جَائِزٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا صُلْحًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا وَّالْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى شُرُوْطِهِمْ اِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا اَوْ اَحَلَّ حَرَامًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاوُدَ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ عِنْدَ قَوْلِهٖ شُرُوْطِهِمْ.

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے مگر ایسی صلح نہیں جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے (مثلاً کوئی مالدار بیوی اپنے مفلس شوہر پر یہ دباؤ ڈالے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے اور حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ) مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنے شروط یعنی عہد کی پابندی کریں لیکن ایسی شرط ناجائز ہے جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے[1]۔ اس کی روایت ترمذی' ابن ماجہ اور ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] مثلاً کوئی شخص کسی ضرورت مند کو اس شرط پر قرض دے کہ وہ واپسی کے وقت اتنی رقم زائد ادا کرے گا۔

ف: اس حدیث کی مناسبت اس باب سے اس طرح ہے کہ آدمی عموماً غربت اور افلاس کی وجہ سے دب کر خلاف شرع شرائط قبول کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اسی طرح صلح کے وقت بھی ہوا کرتا ہے' لہٰذا دولت مند اور صاحب اقتدار حضرات کو چاہیے فریق مخالف کی کمزوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں اور نہ اس کو خلاف شرع اُمور پر مجبور کریں۔

بَابُ الشِّرْكَةِ وَالْوَكَالَةِ وَالْمُضَارَبَةِ

معاملات اور کاروبار میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونے' دوسرے کو اپنے کاروبار کا وکیل بنانے اور ایک کا پیسہ اور دوسرے کی محنت سے کاروبار انجام دینے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ. (ص:۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور بے شک اکثر ساجھے والے (شرکاء) ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں' مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔ (کنز الایمان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى فَابْعَثُوْا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا. (الكهف:۱۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو' پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا کھانا زیادہ ستھرا ہے کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو تمہاری اطلاع نہ دے۔ (کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: مذکورہ دونوں آیتوں میں سے پہلی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ شرکت معاملات میں درست ہے اور دوسری آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات میں وکالت جائز ہے' جیسا کہ اصحاب کہف نے اپنی طرف سے ایک شخص کو وکیل بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان کے لیے حلال کھانا لائے۔

۳۳۷۴ - عَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنْزِلِ وَكَانَ

حضرت زہرہ بن معبد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ان کے دادا حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ان کو بازار لے جاتے اور غلہ خریدا کرتے۔ وہاں اُن سے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم ملتے اور فرماتے کہ خریداری میں ہم کو بھی شریک کر لو کہ نبی کریم ﷺ نے تمہارے لیے برکت کی دعا فرمائی ہے' چنانچہ وہ ان حضرات کو اپنی خریداری میں شریک کر لیا کرتے (راوی کہتے ہیں کہ میرے دادا کو حضور اقدس ﷺ کی دعا کی برکت سے

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ ذَهَبَتْ بِهٖ اُمُّهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ وَدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کاروبار میں اتنا فائدہ ہوا کہ) وہ بھی (فائدہ میں) اُونٹ لاد کر (غلہ) اپنے گھر لے جایا کرتے۔ (راوی کہتے ہیں دعا کی برکت کا واقعہ یہ ہے کہ) عبداللہ بن ہشام کو اُن کی والدہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اُن کے لیے برکت کی دعاء فرمائی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کاروبار میں دوسرے کو شریک کرنا جائز ہے۔

۳۳۷۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اَخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَا تَكْفُوْنَنَا الْمَؤُنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِي الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب مہاجرین نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قیام کیا اور رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کروا دیا جس کے نتیجے میں انصار نے اپنے مال و اسباب یہاں تک کہ اپنی زائد بیویوں کو طلاق دے کر اپنے مہاجرین بھائیوں کے نکاح میں دے دیا)۔ انصار نے (اسی جذبۂ ایثار کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے اور (مہاجرین) بھائیوں کے درمیان کھجور کے درختوں کی بھی تقسیم فرما دیجیے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ لوگ کاشتکاری نہیں جانتے' اس لیے) ان کی محنت تم اپنے ذمہ رکھو یعنی کھیتوں کا پانی دینا اور نگرانی کرنا ان کے ذمہ رہے گا) اور پیداوار میں ہم تمہارے شریک رہیں گے (اور محنت کے اعتبار سے پیداوار کی تقسیم کر دینا۔ انصار کہنے لگے: (یارسول اللہ!) ہم کو یہ ارشاد بسر و چشم منظور ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ فریقین میں ایک کی مِلک یا رقم ہو اور دوسرے کی محنت ہو تو منافع میں فریقین کا حسب معاہدہ شریک ہونا جائز ہے۔

۳۳۷٦ - وَعَنْهُ رَفَعَهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اَنَا ثَالِثُ الشَّرِيْكَيْنِ مَالَمْ يَخُنْ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَاِذَا خَرَجْتُ مِنْ بَيْنِهِمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَّجَاءَ الشَّيْطَانُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ (کسی کاروبار میں) دو آدمی شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اُن کے ساتھ تیسرا خود ہوتا ہوں (تا کہ ان کے مال کی حفاظت اور اس میں خیر و برکت ہو' یہ اس وقت تک ہے) جب تک کہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے ساتھی کے ساتھ خیانت اور بددیانتی نہ کرے اور اگر ان میں سے کسی ایک نے خیانت کی تو میں ان کے پاس سے ہٹ جاتا ہوں (جس سے معاملہ کی خیر و برکت اور حفاظت ختم ہو جاتی ہے) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور رزین نے اس روایت کے آخر میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ (جب فریقین کے درمیان خیانت آ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ وہاں سے ہٹ جاتے ہیں) اور شیطان آ جاتا ہے (جس کی وجہ سے نفاق' بے برکتی اور نقصان شروع ہو

جاتا ہے)۔

ف: نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف میں خیانت سے بچ کر شرکت کے ساتھ معاملات انجام دینے کی ترغیب ہے۔

۳۳۷۷ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَّنْ خَانَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص تم پر اعتماد اور بھروسہ کرے تو تم اس کے اعتماد کو پورا کرو[1] اور جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تو (اس کے بدلہ میں تم بھی اس کے ساتھ) خیانت نہ کرو۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

[1] اگر امانت رکھائی ہے تو حفاظت کرو اور مطالبہ پر واپس کرو اور اگر کوئی کام سپرد کرے تو اس کو دیانت کے ساتھ پورا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو۔

امانت اور خیانت کا بیان

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جو شخص تمہارے ساتھ خیانت کرے تم اُس کے ساتھ خیانت نہ کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ خیانت کا بدلہ خیانت سے نہ دو ورنہ تم بھی خائن ہو جاؤ گے لیکن ایسی صورت میں خیانت ہوگی جب کہ کسی شخص نے تمہارے پاس کچھ امانت رکھائی ہو اور وہ تمہارا مقروض بھی ہو۔ اگر وہ شخص تمہارے قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرے اور اپنی امانت اس سے لینا چاہے تو تم اپنا حق اس امانت میں سے بجنسہٖ یا کوئی اور تدبیر سے روک کر باقی مال واپس کر دو تو یہ خیانت نہ ہوگی اس لیے کہ تم نے اپنا حق لیا ہے۔ اس کی تائید حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ہوتی ہے جب کہ ابوسفیان کی بیوی نے آپ سے شکایت کی کہ ابوسفیان گھر کا خرچ دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی بیوی سے فرمایا: دستور کے مطابق تم اپنے اور اپنے بچوں کا خرچ اُن کے مال سے جو کفایت کے درجہ میں ہو لے لیا کرو۔ (ماخوذ از مرقات وکوکب دری)

۳۳۷۸ - وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ اَنَا وَعَمَّارٌ وَّسَعْدٌ فِيْمَا نُصِيْبُ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ فَجَاءَ سَعْدٌ بِاَسِيْرَيْنِ وَلَمْ اَجِئْ اَنَا وَعَمَّارٌ بِشَيْءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَهُوَ حُجَّةٌ فِيْ شِرْكَةِ الْاَبْدَانِ.

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں عمار اور سعد (ہم تینوں) نے غزوۂ بدر کے دن مال غنیمت میں شرکت کا معاہدہ طے کر لیا (یعنی جو کچھ ملے گا تینوں میں تقسیم ہوگا) حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی لائے اور مجھے اور عمار کو کچھ بھی نہ ملا (لیکن حسب معاہدہ ہم تینوں اس کی منفعت میں شریک ہوئے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور یہ حدیث شرکت الابدان کے جواز کی دلیل ہے۔

ف: واضح ہو کہ شرکۃ الابدان (یعنی دو آدمیوں کا مل کر کام کرنا اور نفع اٹھانا) یہ ہے کہ دو کاریگر کسی کام میں شرکت کا معاہدہ کریں اور یہ طے کریں کہ دونوں مساوی حیثیت سے کام کریں گے اور فائدہ بھی مساوی لیں گے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ صنعت مشترک ہو اور امام ابوحنیفہ نے مطلقاً شرکۃ الابدان کو جائز قرار دیا ہے۔ یہ نیل الاوطار سے ماخوذ ہے۔

۳۳۷۹ - وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ فِيهِنَّ الْبَرَكَةُ الْبَيْعُ إِلٰى أَجَلٍ وَّالْمُقَارَضَةُ وَإِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِيْرِ لِلْبَيْتِ لَا لِلْبَيْعِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ بَعْضِ نُسْخِهِ الْمُفَاوَضَةُ بَدْلُ الْمُقَارَضَةِ.

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں' تین چیزوں میں برکت ہے: وعدہ پر مال کا بیچنا[1] اور مضاربت (ایک کا مال ہو اور دوسرے کی محنت ہو اور نفع باہم تقسیم کر لیں) اور گھریلو استعمال کے لیے گیہوں میں جو کو ملانا نہ کہ تجارت کے لیے۔ (کیونکہ یہ گناہ ہے اور گھریلو استعمال کے لیے ایسا کرنا باعث برکت ہے)۔ اس حدیث کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] ایک مقررہ مدت کے وعدہ پر مال کا بیچ دینا کہ خریدار قیمت کو حسب وعدہ سہولت سے ادا کرے۔

۳۳۸۰ - وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ الْبَارِقِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ دِيْنَارًا لِيَشْتَرِيَ لَهُ شَاةً فَاشْتَرٰى لَهُ شَاتَيْنِ فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ وَّاَتَاهُ بِشَاةٍ وَّدِيْنَارٍ فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْعِهِ بِالْبَرَكَةِ فَكَانَ لَوِ اشْتَرٰى تُرَابًا لَّرَبِحَ فِيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عروہ بن ابی الجعد بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو ایک دینار دیا کہ وہ بکری خرید لائیں تو انہوں نے اس ایک دینار میں دو بکریاں خریدیں' پھر ایک بکری کو ایک دینار کے عوض بیچ دیا اور ایک دینار اور ایک بکری حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی تو اب ان کا ایسا حال ہو گیا کہ وہ مٹی بھی خریدتے تو ان کو نفع ہوتا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات میں کسی کو وکیل بنانا جائز ہے اور وکالت کے بعد مالک کے مال میں وکیل جو بھی تصرف کرے تو جائز ہے اور وکالتاً خرید و فروخت بھی درست ہے' بشرطیکہ مالک اس کو اس تصرف کی اجازت دے۔ (مرقات)

۳۳۸۱ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ حَزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بِدِيْنَارٍ لِّيَشْتَرِيَ لَهُ بِهِ اُضْحِيَّةً فَاشْتَرٰى كَبْشًا بِدِيْنَارٍ وَّبَاعَهُ بِدِيْنَارَيْنِ فَرَجَعَ فَاشْتَرٰى اُضْحِيَّةً بِدِيْنَارٍ فَجَاءَ بِهَا وَبِالدِّيْنَارِ الَّذِىْ اسْتَفْضَلَ مِنَ الْاُخْرٰى فَتَصَدَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالدِّيْنَارِ فَدَعَا لَهُ اَنْ يُّبَارَكَ لَهُ فِيْ تِجَارَتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک دینار دے کر بھیجا کہ وہ اس سے قربانی کا جانور خرید کر لائیں۔ انہوں نے اس ایک دینار میں ایک دنبہ خریدا اور پھر اس کو دو دینار میں بیچ دیا۔ پھر ایک جانور قربانی کے لیے ایک دینار میں خریدا اور اس کو منافع کے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور انور ﷺ نے اس منافع کے دینار کو خیرات کر دیا (تاکہ ذخیرۂ آخرت بن جائے) اور حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لیے ان کے کاروبار میں برکت کی دعا بھی فرمائی۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۳۸۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ إِنِّىْ اَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَقَالَ إِذَا اَتَيْتَ وَكِيْلِىْ فَخُذْ مِنْهُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَسْقًا فَإِنِ ابْتَغٰى مِنْكَ اٰيَةً فَضَعْ يَدَكَ عَلٰى تَرْقُوَتِهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خیبر جانے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام کرنے کے بعد عرض کیا کہ میرا خیبر جانے کا ارادہ ہے (اجازت کے لیے حاضر ہوا ہوں' یہ سن کر) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (ہاں خیبر جاؤ اور) جب وہاں میرے وکیل سے ملو تو پندرہ وسق کھجوریں میرے لیے لیتے آنا۔ اگر رقم دینے کے لیے وہ کوئی نشانی مانگے تو اس کے حلق پر ہاتھ رکھ دینا (یہ نشانی حضور انور ﷺ نے اپنے وکیل کو پہلے ہی بتلا دی تھی)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے

کی ہے۔

بَابُ الْغَصَبِ وَالْعَارِيَةِ غصب اور عاریہ کا بیان

ف: غصب کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے مال کو ناحق زبردستی چھین لیں اور عاریۃ کے معنی یہ ہیں کہ ایسی چیز جس کا طلب کرنا باعث ننگ و عار ہو۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ. (البقرہ:۱۸۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ. (البقرہ:۱۹۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو تم پر زیادتی کرے اس پر زیادتی کرو اتنی ہی جتنی اس نے کی۔ (کنزالایمان)

۳۳۸۳ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ظلم سے (ناحق) حاصل کرے گا تو قیامت کے دن اس زمین کے ساتوں طبق اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالے جائیں گے (تاکہ وہ اُن کو اُٹھاتا پھرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ غصب کرنا کس قدر ناقابل برداشت گناہ ہے)۔ (بخاری و مسلم)

۳۳۸٤ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص کسی زمین کا کچھ حصہ ناحق لے لے تو وہ قیامت کے دن زمین کے ساتوں طبق اندر (بطور سزا) کے دھنسا دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۳۸۵ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَخَذَ اَرْضًا بِغَيْرِ حَقِّهَا كُلِّفَ اَنْ يَّحْمِلَ تُرَابَهَا الْمَحْشَرِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو کسی شخص کی زمین پر ناحق قبضہ کر لے قیامت کے دن اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس (ناحق مغصوبہ) زمین کی مٹی کو اپنے سر پر اُٹھا لے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۳۳۸٦ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ ظَلَمَ شِبْرًا مِّنَ الْاَرْضِ كَلَّفَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ يَّحْفِرَهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰخِرَ سَبْعِ اَرْضِيْنَ ثُمَّ يُطَوَّقُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَقْضِيَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک بالشت بھر زمین بھی کسی کی ظلم سے لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو (موت کے بعد بطور سزا کے) حکم دے گا کہ وہ اس مغصوبہ زمین کو سات طبق تک کھودے پھر وہ زمین طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالی جائے گی اور وہ قیامت تک اسی حال میں رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اس دن) تمام لوگوں کے معاملات کا فیصلہ فرما دیں۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا غصب کرنا کس قدر بڑا گناہ ہے کہ بعض کو سزا میں زمین میں

دھنسا دیا جائے گا اور بعض کے گلے میں اس زمین کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا اور بعض کو حکم دیا جائے گا کہ اس زمین کو سر پر اٹھا لے اور یہ بروز حشر ساری مخلوق کے سامنے ہوگا۔ یہ کتنی بڑی فضیحت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے گناہ سے ہم سب کو بچائے۔ آمین!

۲۳۸۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِبَنَّ اَحَدٌ مَّاشِيَةَ امْرِىءٍ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تُؤْتٰى مشربته فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ وَاِنَّمَا يَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِيْهِمْ اَطْعِمَاتِهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمْ عَلٰى مَاشِيَةٍ فَاِنْ كَانَ فِيْهَا صَاحِبُهَا فَلْيَسْتَاْذِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهَا فَلْيُصَوِّتْ ثَلَاثًا فَاِنْ اَجَابَهٗ اَحَدٌ فَلْيَسْتَاْذِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يُجِبْهُ اَحَدٌ فَلْيَحْتَلِبْ وَيَشْرَبْ وَلَا يَحْمِلْ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ حَائِطًا فَلْيَاْكُلْ وَلَا يَتَّخِذْ خُبْنَةً وَّقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَّرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا اَرْمِيْ نَخْلَ الْاَنْصَارِ فَاَتٰى بِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا غُلَامُ لِمَ تَرْمِي النَّخْلَ قُلْتُ اٰكُلُ قَالَ فَلَا تَرْمِ وَكُلْ مِمَّا سَقَطَ فِيْ اَسْفَلِهَا ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَشْبِعْ بَطْنَهٗ.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی جانور کا دودھ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر نہ دوھے یعنی نہ نچوڑے کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات کو گوارا کرے گا کہ کوئی غیر شخص اس کے گودام تک پہنچے اور اس کا قفل توڑ کر غلہ لے جائے۔ (جانور کے تھن کا بھی یہی حال ہے کہ اس کی مثال مال کے گودام کی طرح ہے کہ) جانوروں کے تھن بھی اُن کے مالک کے حق میں (دودھ کے گودام کی طرح) ہیں کہ وہ ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص (بھوک کے مارے بیتاب ہو اور) اس کو (راستہ میں) کوئی دودھ والا جانور مل گیا اور اس کا مالک وہاں موجود ہو تو وہ اس سے اجازت لے (اور دودھ نکال کر پی لے) اور اگر مالک نہ ہو (اور فاقہ کی وجہ سے اس کو ہلاکت کا اندیشہ ہو) تو وہ تین وقت بلند آواز سے پکارے۔ اگر کوئی جواب دے تو اس سے دودھ پینے کی اجازت لے لے اور اگر کوئی جواب نہ دے تو (بقدر ضرورت) دودھ نکالے اور پی لے۔ البتہ! (دودھ کو) ساتھ نہ لے جائے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (حالت سفر میں) کسی باغ پر سے گزرے (اور بھوک کی وجہ سے بیتاب ہو تو وہ بقدر ضرورت کچھ پھل کھالے) لیکن کپڑے میں ساتھ کچھ نہ لے جائے اور ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے رافع بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا اور انصار کے کھجوروں کے درختوں پر پتھر پھینکا کرتا تھا (ایک دفعہ انصار) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مجھے لے گئے (اور میری شکایت کی) حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: اے لڑکے! تو درختوں پر پتھر کیوں پھینکتا ہے۔ میں نے عرض کیا: (کھجور گرا کر) کھاتا ہوں (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا: پتھر نہ مارا کرو البتہ جو کھجور گرے ہوئے مل جائیں ان کو کھا سکتے ہو۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی: اے اللہ! اس (بچہ) کو شکم سیر فرما۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

(۱) ایک انسان کے لیے دوسرے انسان کے مال کا استعمال بغیر اس کی اجازت کے حرام ہے خواہ وہ کھانے پینے کی چیز ہو یا کوئی

اور شے ہو' حرمت میں سب برابر ہیں اور یہی حکم استعمال کرنے والے شخص کے متعلق بھی ہے' وہ محتاج ہو یا غیر محتاج۔ البتہ! ایسا شخص جو فاقہ سے بیتاب ہو اور ہلاکت کا اندیشہ ہو تو وہ بقدر ضرورت جان بچانے کے لیے مالک کی اجازت کے بغیر جبکہ اجازت کا موقع حاصل نہ ہو' کھا سکتا ہے' لیکن اس پر لازم ہے کہ مالک کو اس استعمال شدہ چیز کا بدل دے دے۔ علامہ ابن الملک رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے اور احناف کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت رافع بن عمرو غفاری کی حدیث میں گرے پڑے پھل کے کھانے کی اجازت کا جو ذکر ہے وہ بچوں کے حق میں بطور معافی کے ہے' ورنہ اصل یہ ہے کہ گری پڑی چیز کا بھی وہی حکم ہے جو درخت پر ہوتی ہے' اس لیے کہ ہر دو صورتوں میں وہ مال غیر ہے جس کا بغیر اجازت استعمال کرنا حرام ہے۔ (یہ مرقات میں مذکور ہے)

٣٣٨٨ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَّيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ عُرْوَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ وَّرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ الْكَبِيْرِ وَالْوَسْطِ عَنْ مُّعَاذٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهٖ نَفْسُ اِمَامِهٖ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص مردہ زمین (یعنی غیر مملوکہ بنجر زمین) کو زندہ کرے یعنی اس کو قابل کاشت بنائے یا آباد کرے تو وہ زمین اس کی ہو جائے گی (بشرطیکہ حاکم وقت اس کی اجازت دے دے) اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے) کہ اگر کوئی شخص ظلماً کسی کی زمین غصب کر لے اور اس کو آباد کرے یا اس میں کاشت کرے) تو وہ اس کی ملک قرار نہیں پاتی۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداود نے کی ہے اور امام مالک نے اس کی روایت حضرت عروہ سے کی ہے اور طبرانی نے معجم کبیر اور معجم اوسط میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آدمی کے لیے وہی مال اچھا ہے جس کو حاکم خوشدلی سے دے۔

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی زمین غصب کر لی اور اس میں درخت لگائے یا عمارت بنائی تو عمارت گرا دی جائے گی اور درخت بھی نکال دیئے جائیں گے' البتہ! مالک زمین ان کی قیمت ادا کرے اور یہ ملک اصل مالک کی ہی ہوگی۔ یہی مذہب حنفی ہے۔

٣٣٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ حُرَّةَ الرُّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا تَظْلِمُوْا اَلَا لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسٍ مِّنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَالدَّارُقُطْنِيْ فِي الْمُجْتَبٰى.

حضرت ابوحرہ رقاشی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے چچا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! کسی پر ظلم نہ کرو اور کسی کا مال اس کی اجازت اور خوشی کے بغیر نہ لو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان اور دارقطنی نے مجتبیٰ میں کی ہے۔

مال مغصوبہ کی ہیئت بدل جانے کے احکام

ف: نیل الاوطار اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ غاصب نے کسی کی چیز غصب کر لی اور اس کی ہیئت بدل دی تو غاصب اس کا مالک ہو جائے گا اور اصل مالک کی ملکیت سے وہ چیز نکل جائے گی مگر غاصب جب تک اس کا بدل نہ دے دے' اس سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں' ورنہ وہ گنہ گار ہوگا۔ جیسے کسی نے بکری غصب کر لی اور اس کو ذبح کر دیا ہو یا گیہوں غصب کر لیے اور روٹی بنائی یا لوہا غصب کر لیا اور اس

کی تلوار بنائی' چونکہ مغصوبہ مال کی ہیئت بدل گئی ہے' اس لیے اصل مالک کو تبدیل شدہ چیز کے واپس کرنے سے غصب کی ذمہ داری سے بری نہ ہو سکے گا جب تک اصل مالک کو مغصوبہ چیز کی قیمت ادا نہ کر دے۔ یہی مذہب حنفی ہے۔

۳۳۹۰ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰى اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِصَحْفَةٍ فِيْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهَا يَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَةُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقَ الصَّحْفَةِ ثُمَّ جَعَلَ يَجْمَعُ فِيْهَا الطَّعَامَ الَّذِيْ كَانَ فِي الصَّحْفَةِ وَيَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّكُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰى اُتِيَ بِصَحْفَةٍ مِّنْ عِنْدَ الَّتِيْ هُوَ فِيْ بَيْتِهَا فَدَفَعَ الصَّحْفَةَ الصَّحِيْحَةَ اِلَى الَّتِيْ كُسِرَتْ صَحْفَتُهَا وَاَمْسَكَ الْمَكْسُوْرَةَ فِيْ بَيْتِ الَّتِيْ كَسَرَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دفعہ) اپنی ایک بی بی (ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ آپ کی ایک دوسری بی بی نے ایک رکابی میں آپ کے لیے (خادم کے ذریعہ) کھانا بھیجا۔ یہ دیکھ کر ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے (غیرت کے مارے) خادم کے ہاتھ پر مارا جس سے رکابی گری اور ٹوٹ گئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکابی کے ٹکڑوں کو اٹھا کر اکٹھا کیا اور گرے ہوئے کھانے کو اس میں ڈال دیا اور (خادم سے) فرمانے لگے' تمہاری ماں کو غیرت آ گئی (جس کی وجہ سے یہ واقعہ ہو گیا) پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خادم کو روکے رکھا اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ایک اور رکابی جو سالم درست تھی (اس کے معاوضہ میں) دے دی اور ٹوٹی ہوئی رکابی رکھ لی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مال اپنے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو اس کی پابجائی میں اگر اس چیز کا مثل ملے تو ویسی چیز دے دی جائے۔ اور اگر وہ قیمتی چیز ہو تو اس کی قیمت دے دی جائے۔

۳۳۹۱ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا بِالنُّهْبِ فِي الْعَرَسَاتِ وَالْوَلَائِمِ وَكَذٰلِكَ الشَّعْبِيُّ وَهٰذَا قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ قَالَ الطَّحَاوِيُّ وَقَدْ وَجَدْنَا مِثْلَ ذٰلِكَ قَدْ اَبَاحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُرْطٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْاَيَّامِ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ يَوْمَ عَرَفَةَ فَقُرِّبَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُدْنَاتٌ خَمْسًا اَوْ سِتًّا فَطَفِقْنَ يَزْدَلِفْنَ اِلَيْهِ

حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مسلمانوں کے مال کو) لوٹ کھسوٹ کرنے سے اور مُثلہ (یعنی کسی کو ہلاک کرنے کے بعد ناک' کان وغیرہ کاٹنے سے) منع فرمایا ہے (البتہ قصاص میں ایسا کرنا حرام نہیں ہے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرمائی ہے کہ شادی اور ولیمہ کے موقع پر (جو چیزیں لٹائی جاتی ہیں اُن کے) لوٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام شعبہ کا بھی یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ' امام ابویوسف' اور امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم نے احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں اس کا جواز پایا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنوں میں سب سے محبوب دن اللہ تعالیٰ کے پاس یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ کا دن ہے' پھر اس کے بعد عرفہ کا دن (نویں ذوالحجہ) اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے' پھر میں نے رسول اللہ

بِاَیَّتِهِنَّ یَبْدَأُ فَلَمَّا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا قَالَ كَلِمَةً خَفِیْفَةً لَّمْ اَفْهَمْهَا فَقُلْتُ لِلَّذِیْ كَانَ اِلٰی جَنْبِیْ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَالَ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ فَلَمَّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْ شَاءَ اقْتَطَعَ وَاَبَاحَ ذٰلِكَ دَلَّ هٰذَا اَنَّ مَا اَبَاحَهُ رَبُّهُ النَّاسَ مِنْ طَعَامٍ اَوْ غَیْرِهٖ فَلَهُمْ اَنْ یَّاْخُذُوْا مِنْ ذٰلِكَ وَهٰذَا خِلَافُ النُّهْبَةِ الَّتِیْ نَهٰی عَنْهَا فِی الْاَثَرِ الْاَوَّلِ فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا اَنَّ النُّهْبَةَ الَّتِیْ فِی الْاَثَرِ الْاَوَّلِ هِیَ نُهْبَةٌ مَّالَمْ یُؤْذَنْ فِیْهِ وَاَنَّ مَا اُبِیْحَ مِنْ ذٰلِكَ وَاُذِنَ فِیْهِ فَعَلٰی مَا فِیْ هٰذَا الْاَثَرِ الثَّانِیْ.

ﷺ کی خدمت اقدس میں پانچ یا چھ اُونٹنیاں (قربانی دینے کے لیے) قریب کیں تو وہ اونٹنیاں (ذبح ہونے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ سے قریب ہونے لگیں کہ حضور کس کو پہلے ذبح فرمائیں گے؟ جب ساری اونٹنیاں ذبح ہو گئیں تو حضور اکرم ﷺ نے خفی آواز میں کچھ ارشاد فرمایا جس کو میں نہیں سمجھ سکا تو میں نے اپنے ساتھی سے جو میرے قریب تھا' دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا؟ اس نے جواب دیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے (ان اونٹنیوں کے گوشت کو) کاٹ کر لے جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث شریف میں جب فرما دیا کہ جو چاہے (گوشت) کاٹ کر لے جائے (تو اس طرح لوٹ لینے کی) اجازت دے دی' اس سے اس بات پر دلیل مل گئی کہ مالک لوگوں کو کسی قسم کے کھانے یا کسی اور چیز (کے لوٹ لینے) کی اجازت دے دے تو وہ اس کو لے سکتے ہیں اور اس طرح سے (مالک کے لوٹ لینے کی اجازت دینے پر) لوٹ لینا جائز ہے۔ اور یہ لوٹ اس عام لوٹ کھسوٹ سے جدا ہے جو منع ہے اور جس کا ذکر اس حدیث سے پہلے والی حدیث (جس کے راوی عبداللہ بن یزید ہیں) میں کیا گیا ہے تو ثابت ہو گیا کہ پہلی حدیث میں جس لوٹ کا ذکر ہے وہ ایسی لوٹ کھسوٹ ہے جس کی اجازت نہ دی گئی ہو اور جس لوٹ کی اجازت دی گئی ہو اور وہ جائز ہو' یہ وہی اجازت جو اس دوسری حدیث میں مذکور ہے (جو حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)۔

ف: ابن بطال رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حرام لوٹ وہ ہے جو زمانۂ جاہلیت میں عربوں میں رائج تھی کہ دوسروں پر حملہ کرتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے' چنانچہ حضرت عبادہ ص کی حدیث میں اسی طرح کی لوٹ اور غارتگری نہ کرنے کی بیعت لی گئی ہے' البتہ! بچوں پر اور شادیوں میں جو چیزیں پھینکی جاتی ہیں ان میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام شافعی نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور احناف نے اس کو جائز رکھا ہے۔ یہ مضمون عمدۃ القاری اور مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۳۹۲ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ وَلَا شِغَارَ فِی الْاِسْلَامِ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں نہ تو جلب' جائز ہے اور نہ جنب اور نہ شغار اور جو شخص کسی (مسلمان) کا مال بغیر اجازت کے لوٹے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

جلب' جنب اور شغار کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ گھوڑ دوڑ میں جلب یہ ہے کہ گھوڑا دوڑانے والا اپنے پیچھے گھوڑے پر ایک شخص کو اس غرض سے بٹھا لے کہ وہ گھوڑے کو تیز دوڑانے کے لیے مارے اور ہانکے۔ ایسا عمل جائز نہیں ہے۔ اور جنب یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ میں گھوڑا دوڑانے والا ایک زائد

گھوڑے کو اپنے ساتھ رکھے کہ جب پہلا گھوڑا تھک جائے تو دوسرے پر بیٹھ کر اپنے مقابل سے آگے نکل جائے۔ یہ عمل بھی ناجائز ہے۔ اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح کسی کے ساتھ اس شرط سے کرے کہ مہر کے بجائے وہ شخص اس کی بہن کا نکاح اس کے ساتھ کر دے گا۔ اس بارے میں امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما نے فرمایا ہے کہ ایسا عقد تو ہو جائے گا' البتہ! ایسی شرط فاسد ہے اور فریقین مہر (فریقین کے خاندانی مہر) پانے کے مستحق ہیں۔ واضح رہے کہ حدیث شریف کی تین صورتوں میں عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریقہ سے فریقین کے حقوق تلف ہو رہے ہیں' اسی لیے ان کو ناجائز قرار دیا گیا ہے اور حقوق کو غصب کرنا اسلام میں جائز نہیں ہے۔ (یہ مضمون مرقات اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)

٣٣٩٣ - وَعَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَّجَدَ عَيْنَ مَالِهٖ عِنْدَ رَجُلٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَيَتَّبِعُ الْبَيِّعَ مَنْ بَاعَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سُرِقَ لَهُ مَتَاعٌ اَوْضَاعَ لَهُ مَتَاعٌ فَوَجَدَهُ عِنْدَ رَجُلٍ بِعَيْنِهٖ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَيَرْجِعُ الْمُشْتَرِىْ عَلَى الْبَائِعِ بِالثَّمَنِ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنا (گم شدہ یا چرایا ہوا یا غصب کیا ہوا) مال کسی شخص کے پاس دیکھے تو وہ اس (کے پانے) کا زیادہ مستحق ہے اور (جس شخص نے ایسے مشتبہ مال کو خرید لیا تھا تو) اس شخص کو چاہیے کہ بیچنے والے (غاصب کا) پیچھا کرے (تلاش کرے اور اس سے اپنی قیمت لے لے' مال تو بہرصورت اصل مالک کا ہو جائے گا) اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور طبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی شخص کا کوئی مال چوری ہو جائے اور وہ شخص اسی چیز کو کسی کے ہاں پائے تو اس کا مستحق یہی شخص (اصل مالک) ہے اور ادا شدہ قیمت (غاصب) بیچنے والے سے (رقم دینے والا) خریدار اپنی قیمت وصول کرے۔[1]

[1] اس سے معلوم ہوا کہ مغصوبہ یا چوری کا مال کسی صورت میں خریدنا نہیں چاہیے اور اگر خرید لے تو مال اصل مالک کو واپس ہو جائے گا اور ادا شدہ قیمت چرا کر بیچنے والے سے وصول طلب ہوگی۔

٣٣٩٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَجَمَاءُ جُبَارٌ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوَى الْاَئِمَّةُ السِّتَّةُ نَحْوَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی جانور کے پیر سے اگر کوئی کچلا جائے (اور اس وقت اس جانور کا مالک ساتھ نہ ہو) تو ایسے نقصان کا تاوان نہ ہوگا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ائمہ ستہ (صحاح ستہ) میں بھی اسی طرح روایت ہے۔

٣٣٩٥ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرِّجْلُ جُبَارٌ وَّقَالَ النَّارُ جُبَارٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جانور کے پاؤں کا کچلا ہوا معاف ہے اور آگ کا جلایا ہوا بھی معاف ہے (جبکہ آگ جلانے والے کا ارادہ فاسد نہ ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

جانور یا آگ کے ذریعہ نقصان ہونے پر تاوان یا عدم تاوان کی صورتیں

ف: مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں جانور یا آگ سے نقصان ہو جانے پر تاوان کا نہ ہونا بطور اطلاق اور عمومیت کے ہے، یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کا جانور غیر کے مال کو تلف کر دے خواہ دن کا وقت ہو کہ رات کا تو اس جانور کے مالک پر اس تلف شدہ سامان کا تاوان عائد نہ ہوگا بشرطیکہ مالک اپنے جانور کے ساتھ نہ ہو۔ البتہ! مالک ساتھ ہو اور اس کو ہانک رہا ہو تو ایسی صورت میں مالک پر تاوان عائد ہوگا' اسی طرح کوئی شخص اپنی جگہ آگ روشن کرے اور اس کی چنگاری اڑ کر کہیں جا پڑے اور نقصان کر دے، تب بھی تاوان نہیں ہوگا بشرطیکہ آگ جلانے والے کی نیت کسی کو نقصان پہنچانے کی نہ ہو۔ آگ سے نقصان کا تاوان اس صورت میں بھی نہ ہوگا جب کہ آگ جلاتے وقت تیز ہوا نہ چل رہی ہو جس سے آگ کے دوسری طرف پھیلنے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ البتہ! تیز ہواؤں کے وقت آگ روشن کرنے والے کو اس کی احتیاط رکھنی چاہیے کہ اس کی آگ سے دوسرے کو نقصان نہ پہنچے ورنہ اس سے تاوان لیا جائے گا۔

٣٣٩٦ - وَعَنْ قُبَيْصَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى كَمَا تُصَلُّوْنَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّقَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوْعَدُوْنَهٗ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ صَلَاتِيْ هٰذِهٖ لَقَدْ جِيْءَ بِالنَّارِ وَذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ مَخَافَةَ اَنْ يُّصِيْبَنِيْ مَنْ لفحها وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قَصَبَهٗ فِي النَّارِ وَكَانَ يَسْرِقُ الْحَجَّاجَ بِمِحْجَنِهٖ فَاِنْ فَطِنَ لَهٗ قَالَ اِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِيْ وَاِنْ غَفَلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهٖ وَحَتّٰى رَاَيْتُ فِيْهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِيْ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا ثُمَّ جِيْءَ بِالْجَنَّةِ وَذٰلِكَ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَقَدَّمْتُ حَتّٰى قُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرَتِهَا لِتَنْظُرُوْا اِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِيْ اَنْ لَّا اَفْعَلَ.

حضرت قبیصہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایک مرتبہ سورج گہن ہوا تو آپ نے نماز کسوف ایسے ہی پڑھائی جیسے اور نمازیں تم پڑھا کرتے ہو۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز کے بعد خطبہ میں ارشاد فرمایا) آج میں نے اس نماز میں ان چیزوں کو دیکھ لیا جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اور وعید بھی سنائی گئی ہے۔ اس نماز میں میرے سامنے دوزخ لائی گئی اور یہ اس وقت ہوا جب کہ تم نے مجھے نماز میں پیچھے ہٹتے دیکھا ہوگا اور میں اس وقت دوزخ کے شعلوں سے بچنے کے لیے پیچھے ہٹ گیا تھا اور میں نے دوزخ میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کے پاس ایک لکڑی تھی جس کا سرا مڑا ہوا تھا اور یہ شخص اپنی آنتوں کو کھینچتا ہوا چل رہا تھا اور یہ شخص وہی تھا جو اپنی اس لاٹھی سے حاجیوں کی چیزوں کو چرا لیا کرتا تھا' اس کے اس عمل کو کوئی دیکھ لیتا تو کہہ دیتا یہ چیز میری لاٹھی میں الجھ گئی ہوگی اور اگر (صاحب مال) غافل رہتا تو یہ مال لے جاتا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اُس بلی والی عورت کو بھی (دوزخ میں) دیکھا کہ جس نے اپنی بلی کو باندھ رکھا تھا کہ وہ اسے کھانے کو دیتی اور نہ کھول دیتی کہ وہ حشرات الارض کو کھا لیتی' یہاں تک کہ بلی بھوک سے مر گئی۔ پھر میرے سامنے جنت بھی لائی گئی اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ تم نے مجھے نماز میں آگے بڑھتے ہوئے دیکھا' پھر میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا اور ہاتھ بڑھا کر چاہتا تھا کہ جنت کا کوئی پھل توڑ لوں تا کہ تم اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو' پھر مجھے مناسب معلوم نہ ہوا کہ ایسا کروں۔

؎ کیونکہ اس سے ایمان بالغیب باقی نہیں رہتا۔ مذکورہ بالا مسلم کی روایت سے معلوم ہوا کہ کسی کی آزادی کو سلب کر لینا چاہے وہ جانور ہی کیوں نہ ہو اور کسی کے مال کو اڑا لینا یہ دونوں چیزیں بھی دوزخ میں جلنے کا سبب ہے۔

۳۳۹۷ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَأْخُذْ أَحَدُكُمْ عَصَا أَخِيْهِ لَاعِبًا جَادًّا فَمَنْ أَخَذَ عَصَا أَخِيْهِ فَلْيَرُدَّهَا إِلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَرِوَايَتُهُ إِلٰى قَوْلِهِ جَادًّا.

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی (کوئی چیز مثلاً) لکڑی (وغیرہ) ہنسی مذاق کے طور پر بھی نہ لے جبکہ اس کے دل میں یہ نیت ہو کہ (موقع پا کر بچا لوں گا) اگر (اتفاقاً) لکڑی (وغیرہ) لے لی ہو تو اس کو واپس کر دے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی روایت میں صرف جاداً تک ذکر ہے۔

۳۳۹۸ - وَعَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنَيْهِمَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَوْدِعِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَّلَا عَلَى الْمُسْتَعِيْرِ غَيْرَ الْمُغِلِّ ضَمَانٌ وَّرَوَى ابْنُ مَاجَةَ فِيْ سُنَنِهِ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَوْدَعَ وَدِيْعَةً فَلَا ضَمَانٌ عَلَيْهِ وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ الْعَارِيَةُ بِمَنْزِلَةِ الْوَدِيْعَةِ لَا ضَمَانَ فِيْهَا إِلَّا أَنْ يَتَعَدّٰى وَرَوَى ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَيْسَ عَلٰى صَاحِبِ الْعَرِيَّةِ ضَمَانٌ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی سے کوئی چیز (عاریتاً یا بطور غصب یا چرا کر) لے لی جائے تو لینے والے پر اس چیز کی ادائیگی تک واپسی کی ذمہ داری رہتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا یعنی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ امانت رکھنے والا شخص خائن نہ ہو تو (امانت رکھی ہوئی چیز کے تلف ہو جانے پر) تاوان نہ ہوگا۔ اور (اس طرح) مستعار لینے والا اگر خائن نہ ہو تو (مستعار چیز کے تلف ہو جانے پر بھی) تاوان عائد نہ ہوگا اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھے (اگر وہ امانت تلف ہو جائے) تو امانت دار پر تاوان عائد نہ ہوگا اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: عاریتاً لی ہوئی چیز بہ منزلہ امانتاً کے ہے (تلف ہو جانے کی صورت میں) اس پر تاوان نہ ہوگا، البتہ! عاریتاً لینے والا زیادتی کرے (یعنی اگر وہ خیانت کر جائے تو تاوان عائد ہوگا) اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا کہ (کسی چیز کو) عاریتاً لینے والے شخص پر (اس چیز کے تلف ہو جانے کی صورت میں) تاوان نہ ہوگا۔

مستعار چیز پر تاوان عائد ہونے کی صورتیں

ف: واضح ہو کہ مستعار چیز کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے۔ ہمارے ائمہ احناف فرماتے ہیں کہ مستعار لی ہوئی چیز بہ منزلہ امانت کے ہے' اگر وہ بغیر کسی زیادتی کے تلف ہو جائے تو مستعار لینے والے پر تاوان عائد نہ ہوگا۔ حضرت علی' حضرت ابن مسعود' حضرت حسن بصری' امام نخعی' امام شعبی' امام ثوری' حضرت عمر بن عبدالعزیز' قاضی شریح' امام اوزاعی' امام ابن شبرمہ کا یہی قول ہے اور قاضی شریح نے اسی قول پر کوفہ میں ۸۰ برس تک مقدمات کے فیصلے کیے ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ مستعار لی ہوئی چیز کے تلف ہو جانے پر مطلقاً تاوان عائد ہوگا' خواہ مستعار کی غفلت کو اس میں دخل ہو یا نہ ہو' امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صدر کی حیثیت سے استدلال کیا ہے جو حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ' حضرت ابن عباس' حضرت ابو ہریرہ' حضرت عطاء اور امام اسحاق رضی اللہ عنہم کا بھی یہی قول ہے لیکن قابل غور امر یہ ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جو استدلال کیا ہے حقیقت میں اس سے حنفی مسلک کی تائید ہوتی ہے' اس لیے کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مستعار چیزوں کی واپسی کا وجوب ثابت ہو رہا ہے نہ کہ تاوان کا لزوم' اس کے علاوہ نص قرآنی سے بھی مطلقاً امانت رکھی ہوئی چیز کے واپسی کا وجوب حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے: ''ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا'' اس طرح ثابت ہوا کہ امانت رکھی ہوئی چیز اگر تلف ہو جائے اور اس چیز کے تلف ہونے میں امانت دار کی غفلت کو دخل نہ ہو تو امانت دار پر تاوان عائد نہ ہوگا۔ (یہ عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

۳۳۹۹ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا مِنْ اَبِيْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ الْمَنْدُوْبُ فَرَكِبَ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ مَا رَاَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَّاِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (ایک دفعہ) مدینہ منورہ میں اس خبر سے اضطراب پیدا ہو گیا کہ کفار کا لشکر کہیں قریب آ گیا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا (سست رفتاری کی وجہ سے) جس کو مندوب کہا جاتا تھا' عاریتاً لیا' آپ اس پر سوار ہو کر (تنہا) نکل گئے اور (صورت حال دریافت فرما کر) واپس تشریف لائے اور فرمایا کہ خوف کی کوئی بات نہیں ہے اور (گھوڑے کی نسبت) فرمایا: ہم نے تو اس کو (اب) کافی تیز رفتار پایا۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز کا مستعار لینا جائز ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کی برکت سے سست رفتار گھوڑا آن کی آن میں تیز قدم ہو گیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تنہا لشکر کی طرف چلا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس قدر جری اور شجیع تھے۔

بَابُ الشُّفْعَةِ — شفعہ کا بیان

شُفعہ کی تعریف اور پڑوسی کے لیے اُس کا ثبوت

ف: شفعہ اُس حق کو کہتے ہیں جو پڑوسی کو جائیداد غیر منقولہ جیسے مکان اور زمین وغیرہ کے بیچتے وقت حاصل ہوتا ہے۔ حق شفعہ یہ ہے کہ اس جائیداد کی جو قیمت دوسرا خریدار دے رہا ہو' وہی قیمت پڑوسی مالک جائداد کو دے کر اس چیز کو خود لے لے۔

واضح ہو کہ تمام ائمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زمین میں کسی کا کوئی شریک ہو تو زمین کی تقسیم نہ ہونے تک شریک کے لیے حق شفعہ ثابت ہے۔ اور اس میں حکمت یہ ہے کہ شریک کے نقصان کا دفعیہ ہو جائے اور شفعہ کا ثبوت زمین سے مخصوص ہونے کی وجہ یہ ہے

کہ عموماً نقصانات زیننات کے معاملات میں ہوتے ہیں۔ اور اس بات پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جانوروں، کپڑوں، اسباب اور منقولہ جائیداد میں حق شفعہ ثابت نہیں ہے اور جائیداد کی تقسیم کے بعد بھی شریک کے لیے نفس مبیع (یعنی فروخت شدنی جائیداد) میں شفعہ ثابت ہے اور اسی طرح شریک کے لیے حق المبیع جیسے پانی اور راستہ وغیرہ میں بھی شفعہ کا حق ثابت ہے، البتہ! حق شفعہ میں اختلاف ایسے پڑوسی کے لیے ہے جو جائیداد میں شریک نہ ہو۔ چنانچہ امام اوزاعی، امام لیث، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، امام اسحاق، امام ابوثور ان تمام حضرات کے نزدیک ایسے شریک ہی کے لیے جائیداد میں حق شفعہ ثابت ہے جس کی تقسیم عمل میں نہ آئی ہو اور ان حضرات کے نزدیک پڑوسی کے لیے کوئی حق شفعہ ثابت نہیں، اس کے برخلاف حضرت ابراہیم نخعی، قاضی شریح، حضرت سفیان ثوری، امام عمرو بن حریث، امام حسن بن حیی اور حضرت قتادہ اور حسن بصری اور امام حماد بن سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ ان سارے حضرات کا یہ قول ہے کہ حق شفعہ اراضی، رہنے اور باغات میں شریک کے لیے ثابت ہے، خواہ وہ جائیداد تقسیم ہو چکی ہو یا نہ ہوا ور اسی طرح حق شفعہ ایسے پڑوسی کے لیے بھی ثابت ہے جس کی جائیداد اس جائیداد سے متصل ہو۔ اس قول کی تائید اس باب میں آنے والی احادیث سے بخوبی ہوتی ہے۔ علامہ رویانی شافعی نے فرمایا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب اس قول پر فتویٰ بھی دیتے ہیں اور علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستذکار میں اسی قول کو اختیار فرمایا ہے کہ پڑوسی کے لیے بھی حق شفعہ ثابت ہے اور ابن عیینہ نے اپنی سند سے جس کو حضرت سعد بن ابی وقاص رض تک پہنچایا ہے، روایت کی ہے کہ حضرت عمر رض نے قاضی شریح کو لکھا کہ پڑوسی کے لیے شفعہ کا فیصلہ دیا کرو، چنانچہ وہ اس پر عمل کرتے اور مذہب حنفی بھی اسی طرح ہے۔ (ماخوذ از بنایہ عمدۃ القاری اور بذل المجہود)

۳۴۰۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضِيْ لَيْسَ لِاَحَدٍ فِيْهَا شِرْكَةٌ وَّلَا قِسْمَةٌ اِلَّا الْجِوَارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَزَّارِ وَالدَّارَقُطْنِيِّ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضِيْ لَيْسَ فِيْهَا لِاَحَدٍ شِرْكٌ وَّلَا قِسْمٌ اِلَّا الْجِوَارَ فَقَالَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَةٍ مَّا كَانَ.

حضرت عمرو بن الشرید رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری زمین میں نہ تو کوئی شریک ہے نہ حصہ دار، بجز پڑوسی کے (کیا ایسی صورت میں پڑوسی کا کوئی حق ہے) (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ہاں!) پڑوسی قربت اور (تمہاری زمین سے) متصل ہونے کی وجہ سے (شفعہ کا) حق دار ہے۔ اس کی روایت نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بخاری نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور بزار اور دار قطنی کی روایت میں اسی طرح ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ میری زمین میں نہ کوئی شریک ہے اور نہ حصہ دار بجز پڑوسی کے، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی شفعہ میں زیادہ حق دار ہے، خواہ وہ جیسا بھی ہو۔

۳۴۰۱ - وَعَنْ عَلِيٍّ وَّعَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ لِلْجِوَارِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِدَارِ الْجَارِ اَوِالْاَرْضِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ نَحْوَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّبَرَانِيِّ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَحْمَدُ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِشُفْعَةِ الدَّارِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کے لیے شفعہ کے حق کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور طحاوی نے کی ہے اور ابوداؤد نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ پڑوسی جس کا گھر بازو ہو اپنے پڑوسی کے گھر کا (شفعہ میں) زیادہ حق دار ہے۔ اسی طرح زمین کا پڑوسی (بھی زمین کا حق دار ہے) اور ترمذی اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور طبرانی، ابن ابی شیبہ اور امام احمد کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ گھر کا پڑوسی گھر کے شفعہ

میں زیادہ حق دار ہے۔

٣٤٠٢- وَعَنِ الشَّرِيْدِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ وَالشَّرِيْكُ اَحَقُّ بِالشُّفْعَةِ مَا كَانَ يَاْخُذُهَا اَوْيَتْرُكُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالطَّحَاوِيُّ.

حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ پڑوسی اور شریک شفعہ میں زیادہ حق دار ہے جب تک کہ وہ اس چیز کو خرید لے یا پھر چھوڑ دے (جائیداد جس قیمت پر فروخت کی جا رہی ہو اور پڑوسی یا شریک اس جائیداد کو لینا چاہے تو اس قیمت پر اس کو لینے کا زیادہ حق دار ہے اگر یہ نہ لینا چاہیں تو اوروں کو فروخت کر سکتے ہیں) اس کی روایت نسائی' ابن ماجہ اور طحاوی نے کی ہے۔

٣٤٠٣- وَعَنْ شُرَيْحٍ قَالَ اَلْخَلِيْطُ اَحَقُّ مِنَ الشَّفِيْعِ وَالشَّفِيْعُ اَحَقُّ مِنَ الْجَارِ وَالْجَارُ اَحَقُّ مِمَّنْ سِوَاهُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالطَّحَاوِيُّ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلطَّحَاوِيِّ عَنْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ اَلشُّفْعَةُ شُفْعَتَانِ شُفْعَةٌ لِلْجَارِ وَشُفْعَةٌ لِلشَّرِيْكِ.

حضرت شریح سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (نفس مبیع یعنی فروخت شدنی جائیداد میں) جو شریک ہو وہ (حق شفعہ میں) شفیع کے مقابلہ میں زیادہ حق دار ہے اور شفیع (یعنی وہ شخص جو حق مبیع یعنی پانی اور راستہ میں ہو) ہمسایہ کے مقابلہ میں زیادہ حقدار ہے اور ہمسایہ (جو جائیداد سے متصل رہتا ہو وہ) دوسروں کے مقابلہ میں (جو متصل نہ ہوں) زیادہ حق دار ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور عبدالرزاق اور امام طحاوی نے بھی اس طرح روایت کی ہے اور طحاوی کی ایک اور روایت میں قاضی شریح سے اسی طرح مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ شفعہ کی دو قسمیں ہیں' ایک ہمسایہ کا حق شفعہ اور دوسرا شریک (جائیداد) کا حق شفعہ۔

٣٤٠٤- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ يُنْتَظَرُ بِهَا وَاِنْ كَانَ غَائِبًا اِذَا كَانَ طَرِيْقُهُمَا وَاحِدًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے (شفعہ کے حق کی وجہ سے) اس کا انتظار کیا جائے گا' اگر چہ کہ وہ غائب ہو جبکہ دونوں کا راستہ (پانی یا آمد و رفت کا) ایک ہی ہو۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پڑوسی معاملہ کے وقت موجود نہ ہو تو اس کا حق باقی رہے گا اور اُس کو اس سلسلہ میں تین چیزوں کا حق ہے' ایک یہ کہ وہ معاملہ کو کالعدم کروا سکتا ہے۔ دوسرے اس کو گواہوں کے طلب کرنے کا بھی حق ہے اور تیسرے اس کو دعویٰ کرنے کا بھی حق ہے۔ یہ عرف شذی میں مذکور ہے اور عنایہ میں لکھا ہے کہ پڑوسی معاملہ کے وقت اگر غائب ہو تو اس کے غائب ہونے سے اس کا حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔

٣٤٠٥- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلشَّرِيْكُ شَفِيْعٌ وَّالشُّفْعَةُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا وَّهُوَ اَصَحُّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شریک ہی شفعہ کا حق رکھتا ہے اور حق شفعہ ہر چیز (غیر منقولہ جائیداد) میں ثابت ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ابن ابی ملیکہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسلاً روایت کی ہے اور یہ حدیث (اس طرح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَنَّہٗ قَالَ لَا شُفْعَۃَ فِی الْحَیَوَانِ.

سند کے اعتبار سے) صحیح تر ہے اور امام طحاوی نے اس کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے' انہوں نے (یہ بھی) فرمایا کہ حیوانات (اور اسی طرح کپڑے اور ساز و سامان جو منقولہ جائیداد ہیں ان) میں شفعہ نہیں۔

۱؎ ایسا شخص جو فروخت شدنی جائیداد جیسے زمین' مکان اور باغ وغیرہ میں جو غیر منقولہ ہوں حصہ دار ہو۔

۲؎ ابن ابی ملیکہ مشاہیر علماء اور ثقات تابعین میں سے ہیں اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں قاضی بھی رہے ہیں۔ (مرقات ۱۲)

۳۴۰۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا شُفْعَۃَ اِلَّا فِیْ رِبْعٍ اَوْ حَائِطٍ وَّلَا یَنْبَغِیْ لَہٗ اَنْ یَّبِیْعَ حَتّٰی یَسْتَاْمِرَ صَاحِبَہٗ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ رَوَاہُ الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَاِذَا بَاعَ وَلَمْ یُؤْذِنْہُ فَھُوَ اَحَقُّ بِہٖ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْہُ قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَۃِ فِیْ کُلِّ مَالَمْ یُقْسَمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شفعہ صرف ٹیلوں اور باغوں (اور گھروں یعنی غیر منقولہ جائیدادوں) میں ہے۔ اور بائع کو مناسب نہیں کہ وہ (شریک سے) اجازت لیے بغیر (اس جائیداد کو) فروخت کرے' اگر وہ چاہے تو خرید لے گا یا چاہے تو چھوڑ دے گا۔ اس کی روایت بزار نے اپنی مسند میں کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اگر بائع نے (جائیداد غیر منقولہ کو) اطلاع دیئے بغیر بیچ دی تو وہ (یعنی شریک) اس (جائیداد) کا زیادہ حق دار ہے اور بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایسی (مشترکہ) جائیداد میں جس کی تقسیم نہ ہوئی ہو (شریک کے لیے) شفعہ کا حکم دیا ہے۔

۳۴۰۷ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَمْنَعُ جَارٌ جَارَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَۃً فِیْ جِدَارِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک پڑوسی اپنے دوسرے پڑوسی کو (ضرورت پر) اس کی دیوار میں لکڑی (یا کڑی) نصب کرنے سے منع نہ کرے (بشرطیکہ اس سے اس کی دیوار کو نقصان کا اندیشہ نہ ہو' یہ امر مستحب ہے)! اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۴۰۸ - وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِی الطَّرِیْقِ جُعِلَ عِرْضُہٗ سَبْعَۃَ اَذْرُعٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (کسی ایسی زمین پر) راستہ کے بارے میں تمہارا اختلاف ہو جائے (جس پر لوگوں کی آمد و رفت تھی اور مالک زمین اس پر عمارت بنانا چاہتا ہے تو) سات ہاتھ چوڑائی (بطور راستہ کے) چھوڑ دی جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں سات ہاتھ راستہ چھوڑنے کے بارے میں جو ارشاد ہے' وہ اس صورت میں ہے کہ جب کہ جدید راستہ قائم کیا جا رہا ہو اور اگر راستہ قدیم ہو تو وہ اپنی حالت پر قائم رہے گا' اگرچہ کہ اس کی چوڑائی سات ہاتھ سے زیادہ ہو اور زائد حصہ پر کسی کو تصرف کا حق حاصل نہ ہوگا۔ یہ بھی واضح ہو کہ سات ہاتھ راستہ چھوڑنا حد شرعی نہیں ہے' بلکہ موقع' محل' شہر' محلّہ اور حالات کے لحاظ سے راستہ کا اعتبار ہوگا' چنانچہ ایسا کوچہ کہ صرف محلّہ کے لوگ اس میں آتے جاتے ہوں تو اس کی اپنی چوڑائی چاہیے

جس میں محلہ والوں کو حرج نہ ہو اور سعہ' حمال' زنانی سواری اور جنازہ جانے کو تنگی نہ ہوئے' یہ مضمون مشکل الآثار' مرقات' اشعۃ اللمعات' لمعات سے ماخوذ ہے۔

۲۴۰۹ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَاعَ مِنْكُمْ دَارًا اَوْ عِقَارًا قَمِنَ اَنْ لَّا يُبَارَكَ لَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجْعَلَهٗ فِيْ مِثْلِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت سعید بن حُریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سُنا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے جس کسی نے گھر یا زمین (بغیر ضرورت) فروخت کی تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس (زمین یا گھر بیچنے سے جو رقم حاصل ہو) میں اس کو برکت نہ دی جائے گی' مگر یہ کہ وہ اس (رقم کو) اسی قسم کے کام (گھر یا زمین خریدنے) میں لگائے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین یا مکان کو بلاضرورت فروخت کر کے حاصل شدہ رقم کو منقولہ جائیداد کی خریداری میں صرف کرنا غیر مستحب ہے۔ اس لیے کہ غیر منقولہ جائیداد کے فائدے منقولہ ساز و سامان کے مقابلہ میں زیادہ ہوتے ہیں اور اُن پر آفتیں بھی کم آتی ہیں کہ وہ چوری اور ڈاکہ سے محفوظ رہتے ہیں' اس لیے مناسب یہ ہے کہ غیر منقولہ جائیداد کو نہ بیچا جائے اور اگر فروخت کرنا ضروری ہو تو حاصل شدہ رقم کو زمین یا گھر کی خریداری میں لگایا جائے۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

۲۴۱۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ فِي النَّارِ. رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُخْتَصَرٌ يَّعْنِيْ مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً فِيْ فَلَاةٍ يَّسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيْلِ وَالْبَهَائِمُ عَبَثًا وَّظُلْمًا بِغَيْرِ حَقٍّ يَّكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا صَوَّبَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ فِي النَّارِ.

حضرت عبداللہ بن حبیش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بیری کے درخت کو کاٹے گا تو اللہ تعالیٰ سر کے بل اس کو دوزخ میں ڈالیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی۔ اور ابو داؤد نے کہا ہے کہ یہ حدیث مختصر ہے (جس کی تفصیل اس طرح ہے یعنی) جو شخص جنگل میں کسی بیری کے ایسے درخت کو ناحق ظلم اور زیادتی سے کاٹے جس کے سایہ میں مسافر اور جانور پناہ لیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو (اس ظلم و زیادتی کی سزا میں) سر کے بل دوزخ میں ڈالیں گے۔

ف: حدیث شریف میں بیری کے درخت کا ذکر اس لیے ہے کہ بیری کا سایہ اور درختوں کے مقابلہ میں زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے' ورنہ ہر سایہ دار درخت کا یہی حکم ہوگا کہ ہر ایسا سایہ دار درخت جس کے سایہ سے انسان اور جانور فائدہ اٹھاتے ہوں' اس کو نہ کاٹا جائے۔ (مرقات)

بَابُ الْمُسَاقَاةِ وَالْمُزَارَعَةِ — درختوں اور کھیتوں میں بٹائی کا بیان

ف: مساقات یہ ہے کہ ایک شخص اپنے درختوں کو دوسرے کے حوالہ کر دے تاکہ وہ ان کی پرورش کرے' جب پھل نکلیں تو اس کو بھی ایک حصہ ان پھلوں میں سے ملے اور مزارعت یہ ہے کہ زمین ایک کی ہو وہ دوسرے کے حوالہ کر دے' وہ اس میں محنت کرے' ہل چلائے اور بیج بوئے اور جو کچھ پیدا ہو اس میں سے ایک حصہ زمین کا مالک لیوے اور ایک حصہ کاشتکار۔ اس زمانہ میں اس کو بٹائی کہتے ہیں۔

۲۴۱۱ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر سے اس بات پر معاملہ فرمایا کہ وہ پھل یا کھیتی کا آدھا دیا کریں۔ اس

یَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍ اَوْ زَرْعٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ الطَّحَاوِیِّ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ اَهْلَ خَیْبَرَ بِشَطْرِ مَا خَرَجَ مِنَ الزَّرْعِ.

کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور طحاوی کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی اس طرح مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے اس بات پر معاملہ فرمایا کہ کھیتی کی پیداوار پر آدھا حصہ دیا کریں۔

٣٤١٢ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْسِمْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ اَخْوَانِنَا النَّخِیْلَ قَالَ لَا فَقَالُوْا فَتَكْفُوْنَنَا الْمُؤْنَةَ وَنُشْرِكُكُمْ فِی الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انصار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہمارے اور ہمارے (مہاجرین) بھائیوں کے درمیان کھجور کے درخت تقسیم فرما دیجئے (یہ سن کر) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (یہ مناسب نہیں) انہوں (یعنی انصار) نے عرض کیا تو پھر آپ حضرات یعنی مہاجرین محنت میں ہمارا ساتھ دیں اور ہم آپ حضرات کو پھلوں میں شریک کریں گے تو انہوں نے عرض کیا ہم کو (آپ کا یہ فیصلہ) منظور ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٤١٣ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَ یَعْلَى بْنَ مُنَبِّهٍ اِلَى الْیَمَنِ فَاَمَرَهُ اَنْ یُّعْطِیَهُمُ الْاَرْضَ الْبَیْضَاءَ عَلٰى اَنَّهُ اِنْ كَانَ الْبَقَرُ وَالْبَذْرُ وَالْحَدِیْدُ مِنْ عُمَرَ فَلَهُ الثُّلُثَانِ وَلَهُمُ الثُّلُثُ وَاِنْ كَانَ الْبَقَرُ وَالْبَذْرُ وَالْحَدِیْدُ مِنْهُمْ فَلِعُمَرَ الشَّطْرُ وَلَهُمُ الشَّطْرُ وَاَمَرَهُ اَنْ یُّعْطِیَهُمُ النَّخْلَ وَالْكَرْمَ عَلٰى اَنَّ لِعُمَرَ ثُلُثَیْنِ وَلَهُمُ الثُّلُثُ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ.

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یعلی بن منبہ کو یمن روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اہل یمن کو ارض بیضاء یعنی بنجر زمین اس شرط پر دے دیں کہ اگر بیل (کھیتی میں کام آنے والے جانور) اور بیج اور لوہا (یعنی کھیتی کے اوزار) حضرت عمر کی طرف سے ہوں تو حضرت عمر کو (پیداوار کی) دو تہائی اور اہل یمن کو ایک تہائی (پیداوار ملے گی) اور اگر بیل، بیج اور کھیتی کے اوزاران (اہل یمن) کی طرف سے ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (یعنی حکومت کے بیت المال) کو (پیداوار کا) آدھا حصہ اور اہل یمن کو آدھا حصہ ملے گا اور حضرت عمر ص نے یعلی بن منبہ کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ اہل یمن کو کھجور کے درخت اور انگور کے باغات بھی اس شرط پر دیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (پھلوں کا) دو تہائی حصہ اور اہل یمن کو ایک تہائی ملے گا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٤١٤ - وَعَنْ قَیْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ مَا بِالْمَدِیْنَةِ اَهْلُ بَیْتِ هِجْرَةٍ اِلَّا یَزْرَعُوْنَ عَلَى الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَزَارَعَ عَلِیٌّ وَسَعْدُ بْنُ مَالِكٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ وَالْقَاسِمُ وَعُرْوَةُ وَاٰلُ اَبِیْ بَكْرٍ وَاٰلُ عُمَرَ وَاٰلُ عَلِیٍّ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْاَسْوَدِ كُنْتُ اُشَارِكُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ یَزِیْدَ فِی الزَّرْعِ وَعَامَلَ عُمَرُ النَّاسَ عَلٰى اِنْ جَاءَ

حضرت قیس بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ ابوجعفر یعنی امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے مہاجرین میں سے ہر شخص پیداوار کی تہائی پر یا چوتھائی (حسب معاہدہ) پر زراعت کیا کرتے تھے چنانچہ حضرت علی ص حضرت سعد بن مالک، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر، حضرت عروہ بن الزبیر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ان سب کے صاحبزادے اور حضرت ابن سیرین (اسی طرح بٹائی پر) زراعت کیا کرتے تھے اور عبدالرحمٰن ابن الاسود نے کہا کہ میں عبدالرحمٰن بن یزید کے ساتھ زراعت میں شریک رہتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیج ہوں تو

عُمَرُ بِالْبَذْرِ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَهُ الشَّطْرُ وَإِنْ جَاءُوْا بِالْبَذْرِ فَلَهُمْ كَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

حضرت عمر کو (پیداوار کا) آدھا حصہ ملے گا اور بیج لوگوں کی طرف سے ہوں تو ان لوگوں کو (حسب معاہدہ تہائی یا چوتھائی) ملے گا۔ اس کی روایت بخاری نے تعلیقاً کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ بٹائی کی حسب ذیل تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) زمین اور بیج ایک کے ہوں اور جانور اور محنت دوسرے کی ہو۔

(۲) زمین ایک کی اور جانور، بیج اور محنت دوسرے کی ہو۔

(۳) یا محنت ایک کی اور زمین، بیج اور جانور دوسرے کے ہوں۔

آج کل زراعت ٹریکٹروں اور مشینوں کے ذریعے کی جاتی ہے اس لیے جانور کی جگہ پر ٹریکٹر یا مشینری مراد لیں۔ یا جن علاقوں میں جانوروں کے ساتھ زراعت ہوتی ہے وہاں جانور ہی مراد لیں گے۔

۳٤۱۵ - وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمَّايَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْاَرْبَعَاءِ اَوْشَيْءٌ يَّسْتَثْنِيْهِ صَاحِبُ الْاَرْضِ فَنَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ هِيَ بِالدَّرَاهِمِ وَالدَّنَانِيْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَاْسٌ وَكَانَ الَّذِيْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ مَالَوْ نَظَرَ فِيْهِ ذُوالْفَهْمِ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ لَمْ يُجِيْزُوْهُ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حنظلہ بن قیس حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے راویت کرتے ہیں، حضرت رافع نے کہا، مجھے میرے دو چچاؤں نے خبر دی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی زمین اس شرط پر دوسروں کو کرایہ پر دیتے تھے کہ پانی کی نالیوں پر جو چیز پیدا ہوگی (وہ مالک زمین کی ہوگی اور باقی پیداوار کرایہ پر لینے والے کی ہوگی) یا مالک زمین کسی قطعہ زمین کو (بٹائی کے لیے) الگ کر دے (اس طرح سے کہ زمین کے اس ٹکڑے پر جو پیداوار ہوگی وہ مالک زمین کی ہوگی اور فلاں ٹکڑے پر جو پیدا ہوگا وہ کرایہ دار کا ہوگا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایسی بٹائی (کے معاملہ) سے منع فرمایا! راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رافع سے دریافت کیا کہ اگر بٹائی کا معاملہ درہم اور دینار کے بدلہ میں ہو تو کیا یہ درست ہے تو حضرت رافع نے جواب دیا اس میں کوئی حرج نہیں تو جس معاملہ میں سے روکا گیا ہے وہ ایسا معاملہ ہے کہ حلال اور حرام میں تمیز رکھنے والے اگر اس میں غور کریں تو خطرہ اور اندیشہ ہے (اور جس بٹائی میں خطرہ نہ ہو وہ جائز ہے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ل اس وجہ سے کہ اس میں یہ اندیشہ ہے کہ ایک کی زمین میں پیداوار ہو اور دوسرے کے حصہ میں کچھ پیدا نہ ہو تو یہ مجہول معاملہ ہوا جو جھگڑے اور فساد کا موجب ہو سکتا ہے۔

۳٤۱٦ - وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا اَكْثَرُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ حَقْلًا وَّكَانَ اَحَدُنَا يُكْرِيْ اَرْضَهٗ فَيَقُوْلُ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ لِيْ وَهٰذِهٖ لَكَ فَرُبَمَا اَخْرَجَتْ ذِهٖ وَلَمْ تَخْرُجْ ذِهٖ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم (انصار) مدینہ منورہ میں زیادہ تر کھیتی کرتے تھے اور ہم میں سے بعض اپنی زمین کو کرایہ پر (اس شرط سے) دیا کرتے کہ زمین کے اس ٹکڑے کی پیداوار مجھے ملے گی اور اس ٹکڑے کی پیداوار تمہاری ہوگی اور اکثر ایسا ہوا کرتا کہ زمین کے ایک ٹکڑے میں کھیتی ہوتی اور دوسرے ٹکڑے میں نہ ہوتی (اس میں ایک شخص کو

تو پورا مل جاتا اور دوسرے کو کچھ بھی نہیں ملتا' اس خطرہ اور اندیشہ کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ نے (ایسے معاملہ سے) ان لوگوں کو منع فرما دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

۳٤۱۷ - وَعَنْ عَمْرٍو قَالَ قُلْتُ لِطَاوُسٍ لَوْ تَرَكْتَ الْمُخَابَرَةَ فَإِنَّهُمْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ قَالَ اَيْ عَمْرُو اِنِّيْ اُعْطِيْهِمْ وَاُعِيْنُهُمْ وَاِنَّ اَعْلَمَهُمْ اَخْبَرَنِيْ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ وَلٰكِنْ قَالَ اَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَّعْلُوْمًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طاؤس سے کہا' کیا اچھا ہوتا کہ آپ مخابرہ یعنی بٹائی کے معاملہ کو چھوڑ دیتے کیونکہ اہل علم حضرات کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے معاملہ میں منع فرمایا تو (یہ سن کر) طاؤس نے عمرو بن دینار سے کہا' میں لوگوں کو زمین (بٹائی پر) دیتا ہوں اور ان کی مدد کرتا ہوں اور (مدینہ کے) سب سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (بٹائی سے) نہیں منع فرمایا ہے' لیکن یوں فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو (کھیتی کرنے کے لیے زمین بطور) عطیہ دے یہ بہتر ہے' اس بات سے کہ وہ اس (زمین پر) مقرر کر کے کچھ معاوضہ لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اشعتہ اللمعات میں فرمایا ہے کہ مخابرہ یہ ہے کہ ایک چیز کے معاوضہ میں دوسری چیز لی جائے۔ مالک زمین اپنی زمین کو کچھ نقدی لے کر کرایہ پر دے۔ اس میں اندیشہ یہ ہے کہ اگر بارش نہ ہو یا کھیتی کسی وجہ سے خراب ہو جائے تو کرایہ دار کا سراسر نقصان ہو جاتا ہے اور یہ چیز بعض وقت جھگڑے اور فساد کا سبب بن جاتی ہے' اسی وجہ سے حضور ﷺ نے ایسے معاملہ سے منع فرمایا ہے۔ اس کے برخلاف بغیر معاوضہ کے اگر اپنے بھائی کو زمین دے دی جائے تو یہ احسان کی بات ہے اور بہتر ہے۔

۳٤۱۸ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ وَرَاٰى سِكَّةً وَّشَيْئًا مِّنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ هٰذَا بَيْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ الذُّلَّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ہل اور کھیتی کے آلات دیکھے تو کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ چیز جس کسی کے گھر میں داخل ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت داخل کر دیتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گھر میں ذلت داخل کرتے ہیں جس گھر میں کھیتی کے آلات داخل ہوتے ہیں' یعنی جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاتی ہے تو وہ ذلیل اور خوار ہو جاتے ہیں کہ حاکم ان کو محصول کے واسطے پکڑتا ہے اور ذلیل کرتا ہے۔ حدیث شریف میں اس بات کا ارشاد ہے کہ مسلمان جہاد نہ چھوڑیں اور دنیا کمانے میں مشغول نہ ہوں' ورنہ وہ ذلیل وخوار ہوں گے اور کافر غالب ہو جائیں گے جیسا کہ اس زمانے میں ہو رہا ہے۔

صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ حدیث شریف میں زراعت کرنے کی جو وعید وارد ہے وہ ایسی قوم سے متعلق ہے جن کی سرحدیں دشمن سے قریب ہیں اور وہ صرف کھیتی باڑی میں مشغول رہتے ہیں اور جہاد کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں دشمن ان پر غالب آ جائے گا اور وہ ذلیل وخوار ہوں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس وجہ سے بھی صرف زراعت میں مشغول ہو جانے کی وعید ارشاد فرمائی تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھیتی باڑی اور گھروں کی تعمیر میں مشغول ہو کر جہاد نہ چھوڑ بیٹھیں' جس کے نتیجہ میں کفار غالب ہو جائیں' اس

سے بڑھ کر مسلمان کے لیے اور کیا ذلت ہو سکتی ہے' ورنہ زراعت تو مستحب ہے' اس لیے کہ زراعت کرنے میں انسانوں کا نفع ہے۔

۳۴۱۹ - وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ اشْتَرَكَ اَرْبَعَةُ نَفَرٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ عَلَيَّ الْبَذْرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ عَلَيَّ الْعَمَلُ وَقَالَ الْاٰخَرُ عَلَيَّ الْاَرْضُ وَقَالَ الْاٰخَرُ عَلَيَّ الْفَدَّانُ فَزَرَعُوْا ثُمَّ حَصَدُوْا ثُمَّ اَتَوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ الزَّرْعَ لِصَاحِبِ الْبَذْرِ وَجَعَلَ لِصَاحِبِ الْعَمَلِ اَجْرًا مَّعْلُوْمًا وَّجَعَلَ لِصَاحِبِ الْفَدَّانِ دِرْهَمًا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّاَلْغَى الْاَرْضَ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ اَرْسَلَهُ مُجَاهِدٌ وَّمَرَاسِيْلُهُ تُقْبَلُ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ.

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں چار حضرات نے (کھیتی میں) شرکت کی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ بیج میرے ہوں گے' دوسرے نے کہا کہ محنت میری ہو گی' تیسرے نے کہا' زمین میری طرف سے ہو گی اور چوتھے نے کہا' کھیتی کے آلات میرے ہوں گے (اس طرح) سب نے زراعت شروع کی اور (کھیتی کے تیار ہونے پر اس کو) کاٹا' پھر سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور تمام تفصیل سنائی) تو آپ نے پیداوار کو بیج والے کو دیا اور محنت کرنے والے کے لیے اُجرت مقرر فرمائی اور جس نے آلات دیئے تھے اس کے لیے روزانہ ایک درہم مقرر فرمایا (چونکہ زمین غصب کی ہوئی تھی' اس لیے) زمین والے کے حصہ کو باطل کر دیا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے جس کی سند جید ہے اور حضرت مجاہد نے اس کو مرسلا روایت کیا ہے اور حضرت مجاہد کی مرسل روایتیں جمہور محدثین کے نزدیک مقبول ہیں۔

بَابُ الْاِجَارَةِ — اُجرت کے بارے میں بیان

ف: اجارہ کے معنی لغت میں اُجرت کے ہیں' مزدور کو اُجرت دے کر کام پر لگایا جائے اور شریعت میں اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کے بدلہ میں کسی کو اس کے فائدہ کا مالک بنایا جائے۔ (مرقات۔ ۱۲)

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ. (الطلاق:۶)

پھر اگر وہ تمہارے لیے بچہ کو دودھ پلائیں تو انہیں اس کی اُجرت دو۔ (کنزالایمان)

ف: بچہ کو دودھ پلانا ماں پر واجب نہیں' باپ کے ذمہ ہے کہ اُجرت دے کر دودھ پلوائے' لیکن اگر بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ نہ پیئے یا باپ فقیر ہو تو اس حالت میں ماں پر دودھ پلانا واجب ہو جاتا ہے۔ بچے کی ماں جب تک اس کے باپ کے نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں تو ایسی حالت میں اس کو دودھ پلانے کی اُجرت لینا جائز نہیں' بعد عدت جائز ہے۔

کسی عورت کو معین اُجرت پر دودھ پلانے کے لیے مقرر کرنا جائز ہے۔ غیر عورت کی بہ نسبت اُجرت پر دودھ پلانے کی ماں زیادہ مستحق ہے۔ اگر دودھ پلانے والی نے بچے کو اپنی بجائے اپنی بکری کا دودھ پلایا یا کھانے پر رکھا تو وہ اُجرت کی مستحق نہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ. (القصص:۲۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا:) میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت میں کرو۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی)

۳۴۲۰ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ زَعَمَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ ثابت

ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَارَعَةِ وَاَمَرَ بِالْمُوَاجَرَةِ وَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایسی) بٹائی (جس میں دھوکہ ہو) سے منع فرمایا ہے اور اجارہ کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۴۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ فَاَعْطَى الْحِجَّامَ اَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور حجام کو اس کی اُجرت دی اور پھر ناک میں دوا ڈالی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۴۲۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُهُ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعِيْ عَلٰى قَرَارِيْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو نبی بنا کر بھیجا ہے انہوں نے ضرور بکریاں چرائی ہیں' صحابہ کرام نے عرض کیا آپ نے بھی (یارسول اللہ! بکریاں چرائی ہیں) تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! میں بھی چند قیراط پر (بطور اُجرت) اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

انبیاء کرام کے بکریاں چرانے کی حکمتیں

ف: واضح ہو کہ بکریاں چرانے میں حکمت یہ ہے کہ نبی گلہ بانی سیکھیں' جس سے سرداری کی تربیت حاصل ہو اور گلہ بانی کی مشقت سے صبر اور تحمل کی عادت ہو' اس وجہ سے کہ سرداری کی حیثیت اپنی قوم کے ساتھ ایسی ہے جیسے چرواہے کی حیثیت بکریوں کے ساتھ۔ انبیاء کے بکریاں چرانے میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو سمجھیں کہ ہم کیا تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کس اعلیٰ مرتبہ پر ہم کو پہنچایا۔

۳۴۲۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرُّوْا بِمَاءٍ فِيْهِمْ لَدِيْغٌ اَوْ سَلِيْمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيْكُمْ مِّنْ رَّاقٍ اَنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَّدِيْغًا اَوْ سَلِيْمًا فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَقَرَاَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلٰى شَاءٍ فَبَرَاَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَكَرِهُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا اَخَذْتَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا حَتّٰى قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ اَجْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَصَبْتُمْ اقْسِمُوْا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت کا گزر ایک بستی پر ہوا اُن میں ایک شخص تھا جس کو بچھو نے کاٹ لیا تھا یا سانپ نے ڈس لیا تھا' بستی والوں میں سے ایک شخص صحابہ کے پاس حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ کیا تم میں کوئی دم پھونک مارنے والا ہے؟ (اس لیے کہ) بستی میں ایک شخص بچھو کا کاٹا ہوا یا سانپ کا ڈسا ہوا ہے' صحابہ میں سے ایک صحابی (بستی میں) گئے (اور وہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے) انہوں نے بکریوں کے معاوضہ میں اس شخص پر سورۃ فاتحہ پڑھی' وہ شخص اچھا ہو گیا اور وہ (یعنی ابوسعید خدری) بکریوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ان کے اس کام کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے' یہاں تک کہ وہ سب مدینہ منورہ پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے اللہ کی کتاب پر اُجرت لی ہے! تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین اُجرت تمہارے لیے وہ ہے جس کو تم اللہ کی کتاب پر لیا کرو (اس لیے

وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَکُمْ سَهْمًا.

کہ تم نے یہ اُجرت بطور عبادت نہیں لی ہے بلکہ دوا اور علاج کے بدلہ میں لی ہے) اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (حضور اقدس ﷺ نے فرمایا) تم نے (بطور علاج جو اُجرت لی ہے) وہ اچھا کیا (بکریوں کو) تم آپس میں بانٹ لو اور میرا بھی حصہ مقرر کرو۔

٣٤٢٤ - وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ اَهْدٰی اِلَیَّ قَوْسًا مِمَّنْ كُنْتُ اُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْقُرْاٰنَ وَلَيْسَتْ بِمَالٍ فَاَرْمِیْ عَلَيْهَا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كُنْتَ تُحِبُّ اَنْ تُطَوَّقَ طَوْقًا مِنْ نَارٍ فَاقْبَلْهَا.

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کہ ایک شخص نے مجھے ایک کمان ہدیہ دیا اور میں اس کو کتاب اور قرآن سکھاتا تھا اور کمان تو مال نہیں ہے (کہ بطور اُجرت ایسی چیز کو قرآن پڑھا کر قبول نہ کریں جبکہ وہ ہدیۃً دی گئی ہے) اور میں اس (کمان) سے اللہ کے راستہ میں تیر اندازی کروں گا (یہ سن کر) حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ آگ کا ایک طوق تمہیں پہنایا جائے تو اس (کمان) کو قبول کرلو۔

٣٤٢٥ - وَفِیْ رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عَمِّهٖ قَالَ اَقْبَلْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْنَا عَلٰی حَیٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالُوْا اِنَّا اُنْبِئْنَا اَنَّكُمْ قَدْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِ هٰذَا الرَّجُلِ بِخَيْرٍ فَهَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ اَوْ رُقْيَةٍ فَاِنَّ عِنْدَنَا مَعْتُوْهًا فِی الْقُيُوْدِ فَقُلْنَا نَعَمْ فَجَاؤُوْا بِمَعْتُوْهٍ فِی الْقُيُوْدِ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اَجْمَعُ بُزَاقِیْ ثُمَّ اَتْفُلُ قَالَ فَكَاَنَّمَا اُنْشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَاَعْطَوْنِیْ جُعْلًا فَقُلْتُ لَا حَتّٰی اَسْاَلَ النَّبِیَّ فَقَالَ كُلْ فَلَعَمْرِیْ لَمَنْ اَكَلَ بِرُقْيَةٍ بَاطِلٍ لَقَدْ اَكَلْتَ بِرُقْيَةٍ حَقٍّ.

اور امام احمد اور ابوداؤد کی ایک روایت میں خارجہ بن صلت رحمۃ اللہ علیہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے (اپنے وطن کو) روانہ ہوئے (راستہ میں) ہمارا گذر عرب کے ایک قبیلہ پر ہوا' اس قوم نے ہم سے کہا ہم کو یہ معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ حضور اقدس ﷺ کے پاس سے بڑی بھلائی لے کر آ رہے ہو! کیا تمہارے پاس کوئی دواء یا دم پھونک کا عمل ہے' اس لیے کہ ہمارے پاس ایک مجنون شخص بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے' ہم نے کہا' ہاں (ہمارے پاس ایسا عمل ہے) تو وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے شخص کو لائے تو میں اس شخص پر تین دن صبح اور شام سورہ فاتحہ پڑھتا رہا' اس طرح کہ میں اپنا تھوک (پڑھنے کے دوران منہ میں) جمع کر لیتا اور اس پر تھوک دیتا' راوی کہتے ہیں کہ (اس کا اثر یہ ہوا کہ) وہ بیڑیوں سے رہا ہو گیا (اور اس کا پاگل پن جاتا رہا) ان لوگوں نے مجھے (دم چھو کے بدلہ میں) کچھ اُجرت دی۔ میں نے کہا حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیے بغیر یہ اُجرت نہیں لوں گا (حضور ﷺ سے دریافت پر آپ نے فرمایا: یہ اُجرت) تم کھا لو! لوگ تو باطل منتروں کی اُجرت کھا لیتے ہیں اور تم حق منتر کی اُجرت کھا رہے ہو (اس لیے کہ یہ اُجرت بطور علاج کے لی جا رہی ہے اور یہ جائز ہے)۔

تعلیم قرآن پر اُجرت لی جاسکتی ہے

ف: صدر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو حدیث مروی ہے اس میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے "ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ" (بہترین اُجرت تمہاری وہ ہے جس کو تم اللہ کی کتاب پر لیا کرو) قاضی نے کہا ہے کہ اس ارشاد نبوی سے

قرآن کے ذریعہ دم چھو کر کے اُجرت لینے کا جواز ملتا ہے اور اسی طرح تعلیم قرآن پر بھی اُجرت لینے کا جواز معلوم ہوتا ہے' لیکن ایک جماعت نے تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کو حرام قرار دیا ہے اور یہ امام زہری' امام ابوحنیفہ اور امام اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا قول ہے اور ان حضرات نے حضرت عُبادہ بن صامت ص کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ اور شرح السنہ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں قرآن کے ذریعہ اور اللہ کے نام سے دم چھو کرنے اور اس پر اُجرت لینے کے جواز کی دلیل ہے اور جن حضرات نے قرآن شریف کی خرید و فروخت اور اس کی کتابت پر اُجرت دی ہے وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں' چنانچہ حضرت حسن بصری' حضرت شعبی اور حضرت عکرمہ کا قول یہی ہے اور حضرت سفیان' امام مالک' امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے شاگردوں نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

اور بذل المجہود میں کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں قرآن سے دم چھو پر اور علاج کر کے اُجرت لینے کے جواز پر ایک بڑی دلیل ہے جب کہ امام شافعی' امام مالک' امام ابوحنیفہ اور امام احمد' یہ چاروں ائمہ کرام اس کے قائل ہیں اور اسی وجہ سے جمہور نے اسی حدیث کی روشنی میں تعلیم قرآن پر اُجرت کو جائز قرار دیا ہے' البتہ! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعلیم قرآن پر اُجرت کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ابن رسلان نے کہا ہے۔ البتہ! متاخرین احناف نے بر بناء ضرورت تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کی اجازت دی ہے۔ بذل المجہود کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔

اور ردالمحتار میں ہدایہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ہمارے بعض ائمہ فقہ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اُجرت کو درست قرار دیا ہے' اس لیے کہ امور دین میں انحطاط آچکا ہے اور عوام میں رغبت نہیں ہے' ایسے حالات میں اگر تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کی اجازت نہ دی جائے تو معلمین قرآن کی تعلیم چھوڑ دیں گے اور قرآن کا حفظ کروانا بھی رہ جائے گا' اس لیے متاخرین نے تعلیم قرآن کی اُجرت کے جواز پر فتویٰ دیا ہے۔

ایصال ثواب کے لیے اُجرت پر قرآن پڑھوانا جائز نہیں

اور تاج الشریعۃ نے ہدایہ کی شرح میں کہا ہے کہ قرآن کو اُجرت کے ساتھ میت کے ایصال ثواب کے لیے پڑھوایا جائے تو ثواب نہ پڑھنے والے کو ملے گا اور نہ میت کو اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں کہا ہے کہ دنیوی اغراض کے لیے قرآن پڑھنے والے کو اس بات سے روک دینا چاہیے کہ وہ قرآن کو ذریعہ معاش بنائے' اس لیے کہ قرآن پر اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گناہگار ہیں' خلاصہ بحث یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں قرآن کے پاروں کو اُجرت سے پڑھنے کا جو رواج ہو گیا ہے وہ جائز نہیں ہے' اس لیے کہ ایک شخص تلاوت قرآن کا حکم دیتا ہے اور پڑھنے والا معاوضہ پر تلاوت قرآن کا ثواب اُس شخص کو دیتا ہے تو جب پڑھنے والے کو نیت کے درست نہ ہونے پر ثواب نہیں ملتا ہے تو اُجرت دینے والے کو ثواب کس طرح ملے گا؟ اور اگر اُجرت نہ ہو تو اس زمانہ میں ایک شخص دوسرے کے لیے قرآن نہیں پڑھے گا! بلکہ لوگوں نے قرآن عظیم کو کمائی کا اور دنیا کے جمع کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے "انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" اور علامہ شیخ خیرالدین رملی نے حجر کے حاشیہ میں کتاب الوقف میں کہا کہ قول مفتی بہ یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اُجرت لی جا سکتی ہے نہ کہ مجرد قرأت قرآن پر یعنی صرف تلاوت قرآن پر' تاثر خانیہ میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ اس لیے کہ اس قسم کی اُجرت باطل ہے جو بدعت ہے جس کو خلفائے راشدین میں سے کسی نے نہیں کیا۔ اور تعلیم قرآن پر اُجرت کا جو جواز ہے وہ ضرورت کی وجہ سے ہے اور قبر پر اُجرت دے کر قرآن پڑھوانا ضروری نہیں ہے اور زیلعی نے بھی صراحت کی ہے کہ اگر تعلیم قرآن کے لیے اُجرت جائز نہ قرار دی جائے تو قرآن کی تعلیم ہی بند ہو جائے گی' اس ضرورت کے پیش نظر تعلیم قرآن پر اُجرت لینے کو جائز قرار دیا گیا اور اس کو

مناسب سمجھا گیا۔ اس لیے تعلیم قرآن اور مجرد تلاوت قرآن کے فرق کو سمجھنا چاہیے۔ (ماخوذ از ردالمختار)

٣٤٢٦ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ الْمُنْذِرِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ طٰسٓمٓ حَتّٰى بَلَغَ قِصَّةَ مُوْسٰى قَالَ إِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اٰجَرَ نَفْسَهٗ ثَمَانَ سِنِيْنَ اَوْعَشْرًا عَلٰى عِفَّةِ فَرْجِهٖ وَطَعَامِ بَطْنِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عتبہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طٰسٓمٓ (یعنی سورۂ قصص) کی تلاوت فرمائی یہاں تک کہ جب آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ نے آٹھ یا دس برس (حضرت شعیب علیہ السلام کی) بطور اُجرت خدمت کی تا کہ اپنی شرمگاہ کی حفاظت ہو اور کھانا کھائیں۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بکریاں چرانا مہر مقرر ہوسکتا ہے

ف: اس حدیث شریف میں روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (حضرت شعیب علیہ السلام کی) اُجرت پر خدمت کی۔ یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا مہر بکریاں چرانا مقرر فرمایا تھا جیسا کہ مشہور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر اپنی کتاب میں بغیر انکار کے فرمایا ہے۔ تو اس صورت میں ہماری شریعت میں بھی یہ صورت جائز ہوگی کہ روش زمانہ میں بھی اگر کوئی بکریاں چرانا مہر مقرر کریں تو نکاح درست ہوگا، کیونکہ علم الاصول کا یہ مسلمہ جزو ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سابقہ شریعتوں کے واقعات کو بغیر انکار کے بیان فرمائیں تو وہ احکام بھی ہماری شریعت میں نافذ رہیں گے، البتہ! بکریاں چرانے کے علاوہ منکوحہ کی کوئی اور خدمت بطور مہر کے مقرر کی جائے تو ایسا مہر جائز نہیں ہوگا، ہاں! منکوحہ کے علاوہ کسی اور شخص کی خدمت مہر میں طے کی جائے تو ایسی شرط مہر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ صاحب ہدایہ نے باب المہر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی آزاد مرد کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ وہ مہر میں اس کی ایک سال تک خدمت کرے گا یا اس کو قرآن پڑھائے گا تو اس صورت میں نکاح جائز ہوگا، لیکن اس کو مہر مثل ادا کرنا پڑے گا۔

(ماخوذ از تفسیرات احمدیہ)

٣٤٢٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِىْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن اِن سے جھگڑوں گا۔ ایک وہ شخص جس نے (کسی معاملہ میں) میرے نام سے عہد کیا (میری قسم کھائی اور میرے نام سے امان دیا) اور اس کو توڑ دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو بیچ دیا اور اس کی قیمت کھالی اور تیسرا وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا اور اُس سے پورا کام لیا اور پھر اس کی مزدوری نہیں دی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٤٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عِرْقُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مزدور کو اس کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے قبل دے دیا کرو۔ (ابن ماجہ)

٣٤٢٩ - وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ

حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَّاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سائل کا حق ہے اگر چہ کہ وہ گھوڑے پر (سوار ہو کر) آئے۔اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف:اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے کہ سائل سے بدگمانی مناسب نہیں اور اس کو جھٹلانا نہیں چاہیے۔اس کی ظاہری حالت سے اس کو نامراد نہیں لوٹانا چاہیے۔یہ ممکن ہے کہ وہ تو سوار ہے لیکن اس کا کنبہ بڑا ہے یا قرض کے بوجھ سے وہ بوجھل ہے۔(مرقات)

بَابُ اَحْیَاءِ الْمَوَاتِ وَالشِّرْبِ ویران زمین کو آباد کرنے اور (کھیتوں اور مویشی کے لیے) پانی کی باری مقرر کرنے کا بیان

ف:واضح ہو کہ موات ایسی زمین کو کہتے ہیں جس کا کوئی مالک نہ ہو جیسا کہ قاموس میں لکھا ہے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ موات وہ زمین ہے جس میں نہ بویا گیا ہو اور نہ اس کو آباد کیا گیا ہو اور نہ وہ کسی کے قبضہ میں آئی ہو اور ایسی زمین کو زندہ کرنا یہ ہے کہ اس کو آباد کرے اور شرب کہتے ہیں پانی کے حصہ کو اور شریعت کی اصطلاح میں کہتے ہیں پانی لینے کی باری کو جو کھیتوں اور چوپایوں کے لیے مقرر ہوتی ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ نَبِّئْھُمْ اَنَّ الْمَاءَ قِسْمَۃٌ بَیْنَھُمْ کُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ. (القمر:۲۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں حصوں سے ہے،ہر حصہ پر وہ حاضر ہو جس کی باری ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف:واضح ہو کہ آیت صدر میں جس اونٹنی کا ذکر ہے وہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی ہے اور حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی ہدایت کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اور اونٹنی اللہ تعالیٰ کی نشانی تھی۔چونکہ وہ اونٹنی پورا پانی پی جاتی تھی،اس لیے ایک دن اونٹنی کے لیے اور دوسرا دن جانوروں کے لیے مقرر کیا گیا۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی لَھَا شِرْبٌ وَّلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ. (الشعراء:۱۵۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:ایک دن اس کے پینے کی باری اور ایک معین دن تمہاری باری۔(کنز الایمان)

ف:اس میں اس سے مزاحمت نہ کرو،یہ ایک اونٹنی تھی جو ان کے معجزہ طلب کرنے پر ان کے حسب خواہش بدعائے حضرت صالح علیہ السلام پتھر سے نکلی تھی،اس کا سینہ ساٹھ گز کا تھا،جب اس کے پینے کا دن ہوتا تو وہ وہاں کا سارا پانی پی جاتی اور جب لوگوں کے پینے کا دن ہوتا تو اس دن نہ پیتی۔(خزائن العرفان)

۳۴۳۰ - عَنْ عَائِشَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَمَّرَ اَرْضًا لَّیْسَتْ لِاَحَدٍ فَھُوَ اَحَقُّ قَالَ عُرْوَۃُ قَضٰی بِہٖ عُمَرُ فِیْ خِلَافَتِہٖ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِہِ الْکَبِیْرِ وَالْوَسْطِ عَنْ مُّعَاذٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِہٖ نَفْسُ اِمَامِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّلْبُخَارِیِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے جس کا کوئی مالک نہ ہو تو وہ اس زمین کا (امام یا خلیفہ وقت کی اجازت سے مالک ہونے) کا زیادہ حق دار ہوگا۔حضرت عروہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں اس کے مطابق فیصلہ دیا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور طبرانی نے اپنی معجم کبیر اور معجم وسط میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اسی چیز کا مالک ہوگا (جس کے مالک ہونے پر) حاکم خوش ہو (حاکم نے اس کی اجازت دی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا حَمٰی اِلَّا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.

ہو) اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ا اللہ اور اس کے رسول ۲ ز مین کو مختص کر سکتے ہیں۔ ۳

۱ کسی شخص کو اپنے مویشیوں کے چارہ اور پانی کے لیے کسی زمین کو مختص کر لینے کا حق نہیں ہے۔ ہاں!

۲ جہاد کے گھوڑوں یا بیت المال کے مویشی یا مسلمانوں کے مصالح عامہ کے لیے۔

۳ زمانہ جاہلیت میں قبیلوں کے سردار بعض سرسبز اور شاداب زمینوں کو اپنے اغراض کے لیے مختص کر لیا کرتے تھے جس سے دوسرے منفعت حاصل نہیں کر سکتے تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرما دیا۔

۳۴۳۱ - وَعَنْ طَاؤسٍ مُّرْسَلًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحْیَا مَوَاتًا مِّنَ الْاَرْضِ فَھُوَ لَہٗ وَعَادِیُّ الْاَرْضِ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ ھِیَ لَکُمْ مِنِّیْ رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ وَرَوٰی فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَلدُّوْرَ بِالْمَدِیْنَۃِ وَھِیَ بَیْنَ ظَھْرَانِیْ عِمَارَۃِ الْاَنْصَارِ مِنَ الْمَنَازِلِ وَالنَّخْلِ فَقَالَ بَنُوْ عَبْدِ بْنِ زُھْرَۃَ نَکُبُّ عَنَّا ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ فَقَالَ لَھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْتَعَثَنِیَ اللّٰہُ اِذًا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُقَدِّسُ اُمَّۃً لَّا یُؤْخَذُ الضَّعِیْفُ فِیْھِمْ حَقَّہٗ.

حضرت طاؤس (یمانی) رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی بنجر زمین کو آباد کرے وہ (حاکم کی اجازت سے) اس کی ملک ہو گی اور بنجر زمین اللہ کی اور اس کے رسول کی ہے پھر وہ میری طرف سے تمہاری ہے ۱ اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں چند گھر دیدیئے اور وہ انصار کی آبادی میں ان کے مکانوں اور کھجور کے باغات کے درمیان تھے تو بنو عبد بن زہرہ نے کہا کہ ابن ام عبد یعنی ابن مسعود کو ہم سے دور رکھو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس لیے نبی بنا کر بھیجا ہے؟ (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اس قوم کو پاک نہیں کرتے جس سے کمزور کا حق نہیں لیا جاتا ہو۔

۱ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے افتادہ زمین کو آباد کرنے اور اس کے مالک بننے کے لیے حاکم کی اجازت ضروری ہے۔

۳۴۳۲ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَاطَ حَائِطًا عَلَی الْاَرْضِ فَھُوَ لَہٗ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو (کسی بنجر اور غیر مملوکہ) زمین کو محصور کرے (تا کہ اس کو آباد کرے) تو وہ اس کی ملکیت ہو جائے گی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۴۳۳ - وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ اَنَّہٗ کَانَتْ لَہٗ عَضُدٌ مِنْ نَّخْلٍ فِیْ حَائِطِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَ الرَّجُلِ اَھْلُہٗ فَکَانَ سَمُرَۃُ یَدْخُلُ عَلَیْہِ فَیَتَاَذّٰی بِہٖ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَطَلَبَ اِلَیْہِ النَّبِیُّ لِیَبِیْعَہٗ فَاَبٰی فَطَلَبَ اَنْ یُّنَاقِلَہٗ فَاَبٰی قَالَ فَھِبْہُ لَہٗ وَلَکَ کَذَا

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے کھجور کے چند درخت ایک انصاری کے باغ میں تھے اور ان انصاری کے ساتھ ان کے بیوی بچے بھی (اسی باغ میں) رہا کرتے تھے۔ سمرہ اس (باغ) میں آیا کرتے تو ان انصاری کو (سمرہ کے آنے جانے سے) تکلیف ہوا کرتی تھی۔ انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر (اپنی تکلیف) بیان کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمرہ کو اپنے پاس بلایا تا کہ وہ (کھجور کے درختوں کو) انصاری کے

اَمَرَ اَرْغَبَهُ فِيْهِ فَاَبٰى فَقَالَ اَنْتَ مُضَارٌّ فَقَالَ لِلْاَنْصَارِيِّ اِذْهَبْ فَاقْطَعْ نَخْلَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ہاتھ بیچ دیں۔ سمرہ نے (حضور اقدس ﷺ کی اس تجویز کو) قبول نہ کیا۔ تو حضور انور ﷺ نے ان سے چاہا کہ وہ ان درختوں کے بدلہ میں دوسری جگہ کے درختوں کو لے لیں۔ سمرہ نے اس (دوسری تجویز) کو بھی قبول نہ کیا۔ (اس پر) حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ ان درختوں کو ان انصاری کو ہبہ کر دیں اور تم کو (اس بخشش کے بدلہ میں (بہت سے فوائد حاصل ہوں گے) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لیے بے حد ترغیب دی (اس تجویز کو بھی) انہوں نے نہ مانا تو حضور انور ﷺ نے (سمرہ سے) فرمایا تو تم مؤذی ہو (کہ عاریتی زمین پر درخت لگا کر دوسروں کو تکلیف دینا چاہتے ہو اور کسی تجویز کو تم نہیں مانتے) پھر حضور اقدس ﷺ نے اُن انصاری سے فرمایا: جاؤ ان کے کھجور کے درختوں کو کاٹ دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور انور ﷺ نے ان انصاری کو سمرہ رضی اللہ عنہ کے کھجور کے درخت کاٹنے کا حکم اس لیے دیا کہ سمرہ کے وہاں آنے جانے سے ان انصاری کو تکلیف پہنچ رہی تھی، جبکہ ان انصاری نے حضرت سمرہ کو زمین عاریۃً دی تھی۔ یہ مرقات میں مذکور ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی زمین عاریۃً لے تاکہ اس میں مکان بنائے یا درخت اُگائے تو جائز ہے اور مالک زمین کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی وقت بھی اپنی ضرورت پر اپنی عاریۃً کو اٹھا لے سکتا ہے اور عاریۃً لینے والے کی تعمیر کو توڑ سکتا ہے اور درخت ہوں تو کاٹ سکتا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضرت سمرہ رض نے حضور اقدس ﷺ کی تینوں تجویزوں کو قبول نہیں کیا۔ اس بارے میں صاحب مرقات اور صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ حضور انور ﷺ کی تینوں تجویزیں بطور سفارش تھیں، بطور لزوم اور حکماً نہ تھیں، ورنہ حضرت سمرہ رض جیسے جلیل القدر صحابی حضور اقدس ﷺ کے حکم کو ٹال نہیں سکتے تھے۔

٣٤٣٤ - وَعَنْ اَبْيَضَ بْنِ حَمَّالٍ الْمَأْرِبِيِّ اَنَّهٗ وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَقْطَعَهُ الْمِلْحَ الَّذِيْ بِمَأْرِبَ فَاَقْطَعَهٗ اِيَّاهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَقْطَعْتَ لَهُ الْمَاءَ الْعِدَّ قَالَ فَرَجَعَهٗ مِنْهُ قَالَ وَسَاَلَهٗ مَاذَا يُحْمٰى مِنَ الْاَرَاكِ قَالَ مَالَمْ تَنَلْهُ اِخْفَافُ الْاِبِلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابیض بن حمال مأربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے شہر مأرب (جو یمن کا ایک شہر ہے) کی ایک نمک کی کان کو بطور جاگیر لکھ دینے کی درخواست کی تو حضور انور ﷺ نے ان کو بطور جاگیر (نمک کی کان) لکھ دی۔ جب واپس ہونے لگے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ان کو ایک تیار پانی کی کان دے دی ہے تو (یہ سن کر) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی زمین گھیری جا سکتی ہے، جس تک اونٹ نہ پہنچتے ہوں (آبادی سے بہت دور ہو اور بستی کے جانور وہاں چرنے کے لیے نہ جاتے ہوں)۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

حاکم کو جاگیر دینے کا اختیار ہے

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ نے ابیض بن حمال رض کو نمک کی کان بطور جاگیر دے دی۔ اس حدیث اور

اس باب کی اور حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اور آپ کے بعد آنے والے خلفاء کو اس بات کا حق ہے کہ وہ کانوں کو بطور جاگیر کسی کو دے سکتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ بعض بنجر زمینوں کو جو کسی کی ملک نہ ہوں بعض اشخاص سے مختص کر دیا جائے، خواہ وہ کسی چیز کی کان ہو یا زمین ہو مگر شرط یہ ہے کہ وہ ایسی زمین یا کان نہ ہو جو پہلے سے کسی سے مختص ہو اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ یہ نیل الاوطار سے ماخوذ ہے۔

اگر مصلحت عامہ کی چیز ہو تو دی ہوئی جاگیر واپس لی جاسکتی ہے

ف: اس حدیث شریف میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرات ابیض کو دی ہوئی جاگیر واپس لے لی، اس کی وجہ یہ ہے کہ حاکم ایسی چیز کو بطور جاگیر کسی کو نہیں دے سکتا جس سے مسلمانوں کی ضرورتیں متعلق ہوں جیسے نمک کی کان یا کنویں یا عام ضرورت کی چیزیں کہ جن میں سب کا برابر کا حق ہے۔ یہ تکملۂ بحر الرائق میں مذکور ہے، اس لیے اگر حاکم لاعلمی سے ایسی چیز کسی کو بطور جاگیر دے دے تو وہ واپس بھی لے سکتا ہے، چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت ابیض کی جاگیر واپس لے لی۔

۳۴۳۵ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِلزُّبَيْرِ نَخِيْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِيْ اٰخِرِ كِتَابِ الْخُمُسِ مِنْ حَدِيْثِ اَسْمَاءَ اَنَّ النَّبِيَّ اقطع الزبير ارضا من اموال بني النضير.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے چند درخت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بطور جاگیر دے دیئے، اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بخاری نے کتاب الخمس کے آخر میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث اس طرح روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بنو النضیر کی ایک زمین بطور جاگیر دے دی (اور یہ زمین انصار نے رسول اللہ ﷺ کے حوالہ کی تھی)۔

زمین کے اقسام اور اس کے مسائل

ف: بدائع میں لکھا ہے کہ زمین کی دو قسمیں ہیں (۱) مملوکہ زمین (۲) غیر مملوکہ زمین، جو مباح ہے یعنی اس کا استفادہ سب کر سکتے ہیں۔ مملوکہ زمین کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) آباد زمین (۲) بنجر زمین۔ اس طرح غیر مملوکہ مباح زمین کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) ایسی مباح زمین جو اطراف شہر میں ہو جس سے اہل شہر کے حقوق متعلق ہوں جیسے گھاس کے رمنے اور جنگل وغیرہ۔ (۲) ایسی مباح زمین جو شہر سے دور ہو اور بنجر ہو۔

ایسی زمین جو آباد اور مملوکہ ہو اس پر بغیر مالک کی اجازت کے تصرف جائز نہیں، اور موات یعنی غیر آباد زمین ایسی زمین ہے جو بنجر ہو اور خارج شہر ہو، کسی کی ملک بھی نہ ہو اور کسی کا اس زمین پر کوئی خاص حق بھی متعلق نہ ہو یعنی حاکم نے کسی کو استفادہ کے لیے نہ دیا ہو، واضح ہو کہ اندرون شہر کسی زمین کو بنجر زمین نہیں کہا جائے گا اور اسی طرح خارج شہر بھی اس زمین کو بنجر نہیں کہا جائے گا جس سے مصالح عامہ متعلق ہوں۔

حاکم ایسی زمین کو جو بنجر ہو اور خارج شہر ہو اور اس سے مصالح عامہ متعلق بھی نہ ہوں، وہ کسی کو بطور جاگیر دے سکتا ہے اور جس کو اس قسم کی زمین بطور جاگیر دی گئی اور اگر وہ شخص ۳ سال تک اس کو ویسے ہی بنجر رکھے اور آباد نہ کرے تو حاکم کو حق ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص کو بطور جاگیر دیدے۔

۳۴۳۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَ لِلزُّبَيْرِ حُضْرَ فَرَسِهٖ فَاَجْرٰى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو (ایک بنجر زمین) بطور جاگیر دینے کا حکم دیا جس قدر زمین پر ان کا

فَرَسَهٗ حَتّٰی قَامَ ثُمَّ رَمٰی بِسَوْطِهٖ فَقَالَ اَعْطُوْهُ مِنْ حَیْثُ بَلَغَ السَّوْطُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

گھوڑا دوڑ لگائے۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھوڑے کو دوڑایا یہاں تک کہ وہ ٹھہر گیا' پھر انہوں نے اپنا کوڑا پھینکا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو اس مقام تک زمین دیدو جہاں تک ان کا کوڑا پہنچا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۴۳۷ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْطَعَهٗ اَرْضًا بِحَضْرَمُوْتٍ قَالَ فَاَرْسَلَ مَعِیَ مُعَاوِیَةَ قَالَ اَعْطِهَا اِیَّاهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حضر موت (یمن کا ایک شہر) میں ایک زمین بطور جاگیر دے دی' حضرت وائل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ حضرت معاویہ کو بھیجا اور ان سے فرمایا کہ اُن کو زمین (ناپ کر) دے دو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۴۳۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَمْنَعُوْا اَفْضَلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بچے ہوئے پانی کو (جو تمہاری ضرورت سے زائد ہو) مت روکو اس سے تم زائد گھاس (اگنے سے) روکنے کا سبب بنو گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بچے ہوئے پانی کو مت روکو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس زائد پانی ہے تو ایسا شخص اس پانی کو دوسروں کے پینے کے لیے یا کسی کے جانوروں کو پلانے کے لیے نہ روکے۔

۳۴۳۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَةٍ لَقَدْ اَعْطٰی بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اَعْطٰی وَهُوَ كَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَّرَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَاءٍ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ الْیَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِیْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَالَمْ تَعْمَلْ یَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے۔ (۱) ایک وہ شخص جو کسی سامان پر قسم کھائے کہ جو قیمت اس کو دی گئی ہے اس سے زیادہ دی جاتی (تو اس کے لیے بہتر تھا) حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔ (۲) دوسرے وہ شخص جو نماز عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تا کہ وہ (قسم کھا کر) کسی مسلمان شخص کا مال قسم کے ذریعہ لے لے[ا] اور (۳) تیسرے وہ شخص جو (اپنی) ضرورت سے زائد پانی کو (لوگوں سے روکتا ہے) تو اللہ تعالیٰ (روز قیامت) اس سے فرمائیں گے آج کے دن میں تجھ کو اپنے فضل سے روکتا ہوں جیسا کہ تو نے (اپنی ضرورت سے) زائد پانی کو روکا تھا (حالانکہ اس پانی کو) تیرے ہاتھوں نے نہیں نکالا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ا حالانکہ عصر کے بعد دن اور رات کے فرشتے پہرہ بدلنے کے لیے ملتے ہیں اور اس شخص نے اس فضیلت والے وقت کا بھی لحاظ نہیں کیا۔

۳۴۴۰ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُوْنَ شُرَكَاءُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان تین چیزوں میں شریک ہیں (کہ ہر ایک کو

فِی ثَلَاثٍ فِی الْمَاءِ وَالْکَلَاءِ وَالنَّارِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ.

ان سے مفت فائدہ حاصل کرنا درست ہے) پانی' گھاس' اور آگ۔ اس کی روایت ابوداود اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں پانی' گھاس اور آگ میں شرکت کی جو اجازت ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پانی سے مراد وہ پانی ہے جو دریا یا چشموں کا ہو اور جو بہتا ہو تو ایسے پانی کو کسی مسلمان کے پینے یا جانوروں کو پلانے سے روکنا حرام ہے۔ البتہ! اگر کوئی شخص ایسے پانی کو اپنے برتن میں محفوظ کرے تو ایسے پانی کا بیچنا جائز ہے۔

(۲) گھاس سے مراد ایسی گھاس ہے جو غیر مملوکہ زمین میں خودرو اُگی ہو اور اگر ایسی گھاس کو بھی کسی نے کاٹ کر محفوظ کر لیا تو وہ اس کی ملک ہوگی اور وہ اس کو بیچ سکتا ہے۔

(۳) آگ میں شرکت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی نے آگ روشن کی تو ہر ایک کو اس بات کا حق ہے کہ اس سے سینکے اور کپڑوں کو سکھائے' البتہ! انگارا لینا چاہے تو آگ سلگانے والے سے اجازت لینا ضروری ہے۔ یہ مضمون فتح القدیر' قدوری اور مرقات سے ماخوذ ہے۔

۳۴۴۱ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّھَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الشَّیْءُ الَّذِیْ لَا یَحِلُّ مَنْعُہٗ قَالَ الْمَاءُ وَالْمِلْحُ وَالنَّارُ قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا الْمَاءُ قَدْ عَرَفْنَاہُ فَمَا بَالُ الْمِلْحِ وَالنَّارِ قَالَ یَا حُمَیْرَاءُ مَنْ اَعْطٰی نَارًا فَکَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِیْعِ مَا اَنْضَجَتْ تِلْکَ النَّارُ وَمَنْ اَعْطٰی مِلْحًا فَکَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِجَمِیْعِ مَا طَیَّبَتْ تِلْکَ الْمِلْحُ وَمَنْ سَقٰی مُسْلِمًا شَرْبَۃً مِّنْ مَّاءٍ حَیْثُ یُوْجَدُ الْمَاءُ فَکَاَنَّمَا اَعْتَقَ رَقَبَۃً وَّمَنْ سَقٰی مُسْلِمًا شَرْبَۃً مِّنْ مَّاءٍ حَیْثُ لَا یُوْجَدُ الْمَاءُ فَکَاَنَّمَا اَحْیَاھَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وہ کونسی چیزیں ہیں جن کا منع کرنا جائز نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (وہ چیزیں یہ ہیں) پانی' نمک اور آگ۔ ام المومنین کہتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی (کی ضرورت اور اہمیت) کیا ہے؟ (یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے حمیرا! (یہ ام المومنین بی بی عائشہ کا لقب ہے) (آگ دینے کی فضیلت میں تمہیں بتاؤں کہ) جو کسی کو آگ دیوے تو (اُس کا ثواب اتنا بڑا ہے کہ) گویا اُس نے اُن ساری چیزوں کو خیرات کر دیا جن کو اُس آگ نے پکایا ہے۔ اور جس شخص نے نمک دیا تو گویا اُس نے اُن تمام چیزوں کو خیرات کر دیا جس نمک کی وجہ سے اُن چیزوں میں خوبی یعنی لذت پیدا ہوئی۔ اور (اب پانی پلانے کی فضیلت بھی سن لو) جس نے کسی مسلمان کو ایک مرتبہ ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی (آسانی سے) مل جاتا ہے تو (اس کا اتنا بڑا ثواب ہے کہ) گویا اُس نے ایک غلام آزاد کر دیا اور جس نے کسی مسلمان کو ایک مرتبہ ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہے تو گویا اس نے اس کو زندگی بخشی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۴۴۲ - وَعَنْ اَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْتُہٗ فَقَالَ مَنْ سَبَقَ اِلٰی مَاءٍ لَّمْ یَسْبِقْہُ اِلَیْہِ مُسْلِمٌ فَھُوَ لَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی چشمہ پر سب سے پہلے پہنچ کر قبضہ کر لے' اس طرح کہ اس سے پہلے کوئی اور مسلم نہیں پہنچ سکا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ اس کی روایت ابوداود نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پانی یا کوئی اور مباح چیز جیسے گھاس' لکڑی وغیرہ پر جو کوئی پہلے قبضہ کر لے تو وہ اس

کی ملکیت ہو جاتی ہے۔ (مرقات)

٣٤٤٣ - وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فِيْ شِرَاجٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ اِنْ كَانَ ابْنُ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ اَسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ اَحْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ وَكَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا بِاَمْرٍ لَهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر اور ایک انصاری کے درمیان (جو منافق تھا) حرہ نامی پہاڑی زمین سے نکلنے والی ایک نہر کے بارے میں جھگڑا ہوا۔ ا رسول اللہ ﷺ نے (حضرت زبیر سے) فرمایا: اے زبیر! تم (پہلے اپنی زمین کو) سیراب کرو پھر اپنے پڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دو۔ (یہ سن کر) اس انصاری نے کہا کہ آپ نے یہ بات اس لیے فرمائی ہے کہ وہ آپ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور متغیر ہوا اور فرمایا: اے زبیر تم (اپنی زمین کو) سیراب کرلو اور پانی کو روک رکھو یہاں تک کہ اس کی سطح منڈیر تک پہنچ جائے (اس لیے کہ یہ تمہارا حق ہے اس سے تم پورا فائدہ حاصل کرو) پھر پانی کو اپنے پڑوسی کے لیے چھوڑ دو۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر کو حکم صریحی کے ساتھ ان کا پورا حق دلوایا جبکہ اس (منافق) انصاری نے آپ کو غضبناک کر دیا اور اس سے پہلے آپ نے ان دونوں کو ایک ایسی بات کا حکم دیا تھا جس میں دونوں کے لیے سہولت تھی۔ ۲ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ا یہ نہر حضرت زبیر ؓ کی زمین سے گزرتی ہوئی اس منافق کی زمین میں داخل ہوتی تھی جب حضور ﷺ کی خدمت میں یہ قضیہ پیش ہوا تو آپ ﷺ نے فیصلہ فرما دیا۔

۲ لیکن جب منافق نے ناشکری اور گستاخی کی تو آپ نے شفقت کا لحاظ نہ فرما کر انصاف کر فیصلہ دیا۔

ف: واضح ہو کہ تکملہ بحر الرائق میں لکھا ہے کہ اگر نہر دو اشخاص کی زمینوں میں سے گزر رہی ہو اور نہر کا رقبہ ان میں مشترک ہو تو دونوں باری باری سے نہر کے پانی سے اپنی اپنی زمینوں کو سیراب کریں اور اگر نہر اس طرح گزرتی ہو کہ جب تک ایک زمین کی سیرابی کو بند نہ کیا جائے تو دوسری زمین کی سیرابی ممکن نہیں تو ایسی صورت میں بالائی زمین کی سیرابی پہلے کی جائے اور بعد میں زیریں زمین کی سیرابی کی جائے اور بالائی زمین والوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ زیریں زمین والوں سے پانی کو روکیں۔

٣٤٤٤ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِى السَّيْلِ الْمَهْزُوْرِ اَنْ يُمْسِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ يُرْسِلُ الْاَعْلٰى عَلَى الْاَسْفَلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٖ نَاْخُذُ لِاَنَّهٗ كَانَ كَذٰلِكَ الصُّلْحُ بَيْنَهُمْ لِكُلِّ قَوْمٍ مَّا اصْطَلَحُوْا وَاَسْلَمُوْا عَلَيْهِ مِنْ عُيُوْنِهِمْ وَسُيُوْلِهِمْ وَاَنْهَارِهِمْ وَشُرْبِهِمْ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (عمرو بن العاص) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (بنی قریظہ کی) مہروز نامی وادی کی نہر کے بارے میں یہ فیصلہ دیا کہ (اس نہر کے پانی کو بالائی علاقہ والا اپنی زمین کو اس طرح سیراب کرے کہ وہ) پانی کو روک رکھے یہاں تک کہ (پانی کی سطح) ٹخنوں کے برابر ہو جائے پھر بالائی علاقہ والا پانی کو زیریں علاقہ والے کے لیے چھوڑ دے۔ ا اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اس لیے مختلف زمین والوں میں صلح اور آشتی کا یہی طریقہ ہے کہ ہر علاقہ والا چشموں نہروں اور نالوں کے پانی کو باہمی سمجھوتہ سے استعمال کرے کیونکہ اس

قسم کے پانی سے استفادہ میں لوگ برابر کے شریک ہیں جیسا کہ تعلیق مجد میں مذکور ہے۔

۱ اور اگر نشیب میں اور بھی زمینات ہوں تو ہر ایک ٹخنوں کے برابر پانی روک کر اپنے بعد والے کے لیے چھوڑ دے۔

بَابُ الْعَطَايَا عطایا یعنی وقف' ہبہ اور امراء وسلاطین کے مسائل کا بیان

ف: وقف یہ ہے کہ کسی جائیداد کو محفوظ کر دیا جائے اور واقف کے منشاء کے مطابق اس کی آمدنی یا پیداوار کو خرچ کیا جاتا رہے۔ اور اس امر میں سارے ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ واقف اپنی زندگی بھر موقوفہ جائیداد کی آمدنی کو خیر کے کاموں میں خرچ کرے مثلاً کسی نے اپنی زمین یا اپنا گھر وقف کیا تو گھر کا کرایہ اور زمین کی پیداوار کو خیرات کرنا لازم ہے اور یہ چیز بمنزلہ نذر کے ہے اور اس بارے میں بھی سارے ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اگر قاضی فیصلہ دیدے تو واقف کی ملکیت سے موقوفہ جائیداد نکل جاتی ہے یعنی وہ جائیداد واقف کی ملکیت میں نہیں رہے گی یا پھر واقف یہ کہہ دے کہ وقف میری موت کے بعد بھی جاری رہے گا یعنی واقف کہے کہ اپنے گھر یا زمین کو اس شرط پر وقف کر رہا ہوں یا یوں یہ کہہ دے کہ یہ جائیداد میری زندگی میں وقف ہے اور میری وفات کے بعد صدقہ ہے۔ موقوفہ چیزوں میں زمانہ کے حالات کے لحاظ سے قرآن' کتابیں' برتن' کپڑے' تعمیری اوزار' جانور' ڈولہ' مقبرہ' کنواں وغیرہ شامل ہیں۔

٣٤٤٥ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ اَصَابَ اَرْضًا بِخَيْبَرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصَبْتُ اَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ اُصِبْ مَالًا قَطُّ اَنْفَسُ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَاْمُرُنِيْ بِهٖ قَالَ اِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ اَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ اَنَّهُ لَا يُبَاعُ اَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَاءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّعِيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ غَيْرَ مُتَاَثِّلٍ مَالًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک زمین (مال غنیمت میں) خیبر کے مقام پر ملی۔ (جس میں کھجور کے درخت تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خیبر کے مقام پر ایک ایسی زمین ملی ہے کہ اس سے بہتر مال (یعنی زمین) مجھے اب تک نہیں ملا (کہ اس مین عمدہ کھجور کے درخت ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم چاہو تو اس کی اصل زمین کو وقف کر دو اور (اس کی پیداوار) کو خیرات کیا کرو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس (کی پیداوار) کو خیرات کر دیا اس شرط پر کہ اس کی اصل زمین نہ تو بیچی جائے' نہ ہبہ کی جائے اور نہ وارث میں تقسیم ہو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے) اس (کی پیداوار کو) بطور خیرات کے مخصوص کر دیا فقراء (مدینہ اور اہل صفہ میں) اور (اپنے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) قرابت داروں میں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں (یعنی غازیوں اور حاجیوں میں) اور مسافروں کے لیے اور مہمانوں کے لیے اور جو اس (زمین) کا متولی ہوگا اس پر کوئی گناہ نہیں کہ اگر وہ دستور کے مطابق کھائے اور اپنے (گھر والوں کو بھی) کھلائے۔ مگر یہ کہ (اس زمین کی آمدنی میں سے) اپنے لیے جمع نہ کرے۔ حضرت ابن سیرین نے فرمایا کہ (اس کا مقصد یہ تھا کہ) وہ (متولی) اس زمین پر روپیہ جوڑنے کی نیت سے تصرف نہ کرے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے کئی فوائد معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ موقوفہ جائیداد نہ تو بیچی جاسکتی ہے' نہ اس کا ہبہ درست ہے اور نہ وارث میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ البتہ واقف کی شرائط کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور واقف یا متولی بھی اپنی ذات پر احکام شریعت کے مطابق خرچ کر سکتا ہے۔

(۲) اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خیبر غلبہ سے فتح ہوا اور اس کو بطور مال غنیمت غازیوں میں تقسیم کیا گیا۔

(۳) اس حدیث سے صلہ رحمی کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی اس جائیداد کو فقراء مدینہ کے علاوہ اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے قرابتداروں پر وقف کیا۔

(۴) اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے مشورہ فرمایا' اسی طرح اہل فضیلت اور اصحاب خیر سے اپنے کاموں میں مشورہ لینا چاہیے۔ (یہ فوائد مرقات سے ماخوذ ہیں)۔

۳۴۴۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرٰى جَائِزَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: عُمریٰ جائز ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عمریٰ یہ ہے کہ کوئی اپنا گھر کسی کو یہ کہہ کر دے دے کہ یہ گھر میں نے تجھے عمر بھر کے لیے دے دیا۔ اور عمریٰ کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) یہ کہ کوئی یوں کہے میں نے تجھے اپنا گھر عمر بھر کے لیے دیا اور جب تو مر جائے تو وہ تیرے وارثوں کا ہے یہ عمریٰ بغیر اختلاف کے صحیح اور مثل ہبہ کے ہے' اس صورت میں جس کو گھر دیا گیا اس کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کا ہوگا' اگر وارث نہ ہوں تو بیت المال میں داخل ہوگا۔ اور عمریٰ کرنے والے کو پھر نہ ملے گا۔ (۲) عمریٰ کی دوسری صورت یہ ہے کہ عمریٰ کرنے والا صرف یوں کہے کہ میں نے اپنا گھر تجھے عمر بھر کے لیے دیا۔ اس صورت میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس کا حکم بھی پہلی صورت کی طرح ہوگا۔ (۳) عمریٰ کی تیسری صورت یہ ہے کہ عمریٰ کرنے والا یوں کہے کہ میں نے تجھے اپنا گھر عمر بھر کے لیے دیا اور جب تو مر جائے تو گھر پھر میرا ہوگا یا میرے وارثوں کا۔ اس معاملہ کے صحیح ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہ معاملہ بھی درست ہے اور اس کا حکم بھی پہلی صورت کا حکم ہے اور شروط فاسدہ لغو ہیں ان کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (یہ مضمون عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے)

۳۴۴۷ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعُمْرٰى مِيْرَاثٌ لِّاَهْلِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ عمریٰ میراث ہے اس شخص کی اولاد کے لیے جس کو عمریٰ دیا گیا ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۴۴۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ فَاِنَّهَا لِلَّذِیْ اُعْطِيَهَا لَا تَرْجِعُ اِلَى الَّذِیْ اَعْطَاهَا لِاَنَّهٗ اَعْطٰى عَطَاءً وَّقَعَتْ فِيْهِ الْمَوَارِيْثُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص کو اور اُس کی اولاد کو عمریٰ دیا گیا تو جس شخص کو عمریٰ دیا گیا ہو' وہ اس کا مالک ہو جائے گا اور یہ عمریٰ دینے والے کی طرف نہیں لوٹے گا اس لیے کہ اس نے ایسا (عطیہ) دیا ہے' جس میں وراثت واقع ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۴۴۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكُوْا اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ لَا تُفْسِدُوْهَا فَاِنَّهٗ مَنْ اَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِيَ لِلَّذِیْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی جائیداد کو اپنی حفاظت میں رکھا کرو اور اس کو خراب نہ کرو' اس لیے کہ جس نے کسی کو عمریٰ دیدیا تو وہ اُس کا مالک ہوگا' زندگی میں

اَعْمَرَ حَیًّا وَّمَیِّتًا وَّلِعَقِبِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

بھی اور مرنے کے بعد بھی اور وہ (جائیداد) اس کے وارثوں ہی کی ہوگی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمری ہبہ کی صحیح صورت ہے اور جس کو عمری دیا جائے گا وہ شخص اس کا مالک ہوگا اور دینے والے کو واپس نہیں ملے گا' اس لیے عمری دینے سے پہلے خوب غور کر لیا جائے' مناسب سمجھیں تو عمری دیں' ورنہ پھر اپنے لیے ہی روک رکھیں اور اس کی حفاظت کریں۔ (مرقات)

۳۴۵۰ - وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُرْقِبُوْا وَلَا تُعْمِرُوْا فَمَنْ اُرْقِبَ شَیْئًا اَوْ اُعْمِرَ فَھِیَ بِوَرَثَتِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ رُقبی دو اور نہ عمری دو' اس لیے کہ جس شخص کو رقبی یا عمری دیا جائے (اس کے مرنے کے بعد) اس کے ورثاء کا ہو جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رقبی یہ ہے کہ کوئی دوسرے شخص سے یوں کہے کہ میں نے یہ مکان تجھے اس شرط پر دیا کہ اگر پہلے میں مر جاؤں تو یہ مکان تیرا ہے اور اگر تو پہلے مر جائے تو مکان میں لوں گا۔ مگر عمری کی طرح رقبی کا بھی یہی حکم ہے کہ کوئی کسی کو مشروط طور پر گھر دیدے تو دینے والے کی ملکیت سے گھر نکل جاتا ہے۔ اس لیے اس حدیث شریف میں منع فرمایا جا رہا ہے کہ اس طرح مشروط طور پر کسی کو گھر نہ دیں اور اگر دیدیں تو وہ ہبہ کی طرح لینے والے کی ملکیت ہو جائے گا۔ (مرقات)

بَابٌ

العطایا کے متعلقہ امور کا بیان

۳۴۵۱ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عُرِضَ عَلَیْہِ رَیْحَانٌ فَلَا یَرُدَّہٗ فَاِنَّہٗ خَفِیْفُ الْمَحْمَلِ طَیِّبُ الرِّیْحِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی شخص کو کوئی خوشبودار پھول دیا جائے تو وہ اس کو رد نہ کرے (بلکہ اس کو قبول کرے) کیونکہ وہ سبک بار اور اچھی بو والی چیز ہے۔[1] اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

[1] یہ ہلکا احسان ہے خوشبودار پھول کوئی بڑا احسان نہیں کہ اس کا عوض دینا کچھ مشکل ہو یا پھر اس کا عوض نہ دینے سے گلہ یا شکوہ کا بھی موقع نہیں تو ایسی چیز کو کیوں رد کرے؟

۳۴۵۲ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَرُدُّ الطِّیْبَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوشبو کو رد نہیں فرماتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۴۵۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لَّا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّھْنُ وَاللَّبَنُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ قِیْلَ اَرَادَ بِالدُّھْنِ الطِّیْبَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کو رد نہ کیا جائے تکیہ' تیل اور دودھ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دُھن سے مراد خوشبو ہے۔

۳۴۵۴ - وَعَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّھْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُعْطِیَ اَحَدُکُمُ الرَّیْحَانَ فَلَا یَرُدَّہٗ فَاِنَّہٗ خَرَجَ مِنَ

حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم میں سے کسی کو خوشبودار پھول دیا جائے تو وہ اس کو رد نہ کرے کیونکہ وہ جنت سے نکلا ہے (یعنی اس کی اصل یعنی خوشبو

الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

جنت سے نکلی ہے)۔اس کی روایت ترمذی نے مرسلاً کی ہے۔

٣٤٥٥ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِهِبَتِهٖ مَالَمْ يُثَبْ مِنْهَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ اَبِي شَيْبَةَ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّرَوَى الْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الْمُسْتَدْرَكِ مِثْلَهٗ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ وَقَالَ عَبْدُ الْحَقِّ فِي الْاَحْكَامِ حَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ صَحِيْحٌ مَّرْفُوْعًا وَّرُوَاتُهٗ ثِقَاتٌ وَّصَحَّحَهٗ ابْنُ حَزَمٍ اَيْضًا وَّفِي رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِي قَيْئِهٖ لَيْسَ لَنَا مِثْلَ السُّوْءِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہبہ دینے والا شخص اپنے ہبہ (کو واپس لینے) کا زیادہ مستحق ہے جب تک کہ وہ ہبہ دی ہوئی چیز کو (ہبہ لینے والے کے) قبضہ میں (پوری طور پر) نہ دیدے۔اس کی روایت ابن ماجہ' دار قطنی اور ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔اور حاکم نے اس کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مستدرک میں اسی طرح کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے' اگرچہ کہ ان دونوں حضرات نے اس کی تخریج نہیں کی ہے اور علامہ عبدالحق نے الاحکام میں کہا ہے کہ حضرت ابن عمر کی حدیث صحیح اور مرفوع ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور ابن حزم نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ہبہ کو لوٹانے والا کتے کی طرح ہے کہ جو اپنی قے کو خود چاٹ لیتا ہے۔ ہمارے لیے بری مثال کی نقل کرنا درست نہیں۔

اجنبی کو دیا ہوا ہبہ قبضہ کے بعد بھی واپس لیا جا سکتا ہے

ف: واضح ہو کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی کو کوئی چیز بطور ہبہ دیدے تو احناف کے نزدیک قبضہ کے بعد بھی رجوع درست ہے' اگرچہ کہ رجوع مکروہ تحریمی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ رجوع مکروہ تنزیہی ہے' جیسا کہ نہایہ میں مذکور ہے۔

٣٤٥٦ - وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتِ الْهِبَةُ لِذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَّمْ يَرْجِعْ فِيْهَا رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ فِي الْبُيُوْعِ وَالدَّارُقُطْنِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ فِي سُنَنِهِمَا قَالَ الْحَاكِمُ فَحَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يَخْرُجَاهُ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہبہ ایسے قرابت والے کو دیا گیا ہو جو محرم ہیں (یعنی اصول اور فروع میں) تو ایسا ہبہ رجوع نہیں کیا جا سکتا۔اس کی روایت حاکم نے مستدرک کے کتاب البیوع میں کی ہے اور دار قطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے' حالانکہ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

ہبہ کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

ف: واضح ہو کہ ھدایہ میں لکھا ہے کہ ہبہ کی کئی صورتیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

ہبہ یا تو مقبوضہ ہوگا یعنی جس کو ہبہ دیا گیا ہو وہ اس پر قابض ہو یا غیر مقبوضہ ہوگا۔اگر ہبہ غیر مقبوضہ ہو تو ہبہ دینے والا اپنے ہبہ کو واپس لے سکتا ہے اور یہ عمل درست ہے اس لیے کہ غیر مقبوض ہبہ پر لینے والے کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی' چنانچہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ قبضہ کے بغیر ہبہ جائز نہیں' البتہ! صدقہ میں قبضہ شرط نہیں یعنی اگر کسی کو بطور صدقہ کوئی چیز دی جائے

اور لینے والا اس پر قابض نہیں ہوا تو بھی صدقہ واپس نہیں لیا جا سکتا اور اگر ہبہ مقبوضہ ہو تو ایسے ہبہ کی دو صورتیں ہیں' ایک یہ کہ ہبہ محرم رشتہ دار کو دیا گیا ہو جیسے باپ' دادا یا بیٹا پوتا تو اس صورت میں ہبہ کو واپس نہیں لیا جا سکتا' اس لیے کہ ہبہ سے صلہ رحمی مقصود ہے اور وہ حاصل ہو گئی اور اسی طرح شوہر' بیوی میں کوئی ایک کسی کو کوئی چیز ہبہ دے تو ایسی چیز کو بھی واپس لینا درست نہیں جیسا کہ صدر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

اور اگر ہبہ مقبوضہ ایسے شخص کے پاس ہو جو اجنبی ہو یا غیر محرم قرابت دار جیسے چچا کی اولاد ہو یا رضائی بھائی ہو تو ایسے ہبہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ ان کو کوئی چیز بطور خیرات کے دی گئی جیسے کسی محتاج کو دی جاتی ہے جس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوتی ہے تو ایسے ہبہ کو بھی واپس نہیں لیا جا سکتا' اور اگر ہبہ کو بطور خیرات نہیں دیا گیا تو ایسے ہبہ کو واپس لیا جا سکتا ہے' البتہ! ہبہ لینے والے نے ہبہ کے بدلہ کوئی اور چیز اپنی طرف سے ہبہ دینے والے کو دیدی تو ایسا ہبہ واپس نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح حسب ذیل صورتوں میں ہبہ واپس نہیں ہو سکتا۔

(۱) ہبہ لینے والے نے ہبہ میں اضافہ کر دیا جیسے ہبہ دی ہوئی زمین میں درخت لگا دیے یا اس پر تعمیر کر دی۔

(۲) ہبہ لینے والے نے ہبہ کو بیچ دیا یا دوسرے کو ہبہ کر دیا چونکہ اس صورت میں ہبہ کی ہوئی چیز اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے' اس لیے واپسی کا کوئی سوال نہیں۔

(۳) یا ہبہ کی ہوئی چیز تلف ہو جائے یا ہبہ دینے والا یا ہبہ لینے والا دونوں میں سے کوئی ایک مر جائے تو اس صورت میں بھی ہبہ کی واپسی ممکن نہیں۔

اسی طرح باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایسا ہبہ بھی کسی صورت میں لائق رجوع نہیں ہے۔ یہ مضمون ہدایہ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

۳۴۵۷ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ وَّهَبَ هِبَةً لِّذِيْ رَحِمٍ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّرْجِعَ فِيْهَا وَمَنْ وَّهَبَ هِبَةً لِّغَيْرِ ذِيْ رَحِمٍ فَلَهُ اَنَّ يَرْجِعَ فِيْهَا اِلَّا يُثَابَ مِنْهَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے قرابت دار کو کوئی چیز بطور ہبہ دے تو اس کو اس ہبہ کے واپس لینے کا حق نہیں اور جو کوئی کسی غیر قرابت دار کو بطور ہبہ کوئی چیز دے تو وہ اس کو (قبضہ سے پہلے) واپس لے سکتا ہے' مگر یہ کہ ہبہ لینے والا اس پر قابض ہو جائے (تو ہبہ قبضہ کے بعد واپس نہیں ہو سکتا)۔

۳۴۵۸ - وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ عَلٰى مِنْبَرِنَا هٰذَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ كَمَا تُحِبُّوْنَ اَنَّ يَّسْوُّوْا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہمارے اس منبر (یعنی جامع مسجد کوفہ کے منبر) پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اپنی اولاد میں اپنے عطایا کو برابر برابر دو جس طرح تم چاہتے ہو کہ وہ بھلائی اور نیکی میں ایک دوسرے کے برابر برابر رہیں۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کو بطور عطیہ کچھ دے تو لڑکے اور لڑکیوں میں برابری کا خیال رکھے۔ اسی وجہ سے رحمۃ الامت میں لکھا ہے کہ اولاد میں بعض کو بطور ہبہ تخصیص کرنا بالاتفاق مکروہ ہے' اگر کسی نے ہبہ میں اپنی بعض

اولاد کو تخصیص کیا یعنی زیادہ دیا تو تین ائمہ کے نزدیک یہ درست نہیں' البتہ! امام احمد فرماتے ہیں کہ رجوع درست ہے' یہ بھی واضح رہے کہ عطیہ میں وراثت کی طرح لڑکوں اور لڑکیوں کا کوئی حصہ مقرر نہیں بلکہ سب کو برابر دینا چاہیے۔ یہ تعلیق مجد اور مرقات سے ماخوذ ہے۔

٣٤٥٩ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَجَاءَ ابْنٌ لَّهُ فَقَبَّلَهُ وَاَجْلَسَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ ثُمَّ جَاءَ تْ بِنْتٌ لَّهُ فَاَجْلَسَهَا اِلٰى جَنْبِهٖ قَالَ فَهَلَّا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا. رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب موجود تھے' ان صاحب کا ایک بیٹا آیا تو انہوں نے اس کو پیار کیا اور اپنی ران پر بٹھا لیا' پھر ان ہی صاحب کی ایک بیٹی بھی آ گئی تو انھوں نے اس کو اپنے بازو پر بٹھا لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ان دونوں میں کیوں انصاف نہیں کیا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: امام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بیٹوں اور بیٹیوں میں انصاف اور برابری کا معاملہ رکھنا چاہیے' جیسا کہ عطیہ میں لڑکیوں اور لڑکوں میں مساوات قائم کرنے کا اوپر کی حدیثوں میں ذکر ہے' اس وجہ سے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

٣٤٦٠ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتْ اِمْرَاَةُ بَشِيْرٍ اِنْحَلْ اِبْنِيْ غُلَامَكَ وَاَشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَاَلَتْنِيْ اَنْ تَنْحَلَ اِبْنَهَا غُلَامِيْ وَقَالَتْ اَشْهِدْ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَهٗ اِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَكُلُّهُمْ اَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ اِلَّا عَلٰى حَقٍّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ فَاَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی (عمرۃ بنت رواحہ) نے (اپنے شوہر سے) کہا کہ آپ میرے بیٹے کو اپنا غلام (بطور عطیہ) دیدیں اور اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا فلاں کی بیٹی (یعنی عمرۃ بنت رواحہ میری بیوی) نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس کے بیٹے کو اپنا غلام بطور عطیہ دے دوں اور یہ بھی کہا ہے کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناؤں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اس لڑکے کے اور بھی بھائی ہیں تو بشیر بن سعد نے جواب دیا' ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا کیا تم نے اس لڑکے کی طرح سب کو ایسا ہی عطیہ دیا ہے تو انھوں نے جواب دیا نہیں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بات مناسب نہیں اور میں حق پر ہی گواہ ہوتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ تم میرے سوا کسی اور کو گواہ بناؤ۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عطیہ اور ہبہ میں اپنی اولاد میں یکسانیت قائم رکھنا چاہیے اور کسی کو کسی پر ترجیح دیں تو یہ مکروہ ہے حرام نہیں ہے اور ہبہ درست ہوگا' ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشیر بن سعد سے یہ نہ فرماتے کہ کسی دوسرے کو اس معاملہ میں تم گواہ بنالو۔ (شرح مسلم)

٣٤٦١ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے اور (جواب میں اس ہدیہ کا) بدلہ بھی دیتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: صاحب توضیح نے کہا ہے کہ ھدیہ کا بدلہ دینا واجب نہیں ہے' البتہ! ہدیہ کا بدلہ دیا جائے تو درست ہے۔

٣٤٦٢ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اُعْطِيَ عَطَاءً فَوَجَدَ فَلْيَجْزِبِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيُثْنِ فَاِنَّ مَنْ اَثْنٰى فَقَدْ شَكَرَ وَمَنْ كَتَمَ فَقَدْ كَفَرَ وَمَنْ تَحَلّٰى بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو اگر عطیہ دیا جائے اور اس میں بدلہ دینے کی سکت ہے تو اس کو (عطیہ کا) بدلہ دے دینا چاہیے اور اگر اس میں استطاعت نہیں ہے تو (دینے والے کی) تعریف کرنی چاہیے! اس لیے کہ جس نے (اپنے محسن کی) تعریف کی تو اس نے اس کا شکریہ ادا کر دیا اور جس نے (کسی کے احسان کو) چھپائے رکھا تو اس نے کفران نعمت کیا اور کسی کو کچھ نہیں ملا (اس کے باوجود اس نے ظاہر کیا کہ) اسے ملا ہے تو اس نے گویا جھوٹ کے دو کپڑے پہن لیے یعنی دکھاوے سے کام لیا اور دو جھوٹ کہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ریاء اور دکھاوے کی مذمت

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ "من تحلی بما لم یعط کان کلابس ثوبی زور" (جو شخص کسی چیز کے نہ ملنے پر یہ ظاہر کرے کہ وہ چیز مل گئی ہے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لیے) اس سے مراد وہ شخص ہے جو زاہدین اور صالحین کا لباس پہنے اور حقیقت میں ایسا نہ ہو۔ عرب میں شرفاء کا لباس یہ ہوتا ہے کہ وہ دو کپڑے پہنتے تھے اور لوگ ان کی باتوں پر اعتماد کرتے اور معاشرہ میں وہ باوقار اور قابل احترام سمجھے جاتے تھے۔ بعض جھوٹے لوگ لباس میں شرفاء کی نقل کرتے اور خود کو قابل احترام ظاہر کرنے کے لیے اپنی آستین میں ایک زائد آستین جوڑ دیتے تاکہ یہ معلوم ہو کہ انھوں نے دو کپڑے پہنے ہیں اور ان کا بھی شمار شرفاء میں ہے، اس طرح لوگ ان کی باتوں اور جھوٹی گواہی پر اعتماد کرتے، حدیث شریف میں ایسی ریاکاری اور دکھاوے کی مذمت ہے اور اس سے روکا گیا ہے۔ (لمعات اور مرقات)

٣٤٦٣ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص پر احسان کیا جائے اور وہ احسان کرنے والے کو یوں کہے جزاک اللہ خیرا (اللہ تجھے اس کا بہتر بدلہ دے) تو اس نے اس کی تعریف کا حق ادا کر دیا[1] کہ وہ اس کو اس سے اچھا بدلہ دے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

[1] کیونکہ اس نے اس بات کا اعتراف کر لیا کہ وہ بدلہ دینے سے قاصر ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔

٣٤٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہ کیا، اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی قدردانی اور شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پہونچانے میں واسطہ ہیں تو جس نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو اس نے اللہ عزوجل کا شکر ادا نہ کیا۔ (حاشیہ مشکوۃ ۱۲)

٣٤٦٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ اَتَاہُ الْمُھَاجِرُوْنَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا رَاَیْنَا قَوْمًا اَبْذَلَ مِنْ کَثِیْرٍ وَّلَا اَحْسَنَ مُوَاسَاۃً مِّنْ قَلِیْلٍ مِّنْ قَوْمٍ نَزَلْنَا بَیْنَ اَظْھُرِھِمْ لَقَدْ کَفَوْنَا الْمُؤْنَۃَ وَاَشْرَکُوْنَا فِی الْمَھْنَأِ حَتّٰی لَقَدْ خِفْنَا اَنْ یَّذْھَبُوْا بِالْاَجْرِ کُلِّہٖ فَقَالَ لَا دَعَوْتُمُ اللّٰہَ لَھُمْ وَاَثْنَیْتُمْ عَلَیْھِمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ.

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیے اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے (ان انصار کی طرح) کسی قوم کو نہیں دیکھا کہ ان میں جو مالدار ہیں (ہمارے اوپر) بہت خرچ کرتے ہیں اور ان میں جن کی مالی حالت کمزور ہے وہ بھی ہماری (کسی نہ کسی طرح) اچھی طرح مدد کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں (یعنی انصار) جن کے پاس ہم (اپنا وطن چھوڑ کر) آئے ہیں، یہ ہم کو محنت (کھیتی باڑی) میں تو شریک نہیں کرتے لیکن فائدہ میں شریک کرتے ہیں (ان حضرات کے اس کامل ایثار اور مدد سے) ہم کو یہ اندیشہ ہو گیا ہے کہ یہ لوگ پورا ثواب لے لینے والے ہیں (اور ہم کو کچھ نہیں ملنے والا ہے، یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! (بات ایسی نہیں ہے) جب تک کہ تم ان کے لیے دعاء کرتے رہو گے اور ان (کے احسان) کی تعریف کرتے رہو گے (تم بھی ثواب میں برابر کے شریک رہو گے، اس سے معلوم ہوا کہ محسن کے لیے دعاء اور اس کی تعریف کرنے سے جو ثواب محسن کو اللہ تعالیٰ دیتے ہیں ویسا ہی ثواب اس شخص کو بھی دیتے ہیں جس پر احسان ہوا ہے۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٤٦٦ - وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَھَادَوْا فَاِنَّ الْھَدِیَّۃَ تُذْھِبُ الضَّغَائِنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ دیا کرو اس لیے کہ تحفہ دینا کینوں کو دُور کرتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: علامہ طیبی نے فرمایا ہے کہ غصہ اور ناراضگی سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور تحفہ سے خوشنودی پیدا ہوتی ہے اور جب خوشنودی کا سبب ظاہر ہوتا ہے تو ناراضگی دُور ہو جاتی ہے۔ (مرقات ۱۲)

٣٤٦٧ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَھَادَوْا فَاِنَّ الْھَدِیَّۃَ تُذْھِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ وَلَا تَحْقِرَنَّ جَارَۃٌ لِّجَارَتِھَا وَلَوْ شِقَّ فِرْسَنِ شَاۃٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آپس میں تحفہ بھیجا کرو، اس لیے کہ تحفہ سینہ کی کدورت کو دور کرتا ہے اور ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے اگر چہ کہ (ہدیہ میں) بکری کے کھر کا ٹکڑا ہی (اس کے پاس بھیجا گیا) ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسیوں کو آپس میں محبت اور الفت قائم رکھنا چاہیے اور یہ محبت آپس میں تحفہ دینے اور لینے سے حاصل ہوتی ہے۔ تحفہ میں تھوڑے اور بہت کا خیال نہ رکھنا چاہیے اور حدیث شریف میں عورتوں کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ عورتوں میں تحمل کم ہوتا ہے اور تھوڑی چیز کو حقیر سمجھ کر واپس کر دیتی ہیں۔ اس سے محبت کے بجائے عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔

(حاشیہ مشکوۃ ۱۲)

٣٤٦٨ - وَعَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِبَاکُوْرَۃِ الْفَاکِھَۃِ وَضَعَھَا عَلٰی عَیْنَیْہِ وَعَلٰی شَفَتَیْہِ وَقَالَ اَللّٰھُمَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کی خدمت میں (موسم کا) پہلا میوہ لایا جاتا تو اس کو آپ (اللہ تعالیٰ کی تازہ نعمت کی تعظیم اور شکر کے خیال سے) اپنی

كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَرِنَا اٰخِرَهٗ ثُمَّ يُعْطِيْهَا مَنْ يَّكُوْنُ عِنْدَهٗ مِنَ الصِّبْيَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.

مبارک آنکھوں اور شیریں لبوں پر رکھتے (اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت درگاہ حق سے ابھی آئی ہے) اور یوں دعاء فرماتے ہیں کہ اے اللہ! جیسے آپ نے ہم کو اس میوہ کی ابتداء دکھائی ہے اس کی انتہا بھی دکھا دے! پھر اس (میوہ) کو چھوٹے بچوں کو جو آپ کے ہاں موجود ہوتے اُن کو عطا فرماتے[1] اس حدیث کی روایت بیہقی نے الدعوات الکبیر میں کی ہے۔

[1] اس لیے کہ بچے دلوں کا پھل ہیں اور آدمی بھی ابتداء میں بچہ ہی ہوتا اور بچے ایسی چیزوں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسم کے پہلے میوہ کے آنے پر یوں دُعا فرمائی کہ اے اللہ جیسے تو نے ہمیں اس کی ابتداء دکھائی ہے اس کی انتہا بھی دکھا۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اس میوہ کو زیادہ دنوں تک باقی رکھ دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ میوہ اور اس قسم کی نعمتوں سے تو ہمیں آخرت میں بھی سرفراز فرما' اس لیے کہ زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے اور دنیا کی نعمتیں تو زائل ہونے والی ہیں۔ (مرقات)

بَابُ اللُّقَطَةِ

گری ہوئی چیز کے اٹھانے کے مسائل کا بیان

٣٤٦٩ - عَنْ عَيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ لُقْطَةً فَلْيُشْهِدْ ذَاعَدْلٍ اَوْ ذَوَيْ عَدْلٍ وَّلَا يَكْتُمْ وَلَا يَغِيْبُ فَاِنْ وَّجَدَ صَاحِبَهَا فَلْيَرُدَّهَا عَلَيْهِ وَاِلَّا فَهُوَ مَالُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَاَخْرَجَ الطَّحَاوِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ فَلْيُشْهِدْ عَلَيْهَا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْ غَيْرِ شَكٍّ.

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو کوئی لقطہ یعنی گری پڑی چیز مل جائے تو اس کو چاہیے کہ اس پر ایک صاحب عدل یا دو صاحب عدل کو گواہ بنائے اور لقطہ کو نہ چھپائے اور غائب بھی نہ کرے اور اگر اس کے مالک کو پالے تو اس کو واپس کر دے' ورنہ (اگر مالک کو نہ پائے تو) وہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں' اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' اور دارمی نے کی ہے اور امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے اور کہا ہے کہ لقطہ پر دو صاحب عدل کو گواہ بنائے' بغیر کسی شک کے۔

لقطہ کے احکام اور مسائل

ف: واضح ہو کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لقطہ کے ملنے پر گواہ بنانا واجب ہے' امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہی قول ہے۔ البتہ! گواہ بنانے کی کیفیت کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اجمالاً یوں گواہ بنائے کہ اس کو ایک چیز ملی ہے اس کی تفصیل نہ بتائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ لقطہ کی پوری تفصیل بتائے' اس لیے کہ اگر صاحب لقطہ مر جائے تو اس کے وارثین اس میں تصرف نہ کر سکیں' احناف کے نزدیک لقطہ پر گواہ بنانا اس لیے ضروری ہے کہ لقطہ کی حیثیت امانت کی طرح ہے' اگر صاحب لقطہ گواہ بنالے تو تلف ہونے کی صورت میں صاحب لقطہ پر تاوان عائد نہیں ہوگا۔ اگر صاحب لقطہ نے گواہ نہیں بنایا لیکن مالک لقطہ نے تصدیق کر دی کہ اس نے لقطہ مالک کو واپس کرنے کے لیے اٹھایا ہے تو اس صورت میں لقطہ کے تلف ہونے پر اٹھانے والے پر تاوان عائد نہ ہوگا اور اگر مالک جھٹلا دے کہ لقطہ اُٹھانے والے کی نیت ٹھیک نہ تھی اور اس نے گواہ بھی نہیں بنایا تو تلف ہونے کی صورت میں صاحب لقطہ پر تاوان عائد ہوگا۔

لقطہ اٹھانے والے پر یہ ضروری ہے کہ ایک سال تک لقطہ کا اعلان کرتا رہے' خصوصاً ایسے مقاموں پر جہاں پر لوگ جمع ہوا کرتے

ہیں جیسے جامع مسجد، عیدگاہ اور میلے وغیرہ اور اس مدت کے گذر جانے کے بعد اگر لقطہ اُٹھانے والا محتاج ہے تو وہ اس کو استعمال کر سکتا ہے اور اگر وہ غنی ہے تو اس کو خیرات کر دے۔ (ماخوذ از بذل المجہود ۱۲)

٣٤٧٠ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ دَخَلَ عَلٰى فَاطِمَةَ وَحَسَنٍ وَّحُسَيْنٍ يَبْكِيَانِ فَقَالَ مَا يُبْكِيْهِمَا قَالَتِ الْجُوْعُ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَوَجَدَ دِيْنَارًا بِالسُّوْقِ فَجَاءَ اِلٰى فَاطِمَةَ وَاَخْبَرَهَا فَقَالَتِ اذْهَبْ اِلٰى فُلَانِ الْيَهُوْدِيِّ فَخُذْلَنَا دَقِيْقًا فَجَاءَ اِلَى الْيَهُوْدِيِّ فَاشْتَرٰى بِهٖ دَقِيْقًا فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَنْتَ خَتَنُ هٰذَا الَّذِيْ يَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ دِيْنَارَكَ وَلَكَ الدَّقِيْقُ فَخَرَجَ عَلِيٌّ حَتّٰى جَاءَ بِهٖ اِلٰى فَاطِمَةَ فَاَخْبَرَهَا فَقَالَتِ اذْهَبْ بِهٖ اِلٰى فُلَانِ الْجَزَّارِ فَخُذْلَنَا بِدِرْهَمٍ لَّحْمًا فَذَهَبَ فَرَهَنَ الدِّيْنَارَ بِدِرْهَمٍ لَّحْمًا فَجَاءَ بِهٖ فَعَجَنَتْ وَنَصَبَتْ وَخَبَزَتْ وَاَرْسَلَتْ اِلٰى اَبِيْهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَذْكُرُ لَكَ فَاِنْ رَّاَيْتَهٗ لَنَا حَلَالًا اَكَلْنَاهُ وَاَكَلْتَ مَعَنَا مِنْ شَاْنِهٖ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كُلُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فَاَكَلُوْا فَبَيْنَاهُمْ مَكَانَهُمْ اِذَا غُلَامٌ يَنْشُدُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ الدِّيْنَارَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدُعِيَ لَهٗ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ سَقَطَ مِنِّيْ فِي السُّوْقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اذْهَبْ اِلَى الْجَزَّارِ فَقُلْ لَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَكَ اَرْسِلْ اِلَيَّ بِالدِّيْنَارِ وَدِرْهَمُكَ عَلَيَّ فَاَرْسَلَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَفِيْهِ اَنَّهٗ عَرَّفَهٗ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے (تو آپ نے دیکھا کہ) حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم رو رہے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے ان کو رُلایا ہے؟ بی بی فاطمہ نے فرمایا کہ بھوک (ان کو رُلا رہی ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے آپ کو بازار میں ایک دینار ملا۔ تو آپ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان کو (دینار کے ملنے کی) خبر دی۔ بی بی فاطمہ نے فرمایا: آپ فلاں یہودی کے پاس جا کر ہمارے لیے آٹا لے آیئے، آپ اس یہودی کے پاس گئے اور (دینار) سے آٹا خریدا۔ اس یہودی نے کہا (کیا) تم ان حضرت کے داماد ہو جو کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! تو اس (یہودی) نے کہا اپنا دینار آپ لے لیجئے اور آٹا بھی (بغیر قیمت کے) آپ کا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے نکلے اور آٹا لے کر بی بی فاطمہ کے پاس پہنچے اور ان (یہودی کا واقعہ) سنایا۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس (دینار) کو فلاں قصاب کے پاس لے جاؤ اور ہمارے لیے ایک درہم کا گوشت لاؤ، حضرت علی ص (قصاب کے پاس) پہنچے اور اس دینار کو رہن رکھ کر ایک درہم کا گوشت لائے۔ بی بی فاطمہ نے آٹا گوندھا چولھا سلگایا اور روٹی پکائی اور اپنے ابا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، بی بی فاطمہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو (پہلے) پورا واقعہ سناتی ہوں اگر آپ اس (کھانے) کو ہمارے لیے حلال سمجھیں تو ہم بھی کھائیں گے اور آپ بھی ہمارے ساتھ کھائیں گے۔ اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے (پھر بی بی فاطمہ نے دینار کے ملنے اور اس کے خرچ کرنے کا پورا واقعہ سنایا، واقعہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بسم اللہ کہو اور کھاؤ۔ سب نے کھانا شروع کیا ابھی سب کھانا کھا رہے تھے کہ اس اثناء میں ایک لڑکا اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر اپنے دینار (کے گم ہو جانے) کا اعلان کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کو بلایا جائے اس کو بلایا گیا۔ اس سے آپ نے (دینار کے بارے میں) دریافت کیا تو اس نے جواب دیا (دینار) بازار میں مجھ سے گر گیا تھا تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! اس قصاب کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے یہ فرمایا ہے کہ اس دینار کو میرے پاس

بھیج دیں اور درہم (کا جو گوشت لیا گیا ہے اس کی ادائیگی) میرے ذمہ ہے اس (قصاب) نے دینار بھیج دیا تو رسول اللہ ﷺ نے دینار اس کے مالک کو دیدیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور اس حدیث کی روایت عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے اور اس روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ آپ تین دن تک اس (دینار کے ملنے) کا اعلان فرماتے رہے۔

لقطہ کے مسائل اور احکام

٣٤٧١ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَرِّفْهَا فَإِنْ جَاءَ اَحَدٌ یُّخْبِرُكَ بِعَدَدِهَا وَوِعَائِهَا وَوِكَائِهَا فَاَعْطِهٗ اِيَّاهَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا.

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) لقطہ کا اعلان کرتے رہو اگر کوئی (ایسا شخص جو اس کا مالک ہو) آئے اور تمہیں اس کی تعداد اور وہ ظرف یا تھیلی جس میں وہ رکھی ہوئی ہو اور سربند (یہ سب تفصیل) بتائے تو تم اس کو دیدو ورنہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

٣٤٧٢ - وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَّجَدْتُّ صُرَّةً فِيْهَا مِائَةُ دِيْنَارٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ لَمْ اَجِدْ مَنْ يَّعْرِفُهَا فَقَالَ اِحْفَظْ عَدَدَهَا وَوِعَاءَ هَا وَوِكَاءَ هَا فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے (راستہ میں) ایک تھیلی پائی جس میں ایک سو دینار تھے میں (اس کو لے کر) نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو تو میں ایک سال تک اعلان کرتا رہا (مالک نہ ملا) تو میں پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، حضور انور ﷺ نے فرمایا: ایک سال اور اعلان کرتے رہو تو میں ایک سال اور اعلان کرتا رہا (پھر بھی مالک نہ ملا) تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور اقدس ﷺ نے (تیسری بار) فرمایا: ایک سال اور اعلان کرتے رہو تو میں (تیسرے) سال پھر اعلان کرتا رہا (مالک نہ ملا) تو میں نے حضور انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) ان (دیناروں) کو پہچان کر لینے والا نہ ملا تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ان کی تعداد، تھیلی اور سربند (سب) یاد رکھو اور اگر ان کا مالک آ جائے (تو اس کو دیدو) ورنہ ان کو (استعمال کرو) اور فائدہ اٹھاؤ۔

٣٤٧٣ - وَرَوَى الْبَزَّارُ وَالدَّارُقُطْنِيُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ لَا يَحِلُّ اللُّقَطَةُ شَيْئًا فَلْيُعَرِّفْهُ سَنَةً فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهٗ فَلْيَرُدَّهٗ اِلَيْهِ وَاِنْ لَّمْ يَاْتِ فَلْيَتَصَدَّقْ بِهٖ فَاِنْ جَاءَ فَيُخَيِّرُهٗ بَيْنَ الْاَجْرِ وَبَيْنَ الَّذِيْ لَهٗ.

اور بزار اور دارقطنی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا (بغیر اعلان کے) لقطہ میں سے کوئی چیز (کا استعمال) جائز نہیں تو ایک سال تک اس کا اعلان کرنا چاہیے۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اس کو واپس کر دے اگر وہ نہ آئے تو اس کو خیرات کر دے اور (خیرات کرنے کے بعد مالک) آئے تو اس کو اختیار دیدے کہ وہ (خیرات کا) ثواب لے لے یا اپنا حق لے

لیوے۔

۳٤٧٤ - وَرَوٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ یَتَصَدَّقُ بِهَا الْغَنِیُّ وَلَا یَنْتَفِعُ بِهَا وَلَا یَتَمَلَّکُهَا.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (اگر مالک لقطہ نہ آئے اور لقطہ اٹھانے والا) غنی ہے تو اس کو خیرات کر دے اور اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اس کو اپنی ملکیت میں بھی نہ رکھے۔

۳٤٧٥ - وَفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اللُّقْطَةِ فَقَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ جَاءَ بَاغِیْهَا فَاَدِّهَا اِلَیْهِ اِلَّا فَاعْرِفْ عِفَاصَهَا وَوِکَاءَهَا ثُمَّ کُلْهَا فَاِنْ جَاءَ بَاغِیْهَا فَاَدِّهَا اِلَیْهِ.

اور ابو داؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو اگر اس کا تلاش کرنے والا آ جائے تو اس کو دیدو ورنہ پھر اس کی تھیلی اور سر بند کو یاد رکھو پھر اس کو کھالو (استعمال کرلو) اس کے بعد اس کا تلاش کرنے والا آئے تو اس کو (اس کا بدل) دے دو۔

۳٤٧٦ - وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقْطَةِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ اعْرِفْ وِکَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً فَاِنْ لَّمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَکُنْ وَدِیْعَةً عِنْدَكَ فَاِنْ جَاءَ طَالِبُهَا یَوْمًا مِّنَ الدَّهْرِ فَاَدِّهَا اِلَیْهِ.

اور بخاری و مسلم کی روایتوں میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ لقطہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اگر وہ سونے اور چاندی کی چیزیں ہوں (تو کیا کیا جائے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ان کے سر بند اور تھیلی کو اچھی طرح پہچان لو پھر ایک سال تک ان کا اعلان کرتے رہو اور اگر تم کو (مالک) نہ ملے تو ان کو خرچ کرلو اور وہ تمہارے پاس بطور امانت کے ہوں گے پھر اس کا طالب آئندہ کسی وقت بھی آ جائے تو تم اس کو اس کے (درہم یا دینار) دے دو۔

ف: واضح ہو کہ لقطہ کے ملنے پر اعلان کرنے کے بارے میں احادیث شریفہ میں مختلف مدتوں کا ذکر ہے۔ ایک حدیث میں ایک سال، ایک اور حدیث میں تین سال دوسری حدیث میں تین دن اعلان کرتے رہنے کا ذکر ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لقطہ ملنے پر اعلان کی کوئی مقررہ مدت نہیں بلکہ لقطہ اٹھانے والے کی رائے پر اس کا انحصار ہے، لقطہ اٹھانے والا اتنی مدت تک اعلان کرتا رہے، یہاں تک کہ اس کو گمان غالب ہو جائے کہ اب لقطہ کا مالک اس کو طلب نہیں کرے گا۔ شمس الائمہ سرخسی نے اسی کو اختیار کیا ہے اور جامع المضمرات اور جوہرہ میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

(یہ شرح وقایہ، عمدۃ الرعایہ اور لمعات سے ماخوذ ہے ۱۲)

۳٤٧٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَخَّصَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعَصَا وَالسَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَاَشْبَاهِهٖ یَلْتَقِطُهُ الرَّجُلُ یَنْتَفِعُ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اجازت دی ہے کہ لاٹھی، کوڑا، رسّی اور اسی طرح کی دوسری (معمولی) چیزیں بطور لقطہ کے مل جائیں تو آدمی ان چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ معمولی چیز اگر لقطہ میں مل جائے تو اس کا اعلان ضروری نہیں ہے، معمولی چیز کی حد میں علماء کا اختلاف ہے اور تحقیق یہ ہے کہ دس درہم یا دینار یا اس سے کم مالیتی چیز معمولی چیز میں شمار ہوگی۔ (لمعات ۱۲)

لقطہ کی قسمیں اور ان کے احکام

ف ۲: امام سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لقطہ میں جو چیزیں ملتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں (۱) ایسی چیزیں جو معمولی ہوں اور ان کا مالک ان کو طلب نہ کرے جیسے انار کے چھلکے (یا اور پھلوں کے چھلکے) اور پھلوں کی گٹھلیاں تو ایسی چیزیں اٹھائی جا سکتی ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے' اگر مالک ان کو اٹھا لینے کے بعد یہ کہے کہ میں نے ان کو کسی ضرورت کے لیے ڈال رکھا ہے تو اس کو حق ہے کہ واپس لے لے۔ اس وجہ سے ایسی چیزوں کو مباحات کہتے ہیں کہ ان کو اٹھا لیا جا سکتا ہے لیکن اٹھانے سے اٹھانے والا ان کا مالک نہیں بن سکتا' کیونکہ ایسی چیزوں کا شمار مجہولات میں ہے اور مجہول چیز کی ملکیت درست نہیں' ان کا مالک اصل شخص ہی ہوگا' اس لیے دوسروں کے لینے کے بعد بھی وہ اپنی چیز کو واپس لے سکتا ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو اپنا مال مل جائے تو وہ اس کا زیادہ مستحق ہے۔ البتہ! دوسروں کے لیے ایسی چیزوں سے استفادہ کرنا درست ہے جبکہ مالک کو دوسروں کے استفادہ سے انکار نہ ہو۔ چنانچہ لاٹھی' کوڑا اور رسی وغیرہ اسی قسم کی چیزیں معمولی چیزوں میں شمار کی جاتی ہیں' ان کے ملنے پر اعلان ضروری نہیں اور ان سے استفادہ بھی درست ہے اور ان کے مالک کو ان کے واپس لینے کا اختیار ہے۔

اور لقطہ کی دوسری قسم ایسی چیزیں ہیں جن کو مالک طلب کرتا ہے' ان کے بارے میں ان کی قیمت کے اعتبار سے ان کا اعلان ضروری ہے جیسا کہ سابق میں ان کے مسائل اور احکام بیان کیے گئے ہیں۔

۳۴۷۸ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِتَمْرَةٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ لَاَكَلْتُهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْهِ اِبَاحَةُ الْمُحَقَّرَاتِ فِی الْحَالِ وَاَیْضًا فِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ قَالَ هِیَ لَكَ اَوْ لِاَخِیْكَ اَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلُ قَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَاءُهَا وَحِذَاؤُهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَاْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰی یَلْقَاهَا رَبُّهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (ایک مرتبہ) راستہ میں (پڑے ہوئے) ایک کھجور کے پاس سے گذرے (اس کو دیکھ کر) آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ صدقہ کا ہے تو میں اس کو ضرور کھا لیتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ معمولی چیزیں جو (راستہ میں) گری پڑی رہتی ہیں' ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے' اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ (ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا کہ گم شدہ بکری کا کیا حکم ہے؟ حضور انور ﷺ نے فرمایا: وہ تو تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا پھر وہ بھیڑیے کی ہے۔! (ان صحابی نے پھر رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا (ارشاد ہو) کہ گم شدہ اونٹوں کا کیا حکم ہے؟ تو حضور انور ﷺ نے فرمایا: تم کو اس کی کیوں فکر ہے؟ اس کے ساتھ اس کی مشک ہے ۱؎ اور اس کے ساتھ اس کے موزے ہیں (یعنی اس کے تلوے مضبوط ہیں کہ چلنے سے گھستے نہیں) وہ پانی پینے کے لیے (کہیں بھی) پہنچ سکتا ہے اور درخت (کے پتوں) کو کھا سکتا ہے' یہاں تک کہ اس کا مالک اس کو پا لے۔

۳۴۷۹ - وَلِمَالِكٍ فِی الْمُوَطَّا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ كَانَتْ ضَوَالُّ الْاِبِلِ فِیْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِبِلًا مُّؤَبَّلَةً تَتَنَاتَجُ لَا یُمْسِكُهَا

اور امام مالک نے موطأ میں ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ گم شدہ اونٹ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آزادانہ چھٹے ہوئے رہتے تھے اس حالت میں کہ ان کے بچے بھی ہو جاتے تھے اور ان کو کوئی نہیں پکڑتا تھا'

اَحَدٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ عُثْمَانُ اَمَرَ بِمَعْرِفَتِهَا ثُمَّ تُبَاعُ فَاِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا اَعْطٰى ثَمَنَهَا وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِىْ مُوَطَّاهُ نَحْوَهُ وَقَالَ مُرْسَلَةٌ بَدَلَ مُؤَبَّلَةٌ.

یہاں تک کہ جب امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ ان کا اعلان کیا جاوے' پھر ان کو بیچا جاتا' پھر ان کا مالک آتا تو اس کو ان کی قیمت دیدی جاتی اور امام محمد نے اپنی موطا میں اسی طرح روایت کی ہے۔

۱؎ اس کا مطلب یہ ہے کہ بکری پکڑے' نہ چھوڑے' اگر مالک آ جاوے تو اس کے حوالہ کر دے' نہیں تو اپنے کام میں لا دے' اگر چھوڑ دے گا تو اندیشہ ہے کہ بھیڑیا اس کو پھاڑ ڈالے یا کوئی جانور اس کو ہلاک کر دے' بہر حال مسلمان کے مال کو ضائع نہ کرے۔

۲؎ یعنی اس کے پیٹ میں پانی بھرا رہتا ہے اور وہ کئی دن تک پیاس کا متحمل ہو سکتا ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں گم شدہ اونٹوں کو نہ پکڑنے کی اجازت اس لیے تھی کہ ان کے تلف ہونے کا خوف نہیں تھا۔ چنانچہ امام شافعی' امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے گم شدہ گائے' اونٹ اور گھوڑوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان کو چھوڑے رکھنا افضل ہے' ہمارے ائمہ احناف اور دوسرے فقہاء نے کہا ہے کہ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جبکہ نیک لوگوں کی کثرت تھی اور خیانت کا ذہن نہ تھا اور اس زمانہ میں خیانت کا ذہن عام ہو چکا ہے تو ایسی صورت میں ان جانوروں کا پکڑ رکھنا ان کی حفاظت ہے اور یہی بہتر ہے۔ امام ابن الہمام نے اس مسئلہ میں کافی بحث کی ہے اور ہمارے فقہاء کی رائے کی تائید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حضرت عثمان کا ایسے جانوروں کو پکڑ لینے کا حکم اور ان کا اعلان انقلاب زمانہ کی وجہ سے تھا کہ لوگ خیانت نہ کر بیٹھیں' پھر آپ ان کو بکوا دیتے اور ان کی قیمت کو مالکین کے لیے بیت المال میں محفوظ کروا دیتے تھے۔

۳۴۸۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰى ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ مَّا لَمْ يَعْرِفْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوٰى مُحَمَّدٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهُ وَقَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَاِنَّمَا يَعْنِىْ بِذٰلِكَ مَنْ اَخَذَهَا لِيَذْهَبَ بِهَا فَاَمَّا مَنْ اَخَذَهَا لِيَرُدَّهَا اَوْ لِيُعَرِّفَهَا فَلَا بَاْسَ بِهٖ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بھٹکے ہوئے جانور کو پناہ دے تو وہ خود گمراہ ہے جب تک کہ وہ اس کا اعلان نہ کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور کہا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یعنی جو شخص بھٹکے ہوئے جانور کو (اپنے گھر میں بغیر کسی اعلان کے) لے جائے (وہ گمراہ ہے) البتہ! جو ایسے جانور کو اس لیے پکڑے کہ اس کو (اس کے مالک) کے حوالہ کر دے گا یا اس کا اعلان کرتا رہے گا تو ایسے شخص کے لیے کوئی حرج نہیں۔

۳۴۸۱ - وَعَنِ الْجَارُوْدِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَالَّةُ الْمُسْلِمِ حَرْقُ النَّارِ رَوَاهُ الدَّارِمِىُّ.

حضرت جارود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان کی گم شدہ چیز (کو بغیر اعلان کے رکھ لینے کی نیت سے لے لینا) آگ کا شعلہ ہے۔ اس کی روایت دارمی کی ہے۔

۳۴۸۲ - وَعَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنِّىْ اَصَبْتُ ضَالَّةً فِى الْحَرَمِ وَاِنِّىْ عَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يَّعْرِفُهَا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ اسْتَنْفِعِىْ بِهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِىُّ

حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میں نے حرم میں ایک گم شدہ چیز (گری ہوئی) پائی اور میں نے اس کا اعلان بھی کیا مگر میں نے کسی کو نہیں پایا جو اس چیز کو پہچانتا ہو (یعنی اس کا مالک ہو) تو ام المومنین حضرت

26 وَقَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَرَوَيْنَا مِثْلَهُ عَنْ عَمْرٍو ابْنِ عَبَّاسٍ وَّابْنُ الْمُسَيَّبِ.

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو جواب دیا کہ تم اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور ابن المنذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ایسی ہی حدیث میں ہمیں حضرت عمرؓ، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہم سے ملی ہے۔

بَابُ الْفَرَائِضِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوَاهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَّصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ. (النساء: ١٢-١١)

وراثت کے احکام کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر، تو ان کو ترکہ دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا، اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا، اگر میت کے اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی، پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دین کے، تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا؟ یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے، بیشک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے، اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں جو وصیت تم کر جاؤ اور دین نکال کر، اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا، پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور دین نکال کر، جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو، یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

(ترجمہ کنزالایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی)

ف: واضح ہو کہ فرائض جمع ہے فریضہ کی، عربی زبان میں فرض کے معنی کسی چیز کے مقرر کرنے کے ہیں اور شریعت میں اس حصہ کو کہتے ہیں جو کتاب اللہ میں وارثوں کے لیے مقرر ہے، پھر وراثت کے مسائل کے علم کو علم فرائض قرار دیا گیا۔ (اشعۃ اللمعات ۱۲)
مسائل فرائض کئی قسم کے ہیں، اصحاب فرائض، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے حصے مقرر ہیں۔ مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی وارث،

زیادہ ہوں تو سب کے لیے دو تہائی۔ پوتی' پرپوتی اور اس سے نیچے کی پرپوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو اس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی' کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہو گی لیکن اگر اس کے ساتھ یا اس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہو گا تو وہ اس کو عصبہ بنا دے گا۔ سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاتی بہنیں جو باپ میں شریک ہوں اور ان کی مائیں علیحدہ علیحدہ حقیقی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے بھائی بہن جو فقط ماں میں شریک ہوں ان میں سے ایک ہو تو چھٹا' اور زیادہ ہوں تو تہائی' اور ان میں مرد و عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے' پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے باپ دادا کے ہوتے ہوئے ساقط ہو جائیں گے' باپ چھٹا حصہ پائے گا۔ اگر میت نے بیٹا یا پوتا یا اس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں۔ اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا۔ جو اصحاب فرائض کو دے کر بچے' دادا یعنی باپ کا باپ۔ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو ثلث ماقبی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پرپوتے کی اولاد یا بہن بھائی میں سے دو چھوڑے ہوں' خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر ان میں سے کوئی نہ چھوڑا تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے گا اس کا تہائی ملے گا اور جدہ کا چھٹا حصہ ہے' خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی' یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی' ایک ہو یا زیادہ ہوں' اور قریب والی دُور والی کے لیے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں' اس صورت میں کچھ نہ ملے گا' زوج چہارم (حصہ) پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے' پوتے' پرپوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا' زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے پوتے ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی' عصبات وہ وارث ہیں جن کے لیے کوئی حصہ معین نہیں' اصحاب فرض سے جو باقی بچتا ہے وہ پاتے ہیں' ان میں سے سب سے اولی بیٹا ہے' پھر اس کا بیٹا' پھر اس کا بیٹا اور نیچے کے پوتے' پھر باپ' پھر دادا' پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے۔ پھر حقیقی بھائی' پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی' پھر سگے بھائی کا بیٹا' پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا' پھر چچا' پھر باپ کے چچا' پھر دادا کے چچا' پھر آزاد کرنے والا' پھر اس کے عصبات ترتیب وار۔ اور جن عورتوں کا حصہ یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں' ذوی الارحام کون ہیں؟ اصحاب فرض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب عصبات کے مثل ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. (النساء:۱۷۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں' تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہو گا اگر بہن کی اولاد نہ ہو' پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی' اور اگر بھائی' بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

ف: کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بیمار تھے تو

حضور نبی کریم ﷺ مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عیادت کے لیے تشریف لائے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ بے ہوش تھے۔ حضرت نے وضوفرما کر آب وضوان پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا' آنکھیں کھول کر دیکھا تو حضور انور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (بخاری ومسلم) ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے جابر! میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ بزرگوں کا آب وضوتبرک ہے اور اس کو حصول شفاء کے لیے استعمال کرنا سنت ہے۔ مسئلہ مریضوں کی عیادت سنت ہے۔ سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علوم غیب عطا فرمائے ہیں' اس لیے نبی کریم ﷺ کو معلوم تھا کہ حضرت جابر کی موت اس مرض سے نہیں ہے۔ (حاشیہ خزائن العرفان از مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتَابِ اللّٰهِ. (الاحزاب:٦)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور رشتہ والے اللہ کی کتاب میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔ (کنز الایمان)

ف: مسئلہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولوا الارحام ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں کوئی' اجنبی دینی برادری کے ذریعہ سے وارث نہیں ہوتا۔ میراث نسبی قرابت داروں کو ملے گی۔ (خزائن العرفان ونور العرفان)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ. (النساء:٣٣)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا' انہیں ان کا حصہ دو۔ (کنز الایمان)

ف: اس سے عقد موالات مراد ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص دوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مولیٰ ہے' میں مرجاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینی ہوگی۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا' اس صورت میں یہ عقد صحیح ہوجاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اس پر آجاتی ہے اور دوسرا بھی اسی طرح مجہول النسب ہو اور ایسا ہی کہے اور یہ بھی قبول کرلے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ دار ہوگا۔ یہ عقد ثابت ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا. (النساء:١٤١)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔ (کنز الایمان)

ف: کافر نہ مسلمانوں کو مٹا سکیں گے نہ محبت میں غالب آسکیں گے۔ علماء نے اس آیت سے چند مسائل مستنبط کیے ہیں۔ کافر مسلمان کا وارث نہیں۔ کافر مسلمان کے مال پر استیلاء پا کر مالک نہیں ہوسکتا' کافر مسلمان غلام کے خریدنے کا مجاز نہیں۔ ذمی کے عوض مسلمان قتل نہ کیا جائے گا۔ (خزائن العرفان)

کسی مسلمان کے خلاف کافر کی گواہی جائز نہیں۔ مسلمان عورت کا کسی کافر مرد سے نکاح حلال نہیں۔ (نور العرفان)

٣٤٨٣ - عَنْ عُمَرَ قَالَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَزَادَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّالطَّلَاقَ وَالْحَجَّ قَالَا فَاِنَّهٗ مِنْ دِيْنِكُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ فرائض (یعنی وراثت کے مسائل اور احکام) سیکھو اور حضرت ابن مسعود نے اتنا زیادہ اور فرمایا کہ طلاق اور حج (کے مسائل اور احکام) سیکھو اور ان دونوں حضرات نے یہ بھی فرمایا کہ یہ (علوم) دین (کے ضروریات اور اہم چیزوں) میں سے ہیں۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں علم فرائض کی ترغیب اس وجہ سے ارشاد فرمائی کہ وہ شریعت کے علم کا آدھا حصہ ہے کیونکہ اس میں

بہت تفصیل ہے اور بہت مسائل ہیں اور اس میں ذہن ثاقب' رائے صائب اور علم حساب کی ضرورت ہے اور حدیثوں میں یہ بھی ارشاد ہے کہ یہ علم بھلا دیا جائے گا اور سب سے پہلے یہ علم چھین لیا جائے گا' یعنی قیامت سے پہلے جب لوگ علم دین کا حاصل کرنا چھوڑ دیں گے تو فرائض ہی کے علم سے سب سے پہلے ناواقف ہوں گے' اور علوم بھی ان سے جاتے رہیں گے۔

٣٤٨٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَّاتَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ وَّلَمْ یَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلٰی قَضَاءُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَّنْ تَرَكَ دَیْنًا اَوْ ضِیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَّنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَاِلَیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں[1] پس جو شخص مر جائے اور وہ مقروض ہو اور اس نے اتنا مال نہ چھوڑا کہ قرض ادا ہو سکے تو اس کی ادائیگی مجھ پر ہے اور جس شخص نے مال چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جو شخص قرض یا عیال (یعنی چھوٹے بچے) چھوڑ جائے تو وہ میرے ہیں' میں ان کا کفیل ہوں' ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ جو شخص مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے اور جو شخص عیال چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے (میں ان کا کفیل ہوں) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے باپ ہیں' اس لیے مسلمانوں کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کا لحاظ اپنی جانوں سے زیادہ کرنا چاہیے۔

٣٤٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِیَ فَهُوَ لِاَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میراث کے حصے حصہ داروں کو پہنچا دو (میراث کی تقسیم کے بعد) اگر مال بچ جائے تو (بچا ہوا مال) اس شخص کو ملے گا جو مرد ہو اور میت سے اس کی قرابت قریبہ ہو (یعنی عصبہ کو ملے گا اور عصبہ وہ قریبی وارث ہے جس کا حصہ کتاب اللہ میں مذکور نہیں جیسے بیٹا' باپ اور میت کا اگر بیٹا یا باپ نہ ہو تو چچا' بھائی وغیرہ)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَیْنٍ وَّاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّةِ وَاِنَّ اَعْیَانَ بَنِی الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ الرَّجُلُ یَرِثُ اَخَاهُ لِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ اَخِیْهِ لِاَبِیْهِ.

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا تم اس آیت کو پڑھتے ہو "مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَیْنٍ" (وراثت کی تقسیم) وصیت کی (تعمیل) جس کی تم نے وصیت کی ہے یا قرض (کی ادائیگی کے بعد) ہوگی' حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت (کی تعمیل سے) پہلے (میت کے) قرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) حقیقی بھائی وارث ہوں گے' نہ کہ علاتی بھائی کیونکہ حقیقی موجود ہوں تو علاتی بھائی محروم ہوں گے اور حقیقی بھائی وارث ہوں گے اور آدمی وارث ہوگا اپنے حقیقی بھائی کا' نہ کہ علاتی بھائی کا۔

وَفِیْ رِوَایَةِ الدَّارِمِیِّ قَالَ الْاِخْوَةُ مِنَ الْاُمِّ یَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِی الْعَلَّاتِ اَلَخْ.

اور دارمی کی روایت میں (بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) آپ نے فرمایا کہ (حقیقی اور علاتی دونوں بھائی موجود ہوں تو) حقیقی بھائی وارث ہوتے ہیں، نہ کہ علاتی بھائی۔ تا آخر حدیث۔

ف (۱): حدیث شریف میں ارشاد ہے "فما بقی فھولا ولی رجل ذکر" (میراث کی تقسیم کے بعد) اگر مال بچ جائے تو (بچا ہوا مال) اس شخص کو ملے گا جو مرد ہو اور میت سے اس کی قرابت قریبہ ہو۔ اس کی وضاحت میں سارے فقہاء کا اتفاق ہے کہ میراث کی تقسیم کے بعد جو مال بچ جائے تو وہ عصبات کو ملے گا اور میت کے قریب ترین قرابت دار کو اور قرابت داروں پر ترجیح رہے گی تو قریبی عصبہ کی موجودگی میں قرابت بعیدہ والا عصبہ وارث نہ ہوگا اور دو رشتہ رکھنے والا ایک رشتہ رکھنے والے پر مقدم ہوگا۔ چاہے وہ رشتہ دار مرد ہو یا عورت، چنانچہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کو جو ایک ہی باپ اور ماں سے ہوں، کو ترجیح رہے گی، علاتی بھائیوں اور بہنوں پر۔ یہ مضمون مرقات، سراجی، شریفیہ سے ماخوذ ہے۔

ترکہ کے چار مدات ہیں

ف (۲): حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے: "وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالدَّیْنِ قَبْلَ الْوَصِیَّةِ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت (کی تعمیل) سے پہلے (میت کے) قرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، اس بارے میں علماء نے فرمایا ہے کہ میت کے ترکہ سے چار حقوق متعلق ہیں جن کی ترتیب یہ ہے:

(۱) میت کی تجہیز و تکفین اسراف اور تنگی کے بغیر کی جائے۔
(۲) تجہیز و تکفین کے بعد جو مال بچ رہے، اس میں سے میت کا قرض ادا کیا جائے۔
(۳) ادائیگی قرض کے بعد جو مال باقی بچ رہے، اس میں سے ایک تہائی کی حد تک میت کی وصیت کی تعمیل کی جائے۔
(۴) ان تینوں مدات کے بعد جو مال بچ جائے اس کو وارثوں میں قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں تقسیم کیا جائے۔

(سراجی ۱۲)

٣٤٨٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الشَّیْبَانِیِّ عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ جَعَلَ مِیْرَاثَ الْمُسْتَوْرَدِ لِوَرَثَتِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّہٗ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ الْحَسَنَ قَالَ مِیْرَاثُہٗ لِوَارِثِہٖ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِذَا ارْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ وَرَوَیْنَا مِثْلَہٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا اور نہ کافر مسلمان (کا وارث ہوتا ہے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور امام طحاوی نے ابوعمرو شیبانی کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مستورد (جو مرتد ہو جانے سے قتل کر دیا گیا) کی وراثت کو اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم فرما دیا اور امام طحاوی کی ایک روایت میں جو قتادہ سے مروی ہے، اس میں یہ مذکور ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کوئی اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کی وراثت اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گی اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا کہ اسی قسم کی روایتیں ہم کو حضرت ابن مسعود اور حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے بھی ملی ہیں۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور اسی طرح مرتد بھی مسلمان کا

وارث نہیں ہوگا' البتہ! مرتد کی مسلمان اولاد اس کی وارث ہوگی' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مرتد ارتداد کے بعد جو کماوے اس کے قتل کے بعد اس کی جائیداد بیت المال کی ہوگی اور مرتد نے حالت اسلام میں جو کمایا تھا اس کی مسلمان اولاد ایسے مال کی وارث ہوگی۔ چنانچہ حضرت علی نے ارتداد کی وجہ سے جب مستورد عجلی کو قتل کیا تو اس کا مال اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم فرما دیا۔

۳۴۸۷ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ الْمُشْرِكُوْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ لَّا نَرِثُهُمْ وَلَا يَرِثُوْنَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ وَقَالَ بِهٖ نَأْخُذُ الْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ يَّتَوَارَثُوْنَ بِهٖ وَاِنِ اخْتَلَفَ مِلَلُهُمْ يَرِثُ الْيَهُوْدِيُّ النَّصْرَانِيَّ وَالنَّصْرَانِيُّ الْيَهُوْدِيَّ وَلَا يَرِثُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَلَا يَرِثُوْنَهُمْ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں' نہ تو ہم ان کے وارث ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ اس کی روایت امام محمد نے کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہمارا اسی پر عمل ہے۔ کفر ایک قوم ہے' یہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے اگرچہ کہ ان کے مذاہب میں اختلاف ہو تو یہودی نصرانی کا اور نصرانی یہودی کا وارث ہوگا اور مسلمان ان کے وارث نہیں ہوں گے اور یہ بھی (یہودی اور نصرانی) مسلمانوں کے وارث نہیں ہوں گے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور عامہ فقہاء کا یہی قول ہے۔

۳۴۸۸ - وَعَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحُوْزُ الْمَرْاَةُ ثَلَاثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِيْ لَاعَنَتْ عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت تین شخصوں کی وارث ہوتی ہے۔ (۱) اپنے آزاد کیے ہوئے غلام کی (بشرطیکہ اس کا عصبہ نسبی نہ ہو) (۲) اپنے پالکڑے کی (جبکہ اس کا کوئی وارث نہ ہو) (۳) اس لڑکے کی (بھی وارث ہوگی) جس کے بارے میں شوہر نے اپنا بچہ ہونے سے انکار کیا ہو (اس صورت میں ایسے بچہ کا باپ وارث نہ ہوگا' البتہ! ماں اور بیٹا ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ عورت اپنے پالکڑے کی وارث ہوتی ہے' اس بارے میں وضاحت یہ ہے کہ لقیط کی وراثت بیت المال میں داخل ہوتی ہے' اگر لقیط کا مربی فقیر ہو تو حاکم لقیط کا مال اس کے مربی کو دے سکتا ہے۔ (مرقات)

۳۴۸۹ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قوم کا مولی (آزاد کردہ غلام) اسی قوم میں شمار ہوگا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مولی سے آزاد کردہ غلام مراد ہے اور اگر مولی مر جائے اور اس کا کوئی عصبہ نسبی نہ ہو تو اس کا مالک جس نے اس کو آزاد کیا ہے' وہ اس کا وارث ہوگا' البتہ! غلام آقا کا وارث نہیں ہوگا۔

۳۴۹۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَرِثُ الْوَلَاءَ مَنْ يَّرِثُ الْمَالَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مال کا وارث ہوتا ہے' وہ ولاء کا بھی وارث ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ولاء کے معنی ایسی وراثت کے ہیں جو مولی (یعنی آزاد کردہ غلام) کے مر جانے پر اس کے مال کو حاصل ہوتی ہے

جبکہ مولیٰ کا کوئی شرعی وارث نہ ہو البتہ! عورت کو ایسی وراثت اس وقت حاصل ہوگی جبکہ غلام اسی کا آزاد کردہ ہو۔ (مرقات)

٣٤٩١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قوم (یعنی خاندان) کا بھانجا (خاندان ہی کا) ایک فرد ہوگا (میت کے ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں تو وہ میت کا وارث ہوگا) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٤٩٢ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيْعَةً فَاِلَيْنَا وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ وَاَنَا مَوْلٰى مَنْ لَّا مَوْلٰى لَهٗ اَرِثُ مَالَهٗ وَاَفُكُّ عَانَهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ يَرِثُ مَالَهٗ وَيَفُكُّ عَانَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّاَنَا وَارِثٌ مَّنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ اَعْقِلُ عَنْهُ وَاَرِثُهٗ وَالْخَالُ وَارِثٌ مَّنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں ہر مسلمان پر خود اس کی جان سے زیادہ حق رکھتا ہوں تو جو کوئی قرض چھوڑے یا اولاد چھوڑے تو ان کی ذمہ داری ہم پر ہے اور جو مال چھوڑے (تو قرض کی ادائیگی اور اجرائی وصیت کے بعد) اس کے وارثوں کا ہوگا اور جس کا کوئی وارث نہ ہو میں اس کا وارث ہوں گا اس کا مال لوں گا (اور بیت المال میں داخل کردوں گا) اور اس کے قیدیوں کو (فدیہ دے کر) چھڑاؤں گا اور ماموں اس شخص کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہ ہو کہ وہ اس کا مال وراثت میں پائے گا اور اس کے قیدیوں کو چھڑائے گا اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے میں اس کا وارث ہوں جس کا کوئی وارث نہیں اس کی طرف سے خون بہا ادا کروں گا اور اس کا مال لے کر (بیت المال میں) داخل کروں گا اور ماموں اس شخص کا وارث ہوگا جس کا کوئی وارث نہیں وہ اس کا خون بہا ادا کرے گا اور اس کا مال وراثت میں پائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٤٩٣ - وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَحَلِيْفُ الْقَوْمِ مِنْهُمْ وَابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيْ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا السُّنَّةُ فِي الرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الشِّرْكِ يُسْلِمُ عَلٰى يَدَيْ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ هُوَ اَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهٖ.

کثیر بن عبداللہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (حضرت عمرو بن مزنی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قبیلہ کا مولیٰ یعنی آزادہ کردہ غلام ان ہی میں کا ایک فرد سمجھا جائے گا اور (اسی طرح) قوم کا حلیف (ایسے دو شخص جو ایک دوسرے کی جان و مال کی حفاظت کے لیے معاہدہ کریں) بھی ان ہی میں کا ایک فرد سمجھا جائے گا اور خاندان کا بھانجا بھی ان ہی میں کا ایک فرد سمجھا جائے گا۔ اس حدیث کی روایت دارمی نے کی ہے اور تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایسے مشرک شخص کا جو ایک مسلمان کے ہاتھ پر اسلام لا چکا ہو اس (کی وراثت) کا کیا حکم ہے؟ (جب کہ وہ اپنا کوئی شرعی وارث نہ چھوڑے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ وہ ایسا شخص (جس کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا ہے) لوگوں میں اس کی زندگی اور موت (کے بعد بھی) اس کا زیادہ حقدار ہے۔ [2]

۱؎ یہ تینوں میت کے شرعی وارث نہ ہونے کی صورت میں وراثت پاسکیں گے۔

۲؎ زندگی میں اس کی دیکھ بھال کرے گا اور مرنے کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھائے گا اور اگر اس کا کوئی شرعی وارث نہ ہو تو معاہدہ ہونے کی صورت میں وہ شخص اس کا وارث بھی ہوگا۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں حلیف کا ذکر ہے' حلیف سے مراد ایسے دو شخص ہیں جن میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ تو میرا مولی ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور اگر میں کسی کو قتل کر دوں تو تو خون بہا ادا کرے گا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا۔ ایسا عہد اور عقد عقد الولاء کہلاتا ہے اور ایسے قائل کو بھی مولی کہتے ہیں اور یہ بھی میت کی وراثت کا حقدار ہوگا جبکہ میت کے وارث شرعی نہ ہوں۔ (مرقات اور طحاوی ۱۲)

۳۴۹۴ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْقَاتِلُ لَا یَرِثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوٰی اَبُوْ حَنِیْفَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا یَرِثُ قَاتِلٌ فَمِنْ قَتَلَ خَطَأً اَوْ عَمَدًا وَلٰكِنْ یَرِثُهٗ اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ بَعْدَهٗ وَكَذَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِی الْاٰثَارِ عَنْهُ وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ فِی الْمَرَاسِیْلِ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ نَحْوِهٖ وَرَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارُقُطْنِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قاتل (مقتول کا) وارث نہیں بن سکتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں بن سکتا' خواہ اس نے غلطی سے قتل کیا ہو یا بالارادہ' البتہ! مقتول کا وارث قاتل کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوگا۔ امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں اسی طرح روایت کی ہے اور بیہقی نے بھی اور ابو داؤد نے مراسیل میں سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح روایت کی ہے اور نسائی' ابن ماجہ اور دار قطنی نے عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔

۳۴۹۵ - وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ سُفْیَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلَیْهِ اِنْ وَّرِثَ امْرَاَةِ شیم الضبابی مِنْ دِیَةِ زَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

حضرت ضحاک بن سفیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو لکھا (اور حکم دیا) کہ اشیم ضبابی کی بیوی کے شوہر (جو سہواً قتل ہوئے تھے) کی دیت (خون بہا اور تاوان سے) میراث دی جائے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ جو شخص سہواً قتل کر دیا گیا ہو اس کی دیت اس کے متروکہ میں شامل ہو جائے گی' اس لیے اس سے اس کا قرض ادا ہوگا' اس کی وصیت جاری ہوگی اور اس سے وارثوں کو حصے بھی ملیں گے۔ (شرح الفرائض للسید)

۳۴۹۶ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْجَدَّةِ السُّدُسَ اِذَا لَمْ تَكُنْ دُوْنَهَا اُمٌّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نانی کا (وراثت میں) چھٹا حصہ مقرر فرمایا ہے جب کہ (میت کی) ماں زندہ نہ ہو۔ (اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے)

۳۴۹۷ - وَعَنْ قَبِیْصَةَ بْنِ ذُؤَیْبٍ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ تَسْاَلُهٗ مِیْرَاثَهَا فَقَالَ

حضرت قبیصہ بن ذویب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ (ایک میت کی) نانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور آپ سے اپنی وراثت طلب

لَهَا مَالَكِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ وَّمَالَكِ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ فَارْجِعِيْ حَتّٰى اَسْاَلَ النَّاسَ عَنْ ذٰلِكَ فَسَاَلَ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهَا السُّدُسَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَاَنْفَذَهٗ لَهَا اَبُوْبَكْرٍ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْاُخْرٰى اِلٰى عُمَرَ تَسْاَلُهٗ مِيْرَاثَهَا فَقَالَ هُوَ ذٰلِكَ السُّدُسُ فَاِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا وَاَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهٖ فَهُوَ لَهَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

کی تو حضرت ابوبکر نے اس سے فرمایا (جہاں تک مجھے علم ہے) کتاب اللہ میں تیرا کوئی حصہ مقرر نہیں اور (اسی طرح) رسُول اللہ ﷺ کی سنت سے بھی تیرا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے' اب تو چلی جا یہاں تک کہ میں تیری (وراثت کے بارے میں) لوگوں سے پوچھ لوں۔ آپ نے (صحابہ سے اس بارے میں) دریافت کیا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھا تو آپ نے نانی کو چھٹا حصہ دلوایا' پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ اس (واقعہ کے) وقت تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھے؟ تو حضرت محمد بن مسلمہ نے بھی حضرت مغیرہ کے قول کے مطابق کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی (یعنی نانی کی) میراث جاری کروادی۔ پھر (اسی میت کی) دادی (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اپنی وراثت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ وہی چھٹا حصہ ہے' اگر تم دونوں جمع ہو جاؤ (تم دونوں میں) برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر تم دونوں میں سے کوئی ایک رہ جائے تو اس کو وہ پورا (چھٹا) حصہ ملے گا۔ اس کی روایت امام مالک' امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' دارمی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۴۹۸ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَهَلَّ الصَّبِيُّ صُلِّيَ عَلَيْهِ وَوَرِثَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ اَرَى الْعُطَاسَ اسْتِهْلَالًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بچہ پیدائش کے وقت آواز کرے[1] تو اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی اور اس کو وراثت میں حصہ دیا جائے گا۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔ اور زہری نے کہا ہے کہ میں چھینک کو بھی زندگی کی علامت سمجھتا ہوں۔

[1] یا روئے یا چیخے یا چھینکے یا زور سے سانس لے' یہ سب زندگی کی علامتیں ہیں۔

ف: واضح ہو کہ نومولود بچہ کے زندہ پیدا ہو کر مر جانے پر وراثت کا مستحق ہوگا اور اس کے انتقال کی وجہ سے اس کے وارث حصہ پائیں گے اور اگر مردہ پیدا ہوا تو وہ وارث نہ ہوگا اور نہ اس کے ورثاء کو حصہ ملے گا۔ (حاشیہ مشکوۃ)

۳۴۹۹ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ اَوْ اَمَةٍ فَالْوَلَدُ وَلَدُ زِنًا لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی آزاد عورت سے (لونڈی باندی نہ ہو) یا کسی لونڈی سے زنا کرے (اور اس سے بچہ پیدا ہو) تو وہ ولد زنا ہوگا اور ایسا بچہ نہ خود وارث ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی میراث لی جا سکتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں لکھا ہے کہ ولد الزنا کا نسب مرد زانی سے ثابت نہیں ہوتا'

البتہ! ماں سے اس کا نسب ثابت ہوتا ہے' اس لیے وہ اپنی ماں کا وارث ہوگا اور ماں اس کی وارث ہوگی۔

۳۵۰۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَ تِ امْرَأَةُ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ ابْنَتَا سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ قُتِلَ أَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيْدًا وَّإِنَّ عَمَّهُمَا أَخَذَ مَا لَهُمَا وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَّلَا تُنْكَحَانِ إِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِي اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ أَعْطِ لِابْنَتَيْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَاَعْطِ أُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَهُوَ لَكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی اپنی دونوں بیٹیوں کو جو سعد بن الربیع سے تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ دونوں سعد بن الربیع کی بیٹیاں ہیں' ان کے باپ غزوۂ احد میں آپ کے ساتھ (شریک) تھے اور شہید ہوئے اور ان کے چچا نے ان کا پورا مال (جاہلیت کے طریقہ پر) لے لیا ہے اور ان دونوں بچیوں کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا اور ان دونوں کی شادیاں مال کے بغیر نہیں ہوسکتیں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم (انتظار کرو) اللہ تعالیٰ خود اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ پس میراث کی آیت نازل ہوئی (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان (لڑکیوں) کے چچا کے پاس ایک شخص کو اس حکم کے ساتھ بھیجا کہ سعد کی دونوں بیٹیوں میں دوتہائی حصہ اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصہ دو اور جو بچ جائے وہ تیرے لیے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ایام جاہلیت میں عورت کو میراث نہیں دی جاتی تھی' اسی وجہ سے حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے ان کا پورا مال لے لیا تو سعد بن الربیع کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ لڑکیوں کو وراثت میں حصہ مل سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا کہ حکم الٰہی کا اس بارے میں انتظار کرو تو آیت میراث "یوصیکم اللّٰہ فی اولاد کم الی اٰخرھا" (سورہ نساء پ ۴ ع ۲) نازل ہوئی۔ جس کی وجہ سے حضرت سعد کی دونوں بیٹیوں میں دوتہائی یعنی کل مال کے ۲۴ حصہ کیے گئے ۱۶ حصے دونوں بیٹوں کو اور تین حصے بیوی کو اور پانچ حصے حضرت سعد کے بھائی کو ملے۔

(مرقات' حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۰۱ - وَعَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ سُئِلَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ ابْنَةٍ وَّبِنْتِ ابْنٍ وَّاُخْتٍ فَقَالَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وَائْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ "لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ" اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الْاِبْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْاَلُوْنِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ہزیل بن شرحبیل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک بیٹی' ایک پوتی اور ایک بہن (کی وراثت کے حصوں) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ بیٹی کو آدھا' اور بہن کو آدھا ملے گا (یہ کہہ کر سائل سے کہا کہ تم) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ' وہ (بھی میری اس تقسیم سے) اتفاق کریں گے (اس پر وہ سائل حضرت ابن مسعود کے پاس پہنچا اور (اس مسئلہ میں) حضرت ابن مسعود سے دریافت کیا) اور حضرت ابوموسیٰ نے جو (اس بارے میں) کہا تھا اس کو بھی بتایا تو (حضرت ابن مسعود نے یہ سن کر) کہا (کہ اگر میں حضرت ابوموسیٰ کی رائے سے اتفاق کرلوں) تو میں گمراہ ہوگیا اور راہ حق پر نہ رہوں گا اور میں وہ فیصلہ دوں گا جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے (یعنی) بیٹی کو آدھا اور پوتی کا چھٹا دوتہائی کے تکملہ میں' اور بہن کو (متروکہ کا) بقیہ حصہ ملے گا (سائلین کہتے ہیں

کہ) ہم پھر حضرت ابو موسیٰ کے پاس پہنچے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنایا تو حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا: جب تک یہ عالم تم میں موجود ہو تم مجھ سے (ایسے مسائل) نہ دریافت کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں وراثت کی تقسیم کا جو مسئلہ ہے وہ چھ حصوں میں ہوگا۔ تین حصے بیٹی کو ایک حصہ پوتی کو اور دو حصے بہن کو ملیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک لڑکی کے ساتھ پوتیاں ہوں یا ایک ہی پوتی ہو تو ان سب کو ایک حصہ اور نصف بیٹی کو مل کر دو تہائی کا تکملہ ہو جائے گا اور بہنیں بیٹیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں یعنی بیٹیوں کے حصے سے جو بچ رہے وہ بہنوں کو مل جاتا ہے، جمہور علماء کا اس مسئلہ میں حضرت ابن مسعود کے فتویٰ پر عمل ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۰۲ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ ابْنَ ابْنِيْ مَاتَ فَمَالِيْ مِنْ مِيْرَاثِهٖ قَالَ لَكَ السُّدُسُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ لَكَ سُدُسٌ اٰخَرُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ قَالَ إِنَّ السُّدُسَ الْاٰخَرَ طُعْمَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک صاحب حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میرا پوتا مر گیا ہے، اس کی وراثت میں میرا کیا حصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارے لیے چھٹا حصہ ہے۔ جب وہ لوٹنے لگے تو آپ نے انہیں بلایا اور فرمایا: تمہارے لیے ایک اور چھٹا حصہ ہے جب وہ دوبارہ واپس ہونے لگے تو انہیں پھر بلایا اور فرمایا: کہ یہ دوسرا چھٹا حصہ تمہارے لیے (عصبہ بن جانے سے) بمنزلہ رزق کے ہے۔ اس کی روایت ترمذی، امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص دو بیٹیاں اور ایک دادا چھوڑ کر مر گیا۔ اس کے ترکہ کے چھ حصے ہوں گے۔ چار حصے دونوں بیٹیوں کو ملیں گے اور دو حصے دادا کو ملیں گے۔ دادا کے دو حصوں میں ایک حصہ ترکہ کا ہے اور دوسرا حصہ عصبہ بننے کی وجہ سے ہے۔ (مرقات، حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۰۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ مِنْ مِيْرَاثٍ قُسِّمَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَا كَانَ مِنْ مِيْرَاثٍ اَدْرَكَهُ الْاِسْلَامُ فَهُوَ عَلٰى قِسْمَةِ الْاِسْلَامِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو وراثت زمانہ جاہلیت (جاہلیت کے طریقہ پر) میں تقسیم کی گئی ہو وہ (زمانہ اسلام میں بھی) جاہلیت کے طریقہ پر ہی برقرار رہے گی۔ اور جس میراث نے اسلام کو پایا وہ اسلام کے (مقرر کردہ) طریقہ پر تقسیم ہوگی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر قانون کے نفاذ کے بعد سے جو مقدمات پیدا ہوں ان نئے مقدمات پر اس قانون کا نفاذ ہوتا ہے اور جو مقدمات نفاذ قانون سے پہلے تصفیہ پا چکے ہوں ان میں بعد والے قانون کے نفاذ سے کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

بَابُ الْوَصَايَا

وصیتوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ. (النساء:۱۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میت کی وصیت اور دین نکال کر جس میں اس نے نہ نقصان پہنچایا ہو۔ (کنز الایمان)

ف: میت کسی کے بارے میں اگر کوئی وصیت کرے تو وہ نافذ ہوگی بشرطیکہ دوسرے وارثوں کی حق تلفی نہ ہوتی ہو۔ اگر میت ناجائز وصیت کر کے فوت ہوا تو وہ وصیت جاری نہ کی جائے گی اور اس کا اثر میراث کے حصوں پر نہ پڑے گا۔ ناجائز وصیت کی تین صورتیں ہیں: (۱) ایک یہ کہ وارث کو وصیت کرے۔ (۲) دوسرے یہ کہ کسی کو تہائی سے زیادہ کی وصیت کرے تو تہائی درست ہوگی اور باقی غیر درست (۳) تیسرے یہ کہ حرام کام میں خرچ کرنے کی وصیت کرے کہ میرے بعد نوحہ والیوں کو اتنا دینا' فلاں مندر یا گرجے میں اتنا دینا کہ مسلمان کے لیے یہ حرام ہے اور یہ وصیت بالکل جاری نہ ہوگی۔ (نور العرفان)

۳۵۰۴ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّهٗ شَیْءٌ يُّوْصٰى فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عُمَرَ فِيْ مَرَضِ مَوْتِهٖ اِلَّا تُوْصِيْ قَالَ اَمَّا مَالِيْ فَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا كُنْتُ اَصْنَعُ فِيْهِ وَاَمَّا رِبَاعِيْ فَلَا اُحِبُّ اَنْ يُّشَارِكَ وَلَدِيْ فِيْهَا اَحَدٌ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ اس کے پاس وصیت نامہ دو راتیں گذرے بغیر لکھا رہے' اس چیز کے بارے میں جس کے لیے وصیت لازمی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور ابن المنذر نے نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے مرض الموت میں دریافت کیا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے جواب دیا کہ (میری جائیداد میں مال اور زمینات ہیں) رہا مال (کا معاملہ) تو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں اس میں کیا کرنے والا ہوں' اور رہے زمینات تو میں نہیں چاہتا کہ ان میں میری اولاد کے ساتھ کوئی شریک رہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں وصیت کی جو تاکید وارد ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں (۱) وجوب کی اور (۲) مستحب کی۔

وصیت اس وقت واجب ہے جب کہ مرنے والے پر قرض ہو یا کسی کی امانت اس کے پاس رکھی ہوئی ہو' ورنہ عام حالات میں وصیت مستحب ہے۔ اور حدیث شریف میں وصیت کی جو تاکید وارد ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو علم نہیں کہ وہ کب مرنے والا ہے' اس لیے وصیت اس کے پاس لکھی رہنی چاہیے۔ (مرقات' حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۰۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ عَلٰى وَصِيَّةٍ مَّاتَ عَلٰى سَبِيْلٍ وَّسُنَّةٍ وَّمَاتَ عَلٰى تُقًى وَّشَهَادَةٍ وَّمَاتَ مَغْفُوْرًا لَّهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (انتقال کے وقت) وصیت کرے تو اس کا انتقال (دین کے) راستہ پر اور (پسندیدہ) طریقہ پر ہوا اور اس کی موت تقویٰ اور شہادت پر ہوئی (جو اس کے حسن خاتمہ کی خوشخبری ہے) اور اس کی موت بخشش کی حالت پر واقع ہوئی۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں مرتے وقت وصیت کرنے والے کے لیے شہادت کی جو خوشخبری دی گئی ہے اس کے کئی پہلو ہیں ایک یہ کہ اس کو شہادت کا ثواب ملے گا' دوسرے یہ کہ فرشتے اس کے ایمان اور تقویٰ کی گواہی دیں گے' تیسرے یہ کہ اس کی موت کے وقت اس پر عالم برزخ کھلا ہوا ہوگا اور اس کے ہوش و حواس درست رہیں گے جس کی وجہ سے وہ دیگر امور بھی بیان کرے گا۔ چوتھے یہ کہ اس کی موت حضور مع اللہ پر ہوگی' یعنی وہ تجلیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرتا ہوگا اور اس کو اتنی یکسوئی حاصل ہوگی کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوگا۔ (مرقات' اشعۃ اللمعات' حاشیہ مشکوٰۃ۔ ۱۲)

۳۵۰۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ الْمَرْاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَحْضُرُهُمَا الْمَوْتُ فَيُضَارَّانِ فِي الْوَصِيَّةِ فَتَجِبُ لَهُمَا النَّارُ ثُمَّ قَرَاَ اَبُوْهُرَيْرَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

فرمایا ہے کہ مرد اور عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں' پھر ان کو موت آتی ہے اور وہ وصیت کرنے میں ضرر پہنچاتے ہیں' ان کے لیے دوزخ واجب ہو جاتی ہے' پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (آیت میراث کی تلاوت کی' سورۂ نساء پ ۴ ع ۲) (یہ حصے بھی) میت کی وصیت (کی تعمیل) اور (ادائے) قرض کے بعد (دیئے جائیں گے) بشرطیکہ میت نے (کسی کو) نقصان نہ پہنچانا چاہا ہو (یہ) فرمان الٰہی ہے اور اللہ (سب کچھ) جانتا (اور لوگوں کی نافرمانیوں پر) برداشت کرتا ہے۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے گا (آخرت میں) اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی (اور وہ) ان میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابو داؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٥٠٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَطَعَ مِيْرَاثَ وَارِثِهٖ قَطَعَ اللّٰهُ مِيْرَاثَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کوئی اپنے وارث کو میراث سے محروم کرے تو اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن اس کو جنت کی وراثت (یعنی نعمتوں) سے محروم فرما دیں گے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں جنت کی وراثت کا جو ذکر ہے وہ سورۃ الزخرف: ۷۲ میں ارشاد ہے "وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" اور جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے ان (نیک اعمال) کے بدلہ میں (ملی) ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے ہو اور قرآن مجید کی کئی آیتوں میں مذکور ہے' مثلاً سورۃ الاعراف: ۴۳ میں ارشاد ہے "ونودوا ان تلكم الجنة التی اورثتموها بما كنتم تعملون" اور (اہل جنت سے) پکار کر کہا جائے گا' یہی جنت ہے جس کے تم (نیک) اعمال کی بدولت وارث قرار دیئے گئے ہو جن کو تم (دنیا میں) کرتے تھے اور سورۂ مریم (آیت ۶۳) میں ارشاد ہے: "تلك الجنة التی نورث من عبادنا من كان تقيا" یہی وہ جنت ہے کہ ہمارے بندوں سے جو پرہیزگار ہوگا ہم اسے اس کا وارث بنائیں گے۔ اور سورۃ المومنون: ۱۱ میں ارشاد ہے: "اولئك هم الوارثون الذين يرثون الفردوس هم فيها خالدون" یہی لوگ (حضرت آدم کے اصلی) وارث ہیں جو بہشت بریں کی میراث پائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان آیات کریمہ سے مومن کا وارث جنت ہونا ثابت ہے' اگر کوئی شخص اپنے وارثوں کو ان کی وراثت سے محروم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی نعمتوں سے محروم فرما دیں گے جو اس کو وراثت میں ملنے والی تھیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٥٠٨ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ مَرِضْتُ عَامَ الْفَتْحِ مَرَضًا اشفيت عَلَى الْمَوْتِ فَاَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا كَثِيْرًا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جس سال مکہ فتح ہوا اس سال میں (سخت) بیمار ہوا یہاں تک کہ مجھے موت کا اندیشہ ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بہت سا مال ہے اور سوائے

وَلَيْسَ يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَتِي أَفَأُوْصِي بِمَالِي كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا إِلَى فِيْ امْرَأَتِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

میری بیٹی کے میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنے پورے مال کی (فقراء پر خیرات کے لیے) وصیت کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر میں نے عرض کیا' کیا اپنے دو تہائی (مال کی وصیت کر دوں) حضور ﷺ نے فرمایا (یہ بھی) نہیں! میں نے پھر عرض کیا کیا آدھے (مال) کی (وصیت کر دوں) حضور انور ﷺ نے فرمایا: (یہ بھی) نہیں! میں نے پھر عرض کیا' کیا ایک تہائی (مال) کی (وصیت کر دوں) تو حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا (ہاں) تہائی (مال) کی (وصیت کر سکتے ہو) اور تہائی مال بھی بہت زیادہ ہے۔ تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو یہ بہتر ہے اس بات سے کہ تم ان کو (نہ دے کر) محتاج چھوڑ دو کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں' بے شک تم جو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو گے' اس کا اجر ملے گا یہاں تک کہ اس لقمہ کا بھی جو اپنی بیوی کو کھلاتے ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ وصیت ایک تہائی مال کی حد تک جائز ہے مگر ایک تہائی سے کم کی وصیت بہتر ہے جیسا کہ مرقات اور ہدایہ میں مذکور ہے اور رحمۃ الامۃ میں یہ لکھا ہے کہ جس شخص کے لیے ایک تہائی مال کی حد تک وصیت بالاتفاق جائز ہے اور اس کے لیے وارثوں کی اجازت ضروری نہیں ہے' البتہ! اگر ایک تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا چاہتا ہو تو وارثین کی اجازت ضروری ہے۔ البتہ! امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک وارثین کو رجوع کا حق حاصل ہے۔ اور عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ اگر وصیت کرنے والے کے وارثین نہ ہوں تو وصیت ایک تہائی مال سے بھی زیادہ حد تک کی جا سکتی ہے۔

۳۵۰۹ - وَعَنْهُ قَالَ عَادَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَرِيْضٌ فَقَالَ أَوْصَيْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ بِكَمْ قُلْتُ بِمَالِي كُلِّهِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَمَا تَرَكْتَ لِوَلَدِكَ قُلْتُ هُمْ أَغْنِيَاءُ بِخَيْرٍ فَقَالَ أَوْصِ بِالْعُشْرِ فَمَازِلْتُ أُنَاقِصُهُ حَتَّى قَالَ أَوْصِ بِالثُّلُثِ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے جبکہ میں بیمار تھا' مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! (پھر) دریافت فرمایا کس قدر (مال کی) میں نے عرض کیا اپنے پورے مال کی اللہ کی راہ میں (وصیت کرنے کا ارادہ کیا ہے؟) آپ نے (پھر) دریافت فرمایا' تو تم نے اپنی اولاد کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے جواب دیا وہ سب مالدار ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا (اللہ کی راہ میں) دسویں (حصہ کی حد تک) وصیت کرو' میں (اس مقدار کو) کم سمجھتا رہا (اور حضور اقدس ﷺ اضافہ فرماتے رہے) یہاں تک کہ فرمایا تم (اللہ کی راہ میں) ایک تہائی کی وصیت کرو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۵۱۰ - وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي خُطْبَتِهِ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے ارشاد فرماتے سنا ہے' آپ حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ میں بار بار یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے (وراثت میں) ہر حق دار کا حق

حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ وَرَوَى الدَّارْقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجُوزُ وَصِيَّةٌ لِّوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ الْوَرَثَةُ وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ اِلَّا اَنْ يُّجِيْزَ الْوَرَثَةُ.

مقرر فرما دیا ہے اس لیے وارث کے لیے (علیحدہ) وصیت کی ضرورت نہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ترمذی نے (اپنی روایت میں) یہ اضافہ کیا ہے کہ (شادی شدہ عورت اگر زنا کرے تو اس سے جو) بچہ (ہوگا وہ اس عورت کے) شوہر کی طرف منسوب ہوگا اور زانی کو تو پتھر ہے (یعنی اس کو سنگسار کیا جائے گا) اور ان کا حساب تو اللہ ہی پر ہے (اور قیامت میں ہر شخص اپنے کیے کی سزا پائے گا) اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں مگر یہ کہ خود وارث (وصیت) چاہیں اور دار قطنی ہی کی ایک روایت میں عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وارث کے لیے وصیت (جائز) نہیں مگر یہ کہ خود وارث (وصیت کی) اجازت دے دیں۔

٣٥١١ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ الْعَاصَ بْنَ وَائِلٍ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ فَاَعْتَقَ اِبْنُهٗ هِشَامٌ خَمْسِيْنَ رَقَبَةً فَاَرَادَ اِبْنُهٗ عَمْرٌو اَنْ يَّعْتِقَ عَنْهُ الْخَمْسِيْنَ الْبَاقِيَةَ فَقَالَ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِيْ اَوْصٰى اَنْ يُّعْتِقَ عَنْهُ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّاَنَّ هِشَامًا اَعْتَقَ عَنْهُ خَمْسِيْنَ وَبَقِيَتْ عَلَيْهِ خَمْسُوْنَ رَقَبَةً اَفَاُعْتِقُ عَنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَوْ كَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْهُ اَوْتَصَدَّقْتُمْ عَنْهُ اَوْ حَجَجْتُمْ عَنْهُ بَلَغَهٗ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ عاص بن وائل نے (جو کافر تھا) وصیت کی تھی کہ (اس کے مرنے کے بعد) ایک سو غلام یا باندی آزاد کئے جائیں تو اس کے بیٹے ہشام رضی اللہ عنہ نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اور اس کے (دوسرے) بیٹے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بقیہ پچاس غلاموں کو آزاد کرنے کا ارادہ کیا، پھر (اپنے دل میں یا اپنے بھائی یا دوستوں سے) کہا کہ میں (بقیہ غلاموں کو آزاد نہیں کروں گا) یہاں تک کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لوں (کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟) پھر وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے، یا رسول اللہ! میرے باپ نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے (مرنے کے بعد) سو غلام آزاد کیے جائیں اور (میرے بھائی) ہشام رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف سے پچاس غلام آزاد کر دیئے ہیں اور بقیہ پچاس غلام آزاد کرنا باقی ہیں، کیا میں اس کی طرف سے (بقیہ پچاس غلاموں کو) آزاد کر دوں (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اگر وہ مسلمان ہوتا اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرتے یا خیرات کرتے یا اس کا حج بدل کرتے تو (ان سب اعمال کا ثواب) اس کو پہنچتا۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر اگر کسی خیر خیرات کے کام کی وصیت کرے تو اس کو اس کار خیر کا ثواب نہیں ملے گا، اس لیے کہ اس میں کفر مانع ہے، اسی طرح کسی کافر کے مسلم قرابتدار اس کی طرف سے صدقہ دیں یا حج بدل کریں یا غلام باندی آزاد کریں تو ان کاموں کا ثواب اس کافر کو نہیں ملے گا، خواہ اپنے کام کافر کا مسلمان لڑکا کرے یا کوئی اور، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی کافر ایسی وصیت کرے تو اس کافر کے مسلمان قرابتداروں پر واجب نہیں کہ اس کی وصیت کو نافذ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کے احکامات

ف: نکاح کے معنی لغت میں ضم اور جمع یعنی پیوند لگانے کے ہیں اور اصطلاح میں وطی یعنی مرد اور عورت کی مباشرت کو کہتے ہیں اور نکاح ایک حیثیت سے معاملہ ہے اور دوسری حیثیت سے عبادت ہے' عبادت اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''تناکحوا تکثروا'' (تم نکاح کرو اور اپنی تعداد کو بڑھاؤ) اور اصطلاح شریعت میں اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو مرد اور عورت میں بالا رادہ مباشرت سے متعلق ہے' واضح ہو کہ نکاح کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک سنت موکدہ ہے ایسے شخص کے لیے جو مہر نفقہ اور مباشرت پر قادر ہو' اس لیے اگر ایسی حالت میں وہ اس سنت کو ترک کر دے تو گنہگار ہوگا اور اگر اپنی حفاظت اور اولاد کی نیت سے نکاح کرے تو ثواب پائے گا' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی'' نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے اعراض کرے وہ میرے (طریقہ) پر نہیں ہے' اسی لیے صرف عبادات میں مشغول رہنے سے نکاح کرنا افضل ہے' چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ بندہ جب شادی کر لیتا ہے تو اس کا آدھا دین پورا ہو جاتا ہے۔

(۲) نکاح کی دوسری قسم واجب ہے جبکہ عورت کا شدید اشتیاق ہو' چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تناکحوا توالدوا تکثروا فانی باھی بکم الامم یوم القیامۃ'' (تم نکاح کرو تا کہ صاحب اولاد بنو اور تمہاری تعداد بڑھے کیونکہ میں تمہاری (کثرت تعداد) کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر فخر کروں گا) اس حدیث میں نکاح کا امر وجوب کے لیے آیا ہے اور وجوب شدت اشتیاق سے متعلق ہے جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: ''یا معشر الشباب'' (اے نوجوانو!) اس لیے کہ نوجوانوں میں عورتوں سے شدید اشتیاق ہوتا ہے۔

(۳) نکاح کی تیسری قسم مکروہ ہے جب کہ مرد کو عورت پر ظلم کا اندیشہ ہو اور فرائض اور سنتوں کے ترک ہو جانے کا بھی ڈر ہو' اس لیے کہ نکاح کئی مصلحتوں پر موقوف ہے اور اگر کوئی شخص ظلم اور زیادتی کا خوگر ہے اور مصالح شرعیہ کی تکمیل نہیں کر سکتا تو نکاح ایسے شخص کے لیے مکروہ ہے۔

اوپر نکاح کے بارے میں جو تفصیل گزری اس کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح ایسی صورت میں فرض ہو جاتا ہے جبکہ شدت اشتیاق ناقابل برداشت ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو اور ایسا شخص مہر اور نفقہ پر قادر ہو' اس لیے اس صورت میں نکاح نہ کرے تو ایسا شخص گنہگار ہوگا' امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نکاح بیع اور شراء کی طرح ایک معاملہ ہے اور ہمارے ائمہ احناف کا صحیح ترین قول یہ ہے کہ نکاح سنت موکدہ ہے۔ (یہ مضمون بعد مختصر مرقات' بدائع اور اشعۃ اللمعات سے ماخوذ ہے)

۳۵۱۲ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں جو کوئی جماع اور اس کے اسباب (مہر اور نفقہ) پر قدرت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ نکاح کرلے اس لیے کہ نکاح نظر کو نیچا رکھتا ہے (اجنبی عورتوں سے) اور شرمگاہ کی (حرام کاری سے) حفاظت کرتا ہے اور جو نکاح کے اسباب پر قدرت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ رکھے اس لیے کہ روزہ شہوت کو دفع کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں روزہ رکھنے سے مقصود شہوت کو دفع کرنا ہے اس لیے ایسے روزہ میں چاہیے کہ کم کھائیں، پانی زیادہ پییں اور ایسی غذائیں استعمال کریں جن سے شہوانی قوت پیدا نہ ہو۔ (مرقات)

٣٥١٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو وہ (اپنے) آدھے دین کی تکمیل کرلیتا ہے۔ اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے بقیہ (امور) دین میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

ف: امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دین کا فساد فرج اور بطن کی وجہ سے ہوتا ہے اس لیے انسان جب شادی کرلیتا ہے تو فرج کے فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اور نکاح کی وجہ سے انسان کی شہوت ٹوٹ جاتی ہے اور شیطان اس کو بھٹکا نہیں سکتا اور جب انسان کی نگاہ محفوظ ہو جاتی ہے تو شرمگاہ کی حفاظت بھی اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ (مرقات)

٣٥١٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّیْنِ مِثْلَ النِّکَاحِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے (اے مخاطب) تو نے نکاح کے مثل دو محبت کرنے والے نہیں دیکھے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)

٣٥١٥ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ اَلتَّبَتُّلَ وَلَوْ اَذِنَ لَہٗ لَاخْتَصَیْنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَرَوَی الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَاَلُوْا اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَمَلِہٖ فِی السِّرِّ فَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا اٰکُلُ اللَّحْمَ وَقَالَ بَعْضُھُمْ لَا اَنَامُ عَلٰی فِرَاشٍ فَبَلَغَ ذٰلِکَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَقَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ قَالُوْا کَذَا وَکَذَا وَلٰکِنِّیْ اُصَلِّیْ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے شادی نہ کرنے کے ارادہ کو روک دیا اور اگر رسول اللہ ﷺ آپ کو (نکاح نہ کرنے کی) اجازت دے دیتے تو ہم سب خصی ہو جاتے (تاکہ عورتوں کی حاجت نہ رہے اور ہم کو زہد کامل نصیب ہو جائے) اس حدیث کی روایت بخاری نے اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت نے (امہات المومنین) ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے رسول اللہ ﷺ کے پوشیدہ اعمال یعنی تنہائی کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا، ان میں سے ایک نے کہا (اب) میں عورتوں سے نکاح نہیں کروں گا، اور ان میں سے دوسرے نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور ان میں سے تیسرے نے کہا (اب) میں بستر پر نہیں سوؤں گا (یعنی رات بھر عبادت کرتا رہوں گا) ان کے یہ (فیصلے) حضور انور ﷺ

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَرَوٰی عَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِیْ وَدِیْنِ وَدَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ وَاِبْرَاهِیْمَ فَلْیَتَزَوَّجْ اِنْ وَّجَدَ اِلَی النِّکَاحِ سَبِیْلًا وَّاِلَّا فَلْیُجَاهِدْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنِ اسْتَشْهَدَ یُزَوِّجْهُ اللّٰهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ یَسْعٰی عَلٰی وَالِدَیْهِ اَوْ فِیْ اَمَانَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَیْهِ.

تک پہنچ گئے تو حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی ویسی باتیں کر رہے ہیں لیکن میں تو نمازیں پڑھتا اور سوتا بھی ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور روزہ چھوڑتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو کوئی میری سنت سے اعراض کرے گا وہ میرا (طریقہ) نہیں ہے۔ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو میرے دین پر ہو اور حضرت داؤد' حضرت سلیمان اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہو تو اس کو چاہیے کہ نکاح کرے بشرطیکہ نکاح کے اسباب اس کے پاس موجود ہوں' ورنہ اس کو چاہیے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے (یعنی قتال فی سبیل اللہ میں شریک ہو جائے) اور اگر وہ شہید ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح بڑی آنکھوں والی حور سے کر دیں گے' ہاں! اگر وہ والدین کی خدمت میں لگا ہوا ہے یا لوگوں کی امانتیں (اس کے پاس ہیں اور وہ) ان کی حفاظت میں مشغول ہے (تو وہ انہی کاموں میں لگا رہے)۔

ل جب ان کو آپ کی تنہائی کی عبادت کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس کو کم سمجھا اور کہنے لگے' ہم کہاں اور حضور اقدس ﷺ کہاں؟ حضور انور ﷺ تو نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں۔

نکاح کے فوائد

صدر کی حدیث جو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس میں مذکور ہے کہ حضور انور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو نکاح نہ کرنے کے ارادہ سے منع فرمایا۔ اس بارے میں صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ نکاح احناف کے نزدیک عبادات میں داخل ہے' یہاں تک کہ محض عبادت میں مشغول ہو کر رہبانیت کی حالت اختیار کر لینے سے نکاح کی مشغولیت افضل ہے' اسی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بہ تاکید نکاح نہ کرنے کے ارادہ سے روک دیا۔ نکاح کرنے کی فضیلت میں ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی وفات تک نکاح کو قائم رکھا اور حضور ﷺ کے احوال اشرف احوال ہیں' چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا ہے' نکاح کیا کرو کیونکہ اس امت میں بہترین وہ شخص ہے جس کی بیویاں زیادہ ہوں۔ اس کے علاوہ نکاح پر اگر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ نکاح سے اخلاق کی تہذیب' معاشرہ میں تحمل اور برداشت اور بچوں کی تربیت' قرابتداروں پر خرچ اور اپنی بیوی کی عفت اور اس کو نماز اور دیگر فرائض کی ترغیب دینا یہ سارے امور سے ظاہر ہے کہ تنہا زندگی گذارنے سے بہتر ہیں۔

٣٥١٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِّمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے نکاح چار (خصلتوں کی وجہ) سے کیا جاتا ہے (ایک) اس کے مال کی وجہ سے (دوسرے) اس کے خاندانی خوبیوں کی وجہ سے (تیسرے) اس کی خوبصورتی کی وجہ سے (چوتھے) اس کی دینداری کی وجہ سے تو' تو دیندار کو ترجیح دے۔ تیرے دونوں ہاتھ خاک آلودہ ہوں

(کہ تو دیندار کو کم ہی ترجیح دے گا' اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٥١٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوْهُ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِيْضٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب تمہارے پاس ایسے شخص کی طرف سے نکاح کا پیغام آئے جس کی دینداری اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو تم (اس پیغام کو قبول کر کے) نکاح کر دو' اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو زمین میں فتنہ و فساد برپا ہوگا۔ (ترمذی)

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے' شادی کے پیغام میں عموماً دینداری اور اخلاق کو پیش نظر رکھنا چاہیے' ورنہ بہت زیادہ شرائط کا خیال رکھیں تو اندیشہ ہے کہ لڑکیاں کنواری رہ جائیں' یا پھر اولیاء کی مرضی کے بغیر شادی ہو جائے اور خاندان پر عار ہو یا پھر فتنہ و فساد یعنی زنا میں مبتلا ہو جائیں' اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محض حسب و نسب کو بنیاد بنا کر لڑکیوں کو ان بیاہی رکھنا فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔ (ماخوذ از مرقات' اشعۃ اللمعات اور کوکب دری)

٣٥١٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا تمام ایک عارضی فائدہ کی جگہ ہے اور دنیا کا بہترین فائدہ نیک بیوی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٥١٩ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَى اللّٰهِ خَيْرًا لَّهُ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ إِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِنْ اَقْسَمَ عَلَيْهَا اَبَرَّتْهُ وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِيْ نَفْسِهَا وَمَالِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اختیار کرنے کے بعد بندۂ مومن کو جو بہترین چیز ملی ہے وہ "نیک بیوی" ہے' کہ اگر وہ اس کو حکم دے تو وہ اس کی بات کو مان لے' اگر وہ اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کرے' اگر وہ (کسی معاملہ میں) اس کو قسم دے تو وہ اس کو پورا کرے' اور اگر وہ (گھر میں) موجود نہ ہو تو وہ اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٥٢٠ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَإِنِّيْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورت سے شادی کرو' اس لیے کہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں محبت کرنے والی اور زیادہ بچے دینے والی عورت سے شادی کرنے کی ترغیب مذکور ہے' ان چیزوں کا پتہ لڑکی کے خاندان سے معلوم ہوگا یا پھر عورت بیوہ ہو تو سابق شوہر سے اس کے تعلقات کی بناء پر ان چیزوں کا پتہ معلوم ہوگا۔ (مرقات' اشعۃ اللمعات)

٣٥٢١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے پاک اور پاکیزہ حالت میں ملنا

طَاهِرًا مُّطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ آزاد عورتوں سے (جو باندی نہ ہوں) نکاح کرے۔ (اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے)۔

ف: حدیث شریف میں آزاد عورتوں سے نکاح کی جو ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آزاد عورتیں لونڈیوں کی نسبت زیادہ لطیف اور پاک ہوتی ہیں اور بچوں کی تربیت آزاد عورتیں لونڈیوں کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقہ سے کر سکتی ہیں۔ (مرقات اور حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۰۲۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَاءٍ رَّكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِیْ صِغَرِهٖ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ يَدِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہترین عورتیں جو اونٹوں پر سوار ہوتی ہیں یعنی عرب عورتیں قریش کی نیک عورتیں ہیں کہ وہ اپنے بچوں پر ان کے بچپن میں زیادہ مہربان ہوتی ہیں اور شوہر کے مال کی زیادہ محافظ ہوتی ہیں جو ان کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)۔

ف: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں حق کے غلبہ کی وجہ سے عورتوں کا فتنہ دبا رہا اور آپ کے بعد باطل کے غلبہ کی وجہ سے عورتوں کا فتنہ ظاہر ہو گیا۔ (اشعۃ اللمعات)

اور مرقات میں لکھا ہے کہ عورت مرد کے لیے اس لیے فتنہ ہے کہ طبیعتیں عورتوں کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے جس کی وجہ سے مرد حرام کاری میں گرفتار ہو جاتا ہے اور اکثر عداوت کا سبب بن جاتی ہیں اور عورتوں کا کم از کم فتنہ تو یہ ہے کہ مرد کو دنیا پر راغب کر دیتی ہے اور حب دنیا برائی کی جڑ ہے۔

۳۰۲۳ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِىْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے اپنے بعد عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں کے لیے تکلیف دہ ہو۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)۔

ف: واضح ہو کہ اجنبی عورت کے پاس کسی مرد کا رہنا اور خلوت کرنا حرام ہے خواہ رات ہو یا دن اور خواہ عورت کنواری ہو یا بیاہی یا بیوہ عورت کا اپنے خاوند یا محرم کے سوا کسی کے ساتھ تنہا ہونا اس لیے حرام ہے کہ اس میں بڑے بڑے فساد واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی بھی درست نہ ہو جیسے باپ بھائی حقیقی یا رضاعی چچا بھتیجا بھانجا بیٹا نواسہ اور پوتا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۰۲۴ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ كَانَتْ فِی النِّسَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا شیریں ہے (کہ دلوں میں اس کی لذت اتر جاتی ہے اور دیکھنے میں) تر و تازہ ہے (کہ آنکھوں میں اس کا منظر بیٹھ جاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ تم کو (پچھلی قوموں کا) جانشین بنانے والا ہے تا کہ (تم کو) دیکھے کہ تم کیسے کام کرو گے (اور سابقہ امتوں کے حالات سے تم کیا عبرت لو گے) تو تم دنیا (کی برائیوں سے) بچو اور عورتوں (کے فتنوں) سے (بھی) بچو اس لیے کہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ جو کھڑا ہوا وہ عورتوں کی وجہ سے ہوا۔ اس

کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں دنیا سے ڈرایا گیا ہے تو دنیا سے ڈرنا یہ ہے کہ دنیوی جاہ اور مال کے دھوکے سے احتیاط کی جائے' اس لیے کہ جاہ و مال دونوں جلد ختم ہونے والے ہیں اور دنیا سے جو کچھ بھی حاصل ہو اس پر قناعت کرنی چاہیے تاکہ انجام بخیر ہو' کیونکہ حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب۔ اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ بنی اسرائیل کا اولین فتنہ عورتوں سے ہوا۔ اس بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے اپنے بھتیجے یا اپنے چچازاد بھائی سے خواہش کی کہ وہ اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دے' اس نے انکار کر دیا تو اس شخص نے نکاح کرنے کی خاطر اس کو قتل کر دیا' چنانچہ سورۂ بقرہ کا جو قصہ ہے وہ اسی بارے میں ہے۔

۳۵۲۵- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشُّؤْمُ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ اَلشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ وَالدَّابَّةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نحوست یعنی بے برکتی عورت' گھر اور گھوڑے میں ہوتی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے' ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ نحوست (بے برکتی) تین چیزوں میں ہوتی ہے۔ عورت میں' گھر میں اور سواری میں۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ عورت کی نحوست یعنی اس کا مبارک نہ ہونا یہ ہے کہ عورت بانجھ ہو یا اس کا مہر حد سے زیادہ ہو اور وہ بداخلاق ہو' اور گھر کی نامبارکی یہ ہے کہ گھر تنگ ہو اور پڑوسی برے ہوں' اور گھوڑے کی نامبارکی یہ ہے کہ وہ سرکش ہو اور اس پر جہاد نہ ہوتا ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک سے مقصود یہ ہے کہ اگر گھر میں رہائش ناگوار ہو اور بیوی کے ساتھ معاشرت دشوار ہو' اور گھوڑا پسند نہ ہو تو ان چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیے کہ ایسے گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جائے اور بیوی کو طلاق دیدے اور گھوڑے کو بیچ دیں۔

علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ مذکورہ بالا تین چیزوں میں جو نحوست یا نامبارکی کا ذکر ہے ان کا ہونا نحوست بذات خود نہیں ہوتی' بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر الٰہی سے ہوتا ہے اور ان تین چیزوں کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ یہ تینوں چیزیں ضروریات زندگی میں داخل ہیں اور انسان ان سے متعلق رہتا ہے' اسی وجہ سے بطور خاص ان کی برکت اور بے برکتی کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

۳۵۲۶- وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مُؤْنَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جو مشقت (زیرباری' مہر اور اخراجات) کے لحاظ سے کم ہو یعنی قناعت سے نکاح انجام پایا ہو' اور قناعت ایسا خزانہ ہے جو ختم ہونے والا نہیں۔ (اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

۳۵۲۷- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِكْرٌ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے' جب ہم واپس ہوئے اور مدینہ شنے جواب دیا' ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کنواری عورت سے یا بیوہ عورت سے؟ میں نے جواب دیا بیوہ عورت سے تو (یہ سن کر) حضور انور

اَمْ ثَیِّبٌ قُلْتُ بَلْ ثَیِّبٌ قَالَ فَهَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ فَهَلْ قَدِمْنَا ذَهَبْنَا لِنَدْخُلَ فَقَالَ اَمْهِلُوْا حَتّٰی نَدْخُلَ لَیْلًا اَیْ عِشَاءً کَیْ تَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ وَتَسْتَحِدَّ الْمُغِیْبَةُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے کنواری عورت سے نکاح کیوں نہیں کیا کہ تم اس سے دل لگی کرتے اور وہ تم سے دل لگی کرتی۔ جب ہم نے (مدینہ منورہ میں) داخل ہونا چاہا تو حضور انور ﷺ نے فرمایا تم (کچھ دیر) ٹھہر جاؤ کہ ہم (گھروں میں) رات کے وقت پہنچیں تا کہ عورتیں (جن کے سر کے بال پراگندہ ہوں) کنگھی کر لیں اور عورت اپنے زیر ناف کے بال صاف کر لے جس کا شوہر غائب تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ثیبہ پر کنواری عورت کی برتری کی وجہ

ف: (۱) اس حدیث شریف میں ثیبہ عورت پر باکرہ عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب وارد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ثیبہ عورت کا دل اپنے سابق شوہر سے متعلق رہتا ہے اس وجہ سے اس کی محبت کامل نہیں ہو سکتی۔ اس کے برخلاف باکرہ عورت کی محبت کامل ہوتی ہے کیونکہ باکرہ عورت سے صحبت اور مخالطت میں تکلف کا کوئی موقع نہیں رہتا۔

سفر سے واپسی پر پہلے گھر کو اطلاع دینا

ف: (۲) اس حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ حضور ﷺ نے غزوہ سے واپسی پر صحابہ کرام کو روکا کہ وہ فوراً اپنے گھروں میں داخل نہ ہوں تا کہ عورتیں اپنے شوہروں کی آمد کی اطلاع پا کر اپنا بناؤ سنگھار کر لیں اس لیے مسافر کے لیے سنت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر اس وقت پہنچے جب کہ اس کے آنے کی خبر اس کے گھر پہنچ چکی ہے۔ (مرقات اور اشعۃ اللمعات)

حضرت جابر کا ثیبہ عورت سے نکاح کرنا

ف: (۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ثیبہ عورت سے جو عقد کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے والد کا انتقال ہو چکا تھا اور ان کی کم عمر بہنیں موجود تھیں تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ثیبہ عورت سے اس لیے عقد کیا کہ بہنوں کی تربیت ہو اور گھر کے کاروبار بھی ٹھیک طور پر چلیں جیسا کہ ابن ماجہ کی روایت میں یہ صراحت موجود ہے۔

۳۵۲۸ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ عُوَیْمِ ابْنِ سَاعِدَةَ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْاَبْکَارِ فَاِنَّهُنَّ اَعْذَبُ اَفْوَاهًا وَّاَنْتَقُ اَرْحَامًا وَّاَرْضٰی بِالْیَسِیْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مُرْسَلًا وَّالْبَیْهَقِیُّ مُتَّصِلًا.

حضرت عبدالرحمٰن بن سالم بن عتبہ بن عویم بن مساعدۃ انصاری رضی اللہ عنہم اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کنواری عورتوں سے نکاح کیا کرو اس لیے کہ وہ شیریں زبان زیادہ بچہ دینے والیاں اور تھوڑے پر خوش ہو جانے والی ہوتی ہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے مرسل اور بیہقی نے متصل میں بیان کی ہے۔

۳۵۲۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَی اللّٰهِ عَوْنُهُمُ الْمُکَاتِبُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْاَدَاءَ وَالنَّاکِحُ الَّذِیْ یُرِیْدُ الْعِفَافَ وَالْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ لازمی طریقہ پر مدد فرماتے ہیں: (۱) مکاتب غلام وہ (غلامی سے چھٹکارا پانے کے لیے) معاوضہ ادا کرنا چاہتا ہو۔ (۲) وہ شخص جو اپنے آپ کو زنا سے بچانے کے لیے شادی کرتا ہو۔ (۳) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو۔ اس کی روایت ترمذی

نسائی اور ابن ماجہ نے بیان کی ہے۔

بَابُ النَّظْرِ اِلَى الْمَخْطُوْبَةِ وَبَيَانُ الْعَوْرَاتِ

منگنی شدہ عورت کو دیکھنے کا بیان اور ان چیزوں کا بیان جن کا چھپانا واجب ہے

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ. (النساء:٣)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ. (الاحزاب:٥٩)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں' یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ. (النور:٣١)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی ملک ہوں۔ (کنزالایمان)

٣٥٣٠ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ میں ایک انصاری خاتون سے شادی کا ارادہ رکھتا ہوں (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کو دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خلل ہوتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ علماء میں اس بارے میں اختلاف ہے' کہ جس عورت سے شادی کا ارادہ ہو اس کو دیکھنا جائز ہے' چنانچہ امام اوزاعی' امام سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کی بناء پر مطلقاً ایسی عورت کے دیکھنے کو جس سے شادی کا ارادہ ہو جائز قرار دیا' خواہ وہ عورت اجازت دے یا نہ دے۔ البتہ! امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے عورت کی اجازت سے دیکھنے کو جائز قرار دیا ہے' ایک دوسری روایت میں امام مالک سے مطلقاً منع بھی مروی ہے' ان اختلافات سے بچنے کی بہتر صورت یہ ہے کہ کسی عورت کو اگر بھیج دیں جو واپس آ کر اس عورت کا حال بیان کر دے تو مناسب ہے۔

یہ مضمون مرقات اور لمعات سے ماخوذ ہے' البتہ! درمختار میں لکھا ہے کہ شادی سے پہلے عورت کو دیکھ لیا جا سکتا ہے۔ ١٢

صاحب مرقات نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر لڑکی پسند نہ ہو تو جن حضرات نے پیام بھیجا تھا' ان کے اپنے اعتبار سے ناپسند ہونے کو شہرت نہ دیں تا کہ لڑکی اور لڑکی والوں کو ایذا نہ پہنچے۔

٣٥٣١ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَطَبْتُ امْرَاَةً فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کو پیام شادی بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے' میں نے عرض کیا نہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو دیکھ لو کیونکہ یہ چیز تمہارے درمیان میں محبت اور موافقت کا بہترین سبب بنے گی۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی

نے کی ہے۔

۳۵۳۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّنْظُرَ إِلٰى مَا يَدْعُوْهُ إِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو شادی کا پیام بھیجے اور اگر وہ کسی ایسی بات کو دیکھ سکتا ہے جو اس میں نکاح کی رغبت پیدا کرے تو وہ ایسا کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ شادی کا پیام بھیجنا ہو تو شادی کے داعیات یعنی مرغوبات کو دیکھ لے۔ اس ارشاد سے یہ مراد ہے کہ وہ سارے امور اور مناسبات جو شادی کے سلسلہ میں ضروری ہو سکتے ہیں۔ ان پر غور کر لے مثلاً مال خاندان جمال اور دینداری ان ساری چیزوں کا لحاظ کرے تا کہ بعد میں کسی وجہ سے رشتہ غیر مناسب معلوم ہو تو ندامت اٹھانی نہ پڑے۔

۳۵۳۳ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی عورت کسی عورت سے مباشرت نہ کرے یعنی اپنے بدن کو اس کے بدن سے نہ ملائے پھر اس عورت کا حال اپنے شوہر سے اس انداز سے بیان کرے گویا کہ وہ اس (اجنبی عورت) کو دیکھ رہا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک عورت دوسری عورت کے بدن سے لپٹنے اور چمٹنے کی وجہ سے وہ اس عورت کے جسمانی کیفیات بیان کرنے کے قابل ہو جاتی ہے خصوصاً شادی شدہ عورت اگر ایسا کرے اور اپنے شوہر سے اس عورت کے جسمانی کیفیات کو بیان کرے تو اس کا ایسا بیان شوہر کے لیے اس اجنبی عورت کو دیکھ لینے کے برابر ہے جس سے اندیشہ ہے کہ شوہر اس اجنبیہ عورت کی طرف مائل ہو جائے۔ اسی وجہ سے حدیث شریف میں ایسے کام سے منع فرمایا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ شریعت میں اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اور سفر ممنوع ہے۔

۳۵۳۴ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يَفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّلَا تَفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (ایک) مرد دوسرے مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ کوئی مرد کسی مرد کے ساتھ برہنہ ہو کر ایک ہی چادر میں نہ لیٹے اور ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ برہنہ ہو کر ایک چادر میں نہ لیٹے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ستر کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے سمیت ہے خواہ نماز میں ہوں یا غیر نماز کی حالت میں اور محرم عورت کا ستر پورا جسم ہے جس میں سر کے بال اور چوٹی بھی داخل ہے بجز چہرے ہتھیلیاں اور پاؤں کے اور باندی کا ستر مرد کے ستر کے برابر ہے البتہ! اس کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر میں داخل ہے۔

فتاویٰ عالمگیری مرقات میں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول مذکور ہے کہ مرد کا اجنبی عورت کے جسم کے کسی حصہ کو دیکھنا اور عورت

کا مرد کو دیکھنا شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت کے اور مرد یعنی بالغ بے ریش لڑکا جو خوبصورت ہو اس کو دیکھنا' یہ ساری چیزیں حرام ہیں۔اسی طرح فحش تصاویر کو دیکھنا بھی حرام ہے۔

۳۵۳۵ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَاَةٍ ثَيِّبٍ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے خبردار! ہرگز کوئی مرد کسی ثیبہ عورت یعنی بیوہ یا مطلقہ عورت کے ساتھ رات نہ گذارے مگر یہ کہ اس کا شوہر ہو یا محرم ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۳۶ - وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے (کہ وہ شہوت پر ابھار کر دونوں کو زنا میں مبتلا کر دیتا ہے) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اجنبی عورت کے پاس کسی مرد کا رہنا اور خلوت کرنا حرام ہے' خواہ رات ہو یا دن اور خواہ عورت کنواری ہو یا بیاہی یا بیوہ' عورت کا اپنے خاوند یا محرم کے سوا کسی کے ساتھ تنہا ہونا اس لیے حرام ہے کہ اس میں بڑے بڑے فساد (واقع ہونے کا اندیشہ ہے)' محرم وہ مرد ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح کبھی بھی درست نہ ہو جیسے باپ' بھائی' حقیقی یا رضاعی چچا' بھتیجا' بھانجا' بیٹا' نواسہ اور پوتا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۳۷ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَلِجُوْا عَلَى الْمُغِيْبَاتِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ اَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ قُلْنَا وَمِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَمِنِّيْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ عورتیں جن کے خاوند غائب ہوں ان کے پاس تم نہ جایا کرو اس لیے کہ شیطان (کا وسوسہ اور مکر و فریب) تم میں خون کی طرح جاری و ساری رہتا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا (ہاں!) میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس کے خلاف مدد فرمائی تو وہ (میرا) مطیع ہو گیا (اس لیے میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں)۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)

ف: واضح ہو کہ ساری نامحرم عورتوں سے تنہائی اور خلوت ناجائز ہے اور حدیث شریف میں ان عورتوں کے ساتھ جن کے شوہر غائب ہوں یعنی خصوصی طور پر ذکر فرمایا گیا کہ وہ صحبت کی مشتاق ہوتی ہیں اور یہیں فتنہ کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔

۳۵۳۸ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورتوں کے پاس (بے تکلفی سے) آیا جایا نہ کرو' ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیٹھ اور دیور کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: دیور اور جیٹھ تو موت ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے)۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کے رشتہ داروں جیسے دیور جیٹھ کو خلوت میں عورت کے پاس رہنا اور پردہ کے

بغیر آنا جانا درست نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

۳۵۳۹ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ اِسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحِجَامَةِ فَاَمَرَ اَبَا طَيْبَةَ اَنْ يَّحْجِمَهَا قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهٗ كَانَ اَخَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ اَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سینگھی کھچوانے (یعنی فاسد یا زائد خون کو نکلوانے) کی اجازت چاہی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو سینگھی لگائیں' حضرت جابر رض فرماتے ہیں میرا گمان ہے کہ ابوطیبہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ علاج کے لیے عورت کے سارے بدن کو دیکھنا جائز ہے' جیسے قاضی اور گواہ کو عورت کا دیکھنا درست ہے' اسی طرح طبیب کو اس مقام کا دیکھنا درست ہے جہاں علاج کے لیے دیکھنے کی ضرورت ہو۔ ہدایہ میں بھی یہی مذکور ہے اور ہدایہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی عورت کو اس بات کی تعلیم دینی چاہیے کہ وہ عورتوں کے علاج کے قابل بن جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو عورت کے دوسرے غیر متعلق اعضاء کو چھپا کر مرض کی جگہ طبیب کو دکھائی جاسکتی ہے اور مرقات میں یہ بھی صراحتاً مذکور ہے کہ نامحرم ضرورت پر فصد کھول سکتا ہے' سینگھی لگا سکتا ہے' ختنہ بھی کر سکتا ہے۔

۳۵۴۰ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اجنبی عورت پر) اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنی نگاہ کو پھیر لوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۴۱ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الْاٰخِرَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے علی! (بغیر قصد کے کسی اجنبی عورت پر تمہاری نظر پڑ جائے تو پہلی) نظر کے بعد (دوبارہ پھر) نظر مت ڈالو' کیونکہ پہلی (بار نظر) تمہارے لیے معاف ہے' لیکن دوسری نظر معاف نہیں۔ (اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور دارمی نے کی ہے)

۳۵۴۲ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّنْظُرُ اِلٰى مَحَاسِنِ امْرَاَةٍ اَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةً يَّجِدُ حَلَاوَتَهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کسی مسلمان کی نظر (اچانک) پہلی بار کسی حسین عورت پر پڑ جائے' پھر وہ اپنی نگاہ کو نیچی کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک نئی عبادت (کی توفیق) عطا فرمائیں گے جس کی وہ حلاوت پائے گا۔ (اس کی روایت امام احمد نے کی ہے)

ف: اس حدیث شریف میں کسی حسین عورت پر بلا قصد نظر پڑ جائے اور ایسا شخص اپنی نظر کو نیچی کرے تو اللہ تعالیٰ جزاء میں اس شخص کو ایک نئی عبادت کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور اس شخص کو اس عبادت کی حلاوت بھی نصیب ہوتی ہے۔ حقیقت میں یہ بدلہ ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کا اور اس تلخی پر صبر کرنے' اور اس لذت سے منہ موڑنے کا جو اس عورت کو دیکھنے سے حاصل ہو رہی تھی' چنانچہ اس کا اشارہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا ''قرۃ عینی فی الصلاۃ'' میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (مرقات)

۳۵٤٣ - وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْهِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مرسلاً مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے تاکنے والے اور تکے جانے والے پر۔ (اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے)۔

۳۵٤٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمَرْاَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّیْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا: عورت (تمام تر) ستر ہے (اس کو پردہ میں اور حجاب میں رہنا چاہیے) جب وہ (بغیر حجاب) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے حسن کو دوبالا کر کے دکھاتا ہے (جس سے فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے)۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

۳۵٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ تَقْبَلُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ وَّتَدْبَرُ فِیْ صُوْرَةِ شَیْطَانٍ اِذَا اَحَدُكُمْ اَعْجَبَتْهُ الْمَرْاَةُ فَوَقَعَتْ فِیْ قَلْبِهٖ فَلْیَعْمَدْ اِلٰی اِمْرَاَتِهٖ فَلْیُوَاقِعْهَا فَاِنَّ ذٰلِكَ یَرُدُّ مَا فِیْ نَفْسِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے[1] اس لیے تم میں سے کسی کو کوئی (اجنبی) عورت اچھی معلوم ہو اور اس کے دل میں (اس کی محبت یا شہوت) بیٹھ جائے تو ایسے شخص کو چاہیے کہ اپنی بیوی کی طرف قصد کرے اور اس سے صحبت کرے' اس لیے کہ اس سے اس کے دل میں جو چیز بیٹھ گئی ہے (یعنی جماع کی خواہش) نکل جائے گی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

[1] کیونکہ عورت کو دیکھنے سے جماع کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ شیطان کا اثر ہے۔

ف: واضح ہو کہ اجنبی عورت کی اگر دل میں محبت بیٹھ جائے تو اس کا کامل علاج یہی ہے کہ اپنی بیوی سے صحبت کر لے' اس سے اجنبی عورت کا خیال دفع ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص بیوی نہ رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ استغفار کرے۔ (ماخوذ از مرقات)

۳۵٤٦ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَاَةً فَاَعْجَبَتْهُ فَاَتٰی سَوْدَةَ وَّهِیَ تَصْنَعُ طِیْبًا وَّعِنْدَهَا نِسَاءٌ فَاَخْلَیْنَهٗ فَقَضٰی حَاجَتَهٗ ثُمَّ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٍ رَاٰی اِمْرَاَةً تُعْجِبُهٗ فَلْیَقُمْ اِلٰی اَهْلِهٖ فَاِنَّ مَعَهَا مِثْلَ الَّذِیْ مَعَهَا رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک عورت پر نظر پڑ گئی اور وہ اچھی معلوم ہوئی تو آپ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ (اس وقت) خوشبو تیار کر رہی تھیں اور ان کے پاس چند عورتیں بھی تھیں (آپ کی آمد پر) وہ عورتیں چلی گئیں تو آپ نے حضرت سودہ سے اپنی حاجت پوری فرمائی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کسی شخص کی کسی عورت پر نظر پڑ جائے اور وہ عورت اس کو پسند آئے تو وہ اپنی بیوی سے صحبت کر لے کیونکہ اس کی بیوی کے پاس وہی چیز ہے جو اس عورت کے پاس ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو ایک اجنبی عورت خوش لگی۔ یہ بات بر بناء مقتضاء طبیعت تھا جو انسان کی بشریت ہے اور حضور کی یہ پہلی نظر تھی جو اچانک پڑ گئی اور یہ معاف ہے اور اس عورت پر آپ کی نظر کا پڑ جانا ایک شرعی حکم کا سبب بنا' جیسے نماز میں آپ سے سہو کا ہو جانا' یہ اس لیے تھا کہ امت کے لیے ایک راہ نکالی جائے' چنانچہ سہو کے بارے میں آپ نے

ارشاد فرمایا ہے میں بھولتا ہوں یا بھولایا جاتا ہوں تاکہ اپنی امت کے لیے ایک راہ پیدا کروں اور عام لوگوں کا بھولنا شیطان کے غلبہ سے ہوتا ہے کہ شیطان ان کو خدا سے غافل کر دیتا ہے' اس کے برخلاف حضور اقدس ﷺ پر شیطان کا کچھ اثر نہ تھا' اس لیے اللہ تعالیٰ کا آپ پر بھول کا طاری فرمانا اس میں حکمت یہ تھی کہ امت کو سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں' آپ کو بھول نہ ہوتی تو امت کو سہو کے مسائل معلوم نہ ہوتے اور امت کے لیے یہ راہ نہ کھلتی۔ (مرقات' اشعۃ اللمعات' حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٥٤٧ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ عَبْدَهٗ اَمَتَهٗ فَلَا يَنْظُرَنَّ اِلٰى عَوْرَتِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا زَوَّجَ اَحَدُكُمْ اَمَتَهٗ عَبْدَهٗ اَوْ اَجِيْرَهٗ فَلَا يَنْظُرْ اِلٰى مَا دُوْنَ السُّرَّةِ وَفَوْقَ الرُّكْبَةِ فَاِنَّ مَا تَحْتَ السُّرَّةِ اِلَى الرُّكْبَةِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ضَرَبَ اَمَةً لِاٰلِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاٰهَا مُتَقَنِّعَةً فَقَالَ اِكْشِفِيْ رَاْسَكِ لَا تَتَشَبَّهِيْ بِالْحَرَائِرِ۔

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' ان کے دادا (حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ) حضور کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے غلام کا نکاح اپنی باندی سے کر دے تو اپنی باندی کے ستر کو نہ دیکھے۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے)۔ اور دار قطنی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام یا اپنے خادم سے کر دے تو اس باندی کی ناف سے لے کر گھٹنہ تک کے اعضاء کو نہ دیکھے' اس لیے کہ ناف سے لے کر گھٹنہ تک ستر (میں داخل) ہے اور دار قطنی کی ایک اور روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ گھٹنہ ستر (میں داخل) ہے اور عبدالرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آلِ انس رضی اللہ عنہم کی ایک لونڈی کو گھونگھٹ ڈالے ہوئے دیکھا تو اس کو مارا اور فرمایا: اپنے ستر کو کھول دے اور حرہ عورتوں سے اپنے کو مشابہ نہ کر۔

٣٥٤٨ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةَ اِذَا اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ يَّلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاَمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ حَتّٰى اِذَا مَلِلْتُ قَالَ لِيْ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ وہ اور ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا (دونوں) حضور اقدس ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو رسول اللہ ﷺ نے (ان دونوں سے) فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو (ام سلمہ فرماتی ہیں کہ) میں نے عرض کیا کہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں کہ ہم کو نہیں دیکھ سکتے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟ (اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے)۔ اور بخاری نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ ایک عید کے دن حبشی لوگ ڈھال اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے (اس موقع پر) یا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے خواہش ظاہر کی یا آپ نے فرمایا کہ (اس کھیل کود کو) کیا تم دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے کہا' ہاں! تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا (اس طرح سے کہ) میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرما رہے تھے اے

فَاذْهَبِيْ.

بنو ارفدہ (اے حبشہ والو!) تم دور رہو! یہاں تک کہ جب میں اکتا گئی تو آپ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے لیے (اتنا تماشہ دیکھنا) کافی ہے؟ میں نے جواب دیا' ہاں! تو آپ نے ارشاد فرمایا: تو تم (گھر میں) چلی جاؤ۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی دونوں حدیثیں جو حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں' ان دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث سے عورت کا اجنبی مرد کو دیکھنا ممنوع اور دوسری حدیث سے جائز معلوم ہوتا ہے۔ اس بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ عورت مرد کے ستر کو چھوڑ کر اجنبی مرد کو غیر شہوت کے ساتھ دیکھ سکتی ہے' اس کی قوی دلیل یہ ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نمازوں کے لیے مسجد نبوی میں آیا کرتی تھیں' ظاہر ہے کہ اس صورت میں لازماً عورتوں کی نگاہیں مردوں پر پڑ جاتی تھیں' اگر یہ جائز نہ ہوتا تو عورتوں کو مسجد اور عیدگاہ میں حاضر ہونے سے روک دیا جاتا' یوں بھی عورتوں کو اجنبی مردوں سے پردہ کرنے کا حکم ہے' اس کے برخلاف مردوں کو عورتوں سے پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ مرقات میں مذکور ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ عورت شہوت کے بغیر مرد کو ستر کے علاوہ دیکھ سکتی ہے' البتہ! اگر عورت کے دل میں شہوت ہے یا گمان غالب یا شک ہے کہ دیکھنے سے شہوت پیدا ہو گی تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہ نیچی کر لے۔

٣٥٤٩ - وَعَنْ جُرْهُدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جرہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے ہو کہ ران ستر (میں داخل) ہے؟ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٥٥٠ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَعْمَرٍ وَّفَخِذَاهُ مَكْشُوْفَتَانِ قَالَ يَا مَعْمَرُ غَطِّ فَخِذَيْكَ فَاِنَّ الْفَخِذَيْنِ عَوْرَةٌ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمر رضی اللہ عنہ پر سے گذرے جبکہ ان کی دونوں رانیں کھلی ہوئی تھیں (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: اے معمر! تم اپنی دونوں رانوں کو ڈھانک لو' اس لیے کہ دونوں رانیں ستر (میں داخل) ہیں۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنۃ میں کی ہے۔

٣٥٥١ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم اپنی ران کو مت ظاہر کرو اور نہ کسی زندہ کی ران کو دیکھو اور نہ کسی مردہ کی۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٥٥٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَّ فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَّا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِي الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم برہنہ ہونے سے بچو' اس لیے کہ تمہارے ساتھ وہ (یعنی کراماً کاتبین اور حفاظت کرنے والے فرشتے) ہیں جو تم سے جدا نہیں ہوتے مگر رفع حاجت کے وقت یا اس وقت جب آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہو تو تم ان سے شرم و حیاء کرو اور ان کی تعظیم کیا کرو (یعنی بلاضرورت ستر کو مت کھولو) اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٥٥٣ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا

جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْفِظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَسْتَحْيِيَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّابْنِ مَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ اَوْ مَا رَاَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ.

سے روایت کرتے ہیں کہ (ان کے دادا نے) کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی شرمگاہ کو سوائے بیوی اور باندی کے سب سے پوشیدہ رکھو۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! جب آدمی تنہا ہو اس صورت میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ (یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ اس سے شرم کی جائے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو کبھی نہیں دیکھا' نہ کبھی میری نگاہ آپ کی شرم گاہ پر پڑی۔

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بیوی اور باندی کی شرمگاہ کو دیکھا جا سکتا ہے اور درمختار میں بھی لکھا ہے کہ آدمی اپنی بیوی اور لونڈی کی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھ سکتا ہے' لیکن اولیٰ یہ ہے کہ نہ دیکھے کیونکہ اس سے بھول پیدا ہوتی ہے اور ہدایہ میں لکھا ہے کہ شوہر اور بیوی دونوں ایک دوسرے کی شرمگاہ کو نہ دیکھیں' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے تو جہاں تک ہو سکے پردہ کرے اور گدھوں کی طرح بے ہودہ نہ ہو جائیں' اس لیے کہ اس سے انسان میں بھول پیدا ہوتی ہے اور حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ مرد اگر اپنی بیوی کی شرمگاہ کو چھو لے اور بیوی اپنے شوہر کی شرمگاہ کو چھو لے تاکہ بیوی میں شہوت پیدا ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ یہ سن کر امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: نہیں! بلکہ مجھے امید ہے کہ اس میں زیادہ اجر ملے گا۔ (ذخیرہ)

٣٥٥٤ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ حَمَلْتُ حَجَرًا ثَقِيْلًا فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَقَطَ عَنِّيْ ثَوْبِيْ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَخْذَهٗ فَرَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ خُذْ عَلَيْكَ ثَوْبَكَ وَلَا تَمْشُوْا عُرَاةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے ایک بھاری پتھر اٹھا لیا اور جس وقت میں چلنے لگا تو میرا کپڑا (تہ بند میرے بدن سے) گر پڑا اور (بوجھ کی وجہ سے) میں اس کو پکڑ نہ سکا' میری اس حالت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا: اپنا کپڑا یعنی تہ بند لے لو (اور باندھ لو) اور برہنہ مت چلو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٥٥٥ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَا يَغُرَّنَّكُمُ الْاٰيَةُ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اِنَّمَا عُنِيَ بِهِ الْاِمَاءُ وَلَمْ يعن بِهِ الْعَبِيْدُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَحَمَلَ الشَّيْخُ اَبُوْ حَامِدٍ حَدِيْثَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَلٰى اَنَّ الْعَبْدَ كَانَ صَغِيْرًا لِّاِطْلَاقِ لَفْظِ الْغُلَامِ وَلِاَنَّهَا وَاقِعَةُ حَالٍ.

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (سورہ نور پ ۱۸ ع ۴ کی آیت ۳۱ کے یہ کلمات) "اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ" (تم کو دھوکہ میں نہ ڈالیں) کہ اس سے مراد کنیزیں ہیں (کہ یہ اپنی مالکہ کا بناؤ سنگار دیکھ سکتی ہیں) اور (آیت کے ان کلمات سے) مراد غلام نہیں ہیں۔[1] اس حدیث کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور شیخ ابوحامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ والی حدیث (جس میں غلام سے پردہ نہ کرنے کا ذکر ہے) اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس حدیث میں لفظ غلام کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا کم عمر یعنی نابالغ تھا اور یہ واقعہ ایک اتفاقی واقعہ تھا (جس سے مالکہ اور غلام میں بے پردگی پر دلیل نہیں لی جا سکتی)۔

[1] کیونکہ وہ اپنی مالکہ کے مواضع زینت کو نہیں دیکھ سکتے کہ ان کی حیثیت اجنبی مرد جیسی ہے۔

ف: (۱) واضح ہو کہ حدیث فاطمہ سے مراد وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے غلام سے پردہ فرمانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غلام سے پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ صدر کی حدیث جس کے راوی حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حدیث جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں دونوں میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے' اس تعارض کو حافظ ابواحمد جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس طرح دور فرمایا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ والی حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا'' ھو غلامك'' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نابالغ لڑکا تھا' اس لیے بچوں سے گوشہ نہیں یا پھر یہ ایک اتفاقی واقعہ تھا جس سے غلام اور مالکہ میں بے پردگی کے ثبوت پر دلیل نہیں لی جا سکتی' جیسا کہ نیل الاوطار میں صراحت ہے۔

(۲) صدر کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ غلام کی حیثیت مالکہ کے لیے اجنبی مرد جیسی ہے' اس لیے کہ غلام گھر کے کاموں کے لیے کثرت سے گھر میں آیا جایا کرتا ہے اور اسی وجہ سے فتنہ کا اندیشہ رہتا ہے' اسی لیے اس کا حکم مالکہ کے لیے اجنبی مرد کا ہے جیسا کہ حضرت حسن بصری اور حضرت ابن جبیر رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ! ضرورۃ مالکہ کے چہرے اور ہاتھوں پر اس کی نظر پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں اور ضرورۃً وہ گھر میں بغیر اجازت کے داخل ہو سکتا ہے' البتہ! مالکہ کے ساتھ سفر نہیں کر سکتا۔

یہ خلاصہ میں مذکور ہے اور امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے فرمایا ہے کہ غلام کی حیثیت مالکہ کے لیے محرم جیسی ہے۔ (ماخوذ از درمختار اور ردالمحتار)

٣٥٥٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلْمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ وَّقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اُمَيَّةَ اَخِيْ اُمِّ سَلْمَةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَاِنِّيْ اَدُلُّكَ عَلٰى ابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ہاں تھے اور گھر میں ایک مخنث تھا تو اس نے عبد اللہ بن ابی امیہ جو ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے' ان سے کہا اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے طائف فتح کر دے تو میں تم کو غیلان کی بیٹی بتاؤں گا (وہ ایسی بھاری بھر کم عورت ہے کہ) وہ آتی ہے تو چار (شکن) کیساتھ اور جاتی ہے تو آٹھ (شکن) کے ساتھ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسے (مخنث) لوگ تمہارے گھر نہ آیا کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ خصی اور مخنث کا حکم جو جماع پر قدرت نہیں رکھتے' اجنبی عورت کے دیکھنے کے بارے میں صحیح اور سالم مرد کی طرح ہے۔

بَابُ الْوَلِيِّ فِي النِّكَاحِ وَاسْتِئْذَانِ الْمَرْاَةِ

نکاح میں ولی کا ہونا اور عورت سے اجازت طلب کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. (البقرہ: ۲۳۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنزالایمان)

ف: تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہے' اب نہ اس سے رجوع ہو سکتا ہے' نہ دوبارہ نکاح' جب تک کہ حلالہ نہ ہو' یعنی بعد عدت دوسرے مرد سے نکاح اور وہ بعد صحبت طلاق دے' پھر عدت گذرے (تو پہلے شوہر کے لیے حلال ہو سکتی

ہے)۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ. (البقرہ:۲۳۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: انہیں نہ روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں۔ (کنزالایمان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ. (البقرہ:۲۳۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کر صدر کی مذکورہ بالا آیتوں میں نکاح کرنے کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے نکاح کا فیصلہ خود کرسکتی ہے' اس لیے کہ نکاح ایک ایسا تصرف ہے جو عورت کی ذات سے متعلق ہے اور جب وہ عاقل اور بالغ ہے تو وہ اپنے بارے میں فیصلہ کرسکتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو اموال میں تصرف کرنے اور شوہر کے انتخاب کرنے کا اختیار بالاتفاق حاصل ہے۔

۳۵۵۷ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَزُفَّتْ اِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ وَلُعَبُهَا مَعَهَا وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ثیبہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور (اسی طرح) باکرہ عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس کی اجازت کیسے معلوم ہو؟ آپ نے فرمایا: اس کا خاموش رہنا (اس کی اجازت ہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا: جب کہ وہ سات برس کی تھیں اور جب ان کی رخصتی ہوئی تو وہ نو برس کی تھیں اور ان کے کھلونے ان کے ساتھ تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ اٹھارہ برس کی تھیں۔

۳۵۵۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاَيِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَّلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّالْبِكْرُ يَسْتَاْذِنُهَا اَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ثیبہ عورت (نکاح میں) اپنے ولی کے مقابلہ میں اپنے نفس کے بارے میں زیادہ اختیار رکھتی ہے اور کنواری لڑکی سے (بھی نکاح کے بارے میں) اجازت لی جائے' اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ کنواری لڑکی (سے نکاح کے بارے میں) اس کا باپ اس سے اجازت لے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

ف: ان احادیث شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کنواری لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کردیا جائے تو ایسا نکاح درست نہیں۔ امام اوزاعی' امام ثوری اور سارے ائمہ احناف کا یہی قول ہے اور امام ترمذی نے بھی اکثر اہل علم سے اسی قول کو بیان کیا ہے۔

۳۵۵۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَتِيْمَةُ تُسْتَاْمَرُ فِيْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے یتیم لڑکی (جو باکرہ ہو نکاح کے بارے میں) اس سے اجازت لی

28

نَفْسِهَا فَإِنْ صَمَتَتْ فَهُوَ إِذْنُهَا وَإِنْ أَبَتْ فَلَا جَوَازَ عَلَيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى.

جائے (اجازت لینے پر وہ سکوت اختیار کرے تو) اس کا خاموش رہنا اس کی اجازت ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو اس پر جبر نہیں۔ اس کی روایت ترمذی' ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے اور دارمی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

٣٥٦٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أَبِيْ زَوَّجَنِيْ ابْنَ أَخِيْهِ لِيَرْفَعَ بِيْ خَسِيْسَتَهٗ قَالَ فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِيْ وَلٰكِنْ أَرَدْتُّ أَنْ أُعَلِّمَ النِّسَاءَ أَنْ لَّيْسَ إِلَى الْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ بُرَيْدَةَ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے کہا کہ ایک جوان لڑکی رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کرا دیا ہے' تا کہ میرے ذریعہ سے اپنا فقر و فاقہ دور کرے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دیدیا (کہ وہ چاہے تو نکاح فسخ کرا سکتی ہے) اس نے عرض کیا میرے والد نے جو کیا ہے میں اس پر راضی ہوں لیکن (اس حاضری سے) میرا مقصد یہ ہے کہ میں عورتوں میں اس بات کا اعلان کر دوں کہ (شادی کے معاملہ میں) والدین کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔

٣٥٦١ - وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ أَمِثْلِيْ يُصْنَعُ بِهٖ هٰذَا وَيُفْتَاتُ عَلَيْهِ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ عَنِ الْمُنْذِرِ فَقَالَ الْمُنْذِرُ إِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ أَرُدُّ أَمْرًا قَضَيْتِيْهِ فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَهٗ وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا مِثْلَهٗ.

ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ آپ نے (اپنی بھتیجی) حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح (اپنے بھانجے) منذر بن الزبیر کے ساتھ کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ (اس وقت) ملک شام میں تھے جب عبدالرحمٰن (شام سے مدینہ منورہ) واپس ہوئے تو کہا کہ میرے ساتھ ایسا کیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے منذر سے اس بارے میں گفتگو کی تو منذر نے جواب دیا کہ (حقیقت میں نکاح کا برقرار رکھنا) حضرت عبدالرحمٰن ہی کے ہاتھ میں ہے (یہ سن کر) حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا: کہ آپ نے (یعنی حضرت عائشہ نے) جس کام کو طے کیا ہے میں اس کو رد کرنے والا نہیں' تو حفصہ ان کی منذر کی زوجیت میں رہیں اور طلاق کی صورت واقع نہیں ہوئی۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام مالک نے موطا میں اس کی روایت اس طرح کی ہے۔

٣٥٦٢ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِيْ سَلَمَةَ فَخَطَبَنِيْ إِلٰى نَفْسِهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَوْلِيَائِيْ شَاهِدًا فَقَالَ إِنَّهٗ لَيْسَ مِنْهُمْ شَاهِدٌ وَّلَا غَائِبٌ يَكْرَهُ ذٰلِكَ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' کہ (میرے شوہر) ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے عقد کر لینے کے لیے مجھے پیام دیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت میرا کوئی ولی موجود نہیں (یہ سن کر) آپ ﷺ نے جواب دیا کہ (تمہارا کوئی ولی) ان میں سے جو حاضر ہو یا غائب اس بات کو ناپسند نہیں کرے

قَالَتْ قُمْ يَا عُمَرُ فَزَوِّجِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَزَوَّجَهَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

گا (اس پر) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے بیٹے عمر سے کہا) اے عمر! اٹھو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (میرا عقد) کر دو' تو انہوں نے ان کا عقد کر دیا۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

٣٥٦٣ - وَعَنْ اَبِيْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ يَتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذْ وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ فَدَخَلَ اَبُوْ سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى اُمِّ سَلْمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلْمَةَ وَلَدَتْ سَبِيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاتِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَّالْاٰخَرُ كُهْلٌ فَحَطَّتْ اِلَى الشَّابِ فَقَالَ الْكُهْلُ لَمْ تَحِلَّ بَعْدَ وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّبًا وَّرَجَا اِذَا جَاءَ اَهْلُهَا اَنْ يُّؤْثِرُوْهُ بِهَا فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ رَوَاهُ مَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا.

حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے' ان کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایسی حاملہ عورت (کی عدت) کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کا شوہر انتقال کر چکا ہو تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (ایسی عورت کی عدت) وہ ہوگی جو دو مدتوں میں (یعنی وضع حمل یا چار ماہ دس دن) سے جو مدت آخر میں ختم ہو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو جب بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو (دوسرے نکاح کا حق) جائز ہوگا (یہ سن کر) ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن' ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور اس مسئلہ کو آپ سے دریافت کیا تو ام سلمہ نے فرمایا: کہ سبیعہ اسلمیہ کو اپنے شوہر کی وفات کے پندرہ دن بعد بچہ پیدا ہوا اور ان کو دو آدمیوں نے اپنے نکاح کا پیام بھیجا ان میں ایک نوجوان تھا اور دوسرا ادھیڑ' تو انہوں نے اپنا رجحان جوان کی طرف کیا تو ادھیڑ شخص نے کہا (تمہارا عقد کیونکر ہوگا جبکہ) تم نے تو عدت ہی پوری نہیں کی ہے؟ اور ان کے گھر والے (یعنی ان کے ولی) موجود نہیں تھے اور اس (ادھیڑ شخص) کو امید تھی کہ اس خاتون کے گھر والے آ جائیں تو (نکاح کے لیے) اس کو ترجیح دیں گے۔ وہ خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پورا واقعہ سنایا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم نے اپنی عدت پوری کر لی ہے تو تم جس سے چاہو عقد کر لو۔ اس کی روایت امام مالک نے موطا میں کی ہے۔

٣٥٦٤ - وَعَنْ خَنْسَاءَ قَالَتْ اَنْكَحَنِيْ اَبِيْ وَاَنَا كَارِهَةٌ وَّاَنَا بِكْرٌ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَنْكِحْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارَقُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ نِكَاحَ بِكْرٍ وَّثَيِّبٍ اَنْكَحَهُمَا اَبُوْهُمَا وَهُمَا كَارِهَتَانِ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِكَاحَهُمَا.

حضرت خنساء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میرے والد نے میرا نکاح کر دیا جو مجھے ناپسند تھا اور میں باکرہ تھی' میں نے اس کا شکوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے (میرے والد سے) فرمایا: جب ان کو ناگوار ہے تو تم ان کا نکاح نہ کرو۔ اس کی روایت نسائی نے اپنی سنن میں کی ہے اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کنواری لڑکی اور ایسی ثیبہ عورت جن کا نکاح ان کے باپ نے ان کی ناراضگی کے باوجود کر دیا تھا' رد فرما دیا۔

٣٥٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے والد

فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

نے میرا عقد کر دیا ہے جو مجھے ناگوار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا (کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو باقی رکھے یا چاہے تو فسخ کر دے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٥٦٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَّابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ.

حضرت ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو ادب سکھائے (یعنی شریعت اور معیشت کے احکام جو دین و دنیا میں مفید ہوں بتائے) پھر جب وہ بالغ ہو تو اسکا نکاح کر دے اور اگر (بالغ ہونے پر) اس نے نکاح نہ کیا اور وہ کسی گناہ کا مرتکب ہو تو اس کا گناہ باپ پر ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٥٦٧ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبٌ مَّنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهٗ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَّلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کسی شخص کی لڑکی بارہ سال (کی عمر) کو پہنچ جائے اور اس شخص نے اس کی شادی نہیں کی اور اس سے کوئی گناہ ہو گیا تو یہ گناہ اس (باپ) پر ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٥٦٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَغَايَا اللَّاتِيْ يَنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَّالْاَصَحُّ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ زانی وہی عورتیں ہیں جو اپنا نکاح بغیر گواہ کے کرتی ہیں اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر ہی موقوف ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نکاح بغیر دو گواہوں کے منعقد نہ ہوگا اور یہ دونوں گواہ حر ہوں یا ایک مرد اور دو حرہ عورتیں ہوں اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں گواہ ایک ہی مجلس میں ایجاب اور قبول کو سن کر رہے ہوں اور ایجاب و قبول اسی زبان میں ہو جس کو گواہ سمجھتے ہوں اور حدیث شریف میں اسی وجہ سے جو عورتیں بغیر گواہ کے اپنا نکاح کرتی ہیں ان کو زانی کہا گیا ہے، اس وجہ سے کہ زنا پوشیدہ ہوتا ہے اور نکاح علی الاعلان اور گواہی میں دوسری بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں بھی پوشیدہ ہیں جو سابق پڑنے پر ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

٣٥٦٩ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ بِغَيْرِ اِذْنِ سَيِّدِهٖ فَهُوَ عَاهِرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِي الْبَابِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ بِغَيْرِ اِذْنِ مَوْلَاهُ فَنِكَاحُهٗ فَاسِدٌ وَاِنْ اَذِنَ لَهٗ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ فَنِكَاحُهٗ ثَابِتٌ رَوَاهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ زانی ہے، اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور اس مسئلہ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس طرح مروی ہے کہ جب غلام اپنے مالک کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح فاسد ہے، ہاں! اگر نکاح کے بعد مالک اجازت دیدے تو اس کا نکاح درست ہوگا۔ اس کی روایت امام محمد نے

مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ وَقَالَ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَاِنَّمَا یَعْنِیْ بِقَوْلِهٖ اِنْ اَذِنَ لَهٗ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ بِقَوْلٍ اِنْ اَجَازَ مَا صَنَعَ فَهُوَ جَائِزٌ وَّهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ.

کتاب الآثار میں کی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں کہ اگر مالک غلام کے نکاح کر لینے کے بعد اجازت دیدے تو نکاح جائز ہوگا اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

بَابُ اِعْلَانِ النِّکَاحِ وَالْخُطْبَةِ وَالشَّرْطِ

نکاح کا اعلان اور اس کی شرائط اور خطبہ کا بیان

۳۵۷۰ - عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الدَّفِّ وَلَعِبَ الصَّجَّ وَضَرَبَ الزَّمَارَةِ رَوَاهُ الْخَطِیْبُ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَبِمَزْمُوْرِ الشَّیْطَانِ فِیْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَقَلَ الشَّیْخُ الْاَجَلُّ السُّهْرَوَرْدِیُّ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ قَالَ لَیْسَ الدُّفُّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَالَ التُّوْرْبُشْتِیُّ اِنَّ الدَّفَّ حَرَامٌ عَلٰی قَوْلِ اَکْثَرِ الْمَشَائِخِ وَمَا وَرَدَ مِنْ ضَرْبِ الدَّفِّ فِی الْعُرْسِ کِنَایَةٌ عَنِ الْاِعْلَانِ لَا حَقِیْقَتَهٗ اَوْ یَسْتَدِلُّ بِحَدِیْثِ عَلٰی عَلِیٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَجَازَهُمْ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنَعَهُمْ لِاَنَّ ضَرْبَ الدَّفِّ مَا ثَبَتَ فِیْ نِکَاحِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِیْ نِکَاحِ اَصْحَابِهٖ عُمُوْمًا وَّلَوْ ثَبَتَ سُنَّةٌ جَارِیَةٌ مَا تَرَکُوْهُ قَطُّ لِشَغْفِهِمْ عَلٰی اِتِّبَاعِ سُنَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدَ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دف بجانے' چنگ کھیلنے اور سارنگی بجانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت خطیب نے کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' ام المومنین فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر رض میرے پاس تشریف لائے (اس وقت) میرے ہاں دو لڑکیاں دف بجا کر کھیل رہی تھیں' یہ (دیکھ کر) حضرت ابوبکر نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے گھر میں یہ شیطانی باجے (بجائے جا رہے ہیں) اور شیخ اجل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرمایا ہے کہ دف بجانا مسلمانوں کا طریقہ نہیں۔ اور علامہ توربشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ دف بجانا اکثر مشائخ فقہاء کے قول کے مطابق حرام ہے اور شادی کے موقع پر دف بجانے کا جو جواز آیا ہے' اس سے اعلان مراد ہے نہ کہ حقیقتاً دف بجانا یا' امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ کی حدیث سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو (نکاح کے موقع پر دف بجانے کی) اجازت دی تھی پھر منع فرما دیا' اس لیے کہ عام طور پر دف کا بجانا نبی کریم ﷺ کے کسی نکاح میں ثابت ہے اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نکاح میں اور اگر یہ سنت جاریہ ثابت ہوتی تو صحابہ کرام اس کو ترک نہ فرماتے' اس لیے کہ ان حضرات صحابہ کرام کو سنت نبوی ﷺ کی اتباع کا شغف تھا۔ اور ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح (کو گواہوں کے ذریعہ علی الاعلان) ظاہر کیا کرو اور نکاح کو مسجدوں میں منعقد کیا کرو۔

ف: (۱) علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عقد نکاح مسجد میں منعقد کیا جائے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح عبادت ہے اور بہتر یہ ہے کہ عقد نکاح جمعہ کے دن ہو۔

گانے بجانے کے بارے میں احناف کا مسلک

ف: صدر کی حدیث شریف جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں ارشاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دف بجانے سے منع فرمایا ہے اسی وجہ سے احناف نے صراحت کی ہے کہ دف بھی حرام ہے اور یہ ظاہر الروایۃ ہے اور رد المحتار میں لکھا ہے کہ دف کی آواز اور مزمار کا سننا حرام ہے اور شرح نقایہ میں لکھا کہ دف کی آواز مزمار اور گانوں کا سننا یہ سب حرام ہیں اور علامہ ابو المکارم نے فرمایا ہے کہ دف کا بجانا اور مزمار کا سننا یہ از قسم لہو اور لعب ہیں جو مکروہ تحریمی ہے اور فتاوی بیہقی میں ہے کہ گانا اور گانوں کو سننا اور دف بجانا اور اسی قسم کے دوسرے لہو ولعب کی چیزیں یہ سب حرام ہیں۔ فتاویٰ عزیزیہ میں یہی مذکور ہے اور نہایہ میں لکھا ہے کہ گانا' طنبور' بربط اور دف اور اس قسم کے گانے بجانے سب حرام ہیں' مالا بدمنہ میں مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کف الرعاع میں محرمات اللہو والسماع میں فرمایا ہے چوتھی قسم دف کے بیان میں' ہمارے مذہب میں قول معتمد یہ ہے کہ دف کا بجانا شادی اور ختنہ کے موقع پر بلا کراہت جائز ہے لیکن اس کا ترک کرنا افضل ہے اور ان دو موقعوں کے سوا دوسری تقریبات (جیسے عید کے دن' کسی غائب کی آمد پر ولیمہ' عقیقہ' لڑکے کی پیدائش اور حفظ قرآن کے ختم پر) فتاویٰ عزیزیہ میں بھی اس کا یہی حکم ہوگا اس طرح صحیح ترین قول اباحت اور جواز پر ہوگا اور منہاج اور شوافع کی دوسری کتابوں میں یہ مذکور ہے کہ ہمارے تمام اصحاب شوافع نے فرمایا ہے کہ شادی اور ختنہ کی تقریب کے سواء دوسری تقریبات میں دف کا بجانا حرام ہے اور شیخ سہروردی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عوارف المعارف میں فرمایا ہے کہ دف اور گانا اگرچہ شادی اور ختنہ میں مذہب شافعی میں اجازت ہے مگر اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے اور یہی احتیاط کا پہلو ہے اور اس میں اختلاف سے حفاظت ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل امداد الفتاویٰ کے پانچویں حصہ میں مذکور ہے جو اس مسئلہ میں تفصیل سے واقف ہونا چاہے اس کو دیکھے' اس لیے کہ اس مسئلہ میں بڑی عمدہ تحریر ہے اور بحر میں ذخیرہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ شادی میں دف بجانے کے بارے میں اختلاف ہے جیسا کہ رد المحتار میں مذکور ہے اور تفسیرات احمدیہ میں آیت شریفہ ''ومن الناس من یشتری لهو الحدیث'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فتاویٰ حمادیہ اور عوارف میں مذکور ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ شریفہ ''واستفزز من استطعت منهم بصوتك'' (اور تو اپنی آواز سے جس جس کو بہکا سکتا ہے بہکا) گانے کی حرمت پر دلیل ہے' اس لیے کہ لفظ استفزز سے ابلیس لعنۃ اللہ علیہ کو خطاب فرمایا ہے جس کے معنی ہیں جہاں تک تجھ سے ہو سکے انسانوں کو اپنی آواز سے (برائیوں کی) ترغیب دے یہ آواز ہے گانوں' مزامیر اور دف وغیرہ کی ہے۔

اس مسئلہ میں تمام تر تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کے باب البیان والشعر میں آئے گی اس کو دیکھئے اس لیے کہ یہ اس مسئلہ میں بڑی عمدہ تحریر ہے اور اس سے بہتر میں نے کبھی نہیں دیکھی۔

۳۵۷۱ - وَعَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ شَوَّالَ وَبَنٰی بِیْ فِیْ شَوَّالَ فَاَیُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اَحْظٰی عِنْدَهٗ مِنِّیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ماہ شوال میں نکاح کیا اور شوال ہی میں مجھے اپنے گھر لائے (اب تم ہی غور کرو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں مجھ سے زیادہ کون نصیبہ والی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ماہ شوال میں نکاح اور رخصتی کا ذکر اس وجہ سے فرمایا کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں نکاح کرنے کو منسوخ سمجھتے تھے۔

۳۵۷۲ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوَفُّوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (نکاح کی) تمام شرطوں (یعنی مہر نفقہ اور حسن معاشرہ) میں زیادہ مناسب شرط جس کو تمہیں پورا کرنا ہے وہ مہر ہے جس کی وجہ سے تم نے (عورتوں کی) شرمگاہوں کو حلال کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں نکاح کی شروط کو پورا کرنے کا حکم ہے۔ صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ یہاں شروط سے مراد مہر ہے اس لیے کہ مہر عقد اور استفادۂ وطی کے بدلہ میں واجب ہوتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ شروط میں وہ تمام چیزیں داخل ہیں جن کا استحقاق نکاح کی وجہ سے بیوی کو حاصل ہے جیسے مہر نفقہ حسن معاشرہ لباس اور گھر وغیرہ اس لیے کہ عقد کی وجہ سے شوہر بیوی کے ان مذکورہ حقوق کی پابندی کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو گویا یہ چیزیں بطور شرط کے ہیں اور اسی طرح بیوی کی جانب سے یہ ضروری ہے کہ وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے اور نہ نفل روزے رکھے اور نہ کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے اور اس کے مال میں بے جا تصرف نہ کرے۔

۳۵۷۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَنْكِحَ اَوْ يَتْرُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ لَمَّا حَلَلْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهٗ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَاَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهٖ وَاَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهٗ وَلٰكِنِ انْكِحِيْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَتْ فَكَرِهْتُهٗ ثُمَّ قَالَ انْكِحِيْ اُسَامَةَ فَنَكَحْتُهٗ فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا وَّاغْتُبِطْتُ بِهٖ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی آدمی اپنے (مسلمان) بھائی کے پیام شادی پر اپنا پیام نہ بھیجے یہاں تک وہ نکاح کر لے یا (اس پیام کو) چھوڑ دے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ (اپنے پہلے شوہر سے طلاق کے بعد میری عدت پوری ہوگئی اور عقد ثانی) جب میرے لیے جائز ہو گیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ معاویہ ابن ابی سفیان اور ابو جہم ان دونوں نے مجھے شادی کا پیام بھیجا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابو جہم تو اپنے کندھے سے لکڑی ہٹاتے ہی نہیں (یعنی بیویوں کو مارتے ہیں) اور رہے معاویہ وہ تو نادار ہیں ان کے پاس مال نہیں! لیکن تم اسامہ بن زید سے نکاح کر لو وہ فرماتی ہیں کہ مجھے یہ بات ناگوار گذری تو حضور ﷺ نے پھر (دوبارہ) ارشاد فرمایا: تم اسامہ سے نکاح کر لو میں نے ان سے نکاح کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے اس (نکاح) میں بھلائی رکھی اور لوگ اس نکاح کی وجہ سے مجھ پر رشک کرنے لگے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ کی حدیث کی وجہ سے احناف کا مسلک یہ ہے کہ شادی کی نسبت طے پا جانے کے بعد کسی کو طے شدہ پیام پر پیام کی نسبت بھیجنا منع ہے البتہ! نسبت طے نہیں ہوئی ہو تو ایسی صورت میں پیام پر پیام بھیجا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں فرمایا ہے۔

۳۵۷۴ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت (کسی مرد سے جس نے اس کے پاس اپنی

طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

شادی کا پیام بھیجا ہو) یہ مطالبہ نہ کرے کہ (وہ مرد اپنی پہلی بیوی) کو طلاق دیدے جو (حقیقت میں) اس کی (دینی) بہن ہے اس لیے کہ وہ اس کے حصہ کا پیالہ خود اپنے لیے انڈیل لے (یعنی حظ نفس اور مال اور جائیداد سے تنہا استفادہ کرے) تاکہ یہ عورت اس کے خاوند سے نکاح کرے کیونکہ اس کو وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٥٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ اِبْنَتَهٗ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا صُدَاقٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ لَا شِغَارَ فِي الْاِسْلَامِ وَقَالَ عَطَاءٌ وَّعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ وَّالزُّهْرِيُّ وَمَكْحُوْلٌ وَّالثَّوْرِيُّ عَقْدُ النِّكَاحِ عَلَى الشِّغَارِ جَائِزٌ وَّلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا صُدَاقٌ مِّثْلِهَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے اور نکاح شغار یہ ہے کہ ایک شخص اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے اس شرط پر کرے کہ دوسرا شخص بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس شخص سے کر دے اور ان دونوں نکاح میں کوئی مہر نہ ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اسلام میں نکاح شغار (جائز) نہیں اور عطاء، عمرو بن دینار، زہری، مکحول، ثوری ان سب حضرات نے فرمایا ہے کہ نکاح شغار جائز تو ہے مگر دونوں پر مہر مثل واجب ہوگا۔

٣٥٧٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر عورتوں سے نکاح متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)

ف: واضح ہو کہ متعہ ایک مقررہ مدت کے لیے نکاح کرنے کو کہتے ہیں مثلاً ایک ماہ دو ماہ یا سال دو سال یا زیادہ یا کم مدت کے لیے کسی عورت سے نکاح کیا جائے تو یہ متعہ ہے جنگ خیبر سے پہلے یہ حلال تھا پھر خیبر ہی میں اس کو رسول اللہ ﷺ نے حرام کر دیا پھر فتح مکہ کے سال آپ نے دوبارہ حلال کر دیا پھر تین دن کے بعد حضور انور ﷺ نے اس کو ہمیشہ کے لیے قطعی طور پر حرام کر دیا چنانچہ متعہ سارے علماء اور ائمہ اربعہ کے نزدیک حرام ہے۔ (مرقات)

٣٥٧٧ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اَوْطَاسٍ فِي الْمُتْعَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ نَهٰى عَنْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ سَبْرَةَ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ قَدْ كُنْتُ اَذِنْتُ لَكُمْ فِي الْاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيْلَهٗ

حضرت سلمہ اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ اوطاس کے موقع پر تین دن کے لیے (نکاح) متعہ کی اجازت دی پھر (ہمیشہ کے لیے) اس سے منع فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ (حجۃ الوداع کے سال) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں کے ساتھ (نکاح) متعہ کی اجازت دی تھی (وہ اجازت ختم ہو گئی) اور (اب بیشک اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اس کو حرام فرما دیا ہے۔ پس جس کسی کے پاس ایسی عورتوں میں سے کوئی

وَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا وَّرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا کَانَتِ الْمُتْعَةُ فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ کَانَ الرَّجُلُ یَقْدَمُ الْبَلْدَةَ لَیْسَ لَهٗ بِهَا مَعْرِفَةٌ فَیَتَزَوَّجُ الْمَرْاَةَ بِقَدْرِ مَا یَرٰی اَنَّهٗ یُقِیْمُ فَتَحْفَظُ لَهٗ مَتَاعَهٗ وَتُصْلِحُ لَهٗ شَیْئَهٗ حَتّٰی اِذَا اُنْزِلَتِ الْاٰیَةُ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَکُلُّ فَرْجٍ سِوَاهُمَا فَهُوَ حَرَامٌ.

(عورت) ہوتو وہ اس کو چھوڑ دے اور تم نے جو کچھ اس کو دیا ہو واپس نہ لو اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: آپ نے فرمایا کہ (نکاح) متعہ ابتداء اسلام میں (جائز) تھا (اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ) ایک شخص (نئے) شہر میں جاتا جہاں لوگوں سے شناسائی نہ ہوتی تھی تو وہ کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے شادی کرتا جتنے دن وہ ٹھہرنا چاہتا۔ وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت کرتی اور اس کا کھانا پکاتی یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی "اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ" (یعنی مرد صرف اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے صحبت کر سکتے ہیں' اس کی تفسیر میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ہر شرمگاہ جو ان دونوں کے سوا ہو حرام ہے۔

۳۵۷۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ فِی الصَّلٰوةِ وَالتَّشَهُّدَ فِی الْحَاجَةِ قَالَ اَلتَّشَهُّدُ فِی الصَّلٰوةِ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَالتَّشَهُّدُ فِی الْحَاجَةِ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَیَقْرَاُ ثَلَاثَ اٰیَاتٍ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ بَعْدَ قَوْلِهٖ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَبَعْدَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز کا تشہد اور حاجت کا تشہد سکھایا۔ (حضرت ابن مسعود نے) فرمایا کہ نماز میں تشہد یہ ہے: زبان' جسم و جان اور مال کی تمام عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور حاجت (نکاح اور دیگر معاہدات) کا تشہد یہ ہے: کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سزاوار ہیں ہم (سارے کاموں میں مدد) اسی سے مانگتے ہیں اور (عبادتوں میں کوتاہی اور طاعتوں میں تاخیر کی) اسی سے مغفرت چاہتے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں اپنے نفسوں کی شرارتوں سے' اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے تو اس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور بس گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر یہ تین آیتیں پڑھا کرے: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم اسلام کی حالت پر ہی مرو۔ (آل عمران: پ ۴' ع ۲) اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس (کے نام پاک) کا واسطہ دے کر تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور قرابت داروں (کے حقوق ضائع کرنے سے بھی) بچو' بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہاری ہر ہر حالت کی خبر ہے۔ (النساء: پ ۴' ع ۱۲) اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے اور جامع ترمذی میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں آیتوں

قَوْلِهٖ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَالدَّارِمِيُّ بَعْدَ قَوْلِهٖ عَظِيْمًا ثُمَّ يَتَكَلَّمُ بِحَاجَتِهٖ وَرَوٰى فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فِي خُطْبَةِ الْحَاجَةِ مِنَ النِّكَاحِ وَغَيْرِهٖ.

کو بیان فرمایا ہے اور ابن ماجہ نے ان ''اَلْحَمْدَ لِلّٰهِ'' کے ''نَحْمَدُهٗ'' کا اضافہ اور ''مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا'' کے بعد ''مِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا'' کا اضافہ اور دارمی نے ''فَقَدْ فَاز فوزا عَظِيْمًا'' کے بعد یہ روایت کی ہے کہ (اگر خطبہ نکاح ہو تو ایجاب وقبول کروائے) پھر اپنی حاجت بیان کرے اور شرح السنہ میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اتنا زیادہ کیا ہے کہ نکاح اور غیر نکاح میں آپ اسی خطبہ کو پڑھتے۔

۱؎ واضح ہو کہ تشہد اپنے ایمان اور یقین کی گواہی کے اظہار کو کہتے ہیں اس طرح تشہد ایمان کی لذت کا اقرار ہے اور مرتبہ احسان میں اپنی حضور اور بندگی کا ادراک ہے۔

۲؎ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیت مذکورہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں ایسے ہی مکتوب ہے' حالانکہ قرآن میں یہ آیت: یـا ایها الناس اتقوا ربکم (الی آخرہ) سے شروع ہوتی ہے' لیکن قاری خطبہ نکاح میں اس آیت کو قراۃ متواتر کے مطابق پڑھے جس کی ابتدا یوں ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا.

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت اور اس کے برے انجام) سے ڈرتے رہو اور سیدھی بات کہا کرو (اس سے) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سنوار دیگا (تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور ان کو قبول کرے گا) اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور جو شخص (احکام پر چل کر اور برائیوں سے بچ کر) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

يا ايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها و بث منهما رجالا كثيرا و نساء او اتقوا الله الذى تساء لون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا.

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو! جس نے تم کو اکیلی جان (حضرت آدم سے) پیدا کیا اور (اس طرح کہ پہلے) ان سے ان کی بی بی (حضرت حواء) کو پیدا کیا اور ان دو (میاں بیوی) سے بہت سے مرد اور عورت (دنیا میں) پھیلا دیئے جس کا واسطہ دلا کر تم آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہو اور قرابت داروں (کے حقوق ضائع کرنے سے بھی) بچتے رہو۔ (مرقات' اشعۃ اللمعات)

۳۵۷۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا تَشَهُّدٌ فَهِيَ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر اچھا کام (جس کا اہتمام کیا جاتا ہے) اس کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے نہ شروع کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۵۸۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَّا يُبْدَأُ فِيْهِ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ فَهُوَ اَقْطَعُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ

اور ابو داؤد کی روایت میں اسماعیل بن ابراہیم سے مروی ہے وہ (قبیلہ) بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں' انھوں نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں امامتہ بنت عبدالمطلب سے نکاح کرنے

رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ قَالَ خَطَبْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَامَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاَنْكَحَنِيْ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّتَشَهَّدَ.

کے لیے پیام بھیجا تو آپ نے تشہد پڑھے بغیر (ان سے) میرا نکاح کر دیا۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں ہر اچھے کام کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے شروع کرنے کی فضیلت کا ذکر ہے۔ بعض دوسری روایتوں میں ہے کہ حمد کی بجائے اللہ کا ذکر یا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی پڑھا جا سکتا ہے جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔

۳۵۸۱ - وَعَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ زَوَّجَهَا وَلِيَّانِ فَهِيَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا وَمَنْ بَاعَ بَيْعًا مِّنْ رَّجُلَيْنِ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت سمرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا نکاح (اس کے) دو ولیوں نے کر دیا ہو تو وہ ان دونوں میں پہلے ولی کی ہو گی (پہلے ولی کا کیا ہوا نکاح صحیح ہو گا) اور جس کسی نے کسی چیز کو دو آدمیوں کے ہاتھ بیچا تو وہ ان میں سے پہلے آدمی کے لیے (پہلا خریدار مالک بنے گا)۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور علماء کے نزدیک اسی پر عمل ہے، ہم نہیں جانتے کہ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے جب ایک ولی نے دوسرے ولی سے پہلے نکاح کیا تو پہلے کا نکاح جائز اور دوسرے کا نکاح فسخ ہے (جس ولی نے پہلے نکاح کیا ہے وہ جائز رہے گا اور دوسرے کا کیا ہوا نکاح فسخ ہو گا) اور جب دونوں ولیوں نے ایک ساتھ ہی کیا تو دونوں کا نکاح فسخ ہے۔ امام سفیان ثوری، امام احمد اور امام اسحاق کا یہ قول ہے، اور یہی مذہب حنفی ہے۔

بَابُ الْمُحَرَّمَاتِ
ان عورتوں کا بیان جن کا نکاح مردوں پر حرام ہے

ف: واضح ہو کہ شریعت میں عورت حسب ذیل اسباب کی وجہ سے مرد پر حرام ہوتی ہے:

(۱) نسب: انسان پر اس کے اصول یعنی ماں، نانی، دادی اسی طرح اوپر تک، اور فروع یعنی بیٹی، پوتی، نواسی اسی طرح نیچے تک حرام ہے۔

(۲) سسرال: بیوی کی ماں، دادی، نانی وغیرہ اور اسی طرح بیوی کی بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ۔

(۳) رضاعت: کسی عورت کا دودھ پینے کی وجہ سے، جس طرح نسب کی وجہ سے حرمت واقع ہے رضاعت کی وجہ سے بھی حرمت واقع ہو گی۔

(۴) جمع بین المحارم: جیسے دو بہنیں، پھوپھی اور بھتیجی کو ایک وقت میں ایک ہی شخص کے عقد میں جمع کرنا۔

(۵) حق الغیر: وہ عورت جو دوسرے شخص کے عقد میں ہو، وہ عورت جس کی عدت باقی ہو اور حاملہ عورت جب تک وضع حمل نہ ہو۔

(۶) عدم الدین: جیسے مشرکہ عورت، مجوسی عورت۔ یہ مرقات سے بحوالہ امام ابن الہمام ماخوذ ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَاۗؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو، مگر جو ہو گزرا وہ بے شک بے حیائی اور غضب کا کام ہے اور بہت بری راہ ہے۔ حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں ۲ اور عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں،

وَاُمَّهٰتُكُمُ اللّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ اللّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ اللّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ.

(النساء:۲۲-۲۳)

ان بیبیوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو تو پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو ان کی بیٹیوں میں حرج نہیں اور تمہارے نسلی بیٹوں کی بیبیاں اور دو بہنیں اکٹھی کرنا مگر جو ہو گزرا' بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور حرام ہیں شوہر دار عورتیں مگر کافروں کی عورتیں جو تمہاری ملک میں آ جائیں' یہ اللہ کا نوشتہ ہے تم پر۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا)

ف: (۱) اس آیت میں ارشاد ہے" ولا تنکحوا مانکح اباؤکم "یعنی اپنے باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ تفسیرات احمدیہ میں تفسیر مدارک کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہے خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو' ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا اس سے نکاح حرام ہے۔

باپ کی بیوی بمنزلہ ماں کے ہے اور نکاح سے وطی (ہم بستری) مراد ہے' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ باپ کی موطوءہ یعنی جس سے اس نے صحبت کی ہو خواہ نکاح کر کے یا بطریق زنا یا وہ باندی ہو اور باپ اس کا مالک ہو۔ ان میں سے ہر صورت میں بیٹے کا نکاح اس سے حرام ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

(۲) اس آیت شریف میں یہ بھی ارشاد ہے" وامھاتکم اللاتی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعة "یعنی تمہاری رضاعی مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعی بہنیں بھی (تم پر حرام ہیں) واضح ہو کہ دودھ کے رشتہ شیر خواری کی مدت میں تھوڑا دودھ پیا جائے یا زیادہ' اس کے ساتھ حرمت متعلق ہوتی ہے۔ شیر خواری کی مدت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک تیس ماہ ہے اور صاحبین کے نزدیک دو سال ہے' شیر خواری کی مدت کے بعد جو دودھ پیا جائے اس سے حرمت متعلق نہیں ہوتی۔ البتہ! اللہ تعالیٰ نے رضاعت (شیر خواری) کو نسب کے قائم مقام کیا ہے اور دودھ پلانے والی کو شیر خوار کی ماں اور اس کی لڑکی کو شیر خوار کی بہن فرمایا' اسی طرح دودھ پلانے والی کا شوہر شیر خوار کا باپ اور اس کا باپ شیر خوار کا دادا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی اور اس کا ہر بچہ جو دودھ پلانے کے سواء اور کسی عورت سے بھی ہو خواہ قبل شیر خواری کے پیدا ہو' یا اس کے بعد یہ سب اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں اور دودھ پلانے والی کی ماں شیر خوار کی نانی اور اس کی بہن اس کی خالہ اور اس شوہر سے اس کے جو بچے پیدا ہوں وہ شیر خوار کے رضاعی بھائی بہن اور اس شوہر کے علاوہ دوسرے شوہر سے جو ہوں وہ اس کے سوتیلے بھائی بہن ہیں۔ اس میں اصل یہ حدیث ہے کہ رضاعت سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب سے حرام ہیں' اس لیے شیر خوار پر اس کے رضاعی ماں باپ اور ان کے نسبی اور رضاعی اصول و فروع سب حرام ہیں۔ (ماخوذ از حاشیہ تفسیر مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

(۳) صدر کی آیت شریفہ میں یہ بھی ارشاد ہے" ان تجمعوا بین الاختین "یعنی دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے۔ اس بارے میں تفسیرات احمدیہ میں یہ تفصیل مذکور ہے کہ حدیث شریف میں پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا بھی حرام فرمایا گیا اور ضابطہ یہ ہے کہ نکاح میں ہر دو ایسی عورتوں کا جمع کرنا حرام ہے جن میں سے ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری اس کے لیے حلال نہ ہو جیسے پھوپھی' بھتیجی اگر پھوپھی مرد فرض کیا جائے تو چچا ہوا اور بھتیجی اس پر حرام ہے اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کیا جائے تو بھتیجا ہوا

پھوپھی اس پر حرام ہے۔ حرمت دونوں طرف سے ہے اور اگر ایک طرف سے ہو تو جمع حرام نہ ہوگی جیسے کہ عورت اور اس کے شوہر کی لڑکی جو دوسری بیوی سے ہو ان دونوں کو جمع کرنا حلال ہے کیونکہ شوہر کی لڑکی کو مرد فرض کیا جائے تو اس کے لیے تو باپ کی بیوی حرام رہتی ہے مگر دوسری طرف سے یہ بات نہیں ہے یعنی شوہر کی بیوی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو یہ اجنبی ہوگا اور ان میں کوئی رشتہ نہ رہے گا۔ (حاشیہ تفسیر خزائن العرفان مولانا نعیم الدین مراد آبادی)

(۴) صدر کی آیت شریفہ میں یہ بھی ارشاد ہے "الا ما ملکت ایمانکم" اس کی تفسیر حدیث اوطاس حدیث میں جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جو آگے آ رہی ہے اس میں بیان ہوگی۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ. (البقرہ: ۲۳۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس اس کے لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے۔ (کنز الایمان)

ف: اگر طلاق والی عورت کی گود میں شیر خوار بچہ ہو تو اس جدائی کے بعد اس کی پرورش کا کیا طریقہ ہوگا اس لیے یہ قرین حکمت ہے کہ بچوں کی پرورش کے متعلق ماں باپ پر جو احکام ہیں وہ اس موقعہ پر بیان فرما دیے جائیں لہٰذا یہاں ان مسائل کا بیان ہوا۔

مسئلہ: ماں خواہ مطلقہ ہو یا نہ ہو اس پر اپنے بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے بشرطیکہ باپ کو اجرت پر دودھ بلوانے کی قدرت و استطاعت نہ ہو یا کوئی دودھ پلانے والی میسر نہ آئے یا بچہ ماں کے سوا کسی اور عورت کا دودھ قبول نہ کرے۔ اگر یہ باتیں نہ ہوں یعنی بچہ کی پرورش خاص ماں کے دودھ پر موقوف نہ ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا. (الاحقاف: ۱۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "حولین کاملین" تو حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہے یہ قول ابو یوسف اور امام محمد کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک رضاعت کی مدت ڈھائی سال ہے جو مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہے۔

ف: واضح ہو کہ شیر خواری کی مدت کے تعین میں امام اعظم اور صاحبین و امام شافعی کے درمیان اختلاف ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک رضاعت ڈھائی برس اور صاحبین اور امام شافعی (رحمہم اللہ) کے نزدیک صرف دو برس ہے اور امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین برس ہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں دلیل سورۂ احقاف کی یہ آیت ہے: "وحمله وفصاله ثلثون شهرا" یعنی بچہ کو پیٹ میں لیے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینہ (میں پورا ہوتا) ہے اور صاحبین اور امام شافعی کی دلیل اس آیت کے ساتھ ساتھ یہ آیت بھی ہے: "والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین" یعنی مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں اس طرح صحیح ترین قول صاحبین کا ہے اور امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ اور امام بیضاوی نے بھی یہی کہا ہے۔ اس طرح صاحبین کے نزدیک مدت رضاعت دو سال ہے اس لیے دو سال کے بعد اگر دودھ پلایا جائے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا البتہ! دو سال سے پہلے چاہیں تو دودھ چھڑایا جا سکتا ہے۔ (یہ تفسیرات احمدیہ اور تعلیق مجد سے ماخوذ ہے)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال۔ (کنز الایمان)

وَلَاهُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ. (الممتحنہ:۱۰)

ف: عورت اگر مسلمان ہے تو کافر مرد کی زوجیت میں نہیں آ سکتی۔ اگر عورت نے اسلام قبول کر لیا ہے اور مرد نے نہیں کیا تو عورت کافر مرد کی زوجیت سے نکل گئی۔

۳۵۸۲ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَرَامٌ مِّنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَّمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَاَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نسب کی وجہ سے سات (عورتوں) سے نکاح حرام کر دیا گیا اور مصاہرت (سسرالی رشتہ) کی وجہ سے بھی سات (عورتوں) سے نکاح حرام کر دیا گیا پھر آپ نے (اپنے قول کی تائید میں یہ آیت آخر تک) پڑھی: ''حرمت علیکم امهاتکم'' الخ۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نسب سے جو سات عورتیں حرام ہیں۔ یہ ہیں: ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی اور سسرالی رشتہ کی وجہ سے جو سات عورتیں حرام ہیں وہ یہ ہیں۔ سسرالی رشتہ کی وجہ سے چار عورتیں ابدی حرام ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) ساس اور ساس کی ماں، نانی، یا دادی وغیرہ (۲) بہو بیٹے کی بیوی ہو یا پوتے کی نیچے تک (۳) علاتی ماں اور علاتی دادی اوپر تک (۴) سوتیلی بیٹیاں جن کی ماؤں سے صحبت ہو چکی ہے۔

اور تین ایسی عورتیں ہیں جو سسرالی رشتہ کی وجہ سے وقتی طور پر حرام ہیں۔ یہ ہیں: بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن، اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ کا جمع کرنا۔

۳۵۸۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً فَدَخَلَ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُ اِبْنَتِهَا وَاِنْ لَّمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلْيَنْكِحْ اِبْنَتَهَا وَاَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً فَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّنْكِحَ اُمَّهَا دَخَلَ بِهَا اَوْ لَمْ يَدْخُلْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس سے ہم بستری کی تو اس کے لیے اس عورت کی لڑکی سے نکاح کرنا حلال نہیں اور اگر اس عورت سے ہم بستری نہیں کی (اور اس عورت کو طلاق دیدی ہو) تو اس عورت کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے اور جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کے لیے اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال نہیں، خواہ اس عورت سے ہم بستری کی ہو یا نہ کی ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۵۸٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (نکاح میں) عورت اور اس کی پھوپھی کو (اوپر تک اور ایسے ہی نیچے تک) جمع نہ کیا جائے اور (اسی طرح) عورت اور اس کی خالہ کو (اوپر تک اور ایسے ہی نیچے تک) جمع نہ کیا جائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

۳۵۸۵ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت کا نکاح اس کی پھوپھی پر یا پھوپھی کا نکاح اس کی بھتیجی پر

اَوِ الْعَمَّةُ عَلٰى بِنْتِ اَخِيْهَا وَالْمَرْاَةُ عَلٰى خَالَتِهَا اَوِ الْخَالَةُ عَلٰى بِنْتِ اُخْتِهَا لَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰى عَلَى الْكُبْرٰى وَلَا الْكُبْرٰى عَلَى الصُّغْرٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرِوَايَتُهُ اِلٰى قَوْلِهٖ بِنْتُ اُخْتِهَا.

کیا جائے یا کسی عورت کا نکاح اس کی خالہ پر یا خالہ کا نکاح اس کی بھانجی پر کیا جائے' نہ چھوٹی کا نکاح بڑی پر اور نہ بڑی کا نکاح چھوٹی پر کیا جائے (چھوٹی سے مراد بھانجی بھتیجی اور بڑی سے مراد خالہ اور پھوپھی ہے۔) اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' دارمی اور نسائی نے کی ہے اور نسائی کی روایت "بنت اختها" پر ختم ہو جاتی ہے (یعنی چھوٹی کا نکاح بڑی پر سے آخر تک نسائی کی روایت میں مذکور نہیں ہے)۔

۳۵۸۶ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ الْوِلَادَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت (نسب) کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۵۸۷ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرِّضَاعَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرماتے ہیں' اس لیے کہ وہ قریش کی لڑکیوں میں نہایت خوبصورت نوجوان لڑکی ہیں (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت حمزہ میرے رضاعی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رضاعت سے وہی رشتے حرام کیے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۵۸۸ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ كَتَبْنَا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ يَزِيْدَ النَّخْعِيِّ نَسْاَلُهُ عَنِ الرِّضَاعِ فَكَتَبَ اَنَّ شُرَيْحًا حَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا وَابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَا يَقُوْلَانِ يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابراہیم بن یزید نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھ کر دریافت کیا کہ دودھ پلائی کے احکام کیا ہیں تو انہوں نے (جواب میں) لکھا کہ قاضی شریح نے ہم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ دودھ کم پیا جائے یا زیادہ اس سے رشتہ (رضاعت قائم ہوتا ہے اور نکاح) حرام ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

۳۵۸۹ - وَرَوَى الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يُحَرِّمُ مِنَ النَّسَبِ قَلِيْلُهُ وَكَثِيْرُهُ كَذَا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَبُوْ يُوْسُفَ عَنْهُ وَحَكَى اَبُوْبَكْرٍ الرَّازِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ قَوْلُهُ لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ وَالرَّضْعَتَانِ كَانَ ذٰلِكَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَالرَّضْعَةُ الْوَاحِدَةُ تُحَرِّمُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ

اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ پینے سے وہ رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں' خواہ دودھ تھوڑا (پیا جائے) یا زیادہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے ایسی ہی روایت کی ہے اور ابوبکر رازی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک چسکی دودھ کی یا دو چسکی سے رشتہ کا حرام نہ ہونا پہلے زمانہ کا واقعہ ہے اور اب تو صرف ایک چسکی بھی رشتہ کو حرام کر دیتی ہے اور ترمذی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اہل علم صحابہ اور ان کے

الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ يُحَرِّمُ قَلِيْلُ الرِّضَاعِ وَكَثِيْرُهٗ اِذَا وَصَلَ اِلَى الْجَوْفِ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ وَالْاَوْزَاعِيِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَوَكِيْعٍ وَّاَهْلِ الْكُوْفَةِ.

علاوہ دیگر حضرات نے فرمایا ہے کہ دودھ تھوڑا ہو یا بہت جب پیٹ میں پہنچ جائے تو رشتہ کو حرام کرتا ہے اور امام سفیان ثوری' امام مالک بن انس' امام اوزاعی اور امام عبداللہ بن المبارک اور امام وکیع اور دیگر (فقہاء) اہل کوفہ ان سب حضرات کا یہی قول ہے (کہ دودھ تھوڑا پیا جائے یا زیادہ رشتہ کو حرام کرتا ہے)۔

۳۵۹۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِيْ فَقَالَ انْظُرْنَ مِنْ اِخْوَانِكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ الطَّيَالِسِيِّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رِضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف لائے اور اس وقت آپ کے پاس ایک شخص موجود تھا (اس آدمی کا رہنا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ میرے (رضاعی) بھائی ہیں۔ (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم غور کرو (اور یاد کرو) کہ (واقعی) یہ تمہارے (وہ) بھائی ہیں (جنھوں نے ایام رضاعت میں دودھ پیا ہے) اس لیے کہ رضاعت تو (اس وقت ثابت ہوتی ہے) جب کہ صرف دودھ ہی اس کی غذا ہو (اور یہ مدت دو سال ہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور ابوداؤد طیالسی کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ دودھ چھڑائی کی مدت کے بعد (اگر پھر دودھ پلایا جائے تو اس سے) رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

۳۵۹۱ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعِ اِلَّا مَا فَتَقَ الْاَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَكْثَرِ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ اِنَّ الرَّضَاعَةَ لَا تُحَرِّمُ اِلَّا مَا كَانَ دُوْنَ الْحَوْلَيْنِ وَمَا كَانَ بَعْدَ الْحَوْلَيْنِ الْكَامِلَيْنِ فَاِنَّهٗ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ دودھ پینے سے حرمت (رشتہ اور نکاح) اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب کہ (بچہ کی) آنتیں صرف پستانوں کے دودھ کی وجہ سے کھلیں (صرف دودھ ہی اس کی غذا ہو) اور (یہ واقعہ اندرون دو سال) دودھ چھڑائی سے پہلے ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں اکثر اہل علم ان حضرات کے سوا دوسرے حضرات کا اسی پر عمل ہے کہ وہ دودھ پلائی جو دو سال کے اندر ہو' وہی (رشتہ اور نکاح کو) حرام کرتی ہے اور جو دو سال کے بعد ہو وہ (رشتہ اور نکاح کو) حرام نہیں کرتی۔

ف: واضح ہو کہ شیر خواری کی مدت دو سال ہے' اس لیے اگر کوئی بچہ دو سال کے اندر دودھ پینا چھوڑ دے اور غذا کھانے لگے اور دو سال کے اندر پھر دودھ پی لے تو اس دوبارہ اندرون مدت دودھ پینے کی وجہ سے رشتہ اور نکاح کی حرمت ثابت ہوگی۔

۳۵۹۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رِضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَقَالَ لَمْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شیر خواری کی مدت (رشتہ اور نکاح کی حرمت کے لیے) وہی معتبر ہے جو دو سال کے اندر ہو۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی

يَسْنُدُهُ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ غَيْرَ الْهَيْثَمِ بْنِ جَمِيْلٍ وَهُوَ ثِقَةٌ حَافِظٌ. ہے۔

٣٥٩٣ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِىَ فِى امْرَاَةٍ شَهِدَتْ عَلٰى رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اَرْضَعَتْهُمَا فَقَالَ لَا حَتّٰى يَشْهَدَ رَجُلَانِ اَوْ رَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِى السُّنَنِ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ.

حضرت عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کی خدمت میں ایک عورت کو لایا گیا جس نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے بارے میں گواہی دی تھی کہ میں نے ان دونوں کو (بچپن میں) دودھ پلایا ہے' حضرت عمر رضی اللہ نے فرمایا: نہیں (میں اس بارے میں ایک عورت کی گواہی کو قبول نہیں کرتا) یہاں تک کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دے دیں (تو گواہی قبول ہوگی)۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے اور سعید بن منصور نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

٣٥٩٤ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمْ يَاْخُذْ بِشَهَادَةِ امْرَاَةٍ فِىْ رِضَاعٍ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ دودھ پلائی کے بارے میں (تنہا) ایک عورت کی گواہی کو قبول نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔

٣٥٩٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا وَّامْرَاَتَهٗ اَتَيَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَاءَتِ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّىْ اَرْضَعْتُهُمَا فَاَبٰى عُمَرُ اَنْ يَّاْخُذَ بِقَوْلِهَا وَقَالَ دُوْنَكَ امْرَاَتَكَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِى السُّنَنِ.

حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک مرد اور اس کی بیوی (دونوں) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (ان کے ہمراہ) ایک عورت بھی آئی اور اس نے کہا کہ میں نے ان دونوں کو دودھ پلایا ہے تو حضرت عمر نے اس کے قول کو قبول کرنے سے انکار فرمایا اور (اس شخص سے) فرمایا: تو اپنی بیوی کو (اپنے ساتھ) لے جا۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن میں کی ہے۔

٣٥٩٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ عَمِّىْ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَىَّ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهٗ حَتّٰى اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَاْذَنِىْ لَهٗ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِى الْمَرْاَةُ وَلَمْ يُرْضِعْنِى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے روایت ہے' کہ میرے رضاعی چچا (حضرت افلح رضی اللہ) آئے اور مجھ سے (اندر آنے کی) اجازت چاہی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیے بغیر ان کو اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ (اس اثناء میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے اجازت مانگی تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ تو تمہارے چچا ہیں ان کو (اندر آنے کی) اجازت دے دو! فرماتی ہیں' پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے' مرد نے نہیں پلایا (اس پر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ تمہارے چچا ہیں' انہیں اندر آنے دو اور یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جبکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٥٩٧ - وَعَنْ حَجَّاجِ بْنِ حَجَّاجِ الْاَسْلَمِىِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُذْهِبُ عَنِّىْ

حجاج بن حجاج اسلمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' کہ ان کے والد نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دودھ پلائی کا حق مجھ سے کس طرح ادا ہو

مُذِمَّۃَ الرِّضَاعِ فَقَالَ غُرَّۃٌ عَبْدٍ اَوْ اَمَۃٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

سکتا ہے؟ (یہ سن کر) حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خادم (دینے سے دودھ پلائی کا حق ادا ہو سکتا ہے خواہ وہ) غلام ہو یا باندی۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: صاحب نیل الاوطار نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ دودھ چھڑائی کے وقت مستحب یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کو کچھ عطیہ بھی دیا جائے۔

۳۵۹۸ - وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ الْغَنَوِیِّ قَالَ کُنْتُ جَالِسًا مَّعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَۃٌ فَبَسَطَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِدَاءَہٗ حَتّٰی قَعَدَتْ عَلَیْہِ فَلَمَّا ذَھَبَتْ قِیْلَ ھٰذَا اَرْضَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوالطفیل غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک خاتون آئیں تو نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھائی اور وہ اس پر بیٹھ گئیں' جب وہ چلی گئیں تو کہا گیا یہی وہ خاتون ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ خاتون جن کی تعظیم میں رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر اپنی چادر بچھائی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھیں' جنہوں نے آپ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا اور یہ واقعہ غزوۂ حنین کے دن پیش آیا۔ اس واقعہ سے حضور انور ﷺ کا کمال تواضع معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رضاعی ماں کی تعظیم سگی ماں کی طرح کرنی چاہیے۔

۳۵۹۹ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ بَعَثَ جَیْشًا اِلٰی اَوْطَاسٍ فَلَقُوْا عَدُوًّا فَقَاتَلُوْھُمْ فَظَھَرُوْا عَلَیْھِمْ وَاَصَابُوْا لَھُمْ سَبَایًا فَکَانَ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحَرَّجُوْا مِنْ غَشَیَانِھِنَّ مِنْ اَجْلِ اَزْوَاجِھِنَّ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ ذٰلِکَ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اَیْ فَھُنَّ لَھُمْ حَلَالٌ اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُھُنَّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر (غزوۂ حنین کے بعد) ایک لشکر (ابو عامر اشعری کی سرکردگی میں) مقام اوطاس کی طرف بھیجا (اوطاس مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے) مسلمانوں کا جب دشمنوں سے مقابلہ ہوا تو لڑائی ہوئی اور مسلمان ان پر غالب آئے اور مسلمانوں کے ہاتھ لونڈیاں آئیں' (جب لونڈیوں کی تقسیم ہوئی تو) بعض صحابہ نے ان لونڈیوں سے صحبت کرنے سے گریز کیا کیونکہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ'' (حرام ہیں تم پر) شوہر دار عورتیں مگر وہ عورتیں (جو کافروں سے لڑائی میں قید ہو کر) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں یعنی یہ (لونڈیاں) حلال ہیں' ان کی عدت کے گزرنے کے بعد (حائضہ ہو تو ختم حیض کے بعد اور اگر آیسہ ہو تو ایک مہینہ گزرنے کے بعد اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۶۰۰ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَرَّ بِیْ خَالِیْ اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنِ نِیَارٍ وَّمَعَہٗ لِوَاءٌ فَقُلْتُ اَیْنَ تَذْھَبُ قَالَ بَعَثَنِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میرے ماموں ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گذرے اور ان کے ساتھ ایک جھنڈا تھا' میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے

إِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةَ اَبِيْهِ اٰتِيْهِ بِرَأْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِلنَّسَائِيِّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَاٰخُذَ مَالَهٗ وَفِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ قَالَ عَمِّيْ بَدْلُ خَالِيْ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَدَّ مُعَاوِيَةَ اِلٰى رَجُلٍ عَرَسَ بِاِمْرَأَةِ اَبِيْهِ اَنْ يَّضْرِبَ عُنُقَهٗ وَيُخَمِّسَ مَالَهٗ وَقَالَ اَحَادِيْثُ الْبَابِ حُجَّةٌ لِّلْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ لَا مُخَالِفَ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَتَلَهٗ وَلَمْ يَحُدَّ عَلَيْهِ.

جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک شخص پر مامور فرما کر بھیجا ہے کہ میں اس کا سر کاٹ کر لے آؤں' کیونکہ اس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کر لیا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک اور روایت اور نسائی' ابن ماجہ اور دارمی کی روایتوں میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کی گردن کاٹ دوں اور اس کا مال بھی لے آؤں اور اس روایت میں ماموں کے بجائے چچا کا ذکر ہے اور امام طحاوی نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے معاویہ بن قرہ کے دادا کو ایک شخص کے پاس بھیجا جس نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا تھا کہ اس کی گردن کاٹ دی جائے اور اس کا مال بیت المال کے لیے لیا جائے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ حدیثیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لیے حجت ہیں اور ان کے خلاف نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور اس پر (زنا کی) حد جاری نہیں فرمائی۔

ف: واضح ہو کہ جو شخص جان بوجھ کر محرم عورت سے نکاح کرے وہ کافر ہوگا اور اس پر مرتد کے احکام جاری ہوں گے' اس لیے کہ اس نے حرام کو حلال سمجھا ہے' اس کو قتل کیا جائے گا اور اس کا مال بیت المال کے لیے لے لیا جائے گا اور جس شخص کو اس بات کا علم نہ ہو کہ محرم عورت سے نکاح جائز نہیں اور وہ نکاح کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا اور جو شخص جانتا ہو کہ محرم عورت سے نکاح حرام ہے اور حرمت کا علم ہونے کے باوجود نکاح کرے تو یہ فسق ہے اور ایسے نکاح کے بعد دونوں میں تفریق کرائی جائے گی اور اس کو سزا بھی دی جائے گی یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ دخول نہ ہوا ہو اور اگر علم کے باوجود اس نے ایسی حرکت کی ہے تو وہ زانی ہے اور زنا کے احکام جاری ہوں گے اور اگر وہ ناواقف تھا تو وہ بربناء شبہ جماع کرنے والا ہوگا' اس پر مہر مثل واجب ہوگا اور نسب بھی اس سے ثابت ہوگا اور صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو اس پر حرام ہو جیسے ماں یا بیٹی اور پھر جماع بھی کرے تو امام اعظم' سفیان ثوری اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس پر حد نہیں' بلکہ اس پر قتل جیسی سخت سزا واجب ہوگی اور اس کا مال بیت المال کے لیے لیا جائے گا' اس لیے کہ اس نے حرام کو حلال سمجھا جس سے وہ مرتد ہو گیا۔

۳۶۰۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ غَيْلَانَ بْنَ سَلْمَةَ الثَّقَفِيَّ اَسْلَمَ وَلَهٗ عَشْرُ نِسْوَةٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَسْلَمْنَ مَعَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ اَرْبَعًا وَّفَارِقْ سَائِرَهُنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ يَاْخُذُ الْاُوْلٰى وَالثَّانِيَةَ وَالثَّالِثَةَ وَالرَّابِعَةَ وَهُوَ قَوْلُ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' کہ غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو ان کے (نکاح میں) جاہلیت کے زمانہ میں یعنی اسلام لانے سے پہلے دس عورتیں تھیں اور ان عورتوں نے بھی ان کے ساتھ اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وہ (ان میں سے) چار کو (نکاح میں) رکھ لیں اور بقیہ کو (طلاق دے کر) چھوڑ دیں۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا ہے کہ پہلی بیوی' دوسری' تیسری اور چوتھی کو (نکاح میں) رکھ لے اور حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ

تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام لانے سے پہلے کا نکاح صحیح ہے اور اسلام لاتے وقت تجدید نکاح کی ضرورت نہیں بشرطیکہ اس نکاح میں شرعاً کوئی حرج نہ ہو مثلاً دو بہنوں سے بیک وقت نکاح یا سوتیلی ماں سے نکاح ہوا ہو وغیرہ۔ (حاشیہ ترمذی)

٣٦٠٢ - وَعَنْ نَوْفَلَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِيْ خَمْسُ نِسْوَةٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَارِقْ وَاحِدَةً وَّاَمْسِكْ اَرْبَعًا فَعَمِدْتُّ اِلٰى اَقْدَمِهِنَّ صُحْبَةً عِنْدِيْ عَاقِرٌ مُّنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً فَفَارَقْتُهَا رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ (جب) میں نے اسلام قبول کیا تو میری پانچ بیویاں تھیں اس بارے میں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ (ان میں سے) ایک کو چھوڑ دے اور چار کو رکھ لے تو میں نے اپنی سب سے پہلی بیوی کو جو بانجھ تھی اور ساٹھ برس سے میرے ساتھ رہتی تھی اس کو میں نے چھوڑ دیا۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٦٠٣ - وَعَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ فَيْرُوْزَ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْلَمْتُ وَتَحْتِيْ اُخْتَانِ قَالَ اِخْتَرْ اَيَّتَهُمَا شِئْتَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ضحاک بن فیروز دیلمی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد (فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہے رکھ لے۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٦٠٤ - وَعَنْ دَاوٗدَ ابْنِ كَرْدَوْسَ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَّا مِنْ بَنِيْ تَغْلُبَ نَصْرَانِيٌّ تَحْتَهٗ اِمْرَاَةٌ نَّصْرَانِيَّةٌ فَاَسْلَمَتْ فَرَفَعَتْ اِلٰى عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ وَاِلَّا فَرَّقْتُ بَيْنَكُمَا فَقَالَ لَهٗ لَمْ اَدَعْ هٰذَا اِلَّا اِسْتِحْيَاءً مِّنَ الْعَرَبِ اَنْ يَّقُوْلُوْا اَنَّهٗ اَسْلَمَ عَلٰى بُضْعِ امْرَاَةٍ قَالَ فَفَرَّقَ عُمَرُ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت داؤد بن کردوس رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنو تغلب کا ایک شخص جو نصرانی تھا اور اس کی بیوی جو نصرانیہ تھی انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے معاملہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس (نصرانی کافر) سے فرمایا کہ تم بھی اسلام قبول کر لو ورنہ میں تم دونوں میں تفریق کر دوں گا تو اس (نصرانی کافر) نے کہا کہ میں اپنے (اس مذہب) کو عربوں سے شرما کر نہیں چھوڑتا ہوں کہ وہ کہنے لگیں کہ اس نے ایک عورت کو اپنے نکاح میں رکھنے کی خاطر اسلام قبول کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں میں تفریق کر دی۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسلام لانے کی وجہ سے میاں بیوی میں تفریق تین امور میں سے کسی ایک امر کی وجہ سے ہوگی۔

(۱) عدت کا گذر جانا (۲) میاں بیوی میں ایک اسلام قبول کرے تو دوسرے پر اسلام پیش کیا جائے گا انکار کرنے پر تفریق ہو جائے گی (۳) میاں بیوی میں سے کوئی ایک دارالاسلام سے دارالحرب یا دارالحرب سے دارالاسلام منتقل ہو جائے۔

٣٦٠٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی (بی بی) زینب

ابْنَتَهُ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بِمَهْرٍ جَدِيْدٍ وَّنِكَاحٍ جَدِيْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِيْهِ حَجَّاجٌ وَّقَدْ وَثَّقَهُ اَهْلُ النَّقْلِ حَتّٰى اَخْرَجَ لَهُ مُسْلِمٌ وَّفِيْ رِوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ زَيْنَبَ عَلٰى اَبِي الْعَاصِ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَّرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَاَحْمَدُ مِثْلَهُ وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْفُرْقَةَ تَقَعُ بِاخْتِلَافِ الدَّارَيْنِ وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَّمَّا هَاجَرَ اَحَدُهُمَا وَبَقِيَ الْاٰخَرُ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ سَلَّمْنَا اَنَّهُمَا مُتَبَايِنَانِ دَارًا حَقِيْقَةً وَّلٰكِنْ لَّا نُسَلِّمُ اَنَّهُمَا مُتَبَايِنَانِ حُكْمًا فَاِنَّهُمَا لَمَّا اَسْلَمَا فِيْ دَارِ الْحَرْبِ وَهَاجَرَ اَحَدُهُمَا فَالثَّانِيْ لَيْسَ بِعَازِمٍ عَلَى الْقَرَارِ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ بَلْ هُوَ عَازِمٌ عَلَى الْهِجْرَةِ فَهُوَ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ حُكْمًا فَلَا تَبَيَّنَ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ لِاَنَّ مَذْهَبَنَا تَبَايُنُ الدَّارَيْنِ حَقِيْقَةً وَّحُكْمًا مُوْجِبٌ لِّلْبَيْنُوْنَةِ وَاَمَّا الصَّفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ فَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ زَوْجَتُهُ يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ بِالنِّكَاحِ الْاَوَّلِ اَوْ بِنِكَاحٍ مُّجَدَّدٍ فَلَا يَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ مَعَ عَدَمِ الدَّلَالَةِ عَلٰى حُصُوْلِ تَبَايُنِ الدَّارَيْنِ وَاَمَّا عِكْرِمَةُ فَاِنَّمَا هَرَبَ اِلَى السَّاحِلِ وَهُوَ مِنْ حُدُوْدِ مَكَّةَ فَلَمْ تَتَبَايَنْ دَارُهُمْ.

رضی اللہ عنہا کو (ان کے شوہر) ابو العاص بن الربیع رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے پر) اور نئے نکاح کے ساتھ لوٹا دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور اس حدیث کی سند میں حجاج بن ارطاۃ کوفی ہیں جن کو محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے' یہاں تک کہ امام مسلم نے بھی ان سے حدیث روایت کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی زینب رضی اللہ عنہا کو (ان کے شوہر) حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ پر نئے نکاح کے ساتھ لوٹا دیا۔ ابن ماجہ اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اس حدیث شریف میں اس بات کی دلیل ہے کہ (میاں بیوی میں) جدائی اختلاف دارین یعنی دار الاسلام اور دار الحرب کی وجہ سے واقع ہو جاتی ہے اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس قول (سورہ ممتحنہ ع ۲) سے ہوتی ہے: "فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَاهُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ" (پھر اگر تمہیں ایمان والیاں معلوم ہوں تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو' نہ یہ (مسلمان عورتیں) ان کو حلال اور نہ وہ (کافر مرد) ان کے حلال ہیں)۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس طرح مروی ہے کہ (میاں بیوی) دونوں میں کوئی ایک ہجرت کرے اور دوسرا دار الحرب میں رہ جائے تو ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان دونوں میں فی الحقیقت اختلاف دارین واقع ہوگا' اس لیے کہ میاں بیوی دونوں نے دار الحرب میں اسلام قبول کر لیا اور ان میں سے ایک نے ہجرت کر لی تو دوسرا کیونکر دار الحرب میں رہے گا' بلکہ وہ بھی ہجرت کا ارادہ کرے گا اس اعتبار سے یہ دوسرا جو دار الحرب میں ہے حکم کے اعتبار سے دار الاسلام ہی میں ہے' اس لیے ان دونوں پر اس صورت میں اختلاف دارین کا حکم صحیح نہیں' اسی وجہ سے ہمارا مذہب یہ ہے کہ اختلاف دارین حقیقت کے اعتبار سے اور حکم کے اعتبار سے جدائی اور تفریق کا سبب ہوتا ہے۔ اب رہا صفوان بن امیہ کی بیوی اسلام لا چکی تھیں اور صفوان فتح مکہ کے بعد یمن جانے کے لیے بھاگ نکلے لیکن عمیر بن وہب نے ان کو پا لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امن دینے کا پیام دیا' یہ حاضر خدمت ہوئے اور غزوہ حنین کے بعد اسلام لائے اور ان کی بیوی نکاح اول ہی پر ان کے عقد میں رہیں' اس لیے کہ اختلاف دارین واقع نہیں ہوا اور حضرت عکرمہ بھی (فتح کے بعد) بھاگ کھڑے ہوئے (لیکن ان کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے امان لے کر ان کو واپس لائیں اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کی بیوی بھی نکاح اول ہی پر ان کے عقد میں رہیں' اس لیے کہ یہاں بھی اختلاف دارین واقع نہیں ہوا' اس لیے کہ یہ بھی حدود

مکہ ہی میں تھے۔

بَابُ الْمُبَاشَرَةِ — بیویوں سے صحبت کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو۔

(ترجمہ کنز الایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: عورتوں کی قربت سے نسل کا قصد کرو کہ قضاء وشہوت کا اور جماع سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

(تفسیر خزائن العرفان از حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی)

٣٦٠٦ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا اَتَى الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ مِنْ دُبُرِهَا فِيْ قُبُلِهَا كَانَ الْوَلَدُ اَحْوَلُ فَنَزَلَتْ نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہود کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی اپنی بیوی سے دُبر کی جانب سے آگے کی شرمگاہ (فرج) میں جماع کرے تو بچہ ترچھی آنکھ والا پیدا ہوگا تو (اس کی تردید میں) یہ آیت نازل ہوئی: ''نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ'' (تمہاری بیبیاں گویا تمہاری کھیتیاں ہیں تو تم اپنی کھیتیوں میں جس طرح چاہو آؤ)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ آیت کریمہ میں ارشاد ہے کہ عورتیں کھیتیاں ہیں یعنی اولاد ہونے کے لیے بمنزلہ کھیتیاں ہیں اس لیے جماع کی جگہ صرف پیشاب گاہ ہے اور وہی کھیتی کی جگہ ہے پاخانہ کی جگہ کھیتی کی جگہ نہیں اس لیے وہاں جماع حرام ہے البتہ! لیٹ کر بیٹھ کر یا اُلٹا لٹا کر سامنے کی شرمگاہ میں جماع کرنے کا اختیار ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٠٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَوْحٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ الْاٰيَةَ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَيْضَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحی نازل ہوئی ''نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ'' (اپنی بیوی سے) اگلی طرف سے صحبت کر یا پچھلی طرف سے اور پاخانہ کی جگہ جماع نہ کر اور حیض کے دونوں میں (بھی) صحبت نہ کر۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں دبر میں جماع کرنے سے منع کیا گیا ہے اس لیے کہ دبر نجاست کی جگہ ہے اور اسی طرح قبل یعنی فرج بھی حیض کی حالت میں نجاست کی جگہ ہے اس لیے دُبر سے ہر وقت اور قُبل سے حیض کی حالت میں پرہیز کرنا چاہیے اسی لیے سارے ائمہ اس کی حرمت پر متفق ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٠٨ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّعْزِلَ عَنِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِاِذْنِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ نَهٰى عَنْ عَزْلِ الْحُرَّةِ اِلَّا بِاِذْنِهَا وَرَوَى

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی اور عبد الرزاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے آزاد عورت کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا ہے اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے

الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ تَعْزِلُ الْاَمَةَ وَتَسْتَاْذِنُ الْحُرَّةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ عُمَرَ مِثْلَهُ وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ قَالَ تَسْتَامِرُ الْحُرَّةَ وَتَعْزِلُ عَنِ الْاَمَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ عَنْ اَمَتِهِ.

روایت کی ہے کہ لونڈی سے عزل کیا جا سکتا ہے اور آزاد عورت سے اجازت لی جائے گی اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آزاد عورت سے (عزل کی) اجازت لی جائے گی اور لونڈی سے (بغیر اس کی اجازت کے) عزل کیا جا سکتا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ وہ اپنی لونڈی سے عزل کیا کرتے تھے۔

ف: عزل کے معنی یہ ہیں کہ بیوی سے اس طرح جماع کرے کہ انزال کے وقت عضو مخصوص کو باہر نکال لے اور منی باہر گرائے تاکہ حمل نہ ٹھہرنے پائے' بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا کیا کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کرنے سے منع نہیں فرمایا' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عزل جائز ہے اور بعض روایتوں سے ممانعت بھی ثابت ہوتی ہے یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی جواز مع الکراہت ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ)

۳۶۰۹- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ يَنْزِلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَزَادَ مُسْلِمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَنْهَنَا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے نزول کے زمانہ میں ہم عزل کیا کرتے تھے[1] اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ (ہمارے اس عزل) کی اطلاع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتی رہی اور آپ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔

[1] یعنی اگر عزل جائز نہ ہوتا تو ہم کو وحی سے اس کی ممانعت کر دی جاتی۔

۳۶۱۰- وَعَنْهُ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ جَارِيَةً هِيَ خَادِمَتُنَا وَاَنَا اَطُوْفُ عَلَيْهَا وَاَكْرَهُ اَنْ تَحْمِلَ فَقَالَ اَعْزِلْ عَنْهَا اِنْ شِئْتَ فَاِنَّهُ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا فَلَبِثَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ الْجَارِيَةَ قَدْ حَبِلَتْ فَقَالَ قَدْ اَخْبَرْتُكَ اَنَّهُ سَيَاْتِيْهَا مَا قُدِّرَ لَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كُلِّ الْمَاءِ يَكُوْنُ الْوَلَدُ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعْهُ شَيْءٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میری ایک لونڈی ہے اور ہماری خدمت بھی کرتی ہے اور میں اس سے صحبت کرتا ہوں اور مجھے یہ بات پسند نہیں کہ وہ حاملہ ہو جائے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر تم چاہو تو عزل کرو' اس لیے کہ جو چیز یعنی اولاد اس کے مقدر میں ہوگی وہ ہو کر رہے گی' وہ شخص کچھ مدت (اس باندی سے عزل) کرتا رہا' پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ وہ باندی حاملہ ہو چکی ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے تو تمہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ جو کچھ اس کے مقدر میں ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ منی کے ہر قطرہ سے بچہ پیدا نہیں ہوتا' لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ان کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

۳۶۱۱- وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اِنَّ رَجُلًا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک شخص نے

جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْزِلُ عَنِ امْرَاَتِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ الرَّجُلُ اَشْفِقُ عَلٰی وَلَدِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ ذٰلِكَ ضَارًّا ضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهٰی عَنِ الْاِغْتِيَالِ ثُمَّ قَالَ لَوْ ضَرَّ اَحَدًا لَضَرَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ جُذَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰی عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰی ذَكَرْتُ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ نَّحْوَهٗ.

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا بیوی کے (شیر خوار) بچہ پر ڈرتا ہوں (کہ کہیں دوسرا حمل نہ ہو جائے اور بچہ کو دودھ پلانا نقصان دہ ہو جائے یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ چیز نقصان دہ ہوتی تو فارس اور روم والوں کو بھی نقصان دیتی اور طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ (ابتداء میں) دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنے سے منع فرماتے تھے پھر (اجازت دے دی) فرمایا: اگر یہ چیز نقصان دہ ہوتی تو فارس اور رُوم والوں کو بھی نقصان دیتی اور مسلم کی ایک اور روایت میں جدامہ بنت وھب رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرا ارادہ تھا کہ دودھ پلانے والی عورت سے صحبت کرنے سے منع کر دوں' پھر مجھے یاد آیا کہ فارس اور رُوم والے ایسا کرتے ہیں اور یہ چیز ان کے بچوں کو نقصان نہیں دیتی اور مسلم کی ایک اور روایت میں اسی طرح ہے۔

٣٦١٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَةِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَفِیْ رِوَايَةٍ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلُ يُفْضِیْ اِلٰی امْرَاَتِهٖ وَتُفْضِیْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بڑی امانت اور ایک روایت میں (یوں ہے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا وہ انسان ہے جو اپنی بیوی سے ہم بستر ہو اور بیوی بھی اس کی طرف راغب تھی' پھر وہ اپنی بیوی کی مباشرت کی باتوں کو لوگوں میں ظاہر کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ مباشرت کے وقت میاں بیوی کی باتیں اور حرکات امانت ہیں' اس لیے ایسی چیزوں کو لوگوں میں ظاہر کرنا خیانت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔

٣٦١٣ - وَعَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِیْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق بات کے فرمانے میں شرم نہیں کرتا (اور میں بھی نہیں شرماتا) عورتوں سے لواطت نہ کیا کرو۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

٣٦١٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی امْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اپنی بیوی سے لواطت کرے اس پر خدا کی پھٹکار ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابو داؤد نے کی ہے۔

٣٦١٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِیْ يَاْتِیْ امْرَاَتَهٗ فِیْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی سے لواطت کرتا ہے اللہ تعالیٰ

دُبُرِهَا لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

اس پر نظر رحمت نہیں کرتا۔ اس کی روایت امام بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

٣٦١٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلٍ اَتٰى رَجُلًا اَوْ اِمْرَاَةً فِي الدُّبُرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مرد یا کسی عورت سے لواطت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت نہیں کرتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

غلام اور باندی کے مسائل کا بیان

٣٦١٧ - عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ عَائِشَةَ اِشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتَعْتِقَهَا فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وِلَاءَ هَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِاُعْتِقَهَا وَاِنَّ اَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلَاءَ هَا فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ اَوْ قَالَ اَعْطِي الثَّمَنَ قَالَ فَاشْتَرَتْهَا فَاَعْتَقَتْهَا قَالَ وَخُيِّرَتْ نَفْسَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَقَالَتْ لَوْ اُعْطِيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ مَعَهُ قَالَ الْاَسْوَدُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهُ عَنْهُ نَحْوَهُ وَفِيْهَا قَالَ الْحَكَمُ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ لِلْعِتْقِ فَاشْتَرَطُوْا وَلَاءَ هَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشْتَرِيْهَا وَاَعْتِقِيْهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ وَاُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمٌ فَقَالُوْا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ وَخُيِّرَتْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ سَاَلْتُهٗ عَنْ زَوْجِهَا فَقَالَ لَا اَدْرِيْ وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ زَوْجَ بَرِيْرَةَ كَانَ حُرًّا

حضرت اسود رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو خریدا، تا کہ ان کو آزاد کردیں تو ان کے مالک نے شرط لگائی کہ ولی ہم ہی رہیں گے (یعنی وراثت کا حق ہمیں ہی رہے گا) تو ام المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدا ہے اور ان کے مالک اپنی ولایت برقرار رکھنے کے لیے شرط لگا رہے ہیں (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ان کو آزاد کردو ولی تو آزاد کرنے والا ہی ہوگا یا آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا (ولی وہی ہوگا) جس نے قیمت ادا کی ہو، راوی کا بیان ہے ام المومنین نے ان کو خریدا اور آزاد کردیا اور راوی یہ بھی کہتے ہیں (کہ آزاد ہو جانے کے بعد) ان کو (شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا تو انہوں نے اپنے اختیار کو استعمال کیا (اپنے شوہر سے جدائی اختیار کرلی) اور کہا کہ مجھے اتنا مال دیا جائے تو میں ان کے (یعنی شوہر کے) ساتھ نہیں رہوں گی، حضرت اسود فرماتے ہیں کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے اور بخاری کی ایک اور روایت میں بھی اسی طرح مروی ہے اور اس روایت میں بھی اس طرح مروی ہے اور اس روایت میں یوں ہے کہ حکم نے کہا کہ ان کے شوہر آزاد تھے۔ اور مسلم نے شعبہ سے روایت کی ہے اور وہ عبدالرحمٰن بن قاسم سے روایت کرتے ہیں اور عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت قاسم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے سنا کہ ام المومنین نے بریرہ کو آزاد کرنے کے لیے خریدنے کا ارادہ فرمایا تو ان کے مالک نے اپنی حق ولایت کی شرط لگائی، ام المومنین نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ان کو خرید لو اور ان کو آزاد کردو، اس لیے کہ ولایت کا حق اسی کو حاصل ہے جو (غلام یا باندی کو) آزاد کرتا ہے

حِيْنَ أُعْتِقَتْ وَإِنَّهَا خُيِّرَتْ فَقَالَتْ مَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُ وَإِنَّ لِي كَذَا وَكَذَا وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَتْ كَانَ زَوْجُ بَرِيْرَةَ حُرًّا فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالنَّسَائِيُّ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ بَرِيْرَةَ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لَهَا زَوْجٌ حُرٌّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّهُ قَالَ لِلْأَمَةِ الْخِيَارُ إِذَا أُعْتِقَتْ وَإِنْ كَانَتْ تَحْتَ قُرَشِيٍّ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَهَا الْخِيَارُ فِي الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَالشَّعْبِيِّ نَحْوَهُ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّهُ قَالَ لَهَا الْخِيَارُ وَلَوْ كَانَتْ تَحْتَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ.

اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو حاضرین نے حضور انور ﷺ سے عرض کیا کہ یہ بریرہ کو صدقہ میں دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس کے لیے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے یہ ہدیہ ہے اور ان کو (بریرہ کو آزادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا اور عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ان کے شوہر آزاد تھے شعبہ نے کہا کہ میں نے عبدالرحمٰن سے ان کے شوہر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ اور ابوداؤد نے حضرت اسود سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ بریرہ کے شوہر اس وقت آزاد تھے جس وقت بریرہ کو آزاد کیا گیا اور پھر ان کو (شوہر کے ساتھ نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا گیا تو بریرہ نے کہا کہ (میں اپنا نکاح کیوں قائم رکھوں) میں نہیں چاہتی کہ شوہر کے ساتھ (نکاح میں) رہوں مجھے تو (نکاح توڑنے سے) ایسی ایسی سہولتیں حاصل ہیں۔ اور ترمذی کی روایت میں اس طرح ہے: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (جس وقت بریرہ آزاد ہوئیں تو) بریرہ کے شوہر آزاد تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بریرہ کو (شوہر کے ساتھ نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا۔ اور ابن ماجہ اور نسائی نے حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین نے بریرہ کو آزاد کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو (نکاح کے قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا اور اس وقت ان کے شوہر آزاد تھے اور امام طحاوی اور ابن ابی شیبہ نے طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے باندی جب آزاد ہو جائے تو اس کو (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار ہے اگر چہ کہ وہ کسی قریشی کے نکاح ہی میں کیوں نہ ہو۔ اور انہی دونوں طحاوی اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں حضرت طاؤس سے ہی مروی ہے کہ باندی کو (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار ہے خواہ (شوہر) آزاد ہو یا غلام ہو۔ اور ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین اور شعبی سے اسی طرح روایت کی ہے اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ باندی کو (جب وہ آزاد ہو جائے تو) اختیار ہے کہ (اپنا نکاح قائم رکھے یا نہ رکھے) اگر چہ کہ وہ امیر المومنین کے نکاح میں ہو۔

٣٦١٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَرِيْرَةَ عُتِقَتْ وَهِيَ عِنْدَ مُغِيْثٍ فَخَيَّرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ جب آزاد ہوئیں تو حضرت مغیث کے نکاح میں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے بریرہ

وَسَلَّمَ وَقَالَ لَهَا إِنْ قَرُبَكِ فَلَاخِيَارَ لَكِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

کو (نکاح قائم رکھنے یا نہ رکھنے کا) اختیار دیا اور یہ بھی ارشاد فرمایا (بریرہ!) اگر وہ (مغیث) تم سے ہم بستر ہو جائیں تو تمہارا اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

باب الصداق

مہر کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ. (النساء: ۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان کے سوا جو رہیں وہ تمہیں حلال ہیں کہ اپنے مالوں کے عوض تلاش کرو۔ (کنزالایمان امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ (۱) نکاح میں مہر ضروری ہے۔ (۲) اگر مہر مقرر نہ کیا جائے تو تب بھی واجب ہوتا ہے۔ (۳) مہر مال ہی ہوتا ہے نہ کہ خدمت اور تعلیم وغیرہ کیونکہ یہ مال نہیں ہیں۔ (۴) اتنا تھوڑا مال جس کو مال نہ کہا جائے وہ مہر ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا (۵) مہر کی ادنیٰ مقدار دس درہم ہے اس سے کم مہر نہیں ہوگا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ. (الاحزاب: ۵۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیبیوں کا حق۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کہ بیویوں کے حق میں مہر کے علاوہ نکاح کے وقت گواہوں کا ہونا اور ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو باری کا واجب ہونا اور چار حرہ عورتوں کی حد تک نکاح میں لانا یہ سب شامل ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرعاً مہر کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہے جس سے کم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے۔

(تفسیر خزائن العرفان مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا. (النساء: ۲۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم اسے (بیوی کو) ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کا جواز ملتا ہے ایک مرتبہ حضرت عمر نے منبر پر فرمایا: عورتوں کے مہر گراں مقرر نہ کرو ایک عورت نے کہا امیر المومنین! ہم آپ کی بات مانیں یا اللہ تعالیٰ کی بات مانیں؟ اور اس نے یہ آیت پڑھی: ''واتیتم احداھن قنطارا'' اس پر امیر المومنین نے اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے تم لوگ جو چاہو مہر مقرر کرو! سبحان اللہ! خلیفہ رسول کا شان انصاف اور نفس شریف کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ ہم کو آپ کی اتباع نصیب فرمائے آمین!

٣٦١٩ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَهْرَ اَقَلَّ مِنْ عَشْرَةٍ مِّنَ الْحَدِيْثِ الطَّوِيْلِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَنَّهُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ حَسَنٌ كَمَا فِيْ فَتْحِ الْقَدِيْرِ فِيْ بَابِ الْكَفَاءَةِ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہو جیسا کہ ایک طویل حدیث میں مروی ہے۔ اس کی روایت ابن ابی حاتم نے کی ہے اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ حسن ہے جیسا کہ فتح القدیر کے باب الکفاءۃ میں مذکور ہے اور دار قطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہو اور ان ہی دونوں یعنی دار قطنی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا مَهْرَ دُوْنَ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفًا وَّلَا يَكُوْنُ الْمَهْرُ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَرَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ اَبِي النُّعْمَانِ الْاَزْدِيِّ قَالَ زَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ امْرَاَةً عَلٰى سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِاَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ مَّكْحُوْلٍ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور بیہقی کی ایک اور روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے کہ کوئی مہر دس درہم سے کم نہ ہو اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابوالنعمان ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا نکاح قرآن کی ایک سورۃ (کی تعلیم) کے معاوضہ میں کر دیا پھر ارشاد فرمایا: کہ ایسا مہر تمہارے بعد کسی کے لیے نہیں ہوگا اور ابوداؤد کی ایک روایت مکحول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے' وہ کہا کرتے تھے کہ یہ (قرآن کی سورۃ کی تعلیم کا مہر مقرر کرنا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے درست نہیں۔

۳۶۲۰- وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ صُدَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صُدَاقُهٗ لِاَزْوَاجِهٖ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ اُوْقِيَّةً وَّنَشٌّ قَالَتْ اَتَدْرِيْ مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ نِصْفُ اُوْقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ مِائَةِ دِرْهَمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّنَشٌّ بِالرَّفْعِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَفِيْ جَمِيْعِ الْاُصُوْلِ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِاَرْضِ الْحَبْشَةِ فَزَوَّجَهَا النَّجَاشِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمْهَرَهَا عَنْهُ اَرْبَعَةَ اٰلَافٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ اَرْبَعَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَبَعَثَ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ شُرَحْبِيْلَ ابْنِ حَسَنَةَ.

حضرت ابوسلمہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (کی بیبیوں) کا مہر کیا ہوا کرتا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کا مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ ام المومنین نے (ابوسلمہ) سے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ نش کسے کہتے ہیں (ابوسلمہ) کہتے ہیں' میں نے جواب دیا نہیں' تو ام المومنین نے فرمایا (نش) آدھے اوقیہ کو کہتے ہیں تو یہ (ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کا سکہ) پانچ درہم ہوئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور شرح السنۃ اور مصابیح کے تمام نسخوں میں نش نون کے پیش سے لکھا ہے اور نسائی نے اور ابوداؤد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور ان کا انتقال حبشہ میں ہو گیا تو نجاشی (شاہ حبش نے عدت گذرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے) آپ کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور (اپنے پاس سے) چار ہزار مہر آپ کو دیا۔ اور ایک روایت میں چار ہزار درہم لکھا ہے اور پھر نجاشی نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ (مدینہ منورہ) روانہ کیا۔

۳۶۲۱- وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَقَالَ اَلَا لَا تَغَالُوْا فِيْ صُدَاقِ النِّسَاءِ وَاَنَّهٗ لَا يَبْلُغُنِيْ عَنْ اَحَدٍ سَاقَ اَكْثَرَ مِنْ شَيْءٍ سَاقَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سِيْقَ اِلَيْهِ اِلَّا جَعَلْتُ فَضْلَ ذٰلِكَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ ثُمَّ نَزَلَ فَعَرَضَتْ لَهٗ امْرَاَةٌ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَتْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

حضرت شعبی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: خبردار! عورتوں کے مہر میں غلو نہ (بڑے بڑے مہر نہ مقرر کرو) کرو۔ سن لو! جس کسی کے بارے میں مجھے یہ اطلاع ملے کہ اس نے مقدار سے زیادہ (مہر) مقرر کیا ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا یا کسی کو زیادہ مال دیا گیا ہو تو اس زائد مقدار کو میں بیت المال میں داخل کر دوں گا' پھر آپ منبر سے اتر گئے۔ ایک قریشی عورت آپ کے روبرو

لِكِتَابُ اللّٰهِ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمْ قَوْلُكَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فَمَا ذَاكَ قَالَتْ نَهَيْتَ النَّاسَ اٰنِفًا اَنْ يَّتَغَالَوْا فِيْ صُدَاقِ النِّسَاءِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ وَاٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ كُلُّ اَحَدٍ اَفْقَهُ مِنْ عُمَرَ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ لِلنَّاسِ اِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ اَنْ تَغَالَوْا فِيْ صُدَاقِ النِّسَاءِ فَلْيَفْعَلْ رَجُلٌ فِيْ مَالِهٖ مَا بَدَا لَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَسَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ.

حاضر ہوئی اور کہا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کی کتاب پیروی کے قابل ہے یا آپ کا قول؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی کتاب! واقعہ کیا ہے؟ اس عورت نے کہا کہ آپ نے ابھی (منبر پر) لوگوں کو منع فرمایا کہ عورتوں کے مہر مقرر کرنے میں غلو نہ کرو اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ''وَ اٰتَيْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا'' (اور تم نے اپنی کسی بیوی کو مال کثیر دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو) یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا: ہر شخص عمر سے زیادہ سمجھ رکھتا ہے۔ آپ نے یہ بات دو بار یا تین بار فرمائی' پھر آپ منبر پر لوٹ آئے اور لوگوں سے فرمایا: میں نے ابھی تم کو عورتوں کے مہر مقرر کرنے میں غلو (اور زیادتی) سے روکا ہے۔ ہر شخص اپنے مال میں اپنی پسند کے مطابق کام کرے۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن میں کی ہے اور سعید بن منصور نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

٣٦٢٢- وَعَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً وَّلَمْ يَفْرُضْ لَهَا شَيْئًا وَّلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَّهَا مِثْلُ صِدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقَلُ بْنُ سِنَانَ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ اِمْرَاَةٍ مِّنَّا وَبِمِثْلِ مَا قَضَيْتُ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَمِيُّ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهٗ.

حضرت علقمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں (مسئلہ) دریافت کیا گیا کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لیے مہر مقرر نہیں کیا اور اس سے صحبت کرنے سے پہلے انتقال کر گیا (یہ سن کر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی عورت کو اس (کے خاندان) کی عورتوں کے مہر کی طرح (مہر مثل) ملے گا۔ نہ اس میں کمی ہوگی اور نہ زیادتی اور ایسی عورت پر (شوہر کی وفات کی وجہ سے) عدت بھی واجب ہوگی اور اس کو ترکہ بھی ملے گا۔ (یہ سن کر) معقل بن سنان اشجعی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروع بنت واشق کے بارے میں جو ہمارے قبیلہ کی ایک خاتون تھیں ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ (یہ سن کر) بیحد خوش ہوئے (اس لیے کہ آپ کا فتویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق تھا) اس حدیث کی روایت ترمذی' ابو داؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے اس حدیث کو صحیح اور حسن قرار دیا ہے۔

بَابُ الْوَلِيْمَةِ

ولیمہ کا بیان

ف: واضح ہو کہ ولیمہ اس تقریب کو کہتے ہیں جو شب زفاف کے بعد شوہر کی طرف سے بطور شکرانہ کے منعقد کی جاتی ہے اور یہ دعوت امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور تینوں ائمہ کے نزدیک مستحب ہے اور فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ ولیمہ سنت ہے اور اس میں اجر عظیم ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نکاح کے بعد جب اپنی بیوی سے صحبت کرے تو اس کو چاہیے کہ اپنے پڑوسیوں' قرابتداروں اور دوستوں کے لیے جانور ذبح کرے اور ان کو کھانے پر جمع کرے۔

٣٦٢٣ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْ لَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِسَائِهٖ مَا اَوْ لَمَ عَلٰى زَيْنَبَ اَوْ لَمْ بِشَاةٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کا ایسا ولیمہ نہیں کیا جیسا حضرت بی بی زینب رضی اللہ کا کیا' آپ نے (ان کے نکاح میں) ایک بکری (ذبح کر کے) ولیمہ کیا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٢٤ - وَعَنْهُ قَالَ اَوْ لَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَّلَحْمًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا (اور ہم بستر ہوئے تو) ان کے ولیمہ میں لوگوں کو پیٹ بھر گوشت اور روٹی کھلائی۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٦٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَّمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ رَزِيْنَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيْرِ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ يَقُوْدُهَا سَبِيَّةً حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَذِرَاعُهَا فِيْ يَدِهٖ فَاَعْتَقَهَا وَخَطَبَهَا وَتَزَوَّجَهَا وَاَمْهَرَهَا رَزِيْنَةَ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فَعَلَ فِيْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ مِثْلَ مَا فَعَلَهٗ فِيْ صَفِيَّةَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عُمَرَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْحُكْمِ اَنَّهٗ يُجَدِّدُ لَهَا صُدَاقًا.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ بنی قریظہ سے واپسی کے موقع پر) خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان (مقام صہباء میں) تین رات قیام فرمایا' یہاں آپ نے بی بی صفیہ رضی اللہ سے نکاح کر کے شب باشی فرمائی (حضرت انس) فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی دعوت دی' اس میں نہ تو روٹی تھی اور نہ گوشت اور اس میں یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دسترخوان بچھایا جائے تو دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور' پنیر اور گھی رکھا گیا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور بیہقی نے رزینہ رضی اللہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ غزوۂ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بی بی صفیہ کو (حالت جنگ میں) قیدی بنا کر لائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی' بی بی صفیہ کا ہاتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا' آپ نے ان کو آزاد کیا' نکاح کا پیام دیا اور نکاح فرمایا اور (چونکہ ان کی آزادی مہر تھا اس لیے) رزینہ کو ان کی خدمت میں دے دیا اور امام طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے بی بی جویریہ بنت الحارث رضی اللہ کو اسی طرح (آزاد فرما کر بلا مہر نکاح) کیا جس طرح بی بی صفیہ کو (آزاد فرما کر بلا مہر نکاح) کیا۔پھر (حضرت ابن عمر رضی اللہ نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد) فرمایا کہ (بغیر مہر کے نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جائز تھا جو خصوصیات نبوی میں سے ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی شخص بغیر مہر کے نکاح کرے تو اس کو از سر نو مہر مقرر کرنا چاہیے۔

٣٦٢٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ لَمَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِسَوِيْقٍ وَّتَمْرٍ رَّوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ سے (نکاح کے موقعہ پر) ستو اور کھجور سے ولیمہ کیا۔اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٦٢٧ - وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْ لَمَ

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں کا ولیمہ دو مد (دو سیر) جو سے کیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

٣٦٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْوَلِیْمَۃِ فَلْیَاْتِہَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ فَلْیُجِبْ عُرْسًا کَانَ اَوْ نَحْوَہٗ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اس کو چاہیے کہ (دعوت میں) حاضر ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ دعوت شادی کی ہو یا اسی طرح کی کوئی اور دعوت ہو اس کو قبول کرنا چاہیے اور داعی کے گھر جانا چاہیے (خواہ کھانا کھائے یا نہ کھائے)۔

ف: واضح ہو کہ فتاویٰ عالمگیریہ میں تمرتاشی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دعوت کے قبول کرنے میں علماء کا اختلاف ہے۔

دعوت کے اقسام اور احکام

ف: واضح ہو کہ دعوت کا قبول کرنا عرف عام میں سنت ہے حالانکہ دعوت کا قبول کرنا واجب بھی ہے، سنت بھی ہے، مستحب بھی اور بسا اوقات ممنوع بھی ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ دعوت کے قبول کرنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض کے نزدیک واجب ہے جس کے ترک کرنے کی کوئی صورت نہیں، عامۂ علماء کے نزدیک سنت ہے اور اگر ولیمہ کی دعوت ہو تو افضل یہ ہے کہ قبول کرے ورنہ اختیار ہے، لیکن دعوت کا قبول کرنا افضل ہے، اس لیے کہ اس سے ایک مومن کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور جب دعوت قبول کر لی تو داعی کے گھر جانا چاہیے، خواہ کھائے یا نہ کھائے، لیکن افضل یہ ہے کہ روزہ دار نہ ہو تو کھالے۔ اور بنایہ میں لکھا ہے کہ دعوت کا قبول کرنا سنت ہے، خواہ ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت اور اختیار میں لکھا ہے کہ ولیمہ کی دعوت کا قبول کرنا قدیم سنت ہے اگر قبول نہ کرے تو گنہگار ہوگا، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے دعوت قبول نہیں کی تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اگر روزہ دار ہو تو دعوت قبول کرے، وہاں جائے اور دعاء کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو کھانا کھائے اور دعا کرے اور اگر کھانا نہ کھائے اور دعوت بھی قبول نہ کرے تو گنہگار ہوگا اور جفا کار سمجھا جائے گا، اس لیے کہ اس میں داعی کی توہین ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر مجھے کھر کھانے کے لیے بھی بلایا جائے تو میں ایسی دعوت کو قبول کروں گا اور رحمۃ الامۃ میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح ترین قول یہ ہے کہ دعوت کا قبول کرنا مستحب ہے۔

حاشیہ مشکوٰۃ میں لمعات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ چند ایسے اسباب ہیں جن کی وجہ سے دعوت کا قبول کرنا ساقط ہو جاتا ہے جیسے وہاں شبہ کا کھانا ہو یا وہاں صرف اغنیاء کی دعوت ہو یا وہاں ایسے لوگ ہوں جن کے ساتھ بیٹھنا مناسب نہ ہو یا داعی نے اس کو اس کی وجاہت دنیوی کی وجہ سے بلایا ہو یا اس لیے دعوت دی ہو کہ اس سے باطل میں اعانت لی جائے یا وہاں غیر شرعی امور ہوں جیسے ریشم کا فرش ہو یا گانے بجانے کی محفل ہو۔

٣٦٢٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی طَعَامٍ فَلْیُجِبْ فَاِنْ شَاءَ طَعِمَ وَاِنْ شَاءَ تَرَکَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو اس کو دعوت قبول کرنا چاہیے (اور مجلس میں جانا چاہیے) اگر اس کی طبیعت چاہے تو

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کھائے اور چاہے تو کھانا ترک کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

٣٦٣٠ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعٰى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ولیمہ کا وہ کھانا بدترین کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جو شخص دعوت قبول نہ کرے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عبادت یہ ہے کہ اکثر شادی کے کھانے میں برادری کے لوگ اور مالداروں کو بلایا جاتا ہے اور غرباء کو نہیں بلایا جاتا' اسی وجہ سے ایسے کھانے کو برا قرار دیا گیا' اگر ایسے موقعوں پر غرباء کو بھی بلایا جائے تو یہ برائی دور ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں دعوت قبول نہ کرنے کی وعید کی وجہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی یہ ہے کہ مسلمان آپس میں محبت اور اُلفت قائم رکھیں' اور دعوت دینا اور دعوت کا قبول کرنا محبت کا اور محبت کے زیادہ ہونے کا سبب ہے' اس لیے جس نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی مرضی چھوڑی۔ اور یہ مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٣١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِىَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی کو دعوت دی گئی اور اس نے دعوت قبول نہ کی تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جس کسی نے بغیر دعوت کے کسی کے یہاں جا کر دعوت کھائی وہ چور ہو کر داخل ہوا اور لٹیرا ہو کر واپس ہوا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اخلاق عالیہ کی تعلیم دی ہے اور ان کو برے اوصاف سے روکا ہے' اس لیے کہ معذرت چاہے بغیر دعوت کا قبول نہ کرنا تکبر اور رعونت ہے اور محبت اور الفت کی کمی کی نشانی ہے۔ اور بلا دعوت چلے جانا حرص' دناءت اور کمینہ پن اور ذلت کا سبب ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اخلاق حسنہ ہی ان میں اعتدال اور توازن کا سبب ہیں۔ (مرقات)

٣٦٣٢ - وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِىِّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُكَنّٰى اَبَا شُعَيْبٍ كَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَّحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِىْ طَعَامًا يَّكْفِىْ خَمْسَةً لَّعَلِّىْ اَدْعُو النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ طُعَيِّمًا ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا شُعَيْبٍ اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ لَا بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری جن کی کنیت ابوشعیب تھی' اپنے غلام سے جو گوشت بیچا کرتا تھا فرمایا کہ تم میرے لیے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لیے کافی ہو جائے' میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینا چاہتا ہوں' ان پانچوں میں ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ تو اس نے تھوڑا سا کھانا تیار کیا' پھر وہ (انصاری) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعوت میں لیجانے لگے تو ان کے ساتھ ایک آدمی بھی چلنے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوشعیب! ایک آدمی (بلا دعوت) ہمارے ساتھ چلا آیا ہے' اگر تم چاہو تو اس کو لے چلو (اور کھانا کھلاؤ) اور چاہو تو اس کو واپس کر دو' ابوشعیب نے کہا' نہیں! بلکہ میں اس کو اجازت دیتا ہوں (یہ بھی چلے اور کھانا کھائے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ

طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنے آدمیوں کی دعوت ہو اتنے ہی جاویں' زیادہ نہ جاویں اگر کوئی ساتھ چلا جائے تو داعی کو اطلاع کرنی چاہیے' خواہ وہ آنے دے یا نہ آنے دے۔ (مرقات)

۳۶۳۳ - وَعَنْ سَفِيْنَةَ اَنَّ رَجُلًا ضَافَ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ لَوْ دَعَوْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ مَعَنَا فَدَعَوْهُ فَجَاءَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى عِضَادَتَيِ الْبَابِ فَرَاَى الْقِرَامَ قَدْ ضُرِبَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَيْتِ فَرَجَعَ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَتَبِعْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَدَّكَ قَالَ اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ اَوْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتًا مُزَوَّقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ ایک شخص حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مہمان ہوا تو آپ نے اس کے لیے کھانا تیار کروایا۔ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا اچھا ہوتا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتے اور آپ ہمارے ساتھ کھانا تناول فرماتے' انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا' آپ تشریف لائے اور دروازہ کے دونوں بازووں کی لکڑیوں پر ہاتھ رکھا تو آپ نے دیکھا کہ ایک ادنی نقش باریک پردہ گھر کے ایک کونہ میں لگا ہوا ہے (یہ دیکھ کر) آپ واپس ہو گئے' بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز نے آپ کو لوٹا دیا؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے یا کسی نبی کو سزاوار نہیں کہ وہ ایسے گھر میں داخل ہوں جو (نقش و نگار کر کے) سجایا گیا ہو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

آرائش جو تکبر کو ظاہر کرے' ممنوع ہے

ف: (۱) واضح ہو کہ علامہ خطابی نے فرمایا ہے کہ دولہن کے کمرہ کی طرح گھروں کے در و دیوار کو نقش و نگار سے آراستہ کرنا رعونت اور انانیت ہے اور یہ متکبرین کا فعل ہے جو مسلمان کے لیے زیبا نہیں' اس لیے ایسی دعوت جس میں ایسے منکرات ہوں قبول نہیں کرنا چاہیے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں فقیہ ابو جعفر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر گھر کی دیواروں پر جانوروں کی منقش کھالوں کو چسپاں کیا جائے تاکہ سردی سے حفاظت ہو سکے تو اس میں کوئی حرج نہیں' البتہ! بطور زینت ایسا کام کیا جائے تو مکروہ ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ہر ایسا کام جو تکبر کی وجہ سے کیا جائے وہ مکروہ ہوگا' البتہ! حاجت اور ضرورت کی وجہ سے ایسا کام کیا جائے تو کراہت نہیں ہوگی۔ قول مختار یہی ہے۔ یہ غیاثیہ میں مذکور ہے۔

ایسی دعوت جس میں لہو و لعب ہو' نہیں جانا چاہیے

ف: (۲) حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں منقش پردہ کو دیکھا تو واپس ہو گئے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ ولیمہ کی دعوت میں پہنچنے کے بعد دیکھا گیا کہ وہاں کھیل کود گانا بجانا ہو رہا ہے اگر یہ کام گھر میں ہو رہے ہوں اور دسترخوان پر یہ منکرات نہ ہوں تو وہاں بیٹھا جا سکتا ہے' اگر یہ منکرات دسترخوان پر ہوں تو نہ بیٹھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین" (نصیحت کے بعد ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھیں) ایسے موقعوں پر فقہاء نے دو طریقوں کو بیان کیا ہے۔ ایک یہ کہ اگر عام آدمی ہے تو منع کرے اور اگر منع نہ کر سکتا ہو تو صبر کرے اور اگر قوم کا پیشوا ہو اور وہ منع بھی نہ کر سکتا ہو تو وہاں سے نکل جائے اور نہ بیٹھے اس لیے کہ ایسے آدمی کے بیٹھنے سے دین کی اہانت ہوتی ہے اور اگر پہلے سے اس بات کا علم

ہو کہ دعوت میں منکرات ہیں تو عام آدمی یا پیشوائے قوم کسی کو بھی ایسی دعوت میں نہیں جانا چاہیے۔

۳۶۳۴ - وَعَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَّاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِيْ سَبَقَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

ایک صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب دو دعوت دینے والے ایک ساتھ دعوت دینے کے لیے (تمہارے پاس) آئیں تو ان دونوں میں سے دروازہ کے اعتبار سے جو قریب ہو اس کی دعوت قبول کرو اور ان دونوں میں سے کسی نے پہل کر لی تو اس کی دعوت قبول کر لو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۶۳۵ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِيْ سُنَّةٌ وَّطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَّمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ فِيْ بَذْلِ الْمَجْهُوْدِ هٰذَا لِاَنَّ الْعَادَةَ كَانَتْ فِيْهِمْ كَذٰلِكَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (ولیمہ میں) پہلے دن کا کھانا حق ہے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا شہرت ہے (اور دکھاوا ہے) اور جو کوئی شہرت کے لیے کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی ریاء اور دکھاوے کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بذل المجہود میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ وضاحت اس لیے فرمائی کہ عربوں میں ایسا رواج تھا۔

ہر ایسی دعوت جس کا مقصد دکھاوا ہے، مکروہ ہے

ف: علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کسی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے تو اس بندہ پر ضروری ہے کہ شکرانہ ادا کرے، اس لیے شکرانہ میں کھانا کھلانا پہلے دن واجب ہے اور اگر پہلے دن دعوت کا انتظام نہ ہو سکے تو دوسرے دن اس لیے مستحب ہے کہ پہلے دن کا نقصان کی تلافی ہو جائے کیونکہ سنت واجب کی تکمیل کا سبب ہے۔ اب رہا تیسرے دن دعوت کرنا وہ صرف ریاء اور دکھاوا ہے، اس لیے مدعو شخص کے لیے پہلے دن کی دعوت کا قبول کرنا واجب ہے۔ دوسرے دن کی دعوت کا قبول کرنا مستحب ہے اور تیسرے دن کی دعوت کا قبول کرنا مکروہ، بلکہ حرام ہے۔ یہ فتح الباری اور مرقات میں مذکور ہے، البتہ! قاضی خان نے لکھا ہے کہ تین دن تک بغیر کراہت کے دعوت دی جا سکتی ہے اور تین دن کے بعد شادی اور ولیمہ کی دعوت منقطع ہو جاتی ہے جیسا کہ عالمگیریہ اور مجمع البرکات میں مذکور ہے۔ اب رہا تیسرے دن کی دعوت کو جو ریاء اور دکھاوا فرمایا گیا، وہ اس وجہ سے ہے کہ عربوں میں ایسا ہی رواج تھا، ورنہ ہر ایسی دعوت جس کا مقصود ریاء اور دکھاوا ہو مکروہ ہے۔ یہ بذل المجہود اور رد المحتار سے ماخوذ ہے۔

۳۶۳۶ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّؤْكَلَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ قَالَ مُحْيِيُ السُّنَّةِ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا.

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول کرنے اور کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: رد المحتار میں لکھا ہے کہ ہر ایسی دعوت جس میں داعی کا مقصود اپنی بڑائی کا اظہار ہو اور وہ اپنی تعریف کا خواہاں ہے قبول کرنی نہ چاہیے، خصوصاً اہل علم اس میں شریک نہ ہوں۔

٣٦٣٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِیَانِ لَا یُجَابَانِ وَلَا یُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ یَعْنِی الْمُتَعَارِضَیْنَ بِالضِّیَافَةِ فَخْرًا وَّرِیَاءً.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دو مقابلہ کرنے والوں کی دعوت قبول نہ کی جائے اور نہ ان کا کھانا کھایا جائے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا منشاء مبارک یہ ہے کہ ایسے دو دعوت میں مقابلہ کرنے والے جو ضیافت فخر اور دکھاوے کے لیے کرتے ہوں (یعنی ایک یہ چاہتا ہو کہ میں دوسرے کی نسبت زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دعوت دوں اور دوسرا یہ چاہتا ہے کہ میں اس سے بڑھ جاؤں۔

٣٦٣٨ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَةِ طَعَامِ الْفَاسِقِیْنَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ف: صاحب اشعۃ اللمعات نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسق لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ یہ لوگ کھانے میں احتیاط نہیں کرتے اور حرام کھاتے ہیں اور وہ ظالم بھی ہوتے ہیں اور ظالم کا کھانا بالاتفاق حرام ہے اور ایسے لوگوں کی دعوت سے

مقصود تکبر ہوتا ہے اور ان کا کھانا مشتبہ ہوتا ہے اور اکثر وہاں اغنیاء آتے ہیں اور وہاں رقص وسرود کی محفل ہوتی ہے' اس لیے ایسی دعوت کا قبول کرنا ہی ساقط ہو جاتا ہے۔

٣٦٣٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ عَلٰى اَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فَلْیَاْكُلْ مِنْ طَعَامِهٖ وَلَا یَسْاَلُ وَیَشْرَبُ مِنْ شَرَابِهٖ وَلَا یَسْاَلُ رَوَى الْاَحَادِیْثَ الثَّلَاثَةَ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ هٰذَا اِنْ صَحَّ فَلِاَنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ الْمُسْلِمَ لَا یُطْعِمُهٗ وَلَا یَسْقِیْهِ اِلَّا مَا هُوَ حَلَالٌ عِنْدَهٗ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے یہاں جائے تو اس کے پاس جو کھانا ہو وہ کھا لے اور یہ نہ پوچھے (کہ یہ کھانا حلال ہے یا حرام) اور وہ جو پلائے پی لے اور یہ نہ پوچھے کہ (یہ جائز ہے یا ناجائز اس لیے کہ ایسے سوال سے اس کو تکلیف پہنچتی ہے) اور بظاہر واقعہ تو یہی ہے کہ مسلمان اپنے بھائی کو حلال ہی کھلائے گا اور حلال ہی پلائے گا۔ یہ تینوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی ہیں۔

آمدنی پر حلال یا حرام کا حکم غالب مال کے اعتبار سے ہوگا

ف: واضح ہو کہ جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کے مال کا اکثر حصہ حرام کمائی کا ہے تو ایسے شخص کی دعوت قبول نہ کی جائے' ہاں! اگر داعی بتائے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی کمائی حلال سے ہے تو دعوت قبول کی جا سکتی ہے' اس کے برعکس جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ اس کی غالب کمائی حلال سے ہے تو ایسے شخص کی دعوت قبول کی جائے۔

اگر کسی کے سودی کاروبار ہوں یا اس کی کمائی حرام ذرائع سے ہو' ایسا شخص ہدیہ دیوے یا دعوت کرے تو ہدیہ قبول نہ کرے اور نہ اس کی دعوت کھائے جب تک کہ وہ بتائے کہ اس نے حلال مال سے یا قرض لے کر یہ انتظام کیا ہے۔

اور اگر کسی کا غالب مال حلال سے ہو' ایسے شخص کا ہدیہ بھی قبول کیا جائے اور اس کی دعوت بھی کھائی جائے' اس لیے کہ لوگوں کے

اموال میں حرام کچھ نہ کچھ رہتا ہے اس لیے اعتبار غالب مال کا ہوگا اگر غالب مال حلال ہے تو حلال کا حکم لگایا جائے گا اور غالب مال حرام ہے تو حرام کا حکم لگایا جائے گا۔ یہ فتاویٰ عالمگیریہ سے ماخوذ ہے۔

بَابُ الْقَسَمِ — بیویوں کے درمیان باری مقرر کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا. (النساء: ۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔ (ترجمہ کنزالایمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ بیویوں کے درمیان مساوات فرض ہے خواہ نئی ہو یا پرانی باکرہ ہو یا ثیبہ مسلمان ہو یا کتابیہ یہ مساوات حرہ بیویوں میں ہوگی۔ اب رہا حرہ اور ایسی باندی جو اس کی منکوحہ ہو لیکن اس کا مالک دوسرا ہو تو ان میں مساوات کا اعتبار تہائی سے ہوگا یعنی دو تہائی حرہ کے لیے اور ایک تہائی باندی کے لیے اور یہ مساوات کپڑے خرچے گھر اور شب باشی میں ہوگی نہ کہ دل کے لگاؤ میں اس لیے کہ قلبی لگاؤ انسانی بس کی بات نہیں اور نہ مساوات جماع کے لحاظ سے ہوگی کیونکہ جماع محبت پر منحصر ہے اور یہ مساوات سفر میں بھی نہ ہوگی بلکہ سفر کے موقع پر وہ جس بیوی کو چاہے ساتھ رکھے لیکن قرعہ اندازی مناسب ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ. (النساء: ۱۲۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو تو یہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ اور دوسری کو ادھر میں لٹکتی چھوڑ دو۔ (کنزالایمان)

قلبی لگاؤ کے سوا باقی امور میں مساوات ضروری ہے

ف: واضح ہو کہ سورۂ نساء کی ابتداء میں فرمایا گیا کہ بیویوں میں عدل مشروط ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ اگر تم کو اندیشہ ہو کہ ایک سے زیادہ بیویوں میں مساوات قائم نہ کر سکو تو ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرو اب اس آیت میں یہ بیان ہے کہ قلبی لگاؤ میں عدل شرط نہیں اس لیے کہ انسان اس میں معذور ہے ورنہ عدل کا تقاضا تو یہ ہے کہ قلبی لگاؤ میں بھی عدل ہو چنانچہ رسول اللہ ﷺ اپنی پاک بیویوں کے درمیان خرچہ کپڑا اور گھر ان تینوں میں عدل قائم فرماتے تھے اور پھر فرماتے تھے اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے میری اپنی قدرت کے مطابق تو تو مجھے اس چیز میں گرفت نہ فرما جس کی مجھ میں طاقت نہیں اور یہ محبت قلبی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تمام امہات المومنین کے مقابلہ میں بے حد محبت فرماتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی صورت میں یہ نہ ہو کہ ایک بیوی کی طرف پورا میلان ہو جائے اور دوسری کو ایسا معلق نہ چھوڑ دیا جائے کہ گویا اس کا شوہر ہی نہیں۔ اور وہ مطلقہ بھی نہیں ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کسی کی دو بیویاں ہوں اور وہ ایک ہی پر مائل ہو تو قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا رہے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیویوں میں جہاں تک ہو سکے عدل واجب ہے۔

بلکہ یہ ضروری ہے کہ جہاں تک تمہیں قدرت و اختیار ہے وہاں تک یکساں برتاؤ کرو محبت اختیاری شیئی نہیں بات چیت حسن اخلاق کھانے پینے پہننے اور پاس رکھنے اور ایسے امور میں برابری کرنا اختیاری ہے۔ ان امور میں دونوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنا لازم و ضروری ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۶۴۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَةٍ وَّكَانَ يُقَسِّمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وصال ہوا تو اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں جن میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضور اقدس ﷺ کی بوقت وصال نو پاک بیبیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں: (۱) حضرت عائشہ (۲) حضرت حفصہ (۳) حضرت سودہ (۴) حضرت ام سلمہ (۵) حضرت صفیہ (۶) حضرت میمونہ (۷) حضرت ام حبیبہ (۸) حضرت زینب بن جحش (۹) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن حدیث شریف میں آٹھ امہات المومنین میں باری کے تقسیم کرنے کا جو ذکر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے بخوشی اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی کیونکہ یہ بوڑھی ہو چکی تھیں مرقات اور شرح وقایہ میں لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بیویوں کے درمیان باری کے مقرر کرنے میں مساوات واجب ہے۔

۳۶۴۱ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَتْ عِنْدَ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَانِ فَلَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ رَّوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے ان دونوں میں انصاف نہ کیا تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا (مفلوج ہوگا)۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں دو بیویوں کے درمیان انصاف نہ کرنے کی جو سزاء ارشاد فرمائی گئی ہے وہ عورتوں سے بے انصافی پر ہی موقوف نہیں، بلکہ اگر تین یا چار ہوں گی تو ان کا بھی یہی حکم ہے۔

۳۶۴۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَيَعْدِلُ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسَمِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِيْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری مقرر فرماتے تو ان کے درمیان انصاف فرماتے تھے اور یوں ارشاد فرماتے: الٰہی! یہ میری تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں اور میری ملامت نہ کر اس میں جس کا تو مالک ہے (میلان قلبی کا) جس کا میں مالک نہیں ہوں۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ امہات المومنین کے درمیان باری مقرر فرمانے میں انصاف فرماتے تھے۔ سبحان اللہ! آپ کا یہ کمال انصاف تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دے دیا تھا کہ آپ جس ام المومنین کے پاس جا رہے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب (پ ۲۲ ع ۳) میں ارشاد فرمایا ہے: "ترجی من تشاء منهن و تؤوی الیك من تشاء" اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہو (اور جتنے دن چاہو) اپنے سے الگ رکھو اور جس کو چاہو (اور جب تک چاہو) اپنے پاس رکھو۔

علامہ ابن عابدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے خانیہ کے حوالہ سے رد المختار میں لکھا ہے کہ ایک سے زائد بیوی رکھنے والے شوہر پر اپنی بیویوں میں باری کے مقرر کرنے اور دوسری چیزوں جیسے خرچہ، کپڑے اور سکونت میں عدل اور مساوات واجب ہے، اس لیے کہ یہ چیزیں انسان کی اختیاری ہیں لیکن رغبت، میلان قلبی اور جماع جو انسان کے لیے غیر اختیاری ہیں، ان میں انسان معذور ہے، اللہ تعالیٰ معاف فرما دیں گے۔

۳۶۴۳ - وَعَنْهَا اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا كَبِرَتْ قَالَتْ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام المومنین

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ مِنْكَ لِعَائِشَةَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ يَوْمَهَا وَيَوْمَ سَوْدَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سودہ رضی اللہ عنہا جب بوڑھی ہو گئیں تو عرض کیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی باری کا دن بی بی عائشہ کو دے دیتی ہوں تو (اس کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کے پاس دو دن رہنے لگے (اس طرح سے کہ) ایک دن تو حضرت عائشہ ہی کا اور دوسرا دن حضرت سودہ کا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ایک سوکن دوسری سوکن کو عارضاً اپنی باری دے سکتی ہے

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک سوکن دوسری سوکن کو اپنی باری بخش دے تو جائز ہے اور یہ پھر جب چاہے اپنا حق واپس لے سکتی ہے اور اگر شوہر ترغیب اور تحریص سے یہ کام کرنا چاہے تو یہ ناجائز ہے۔ (ماخوذ از ہدایہ)

٣٦٤٤ - وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَضَرْنَا مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ جَنَازَةَ مَيْمُوْنَةَ بِسَرِفَ فَقَالَ هٰذِهٖ زَوْجَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَفَعْتُمْ نَعْشَهَا فَلَا تُزَعْزِعُوْهَا وَلَا تُزَلْزِلُوْهَا وَارْفُقُوْا بِهَا فَإِنَّهٗ كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعُ نِسْوَةٍ كَانَ يَقْسِمُ مِنْهُنَّ لِثَمَانٍ وَّلَا يَقْسِمُ لِوَاحِدَةٍ قَالَ عَطَاءٌ اَلَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْسِمُ لَهَا بَلَغَنَا اَنَّهَا صَفِيَّةُ وَّكَانَتْ اٰخِرَهُنَّ مَوْتًا مَّاتَتْ بِالْمَدِيْنَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ رَزِيْنٌ قَالَ غَيْرُ عَطَاءٍ هِيَ سَوْدَةُ وَهُوَ اَصَحُّ وَهَبَتْ يَوْمَهَا لِعَائِشَةَ حِيْنَ اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَاقَهَا فَقَالَتْ لَهٗ اَمْسِكْنِيْ قَدْ وَهَبْتُ يَوْمِيْ لِعَائِشَةَ لَعَلِّيْ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ نِسَائِكَ فِي الْجَنَّةِ.

حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شریک ہونے کے لیے مقام سرف پہنچے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں جب تم ان کا جنازہ اٹھاؤ تو نہ زیادہ جنبش دو اور نہ زیادہ حرکت دو بلکہ (تعظیماً) آہستہ آہستہ نرمی سے چلو' واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (وصال کے وقت آپ کے) نکاح میں نو بیویاں تھیں' ان میں سے آپ نے آٹھ کی باری مقرر کر رکھی تھی اور ایک کی باری مقرر نہیں فرمائی تھی۔ عطا فرماتے ہیں کہ وہ ام المومنین جن کی باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی' ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ بی بی صفیہ تھیں جن کا انتقال مدینہ منورہ میں (ساری) امہات المومنین کے بعد ہوا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ رزین نے کہا کہ عطاء کے علاوہ دوسرے محدثین نے یوں کہا ہے کہ وہ ام المومنین (جن کی باری مقرر نہیں فرمائی گئی وہ) بی بی سودہ تھیں اور یہی قول صحیح ترین قول ہے۔ بی بی سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخش دی تھی' جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دینے کا ارادہ فرمایا: انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے طلاق نہ دیجئے اپنے نکاح میں رکھئے تاکہ میں جنت میں آپ کی بیویوں میں شامل رہوں اور میں اپنی باری بی بی عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں۔

٣٦٤٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْاَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ اَيْنَ اَنَا غَدًا اَيْنَ اَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا رَوَاهُ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں آپ نے وصال فرمایا یہ (بار بار) دریافت فرماتے تھے کہ میں کل کہاں رہوں گا؟ میں کل کہاں رہوں گا؟ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ کی باری کب آئے گی؟ تو امہات المومنین نے (آپ کے مقصد کو سمجھ کر) آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں (یعنی

الْبُخَارِیُّ.

جس بی بی کے پاس) چاہیں رہیں تو آپ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال وہیں ہوا۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں یہ جو ارشاد فرمایا کہ میں کل کہاں رہوں گا؟ اس ارشاد سے امہات المومنین نے سمجھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ آپ بی بی عائشہ کے گھر رہیں گے اس لیے سب نے خوشی سے اجازت دی کہ آپ حضرت عائشہ کے گھر میں رہیں، ہم نے اپنی باری معاف کی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت خوش ہوئے اور وہیں رہے اور یہ مدت قیام باختلاف روایت ایک ہفتہ تھی اور پھر آپ نے وہیں وصال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔ اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔
(حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٤٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ قُلْنَا ذٰلِكَ كَانَ اِسْتِحْبَابًا لِتَطْيِيْبِ قُلُوْبِهِنَّ وَهٰذَا لِاَنَّ مُطْلَقَ الْفِعْلِ لَا يَقْتَضِي الْوُجُوْبَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے اور جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آتا آپ ان کو ساتھ سفر میں لے جاتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل استحبابا تھا تا کہ امہات المومنین خوش رہیں اور یوں بھی مطلقاً کسی کام کا انجام دینا اس کے وجوب کو ثابت نہیں کرتا۔

ف: واضح ہو کہ کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو سفر کی حالت میں باری کا مقرر کروانے کا حق بیویوں کو نہیں پہنچتا، بلکہ شوہر کو اختیار ہے کہ وہ جس بیوی کو چاہے سفر میں اپنے ساتھ رکھے اور بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے اور جس بیوی کا نام قرعہ میں نکل آوے اس کے ساتھ رکھے اور سفر کی مدت سفر سے واپسی پر بیویوں میں باری مقرر کرنے کے لیے محسوب نہیں ہوگی۔ یہ ہدایہ میں مذکور ہے اور رد المحتار میں لکھا ہے کہ سفر میں بیویوں کے درمیان باری مقرر نہ کی جائے، اس لیے کہ شوہر سب کو سفر میں لیجا نہیں سکتا ہے اور اگر سفر میں باری کو لازم کر دیا جائے تو یہ چیز ضرر کا سبب ہوگی۔ اس وجہ سے کہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں بعض سفر کے اہل ہوتی ہیں اور بعض گھر کی حفاظت میں تجربہ رکھتی ہیں، اسی وجہ سے شوہر کو اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہے سفر میں ساتھ رکھے اور اسی وجہ سے سفر میں بیویوں میں سے کسی ایک کو ساتھ رکھنے کے لیے قرعہ ڈالنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

٣٦٤٧ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا إِنْ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَرَوٰى أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَأَبُوْ يَعْلٰى نَحْوَهُ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ اِسْتَدْلَلْنَا عَلَى التَّسْوِيَةِ بَيْنَ الْجَدِيْدَةِ وَالْقَدِيْمَةِ بِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمِّ سَلَمَةَ إِنْ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ سَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَقُلْنَا لَوْ كَانَ الْأَيَّامُ الثَّلَاثَةُ الَّتِيْ هِيَ مِنْ حُقُوْقِ الثَّيِّبِ مُسَلَّمَةً لَهَا مُخْلِصَةً عَنِ الْإِشْتِرَاكِ لَكَانَ مِنْ حَقِّهٖ أَنْ يَدُوْرَ عَلَيْهِنَّ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا (جب کہ بی بی ام سلمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ میرے پہلے شوہر نے جب مجھ سے نکاح کیا تو میرے پاس سات دن رہے) اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات روز رہوں اور سات سات روز دوسری بیویوں کے پاس بھی رہوں (اس لیے کہ خدا کا حکم بیویوں میں عدل کا ہے)۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام احمد، بیہقی، طبرانی اور ابویعلی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات روز رہوں، اس پر ہم نے اس بات پر دلیل کی ہے کہ جدید بیوی ہو یا قدیم باری میں سب کے درمیان مساوات ضروری ہے۔ اس

اَرْبَعًا اَرْبَعًا لِّكَوْنِ الثَّلَاثَةِ حَقًّا لَّهَا فَلَمَّا كَانَ الْاَمْرُ فِي السَّبْعِ عَلٰى مَا ذُكِرَ عَلِمَ اَنَّهٗ فِي الثَّلَاثِ كَذٰلِكَ.

مسئلہ میں ہماری ایک اور دلیل یہ بھی ہے کہ ایک سے زائد بیویاں رکھنے والا شخص ایک اور ثیبہ سے عقد کرے اور بعض فقہاء کے قول کے مطابق شوہر عقد کے بعد تین دن دوسری بیویوں کے پاس نہ جا کر اس ثیبہ کے پاس رہے تو یہ قول حضور ﷺ کے قول کے خلاف ہوگا' کیونکہ حضور انور ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ اگر میں تمہارے پاس سات روز رہوں تو اور بیویوں کے پاس بھی سات روز رہوں گا اور یہ نہیں فرمایا کہ میں تین دن تو تمہارا جو حق ہے اس کے مطابق رہا اور مزید چار دن تمہارے پاس رہ کر دوسری بیویوں کے پاس بھی باری باری سے چار چار دن رہوں گا۔

٣٦٤٨ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ اَيْ بِالثَّلَاثِ بَيْنَ الْبَقِيَّةِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے عقد کیا اور دوسرے دن صبح کو ان سے فرمایا (جس وقت ام سلمہ نے عرض کیا کہ میرے پہلے شوہر نے مجھ سے عقد کیا تو میرے پاس سات دن قیام کیا) کہ تمہاری وجہ سے تمہارے قبیلہ کے لیے کوئی ذلت کی بات نہیں کہ اگر میں تمہارے قبیلہ کے دستور کے مطابق تمہارے پاس سات دن نہ رہوں' میں تو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق سب بیویوں میں مساوات قائم کرتا ہوں' اس لیے اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں اور دوسری بیویوں کے پاس بھی سات دن رہوں اور اگر تم چاہو تو تمہارے پاس تین دن رہوں اور تین تین دن اور بیویوں کے پاس باری باری سے رہوں۔

بَابُ عَشَرَةِ النِّسَاءِ وَمَا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْحُقُوْقِ

عورت سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا اور ان میں سے ہر ایک کا حق ادا کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا. (النساء:١٩)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور ان (بیویوں) سے اچھا برتاؤ کرو' پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس سے بہت سی اولاد ہو' اور وہ خوبصورت نہ ہو مگر گھر کے انتظام کا خاص سلیقہ رکھتی ہو' یا ہنر مند ہو اور مرد کی کمائی کو اپنی ہنرمندی سے بڑھا سکے۔ اس لیے ناپسندیدہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ' خاص طور پر یہ کھلانے' پہنانے بات چیت کرنے اور زوجیت کے امور ادا کرنے میں اور اگر وہ بدخلق اور صورتاً ناپسندیدہ ہو تو صبر سے کام لو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. (البقرۃ:٢٢٨)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے شرع کے موافق اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

میاں بیوی کے باہمی حقوق

ف: واضح ہو کہ اس آیت شریفہ میں بیوی اور شوہر کے حقوق کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ بیوی پر خاوند کے حقوق میں یہ چیزیں داخل ہیں: خدمت، ادب، خاوند پر اعتراض نہ کرنا، اس کے سارے احکام بجالانا اور ہر چیز میں اس کی اطاعت کرنا اور جب بھی وہ چاہے اس کو ہم بستری سے نہ روکنا بجز لواطت کے اور حیض و نفاس کی حالت میں......

اور اسی طرح خاوند پر بیوی کے حقوق میں یہ چیزیں داخل ہیں: نان و نفقہ، کپڑے، مہر کی ادائیگی، احکام شریعت کی تعلیم۔ اس طرح بیوی اور شوہر حقوق میں ایک دوسرے کے مساوی ہیں لیکن مردوں کو اس لیے فوقیت اور فضیلت حاصل ہے کہ مرد خرچ کرتا ہے اور ملک نکاح، طلاق، رجعت اور وراثت یہ تمام امور مرد ہی سے متعلق ہیں۔ (یہ تفسیرات احمدیہ سے ماخوذ ہے)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا. (البقرہ: ۳۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جس طرح اللہ نے حفاظت کا حکم دیا اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں اندیشہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور ان سے الگ سوؤ اور انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آ جائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو، بیشک اللہ بلند ہے۔ (کنز الایمان اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی)

ف: انہیں شوہر کی نافرمانی اور اس کی اطاعت نہ کرنے اور اس کے حقوق کا لحاظ رکھنے کے نتائج سمجھاؤ جو دنیا و آخرت میں پیش آتے ہیں اور اللہ کے عذاب کا خوف دلاؤ اور بتاؤ کہ ہمارا تم پر شرعاً حق ہے اور ہماری اطاعت تم پر فرض ہے، اگر اس پر بھی نہ مانیں تو ان کو اپنے بستروں سے الگ کر دو۔

٣٦٤٩ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ اَعْوَجَ فَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلْعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهُ كَسَرْتَهُ وَاِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے (کہ میں عورتوں کے بارے میں تم کو وصیت کر رہا ہوں) تم عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے میں میری وصیت قبول کرو، اس لیے کہ عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں اور پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہے اور اگر تم اس کو ایک دم سیدھا کرنا چاہو تو اس کو توڑ دو گے اور اگر تم اس پسلی کو اپنی حالت پر چھوڑ دو تو اس کا ٹیڑھا پن باقی رہے گا (میں تم کو پھر تاکید کرتا ہوں کہ ہر صورت میں) تم عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں میری وصیت قبول کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلْعٍ لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اِسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَبِهَا عِوَجٌ وَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے) وہ تیرے لیے کبھی بھی سیدھے راستہ پر نہیں چلے گی (بلکہ اس میں تلون رہے گا) اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہو تو اس کے ٹیڑھے پن کی موجودگی میں فائدہ اٹھاتے رہو اور اگر تم اس کو ایک دم سیدھا کرنا چاہو تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دینا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت حواء علیہا السلام حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں تو عورت کی اصلی پسلی ٹیڑھی ہے اور پسلی کا بالکل سیدھا ہونا ممکن نہیں' اسی لیے عورت کا بالکل آراستہ ہونا اور اس کی عادتوں کا بدلنا محال ہے' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے ساتھ حکمت سے برتاؤ کرو' بالکل غافل نہ ہو جاؤ کہ ناہموار رہے اور نہ ہر بات میں مواخذہ کرو کہ زندگی تلخ ہو جائے۔ غرض یہ کہ عورتوں کی کجروی اور بدمزاجی پر صبر کرنا ضروری ہے اور ان سے محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہیے' یوں تو تمام لوگوں سے عمدہ سلوک اور اخلاق کے ساتھ پیش آنا چاہیے تاکہ خاص و عام خوش رہیں اور مرتے وقت ہماری تعریف کریں اور دعاء دیویں اور حسن سلوک کے زیادہ مستحق تو بیوی اور بچے ہیں اور اس کے بعد دوسرے اعزاء و اقرباء اور دوست و احباب ہیں۔ اور بعض علماء نے اس حدیث کی توضیح میں یوں لکھا ہے کہ عام طور پر عورتیں ضدی اور بے سمجھ ہوتی ہیں اور بعض وقت خاوند چاہتا ہے کہ اس کی ضد کو دور کرے لیکن وہ اور سخت ضدی ہو جاتی ہیں۔ حضور ﷺ نے بطور تشبیہ کے فرمایا کہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئیں ہیں یعنی ٹیڑھی مزاج کی ہوتی ہیں' اگر تم اپنے مزاج کے مطابق کرنا چاہو گے تو نہیں کر پاؤ گے اور بالآخر طلاق کی نوبت آ جائے گی اور طلاق دینا اس کو توڑ دینا ہے' اس لیے ہر صورت میں عورتوں سے نرمی سے پیش آنا چاہیے' نرمی سے پیش آتے رہو گے تو اس ٹیڑھی چیز سے فائدہ اُٹھاتے رہو گے۔

٣٦٥١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُّؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَّضِيَ مِنْهَا اٰخَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی مسلمان مرد اپنی بیوی سے بغض و عداوت نہ رکھے (اس لیے کہ) اگر وہ اس کی کسی عادت سے ناخوش ہے تو دوسری عادت سے خوش ہو جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو اپنی بیوی کی اچھی عادت سے خوش رہنا چاہیے' اس لیے کہ بیوی میں کچھ برائی ہو تو اس میں کچھ بھلائی بھی ہوگی' اس لیے بھلائی سے اپنے دل کو تسکین دینا چاہیے اور اس سے فائدہ اٹھاتے رہنا چاہیے' اس میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بیوی کے ذریعہ سے انسان حرام کاری سے بچتا رہتا ہے۔

٣٦٥٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لَمْ يَخْنِزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰى زَوْجَهَا الدَّهْرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت نہ سڑتا اور حواء نہ ہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی کبھی خیانت نہ کرتی۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔)

ف: اس حدیث شریف میں دو واقعات کی طرف اشارہ ہے ایک یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی غذا کے لیے من و سلویٰ نازل ہوتا تھا۔ من حلوہ کی طرح ایک شیریں چیز ہوتی تھی اور سلویٰ تیتر بیٹر کی طرح ایک چھوٹا پرندہ ہوتا تھا۔ بنی اسرائیل بغیر محنت اور مشقت کے ان کو کھاتے رہے' ان پر یہ پابندی تھی کہ جتنا چاہیں کھالیں لیکن ذخیرہ نہ بنائیں' وہ بڑے حریص تھے' بچے ہوئے کھانے کو ذخیرہ بنانا شروع کیا تو وہ سڑنے لگا' اسی لیے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کہ اگر بنی اسرائیل ایسا نہ کرتے تو کبھی گوشت نہ سڑتا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت حواء علیہا السلام نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خیانت یہ کی کہ ان کو درخت کے کھانے پر آمادہ کیا جس سے منع کیا گیا تھا اگر وہ درخت نہ کھاتیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے میں خیانت اور نافرمانی نہ کرتیں تو کوئی عورت اپنے خاوند سے بھی خیانت اور نافرمانی نہ کرتی۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ اُعْطِيَهُنَّ فَقَدْ اُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَّلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَّزَوْجَةٌ لَّا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں جس کسی کو دی گئیں تو اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دیدی گئی: (۱) نعمتوں پر شکر کرنے والا دل (۲) دکھ سکھ میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والی زبان (۳) ایسا بدن (جو دنیوی) مصیبتوں پر صبر کرنے والا (۴) اور ایسی بیوی جو نہ تو اپنے نفس میں خیانت کرنے والی ہو اور نہ اپنے شوہر کے مال میں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ خیانت نہ کرنے والی بیوی شوہر کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ بیوی ایسی ہو کہ جو آخرت کے کام میں مدد کرے' عورت کی مدد آخرت کے کام میں یہ ہے کہ وہ بیوی کی وجہ سے گناہوں اور بدنظری سے بچتا ہے اور گھر کے تمام کام عورت انجام دے لیتی ہے جس کی وجہ سے مرد کو عبادت کی فرصت ملتی ہے' اگر بیوی نہ ہو تو گھر کے کاموں کی وجہ سے عبادت کی فرصت کم ملتی ہے۔ بعض عورتیں بڑی نیک اور عابدہ ہوتی ہیں ان کی وجہ سے مرد بھی زاہد اور عابد بن جاتا ہے۔ بعض تو ایسی بھی ہوتی ہیں کہ اپنے شوہر کو تہجد کی نماز کے لیے جگاتی ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٥٤ - وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُسْاَلُ الرَّجُلُ فِيْمَا ضَرَبَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو (اس کی خطا و قصور) پر مارے تو اس پر مواخذ نہ ہوگا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بیوی کو شوہر معقول وجہ پر مارے تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا' معقول وجہ میں نماز کا نہ پڑھنا' غسل نہ کرنا' شوہر کے لیے بناؤ سنگار نہ کرنا یا بلاوجہ جماع سے انکار کرنا یا شوہر کی بلا اجازت باہر جانا داخل ہیں۔

(حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٥٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَّعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ اِمْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضِحْكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح نہ پیٹے' پھر دن کے آخری حصہ میں اس سے جماع کرے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تم میں سے کوئی اس بات کا ارادہ کرتا ہے کہ اپنی بیوی کو غلام کی طرح مارے اور پھر شاید کہ وہ دن کے آخری حصہ میں اس سے ہم بستر ہو' پھر آپ ﷺ نے ان لوگوں کو نصیحت فرمائی جو ہوا کے خارج ہونے پر ہنستے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسے کام (ہوا خارج ہونے) پر کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں شوہر کو تاکید ہے کہ بیوی کو غلام کی طرح نہ مارے' اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ شام کو پھر اس سے صحبت کرے' یہ بات شرعاً اور عقلاً مناسب نہیں کہ جس کو اپنے پاس لٹائے اس کو ایسی سخت مار مارے۔ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حتی المقدور بیوی پر ہاتھ نہ اُٹھاوے اور اگر ایسا ہی سخت قصور کرے تو زبان سے خفا ہو یا ساتھ سونا چھوڑ دے' اس پر بھی نہ مانے تو

ہلکی مار مارے۔ (حاشیہ مشکوۃ)

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے کسی سے ہوا خارج ہونے پر ہنسنے والوں کو اس لیے تنبیہ فرمائی کہ انسان کو ایسے فعل پر جو خود اس سے سرزد ہوتا ہو نہیں ہنسنا چاہیے' اس لیے کہ دوسرے پر ہنسنا بے ادبی ہے اور دوسرے کو شرمندہ کرنا ہے اور یہ اخلاق سے بعید بات ہے۔

٣٦٥٦ - وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ امْرَاَةً فِيْ لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ اِنَّ لِيْ مِنْهَا وَلَدًا وَّلَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا يَقُوْلُ عِظْهَا فَاِنْ يَّكُ فِيْهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَعْظَكَ وَلَا تَضْرِبَنَّ ضَعِيْنَتَكَ ضَرْبَكَ اَمَتَكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

لقیط بن صبرہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری بیوی کی زبان میں کچھ (خرابی) ہے یعنی وہ بدزبان ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کو طلاق دے دے' میں نے عرض کیا اس سے میری اولاد ہے اور عرصۂ دراز سے میرے ساتھ ہے (اگر میں اس کو طلاق دوں تو مجھے تکلیف ہوگی) آپ نے فرمایا: تو اس کو نصیحت کر اور سمجھا اس میں اگر بھلائی ہو گی تو وہ اسے قبول کرلے گی لیکن تم اپنی بیوی کو باندی کی طرح نہ مارو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٣٦٥٧ - وَعَنْ حَكِيْمِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت حکیم بن معاویہ قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی شوہر پر اس کی بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ' اور چہرہ پر مت مارو اور اس کو برا بھلا مت کہو اور (ضرورت ہو تو) اس سے گھر ہی میں علیحدگی اختیار کرو۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وہ باتیں جن کے انکار پر شوہر بیوی کو مار سکتا ہے

(۱) اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے بیوی کو چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے' اس بارے میں فتاویٰ قاضی خان میں یہ وضاحت ہے کہ شوہر بیوی کو چار باتوں پر مار سکتا ہے (۱) شوہر بیوی سے زیب و زینت کی خواہش کرے تو وہ زیب و زینت نہ کرے (۲) بیوی حیض و نفاس سے پاک ہو اور وہ شوہر کی خواہش پر جماع کے لیے آمادہ نہ ہو (۳) نماز کے چھوڑنے پر (۴) شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی گھر سے نکلے۔

یہ مرقات میں مذکور ہے اور تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ بیوی کو مارنے کی اجازت ہے لیکن نہ مارنا افضل ہے۔

چہرہ کی عظمت

(۲) واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے چہرہ پر مارنے سے اس لیے منع فرمایا ہے کہ چہرہ انسان کے اعضاء میں بڑی فضیلت اور عظمت کا عضو ہے اور چہرہ لطیف اعضاء اور شریف اجزاء جیسے آنکھ' ناک' کان وغیرہ پر مشتمل ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

شوہر عارضی طور پر تادیباً اپنی بیوی سے علیحدگی کر سکتا ہے

(۳) اس حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ (ضرورت ہو) تو بیوی سے تادیباً گھر ہی میں علیحدگی کی جاسکتی ہے اس کا

مطلب یہ ہے کہ کسی وجہ سے شوہر کو بیوی پر کوئی شبہ ہو جائے تو وہ بیوی کو گھر میں رکھ کر بستر چھوڑ دے اور بیوی کو دوسرے گھر میں منتقل نہ کرے لیکن صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ حضور انور ﷺ نے امہات المومنین سے بالکلیہ علیحدگی اختیار فرمائی تھی اور اپنے بالا خانہ پر تشریف لے گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "واھجروھن فی المضاجع" (بیویوں کو بستر سے جدا کردو) میں اس بات کی قید نہیں ہے کہ بیویوں کو صرف گھر ہی میں جدا رکھا جائے بلکہ ان کو گھر سے بھی علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ حالات کے اعتبار سے علیحدگی کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیوی سے گھر میں علیحدگی اختیار کرنا گھر سے منتقل کر دینے سے سخت ہوتا ہے اور کبھی اس کے برخلاف بھی معاملہ ہوتا ہے بلکہ گھر میں علیحدگی زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے خصوصاً عورتوں کے لیے اس لیے کہ عورتیں کمزور طبیعت کی ہوتی ہیں۔

۳۶۵۸ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نِّسَائِهٖ شَهْرًا وَّكَانَتْ اِنْفَكَّتْ رِجْلُهٗ فَاَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ.

بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایک مہینہ تک صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور آپ کے پاؤں میں (کسی وجہ سے) موچ آ گئی تھی' آپ ﷺ نے بالا خانہ پر انتیس رات قیام فرمایا: پھر آپ نیچے تشریف لائے' صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ کی قسم کھائی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

۳۶۵۹ - وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَّسْتَاْذِنُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِهٖ لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَاْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَاءُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقُلْتُ لَا قُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتُ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِي النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُنَّ حَوْلِيْ كَمَا تَرٰى يَسْاَلْنَنِي النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ اِلٰى عَائِشَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا وَقَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ يَجَاُ عُنُقَهَا كِلَاهُمَا يَقُوْلُ تَسْاَلِيْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَا نَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اَبَدًا لَيْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْ تِسْعًا

اور مسلم نے (اسی مذکورہ بالا واقعہ کی تفصیل) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے (اس طرح) روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ (کی خدمت میں) حاضر ہونے کی اجازت طلب کی' آپ نے لوگوں کو دروازے پر بیٹھے ہوئے پایا اور کسی کو (ملاقات کی) اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اجازت دی گئی اور وہ اندر تشریف لے گئے' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اجازت طلب کی ان کو بھی اجازت مل گئی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ رنجیدہ اور خاموش تشریف فرما ہیں اور ازواج مطہرات بھی آپ ﷺ کے اطراف میں موجود ہیں' راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ضرور ایسی بات کہوں گا جس سے رسول اللہ ﷺ (خوش ہو کر) ہنس پڑیں' چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ خارجہ کی بیٹی (یعنی میری بیوی کو) دیکھتے کہ اگر وہ مجھ سے (میری طاقت سے زیادہ) نفقہ مانگتی تو میں کھڑا ہو کر اس کی گردن مروڑتا (اور اس کی پٹائی کرتا یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: میری بیویاں اس وقت جو میرے اطراف میں جمع ہیں جیسے تم دیکھ رہے ہو مجھ سے (میری حیثیت سے زیادہ) نان ونفقہ طلب کر رہی ہیں (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حضرت عائشہ کی گردن مروڑی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کھڑے

وَّعِشْرِيْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذَا الْاٰيَةُ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا قَالَ فَبَدَاَ بِعَائِشَةَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكِ اَمْرًا اُحِبُّ اَنْ لَّا تَعْجَلِيْ فِيْهِ حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَمَا هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَتَلَا عَلَيْهَا الْاٰيَةَ قَالَتْ اَفِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَشِيْرُ اَبَوَيَّ بَلْ اَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَاَسْاَلُكَ اَنْ لَّا تُخْبِرَ امْرَاَةً مِّنْ نِّسَائِكَ بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ لَا تَسْاَلُنِيْ امْرَاَةٌ مِّنْهُنَّ اِلَّا اَخْبَرْتُهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا وَّلَا مُتَعَنِّتًا وَّلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُّيَسِّرًا.

ہوئے اور حضرت حفصہ کی گردن مروڑی اور یہ دونوں حضرات کہہ رہے تھے کہ تم دونوں رسول اللہ ﷺ سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس موجود نہیں (یہ سن کر) تمام ازواج مطہرات نے کہا' خدا کی قسم! اب ہم آئندہ رسول اللہ ﷺ سے ایسی چیز نہ مانگیں گی جو آپ کے پاس موجود نہ ہو۔ پھر اس کے بعد آپ نے ازواج مطہرات سے ایک مہینہ یا انتیس دن علیحدگی اختیار فرمائی۔ پھر یہ آیت نازل فرمائی "يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا○" (سورۂ احزاب ۳۲/۲۹'۲۸) اے نبی (ﷺ) اپنی بیبیوں سے آپ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دوں اور خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ تم میں سے جو نیکوکار ہیں ان کے لیے خدا نے بڑے بڑے اجر تیار کر رکھے ہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا (ان آیتوں کے اترنے کے بعد) سب سے پہلے آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم اس معاملہ میں جلدی نہ کرنا یہاں تک تم اپنے ماں باپ سے مشورہ کر لو۔ حضرت عائشہ نے عرض کی' وہ کون سی بات ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے ان کے سامنے آیت مذکورہ کی تلاوت فرمائی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (فوراً) کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کے بارے میں کیا اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ بلکہ میں اللہ' اس کے رسول اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں اور آپ سے یہ درخواست بھی کرتی ہوں کہ میں نے آپ کو جو جواب دیا ہے آپ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو بھی نہ بتائیے آپ نے ارشاد فرمایا (ایسا نہیں) ازواج مطہرات میں سے جو بھی مجھ سے پوچھیں گی میں ان کو ضرور بتاؤں گا' بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی کو رنج دینے والا اور مشقت میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے بلکہ مجھے (احکام) سکھانے والا اور آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایک ماہ علیحدہ رہنے کے بعد سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لا کر فرمایا: تم چاہو تو دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کر لو یا چاہو تو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرو تو ام المومنین نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں' اس سے چاروں مذاہب۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی۔ حنفی اور جمہور علماء کے مسلک پر دلیل ملتی ہے کہ جس کسی نے اپنی بیوی کو زوجیت میں رہنے کا اختیار دیا اور بیوی نے اپنے

اختیار سے کہا کہ میں تم کو اختیار کرتی ہوں تو نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ جدائی۔ (یہ مرقات میں مذکور ہے)

۳٦٦٠ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغَارُ عَلَى اللَّائِي وَهَبْنَ أَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَتَهَبُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى "تُرْجِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ" قُلْتُ مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ ذُكِرَ فِيْ قِصَّةِ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں ان عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کو (زوجیت میں قبول کرنے کے لیے) بخش دیا تھا اور (میں تعجب سے) یوں کہتی تھی کہ عورت (جو شرم وحیاء کا پیکر ہے) خود کو کسی (کی بیوی کے لیے) پیش کرتی ہے لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا پروردگار آپ کی خواہش (اور رضا مندی) کو جلد قبول فرمالیتا ہے۔ (سورۂ احزاب: ۵۱) (اپنی اپنی ازواج مطہرات میں سے تم جس کو چاہو (اور جتنے دن چاہو) اپنے سے الگ رکھو اور جس کو چاہو (اور جب تک چاہو) اپنے پاس رکھو اور تم نے جن کو (ایک خاص مدت تک) الگ کر دیا تھا ان میں سے کسی کو پھر اپنے پاس بلاؤ تو (اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور حضرت جابر رض کی (طویل) حدیث میں ارشاد ہے عورتوں (کے حقوق) کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور یہ حدیث قصہ حجۃ الوداع کے باب میں گذر چکا ہے (بوجہ طوالت یہاں اس کا حوالہ دیا گیا ہے تاکہ پوری حدیث کو وہاں دیکھ لیا جائے)۔

آیت تخییر کی تفصیل

ف: واضح ہو کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سورۂ احزاب کی آیت ترجی من تشاء کا ذکر ہے اس بارے میں ابورزین اور ابن زید نے کہا ہے کہ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ امہات المومنین میں سے بعض نے رسول اللہ ﷺ کو غیرت دلائی اور بعض نے حضور انور ﷺ سے زیادہ نفقہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے تمام امہات المومنین سے ایک ماہ تک علیحدگی اختیار فرمائی یہاں تک کہ آیت مذکورہ جس کو آیت تخییر کہتے ہیں نازل ہوئی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو اس بات کا اختیار دیا کہ دنیا کو اختیار کریں یا آخرت کو اور ان میں سے جو دنیا کو اختیار کریں ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کریں وہ امہات المومنین برقرار رہیں گی اور ان سے پھر کوئی نکاح نہیں کر سکے گا اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ امہات المومنین میں سے جن کو چاہیں جتنے دن چاہیں اپنے پاس رکھ سکیں گے اور جن کو جتنے دن چاہیں الگ رکھ سکیں گے اس پر امہات المومنین نے رضا مندی ظاہر فرمائی خواہ آپ باری مقرر فرمائیں یا نہیں یا آپ باری میں بعض کو ترجیح دیں اس طرح آپ نفقہ میں بھی بعض کو زیادہ عطا فرمائیں بہر حال! اس میں بھی حضور انور ﷺ کو بالکلیہ اختیار دے دیا گیا اور یہ حضور انور ﷺ کی خصوصیات میں شامل ہے اور ان ساری باتوں کو امہات المومنین نے پسند فرما کر آپ کو اختیار فرمایا۔ معالم التنزیل کی عبارت یہاں ختم ہوئی۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے جیسا کہ حدیث نمبر ۱۳۰ کے فائدہ میں بیان کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کو بالکلیہ اختیار ملنے کے باوجود آپ کا کمال انصاف یہ تھا کہ آپ نے تمام امہات المومنین میں باری مقرر فرمائی اور نفقہ بھی مساوات پر قائم فرمایا۔

۳٦٦١ - وَعَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ

حضرت ایاس بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا إِمَاءَ اللّٰهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلٰى أَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِيْ ضَرْبِهِنَّ فَأَطَافَ بِآلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيْرٌ يَشْكُوْنَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولٰئِكَ بِخِيَارِكُمْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی باندیوں (یعنی اپنی بیویوں) کو نہ مارو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ (آپ کے اس ارشاد سے) عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہو گئیں ہیں (یہ سن کر) آپ نے (شوہروں کو) اجازت دی کہ (وہ تادیباً اپنی بیویوں کو) مار سکتے ہیں (یہ حکم سن کر مردوں نے عورتوں کو خوب مارا پیٹا) تو بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت کرنے کے لیے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس جمع ہوئیں (اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں شکایت پیش کی) تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ازواج مطہرات کے پاس بہت ساری عورتیں اپنے شوہروں (کے مارنے پر) شکایت کرنے کے لیے جمع ہوئیں ہیں (آگاہ ہو جاؤ) تم میں ایسے لوگ اچھے نہیں ہیں (جو اپنی بیویوں کو مارتے پیٹتے ہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شوہروں کو بیویوں کے مارنے سے روکا' غالباً حضور ﷺ کی ممانعت سورہ نساء پ ۵ ع ۳ کی آیت جس میں فاضربوھن مذکور ہے' اس کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے' حضور ﷺ کی ممانعت سے عورتیں دلیر ہو گئیں تو حضور انور ﷺ نے مارنے کی اجازت دیدی اور پھر قرآن میں بھی یہی حکم نازل ہوا' لیکن شوہروں نے جب مار پیٹ میں شدت کی اور حضور انور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ کہ بیویوں کو ان کی بداخلاقی کی وجہ سے مار پیٹ کی اجازت ہے مگر ان کی بداخلاقی پر صبر اور تحمل افضل اور احسن ہے' یہ تفصیل حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے جو مرقات میں مذکور ہے۔

٣٦٦٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِيْ وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلٰى قَوْلِهِ لِأَهْلِيْ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے اہل (یعنی اپنی بیوی بچوں خویش واقارب اور اجنبیوں) سے (سلوک) میں بہتر ہو' میں اپنے اہل کے لیے سب سے بہتر ہوں اور تم میں سے جب کسی کا انتقال ہو جائے تو (مرنے کے بعد اس کی برائی اور غیبت کرنی) چھوڑ دو' اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ''لاهلی'' تک کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ''صاحبکم'' کا لفظ ارشاد فرمایا گیا ہے' اس سے بعض محدثین نے حضور انور ﷺ کو مراد لیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور ﷺ یوں فرما رہے' جب میرا وصال ہو تو میرے بعد میرے اہل بیت' میرے صحابہ اور میری امت کو تکلیف دے کر مجھے نہ ستاؤ۔ (مرقات)

٣٦٦٣ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان والوں میں کمال ایمان کے اعتبار سے سب سے بہتر وہ مومن ہے جس کے اخلاق وعادات سب سے اچھے ہوں اور

لِنِسَائِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ اِلٰى قَوْلِهٖ خُلُقًا.

تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھائی (اور نرمی) کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے اس کی روایت ابوداؤد نے لفظ خلقاً تک کی ہے۔

٣٦٦٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایمان والوں میں کمال ایمان کے اعتبار سے سب سے بہتر وہ مومن ہے جس کے اخلاق اور عادات (عموماً) سب سے (عامۃ الناس سے حسن سلوک میں) اچھے ہوں اور (خصوصاً) اپنی بیوی بچوں پر زیادہ مہربان ہو۔ (اس کی روایت ترمذی نے کی ہے)۔

٣٦٦٥ - وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَنقمعن مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (یعنی آپ کے گھر میں) گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند سہلیاں بھی کھیلا کرتی تھیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (گھر میں) تشریف لاتے تو سہلیاں آپ سے (شرما کر) باہر چلی جاتیں تو آپ ان کو میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٦٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْ حُنَيْنَ وَفِيْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ فَهَبَّتْ رِيْحٌ فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِّعَائِشَةَ لُعَبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ قَالَتْ بَنَاتِيْ وَرَاٰى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَّهٗ جَنَاحَانِ مِنْ رِّقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَرٰى وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ قَالَ وَمَا هٰذَا الَّذِيْ عَلَيْهِ قَالَتْ قُلْتُ جَنَاحَانِ قَالَ فَرَسٌ لَّهٗ جَنَاحَانِ قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ اِنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَّهَا اَجْنِحَةٌ قَالَتْ فَضَحِكَ حَتّٰى رَاَيْتُ نَوَاجِذَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک یا غزوۂ حنین سے واپس تشریف لائے تو (آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ) حضرت عائشہ کے گھر کے (ایک گوشہ میں) محراب پر پردہ پڑا ہوا تھا (جس میں کھلونے اور گڑیاں تھیں) جب ہوا چلی تو ہوا نے طاق کے پردہ کے ایک کنارہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھلونوں اور گڑیوں کو ظاہر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ آپ نے کہا' یہ میری گڑیاں ہیں اور آپ نے ان گڑیوں کے درمیان ایک گھوڑ دیکھا جس کے دو کپڑے کے پر ہیں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا: وہ کیا چیز ہے جو میں ان (گڑیوں) کے درمیان دیکھ رہا ہوں؟ ام المومنین نے جواب دیا یہ گھوڑا ہے آپ نے پھر دریافت فرمایا (کیا) گھوڑے کے بھی دو پر ہوتے ہیں' تو ام المومنین نے جواب دیا کیا آپ نے نہیں سنا کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس گھوڑے تھے جن کو پر تھے' ام المومنین نے کہا کہ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے' یہاں تک کہ آپ کی داڑھوں کو میں نے دیکھ لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں گڑیوں کے کھیلنے کا ذکر ہے' گڑیاں کپڑے کی مورتیاں ہوتی ہیں جن کو لڑکیاں بناتی ہیں' ان شادی کرتی ہیں' یہ بچوں کا کھیل ہے اور ان میں پوری مورت نہیں ہوتی' اس لیے ان پر تصویر کا حکم نہیں اور لڑکیوں کو ان کا کھیلنا

31

درست رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کم سن تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اخلاق تھا کہ آپ بچوں پر شفقت فرماتے اور کھیل کود سے ان کو منع نہ فرماتے' یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ کو گڑیاں کھیلنے اور ان کی ہمجولی لڑکیوں کے آنے سے اور کھیلنے سے نہیں روکا۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس کھیل سے لڑکیوں کی تربیت ہوتی ہے۔

اس بارے میں ایک قول یہ ہے کہ شاید گڑیوں کا قصہ تصویروں کے حرام ہونے سے پہلے کا ہو اور پھر جب تصویریں حرام ہو گئیں تو وہ بھی حرام ہو گئیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ)

٣٦٦٧ - وَعَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهٗ فَسَبقته عَلٰى رِجْلِىْ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِىْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھیں (خوش طبعی کے طور پر) میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑنے لگے (کہ ہم دونوں میں کون آگے بڑھ جاتا ہے) ام المومنین فرماتی ہیں کہ میں دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئی جب میرا بدن بھاری ہو گیا تو (دوسرے موقعہ پر) میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوڑ لگائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے آگے نکل گئے' اس پر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ اس دوڑ کے بدلہ میں جس میں تم مجھ سے آگے نکل گئیں تھیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

کن چیزوں کے ساتھ مقابلہ جائز ہے؟

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف کی روشنی میں علامہ قاضی خان نے لکھا ہے کہ چار چیزوں میں ایک دوسرے سے مقابلہ کی اجازت ہے: (۱) اونٹ کی دوڑ پر (۲) گھوڑے کی دوڑ پر (۳) تیر اندازی میں اور (۴) آدمیوں کی آپس میں دوڑ لگانے پر اور اس میں یکطرفہ شرط جائز ہے' چنانچہ یوں کہے کہ اگر میں تم سے سبقت لے جاؤں تو مجھے اتنا ملے گا اور اگر تم مجھ پر سبقت لے جاؤ تو تمہیں کچھ نہیں ملے گا' اگر دونوں طرف سے شرط لگائی جائے تو حرام ہے' اس لیے کہ یہ جوا ہے' البتہ! طرفین ایک تیسرے شخص کو شریک کر لیں ایک کہے کہ تو مجھ پر سبقت کرے تو تجھے اتنا ملے گا اور اگر میں سبقت کروں تو مجھے اتنا ملے گا اور اگر تیسرا شخص سبقت کرے تو اسے کچھ نہیں ملے گا اس طرح کی شرط جائز ہے اور جو انعام ملے گا وہ حلال ہے۔

اس سلسلہ میں قابل ذکر چیز یہ ہے کہ مذکورہ بالا شرط جو یک طرفہ ہو' جائز ہے اس سے مراد یہ ہے کہ یہ چیز درست ہے' نہ یہ کہ یکطرفہ شرط سے وہ بدلہ کا مستحق ہو جاتا ہے' اسی طرح بعض امراء کسی دو شخصوں کے بارے میں یوں کہیں کہ تم دونوں میں جو بھی سبقت کرے اس کو اتنا ملے گا۔ مذکورہ بالا چیزوں میں مقابلہ کی اجازت اس لیے جائز ہے کہ اس کا ذکر آثار اور روایتوں میں موجود ہے۔ (یہ مرقات سے ماخوذ ہے)۔

٣٦٦٨ - وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِىْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِىْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں' اللہ کی قسم! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہیں اور حبشی مسجد (کے صحن) میں چھوٹی برچھیوں سے کھیل رہے ہیں (یعنی جنگی کرتب دکھا رہے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر اپنی چادر مبارک سے پردہ فرما رہے تھے' تاکہ میں ان کے کھیل کو آپ کے کان اور مونڈھے پر

يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

سے دیکھوں' پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود (اُکتا کر وہاں سے) ہٹ گئی۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں) اس سے تم اندازہ کرو کہ کم عمر لڑکی جو کھیل کود کی شائق ہو' وہ کتنی دیر تک کھڑی رہی ہو گی (اور حضور انور ﷺ میری خاطر آخر تک کھڑے رہے) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ عورتوں کا اجنبی مردوں کو دیکھنا اس بارے میں تفصیلی بحث اس کتاب کی حدیث نمبر ۷ ۳ کے فائدہ میں گذر چکی ہے' ملاحظہ کر لی جائے۔

٣٦٦٩ - وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَّاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَّاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) مجھ سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو مجھے اس کا علم ہو جاتا ہے اور (اسی طرح) جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو تب بھی مجھے معلوم ہو جاتا ہے' میں نے عرض کیا کہ (یا رسول اللہ!) آپ یہ کیسے پہچان لیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو اور اس طرح قسم کھاتی ہو محمد ﷺ کے رب کی قسم! یہ بات ایسی نہیں اور جب تم مجھ سے ناخوش ہوتی ہو تو اس طرح قسم کھاتی ہو' ابراہیم کے رب کی قسم! یہ بات ایسی نہیں ہے (یہ سن کر) میں نے کہا (آپ صحیح فرماتے ہیں) خدا کی قسم! یا رسول اللہ! میں تو صرف آپ کا نام ہی نہیں لیتی (لیکن دل میں محبت باقی رہتی ہے۔) اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ناخوشی کا جو ذکر ہے اس سے گھر بار کے معاملات میں دنیوی ناخوشی مراد ہے' نہ کہ دینی ناخوشی' جس سے ایمان میں خلل پیدا ہو اور یہ ناخوشی سوکنوں کی وجہ سے ہوتی ہے جو عورتوں کی فطری بات ہے جس پر شریعت میں گرفت نہیں۔ (مرقات)

٣٦٧٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ اِمْرَاَةً عَلٰى زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰى سَيِّدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کی بیوی کو اس کے شوہر کے خلاف اور کسی کے غلام کو اس کے آقا کے خلاف ورغلائے (اور بھڑکائے) وہ ہمارا نہیں ہے (یعنی ہمارے طریقہ پر چلنے والا نہیں۔) اس کی روایت ابو داؤد نے کی ہے۔

٣٦٧١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى تُصْبِحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو (صحبت کے لیے اپنے) بستر پر بلائے اور وہ (کسی شرعی عذر کے بغیر) انکار کرے اور شوہر رات (اس پر) غصہ میں گذار دے تو (عورت) پر فرشتے صبح تک لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اس کی

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّدْعُوْ اِمْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَتَاْبٰی عَلَیْہِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْھَا.

روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔اور بخاری اور مسلم ہی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جوکوئی شخص اپنی بیوی کو(صحبت کے لیے) اپنے بستر پر بلائے اور وہ انکار کرتی ہے تو وہ ذات عالی جو آسمان میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس (عورت) پر ناراض رہتے ہیں' یہاں تک شوہر اس سے راضی ہو جائے۔

٣٦٧٢ - وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَہٗ فَلْتَاْتِہٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا ہے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی ضرورت (صحبت) کے لیے بلائے تو اس کو فوراً حاضر ہونا چاہیے' اگر چہ کہ وہ تنور پر (روٹی پکا رہی ہو) (خواہ کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ کر رہی ہو)۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٦٧٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَتْ زَوْجِیْ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ وَیُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ وَلَا یُصَلِّی الْفَجْرَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ وَصَفْوَانُ عِنْدَہٗ قَالَ فَسَاَلَہٗ عَمَّا قَالَتْ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَا قَوْلُھَا یَضْرِبُنِیْ اِذَا صَلَّیْتُ فَاِنَّھَا تَقْرَاُ بِسُوْرَتَیْنِ وَقَدْ نَھَیْتُھَا قَالَ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَتْ سُوْرَۃٌ وَّاحِدَۃٌ لَکَفَتِ النَّاسَ قَالَ وَاَمَّا قَوْلُھَا یُفَطِّرُنِیْ اِذَا صُمْتُ فَاِنَّھَا تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا اَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ اِمْرَاَۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِھَا وَاَمَّا قَوْلُھَا اَنِّیْ لَا اُصَلِّیْ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّا اَھْلُ بَیْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَاکَ لَا نَکَادُ نَسْتَیْقِظُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ قَالَ فَاِذَا اسْتَیْقَظْتَ یَا صَفْوَانُ فَصَلِّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (اپنے شوہر کی شکایت کے لیے) حاضر ہوئیں اور ہم اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے' اس عورت نے عرض کیا کہ میرے شوہر صفوان ابن معطل ہیں جب نماز پڑھتی ہوں تو مجھے مارتے ہیں اور میں جب (نفل) روزے رکھتی ہوں تو افطار کروا دیتے ہیں اور (خود) سورج نکلنے کے بعد نماز فجر پڑھتے ہیں۔راوی کا بیان ہے کہ (اس وقت اتفاقاً) صفوان بھی حاضر تھے۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے یعنی صفوان سے ان (کی بیوی کی شکایتوں) کے بارے میں دریافت کیا۔تو صفوان نے جواب دیا' یا رسول اللہ! اس کا یہ کہنا کہ جب میں نماز پڑھتی ہوں تو وہ مجھے مارتے ہیں (اس کی وجہ یہ ہے کہ) وہ (نفل نماز میں) دو (طویل) سورتیں پڑھتی ہیں اور میں نے اس کو اس سے منع کیا ہے' راوی کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (سورۂ فاتحہ کے بعد) ایک ہی سورت پڑھی جائے تو (تنہا شخص ہو یا جماعت) سب کے لیے کافی ہو جائے گی۔(ان کے شوہر صفوان نے) کہا کہ اس کا یہ کہنا کہ جب میں (نفل) روزہ رکھتی ہوں تو وہ افطار کروا دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسلسل (نفل) روزہ رکھا کرتی ہیں اور میں جوان آدمی ہوں (چونکہ رات میں کھیتی باڑی کے کاموں میں مشغول رہتا ہوں' اس لیے دن میں بیوی سے صحبت نہ کرنے پر) صبر نہیں کر سکتا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت (اپنے شوہر کی موجودگی میں) اس کی اجازت کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھا کرے' اب رہا اس کا یہ کہنا کہ میں

سورج نکلنے کے بعد (فجر کی) نماز پڑھتا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم (کھیتی باڑی کے) لوگ ہیں اور یہ چیز معروف ہے کہ (ہم رات بھر پانی سینچتے ہیں) جس کی وجہ سے سورج نکلنے تک اٹھ نہیں سکتے (یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صفوان جب تم نیند سے اٹھو تو نماز پڑھ لیا کرو (ادا ہو یا قضاء)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

٣٦٧٤ - وَعَنْ اَسْمَاءَ اِنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جَنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَيْرَ الَّذِیْ يُعْطِيْنِیْ فَقَالَ اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک سوکن ہے اگر میں (اس کے سامنے) یہ ظاہر کروں کہ میرے خاوند نے مجھے یہ چیز دی ہے حالانکہ اس نے نہیں دی ہے تو کیا میرے لیے یہ گناہ کی بات ہوگی (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ظاہر کرنے والا اس چیز کا جس کو وہ نہیں ملی ہے اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو جھوٹ اور فریب کے دو کپڑے پہنے ہو (یعنی مکار اور دھوکے باز ہے)۔ (بخاری و مسلم)

٣٦٧٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِی الْحِلْيَةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہو اور رمضان کے روزے رکھتی ہو اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی رہی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی رہے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس کی روایت ابونعیم نے حلیۃ میں کی ہے۔

٣٦٧٦ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا اِمْرَاَةٍ مَّاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو کوئی عورت اس حال میں انتقال کرے کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٦٧٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ عورتوں میں کونسی عورت بہتر ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت (بہتر ہے) کہ خاوند اس کو دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور شوہر اس کو کسی کام کا حکم دے تو وہ اس کو بجا لائے اور اپنی جان میں اور اس کے مال میں جو شوہر کی ناراضگی کا سبب ہو خلاف نہ کرے۔ اس کی روایت نسائی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

٣٦٧٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو (اللہ کے سوا) کسی اور کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اس

التِّرْمِذِیُّ.

کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۶۷۹ - وَعَنْ قَیْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ فَرَاَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ یُّسْجَدَ لَہٗ فَاَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ الْحِیْرَۃَ فَرَاَیْتُھُمْ یَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ لَّھُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ یُّسْجَدَ لَکَ فَقَالَ لِیْ اَرَاَیْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِیْ اَکُنْتَ تَسْجُدُ لَہٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ النِّسَاءَ اَنْ یَّسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِھِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰہُ لَھُمْ عَلَیْھِنَّ مِنْ حَقٍّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں (جب) حیرہ (جو کوفہ کے قریب ایک قدیم شہر تھا) آیا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کر رہے ہیں۔ (یہ دیکھ کر اپنے دل میں) میں نے کہا کہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں (جب مدینہ منورہ واپس ہوا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں شہر حیرہ گیا تھا تو وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں حالانکہ آپ زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے (اس لیے کہ آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ بزرگ اور موجودات میں سب سے زیادہ معزز ہیں یہ سن کر) آپ نے فرمایا بتاؤ کہ (میرے انتقال کے بعد) اگر تم میری قبر پر سے گزرو گے تو کیا میری قبر کو (یا صاحب قبر کو) سجدہ کرو گے تو میں نے عرض کیا کہ نہیں (میں سجدہ نہیں کروں گا) آپ نے فرمایا: کہ تم (میری زندگی میں اور میرے بعد میری قبر کو) سجدہ نہ کرو (پھر آپ نے فرمایا) کہ اگر کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کا حق عورتوں پر زیادہ رکھا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

۳۶۸۰ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَاءَ بَعِیْرٌ فَسَجَدَ لَہٗ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تَسْجُدُ لَکَ الْبَھَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَّسْجُدَ لَکَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ وَلَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَّاَمَرْتُ الْمَرْاَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِھَا وَلَوْ اَمَرَھَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلٍ اَصْفَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَبْیَضَ کَانَ یَنْبَغِیْ لَھَا اَنْ تَفْعَلَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ.

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے، ایک اونٹ آیا اور آپ کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو چوپائے اور درخت سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (سجدہ عبادت ہے) تو تم اپنے رب (ہی) کی عبادت کرو اور اپنے (مسلمان) بھائی کی تعظیم کرو اور اگر میں کسی کو کسی کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے (اور شوہر کا اتنا بڑا مرتبہ ہے کہ) اگر وہ بیوی کو حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ سے پتھر سیاہ پہاڑ پر لے جائے اور (پھر) سیاہ پہاڑ سے سفید پہاڑ کی طرف (لے جائے) تو اس کو چاہیے کہ اس کا حکم بجالائے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

۳۶۸۱ - وَعَنْ مُّعَاذٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِيْ اِمْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو (جنت کی) بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے وہ حور جو اس کی بیوی بنے گی، کہتی ہے اللہ تجھے ہلاک کرے (تو اسے مت ستا) وہ تو تیرے پاس (چند دن کے لیے) مہمان ہے اور وہ بہت جلد تجھے چھوڑ کر (جنت میں) ہمارے پاس آنے والا ہے۔[1] اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوا کہ دنیا والوں کے اعمال سے ملاء اعلیٰ واقف رہتے ہیں۔

۳۶۸۲ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَّا تُقْبَلُ لَهُمْ صَلٰوةٌ وَّلَا تَصْعَدُ لَهُمْ حَسَنَةٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ فَيَضَعُ يَدَهٗ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَالْمَرْاَةُ السَّاخِطُ عَلَيْهَا زَوْجُهَا وَالسَّكْرَانُ حَتّٰى يَصْحُوْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ان کی کوئی نیکی (آسمان پر) جاتی ہے۔ (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے آقاؤں کی طرف آجائے اور ان کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے دے (یعنی ان کا فرمانبردار بن جائے) (۲) وہ عورت جس پر اس کا شوہر ناراض ہو (۳) نشہ باز یہاں تک کہ وہ اپنے نشہ سے ہوش میں آئے (اور توبہ کرلے)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ الْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ — خلع اور طلاق کا بیان

ف: واضح ہو کہ عربی زبان میں خلع کے لفظی معنی بدن سے کپڑا اُتارنے اور کسی چیز کے نکالنے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں مال کے بدلہ میں طلاق دینے کو کہتے ہیں یعنی میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی پیدا ہو جائے اور بیوی کسی صورت میں اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کے لیے تیار نہ ہو تو خاوند کے دیئے ہوئے مہر کو واپس کر دے یا معاف کر دے اور شوہر اس کے عوض طلاق دے دے۔ جس طرح مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی وجہ سے اگر بیوی ناپسند ہے اور نباہ ممکن نہیں تو مرد طلاق دے سکتا ہے اسی طرح عوت کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر شوہر اسے پسند نہیں اور کسی صورت میں نباہ ممکن نہیں تو مال دے کر اپنی خلاصہ کرا سکتی ہے۔ طلاق کے لغوی معنی کھولنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں نکاح کی گرہ کو کھول دینے اور زوجیت کے رشتہ اور ربط کو توڑ دینے کو طلاق کہتے ہیں۔ جب میاں بیوی میں نا اتفاقی پیدا ہو جائے تو دونوں میں انتہائی کوشش کر کے ملاپ کرا دیا جائے بصورت مجبوری دونوں کو الگ کرا دیا جائے اور اس صورت میں طلاق جائز ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سارے حلال اور جائز کاموں میں ناپسندیدہ کام طلاق ہے۔ اگر ایک ہی نشست میں تین طلاق دے دے تو عورت ہمیشہ کے لیے اپنے شوہر سے جدا ہو جائے گی۔ اور یہ طریقہ ٹھیک نہیں اس لیے طلاق دینے کی بہترین صورت یہ ہے کہ ایک ایک مہینے کے فاصلہ سے ایک طلاق دے پھر دوسرے مہینہ کے ختم پر پھر تیسرے کے ختم پر یہ فاصلہ اس لیے رکھا گیا تا کہ دونوں کو سوچنے کا موقع مل جائے جس سے اصلاح کی کوئی صورت نکل آئے اگر نباہ کی کوئی صورت پیدا نہ ہو تو چھوڑ دینے کا اختیار ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ وَّلَا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''یہ طلاق دو بار تک ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی (اچھے سلوک) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔ اور تمہیں روا نہیں

يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا مَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ○ (البقرۃ:۲۲۹۔۲۳۰)

کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے، پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر قائم نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلا دے کر عورت چھٹی لے، یہ اللہ کی حدیں ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں○ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں۔ اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے، اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے○ (کنزالایمان)

ف: شانِ نزول: ایک عورت نے سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس کے شوہر نے کہا ہے کہ وہ اس کو طلاق دیتا اور رجعت کرتا رہے گا، ہر مرتبہ جب طلاق کی عدت گزرنے کے قریب ہوگی رجعت کرے گا، پھر طلاق دے دے گا، اسی طرح عمر بھر اس کو قید رکھے گا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا کہ طلاق رجعی دو بار تک ہے، اس کے بعد طلاق دینے پر رجعت کا حق نہیں ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی)

جمیلہ بنت عبداللہ، ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں اور شوہر سے کمال نفرت رکھتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے شوہر ثابت کی شکایت لائیں اور کسی طرح بھی ان کے پاس رہنے پر راضی نہ ہوئیں، تب ثابت نے کہا کہ میں نے ان کو ایک باغ دیا ہے اگر یہ میرے پاس رہنا گوارا نہیں کرتیں اور مجھ سے علیحدگی چاہتی ہیں تو وہ باغ مجھے واپس کر دیں میں ان کو آزاد کر دوں گا، جمیلہ نے اسے منظور کیا، ثابت نے باغ لے لیا اور طلاق دے دی، اس طرح کی طلاق کو خلع کہتے ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا○ وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا. (النساء:۲۱۔۲۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور اگر تم ایک بی بی کے بدلے دوسری بدلنا چاہو اور اسے ڈھیروں مال دے دو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو، کیا اسے واپس لو گے جھوٹ باندھ کر اور کھلے گناہ سے اور کیونکر اسے واپس لو گے حالانکہ تم میں سے ایک دوسرے کے سامنے بے پردہ ہو لیا اور وہ تم سے گاڑھا عہد لے چکیں۔ (ترجمہ کنزالایمان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: اس آیت سے گراں مہر مقرر کرنے کے جواز پر دلیل لائی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر سرِ منبر فرمایا: عورتوں کے مہر گراں نہ کرو، ایک عورت نے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ اے عمر بن خطاب! اللہ تعالیٰ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھ دار ہے، اس لیے تم جو چاہے مہر مقرر کرو۔ آپ نے اپنا حکم نامہ واپس لے لیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ. (التحریم:۲۔۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے غیب بتانے والے! (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہے اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا۔ (کنزالایمان)

ف: واضح ہو کہ تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی حلال چیز کا اپنے اوپر حرام کر لینا قسم ہے اور اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔ چنانچہ حضرت مقاتل سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بی بی ماریہ کو اپنے اوپر جو حرام فرما لیا تھا آپ نے کفارہ میں ایک غلام آزاد فرمایا اور کشاف میں یوں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر وہ حلال چیز جس کو حرام کر لیا جائے وہ قسم ہے مثلاً کھانے کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو گویا اس نے کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی' لونڈی کو حرام کر لیا تو گویا اس نے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی اور بیوی کو بغیر کسی نیت کے حرام کر لیا' تو گویا اس نے ایلاء کیا (ایلاء کے احکام آگے آ رہے ہیں) اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہوگا (ظہار کے احکام بھی آگے آ رہے ہیں) اور اگر بیوی کو حرام کرتے وقت طلاق کی نیت کر لی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور بیوی کو حرام کرنے میں نیت کا اعتبار ہوگا یعنی دو طلاق کی نیت کرے تو دو طلاق اور اگر تین کی نیت کرے تو تین طلاق واقع ہوں گی۔ اور اگر یہ کہے کہ میں نے جھوٹ نیت کی ہے تو یہ معاملہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے' قانون کا اس سے تعلق نہیں اور اگر بغیر نیت کے یہ کہے کہ ہر حلال چیز مجھ پر حرام ہے تو اس کی قسم کھانے اور پانی پر ہوگی اور نیت کرنے کی صورت میں نیت کے مطابق قسم ہوگی۔ حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود اور حضرت زید رضی اللہ عنہم ان تمام حضرات سے یہی مروی ہے کہ کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینا قسم ہے۔

٣٦٨٣ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَّا اَعْتَبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ الْخُلْعَ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً وَّفِي الْبَابِ اٰثَارٌ كَثِيْرَةٌ مَّبْسُوْطَةٌ فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ وَغَيْرِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میں ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے اخلاق اور دین داری پر عیب نہیں لگاتی ہوں اور نہ ان پر غصہ کرتی ہوں لیکن میں اسلام میں ناشکری کو پسند نہیں کرتی ہوں (یعنی میں ان کی نافرمانی سے ڈرتی ہوں اور میں ان کی کماحقہ خدمت نہیں کر سکتی اس لیے آپ مجھے ان سے علیحدہ کرا دیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے تم کو (مہر میں) جو باغ دیا تھا کیا تم اس کو واپس کر دو گی؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کے خاوند سے) فرمایا: تم باغ کو لے لو اور ان کو طلاق دے دو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور دارقطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خلع کو طلاق بائن قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں کئی روایتیں وارد ہیں جن کو "درمنثور" اور دوسری کتابوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے خلع کی جو خواہش کی اس کی وجہ شارحین حدیث نے یہ بتائی ہے کہ ان کی بیوی بہت خوبصورت تھیں اور ان کے مقابلہ میں ثابت بن قیس بہت بدصورت اور نہایت پست قد تھے اور اس کی وجہ سے ان کی بیوی میں طبعاً ناگواری پیدا ہو گئی تھی اور وہ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی گزارنا نہیں چاہتی تھیں' اس لیے ان کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں خلع کی درخواست کی اور حضور اقدس ﷺ نے ان کے اور ان کی بیوی کے درمیان خلع کروا دیا۔

اس حدیث شریف سے خلع کی مشروعیت ثابت ہوتی ہے کہ بیوی کو خاوند سے ناگواری ہو جائے اور کسی صورت میں وہ اپنے خاوند کے ساتھ زندگی گزارنا نہ چاہے تو وہ اپنا مہر معاف کر کے خلع حاصل کر سکتی ہے جیسا کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے مہر میں دیئے

ہوئے باغ کو واپس کر کے خلع حاصل کر لیا۔

واضح ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدر کی حدیث میں خلع کو طلاق بائن قرار دیا ہے اور صحابۂ کرام میں حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین میں حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن المسیب، حضرت عطاء، حضرت شریح، حضرت شعبی، حضرت قبیصہ بن ذویب، حضرت مجاہد، حضرت ابوسلمہ، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت زہری، حضرت ثوری، امام اوزاعی، حضرت مکحول، امام ابن ابی نجیح، حضرت عروہ، امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ ان سارے حضرات نے خلع کو طلاق بائن ہی قرار دیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول جدید بھی یہی ہے۔ البتہ! امام احمد بن حنبل اور امام اسحاق کا قول یہ ہے کہ خلع سے نکاح فسخ ہوتا ہے۔ طلاق واقع نہیں ہوتی، یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی ہے اور امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے اور حنفیہ کی دلیل کہ خلع سے طلاق بائن ہوتی ہے صدر کی حدیث اور دوسری احادیث بھی ہیں۔

واضح ہو کہ خلع کے طلاق ہونے سے تین طلاق کا جو حق مرد کو حاصل ہے، اس میں کمی ہو جائے گی اور خلع والی عورت کو مطلقہ عورت کی طرح عدت بھی گزارنی ہوگی، البتہ! خلع فسخ ہونے کی صورت میں طلاق کے احکام متعلق نہ ہوں گے۔

٣٦٨٤ - وَعَنْ نَّافِعٍ عَنْ مَّوْلَاةٍ لِّصَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَّهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت نافع سے روایت ہے اور وہ صفیہ بنت ابی عبید کی ایک آزاد شدہ لونڈی سے روایت کرتے ہیں کہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا پورا مال دے کر اپنے خاوند (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے خلع کیا تو عبداللہ بن عمر نے اس پر (اعتراض کیا اور) نہ انکار کیا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

٣٦٨٥ - وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کسی عورت نے اپنے شوہر سے بغیر کسی (معقول) عذر کے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے، اس کی روایت امام احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیوی اپنے خاوند سے طلاق طلب نہ کرے جب تک کہ وہ بالکلیہ مجبور نہ ہو جائے یعنی جب تک اس کو ایسی تکلیف نہ ہو کہ طلاق کے بغیر کوئی اور علاج نہ ہو اور اگر مجبوری کے بغیر کہ بیوی اپنے شوہر سے طلاق طلب کرے گی تو وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گی اور جنت کی خوشبو چالیس برس کے فاصلہ سے آتی ہے یعنی ایسی عورت جنت سے اس قدر دور رہے گی۔

٣٦٨٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شوہروں کی نافرمانی کرنے والی عورتیں اور (بے ضرورت) خلع طلب کرنے والی عورتیں ہی منافق عورتیں ہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

٣٦٨٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس حلال چیزوں میں زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نکاح کا مقصد ازدواجی زندگی میں اتفاق اور زندگی بھر اتحاد اور محبت سے زندگی بسر کرنا اور نسل انسانی میں اضافہ کرنا ہے اس لیے طلاق منع ہے۔ اس کے برخلاف اگر میاں بیوی میں کسی ایک کی طرف سے ایسی زیادتی اور ایذا رسانی ہو جس سے زندگی گزارنا دونوں کے لیے دشوار ہو جائے تو ایسی صورت میں طلاق درست ہے۔

۳۶۸۸ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعَتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے معاذ! تمام مخلوق الٰہی میں روئے زمین پر (غلاموں کو) آزاد کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں ہے اور روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے طلاق سے بڑھ کر کوئی مبغوض چیز نہیں پیدا کی۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں غلاموں کو آزاد کرنا بے حد پسند ہے اس لیے کہ غلام کو آزاد کرنا حقیقت میں ایک انسان کو دوسرے انسان کی غلامی سے آزاد کرنا ہے جس سے وہ اپنے رب کی بندگی کے حقوق ادا کرنے میں یکسو ہو جاتا ہے اور جس مالک نے اپنے غلام کو آزاد کیا اس کو دوزخ سے رہائی ملتی ہے غلاموں کو آزاد کرنا اپنے جیسے انسانوں کو غلامی کے بندھن سے جو انسان کے لیے عار ہے نکالنا ہے اور غلاموں کی آزادی دوسروں پر رحمت اور شفقت ہے جو دراصل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس سے اپنے آپ کو متصف کرنا ہے۔ (مرقات)

۳۶۸۹ - وَعَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّهُ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ رَادُّهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ اَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحَمُوْقَةَ ثُمَّ يَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا وَاِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللّٰهَ فَلَا اَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ فِيْ سُنَنِهٖ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ.

حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سکوت اختیار فرمایا: تو میں نے گمان کیا کہ شاید آپ اس پر اس کی بیوی کو لوٹا دیں گے (لیکن) آپ نے فرمایا: تم میں ایک شخص حماقت کر بیٹھتا ہے اور پھر (میرے پاس) آتا ہے (یعنی تین طلاقیں دے دیتا ہے جس سے بیوی کو رجوع نہیں کر سکتا اور میرے پاس آ کر کہتا ہے) اے ابن عباس! اے ابن عباس! (بیوی کو رجوع کر لینے کی کوئی صورت نکالیے) اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے راستہ نکالتا ہے اور تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا نہیں تو میں بھی تیرے لیے کوئی راستہ نہیں نکال سکتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی (تیرے تین طلاق دینے سے) تجھ سے جدا ہو گئی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

۳۶۹۰ - وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ لَوْ طَلَّقْتُهَا ثَلَاثًا قَالَ اِذًا قَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ اِمْرَاَتُكَ.

اور ابن ابی شیبہ اور دارقطنی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں نے (وقت واحد میں) بیوی کو تین طلاقیں دے دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس صورت میں تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی

اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔

٣٦٩١ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنَّ عَمِّيْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ إِنَّ عَمَّكَ عَصَى اللّٰهَ فَأَثِمَ وَأَطَاعَ الشَّيْطَانَ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا.

اور امام طحاوی نے مالک بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو (وقت واحد میں) تین طلاقیں دے دیں تو (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیرے چچا نے (وقت واحد میں تین طلاقیں دے کر) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور گنہگار ہوا اور شیطان کی اطاعت کی اور (بیوی کے رجوع کرنے کا) اس نے کوئی راستہ نہ چھوڑا۔

٣٦٩٢ - وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ مَّحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيْقَاتٍ جَمِيْعًا فَقَامَ غَضْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ حَتّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَقْتُلُهُ.

اور نسائی نے محمود بن لبید سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسے شخص کے بارے میں اطلاع دی گئی جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک ساتھ (ایک ہی وقت میں) دے دی تھیں، آپ (یہ سن کر) غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے، پھر ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہاں تک کہ (حاضرین میں سے) ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں۔

٣٦٩٣ - وَفِيْ رِوَايَةِ مَّالِكٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَأَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلَّقَتْ مِنْكَ بِثَلَاثٍ وَّسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا.

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت میں اس طرح ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک سو طلاقیں دے دی ہیں (میرے اس عمل پر) آپ کیا فرماتے ہیں تو (یہ سن کر) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تیری بیوی تین طلاقوں سے تو مطلقہ ہو گئی اور (بقیہ) ٩٧ سے تو نے اللہ تعالیٰ کی آیات (احکام) کا مذاق اڑایا ہے۔

ف: واضح ہو کہ تابعین میں جمہور علماء اور بعد میں آنے والے فقہاء جیسے امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب، امام احمد اور آپ کے اصحاب، امام اسحاق، امام ابوثور اور امام ابوعبید اور دیگر فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ جس کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں (ایک ہی وقت میں) دے دیں تو تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (مرقات۔١٢)

٣٦٩٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ابن عمر کی اس حرکت پر) ناراض ہوئے اور فرمایا: وہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں، پھر اس کو اپنے پاس طہر تک روکے رکھیں، پھر جب وہ (دوسرے) حیض کے بعد پاک ہو جائے اور یہ چاہیں تو اس کو طہر کی حالت میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیں (تاکہ وہ اپنی عدت پوری کر لے) اور یہی وہ عدت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو (طہر کی حالت میں طلاق دیں) تاکہ وہ اپنی عدت پوری کر

فِيْهِ الْمُشَارُ اِلَيْهَا حَالَةُ الْحَيْضِ وَاللَّامُ فِيْ لَهَا لِلْعِلَّةِ بِمَعْنَى لِلْاِسْتِقْبَالِ كَمَا فِيْ قَوْلِهِمْ تَاَهَّبْ لِلشِّتَاءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا مره فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْ حَامِلًا.

سکیں۔اس کی روایت مسلم اور بخاری نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٦٩٥ - وَعَنْ مَّالِكٍ عَنْ مُّجَبَّرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ اِذَا نَكَحْتُ فُلَانَةَ فَهِيَ طَالِقٌ فَهِيَ كَذٰلِكَ اِذْ اَنْكَحُهَا وَاِنْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً اَوْ اِثْنَتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا فَهُوَ كَمَا قَالَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ قَالَ فِيْ رَجُلٍ قَالَ كُلُّ امْرَاَةٍ تَزَوَّجُهَا فَهِيَ طَالِقٌ وَّكُلُّ اَمَةٍ اَشْتَرِيْهَا فَهِيَ حُرَّةٌ هُوَ كَمَا قَالَ فَقَالَ لَهُ مَعْمَرٌ اَوَ لَيْسَ قَدْ جَاءَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَّلَا عِتْقٍ اِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ قَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ امْرَاَةُ فُلَانٍ طَالِقٌ وَّعَبْدُ فُلَانٍ حُرٌّ وَحَكٰى اَبُوْ بَكْرٍ الرَّازِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَوْلُهُ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ هُوَ الرَّجُلُ يُقَالُ لَهُ تَزَوَّجَ فُلَانَةَ فَيَقُوْلُ هِيَ طَالِقٌ فَهٰذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ فَاَمَّا مَنْ قَالَ اِنْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةَ فَهِيَ طَالِقٌ فَاِنَّمَا طَلَّقَهَا حِيْنَ تَزَوَّجَهَا.

حضرت مالک بن مجبر رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی یہ کہے کہ اگر فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہو جائے گی تو ایسی صورت میں وہ اس عورت سے نکاح کر لے تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی اور طلاق اس کے قول کے مطابق واقع ہو گی (یعنی) اگر وہ ایک طلاق دے تو ایک' یا وہ دو طلاق دے تو دو' یا تین طلاق دے تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔اس کی روایت امام محمد نے موطا میں کی ہے اور عبدالرزاق نے معمر سے اور انھوں نے زہری سے روایت کی ہے' انھوں نے کہا کہ کوئی شخص یوں کہے کہ وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس پر طلاق ہے اور ہر وہ باندی جس کو میں خریدوں پس وہ آزاد ہے تو یہ (دونوں باتیں) اس کے قول کے مطابق واقع ہو جائیں گی (یہ سن کر) معمر نے زہری سے کہا: (آپ تو یوں کہہ رہے ہیں) اور کیا یہ روایت صحیح نہیں ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور مالک ہونے کے بعد ہی (غلام باندی) آزاد ہوں گے' تو زہری نے جواب دیا (تم نے جو روایت سنائی ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کی بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور فلاں شخص کے غلام کو آزاد کرتا ہوں (تو کیا ایسی طلاق واقع ہوگی اور ایسا غلام آزاد ہوگا) اور ابوبکر رازی نے زہری سے بیان کیا ہے کہ ''لا طلاق قبل النکاح'' (یعنی نکاح سے پہلے طلاق نہیں)۔ایسے شخص سے متعلق ہے جس کو کسی شخص کے بارے میں کہا جائے کہ اس نے فلاں عورت سے نکاح کیا ہے تو وہ کہہ دے کہ اس کو طلاق ہے تو اس کے اس قول کا کوئی اثر نہیں' ہاں! اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے تو گویا اس نے نکاح کے ساتھ ہی طلاق دے دی۔

٣٦٩٦ - وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَّالْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَالشَّعْبِيِّ وَالنَّخْعِيِّ وَالزُّهْرِيِّ وَالْاَسْوَدِ وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمَكْحُوْلِ

اور ابن ابی شیبہ نے سالم' قاسم بن محمد' عمر بن عبدالعزیز' نخعی' زہری' اسود' ابوبکر بن عمرو بن حزم' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور مکحول شامی ان سارے حضرات سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے یا جس دن میں نکاح کروں گا اسی دن طلاق ہوگی یا (یوں کہے) کہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں گا اسی

الشَّامِیِّ فِیْ رَجُلٍ قَالَ اِنْ تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً فَهِیَ طَالِقٌ اَوْ یَوْمَ اَتَزَوَّجُهَا فَهِیَ طَالِقٌ اَوْ کُلُّ امْرَاَةٍ اَتَزَوَّجُهَا فَهِیَ طَالِقٌ قَالُوْا هُوَ کَمَا قَالَ وَفِیْ لَفْظٍ یَجُوْزُ عَلَیْهِ ذٰلِكَ.

دن طلاق ہوگی یا (یوں کہے) کہ ہر وہ عورت جس سے میں نکاح کروں اس پر طلاق ہوگی تو ایسے شخص کے بارے میں ان سب حضرات نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے قول کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی اور بعض روایتوں میں یوں ہے کہ ایسا کہنا درست ہے۔

ف: مذکورہ بالا روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اس پر طلاق ہے۔ یہ قول اس وجہ سے درست ہے کہ اس میں سببیت ملک کی طرف طلاق کی نسبت ہے' اس لیے جب نکاح ہوگا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

۳۶۹۷ - وَعَنْ رُکَانَةَ بْنِ عَبْدِ یَزِیْدَ اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ سُهَیْمَةَ الْبَتَّةَ فَاَخْبَرَ بِذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَةً فَقَالَ رُکَانَةُ وَاللّٰهِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَةً فَرَدَّهَا اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَهَا الثَّانِیَةَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَةَ فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ اِلَّا اَنَّهُمْ لَمْ یَذْکُرُوا الثَّانِیَةَ وَالثَّالِثَةَ وَقَالَ عَلِیٌّ اَلْقَارِیُّ اَیْ رَدَّهَا بِتَجْدِیْدِ النِّکَاحِ وَیُؤَیِّدُهٗ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْخَلِیَّةِ وَالْبَرِیَّةِ وَالْبَائِنِ وَالْبَتَّةَ اِنْ نَوٰی طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوٰی وَاِنْ نَوٰی ثَلٰثًا فَثَلٰثٌ وَّاِنْ وَاحِدَةً فَوَاحِدَةٌ بَائِنٌ وَّهُوَ خَاطِبٌ وَّاِنْ لَّمْ یَنْوِ طَلَاقًا فَلَیْسَ بِشَیْءٍ.

حضرت رکانہ بن عبد یزید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتہ دے دی' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت قدس میں حاضر ہو کر (آپ) کو واقعہ کی خبر دی اور عرض کیا' خدا کی قسم! میں نے (اس طلاق سے) ایک ہی طلاق کی نیت کی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا بخدا! کیا تم نے ایک ہی کی نیت کی ہے؟ تو رکانہ نے عرض کیا' خدا کی قسم! میں نے ایک ہی کی نیت کی ہے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان کی طرف لوٹا دیا' پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیسری طلاق دی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے اس کی روایت کی ہے مگر ان حضرات نے دوسری اور تیسری طلاق کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پر ان کی بیوی کو لوٹایا تھا' وہ نکاح کی تجدید کے ساتھ تھا اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو امام محمد نے "کتاب الآثار" میں حضرت ابراہیم نخعی سے کی ہے کہ طلاق ایسے الفاظ سے دی جائے جس میں کنایہ اور اشارہ ہو جیسے خلیہ (تو نکاح سے خالی ہوگئی) اور بریہ (تو نکاح سے بری ہوگئی) کہا جائے یا طلاق بائن دے دی یا طلاق بتہ دی تو ان تمام صورتوں میں طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا' اگر اس نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اور اگر اس نے ایک طلاق بائن کی نیت کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

طلاق بتہ سے کیا ہے؟

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں طلاق بتہ کا ذکر ہے۔ بتہ لفظ بت سے ماخوذ ہے اور بت کے معنی کاٹنے کے ہیں اور طلاق میں بتہ کنایہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے جس سے مراد نکاح کا منقطع کرنا یا الفت کا منقطع کرنا ہوتا ہے' اس لیے بتہ کے لفظ سے طلاق دی

جائے تو طلاق دینے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

٣٦٩٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَّهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ جن کا سچ تو سچ ہی ہے اور ان کا مذاق بھی سچ ہے: (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجوع کرنا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ''لمعات'' میں فرمایا ہے کہ جس کسی نے نکاح کیا یا طلاق دی یا مطلقہ سے رجوع کیا اور کہا کہ میں نے یہ باتیں بطور مذاق کے کی تھیں اور میرا مقصود ایسا نہ تھا تو اس کا یہ قول معتبر نہ ہوگا' بلکہ طلاق واقع ہو جائے گی' نکاح منعقد ہو جائے گا اور رجوع بھی درست ہوگا' اور یہی حکم دوسرے معاملات جیسے خرید و فروخت اور ہبہ وغیرہ میں نافذ ہوگا اور حدیث شریف میں ان تینوں چیزوں کا ذکر بطور خاص اس لیے ارشاد ہوا کہ ان باتوں کا اہتمام ظاہر ہو اور ''عالمگیریہ'' میں کہا ہے کہ مذاق سے طلاق دینے والے کی طلاق واقع ہو جائے گی' جیسا کہ درمختار میں صراحت ہے۔

٣٦٩٩ - وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عُمَرَ الطَّائِیِّ اَنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُبْغِضُ زَوْجَهَا فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا فَاَخَذَتْ شَفْرَةً وَّجَلَسَتْ عَلٰى صَدْرِهٖ ثُمَّ حَرَّكَتْهُ وَقَالَتْ لَتُطَلِّقَنِّیْ ثَلَاثًا اَوْ لَاَذْبَحَنَّكَ فَنَاشَدَهَا اللّٰهَ فَاَبَتْ فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَيْلُوْلَةَ فِیْ لَا طَلَاقِ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ بِاَسْنَادِهٖ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ جَازَ طَلَاقَ الْمُكْرَهِ.

حضرت صفوان بن عمر طائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کو اپنے شوہر سے بغض تھا (ایک دفعہ) اس کو سوتا ہوا پا کر چھری لی اور اس کے سینہ پر بیٹھ گئی اور اس کو ہلایا اور کہا یا تو تو مجھے تین طلاق دے یا پھر میں تجھے ذبح کر دیتی ہوں! اس (کے شوہر) نے اس کو اللہ کی قسم دی (کہ تو ایسا نہ کر) بیوی نے انکار کیا (جس پر شوہر نے) اس کو تین طلاقیں دے دیں۔ پھر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اس (طلاق دینے) کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلاق دینے کے بعد فسخ نہیں (تمہاری طلاق نافذ ہو گئی)۔ اس کی روایت امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی سند سے بیان کی ہے اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مکرہ یعنی جبر یا زبردستی سے طلاق دی جائے تو اس کو جائز قرار دیا ہے۔

٣٧٠٠ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوْهِ وَالْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر طلاق واقع ہو جاتی ہے سوائے اس کی طلاق کے جو نیم پاگل ہو یا جس پر جنون غالب ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٣٧٠١ - وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے (یعنی ان کے قول و فعل کا اعتبار نہ ہوگا اور نہ ان پر مواخذہ ہوگا) ایک سونے والا یہاں تک کہ بیدار ہو جائے' دوسرے بچہ یہاں تک کہ بالغ ہو جائے' تیسرے نیم

وَاَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِیُّ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُمَا.

پاگل یہاں تک اس کو ہوش آ جائے (یعنی اس حالت میں ان سے جو امور صادر ہوں وہ معاف ہیں ان کا اعتبار نہ ہوگا)۔ (اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے)۔

ف: اس حدیث شریف کی روشنی میں فتح القدیر میں لکھا ہے کہ بچہ کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی اگر چہ وہ عقل مند ہو اور مجنون اور سونے والے کی طلاق بھی واقع نہ ہوگی۔

۳۷۰۲ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمَا سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانُ فَقَالَا اِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَةَ طَلَاقُهُ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے ان دونوں حضرات سے نشہ کی حالت میں طلاق دینے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ان دونوں نے فرمایا کہ اگر کوئی نشہ کی حالت میں طلاق دے تو وہ واقع ہو جائے گی۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نشہ کی حالت میں طلاق اس وقت واقع ہوتی ہے جبکہ عقل اور سمجھ باقی ہو اس کے برخلاف کسی نے شراب اس قدر پی لی کہ اس کو سر کا درد ہوا اور وہ بے ہوش ہو گیا اور اس نے بے ہوشی میں طلاق دے دی تو ایسی طلاق واقع نہ ہوگی۔

۳۷۰۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ باندی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت بھی دو حیض ہیں۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

۳۷۰۴ - وَعَنْهَا قَالَتْ خَيَّرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ يَعُدْ ذٰلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا خَيَّرَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ فَلَمْ تَخْتَرِ فِیْ مَجْلِسِهَا ذٰلِكَ فَلَا خِيَارَ لَهَا وَرَوَى الطَّبْرَانِیُّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ عَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ نَحْوًا وَّقَالَ التِّرْمِذِیُّ رَوٰى عَنْ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمَا قَالَا اِخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَوَاحِدَةٌ بَائِنَةٌ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اختیار دیا ہے (کہ یا تو ہم دنیا اور اس کی زینت کو اختیار کریں یا اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول کو اختیار کریں) تو ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا تو آپ نے ہم پر کسی قسم (کی طلاق کو) شمار نہ کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے اور عبدالرزاق نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو (ایک مجلس میں طلاق کا) اختیار دے دے اور بیوی نے اس مجلس میں اپنے اختیار کو استعمال نہیں کیا تو (مجلس ختم ہو جانے کے بعد) اس کو طلاق لینے کا اختیار باقی نہیں رہے گا۔ اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ (شوہر کی طرف سے طلاق کا اختیار ملنے پر) بیوی اپنے نفس کو اختیار کر لے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو جاتی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں شوہر کی طرف سے بیوی کو طلاق کے اختیار کا ذکر ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خود

بخود اپنی زبان سے طلاق کا لفظ نہیں کہتا ہے بلکہ بیوی سے کہتا ہے کہ تمہیں اختیار ہے چاہو تو تم اپنے نفس کو اختیار کرلو اور اپنے آپ کو طلاق دے دو اور اگر چاہو تو مجھے یعنی خاوند کو اختیار کرلو اور طلاق مت لو تو اگر بیوی نے مجلس میں یہ کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو اس سے ایک بائن طلاق پڑ جاتی ہے اور اگر اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو طلاق نہیں پڑے گی اور اگر مجلس ختم ہو جائے اور بیوی نے اپنے اختیار کو استعمال نہیں کیا تو بیوی کا یہ اختیار باقی نہیں رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دیا تھا تو ازواج مطہرات نے رسول اللہ ﷺ کو اختیار کیا تو طلاق نہیں واقع ہوئی۔

٣٧٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِذَا حَرَّمَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَهِيَ يَمِينٌ يُكَفِّرُهَا وَقَالَ "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر لے تو یہ قسم ہو گی اور ایسے شخص کو اس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بھی فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی اس بارے میں اچھی ہے۔ (اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے)۔

ف: واضح ہو کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تو مجھ پر حرام ہے اور نیت طلاق کی کرے تو طلاق واقع ہو گی اور اگر ظہار کی نیت کی تو ظہار ہو گا (جس کا بیان آگے آ رہا ہے) اور اگر حرام کر لینے کی نیت کرے تو قسم ہو گی اور قسم توڑنے کی وجہ سے اس کو کفارہ دینا ہو گا اور قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور کوئی شخص کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کر لے تو وہ اس پر حرام نہیں ہو گی بلکہ وہ بھی قسم ہو گی اور قسم توڑنے پر کفارہ دینا ہو گا۔

٣٧٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ اَمَةٌ يَطَؤُهَا فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتّٰى حَرَّمَهَا عَلٰى نَفْسِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ قَالَ حَرَّمَهَا فَكَانَتْ يَمِيْنًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک باندی تھی جس سے آپ صحبت فرماتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو یہ ناگوار رہتا یہاں تک کہ آپ نے اس باندی کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝" (سورۃ تحریم) اے نبی! جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیں ہیں آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیوں حرام کرتے ہو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے ۝ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور عبدالرزاق نے اس کی روایت قتادہ سے کی ہے کہ حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے "حَرَّمَهَا" کے لفظ جو فرمائے وہ قسم تھی۔

٣٧٠٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنْ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ اِنِّيْ لَاَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَدَخَلَ عَلٰى اِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ (اپنی بیوی) زینب بنت جحش کے ہاں (تشریف لے جاتے تو) کچھ دیر ٹھہر جاتے اور آپ کے پاس شہد نوش فرماتے (ام المومنین فرماتی ہیں کہ) میں اور بی بی حفصہ نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے کر لیا کہ ہم دونوں میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو وہ یوں کہے کہ (یارسول اللہ ﷺ) آپ کے (دہن مبارک) سے مغافیر کی بو آتی ہے تو کیا آپ نے مغافیر کھایا!

32 بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَّلَنْ أَعُوْدَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الْآيَةَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ہے؟ (اس کے بعد) نبی کریم ﷺ ہم دونوں میں سے کسی ایک کے پاس تشریف لائے تو اس نے یہی کہا (یعنی طے شدہ بات کو دہرا دیا گیا) (یہ سن کر) حضور انور ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں نے بی بی زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے۔ (اور اگر تم کو شہد پینے سے بدبو آ رہی ہے) تو آئندہ نہیں پیوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ''یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ'' اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: حدیث شریف میں مغافیر کا لفظ مذکور ہے، مغافیر یا مغافر ایک پھل ہے جس کا مغز گوند کے مانند ہوتا ہے اور جو میٹھا بھی ہوتا ہے اور بساند بھی ایک طرح سے وہ شہد کے مانند ہوتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات۔۱۲)

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا وَّالْإِيْلَاءِ وَالظِّهَارِ

تین طلاقیں ایلاء اور ظہار کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَّتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ. (البقرۃ: ۲/۲۳۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے، پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں، اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔ (کنز الایمان اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا بریلوی)

ف: واضح ہو کہ عورت تیسری طلاق واقع ہونے کے بعد اس پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتی یہاں تک کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور دوسرا شوہر صحبت بھی کرے اگر دوسرا شوہر عنین ہو تو پھر عورت تیسرے شوہر سے نکاح کرے اور وہ صحبت بھی کرے اس کے بعد ہی عورت اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔ بہرحال! دوسرے یا تیسرے شوہر سے جب تک صحبت اور جماع نہ ہو عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں۔ (تفسیرات احمدیہ ۱۲)

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. (البقرۃ ۲/۲۲۶)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے، پس اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ طلاق دینے کا ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

ف: واضح ہو کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ معمول تھا کہ اپنی بیویوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو ایک سال یا دو سال یا تین سال یا اس سے زیادہ عرصہ ان کے پاس نہ جاتے اور صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لیتے تھے اور بیوی کو پریشان حال چھوڑ دیتے، اسلام نے اس ظلم کو مٹایا اور ایسی قسم کھانے والوں کے لیے چار مہینہ کی مدت مقرر فرما دی کہ ایسی صورت میں چار ماہ انتظار کی مہلت ہے، اس عرصہ میں خوب سوچ سمجھ لے کہ عورت کو چھوڑنا اس کے لیے بہتر ہے یا رکھنا، اگر رکھنا بہتر سمجھے اور مدت کے اندر رجوع کر لے تو نکاح باقی رہے گا اور قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اس مدت میں رجوع نہ کیا اور قسم نہ توڑی تو عورت نکاح سے باہر ہو گئی اور اس پر طلاق بائن واقع ہو گئی۔ اگر مرد صحبت پر قادر ہو تو رجوع صحبت ہی سے ہوگا اگر کسی وجہ سے قدرت نہ ہو تو بعد قدرت صحبت کا وعدہ رجوع ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ۱۲)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ○ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ. (المجادلہ: ۴-۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ پھر جسے بردہ نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں، پھر جس سے روزے بھی نہ ہوسکیں، تو ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو، یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے درد ناک عذاب ہے۔ (کنزالایمان از مجدد اکبر امام احمد رضا بریلوی)

ف: واضح ہو کہ ظہار یہ ہے کہ اپنی بیوی کو محرمات نسبی یا رضاعی کے کسی ایسے عضو سے تشبیہہ دی جائے جس کو دیکھنا حرام ہے مثلاً بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یا یوں کہے کہ تیرا سر یا تیرا نصف بدن میری ماں کی پیٹھ یا پیٹ یا اس کی ران کے مثل ہے۔ تو ایسا کہنا ظہار کہلاتا ہے ظہار کے بعض مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) چونکہ آیت شریفہ میں ''نِسَآئِهِمْ'' (بیویوں) کا ذکر ہے اس لیے باندی سے ظہار نہیں ہوگا۔ اس لیے باندی کو محرمات سے تشبیہہ دے تو ظہار نہیں ہوگا۔

(۲) کفارہ میں غلام باندی آزاد کرنے کا جو حکم ہے اس میں حکم عام ہے یعنی کفارہ میں غلام مومن ہو یا کافر صغیر ہو یا کبیر مرد ہو یا عورت سب جائز ہے۔

(۳) کفارہ میں غلام باندی آزاد کی جائے یا روزے رکھے جائیں تو کفارہ دینے سے قبل صحبت اور اس کے محرکات سب حرام ہیں۔

(۴) کفارہ میں اگر روزے رکھے جائیں تو متصل روزے اس طرح رکھیں جائیں کہ ان دو مہینوں کے درمیان رمضان نہ آئے نہ اُن پانچ دنوں (دو عیدیں اور ذوالحجہ کی ۱۱، ۱۲ اور ۱۳) میں کوئی دن آئے جن کا روزہ ممنوع ہے اور نہ کسی عذر سے یا بغیر عذر کے درمیان سے کوئی روزہ چھوڑا جائے۔ اگر ایسا ہوا تو از سر نو روزے رکھنے پڑیں گے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزوں کے ذریعہ کفارہ دیا جارہا ہو تو روزے صحبت یا اس کے محرکات سے پہلے ہوں اور جب تک یہ روزے پورے نہ ہوں خاوند بیوی میں سے کوئی کسی کو ہاتھ نہ لگائے۔ اگر کفارہ میں مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلایا جائے اور کھانا کھلانے کے کفارہ میں شرط نہیں کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے قبل ہو حتیٰ کہ اگر کھانا کھلانے کے درمیان میں شوہر اور بیوی میں قربت واقع ہو جائے تو نیا کفارہ لازم نہ ہوگا۔

خولہ بنت ثعلبہ کے خاوند اوس بن صامت نے کسی بات پر خولہ سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی کیونکہ یہ کلمہ زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا کہ میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہوگئی ہے۔ خولہ نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے اور عرض کیا کہ میرا مال ختم ہو چکا ماں باپ گزر گئے عمر زیادہ ہوگئی بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مر جائیں، کیا صورت ہے کہ میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: تیرے بارے میں میرے پاس کوئی حکم نہیں، یعنی ابھی تک ظہار کے متعلق کوئی حکم جدید نازل نہیں ہوا دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے عورت نے کہا یارسول اللہ ﷺ اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا، وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت پیارا ہے، اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور جواب حسب خواہش نہ پایا

تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی، یا اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے اپنی محتاجی، بے کسی اور پریشان حالی کی شکایت کرتی ہوں، اپنے نبی پر میرے حق میں ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت دفع ہو، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خاموش ہو جا، دیکھ چہرہ مبارک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آثار وحی ظاہر ہیں' جب وحی پوری ہو گئی، فرمایا: اپنے شوہر کو بلا' اوس حاضر ہوئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مذکورہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۷۰۸ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ اِمْرَاءَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلَ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تَرْجِعِيْ اِلٰى رِفَاعَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ میں رفاعہ کی بیوی تھی' انہوں مجھے طلاق دی اور تین طلاقیں دیں۔ ان کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیر سے عقد کیا اور ان کا آلۂ تناسل تو کپڑے کا پھندنا ہے (وہ جماع نہیں کر سکتے) اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا تم (اپنے پہلے خاوند) رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہو؟ تو اُس نے کہا: ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (جا سکتی) یہاں تک کہ تم اس سے جماع کا مزہ نہ چکھو اور وہ تم سے جماع کی لذت حاصل نہ کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

حلالہ کے جواز کی شرط

ف: واضح ہو کہ حلالہ میں دوسرا شوہر دخول سے پہلے مر جائے یا دخول سے پہلے طلاق دے دے تو اس صورت میں بیوی پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں' یہاں تک کہ وہ تیسرے شوہر سے عقد کرے اور پھر دخول بھی ہو' پھر وہ طلاق دے اور عدت گزرے تو ان سارے مرحلوں کے بعد عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو گی۔ (ماخوذ از عمدۃ الرعایہ ۱۲)

۳۷۰۹ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ وَّابْنِ عَبَّاسٍ وَّعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت علی اور حضرت ابن عباس اور حضرت اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہم سے کی ہے۔

۳۷۱۰ - وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَاءَهٗ اَعْرَابِيٌّ فَسَاَلَهٗ عَنْ رَّجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ تَطْلِيْقَةً اَوْ تَطْلِيْقَتَيْنِ ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا وَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ مَاتَ عَنْهَا اَوْ طَلَّقَهَا ثُمَّ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَاَرَادَ الْاَوَّلُ اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا عَلٰى كَمْ هِيَ فَالْتَفَتَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَالَ مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الآثار میں سعید جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا' ایک اعرابی آپ کے پاس حاضر ہوا اور دریافت فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں' پھر اس کی عدت گزر گئی اور اس عورت نے دوسرے شوہر سے عقد کیا اور اس نے صحبت بھی کی' پھر دوسرا شوہر مر گیا یا اس نے طلاق دے دی، پھر عدت گزر گئی۔ اس کے بعد پہلے شوہر کا ارادہ ہے کہ اپنی (قدیم) بیوی سے پھر نکاح کرے تو بتائیے کہ وہ اس (عورت کو عقد ثانی کے بعد شوہر) کو کتنی طلاقیں دینے کا حق ہوگا، یہ سن کر

فَقَالَ يَهْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِي الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ وَالثَّلٰثِ وَاَسْاَلُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَلَقِيْتُ ابْنَ عُمَرَ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ.

حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ دوسرا شوہر ایک طلاق' دو طلاق یا تین طلاق کو ختم کر دیتا ہے (یعنی سابقہ دی ہوئی طلاقوں کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اس کو ازسرنو تین طلاقوں کا حق ہوگا) اور (حضرت عبداللہ بن عتبہ نے سائل سے کہا کہ) تم حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی (اس بارے میں) دریافت کرو۔ سائل کا بیان ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق ہی کہا۔

٣٧١١ - وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ اِسْتَفْتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ تَطْلِيْقَةً اَوْ تَطْلِيْقَتَيْنِ وَتَرَكَهَا حَتّٰى تَحِلَّ ثُمَّ تَنْكِحُ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَيَمُوْتُ اَوْ يُطَلِّقُهَا فَيَتَزَوَّجُهَا زَوْجُهَا الْاَوَّلُ عَلٰى كَمْ هِيَ قَالَ عُمَرُ هِيَ عَلٰى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا.

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی موطا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فتویٰ طلب کیا ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق یا دو طلاقیں دی ہوں' پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ (عدت گزار کر دوسرے شوہر کے لیے) حلال ہو جائے۔ پھر وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح کرے پھر یہ (دوسرا شوہر) مرجائے یا اس کو طلاق دے دے (پھر عدت گزارنے کے بعد) وہ اپنے پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرے تو اس کو کتنی طلاق کا حق ہوگا تو حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اس عورت کو جتنے طلاق باقی رہ گئے ہیں (یعنی ایک یا دو) اتنے ہی طلاق باقی رہیں گے۔[1]

[1] یعنی پہلے شوہر کو عقد ثانی کی وجہ سے ازسرنو تین طلاقیں دینے کا حق ملے گا۔ بلکہ گزشتہ جتنی طلاقیں دی تھیں وہ شمار کر لی جائیں گی اور باقی طلاقوں کا اس کو حق رہے گا اگر ایک طلاق دی تھی تو دو کا حق اور اگر دو طلاقیں دی تھیں تو ایک کا حق باقی رہے گا۔

٣٧١٢ - وَعَنْ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّابْنِ عُمَرَ وَابْنَ عَبَّاسٍ قَالُوْا اَلْاِيْلَاءُ طَلْقَةٌ بَائِنَةٌ اِذَا مَرَّتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ قَبْلَ اَنْ يَّفِيْءَ فَهِيَ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ.

امیر المومنین حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت ابن مسعود حضرت زید بن ثابت' حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے، ان سب حضرت نے فرمایا ہے کہ ایلاء کے بعد چار مہینے رجوع اور جماع کے بغیر گزر جائیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور عورت کو اپنی ذات کے بارے میں حق حاصل ہوگا (کہ عدت گزرنے کے بعد اگر وہ چاہے تو دوسرا عقد کر سکتی ہے)۔ اس حدیث کی روایت بیہقی اور عبدالرزاق نے کی ہے۔

٣٧١٣ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّاهُ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَّزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا اِذَا اٰلَى الرَّجُلُ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ فَمَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ قَبْلَ اَنْ يَّفِيْءَ فَقَدْ بَانَتْ بِتَطْلِيْقَةٍ بَائِنَةٍ وَّهُوَ

اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ روایت پہنچی ہے، ان سب حضرات نے فرمایا ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور (رجوع اور صحبت کے بغیر چار ماہ کی مدت گزر جائے تو اس پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی (اور اس طرح بغیر رجوع اور صحبت کے چار ماہ گزر جانا) ایک قسم کا خطاب ہے (بیوی سے جدائی کا چنانچہ) یہ سب حضرات چار ماہ گزر جانے کے بعد جدائی

خَاطِبٌ مِّنَ الْخِطَابِ وَكَانُوْا لَا يَرَوْنَ اَنْ يُّوْقَفَ بَعْدَ الْاَرْبَعَةِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَاؤُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَّاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ قَالَ الْفَيْءُ الْجِمَاعُ فِي الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ وَعَزِيْمَةُ الطَّلَاقِ اِنْقِضَاءُ الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ فَاِذَا مَضَتْ بَانَتْ بِتَطْلِيْقَةٍ وَّلَا يُوْقَفُ بَعْدَهَا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَعْلَمَ بِتَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا اٰلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَمَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ وَّتَعْتَدُّ بَعْدَ ذٰلِكَ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ.

کے لیے) کسی اور وقفہ کو مناسب نہیں سمجھتے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت: ''لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَاؤُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ وَّاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ'' میں فرمایا ہے کہ ''فَيْءٌ'' کا لفظ جو ارشاد ہوا ہے، اس کے معنی جماع کے ہیں یعنی ایلاء کے بعد شوہر چار ماہ کے اندر صحبت کرے (تو اس کو کفارہ دینا ہوگا) اور طلاق کا ارادہ اس وقت ہوگا جب کہ (بغیر رجوع اور صحبت کے) چار مہینے گزر جائیں تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور پھر (جدائی کے لیے) کسی اور وقفہ کی ضرورت نہیں ہوگی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تفسیر میں بہت بڑے عالم ہیں' اور بیہقی اور عبدالرزاق کی ایک روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور اس پر چار ماہ گزر جائیں تو اس پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور وہ تین حیض بطور عدت کے گزارے گی (تا کہ وہ دوسرے شوہر سے عقد کر سکے)۔

ف: واضح ہو کہ ایلاء کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک بغیر قسم کے (۲) دوسری قسم کے ساتھ۔ اگر ایلاء بغیر قسم کے ہو اور چار ماہ کے اندر رجوع کر کے صحبت کر لی جائے تو یہ رجوع درست ہے، اس پر کسی قسم کا کفارہ لازم نہیں، اور اگر ایلاء قسم کے ساتھ ہے اور چار ماہ کے اندر رجوع کر کے صحبت کر لی تو چونکہ قسم توڑ دی ہے، اس لیے قسم کا کفارہ لازم ہوگا کہ دس (۱۰) مساکین کو کھلانا کھلائے یا کپڑا پہنائے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر ان چیزوں کی استطاعت نہ ہو تو تین دن کے روزے رکھے اور اگر یوں قسم کھائی کہ اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو مجھ پر حج لازم ہوگا یا روزہ لازم ہوگا یا طلاق ہو جائے گی یا اسی قسم سے جس چیز کی قسم کھائے تو قسم توڑنے پر وہی چیز لازم آئے گی۔

(ماخوذ از عینی ۱۲)

٣٧١٤- وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ فَخِفْتُ اَنْ اُصِيْبَ امْرَاَتِيْ فَظَاهَرْتُ مِنْهَا فَانْكَشَفَ لِيْ شَيْءٌ مِّنْهَا لَيْلَةً فَوَقَعْتُ عَلَيْهَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرِّرْ رَقَبَةً فَقُلْتُ مَا اَمْلِكُ اِلَّا رَقَبَتِيْ قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قُلْتُ وَهَلْ اَصَبْتُ الَّذِيْ اَصَبْتُ اِلَّا مِنَ الصِّيَامِ قَالَ اَطْعِمْ عِرْقًا مِّنْ تَمْرٍ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ فَاَطْعِمْ وَسَقًا مِّنْ تَمْرٍ بَيْنَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا.

حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آ گیا تو مجھے اندیشہ ہوا (کہ کہیں دن میں) اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھوں' اس لیے میں نے (ماہ رمضان کی حد تک) اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ (عجیب اتفاق کہ) ایک رات اس کے جسم کا ایک حصہ کھل گیا اور اس پر میری نظر پڑ گئی اور میں نے اس سے صحبت کر لی (میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ سنایا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ایک غلام آزاد کر دو تو میں نے عرض کیا کہ میری اپنی گردن کے سوا میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو پھر تم دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو۔ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم) روزوں ہی کی وجہ سے تو یہ ہوا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک تھیلہ کھجور (جس کے پندرہ یا سولہ صاع ہوتے ہیں) ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد

اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک وسق یعنی صاع) کھجور ساٹھ مسکینوں کو کھلا دو۔

٣٧١٥ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَفَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَاعٍ مِّنْ تَمَرٍ وَّاَمَرَ النَّاسَ بِذٰلِكَ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَنِصْفُ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ.

اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (ہر مسکین کو) ایک صاع کھجور (کے حساب) سے کفارہ دیا اور لوگوں کو اسی کا حکم دیا اور اگر کسی کو اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر وہ آدھا صاع گیہوں (ہر ایک مسکین کو کفارہ میں) دے دے۔

٣٧١٦ - وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ عَنْ اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ فَاَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ثَلٰثِيْنَ صَاعًا قَالَ لَا اَمْلِكُ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ تُعِيْنَنِيْ فَاَعَانَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا وَّاَعَانَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَلَغَ.

اور طبرانی نے اپنی معجم میں اوس بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ساٹھ مسکینوں کو تیس صاع کھجور کھلا دو تو انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس کی قدرت نہیں، ہاں! اگر آپ میری امداد فرمائیں تو نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع کی امداد فرمائی اور دوسرے لوگوں نے بھی ان کی مدد کی۔ یہاں تک کہ (مقدار) پوری ہوگئی۔

٣٧١٧ - وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْ سَلِمَةَ بْنِ صَخْرِ الْبَيَاضِيِّ اَنَّهٗ جَعَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ كَظَهَرِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَمْضِيَ رَمَضَانَ فَلَمَّا مَضٰى نِصْفٌ مِّنْ رَّمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا وَّرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ امْرَاً اُصِيْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَالَا يُصِيْبُ غَيْرِيْ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں سلمہ بن صخر بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ سے مشابہت دی یعنی ظہار کیا، یہاں تک کہ رمضان گزر جائے اور جب آدھا رمضان گزر گیا تو رات میں صحبت کر لی اور ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے ان سے ہی روایت کی، وہ کہتے ہیں کہ جتنی میں عورتوں سے صحبت کرتا تھا اتنا کوئی شخص نہ کرتا تھا۔

٣٧١٨ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ بَيَاضَ حُجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِيْ اِنْ وَّقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ لَّا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَّرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ مُسْنَدًا وَّمُرْسَلًا وَّقَالَ النَّسَائِيُّ اَلْمُرْسَلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ.

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تھا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کر بیٹھا، پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنا واقعہ سنایا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس پر آمادہ کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اس کی پازیب کی سفیدی چاندنی رات میں (چمکتی) دیکھی، میں بے قابو ہو گیا یہاں تک کہ اس سے صحبت کر لی۔ اس صحابی کے اس بیان سے رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ اپنی بیوی سے صحبت نہ کرنا یہاں تک کہ کفارہ ادا کر دے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ترمذی نے بھی اس کے قریب قریب روایت کی ہے۔ ابوداؤد اور نسائی نے بھی اس کی روایت مسند اور مرسل دونوں طریقوں سے کی ہے۔

۳۷۱۹ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَخْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ قَالَ كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سلمہ بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ظہار کرنے والا شخص کفارہ ادا کرنے سے پہلے (بیوی سے) صحبت کرے تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۷۲۰ - وَقَالَ مَالِكٌ مَّنْ تَظَاهَرَ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ ثُمَّ مَسَّهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ اَنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّيَكُفُّ عَنْهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ وَ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ قَالَ مَالِكٌ وَّذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْاَصْلِ بَلَغَنَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ فَوَقَعَ عَلَيْهَا قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَلَا يَعُوْدُ حَتّٰى يُكَفِّرَ وَبَلَاغَاتُ مُحَمَّدٍ مُّسْنَدَةٌ وَقَدْ اَسْنَدَهٗ فِيْ كِتَابِ الصَّوْمِ.

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو اپنی بیوی سے ظہار کرنے پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے صحبت کرلے تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے لیکن وہ صحبت سے رکا رہے یہاں تک کفارہ ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ اس بارے میں میں نے جتنے اقوال سنے ہیں ان سب میں یہ قول بہترین قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاصل میں فرمایا ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے صحبت کرلی اس کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے دوبارہ صحبت نہ کرے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بلاغات کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے چنانچہ کتاب الصوم میں امام محمد نے اس روایت کی سند کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا ہے۔

بَابٌ

کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کرنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا اَلْاٰيَةُ. (المجادلۃ: ۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے تو ان پر لازم ہے ایک بردہ آزاد کرنا قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ (کنزالایمان)

۳۷۲۱ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلْمَةَ اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ وَّيُقَالُ لَهٗ سَلْمَةُ بْنُ صَخْرٍ الْبَيَاضِيُّ جَعَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَيْهِ كَظَهْرِ اُمِّهٖ حَتّٰى يَمْضِيَ رَمَضَانَ فَلَمَّا مَضٰى نِصْفٌ مِّنْ رَّمَضَانَ وَقَعَ عَلَيْهَا لَيْلًا فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَةً اَلْحَدِيْثُ ظَاهِرٌ اَلْاٰيَةِ وَالْحَدِيْثُ عَدَمُ اِعْتِبَارِ كَوْنِ الرَّقَبَةِ مُؤْمِنَةً وَّبِهٖ قَالَ عَطَاءٌ

ترمذی نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سلمان بن صخر رضی اللہ عنہ کو سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہا جاتا ہے، انہوں نے اپنی بیوی کو ماں کی پیٹھ سے تشبیہ دی یعنی ماہ رمضان کے گزرنے تک ظہار کیا جب ماہ رمضان کا نصف حصہ گزر گیا تو رات میں بیوی سے صحبت کرلی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ بیان فرمایا کہ تم ایک غلام آزاد کرو۔ آخر حدیث تک آیت صدر میں اور اس حدیث میں بھی (ظہار کے کفارہ میں) مومن غلام یا مومن باندی کے آزاد کرنے کی شرط نہیں ہے چنانچہ حضرت عطاء حضرت نخعی اور زید بن علی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے اور سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالشَّافِعِيُّ وَزَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ وَقَالَ الْإِمَامُ السَّرَخْسِيُّ فَالْمَنْصُوْصُ اِسْمُ الرَّقَبَةِ وَلَيْسَ فِيْهِ مَا يُنْبِئُ عَنْ صِفَةِ الْإِيْمَانِ وَالْكُفْرِ فَالتَّقْيِيْدُ بِصِفَةِ الْإِيْمَانِ يَكُوْنُ زِيَادَةً وَّالزِّيَادَةُ عَلَى النَّصِّ نَسْخٌ فَلَا يَثْبُتُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَلَا بِالْقِيَاسِ وَاَيْضًا لِلْمُطْلَقِ حُكْمٌ وَهُوَ الْإِطْلَاقُ وَفِيْ حَمْلِهِ عَلَى الْمُقَيَّدِ اِبْطَالُ حُكْمِهِ اھ فَالتَّقْيِيْدُ فِيْ اَحَادِيْثِ الْمِشْكٰوةِ بِالْإِيْمَانِ اَمَّا لِمَوَارِدِ مَّنْصُوْصَةٍ لَّا يَجُوْزُ فِيْهَا اِلَّا الْمُؤْمِنَةُ كَكَفَّارَةِ الْقَتْلِ خَطَأً وَاَمَّا بَيَانًا لِّلْاَفْضَلِ وَالْاَكْمَلِ.

ہے کہ نصوص میں صرف غلام کا ذکر ہے اور اس میں غلام صفت مذکور نہیں کہ وہ مؤمن ہو یا کافر ہو تو اس طرح غلام کے مطلق ذکر کی صورت میں غلام کو ایمان کی قید کے ساتھ مقید کرنا نص پر زیادتی ہو گی اور نص پر زیادتی منسوخ ہے، خواہ وہ خبر واحد کے ذریعہ ہو یا قیاس سے ۔ مزید یہ کہ مطلق کا اپنا ایک حکم ہے اور وہ اطلاق ہے اس کے برخلاف مطلق کو مقید پر محمول کر دیا جائے تو مطلق کا حکم باطل ہو جائے گا' اب رہا مشکوٰۃ شریف میں اس باب کے تحت چند حدیثوں کو بیان کیا گیا ہے جن میں مومن غلام یا باندی کے آزاد کرنے کا حکم ہے تو وہ ایسے کفارے ہیں جن میں مومن غلام یا باندی ہی کا آزاد کرنا ضروری ہے' غیر مومن میں غلام یا باندی ایسے کفارہ میں جائز نہیں جیسے قتل خطاء کا کفارہ کہ اس میں مومن غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے' پھر مشکوٰۃ شریف میں ایسی حدیثوں کا لانا جن میں مومن غلام یا باندی کے آزاد کرنے کا ذکر ہے۔ بر بناء افضلیت ہے کہ کفارہ میں مومن غلام یا باندی کا آزاد کرنا افضل اور اکمل ہے۔

٣٧٢٢ - وَيُؤَيِّدُهُ الْكُبْرٰى مَا رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ عَنْ عُتْبَةَ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَمَةٍ سَوْدَاءَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُّؤْمِنَةً اَفَتُجْزِئُ عَنِّيْ هٰذِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ رَّبُّكِ قَالَتْ اَللّٰهُ رَبِّيْ قَالَ فَمَا دِيْنُكِ قَالَتِ الْإِسْلَامُ قَالَ فَمَنْ اَنَا قَالَتْ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ لَتُصَلِّيْنَ الْخَمْسَ وَتُقِرِّيْنَ بِمَا جِئْتُ بِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَتْ نَعَمْ فَضَرَبَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ظَهْرِهَا وَقَالَ اَعْتِقِيْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَارِيَةٍ لَّهٗ سَوْدَاءَ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَشْهَدِيْنَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَتَشْهَدِيْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَتُوْقِنِيْنَ بِالْبَعْثِ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

چنانچہ اس کی تائید بیہقی کی روایت سے ہوتی ہے جس کو انہوں سنن کبریٰ میں روایت کیا ہے کہ حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سیاہ فام باندی کر لے کر حاضر ہوئیں اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر ایک سیاہ فام غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے' کیا اس باندی کو آزاد کرنا کافی ہوگا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: تیرا رب کون ہے؟ اس نے جواب دیا' اللہ میرا رب ہے' آپ نے پھر دریافت فرمایا: تیرا دین کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اسلام (میرا دین ہے!) آپ نے پھر فرمایا: میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا' آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں! آپ ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: تو تو پانچوں نمازیں ادا کرتی ہے اور میں جو اللہ کے پاس سے لایا ہوں اس کا اقرار کرتی ہے۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں! (اقرار کرتی ہوں) (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے اس کے پیٹھ پر تھپکی دی اور جو خاتون اسے لائی تھی اس سے) فرمایا: تم اس کو آزاد کردو! ایک اور روایت میں عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود ص سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنی ایک باندی جو سیاہ فام تھی، اس کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن غلام یا باندی کا آزاد کرنا واجب ہے' کیا میں اس کو آزاد کر دوں تو اس سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ اس نے جواب دیا' جی ہاں! (میں اس کی گواہی دیتی ہوں) پھر ارشاد

فَاَعْتِقْهَا هٰذَا مُرْسَلٌ وَّقَدْ مَضٰى مَوْصُوْلًا بِمَعْنٰى مَعْنَاهُ.

فرمایا کیا تو گواہی دیتی ہے کہ محمد اللہ کے رسول ﷺ ہیں؟ تو اس نے جواب دیا' جی ہاں! آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تو مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان رکھتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا جی ہاں! (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اس کو آزاد کردو۔ یہ مرسل حدیث ہے اور موصول حدیث جو اس کے ہم معنی ہے' گزر چکی ہے۔

بَابُ اللِّعَانِ
لعان کا بیان

واضح ہو کہ لعان کے معنی لعنت اور دوری کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اس کو کہتے ہیں کہ خاوند نے اپنی بیوی پر زناء کی تہمت لگائی اور بیوی اس کا انکار کرتی ہے اور دونوں کے پاس سوائے اپنے نفس کے اور کوئی گواہ نہیں تو حاکم ان کو بلا کر دونوں سے چار چار مرتبہ گواہی لے کہ وہ دونوں اپنے بیان میں سچے ہیں اور پانچویں بار خاوند سے یہ کہلایا جائے گا کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر خدا کی لعنت ہے اور پانچویں بار بیوی سے یہ کہلایا جائے گا کہ اگر یہ الزام صحیح ہے تو اس پر خدا کا غضب نازل ہو۔ اس کے بعد دونوں میں ہمیشہ کے لیے تفریق کرادی جائے گی' پھر ان میں ملاپ نہیں ہوسکتا اور نہ دوبارہ نکاح ہی ہوسکتا ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ. (النور:٦۔١٠)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یوں کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو' اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں باریوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو' اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہو' اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان از امام الاکبر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

ف: جب مرد اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اگر مرد و عورت دونوں شہادت کے اہل ہوں۔ اور عورت اسی پر مطالبہ کرے تو مرد پر لعان واجب ہوجاتا ہے۔ اگر وہ لعان سے انکار کرے' یا اپنے جھوٹ کا مقر ہو اگر جھوٹ کا اقرار کرلے تو اسے حد قذف لگائی جائے اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ وہ اس عورت پر زنا کا الزام لگانے میں سچا ہے اور پانچویں مرتبہ کہنا ہوگا کہ اللہ کی لعنت مجھ پر اگر میں یہ الزام لگانے میں جھوٹا ہوں، اتنا کرنے کے بعد مرد پر سے حد قذف ساقط ہوجائے گی اور عورت پر لعان واجب ہوگا' انکار کرے گی تو قید کی جائے گی یہاں تک کہ لعان منظور کرلے یا شوہر کے الزام لگانے کی تصدیق کرے' اگر تصدیق کی تو عورت پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور اگر لعان کرنا چاہے تو اس کو چار مرتبہ اللہ کی قسم کے ساتھ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر زنا کی تہمت لگانے میں جھوٹا ہے' اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا ہوگا کہ مرد اس پر الزام لگانے میں سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ہو، اتنا کہنے کے بعد عورت سے زنا کی حد ساقط ہوجائے گی اور لعان کے بعد قاضی کے تفریق کرنے سے فرقت واقع ہوگی، بغیر اس کے نہیں، اور یہ تفریق طلاق بائنہ ہوگی اور اگر مرد اہل شہادت میں سے نہ ہو مثلاً غلام ہو یا کافر ہو، اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو تو لعان نہ ہوگا اور تہمت لگانے سے

مرد پر حد قذف لگائی جائے گی اور اگر مرد اہل شہادت میں سے ہو اور عورت میں یہ اہلیت نہ ہو اس طرح کہ وہ باندی ہو یا کافرہ ہو اس پر قذف کی حد لگ چکی ہو، یا بچی ہو، یا مجنونہ ہو، یا زانیہ ہو اس صورت میں نہ مرد پر حد ہوگی اور نہ لعان۔

شان نزول: یہ آیت ایک صحابی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اگر آدمی اپنی عورت کو زنا میں مبتلا دیکھے تو کیا کرے، نہ اس وقت گواہوں کے تلاش کرنے کی فرصت اور نہ بغیر گواہی کے وہ یہ بات کہہ سکتا ہے، کیونکہ اسے قذف کا اندیشہ ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور لعان کا حکم دیا گیا۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۳۷۲۳ - عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اِنَّ عُوَيْمِرَ الْعَجْلَانِيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا وَّجَدَ مَعَ اِمْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَيَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَنْزَلَ فِيْكَ وَفِيْ صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ اَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاِلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرَ اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرَ اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرَ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ اِلٰى اُمِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ (نے حاضر ہو کر) عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر آدمی کو (زنا کرتا ہوا) پائے۔ کیا وہ اس کو قتل کر دے؟ اور (اگر وہ اس کو قتل کرتا ہے تو مقتول کے وارث) اس کو قتل کر دیں گے! (صرف اسی نے دیکھا اور دوسرا کوئی گواہ نہیں، خاموشی بھی بری بات ہے اور قتل بھی برا ہے اب اس بارے میں) وہ کیا کرے؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں آیت نازل کی گئی ہے! جاؤ اور بیوی کو بلا لاؤ' حضرت سہل فرماتے ہیں (دونوں حاضر ہوئے) ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں بھی (اس وقت) دور سے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جب دونوں (لعان سے) فارغ ہوئے تو عویمر نے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر میں اس عورت کو (زوجیت میں) رکھوں تو جھوٹا ثابت ہوں گا تو عویمر نے اس کو تین طلاقیں دیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دیکھتے رہو اگر یہ عورت سیاہ رنگ کا' کالی آنکھوں والا' موٹے سرین والا' موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے میرا خیال یہ ہے کہ عویمر سچا ہے (عورت جھوٹی ہے) اور اگر وہ عورت ایسا بچہ جنے جو سرخ رنگ والا یا ہمنی سرخ رنگ کے کپڑے کی طرح ہو (جیسے عویمر تھے)۔ تو میرا گمان ہے عویمر جھوٹے ہیں (اور عورت سچی ہے) چنانچہ اس عورت کے ایسا ہی بچہ پیدا ہوا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے عویمر (کے الزام) کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس (بچہ) کا نسب اس کی ماں کی طرف ہونے لگا۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ فَجَاءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ اس عورت کو ویسی ہی شکل وصورت کا بچہ ہوا جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی، پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کتاب اللہ کا حکم پہلے نہ آیا ہوتا تو میرا اور اس کا عجیب معاملہ ہوتا (اگر قرآن مجید میں لعان کا حکم نہ آیا ہوتا تو میں اس عورت کو سنگسار کرا دیتا)۔ (بخاری ومسلم)

ف: بدائع اور بحر الرائق میں لکھا ہے کہ لعان کرنے والے مرد پر واجب ہے کہ وہ عورت کو طلاق دے دے اور اگر مرد طلاق دینے سے رک جائے تو قاضی تفریق کروادے گا اور یہ تفریق طلاق ہو جائے گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لعان کے بعد حد قائم نہیں ہوگی اور یہ کہ حاکم کو قیافہ اور گمان پر عمل نہیں کرنا چاہیے' بلکہ دلیل اور گواہی سے جو بات ثابت ہو' وہی حکم دینا چاہیے اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیافہ حجت شرعیہ نہیں ہے اور قیافہ کے سبب سے کسی پر حد نہیں واقع ہوتی اور قاضی کو چاہیے کہ ظاہر پر حکم کرے' اگرچہ قرینہ اس کے خلاف موجود ہو۔ (لمعات)

٣٧٢٤ - وَرَوَى اَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ الْمُتَلَاعِنَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تَلَاعَنَا وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ هِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ وَهُوَ اَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ مِنْ اَرْضِهٖ عِشَاءً فَوَجَدَ عِنْدَ اَهْلِهٖ رَجُلًا فَرَاٰى بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَ بِاُذُنَيْهِ فَلَمْ يَهِجْهُ حَتّٰى اَصْبَحَ ثُمَّ غَدَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ جِئْتُ اَهْلِيْ عِشَاءً فَوَجَدْتُ عِنْدَهُمْ رَجُلًا فَرَاَيْتُ بِعَيْنَيَّ وَسَمِعْتُ بِاُذُنَيَّ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا جَاءَ بِهٖ وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ' الْاٰيَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَسُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا هِلَالُ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكَ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا قَالَ هِلَالٌ قَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ ذَاكَ مِنْ رَّبِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلُوْا اِلَيْهَا فَجَاءَتْ فَتَلَاهَا عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَّرَهُمَا وَاَخْبَرَهُمَا اَنَّ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا لَاعِنُوْا بَيْنَهُمَا فَقِيْلَ لِهِلَالٍ اَشْهِدْ فَشَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيْلَ يَا هِلَالُ

ابوداؤد نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دو لعان کرنے والوں کو میں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دیکھا ہے جب کہ میری عمر پندرہ برس کی تھی جب ان دونوں نے لعان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان میں تفریق کروادی۔ ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ جو ان تین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی تھی' وہ اپنی زمین سے واپس ہوئے تو اپنی بیوی کے پاس ایک شخص کو پایا اور (زناء کرتے ہوئے) اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا' اس کے باوجود اس شخص کو برا بھلا کچھ نہ کہا' یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سویرے سویرے حاضر ہوئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ! میں رات اپنی بیوی کے پاس آیا تو ایک شخص کو اس کے پاس پایا اور (دونوں کو زناء کرتے ہوئے) اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا حضور نبی کریم ﷺ کو اس واقعہ سے بڑی ناگواری ہوئی اور آپ پر (نزول وحی کے وقت جو بوجھ ہوتا تھا) وہ کیفیت طاری ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی: "وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ" سے وان اللہ تواب حکیم تک' پھر رسول اللہ ﷺ کے اوپر سے (نزول وحی کی حالت) ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا: اے ہلال! تم کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری (مشکل) حل فرمادی اور تمہارے لیے راستہ ہموار کردیا (یہ سن کر) حضرت ہلال نے عرض کی' میں اللہ تعالیٰ سے ایسی ہی امید لگائے رکھا تھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو بلالاؤ' وہ آئی تو رسول اللہ ﷺ نے نازل شدہ (لعان کی) آیتیں ان دونوں پر تلاوت فرمائیں، پھر ان دونوں کو نصیحت کی اور ان دونوں کو آگاہ کیا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔ (یہ سن کر) حضرت ہلال نے عرض کی کہ خدا کی قسم! میں نے اس کے بارے میں سچ ہی کہا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا انہوں نے جھوٹ کہا ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ ان دونوں کے درمیان لعان کراؤ' تو حضرت ہلال سے کہا گیا کہ تم گواہی دو' تو انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دی کہ وہ

اتَّقِ اللّٰهَ فَاِنَّ عِقَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَاِنَّ هٰذِهِ الْمُوْجِبَةُ الَّتِىْ تُوْجِبُ عَلَيْكَ الْعَذَابَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا يُعَذِّبُنِى اللّٰهُ عَلَيْهَا كَمَا لَمْ يَجْلِدْنِىْ عَلَيْهَا فَشَهِدَ الْخَامِسَةَ اَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ثُمَّ قِيْلَ لَهَا اِشْهَدِىْ فَشَهِدَتْ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قِيْلَ لَهَا اتَّقِى اللّٰهَ فَاِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَاِنَّ هٰذِهِ الْمُوْجِبَةُ الَّتِىْ تُوْجِبُ عَلَيْكِ الْعَذَابَ فَتَلَكَّاَتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَا اَفْضَحُ قَوْمِىْ فَشَهِدَتِ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ فَفَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا.

سچے ہیں جب پانچویں گواہی کا موقع آیا تو (حضرت ہلال سے کہا گیا) اے ہلال اللہ سے ڈرو! کیونکہ دنیا کی سزا آخرت کے عذاب سے زیادہ سہل ہے اور یہ (پانچویں گواہی) ایسی فیصلہ کن ہے جو تم پر اللہ کے عذاب کو واجب کر دے گی۔ تو انہوں نے کہا' قسم بخدا! اللہ تعالیٰ اس (پانچویں گواہی پر) مجھے عذاب نہیں دیں گے جس طرح مجھے اس پر کوڑے نہیں لگوائے۔ پھر پانچویں مرتبہ گواہی دی کہ ان پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں ہو! پھر اس عورت سے کہا گیا تم گواہی دو تو اس نے بھی اللہ کی قسم کھا کر چار مرتبہ گواہی دی کہ وہ یعنی ہلال بن امیہ جھوٹے ہیں، جب پانچویں گواہی دینے کا موقع آیا تو اس سے کہا گیا کہ تو اللہ سے ڈر! کیونکہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں آسان ہے' اور بے شک یہ پانچویں گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی تو وہ تھوڑی دیر کے لیے توقف (اور تردد میں پڑ گئی) پھر کہا قسم بخدا! میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی۔ اور پانچویں مرتبہ گواہی دے دی کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ یعنی ہلال بن امیہ سچے ہیں تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں تفریق کرا دی۔

٣٧٢٥ - وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلنِّسَائِىِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا حِيْنَ اَمَرَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ يَتَلَاعَنَا اَنْ يَّضَعَ يَدَهٗ عِنْدَ الْخَامِسَةِ عَلٰى فِيْهِ وَقَالَ اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ.

اور نسائی کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دو لعان کرنے والوں کو لعان کرنے کا حکم دیا تو ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اپنا ہاتھ اس شخص کے منہ پر رکھ دے جبکہ وہ پانچویں مرتبہ گواہی دے رہا ہو (تاکہ وہ اچھی طرح غور کرے) کیونکہ یہ (پانچویں گواہی اللہ تعالیٰ کے عذاب کے لیے) فیصلہ کن ہے۔

٣٧٢٦ - وَفِى الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالِىْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں یوں ہے کہ (لعان کرنے والے نے یوں) عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ (میں نے مہر میں مال دیا ہے) میرا مال (مجھے مل جانا چاہیے!) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تجھے وہ مال واپس نہیں ملے گا۔ اگر تو نے سچ کہا ہے تو تو نے اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے جائز کر لیا تھا اور اگر تو نے اس پر جھوٹ کہا ہے تو (جھوٹی تہمت لگا کر مال لینا) برا ہے اور بہت برا ہے۔

٣٧٢٧ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مِّنَ النِّسَاءِ لَا مُلَاعَنَةَ بَيْنَهُنَّ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِيَّةُ تَحْتَ الْمُسْلِمِ وَالْحُرَّةُ تَحْتَ الْمَمْلُوْكِ وَالْمَمْلُوْكَةُ تَحْتَ الْحُرِّ رَوَاهُ ابْنُ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ چار قسم کی عورتوں میں لعان نہیں (۱) وہ عیسائی عورت جو مسلمان کے نکاح میں ہو۔ (۲) یہودن جو مسلمان کے نکاح میں ہو۔ (۳) ایسی آزاد عورت جو غلام کے نکاح میں ہو۔ (۴) وہ باندی جو آزاد مرد کے نکاح میں ہو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی

مَاجَةَ.

ہے۔

٣٧٢٨ - وَعَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَأَيْتُ رَجُلًا مَّعَ امْرَأَتِي لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللّٰهِ لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللّٰهِ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِيْنَ وَالْمُبَشِّرِيْنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَمِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ نے کہا کہ اگر میں کسی (اجنبی) مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ (زنا کرتے ہوتے) دیکھوں تو میں اس کو ضرور تیز تلوار سے قتل کر دوں گا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے (صحابہ سے) فرمایا: کیا تم سعد کی کمال غیرت سے تعجب کرتے ہو؟ خدا کی قسم! میں ان سے زیادہ غیرت کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت کرنے والے ہیں اور اسی غیرت ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام ظاہر اور باطن بے حیائیوں (کی باتوں اور کاموں) کو حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو (بندوں کی) عذر خواہی بے حد پسند ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے (برائیوں سے) ڈرنے والے اور (نیک کاموں پر) خوشخبری سنانے والوں کو (یعنی انبیاء کرام کو) بھیجا (تاکہ اللہ تعالیٰ کی حجت پوری ہو) اور اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے (اپنی تعریف کرنے والوں کو) جنت دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٧٢٩ - وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوْ وَجَدْتُّ مَعَ أَهْلِي رَجُلًا لَّمْ أَمَسَّهُ حَتّٰى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ قَالَ كَلَّا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ كُنْتُ لَأُعَاجِلُهُ بِالسَّيْفِ قَبْلَ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا إِلٰى مَا يَقُوْلُ سَيِّدُكُمْ أَنَّهُ لَغَيُوْرٌ وَّأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو (زنا کرتے ہوئے) پاؤں تو (کیا) میں اس کو یوں ہی (بغیر قتل کئے) چھوڑ دوں گا یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں؟ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ہاں! (تم کو چار گواہ لانے پڑیں گے) تو انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکے گا (اس لیے کہ میری طبیعت کے لحاظ سے یہ عمل ناقابل برداشت ہے! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے، میں اس پر (گواہ لانے سے) پہلے ہی تلوار سے اس کو قتل ہی کر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین سے) فرمایا: سنو! تمہارا سردار کیا کہہ رہا ہے، یقیناً وہ غیرت مند ہے اور میں اس سے بڑھ کر غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں حضرت سعد کا یہ کہنا کہ میں زانی کو قتل کر دوں گا، رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ تھی، بلکہ ان کا یہ قول ان کی طبعی غیرت کی وجہ سے تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس جذبۂ غیرت کو پسند بھی فرمایا، ورنہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت تو کفر ہے۔ (لمعات)

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بدکاری کے وقت قتل کرنے سے عند اللہ گناہ نہیں لیکن اگر گواہ نہ ہوں گے تو حاکم قصاص لے گا، ایسے مواقع میں بہتر تو یہ ہے کہ آدمی صبر و تحمل سے کام لے کر یا تو گواہ فراہم کرے یا پھر لعان کرے یا طلاق دے دے،

جیسا کہ اوپر کی حدیثوں میں حضرت ہلال بن امیہ اور عویمر عجلانی نے صبر وتحمل سے کام لے کر احکام شریعت کے مطابق لعان کیا۔

۳۷۳۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَغَارُ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ اَنْ لَّا يَاْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ غیرت مند ہے اور مسلمان بھی غیرت مند ہے اور اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مسلمان اس کام کو نہ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۳۷۳۱ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاَمَّا الَّتِيْ يُحِبُّهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ وَاَمَّا الَّتِيْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ فَالْغَيْرَةُ فِيْ غَيْرِ رِيْبَةٍ وَاَنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ فَاَمَّا الْخُيَلَاءُ الَّتِيْ يُحِبُّ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِيَالُهٗ عِنْدَ الصَّدَقَةِ وَاَمَّا الَّتِيْ يُبْغِضُ اللّٰهُ فَاخْتِيَالُهٗ فِي الْفَخْرِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الْبَغْيِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیرت کی ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا' غیرت کی وہ قسم جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے' وہ غیرت ہے جو شک وشبہ کی جگہ ہو (جیسے بیوی یا باندی بناؤ سنگار کر کے اجنبی مردوں کے پاس جائے) اور وہ غیرت جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے' وہ غیرت ہے جو شک وشبہ کی جگہ نہ ہو (یعنی بیوی پر بلاوجہ بدگمان ہو اور وسوسہ میں مبتلا ہو) اور (اسی طرح) تکبر کی ایک قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا اور دوسری قسم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے' وہ تکبر جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے آدمی کا فخر کرنا ہے جہاد کے وقت (یعنی جہاد کے وقت دلیری کے ساتھ اپنی شجاعت بیان کرتے ہوئے کفار کی حقارت بیان کرتے ہوئے لڑے) اور (اسی طرح) خیرات کے وقت بھی فخر کرے (یعنی علانیہ خوشدلی کے ساتھ خیرات کیا کرے' تاکہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو)۔ اور وہ تکبر جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے وہ تکبر ہے جو نسب پر کیا جائے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (اللہ تعالیٰ کو) ظلم اور حسد پر (فخر کرنا پسند نہیں)۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

۳۷۳۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَرَاٰى مَا اَصْنَعُ فَقَالَ مَالَكِ يَا عَائِشَةُ اَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَالِيْ لَا يَغَارُ مِثْلِيْ عَلٰى مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَعِيَ شَيْطَانٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ اَعَانَنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ حَتّٰى اَسْلَمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے (فرماتی ہیں) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب کہ ان کی باری کا دن تھا) آپ کے پاس سے رات میں (اٹھ کر) باہر تشریف لے گئے۔ اس پر مجھے بڑی غیرت آئی۔ آپ واپس تشریف لائے اور مجھے دیکھا کہ میں بے چینی کی حالت میں پڑی ہوئی ہوں (یہ دیکھ کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ! کیا بات ہے (بے چین کیوں ہو؟) کیا تمہیں غیرت آ گئی۔ میں نے عرض کیا (ہاں!) مجھ جیسی عورت پر غیرت آپ جیسے پر کیوں نہیں آئے گی (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا شیطان تمہارے پاس آ گیا تھا (اور اس نے تم کو وسوسہ میں ڈال دیا۔ ام المومنین نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ

ﷺ کے ساتھ بھی (شیطان) ہے (جبکہ آپ سلطان الاصفیاء ہیں)؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن اللہ تعالیٰ نے میری اس پر مدد فرمائی ہے اور میں (اس کے وسوسہ سے) محفوظ رہتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۱؎ شبہ سے کہ کہیں آپ دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، تھوڑی دیر بعد۔

۲؎ جس کا تعلق آپ سے ہو اور جبکہ آپ حامل جمال وکمال ہیں۔

۳۷۳۳ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِهٖ فَانْتَفٰى مِنْ وَّلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کا حکم فرمایا تو اس آدمی نے اس عورت کے لڑکے (کا اپنا بیٹا ہونے) سے انکار کر دیا۔ پھر آپ نے ان دونوں میں تفریق کروا دی اور لڑکے کا نسب عورت سے متعلق کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِىْ حَدِيْثِهٖ لَهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَظَهٗ وَذَكَّرَهٗ وَاَخْبَرَهٗ اَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَذَكَّرَهَا وَاَخْبَرَهَا اِنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی کی حدیث میں جو بخاری ومسلم سے مروی ہے یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (پانچویں قسم کھانے سے پہلے مرد کو نصیحت کی اور اسے (دنیا وآخرت کا عذاب) یاد دلایا اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب (یعنی تہمت کی سزا اسی کوڑے) آخرت کے عذاب سے آسان ہے پھر عورت کو بلایا اور اس کو نصیحت کی اور اسے دنیا وآخرت کا عذاب یاد دلایا اور اسے بتایا کہ دنیا کا عذاب یعنی زنا کاری کی سزا سنگساری آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔

ف: واضح ہو کہ شرح وقایہ اور تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ لعان کے موقع پر مرد اپنی بیوی پر تہمت لگاتے ہوئے بچہ کے بارے میں اپنا بیٹا ہونے سے انکار کر دے تو قاضی مرد اور عورت میں تفریق کرا دے گا اور لڑکے کو ماں کے حوالہ کر دیگا اور اس کا نسب ماں سے ہو جائے گا۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لعان کے بعد خود بخود مرد اور عورت میں تفریق نہیں ہوگی، بلکہ حاکم دونوں میں تفریق کرا دے گا۔ اب رہا مرد کا بچہ کے بارے میں انکار کرنا اس وقت قبول ہوگا جبکہ مرد ولادت کے بعد فوراً یا ایک دن یا دو دن بعد انکار کر دے ورنہ اس کا انکار قبول نہ ہوگا۔ البتہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے لیے کسی وقت کا تعین نہیں فرماتے اور آپ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے انکار کی مدت ایک ہفتہ مقرر فرمائی ہے اور صاحبین نے انکار کی مدت چالیس دن مقرر کی ہے۔

(عمدۃ القاری)

۳۷۳٤ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ امْرَاَتِىْ وَلَدَتْ غُلَامًا اَسْوَدَ وَاِنِّىْ اَنْكَرْتُهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَّكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لورقا قَالَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ میری بیوی نے ایک سیاہ لڑکا جنا ہے اور میں نے اس (لڑکے) کا انکار کر دیا ہے (کیونکہ میرا رنگ گورا ہے اور وہ لڑکا کالا ہے) (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے جواب دیا، ہاں! (میرے پاس اونٹ ہیں) آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ان (اونٹوں) کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا: سرخ!

فَاِنّٰی تَرٰی ذٰلِکَ جَاءَ هَا قَالَ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ فَلَعَلَّ هٰذَا عِرْقٌ نَزَعَهٗ وَلَمْ یُرَخِّصْ لَهٗ فِی الانتفاء منه متفق علیه

آپ ﷺ نے پھر فرمایا کیا ان اونٹوں میں خاکستری (رنگ کے اونٹ بھی ہیں؟ اس نے جواب دیا' ہاں! ان میں خاکستری رنگ کے اونٹ بھی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: تو اب تیرا کیا خیال ہے کہ یہ رنگ کہاں سے آیا؟ یعنی جب سارے اونٹوں کے رنگ سرخ ہیں تو ان کی اولاد میں خاکستری رنگ والے کیسے پیدا ہوئے؟ تو اس نے کہا' اس کی نسل میں اوپر کسی کا کالا رنگ ہوگا۔ اسی رگ نے اسے کھینچا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہی حال تیرے اس (بیٹے کا ہے) ممکن ہے کہ کسی رگ نے (اس رنگ کو) کھینچ لیا ہو اور) آپ ﷺ نے اس کو اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے بیٹے کا انکار کرے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بچہ کے رنگ یا نقشہ کے اختلاف کی وجہ سے کسی شخص کو یہ شبہ نہ کرنا چاہیے کہ وہ اس کی اولاد نہیں جب تک کہ دلیل قطعی سے اس کا ثبوت نہ ہو' مثلاً بی بی سے صحبت ہی نہ کی ہو یا لڑکا صحبت کرنے کے بعد چھ ماہ سے پہلے پیدا ہوا ہو۔

۳۷۳۵ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ عُتْبَةُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلٰی اَخِیْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِیْدَةَ زَمْعَةَ مِنِّیْ فَاقْبِضْهُ اِلَیْكَ فَلَمَّا کَانَ عَامَ الْفَتْحِ اَخَذَهٗ سَعْدٌ فَقَالَ اِنَّهُ ابْنُ اَخِیْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِیْ فَتَسَاوَقَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَخِیْ کَانَ عَهِدَ اِلَیَّ فِیْهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِیْ وَابْنُ وَلِیْدَةِ اَبِیْ' وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ یَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ' ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِحْتَجِبِیْ مِنْهُ لِمَا رَاٰی مِنْ شِبْهِهٖ بِعُتْبَةَ فَمَا رَاٰهَا حَتّٰی لَقِیَ اللّٰهَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے (اپنی موت کے وقت) اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا بیٹا میرے نطفہ سے ہے' تم اس کو اپنے قبضے میں لے لینا (اور اس کی تربیت کرنا) جس سال مکہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اس لڑکے کو لے لیا اور کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے لیکن زمعہ کے بیٹے عبد نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے یہ دونوں آپس میں لڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت سعد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے بھائی (عتبہ نے) مجھے اس لڑکے کے بارے میں وصیت کی تھی' یہ لڑکا اس کا ہے، اس لیے میں نے اس کو لے لیا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا یہ میرا بھائی ہے (اس حدیث سے کہ وہ) میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے جو اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے (عبد بن زمعہ سے) فرمایا: یہ لڑکا تم کو ملے گا (سنو) اے عبد بن زمعہ! لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کو سنگسار کیا جائے گا) پھر رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین بی بی سودہ بنت زمعہ سے فرمایا: تم اس لڑکے سے پردہ کرو' اس لیے کہ آپ نے اس بچہ کی صورت عتبہ سے ملتی جلتی دیکھی تو اس لڑکے نے بی بی سودہ کو مرتے دم تک نہیں دیکھا، اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۷۳٦ - وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلطَّحَاوِیِّ قَالَ اِحْتَجِبِیْ مِنْهُ فَاِنَّهٗ لَیْسَ لَكِ بِاَخٍ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ عَنْ عِکْرِمَةَ قَالَ کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَاْتِیْ جَارِیَةٌ لَّهٗ

اور طحاوی کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین بی بی سودہ سے فرمایا: تم اس سے پردہ کرو' اس لیے کہ وہ تمہارا بھائی نہیں ہے اور طحاوی نے عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتے

فَحَمَلَتْ فَقَالَ لَيْسَ مِنِّيْ اِنِّيْ اَتَيْتُهَا اِتْيَانًا لَا اُرِيْدُ بِهِ الْوَلَدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَلَدَتْ جَارِيَةٌ لِزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنِّيْ وَاِنِّيْ كُنْتُ اَعْزِلُ عَنْهَا.

ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی ایک باندی سے صحبت کیا کرتے تھے، وہ حاملہ ہو گئی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا حمل مجھ سے نہیں، اس لیے میں اس سے اس طرح صحبت کیا کرتا تھا کہ وہ حاملہ نہ ہو اور میرا مقصد اس سے اولاد ہونا نہیں ہے۔ اور طحاوی ہی کی ایک روایت میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ حضرت زید بن ثابت ص کی ایک باندی کو بچہ ہوا تو آپ نے فرمایا: وہ میرا بچہ نہیں: اس لیے کہ میں (صحبت کے وقت) اس سے عزل کیا کرتا تھا۔

۳۷۳۷ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُلَانًا اِبْنِيْ عَاهَرْتُ بِاُمِّهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا دِعْوَةَ فِي الْاِسْلَامِ ذَهَبَ اَمْرُ الْجَاهِلِيَّةِ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے بیان کیا کہ ایک شخص نے (خدمت اقدس میں) کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص میرا بیٹا ہے، میں نے زمانہ جاہلیت میں اس کی ماں کے ساتھ زنا کیا تھا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں ایسے نسب کا دعویٰ ثابت نہیں، جاہلیت کی باتیں ختم ہو گئیں، لڑکا تو بستر والے کا ہے (یعنی لڑکا اسی کا ہوگا جس کی بیوی یا باندی ہو) اور زانی کے لیے سنگساری ہے (یا محرومی)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۷۳۸ - وَعَنْ سِمَاكٍ عَنْ مَوْلًى لِبَنِيْ مَخْزُوْمَةَ قَالَ وَقَعَ رَجُلَانِ عَلٰى جَارِيَةٍ فِيْ طُهْرٍ وَّاحِدٍ فَعَلَقَتِ الْجَارِيَةُ فَلَمْ يَدْرِ مِنْ اَيِّهِمَا هُوَ فَاَتَيَا عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ فِي الْوَلَدِ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَدْرِيْ كَيْفَ اَقْضِيْ فِيْ هٰذَا فَاَتَيَا عَلِيًّا هُوَ بَيْنَكُمَا يَرِثُكُمَا وَتَرِثَانِهٖ وَهُوَ لِلْبَاقِيْ مِنْكُمَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت سماک رحمہ اللہ تعالیٰ مخزوم کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ایک باندی سے دو آدمیوں نے ایک ہی طہر میں صحبت کی اور اس باندی کو حمل ہو گیا۔ اب یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ یہ نطفہ دونوں میں سے کس کا ہے؟ لڑکے کے بارے وہ دونوں کو جھگڑتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ اس مسئلہ میں کیا فیصلہ ہو؟ تو یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ص نے فرمایا: وہ (لڑکا) تم دونوں کا ہے۔ وہ تم دونوں کا وارث ہوگا اور تم دونوں (بھی) اس کے وارث ہو گے اور تم دونوں کی وراثت تقسیم ہونے کے بعد جو کچھ بچ رہے گا وہ بھی اسی کو ملے گا۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

۳۷۳۹ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ اَنَّ رَجُلَيْنِ وَطِئَا جَارِيَةً فِيْ شَهْرٍ وَّاحِدٍ فَجَاءَتْ بِوَلَدِهٖ فَارْتَفَعَا اِلٰى عُمَرَ فَجَعَلَهُ عُمَرُ لَهُمَا يَرِثُهُمَا وَيَرِثَانِهٖ وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ رَوٰى عَنِ الْاِمَامِ يَحْيٰى اَنَّ حَدِيْثَ الْقَافَةِ مَنْسُوْخٌ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ دو آدمیوں نے ایک باندی سے ایک ہی مہینہ میں صحبت کی اور اس باندی نے لڑکا جنا، دونوں نے اپنے مقدمہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے کو دونوں کا وارث بنایا اور یہ فیصلہ دیا کہ وہ دونوں بھی اس کے وارث ہوں گے۔ اور قاضی شوکانی نے کہا ہے کہ امام یحییٰ سے یہ روایت ہے کہ قافیہ سے نسب کے ثبوت والی حدیث منسوخ ہے۔

۳۷۴۰ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّكَاحَ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَمِنْهُ اَنْ يَّجْتَمِعَ الرِّجَالُ الْعَدَدُ عَلَى الْمَرْاَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَاءَ هَا وَهُنَّ الْبَغَايَا وَكُنَّ يَنْصُبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رايات فَيَطَاهَا كُلُّ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ حَمْلَهَا جَمَعَ لَهُمُ الْقَافَةُ فَاَيُّهُمْ الحقوه به كَانَ اَبَاهُ وَدُعِيَ اِبْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بَعَثَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ ذٰلِكَ النِّكَاحَ الَّذِيْ كَانَ يَكُوْنُ فِيْهِ ذٰلِكَ الْحُكْمَ وَاَقَرَّ النَّاسُ عَلَى النِّكَاحِ الَّذِيْ لَا يَحْتَاجُ فِيْهِ اِلٰى قَوْلِ الْقَافَةِ وَجَعَلَ الْوَلَدَ لِاَبِيْهِ الَّذِيْ يُدْعِيْهِ فَيَثْبُتُ نَسَبُهُ بِذٰلِكَ وَنَسَخَ الْحُكْمَ الْمُتَقَدِّمَ الَّذِيْ كَانَ يَحْكُمُ فِيْهِ بِقَوْلِ الْقَافَةِ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ زمانۂ جاہلیت میں نکاح چار طریقہ پر کیا جاتا تھا' نکاح کی ایک قسم یہ ہوتی تھی کہ کئی مرد ایک ہی عورت کے پاس جاتے (اور اس سے صحبت کرتے) اور جو بھی اس کے پاس آئے ، وہ کسی کو بھی نہیں روکتی تھی اور یہ فاحشہ عورتیں ہوتی تھیں جو اپنے دروازوں پر (اپنے فحش کی نشانی کے طور پر) جھنڈے نصب کرتیں تو ان کے پاس جو بھی آتا صحبت کرتا' جو اس کو حمل ہوتا اور بچہ پیدا ہوتا تو قافیہ شناس جمع ہوتے اور مردوں میں سے جس کسی سے وہ بچہ منسوب کرتے ، وہ اسی کا باپ کہلاتا اور وہ بچہ اس کا بیٹا کہلاتا اور کوئی اس میں رکاوٹ نہیں پیدا کرسکتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے نکاح کو باطل قرار دیا' جس میں قافیہ شناسی کی ضرورت واقع ہوتی تھی اور لوگوں کو اس نکاح پر قائم فرمادیا جس میں قافیہ شناس کے قول کی ضرورت نہ ہو اور لڑکے کو باپ کی طرف منسوب فرمادیا جس کا وہ مدعی ہو اور اسی باپ سے بچے کا نسب ثابت ہونے لگا اور آپ نے پہلے حکم کو منسوخ فرمادیا جس میں قافیہ کی بناء پر (نسب کا) حکم لگایا جاتا تھا۔

۳۷۴۱ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّاَبِيْ بَكْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی نسبت غیر باپ کی طرف کرے اور وہ جانتا ہے کہ یہ میرا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۷۴۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِكُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (نسب کے بارے میں) اپنے باپ داداؤں سے اعراض نہ کرو ، جو کوئی اپنے باپ سے اعراض کرے (اپنے اصلی باپ ہونے سے انکار کرے) وہ کفر سے قریب ہو گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف : واضح ہو کہ مذکورہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے شخص کو اپنا باپ بنائے' یا اپنے باپ سے انکار کرے تو وہ بڑا بدنصیب ہے' اس لیے کہ اگر حلال سمجھ کر کوئی اپنے باپ سے اعراض کرے تو وہ کافر ہو گیا' ورنہ اس نے کفران نعمت ضرور کی ہے۔ بعض لوگ شیخ یا مغل ہونے کے باوجود خود کو سید بتلاتے ہیں' وہ بہت برا کرتے ہیں' وہ بہشت چھوڑ کر دوزخ کی تیاری کرتے ہیں۔

۳۷۴۳ - وَعَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الْمُلَاعَنَةِ اَيُّمَا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت ملاعنہ اتری تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی عورت

اِمْرَاَةٍ دَخَلَتْ عَلٰى قَوْمٍ مَنْ لَيْسَ مِنْهُمْ فَلَيْسَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ وَّلَنْ يُّدْخِلَهَا اللّٰهُ جَنَّتَهٗ وَاَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهٗ وَهُوَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ اِحْتَجَبَ اللّٰهُ مِنْهُ وَفَضَحَهٗ عَلٰى رُؤُسِ الْخَلَائِقِ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

(اپنے بچے) کو کسی قوم میں شامل کر لے، حالانکہ وہ اس قوم سے نہیں ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ (کے دین اور اس کی رحمت سے) کچھ نہیں ملے گا' اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جنت میں ہرگز داخل نہیں کرے گا اور جو مرد یعنی باپ اپنے بیٹے کا انکار کرے اور بیٹا (اس کے سامنے کھڑے) اس کو دیکھ رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے بھی قیامت کے دن پردہ فرمائیں گے اور ایسے (بے رحم اور سخت دل) شخص کو اگلی پچھلی ساری مخلوق کے سامنے رسوا کریں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

٣٧٤٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِيْ اِمْرَاَةً لَّا تَرُدُّ يَدَ لَامِسٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلِّقْهَا قَالَ اِنِّيْ اُحِبُّهَا قَالَ فَاَمْسِكْهَا اِذًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے جو کسی چھونے والے کا ہاتھ نہیں ہٹاتی (جو کوئی اس سے بدکاری کا ارادہ کرے اس سے انکار نہیں کرتی) تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کو طلاق دے دے تو اس نے عرض کیا مجھے اس سے محبت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس کی نگہبانی کرتا رہ (تاکہ وہ بدکاری نہ کرے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ الْعِدَّةِ — عدت کا بیان

واضح ہو کہ لغت میں عدت کے معنی شمار اور گنتی کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں مطلقہ عورت یا وہ عورت جس کا خاوند مر چکا ہو تو اس عورت کو چند دنوں تک دوسرے نکاح سے رکے رہنے کو عدت کہتے ہیں' اگر کسی عورت کو طلاق دے دی گئی اور اسے حیض آتا ہو تو وہ تین حیض تک عدت گزارے یعنی نکاح کرنے سے رکی رہے اور جب تین حیض کی میعاد گزر جائے تو نکاح کر سکتی ہے' اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو وہ چار مہینہ دس دن تک زینت کی چیزوں کو چھوڑ کر نکاح سے رکی رہے، جب یہ زمانہ گزر جائے تو وہ نکاح کر سکتی ہے، بہرحال عدت کے زمانہ میں عورت کا کسی سے دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں اور حمل والی عورتوں کی مدت عدت وضع حمل (بچہ جن دینا) ہے یعنی بچہ جننے کے بعد وہ عدت سے فارغ ہو جاتی ہے اور وہ بوڑھی عورتیں جن کا حیض بڑھاپے کی وجہ سے بند ہو چکا ہے یا وہ نابالغ لڑکی جس کو کم سنی کی وجہ سے حیض شروع نہیں ہوا ہو، ان دونوں کو مطلقہ ہونے کی صورت میں بھی تین مہینہ کی عدت گزارنی پڑے گی۔ البتہ وہ عورت جو غیر مدخولہ ہو یعنی نکاح کے بعد خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اور طلاق ہو جائے تو اس کے لیے عدت نہیں۔ بلکہ طلاق کے بعد ہی اگر چاہے تو دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور اگر ایسی حالت میں شوہر مر جائے تو اس کو چار مہینہ دس دن کی عدت گزارنی ضروری ہے، عدت کے یہ احکام آزاد عورتوں سے متعلق ہیں، البتہ مطلقہ باندی ہو تو اس کی عدت نصف یعنی دو حیض ہوگی اگر اس کو حیض نہ آتا ہو تو ایسی صورت میں عدت ڈیڑھ مہینہ ہوگی، اور اگر مالک مر جائے تو باندی کی عدت دو مہینہ پانچ دن ہوگی، البتہ باندی حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہی ہوگی۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ. (البقرۃ:۲۴۱)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور طلاق والیوں کے لیے بھی مناسب نان ونفقہ ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان از امام احمد رضا بریلوی)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ. (الطلاق:۱)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو، اور اپنے رب سے ڈرو، عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (ترجمہ کنزالایمان)

ف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی، انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی، سید عالم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں، پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں، اس آیت میں عورتوں سے مدخول بہا عورتیں مراد ہیں (جو اپنے شوہر کے پاس گئیں ہوں)۔

مسئلہ: غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہے، باقی تینوں قسموں کی عورتیں جو ذکر کی گئیں، انہیں ایام نہیں ہوتے تو ان کی عدت حیض سے شمار ہوگی۔ مسئلہ: غیر مدخول بہا کو حیض کے دنوں میں طلاق دینا جائز ہے۔ آیت کریمہ میں جو حکم دیا گیا ہے۔ اس سے مراد ایسی مدخول بہا عورتیں ہیں جن کی عدت حیض سے شمار کی جائے انہیں طلاق دیں جس میں ان سے جماع نہ کیا گیا ہو۔ پھر عدت گزرنے تک ان سے تعریض نہ کریں، اس کو ایک طلاق احسن کہتے ہیں، طلاق حسن غیر موطوءہ عورت یعنی جس سے شوہر نے قربت نہ کی ہو اس کو ایک طلاق دینا طلاق حسن ہے خواہ یہ طلاق حیض میں ہو اور اگر صاحب حیض ہو تو اسے تین طلاقیں ایسے تین طہروں میں دینا جن میں اس سے قربت نہ کی ہو طلاق حسن ہے۔ اور اگر موطوءہ صاحب حسن ہے۔ اور اگر موطوءہ صاحب حیض نہ ہو تو اس کو تین طلاقیں تین مہینوں میں دینا طلاق حسن ہے۔ طلاق بدعی حالت حیض میں طلاق دینا یا ایسے طہر میں طلاق دینا جس میں قربت کی گئی ہو طلاق بدعی ہے۔ ایسے ہی ایک طہر میں تین یا دو طلاقیں یکبارگی یا دو مرتبہ میں دینا طلاق بدعی ہے۔ اگرچہ اس طہر میں وطی نہ کی گئی ہو۔

مسئلہ: طلاق بدعی مکروہ ہے مگر واقع ہو جاتی ہے اور ایسی طلاق دینے والا گنہگار ہوتا ہے۔

ف: عورت کو عدت شوہر کے گھر میں پوری کرنا لازم ہے، نہ شوہر کو جائز کہ مطلقہ کو عدت میں گھر سے نکالے، نہ عورتوں کو خود وہاں سے نکلنا روا۔ ہاں! اگر ان سے کوئی فسق ظاہر صادر ہو جس پر حد آتی ہے مثل زنا یا چوری کے، تو اس کے لیے انہیں نکلنا ہی ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذا دے تو اس کو نکالنا جائز ہے۔ کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاق رجعی یا بائن کی عدت میں ہو اس کو گھر سے نکلنا بالکل جائز نہیں اور جو موت کی عدت میں ہو، وہ حاجت پڑے تو دن میں نکل سکتی ہے۔ لیکن شب گزارنا اس کو شوہر کے گھر میں ہی ضروری ہے۔

مسئلہ: جو عورت طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کے بعد شوہر کے درمیان پردہ ضروری ہے اور زیادہ بہتر یہی ہے کہ کوئی اور عورت ان دونوں کے درمیان حائل ہو۔ مسئلہ: اگر شوہر فاسق ہو یا مکان بہت تنگ ہو تو شوہر کو اسی مکان سے چلا جانا بہتر ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. (البقرہ:۲۳۴)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی طاقت بھر اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگی کرو۔

ف: مطلقہ عورتوں کو عدت گزارنے کے لیے اس مکان میں رہنے دو جہاں خود رہتے ہو، اس لیے کہ طلاق دی ہوئی عورت کو اندرون عدت اپنے حسب حیثیت مکان دینا اور عدت کے دنوں میں نفقہ (کھانے پینے اور لباس کا انتظام) دینا واجب ہے، اس لیے ایسی عورتوں کو ایذا دے کر ایسی صورت پیدا نہ کریں کہ عدت کی مدت سے پہلے گھر سے نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ اَزْوَاجًا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں، وہ چار

يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ. (البقرہ:۲۳۴)

مہینے دس دن اپنے آپ کو روکیں رہیں، تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مؤاخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

ف: حاملہ کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ سورۃ طلاق میں مذکور ہے یہاں غیر حاملہ کا بیان ہے، جس کا شوہر مر جائے اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے، اس مدت میں وہ اپنا نکاح کرے اور نہ اپنا مسکن چھوڑے اور نہ بے عذر تیل لگائے۔ نہ خوشبو لگائے، نہ سنگار کرے، نہ رنگین اور ریشمی کپڑے پہنے، نہ مہندی لگائے اور نہ جدید نکاح کی بات چیت کھل کر کرے۔ اور جو طلاق بائن کی عدت میں ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ! جو عورت طلاق رجعی کی عدت میں ہو اس کو زینت اور سنگار کرنا مستحب ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (الطلاق:۴)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور تمہاری عورتیں جنہیں حیض کی امید نہ رہی ہو اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں ابھی حیض نہ آیا اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔ (کنز الایمان از امام احمد رضا بریلوی)

ف: بوڑھی ہو جانے کی وجہ سے یا وہ سن ایاس کو پہنچ گئیں ہوں، سن ایاس ایک قول کے مطابق پچپن سال اور ایک قول میں ساٹھ سال کی عمر ہے۔ اور اصح یہ ہے کہ جس عمر میں بھی حیض منقطع ہو جائے وہی سن ایاس ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ. (البقرہ:۲۲۸)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔ (کنز الایمان)

ف: اس آیت میں مطلقہ عورتوں کی عدت کا بیان ہے۔ جن عورتوں کو ان کے شوہروں نے طلاق دی اگر وہ شوہروں کے پاس نہ گئیں تھیں اور ان سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی تھی جب تو ان پر طلاق کی عدت ہی نہیں ہے جیسا کہ آیہ "مالکم علیھن من عدۃ" میں ارشاد ہے۔ اور جن عورتوں کی خرد سالی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو، یا جو حاملہ ہو ان کی عدت کا بیان سورۃ طلاق کی آیات میں اوپر گزر چکا ہے، باقی جو آزاد عورتیں ہیں یہاں ان کی عدت وطلاق کا بیان ہے کہ ان کی عدت تین حیض ہے۔

۳۷۴۵ - عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ كُنْتُ مَعَ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ الْاَعْظَمِ وَمَعَنَا الشَّعْبِیُّ فَحَدَّثَ الشَّعْبِیُّ بِحَدِيْثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةً ثُمَّ اَخَذَ الْاَسْوَدُ كَفًّا مِنْ حِصًى فَحَصَبَهٗ بِهٖ فَقَالَ وَيْلَكَ تُحَدِّثُ بِمِثْلِ هٰذَا قَالَ عُمَرُ لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَاَةٍ لَّا نَدْرِیْ لَعَلَّهَا حَفِظَتْ وَنَسِيَتْ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا

حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اسود بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (کوفہ کی) جامع مسجد میں بیٹھا تھا اور ہمارے ساتھ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے۔ شعبی نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی (کہ جب فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے یمن سے کسی وکیل کے ذریعہ ان کو تیسری طلاق دے دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ بنت قیس کے لیے (عدت گزارنے کے دوران) نہ تو گھر دیا اور نہ نفقہ (یہ سن کر) حضرت اسود نے مٹھی بھر کنکریاں لیں اور ان کو شعبی پر پھینکا اور فرمایا: ہم ایک عورت کے قول کو لے کر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑیں گے، ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے (یعنی فاطمہ بنت قیس نے حضور انور ﷺ سے جو سنا تھا) شاید اس کو یاد رکھا یا بھلا دیا (حکم تو یہ ہے

تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَكَانَ عُمَرُ يَجْعَلُ لَهَا النَّفَقَةَ وَالسُّكْنٰى.

کہ ہر مطلقہ کے لیے عدت کے دوران اپنے شوہر کا) اور (اس دوران) میں (شوہر اس کا)۔ خرچہ بھی (برداشت کرے گا چنانچہ) اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا ہے تم ان (یعنی مطلقہ) عورتوں کو اپنے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں مگر یہ کہ کھلم کھلا بے حیائی کا کام کریں (تو تم ان کو گھروں سے نکال سکتے ہو)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ ترمذی نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے (یعنی مطلقہ) عورت کے لیے (اس کے شوہر سے) خرچہ اور سکونت دلایا کرتے تھے۔

٣٧٤٦ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلطَّحَاوِيِّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِلْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا اَلنَّفَقَةُ وَالسُّكْنٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ خَيْرٌ اَنْ تَذْكُرَ هٰذَا يَعْنِيْ قَوْلَهَا لَا سُكْنٰى لَكِ وَلَا نَفَقَةَ.

اور امام طحاوی اور امام دار قطنی کی ایک روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ تین طلاق دی ہوئی عورت کے لیے (اس کے شوہر پر) اس کا خرچہ اور رہنے کا انتظام کرنا واجب ہے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہے کہ فاطمہ (بنت قیس کے لیے یہ کہنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے کہ (ان کے لیے تین طلاق دینے کے بعد شوہر کی طرف سے عدت کے دوران) نہ رہنے کا انتظام کروادیا گیا اور نہ خرچہ (دلوادیا گیا)۔

٣٧٤٧ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَتْ مَا لِفَاطِمَةَ اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ تَعْنِيْ فِيْ قَوْلِهَا لَا سُكْنٰى وَلَا نَفَقَةَ وَّرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُطَلَّقَةُ ثَلٰثًا لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ.

اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ ام المومنین نے فرمایا کہ فاطمہ (بنت قیس) کو کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی ہے یعنی اپنے اس قول کے کہنے میں کہ (عدت کے دوران) ان کو نہ گھر (ملا) اور نہ خرچہ۔ اور دار قطنی نے اپنی سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ حضور نبی کریم نے فرمایا ہے کہ تین طلاق والی عورت کے لیے (شوہر کی طرف سے عدت کے دوران) گھر بھی ہوگا اور خرچہ بھی۔

٣٧٤٨ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ تُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَهَا اِعْتَدِّيْ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ كَانَ اُسَامَةُ اِذَا ذَكَرَتْ فَاطِمَةُ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا رَمَاهَا بِمَا كَانَ فِيْ يَدِهٖ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں عدت گزارو اور محمد بن اسامہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت قیس کو جب بھی وہ (اپنی عدت گزارنے کے بارے میں) ان باتوں کو بیان کرتی تو وہ ہاتھ میں جو چیز ہوتی اسے (ناگواری سے) پھینک کر مارتے (اس لیے کہ ان کو عدت کے دوران نہ تو گھر دیا گیا اور نہ خرچہ)۔

٣٧٤٩ - وَفِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ مِّنْ قَوْلِ مَرْوَانَ

اور صحیح مسلم نے مروان (حاکم مدینہ) کا یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم (مطلقہ

سَنَاْخُذُ بِالْعِصْمَةِ الَّتِيْ وَجَدْنَا النَّاسَ عَلَيْهَا وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّ الْعَمَلَ كَانَ عِنْدَهُمْ عَلٰى خِلَافِ حَدِيْثِ فَاطِمَةَ.

کی عدت کے بارے میں) اس محفوظ قول کو اختیار کرتے ہیں جس پر لوگوں کو عمل کرتے ہوئے ہم نے پایا ہے (یعنی یہ کہ مطلقہ کو عدت کے دوران شوہر کی طرف سے گھر اور خرچہ ملے گا) اور (مروان کے) اس قول میں اسی بات کی دلیل ہے کہ (مطلقہ کی عدت کے بارے میں) صحابہ کا عمل فاطمہ بنت قیس کی حدیث کے خلاف رہا ہے۔

۳۷۵۰ - وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ اَيْنَ تَعْتَدُّ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا فَقَالَ فِيْ بَيْتِهَا فَقُلْتُ لَهُ اَلَيْسَ قَدْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ تِلْكَ الْمَرْاَةُ اِفْتَتَنَتِ النَّاسَ وَاسْتَطَالَتْ عَلٰى اَحْمَائِهَا بِلِسَانِهَا فَاَمَرَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَعْتَدَّ فِيْ بَيْتِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّكَانَ رَجُلًا مَّكْفُوْفَ الْبَصَرِ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تین طلاق والی عورت اپنی عدت کہاں گزارے؟ تو انہوں نے جواب دیا' اپنے گھر میں (وہ عدت گزارے' یہ سن کر حضرت میمون فرماتے ہیں کہ) میں نے حضرت سعید بن المسیب سے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو حکم نہیں دیا تا کہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں اپنی عدت گزاریں تو حضرت سعید نے جواب دیا کہ اس خاتون نے لوگوں کو فتنہ میں ڈالا اور اپنے دیوروں پر بڑھ زبانی سے کام لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے گھر میں اپنی عدت گزاریں اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تو نابینا تھے۔

۳۷۵۱ - وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ وَهِيَ اُخْتُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ فَاِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَّهُ اَبَقُوْا فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فَاِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَنْزِلٍ يَّمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةً فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ اَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِيْ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت زینب بنت کعب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں، انہوں نے زینب بنت کعب کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں، یہ دریافت کرنے کے لیے کہ وہ اپنے میکہ بنو خدرہ میں منتقل ہو جائیں، اس لیے کہ ان کے شوہر اپنے چند مفرور غلاموں کی تلاش میں نکلے تھے اور ان کو قتل کر ڈالا' وہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ اپنے میکہ میں منتقل ہو جائیں، اس لیے کہ میرے شوہر نے میرے لیے نہ کوئی جگہ چھوڑی ہے جس کے وہ مالک ہوں اور نہ کوئی خرچہ (چھوڑا ہے کہ عدت میں اس سے گزارا کروں) وہ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! (تم اپنے میکے چلی جاؤ) وہ واپس ہونے لگیں یہاں تک کہ وہ ابھی (آپ کے) حجرہ ہی میں تھیں یا مسجد میں تو آپ نے ان کو واپس بلایا اور فرمایا: تم اپنے (شوہر کے) گھر ہی میں رہو یہاں تک کہ عدت کی مدت گزر جائے' ان کا بیان ہے کہ میں نے اسی گھر میں عدت کے چار مہینہ دس دن گزاری۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے' وہ عدت شوہر کے گھر ہی گزارے کسی اور گھر میں منتقل نہ ہو' البتہ اشد ید ضرورت واقع ہو تو وہ دن میں باہر نکل سکتی ہے لیکن رات تو وہ اپنے شوہر کے گھر ہی میں گزارے، البتہ امطلقہ عورت عدت کے اندر نہ دن میں گھر سے باہر نکلے اور نہ رات میں۔ (بذل المجہود)

۳۷۵۲ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ الْمُطَلَّقَةَ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا فِيْ حَقٍّ وَّلَا بَاطِلٍ حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا وَاِنَّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا تَخْرُجُ فِيْ حَقِّ الَّذِيْ لَا بُدَّ مِنْهُ وَلٰكِنْ لَّا تَبِيْتُ دُوْنَ مَنْزِلِهَا رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ وَحَدِيْثُ جَابِرٍ طَلَّقَتْ خَالَتِيْ اه وَاقِعَةُ حَالٍ لَّا عُمُوْمَ لَهَا وَقَالَ الْاِمَامُ الطَّحَاوِيُّ وَيَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَا اُمِرَتْ بِهٖ خَالَةُ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ وَالْاِحْدَادُ اِنَّمَا هُوَ فِي الثَّلٰثَةِ الْاَيَّامِ مِنَ الْعِدَّةِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ وَجَعَلَ الْاِحْدَادَ فِيْ كُلِّ الْعِدَّةِ.

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طلاق دی ہوئی عورت اپنے گھر سے (کام) حق ہو یا باطل (کسی صورت میں) نہ نکلے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور وہ عورت جس کا خاوند انتقال کر گیا، وہ (دن میں) ضروری کام کے لیے نکل سکتی ہے لیکن وہ اپنے گھر کے سوا کہیں اور رات نہیں گزار سکتی۔ اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔ اب رہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں مذکور ہے کہ ان کی خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تھیں' انہوں نے عدت کے اندر ارادہ کیا کہ گھر سے باہر جا کر کھجوروں کو باغ سے توڑ لائیں تو ایک شخص نے ان کو باہر جانے سے منع کیا' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ یہ اجازت ان کے لیے خصوصی تھی' اس کو ہر ایک کے لیے عمومی نہیں کیا جا سکتا۔ اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خالہ کو طلاق کے بعد باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی غالباً اس زمانہ کا واقعہ ہو گا جس میں بیوی کے لیے شوہر کے انتقال پر عدت کے دوران صرف تین دن سوگ منانے کا حکم تھا جو منسوخ ہو گیا اور عورت کے لیے پوری عدت یعنی چار مہینہ دس دن سوگ منانے کا حکم ہوا۔

۳۷۵۳ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے انتقال کے چند دنوں بعد بچہ جنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور نکاح (ثانی) کی اجازت چاہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (نکاح کی) اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

۳۷۵۴ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَتِيْ تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا اَفَنَكْحَلُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا هِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّعَشْرٌ وَقَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہو گئی ہے۔ کیا ہم (بطور دوا) اس میں سرمہ لگائیں؟ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (سرمہ نہیں لگا سکتے) اس بات کو آپ نے دو یا تین مرتبہ دہرایا اور ہر بار فرماتے، نہیں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: یہ (عدت) تو صرف چار مہینہ دس دن ہی تو ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تم ایسی (عورت تو سال بھر عدت

تَرْمِیْ بِالْبَعْرَةِ عَلٰی رَأْسِ الْحَوْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَی النَّسَائِيُّ عَنْ اُمِّ حَكِيْمٍ بِنْتِ اُسَيْدٍ عَنْ اُمِّهَا اَنَّ زَوْجَهَا تُوُفِّيَ وَكَانَتْ تَشْتَكِيْ عَيْنَهَا فَتَكْتَحِلُ الْجَلَاءَ فَاَرْسَلَتْ مَوْلَاةً لَهَا اِلٰی اُمِّ سَلَمَةَ فَسَاَلَتْهَا عَنْ كُحْلِ الْجَلَاءِ فَقَالَتْ لَا تَكْتَحِلْ اِلَّا مِنْ اَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ.

گزارتی اور پھر) ایک سال ختم ہونے پر مینگنی پھینکتی تھی (جو زمانۂ جاہلیت میں عدت کے اختتام کی علامت تھی)۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور نسائی نے ام حکیم بنت اسید سے روایت کی ہے' اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور ان کا آنکھ میں درد تھا تو وہ جلاء (ایک قسم کا سرمہ) لگایا کرتی تھیں۔ پھر انہوں نے اپنی ایک باندی کو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا اور دریافت کیا کہ کیا میں سرمۂ جلاء لگا سکتی ہوں تو ام المومنین نے جواب دیا کہ وہ سرمہ نہ لگائیں مگر جب اس کی شدید ضرورت ہو۔

۳۷۵۵- وَرَوَی الطَّحَاوِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ الْمُطَلَّقَةُ ثَلَاثًا وَّالْمُخْتَلِعَةُ وَالْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا وَالْمُلَاعَنَةُ لَا يَخْتَضِبْنَ وَلَا يَتَطَيَّبْنَ وَلَا يَلْبَسْنَ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَّلَا يَخْرُجْنَ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلنَّسَائِيِّ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَی الْمُعْتَدَّةَ عَنِ الْكُحْلِ الدُّهْنِ وَالْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ.

اور امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ تین طلاق والی اور خلع لی ہوئی عورت اور بیوہ اور لعان کی ہوئی عورت یہ سب نہ خضاب لگائیں' نہ خوشبو لگائیں' نہ رنگین کپڑا پہنیں اور نہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں اور نسائی کی ایک روایت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت گزارنے والی عورت کو سرمہ' تیل اور مہندی کے خضاب لگانے سے منع فرمایا ہے (البتہ طلاق رجعی والی عورت ان چیزوں سے مستثنیٰ ہے) اس لیے امکان ہے کہ شوہر اس سے رجوع کر لے۔

ف: صدر کی حدیث جو ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہلیت میں عدت گزارنے والی عورت سال بھر کے ختم پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جاہلیت میں دستور تھا کہ جب عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ ایک خراب اور تنگ کوٹھری میں چلی جاتی اور برے سے برے کپڑے پہنتی' نہ خوشبو لگاتی' نہ زینت کرتی کامل ایک سال تک' جب سال پورا ہوتا تو اونٹ کی مینگنی لاتے' عورت اس کو پھینک کر عدت سے باہر آتی' حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ جاہلیت میں تو ایسی تکلیف ایک سال تک سہتی تھی' اب صرف چار ماہ دس دن عدت مقرر ہوئی ہے' اس میں زینت سے صبر کرنا کیا مشکل ہے۔

۳۷۵٦- وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا یہ دونوں ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی (مسلمان) عورت کے لیے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے' یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے' البتہ! (بیوی اپنے) شوہر (کی وفات) پر چار مہینہ دس دن (سوگ منائے گی)۔ (بخاری ومسلم)

۳۷۵۷- وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کسی (مسلمان) عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی (قرابت دار کے) ہلاک ہونے

تَحُدَّ عَلٰی هَالِكٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ فَاِنَّهَا تَحُدُّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَّلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا وَّلَا ثَوْبَ عَصَبٍ وَّلَا تَكْتَحِلُ بِالْاِثْمِدِ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَمَسُّ طِيْبًا اِلَّا عِنْدَ اَدْنٰى طُهْرِهَا اِذَا تَطَهَّرَتْ مِنْ حَيْضِهَا بِنَبْذَةٍ مِّنْ كُسْتٍ اَوْ اَظْفَارٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ.

(یعنی مرنے والے) پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ (بیوی اپنے) شوہر (کے مرنے پر) چار مہینہ دس دن سوگ منائے گی نہ تو وہ رنگین کپڑا پہنے گی اور نہ رنگین چادر (جیسے شال وغیرہ) استعمال کرے گی اور اثمد یعنی سرمہ نہ لگائے اور (بالوں کو) خضاب نہ لگائے گی اور خوشبو (بھی) نہ استعمال کرے گی البتہ! جب وہ حیض سے فارغ ہو جائے تو کسط[1] (نامی خوشبو) یا اظفار (ایک قسم کی خوشبو) استعمال کر سکتی ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے۔

[1] کست اور اظفار عود کی قسم ہے جو دھونی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں جس کا مقصد بدبو کو دور کرنا ہوتا ہے نہ کہ خوشبو لگانا۔

۳۷۵۸ - وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ وَلَا تَلْبَسْ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا اِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ.

اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت میں یوں ہے کہ (بیوہ عورت عدت کے دوران) رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے البتہ! رنگین چادر (شال وغیرہ) استعمال کر سکتی ہے۔

۳۷۵۹ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْسَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَیَّ صَبْرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ قُلْتُ اِنَّمَا هُوَ صَبْرٌ لَّيْسَ فِيْهِ طِيْبٌ فَقَالَ اِنَّهٗ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ اِلَّا بِاللَّيْلِ وَتَنْزِعِيْهِ بِالنَّهَارِ وَلَا تَمْتَشِطِیْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَاِنَّهٗ خِضَابٌ قُلْتُ بِاَیِّ شَیْءٍ اَمْتَشِطُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِيْنَ بِهٖ رَاْسَكِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ (جو میرے شوہر تھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے) جب ان کا انتقال ہوا (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے) اور میں نے اپنے چہرے پر ایلوا مل رکھا تھا (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! (عدت کے دوران) تم نے چہرہ پر کیا لگائے رکھا ہے تو میں نے عرض کیا' یہ تو صرف ایلوا ہے جس میں خوشبو نہیں ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چہرہ کو چمک دار بناتا ہے' اگر تم لگانا ضروری سمجھتی ہو تو صرف رات میں لگایا کرو اور دن میں نکال دیا کرو اور خوشبودار تیل لگا کر کنگھی نہ کرو اور نہ بالوں میں مہندی لگاؤ اس لیے کہ وہ خضاب ہے' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پھر کس چیز سے کنگھی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بیری کے پتوں کو اپنے سر پر اتنا ڈال لو کہ وہ تمہارے سر کو ڈھانک لے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایسی چیز جس سے زینت مقصود ہو عدت گزارنے والی عورت کے لیے ممنوع ہے۔ چنانچہ وہ کنگھی کرے تو ایسی کنگھی استعمال کرے جس کے دندانے کشادہ ہوں تاکہ زینت حاصل نہ ہو اور اسی طرح ایسی عورت کے لیے مہندی لگانا بھی ممنوع ہے اس لیے کہ مہندی میں لال رنگ ہے اور خوشبو بھی جو سوگ میں منع ہے۔

۳۷۶۰ - وَعَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِیَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ عورت جس کا شوہر انتقال کر گیا ہو تو وہ (عدت کے دوران) کسم کا رنگا ہوا کپڑا اور گیرو کے رنگ کا کپڑا نہ پہنے اور نہ زیور پہنے اور (ہاتھ پیر کو) مہندی نہ لگائے اور نہ بالوں کو خضاب لگائے اور سرمہ بھی نہ لگائے (البتہ ضرورت کے وقت رات میں سرمہ لگایا جا

سکتا ہے)۔ اس حدیث شریف کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٣٧٦١ - وَعَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَرَاَتْ اَوَّلَ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمٍ مِّنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ فَلَا رِجْعَةَ لَهٗ عَلَيْهَا قَالَ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ بِالْمَدِيْنَةِ فَبَلَغَنِيْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ وَّاَبَا الدَّرْدَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كَانُوْا يَجْعَلُوْنَ لَهٗ عَلَيْهَا الرَّجْعَةَ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور وہ عورت (طلاق کے بعد) اپنے تیسرے حیض کے خون کا پہلا قطرہ دیکھے تو شوہر اس کو رجوع نہیں کرسکتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بارے میں مدینہ منورہ کے فقہاء سے دریافت کیا تو مجھے حضرت عمر بن خطاب، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت درداء رضی اللہ عنہم سے یہ روایت ملی کہ ان تینوں حضرات کی یہ رائے تھی کہ مطلقہ عورت کو اس کا شوہر اپنی بیوی کے تیسرے حیض سے پاک ہوکر غسل کرنے سے پہلے تک رجوع کر سکتا ہے۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

٣٧٦٢ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ مُوَطَّئِهٖ اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اَبِيْ عِيْسَى الْخَيَّاطُ الْمَدِيْنِيُّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ثَلٰثَةَ عَشَرَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ قَالُوْا اَلرَّجُلُ اَحَقُّ بِامْرَاَتِهٖ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنْ حَيْضَتِهَا الثَّالِثَةِ.

اور امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی موطا میں روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ خیاط مدنی نے بیان کیا کہ حضرت شعبی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیرہ صحابہ سے روایت کی ہے کہ ان سارے حضرات نے فرمایا ہے کہ شوہر کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی مطلقہ بیوی کو اس کے تیسرے حیض سے فارغ ہوکر غسل کرنے سے پہلے تک رجوع کرسکتا ہے۔

٣٧٦٣ - وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَالطَّحَاوِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ فِي الْوَاحِدَةِ وَالثِّنْتَيْنِ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَتْ بَرِيْرَةَ اَنْ تَعْتَدَّ بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور امام طحاوی نے سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شوہر جب اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو شوہر کو بیوی کے تیسرے حیض سے فارغ ہوکر غسل کرنے سے پہلے تک رجوع کا حق ہے، خواہ طلاق پہلی ہے خواہ دوسری۔ اور ابن ماجہ نے حضرت اسود سے روایت کی ہے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ تین حیض کے ختم تک عدت گزاریں۔

٣٧٦٤ - وَفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالدَّارُقُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ بَرِيْرَةَ فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ عِدَّةَ الْحُرَّةِ.

اور امام احمد اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو جو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد شدہ باندی تھیں۔ آزاد کرنے کے بعد اختیار دیا کہ وہ چاہیں تو اپنے قدیم نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کردے، تو بریرہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا (یعنی اپنے نکاح کو فسخ کردیا) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ حرہ یعنی آزاد عورت کی عدت گزاریں۔

٣٧٦٥ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ

اور ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی

عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ تَطْلِيْقَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارَقُطْنِيِّ طَلَاقُ الْعَبْدِ اثْنَتَانِ وَقُرْءُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ.

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ باندی کے لیے دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔ اور دارقطنی کی روایت میں ہے کہ غلام کو دو طلاق کا حق ہے اور باندی کی عدت دو حیض ہیں۔

٣٧٦٦ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طَلَاقُ الْاَمَةِ اِثْنَتَانِ وَعِدَّتُهَا حَيْضَتَانِ.

اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ باندی کو دو طلاق کا حق ہے اور اس کی عدت دو حیض ہیں۔

٣٧٦٧ - وَعَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهُ طَلَاقًا يَّمْلِكُ الرَّجْعَةَ فَحَاضَتْ حَيْضَةً اَوْ حَيْضَتَيْنِ ثُمَّ ارْتَفَعَ حَيْضُهَا عَنْهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ مَاتَتْ فَسَاَلَ عَلْقَمَةُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ هٰذِهٖ اِمْرَاَةٌ حَبَسَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِيْرَاثَهَا فَكُلْهُ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ مَاتَتْ فَجَاءَ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ حَبَسَ اللّٰهُ عَلَيْكَ مِيْرَاثَهَا فَوَرِثَهُ مِنْهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُحَمَّدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ قَيْسٍ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهُ بِاَكْلِ مِيْرَاثِهَا.

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ علقمہ بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیوی کو طلاق دی جس میں ان کو رجوع کرنے کا حق تھا (طلاق کے بعد) ان کی بیوی کو ایک حیض یا دو حیض آئے پھر اٹھارہ مہینے تک ان کا حیض بند ہو گیا' پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ علقمہ نے اس بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ایسی صورت میں اس عورت سے زوجیت کا رشتہ باقی ہے' آپ نے فرمایا: یہ ایسی عورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی وراثت کو روکے رکھا ہے' تم کھالو۔ اس کی روایت امام محمد نے مؤطا میں کی ہے۔ اور بیہقی نے اس کی روایت اپنی سنن میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے ہی صحیح سند کے ساتھ کی ہے اور اس میں حیض کے بند ہونے کی مدت کے بارے میں سترہ مہینے یا اٹھارہ مہینے لکھے ہیں' پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ پھر علقمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس کی میراث کو روکے رکھا ہے تو علقمہ کو اس عورت کی میراث ملی اور امام محمد کی ایک روایت میں شعبی سے مروی ہے کہ علقمہ بن قیس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے بھی ان کو حکم دیا کہ اس عورت کی میراث کھالیں۔

بَابُ الْاِسْتِبْرَاءِ

باندیوں کے حمل سے ہونے یا نہ ہونے کو معلوم کرنے کا بیان

کافروں کی شوہر والی عورتیں جب میدان جہاد میں قیدی بن کر مسلمان غازیوں کے ہاتھ آ جائیں تو ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور تقسیم کے بعد جس کے ملک میں یہ عورتیں آ جائیں تو ایک حیض کے آنے تک ان سے صحبت نہیں کی جا سکتی' ایسی عورتوں کے ایک حیض تک انتظار کرنے کو استبراء کہتے ہیں اور اگر قید کے وقت ایسی عورت حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد یہ صحبت درست ہے' استبراء کا مقصد یہ ہے کہ نسب کا خلط نہ ہو' چنانچہ اجنبی عورت سے خواہ لونڈی ہو' خواہ طلاقی' حیض آئے بغیر صحبت درست نہیں تا کہ نطفہ میں شبہ نہ پڑے۔

٣٧٦٨ - عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَفَعَهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ سَبَايَا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے غزوۂ اوطاس کی قیدی عورتوں کے بارے میں فرمایا

اَوْطَاسٍ لَا تُوْطَأُ حَامِلٌ حَتّٰی تَضَعَ وَلَا غَیْرَ ذَاتِ حَمْلٍ حَتّٰی تَحِیْضَ حَیْضَۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِیْ سُنَنِہٖ عَنِ الْحَسَنِ وَعَطَاءٍ وَابْنِ سِیْرِیْنَ وَعِکْرِمَۃَ اَنَّھُمْ قَالُوْا یَسْتَبْرَاُھَا وَاِنْ کَانَتْ بِکْرًا وَّفِیْ رِوَایَۃِ رَزِیْنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا وَھَبَتِ الْوَلِیْدَۃُ الَّتِیْ تُوْطَأُ اَوْ بِیْعَتْ اَوْ اُعْتِقَتْ فَلْتَسْتَبْرِیْءْ رَحِمَھَا بِحَیْضَۃٍ وَّقَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِیُّ اِنْ کَانَتِ الْمُسْتَبْرَاَۃُ مِنْ ذَوَاتِ الْاَشْھُرِ فَعِنْدَ الْجُمْھُوْرِ تَسْتَبْرَاُ بِشَھْرٍ لِاَنَّہٗ بَدَلُ قُرْءٍ۔

کہ وضع حمل تک حاملہ عورت سے صحبت نہ کی جائے اور اسی طرح غیر حاملہ عورت سے بھی صحبت نہ کی جائے یہاں تک کہ اس کو ایک حیض آ جائے اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت حسن بصری عطاء ابن سیرین اور عکرمہ ان سب حضرات نے فرمایا ہے کہ اگر قیدی عورت باکرہ بھی ہو تو اس کا بھی استبراء ہوگا یعنی حیض آنے تک اس سے صحبت نہ کی جائے گی اور رزین کی روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں نے فرمایا ہے کہ باندی جس سے صحبت کی جاتی ہو ہبہ کر دی جائے یا آزاد کر دی جائے۔ ایک حیض کے آنے پر اس کے رحم کا استبراء ہوگا یعنی صحبت کرنے کے لیے ایک حیض کے آنے کا انتظار کیا جائے گا اور امام نووی نے فرمایا کہ اگر مستبراء (وہ عورت جس کے حیض کے آنے کا انتظار ہو) اس کو کئی مہینوں سے حیض نہ آیا ہو تو جمہور کے نزدیک ایک مہینہ تک انتظار کیا جائے گا' اس لیے کہ ایک مہینہ حیض آنے کے قائم مقام ہے۔

۳۷۶۹ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَۃٍ مُجِحٍّ فَسَاَلَ عَنْھَا فَقَالُوْا اَمَۃٌ لِفُلَانٍ قَالَ اَیُلِمُّ بِھَا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ لَقَدْ ھَمَمْتُ اَنْ اَلْعَنَہٗ لَعْنًا یَّدْخُلُ مَعَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ کَیْفَ یَسْتَخْدِمُہٗ وَھُوَ لَا یَحِلُّ لَہٗ اَمْ کَیْفَ یُوَرِّثُہٗ وَھُوَ لَا یَحِلُّ لَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک حاملہ عورت پر سے ہوا جس کا پیٹ بہت بھاری تھا اور وہ وضع حمل کے قریب تھی آپ نے اس کے بارے میں دریافت فرمایا: یہ لونڈی ہے یا آزاد عورت ہے؟ تو حاضرین نے عرض کیا کہ یہ فلاں شخص کی لونڈی ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ شخص اس سے اس حالت میں صحبت کرتا ہے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا' ہاں! تو آپ نے فرمایا: میرا ارادہ ہے کہ میں اس پر ایسی لعنت کروں جو اس کے ساتھ ساتھ قبر میں جائے' بھلا! وہ اس بچہ سے کیسے خدمت لے سکتا ہے جبکہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے یا وہ اس کو اپنا وارث کیسے بنا سکتا ہے جبکہ یہ بات اس کے لیے درست نہیں' اس لیے کہ وہ اس کا بیٹا نہیں ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں یہ ذکر ہے کہ مالک اپنی حاملہ لونڈی سے جو اس کے حصہ میں آئی تھی صحبت کرتا تھا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا' اس لیے کہ اس لونڈی کو جو بچہ پیدا ہوگا اگر مالک نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا تو ہو سکتا ہے کہ لونڈی کا حمل اس کے پہلے خاوند کا ہو تو مالک نے کافر کے بیٹے کو اپنا وارث بنایا' حالانکہ کافر اور مسلمان میں وراثت نہیں اور اگر مالک نے اس کو اپنا بیٹا نہ کہا اور شاید یہ نطفہ اسی کا ہو تو اس کو غلام بنانا اور اس سے غلام کی طرح خدمت لینا کسی طرح درست نہیں' اسی واسطے اجنبی عورت سے خواہ طلاقی ہو' حیض آئے بغیر یا حمل ہو تو وضع حمل کے بغیر صحبت کرنا درست نہیں' تاکہ نطفہ میں شبہ نہ پڑے۔

۳۷۷۰ - وَعَنْ رُوَیْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ لَا یَحِلُّ لِامْرِیءٍ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ

حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ حنین کے دن ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ اپنے پانی یعنی

الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْقِيَ مَاءَهٗ زَرْعَ غَيْرِهٖ يَعْنِيْ اِتْيَانَ الْحُبَالٰى وَلَا يَحِلُّ لِامْرِیءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّقَعَ عَلٰى امْرَاَةٍ مِّنَ السَّبْيِ حَتّٰى يَسْتَبْرِئَهَا وَلَا يَحِلُّ لِامْرِیءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّبِيْعَ مَغْنَمًا حَتّٰى يُقْسَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ زَرْعَ غَيْرِهٖ.

نطفہ کو دوسرے کی کھیتی میں ڈالے یعنی ایک حاملہ عورت سے صحبت کرے جو غیر شخص سے حاملہ ہو اور جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ بغیر استبراء (حیض) آئے بغیر گرفتار شدہ لونڈی سے جو تقسیم کے بعد اس کے حصہ میں آئی ہو صحبت کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ مالِ غنیمت میں سے کچھ سامان کو تقسیم ہونے سے پہلے فروخت کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے زرع غیرہ تک یعنی صرف پہلے فقرہ کی روایت کی ہے۔

بَابُ النَّفَقَاتِ وَحَقُّ الْمَمْلُوْكِ

زوجیت' قرابت اور ملکیت کے اعتبار سے خرچ کرنے اور غلام باندیوں کے حقوق کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰهُ اللّٰهُ. (الطلاق:۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ (ترجمہ کنزالایمان از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (البقرہ:۲۳۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور۔ (کنزالایمان)

مسئلہ: بچہ کی پرورش اور اس کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ واجب ہے' اس کے لیے وہ دودھ پلانے والی مقرر کرلے' لیکن اگر ماں اپنی رغبت سے بچہ کو دودھ پلائے تو مستحب ہے۔

مسئلہ: شوہر اپنی زوجہ پر بچہ کے دودھ پلانے کے لیے جبر نہیں کرسکتا اور نہ عورت شوہر سے بچہ کے دودھ پلانے کی اجرت طلب کرسکتی ہے جب تک کہ اس کا نکاح یا عدت میں رہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو طلاق دی اور عدت گزر چکی تو وہ اس سے بچہ کے دودھ پلانے کی اُجرت لے سکتی ہے۔

مسئلہ: اگر باپ نے کسی عورت کو اپنے بچہ کے دودھ پلانے کے لیے بہ اُجرت مقرر کیا اور اس کی ماں اسی اُجرت پر یا بے معاوضہ دودھ پلانے پر راضی ہوئی تو ماں ہی دودھ پلانے کی زیادہ مستحق ہے اور اگر ماں نے زیادہ اُجرت طلب کی تو باپ کو اس سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ المعروف سے مراد یہ ہے کہ حسب حیثیت ہو بغیر تنگی اور فضول خرچی کے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا. (لقمان:۱۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے۔ (کنزالایمان)

ف: والدین کافر یا مشرک ہوں تو دُنیا میں ان کے ساتھ حسن اخلاق' حسن سلوک اور احسن وتحمل کے ساتھ پیش آؤ۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ. (البقرہ:۲۳۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جو باپ کا قائم مقام ہے اس پر بھی ایسا ہی واجب ہے۔ (کنزالایمان)

ف: بچہ کے دودھ پلانے کا نان ونفقہ جیسا کہ باپ پر تھا' ایسا ہی باپ کے قائم مقام وارث پر بھی لازم اور ضروری ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ. (الروم:۳۸)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: پس رشتہ دار کو اس کا حق دو۔ (کنزالایمان)

ف: تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے کہ ہر ایسا قرابت دار جو غریب اور محتاج ہو اس کا وہ قریبی رشتہ دار جو تونگر ہو اور اس کی وراثت میں اس غریب رشتہ دار کا نفقہ واجب ہے۔

۳۷۷۱ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيْحٌ وَّلَيْسَ يُعْطِيْنِىْ مَا يَكْفِيْنِىْ وَوَلَدِىْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ خُذِىْ مَا يَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابوسفیان بڑا بخیل آدمی ہے اور مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا ہے جو مجھے اور میرے بال بچوں کو کافی ہو سکے' مگر وہ مال جس کو میں اس کے علم کے بغیر خرچہ کے لیے لے لوں' کیا میرے لیے یہ جائز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دستور کے مطابق (اتنا) لے سکتی ہو جو تم کو اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

اگر کسی حق دار کو اس کا حق نہ ملے تو وہ کیا کرے؟

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خذی ما یکفیك وولدك بالمعروف یعنی تم دستور کے مطابق (شوہر کی اجازت کے بغیر) اتنا مال لے سکتی ہو جو تم کو اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہے اور چھوٹے بچے جو محتاج ہوں ان کا نفقہ واجب بقدر کفایت ہوگا اور اس میں میاں بیوی کی مالی حالت کا بھی اعتبار ہوگا۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر حق ہو اور وہ شخص پہلے شخص کے حق کو ادا نہیں کر سکتا ہے۔ تو پہلا شخص دوسرے شخص کے مال سے اپنے حق کی مقدار کے مطابق حد تک اس کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے۔

اور مرقات میں لکھا ہے کہ چونکہ والد پر بچوں کا نفقہ واجب ہے' اس لیے بچے جب بڑے ہو جائیں تو لڑکوں پر بھی والدین کا نفقہ واجب ہے' اس لیے کہ باپ تعظیم کے اعتبار سے بچوں سے افضل ہے۔

۳۷۷۲ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب تم میں سے کسی کو زیادہ مال دے تو اس کو خرچ کرنے میں ابتداء اپنے گھر اور اپنی ذات (بیوی بچوں) سے کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۷۷۳ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِىْ مَالًا وَّاِنَّ وَالِدِىْ يَحْتَاجُ اِلٰى مَالِىْ قَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ كُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ میرے پاس مال ہے اور میرے والد میرے مال کے ضرورت مند ہیں۔ کیا میں اپنے مال کو اپنے والد پر خرچ کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے باپ کے ہیں' کیونکہ تمہاری

رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے اس لیے کہ بچہ کا وجود باپ کی وجہ سے ہی ہوا ہے۔ تو تم اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ' اولاد کی کمائی سے استفادہ کرنے میں کوئی عار نہیں۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نفقہ کے وجوب کی تفصیل یہ ہے:

اگر صاحب نفقہ یعنی لڑکا محتاج ہو اور باپ مال دار ہو تو اس بچہ پر باپ کا نفقہ واجب نہیں' اس لیے کہ یہ خود محتاج ہے' البتہ اشوہر تنگدست ہو اور بیوی مال دار ہو تو شوہر پر مال دار بیوی کا نفقہ شوہر کی استطاعت کے لحاظ سے واجب ہے' اس لیے کہ اس نے بیوی کو روکے رکھا ہے' اسی طرح چھوٹے بچوں کا نفقہ بھی ہر حالت میں باپ پر واجب ہے' خواہ باپ مال دار ہو یا تنگدست۔

۳۷۷۴ - وَعَنْ طَارِقِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى الدَّارُقُطْنِيُّ وَابْنُ حَبَّانَ مِثْلَهُ وَصَحَّحَاهُ.

حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں جب مدینہ منورہ پہنچا ہوں تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے منبر پر کھڑے لوگوں سے مخاطب ہیں اور آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے اور تم خرچ کی ابتداء ان سے کرو جو تمہارے زیر کفالت ہیں یعنی تمہاری ماں تمہارے باپ' تمہاری بہن اور تمہارا بھائی' پھر تمہارا قریبی قرابت دار اور اس کے بعد والا تمہارا قریبی رشتہ دار۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے اور دار قطنی اور ابن حبان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور دونوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

ف: نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ بیٹا اپنی مالی حالت کے اعتبار سے ماں اور باپ دونوں پر ایک ساتھ خرچ نہیں کر سکتا تو وہ ایسی صورت میں صرف ماں پر خرچ کرے' اس لیے کہ ماں کو باپ پر فضیلت حاصل ہے اور اس پر جمہور کا اتفاق ہے۔

۳۷۷۵ - وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ وَلَا يُكَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ إِلَّا مَا يُطِيْقُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آقا پر غلام کا کھانا اور کپڑا واجب ہے اور یہ کہ اس کی طاقت سے زیادہ اس پر کام کا بوجھ نہ ڈالا جائے۔

۳۷۷٦ - وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ اَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفْهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوَى الْجَمَاعَةُ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا اَتَى اَحَدُكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ لُقْمَةً اَوْ لُقْمَتَيْنِ اَوْ اُكْلَةً

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارا محکوم بنایا ہے تو جس کے بھائی یعنی غلام کو اللہ تعالیٰ اس کا ماتحت بنا دے تو وہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس پر کام کا ایسا بوجھ نہ ڈالے جس کو وہ نہ کر سکے اور اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کا بوجھ ڈالے تو خود بھی اس کام میں اس کی مدد کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور محدثین کی ایک جماعت نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کسی کا خادم اس کا کھانا لائے اور وہ

اَوْ اُكْلَتَيْنِ فَاِنَّهٗ وَلِيَ حَرَّهٗ وَعِلَاجَهٗ.

اس کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھائے تو وہ اس کو ایک لقمہ یا دو لقمہ دے دے' اس لیے کہ اس نے پکانے میں اس کی گرمی اور پکانے کی مشقت اٹھائی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمت گار کھانا پکانے والے کو کچھ تھوڑا کھانا دینا ضروری ہے' اس لیے کہ یہ بات مروت سے بعید ہے کہ وہ کھانا پکانے میں مشقت اٹھائے اور اس میں سے وہ کچھ بھی نہ کھائے۔

۳۷۷۷ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّائَمَكُمْ مِنْ مَّمْلُوْكِيْكُمْ فَاَطْعِمُوْهُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُ مِمَّا تَكْسُوْنَ وَمَنْ لَّا يُلَائِمُكُمْ مِنْهُمْ فَبِيْعُوْهُ وَلَا تُعَذِّبُوْا خَلْقَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے غلاموں میں کاموں میں جو تمہاری موافقت کرے تم اس کو وہ کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور وہ پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور جو تمہاری موافقت نہ کرے اس کو بیچ دو' اس کو اپنے پاس رکھ کر اللہ کی مخلوق کو مت ستاؤ' اس لیے کہ تم بھی اللہ کی مخلوق ہو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۷۷۸ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ اَخْبَرْتَنَا اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ اَكْثَرُ الْاُمَمِ مَمْلُوْكِيْنَ وَيَتَامٰى قَالَ نَعَمْ فَاَكْرِمُوْهُمْ كَكَرَامَةِ اَوْلَادِكُمْ وَاَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ قَالُوْا فَمَا يَنْفَعُنَا الدُّنْيَا قَالَ فَرَسٌ تَرْتَبِطُهٗ تُقَاتِلُ عَلَيْهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَمْلُوْكٌ يَكْفِيْكَ فَاِذَا صَلّٰى فَهُوَ اَخُوْكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا' صحابہ نے عرض کیا' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ اس اُمت کے اکثر آدمی لونڈی' غلام اور یتیم ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جس طرح اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہو اسی طرح ان پر بھی شفقت کرو اور ان کو وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو' صحابہ نے پھر عرض کیا' ایسا عمل بتایئے جو ہم کو دُنیا میں فائدہ پہنچائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک تو وہ گھوڑا جس کو تم باندھ کر رکھتے ہو اور جس پر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو اور دوسرے تیرا غلام بھی تیرے لیے کافی ہے اور اگر وہ نماز پڑھے تو وہ تیرا بھائی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

۳۷۷۹ - وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّءُ الْمَلَكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ غلاموں سے برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا اس کی توجیہہ یہ ہے کہ ایسا شخص ابتداء میں داخل نہیں ہوگا' البتہ! سزاؤں کو بھگتنے کے بعد اللہ تعالیٰ چاہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۳۷۸۰ - وَعَنْ رَافِعِ بْنِ مَكِيْثٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُسْنُ الْمَلَكَةِ يُمْنٌ وَسُوْءُ الْخُلُقِ شُؤْمٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَزَادَ عَلَيْهِ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْبِرُّ زِيَادَةٌ فِي الْعُمْرِ وَالصَّدَقَةُ تَمْنَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ.

حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا برکت ہے اور ان کے ساتھ بد اخلاقی سے پیش آنا نحوست اور بے برکتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ امام احمد اور طبرانی نے اس حدیث کی روایت میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ نیکی کرنا عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور صدقہ دینا انسان

کو بری موت سے بچاتا ہے۔

ف: واضح ہو کہ انسان کو موت دو طرح سے آتی ہے۔ ایک بھلی موت' دوسرے بری۔ بھلی موت یہ ہے کہ انسان ہشاش بشاش ذکر الٰہی میں دنیا سے رخصت ہوتا ہے اور بری موت یہ ہے کہ انسان بے صبری اور غفلت سے مرتا ہے۔ دفعتہً موت بھی اس لیے بری ہے کہ توبہ یا وصیت بھی نہیں کر سکتا' اللہ تعالیٰ ہم کو بری موت سے بچائے۔ آمین!

۳۷۸۱- وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ يَسَّرَ اللّٰهُ حَتْفَهٗ وَاَدْخَلَهٗ جَنَّتَهٗ رِفْقٌ بِالضَّعِيْفِ وَشَفَقَةٌ عَلَى الْوَالِدَيْنِ وَاِحْسَانٌ اِلَى الْمَمْلُوْكِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص میں یہ تین خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس پر اس کی موت سکرات کو آسان فرما دیں گے اور اس کو اپنی خاص جنت میں داخل کریں گے۔ (۱) کمزوروں کے ساتھ نرمی برتنا (۲) والدین پر شفقت کرنا یعنی ان سے حسن سلوک کرنا اور ان کی ایذا رسانی سے ڈرنا (۳) اور غلام کے ساتھ اچھا برتاؤ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

۳۷۸۲- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الصَّلٰوةِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَرَوٰى اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَلِيٍّ نَّحْوَهٗ.

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی بیماری میں یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہو اور اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں دو باتوں کی بطور خاص تاکید فرمائی' ایک نمازوں کی پابندی اور دوسرے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک۔ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ لونڈی اور غلام پر ظلم نہ کریں' طاقت سے زیادہ ان سے کام نہ لیں' کھانے پینے اور پہننے میں ان کو تکلیف نہ دیں۔ مختصر یہ کہ اسلام میں لونڈی اور غلاموں کے ساتھ جس برتاؤ کی تاکید کی گئی ہے اس زمانہ میں لوگ اپنے نوکروں اور دوستوں سے بھی نہیں کرتے۔ جو لوگ غلامی کی وجہ سے اسلام پر طعن کرتے ہیں وہ غلامی کی حقیقت سے بے خبر ہیں' حقیقت میں لونڈی اور غلاموں کو اپنی فرزندی میں لینا ہے اور اپنی اولاد کی طرح ایک لاوارث شخص کی پرورش کرنا ہے۔ اس میں عقل کے اعتبار سے بھی کیا قباحت ہے۔ قیدیوں کے گزارے کے لیے اس سے بہتر کوئی اور صورت سمجھ میں نہیں آ سکتی' ہاں! جو ان لوگوں سے وحشیانہ برتاؤ کریں' ان پر طعن کرنا بجا ہے مگر اسلام پر طعن کرنا درست نہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی زندگی کے آخری لمحات میں لونڈی غلاموں سے نیک سلوک کرنے کی تاکید فرماتے رہنا یہاں تک کہ زبان مبارک بے قابو ہو گئی' یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمزوروں پر کتنی بڑی شفقت تھی۔ اللھم صل علیہ و اٰلہ وسلم!

۳۷۸۳- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو جَاءَهٗ قَهْرَمَانٌ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ اَعْطَيْتَ الرَّقِيْقَ قُوْتَهُمْ قَالَ لَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَاَعْطِهِمْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفٰى بِالرَّجُلِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ كَفٰى

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ کا ایک مختار آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے غلاموں کو ان کے کھانے پینے کا سامان دے دیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تم جا کر ان کے کھانے پینے کا سامان دے آؤ' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کے لیے اتنا گناہ کافی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کی

بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضِيْعَ مَنْ يَّقُوْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

خوراک کو روکے رکھے۔ ایک اور روایت میں اس طرح مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے لیے اتنا گناہ کافی ہے کہ جن کی روزی یعنی اہل و عیال لونڈی غلام اس کے ذمہ ہوں وہ ان کی خوراک کو ضائع کر دے (نہ دے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

۳۷۸٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِیْءٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگائے اور وہ غلام اس سے بری ہو تو قیامت کے دن اس کے آقا کو کوڑے لگائے جائیں گے مگر یہ کہ غلام ویسا ہی ہو جیسے کہ آقا نے کہا ہے (یعنی غلام واقعی زانی ہو تو آقا کو قیامت میں یہ سزا نہیں ملے گی)۔ (بخاری و مسلم)

ف: لمعات میں الاشباہ والنظائر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غلام کو مالک یا مالک کے سوا کوئی اور زنا کی تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ صرف تعزیر ہوگی یعنی حاکم حالات کے لحاظ سے چند کوڑے یا سزا تجویز کرے گا۔

۳۷۸۵ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَّهٗ حَدًّا لَمْ يَاْتِهٖ اَوْ لَطَمَهٗ فَاِنَّ كَفَّارَتَهٗ اَنْ يُّعْتِقَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے غلام کو کسی جرم کی سزا میں حد لگائے حالانکہ وہ غلام اس جرم سے بری تھا یا اس کو طمانچہ مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ مالک اس کو آزاد کر دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ اپنے پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی ابومسعود: خبردار! اللہ تجھ پر تیرے غلام سے بڑھ کر قادر ہے میں پیچھے پلٹا تو دیکھا وہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے والے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ (اب تو) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں آزاد ہے یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سن لے! اگر تو ایسا نہ کرتا تو دوزخ کی آگ تجھے جلا دیتی یا آپ نے یوں فرمایا: دوزخ کی آگ تجھے لگ جاتی۔ (اس کی روایت مسلم نے کی ہے)۔

۳۷۸٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِشِرَارِكُمْ الَّذِیْ يَاْكُلُ وَحْدَهٗ وَيَجْلِدُ عَبْدَهٗ وَيَمْنَعُ رِفْدَهٗ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا میں تم کو ان لوگوں سے آگاہ نہ کروں جو تم میں سب سے برے ہیں؟ ایک وہ جو بخل اور تکبر کی وجہ سے تنہا کھاتا ہو اور دوسرے وہ جو اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہو اور تیسرے وہ جو اپنے عطیہ کو لوگوں سے روکتا ہو۔ (اس کی روایت رزین نے کی ہے)

۳۷۸۷ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُكُمْ خَادِمَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ لٰكِنْ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے اور وہ اللہ کا نام لے اور کہے کہ اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دو تو تم اس سے اپنا ہاتھ اٹھالو (یعنی مارنا چھوڑ دو اور اس کو معاف کر دو) البتہ! اگر حد جاری کی جا رہی

عِنْدَهٗ فَلْيُمْسِكْ بَذْلَ فَارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ.

ہے تو معافی نہیں ہوگی۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اس کے قریب روایت کی ہے۔

۳۷۸۸ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَبَ لِعَلِيٍّ غُلَامًا فَقَالَ لَا تَضْرِبْهُ فَاِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ ضَرْبِ اَهْلِ الصَّلٰوةِ وَقَدْ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَفِي الْمُجْتَبٰى لِلدَّارَقُطْنِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضَرْبِ الْمُصَلِّيْنَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (خیبر سے واپسی کے موقع پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک غلام دے کر فرمایا: اس کو نہ مارو اس لیے کہ مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے اور میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے یہ مصابیح کے الفاظ ہیں اور دارقطنی کی مجتبیٰ میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نمازیوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۷۸۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَمْ نَعْفُوْ عَنِ الْخَادِمِ فَسَكَتَ ثُمَّ اَعَادَ عَلَيْهِ الْكَلَامَ فَصَمَتَ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةَ قَالَ اُعْفُوْا عَنْهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ ہم اپنے لونڈی غلام کا قصور کتنی بار معاف کریں؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔ اس شخص نے دوبارہ پھر وہی سوال لوٹایا اس پر بھی آپ نے سکوت اختیار فرمایا۔ جب اس نے تیسری بار پھر یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اس کے یعنی لونڈی غلاموں کے قصوروں کو ہر دن میں ستر بار معاف کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

۳۷۹۰ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَّوَلَدِهَا فَرَّقَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَحِبَّتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ماں اور بیٹے کے درمیان جب کہ وہ غلام بن کر اس کے حصہ میں آئیں۔ بیچنے میں یا ہبہ کرنے میں جدائی کر دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چاہنے والوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

۳۷۹۱ - وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ رُدَّهٗ رُدَّهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ عَنْهُ مُنْقَطِعًا اَنَّهٗ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَّوَلَدِهَا فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَرَدَّ الْبَيْعَ.

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلام جو آپس میں بھائی تھے عطا فرمائے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: علی! تمہارا دوسرے غلام کا کیا ہوا؟ میں نے اس کو فروخت کرنے کی آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: نہیں بیع فسخ کرو اس کو واپس لے لو! اس کو واپس لے لو تا کہ بھائی بھائی کے درمیان جدائی نہ ہو اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک باندی اور اس کے لڑکے کو فروخت کر کے جدا کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے آپ کو اس سے منع فرمایا تو آپ نے بیع کو فسخ کر دیا۔

۳۷۹۲ - وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ

اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الْوَالِدِ وَوَلَدِهٖ وَبَیْنَ الْاَخِ وَبَیْنَ اَخِیْهِ وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِالسَّبْیِ اَعْطٰی اَهْلَ الْبَیْتِ جَمِیْعًا کَرَاهِیَةً اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَهُمْ.

کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو باپ اور بیٹے اور بھائی کے درمیان (جبکہ یہ سب غلام ہوں) جدائی کردے۔ اور ابن ماجہ کی روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس (ایک ہی گھر کے) جب قیدی لائے جاتے تو آپ ان سب کو ایک ہی شخص کو دے دیتے اور آپ کو ناپسند تھا کہ ان میں جدائی ڈال دیں۔

٣٧٩٣ - وَرَوَی الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَهْدَی الْمُقَوْقِسُ الْقِبْطِیُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَارِیَتَیْنِ وَبَغْلَةً کَانَ یَرْکَبُهَا فَاَمَّا اِحْدَی الْجَارِیَتَیْنِ فَاسْتَوْلَدَهَا فَوَلَدَتْ لَهٗ اِبْرَاهِیْمُ وَهِیَ مَارِیَةُ اُمُّ اِبْرَاهِیْمَ وَاَمَّا الْاُخْرٰی فَوَهَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهِیَ اُمُّ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَّانَ.

اور بزار نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ مقوقس قبطی (شاہ مصر) نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دو باندیاں اور ایک خچر (جس کا نام دلدل تھا) بطور ہدیہ بھیجا جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے ان دو باندیوں میں سے ایک باندی (آپ کے پاس رہیں) ان کو حمل ہوا اور ان کے بطن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے یہ ماریہ ام ابراہیم تھیں اور دوسری (باندی) کو رسول اللہ ﷺ نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ہبہ کردیا اور یہ حضرت حسان ؓ کے فرزند عبدالرحمٰن کی والدہ تھیں۔

٣٧٩٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِهٖ وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَیْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلام جب اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح عبادت کرے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

٣٧٩٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعِمَّا لِلْمَمْلُوْکِ اَنْ یَّتَوَفَّاهُ اللّٰهُ بِحُسْنِ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَطَاعَةِ سَیِّدِهٖ نِعِمَّا لَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ غلام کے لیے یہ بات بہت اچھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ایسی حالت میں موت دے کہ وہ اپنے رب کی عبادت اچھی کررہا ہو اور اپنے مالک کی اطاعت بھی اچھی کررہا ہو (حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ) ایسے غلام کے لیے بڑی بھلائی ہے (کیونکہ اس کی عبادت اور اطاعت سے دونوں خوش رہے)۔ (بخاری و مسلم)

٣٧٩٦ - وَعَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهُ قَالَ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنْهُ قَالَ اَیُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِیْهِ فَقَدْ کَفَرَ حَتّٰی یَرْجِعَ

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب غلام اپنے آقا کے پاس سے) بھاگ جاتا ہے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور ایک (دوسری) روایت میں حضرت جریر ہی سے اس طرح مروی ہے کہ جو غلام (آقا کے پاس سے دارالحرب میں) بھاگ جائے تو (اسلام کی) ذمہ داری اس پر سے ہٹ جائے گی۔ (یعنی وہ کفر سے

اِلَيْهِمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قریب ہو جائے گا) (اور اس کا مال اور خون مباح ہو جائے گا) اور ایک (تیسری) روایت میں حضرت جریر ہی سے اس طرح مروی ہے کہ جو غلام اپنے آقاؤں سے (دار الحرب میں) بھاگ جائے تو وہ اس کے پاس واپس آنے تک کافر رہے گا۔

۳۷۹۷ - وَعَنْ سُهَيْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعِيْرٍ قَدْ لَحِقَ ظَهْرُهُ بِبَطْنِهِ فَقَالَ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً رَّوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسے اونٹ پر ہوا (شدت بھوک اور پیاس کی وجہ سے) اس کا پیٹ پیٹھ سے لگ گیا تھا (یہ دیکھ کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان بے زبان جانوروں (کے حقوق ضائع کرنے میں) اللہ سے ڈرو! ان پر ایسی حالت میں سواری کرو جبکہ وہ سواری کے قابل ہوں اور ان کو (چارہ پانی کے لیے) ایسی حالت میں چھوڑو کہ وہ اچھی حالت میں ہوں (اور تھکے ماندہ نہ ہوں)۔ (اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔)

۳۷۹۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ فَقِيْرٌ لَّيْسَ لِيْ شَيْءٌ وَّلِيْ يَتِيْمٌ فَقَالَ كُلْ مِنْ مَّالِ يَتِيْمِكَ غَيْرَ مُسْرِفٍ وَّلَا مُبَادِرٍ وَّلَا مُتَاَثِّلٍ رَّوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهُ قَالَ وَالِيَ الْيَتِيْمِ اِنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَلَا يَاْكُلْ وَاِنْ كَانَ فَقِيْرًا اَخَذَ مِنْ فَضْلِ اللَّبَنِ وَاَخَذَ بِالْقُوْتِ لَا يُجَاوِزُهُ وَمَا يَسْتُرُ مِنْ عَوْرَتِهِ فَاِذَا اَيْسَرَ قَضٰى وَاِنْ اَعْسَرَ فَهُوَ فِيْ حِلٍّ وَّقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَالْاِسْتِعْفَافُ عَنْ مَّالِهِ عِنْدَنَا اَفْضَلُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں غریب اور محتاج ہوں اور میرے پاس کچھ مال نہیں ہے اور میں ایک یتیم کا متولی اور نگران ہوں (کیا میں اپنی تنگدستی کی وجہ سے حق نگرانی لے سکتا ہوں یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: تم اپنے یتیم کے مال سے اپنی خدمت کے معاوضہ کی مقدار کے مطابق) کھا سکتے ہو لیکن تم فضول خرچی نہ کرو اور نہ تم خرچ کرنے میں عجلت سے کام لو اور نہ اپنے لیے (یتیم کے مال سے) مال جمع کرنے والے بنو۔ اس کی روایت ابوداؤد نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور بیہقی نے ابن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ یتیم کا ولی اگر تو نگر ہے تو (یتیم کے مال کے استعمال سے) رکے اور کچھ نہ کھائے اور اگر تنگدست ہے تو (یتیم کا) بچا ہوا دودھ لے لے اور اتنی غذا بھی لے سکتا ہے جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو اور (اتنا کپڑا بھی لے سکتا ہے) جو اس کی شرمگاہ کو چھپائے۔ پھر جب وہ خوشحال ہو جائے تو (یتیم کے مال سے جو جو استفادہ کیا تھا) اس کو ادا کرے اور اگر تنگ حال ہی رہا تو (یتیم کے مال سے جو لیا تھا) وہ اس کے لیے معاف ہے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں کہا ہے کہ یتیم کے مال سے رکنا ہمارے نزدیک افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور اکثر فقہاء حنفیہ کا یہی قول ہے۔

۳۷۹۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں: "وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ"

أَحْسَنُ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى هِيَ ظُلْمًا الْآيَةَ إِنْطَلَقَ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ يَتِيْمٌ فَعَزَلَ طَعَامَهُ مِنْ طَعَامِهِ وَشَرَابَهُ مِنْ شَرَابِهِ فَإِذَا فَضَلَ مِنْ طَعَامِ الْيَتِيْمِ وَشَرَابِهِ شَيْءٌ حُبِسَ لَهُ حَتّٰى يَأْكُلَهُ أَوْ يَفْسُدَ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ تَعَالٰى وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فَخَلَطُوْا طَعَامَهُمْ وَشَرَابَهُمْ بِشَرَابِهِمْ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

(یتیم کے مال کے پاس نہ جانا مگر ایسے طریقہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہو) ''إِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى هِيَ ظُلْمًا'' (وہ لوگ جو ناحق یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے) تو وہ لوگ جن کی نگرانی میں یتیم بچے تھے (انہوں نے بڑی احتیاط برتنی شروع کی) انہوں نے ان بچوں کا کھانا اپنے کھانے سے اور ان کا پینا اپنے پینے سے الگ کر دیا' جب یتیم کا کھانا پینا بچ رہتا تو اس کے لیے رکھ چھوڑتے' یہاں تک کہ اس کو یتیم ہی کھاتا یا پھر خراب ہو جاتا' یہ بات یتیموں کے سرپرستوں پر دشوار گزری تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا' پس اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ''وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلَاحٌ لَهُمْ خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ'' (آپ سے لوگ یتیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ ان سے یہ فرما دیجئے کہ ان کی خیر خواہی بہتر ہے۔ اور اگر تم (ان کا خرچ) اپنے ساتھ ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں) اس کے بعد (ان کے سرپرستوں نے نیک نیتی کے ساتھ) ان کے کھانے پینے کے سامان کو اپنے کھانے پینے کے ساتھ ملا لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ وَحِضَانَتِهِ فِي الصِّغَرِ

چھوٹے بچوں کے بالغ ہونے اور ان کی تربیت اور پرورش کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوْا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. (النور:۵۹)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔

(کنز الایمان از اعلیٰ حضرت الامام الاکبر احمد رضا البریلوی)

۳۸۰۰ - عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِ.

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی یہ بات یاد رکھی ہے کہ (صرف) احتلام کے بعد (ہی بلوغ کی عمر) پوری نہیں ہوتی اور احتلام کے لیے رات یا دن کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت اپنی سنن میں کی ہے۔

۳۸۰۱ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْغُلَامِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ وَفِيْ

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ قلم تین آدمیوں سے اٹھا لیا گیا ہے (ان کے اعمال لکھے نہیں جاتے اور ان پر مواخذہ نہیں) (ایک) سونے والا یہاں تک کہ وہ جاگ اٹھے' لڑکا یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور مجنون یہاں

اَلْمُتَّفَقُ عَلَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ سَنَةً فَرَدَّنِيْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَاَجَازَنِيْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ هٰذَا فَرْقُ مَا بَيْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّيَّةِ.

تک کہ اس کا جنون جاتا رہے اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس وقت میری عمر ۱۴ برس کی تھی؛ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رد کر دیا (غزوہ میں شریک ہونے سے روک دیا) اور غزوۂ خندق کے موقع پر مجھے پھر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور اس وقت میری عمر پندرہ برس کی تھی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (غزوہ میں شرکت کی) اجازت دے دی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ (پندرہ برس کی عمر) (نابالغ) لڑکوں اور لڑنے والوں کے درمیان فرق کرنے والی ہے (حد فاصل ہے)۔

ف: واضح ہو کہ لڑکے کے بالغ ہونے کی تین علامتیں ہیں۔ ایک احتلام دوسرے احبال (کم سنی میں شادی کے بعد بیوی سے جماع کرنے سے اس کو حمل ٹھہر جائے) اور تیسرے انزال؛ اگر ان نشانیوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو لڑکا اٹھارہ برس پورے ہونے پر بالغ سمجھا جائے گا۔ اور لڑکی کے بلوغ کی بھی تین نشانیاں ہیں ایک حیض؛ دوسرے احتلام اور تیسرے حمل کا اقرار پانا اور اگر ان تین نشانیوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو لڑکی سترہ برس پورے ہونے پر بالغ ہوگئی۔ بلوغ کی یہ نشانیاں لڑکے میں کم سے کم بارہ برس سے اور لڑکی میں ۹ سال سے شروع ہوتی ہیں اور اس عمر سے پہلے اگر بلوغ کی نشانیاں ظاہر ہوں تو اس کا اعتبار نہیں۔

۳۸۰۲ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهٗ وِعَاءً وَّثَدْيِيْ لَهٗ سِقَاءً وَّحِجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَّاِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَاَرَادَ اَنْ يَّنْزِعَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے (حاضر ہو کر) عرض کیا؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بیٹا ہے (حمل کے دوران) میرا پیٹ اس کے لیے برتن تھا اور پیدائش کے بعد میری چھاتیاں اس کے لیے مشکیزہ تھی اور میری گود (اس کے لیے گہوارہ تھیں اور (اب) اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور چاہتا ہے کہ مجھ سے اس بچہ کو چھین لے؛ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اس کی پرورش کی زیادہ حق دار ہے جب تک کہ تو دوسرے سے نکاح نہ کرے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ پرورش اور تربیت چھوٹے بچہ کا حق ہے اس لیے کہ وہ سرپرست کا محتاج ہے؛ کبھی تو وہ جسمانی حفاظت کا ضرورت مند ہوتا ہے تو کبھی اپنے مال کی حفاظت کا محتاج ہوتا ہے۔ شریعت نے چھوٹے بچوں کی ان دونوں چیزوں کے لیے اس کو سرپرست بنایا ہے جو ان کے لیے زیادہ مفید ہے" چنانچہ مال کی ولایت باپ اور دادا کے سپرد کی؛ اس لیے کہ عورتوں کے مقابلہ میں یہ زیادہ سمجھ اور تجربہ رکھتے ہیں اور پرورش کے لیے ولایت عورتوں کو دی گئی کہ وہ بچوں کی حفاظت میں مردوں سے بڑھ کر شفیق ہوتی ہیں اور اس کے لیے بھی کہ وہ گھروں میں رہتی ہیں؛ چنانچہ باپ کی عدم موجودگی میں بچہ کی پرورش ماں کرے گی جب تک کہ وہ دوسرا عقد کسی اجنبی سے نہ کرے اور اگر ماں پرورش نہیں کر سکتی تو پھر نانی یا ننھیال سے کوئی خاتون ہو اور ننھیال میں کوئی نہ ہو تو پھر دادی اور اگر دادی نہ ہو تو پھر بہنیں اور اگر بہنیں نہ ہوں تو خالہ پھر پھوپھی؛ پھر بھتیجی یا بھانجی؛ پھر ماں کی خالہ یا باپ کی خالہ اسی طرح عصبات اور وراثت کی ترتیب میں جو اقرب ہیں؛ وہ بچہ کی پرورش کریں گے۔

٣٨٠٣ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهُ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَّيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ خَرَجَ فَتَبِعَتْهُ اِبْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ بِنْتُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے دن (مشرکوں سے) تین شرطوں پر صلح کی: (۱) جو مشرک مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آ جائے اس کو مشرکین کے پاس واپس کر دیا جائے گا (۲) اور جو مسلمان مشرکوں کے پاس چلا جائے تو مشرکین اس کو واپس نہیں کریں گے اور (۳) یہ کہ آئندہ سال عمرہ کی قضاء کرنے کے لیے مکہ معظمہ داخل ہو سکتے ہیں اور صرف تین دن ٹھہر سکتے ہیں اس صلح کے مطابق جب آپ ﷺ مکہ معظمہ تشریف لائے اور مدت گزر گئی تو مدینہ منورہ کی طرف واپس ہونے لگے تو حضرت حمزہ رض کی صاحبزادی آپ کے پیچھے آنے لگی اور میرے چچا! میرے چچا! پکارنے لگیں (یعنی مجھے بھی لیتے چلو) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سرپرستی میں لینے کے ارادہ سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ تو حضرت علی حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم تینوں (ان کی پرورش کے بارے) میں جھگڑنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کو پہلے لے لیا ہے اور وہ میری چچا زاد بہن ہیں اس لیے میں ان کی پرورش کا زیادہ حق دار ہوں) اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بھی میری چچا زاد بہن ہیں اور ان کی خالہ میری بیوی تھی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ تو میری بھتیجی ہیں (یہ سن کر) حضور اقدس ﷺ نے فیصلہ فرمایا: ان کی کفیل ان کی خالہ رہیں گی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خالہ ماں کی طرح ہے اور ان سب کی دل جوئی کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم صورت اور سیرت میں میرے مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہمارے بھائی اور ہمارے محبّ ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٣٨٠٤ - وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ اِمْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَوَلَدَتْ لَهُ عَاصِمًا ثُمَّ فَارَقَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَرَكِبَ يَوْمًا اِلٰى قُبَاءَ فَوَجَدَ اِبْنَهُ يَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَاَخَذَ بِعَضُدِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الدَّابَّةِ فَاَدْرَكَتْهُ جَدَّةُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْهُ اِيَّاهُ فَاَقْبَلَا حَتّٰى اَتَيَا اَبَا بَكْرٍ فَقَالَ عُمَرُ هٰذَا اِبْنِيْ وَقَالَتِ الْمَرْاَةُ اِبْنِيْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا فَمَا رَاجَعَهُ عُمَرُ الْكَلَامَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمَالِكٌ

حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رض کی ایک بیوی قبیلہ انصار کی تھیں ان سے عاصم پیدا ہوئے اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو چھوڑ دیا یعنی طلاق دے دی ایک دن حضرت عمر سواری پر قباء جا رہے تھے تو اپنے بچہ (عاصم) کو صحن مسجد میں کھیلتا ہوا پایا تو اس کا بازو پکڑا اور سواری پر اپنے سامنے بیٹھا لیا تو بچہ کی نانی آپ کے پاس پہنچیں اور بچہ کو واپس لینے کے لیے آپ سے جھگڑنے لگیں دونوں اس بارے میں فیصلہ کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے حضرت عمر نے کہا کہ یہ بچہ میرا ہے اور عورت نے کہا میرا بچہ ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: بچے کو اس کی ماں کے پاس چھوڑ دو

فِی الْمُوَطَّا وَزَادَ الْبَیْہَقِیُّ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُوْلَہُ وَالِدَۃٌ عَنْ وَّلَدِھَا.

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ نے اس بارے میں کچھ نہیں کیا اور بچہ کو چھوڑ دیا۔ اس کی روایت بیہقی اور عبدالرزاق نے کی ہے اور امام مالک نے اس کی روایت موطا میں کی ہے اور بیہقی نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ کم سن بچہ کے بارے میں ماں کو پریشان نہ کیا جائے۔

ف: واضح ہو کہ بچہ کی حضانت (پرورش) کی مدت سات برس ہے یہاں تک کہ وہ بذات خود کھانے پینے اور استنجاء کرنے کے قابل ہو جائے اور امام ابوبکر رازی نے حضانت کی مدت کو نو برس قرار دیا ہے لیکن فتویٰ پہلے قول پر ہی ہے اور بچی کی حضانت (پرورش) کی مدت حیض کا آنا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ شہوت کی حد کو پہنچ جائے۔

اور سراجیہ میں لکھا ہے کہ ماں بچہ کی پرورش کر رہی ہو اور نکاح میں نہ ہو یا عدت میں نہ ہو اور دودھ بھی پلاتی ہو تو اس کو رضاعت کی اجرت کے علاوہ حضانت کی اجرت بھی علیحدہ ملے گی۔ (یہ فتاویٰ عالمگیریہ سے ماخوذ ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْعِتْقِ

غلام باندی کو آزاد کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ (البلد: ١١ـ١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر وہ (ان نعمتوں کے شکر میں) گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا۔ (اے پیغمبر ﷺ!) آپ نے کیا سمجھا کہ گھاٹی سے ہماری کیا مراد ہے؟ (گھاٹی سے مراد ہے:) کسی کی گردن کا (غلامی کو قرض کے پھندے سے) چھڑا دینا یا بھوک کے دن یتیم کو کھلانا (خاص کر) جبکہ وہ اپنا رشتہ دار بھی ہو یا محتاج خاک نشین کو کھانا کھلانا۔

ف: روح البیان میں ''فَكُّ رَقَبَةٍ'' کی تفصیل اس طرح ہے کہ غلامی سے مراد خواہ اس طرح ہو کہ کسی غلام کو آزاد کر دے یا اس طرح کہ غلام مکاتب کو اتنا مال دے، جس سے وہ آزادی حاصل کر سکے، یا اس کو آزاد کرانے میں مدد کرے یا کسی اسیر یا قرض دار کے رہا کرانے میں اعانت کرے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اعمالِ صالحہ اختیار کر کے اپنی گردن کو عذابِ آخرت سے چھڑائے۔ ۱۲

بَابٌ

غلام باندی کو آزاد کرنے والے کے لیے دوزخ سے چھٹکارا ہے

٣٨٠٥ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً مُّسْلِمَةً اَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ مِنَ النَّارِ حَتّٰى فَرْجَهٗ بِفَرْجِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان غلام باندی کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس غلام باندی کے ہر ہر عضو کے بدلہ میں اس (آزاد کرنے والے) کے ہر ہر عضو کو دوزخ سے آزاد کر دے گا، یہاں تک کہ اُس کی شرمگاہ کے بدلہ میں اِس کی شرمگاہ کو بھی آزاد کر دے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مسجد بنانے اور غلام آزاد کرنے اور نیک کاموں کا صلہ

٣٨٠٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِيُذْكَرَ اللّٰهُ فِيْهِ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ اَعْتَقَ نَفْسًا مُّسْلِمَةً كَانَتْ فِدْيَتَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسجد کو اس نیت سے بنائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اس کے لیے جنت میں محل بنایا جائے گا اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا تو وہ اس کے لیے دوزخ سے (نجات کا) فدیہ ہو گا۔ اور جو شخص اللہ

وَمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ صَاحِبُ الْمَصَابِيْحِ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ .

تعالیٰ کی راہ میں (یعنی جہاد میں یا علم دین کی طلب یا حج میں یا دین کے کاموں میں) بوڑھا ہو گیا تو یہ (بڑھاپا) قیامت کے دن اس کے لیے روشنی کا سبب بنے گا۔ اس کی روایت صاحب المصابیح نے شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

غلام کا آزاد کرنا بھی قاتل کی نجات کا سبب ہے

٣٨٠٧ - وَعَنِ الْغَرِيْفِ بْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ اَتَيْنَا وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ فَقُلْنَا حَدِّثْنَا حَدِيْثًا لَّيْسَ فِيْهِ زِيَادَةٌ وَّلَا نُقْصَانٌ فَغَضِبَ وَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَقْرَاُ وَمُصْحَفُهٗ مُعَلَّقٌ فِيْ بَيْتِهٖ فَيَزِيْدُ وَيَنْقُصُ فَقُلْنَا اِنَّمَا اَرَدْنَا حَدِيْثًا سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَاحِبٍ لَّنَا اَوْجَبَ يَعْنِي النَّارَ بِالْقَتْلِ فَقَالَ اَعْتِقُوْا عَنْهُ يُعْتِقُ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت غریف بن الدیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پس ہم نے کہا: آپ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنائیے جس میں کوئی زیادتی اور کمی نہ ہو (یہ سن کر) حضرت واثلہ ناراض ہو گئے اور فرمایا: تم میں سے ہر شخص قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس کا قرآن مجید اس کے گھر میں لٹکا ہوا ہے تو (کیا) وہ (قرآن مجید میں) کمی بیشی کر سکتا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمیں ایک ایسی حدیث سنائیے جس کو خود آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو تو آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک ایسے دوست کا معاملہ لے کر پیش ہوئے جس نے کسی کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس پر دوزخ واجب ہو گئی تھی (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: اس کی طرف سے ایک غلام آزاد کر دو تو اللہ تعالیٰ اُس کے ہر عضو کے بدلے اِس کے (یعنی قاتل کے) ہر ہر عضو کو دوزخ سے آزاد فرما دیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

جن گناہوں کی حدود مقرر ہوں ان کے جاری ہونے کے باوجود توبہ بھی ضروری ہے

ایسے گناہ جن پر حد مقرر ہے حد جاری کرنے کے بعد بھی توبہ کی ضرورت ہے صرف حد کا جاری ہو جانا گناہ کے کفارہ کے لیے کافی نہیں۔ اس وجہ سے کہ حد تو گناہ کا شرعی اور قانونی کفارہ ہے اور توبہ اس گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جو ناراضگی ہوتی ہے اس کے دفع ہونے کا سبب ہے۔ اس وجہ سے بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ گناہ کی حد جاری ہونے کے بعد توبہ نہ کی گئی تو گناہ کا بوجھ باقی رہے گا۔

اوپر جو تصریح کی گئی ہے وہ اس بات سے متعلق ہے کہ وہاں قتل عمد تھا اور اگر کسی نے خودکشی کر لی تو ایسی صورت میں حدیث کا مفہوم واضح ہے کہ خودکشی کرنے والے شخص کے ورثاء اس کی طرف سے غلام آزاد کر دیں تاکہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے۔

(ماخوذ از درمختار ردالمحتار اور بذل المجہود)

بَابٌ

جنت میں داخل کرنے والے اعمال کون سے ہیں؟

٣٨٠٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَلِّمْنِيْ عَمَلًا يُّدْخِلُنِي الْجَنَّةَ قَالَ لَئِنْ كُنْتَ اَقْصَرْتَ الْخُطْبَةَ لَقَدْ اَعْرَضْتَ الْمَسْئَلَةَ اَعْتِقِ النَّسَمَةَ وَفُكَّ الرَّقَبَةَ قَالَ اَوَ لَيْسَا وَاحِدًا قَالَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسا عمل بتائیے جس (کے کرنے) سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں آپ نے فرمایا: اگرچہ کہ تو نے مختصر (سوال) بیان کیا ہے لیکن سوال کو بہت پھیلا دیا ہے (یعنی بڑے کام کی بات دریافت کی ہے) تیرے سوال کا

لَا عِتْقُ النَّسَمَةِ اَنْ تَفَرَّدَ بِعِتْقِهَا وَفَكُّ الرَّقَبَةِ اَنْ تُعِيْنَ فِيْ ثَمَنِهَا وَالْمَنْحَةَ الْوَكُوْفَ وَالْفَيْءَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ الظَّالِمِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَاَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْاٰنَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ ذٰلِكَ فَكُفَّ لِسَانَكَ اِلَّا مِنْ خَيْرٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

جواب یہ ہے کہ) تو کسی جان کو آزاد کرے اور کسی گردن کے چھڑانے میں مدد کرے۔ اس نے کہا: کیا یہ دونوں چیزیں ایک ہی نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں! جان کے آزاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ تو تنہا پورے غلام کو اپنی طرف سے آزاد کرے اور گردن چھڑانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے (آزاد کرانے کی) قیمت میں تو (کسی کی) اعانت کرے (یعنی چند آدمی شریک ہو کر غلام کو آزاد کروائیں اور جنت میں داخل کرانے والا یہ کام بھی ہے کہ) کسی دودھ دینے والے جانور کو کسی محتاج آدمی کو دودھ پینے کے لیے دے دے اور اپنے ظالم رشتہ دار پر احسان اور مہربانی کرے اور اگر تو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو بھوکے کو کھانا کھلا اور پیاسے کو پانی پلا اور نیک بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کر اور اس کی بھی اگر تجھ میں طاقت نہ ہو تو اپنی زبان کو روک کے رکھ سوائے اچھی بات کے (یعنی اچھی بات بیان کر یا پھر خاموش رہ)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

فضیلت والے اعمال کا بیان

٣٨٠٩ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِيْ سَبِيْلِهٖ قَالَ قُلْتُ فَاَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَّاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کون سی نیکی (ثواب میں) افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستہ میں جہاد کرنا، فرماتے ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا سب سے بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اس کے مالک کو وہ بہت پسند ہو، میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ کام نہ کر سکوں (تو پھر کون سا کام کروں جس سے میں بڑا درجہ حاصل کر سکوں)؟ تو آپ نے فرمایا: کسی (مسلمان) کاریگر کی مدد کر دیا بے ہنر آدمی کو کام پر لگاؤ، میں نے عرض کیا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں؟ تو آپ نے فرمایا: تو تم لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ، اس لیے کہ یہ بھی تمہارے لیے صدقہ ہے، جس کو تم اپنے آپ پر کر رہے ہو (یعنی دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا خود اپنے ساتھ نیکی کرنا ہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

غلامی سے آزاد کرانے کی سفارش کی فضیلت

٣٨١٠ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ الشَّفَاعَةُ بِهَا تُفَكُّ الرَّقَبَةُ رَوَاهُ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے کہ کسی کی گردن کے چھڑانے میں سفارش کی جائے (یعنی کسی غلام کو آزاد کر دیا جائے یا کسی سزا میں

اَلْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ .

وہ مارا جانے والا تھا تو سفارش کر کے اس کو رہا کرایا جائے)۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ اِعْتَاقِ الْعَبْدِ الْمُشْتَرَكِ وَشِرَاءِ الْقَرِیْبِ وَالْعِتْقِ فِی الْمَرَضِ

مشترک غلام کو آزاد کرنے، قرابت دار غلام کو خریدنے اور (مالک کا) اپنی بیماری کی حالت میں غلام آزاد کرنا

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِیْهِمْ خَیْرًا﴾ (النور:۳۳)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے ہاتھ کی ملک (باندی، غلاموں میں سے) جو یہ چاہیں کہ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو، تم انھیں لکھ دو، بشرطیکہ تم ان پر بہتری کے آثار پاؤ (یعنی آزادی کے بعد مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچائیں گے)۔

ف: اصطلاحِ شرع میں مکاتبت یہ ہے کہ غلام اپنے مالک سے یوں کہے کہ میں تم کو محنت مزدوری وغیرہ سے اتنا روپیہ کما دوں گا، وہ رقم لے کر تم مجھے آزاد کر دینا اور مالک اس بات پر راضی ہو جائے، اس کو مکاتبت کہتے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

مشترکہ غلام کو آزاد کرنے کے مسائل

۳۸۱۱ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ یَزِیْدَ قَالَ کَانَ لَنَا غُلَامٌ قَدْ شَهِدَ الْقَادِسِیَّةَ فَاَبْلٰی فِیْهَا وَكَانَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اُمِّیْ وَبَیْنَ اَخِی الْاَسْوَدِ فَاَرَادُوْا عِتْقَهٗ وَكُنْتُ یَوْمَئِذٍ صَغِیْرًا فَذَكَرَ ذٰلِكَ الْاَسْوَدُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَعْتِقُوْا اَنْتُمْ فَاِذَا بَلَغَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَاِنْ رَّغِبَ فِیْمَا رَغِبْتُمْ اُعْتِقَ وَاِلَّا ضَمَّنَكُمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ بِاِسْنَادٍ قَوِیٍّ وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ .

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک غلام تھا، جو قادسیہ (کے غزوہ) میں شریک ہوا اور اس نے (مشرکین کا) خوب جم کر مقابلہ کیا (اور اپنے جوہر دکھائے) اور وہ (غلام) میرے، میری ماں اور میرے بھائی اسود کے درمیان مشترک تھا (یعنی ہم تینوں اس کے مالک تھے) تو ان لوگوں نے (یعنی میری والدہ اور بھائی نے) اس کو آزاد کرنا چاہا اور اس وقت میں چھوٹا تھا۔ تو اسود نے اس کا ذکر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا تو آپ نے فرمایا: تم (دونوں اس غلام کو) آزاد کر دو اور عبدالرحمٰن جب بالغ ہو جائے اور تمہاری خواہش کی طرح وہ بھی آزاد کرنا چاہے تو وہ آزاد کر دے گا ورنہ اس (کے حصہ کی قیمت) کے بارے میں تم کو ضامن کر دے گا (یعنی تم دونوں کو اس کے حصہ کی قیمت ادا کرنی ہو گی)۔ اس کی روایت امام طحاوی نے قوی سند کے ساتھ کی ہے اور بخاری و مسلم کی متفقہ روایت ہے۔

۳۸۱۲ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شَقِیْصًا مِّنْ مَّمْلُوْكِهٖ فَعَلَیْهِ خَلَاصُهٗ فِیْ مَالِهٖ فَاِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِیْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِیَ غَیْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَیْهِ .

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (کہ غلام کئی مالکوں میں مشترک ہو اور ان میں سے) کوئی ایک غلام کا اپنا حصہ آزاد کر دے تو اس کو چاہیے کہ (دوسرے مالکوں کے حصہ کی) رقم دے کر اس کو آزاد کر دے اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو غلام (دوسرے مالکوں کی) واجب الاداء قیمت کی ادائیگی کا پابند ہو گا، پھر اس کو (موجودہ مالکوں کی طرف سے) ان کے حصہ کے مطابق

بغیر مشقت کے خدمت لی جائے گی۔

وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِاِسْنَادٍ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِیْ عُذْرَۃَ اَعْتَقَ مَمْلُوْکًا لَّہٗ عِنْدَ مَوْتِہٖ وَلَیْسَ لَہٗ مَالٌ غَیْرُہٗ فَاَعْتَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُلُثَہٗ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّسْعٰی فِی الثُّلُثَیْنِ.

اور عبدالرزاق نے ایک ایسی سند سے روایت کی ہے جس کے راوی ثقہ ہیں کہ قبیلہ بنی عذرہ کے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو اپنی موت کے وقت آزاد کر دیا اور اس کا مال صرف یہی (غلام) تھا' تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ایک تہائی کو آزاد کر دیا اور اس کو حکم دیا کہ (بقیہ) دو تہائی کی حد تک خدمت کرتا رہے۔

بَابٌ

محرم قرابت دار غلام بن جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا

٣٨١٣- وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّلَکَ ذَا رَحِمٍ مَّحْرَمٍ فَھُوَ حُرٌّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ' حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے محرم قرابت دار کا مالک ہو جائے تو وہ (محرم قرابت دار) آزاد ہو جائے گا (یعنی اس کی ملکیت میں آتے ہی آزاد ہو جاتا ہے خواہ وہ ہبۃً ہو یا وصیۃً ہو یا خریدنے کی وجہ سے ہو)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَہٗ اِلَّا اَنْ یَّجِدَہٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَہٗ.

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے احسانات کا پورا پورا بدلہ نہیں ادا کر سکتا مگر اس صورت میں جبکہ باپ کو کسی کا غلام پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں جو ارشاد ہے کہ محرم قرابت دار غلام بن جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا' اس کا تعلق صرف ایک ہی واسطہ کی قرابت سے ہے' یعنی بیٹا' باپ' بھائی' چچا اور اسی طرح اصول اور فروع یعنی دادا' پوتا اوپر اور نیچے تک اسی حکم میں داخل رہیں گے' البتہ چچا کا بیٹا اور بیٹی' اور بھائی کا بیٹا اور بیٹی' اور سسرالی رشتہ دار اور اسی طرح رضاعی رشتہ دار اس حکم میں داخل نہیں ہوں گے یعنی غلام بننے پر یہ آزاد نہیں ہوں گے۔ (ماخوذ از شروح الکنز) ١٢

بَابٌ

مدبّر غلام اپنے آقا کے انتقال پر ایک تہائی حصہ کی حد تک آزاد رہے گا

٣٨١٤- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُدَبَّرُ لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْھَبُ وَھُوَ حُرٌّ مِّنَ الثُّلُثِ رَوَاہُ الدَّارُ قُطْنِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مدبّر غلام کو نہ تو بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہبہ کیا جا سکتا ہے البتہ وہ (اپنے آقا کے مرنے پر) ایک تہائی حصہ کی حد تک آزاد رہے گا' اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

وَاحْتَجَّ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ الْکَرْخِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ وَالرَّازِیُّ وَغَیْرُھُمْ وَھُمْ اَسَاطِیْنُ

اور امام کرخی' امام طحاوی اور امام رازی اور ان کے علاوہ دوسرے فقہاء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور یہ ائمہ حدیث ہیں۔

فِی الْحَدِیْثِ.

ف: مُدبّر وہ غلام ہے جس کے بارے میں مالک یوں کہے کہ میرا غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہے' ایسے غلام کو مدبّر کہتے ہیں۔۱۲

بَابٌ

اُمِ ولد اپنے مالک کے مرنے پر آزاد ہو جائے گی

۳۸۱۵- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَلَدَتْ اَمَۃُ الرَّجُلِ مِنْہُ فَھِیَ مُعْتَقَۃٌ عَنْ دُبُرٍ مِّنْہُ اَوْ بَعْدَہٗ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا: جس شخص کی لونڈی اپنے مالک سے بچہ جنے تو وہ مالک کے مرنے کے بعد آزاد ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارُقُطْنِیُّ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ ذُکِرَتْ اُمُّ اِبْرَاھِیْمَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْتَقَھَا وَلَدُھَا.

اور ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کی ہے کہ آپ نے کہا کہ اُم ابراہیم (یعنی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا) کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہوا' تو آپ نے فرمایا: اس کے بیٹے نے اس کو آزاد کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ جس باندی کے بطن سے مالک کے ہاں بچہ پیدا ہوا' اس باندی کو اُم ولد کہتے ہیں اور اُم ولد مالک کے انتقال پر آزاد ہو جاتی ہے۔۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۸۱۶- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بِعْنَا اُمَّھَاتِ الْاَوْلَادِ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ فَلَمَّا کَانَ عُمَرُ نَھَانَا عَنْہُ فَانْتَھَیْنَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُم ولد کو بیچا ہے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے ہمیں اُم ولد کو بیچنے سے منع فرمایا تو ہم بیچنے سے رُک گئے۔ اس حدیث کو ابوداود نے روایت کیا ہے۔

وَرَوَی الدَّارُقُطْنِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی عَنْ بَیْعِ اُمَّھَاتِ الْاَوْلَادِ وَقَالَ لَا یُبَعْنَ وَلَا یُوْھَبْنَ وَلَا یُوْرَثْنَ یَسْتَمْتِعُ بِھَا السَّیِّدُ مَادَامَ حَیًّا وَّاِذَا مَاتَ فَھِیَ حُرَّۃٌ.

اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اُم ولد کے بیچنے سے منع فرمایا اور یوں ارشاد فرمایا کہ اُم ولد نہ تو بیچی جاسکتی ہیں اور نہ تو ان کو ہبہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کو ترکہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے' البتہ مالک اپنی زندگی میں ان سے فائدہ اٹھاتا رہے گا اور جب وہ مر جائے تو اُم ولد آزاد ہو جائے گی۔

بَابٌ

غلام کا مال آقا کا ہے

۳۸۱۷- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعْتَقَ عَبْدًا وَّلَہٗ مَالٌ فَمَالُ الْعَبْدِ لَہٗ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ السَّیِّدُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے اپنا غلام آزاد کر دیا اور غلام کے پاس مال ہے تو یہ مال اس کے مالک کا ہے' مگر یہ کہ مالک شرط کر دے (کہ جو مال غلام کے پاس ہے' اسی کا ہے اور آقا کی طرف سے یہ مال غلام کے لیے عطیہ ہو

گا)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

غلام کی خرید و فروخت کے وقت کیا کوئی شرط لگائی جا سکتی ہے؟

۳۸۱۸ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰى عَبْدًا فَلَمْ يَشْتَرِطْ مَالَهٗ فَلَا شَيْءَ لَهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی غلام کو خریدا اور اس نے (بوقت خرید غلام کے کمائے ہوئے مال کو لینے کی) شرط نہیں کی تو (خریدنے والے کو) غلام کے مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

خدمت کی شرط لگا کر غلام کو آزاد کیا جا سکتا ہے

۳۸۱۹ - وَعَنْ سَفِيْنَةَ قَالَ كُنْتُ مَمْلُوْكًا لِاُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اُعْتِقُكَ وَاَشْتَرِطُ عَلَيْكَ اَنْ تَخْدِمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتَ فَقُلْتُ اِنْ لَّمْ تَشْتَرِطِيْ عَلَيَّ مَا فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عِشْتُ فَاَعْتَقَتْنِيْ وَاشْتَرَطَتْ عَلَيَّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا غلام تھا' ام المؤمنین نے (ایک دن مجھ سے) فرمایا کہ میں تم کو اس شرط پر آزاد کرتی ہوں کہ تم اپنی زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے رہو' میں نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ شرط نہ لگاتیں تو بھی میں زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتا' بہر حال ام المؤمنین نے مجھے آزاد کر دیا اور شرط بھی لگا دی (کہ میں زندگی بھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہوں)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

مکاتب غلام جب تک پوری رقم ادا نہ کرے' آزاد نہیں ہو گا

۳۸۲۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ مُّكَاتَبَتِهٖ دِرْهَمٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ.

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَاتَبَ عَبْدَهٗ عَلٰى مِائَةِ اَوْقِيَةٍ فَاَدَّاهَا اِلَّا عَشَرَةَ اَوَاقٍ اَوْ قَالَ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ ثُمَّ عَجَزَ فَهُوَ رَقِيْقٌ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کے دادا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مکاتب غلام پر جب تک ایک درہم بھی باقی رہے گا تب تک وہ غلام ہی رہے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے سندِ حسن کے ساتھ کی ہے۔

اور ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب ہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام سے ایک سو اوقیہ پر مکاتبت کی اور غلام نے نوے اوقیہ ادا کر دیئے' سوائے دس اوقیہ یا دس دینار کے (جو باقی رہ گئے) پھر ان کے ادا کرنے سے عاجز آ گیا تو وہ (بدستور) غلام ہی رہے گا۔

بَابٌ

میت کی طرف سے غلام آزاد کیا جائے تو اس کو فائدہ پہنچے گا

۳۸۲۱ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عَمْرَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ اُمَّهٗ اَرَادَتْ اَنْ تُعْتِقَ فَاَخَّرَتْ ذٰلِكَ اِلٰى اَنْ تُصْبِحَ فَمَاتَتْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ اَيَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ نے ایک غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا (لیکن آزاد کرنے میں) انہوں نے اتنی دیر کر دی کہ صبح ہو گئی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد (رحمۃ اللہ علیہ' جو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہیں) سے

عَنْهَا فَقَالَ الْقَاسِمُ اَتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ هَلَكَتْ فَهَلْ يَنْفَعُهَا اَنْ اُعْتِقَ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ رَوَاهُ مَالِكٌ.

دریافت کیا کہ اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے اس (غلام) کو آزاد کردوں تو کیا یہ چیز ان کو فائدہ دے گی؟ تو حضرت قاسم نے فرمایا کہ (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کا ایک ایسا ہی واقعہ سنو) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری والدہ انتقال کر چکی ہیں، اگر میں ان کی طرف سے غلام آزاد کردوں تو کیا اس سے اُن کو فائدہ پہنچے گا؟ تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (مرنے کے بعد تم ان کی طرف سے غلام آزاد کرو تو ان کو فائدہ پہنچے گا)۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَوْمٍ نَامَهٗ فَاَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ اُخْتُهٗ رِقَابًا كَثِيْرَةً.

اور امام مالک ہی کی ایک روایت میں جو یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا انتقال نیند کی حالت میں ہو گیا تو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے (ان) بھائی کی طرف سے کئی غلام آزاد کیے۔

ایصالِ ثواب کی دلیل

واضح ہو کہ صدقات کی تمام قسمیں اور مالی اور بدنی عبادتوں کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اس کی مغفرت اور درجات کی بلندی کا سبب ہوتا ہے اور اس بارے میں بہت سی روایتیں موجود ہیں، جن کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور اور دوسری کتابوں میں بیان کیا ہے اور مُردوں کے لیے غلاموں کا آزاد کرنا بہترین صدقہ ہے، اس لیے کہ نسائی نے حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہمارے ایک دوست کا انتقال ہو گیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرو، اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر ہر عضو کے بدلہ اس شخص کے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سے آزاد کریں گے۔ (یہ مضمون تعلیق مجد سے ماخوذ ہے) ۱۲

بَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ — قسمیں کھانے اور نذریں ماننے کا بیان

واضح ہو کہ "اَیمان"، "یمین" کی جمع ہے "یمین" کے معنی لغت میں قوت اور مضبوطی کے ہیں اور شرع میں قسم کو کہتے ہیں، جو اللہ کے نام یا اس کی صفت پر کھائی جائے تاکہ جس بات پر قسم کھائی جارہی ہے، وہ مضبوط ہو جائے اور سننے والا اس پر اعتبار کر لے۔ قسم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) یمین غَموس، وہ قسم ہے جو کسی گزری ہوئی بات پر قصداً جھوٹی قسم کھائی جائے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے، اللہ کے پاس اُس پر مؤاخذہ ہے اور احناف کے نزدیک اس پر کفارہ نہیں، البتہ توبہ اور استغفار ہے۔

(۲) یمین منعقدہ، وہ قسم ہے جو آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر اللہ کی قسم کھائی جائے، اگر قسم کے مطابق کام کر لیا تو ٹھیک ہے اور اگر خلاف کیا جائے تو کفارہ ہے۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے یا غلام آزاد کرے اور اگر یہ نہیں ہوسکتا تو تین روزے رکھے۔

(۳) یمین لغو، وہ قسم ہے کہ انسان بلا قصد و ارادہ اپنے خیال کے مطابق قسم کھالے۔ ایسی قسم معاف ہے اور اس پر مؤاخذہ بھی نہیں ہے۔

نذر:

اور نذر یہ ہے کہ انسان کسی ایسی چیز کو جو اس کے اوپر لازم اور ضروری نہ ہو اس کو اپنے اوپر لازم قرار دے اگر گناہ کی نذر نہیں مانی ہے تو اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ" ان کو اپنی نذریں پوری کرنی چاہئیں۔ اور گناہ کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے اور غیر اللہ کی نذر ماننا حرام ہے۔

قسم کھانے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾ (البقرۃ: ۲۲۵) وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (المائدۃ: ۸۹)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا مواخذہ نہیں کرتے تمہاری ان قسموں پر جو لایعنی ہوں (اور بے ارادہ تمہاری زبان سے نکل جائیں) لیکن ان قسموں پر تم سے ضرور مواخذہ کرتے ہیں جن کو تم نے اپنے دلی ارادہ سے یعنی جان بوجھ کر کھایا ہو اور اللہ بخشنے والے اور حلیم (یعنی بردبار) ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارا مواخذہ نہیں کرتے تمہاری ان قسموں پر جو لایعنی ہوں (اور بے ارادہ تمہاری زبان سے نکل جائیں) اور لیکن ان قسموں پر ضرور تمہارا مواخذہ کرتے ہیں جس کو تم نے (بالارادہ) پختگی کے ساتھ کھایا ہو پس (ایسی پکی قسم کو توڑنے کا) کفارہ دس مسکینوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا (دس مسکینوں کو) کپڑا پہنا دینا ہے یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے جو (ان تین چیزوں میں سے) کچھ نہ پائے تو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر توڑ دو اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو (یعنی انہیں پورا کرو اگر شرعاً کوئی حرج نہ ہو اور قسم کھانے کی عادت نہ ڈالو) اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تم کو صاف صاف بیان فرماتا ہے تاکہ تم اس کی شکرگزاری کرو۔

بَابٌ

حضور اکثر کن الفاظ سے قسم کھایا کرتے تھے؟

۳۸۲۲- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ تر ان الفاظ سے قسم کھایا کرتے تھے: "لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ" (یہ بات ایسی نہیں ہے! دلوں کے پھیرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کی قسم!) اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

کون سی قسم معتبر ہے؟

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایک نام کے ساتھ قسم کھائی جائے تو وہ بلاشبہ قسم ہوگی جیسے "بِاللّٰهِ، بِالرَّحْمٰنِ، وَالرَّحِيْمِ" وغیرہ اور اگر اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتی کے ساتھ قسم کھائی جائے تو اس مقام کے عرف کا لحاظ ہوگا جو عوام میں قسم کے الفاظ کے لیے مشہور ہیں جیسے "وَعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ وَكِبْرِيَائِهٖ" وغیرہ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ قسم کھائی جائے تو وہ قسم ہی نہ ہوگی۔ ۱۲

بَابٌ

٣٨٢٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اجْتَھَدَ فِی الْیَمِیْنِ قَالَ لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

قسم میں مبالغہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب قسم کھانے میں مبالغہ کرتے تو یوں فرماتے: "لَا وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی الْقَاسِمِ بِیَدِہٖ" (یہ بات ایسی نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے!) اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٣٨٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَتْ یَمِیْنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَلَفَ لَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

قسم کھانے کا ایک اور طریقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی اس طرح بھی قسم کھایا کرتے تھے: "لَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" (یہ بات ایسی نہیں! میں لغو قسم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

٣٨٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَنْھَاکُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ مَنْ کَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰہِ اَوْ لِیَصْمُتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِیْ وَلَا بِاٰبَائِکُمْ.

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِکُمْ وَلَا بِاُمَّھَاتِکُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوْا بِاللّٰہِ اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ.

ماں' باپ اور بتوں کی قسم کھانے کی ممانعت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے باپ دادوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے اور جس کسی کو قسم کھانی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائے یا (پھر) خاموش رہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نہ بتوں کی قسم کھاؤ اور نہ اپنے باپوں کی۔

اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم نہ تو اپنے باپوں کی قسم کھاؤ' نہ اپنی ماؤں کی اور نہ بتوں کی اور (جب) اللہ کی قسم کھاؤ تو سچی ہی قسم کھاؤ۔

بَابٌ

٣٨٢٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ اَشْرَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی' اس نے شرک کیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

٣٨٢٧ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

لفظ "بالامانہ" سے قسم کھانا اسلامی طریقہ نہیں

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

نے ارشادفرمایا ہے کہ جس نے لفظ "بالامانۃ" (جو یہودیوں کا طریقہ ہے) کہہ کر قسم کھائی' وہ ہم میں سے نہیں (یعنی ہمارے طریقہ پر نہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قسم کھانے کی مختلف صورتیں اوران کے احکام

۳۸۲۸ - وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا مُّتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ عُذِّبَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو عمداً اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب پر جھوٹی قسم کھائے (یعنی اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ہندو ہو جاؤں گا) تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا' جیسا کہ اس نے کہا اور جو اپنے آپ کو کسی ہتھیار سے ہلاک کرے تو اس کو دوزخ کی آگ میں اسی (ہتھیار) سے عذاب دیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

۳۸۲۹ - وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ كَانَ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَاِنْ كَانَ صَادِقًا فَلَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الْاِسْلَامِ سَالِمًا.

اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو یوں کہے کہ (اگر میں فلاں کام کروں تو) میں اسلام سے خارج ہوں' اگر وہ اپنے اس قول میں جھوٹا ہو تو وہ ایسا ہی ہے' جیسا اس نے کہا' اور اگر وہ (معاذ اللہ) اپنے اس قول میں سچا ہے تو وہ اسلام میں کامل طور پر ہرگز واپس نہیں ہوگا (یعنی گناہ گار ہوگا اور اس پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا اور توبہ بھی ضروری ہوگی)۔

وَقَالَ شَيْخُ الْاِسْلَامِ الْعَيْنِيُّ اِنَّ الْحَالِفَ بِالْيَمِيْنِ الْمَذْكُوْرِ يَنْعَقِدُ يَمِيْنُهٗ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ قِيَاسًا عَلٰى تَحْرِيْمِ الْحَلَالِ فَاِنَّهٗ يَمِيْنٌ بِالنَّصِّ وَلِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْجَبَ عَلَى الْمُظَاهِرِ الْكَفَّارَةَ وَهُوَ مُنْكَرٌ مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٌ وَّالْحَلْفُ بِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ مُنْكَرٌ وَّزُوْرٌ.

اور شیخ الاسلام علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مذکورۂ بالا طریقہ پر قسم کھائے تو قسم منعقد ہو جائے گی اور اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا' اس قیاس پر کہ اس نے اپنی طرف سے حلال کام کو حرام کیا ہے اور اس کا نص قرآن سے قسم ہونا ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ نے ظہار کرنے والے پر کفارہ واجب کیا ہے' حالانکہ ظہار (بیوی کے کسی عضو کو ماں کے عضو سے مشابہت دینا) ایک بیہودہ اور جھوٹ بات ہے۔ اور اسی طرح ایسی بے ہودہ باتوں سے قسم کھانا بھی بُری اور جھوٹ بات ہے۔

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِالتَّهَوُّدِ فَهُوَ يَمِيْنٌ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جو اس شرط پر قسم کھائے کہ اگر میں فلاں کام کروں یا نہ کروں تو یہودی بن جاؤں گا' وہ قسم منعقد ہو جائے گی۔

بَابٌ

قسم توڑنے پر کفارہ واجب ہے

۳۸۳۰ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جب وہ قسم

يَقُوْلُ هُوَ يَهُوْدِيٌّ اَوْ نَصْرَانِيٌّ اَوْ بَرِيْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فِي الْيَمِيْنِ يَحْلِفُ عَلَيْهِ فَيَحْنَثُ قَالَ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.

کھاتا ہے تو اس طرح قسم کھاتا ہے کہ (اگر وہ فلاں کام کرے یا نہ کرے تو) وہ یہودی ہوگا یا نصرانی ہوگا یا اسلام سے خارج ہوگا' پھر وہ قسم توڑ دیتا ہے تو آپ نے (یہ سن کر) ارشاد فرمایا کہ اس کو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔

بَابٌ

خودکشی کرنے' مسلمان پر لعنت بھیجنے اور تہمت لگانے کی وعیدیں

۳۸۳۱ - وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوٰى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا قِلَّةً.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب پر جھوٹی قسم کھائے (یعنی اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا نصرانی یا ہندو ہو جاؤں گا) تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے کہا! اور انسان پر ایسی نذر (کی ادائیگی) واجب نہ ہوگی جس کا وہ مالک نہ ہو' اور جو شخص دنیا میں اپنے آپ کو کسی چیز سے ہلاک کر لے تو قیامت کے دن اس کو اسی چیز سے عذاب دیا جائے گا اور اگر کسی نے (اپنے کسی) مسلمان (بھائی پر) لعنت کی تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور جو کسی مسلمان پر کفر کی تہمت لگائے تو گویا اس نے اس کو قتل کر دیا اور جو شخص اپنے مال کو بڑھانے کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو کم ہی کر دے گا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا مَّنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ! میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں! تو اس کو (بطور کفارہ) صدقہ دینا چاہیے۔

بَابٌ

اپنی قسم کے خلاف بھلائی دیکھے تو کیا کرے؟

۳۸۳۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ. وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے کسی چیز پر قسم کھائی لیکن اس نے قسم کے خلاف میں بھلائی دیکھی تو وہ اس بھلے کام کو کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور امام احمد نے اس کی روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَسْئَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ

اور بخاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم حاکم بننے کی درخواست نہ کرو' اس لیے کہ اگر تم بغیر درخواست کے حاکم بنا دیئے گئے تو (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) تمہاری مدد ہوگی اور اگر (تمہاری) درخواست پر تمہیں حاکم بنایا گیا تو تم کو اسی کے سپرد کر

مَسْئَلَةٍ وُكِّلْتَ إِلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَيُرْوٰى فَكَفِّرْ بِالْفَاءِ.

دیا جائے گا (اور تمہاری طلب کی وجہ سے ذمہ داری تم پر ہوگی' اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے شاملِ حال نہ ہوگی) اور جب تم قسم کھاؤ اور اس کے خلاف کرنے میں بھلائی دیکھو تو جو بہتر ہے اس کام کو کرلو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور (''وَکَفِّرْ'' کی جائے)''فَکَفِّرْ'' کی روایت بھی کی گئی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِّيْ آتِيْهِ أَسْئَلُهُ فَلَا يُعْطِيْنِيْ وَلَا يَصِلُنِيْ ثُمَّ يَحْتَاجُ إِلَيَّ فَيَأْتِيْنِيْ فَيَسْأَلُنِيْ وَقَدْ حَلَفْتُ أَنْ لَّا أُعْطِيَهُ وَلَا أَصِلَهُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ آتِيَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّأُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِيْ.

اور نسائی کی روایت میں حضرت ابوالاحوص' عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنے چچازاد بھائی کے پاس آتا ہوں' اس سے کچھ مانگتا ہوں تو وہ مجھے نہیں دیتا ہے اور میرے ساتھ سلوک بھی نہیں کرتا ہے' پھر وہ محتاج ہو کر میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے مانگتا ہے حالانکہ میں نے قسم کھالی ہے کہ نہ تو کچھ اس کو دوں گا اور نہ اس سے کچھ سلوک کروں گا۔ (یہ سن کر) آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سے اچھا سلوک کروں اور (اپنی قسم توڑ کر) کفارہ دے دوں۔

بَابٌ

نامناسب قسم جس میں گھر والوں کا نقصان ہو' توڑ دینی چاہیے

٣٨٣٣ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَأَنْ يَّلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِيْ أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِي افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی اپنے گھر والوں کے بارے میں (نامناسب) قسم کھائے اور (قسم نہ توڑنے پر) اصرار کرے تو اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے پاس زیادہ گناہ والا ہے' اس مقابلہ میں کہ وہ (قسم کو توڑ کر) کفارہ دے' جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قسم کا توڑنا گناہ ہے' اس لیے کہ قسم کے توڑنے میں اللہ تعالیٰ کے نامِ مبارک کی عظمت باقی نہیں رہتی اور اسی طرح سے نامناسب قسم کھانا جس میں گھر والوں کا نقصان ہو اور اس پر قائم رہنا قسم توڑنے سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لیے نامناسب قسم کو توڑ کر کفارہ دینے کی ترغیب اس حدیث شریف میں دی گئی ہے۔ ١٢

بَابٌ

قسم کھانے یا کھلانے میں کس کی نیت کا اعتبار ہوگا؟

٣٨٣٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنُكَ عَلٰى مَا يُصَدِّقُكَ عَلَيْهِ صَاحِبُكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہاری قسم اسی (نیت) پر ہوگی جس پر تمہارا ساتھی (یعنی قسم کھلانے والا) تمہاری تصدیق کر دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ قِيْلَ هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمُسْتَحْلِفِ

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قسم' قسم کھلانے والے کی نیت پر ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قسم کا اعتبار قسم کھلانے والے کی نیت

الْمَظْلُوْمِ.

پر ہوگا' جو مظلوم ہے۔

وَرَوَى أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سُوَيْدِ ابْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ خَرَجْنَا نُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَنَا وَائِلُ بْنُ حَجَرٍ فَأَخَذَهُ عَدُوٌّ لَّهُ فَتَحَرَّجَ الْقَوْمُ أَنْ يَّحْلِفُوْا وَحَلَفْتُ أَنَّهُ أَخِيْ فَخَلّٰى عَنْهُ فَأَتَيْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ أَنْتَ كُنْتَ أَبَرَّهُمْ وَأَصْدَقَهُمْ صَدَقْتَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ وَذَكَرَ إِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ الْيَمِيْنُ عَلٰى نِيَّةِ الْحَالِفِ لَوْ مَظْلُوْمًا وَّعَلٰى نِيَّةِ الْمُسْتَحْلِفِ لَوْ ظَالِمًا.

اور امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت سوید بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے نکلے اور ہمارے ساتھ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بھی تھے' ان کو ان کے ایک دشمن نے پکڑ لیا۔ لوگ قسم کھانے میں پس و پیش کرنے لگے اور میں نے قسم کھائی کہ وہ میرے بھائی ہیں' تو اُن کو ان کے دشمن نے چھوڑ دیا' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ کو یہ واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا: تم ان میں سب سے زیادہ نیک اور سب سے بڑھ کر سچے ہو' تم نے سچ کہا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قسم میں قسم کھانے والا مظلوم ہو تو اسی کی نیت کا اعتبار ہوگا اور ظالم ہو تو قسم کھلانے والے کی نیت کا اعتبار ہوگا۔

بَابٌ

لغو قسم میں کفارہ نہیں

٣٨٣٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَقَالَ رَفَعَهُ بَعْضُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ" اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو (بات بات پر بلاقصد وارادہ قسم کے الفاظ جیسے) "لَا وَاللّٰهِ ' بَلٰى وَاللّٰهِ" کہہ لیا کرتا تھا (یعنی الفاظ قسم اس کا تکیہ کلام ہوا کرتے تھے)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے مرفوع بیان کیا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَعُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيُّ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهَا عُبَيْدٌ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ قَالَتْ حَلَفَ الرَّجُلُ عَلٰى عِلْمِهٖ ثُمَّ لَا يَجِدُهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَلَيْسَ فِيْهِ كَفَّارَةٌ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اور عبید بن عمیر لیثی' زوجہ نبی کریم ﷺ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھے۔ عبید نے ام المؤمنین سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: "لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ" کے بارے میں دریافت کیا' تو ام المؤمنین نے جواب دیا کہ ایک آدمی اپنی دانست کے مطابق قسم کھائے پھر واقعۃً اپنی دانست کے مطابق نہ پائے تو اس میں کفارہ نہیں۔

وَرَوَى ابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِيْ تَفْسِيْرِ الْآيَةِ أَنَّ اللَّغْوَ هُوَ

اور ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں فرمایا: لغو قسم یہ ہے کہ جھوٹی قسم

الْحَلْفُ عَلٰی يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ وَّهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ صَادِقٌ وَّالْحَالُ اَنَّ ذٰلِكَ الْاَمْرَ فِي الْوَاقِعِ خِلَافُ مَا ظَنَّهٗ.

اس گمان پر کھائی جائے کہ وہ سچی قسم کھا رہا ہے حالانکہ وہ واقعہ اس کے گمان کے خلاف ہے۔

بَابٌ
وہ پانچ کام جن میں کفارہ نہیں

۳۸۳۶ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسٌ لَيْسَ لَهُنَّ كَفَّارَةٌ اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّبَهْتُ مُؤْمِنٍ وَّالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ وَيَمِيْنٌ صَابِرَةٌ يَّقْتَطِعُ بِهَا مَالًا بِغَيْرِ حَقٍّ. رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ کام ایسے ہیں جن میں کفارہ نہیں: (۱) شرک باللہ (۲) ناحق کسی کو قتل کرنا (۳) کسی مسلمان پر بہتان لگانا (۴) (میدانِ جہاد سے) لڑائی کے دن بھاگ کھڑا ہونا (۵) جان بوجھ کر ناحق کسی کا مال لینے کے لیے جھوٹی قسم کھانا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا گناہ اتنے سخت ہیں کہ ان میں کفارہ نہیں بجز اس کے کہ ان کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا جائے اور ان میں توبہ واستغفار کی جائے۔ ۱۲

بَابٌ
قسم کے کفارہ میں مسلسل تین دن روزے رکھنا واجب ہے

۳۸۳۷ - وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُمَا قَرَاٰ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ حَكَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الْاَثْرَمُ بِاِسْنَادِهٖ.

حضرت ابی بن کعب اور ابن مسعود رضی اللہ سے روایت ہے کہ یہ دونوں حضرات (کفارۂ قسم کی آیتیں اس طرح) پڑھا کرتے: "فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ" یعنی قسم کے کفارہ میں تین دن مسلسل روزے رکھنا ہے۔ اس کو امام احمد نے بیان کیا ہے اور اثرم نے اس کی روایت اپنی سند سے کی ہے۔

بَابٌ
قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنے سے کفارہ لازم نہیں آتا

۳۸۳۸ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی يَمِيْنٍ فَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہہ دے تو اس کی قسم نہیں ٹوٹتی ہے (اور کفارہ بھی لازم نہیں آتا)۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ كُلُّ اسْتِثْنَاءٍ مَّوْصُوْلٍ فَلَا حِنْثَ عَلٰی صَاحِبِهٖ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ مَوْصُوْلٍ فَهُوَ حَانِثٌ. وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْهُ مَوْقُوْفًا نَّحْوَهٗ.

اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ سے ہی روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ استثناء (اگر قسم سے) متصل ہو تو قسم کھانے والے کی قسم نہیں ٹوٹتی اور اگر (استثناء) غیر متصل ہو تو قسم ٹوٹ جائے گی اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر سے ہی موقوفاً اسی کی مثل روایت کی ہے۔

بَابٌ فِي النُّذُوْرِ
نذروں کے ماننے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ﴾ (الحج:۲۹) وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کو اپنی نذریں پوری کرنی چاہئیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (قیامت کے دن) کوئی بوجھ اٹھانے والا شخص کسی

﴿أُخْرٰى﴾ (الزمر:۷). دوسرے شخص (کے گناہوں) کا بوجھ اپنے اوپر نہیں اٹھائے گا (یعنی ہر ایک کے گناہوں کا بوجھ اسی پر ہوگا)۔

ف: واضح ہو کہ نذر ایک ایسا اقرار ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہوتا ہے اور بندہ اس اقرار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب حاصل کرتا ہے اور عہد ایسا اقرار ہے جو بندوں کے درمیان ہوا کرتا ہے اور نذر ہو یا عہد دونوں کا پورا کرنا واجب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ) ۱۲

بَابٌ

نذر ماننے سے تقدیر نہیں بدلتی

۳۸۳۹ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْذُرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِیْ مِنَ الْقَدْرِ شَيْئًا وَّاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (اس اعتقاد سے) نذر مت مانو (کہ نذر تقدیر کو بدل دے گی) اس لیے کہ نذر تقدیر (کے بدلنے) میں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی البتہ (نذر کی وجہ سے) بخیل کا مال اس سے نکالا جاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

نذر کا کفارہ قسم کے کفارہ کی طرح ہے

۳۸۴۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَدْ صَحَّحَهُ الطَّحَاوِیُّ وَاَبُوْ عَلِیِّ بْنِ السَّكَنِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: گناہ کے کاموں میں نذر نہ مانی جائے (اور اگر ایسی نذر مانی گئی تو اس کو پوری نہ کرے بلکہ کفارہ دے دے اور) ایسی نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور امام طحاوی اور ابوعلی بن السکن نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

بَابٌ

جو نذر صحیح نہ ہو اس پر کفارہ نہیں

۳۸۴۱ - وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ الْعَبْدُ.

اور مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ (کے کاموں میں) نذر مانی جائے تو اس کو پورا نہ کرے (بلکہ اس کا کفارہ دے دے) اور ان چیزوں کی بھی نذر صحیح نہیں جن کا انسان مالک نہ ہو۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ.

اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

بَابٌ

نذر کی دو قسمیں ہیں

وَرَوَى النَّسَائِیُّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور نسائی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ نذر کی دو قسمیں ہیں:

يَقُوْلُ اَلنَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَنْ كَانَ نَذَرَ فِيْ طَاعَةٍ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ فِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَنْ كَانَ نَذَرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطَانِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ.

(۱) جو شخص اطاعت (کے کاموں) کی نذر مانے تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور ایسی نذر کو پورا کرنا چاہیے (۲) اور جو شخص گناہ (کے کاموں) کی نذر مانے تو وہ شیطان کے لیے ہے اور ایسی نذر پوری نہ کرے اور قسم کے کفارہ کی طرح اس کا کفارہ دے دے۔

بَابٌ

نذر صرف اطاعت کے کاموں میں درست ہے

۳۸٤۲ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی تو اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے (اور اس طرح اس کو اپنی نذر پوری کرنی چاہیے) اور جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مانی تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے (اور ایسی نذر کو پوری نہ کرے بلکہ کفارہ دے دے)۔ اس حدیث کی بخاری نے روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَّا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر نہیں۔

بَابٌ

نذر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا ہے

۳۸٤۳ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا اَبُوْ اِسْرَائِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَا يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا تو آپ نے اس کے (کھڑے ہونے کے) بارے میں دریافت فرمایا تو لوگوں نے کہا: وہ ابواسرائیل ہیں اور انہوں نے نذر مانی ہے کہ وہ کھڑے رہیں گے بیٹھیں گے نہیں نہ کسی چیز کا سایہ لیں گے بات نہیں کریں گے اور روزہ رکھا کریں گے۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم ان کو حکم دو کہ وہ بات کریں سایہ میں رہیں اور بیٹھا بھی کریں البتہ وہ اپنے روزہ (کی نذر کو) پورا کریں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَذْرَ اِلَّا فِيْمَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَوْرَدَهُ الْحَافِظُ فِي التَّلْخِيْصِ وَسَكَتَ عَنْهُ.

اور امام احمد ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نذر ایسے کاموں میں مانی جائے جن کاموں سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی طلب کی جائے۔ اور اس حدیث کو حافظ نے تلخیص میں بیان کیا ہے اور اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ وَالطَّبَرَانِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرَ اِلٰى

اور امام احمد اور طبرانی کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو دھوپ میں کھڑے ہوئے دیکھا اور آپ اس وقت

أَعْرَابِيٌّ قَائِمًا فِي الشَّمْسِ وَهُوَ يَخْطُبُ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ نَذَرْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ لَّا أَزَالَ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى تَفْرُغَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ هٰذَا نَذْرًا إِنَّمَا النَّذْرُ مَا ابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ.

خطبہ ارشاد فرمار ہے تھے' حضور نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے (تم دھوپ میں کیوں کھڑے ہو)؟ انہوں نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! میں نے نذر مانی ہے کہ آپ کے (خطبہ سے) فارغ ہونے تک دھوپ میں کھڑا رہوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ نذر نہیں ہے' نذر یہ ہے کہ تم (ایسا کام کرو) جس سے تم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہو۔

بَابٌ

پیدل حج کرنے کی نذر ماننی اور نذر پوری نہ کی تو قربانی دے دے

٣٨٤٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكَبَ وَتَهْدِيَ هَدْيًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ أَقَلُّهُ شَاةٌ وَّأَعْلَاهُ بُدْنَةٌ فَالشَّاةُ كَافِيَةٌ وَّالْأَمْرُ بِالْبَدْنَةِ لِلنَّدْبِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبۃ اللہ کو پیدل جائے گی' تو نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر جائیں اور (کفارہ میں) ایک جانور کی قربانی دے دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ قربانی میں کم سے کم بکری دیں اور زیادہ سے زیادہ اونٹ دیں' اس طرح بکری کافی ہے اور اونٹ یا گائے کی قربانی کا حکم مستحب ہے۔

وَفِيْ لَفْظٍ أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ وَأَنَّهَا لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكَبَ وَتَهْدِيَ هَدْيًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ رُوِيَ حَدِيْثُ ابْنِ عَبَّاسٍ مَنْ نَذَرَ نَذْرًا لَّا يُطِيْقُهُ فَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَّكِيْعٌ وَّغَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْهِنْدِ أَوْقَفُوْهُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَّأَسْنَدَهُ طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ فَقَطْ فَتَرَجَّحَ وَقْفُهُ عَلٰى إِسْنَادِهٖ وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى هُوَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ.

اور ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبۃ اللہ کو پیدل جائیں گی اور ان میں اس کی طاقت نہ تھی' تو نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ سوار ہو کر جائیں اور (کفارہ میں) ایک جانور کی قربانی دے دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ابوداؤد نے یہ بھی کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ جو کوئی ایسی نذر مانے جس کے پورا کرنے کی اس میں طاقت نہ ہو تو اس کا کفارہ' قسم کے کفارہ کی طرح ہے۔ حضرت وکیع اور دوسرے محدثین نے حضرت عبداللہ بن سعید بن ابی الہند سے روایت کی ہے اور اس حدیث کو ان حضرات نے حضرت ابن عباس پر موقوف کیا ہے۔ اور صرف طلحہ بن یحییٰ انصاری نے اس حدیث کو مسند بیان کیا ہے' اس لیے ان کی مُسند روایت کے مقابلہ میں موقوف روایت کو ترجیح حاصل ہے اور علامہ شوکانی نے طلحہ بن یحییٰ کے بارے میں کہا ہے کہ ان کے ثقہ ہونے میں اختلاف ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَحْمَدَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ أُخْتِيْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنْ مَّشْيِهَا لِتَرْكَبْ وَلْتَهْدِ بُدْنَةً قَالَ

اور امام احمد کی روایت میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ کعبۃ اللہ کو پیدل جائے گی تو (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے' اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو کر جائے اور (کفارہ میں)

عُلَمَاءُ نَا آلَا اِنَّهُ عَمِلْنَا بِاِطْلَاقِ الْهَدْيِ مِنْ غَيْرِ تَعْيِيْنِ بُدْنَةٍ لِقُوَّةِ رِوَايَتِهٖ.

ایک جانور کی قربانی دے دے۔ ہمارے علماء نے کہا ہے کہ چونکہ اس حدیث شریف میں ہدی (قربانی کا جانور) کا لفظ مطلق ہے اور کسی معین جانور کا ذکر نہیں اس لیے قوت روایت کی وجہ سے قربانی میں اونٹنی یا گائے کو مقرر کیا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا اَحَبُّ اِلَيْنَا مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَالَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا ثُمَّ عَجَزَ فَلْيَرْكَبْ وَلْيَحُجَّ وَلْيَنْحَرْ بُدْنَةً وَّجَاءَ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ وَيَهْدِيْ هَدْيًا فَبِهٰذَا نَاْخُذُ يَكُوْنُ الْهَدْيُ مَكَانَ الْمَشْيِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا. وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَحْوَهٗ.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے موطأ میں کہا ہے کہ ہم کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت اس بارے میں زیادہ پسند ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جو نذر مانے کہ وہ پیدل حج کرے گا' پھر (پیدل چلنے سے) عاجز ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ سوار ہو کر جائے اور حج کرے اور ایک اونٹنی قربانی دے دے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری حدیث میں مروی ہے کہ (ایسی صورت میں) ایک جانور ذبح کرے تو ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ پیدل چلنے کے معاوضہ میں ایک جانور ذبح کرے۔ امام ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء کا بھی یہی قول ہے اور بیہقی نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ اِذْ بَصَرَ بِخَيَالٍ قَدْ نَفَرَتْ مِنْهُ اِبِلُهُمْ فَاَنْزَلَ رَجُلًا فَنَظَرَ فَاِذَا هُوَ بِامْرَاَةٍ عُرْيَانَةٍ نَاقِضَةٍ شَعْرَهَا فَقَالَ مَالَكِ قَالَتْ اِنِّيْ نَذَرْتُ اَنْ اَحُجَّ الْبَيْتَ مَاشِيَةً عُرْيَانَةً نَاقِضَةً شَعْرِيْ فَاَنَا اَتَكَمَّنُ بِالنَّهَارِ وَاَتَنَكَّبُ الطَّرِيْقَ بِاللَّيْلِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَمُرْهَا فَلْتَلْبَسْ ثِيَابَهَا وَلْتُهْرِقْ دَمًا.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) آدھی رات کے وقت سواروں کے ایک قافلہ میں تشریف لے جا رہے تھے' اچانک آپ نے ایک شبیہ دیکھی جس سے اونٹ بھاگ کھڑے ہوئے' آپ نے (اس کی تحقیق کے لیے ہم میں سے) ایک شخص کو اُتارا تو انہوں نے دیکھا کہ ایک برہنہ عورت ہے' جس کے بال کھلے ہوئے ہیں' تو انہوں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ میں پیدل' برہنہ' بال کھولے ہوئے حج کروں گی تو میں دن میں چھپ جاتی ہوں اور رات میں راستہ سے ہٹ کر (راستہ) طے کرتی ہوں' ان صاحب نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں واپس ہو کر اُس کا واقعہ سنایا تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم اس عورت کے پاس واپس جاؤ اور اسے حکم دو کہ وہ اپنے کپڑے پہن لے اور (کفارہ میں) قربانی دے دے۔

بَابٌ

بلاتعین نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے

٣٨٤٥ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفَّارَةُ النَّذْرِ اِذَا لَمْ يُسَمِّ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نذر مانتے وقت جب (کسی چیز کا) نام نہ لے تو ایسی نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

بَابٌ

مرحوم کی مانی ہوئی نذر کو وارث پورا کرے

٣٨٤٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اِسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک نذر کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا' جوان کی ماں پر واجب تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے پہلے انتقال کر گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فتویٰ دیا کہ وہ اس نذر کو اپنی ماں کی طرف سے پوری کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مرحومین کی طرف سے روزے اور نمازیں قضاء نہ کرے بلکہ فدیہ ادا کرے

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَنَّ اُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَعَلَيْهَا صِيَامُ رَمَضَانَ اَيَصْلُحُ اَنْ اَقْضِيَ عَنْهَا فَقَالَتْ لَا وَلٰكِنْ تَصَدَّقِيْ عَنْهَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ عَلٰى مِسْكِيْنٍ خَيْرٌ مِنْ صِيَامِكِ وَهٰذَا سَنَدٌ صَحِيْحٌ.

اور طحاوی نے حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہا سے روایت کی ہے' حضرت عمرہ فرماتی تھیں کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور ان کے اوپر رمضان کے روزے باقی رہ گئے' کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان (روزوں) کو ان کی طرف سے قضاء کر لوں؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا: نہیں! لیکن تم ان کی طرف سے خیرات کرو اس طرح کہ ہر دن (یعنی ہر روزہ) کے بدلہ ایک مسکین کو (کھانا کھلاؤ)' یہ تمہارے روزے رکھنے سے بہتر ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلٰكِنْ يُّطْعِمُ عَنْهُ.

اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے نماز نہ پڑھے لیکن (نمازوں کے بدلہ میں) اس کی طرف سے کھانا کھلا دے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْهُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ وَّلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

اور نسائی کی ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی شخص کسی اور کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهٗ.

اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

ایسی نذر منع ہے' جس سے خود محتاج ہو جائے

٣٨٤٧ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَهٰذَا طَرَفٌ مِّنْ حَدِيْثٍ

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے سے مجھ پر جو عتاب ہوا اور پھر جس طرح میری توبہ قبول ہوئی تو اسی کے پیش نظر میں نے نذر مانی اور) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (شکرانہ کے طور پر) میں اپنا پورا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیرات کرنا چاہتا ہوں' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا کچھ مال (اپنے لیے) رکھو' یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ تو میں نے عرض کیا کہ اپنا خیبر کا حصہ رکھ

مُطَوَّلٍ قَالَ الْإِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ اِلٰى كُلِّ مَا يَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مِنْ عَيْنِهِ مِنَ الْمَالِ دُوْنَ مَالَا زَكٰوةَ فِيْهِ مِنَ الْعِقَارِ وَالدَّوَابِّ وَنَحْوِهَا.

لیتا ہوں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے'یہ روایت ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے۔امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی نذر مانے کہ میں اپنا پورا مال اللہ کی راہ میں خیرات کر دیتا ہوں تو اس میں صرف وہی مال داخل ہوگا' جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے' وہ مال داخل نہ ہوگا جس پر زکوٰۃ واجب نہیں جیسے زمین اور گھریلو جانور وغیرہ۔

بَابٌ

نذر کا ایک واقعہ

۳۸۴۸ - وَعَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ نَذَرَ رَجُلٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْحَرَ اِبِلًا بِبُوَانَةَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ فِيْهَا وَثَنٌ مِّنْ اَوْثَانِ الْجَاهِلِيَّةِ يُعْبَدُ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ فِيْهَا عِيْدٌ مِّنْ اَعْيَادِهِمْ قَالُوْا لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْفِ بِنَذْرِكَ فَاِنَّهُ لَا وَفَاءَ لِنَذْرٍ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں نذر مانی کہ وہ بوانہ کے مقام پر اونٹ ذبح کرے گا' چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا اس (بوانہ) مقام میں دور جاہلیت میں بتوں میں سے کوئی بت تھا' جس کی پوجا کی جاتی تھی؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا وہاں کفار کے میلوں میں سے کوئی میلا لگتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی نذر پوری کرو' لیکن اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو اور ایسی نذر بھی پوری نہ کرو جس کا انسان مالک نہیں۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

قُلْنَا عُرِفَ مِنَ الشَّرْعِ اَنَّ اِلْتِزَامَهٗ مَا هُوَ قُرْبَةٌ مُّوْجِبٌ وَّلَمْ يَثْبُتْ عَنِ الشَّرْعِ اِعْتِبَارُ تَخْصِيْصِ الْعَبْدِ الْعِبَادَةَ بِمَكَانٍ بَلْ اِنَّمَا عُرِفَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ تَعَالٰى فَلَا يَتَعَدّٰى لُزُوْمُ اَصْلِ الْقُرْبَةِ بِالْتِزَامِهٖ اِلَى الْتِزَامِ التَّخْصِيْصِ بِمَكَانٍ فَكَانَ مُلْغًى وَّبَقِيَ لَازِمًا بِمَا هُوَ قُرْبَةٌ فَفِي الْحَدِيْثِ اَمْرُ اِبَاحَةٍ.

ہم کہتے ہیں: واضح ہوا کہ شریعت میں ایسی نذر کا ادا کرنا ضروری ہے جو تقرب الٰہی کا ذریعہ اور عبادت ہو'البتہ کسی شخص کا کسی عبادت کو کسی خاص مقام میں ادا کرنے کی نذر ماننا' شریعت میں ایسی تخصیص کا اعتبار نہیں' اس لیے کہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کا تقرب اور عبادت ہے اور وہ حاصل ہے' البتہ اس عبادت کے ساتھ کسی مقام کی تخصیص کو لازم کر لینا' یہ اصل پر زیادتی ہے' جو بے فائدہ ہے۔اس وجہ سے مذکورۂ بالا دونوں حدیثوں میں جو حکم ہے وہ مباح اور جائز ہے (واجب اور لازمی نہیں۔یعنی اگر کوئی شخص کسی خاص مقام میں قربانی کرنے یا نماز پڑھنے کی نذر مانے اور اس مقام کے سوا کہیں اور قربانی دے دے اور نماز پڑھ لے تو اس کی نذر پوری ہو جائے گی)۔

بَابٌ

کسی خاص مقام پر عبادت کی نذر مانے' پھر کسی مقام پر عبادت کر لے تو نذر پوری ہو جائے گی

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلًا قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ يَا

اور ابوداؤد اور دارمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک صاحب نے فتح مکہ کے دن کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں

رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَکَّۃَ اَنْ اُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ رَکْعَتَیْنِ قَالَ صَلِّ ھٰہُنَا ثُمَّ اَعَادَ عَلَیْہِ فَقَالَ صَلِّ ھٰہُنَا ثُمَّ اَعَادَ عَلَیْہِ فَقَالَ شَاْنُکَ اِذًا۔

نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ پر مکہ معظمہ فتح کر دے تو (اس کے شکریہ میں) میں بیت المقدس میں دو رکعت نماز ادا کروں گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم وہ نماز یہیں (بیت اللہ میں) پڑھ لو (تو تمہاری نذر پوری ہو جائے گی) انہوں نے اپنے سوال کا پھر اعادہ کیا' آپ نے پھر فرمایا: تم یہیں نماز پڑھ لو انہوں نے اپنی بات پھر دُہرائی تو آپ نے فرمایا: (تمہارا بیت المقدس جانا ضروری تو نہیں) اب تمہاری مرضی (چاہو تو جا سکتے ہو چاہو تو اس نماز کو یہیں پڑھ لو)۔

بَابٌ

اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو اس کے بدلہ میں بکرے کو ذبح کرے

٣٨٤٨ - وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اِنِّیْ جَعَلْتُ ابْنِیْ نَحِیْرًا وَّمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ جَالِسٌ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ لَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذْھَبْ اِلٰی ذٰلِکَ الشَّیْخِ فَاسْاَلْہُ ثُمَّ تَعَالَ فَاَخْبِرْنِیْ بِمَا یَقُوْلُ فَاَتَاہُ فَسَاَلَہٗ فَقَالَ مَسْرُوْقٌ اِنْ کَانَتْ نَفْسٌ مُّؤْمِنَۃٌ تَعَجَّلْتَ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِنْ کَانَتْ کَافِرَۃٌ عَجَّلْتَھَا اِلَی النَّارِ اِذْبَحْ کَبْشًا فَاِنَّہٗ یُجْزِئُکَ فَاَتَی ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثَہٗ بِمَا قَالَ مَسْرُوْقٌ قَالَ وَاَنَا اٰمُرُکَ بِمَا اَمَرَکَ بِہٖ مَسْرُوْقٌ رَوَاہُ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ۔

حضرت محمد بن المنتشر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے اور اس وقت مسروق بن الاجدع رحمۃ اللہ علیہ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے تو حضرت ابن عباس نے اس شخص سے فرمایا کہ تم ان بزرگ کے پاس جاؤ اور ان سے اس مسئلہ کو دریافت کرو' پھر میرے پاس آ کر مجھے بتانا کہ وہ کیا فرماتے ہیں؟ یہ صاحب حضرت مسروق کے پاس آئے اور آپ سے دریافت کیا تو حضرت مسروق نے فرمایا: اگر وہ (تیرا ذبح ہونے والا لڑکا) مؤمن ہے تو وہ جنت میں جلد پہنچ گیا اور اگر وہ کافر ہے تو تو نے اس کو دوزخ میں جلد پہنچا دیا۔ تو (لڑکے کو ذبح کرنے کے بدلہ میں) ایک بکرا ذبح کر دے' یہ تیرے لیے کافی ہے۔ وہ صاحب (یہ سن کر) حضرت ابن عباس کے پاس واپس ہوئے اور حضرت مسروق کا قول سنایا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضرت مسروق نے جو حکم دیا ہے' میں بھی تجھ کو وہی حکم دیتا ہوں۔ اس کی روایت امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْقِصَاصِ

قتل اور مار پیٹ کے بدلہ لینے کا بیان

واضح ہو کہ لغت میں "قَصَص" اور "قِصاص" کے معنی پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں اور شریعت میں اگر کوئی کسی کو مار ڈالے تو مقتول کے بدلہ میں قاتل کے مار ڈالنے کو قصاص کہتے ہیں' اس لیے کہ مقتول کا ولی قاتل کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور قصاص کے معنی برابری کے بھی ہیں کہ قصاص میں جان کے بدلہ میں جان لے لی جاتی ہے۔ قصاص لینے سے دنیا میں امن قائم رہتا ہے اور اس سے ہر ایک کی زندگی محفوظ ہو جاتی ہے اور اس سے ایک کو دوسرے کو قتل کرنے کی جرأت نہیں رہتی۔ ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (المائدہ:۴۵).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے تورات میں ان کو (یعنی یہود کو) تحریری حکم دیا تھا کہ جان کے بدلہ جان' آنکھ کے بدلہ آنکھ' ناک کے بدلہ ناک' دانت کے بدلہ دانت اور زخموں کا بدلہ (ویسے ہی زخم)' پھر جو (مظلوم) بدلہ معاف کر دے تو وہ (اس کے گناہوں کا) کفارہ ہوگا اور جو اللہ کی اُتاری ہوئی (کتاب) کے مطابق حکم نہ دیں تو وہی لوگ ظالم ہیں۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ صدر کی آیت شریفہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں قصاص کے بارے میں جو احکام جاری تھے' ان کا بیان ہے اور ان پر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے انکار بھی نہیں۔ ایسے احکام کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ پچھلی شریعتوں کے ایسے احکام جن کا بیان اللہ تعالیٰ فرمائیں' یا رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہو تو ہمارے لیے بھی واجب العمل ہوں گے اور قصاص میں کلیہ یہ ہے کہ قاتل کو مقتول کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا۔ (تفسیرات احمدیہ) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ (البقرہ:۱۷۸).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! جو لوگ (تم میں ناحق) مارے جائیں' تم پر فرض ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لو۔

ف: اس آیت شریفہ میں ہر عمداً قتل کرنے والے پر قصاص کا وجوب ثابت ہوتا ہے خواہ اس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو' مسلمان کو یا کافر کو' مرد کو یا عورت کو کیونکہ لفظ "قَتْلٰى" "قتیل" کی جمع ہے اور وہ سب کو شامل ہے۔ (احکام القرآن) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ﴾ (البقرہ:۱۹۴).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو تم پر (کسی قسم کی) زیادتی کرے تو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے' ویسی ہی زیادتی تم بھی اس پر کرو۔

بَابٌ

٣٨٤٩ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِيْ وَالْمَارِقُ لِدِيْنِهٖ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وجوبِ قتل کی تین صورتیں ہیں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں، جو اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں سوائے ان تین اشخاص کے (ایک عمداً کوئی کسی کو قتل کرے تو قصاص میں) جان کے بدلہ جان لی جائے اور (دوسرا اگر) شادی شدہ زنا کرے اور (تیسرا) وہ شخص جو اسلام سے نکل کر جماعت کو چھوڑ دے (یعنی مرتد ہو جائے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اَيُّمَا رَجُلٍ اِرْتَدَّ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهُ فَاِنْ تَابَ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَتُبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ اِرْتَدَّتْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَادْعُهَا فَاِنْ تَابَتْ فَاقْبَلْ مِنْهَا وَاِنْ اَبَتْ فَاسْتَتِبْهَا.

مرتد مرد اور عورت کے احکام

اور طبرانی نے اپنی معجم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو یمن بھیجا تو فرمایا کہ جو کوئی مرد اسلام کو چھوڑ دے تو تم اس کو بلاؤ (اور اس کو سمجھاؤ) اگر وہ توبہ کرلے تو تم اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی گردن ماردو اور جو کوئی عورت اسلام سے پھر جائے تو تم اس کو (بھی) بلاؤ (اور اس کو سمجھاؤ) اگر وہ توبہ کرلے تو تم اس کی توبہ قبول کرلو اور اگر وہ انکار کردے تو اس کو قید میں ڈال دو۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَشْرَفَ يَوْمَ الدَّارِ فَقَالَ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ زِنًا بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ كُفْرٍ بَعْدَ اِسْلَامٍ اَوْ قَتْلِ نَفْسٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقُتِلَ بِهٖ فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّلَا ارْتَدَدْتُ مُنْذُ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا قَتَلْتُ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ فَبِمَ تَقْتُلُوْنَنِيْ.

اور ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ ابن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے دن (گھر کی چھت کے) اوپر تشریف لاکر فرمایا: میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان مرد کا خون بہانا ان تین باتوں میں سے کسی ایک کے سوا جائز نہیں: (۱) شادی شدہ شخص کا زنا کرنا (۲) اسلام کے بعد کافر ہو جانا (۳) ناحق کسی کو قتل کرنے پر اسے (قاتل کو) قتل کردیا جائے۔ اللہ کی قسم! میں نے نہ جاہلیت میں زنا کیا ہے نہ اسلام میں اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے، دین کو چھوڑا نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس جان کو حرام کیا ہے، میں نے اس کو قتل نہیں کیا ہے، پھر تم کس وجہ سے مجھے قتل کرنا چاہتے ہو۔

ف: واضح ہو کہ شادی شدہ شخص زنا کرے تو امام، حاکم یا خلیفہ ایسے شخص کو رجم کروائے گا، امام کے سوا کسی اور کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ ایسے شخص کو رجم کروائے، البتہ غیر شادی شدہ شخص زنا کرے اور اگر وہ آزاد ہے تو اس کو ایک سو کوڑے مارے جائیں گے اور اگر غلام ہے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں۔ (نیل الاوطار، مرقات) ۱۲

بَابٌ
خونِ ناحق کا وبال

۳۸۵۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مؤمن کو اس کے دینی کاموں (کے انجام دینے) میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) شرح صدر ہوتا رہتا ہے تاوقتیکہ وہ خون ناحق نہ کرے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جب تک مؤمن خونِ ناحق سے بچا رہتا ہے اس کو اعمالِ صالحہ کی توفیق ملتی رہتی ہے اور اس پر نیک کام آسان ہو جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اُمیدوار بنا رہتا ہے۔

اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ خونِ ناحق ہے جس کی وجہ سے دینی اُمور میں تنگی ہو جاتی ہے اور وہ اعمالِ صالحہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ ۱۲۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

۳۸۵۱ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا فَاِذَا اَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ مؤمن ہمیشہ نیکیوں کی طرف سبقت کرتا رہتا ہے جب تک کہ خونِ ناحق نہ کرے اور جب خونِ ناحق کا مرتکب ہو جاتا ہے تو (نیکیوں پر سبقت میں) سُست پڑ جاتا ہے (اور یہ خونِ ناحق کا وبال ہے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
قیامت کے روز سب کے لیے خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا

۳۸۵۲ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (ناحق) کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قیامت کے دن عبادات میں اوّلین سوال نماز کے بارے میں ہوگا اس لیے کہ حقوق اللہ میں نماز سب پر مقدم ہے اور حقوق العباد میں سب سے مقدم خونِ ناحق کا فیصلہ ہوگا اس لیے کہ دنیا میں مقصودِ اصلی انسان کی حیات ہے اور کشت وخون اس کے مخالف ہے اور اسی وجہ سے سارے گناہ شرک اور کفر کے بعد خونِ ناحق سے کم تر ہیں۔ ۱۲

بَابٌ
اللہ تعالیٰ کے پاس خونِ مسلم کی اہمیت

۳۸۵۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مؤمن کے (ظلماً) قتل کر دیے جانے سے دنیا کا فنا ہو جانا زیادہ آسان ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ

٣٨٥٤ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ اِشْتَرَكُوْا فِيْ دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

مسلمان کے خونِ ناحق پر وعید

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمام آسمان اور زمین والے ایک مؤمن کے خون (ناحق) بہانے میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو دوزخ میں جھونک دیں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بَابٌ

٣٨٥٤ - وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّغْفِرَهُ إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا أَوْ مَنْ يَّقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ مُعَاوِيَةَ.

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ مسلمان کا خونِ ناحق ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے ہر گناہ کو معاف کر دیں مگر جو شرک کی حالت میں مر گیا یا جس نے جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے اس کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ کسی مسلمان کے قتلِ ناحق کی وعید اس شخص سے متعلق ہے جو کسی مسلمان کو اس وجہ سے ناحق قتل کرے کہ وہ مسلمان ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٣٨٥٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَأْسُهُ بِيَدِهِ وَأَوْدَاجُهُ تَشْخَبُ دَمًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ قَتَلَنِيْ حَتّٰى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

قیامت کے دن قاتل مقتول کی گرفت میں ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن قاتل اپنے مقتول کو اس حالت میں لے آئے گا کہ اس کی پیشانی کے بال اور اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوں گے اور مقتول کی رگوں سے خون بہتا ہوا ہوگا اور وہ (اللہ تعالیٰ سے) یہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا ہے اور (اسی طرح کہتے ہوئے اس کو) عرشِ الٰہی تک لے جائے گا۔ اس کی روایت ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

٣٨٥٦ - وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجِيْءُ الْمَقْتُوْلُ بِقَاتِلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ سَلْ هٰذَا فِيْمَ قَتَلَنِيْ فَيَقُوْلُ قَتَلْتُهُ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ قَالَ جُنْدُبٌ فَاتَّقِهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

قیامت کے دن قاتل کا عذر قبول نہ ہوگا

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ فلاں (صحابی) نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو پکڑ لائے گا اور (اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: رب العزت) آپ اس سے دریافت فرمائیں کہ اس نے مجھے کس وجہ سے قتل کیا؟ قاتل جواب دے گا کہ میں نے فلاں بادشاہ (کے زمانہ میں بادشاہ کی امداد کے لیے) اس کو قتل کیا تھا۔ (یہ حدیث سنا کر) حضرت جندب

(ایک حاکم کو نصیحت فرما رہے تھے کہ ایسی بے جا مدد اور نصرت سے) بچتا رہ۔
اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

آخرت میں مؤمن کا معاونِ قتل بھی مایوسِ رحمت ہوگا

٣٨٥٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ شَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِىَ اللّٰهَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ اٰيِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بھی کسی مؤمن کے قتل (ناحق) میں آدھا لفظ (یعنی "اُقْتُــلْ" کی بجائے "اُقْ" کہہ کر قاتل کی) مدد کرے تو وہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے (اس حالت میں) ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان "اٰيِسٌ مِّنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ" (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس) لکھا ہوا ہوگا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

کافر لڑائی میں کلمہ پڑھ لے تو وہ مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کے قتل پر قصاص لیا جائے گا

٣٨٥٨ - وَعَنِ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْاَسْوَدِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَىَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّىْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ.

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا (میرے لیے) کیا حکم ہے کہ اگر میں کسی کافر کے مقابلہ کے لیے نکلوں اور لڑائی میں ہم ایک دوسرے کو مارنے لگیں اس (کافر) نے میرے ایک ہاتھ پر تلوار ماری اور اس کو کاٹ دیا پھر (بھاگ کر) مجھ سے (بچنے کے لیے) ایک درخت کی آڑ میں پناہ لی اور یہ کہنے لگا کہ میں اللہ کے واسطہ اسلام لایا۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ فَلَمَّا اَهْوَيْتُ لِاَقْتُلَهٗ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَاَقْتُلُهٗ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا قَالَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَطَعَ اِحْدٰى يَدَىَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِىْ قَالَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں یوں ہے (راوی نے کہا) کہ اگر میں اس کے قتل کا ارادہ کروں اور وہ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگے تو کیا اُس کے اِس کلمہ کے کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر ڈالوں؟ آپ نے فرمایا: اب تم اس کو قتل نہ کرو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ دیا ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اس کو قتل نہ کرو اس لیے کہ اگر تو نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تیرے قتل کرنے سے پہلے تجھ جیسا ہو جائے گا (یعنی وہ مسلمان ہوگا اور مسلمان کا خون بہانا حرام ہے) اور تو (ایک مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے) ایسا ہوگا جیسا وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا (یعنی قصاص میں تجھے قتل کر دیا جائے گا)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

احکامِ شریعت کا تعلق ظاہر پر ہے

٣٨٥٩ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى اُنَاسٍ

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبیلۂ جُہینہ کے چند لوگوں (سے جہاد کرنے کے لیے)

مِّنْ جُهَيْنَةَ فَاَتَيْتُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَذَهَبْتُ اَطْعَنُهُ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَطَعَنْتُهُ فَقَتَلْتُهُ فَجِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَقَتَلْتَهُ وَقَدْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا فَعَلَ ذٰلِكَ تَعَوُّذًا قَالَ فَهَلَّا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

روانہ فرمایا' (لڑائی میں) میرا ایک شخص سے مقابلہ ہوا اور میں نے اس کو نیزہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا' اس کے باوجود میں نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو قتل کر دیا' پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے اس کو قتل کر ڈالا' حالانکہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دی تھی؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے تو صرف اپنی جان بچانے کے لیے یہ کلمہ کہا تھا؟ (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا: تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا (یعنی باطنی حالت تم کو نہیں معلوم' تم کو ظاہر پر بھروسا کرنا چاہیے تھا)۔ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر روایت کیا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَهٗ مِرَارًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور حضرت جندب بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی روایت میں (یہ بھی ارشاد) ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کیا جواب دو گے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو' جب یہ کلمہ (قیامت کے دن متشکل ہو کر) آئے گا' اس بات کو آپ بار بار فرماتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
معاہد کا قاتل جنت کی خوشبو سے محروم رہے گا

٣٨٦٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَاِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص کسی عہد والے کو قتل کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت (یعنی دوری) تک پائی جاتی ہے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ معاہد عہد والے سے وہ ذمی یا کافر مراد ہے جس کو حاکم نے پناہ دی ہو یا ایسا کافر جو بیرونِ ملک ہو اور اس نے عدمِ جنگ کا عہد کیا ہو۔ ١٢

بَابٌ
جو شخص جس طرح خودکشی کرے گا' وہ دوزخ میں اسی عذاب میں مبتلا ہوگا

٣٨٦١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهَا خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِيْهَا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّاُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص (خودکشی کے ارادہ سے) خود کو کسی پہاڑ پر سے گرادے اور اپنے آپ کو ہلاک کر لے تو وہ دوزخ کی آگ میں اسی طرح ہمیشہ گرتا رہے گا اور وہ ہمیشہ اسی کیفیت میں رہے گا اور جو شخص زہر پی کر اپنے آپ کو ہلاک کر لے تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ دوزخ کی آگ میں اس کو ہمیشہ پیتا رہے گا اور جو اپنے آپ کو کسی دھاری دار لوہے کی چیز (جیسے چھرا' تلوار وغیرہ) سے ہلاک کر لے تو وہی ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور

فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں اسے اپنے پیٹ میں گھونپتا رہے گا اور وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ خودکشی کی سزا میں ایسا شخص دوزخ میں ہمیشہ رہے گا' جس نے خودکشی کو حلال سمجھ کر خودکشی کر لی ہو' اور خودکشی شریعت میں حرام ہے اور حرام چیز کو حلال سمجھنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف جس نے اضطراری حالت میں خودکشی کر لی تو وہ طویل مدت تک دوزخ میں رہے گا اور بالآخر جنت میں داخل ہوگا۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۸۶۲ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ یَخْنُقُ نَفْسَهٗ یَخْنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیْ یَطْعَنُهَا یَطْعَنُهَا فِی النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر خودکشی کرے گا تو وہ دوزخ میں (بطور سزا کے) اپنا گلا گھونٹتا رہے گا اور جو شخص نیزہ مار کر اپنے آپ کو ہلاک کرے گا تو وہ دوزخ میں اپنے آپ کو نیزہ مارتا رہے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

اضطراراً خودکشی بھی محرومی جنت کا سبب ہے

۳۸۶۳ - وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّیْنًا فَحَزَّ بِهَا یَدَهٗ فَمَا رَقَاَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِهٖ فَحَرَّمْتُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے کی اُمتوں میں ایک شخص تھا' جس کے ہاتھ میں زخم تھا جس کی وجہ سے وہ (زخم کی تکلیف کو) برداشت نہ کر سکا تو اس نے ایک چھرا لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کو کاٹ ڈالا' جس کی وجہ سے خون بند نہیں ہوا' یہاں تک کہ وہ مر گیا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندہ نے (بے صبری سے اپنی ہلاکت میں) عجلت کی اور میں نے (اس کی خودکشی کی وجہ سے) اس پر جنت کو حرام کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ہجرت کی برکت سے خودکشی کی سزا اٹھا لی گئی

۳۸۶٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ الطُّفَیْلَ ابْنَ عَمْرٍو الدَّوْسِیَّ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِیْنَةِ هَاجَرَ اِلَیْهِ وَهَاجَرَ مَعَهٗ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَمَرِضَ فَجَزِعَ فَاَخَذَ مَشَاقِصَ لَهٗ فَقَطَعَ بِهَا بَرَاجِمَهٗ فَشَخَبَتْ یَدَاهُ حَتّٰى مَاتَ فَرَاٰهُ الطُّفَیْلُ بْنُ عَمْرٍو فِیْ مَنَامِهٖ وَهَیْئَتُهٗ حَسَنَةٌ وَرَاٰهُ مُغَطِّیًا یَدَیْهِ فَقَالَ لَهٗ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِیْ بِهِجْرَتِیْ اِلٰى نَبِیِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ معظمہ سے) مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے بھی (اپنے وطن سے) مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت طفیل کے ساتھ ان کی قوم کے ایک اور آدمی نے بھی ہجرت کی۔ یہ صاحب (مدینہ منورہ میں) بیمار ہو گئے تو انہوں نے بے صبری اور بے چینی میں چھرا لے کر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کے جوڑوں کو کاٹ ڈالا' جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے خون بہتا رہا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ حضرت طفیل بن عمرو نے ان کو خواب میں دیکھا کہ ان کی حالت اچھی ہے' لیکن ان کے ہاتھوں کو دیکھا کہ وہ ان کو

وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِيَ أَرَاكَ مُغَطِّيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ نُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَصَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

چھپائے ہوئے ہیں' تو حضرت طفیل نے (خواب ہی میں) ان سے پوچھا کہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا' اس وجہ سے کہ میں نے اس کے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی ہے۔ تو انہوں نے ان سے پھر دریافت کیا کہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں کو چھپائے ہوئے ہو! انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا ہے کہ جس چیز کو تو نے خود بگاڑ دیا ہے' ہم اس کو درست نہیں کریں گے۔ حضرت طفیل نے اس خواب کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ اے اللہ! (جب تو نے اس کو بخش دیا ہے تو) اس کے ہاتھوں کو بھی بخش دے (یعنی اس کے دونوں ہاتھوں کو درست کر دے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قتلِ عمد میں مصالحت ہو تو دیت لی جا سکتی ہے

٣٨٦٥- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَمَدُ قَوَدٌ إِلَّا أَنْ يَعْفُوَ وَلِيُّ الْمَقْتُوْلِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهِ وَالطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قتل عمد (یعنی جان بوجھ کر قصداً قتل کرنے) کی سزا قصاص ہے (یعنی مقتول کے بدلہ میں قاتل کو مار ڈالا جائے) مگر یہ کہ مقتول کا ولی معاف کر دے (تو قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ باہمی مصالحت پر عمل ہو گا)۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا وَصَالَحُوْا عَلَيْهِ فَهُوَ لَهُمْ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ) اور اگر وہ صلح کر لیں تو اتنا ہی (خون بہا) لیا جائے' جس پر وہ صلح کر لیں۔

بَابٌ

دانت کے قصاص اور دیت کا ایک واقعہ

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رُبیع جو حضرت انس بن مالک کی پھوپھی ہیں' انہوں نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ دیا' تو وہ (اس لڑکی کے رشتہ دار) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے (اور یہ واقعہ بیان کیا) تو آپ نے بدلہ لینے کا حکم صادر فرمایا' تو حضرت انس بن النضر جو حضرت انس بن مالک کے چچا ہیں' نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! (یہ لوگ قصاص میں دانت کے توڑنے پر اصرار کر رہے ہیں اور) میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان کا دانت

فَرَضِیَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوْا الْاَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ.

نہیں توڑا جا سکے گا! (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب میں قصاص ہے۔ پھر وہ (اس لڑکی کے رشتہ دار) دیت لینے پر راضی ہو گئے' تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پوری فرما دیتا ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت انس کی یہ روایت ابن ماجہ میں عمدہ تفصیل کے ساتھ (قتل' قصاص اور دیت کے بیان میں) مروی ہے' جس کو یہاں وضاحت کے طور پر بیان کیا جاتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی پھوپھی حضرت رُبیع نے ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا' حضرت رُبیع کے رشتہ داروں نے لڑکی کی قوم سے معافی چاہی' لیکن انہوں نے معافی نہیں دی تو ربیع کے لوگوں نے دیت دینا چاہی' انہوں نے دیت لینے سے بھی انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضور نے قصاص کا حکم دیا۔ انس بن النضر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔ جب لڑکی کی قوم نے یہ سنا تو وہ دیت لینے پر راضی ہو گئے (اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں رحم پیدا کر دیا)' اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کی قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ اس قسم کو سچا فرما دیتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

قتل خطاء کی مختلف صورتیں اور ان کے احکام

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ عِمِّیَّةٍ فِیْ رَمْیٍ یَکُوْنُ بَیْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ اَوْ جَلْدٍ بِالسِّیَاطِ اَوْ ضَرْبٍ بِعَصًا فَهُوَ خَطَاٌ وَعَقْلُهٗ عَقْلُ الْخَطَاِ وَمَنْ قُتِلَ عَمَدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ دُوْنَهٗ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهٗ لَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ.

اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو بلوے میں' پتھراؤ میں یا کوڑے کی مار سے' یا لاٹھیوں (کی مار) سے قتل کر دیا جائے تو وہ قتل خطاء ہے اور اس کا خون بہا قتل خطاء کا خون بہا ہو گا۔ اور جس کو جان بوجھ کر مار ڈالا جائے تو اس پر قصاص ہو گا اور جو شخص قصاص لینے میں رکاوٹ پیدا کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور غضب ہے اور اس کی (عبادت خواہ) فرض ہو یا نفل قبول نہ ہو گی۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ مَاجَةَ وَالْبَزَّارِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَوَدَ اِلَّا بِالسَّیْفِ.

اور ابن ماجہ اور بزار کی روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے ارشاد فرمایا کہ قصاص تلوار ہی سے لیا جائے گا۔

وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ یَهُوْدِیًّا بِجَارِیَةٍ قَتَلَهَا عَلٰی اَوْضَاحٍ لَّهَا.

اور بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک یہودی کو ایک لڑکی کے (قتل کے) بدلہ میں قتل کیا' جس نے اس کو زیور کی وجہ سے قتل کیا تھا۔

قتل کی قسمیں اور ان کے احکام

واضح ہو کہ قتل کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) قتل عمد (۲) قتل شبہ عمد (۳) قتل خطاء (۴) قتل جاری مجرٰی (۵) قتل بسبب۔

(۱) قتل عمد

کسی کو قتل کرنے کے لیے جان بوجھ کر ایسی چیز سے مارنا کہ اس کے جسم کا عضو علیحدہ ہو جائے خواہ وہ چیز تلوار ہو یا برچھا' تیر ہو یا کوئی اور تیز دھار دار آلہ' اس کو قتل عمد کہتے ہیں۔ ایسے قاتلین سے قصاص لیا جائے گا اور ان پر قتل ناحق کا گناہ بھی ہوگا اور مقتول کے ورثاء چاہیں تو قصاص کے بدلہ میں معافی بھی دے سکتے ہیں یا خون بہا بھی لے سکتے ہیں' البتہ اس میں کفارہ نہیں۔

(۲) قتل شبہ عمد

کسی ایسی چیز سے قصداً مارنا جو عام طور پر قتل کے لیے استعمال نہیں کی جاتی (یعنی وہ ہتھیار استعمال نہ کرے جن کا ذکر قتل عمد کے سلسلہ میں کیا گیا ہے) اس طرح قتل سے قاتل گناہ گار ہوگا اور دیت مغلظہ عاقلہ یعنی خاندان والوں پر لازم آتی ہے۔

(۳) قتل خطاء

اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) خطاء بالقصد (۲) خطاء بالفعل۔ (۱) خطاء بالقصد کی مثال یہ ہے: جیسے کسی شخص نے اپنے مقابل حربی کافر کو یا شکار کی غرض سے کسی جانور کو نشانہ بنایا لیکن نشانہ خطاء ہو کر کسی مسلمان کو جا لگا (ب) خطاء بالفعل یہ ہے کہ کوئی شخص نشانہ پر (برائے مشق وغیرہ) تیر مارتا تھا لیکن غلطی کے باعث تیر کسی آدمی کو جا لگا۔

(۴) قتل جاری مجرٰی

اگر کوئی شخص بحالت نوم (نیند) کسی آدمی پر جا پڑے اور اس کو ہلاک کر دے تو اس کو قتل جاری مجری کہیں گے اور ان دونوں صورتوں (یعنی قتل خطاء اور قتل جاری مجرٰی) میں مجرم گناہ گار ہوگا' اس پر کفارہ لازم آئے گا اور دیت عاقلہ پر واجب ہوگی۔

(۵) قتل بسبب

اگر کسی شخص نے غیر کی مِلک یعنی باغ یا زمین وغیرہ پر حاکم کی اجازت اور اطلاع کے بغیر کنواں کھدوا دیا یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص اس کنویں میں گر کر یا پتھر سے ٹکرا کر ہلاک ہو جائے تو ایسی ہلاکت کو قتل بسبب کہیں گے' ایسی صورت میں عاقلہ پر دیت ہوگی اور گناہ بھی نہ ہوگا اور کفارہ بھی لازم نہیں آئے گا۔

نوٹ: پہلے چار قسم کے قتل کی صورت میں قاتل کو مقتول کا ورثہ نہیں ملے گا۔ (ماخوذ از مرقات' درمختار' ردالمحتار' ہدایہ' بنایہ' کفایہ' کنز) ۱۲

بَابٌ

مسلمان اور ذمی کو حربی کافر کے قصاص میں نہ مارا جائے

٣٨٦٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَؤُ دِمَاؤُهُمْ وَيَسْعٰى بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ اَقْصَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ اَلَا لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ خون (یعنی قصاص اور دیت کے دینے اور لینے میں) سب مسلمان برابر ہیں' اور ان کا ایک ادنیٰ (مسلمان) بھی (کسی کافر کو) امان دے سکتا ہے (جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا) اور (امام مال غنیمت کو لشکر کے) آخری حصہ پر (بھی) لوٹائے (یعنی مال غنیمت میں ان کا بھی حصہ رکھے) اور مسلمان اپنے غیر پر (یعنی کافروں کے مقابلہ میں) ایک ہاتھ (کی

طرح متحد) ہیں' خبردار! کسی مسلمان کو (حربی) کافر (کے قصاص) میں نہ مارا جائے' اور اسی طرح ذمی (کافر) کو جب تک کہ وہ ذمی ہے (حربی کافر کے قصاص میں) نہ مارا جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابن عباس سے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلطَّحَاوِیِّ عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَّادٍ قَالَ اِنْطَلَقْتُ اَنَا وَالْاَشْتَرُ اِلٰی عَلِیٍّ فَقُلْنَا هَلْ عَهِدَ اِلَیْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا لَمْ یَعْهَدْهُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً قَالَ لَا اِلَّا مَا كَانَ فِیْ كِتَابِیْ هٰذَا فَاَخْرَجَ كِتَابًا مِّنْ قِرَابِ سَیْفِهٖ فَاِذَا فِیْهِ الْمُؤْمِنُوْنَ تَتَكَافَؤُ دِمَاءُ هُمْ وَیَسْعٰی بِذِمَّتِهِمْ اَدْنَاهُمْ وَهُمْ یَدٌ عَلٰی مَنْ سِوَاهُمْ لَا یُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُوْعَهْدٍ فِیْ عَهْدِهٖ وَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اَحْدَثَ حَدَثًا اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں حضرت قیس بن عُباد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت اُشتر نخعی نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی خصوصی وصیت فرمائی ہے' جو عامۃ الناس کو نہیں بتائی ہو؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! مگر وہ چیز جو میرے اس کاغذ میں (لکھی ہوئی) ہے' پھر آپ نے اپنی تلوار کے نیام میں سے ایک پرچہ نکالا' جس میں یہ تحریر موجود تھی: خون (یعنی قصاص اور دیت کے لینے اور دینے میں) سارے مسلمان برابر ہیں اور ان میں سے ایک ادنیٰ (مسلمان) بھی (کسی کافر کو) امان دے سکتا ہے (جو سب کے لیے قابل قبول ہوگا) اور مسلمان اپنے غیر پر (یعنی کافروں کے مقابلہ میں) ایک ہاتھ (کی طرح متحد) ہیں' کسی (حربی) کافر کے قصاص میں مسلمان کو نہ قتل کیا جائے' اور اسی طرح ذمی (کافر) کو جب تک کہ وہ ذمی ہے (حربی کافر کے قصاص میں) نہ قتل کیا جائے اور جو کوئی (دین میں) نئی بات ایجاد کرے تو اس کا وبال اُسی پر ہوگا اور جو (دین میں) نئی بات نکالے یا کسی بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی' فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

وَرَوَی الدَّارُقُطْنِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَتَلَ مُسْلِمًا بِمُعَاهِدٍ وَقَالَ اَنَا اَكْرَمُ مَنْ وَفٰی بِذِمَّتِهٖ هٰذَا رَوٰی مُسْنَدًا وَ مُرْسَلًا وَفِیْهِ ابْنُ الْبَیْلَمَانِیِّ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَذَكَرَهٗ فِی الثِّقَاتِ وَهُوَ رَجُلٌ مَعْرُوْفٌ مِنَ التَّابِعِیْنَ.

اور دارقطنی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلمان کو ایک ذمی (کے قصاص) میں قتل کر دیا اور یوں ارشاد فرمایا کہ اپنے عہد کو پورا کرنے والوں میں میں سب سے اعلیٰ ہوں۔ یہ حدیث مسند اور مرسل دونوں طریقوں سے مروی ہے۔ اور اس کی سند میں ابن البیلمانی ہیں' جن کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے اور ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور وہ تابعین میں معروف شخص ہیں۔

بَابٌ

تصفیہ کے بعد انحراف کی وعید

٣٨٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَعْفِیْ مَنْ قَتَلَ بَعْدَ اَخْذِ الدِّیَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اس شخص کو معاف نہیں کروں گا جو دیت لینے کے بعد (قاتل کو) قتل کر دے (یعنی میں اس قاتل کا لازماً قصاص لوں گا)۔ اس کی

روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ الدَّارِمِیِّ فَاِنْ اَخَذَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا ثُمَّ عَدَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ النَّارُ خَالِدًا فِیْهَا مُخَلَّدًا اَبَدًا.

اور دارمی کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ اگر وہ (یعنی مقتول کا ولی تین چیزوں یعنی قصاص، دیت، معافی میں سے) کسی ایک چیز کو اختیار کر لے اور اس کے بعد اس (اختیار) سے منحرف ہو جائے تو اس کے لیے دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

بَابٌ

مسجدوں میں حدود نہ قائم کی جائیں

۳۸۶۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُقَامُ الْحُدُوْدُ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَا یُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسجدوں میں حدود قائم نہ کی جائیں (اس لیے کہ مسجدیں نماز، ذکر اور تعلیم کے لیے ہیں) اور باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے اور اس کے مسائل

واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے اور یہی حکم والدہ، دادا، دادی، نانا اور نانی کا ہے کہ ان میں سے کوئی اپنے پوتے یا نواسے کو قتل کرے تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا، اس لیے کہ یہ اس کے وجود کا سبب ہیں۔ البتہ باپ، بیٹے کو قتل کر دے تو دیت باپ کے مال سے تین سال کے دوران لی جائے گی، اس کے برخلاف بیٹا باپ کو قتل کرے تو باپ کا قصاص بیٹے سے لیا جائے گا۔ (ماخوذ از مرقات، درمختار) ۱۲

بَابٌ

باپ اور بیٹے کے قصاص کے احکام

۳۸۶۹ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقِیْدُ الْاَبَ مِنْ اِبْنِهٖ وَلَا یُقِیْدُ الْاِبْنَ مِنْ اَبِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کے دادا حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں، حضرت سراقہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا ہوں (اور دیکھا ہے کہ) آپ بیٹے سے باپ کا قصاص لیتے تھے مگر بیٹے کا باپ سے قصاص نہیں لیتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

قصاص میں جاہلیت کے طریقہ کی منسوخی

۳۸۷۰ - وَعَنْ اَبِیْ رِمْثَةَ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِیْ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِیْ مَعَكَ قَالَ اِبْنِیْ اِشْهَدْ بِهٖ قَالَ اَمَا اَنَّهٗ لَا یَجْنِیْ عَلَیْكَ وَلَا تَجْنِیْ عَلَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ زَادَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ فِیْ اَوَّلِهٖ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰی اَبِی الَّذِیْ بِظَهْرِ

حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوا تو حضور نے دریافت فرمایا کہ تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ میرا بیٹا ہے! آپ اس پر گواہ رہیں! اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ تیرے قصور کا بدلہ اس سے نہیں لیا جائے گا اور اس کے قصور کا بدلہ تجھ سے نہیں لیا جائے گا (یعنی جاہلیت کے طریقہ کے مطابق اب عمل نہیں ہوا کرے گا)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور شرح السنہ میں اس حدیث کی ابتداء میں یہ اضافہ ہے: حضرت

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْنِيْ أُعَالِجُ الَّذِيْ بِظَهْرِكَ فَإِنِّيْ طَبِيْبٌ فَقَالَ أَنْتَ رَفِيْقٌ وَاللّٰهُ الطَّبِيْبُ.

ابورمثہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر گوشت کا کچھ اُبھرا ہوا حصہ (یعنی مہر نبوت) دیکھا تو عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی پشت (مبارک) پر (گوشت کا جو اُبھرا ہوا حصہ ہے) اس کا علاج کروں کیونکہ میں طبیب ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم رفیق ہو اور طبیب تو اللہ تعالیٰ ہیں۔

بَابٌ

اپنے غلام کو قتل کرنے کی سزا

٣٨٧١ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ عَبْدَهٗ مُتَعَمِّدًا فَجَلَدَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَنَفَاهُ سَنَةً وَمَحَا سَهْمَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَمْ يُقِدْهُ بِهٖ وَأَمَرَهٗ أَنْ يُعْتِقَ رَقَبَةً رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ بِإِسْنَادِهٖ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قصداً قتل کر دیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک سو کوڑے لگائے اور اس کو ایک سال کے لیے جلاوطن کیا اور اس کے حصہ کو مسلمان کے حصہ سے خارج کر دیا اور اس سے قصاص نہیں لیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے اور دار قطنی نے اپنی سند کے ساتھ اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

باندی پر تہمت لگانے کا ایک واقعہ اور اس کی سزا

٣٨٧٢ - وَفِيْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَتْ إِنَّ سَيِّدِيْ اتَّهَمَنِيْ فَأَقْعَدَنِيْ عَلَى النَّارِ حَتّٰى احْتَرَقَ فَرْجِيْ فَقَالَ لَهَا عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ رَاٰى ذٰلِكَ عَلَيْكِ قَالَتْ لَا قَالَ فَهَلِ اعْتَرَفْتِ لَهٗ بِشَيْءٍ قَالَتْ لَا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَيَّ بِهٖ فَلَمَّا رَاٰى عُمَرُ الرَّجُلَ قَالَ أَتُعَذِّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اتَّهَمْتُهَا فِيْ نَفْسِهَا قَالَ رَأَيْتَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا قَالَ الرَّجُلُ لَا قَالَ فَاعْتَرَفَتْ لَكَ بِهٖ فَقَالَ لَا قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ أَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يُقَادُ مَمْلُوْكٌ مِنْ مَالِكِهٖ وَلَا وَلَدٌ مِنْ وَالِدِهٖ لَأَقَدْتُهَا مِنْكَ فَبَرَزَهٗ وَضَرَبَهٗ مِائَةَ سَوْطٍ

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک باندی امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے آقا نے مجھ پر (زنا کی) تہمت لگائی اور (سزاءً) مجھے آگ پر بٹھایا' یہاں تک کہ میری شرمگاہ جل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس نے تجھے یہ (فعل) کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! آپ نے اس سے پھر دریافت فرمایا: کیا تو نے اس کے سامنے کسی بات کا اعتراف کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کو میرے پاس حاضر کیا جائے! جب (وہ) حاضر ہوا اور) حضرت عمر نے اس کو دیکھا تو فرمایا: کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح (آگ کی) سزا دیتا ہے؟ اس نے جواب دیا: امیر المؤمنین! مجھے اس پر بدگمانی ہوئی' آپ نے اس شخص سے پھر دریافت فرمایا: کیا تو اس کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: نہیں! آپ نے اس سے پھر پوچھا: کیا اس عورت نے تیرے سامنے اس (جرم) کا اعتراف کیا؟ اس نے جواب دیا: نہیں! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری

وَقَالَ لِلْجَارِيَةِ اِذْهَبِىْ فَاَنْتِ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَاَنْتِ مَوْلَاةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ.

جان ہے! اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہ سنا ہوتا کہ مالک سے غلام کا اور باپ سے بیٹے کا قصاص نہ لیا جائے تو میں ضرور تجھ سے اس کا قصاص لیتا' پھر آپ نے اس کو باہر نکالا اور ایک سو کوڑے لگائے اور باندی سے فرمایا: تو چلی جا! اللہ تعالیٰ کے لیے تو آزاد ہے اور (اب) تو اللہ اور اس کے رسول کی باندی ہے۔

آقا اپنے غلام کا کوئی عضو کاٹ دے تو غلام آزاد ہے

بَابٌ

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مُسْتَصْرِخٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَارِيَةٌ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ وَيْحَكَ مَا لَكَ فَقَالَ شَرٌّ اَبْصَرَ لِسَيِّدِهٖ جَارِيَةً لَهٗ فَغَارَ عَلَيْهَا فَجَبَّ مَذَاكِيْرَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَطَلَبَ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْهَبْ فَاَنْتَ حُرٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ نَصَرَنِىْ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَوْ قَالَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ.

اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں' راوی (ان کے دادا یعنی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں چلاتا ہوا آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے آقا کی باندی کا ایک واقعہ ہے! آپ نے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم کرے! تجھے کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ایک برائی ہے جس کو اس کے مالک نے اس کی باندی کے ساتھ کرتے ہوئے (مجھے) دیکھ لیا (یعنی میں باندی کا بوسہ لے رہا تھا)' مالک کو اس پر غیرت آئی اور اس نے میرا آلۂ تناسل کاٹ دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ مالک کو لایا جائے' اس کی تلاش کی گئی مگر وہ نہیں ملا تو رسول اللہ ﷺ نے (اس غلام سے) فرمایا: جا تو آزاد ہے! اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری کون مدد کرے گا (اگر میرا مالک پھر مجھے غلام بنا لے)؟ آپ نے فرمایا: (تیری مدد) ہر مسلمان اور ہر مؤمن پر لازم ہے۔

ف: یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے "باب القتل والقصاص والدية" میں مروی ہے' جیسا کہ ابن ماجہ میں ہے۔ ۱۲

بدلہ نہ لینے والے کی جزاء

بَابٌ

٣٨٧٣ - وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُصَابُ بِشَىْءٍ فِىْ جَسَدِهٖ فَتَصَدَّقَ بِهٖ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ خَطِيْئَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ کسی شخص کو کوئی جسمانی (یا ذہنی) تکلیف پہنچائی گئی اور اس نے اس کو معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ (اس کے بدلہ میں) اس کا ایک درجہ بلند فرماتے ہیں اور اس کا ایک گناہ (بھی) معاف فرما دیتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ایک شخص کے کئی قاتل ہوں تو سب سے قصاص لیا جائے گا

بَابٌ

٣٨٧٤ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً اَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات آدمیوں کی ایک جماعت کو ایک

وَاحِدٍ قَتَلُوْهُ قَتْلَ غِيْلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ اَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيْعًا رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ.

شخص کے بدلہ میں قتل کیا (اس لیے کہ) ان لوگوں نے (باہم سازش کرکے) اس کو خفیہ قتل کیا تھا اور حضرت عمر نے یہ بھی فرمایا کہ اگر (شہر) صنعاء کے تمام لوگ (بھی) اس شخص کے قتل میں شریک ہوتے تو میں ان سب کو قتل کر دیتا۔
اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

بَابٌ
معاونِ قتل کی سزا حبس دوام ہے

٣٨٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمْسَكَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ وَقَتَلَهُ الْاٰخَرُ يُقْتَلُ الَّذِيْ قَتَلَ وَيُحْبَسُ الَّذِيْ اَمْسَكَ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ.

وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ قَضٰى فِيْ رَجُلٍ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا وَاَمْسَكَهُ اٰخَرُ قَالَ يُقْتَلُ الْقَاتِلُ وَيُحْبَسُ الْاٰخَرُ فِي السِّجْنِ حَتّٰى يَمُوْتَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کو ایک آدمی پکڑ کر رکھے اور دوسرا اس کو قتل کر ڈالے تو قاتل کو قتل کیا جائے اور پکڑنے والے کو قید کیا جائے (بشرطیکہ پکڑنے والے کا ارادہ قتل کا نہ ہو)۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ دیا کہ جس نے ایک شخص کو قصداً قتل کیا تھا اور دوسرے نے اس کو پکڑے رکھا تھا، اور فرمایا کہ قاتل کو قتل کیا جائے اور جو دوسرا شخص ہے (جس نے پکڑے رکھا تھا) اس کو مرنے تک قید میں رکھا جائے۔

بَابُ الدِّيَاتِ
دیت کا بیان

ف: دیت اس تاوان یا جرمانہ کو کہتے ہیں جو قاتل یا زخمی کرنے والے سے لے کر مقتول کے وارثوں کو دیا جاتا ہے۔ ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا اَنْ يَّصَّدَّقُوْا﴾ (النساء:۹۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور خون بہا مقتول کے ورثاء کے سپرد کیا جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں (تو خون بہا دینے کی ضرورت نہیں)۔

ف: واضح ہو کہ دیت مقتول کے ترکہ کے حکم میں ہے، اس سے مقتول کا قرض بھی ادا کیا جائے گا اور وصیت بھی جاری کی جائے گی۔ ۱۲

بَابٌ
دیت میں چھنگلی اور انگوٹھا برابر ہے

٣٨٧٦ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے (اپنی چھنگلیا اور انگوٹھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا کہ یہ اور یہ (یعنی چھنگلیا اور انگوٹھا دونوں خون بہا میں) برابر ہیں (یعنی چھوٹے اور بڑے کا فرق نہ ہوگا)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ دونوں ہاتھوں یا دونوں پاؤں کی تمام انگلیوں کو قطع کرنے کی دیت قتل کی دیت ہے، اس لیے کہ اس سے انسان کی منفعت ختم ہو جاتی ہے، البتہ انگلی کی دیت، دیت کا دسواں حصہ ہے اور وہ دس اونٹ ہیں اور اگر کوئی انگلی کا پورا کاٹ ڈالے تو اس میں ایک تہائی دیت لازم آتی ہے اور اس میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں برابر ہیں، البتہ انگوٹھے کا پورا کاٹ ڈالے تو اس میں نصف دیت

لازم آئے گی اس لیے کہ انگوٹھے میں دو ہی جوڑ ہیں۔ (مرقات اشعۃ اللمعات قدوری) ۱۲

بَابٌ

دیت میں تمام دانت اور تمام انگلیاں برابر ہیں

۳۸۷۷ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَصَابِعُ سَوَاءٌ وَّالْاَسْنَانُ سَوَاءٌ اَلثَّنِيَّةُ وَالضِّرْسُ سَوَاءٌ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَاءٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (دیت میں) انگلیاں سب برابر ہیں اور (اسی طرح) دانت بھی سب برابر ہیں، (خواہ وہ) اگلے دانت ہوں یا ڈاڑھ ہوں (دیت میں) برابر ہیں، (حضور نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: یہ اور یہ (دیت میں) برابر ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دیت میں ہاتھوں اور پیروں کی انگلیاں برابر ہیں

۳۸۷۸ - وَعَنْهُ قَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابِعَ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیوں (کی دیت) کو برابر برابر قرار دیا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جنین کی دیت ایک غُرّہ ہے

۳۸۷۹ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنِيْنِ امْرَاَةٍ مِنْ بَنِيْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ عَبْدًا وَ اَمَةً ثُمَّ اِنَّ الْمَرْاَةَ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ فَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا وَالْعَقْلُ عَلٰى عَصَبَتِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قبیلہ) بنولحیان کی ایک عورت کے جنین (پیٹ کے بچہ) کے بارے میں جو (مارنے کی وجہ سے) مرکر نکل پڑا، ایک غُرّہ یعنی ایک غلام یا ایک باندی (بطور دیت) دینے کا فیصلہ دیا، پھر وہ (قاتلہ) عورت جس پر (دیت میں) غُرّہ کا فیصلہ دیا تھا، انتقال کرگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا کہ اس عورت کی میراث اس کے بیٹوں اور اس کے شوہر کو ملے گی اور دیت اس کے عصبات (یعنی خاندان والوں) پر واجب ہوگی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

دیت کے وارث مقتول کے ورثاء ہوں گے اور دیت قاتل کے خاندان پر واجب ہوگی

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْعَقْلَ مِيْرَاثٌ بَيْنَ وَرَثَةِ الْقَتِيْلِ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَقْلَ الْمَرْاَةِ بَيْنَ عَصَبَتِهَا وَلَا يَرِثُ الْقَاتِلُ شَيْئًا.

اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں جو حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جس کو انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کیا ہے، (یوں ہے:) ان کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک دیت مقتول کے ورثاء کی میراث ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا کہ قاتلہ پر (واجب شدہ) دیت (کی ادائیگی) اس کے خاندان والوں پر واجب ہوگی اور قاتل کسی چیز میں وارث نہیں ہوگا (یعنی محروم الارث ہوگا)۔

بَابٌ

وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِهٖ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اِنَّ اِمْرَاَتَیْنِ كَانَتَا تَحْتَ رَجُلٍ مِّنْ هُذَیْلٍ فَضَرَبَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی بِعَمُوْدٍ فَقَتَلَتْهَا وَقَتَلَتْ جَنِیْنَهَا فَاخْتَصَمَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُ الرَّجُلَیْنِ كَیْفَ تَدٰی مَنْ لَا صَاحَ وَلَا اَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا اِسْتَهَلَّ فَقَالَ اَسْجعٌ كَسَجْعِ الْاَعْرَابِ وَقَضٰی فِیْهِ بِغُرَّةٍ وَجَعَلَهٗ عَلٰی عَاقِلَةِ الْمَرْاَةِ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

جنین اور مقتولہ کی دیت جدا جدا ہے

اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ (قبیلہ) ہذیل کے ایک شخص کی دو بیویاں تھیں' ان میں سے ایک نے دوسری کو (شامیانہ کی) لکڑی سے مارا' جس کی وجہ سے وہ عورت اور اس کے پیٹ کا بچہ (بھی) مر گیا' تو دو آدمی اس بارے میں لڑتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے (تو آپ نے غرّہ دینے کا فیصلہ دیا)' ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے کہا کہ جو (بچہ) نہ رویا' نہ کھایا' نہ پیا اور نہ آواز کی' اس کی دیت کیونکر دلائی جا رہی ہے؟ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: یہ تو بدویوں کی شاعری کی طرح (بے دلیل) مسجع اور مقفی کلام ہے! اور آپ نے (دیت میں) ایک غُرّہ (یعنی باندی یا غلام کے دینے کا) فیصلہ دیا اور اس کو (قاتلہ) عورت کے کنبہ کے ذمہ کر دیا۔ اور اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ فِی الْجَنِیْنِ غُرَّةً عَنْ عَاقِلَةِ الْقَاتِلَةِ.

اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنین یعنی پیٹ کے بچہ (کے قتل کی دیت) میں قتل کرنے والی عورت کے خاندان پر ایک غُرّہ مقرر فرمایا۔

بَابٌ

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِقْتَتَلَتْ اِمْرَاَتَانِ مِنْ هُذَیْلٍ فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰی بِحَجَرٍ فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِیْ بَطْنِهَا فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ دِیَةَ جَنِیْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدًا وَوَلِیْدَةً وَقَضٰی بِدِیَةِ الْمَرْاَةِ عَلٰی عَاقِلِهَا وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ.

ایضاً دوسری حدیث

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے کہا کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں ایک نے دوسری کو پتھر سے مار کر اس کو اور اس کے (پیٹ کے) بچہ کو ہلاک کر ڈالا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنین کی دیت ایک غرہ (یعنی ایک غلام یا ایک باندی) کا فیصلہ فرمایا اور (قتل کرنے والی) عورت کی دیت اس کے خاندان والوں سے دلانے کا فیصلہ فرمایا اور دیت کا حقدار اس کی (یعنی مقتولہ) اولاد اور جوان کے ساتھ تھے' (یعنی وارثوں) کو بنایا۔

بَابٌ

وَفِیْ رِوَایَةِ مُسْلِمٍ عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضَرَبَتْ اِمْرَاَةٌ ضَرَّتَهَا بِعَمُوْدِ فُسْطَاطٍ وَهِیَ حُبْلٰی فَقَتَلَتْهَا قَالَ وَاِحْدَاهُمَا لِحِیَانِیَّةٌ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دِیَةَ الْمَقْتُوْلَةِ عَلٰی عَصَبَةِ الْقَاتِلَةِ وَغُرَّةً لِمَا

قتل شبہ عمد میں دیت واجب ہوگی

اور مسلم کی روایت میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے (اس طرح) مروی ہے' انہوں نے کہا کہ ایک عورت نے اپنی سوکن کو جو حاملہ تھی' خیمہ کی لکڑی سے مار کر ہلاک کر ڈالا۔ حضرت مغیرہ نے کہا کہ ان میں ایک لحیانیہ تھی (اور لحیان' قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ ہے)۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتولہ کی دیت قاتلہ کے قبیلہ پر واجب کی اور پیٹ کے بچہ کا خون بہا ایک

فِیْ بَطْنِهَا.

غرّہ (یعنی ایک غلام یا باندی) مقرر فرمایا۔

بَابٌ
غرّہ کی مقدار پانچ سو درہم ہے

وَرَوَی الْبَزَّارُ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ اِمْرَاَةً حَذَفَتْ اِمْرَاَةً فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَلَدِهَا بِخَمْسِ مِائَةٍ وَنَهٰی عَنِ الْحَذْفِ.

اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت عبداللہ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ایک دوسری (حاملہ) عورت کو مار کر اس کا حمل گرا دیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بچہ (کی دیت) میں پانچ سو (درہم) کا فیصلہ فرمایا' اور آپ نے اسقاط حمل سے منع فرمایا۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الْغُرَّةَ بِخَمْسِیْنَ دِیْنَارًا وَكُلُّ دِیْنَارٍ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے غرّہ کی قیمت پچاس دینار مقرر فرمائی اور ایک دینار' دس درہم کا ہوتا ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاؤُدَ فِیْ سُنَنِهٖ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ اَلْغُرَّةُ خَمْسُ مِائَةٍ یَعْنِیْ دِرْهَمًا.

اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا ہے کہ غرّہ کا تخمینہ پانچ سو درہم ہوتا ہے۔

بَابٌ
ادائیگی دیت کی مدت ایک سال

وَرَوٰی عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ عَلَی الْعَاقِلَةِ سَنَةً وَقَالُوْا اِنَّ بَلَاغَاتِ مُحَمَّدٍ فِیْ حُكْمِ الْمُسْنَدَةِ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے (دیت کی ادائیگی کے لیے قبیلہ پر) ایک سال کی مدت مقرر فرمائی۔ اور محدثین نے کہا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بلاغات مسند کے حکم میں ہیں (بلاغات سے مراد وہ روایتیں ہیں جن کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے)۔

ف: واضح ہو کہ حاملہ عورت کے پیٹ پر مار کی وجہ سے جنین مردہ حالت میں گر جائے تو دیت میں ایک غرّہ یعنی ایک غلام یا باندی واجب ہوگی۔ اگر جنین زندہ حالت میں پیدا ہو کر بعد میں مر جائے تو ایسے جنین کی دیت غرّہ کی بجائے کامل ہوگی اور اگر حاملہ عورت پیٹ پر مار کی وجہ سے مر جائے اور اس کی موت کے بعد جنین پیٹ سے گر جائے تو ایسے جنین کی دیت میں کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔
(از مرقات' ہدایہ' عنایہ) ۱۲

بَابٌ
قتل شبہ عمد کی دیت

٣٨٨٠ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ قَالَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فِیْ شِبْهِ الْعَمَدِ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتُ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتُ مَخَاضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَهُوَ كَالْمَرْفُوْعِ لِاَنَّ الْمَقَادِیْرَ

حضرت علقمہ اور حضرت اسود رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے' ان دونوں حضرات نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شبہ عمد کی دیت میں (جو ایک سو اونٹنیاں واجب ہیں' ان کی تفصیل یہ ہے:) پچیس حِقّہ (یعنی وہ اونٹنی جس کی عمر کا چوتھا سال شروع ہو چکا ہو)' پچیس جَذَعہ (وہ اونٹنی جس کا پانچواں سال شروع ہو چکا ہو)' پچیس بنت لبون (وہ اونٹنی جس کا

لَا تُعْرَفُ بِالرَّأْيِ.

تیسرا برس شروع ہو چکا ہو) اور پچیس بنت مخاض (وہ اونٹنی جس کا دوسرا برس شروع ہو چکا ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور یہ حدیث مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اس لیے کہ احکام میں تعداد کا تعین قیاس اور رائے سے نہیں ہو سکتا۔

بَابٌ

قتل شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مساوی ہے

٣٨٨١ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَقْلُ شِبْهِ الْعَمْدِ مُغَلَّظٌ مِثْلَ عَقْلِ الْعَمْدِ وَلَا يُقْتَلُ صَاحِبُهُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قتل شبہ عمد کی دیت بھی قتل عمد کی دیت کی طرح مغلظ ہے یعنی کامل ہے اور (قتل شبہ عمد میں) قاتل کو (قصاص میں) نہیں مارا جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مختلف اعضاء کے کاٹنے اور نقصان پہنچانے کی دیت کے مسائل

٣٨٨٢ - وَعَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ وَكَانَ فِيْ كِتَابِهِ أَنَّ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا فَإِنَّهُ قَوَدُ يَدِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ وَفِيْهِ أَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ وَفِيْهِ فِي النَّفْسِ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِيْنَارٍ وَفِي الْأَنْفِ أُوْعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْأَسْنَانِ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي الصُّلْبِ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِيْ كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو ایک فرمان بھیجا' اور اس فرمان میں یہ حکم تھا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ناحق قتل کر دے تو وہ شخص اپنے ہاتھوں ہی اپنے اوپر قصاص کو لازم کر لے مگر یہ کہ مقتول کے وارث (دیت لینے یا معاف کرنے پر) راضی ہو جائیں (تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا)' اور اس فرمان میں یہ (حکم) بھی تھا کہ مرد (قاتل) کو (مقتولہ) عورت کے بدلہ (قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔ اور اس فرمان میں یہ (بھی حکم) تھا کہ جان کے بدلہ میں (قاتل اگر اونٹوں کا مالک ہے تو اس سے دیت میں) ایک سو اونٹ لیے جائیں گے اور جو شخص سونا رکھتا ہو اس سے (دیت میں) ایک ہزار دینار لیے جائیں گے اور ناک (کی دیت میں) جبکہ وہ پوری کاٹ دی جائے' ایک سو اونٹ لیے جائیں گے۔ اور (اسی طرح) تمام دانتوں کے توڑنے پر کامل دیت ہو گی' اور دونوں ہونٹوں کے کاٹے جانے پر کامل دیت ہو گی' اور دونوں فوتوں کے کاٹے جانے پر (بھی) پوری دیت ہو گی اور آلہ تناسل کے کاٹے جانے پر (بھی) پوری دیت ہو گی اور ریڑھ کی ہڈی کے توڑنے پر (بھی) کامل دیت ہے' اور دونوں آنکھوں کے پھوڑنے (نابینا کرنے) پر بھی پوری دیت ہے' اور ایک پیر کے کاٹنے میں آدھی دیت ہے اور سر کا وہ زخم جو دماغ تک پہنچ جائے' اس پر ایک تہائی دیت ہے' اور پیٹ کے زخم پر ایک تہائی دیت ہے اور ایسی مار جس سے ہڈی سرک جائے (دیت میں)

پندرہ اونٹ ہیں اور ہاتھ اور پیر کی کسی انگلی کے ٹوٹنے پر (دیت میں) دس دس اونٹ ہوں گے اور ہر دانت کے توڑنے پر (دیت میں) پانچ اونٹ ہیں۔ اس کی روایت نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ مَالِکٍ وَفِی الْعَیْنِ خَمْسُوْنَ وَفِی الْیَدِ خَمْسُوْنَ وَفِی الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ وَفِی الْمُوْضِحَۃِ خَمْسٌ.

اور امام مالک کی روایت میں یوں ہے کہ ایک آنکھ کے پھوڑنے میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک ہاتھ (کے کاٹنے) میں پچاس اونٹ ہیں اور ایک پیر (کے کاٹنے) میں پچاس اونٹ ہیں اور ایسا (گہرا) زخم جس میں ہڈی نظر آئے (اس کی دیت) پانچ اونٹ ہیں۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَوَاضِحِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْاِبِلِ وَفِی الْاَسْنَانِ خَمْسًا خَمْسًا مِنَ الْاِبِلِ وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ.

اور ابوداؤد نسائی اور دارمی نے حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (گہرے) زخموں (کی دیت میں) جن میں ہڈی نظر آئے پانچ پانچ اونٹ اور دانتوں (کی دیت) میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ فرمایا۔ اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (صرف حدیث کے پہلے حصہ یعنی زخموں کی دیت کی) روایت کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ انسان کے ایسے اعضاء جو طاق ہیں جیسے ناک زبان اور ذکر (آلۂ تناسل) ان کے کاٹ دینے پر کامل دیت لازم ہوگی اسی طرح عقل قوتِ شامہ قوتِ ذائقہ زائل کر دینے پر بھی کامل دیت واجب ہوگی۔ (از ردالمحتار) ۱۲

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ
فصل اوّل

بَابٌ
کسی قوت کے ناکارہ کرنے پر کامل دیت ہوگی

۳۸۸۳ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَضٰی فِیْ رَجُلٍ ضَرَبَ رَجُلًا فَذَهَبَ سَمْعُهٗ وَبَصَرُهٗ وَنِکَاحُهٗ وَعَقْلُهٗ بِاَرْبَعِ دِیَاتٍ ذَکَرَهٗ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِی الْحَارِثِ وَابْنِهٖ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَوٰی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ نَحْوَهٗ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے ایک دوسرے شخص کو (ایسی بُری طرح سے) مارا جس کی وجہ سے اس کی سماعت بصارت قوتِ مردی اور عقل جاتی رہی آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ وہ چار دیتیں ادا کرے۔ اس کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحارث اور ان کے بیٹے عبداللہ کی روایت میں بیان کیا ہے۔ اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ
دیت میں مسلمان اور ذمی مساوی ہیں

۳۸۸٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَی الْعَامِرِیَّیْنِ بِدِیَۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَکَانَ لَهُمَا عَهْدٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ بنی عامر کے دو اشخاص کو مسلمانوں سے دیت دلوائی اور ان دونوں اشخاص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ تھا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ مَرَاسِیْلِهٖ عَنْ سَعِیْدٍ

اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے

بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيَةُ كُلِّ ذِيْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ اَلْفُ دِيْنَارٍ.

روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر صاحب عہد یعنی ذمی کی دیت اس کے عہد کے دوران میں ایک ہزار دینار ہو گی۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ اَبِي الْهَيْثَمِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ قَالُوْا دِيَةُ الْمُعَاهِدِ دِيَةُ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں ہیثم بن ابی الہیثم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ان سب حضرات نے فرمایا ہے کہ ذمی کی دیت وہی ہے جو آزاد مسلمان کی ہے۔

بَابٌ

قتلِ خطاء کی دیت

٣٨٨٥ - وَعَنْ خِشْفِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دِيَةِ الْخَطَاِ عِشْرِيْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ وَعِشْرِيْنَ ابْنَ مَخَاضٍ ذُكُوْرٍ وَعِشْرِيْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ وَعِشْرِيْنَ جِذْعَةً وَعِشْرِيْنَ حِقَّةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالصَّحِيْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

حضرت خشف بن مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے آپ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطاء کی دیت دو سال والی بیس اونٹنیاں اور دو سال والے بیس اونٹ اور بیس اونٹنیاں تیسرے برس والی اور بیس اونٹنیاں پانچویں برس والی اور بیس اونٹنیاں چوتھے برس والی کا فیصلہ فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت علی ابن مسعود پر موقوف ہے۔

وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَعَلٰى تَقْدِيْرِ تَسْلِيْمِهٖ لَا يَضُرُّهٗ فَاِنَّ مِثْلَ هٰذَا الْمَوْقُوْفِ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ فَاِنَّ التَّقَادِيْرَ لَا تُعْرَفُ مِنْ قِبَلِ الرَّاْيِ مَعَ اَنَّ الْمُقَرَّرَ فِي الْاُصُوْلِ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ الْحَدِيْثُ مَرْفُوْعًا وَمَوْقُوْفًا يُعْتَبَرُ الْمَرْفُوْعُ وَخِشْفٌ وَثَّقَهُ النَّسَائِيُّ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ وَهُوَ رُوِيَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ فَيَكُوْنُ مَعْرُوْفًا لِاَنَّ اَقَلَّ الْمَعْرُوْفِ اَنْ يَّرْوِيَ عَنِ اثْنَيْنِ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ وَاَجَابَ الْاَصْحَابُ عَنِ الَّذِيْ وَدَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِبِلِ الصَّدَقَةِ بِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَرَّعَ بِذٰلِكَ وَلَمْ يَجْعَلْهُ حُكْمًا.

اور علامہ علی قاری نے کہا: اگر اسے بالفرض تسلیم کرلیا جائے تو پھر بھی یہ مضر نہیں کیونکہ اس قسم کی موقوف روایت مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کتب اصول میں یہ اصول موجود ہے کہ جب ایک حدیث مرفوع اور موقوف دونوں طریقوں سے مروی ہو تو مرفوع کا اعتبار کیا جاتا ہے اور خشف کی امام نسائی نے توثیق کی ہے جبکہ ابن حبان نے ثقات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث حضرت ابن مسعود اور عمرو نے اپنے والد سے روایت کی ہے لہٰذا یہ (حدیث) معروف ہوئی کیونکہ معروف وہ حدیث ہوتی ہے جسے کم از کم دو راویوں نے روایت کیا ہو۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيْقِ الشَّافِعِيِّ قَالَ

اور بیہقی نے امام شافعی کی سند سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ امام

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بَلَغَنَا عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ فَرَضَ عَلٰى أَهْلِ الذَّهَبِ فِي الدِّيَةِ أَلْفَ دِينَارٍ وَمِنَ الْوَرَقِ عَشَرَةَ الْافِ دِرْهَمٍ.

محمد بن الحسن نے فرمایا کہ ہم کو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ نے سونا رکھنے والوں کے لیے دیت میں ایک ہزار دینار اور چاندی رکھنے والوں پر دس ہزار درہم مقرر فرمائے۔

٣٨٨٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (طب سے واقف نہ ہو اور) طبیب بن بیٹھے اور وہ علاج میں ماہر بھی نہ ہو (اس نے کسی کا علاج کیا اور مریض کو نقصان پہنچا) تو ایسا طبیب (نقصان کا) ضامن ہوگا (یعنی اگر مریض مر جائے یا اس کا کوئی عضو ناکارہ ہو جائے تو طبیب پر دیت واجب ہوگی)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ مَا لَا يَضْمَنُ مِنَ الْجِنَايَاتِ

ان قصوروں کا بیان جن پر تاوان عائد نہیں ہوتا

بَابٌ

وہ اموات جن پر تاوان نہیں

٣٨٨٧ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر جانور کسی کو زخمی کر دے (یا مار ڈالے) تو (مالک پر) کوئی تاوان نہیں (بشرطیکہ مالک یا نگران کار ساتھ نہ ہو) اور اگر کوئی شخص معدن (یعنی کان) میں گر کر مر جائے تو اس کا تاوان (بھی) نہیں اور (اسی طرح) کنویں میں گر کر مرنے والے کا (بھی) تاوان نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

لڑائی میں دانتوں سے کاٹنے والے کے دانت ٹوٹ جائیں تو تاوان نہیں

٣٨٨٨ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ وَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَأَنْدَرَ ثَنِيَّتَهُ فَسَقَطَتْ فَانْطَلَقَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ وَقَالَ أَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَالْفَحْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیش العسرۃ یعنی غزوۂ تبوک میں شریک تھا۔ میرا ایک ملازم تھا وہ ایک آدمی سے لڑ پڑا اور ایک نے دوسرے کا ہاتھ (اپنے دانتوں سے) کتر دیا تو ہاتھ کترے (یعنی زخمی) نے جب اپنا ہاتھ کترنے والے کے منہ سے کھینچا تو کترنے والے کے اگلے دانت گر پڑے۔ تو یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (دانت گرنے کا تاوان لینے کے لیے) حاضر ہوا تو آپ نے (دانتوں کا بدلہ معاف فرما دیا اور) یوں ارشاد فرمایا کہ کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑے رکھتا تاکہ تو اس (کے ہاتھ) کو اونٹ کی طرح چباتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جان و مال کی مدافعت وغیرہ میں قتل کرنے والے پر دیت نہیں

۳۸۸۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اِنْ جَاءَ رَجُلٌ یُرِیْدُ اَخْذَ مَالِیْ قَالَ فَلَا تُعْطِهٖ مَالَكَ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَاتَلَنِیْ قَالَ قَاتِلْهُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلَنِیْ قَالَ فَاَنْتَ شَهِیْدٌ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ قَتَلْتُهٗ قَالَ هُوَ فِی النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر) عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص میرا مال لوٹنے کے لیے آئے تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تو اس کو اپنا مال نہ دے اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑنے لگے تو آپ کیا فرماتے ہیں (کہ میں کیا کروں)؟ آپ نے فرمایا: تو (بھی) اس سے لڑائی کر اس نے پھر عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہیں: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا: تو شہید ہوگا اس نے پھر عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں اس کو قتل کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ دوزخی ہوگا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِی الْمُتَّفَقِ عَلَیْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ.

اور ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے اور جو شخص اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتا ہوا مارا جائے وہ (بھی) شہید ہے۔

بَابٌ

قصداً یا اتفاقاً کسی کے گھر میں جھانکنے کے احکام

۳۸۹۰ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اطَّلَعَ فِیْ بَیْتِكَ اَحَدٌ وَلَمْ تَاْذَنْ لَهٗ فَخَذَفْتَهٗ بِحَصَاةٍ فَفَقَاْتَ عَیْنَهٗ مَا كَانَ عَلَیْكَ مِنْ جُنَاحٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ فَالْحَدِیْثُ مَحْمُوْلٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ نَظَرَ فِیْ بَابِ دَارِ رَجُلٍ فَفَقَاَ الرَّجُلُ عَیْنَهٗ لَا یَضْمَنُ اِنْ لَمْ یُمْكِنْهُ تَنْحِیَتُهٗ مِنْ غَیْرِ فَقْئِهَا وَاِنْ اَمْكَنَهٗ ضَمِنَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا: اگر تمہارے گھر میں کوئی تمہاری اجازت کے بغیر جھانکے اور تم نے کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص کے گھر کے دروازہ میں جھانکا اور گھر والے نے دیکھتے ہی اس کی آنکھ پھوڑ ڈالی تو گھر والے پر تاوان لازم نہ ہوگا بشرطیکہ گھر والے نے آنکھ پھوڑنے سے پہلے جھانکنے والے کو وہاں سے ہٹ جانے کا موقع نہ دیا ہو اور اگر اس نے اس شخص کو مہلت دی اور پھر اس نے آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس صورت میں تاوان لازم ہوگا

(پہلی صورت میں آنکھ پھوڑنے والے پر اس لیے تاوان لازم نہیں آتا کہ اس نے اضطراری حالت میں جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑی ہے اور دوسری صورت میں اس لیے تاوان لازم آئے گا کہ آنکھ پھوڑنے والے نے مہلت دے کر بالقصد اس کی آنکھ پھوڑی ہے)۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَجُلًا اَطْلَعَ فِیْ جِحْرٍ فِیْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُنِیْ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِیْ عَيْنَيْكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ.

اور بخاری اور مسلم کی ایک متفقہ روایت میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (گھر کے) دروازہ میں جھانکا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خاردار لکڑی تھی، جس سے آپ اپنے سر مبارک کو کھجلاتے تھے۔ آپ نے (اس شخص سے) فرمایا: اگر میں جانتا کہ تو (قصداً اس سوراخ سے) مجھے دیکھ رہا ہے تو میں ضرور اس لکڑی کو تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ شریعت میں گھر میں داخل ہونے کی اجازت نظر کی وجہ سے لگائی گئی ہے تاکہ غیر محرم پر نگاہ نہ پڑے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَشَفَ سِتْرًا فَاَدْخَلَ بَصَرَهٗ فِی الْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يُؤْذَنَ لَهٗ فَرَاٰى عَوْرَةَ اَهْلِهٖ فَقَدْ اَتٰى حَدًّا لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ وَلَوْ اَنَّهٗ حِيْنَ اَدْخَلَ بَصَرَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ رَجُلٌ فَفَقَاَ عَيْنَهٗ مَا عَيَّرْتُ عَلَيْهِ وَاِنْ مَرَّ الرَّجُلُ عَلٰى بَابٍ لَا سِتْرَ لَهٗ غَيْرَ مُغْلَقٍ فَنَظَرَ فَلَا خَطِيْئَةَ عَلَيْهِ اِنَّمَا الْخَطِيْئَةُ عَلٰى اَهْلِ الْبَيْتِ.

اور ترمذی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (کسی کے گھر کا) پردہ اٹھا کر اجازت ملنے سے پہلے گھر میں جھانکے اور اس کے گھر کی عورتوں کو دیکھ لے تو اس نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس پر حد لازم آتی ہے اور یہ کام اس کے لیے جائز نہ تھا اور جب وہ جھانک رہا تھا تو (گھر والا) کوئی شخص اس کے سامنے آ جائے اور اس کی آنکھ پھوڑ دے تو میں اس پر کوئی تاوان عائد نہیں کروں گا اور اگر کوئی شخص کسی کے دروازہ پر سے گزرے جس کا دروازہ بند نہ ہو اور اس پر پردہ بھی نہ ہو اور وہ شخص (بغیر ارادہ کے گھر والوں پر) نظر ڈالے تو ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں، گناہ تو گھر والوں کا ہے (کہ انہوں نے نہ تو دروازہ بند رکھا اور نہ ہی اس پر پردہ ڈالا)۔

بَابٌ

بے سبب کنکر پھینکنے کی ممانعت

٣٨٩١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ اِنَّهٗ لَا يُصَادُ بِهٖ صَيْدٌ وَّلَا يُنْكَاُ بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَاُ الْعَيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا، جو کنکر پھینک رہا ہے، آپ نے اس سے فرمایا: (کنکر) مت پھینک، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکر پھینکنے سے منع فرمایا۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس طرح کنکر پھینکنے سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو زخمی کیا جاتا ہے، لیکن وہ کبھی کبھی دانت کو توڑتا ہے اور آنکھ کو پھوڑتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مجمع میں کھلا ہتھیار لے کر پھرنا منع ہے

٣٨٩٢ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مَسْجِدِنَا وَفِیْ سُوْقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْیُمْسِكْ عَلٰی نِصَالِهَا اَنْ یُّصِیْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْهَا بِشَیْءٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی ہماری مسجد اور ہمارے بازار میں سے گزرے اور اس کے ساتھ تیر ہو تو اس کے پھل کو بند رکھے تاکہ اس سے کسی مسلمان کو زخم نہ پہنچے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
کھلے ہتھیار سے کسی کی طرف اشارہ کرنا منع ہے

٣٨٩٣ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُشِیْرُ اَحَدُکُمْ عَلٰی اَخِیْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّ الشَّیْطَانَ یَنْزَعُ فِیْ یَدِهٖ فَیَقَعُ فِیْ حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے اس لیے کہ وہ نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کو بہکائے[1] اور اس کے ہاتھ سے (وہ ہتھیار) کسی کو جا لگے (جس کی وجہ سے وہ شخص ہلاک ہو جائے اور اس قتلِ ناحق کے سبب) وہ دوزخ کے گڑھے میں گرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

[1] یہ ترجمہ ''یَنْزَغُ'' کا ہے جو دوسری روایت میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ
ہتھیار سے اشارہ کرنے پر وعید

٣٨٩٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَشَارَ اِلٰی اَخِیْهِ بِحَدِیْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ تَلْعَنُهٗ حَتّٰی یَضَعَهَا وَاِنْ کَانَ اَخَاهُ لِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف کسی ہتھیار سے اشارہ کرے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کو رکھ دے اگرچہ کہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہتھیار اُٹھانے کی وعید

٣٨٩٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَزَادَ مُسْلِمٌ وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا.

حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے یہ دونوں حضرات حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو ہم پر ہتھیار اُٹھائے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے اور مسلم نے اتنا اضافہ اور کیا ہے: (آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ) جو ہم کو دھوکہ دے وہ (بھی) ہم میں سے نہیں۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٣٨٩٦ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَّ عَلَیْنَا السَّیْفَ فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص ہم پر تلوار کھینچے وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
اُمتِ محمدی پر ناحق تلوار اُٹھانے والا جہنمی ہے

٣٨٩٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ بَابٌ مِّنْهَا لِمَنْ سَلَّ السَّيْفَ عَلٰى اُمَّتِىْ اَوْ قَالَ عَلٰى اُمَّةِ مُحَمَّدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں؛ جن میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جو میری امت پر یا آپ نے یوں فرمایا: امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر (ناحق) تلوار کھینچے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ننگی تلوار کا لینا اور دینا منع ہے

٣٨٩٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَعَاطَى السَّيْفَ مَسْلُوْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہم ننگی تلوار کے لینے اور دینے سے منع فرمایا ہے (تاکہ اس سے کسی کو ضرب نہ لگے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کسی چیز کو ہاتھ پر رکھ کر کاٹنا منع ہے

٣٨٩٩ - وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّقَدَّ السَّيْرُ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چمڑے کو دو انگلیوں کے درمیان (رکھ کر) چیرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

لوگوں کو ناحق سزا دینے پر وعید

٣٩٠٠ - وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ مَرَّ بِالشَّامِ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنَ الْاَنْبَاطِ وَقَدْ اُقِيْمُوْا فِى الشَّمْسِ وَصُبَّ عَلٰى رُؤُسِهِمُ الزَّيْتُ فَقَالَ مَا هٰذَا قِيْلَ يُعَذَّبُوْنَ فِى الْخَرَاجِ فَقَالَ هِشَامٌ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِى الدُّنْيَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ ملک شام میں نبطیوں کی ایک جماعت پر سے گزرے، جن کو دھوپ میں کھڑا کر کے ان کے سروں پر (گرم) تیل ڈالا جارہا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا: یہ کیا ہورہا ہے؟ ان سے کہا گیا کہ ٹیکس کی (عدم ادائیگی میں) ان کو سزا دی جارہی ہے (یہ سن کر) حضرت ہشام نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو (قیامت میں) ایسا ہی عذاب دیں گے جیسا یہ لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ظالم ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں رہتے ہیں

٣٩٠١ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ اَنْ تَرٰى قَوْمًا فِىْ اَيْدِيْهِمْ مِثْلُ اَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُوْنَ فِىْ غَضَبِ اللّٰهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِىْ سَخَطِ اللّٰهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (مجھ سے) فرمایا کہ اگر تمہاری مدت یعنی عمر دراز ہو جائے تو تم عنقریب ایک ایسی قوم کو دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائیوں کی دُموں کی طرح (کوڑے) ہوں گے، وہ صبح بھی اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ کے غضب میں ہیں اور شام کو بھی اس حالت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ وَیَرُوْحُوْنَ فِیْ لَعْنَةِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی لعنت میں شام کرتے ہیں (اس لیے کہ وہ اپنے امیروں کے حکم سے مخلوقِ اللہ پر ظلم کرتے رہتے ہیں)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

دوزخیوں کے دو گروہ اور ان کی صفات

٣٩٠٢ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَايَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَاِنَّ رِيْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِيْرَةِ كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دوزخیوں کے دو گروہ ہیں میں نے ان کو نہیں دیکھا ہے (یعنی آئندہ ہوں گے) ایک وہ قوم جن کے ساتھ کوڑے ہوں گے جو گائیوں کی دُموں کی طرح ہوں گے اور وہ ان (کوڑوں) سے لوگوں کو (ازراہِ ظلم و زیادتی) ماریں گے اور (دوسرا گروہ) وہ عورتیں ہیں جو کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہیں (لوگوں کو) اپنی طرف مائل کرنے والی اور ان کی طرف مائل ہونے والی ہیں ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہلتے رہتے ہیں یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اور اتنی دور (یعنی چالیس برس کے فاصلہ سے) پائی جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

چہرہ پر مارنا منع ہے

٣٩٠٣ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ فَاِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی سے جھگڑا کرے تو چہرہ (پر مارنے) سے احتیاط کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابُ الْقَسَامَةِ

قاتل معلوم نہ ہونے کی صورت میں اہلِ محلہ سے قسم لینا

بَابٌ

نامعلوم قاتل کے احکام

٣٩٠٤ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْاَزْمَعِ قَالَ قُتِلَ قَتِيْلٌ بَيْنَ وَادِعَةٍ وَحَيٍّ اٰخَرَ وَالْقَتِيْلُ اِلٰى وَادِعَةٍ اَقْرَبُ فَقَالَ عُمَرُ لِوَادِعَةٍ يَحْلِفُ خَمْسُوْنَ رَجُلًا مِّنْكُمْ بِاللّٰهِ مَا قَتَلْنَا وَلَا نَعْلَمُ قَاتِلًا ثُمَّ اَغْرَمُوْا الدِّيَةَ فَقَالَ لَهُ الْحَارِثُ نَحْلِفُ وَتُغْرِمُنَا فَقَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت حارث بن ازمع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ وادعہ اور ایک دوسرے قبیلہ کے درمیان ایک شخص کو قتل کر دیا گیا اور مقتول قبیلہ وادعہ (کی بستی) سے زیادہ قریب تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ وادعہ سے فرمایا کہ تم میں سے پچاس آدمی اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا اور نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں پھر ان لوگوں نے خون بہا بھی ادا کیا تو حارث نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ہم تو قسم کھا لیتے ہیں اور (خون بہا لے کر) آپ ہم پر تاوان لگاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

وَرَوٰى اِبْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْبَيْهَقِىُّ نَحْوَهٗ.

اور ابن ابی شیبہ عبدالرزاق اور بیہقی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِىِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ عُمَرَ بَدَاَ بِاَيْمَانِ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِمْ فِى الْقَسَامَةِ. وَقَالَ الطَّحَاوِىُّ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ حَكَمَ بِهٖ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَحْضَرٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْ غَيْرِ اِنْكَارِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ فَصَارَ اِجْمَاعًا وَرَوٰى اِبْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ عَنِ الزُّهْرِىِّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِى الْقَسَامَةِ اِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِمْ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت سلیمان بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسامت میں مدعیٰ علیہم پر پہلے قسم دی۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صحابہ کی موجودگی میں یہ حکم دیا اور ان حضرات میں سے کسی نے بھی اس کا انکار نہیں فرمایا، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ حکم اجماع امت ہوا۔ اور ابن ابی شیبہ نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسامت میں یہ فیصلہ دیا کہ مدعیٰ علیہم سے قسم لی جائے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَتِ الْاَنْصَارُ فَقَالُوْا اِنَّ صَاحِبَنَا يَتَشَحَّطُ فِىْ دَمِهٖ فَقَالَ يَعْرِفُوْنَ قَاتِلَهٗ قَالُوْا لَا اِلَّا اَنَّ يَهُوْدَ قَتَلَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْتَارُوْا مِنْهُمْ خَمْسِيْنَ رَجُلًا فَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ جَهْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ خُذُوْا الدِّيَةَ مِنْهُمْ فَفَعَلُوْا وَيُؤَيِّدُهٗ مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَاَمْوَالِهِمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ انصار (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمارا ایک شخص خون میں لت پت ہے، آپ نے فرمایا کہ کیا وہ اس کے قاتل کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں (ہم قاتل کو نہیں پہچانتے ہیں)! مگر یہ کہ یہود نے اس کو قتل کیا ہے! (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان میں سے پچاس آدمیوں کا انتخاب کرو اور وہ ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں، پھر ان سے خون بہا (بھی) لے لو تو انصار نے ایسا ہی کیا۔ اور اس کی تائید مسلم کی روایت سے بھی ہوتی ہے، جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کرنے کی بناء پر (ان کے مطلوبات) دے دیئے جائیں تو لوگ لوگوں کے خونوں اور ان کے مالوں کا دعویٰ کریں گے، لیکن مدعیٰ علیہ سے قسم لی جائے۔

بَابُ اَهْلِ الرِّدَّةِ وَالسَّعَادَةِ بِالْفَسَادِ

مرتد، فسادی اور ڈاکوؤں کو قتل کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۵).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ کسی قوم کو ہدایت کر کے گمراہ کر دے جب تک کہ ان کو یہ صاف نہ بتا دے کہ ان کو کس چیز سے بچنا ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿تَمَتَّعُوْا فِىْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ﴾ (ہود:٦٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (حضرت صالح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے قوم کی نافرمانی پر فرمایا:) تم لوگ تین دن اور اپنے گھروں میں چین کرو

(اس کے بعد عذاب آیا اور سب ہلاک ہو گئے)۔

وَقَوْلُ تَعَالٰى ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ: ٣٤).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کی سزا تو بس یہی ہے کہ وہ (ڈھونڈ ڈھونڈ کر) قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا جلاوطن کر دیئے جائیں' یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہوئی اور (اس کے علاوہ) آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب (تیار) ہے مگر جن لوگوں نے تمہارے ان پر قابو پانے سے پہلے توبہ کر لی تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

بَابٌ

مرتد مرد کو قتل کرنے سے پہلے توبہ کی مہلت دی جائے

٣٩٠٥ - عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ اُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَاَحْرَقَهُمْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اَحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چند زندیق لائے گئے تو آپ نے ان کو جلا دیا۔ یہ خبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے' (اور فرمایا:) اللہ تعالیٰ کے عذاب جیسا عذاب مت دو اور میں ان کو قتل کرتا' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اسلام لانے کے بعد) اپنے دین سے پھر جائے تو اس کو قتل کر دو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَجُلٌ مِّنْ قِبَلِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَسَاَلَهٗ عَنِ النَّاسِ فَاَخْبَرَهٗ ثُمَّ قَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هَلْ كَانَ فِيْكُمْ مِّنْ مُّغْرِبَةِ خَبَرٍ فَقَالَ نَعَمْ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهٖ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا وَاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ وَيَرْجِعُ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَحْضُرْ وَلَمْ اٰمُرْ وَلَمْ اَرْضَ اِذْ بَلَغَنِيْ.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالرحمٰن بن محمد ابن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک شخص آیا تو آپ نے اس سے لوگوں کے حالات دریافت فرمائے' تو اس نے آپ کو (حالات سے) مطلع کیا' پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس کسی نادر واقعہ کی خبر ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! ایک شخص نے اسلام لانے کے بعد کفر کیا' آپ نے دریافت فرمایا: تم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو طلب کیا اور اس کی گردن مار دی! (اس پر) حضرت عمر نے فرمایا: تم نے اس کو تین دن قید میں کیوں نہ رکھا اور اس کو ہر دن ایک روٹی کیوں نہ کھلائی اور اس سے توبہ کا مطالبہ کیوں نہ کیا' شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ پر رجوع کر لیتا! پھر حضرت عمر نے فرمایا: اے اللہ! میں (وہاں) موجود نہ تھا اور نہ میں نے (اس کے قتل کا) حکم دیا اور جب مجھے اس کی

اطلاع پہنچی تو میں نے اس سے اتفاق بھی نہ کیا۔

بَابٌ

مرتد عورت کو قتل کیے بغیر توبہ کی مہلت دینا

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي مُعْجَمِهِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ حِيْنَ بَعَثَهٗ إِلَى الْيَمَنِ أَيُّمَا رَجُلٍ إِرْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ فَادْعُهُ فَإِنْ تَابَ فَاقْبَلْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَتُبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهٗ وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ إِرْتَدَّتْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَادْعُهَا فَإِنْ تَابَتْ فَاقْبَلْ مِنْهَا وَإِنْ أَبَتْ فَاسْتَتِبْهَا.

اور طبرانی نے اپنی معجم میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا جبکہ اُن کو (حاکم بنا کر) یمن کی طرف روانہ فرمایا تھا کہ جو شخص اسلام سے منحرف ہو جائے تو اس کو طلب کرو' اگر وہ توبہ کرے تو اس (کی توبہ) کو قبول کر لو اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کی گردن مار دو اور جو عورت اسلام سے منحرف ہو جائے تو اس کو (بھی) طلب کرو' اگر وہ توبہ کرے تو اس (کی توبہ) کو قبول کر لو اور اگر وہ انکار کر دے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے رہو (اور اس کو مرد کی طرح قتل نہ کرو)۔

بَابٌ

مقتول کا مُثلہ کرنا منع ہے

٣٩٠٦ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّنَا عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهَانَا عَنِ الْمُثْلَةِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ أَنَسٍ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صدقہ دینے (یعنی نیکی کرنے اور فقراء و مساکین پر خرچ کرنے) کی ترغیب دیا کرتے تھے اور مُثلہ کرنے (یعنی مقتول کے اعضاء جسمانی کو کاٹنے) سے منع فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

ارتداد اور سنگین جرائم کی سزا کا ایک واقعہ

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَّأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قبیلۂ عُکل کے چند لوگ حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا' ان کو مدینہ منورہ اور اس کی آب و ہوا پسند نہ آئی اور بیمار ہو گئے' تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ وہ (مدینہ منورہ کے باہر جہاں زکوٰۃ کے اونٹ رکھے جاتے ہیں) چلے جائیں اور ان اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پئیں' انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ تندرست ہو گئے' پھر وہ مرتد ہو گئے اور اونٹوں کے چرواہوں کو مار ڈالا اور اونٹوں کو ہانک لے گئے' (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب میں چند سوار بھیجے' ان کو پکڑ کر لایا گیا تو آپ نے ان کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے اور ان کی آنکھوں کو نکال دیا اور ان کو اسی حالت پر چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

وَفِي رِوَايَةٍ فَسَمَّرُوْا أَعْيُنَهُمْ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ گرم سیخوں کو ان کی آنکھوں میں پھرایا۔

وَفِي رِوَايَةٍ أَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ فَكَحَلَهُمْ بِهَا وَطَرَحَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ

اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ سیخوں کو گرم کرنے کا حکم دیا اور پھر ان سیخوں کو ان کی آنکھوں میں پھیرا اور مقامِ حرہ (مدینہ کے اطراف کی

فَمَا يُسْقَوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ هٰذَا الْحَدِيْثُ إِمَّا اَنْ يُّحْمَلَ عَلَى النَّسْخِ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ وَقَتَادَةَ وَبِهٖ قَالَ الشَّافِعِيُّ اَوْ يُحْمَلَ عَلٰى اَنَّهٗ فَعَلَ بِهِمْ مَا فَعَلُوْا بِالرِّعَاءِ.

سنگلاخ زمین) میں ان کو ڈال دیا اور وہ (پیاس کے مارے) پانی مانگتے رہے اور اُن کو پانی نہیں دیا گیا' یہاں تک کہ وہ (اسی حالت میں) مر گئے۔ اور بیہقی نے (اپنی کتاب) المعرفۃ میں کہا ہے کہ اس حدیث کو یا تو منسوخ قرار دیا جائے' جیسا کہ ابن سیرین اور قتادہ سے مروی ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے (کہ یہ حدیث منسوخ ہے) یا پھر اس حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جیسا کہ انہوں نے چرواہوں کے ساتھ کیا تھا۔

بَابٌ

اکثر عذابِ قبر پیشاب سے نہ بچنے میں ہوتا ہے

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْحَاكِمِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ صَحَابِيٍّ صَالِحٍ اِبْتُلِيَ بِعَذَابِ الْقَبْرِ جَاءَ اِلٰى اِمْرَاَتِهٖ فَسَاَلَهَا عَنْ اَعْمَالِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يَرْعَى الْغَنَمَ وَلَا يَتَنَزَّهُ مِنْ بَوْلِهٖ فَحِيْنَئِذٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ وَاتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى صِحَّتِهٖ.

اور حاکم کی ایک روایت میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک نیک صحابی کے دفن سے فارغ ہوئے' جو عذابِ قبر میں مبتلا ہوئے تھے' اس کی بیوی کے پاس تشریف لائے اور اس سے اس کے شوہر کے اعمال دریافت فرمائے' اس نے جواب دیا کہ وہ بکریاں چرایا کرتے اور ان کے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتے تھے' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیشاب سے بچا کرو' اس لیے کہ عذابِ قبر عموماً اسی سے ہوتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور محدثین نے اس کی صحت پر اتفاق کیا ہے۔

بَابٌ

پرندوں اور بے ضرر جانوروں پر مشقت کی ہدایت

٣٩٠٧ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهٖ فَرَاَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَاَخَذْنَا فَرْخَيْهَا فَجَاءَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرُشُ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا اِلَيْهَا وَرَاٰى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَقْنَا قَالَ مَنْ حَرَقَ هٰذِهٖ فَقُلْنَا نَحْنُ قَالَ اِنَّهٗ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایک سفر میں تھے' آپ قضاء حاجت کے لیے تشریف لے گئے' ایسے میں ہم کو ایک سرخ چھوٹا پرندہ نظر آیا' جس کے ساتھ اس کے دو بچے (بھی) تھے' ہم نے اس کے دونوں بچوں کو پکڑ لیا' وہ پرندہ آیا اور اپنے پروں کو (زمین پر) بطور فریاد (کے) پھیلانے لگا' اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور (پرندہ کی حالت کو دیکھ کر) فرمایا کہ کس نے اس (کے بچوں کو پکڑ کر اس) کو غمگین کیا ہے۔ اس کے بچے اس کو واپس کر دو۔ اور آپ نے چیونٹیوں کے ایک گھر کو دیکھا' جس کو ہم نے جلا دیا تھا' آپ نے دریافت فرمایا: اس کو کس نے جلایا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے (جلایا ہے)! آپ نے ارشاد فرمایا کہ آگ سے عذاب دینے کا حق اسی کو ہے جو آگ کا خالق ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

آگ سے عذاب دینے کا حق اللہ تعالیٰ ہی کو ہے

۳۹۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا اِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بے شک آگ سے عذاب دینے کا حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

باغی کی سزا قتل ہے

۳۹۰۹ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِىْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حِدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِىْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی جو نوجوان اور کم عقل ہوں گے بہترین اقوال (یعنی قرآن وحدیث) بیان کریں گے ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا دین (یعنی امام کی اطاعت) سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے تم ان کو جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو اس لیے کہ ان کے قتل کرنے میں قتل کرنے والوں کو قیامت کے دن بڑا ثواب ملے گا (اس لیے کہ یہ باغی ہیں)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۹۱۰ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَكُوْنُ فِىْ اُمَّتِىْ اِخْتِلَافٌ وَفِرْقَةٌ قَوْمٌ يُحْسِنُوْنَ الْقِيْلَ وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يَرْجِعُوْنَ حَتّٰى يَرْتَدَّ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهٖ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ طُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوْهُ يَدْعُوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ وَلَيْسُوْا مِنَّا فِىْ شَىْءٍ مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ اَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا سِيْمَاهُمْ قَالَ التَّحْلِيْقُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ دونوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور گروہ بندی شروع ہو جائے گی ایک ایسا گروہ ہوگا جو اچھی اچھی باتیں کرے گا اور کام بُرے کریں گے قرآن پڑھیں گے جو ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا وہ دین (یعنی امام کی اطاعت) سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے وہ دین پر نہیں پلٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنی کمان میں پھر واپس آ جائے (یعنی جس طرح تیر کا اپنی کمان میں واپس آنا محال ہے اسی طرح ان کی دین میں واپسی محال ہے) وہ انسانوں اور جانوروں میں بدترین مخلوق ہیں خوش نصیب ہے وہ شخص جو ان کو قتل کرے اور وہ اس کو قتل کریں (اس لیے کہ مارنے والا غازی ہے اور مرنے والا شہید ہے) وہ لوگ قرآن کی طرف بلائیں گے (اور سنت رسول اللہ سے اعراض کریں گے) ہمارا ان سے کسی بات میں تعلق نہیں ہے جو ان سے لڑے وہ اللہ تعالیٰ (کی رحمت اور فضل) سے بہت قریب ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کی نشانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (ان کی نشانی) سر منڈانا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

خوارج کا ذکر اور ان کی نشانیاں

٣٩١١ - وَعَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنْتُ أَتَمَنّٰى أَنْ أَلْقٰى رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيْتُ أَبَا بَرْزَةَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِيْ وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِيْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَأَعْطٰى مَنْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَرَائِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّيْ ثُمَّ قَالَ يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَانَ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت شریک بن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اس بات کی آرزو رکھتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی سے ملوں اور ان سے خوارج کے متعلق دریافت کروں تو میں ایک عید کے دن حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے ان کے چند ساتھیوں کے ساتھ ملا میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے خوارج کا ذکر سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے کانوں سے سنا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال لایا گیا آپ نے اس کو تقسیم کیا اور دائیں جانب کے لوگوں کو دیا اور بائیں جانب کے لوگوں کو بھی دیا اور جو لوگ پیچھے تھے ان کو نہ دیا آپ کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا: اے محمد! تو نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا! وہ سیاہ رنگ کا تھا اس کے سر کے بال مونڈے ہوئے تھے وہ دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: اللہ کی قسم! میرے بعد مجھ سے زیادہ منصف تم کسی کو نہ پاؤ گے پھر فرمایا: آخری زمانہ میں ایک قوم ظاہر ہوگی گویا یہ شخص انہی میں سے ہے! وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کی نشانی سر کا مونڈنا ہے (اس قسم کے لوگ) ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم ان سے ملو (تو جان لو کہ) یہ انسانوں اور جانوروں میں بدترین مخلوق ہیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

بدترین مقتول کون ہیں؟

٣٩١٢ - وَعَنْ أَبِيْ غَالِبٍ رَأٰى أَبُوْ أُمَامَةَ رُءُوْسًا مَنْصُوْبَةً عَلٰى دَرَجِ دِمَشْقَ فَقَالَ أَبُوْ أُمَامَةَ كِلَابُ النَّارِ شَرُّ قَتْلٰى تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ خَيْرُ قَتْلٰى مَنْ قَتَلُوْهُ ثُمَّ قَرَأَ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ الْآيَةَ قِيْلَ لِأَبِيْ أُمَامَةَ أَنْتَ سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ أَوْ

حضرت ابو غالب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کے راستہ پر چند سروں کو (سولی پر) لٹکے ہوئے دیکھا حضرت ابو امامہ نے فرمایا: یہ دوزخ کے کتے ہیں آسمان کے نیچے قتل کیے جانے والوں میں بدترین مقتول ہیں اور وہ بہترین مقتول ہے جس کو انہوں نے قتل کیا ہو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جس دن چند چہرے روشن ہوں گے اور چند چہرے سیاہ ہوں گے آخر آیت تک (آپ نے پڑھا)۔ حضرت ابو امامہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے اس (بات) کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ تو انہوں

ثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعًا مَا حَدَّثْتُكُمُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

نے جواب دیا: (ہاں!) اگر میں نے اس کو نہ سنا ہوتا تو ایک بار یا دو بار یا تین بار یہاں تک کہ آپ نے سات بار تک گنا' تو میں تم سے یہ حدیث بیان نہ کرتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

بَابٌ

امامِ وقت کا باغی واجب القتل ہے

۳۹۱۳ - وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ أُمَّتِيْ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (امامِ وقت کے خلاف بغاوت کرنے) نکلے تاکہ میری امت میں تفرقہ ڈالے تو اس کی گردن مار دو۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

خوارج کا قاتل حق پر ہے

۳۹۱۴ - وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ أُمَّتِيْ فِرْقَتَيْنِ فَيَخْرُجُ مِنْ بَيْنِهِمَا مَارِقَةٌ يَلِيْ قَتْلَهُمْ أَوْلَاهُمْ بِالْحَقِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت دو فرقوں میں بٹ جائے گی (ایک فرقہ حضرت علی کا اور دوسرا حضرت معاویہ کا)' پھر ان دونوں میں سے ایک فرقہ (خوارج کا) نکلے گا' ان کو جو والی (یعنی حاکم) قتل کرے گا' وہ حق سے زیادہ قریب ہوگا (اور وہ حضرت علی ہیں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

حجۃ الوداع کے موقع پر ایک اہم نصیحت

۳۹۱۵ - وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تم میرے بعد کافرانہ روش اختیار نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

دو مسلمان ناحق لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دوزخی ہیں

۳۹۱۶ - وَعَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلٰى أَخِيْهِ السِّلَاحَ فَهُمَا فِيْ جَوْفِ جَهَنَّمَ فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلَاهَا جَمِيْعًا.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں' اس طرح سے کہ ان میں ایک اپنے بھائی پر ہتھیار اُٹھائے تو ایسی صورت میں دونوں دوزخ کے کنارے پر ہیں اور جب ایک اپنے ساتھی کو قتل کر دے تو دونوں دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ قُلْتُ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ لِأَنَّهُ كَانَ

اور ایک اور روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے لڑ پڑیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔ (حضرت ابوبکرہ فرماتے ہیں:) میں نے عرض کیا: یہ تو قاتل ہے (اس کا

حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تو دوزخی ہونا ظاہر ہے) لیکن مقتول کا کیا معاملہ ہے (کہ وہ دوزخ میں جائے)؟ آپ نے فرمایا کہ (مقتول اس وجہ سے دوزخ میں جائے گا کہ) وہ بھی اپنے ساتھی کے قتل پر حریص تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مسلمان کو ڈرانا درست نہیں

۳۹۱۷ - وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَسِيْرُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ فَانْطَلَقَ بَعْضُهُمْ اِلٰى حَبْلٍ مَعَهٗ فَاَخَذَهٗ فَفَزِعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُّرَوِّعَ مُسْلِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حضور محمد ﷺ کے اصحاب نے بیان کیا کہ وہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے ان میں سے ایک شخص سو گیا صحابہ میں سے ایک صحابی ان کے پاس پہنچے اور (سونے والے صاحب) کے پاس جو رسی تھا اس کو لے لیا جس کی وجہ سے وہ ڈر گئے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ مناسب نہیں کہ وہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ڈاکا ڈالنے والے مجرمین کی مختلف سزائیں

۳۹۱۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ وَادَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بُرْدَةَ هِلَالَ بْنَ عُوَيْمِرٍ الْاَسْلَمِیَّ فَجَاءَ اُنَاسٌ يُرِيْدُوْنَ الْاِسْلَامَ فَقَطَعَ عَلَيْهِمْ اَصْحَابُ اَبِیْ بُرْدَةَ الطَّرِيْقَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَدِّ اِنَّ مَنْ قَتَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ صُلِبَ وَمَنْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْخُذْ قُتِلَ وَمَنْ اَخَذَ مَالًا وَلَمْ يَقْتُلْ قُطِعَتْ يَدُهٗ وَرِجْلُهٗ مِنْ خِلَافٍ وَمَنْ جَاءَ مُسْلِمًا هَدَمَ الْاِسْلَامُ مَا كَانَ مِنْهُ فِی الشِّرْكِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو بردہ ہلال بن عویمر اسلمی سے مصالحت فرمائی (کہ وہ حضور ﷺ کی مدد نہیں کرے گا اور نہ آپ کے خلاف کسی کی مدد کرے گا) چند لوگ (بنی کنانہ کے) اسلام قبول کرنے کے ارادے سے (حضور ﷺ کی خدمت میں) آ رہے تھے کہ (راستہ میں) ابو بردہ کے ساتھیوں نے ان پر ڈاکا ڈالا۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس اس (ڈاکا) کے بارے میں حدود (کے احکام) لے آئے کہ جس نے (کسی کو) قتل کیا ہو اور اس کا مال بھی لے لیا ہو تو اس کو سولی دی جائے اور جس نے (کسی کو) قتل کیا ہو لیکن مال نہیں لیا اس کو قتل کر دیا جائے اور جس نے (کسی کا) مال لیا ہو اور اس کو قتل نہ کیا ہو تو اس کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پیر کاٹا جائے اور جو کوئی مسلمان ہو کر آئے تو (اس سے) شرک کی حالت میں جو گناہ ہوئے ہوں تو (اسلام لانے کے بعد) اسلام اس کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةِ عَطِيَّةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمَنْ اَخَافَ الطَّرِيْقَ وَلَمْ يَقْتُلْ وَلَمْ يَاْخُذِ الْمَالَ نُفِیَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِیْ يُوْسُفَ وَرَوَى الشَّافِعِیُّ فِی الْاُمِّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ

اور عطیہ کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص راستہ کو (ڈاکا زنی وغیرہ سے) پُر خطر بنا دے لیکن اس نے (کسی کو) قتل نہ کیا اور نہ (کسی کا) مال لیا تو اس کو قید کیا جائے گا۔ اس کی روایت امام محمد نے امام ابو یوسف سے کی ہے اور امام شافعی نے اس کی روایت کتاب الام میں کی

ابْنُ حُمَيْدٍ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ نَحْوَهُ وَحَمَلَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَوْلَهُ صُلِبَ عَلٰى اِخْتِصَاصِ الصَّلْبِ بِهٰذِهِ الْحَالَةِ لَا اِخْتِصَاصَ هٰذِهِ الْحَالَةِ بِالصَّلْبِ بِحَيْثُ لَا يَجُوْزُ فِيْهَا غَيْرُهُ بَلْ اَثْبَتَ لِلْاِمَامِ الْخِيَارَ فِي الْاَرْبَعَةِ اِنْ شَاءَ قَطَعَ ثُمَّ قَتَلَ اَوْ صَلَبَ وَاِنْ شَاءَ قَتَلَ اَوْ صَلَبَ مِنْ غَيْرِ قَطْعٍ لِاَنَّ الْجِنَايَةَ تَحْتَمِلُ الْاِتِّحَادَ وَالتَّعَدُّدَ فَتُرَاعٰى كِلْتَا الْجِهَتَيْنِ فِيْهِ.

ہے اور عبدالرزاق' ابن ابی شیبہ' عبدابن حمید' بیہقی اور دوسرے محدثین نے بھی اس کی روایت کی ہے۔اس بارے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے کہ ایسے ڈاکو کی سزا صرف سولی ہی نہیں بلکہ امام وقت کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ حالات کے اعتبار سے چاہے تو ڈاکو کے ہاتھ پیر کاٹ کر قتل کر دے یا صرف سولی ہی دے دے یا صرف قتل کر دے یا ہاتھ پیر کاٹے بغیر سولی دے دے' اس لیے کہ جرم میں کئی چیزیں جمع ہیں اور سزا میں بھی مختلف سزائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ جو شخص یعنی ڈاکو کسی کو قتل کرے اور اس کا مال بھی لوٹ لے تو ایسے شخص کو سولی دی جائے۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهُ قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَاْخُذِ الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلْ اَوْجَعَ عُقُوْبَةً وَحُبِسَ حَتّٰى يُحْدِثَ خَيْرًا.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' انہوں نے فرمایا کہ جو ڈاکو نہ تو کسی کا مال لے اور نہ کسی کو قتل کرے تو اس کو تکلیف دہ سزا دی جائے گی اور اس کو قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس سے بھلائی ظاہر ہو (یعنی وہ توبہ کر لے)۔

بَابٌ

خراجی زمین کی بیع اور شراء فساد نہیں

٣٩١٩ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِنِّيْ اِشْتَرَيْتُ اَرْضًا مِّنْ اَرْضِ السَّوَادِ فَقَالَ عُمَرُ اَنْتَ فِيْهَا مِثْلُ صَاحِبِهَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَقَالَ فِيْ كِتَابِ الْمَعْرِفَةِ قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ الْقَوْلُ مَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ اَنَّهُ كَانَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ وَخَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَشُرَيْحٍ اَرْضُ الْخَرَاجِ .

حضرت عتبہ بن فرقد سُلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں نے ارضِ سواد یعنی عراق کی ایک خراجی زمین خرید لی ہے' (یہ سن کر) حضرت عمر نے فرمایا: تم اس زمین کے مالک ہی جیسے ہو۔ اس کی روایت بیہقی نے کی ہے۔ اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قول تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا ہے کہ حضرت ابن مسعود' حضرت خباب بن ارت' حضرت حسین بن علی اور حضرت شریح کی زمینیں خراجی تھیں (یعنی یہ سب حضرات خراجی زمینوں کے مالک تھے)۔

بَابٌ

مسلمانوں کا مشرکین کے ساتھ مل جل کر رہنا منع ہے

٣٩٢٠ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً اِلٰى خَثْعَمَ فَاعْتَصَمَ نَاسٌ مِّنْهُمْ بِالسُّجُوْدِ فَاَسْرَعَ فِيْهِمُ الْقَتْلَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَهُمْ بِنِصْفِ الْعَقْلِ وَقَالَ اَنَا بَرِيْءٌ

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خثعم (جو یمن کا ایک قبیلہ ہے) کی طرف ایک لشکر بھیجا' (لشکر کو دیکھتے ہی) ان میں سے چند لوگ (جو مسلمان تھے) سجدہ میں گر پڑے' (یہ سجدہ سے اپنا اسلام ظاہر کرنا چاہتے تھے) لیکن لشکر نے ان کے قتل کرنے میں عجلت سے کام لیا (اور ان کے سجدہ کا اعتبار نہ کیا)' جب یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو

مِنْ كُلِّ مُسْلِمٍ مُقِيمٍ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِيْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ قَالَ لَا تَتَرَاءٰى نَارَاهُمَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

آپ نے ان لوگوں کو یعنی لشکر والوں کو نصف دیت کا حکم دیا اور فرمایا کہ میں ہر ایسے مسلمان سے بری الذمہ ہوں' جو مشرکین کے درمیان رہتا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کیوں (ان سے براءت کا اظہار فرما رہے ہیں)؟ آپ نے جواب دیا کہ (مسلمان اور مشرک) دونوں ایک دوسرے کی آگ کو نہ دیکھیں (یعنی مسلمان' مشرکین کی آبادیوں سے بہت دور رہیں تاکہ ایک گھر کی جلائی ہوئی آگ دوسرے کو نظر نہ آئے)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اچانک قتل کی ممانعت

٣٩٢١ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ قَيْدُ الْفَتْكِ لَا يَفْتِكُ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ ایمان ناگہانی قتل سے روکتا ہے کہ مسلمان کسی کو اچانک قتل نہ کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دارالحرب کو بھاگے ہوئے غلام کا حکم

٣٩٢٢ - وَعَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَبَقَ الْعَبْدُ إِلَى الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت جریر رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب غلام (دارالاسلام سے) دارالحرب کی طرف بھاگ جائے تو اس کا خون حلال ہے (یعنی اس کے قاتل پر کوئی تاوان نہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شانِ رسالت میں گستاخی کرنے والے ذمی یا اہل کتاب کا حکم

٣٩٢٣ - وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُوْدِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ. وَهٰذَا الْقَتْلُ مَحْمُوْلٌ عَلَى السِّيَاسَةِ وَلَيْسَ فِيْهِ نَقْضُ عَقْدِ الذِّمَّةِ لِمَا رَوَى أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ قَالَ اَلسَّامُ عَلَيْكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَقْتُلُهُ قَالَ لَا إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضور نبی کریم ﷺ کو بُرا بھلا کہتی اور آپ کی مذمت کیا کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا یہاں تک کہ وہ مرگئی' حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا خون معاف کر دیا (یعنی قاتل کو معافی دے دی)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ واضح ہو کہ یہ قتل نظم ونسق کی بناء کے لیے تھا اور اس پر ذمی سے عہد شکنی کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جبکہ امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی' رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور اس نے کہا: "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" (موت آئے تم کو) (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: "وَعَلَيْكَ" (اور تجھ پر بھی!) (یعنی موت آئے)۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے (صحابہ سے) دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے؟ حضور نے پھر خود فرمایا کہ وہ "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" کہہ رہا ہے' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں،

وَعَلَيْكُمْ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّ ذَا الْخُوَيْصِرَةِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْدِلْ وَاَنَّهُ مَنَعَ مِنْ قَتْلِهٖ.

جب اہل کتاب تم پر اس طرح سلام کریں تو تم بھی جواب میں "وَعَلَيْكُمْ" کہہ دو۔ اور اس سے پہلے (واقعہ) گزر چکا ہے کہ ذوالخویصرہ نے کہا تھا: یارسول اللہ! آپ انصاف فرمایئے (اس گستاخی کے باوجود) آپ نے اس کے قتل سے منع فرمایا۔

بَابٌ

جادوگر کی سزا قتل ہے

٣٩٢٤ - وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَةٌ بِالسَّيْفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جادوگر کی سزا تلوار سے مار ڈالنا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جادو کا کرنا حرام ہے اور بعض علماء نے کہا کہ ساحر کافر ہے اور سحر کفر ہے اور اس کا سیکھنا اور سکھانا بھی کفر ہے اور ساحر کو قتل کیا جائے۔ البتہ دفع سحر کے لیے قرآنی آیات کے ذریعہ عمل کرنا درست ہے۔
(ردالمحتار، مظاہر حق) ۱۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

شرعی سزاؤں کا بیان

ف: واضح ہو کہ شرعی سزاؤں کی چار قسمیں ہیں: (۱) حد (۲) تعزیر (۳) عِقاب (۴) عُقوبت۔

(۱) حد: اس سزا کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کر دی گئی ہے۔

(۲) تعزیر: ایسی سزا کو کہتے ہیں جو امامِ وقت حالات کے اعتبار سے کسی جرم پر مقرر کرتا ہے۔

(۳) عِقاب: وہ سزا جو آخرت میں دی جائے گی۔

(۴) عُقوبت: وہ سزا جو دنیا میں دی جائے۔

حد کا نفاذ امامِ وقت یا اس کا نائب کرے گا اور اس کی شرط یہ ہے کہ جس پر حد جاری ہو وہ تندرست ہو، مجنون اور بیمار پر حد جاری نہیں ہوگی جب تک ان کو جنون اور بیماری سے افاقہ نہ ہو۔ (شروح الکنز) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النور: ۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: زانی عورت اور مرد (غیر شادی شدہ) تم ان دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، اور تم کو اللہ کے دین میں (اس سزا کے دینے میں) نرمی نہ آئے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود رہے (تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو)۔

ف: واضح ہو کہ مذکورہ بالا آیت میں جو خطاب ارشاد فرمایا گیا ہے، وہ حکام کو ہے کہ جس مرد یا عورت سے زنا سرزد ہو اس کی حد یہ ہے کہ اس کو سو کوڑے لگاؤ، یہ حد حُر غیر محصن یعنی غیر شادی شدہ کی ہے کیونکہ شادی شدہ حُر کا حکم یہ ہے کہ اس کو رجم کیا جائے، جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور محصن وہ آزاد مسلمان ہے جو مکلّف ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو، خواہ ایک ہی مرتبہ ایسے شخص سے زنا ثابت ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ ہو، مثلاً حُر نہ ہو یا مسلمان نہ ہو یا عاقل بالغ نہ ہو یا اس نے کبھی اپنی بی بی کے ساتھ صحبت نہ کی ہو یا جس کے ساتھ صحبت کی ہو اس کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو تو یہ سب غیر محصن میں داخل ہیں اور ان سب کا حکم کوڑے مارنا ہے۔

مسائل

مرد کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا کیا جائے اور اس کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوا تہبند کے اور اس کے تمام بدن پر کوڑے لگائے جائیں، سوائے سر، چہرے اور شرمگاہ کے، کوڑے اس طرح لگائے جائیں کہ اذیت گوشت تک نہ پہنچے اور کوڑا متوسط درجہ کا ہو اور عورت کو کوڑے لگانے کے وقت کھڑا نہ کیا جائے نہ اس کے کپڑے اتارے جائیں، البتہ اگر پوستین یا روئی دار کپڑے پہنے ہوں تو اتار

دیئے جائیں، یہ حکم حُر اور حُرہ کا ہے یعنی آزاد مرد اور عورت کا اور باندی غلام کی حد اس سے نصف یعنی پچاس کوڑے ہیں جیسا کہ سورۂ نساء میں مذکور ہے۔

ثبوتِ زنا یا تو چار مردوں کی گواہی سے ہوتا ہے یا زنا کرنے والے کے چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کر لینے سے، پھر بھی امام بار بار زانی پر جرح کرے گا اور دریافت کرے گا کہ زنا سے کیا مراد ہے؟ کہاں کیا؟ کس سے کیا؟ کب کیا؟ اگر ان سب کو بیان کر دیا تو زنا ثابت ہوگا اور گواہوں کو صراحۃً اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرنا ہوگا بغیر اس کے ثبوت نہ ہوگا۔

(تفسیر مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی) ۱۲

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا (تو اے پیغمبر!) ہم نے (قومِ لوط کی بستی کے) اوپر کے حصہ کو (اُلٹ کر) اس کے نیچے کا حصہ کر دیا اور اس پر پتھر کے کنکر لگاتار برسائے جن پر تمہارے پروردگار کے ہاں نشان کیا ہوا (نامزد) تھا (کہ یہ اس قوم پر برسیں گے)۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (النور: ٤-٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں پھر چار گواہ (چشم دید) نہ لائیں تو (حدِ قذف میں) ان کو اسی کوڑے لگاؤ اور (آئندہ) ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو، فاسق اور گناہ گار تو یہی لوگ ہیں، مگر اس کے بعد جو توبہ کر لیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والے مہربان ہیں۔

بَابٌ

کسی کی پروا کیے بغیر حدود اللہ جاری کیے جائیں

۳۹۲۵ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ وَلَا تَاْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے حدود کو جاری کرو قریب اور بعید پر (یعنی ہر ایک پر) اور اللہ تعالیٰ (کے احکام کو جاری کرنے اور اس کی حدود کو قائم کرنے) میں تم کو کسی ملامت کرنے والے کی ملامت مانع نہ ہو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

حدود کا جاری کرنا رحمت کا باعث ہے

۳۹۲۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِيْ بِلَادِ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی حدود میں سے کسی ایک حد کا جاری کرنا اللہ کے شہروں میں چالیس راتوں کی بارش سے بہتر ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

حدِّ قذف کا ایک واقعہ

٣٩٢٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ اَمَرَ بِالرَّجُلَیْنِ وَالْمَرْاَةِ فَضُرِبُوْا حَدَّهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میرے عذر یعنی میری پاکدامنی کے بارے میں آیتیں جب نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا اور ان آیتوں کا ذکر کیا۔ اور جب آپ منبر سے اترے تو دو مردوں اور ایک عورت کو (حد قذف) لگانے کا حکم دیا اور ان کو سزا دی گئی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

غیر شادی شدہ زانی کی سزا صرف کوڑے لگانا ہے

٣٩٢٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ بَكْرِ بْنِ لَیْثٍ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَرَّ اَنَّهٗ زَنٰی بِامْرَاَةٍ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَجَلَدَهٗ مِائَةً وَكَانَ بِكْرًا ثُمَّ سَاَلَهُ الْبَیِّنَةَ عَلَی الْمَرْاَةِ فَقَالَتْ كَذَبَ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَجَلَدَ حَدَّ الْفِرْیَةِ ثَمَانِیْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ. قُلْنَا وَلَوْ كَانَ التَّغْرِیْبُ وَاجِبًا لَمَا اَخَلَّ بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیُؤَیِّدُهٗ مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْحَسَنِ فِیْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَسْبُهُمَا مِنَ الْفِتْنَةِ اَنْ یُّنْفَیَا وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ قَالَ كَفٰی بِالنَّفْیِ فِتْنَةً.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ بنو بکر بن لیث کے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر چار مرتبہ اقرار کیا کہ اس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے تو آپ نے اس کو سو کوڑے مارے کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا' پھر آپ نے اس شخص سے عورت کے زانیہ ہونے پر گواہ طلب فرمایا' تب عورت نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! اس نے جھوٹ کہا' تو اس شخص کو (مزید) حد قذف کے اسی کوڑے لگائے گئے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ (اس حدیث کی روشنی میں) ہم احناف یہ کہتے ہیں کہ (غیر شادی شدہ شخص زنا کا مرتکب ہو جائے تو اس کی سزا صرف سو کوڑے لگانا ہے' جلاوطنی شرط نہیں) اگر ایسے شخص کے لیے جلاوطنی بھی واجب ہوتی تو نبی کریم ﷺ صرف کوڑوں پر اکتفاء نہ فرماتے۔ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کو عبدالرزاق نے اور امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی سے نقل کیا ہے' انہوں نے بیان کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ (کوڑے لگانے کے بعد) جلاوطنی ان دونوں کے حق میں فتنہ یعنی زیادتی اور اذیت ہے۔ اور امام محمد بن الحسن کی روایت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ (کوڑے لگانے کے بعد) جلاوطنی (کی سزا) فتنہ یعنی زیادتی کا باعث ہے۔

وَرَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ غَرَّبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ رَبِیْعَةَ بْنَ اُمَیَّةَ بْنِ خَلَفٍ فِی الشَّرَابِ اِلٰی خَیْبَرَ فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا اُغَرِّبُ بَعْدَهٗ مُسْلِمًا وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِی الْاٰثَارِ نَاْخُذُ بِقَوْلِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ.

اور عبدالرزاق نے حضرت ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ربیعہ بن امیہ بن خلف کو شراب پینے کی سزا میں خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا' وہاں یہ ہرقل سے مل کر نصرانی بن گیا' اس پر حضرت عمر نے فرمایا: میں اس کے بعد کسی مسلمان کو جلاوطن نہیں کروں گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں فرمایا ہے کہ ہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے (مذکورہ بالا) قول کو اختیار کرتے ہیں۔

بَابٌ

بیمار کو حد لگانے میں رعایت

٣٩٢٩ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ كَانَ فِي الْحَيِّ مُخْدَجٌ سَقِيْمٌ فَوُجِدَ عَلٰى اَمَةٍ مِّنْ اِمَائِهِمْ يَخْبُثُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوْا لَهٗ عُثْكَالًا فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ .وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ نَحْوَهٗ.

حضرت سعید بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لے آئے جو قبیلہ میں ناقص الخلقت اور بیمار بھی تھا' وہ محلہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی سے زنا کرتا ہوا پایا گیا' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم کھجور کا ایک بڑا پھڑ الو جس میں سو چھوٹی شاخیں ہوں' اس سے تم اس کو ایک مرتبہ مار دو (جو سو کوڑوں کی حد کے برابر ہے)۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے اور ابن ماجہ کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔

ف: واضح ہو کہ شادی شدہ نے زنا کیا ہو اور بیمار بھی ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا' البتہ غیر شادی شدہ نے زنا کیا ہو اور وہ بیمار ہو تو اس کو تندرست ہونے تک کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اور اگر وہ لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو تو اس طرح کوڑے مارے جائیں جن کو وہ برداشت کر سکے اور اگر وہ ضعیف الخلقت ہو یا ایسی بیماری جیسے سل وغیرہ میں مبتلا ہو تو ایسی ٹہنی لی جائے جس میں سو شاخیں ہوں اور اس سے اسے ایک دفعہ مارا جائے اور اس ٹہنی سے اس طرح مارا جائے کہ ساری شاخیں اس کے بدن پر لگیں۔ (درمختار، رد المحتار) ۱۲

بَابٌ

بطور خود اعتراف زنا کی صورت میں حد جاری کرنے کی شرائط

٣٩٣٠ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ مَاعِزَ ابْنَ مَالِكٍ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَاَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَرَدَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اِنَّ الْاٰخِرَ قَدْ زَنٰى فَاَقِمْ عَلَيْهِ الْحَدَّ فَسَاَلَهٗ عَنْهُ اَصْحَابَهٗ هَلْ تُنْكِرُوْنَ مِنْ عَقْلِهٖ قَالُوْا قَالَ اِنْطَلِقُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا اَبْطَاَ عَلَيْهِ الْقَتْلُ اِنْصَرَفَ اِلٰى مَكَانٍ كَثِيْرِ الْحِجَارِ فَقَامَ فِيْهِ فَاَتَاهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا خَلَّيْتُمْ سَبِيْلَهٗ فَاخْتَلَفَ النَّاسُ فِيْهِ فَقَالَ قَائِلٌ هٰذَا مَاعِزٌ اَهْلَكَ نَفْسَهٗ وَقَالَ قَائِلٌ اَنَا اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ تَوْبَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ قَوْمًا طَمِعُوْا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ماعز ابن مالک رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اس عاجز نے زنا کیا ہے' آپ اس پر حد جاری فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو واپس کر دیا۔ پھر وہ دوسری بار حاضر ہوئے اور حضور سے وہی عرض کیا (حضور نے ان کو واپس کر دیا)' پھر وہ تیسری بار حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا (حضور نے ان کو پھر واپس کر دیا)' پھر وہ چوتھی بار حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اس عاجز نے زنا کیا ہے' آپ اس پر حد جاری فرمائیے۔ اس پر حضور نے اپنے صحابہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا تم اس کی عقل میں فتور پاتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں (یہ فاتر العقل نہیں)! تو آپ نے فرمایا: ان کو لے جاؤ اور رجم کر دو! راوی کا بیان ہے کہ ان کو لے جایا گیا اور ان کو پتھروں سے مارا گیا' جب ان کے مرنے میں دیر ہوئی تو وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں بہت پتھر تھے اور وہاں ٹھہر گئے' تو مسلمان بھی ان کے پاس پہنچے اور ان کو پتھروں سے مارا یہاں تک کہ ان کو مار ڈالا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیا۔ (ان کے انتقال کے بعد) لوگ مختلف الخیال ہوئے' ایک کہنے والے نے کہا کہ ماعز نے اپنے آپ کو ہلاک کیا ہے اور دوسرے نے کہا: میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ انہوں نے توبہ کی ہے۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ

فِیْهِ فَسَأَلُوْهُ مَا یُصْنَعُ بِجَسَدِهٖ قَالَ اِصْنَعُوْا بِهٖ مَا تَصْنَعُوْنَ بِمَوْتَاكُمْ مِنَ الْكَفْنِ وَالصَّلٰوةِ عَلَیْهِ وَالدَّفْنِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَصَلَّوْا رَوَاهُ اَبُوْحَنِیْفَةَ. وَرَوٰی مُسْلِمٌ نَحْوَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ الْاَسْلَمِیَّ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَزَنَیْتُ وَاِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ تُطَهِّرَنِیْ فَرَدَّهٗ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَاهُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ قَدْ زَنَیْتُ فَرَدَّهُ الثَّانِیَةَ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ قَالَ بُرَیْدَةُ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بَیْنَنَا اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ لَوْ جَلَسَ فِیْ رَحْلِهٖ بَعْدَ اِعْتِرَافِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ یَطْلُبْهُ وَاِنَّمَا رَجَمَهٗ عِنْدَ الرَّابِعَةِ.

انہوں نے ایسی توبہ کی ہے اگر ایسی توبہ لوگوں کی ایک جماعت کرتی تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جاتی۔ جب لوگوں کو ان کی توبہ (کی قبولیت) کی اطلاع پہنچی تو اُن کو اِس پر رشک ہوا اور آپ سے دریافت کیا کہ ان کے جسم کو کیا کیا جائے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم اپنے مردوں کو جس طرح کفناتے ہو اور ان پر نماز پڑھتے ہو اور دفن کرتے ہو ویسا ہی ان کے ساتھ بھی کرو تو صحابہ ان کو لے گئے اور نماز پڑھی (اور دفن کیا)۔ اس کی روایت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے کی ہے۔ اور مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے مگر یہ کہ مسلم نے یوں بیان کیا کہ ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے اور زنا کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (رجم کر کے) پاک کر دیں آپ نے ان کو واپس کر دیا دوسرے دن وہ پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے آپ نے دوسری مرتبہ بھی ان کو واپس کر دیا۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے اصحاب باہم یوں گفتگو کرتے تھے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے (زنا کے) تین مرتبہ اعتراف کے بعد اپنے گھر میں بیٹھ جاتے تو آپ (یعنی رسول اللہ ﷺ) ان کو طلب نہ فرماتے آپ نے چوتھی مرتبہ (اعتراف) کے بعد ان کو رجم فرمایا۔

وَرَوٰی اَحْمَدُ وَابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ عَنْ اَبِیْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰی مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَرَفَ وَاَنَا عِنْدَهٗ مَرَّةً فَرَدَّهٗ ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ وَاَنَا عِنْدَهُ الثَّانِیَةَ فَرَدَّهٗ ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ وَاَنَا عِنْدَهُ الثَّالِثَةَ فَرَدَّهٗ فَقُلْتُ لَهٗ اِنِ اعْتَرَفْتَ الرَّابِعَةَ رَجَمَكَ قَالَ فَاعْتَرَفَ الرَّابِعَةَ فَحَبَسَهٗ ثُمَّ سَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ.

اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور (زنا کا) اعتراف کیا اور میں اس پہلی مرتبہ حضور کی خدمت میں موجود تھا حضور نے ان کو واپس کر دیا وہ دوسری مرتبہ پھر حاضر ہوئے اور پھر (زنا کا) اعتراف کیا اور (حضرت ابوبکر) فرماتے ہیں کہ دوسری مرتبہ بھی میں حاضر تھا اور حضور نے ان کو واپس فرما دیا (تیسری مرتبہ) وہ پھر حاضر ہوئے اور (گناہ کا) اعتراف کیا اور تیسری مرتبہ میں وہاں موجود تھا حضور نے ان کو پھر واپس فرما دیا۔ (حضرت ابوبکر فرماتے ہیں:) میں نے ان سے کہا: اگر تم نے چوتھی بار (زنا کا) اقرار کیا تو حضور تم کو رجم کر دیں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے چوتھی مرتبہ بھی اعتراف کر لیا حضور نے ان کو روکے رکھا اور ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: ہم تو ان کو نیک ہی سمجھتے ہیں پھر آپ نے حکم دیا اور ان کو رجم کیا گیا۔

وَرَوٰی اِبْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ عَنْ اَبِیْ

اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ الْاٰ بْعَدَ زَنٰى فَقَالَ لَهٗ وَيْلَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ مَا الزِّنَا فَأَمَرَ بِهٖ فَطُرِدَ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِهٖ فَطُرِدَ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَمَرَ بِهٖ فَطُرِدَ فَأُخْرِجَ ثُمَّ أَتَاهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ دَخَلْتَ وَأَخْرَجْتَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَ بِهٖ أَنْ يُّرْجَمَ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ وَقَدْ عَمِلَ بِذٰلِكَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ شَرَاحَةٍ فَرَدَّهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ.

کہ انہوں نے کہا کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ اس بدبخت نے زنا کیا ہے! تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کیا تم جانتے ہو کہ زنا کیا ہے؟ آپ نے حکم دیا کہ ان کو باہر کر دیا جائے تو ان کو باہر نکال دیا گیا۔ وہ دوسری بار پھر حاضر ہوئے اور پہلی مرتبہ کی طرح وہی عرض کیا' آپ نے ان کو پھر ہٹا دینے کا حکم دیا' چنانچہ ان کو باہر کر دیا گیا' پھر وہ تیسری بار حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا' آپ نے حکم دیا کہ ان کو ہٹا دیا جائے تو ان کو پھر باہر نکالا دیا گیا' پھر وہ آپ کے پاس چوتھی بار حاضر ہوئے اور پھر وہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے (عورت کے ساتھ) دخول اور خروج کا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! تو آپ نے حکم دیا کہ ان کو رجم کیا جائے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراحہ کے بارے میں یہی عمل کیا کہ ان کو چار مرتبہ واپس کیا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا أَتٰى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ قَالَ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَنِكْتَهَا لَا يُكَنِّيْ قَالَ نَعَمْ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهٖ.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا: شاید تم نے بوسہ لیا ہو گا یا آنکھ سے اشارہ کیا ہو گا یا دیکھا ہو گا؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! یا رسول اللہ! تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تو نے اس سے جماع کیا' جس میں کوئی پردہ نہیں تھا؟ تو اس نے جواب دیا: ہاں! اس موقع پر آپ نے ان کے رجم کا حکم دیا۔

ف: واضح ہو کہ حدود یعنی شرعی سزائیں دنیوی سزائیں ہیں' ان سے اُخروی سزا ساقط نہیں ہو سکتی' اُخروی سزا کی معافی کے لیے توبہ ضروری ہے۔ البتہ زنا کا مجرم جس کو رجم کی سزا دی جا رہی ہو' رجم کے دوران سزا کی جو اذیت وہ برداشت کر رہا ہے' وہ توبہ کے قائم مقام ہے۔ چنانچہ حضرت ماعز کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ لوگوں کی ایک جماعت کرتی تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جاتی۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٣٩٣١ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحّٰى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ قِبَلَهٗ فَقَالَ إِنِّيْ زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور (اس وقت) آپ مسجد میں تھے' اس نے آپ کو پکارا: یا رسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے! تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا تو وہ آپ کے چہرہ کی اُس جانب آیا جس طرف آپ نے اپنا چہرہ پھیر لیا تھا' اور پھر عرض کیا کہ میں نے زنا کیا ہے! حضور نبی کریم ﷺ نے پھر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا' پس جب اس نے

شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ قَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَارْجُمُوْهُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس طرح چار مرتبہ (اپنے گناہ کی) گواہی دی (یعنی اقرار کیا) تو نبی کریم ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: کیا تو دیوانہ ہے؟ تو اس نے جواب دیا: نہیں! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! یارسول اللہ! تو آپ نے (صحابہ سے) فرمایا: ان کو لے جاؤ اور رجم کر دو۔ ابن شہاب نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے حضرت جابر بن عبداللہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ہم نے ان کو مدینہ میں رجم کیا پھر جب ان کو (حد کے) پتھر لگے تو وہ بھاگے یہاں تک کہ ہم نے ان کو حرّہ میں جا پایا اور ہم ان کو سنگسار کرتے رہے' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ عَنْ جَابِرٍ بَعْدَ قَوْلِهٖ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یوں مروی ہے کہ ان کے ہاں کہنے کے بعد حضور نے ان کو (رجم کرنے کا) حکم دیا اور ان کو عیدگاہ میں رجم کیا گیا' جب ان کو پتھر لگے تو وہ بھاگے' پھر سب ان کے پاس پہنچے اور سنگسار کرتے رہے' یہاں تک کہ وہ مر گئے' حضور نبی کریم ﷺ نے (مرنے کے بعد) ان کے لیے بھلائی کی بات کی (یعنی تعریف کی) اور ان کی نماز پڑھائی۔

بَابٌ

حضرت ماعز اور غامدیہ کے رجم کا واقعہ

٣٩٣٢ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ اُطَهِّرُكَ قَالَ مِنَ الزِّنَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبِهٖ جُنُوْنٌ فَاُخْبِرَ اَنَّهٗ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاسْتَنْكَهَهٗ فَلَمْ يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ خَمْرٍ فَقَالَ اَزَنَيْتَ قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے! آپ نے ارشاد فرمایا: تم پر افسوس! واپس جاؤ! اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ کی) معافی مانگو اور توبہ کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ کچھ دور واپس جا کر پھر آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے پاک کر دیجئے' حضور نبی کریم ﷺ نے پھر وہی جواب دیا' یہاں تک کہ (ان کا اقرار) چوتھی بار ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: میں تم کو کس سے پاک کروں؟ انہوں نے جواب دیا: زنا سے (پاک کیجئے)' اس پر رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین سے دریافت) فرمایا: کیا یہ دیوانہ ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ یہ دیوانہ نہیں ہے۔ پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا اس نے شراب پی لی ہے؟ پس ایک صحابی کھڑے ہوئے اور اس کے منہ سے بو سونگھی تو انہوں نے ان سے شراب کی بو نہ پائی! پھر آپ نے دریافت فرمایا: کیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! پھر آپ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو رجم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَاعِزِ ابْنِ مَالِكٍ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِّمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ غَامِدٍ مِّنَ الْاَزْدِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِيْ فَاسْتَغْفِرِيْ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ فَقَالَتْ تُرِيْدُ اَنْ تُرَدِّدَنِيْ كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ اِنَّهَا حُبْلٰى مِنَ الزِّنَاءِ فَقَالَ اَنْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا فِيْ بَطْنِكِ قَالَ وَكَفَلَهَا رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ حَتّٰى وَضَعَتْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ اِذًا لَا نَرْجُمُهَا وَنَدَعُ وَلَدَهَا صَغِيْرًا لَيْسَ لَهُ مَنْ يُّرْضِعُهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِلَيَّ رَضَاعُهُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ فَرَجَمَهَا.

کیا گیا' پھر صحابہ (رجم کے بعد) دو یا تین دن (خاموشی سے) ٹھہرے رہے' پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ماعز بن مالک کے لیے مغفرت طلب کرو' انہوں نے درحقیقت ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ توبہ ایک جماعت پر تقسیم کر دی جائے تو ان سب کو کفایت کرے۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں قبیلہ غامد' جو ازد کی ایک شاخ ہے' سے ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے آپ پاک کر دیجئے' (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس! واپس چلی جا! اللہ تعالیٰ سے (اپنے گناہ کی) مغفرت مانگ اور توبہ کر اور اسی کی طرف رجوع کر' اس نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی آپ ماعز بن مالک کی طرف واپس کرنا چاہتے ہیں' یہ تو زنا سے حاملہ ہے! آپ نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو (زنا سے) حاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: تو اپنے وضع حمل تک (انتظار میں) رہ۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک انصاری نے عورت کے وضع حمل تک اس کی دیکھ بھال کا ذمہ لیا۔ (کچھ عرصہ کے بعد) ان انصاری صاحب نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس غامدی عورت کو بچہ ہوا ہے' تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ فی الحال ہم اس کو رجم نہیں کریں گے اور نہ ہم اس کے بچہ کو اس حال میں چھوڑیں گے کہ اس کو دودھ پلانے والا کوئی نہ ہو! (یہ سن کر) ایک اور انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ! اس لڑکے کی رضاعت کا میں ذمہ لیتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس پر آپ نے اس عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔

٣٩٣٣ - وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهُ قَالَ لَهَا اذْهَبِيْ حَتّٰى تَلِدِيْ فَلَمَّا وَلَدَتْ قَالَ اذْهَبِيْ فَاَرْضِعِيْهِ حَتّٰى تَفْطِمِيْهِ فَلَمَّا فَطَمَتْهُ اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةُ خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ فَطَمْتُهُ وَقَدْ اَكَلَ الطَّعَامَ فَدَفَعَ الصَّبِيَّ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا اِلٰى صَدْرِهَا وَاَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ فَرَمٰى رَاْسَهَا فَتَنَضَّحَ الدَّمُ عَلٰى وَجْهِ خَالِدٍ فَسَبَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا خَالِدُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے اس عورت سے فرمایا: تو چلی جا! یہاں تک کہ تجھے بچہ پیدا ہو جائے۔ پھر جب اس نے بچہ جنا (اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی) تو آپ نے فرمایا: واپس جاؤ! اور اس کو دودھ پلاؤ' یہاں تک کہ وہ دودھ چھوڑ دے' پھر جب اس نے بچہ کا دودھ چھڑا دیا تو بچہ کو اس حالت میں لے کر حاضر ہوئی کہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا' اور عرض کیا: یا نبی اللہ! یہ بچہ ہے اور میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے! اور یہ کھانا بھی کھانے لگا ہے۔ پھر آپ نے اس بچہ کو ایک مسلمان کے حوالہ کر دیا پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے سینہ تک ایک گڑھا کھودا جائے اور لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو سنگسار کر دیا۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ ایک پتھر لائے اور اس کے سر پر مارا تو اس کا خون حضرت خالد کے چہرہ پر پڑا تو آپ نے اس عورت کو بُرا بھلا کہا' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد! چپ رہو! (بُرا نہ کہو) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ

اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر چنگی (محصول) لینے والا ایسی توبہ کرے تو اس کی بخشش ہو جائے' پھر آپ نے حکم دیا' اس پر آپ نے نماز پڑھی اور اس کو دفن کیا گیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٣٩٣٤ - وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمِ ابْنِ هَزَّالٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِ اَبِيْ فَاَصَابَ جَارِيَةً مِّنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ لَكَ وَاِنَّمَا يُرِيْدُ بِذٰلِكَ رَجَاءَ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ مَخْرَجًا فَاَتَاهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ حَتّٰى قَالَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ قَدْ قُلْتَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَبِمَنْ قَالَ بِفُلَانَةٍ قَالَ هَلْ ضَاجَعْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ بَاشَرْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ جَامَعْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّرْجَمَ فَاُخْرِجَ بِهٖ اِلَى الْحَرَّةِ فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُنَيْسٍ وَقَدْ عَجَزَ اَصْحَابُهٗ فَنَزَعَ لَهٗ بِوَظِيْفِ بَعِيْرٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَتَلَهٗ ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ماعز کے رجم کی ایک اور حدیث

حضرت یزید بن نعیم بن ہزال (نعیم) رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' ان کے والد کا بیان ہے کہ ماعز بن مالک یتیم تھے اور میرے والد (ہزال) کے زیر پرورش تھے' انہوں نے قبیلہ کی ایک لونڈی سے زنا کیا۔ میرے والد نے ان سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور تم سے جو فعل سرزد ہوا ہے' اس کی اطلاع حضور کو دے دو' اُمید ہے کہ حضور تمہارے لیے استغفار کریں' اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ ان کے لیے (معافی کی) راہ نکل آئے۔ حضرت ماعز' حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے! آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم جاری فرما دیجئے! حضور نے ان سے منہ پھیر لیا' وہ پھر سامنے آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے' آپ مجھ پر کتاب اللہ کا حکم جاری فرمائیے' یہاں تک کہ انہوں نے ان کلمات کو چار مرتبہ دہرایا' (اس پر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ان (کلمات) کو چار مرتبہ کہا ہے' (اور تمہارے چار مرتبہ اقرار سے زنا ثابت ہو گیا' اب بتاؤ کہ) کس سے (تم نے زنا کیا ہے)؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں عورت سے! تو آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا تو اس کے ساتھ مل کر سویا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس کے بدن سے اپنے بدن کو لگایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے پھر ان سے دریافت فرمایا: کیا تو نے اس سے جماع کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان کو سنگسار کیا جائے! تو ان کو (مدینہ کے باہر) حرہ (جو پتھریلی زمین ہے' وہاں) لے جایا گیا' جب ان کو سنگسار کیا جا رہا تھا اور انہیں پتھروں کی ایذاء پہنچ رہی تھی تو وہ گھبرا اُٹھے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ان کے سامنے آئے اس حال میں کہ ان کے ساتھی ان کے یعنی حضرت ماعز کے قتل سے عاجز آ گئے تھے۔ تو عبداللہ بن انیس نے اونٹ کے سر کی ایک ہڈی کو اٹھایا اور حضرت ماعز کو اس سے مار کر ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر حضرت عبداللہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا:

تم نے ان کو چھوڑ کیوں نہیں دیا' شاید وہ رجوع کر لیتے اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول کر لیتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۳۹۳۵ - وَعَنْهُ اِنَّ مَاعِزًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقَرَّ عِنْدَهٗ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فَاَمَرَ بِرَجْمِهٖ وَقَالَ لِهَزَّالٍ لَوْ سَتَرْتَهٗ بِثَوْبِكَ كَانَ خَيْرًا لَكَ قَالَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ اَنَّ هَزَّالًا اَمَرَ مَاعِزًا اَنْ يَّاْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

یزید بن نعیم بن ہزال سے روایت ہے کہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے چار مرتبہ (اپنے زنا کرنے کا) اقرار کیا' جس پر آپ نے انہیں رجم کرنے کا حکم دیا' اور آپ نے حضرت ہزال سے فرمایا: اگر تم ماعز کی پردہ پوشی کرتے تو بہت اچھا ہوتا۔ اور ابن المنکدر نے بیان کیا ہے کہ ہزال نے حضرت ماعز کو حکم دیا تھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اس واقعہ کی خبر دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ الْغَامِدِيَّةَ فَحُفِرَ لَهَا اِلَى الثَّنْدُوَةِ ثُمَّ ذَكَرَ اِسْنَادًا اٰخَرَ وَزَادَ ثُمَّ رَمَاهَا بِحَصَاةٍ مِثْلَ الْحِمَّصَةِ ثُمَّ قَالَ ارْمُوْا وَاتَّقُوا الْوَجْهَ فَلَمَّا طَفِئَتْ اَخْرَجَهَا وَصَلّٰى عَلَيْهَا.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غامدیہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو (ان کو رجم کرنے کے لیے) سینہ تک گڑھا کھودا گیا۔ پھر دوسری روایت بیان کی اور روایت میں یہ اضافہ بیان کیا کہ پھر ان (یعنی غامدیہ) کو کنکریوں سے جو گولیوں کی طرح تھیں' ان سے مارا' پھر فرمایا: سنگسار کرو اور چہرہ (پر مارنے) سے بچو' جب وہ ٹھنڈی ہو گئیں (یعنی مر گئیں) تو ان کو (گڑھے سے) نکالا اور ان پر نماز پڑھی۔

وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ عَلِيًّا كَانَ اِذَا شَهِدَ عِنْدَهُ الشُّهُوْدُ عَلَى الزِّنَاءِ اَمَرَ الشُّهُوْدَ اَنْ يَّرْجُمُوْا ثُمَّ يَرْجِمُ هُوَ ثُمَّ يَرْجِمُ النَّاسُ فَاِنْ كَانَ بِاِقْرَارٍ بَدَاَ هُوَ فَرَجَمَ ثُمَّ رَجَمَ النَّاسُ.

اور ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس زنا کے گواہ حاضر ہوتے (اور رجم کا فیصلہ ہوتا) تو آپ گواہوں کو حکم دیتے کہ (پہلے) وہ سنگسار کریں پھر آپ خود سنگسار فرماتے' پھر (آپ کے بعد) دوسرے لوگ سنگسار کرتے اور اگر (رجم کا فیصلہ) اعتراف کی وجہ سے ہوتا تو آپ سنگساری کی ابتداء فرماتے' پھر دوسرے لوگ رجم کرتے۔

وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ اَتَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حُبْلٰى مِنَ الزِّنَاءِ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَيَّ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ ثُمَّ صَلّٰى عَلَيْهَا فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ تُصَلِّيْ عَلَيْهَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ قَالَ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ عَلٰى سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدَتْ تَوْبَةً اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا

اور مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قبیلہ جُہینہ کی ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اور وہ زنا سے حاملہ تھی' اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ سے ایسا فعل (یعنی زنا) سرزد ہوا ہے جس سے مجھ پر حد واجب ہو چکی ہے' اس کو مجھ پر جاری فرما دیجئے! حدیث طویل ہے (یہاں اس کو مختصر بیان کیا گیا ہے)۔ یہاں تک کہ راوی نے کہا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رجم کر دینے کا حکم دیا تو ان کو رجم کیا گیا' پھر آپ نے ان پر نماز پڑھی' اس پر حضرت عمر نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم!) (کیا) آپ ان پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس نے توبہ (بھی) تو کی ہے اور ایسی توبہ کی کہ اگر مدینہ منورہ

لِلّٰهِ تَعَالٰی.

کے ستر (۷۰) آدمیوں کی جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو جائے اور تم نے اس سے بہتر کون سی توبہ دیکھی ہے کہ اس نے تو اپنی جان ہی اللہ تعالیٰ پر قربان کر دی۔

ف: سبحان اللہ! ایسی عورت کا کیا کہنا! اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے! اس کے درجے بلند کرے! اور اس کے طفیل میں ہم گناہ گاروں کو بھی بخش دے! جو کام اس عورت نے کیا ہے اس وقت کے بڑے علماء اور درویشوں کے لیے دشوار ہے۔ جان دینا تو بڑا کام ہے' ذرا سی بے عزتی یا دنیا کی تکلیف اور سختی بھی دین کے کام کے لیے گوارا نہیں کرتے اور دنیاداروں کی خوشامد اور چاپلوسی میں ایسے غرق ہیں کہ دین کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ (حاشیہ صحیح مسلم) ۱۲

بَابٌ

آیت رجم منسوخ ہے مگر اس کا حکم باقی ہے

٣٩٣٦ - وَعَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةَ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا (جس میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں ہے) اور آپ کے اوپر کتاب (یعنی قرآن مجید) اُتاری اور جو آیتیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر نازل فرمائی' ان میں آیت رجم بھی تھی (جو منسوخ التلاوۃ تو ہے لیکن اس کا حکم باقی ہے' اسی حکم کے تحت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم فرمایا اور آپ کے بعد ہم نے بھی (آپ کی اتباع میں) رجم کیا۔ اور رجم (کا حکم) اللہ کی کتاب میں ثابت ہے' ہر اس شخص پر جو مردوں اور عورتوں میں شادی شدہ ہو اور زنا کرے بشرطیکہ (زنا کی) شہادت ثابت ہو جائے یا (بغیر شوہر کے) حمل ہو جائے یا (زانی یا زانیہ خود) اعتراف کر لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَجَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاءِ اَنَّ مُجَرَّدَ الْحَبَلِ لَا يَثْبُتُ بِهِ الْحَدُّ بَلْ لَا بُدَّ مِنَ الْاِعْتِرَافِ اَوِ الْبَيِّنَةِ وَاسْتَدَلُّوْا بِالْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِيْ دَرْءِ الْحُدُوْدِ بِالشُّبُهَاتِ.

امام ابوحنیفہ' امام شافعی اور جمہور علماء نے فرمایا ہے کہ محض حمل سے حد ثابت نہیں ہوتی بلکہ حد کے ثابت ہونے کے لیے اعتراف یا گواہی ضروری ہے اور ان حضرات نے ان احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں شبہات کی وجہ سے حدود کے دفع ہونے کا بیان ہے۔

وَرَوَى اَحْمَدُ بْنُ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَمَ مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ جَلْدًا.

اور امام احمد نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز بن مالک کو رجم (کا حکم) کیا اور اس میں کوڑے مارنے (کی سزا) کا ذکر نہیں ہے۔

بَابٌ

جس پر رجم واجب ہو' اگر اس کو کوڑے لگائے جائیں تو اس کا شمار نہیں ہوگا

٣٩٣٧ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا زَنٰى بِامْرَاَةٍ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے

فَاَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَدَ الْحَدَّ ثُمَّ اُخْبِرَ اَنَّهٗ مُحْصِنٌ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

زنا کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور اس کو کوڑوں کی سزا دی گئی' پھر آپ کو خبر دی گئی کہ وہ شادی شدہ ہے تو آپ نے حکم دیا اور اس کو رجم کیا گیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاں تک ہو سکے حاکم حدود کو دفع کرے

۳۹۳۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ قَدْ رُوِيَ عَنْهَا وَلَمْ يَرْفَعْ وَهُوَ اَصَحُّ هٰذَا لَا يَقْدِحُ لِاَنَّ الْمَوْقُوْفَ فِيْ هٰذَا لَهٗ حُكْمُ الْمَرْفُوْعِ رَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جہاں تک ہو سکے تم مسلمانوں سے حدود کو دفع کرو' پس اگر اس کے لیے (چھٹکارے کا) کوئی راستہ نکلے تو اس کو چھوڑ دو' اس لیے کہ امام کا غلطی کو معاف کر دینا اس سے بہتر ہے کہ وہ غلطی کی سزا دے دے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے' اور فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہا) سے غیر مرفوع روایت مروی ہے' اور وہ صحیح ترین ہے۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں کیونکہ اس معاملہ میں موقوف حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ دار قطنی اور بیہقی نے اس کی روایت سند حسن کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ کسی مجرم کا مقدمہ حاکم تک لے جانے سے پہلے چھپا ڈالے اور مجرم سے کہے کہ توبہ اور استغفار کر اور خاموش رہ اور حاکم کو چاہیے کہ جب کامل ثبوت مہیا ہو جائے اور کوئی شبہ نہ رہے تو ضرور حد قائم کرے اور اگر ذرا سا بھی شبہ ہو تو حد ساقط کر دے۔ (حاشیہ مشکوۃ) ۱۲

بَابٌ

حفاظت تو اسلام میں ہے' شرک میں نہیں

۳۹۳۹ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُحْصِنٍ رَوَاهُ اِسْحَاقُ بْنُ رَاهِوَيْهِ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَرَوَاهُ الدَّارُ قُطْنِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ مَوْقُوْفًا وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ يَحْكُمُ بِرَفْعِهٖ عَلٰى مَا هُوَ الْمُخْتَارُ فِيْ عِلْمِ الْحَدِيْثِ مِنْ اَنَّهٗ اِذَا تَعَارَضَ الرَّفْعُ وَالْوَقْفُ حُكِمَ بِالرَّفْعِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا تو وہ (اسلام کی) حفاظت میں نہیں۔ اس کی روایت اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں کی ہے۔ اور دار قطنی نے اپنی سنن میں اس کی روایت موقوفاً کی ہے۔ اور ملا علی قاری فرماتے ہیں: اس پر مرفوع حدیث کا حکم لگایا جائے گا کیونکہ علم حدیث کی اصطلاح میں مختار یہ ہے کہ جب حدیث مرفوع اور موقوف میں تعارض واقع ہو جائے تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔

۳۹۴۰ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلدَّارِ قُطْنِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحْصِنُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَفِيْهِ عَفِيْفُ بْنُ سَالِمٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِيْ كِتَابِهٖ وَهُوَ ثِقَةٌ قَالَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ وَاَبُوْ حَاتِمٍ

اور دار قطنی کی ایک اور روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنا کسی قسم کی حفاظت نہیں کرتا (یعنی حفاظت اسلام کی وجہ سے ہوتی ہے' شرک کی وجہ سے نہیں ہوتی)۔ اور اس روایت میں ایک راوی عفیف بن سالم موصلی ہیں' ابن قطان اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راوی ہیں۔ یحییٰ بن معین

وَإِذَا رَفَعَهُ الثِّقَةُ لَمْ يَضُرَّهُ وَقْفُ مَنْ وَقَفَهُ.

اور ابو حاتم کہ جب ثقہ اسے مرفوع بیان کرے تو موقوف بیان کرنے والے کا اسے موقوف بیان کرنا' اسے کوئی نقصان نہیں دیتا۔

وَرَوَى الدَّارُ قُطْنِيُّ وَابْنُ شَيْبَةَ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ يَهُودِيَّةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَوَّجْهَا فَإِنَّهَا لَا تُحْصِنُكَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْأَصْلِ لَا يُحْصِنُ الرَّجُلَ الْمُسْلِمَ إِلَّا الْمَرْأَةُ الْمُحْصِنَةُ إِذَا دَخَلَ بِهَا ثُمَّ قَالَ بَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنْ عَامِرٍ وَإِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ.

اور دار قطنی اور ابن ابی شیبہ نے اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کسی یہودی عورت سے عقد کرنا چاہا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم اس سے عقد مت کرو' اس لیے کہ وہ تمہاری حفاظت نہیں کرے گی اور امام محمد رحمہ اللہ نے الاصل میں فرمایا ہے کہ مسلمان مرد کی حفاظت تو صرف پاک دامن عورت ہی کر سکتی ہے جبکہ وہ اس کے ساتھ شادی کر لے' پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہم کو یہ روایت حضرت عامر اور حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی پہنچی ہے۔

بَابٌ

وہ کام جن کو حاکم قائم کرے گا

۳۹۴۱ - وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ يَقُولُ الزَّكٰوةُ وَالْحُدُودُ وَالْفَيْءُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى السُّلْطَانِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ لَا نَعْلَمُ لَهُ مُخَالِفًا مِّنَ الصَّحَابَةِ.

حضرت مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی فرمایا کرتے تھے: زکوٰۃ' حدود اور فیٔ (یعنی مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) اور جمعہ' ان تمام کاموں کو سلطان قائم کرے گا۔ اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے اور امام طحاوی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم صحابہ میں سے کسی کو اس کا مخالف نہیں جانتے۔

وَرَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرِيرٍ قَالَ الْجُمُعَةُ وَالْحُدُودُ وَالزَّكٰوةُ وَالْفَيْءُ إِلَى السُّلْطَانِ وَكَذَا عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ.

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا ہے کہ جمعہ' حدود' زکوٰۃ اور فیٔ ان تمام کاموں کو سلطان قائم کرے گا۔ حضرت عطاء خراسانی سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

بَابٌ

حدود کو آپس میں رفع دفع کرنا چاہیے

۳۹۴۲ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَافُوا الْحُدُودَ فِيمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِي مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حدود یعنی ایسے گناہ جن پر حد واجب ہوتی ہو (خواہ اپنی ذات سے متعلق ہوں یا دوسروں سے' پردہ پوشی کر کے) آپس میں رفع دفع کر لو' کیونکہ ایسا گناہ جس پر حد واجب ہو' اگر مجھ تک پہنچے تو اس (پر حد) کا قائم کرنا (مجھ پر) لازم ہو جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

لغزشوں سے درگزر کرنا چاہیے

۳۹۴۳ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ إِلَّا الْحُدُودَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شریف اور نیک لوگوں کی لغزشوں سے درگزر کیا کرو' بجز حدود کے (اس لیے کہ یہ حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں)۔ اس کی روایت ابوداؤد

نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مذکورۂ بالا حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی قضیہ کو حاکم تک لے جانے سے پہلے چھپا دینا چاہیے اور مجرم سے کہے کہ وہ توبہ اور استغفار کرے اور خاموشی اختیار کرے' اور حاکم کو چاہیے کہ کسی حد کے قائم کرنے کا ثبوت جب کامل ہو اور اس میں کوئی شبہ نہ رہے تو ضرور حد قائم کرے اور اگر ذرا سا بھی شبہ ہو تو حد ساقط کر دے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

زنا بالجبر میں عورت پر حد نہیں اور اس سے متعلقہ مسائل

۳۹۴۴ - وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ اُسْتُكْرِهَتْ اِمْرَاَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَاَ عَنْهَا الْحَدَّ وَاَقَامَهٗ عَلَى الَّذِيْ اَصَابَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ اَنَّهٗ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت سے جبراً زنا کیا گیا تو آپ نے اس عورت سے حد کو ساقط فرما دیا اور اس شخص پر حد جاری فرما دی جس نے اس عورت سے زنا کیا تھا' اور راوی نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ آپ نے اس عورت کے لیے مہر مقرر فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِي الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ مَنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ حُرًّا اَوْ مَمْلُوْكًا غَصَبَ اِمْرَاَةً نَفْسَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ وَلَا صُدَاقَ عَلَيْهِ قَالَ وَاِذَا وَجَبَ الصُّدَاقُ دَرَءَ الْحَدَّ وَاِذَا ضَرَبَ الْحَدَّ بَطَلَ الصُّدَاقَ وَقَالَ مُحَمَّدٌ اِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْاَةُ فَلَا حَدَّ عَلَيْهَا وَعَلٰى مَنْ اِسْتَكْرَهَهَا الْحَدَّ فَاِذَا وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ بَطَلَ الصُّدَاقُ وَلَا يَجِبُ الْحَدُّ وَالصُّدَاقُ فِيْ جِمَاعٍ وَاحِدٍ فَاِنْ دَرَءَ عَنْهُ الْحَدَّ بِشُبْهَةٍ وَجَبَ عَلَيْهِ الصُّدَاقُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِيُّ وَالْعَامَّةُ مِنْ فُقَهَاءِ نَا.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ لوگوں میں جو کوئی آزاد ہو یا غلام کسی عورت سے جبراً زنا کرے تو اس پر حد لازم ہو گی اور اس پر مہر لازم نہیں ہو گا اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب مہر واجب ہو جائے تو حد ساقط ہو جائے گی اور جب حد جاری کی جائے تو مہر باطل ہو جائے گا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ عورت سے جب جبراً زنا کیا جائے تو اس عورت پر حد نہیں ہے اور جس شخص نے اس عورت سے جبراً زنا کیا ہے تو اس پر حد لازم ہے اور جب اس پر حد واجب ہو گئی تو مہر باطل ہو گا اور حد اور مہر دونوں ایک جماع میں واجب نہیں ہوتے اور اگر کسی شبہ کی وجہ سے حد ساقط ہو جائے تو اس پر مہر واجب ہو گا اور یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت ابراہیم نخعی اور ہمارے عامۂ فقہاء کا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّ اِمْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّلَهَا فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا فَصَاحَتْ وَانْطَلَقَ وَمَرَّتْ عَصَابَةٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا فَاَخَذُوا الرَّجُلَ فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا اِذْهَبِيْ

اور ترمذی اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت وائل بن حُجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت نماز کے ارادہ سے نکلی' (راستہ میں) ایک شخص سے اس کا آمنا سامنا ہوا تو اس نے اس کو (اپنے کپڑے سے) ڈھانک لیا اور اس سے اپنی حاجت پوری کی (یعنی جبراً زنا کیا) پس وہ چلائی اور وہ مرد جانے لگا' (اسی اثناء میں) مہاجرین کی ایک جماعت گزری تو اس عورت نے (ان سے) کہا کہ اس شخص نے میرے ساتھ ایسا اور ایسا کیا ہے (یعنی کپڑا ڈھانک کر میرے ساتھ جبراً زنا کیا ہے) تو ان لوگوں نے اس شخص کو پکڑ لیا اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا اِرْجُمُوْهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْتَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ.

حضور نے اس عورت سے فرمایا: تو چلی جا! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا اور اس آدمی کے بارے میں جس نے اس سے (جبراً) زنا کیا تھا' فرمایا کہ اس کو رجم کر دو اور حضور نے (یہ بھی) فرمایا کہ اس آدمی نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ایسی توبہ اہل مدینہ کریں تو ان سب کی توبہ قبول کر لی جائے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٣٩٤٥ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ رَقِيْقِ الْاِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمُسِ فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اِقْتَضَّهَا فَجَلَدَهٗ عُمَرُ وَلَمْ يَجْلِدْ هَا مِنْ اَجَلِ اَنَّهٗ اِسْتَكْرَهَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ بنت ابی عبید رضی اللہ عنہا نے ان کو خبر دی کہ خلافت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس یعنی مال غنیمت کی ایک لونڈی سے (جبراً) جماع کیا' یہاں تک کہ اس کی بکارت زائل کر دی تو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو (پچاس) کوڑے مارے اور اس لونڈی کو کوڑے نہیں لگائے' اس لیے کہ غلام نے اس سے جبراً جماع کیا تھا۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

زنا اور رشوت کی وعید

٣٩٤٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الزِّنَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا اِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی قوم میں زنا عام ہو جاتا ہے تو وہ قوم قحط سالی میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس کسی قوم میں رشوت عام ہو جاتی ہے تو اس کو دہشت اور خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

لواطت پر وعید اور اس کی سزائیں

٣٩٤٧ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْتُّمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ عِنْدَنَا مَحْمُوْلٌ عَلَى التَّعْزِيْرِ وَالسِّيَاسَةِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِالْقَتْلِ وَالْقَتْلُ لَيْسَ بِحَدٍّ فَاِنَّ الْحَدَّ الْجَلْدُ اَوِ الرَّجْمُ.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کو تم قوم لوط کا عمل کرتا ہوا پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اس حدیث سے ہمارے پاس تعزیر اور سیاست (یعنی حالات کے لحاظ میں حاکم کا فیصلہ) مراد ہے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور قتل حد نہیں' اس لیے کہ حد یا تو کوڑے لگانا ہے یا رجم کرنا ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِرَزِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِيًّا اَحْرَقَهُمَا وَاَبَا بَكْرٍ هَدَمَ عَلَيْهِمَا حَائِطًا.

اور رزین کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان (دونوں لواطت کرنے والوں) کو جلا دیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر دیوار گرا دی۔

٣٩٤٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو قوم لوط کا عمل کرے وہ ملعون ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ الْقَتْلَ.

اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے بارے میں قتل کا ذکر نہیں فرمایا۔

بَابٌ

لواطت بدترین گناہ ہے

٣٩٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلٰى أُمَّتِيْ عَمَلُ قَوْمِ لُوْطٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اپنی امت پر جن چیزوں کا خوف ہے ان میں سب سے زیادہ خوف کی چیز حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا عمل (یعنی لواطت) ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ لواطت تمام کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا اور خوفناک اور لعنت خیز گناہ ہے اس گناہ نے حضرت لوط علیہ السلام کی امت کی آبادیوں کو تہ و بالا کیا اور اوپر سے پتھر برسائے تھے پس یہ عمل قوموں کے لیے تباہی خیز ہے۔ (حاشیہ ترمذی) ۱۲

بَابٌ

اغلام باز اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے

٣٩٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلٰى رَجُلٍ أَتٰى رَجُلًا أَوِ امْرَأَةً فِيْ دُبُرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر اس شخص کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرتے جو کسی مرد یا عورت کے مقعد میں بدفعلی کرے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

جانور سے بدفعلی کرنے والے کو قتل کیا جائے

٣٩٥١ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَاقْتُلُوْهَا مَعَهُ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا شَأْنُ الْبَهِيْمَةِ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ أَرَاهُ كَرِهَ أَنْ يُؤْكَلَ لَحْمُهَا أَوْ يُنْتَفَعَ بِهَا وَقَدْ فُعِلَ بِهَا ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کو قتل کر دو اور اس کے ساتھ اس جانور کو بھی قتل کر دو۔ حضرت ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ اس میں جانور کا کیا قصور ہے (کہ اس کو قتل کیا جائے)؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کچھ نہیں سنا ہے لیکن میرا گمان ہے کہ آپ نے اس کے گوشت کو کھانے اور اس سے فائدہ اٹھانے کو ناپسند فرمایا ہے کیونکہ اس جانور سے یہ فعل بد کیا گیا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

جانور سے بدفعلی کرنے والے کا بیان

٣٩٥٢ - وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَتٰى بَهِيْمَةً فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو جانور سے بدفعلی کرے تو اس پر حد نہیں (بلکہ تعزیر ہے کہ حاکم حالات کے

التِّرْمِذِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ وَهُوَ مَنْ اَتٰى بَهِيْمَةً فَاقْتُلُوْهُ وَالْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ.

لحاظ سے سزا تجویز کرے)۔اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ یہ حدیث پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے کہ جو کسی جانور سے بدفعلی کرے تو اس کو قتل کر دو۔اور اہل علم کے ہاں اسی پر عمل ہے۔

بَابُ قَطْعِ السَّرِقَةِ

چور کے ہاتھ کاٹنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (المائدہ:۳۸-۳۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور چور مرد ہو یا عورت ان دونوں کے (سیدھے) ہاتھ کاٹ ڈالو ان کے اس کرتوت کے بدلہ میں یہ سزا (ان کے حق میں) اللہ تعالیٰ کی طرف سے (مقرر) ہے اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والے ہیں پس جو کوئی اپنے قصور کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ تعالیٰ (اپنی مہربانی سے) اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور بڑے مہربان ہیں۔

ف: واضح ہو کہ چوری خواہ چھوٹے مال ہی کی کیوں نہ ہو اس میں قطع ید ہونی چاہیے مگر شارع علیہ السلام نے دس درہم کے مال چرانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا مقرر فرمائی ہے۔

اسی طرح چوری میں بچے بڑے سب کا ہاتھ کاٹنا چاہیے مگر شریعت کا حکم یہ ہے کہ بچے اور مجنون پر قطع ید جاری نہیں ہوگا اس لیے کہ تکلیف شرعی یعنی شرعی احکام عقل اور بلوغ پر ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سزا میں ہاتھ کاٹنے کے بعد بھی چوری کے گناہ سے توبہ ضروری ہے اس لیے کہ قطع ید دنیوی سزا ہے اور اُخروی نجات کے لیے توبہ شرط ہے۔۱۲

بَابٌ

ایک دینار یا دس درہم کے مال چرانے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا

۳۹۵۳ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِيْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے کہ دس درہم سے کم (قیمت کے مال چرانے) پر (ہاتھ) نہ کاٹا جائے۔اس کی روایت طبرانی نے اوسط میں کی ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ فِيْ كِتَابِ الْجَامِعِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِيْ دِيْنَارٍ اَوْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ وَهُوَ مُرْسَلٌ رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَالْقَاسِمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَمْ يَسْمَعْ مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

اور ترمذی نے کتاب الجامع میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے بیان کیا کہ ایک دینار یا دس درہم سے کم (مال چرانے) میں (ہاتھ) نہ کاٹا جائے۔اور یہ حدیث مرسل ہے۔اس کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور قاسم بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابن مسعود سے نہیں سنا۔

وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَهُوَ صَحِيْحٌ لٰكِنَّ فِيْ مُسْنَدِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ الَّذِيْ جَمَعَهُ الْحَصْكَفِيُّ

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ صحیح ہے لیکن مسند امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں جس کو علامہ حصکفی نے جمع کیا ہے اس کی سند یوں ہے: ابن

مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ مُقَاتِلٍ عَنْ اَبِیْ حَنِيفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ يُقْطَعُ الْيَدُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

مقاتل روایت کرتے ہیں امام ابوحنیفہ سے' وہ روایت کرتے ہیں قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے' وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد کے واسطہ سے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دس درہم (کے مال چرانے) میں ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ اِنَّمَا كَانَ الْقَطْعُ فِیْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ فَهٰذَا مَوْصُوْلٌ مَرْفُوْعٌ وَلَوْ كَانَ مَوْقُوْفًا لَكَانَ لَهٗ حُكْمُ الرَّفْعِ لِاَنَّ الْمُقَدَّرَاتِ الشَّرْعِيَّةَ لَا دَخْلَ لِلْعَقْلِ فِيْهَا فَالْمَوْقُوْفُ فِيْهَا مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَرْفُوْعِ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہاتھ صرف دس درہم (کے مال چرانے) ہی میں کاٹا جاتا تھا۔ تو یہ روایت موصول اور مرفوع ہے۔ اگر وہ موقوف بھی ہو تو مرفوع کے حکم میں ہوگی' اس لیے کہ شریعت کی مقرر کردہ تعداد میں عقل کا دخل نہیں' اس لحاظ سے موقوف روایت بھی مرفوع روایت کے حکم میں ہوگی۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِیْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِیْ حَنِيْفَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا يُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِیْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت امام ابوحنیفہ سے روایت کی ہے' وہ روایت کرتے ہیں قاسم بن عبدالرحمٰن سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے والد کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے' آپ نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ دس درہم سے کم (مال چرانے) میں نہ کاٹا جائے۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ مَرْفُوْعًا مِثْلَهٗ.

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے اسی کی مثل مرفوعاً روایت کی ہے۔

وَرَوٰى ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ اُتِیَ عُمَرُ بِرَجُلٍ سَرِقَ ثَوْبًا فَقَالَ لِعُثْمَانَ قَوِّمْهُ فَقَوَّمَهٗ ثَمَانِيَةَ دَرَاهِمَ فَلَمْ يَقْطَعْهُ.

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے ایک کپڑا چرایا تھا تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کپڑے (کی قیمت) کا اندازہ لگاؤ' تو انہوں نے اس کی قیمت آٹھ درہم بتائی تو امیر المؤمنین نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۳۹۵۴- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَطَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ رَجُلٍ فِیْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهٗ دِيْنَارٌ اَوْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ کو ایک ڈھال (چرانے کی سزا) میں کاٹ دیا' جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَرَوَى النَّسَائِیُّ وَالْبَيْهَقِیُّ وَالطَّحَاوِیُّ عَنْهُ قَالَ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَوَّمُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

اور نسائی' بیہقی اور طحاوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دس درہم مقرر تھی۔

وَرَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ وَقَالَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

اور حاکم نے اس کی روایت مستدرک میں ابن اسحاق سے کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اگرچہ کہ ان دونوں (یعنی بخاری اور مسلم) نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ ثَمَنُ الْمِجَنِّ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ.

اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے کہا کہ ڈھال کی قیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں دس درہم تھی۔

بَابٌ

پھلوں اور کھانے کی چیزیں چرانے میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں

٣٩٥٥ - وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خُدَيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ رَوَاهُ مَالِكٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پھلوں اور گابہ (یعنی کھجور کے پھول چرانے) میں ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اس کی روایت امام مالک ترمذی ابوداؤد نسائی دارمی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَا اَقْطَعُ فِي الطَّعَامِ وَذَكَرَهُ عَبْدُ الْحَقِّ وَلَمْ يُعِلَّهُ بِغَيْرِ الْاِرْسَالِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهُ لَيْسَ بِعِلَّةٍ عِنْدَنَا فَيَجِبُ الْعَمَلُ بِمُوْجِبِهٖ.

اور ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں کھانے (کی چیزوں کے چرانے) میں ہاتھ نہیں کاٹتا ہوں۔ اور اسے عبدالحق نے بیان کیا ہے اور ارسال کے علاوہ اس کی کوئی علت بیان نہیں کی اور آپ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے نزدیک کوئی علت نہیں لہٰذا اس پر عمل واجب ہے۔

بَابٌ

خائن لٹیرے اور اچکے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے

٣٩٥٦ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلٰى خَائِنٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ قَطْعٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ خیانت کرنے والے لوٹنے والے اور جھپٹا مارنے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے۔ اس کی روایت ترمذی نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

علانیہ لوٹنے والے کی وعید

٣٩٥٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُنْتَهِبِ قَطْعٌ وَمَنِ انْتَهَبَ نُهْبَةً مَشْهُوْرَةً فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ. وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ فِيْ حَدِيْثِ صَفْوَانَ اِضْطِرَابٌ وَالْاِضْطِرَابُ مُوْجِبٌ لِلضُّعْفِ وَقَالَ شَمْسُ الْاَئِمَّةِ السَّرْخَسِيُّ وَلَمْ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوٹنے والے کا ہاتھ نہ کاٹا جائے اور جو علانیہ لوٹ مار کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور امام ابن ہمام نے حدیث صفوان کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں اضطراب ہے اور اضطراب ضعف کا باعث ہوتا ہے۔ شمس الائمہ امام سرخسی نے فرمایا: کوئی حدیث مشہور مروی نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چور کا ہاتھ کاٹا ہو۔

یَرْوِ مَشْهُوْرًا اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ يَدَ السَّارِقِ بَعْدَ حُبَّةِ صَفْوَانَ لَهٗ.

بَابٌ

سفر میں بھی حدود قائم کیے جائیں

٣٩٥٨ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوْا النَّاسَ فِيْ اللّٰهِ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَلَا تُبَالُوْا فِيْ اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِيْ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ مُسْنَدِ اَبِيْهِ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لوگوں سے قریب ہوں کہ بعید جہاد کرو اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خیال نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو حضر اور سفر میں قائم کرو۔ اس کی روایت عبداللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند میں کی ہے۔

بَابٌ

بار بار چوری کرنے والے کی سزا

٣٩٥٩ - وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِذَا سَرَقَ السَّارِقُ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُمْنٰى فَاِنْ عَادَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرٰى فَاِنْ عَادَ ضَمِنَهُ السِّجْنُ حَتّٰى يُحْدِثَ خَيْرًا اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ اَدَعَهٗ لَيْسَ لَهٗ يَدٌ يَاْكُلُ بِهَا وَيَسْتَنْجِيْ بِهَا وَرَجُلٌ يَمْشِيْ عَلَيْهَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ.

امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ جب چور چوری کرے تو اس کا سیدھا ہاتھ کاٹا جائے' اگر وہ (دوبارہ پھر) چوری کرے تو اس کا بایاں پیر کاٹا جائے' اگر وہ (تیسری بار) چوری کرے تو اس کو قید خانہ میں رکھا جائے' یہاں تک کہ وہ بھلائی پر آ جائے (یعنی چوری سے توبہ کر لے) میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ اس شخص کو ایسی حالت میں چھوڑ دوں' اس کا ہاتھ نہ ہو کہ وہ کھا سکے اور استنجاء کر سکے اور پیر نہ ہو کہ اس سے چل سکے۔ اس کی روایت امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ نَحْوَهٗ.

اور عبدالرزاق' ابن ابی شیبہ' بیہقی اور دارقطنی نے اسی طرح روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ شَيْبَةَ اَنَّ نَجْدَةَ كَتَبَ اِلٰى اِبْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ السَّارِقُ فَكَتَبَ اِلَيْهِ بِمِثْلِ قَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

اور ابن ابی شیبہ کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نجدہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو چور کے بارے میں (اس کے احکام) دریافت کرتے ہوئے لکھا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرح جواب دیا۔

وَرَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَضَرْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ اُتِيَ بِرَجُلٍ مَقْطُوْعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدْ سَرَقَ فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ مَا تَرَوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا اقْطَعْهُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ قَتَلْتُهٗ اِذًا وَمَا عَلَيْهِ الْقَتْلُ بِاَيِّ شَيْءٍ يَاْكُلُ

اور سعید بن منصور نے سعید بن ابی سعید مقبری سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک چور کو لایا گیا' جس کا ہاتھ اور پیر کٹا ہوا تھا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے امیر المؤمنین! (اس کا دوسرا ہاتھ) کاٹ دیجئے' آپ نے جواب دیا: تو ایسی صورت میں

الطَّعَامَ بِاَيِّ شَيْءٍ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ بِاَيِّ شَيْءٍ يَغْتَسِلُ مِنْ جَنَابَتِهٖ بِاَيِّ شَيْءٍ يَقُوْمُ عَلٰى حَاجَتِهٖ فَرَدَّهٗ اِلَى السِّجْنِ اَيَّامًا ثُمَّ اَخْرَجَهٗ فَاسْتَشَارَ اَصْحَابَهٗ فَقَالُوْا مِثْلَ قَوْلِهِمُ الْاَوَّلِ وَقَالَ لَهُمْ مِثْلَ مَا قَالَ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَجَلَدَهٗ جَلْدًا شَدِيْدًا ثُمَّ اَرْسَلَهٗ. وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَمَا رُوِيَ يَقْطَعُ ثَالِثًا اَوْ رَابِعًا اِنْ صَحَّ حُمِلَ عَلَى السِّيَاسَةِ اَوْ نُسِخَ.

(گویا) میں نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ اس کو قتل کرنا نہیں ہے! وہ کس چیز سے کھانا کھائے گا؟ وہ کس چیز سے نماز کے لیے وضو کرے گا؟ وہ کس چیز سے جنابت کا غسل کرے گا؟ وہ کس چیز سے اپنی ضرورت پوری کرے گا؟ پھر آپ نے اس کو قید خانہ میں چند دنوں کے لیے بھجوا دیا' پھر اس کو وہاں سے نکالا اور اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا تو انہوں نے اپنا وہی پہلا قول سنایا' اور آپ نے (بھی) پہلی بار جو فرمایا تھا وہی فرمایا' پھر آپ نے اس کو خوب کوڑے لگائے اور چھوڑ دیا۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ چور کا (ہاتھ) تیسری بار اور (پیر) چوتھی بار کاٹنے کی جو روایت ہے' اگر وہ صحیح ہے تو وہ سیاستاً (یعنی از راہِ نظم و نسق) ہے یا پھر وہ روایت منسوخ ہے۔

بَابٌ

چور کو سزا کے بعد توبہ کرنی چاہیے

٣٩٦٠ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِسَارِقٍ سَرَقَ شَمْلَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَخَالُهٗ سَرَقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْا ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِيْ بِهٖ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ اُتِيَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ قَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک چور حاضر کیا گیا' جس نے ایک (قیمتی) چھوٹی چادر چرائی تھی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ اس نے (چادر) چرائی ہو! (یہ سن کر) چور نے کہا: کیوں نہیں! ہاں! یارسول اللہ! (میں نے چرائی ہے)' تو آپ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ' اس کا (ہاتھ) کاٹ دو' پھر اس کو داغ دو (تاکہ خون رُک جائے)' پھر اس کو میرے پاس لے آؤ' پس (اس کا ہاتھ) کاٹا گیا پھر داغا گیا اور پھر آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کر! اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے۔ اس کی روایت حاکم نے مستدرک میں کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ فِيْ قَطْعِ السَّارِقِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ. وَرَوَى الدَّارَقُطْنِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِي الْمَرَاسِيْلِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ وَغَيْرُهُمْ نَحْوَهٗ.

اور امام بغوی نے شرح السنہ میں چور کے (ہاتھ) کاٹنے کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ (آپ نے فرمایا:) اس کا (ہاتھ) کاٹو' پھر اس کو داغ دے دو۔ اور دارقطنی نے اور ابوداؤد نے مراسیل میں اور عبدالرزاق اور ان کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

چور کو عبرت کے لیے زائد سزا دی جاسکتی ہے

٣٩٦١ - وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقُطِعَتْ يَدُهٗ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَعُلِّقَتْ فِيْ عُنُقِهٖ

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور کو لایا گیا' اس کا ہاتھ کاٹا گیا' پھر آپ نے حکم دیا کہ (اس کا ہاتھ اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے' تو) اس کو اس کی گردن

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ. وَقَالَ النَّسَائِيُّ فِيْهِ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَلَا يُحْتَجُّ بِحَدِيْثِهِ. وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَّامِ وَعِنْدَنَا ذٰلِكَ مُطْلَقٌ لِلْإِمَامِ اِنْ رَاٰهُ وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْ كُلِّ مَنْ قَطَعَهُ لِيَكُوْنَ سُنَّةً.

میں لٹکا دیا گیا (تا کہ دوسروں کو عبرت حاصل ہو)۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور نسائی نے کہا کہ اس (روایت کے راویوں) میں حجاج بن ارطاۃ ہے اور وہ ضعیف ہے' اس کی (روایت کردہ) حدیث کے ساتھ استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ بات یعنی چور کا ہاتھ کاٹ کر اس کی گردن میں لٹکا دینا امام کا اختیار ہے' اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے ہر چور کے ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کی گردن میں لٹکانے کا حکم دیا ہے تا کہ بطور سنت یہ عمل جاری رہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَرِقَ الْمَمْلُوْكُ فَبِعْهُ وَلَوْ بِنَشٍّ.

اور ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب غلام چوری کرے تو اس کو بیچ دو' اگرچہ کہ (اس کی قیمت) نصف اُوقیہ یعنی بیس درہم ہی کیوں نہ ملے۔

بَابٌ

غلام غیر آقا کا مال چرائے تو ہاتھ کاٹا جائے

٣٩٦٢ - وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ غُلَامًا لِابْنِ عُمَرَ اَبَقَ فَسَرِقَ فِيْ اِبَاقِهِ فَاُتِيَ بِهِ اِبْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ لَنْ يُّنْجِيَكَ اِبَاقُكَ مِنْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ فَقَطَعَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِ وَرَوٰى مَالِكٌ نَحْوَهُ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھاگ گیا اور اپنے فراری کے زمانہ میں اس نے چوری کی' اس کو حضرت ابن عمر کے پاس لایا گیا تو حضرت ابن عمر نے اس سے فرمایا: تیرا فرار ہو جانا' اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد سے تجھ کو نہیں بچا سکتا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے اور امام مالک نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابٌ

غلام اپنے آقا کا مال چرائے تو ہاتھ نہ کاٹا جائے

٣٩٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بِغُلَامٍ لَهُ فَقَالَ اقْطَعْ يَدَهُ فَاِنَّهُ سَرِقَ مِرْاٰةً لِامْرَاَتِيْ فَقَالَ عُمَرُ لَا قَطْعَ وَهُوَ خَادِمُكُمْ اَخَذَ مَتَاعَكُمْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَزَادَ مُحَمَّدٌ فِيْ رِوَايَتِهِ سَرِقَ مِرْاٰةً لِامْرَاَتِيْ ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَمًا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے ایک غلام کو لایا اور کہا کہ آپ اس کا ہاتھ کاٹ دیجیے' اس لیے کہ اس نے میری بیوی کا ایک آئینہ چرایا ہے' تو حضرت عمر نے فرمایا: (اس کا ہاتھ) نہ کاٹا جائے' وہ تو تمہارا خادم ہے' اس نے تمہارا سامان لے لیا ہے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے' اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے میری بیوی کا ایک آئینہ چرایا ہے' جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔

بَابٌ

حدود اللہ کے جاری کرنے میں کسی کا لحاظ نہیں

٣٩٦٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَارِقٍ فَقَطَعَهٗ فَقَالُوْا مَا كُنَّا نَرَاكَ تَبْلُغُ بِهٖ هٰذَا قَالَ لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک چور لایا گیا تو آپ نے (حکم دیا کہ) اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے' صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ آپ ایسا فیصلہ فرمائیں گے' (یہ سن کر) آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر (میری بیٹی) فاطمہ (بھی) ہوتیں تو میں ضرور اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

کفن چور کا ہاتھ نہ کاٹا جائے بلکہ کوئی اور سزا دی جائے

٣٩٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَيْسَ عَلَى النَّبَّاشِ قَطْعٌ رَوَاهُ ابْنُ شَيْبَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ کفن چور کے لیے (سزا میں) ہاتھ کاٹنا نہیں ہے۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اُخِذَ نَبَّاشٌ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَ مَنْ بِحَضْرَتِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالْفُقَهَاءِ فَاَجْمَعَ رَأْيُهُمْ عَلٰى اَنْ يُضْرَبَ وَيُطَافَ بِهٖ. وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ مِنْ جَوَازِ اِطْلَاقِ الْبَيْتِ عَلَى الْقَبْرِ حَقِيْقَةً اَوْ حُكْمًا اَنْ يَكُوْنَ حِرْزًا اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ لَوْ اَخَذَ شَيْئًا مِنْ بَيْتٍ لَمْ يَكُنْ لَهٗ بَابٌ مُغْلَقٌ اَوْ حَارِسٌ لَمْ يُقْطَعْ بِلَا خِلَافٍ.

اور ابن ابی شیبہ کی ایک اور روایت میں جو حضرت زہری سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک کفن چور پکڑا گیا اور اس وقت مدینہ منورہ پر مروان حاکم تھا' اس نے اس وقت جو صحابہ کرام اور فقہاء وہاں موجود تھے (کفن چور کی سزا کے بارے میں) دریافت کیا تو سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اس کو پیٹا جائے اور اس کی گشت کرائی جائے (تاکہ عبرت ہو)۔ اور عبدالرزاق نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ملا علی قاری نے کہا ہے کہ قبر پر گھر کا اطلاق حقیقۃً ہو یا حکماً' اس پر حرز' یعنی محفوظ ہونا صادق نہیں آتا' کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اگر (چور) ایسے گھر سے کوئی چیز اٹھا لے' جس کا دروازہ بند نہ ہو یا چوکیدار نہ ہو تو بلا اختلاف اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

بَابُ الشَّفَاعَةِ فِي الْحُدُوْدِ

حدود کے جاری کرنے میں سفارش (نہ) کرنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿جَزَآءً بِمَا كَسَبَا﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ جو کاٹا جاتا ہے' یہ) ان دونوں کی چوری کا بدلہ ہے۔

بَابٌ

حدود میں سفارش کرنے اور اس کے قبول کرنے کی ممانعت

٣٩٦٦ - عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قُرَيْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا وَمَنْ يَّجْتَرِئُ عَلَيْهِ اِلَّا اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو قبیلہ بنو مخزوم کی عورت کے واقعہ نے فکر اور تردد میں ڈال دیا' جس نے چوری کی تھی۔ (اس کے قبیلہ والے) کہنے لگے کہ اس عورت (کی سفارش کے بارے) میں رسول اللہ ﷺ سے کون بات کرے؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے چہیتے ہیں ان کے سوا کوئی اور آپ سے (سفارش کرنے کی) جرأت نہیں کر سکتا۔ تو حضرت اسامہ نے اس بارے میں حضور ﷺ سے بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ

ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرِقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرِقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرِقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کی حدود میں ایک حد (کے جاری نہ کرنے کی) سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے کے لوگ صرف اس وجہ سے ہلاک ہوئے کہ ان میں کوئی عزت دار آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی کمزور (بے وسیلہ) آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے' (میں) اللہ تعالیٰ کی قسم (کھا کر کہتا ہوں) کہ اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَتْ كَانَتِ امْرَاَةٌ مَّخْزُوْمِيَّةٌ تَسْتَعِيْرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَطْعِ يَدِهَا فَاَتٰى اَهْلُهَا اُسَامَةَ فَكَلَّمُوْهُ فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيْثَ نَحْوَ مَا تَقَدَّمَ.

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح مروی ہے کہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ قبیلۂ بنو مخزوم کی ایک عورت مستعار سامان لے لیتی اور (واپس کرنے سے) انکار کر دیتی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تو اس کے قبیلہ والے حضرت اسامہ کے پاس آئے اور آپ سے (اس بارے میں سفارش کرنے کے لیے) گفتگو کی تو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی' پھر راوی نے پوری حدیث پہلی روایت کی طرح بیان کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ امام کے پاس سفارش کی جا سکتی ہے جبکہ امام کے پاس قضیہ پیش نہ ہو' بشرطیکہ جس کی سفارش کی جا رہی ہو' وہ موذی اور شریر نہ ہو۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

حدود اللہ میں رکاوٹ پیدا کرنے' مؤمن پر افتراء کرنے' اور لاعلمی میں تائید کرنے پر وعیدیں

۳۹۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهُ دُوْنَ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ وَمَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهُ لَمْ يَزَلْ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِيْ مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے کسی حد کے جاری کرنے میں رکاوٹ بن جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی' اور جو جان بوجھ کر کسی باطل معاملہ میں جھگڑا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے' یہاں تک کہ وہ اس سے باز آ جائے اور جو کسی مؤمن کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ میں رکھے گا' یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے (یعنی مرنے سے پہلے توبہ کر لے)۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ لَا يَدْرِيْ اَحَقٌّ اَوْ بَاطِلٌ فَهُوَ فِيْ سَخَطِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْزِعَ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں جو شعب الایمان میں مروی ہے' اس طرح ہے کہ جو کسی ایسے جھگڑے میں مدد کرے' جس کے بارے میں وہ نہیں جانتا ہے کہ وہ حق ہے یا باطل تو وہ اس سے باز آنے تک اللہ تعالیٰ کے غضب میں

رہے گا۔

بَابٌ

ایک مرتبہ اقرار پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے

٣٩٦٨ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِیَ بِسَارِقٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا سَرِقَ فَقَالَ مَا اَخَالُهٗ سَرِقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِهٖ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِیْ بِهٖ قَالَ فَذَهَبَ بِهٖ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ اُتِیَ بِهٖ فَقَالَ تُبْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ تُبْتُ اِلَى اللّٰهِ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ رَوَاهُ الطَّحَاوِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک چور حاضر کیا گیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ اس نے چوری کی ہو۔ (یہ سن کر) چور نے کہا: کیوں نہیں! ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! (میں نے چوری کی ہے)' آپ نے فرمایا: اس کو لے جاؤ' اس کا (ہاتھ) کاٹ دو پھر اس کو داغ دو (تا کہ خون رُک جائے)' پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کو لے جایا گیا' اس کا (ہاتھ) کاٹا گیا پھر داغا گیا' پھر اس کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور نے اس سے فرمایا: تو اللہ عزوجل سے توبہ کر! اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں! آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے۔ اس کی روایت طحاوی نے کی ہے۔

بَابٌ

ہاتھ کاٹنے کے بعد چور پر تاوان نہیں

٣٩٦٩ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُغْرَمُ صَاحِبُ السَّرِقَةِ اِذَا اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چور پر جب حد جاری کی جائے تو اس سے تاوان نہیں لیا جائے گا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّلدَّارِقُطْنِیِّ لَا غُرْمَ عَلَى السَّارِقِ بَعْدَ قَطْعِ يَمِيْنِهٖ.

اور دارقطنی کی ایک روایت میں ہے کہ ہاتھ کاٹنے کے بعد چور پر تاوان نہیں۔

وَفِیْ رِوَايَةِ الْبَزَّارِ وَالطَّبْرَانِیِّ لَا يَضْمَنُ السَّارِقُ سَرِقَتَهٗ بَعْدَ اِقَامَةِ الْحَدِّ.

اور بزار اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ چور پر حد قائم کرنے کے بعد اس پر چوری کا تاوان لازم نہیں ہوگا۔

وَرَوَى ابْنُ جَرِيْرٍ الطَّبَرِیُّ فِیْ تَهْذِيْبِ الْاٰثَارِ بِسَنَدٍ مُّتَّصِلٍ مُّحْتَجٍّ بِهٖ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اُقِيْمَ الْحَدُّ عَلَى السَّارِقِ فَلَا غُرْمَ عَلَيْهِ.

اور ابن جریر طبری نے تہذیب الآثار میں مستند اور متصل سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چور پر جب حد جاری کی جائے تو اس پر تاوان نہیں۔

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ

شراب پینے پر حد لگانے کا بیان

ف: واضح ہو کہ شراب کا پینا کتاب وسنت اور اجماع سے حرام ہے اور اس کی حد جمہور ائمہ کے نزدیک اسی (۸۰) کوڑے مارنا ہے' کوڑے مارنے کی سزا حالت نشہ میں نہ دی جائے بلکہ نشہ اترنے کے بعد سزا دی جائے۔ ۱۲

بَابٌ

شراب پینے والے کی حد اسی کوڑے ہیں

٣٩٧٠ - وَعَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيْلِيِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِيْنَ فَاِنَّهُ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَاِذَا سَكِرَ هَذٰى وَاِذَا هَذٰى افْتَرٰى اَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَهُ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت ثور بن زید دیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (صحابہ کرام سے) شراب جس کو آدمی پی لیتا ہے' اس (کی حد کے) بارے میں مشورہ فرمایا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائیں' اس لیے کہ جب وہ شراب پی لیتا ہے تو اس کو نشہ آ جاتا ہے اور جب نشہ آتا ہے تو بیہودہ بکتا ہے اور جب بیہودہ بکتا ہے تو بہتان لگاتا ہے یا آپ نے جیسا بھی فرمایا' پھر حضرت عمر نے شراب (کے پینے) میں اس کو اسی (۸۰) کوڑے لگائے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

وَوَصَلَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَرَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مَوْصُوْلًا مِّنْ طَرِيْقٍ اٰخَرَ.

اور دار قطنی' نسائی اور حاکم نے اس کو موصولاً روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور عبدالرزاق نے بھی اس کی دوسرے طریق سے موصولاً روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ اَرْبَعِيْنَ قَالَ وَفَعَلَهُ اَبُوْبَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اِسْتَشَارَ النَّاسَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَخَفُّ الْحُدُوْدِ ثَمَانُوْنَ فَاَمَرَ بِهٖ عُمَرُ.

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے (مروی) ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا' جس نے شراب پی تھی تو آپ نے اس کو دو چھڑیوں سے چالیس (یعنی اسی) مار مارے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی پر عمل کیا' پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) ہوئے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عبدالرحمٰن (بن عوف) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدود کی سزاؤں میں سب سے ہلکی سزا اسی (کوڑے) ہیں (جو قرآن کے حکم کے مطابق حدِ قذف کی سزا ہے)' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم دیا۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ جُلِدَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِنَعْلَيْنِ اَرْبَعِيْنَ فَلَمَّا كَانَ زَمَنُ عُمَرَ جَعَلَ بَدَلَ كُلِّ نَعْلٍ سَوْطًا.

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں شراب پینے (کی سزا) میں دو جوتیوں سے چالیس (یعنی اسی) مار مارے جاتے تھے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپ نے ہر جوتی کے بدلہ ایک ایک کوڑا مقرر فرمایا۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَحَسَّنَهُ.

اور ترمذی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْ حَنِيْفَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ بِابْنِ اَخٍ لَّهُ نشوان قَدْ ذَهَبَ عَقْلُهُ فَاَمَرَ بِهٖ فَحُبِسَ حَتّٰى اِذَا صَحَا وَاَفَاقَ عَنِ السُّكْرِ دَعَا بِالسَّوْطِ فَقَطَعَ ثَمَرَتَهُ ثُمَّ رَقَّهُ وَدَعَا جَلَّادًا فَقَالَ اجْلِدْهُ عَلٰى جِلْدِهٖ وَارْفَعْ

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے بھتیجے کو نشہ کی حالت میں لایا' جس کی عقل جا چکی تھی' آپ نے حکم دیا تو اس کو قید کر دیا گیا' یہاں تک کہ جب اس کے ہوش و حواس واپس آئے اور اس کا نشہ اتر گیا تو آپ نے چھڑی منگوائی اور اس کے پھل کو کاٹ دیا' پھر اس کو باریک کیا اور جلاد کو بلایا اور

40

يَدَكَ فِي جَلْدِكَ وَلَا تُبْدِ إِضْبَعَيْكَ قَالَ وَانْشَأَ عَبْدُ اللّٰهِ يَعُدُّ حَتّٰى اَكْمَلَ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً خَلّٰى سَبِيْلَهُ فَقَالَ الشَّيْخُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لِابْنِ اَخِيْ وَمَالِيْ وَلَدٌ غَيْرُهُ فَقَالَ شَرُّ الْعَمِّ وَالِي الْيَتِيْمِ اَنْتَ كُنْتَ وَاللّٰهِ مَا اَحْسَنْتَ اَدَبَهُ صَغِيْرًا وَّلَا سَتَرْتَهُ كَبِيْرًا.

فرمایا: اس کے جسم پر اس سے مارو اور مارنے میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ اور اپنے بازو کو مت کھولنا یعنی پورا ہاتھ اٹھا کر مت مارو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود (چھڑیوں کی مار کو) گننے لگے یہاں تک کہ جلاد نے جب اسی (۸۰) کی تکمیل کی تو اس کو چھوڑ دیا۔ بوڑھے نے (حضرت ابن مسعود سے) کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! اللہ کی قسم! وہ میرا بھتیجا ہے اور اس کے سوا میرا کوئی بیٹا نہیں' تو آپ نے جواب دیا: ایسا چچا جو یتیم کا وارث ہو' بدترین چچا ہے' اللہ کی قسم! تو نے بچپن میں اس کی تربیت نہیں کی اور بڑے ہونے کے بعد اس (کے عیب) کو نہیں چھپایا۔

۳۹۷۱ - وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ قَالَ ثُمَّ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ. فَثَبَتَ بِهٰذَا اَنَّ الْقَتْلَ بِشُرْبِ الْخَمْرِ فِي الرَّابِعَةِ مَنْسُوْخٌ. وَقِيْلَ إِنَّهُ بَاقٍ سِيَاسَةً وَّهُوَ الْاَصَحُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں' آپ نے فرمایا کہ جو شخص شراب پی لے' اس کو (تین مرتبہ پینے تک ہر بار) دُرّے لگاؤ اور اگر وہ چوتھی بار پی لے تو اس کو قتل کر دو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے بعد ایک شخص لایا گیا' جس نے چوتھی بار شراب پی تھی تو آپ نے اس کو دُرّے مارے اور اس کو قتل نہیں کیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد نے اس کی روایت حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ چوتھی بار شراب پینے پر قتل (کا حکم) منسوخ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم سیاستاً باقی ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوُدَ ثُمَّ قَالَ بَكِّتُوْهُ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ يَقُوْلُوْنَ مَا اتَّقَيْتَ اللّٰهَ مَا خَشِيْتَ اللّٰهَ وَمَا اسْتَحْيَيْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں مذکور ہے: پھر آپ نے فرمایا کہ اس کو تنبیہ کرو' تو صحابہ کرام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہنے لگے: نہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرا' اور نہ تو نے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے خوف کھایا اور تو نے رسول اللہ ﷺ سے بھی حیاء نہیں کی' حاضرین میں سے بعض لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: تم لوگ اس طرح مت بددعا کرو اور اس پر شیطان کو مددگار نہ بناؤ (اس لیے کہ شیطان مسلمان کی رسوائی سے خوش ہوتا ہے)' بلکہ یوں دعا کیا کرو: اے اللہ! تو اس کو بخش دے! اے اللہ! تو اس پر رحم فرما!

بَابٌ

حد اقرار یا گواہی پر ہی جاری ہوگی

۳۹۷۲ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ شَرِبَ رَجُلٌ فَسَكِرَ فَلُقِيَ يَمِيْلُ فِي الْفَجِّ فَانْطُلِقَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا حَاذٰى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شراب پی اور اس کو نشہ ہو گیا اور اس کو راستہ میں اس حالت میں پایا گیا کہ وہ جھوم رہا تھا تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا جانے لگا' جب وہ

دَارَ الْعَبَّاسِ اِنْفَلَتَ فَدَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ فَالْتَزَمَهُ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ وَقَالَ اَفَعَلَهَا وَلَمْ يَاْمُرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے پہنچا تو وہ (لوگوں کے درمیان سے) بھاگ نکلا اور حضرت عباس کے پاس جا کر ان سے چمٹ گیا' اس کا ذکر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا: کیا اس نے ایسی (حرکت) کی۔ اور آپ نے اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا (اس لیے کہ نہ تو اس کا اقرار ثابت ہوا اور نہ گواہی)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَرَوٰى عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ اَنَّ عَلِيًّا وَّعُمَرَ قَالَا مَنْ مَّاتَ مِنْ حَدٍّ اَوْ قِصَاصٍ فَلَا دِيَةَ لَهٗ اَلْحَقُّ قَتَلَهٗ وَرَوَاهُ بِنَحْوِهٖ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ.

اور عبید بن عمیر نے حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص حد میں یا قصاص میں مر جائے تو اس کا خون بہا (کسی پر) واجب نہ ہوگا' اس لیے کہ اس کا قتل واجب تھا۔ اور ابن المنذر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

بَابُ مَا لَا يُدْعٰى عَلَى الْمَحْدُوْدِ

وہ شخص جس پر حد جاری کی گئی ہو' اس کو بددعا دینے کا بیان

٣٩٧٣ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَجُلًا اِسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ يُلَقَّبُ حِمَارًا كَانَ يُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهٗ فِي الشَّرَابِ فَاُتِيَ بِهٖ يَوْمًا فَاَمَرَ بِهٖ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَا اَكْثَرَ مَا يُؤْتٰى بِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ اَنَّهٗ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جس کا نام عبداللہ تھا اور جس کا لقب حمار تھا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنی باتوں اور حرکات سے) ہنساتا تھا' اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کی وجہ سے (حد میں) اس کو کوڑے لگائے تھے' ان کو ایک دن لایا گیا' آپ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو کوڑے لگائے گئے۔ حاضرین میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! تو اس پر لعنت کر! (کہ شراب پینے کے جرم میں) اس کو بار بار لایا جاتا ہے۔ (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر لعنت مت بھیجو' اللہ کی قسم! میں بالیقین جانتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى لَهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاكَ اللّٰهُ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ.

اور ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب وہ واپس ہو گیا تو حاضرین میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے! تو آپ نے فرمایا: تم ایسا نہ کہو! تم اس پر شیطان کو مددگار نہ بناؤ۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٣٩٧٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الْاَسْلَمِيُّ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهٖ اَنَّهٗ اَصَابَ امْرَاَةً حَرَامًا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَعْرِضُ عَنْهُ فَاَقْبَلَ فِي الْخَامِسَةِ فَقَالَ اَنِكْتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ حَتّٰى غَابَ ذٰلِكَ مِنْكَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت (ماعز) اسلمی رضی اللہ عنہ' نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور چار مرتبہ اپنے آپ پر گواہی دی کہ انہوں نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا ہے! آپ ہر مرتبہ ان کو ٹال دیتے رہے' پانچویں مرتبہ (انہوں نے جب اقرار کیا تو) حضور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا: کیا تم نے اس عورت سے

فِيْ ذٰلِكَ مِنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ كَمَا يَغِيْبُ الْمِرْوَدُ فِي الْمُكْحُلَةِ وَالرِّشَاءُ فِي الْبِئْرِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الزِّنَاءُ قَالَ نَعَمْ أَتَيْتُ مِنْهَا حَرَامًا مَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهٖ حَلَالًا قَالَ فَمَا تُرِيْدُ بِهٰذَا الْقَوْلِ قَالَ أُرِيْدُ أَنْ تُطَهِّرَنِيْ فَأَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ فَسَمِعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهٖ يَقُوْلُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ أُنْظُرْ إِلٰى هٰذَا الَّذِيْ سَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمْ تَدَعْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى رُجِمَ رَجْمَ الْكَلْبِ فَسَكَتَ عَنْهُمَا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً حَتّٰى مَرَّ بِجِيْفَةِ حِمَارٍ شَائِلٍ بِرِجْلِهٖ فَقَالَ أَيْنَ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَقَالَا نَحْنُ ذَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ انْزِلَا فَكُلَا مِنْ جِيْفَةِ هٰذَا الْحِمَارِ فَقَالَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَنْ يَّأْكُلُ مِنْ هٰذَا قَالَ فَمَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ أَخِيْكُمَا اٰنِفًا أَشَدُّ مِنْ أَكْلٍ مِنْهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُ الْاٰنَ لَفِيْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

جماع کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے (پھر) دریافت کیا: یہاں تک کہ تمہارا عضو اس کے عضو (مخصوص) میں غائب ہوا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے (پھر) دریافت فرمایا: کیا جس طرح سلائی سرمہ دانی میں اور رسّی کنویں میں غائب ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے (پھر) دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ زنا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! میں نے اس عورت سے ایسا حرام کام کیا ہے جیسا ایک شخص اپنی بیوی سے حلال کام کرتا ہے۔ آپ نے ان سے (پھر) دریافت فرمایا: تم اس بات یعنی اقرار سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے (اس گناہ سے) پاک کر دیں۔ آپ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو رجم کر دیا گیا۔ نبی اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے یوں کہہ رہا ہے: اس شخص کو دیکھو جس (کے عیب) کو اللہ تعالیٰ نے چھپا دیا تھا' اس کے نفس نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ وہ کتے کی طرح سنگسار کیا گیا' حضور ان دونوں کے بارے میں خاموش رہے' پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے' یہاں تک کہ آپ ایک مردہ گدھے پر سے گزرے' جس کے پیر (پھولنے کی وجہ سے) اوپر اُٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے دریافت فرمایا: فلاں شخص اور فلاں شخص کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا: ہم دونوں یہاں ہیں' یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تم دونوں (اپنی سواریوں سے) اترو (اور اِدھر آؤ) اور اس مردار گدھے (کے گوشت) کو کھاؤ' ان دونوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اسے کون کھائے گا؟ آپ نے فرمایا: تم دونوں نے ابھی ابھی اپنے بھائی کی (غیبت کر کے جو) عزت ریزی کی ہے' وہ اس کے کھانے سے بھی بڑھ کر بُرا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں (خوشی خوشی) غوطے لگا رہا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

گناہوں کا کفارہ صرف حدود نہیں بلکہ توبہ ہے

٣٩٧٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَدْرِي الْحُدُوْدُ كَفَّارَاتٌ لِأَهْلِهَا أَمْ لَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ وَالْبَزَّارُ فِيْ مُسْنَدِهٖ مِثْلَهٗ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحٌ عَلٰى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ حدود ان کے لیے جن پر حد جاری کی گئی ہو (آخرت میں ان کے گناہوں کا) کفارہ ہیں یا نہیں! اس کی روایت بیہقی نے اپنی سُنن میں کی ہے۔ اور اس کی روایت عبدالرزاق نے اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اور بزار نے اپنی مسند میں اسی طرح کی ہے اور حاکم نے کہا ہے

شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَالسَّنَدُ قَوِيٌّ بِاعْتِرَافِ الْحَافِظِ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ مُتَأَخِّرٌ عَنْ عُبَادَةَ فَالْعِبْرَةُ لَهُ.

کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شروط کے مطابق صحیح ہے' اور حافظ کے اعتراف کی بناء پر اس کی سند قوی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عبادہ سے متاخر ہیں' لہٰذا انہی کا اعتبار کیا جائے گا۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ بِسَارِقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا سَرَقَ فَقَالَ مَا إِخَالُهُ سَرَقَ فَقَالَ السَّارِقُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِهِ فَاقْطَعُوْهُ ثُمَّ احْسِمُوْهُ ثُمَّ ائْتُوْنِيْ بِهِ قَالَ فَذُهِبَ بِهِ فَقُطِعَ ثُمَّ حُسِمَ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَقَالَ تُبْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَقَالَ تُبْتُ إِلَى اللّٰهِ فَقَالَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ایک چور کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کیا گیا' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس نے چوری کی ہے! حضور نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ اس نے چوری کی ہے! (یہ سن کر) چور نے عرض کیا: کیوں نہیں! ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (میں نے چوری کی ہے)' حضور نے فرمایا: اس کو لے جاؤ' اس کا (ہاتھ) کاٹ دو' پھر اس کو داغ دو' پھر اور اس کو میرے پاس لاؤ۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کو لے جایا گیا' (اس کا ہاتھ) کاٹا گیا' پھر اس کو داغا گیا' پھر اسے حضور کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا: تو اللہ عزوجل سے توبہ کر! اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيِّ فَأَمَرَ بِهِ فَقُطِعَ وَجِيْءَ بِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ فَقَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ ثَلَاثًا وَّهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْحَدَّ لَيْسَ بِكَفَّارَةٍ لِلذُّنُوْبِ وَالْكَفَّارَةُ هِيَ التَّوْبَةُ.

اور ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی کی ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر' اور اس کی طرف رجوع کر' اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: اے اللہ! تو اس کی توبہ قبول فرما! یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حد یعنی شرعی سزا گناہوں کا کفارہ نہیں (بلکہ دنیوی سزا ہے) اور کفارہ تو توبہ ہی ہے۔

بَابُ التَّعْزِيْرِ

ان سزاؤں کا بیان جو حدودِ شرعی سے کم ہیں.

ف: واضح ہو کہ لغت میں تعزیر تعظیم اور تحقیر دونوں معنی کے لیے آتا ہے۔ اور شریعت میں تعزیر سے مراد وہ سزائیں ہیں جو بطور تادیب اور تہذیب دی جاتی ہیں اور وہ ایسے گناہوں کے لیے ہیں جن میں حدود کفارہ نہیں ہیں' اور یہ حد شرعی سے کم ہوتی ہیں جن کا اختیار امام کو ہے۔ بچوں پر حد جاری نہیں ہوگی بلکہ ان پر تعزیر ہوگی۔ حدود میں سفارش قبول نہیں کی جائے گی' البتہ تعزیر میں سفارش قبول ہوگی۔ حدود شبہ کی وجہ سے جاری نہیں ہوں گی لیکن تعزیر شبہ کی بناء پر بھی واجب ہوگی۔ (درمختار' مرقات) ۱۲

بَابٌ

تعزیر کی سزا حد کی سزا سے کم ہونی چاہیے

٣٩٧٦ - عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَ حَدًّا

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو (امام یا قاضی یا حاکم کسی جرم کی سزا پر)

فِیْ غَیْرِ حَدٍّ فَهُوَ مِنَ الْمُعْتَدِیْنَ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِیْ کِتَابِ الْاٰثَارِ مُرْسَلًا.

جس میں حد قائم نہیں ہوتی' حد قائم کردے تو اس کا شمار ظالموں میں ہوگا (یعنی تعزیرات میں سزائیں بہر صورت حدود کی سزاؤں سے کم ہونی چاہیے)۔اس حدیث کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی اور اس کو امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں مرسلا روایت کیا ہے۔

بَابٌ
چہرہ پر مارنے کی ممانعت

۳۹۷۷ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا ضَرَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَّقِ الْوَجْهَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی کسی (دوسرے) کو مارے تو چہرہ (پر مارنے) سے بچے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
وہ بُرے القاب جن پر تعزیر ہے

۳۹۷۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ یَا یَهُوْدِیُّ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِیْنَ وَاِذَا قَالَ یَا مُخَنَّثُ فَاضْرِبُوْهُ عِشْرِیْنَ وَمَنْ وَّقَعَ عَلٰی ذَاتِ مَحْرَمٍ فَاقْتُلُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ. وَهٰذَا زَجْرٌ وَّسِیَاسَةٌ وَّحُکْمُهٗ حُکْمُ سَائِرِ الزُّنَاةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب ایک شخص دوسرے کو اے یہودی! کہے تو اس کو (سزا میں) بیس کوڑے مارو اور جب اے مخنث! کہے تو اس کو بھی بیس کوڑے مرواور جس نے محرم عورت کے ساتھ زنا کیا تو اس کو قتل کردو۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔اس حدیث میں محرم عورت سے زنا کرنے والے کو قتل کرنے کا جو حکم ہے وہ ازراہ زجر اور سیاست ہے ورنہ ایسے زانی کا حکم اور زانیوں کے حکم کی طرح ہے۔

ف: واضح ہو کہ مرقات میں لکھا ہے کہ ان بُرے القاب سے کسی کو پکارنے پر بھی تعزیر ہوگی جیسے اے فاسق! اے کافر! اے خبیث! اے چور! اے منافق! اے لوطی! اے سودخور! اے دیوث! اے خائن! اے زندیق! اے حرام زادے! وغیرہ البتہ جانوروں کے نام سے کوئی کسی کو پکارے تو ان پر تعزیر نہ ہوگی جیسے اے گدھے! اے کتے! اے بندے! اے سؤر! اے بیل! اے عیار! وغیرہ۔ ۱۲

بَابٌ
مال غنیمت کو چرانے والے کا حکم

۳۹۷۹ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَجَدْتُّمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاحْرِقُوْا مَتَاعَهٗ وَاضْرِبُوْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم کسی شخص کو پاؤ کہ اس نے اللہ کی راہ میں خیانت کی ہے (یعنی مال غنیمت کی تقسیم سے پہلے کچھ مال چرا لیا ہو) تو اس کے (ذاتی) سامان کو جلادو اور اس کو مارو (یعنی تعزیراً سزا دو اور ہاتھ نہ کاٹو)۔اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ قَالَ الْبُخَارِیُّ وَقَدْ رُوِیَ فِیْ غَیْرِ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْغَالِّ وَلَمْ یَاْمُرْ فِیْهِ بِحَرْقِ مَتَاعِهٖ وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ لَوْ صَحَّ الْحَدِیْثُ لَاحْتَمَلَ

اور ترمذی نے بیان کیا ہے کہ امام بخاری نے کہا ہے کہ اس حدیث کے علاوہ اور حدیث میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مال غنیمت کے چرانے والے کے بارے میں اس طرح مروی ہے کہ آپ نے اس کے سامان کو جلانے کا حکم نہیں دیا اور امام طحاوی نے فرمایا ہے کہ اگر (پہلی) حدیث صحیح ہو تو (مال کو جلانے

اَنْ یَّکُوْنَ حِیْنَ کَانَتِ الْعُقُوْبَۃُ بِالْمَالِ.

کا حکم) اس زمانہ کا واقعہ ہو سکتا ہے جب کہ ایسے چور کے ذاتی مال کو جلانے کی سزا جائز تھی (جو بعد میں منسوخ ہو گئی)۔

بَابُ بَیَانِ الْخَمْرِ وَوَعِیْدِ شَارِبِھَا

شراب کا بیان اور اس کے پینے والے کی وعید

وَقَوْلُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ﴾ (المائدہ:۹۱-۹۲).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حقیقت یہ ہے کہ شراب اور جوا اور بُت اور پانسے (یعنی جوئے کے تیر) ناپاک شیطانی کام ہیں' ان میں سے ہر ایک سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ' شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت ڈلوا دے اور تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے روکے رکھے' تو کیا تم (شیطان کے مکر سے واقف ہونے کے بعد بھی اِن بُرے کاموں سے) باز آ ؤ گے (یا نہیں)۔

شراب کے حرام ہونے کی دلیلیں

واضح ہو کہ پہلی آیت سے صاحبِ کشاف اور صاحبِ مرقات نے شراب کی حرمت پر آٹھ دلیلیں بیان کی ہیں: (۱) شراب کو رِجس فرمایا گیا اور رِجس' نجس کو کہتے ہیں اور ہر نجس چیز حرام ہے (۲) شراب کے بارے میں فرمایا گیا: "مِن عمل الشیطان" اور شیطان کا ہر عمل حرام ہے (۳) فرمایا گیا کہ "فاجتنبوہ" "شراب پینے سے بچو اور اللہ تعالیٰ جس چیز سے بچنے کا حکم دیں' وہ حرام ہے (۴) "لعلکم تفلحون" "شراب پینے سے بچنے پر تم فلاح پاؤ گے تو ایسی چیز جس سے پرہیز کرنے پر فلاح ملے گی' اس کا ارتکاب حرام ہے (۵) ارشاد ہے: "انما یرید الشیطان الخ" "یعنی شیطان شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور نفرت پیدا کرنا چاہتا ہے تو جو چیز مسلمانوں میں دشمنی اور نفرت پیدا کرے' وہ حرام ہے (۶) ارشاد ہے: "ویصدکم عن ذکر اللّٰہ وعن الصلٰوۃ" یعنی شیطان شراب کے ذریعہ تم کو یادِ الٰہی اور نماز سے روکنا چاہتا ہے اور جو چیز مسلمانوں کو یادِ الٰہی اور نماز سے روکے' وہ حرام ہے (۷) ارشاد ہے: "فھل انتم منتھون" "یعنی تم شراب پینے سے باز رہو' اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جس چیز سے باز رہنے کا حکم دیں' اس کا ارتکاب حرام ہے (۸) آیتِ مقدسہ میں شراب کے ذکر کو بتوں کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے اور بت پرستی کفر ہے اور جس کا ذکر کفریات کے ساتھ کیا جائے' وہ بھی حرام ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ شراب پینے والا بت پرست جیسا ہے اور یہ بھی وارد ہے کہ شراب پینے والا لات اور عُزّٰی کی پرستش کرنے والے کی طرح ہے۔ (کشاف اور مرقات) ۱۲

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿اَعْصِرُ خَمْرًا﴾ (یوسف: ۳۶).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (ایک نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا کہ بادشاہ کے لیے) میں شراب نچوڑ رہا ہوں۔

ف: اس سے معلوم ہوا کہ انگور یا کھجور کے شیرہ کو خوب پکا کر اس میں جوش لایا جائے اور جس سے نشہ پیدا ہو تو یہ مطلقاً حرام ہے' البتہ نبیذ جائز ہے اور نبیذ اس شیرہ کو کہتے ہیں جو منقّٰی یا کھجور سے تیار ہوتا ہے' اس کی صورت یہ ہے کہ منقّٰی یا کھجور کو صبح پانی میں بھگوئیں اور شام کو اُن کا شیرہ پیا جائے' اور اگر یہ شیرہ گرم کرنے پر خوب گاڑا ہو جائے اور اس میں جوش اور کف آ جائے تو یہ بھی حرام ہو جائے گا' اس لیے کہ اس سے نشہ پیدا ہو جاتا ہے۔

بَابٌ

ہر نشہ والی چیز حرام ہے

٣٩٨٠ - عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الْعِنَبِ خَمْرًا وَّاَنْهَاكُمْ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ.

حضرت سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ شراب انگور سے (بنائی جاتی) ہے اور حضور نے ہر نشہ لانے والی چیز (کے پینے) سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت امام طحاوی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

اور امام طحاوی کی ایک روایت میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' آپ نے فرمایا کہ شراب بالذات حرام ہے (خواہ اس کا ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو' اسی طرح) ہر پیے جانے والی چیز جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ نَحْوَهٗ.

اور طبرانی ودار قطنی کی روایتیں بھی اسی طرح ہیں۔

وَرَوَى النَّسَائِيُّ فِیْ سُنَنِهٖ مِنْ طُرُقٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ وَّفِیْ رِوَايَةٍ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَالْمُسْكِرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ.

اور نسائی نے اپنی سنن میں کئی طُرُق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ہر وہ مشروب جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔اور ایک روایت میں ہے کہ شراب بالذات تھوڑی اور بہت حرام ہے اور (اسی طرح) ہر مشروب جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَلِيْلُهَا وَكَثِيْرُهَا وَمَا اَسْكَرَ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ وَّلِلْبَزَّارِ نَحْوَهٗ.

ایک روایت میں یوں ہے کہ شراب تھوڑی اور بہت حرام ہے اور ہر مشروب جو نشہ لائے' وہ بھی حرام ہے۔اور بزار کی روایت بھی اسی طرح ہے۔

وَقَالَ اَصْحَابُنَا وَالْمُسْكِرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ هُوَ غَيْرُ الْخَمْرِ فِیْ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ لِاَنَّ الْعَطْفَ يَقْتَضِی الْمُغَايَرَةَ.

اور ہمارے فقہائے احناف نے کہا ہے کہ مذکورہ احادیث جن میں ان مشروبات کا ذکر ہے اور جو نشہ لانے والی ہیں' ظاہر ہے کہ وہ شراب کے سوا ہیں کیونکہ عطف سے مغایرت کا ثبوت ملتا ہے۔

وَرَوَى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو بِسَنَدٍ جَيِّدٍ قَالَ اَمَّا الْخَمْرُ فَحَرَامٌ لَا سَبِيْلَ اِلَيْهَا وَاَمَّا مَا عَدَاهَا مِنَ الْاَشْرِبَةِ فَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے جید سند سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ شراب تو (مطلقاً) حرام ہے' اس کی حلت (کسی صورت میں خواہ ایک قطرہ ہی کیوں نہ ہو) ثابت نہیں' البتہ شراب کے علاوہ جتنے مشروب ہیں' ان میں ہر نشہ لانے والا حرام ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوْبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شراب' جوئے' کوبہ (یعنی نرد' شطرنج' چوسر کھیلنے اور طبل صغیر' بربط اور رباب بجانے) اور غُبیراء (چنے کی شراب پینے) سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر' اس کے پلانے والے پر' اس کے بیچنے

وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصَرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُوْلَةَ اِلَيْهِ.

والے پر اس کے خریدنے والے پر اس کے نچوڑنے والے پر اس کے نچڑوانے والے پر اس کے لانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے یہ لائی جا رہی ہو۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ وَّمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِى الدُّنْيَا فَمَاتَ وَهُوَ يُدْمِنُهَا لَمْ يَتُبْ لَمْ يَشْرَبْهَا فِى الْاٰخِرَةِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو شخص دنیا میں شراب پیتا ہو اور وہ اس حالت میں مر جائے کہ وہ اس کو ہمیشہ پیتا تھا اور اس نے توبہ بھی نہیں کی تو وہ آخرت میں (شرابِ طہور) نہیں پیے گا۔

ف: واضح ہو کہ شراب کی حرمت قطعی ہے اور دوسرے مشروبات کی حرمت ظنی ہے' اس لیے ان مشروبات کے پینے سے نشہ نہ آئے تو حد واجب نہیں ہوگی۔ (غایۃ الاوطار) ۱۲

بَابٌ

ہر سستی پیدا کرنے والی چیز بھی حرام ہے

۳۹۸۱- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَّمُفْتِرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ لانے والی اور قُوٰی میں سستی پیدا کرنے والی چیز (جیسے افیون اور بھنگ وغیرہ) سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نشہ آور چیز کا پینا کم ہو یا زیادہ' حرام ہے

۳۹۸۲- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا زیادہ پینا نشہ لائے' اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

نشہ آور چیز کا ایک چلّو پینا بھی حرام ہے

وَرَوٰى اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْكَرَ مِنْهُ الْفَرَقُ فَمِلْءُ الْكَفِّ مِنْهُ حَرَامٌ.

اور امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس چیز کا ایک فَرَق (یعنی آٹھ سیر) پینا نشہ لائے' اس کا ایک چلّو (پینا) بھی حرام ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ مَّا اَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ وَّبِهٖ يُفْتٰى فِىْ زَمَانِنَا لِغَلَبَةِ الْفَسَادِ.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس چیز کا زیادہ پینا نشہ لائے' اس کا تھوڑا پینا بھی حرام ہے' (اور آپ نے فرمایا:) کہ غلبۂ فساد کی وجہ سے ہمارے زمانہ میں اسی پر فتویٰ ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ دَيْلَمٍ الْحِمْيَرِىِّ قَالَ قُلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضٍ بَارِدَةٍ وَّنُعَالِجُ فِيْهَا عَمَلًا شَدِيْدًا وَّاِنَّا نَتَّخِذُ شَرَابًا مِّنْ هٰذَا الْقَمْحِ نَتَقَوّٰى بِهٖ عَلٰى اَعْمَالِنَا وَعَلٰى بَرْدِ بِلَادِنَا قَالَ

اور ابوداؤد نے حضرت دیلم حمیری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ایک سرد علاقے کے (رہنے والے) ہیں اور ہم یہاں سخت کام کرتے ہیں اور ہم اس گیہوں سے شراب بناتے ہیں تاکہ ہم اپنے کاموں پر (قوت حاصل کریں) اور اپنے شہروں کی سردی پر غالب آئیں' آپ نے دریافت فرمایا: کیا وہ (شراب) نشہ

هَلْ يُسْكِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاجْتَنِبُوْهُ قُلْتُ اِنَّ النَّاسَ غَيْرُ تَارِكِيْهِ قَالَ اِنْ لَّمْ يَتْرُكُوْهُ فَاقْتُلُوْهُمْ.

لاتی ہے؟ میں نے جواب دیا: ہاں! آپ نے فرمایا: پھر تو تم سب اس (شراب کے پینے) سے بچو' میں نے عرض کیا: لوگ تو اس کو چھوڑنے والے نہیں ہیں (اس لیے کہ وہ اس کے عادی ہو چکے ہیں)' (یہ سن کر) آپ نے فرمایا کہ اگر وہ (اس کا پینا) نہ چھوڑیں تو ان سے لڑو (تا کہ وہ شراب پینا چھوڑ دیں)۔

بَابٌ

شراب پینے والے پر وعید

٣٩٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَرَابٌ يَّشْرَبُوْنَهُ بِاَرْضِهِمْ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهُ الْمِزْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ مُسْكِرٌ هُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا لِّمَنْ يَّشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ قَالَ عِرْقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب یمن سے آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ایسی شراب کے بارے میں دریافت کیا جس کو وہ لوگ اپنے ملک میں پیتے تھے جو مکئی یا جوار سے بنائی جاتی تھی اور جس کو مزر کہتے تھے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا وہ نشہ لاتی ہے تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔ بے شک (بطور وعید) اللہ تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ جو شخص شراب پیئے گا' اللہ تعالیٰ اس کو طینۃ الخبال پلائیں گے' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! طینۃ الخبال کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: (یہ) دوزخیوں کا پسینہ یا دوزخیوں (کے زخموں) کا پیپ اور لہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

شرابی کی نماز قبول نہیں ہوتی

٣٩٨٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَاِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ لَهُ صَلٰوةً اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ تَابَ لَمْ يَتُبِ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَقَاهُ مِنْ نَّهْرِ الْخَبَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرماتے' اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے' اگر وہ دوبارہ پھر (شراب) پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر وہ (دوبارہ) توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے' اگر وہ (تیسری بار) پھر پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ (تیسری بار بھی) اس کی توبہ قبول فرمالیں گے' اور اگر وہ چوتھی بار پھر پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی فجر کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر اب وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہیں فرمائیں گے اور اس کو دوزخیوں کے پیپ کی نہر سے (پیپ) پلائیں گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس کی روایت ہے۔

بَابٌ

شراب پینے پر وعید اور چھوڑنے کی خوش خبری

٣٩٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی بَعَثَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَھُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ وَاَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاھِلِیَّۃِ وَحَلَفَ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِعِزَّتِیْ لَا یَشْرَبُ عَبْدٌ مِّنْ عَبِیْدِیْ جُرْعَۃً مِّنَ الْخَمْرِ اِلَّا سَقَیْتُہٗ مِنَ الصَّدِیْدِ مِثْلَھَا وَلَا یَتْرُکُھَا مِنْ مَّخَافَتِیْ اِلَّا سَقَیْتُہٗ مِنْ حِیَاضِ الْقُدُسِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

ﷺ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے سارے جہانوں کے لیے رحمت اور سارے جہانوں کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب بزرگ و برتر نے مجھے بجانے اور گانے کے آلات اور بتوں اور صلیب اور جاہلیت کے رسوم (جیسے نوحہ خاندانی فخر اور بارش کو کارتیوں سے منسوب کرنا) ان سب کو مٹانے کا حکم دیا ہے اور میرے رب بزرگ و برتر نے قسم کھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پی لے تو میں اس کو اتنا ہی پیپ پلاؤں گا اور جو (بندہ) میرے ڈر سے (شراب پینا) چھوڑ دے گا اس کو پاکیزہ حوضوں سے (شرابِ طہور) پلاؤں گا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

دخولِ جنت سے روکنے والے اعمال

٣٩٨٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ عَاقٌّ وَّلَا قَمَّارٌ وَّلَا مَنَّانٌ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّلَا وَلَدُ زِانِیَۃٍ بَدَلَ قَمَّارٍ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جوا کھیلنے والا احسان جتانے والا (قطع رحمی کرنے والا) اور ہمیشہ شراب پینے والا (یہ سب) جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے اور دارمی کی ایک اور روایت میں جوا کھیلنے والے کی بجائے ولدالزنا ہے (یعنی کثرت سے زنا کرنے والا)۔

بَابٌ

وہ گناہ گار جن پر جنت حرام ہے

٣٩٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ اَھْلِہِ الْخُبْثَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے: (۱) ہمیشہ شراب کا پینے والا (۲) اور والدین کا نافرمان (یعنی انہیں تکلیف دینے والا) (۳) اور دیوث وہ شخص جو اپنے اہل و عیال میں بُرائی یعنی زنا، شراب خوری اور غسل جنابت کے چھوڑنے کو روا رکھے (اور منع نہ کرے)۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ تین شخص جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے

٣٩٨٧ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثَۃٌ لَّا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَقَاطِعُ الرَّحِمِ وَمُصَدِّقٌ بِالسِّحْرِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے: (۱) ہمیشہ شراب کا پینے والا (۲) رشتوں اور ناتوں کا توڑنے والا (۳) جادو کو حلال اور جائز سمجھنے والا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: جیسا کہ مرقات اور اشعۃ اللمعات میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ہمیشہ شراب پینے والے کا حشر بت پرست کی طرح ہوگا

۳۹۸۸- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ اِنْ مَّاتَ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَعَابِدِ وَّثَنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ ذَكَرَ الْبُخَارِيُّ فِي التَّارِيْخِ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمیشہ شراب کا پینے والا اگر مر جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کے روبرو بت پرست کی طرح پیش ہوگا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔ اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن عبید اللہ کے والد سے روایت کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اس کو محمد بن عبد اللہ کے والد سے بیان کیا ہے۔

بَابٌ

شراب کا پینا اور بت کو پوجنا دونوں کا ایک جیسا حکم ہے

۳۹۸۹- وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَا اُبَالِيْ شَرِبْتُ الْخَمْرَ اَوْ عَبَدْتُّ هٰذِهِ السَّارِيَةَ دُوْنَ اللّٰهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مَوْقُوْفًا.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس بات کی پروا نہیں کہ میں شراب پی لوں یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر (پتھر کے) اس ستون کی پوجا کروں۔ اس کی روایت نسائی نے موقوفاً کی ہے۔

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب کا پینا بت پوجنے کے برابر ہے۔

بَابٌ

مشروبات نبوی کیا تھے؟

۳۹۹۰- وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ عَطِيَّةَ قَالَتْ دَخَلْتُ مَعَ نِسْوَةٍ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى عَائِشَةَ فَسَاَلْنَاهَا عَنِ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ فَقَالَتْ كُنْتُ اٰخُذُ قَبْضَةً مِّنْ تَمْرٍ وَّقَبْضَةً مِّنْ زَبِيْبٍ فَاُلْقِيْهِ فِيْ اِنَاءٍ فَاَمْرُسُهٗ ثُمَّ اَسْقِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت صفیہ بنت عطیہ رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میں قبیلۂ عبد القیس کی چند عورتوں کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی ہم نے آپ سے کھجور اور منقیٰ (کے مشروب کے پینے) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ فرماتیں ہیں کہ میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی منقیٰ لیتی اور اس کو ایک برتن میں ڈالتی اور اس کا شربت بناتی اور پھر اس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پلاتی تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُنْبَذُ لَهٗ زَبِيْبٌ فَيُلْقٰى فِيْهِ تَمْرٌ اَوْ تَمْرٌ فَيُلْقٰى فِيْهِ زَبِيْبٌ. وَرَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهٖ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے منقیٰ کی نبیذ بنائی جاتی تھی اور اس میں کھجور ڈال دیئے جاتے یا کھجور کی نبیذ بنائی جاتی پھر اس میں منقیٰ ڈال دیا جاتا۔ اور ان دونوں حدیثوں کی روایت بیہقی نے اپنی سنن میں کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَنَاْخُذُ قَبْضَةً مِّنْ تَمْرٍ اَوْ قَبْضَةً مِّنْ زَبِيْبٍ فَنَطْرَحُهَا فِيْهِ ثُمَّ نَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ فَنَنْبِذُهٗ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهٗ عَشِيَّةً وَّنَنْبِذُهٗ عَشِيَّةً فَيَشْرَبُهٗ

اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک مشک میں نبیذ تیار کرتے تھے اس طریقہ پر کہ ایک مٹھی کھجور یا ایک مٹھی منقیٰ لیتے اور اس کو اس مشک میں ڈالتے اور پھر اس پر پانی ڈالتے (اگر) ہم صبح یہ نبیذ بناتے تو آپ شام کو نوش فرماتے اور (اگر) ہم شام میں بناتے تو آپ اس کو صبح نوش فرماتے۔ اور یہ جو

مَنْسُوْخٌ. وَمَا رُوِیَ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ نَهٰی عَنِ الْجَمْعِ بَیْنَ التَّمْرِ وَالزَّبِیْبِ وَالزَّبِیْبِ وَالرُّطَبِ وَالرُّطَبِ وَالْبُسْرِ مَحْمُوْلٌ عَلٰی حَالَةِ الشِّدَّةِ وَكَانَ ذٰلِكَ فِی الْاِبْتِدَاءِ فِیْ وَقْتٍ كَانَ لِلْمُسْلِمِیْنَ ضِیْقٌ وَّشِدَّةٌ.

روایت بیان کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھجور اور منقیٰ، منقیٰ اور شیرہ دار کھجور اور شیرہ دار اور گدر کھجور (کو ملا کر شیرہ بنانے) سے جو منع فرمایا ہے وہ ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے جبکہ مسلمان تنگی اور خشک سالی میں مبتلا تھے۔

بَابٌ

شراب سرکہ بن جائے تو جائز ہے

۳۹۹۱- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ لَهَا شَاةٌ تَحْتَلِبُهَا فَفَقَدَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا فَعَلَتِ الشَّاةُ قَالُوْا مَاتَتْ قَالَ اَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا فَقُلْنَا اِنَّهَا مَیْتَةٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ دِبَاغَهَا یُحِلُّهٗ كَمَا یُحِلُّ خَلَّ الْخَمْرِ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ کی ایک بکری تھی، جس کا آپ دودھ دوہتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو دریافت فرمایا کہ بکری کیا ہوئی؟ حاضرین نے جواب دیا: وہ تو مر گئی (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کی کھال سے فائدہ نہیں اٹھایا؟ ہم نے جواب دیا: وہ تو مردار ہے! اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس (کھال) کو دباغت دے دینا اس کو جائز کر دیتا ہے، جیسے شراب سرکہ بننے سے جائز ہو جاتی ہے۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِی الْمَعْرِفَةِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ خَیْرُ خَلِّكُمْ خَلُّ خَمْرِكُمْ وَرَوَی الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِیْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیِّ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ یَاْكُلُ الْمُرْیَ یَعْنِیْ فِیْهِ الْخَمْرُ وَیَقُوْلُ ذَبَحَتْهُ الشَّمْسُ وَالْمِلْحُ.

اور بیہقی نے کتاب المعرفۃ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ تمہارے سرکوں میں بہترین سرکہ، شراب کا سرکہ ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ شراب سے تیار کیے ہوئے سرکہ کو کھاتے اور فرماتے کہ اس کو دھوپ اور نمک نے حلال کر دیا ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِیْ كِتَابِ الْحُجَجِ وَقَدْ بَلَغَنَا عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اصْطَبَغَ عَلٰی خَمْرٍ وَّبَلَغَنَا ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّبَلَغَنَا عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهٗ قَالَ اَلَا بَاْسَ بِخَلِّ الْخَمْرِ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحجہ میں فرمایا ہے کہ ہم کو امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے، (آپ فرمایا کرتے تھے کہ) میں شراب سے سرکہ بنا لیتا ہوں۔ اور (اسی طرح) ہم کو حضرت ابن عباس سے اور حضرت ابودرداء (رضی اللہ عنہم) سے بھی یہ روایت پہنچی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شراب کے سرکہ (کے استعمال) میں کوئی حرج نہیں۔

وَرَوٰی مُحَمَّدٌ فِیْ كِتَابِ الْحُجَجِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ فِیْ رَجُلٍ وَّرِثَ خَمْرًا قَالَ یُهَرِیْقُهَا قَالَ قُلْتُ اَرَاَیْتَ لَوْ صُبَّ فِیْهَا مَاءٌ فَتَحَوَّلَتْ خَلًّا قَالَ اِنْ تَحَوَّلَتْ فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِنْ شَاءَ بَاعَهٗ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الحجہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے بارے میں جس کو وراثت میں شراب ملی ہو فرمایا کہ وہ شخص اس کو بہا دے۔ امام محمد نے فرمایا کہ میں نے حضرت عطاء سے عرض کیا کہ اگر اس میں پانی ڈال دیا جائے اور وہ سرکہ بن جائے (تو اس میں کیا خرابی ہے)؟ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ سرکہ

وَقَالَ الطَّحَاوِیُّ اَنَّ اَحَادِیْثَ النَّهْیِ عَنِ التَّخْلِیْلِ مَحْمُوْلَةٌ عَلَی التَّغْلِیْظِ وَالتَّشْدِیْدِ لِاَنَّهٗ کَانَ فِیْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ کَمَا وَرَدَ ذٰلِكَ فِیْ سُوْرِ الْکَلْبِ بِدَلِیْلِ اَنَّهٗ وَرَدَ فِیْ بَعْضِ طُرُقِهِ الْاَمْرُ بِکَسْرِ الدِّنَانِ وَتَقْطِیْعِ الزِّقَاقِ.

میں بدل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں' اگر وہ چاہے تو اس کو بیچ دے۔

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن احادیث میں شراب سے سرکہ بنانے کی ممانعت ہے' وہ بر بناء شدتِ احتیاط ہے اور یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے کہ شراب سے جو سرکہ بنایا جاتا تھا' اس کو کتے کے جھوٹے کے حکم میں رکھا گیا اس دلیل کے ساتھ کہ جس طرح شراب کے برتنوں کو توڑنے اور اس کی چھاگلوں کو کاٹ دینے کا حکم دیا (لیکن بعد میں یہ حکم اٹھا لیا گیا (لیکن کتے کے جھوٹے کی نجاست کا حکم باقی رہا)۔

بَابٌ

۳۹۹۲ - وَعَنْ وَائِلِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَیْدٍ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ فَقَالَ اِنَّمَا اَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ فَقَالَ اِنَّهٗ لَیْسَ بِدَوَاءٍ وَّلٰکِنَّهٗ دَاءٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

شراب کا استعمال بطورِ دوا بھی منع ہے

حضرت وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شراب (کے استعمال) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے شراب (کے استعمال) سے منع فرمایا تو انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) میں شراب کو دوا کے لیے استعمال کرتا ہوں' تو حضور نے جواب دیا کہ شراب دوا نہیں ہے' بلکہ وہ خود بیماری ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ

حکومت اور اس کے فیصلوں کے نفاذ کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ (النساء: ۵۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ تعالیٰ کا، حکم مانو رسول اللہ کا اور حکم مانو ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر کسی امر میں تم (اور حاکمِ وقت) آپس میں اختلاف کریں تو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان لانے کی شرط یہ ہے کہ اس امر میں اللہ اور رسول (کے حکم) کی طرف رجوع کرو (کہ) یہ (تمہارے حق میں) بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی (یہی طریقہ) بہت اچھا ہے۔

۳۹۹۳ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُّقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَّاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور امام تو ایک ڈھال ہے جس کے پیچھے سے قتال کیا جاتا ہے اور بچاؤ کیا جاتا ہے، اس لیے اگر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دے اور انصاف کرے (اور ظلم نہ کرے تو) اس کی وجہ سے اس کو ثواب ملے گا اور اگر وہ اس کے علاوہ یعنی تقویٰ اور انصاف سے ہٹ کر حکم کرے تو اس کا گناہ اسی پر ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اُحِبُّ وَكَرِهَ مَالَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ.

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان آدمی پر (امیر کا حکم) سننا اور اس کو ماننا ضروری ہے خواہ وہ (اس حکم کو) پسند کرے یا ناپسند کرے، جب تک اس کو (اللہ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، اگر اس کو (اللہ اور رسول کی) نافرمانی کا حکم دیا تو وہ اس کو نہ سنے اور نہ مانے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ فِيْ

اور متفق علیہ روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ گناہ میں (امیر کی) اطاعت نہیں،

مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہے۔

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ.

اور بغوی نے شرح السنہ میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خالق کی اطاعت میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔

بَابٌ

اطاعتِ امیر کا لزوم

٣٩٩٤ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی کہ (ہم امیر کی بات) سنیں اور مانیں گے' تنگی اور فراخی' خوشی اور ناخوشی میں اور اس صورت میں بھی کہ ہم (انصار) پر (امراء اور حکام دوسروں کو عہدے وغیرہ میں) ترجیح دیں اور یہ کہ ہم امراء اور حکام سے جھگڑا نہ کریں اور یہ کہ ہم (جہاں بھی ہوں' ہر حال میں) حق بات کہا کریں' اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ہم امیر کو (اس کی امارت سے) معزول نہ کریں' تاوقتیکہ تم صریحاً کفر دیکھو اور جس پر تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل بھی ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

امیر کی اطاعت کب تک کی جائے؟

٣٩٩٥ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اِلَّا مَنْ وُّلِّيَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِيْ شَيْئًا مِّنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِيْ مِنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت رکھتے ہوں اور تم ان کے لیے دعائیں کرتے ہوں اور وہ تمہارے لیے دعائیں کرتے ہوں' اور تمہارے بدترین حاکم وہ ہیں جن سے تم بغض رکھتے ہو اور وہ تم سے بغض رکھتے ہوں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسی صورت میں ہم ان کو معزول نہ کر دیں! حضور نے فرمایا: نہیں! (تم ان کو معزول نہ کرو اور ان سے نہ جھگڑو) جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں! (آپ نے مکرر فرمایا) نہیں! (ایسا نہ کرو) جب تک کہ وہ تم میں نماز کو قائم کرتے رہیں! خبردار! (تم سے) کسی پر کوئی حاکم مقرر کیا جائے اور وہ اس کو دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کوئی نافرمانی کر رہا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اس نافرمانی

کو بُرا جانے اور اس کی فرماں برداری سے ہاتھ نہ کھینچے (یعنی بغاوت نہ کرے)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امراء کی بُرائیوں کی مذمت کی جائے

٣٩٩٦ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ تَعْرِفُوْنَ وَتُنْكِرُوْنَ فَمَنْ أَنْكَرَ فَقَدْ بَرِئَ وَمَنْ كَرِهَ فَقَدْ سَلِمَ وَلٰكِنْ مَّنْ رَّضِيَ وَتَابَعَ قَالُوْا أَفَلَا نُقَاتِلُهُمْ قَالَ لَا مَا صَلَّوْا أَيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَأَنْكَرَ بِقَلْبِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ يَعْنِيْ مَنْ كَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَأَنْكَرَ بِلِسَانِهٖ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ بعض کاموں) کو تم پسند کرو گے اور (بعض کاموں کو) ناپسند کرو گے تو جو کوئی (زبان سے ان کے بُرے کاموں پر) انکار کرے تو (وہ نفاق اور خوشامد سے) دور رہے گا' اور (جو زبان سے انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور) دل میں اس کو بُرا جانے تو وہ (اس کے وبال سے) محفوظ رہے گا' اور لیکن جو (ان کے بُرے کاموں سے) راضی رہا اور اس کی پیروی کی (تو وہ اس کی برائیوں میں شریک رہا اور وبال کا مستحق ہوا)' صحابہ نے عرض کیا کہ (ایسے موقع پر) کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں' یعنی جو (ان کے بُرے اعمال پر قتال نہ کرے بلکہ ان کو) دل سے بُرا جانے اور دل سے انکار کرے (تا کہ وبال سے محفوظ رہے)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مصابیح کے بعض نسخوں میں اس طرح مروی ہے کہ جو دل سے بُرا جانے اور زبان سے انکار کرے (تو وہ وبال سے محفوظ رہے گا)۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر ایسے امیر مقرر ہوں گے کہ ان (کے بعض کاموں) کو تم پسند کرو گے اور (بعض کاموں کو) ناپسند کرو گے تو جو کوئی (زبان سے ان کے بُرے کاموں پر) انکار کرے تو (وہ نفاق اور خوشامد سے) دور رہے گا' اور (جو زبان سے انکار کرنے کی جرأت نہ کر سکے اور) دل میں اس کو بُرا جانے تو وہ (اس کے وبال سے) محفوظ رہے گا' اور لیکن جو (ان کے بُرے کاموں سے) راضی رہا اور اس کی پیروی کی (تو وہ اس کی برائیوں میں شریک رہا اور وبال کا مستحق ہوا)' صحابہ نے عرض کیا کہ (ایسے موقع پر) کیا ہم اُن سے نہ لڑیں؟ آپ نے جواب دیا: نہیں! جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں' یعنی جو (ان کے بُرے اعمال پر قتال نہ کرے بلکہ ان کو) دل سے بُرا جانے اور دل سے انکار کرے (تا کہ وبال سے محفوظ رہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور مصابیح کے بعض نسخوں میں اس طرح مروی ہے کہ جو دل سے بُرا جانے اور زبان سے انکار کرے (تو وہ وبال سے محفوظ رہے گا)۔

بَابٌ

امراء کے ناحق فیصلوں کے باوجود ان کی اطاعت کی جائے

٣٩٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً وَّاُمُوْرًا تُنْکِرُوْنَھَا قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَدُّوْا اِلَیْھِمْ حَقَّھُمْ وَسَلُوا اللّٰہَ حَقَّکُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم میرے بعد دیکھو گے کہ حقوق اور معاملات میں امراء (ناحق ایک کو دوسرے پر) ترجیح دیں گے اور ایسے کاموں کو بھی دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کو آپ (ایسے موقع پر) کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم ان کے حقوق ادا کرتے رہو (یعنی اطاعت کرتے رہو) اور اپنے حقوق کو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
اطاعتِ امیر ہر صورت میں لازم ہے

۳۹۹۷- وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَاَلَ سَلْمَۃُ بْنُ یَزِیْدَ الْجُعْفِیُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ اِنْ قَامَتْ عَلَیْنَا اُمَرَاءُ یَسْاَلُوْنَا حَقَّھُمْ وَیَمْنَعُوْنَا حَقَّنَا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا فَاِنَّمَا عَلَیْھِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی (ﷺ)! آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اوپر ایسے امراء مسلط ہو جائیں جو ہم سے تو اپنے حقوق (یعنی اطاعت اور خدمت) طلب کریں اور ہمارے حقوق یعنی (انصاف اور مالِ غنیمت) کو ہم سے روک دیں تو آپ (اس بارے میں) ہم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کی (بات) سنو اور ان کا کہا مانو (ظاہری طور پر بھی اور باطنی اعتبار سے بھی)' اس لیے کہ ان کی ذمہ داریوں کے جواب دِہ وہ ہیں اور تمہاری ذمہ داریوں کے جواب دِہ تم ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
وقتِ واحد میں ایک ہی خلیفہ کی اطاعت کی جائے

۳۹۹۸- وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَتْ بَنُوْاِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہٗ نَبِیٌّ وَّاِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فُوْا بَیْعَۃَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلُ اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی حکومت انبیاء کیا کرتے تھے' جب کبھی ایک نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا نبی ان کا جانشین ہوتا' لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء (یعنی امراء) ہوں گے جو زیادہ ہوں گے' صحابہ نے عرض کیا: تو آپ ہم کو اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: پہلے جس سے بیعت ہو جائے' اس کی وفاداری کرو' پھر اس کی (وفاداری کرو جو) اس کے بعد خلیفہ ہو' تم ان کو ان کا حق دو (یعنی فرماں برداری کرو' اگرچہ کہ وہ تمہارے حقوق پامال کریں)' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) رعایا کے (حقوق کے) بارے میں ان سے سوال کریں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
خلیفہ ایک ہی ہوگا

۳۹۹۹- وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا بُوْیِعَ لِخَلِیْفَتَیْنِ فَاقْتُلُوا الْاٰخِرَ مِنْھُمَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

فرماتے ہیں کہ جب دو خلیفوں سے بیعت کی جائے تو ان میں سے بعد والے کو قتل کر دو (اس لیے کہ پہلے خلیفہ کی موجودگی میں بعد والے کی خلافت باطل ہے)۔ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امت میں پھوٹ ڈالنے والے کو مار ڈالا جائے

٤٠٠٠ - وَعَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ ھَنَاتٌ وَھَنَاتٌ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّفَرِّقَ اَمْرَ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ وَھِیَ جَمِیْعٌ فَاضْرِبُوْہُ بِالسَّیْفِ کَائِنًا مَّنْ کَانَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب (میرے بعد خلافت کے لیے) بکثرت فتنے اور فساد ہوں گے تو جو کوئی اس امت کے اتفاق میں پھوٹ ڈالنا چاہے جبکہ امت باہم متفق ہو تو (ایسی صورت میں) اس کو تلوار سے مار ڈالو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٠١ - وَعَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَتَاکُمْ وَاَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَّاحِدٍ یُّرِیْدُ اَنْ یَّشُقَّ عَصَاکُمْ اَوْ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوْہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ تم ایک شخص (کی امارت) پر متفق ہو اور (اس حالت میں) تمہارے پاس کوئی شخص آئے اور چاہے کہ تمہارے اتحاد کو توڑ دے یا تمہاری جماعت میں تفرقہ ڈالے تو تم اس کو قتل کر دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

باغی کی سزا قتل ہے

٤٠٠٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَایَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاہُ صَفْقَةَ یَدِہٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِہٖ فَلْیُطِعْہُ اِنِ اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ اٰخَرُ یُنَازِعُہٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخَرِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی امام سے بیعت کی اور اس کو اپنے ہاتھ کا سودا اور اپنے دل کا میوہ دیا (یعنی اس کی امامت کو ظاہراً اور باطناً تسلیم کر لیا) تو اس کو چاہیے کہ حتی الامکان اس کی اطاعت کرے' پس اگر کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو (اس کے مقابلہ میں اپنی امامت کے لیے)' اس سے بغاوت کرے تو (اس) دوسرے شخص (یعنی باغی) کی گردن مار دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر اگرچہ عیب دار غلام ہی کیوں نہ ہو' اس کی اطاعت کی جائے

٤٠٠٣ - وَعَنْ اُمِّ الْحُصَیْنِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ اُمِّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ مُّجَدَّعٌ یَّقُوْدُکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ فَاسْمَعُوْا لَہٗ وَاَطِیْعُوْا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت اُمّ الحصین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اگر تمہارے اوپر نکٹا اور کن کٹا غلام بھی امیر بنا دیا جائے جو کتاب اللہ کے تحت تمہاری قیادت کرے تو تم اس (کے حکم) کو سنو اور اس کی فرماں برداری کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٠٤ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ سنو اور اطاعت کرو' اگرچہ کہ ایک حبشی غلام ہی تم پر عامل مقرر کیا جائے جس کا سر کشمش کی طرح (چھوٹا اور چپٹا) ہو (یعنی وہ کم عقل اور وجاہت والا نہ ہو)۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم کی اہانت پر وعید

٤٠٠٥ - وَعَنْ زِيَادِ ابْنِ كُسَيْبٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ كُنْتُ مَعَ اَبِىْ بَكْرَةَ تَحْتَ مِنْبَرِ ابْنِ عَامِرٍ وَّهُوَ يَخْطُبُ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَقَالَ اَبُوْ بِلَالٍ اُنْظُرُوْا اِلٰى اَمِيْرِنَا يَلْبَسُ ثِيَابَ الْفُسَّاقِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرَةَ اُسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِى الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حضرت زیاد بن کسیب عدوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور ابن عامر (حاکمِ شہر) منبر پر خطبہ دے رہا تھا اور اس نے باریک کپڑے پہن رکھے تھے۔ ابوبلال نے کہا: ہمارے امیر کو دیکھو کہ اس نے فاسقوں کے کپڑے پہن رکھے ہیں۔ (یہ سن کر) حضرت ابوبکرہ نے فرمایا: چپ رہو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین پر مقرر کردہ حاکم کی اہانت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی اہانت فرماتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بَابٌ

امیر کو ٹوکنا بہترین جہاد ہے

٤٠٠٦ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِىُّ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بہترین جہاد اس شخص کا ہے جو ظالم بادشاہ کے روبرو حق بات کہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام احمد اور نسائی نے حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے دن عرشِ الٰہی کی طرف سبقت کرنے والے کون ہیں؟

٤٠٠٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَنِ السَّابِقُوْنَ اِلٰى ظِلِّ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِيْنَ اِذَا اُعْطُوا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَحَكَمُوْا لِلنَّاسِ كَحُكْمِهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے: کیا تم جانتے ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سایہ کی طرف (لوگوں میں) سبقت کرنے والے کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں! آپ نے فرمایا کہ (یہ وہ لوگ ہیں کہ) جب انہیں حق بات سنائی جاتی ہے تو وہ اس کو قبول کر لیتے ہیں اور جب اُن سے حق طلب کیا جاتا ہے تو وہ (مانگنے والے کا) حق دے دیتے ہیں اور لوگوں کے لیے ایسا ہی حکم لگاتے ہیں جیسا اپنی ذات کے لیے حکم لگاتے ہیں۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

٤٠٠٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر کی اطاعت بقدرِ استطاعت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (آپ کے ارشادات کو) سننے اور اُن پر عمل کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرمایا کرتے: جتنا تم سے ہو سکے (عمل کرو)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

٤٠٠٩ - وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ أَنْتُمْ وَأَئِمَّةٌ مِّنْ بَعْدِيْ يَسْتَأْثِرُوْنَ بِهٰذَا الْفَيْءِ قُلْتُ أَمَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ أَضَعُ سَيْفِيْ عَلٰى عَاتِقِيْ ثُمَّ أَضْرِبُ بِهٖ حَتّٰى أَلْقَاكَ قَالَ أَوَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى خَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكَ تَصْبِرُ حَتّٰى تَلْقَانِيْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

امیر کی زیادتیوں پر صبر کی تلقین

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم میرے بعد ایسے سرداروں کے ساتھ کیا سلوک کرو گے جو اس فَیْ (یعنی خراج اور جزیہ) کو اپنی ذات کے لیے مختص کر لیں گے' (حضرت ابوذر فرماتے ہیں:) میں نے عرض کیا: حضور! اس ذاتِ عالی کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اپنی تلوار کو اپنی گردن پر رکھوں گا پھر اس سے وار کروں گا' یہاں تک کہ آپ سے آملوں! آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں' تم صبر کرو یہاں تک کہ مجھ سے آملو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٤٠١٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰى مِنْ أَمِيْرِهٖ شَيْئًا يَّكْرَهُهٗ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهٗ لَيْسَ أَحَدٌ يُّفَارِقُ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَيَمُوْتُ إِلَّا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جماعت سے الگ ہونا بے دینی کی موت مرنا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اپنے امیر میں کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو وہ ناپسند کرتا ہو تو اس کو چاہیے کہ صبر کرے' اس لیے کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹ جائے تو وہ جاہلیت کی موت (یعنی بے دینی کی) موت مرے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

٤٠١١ - وَعَنِ الْحَارِثِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ إِلَّا أَنْ يُّرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهٗ مُسْلِمٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

جماعت میں رہتے ہوئے پانچ باتوں پر عمل کرنے کی تاکید

حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) (مسلمانوں کی) جماعت کا ساتھ دینا (یعنی عقیدہ' قول اور عمل میں صحابہ' تابعین اور تبع تابعین کی پیروی کرنا) (۲) (امیر کی بات) سننا (۳) اور اس کا حکم بجالانا (۴) ہجرت (یعنی دارالکفر سے دارالاسلام کو جانا اور بُرائیوں کو چھوڑنا) (۵) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا' اور یہ کہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹ جائے تو اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے نکال دی مگر یہ کہ وہ (توبہ کر کے) رجوع کر لے اور جو جاہلیت (کے طور طریقوں) پر بلائے تو وہ دوزخیوں

کے گروہ میں ہوگا' اگرچہ کہ وہ روزہ رکھے' نماز پڑھے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جماعت سے نکلنے اور تعصب برتنے پر وعید

۴۰۱۲ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً وَّمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَایَةٍ عِمِّیَّةٍ یَغْضِبُ لِعَصَبِیَّةٍ اَوْ یَدْعُوْ لِعَصَبِیَّةٍ اَوْ یَنْصُرُ عَصَبِیَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِیَّةٌ وَّمَنْ خَرَجَ عَلٰی اُمَّتِیْ بِسَیْفِهٖ یَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا یَتَحَاشٰی مِنْ مُّؤْمِنِهَا وَلَا یَفِیْ لِذِیْ عَهْدٍ عَهْدَهٗ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَلَسْتُ مِنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص (حاکم کی) اطاعت سے نکل جائے اور (مسلمانوں کی) جماعت کا ساتھ چھوڑ دے' پھر مر جائے تو وہ جاہلیت کی موت (یعنی بے دینی کی موت) پر مرے گا' اور جو اندھے جھنڈے کے تلے لڑے (یعنی جس لڑائی کا شرعی ہونا صاف ظاہر نہ ہو) غصہ کر رہا ہو' اپنی قوم کی طرف داری میں (نہ کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے) یا بلاتا ہو قومی عصبیت کی طرف (جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہ ہو) یا تعصب کی وجہ سے کسی کی مدد کرتا ہو' پھر وہ مارا جائے تو اس کا یہ مارا جانا جاہلیت کا مرنا ہوگا' اور جو میری امت پر اپنی تلوار لے کر نکلے اور اس کے نیک اور بد کو مارتا جائے اور مؤمن کو بھی نہ چھوڑے اور جس سے عہد ہوا ہے' اس کا عہد پورا نہ کرے تو نہ وہ میرا ہے اور نہ میں اس کا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر نہ بنانے پر وعید

۴۰۱۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ خَلَعَ یَدًا مِّنْ طَاعَةٍ لَّقِیَ اللّٰهَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا حُجَّةَ لَهٗ وَمَنْ مَّاتَ وَلَیْسَ فِیْ عُنُقِهٖ بَیْعَةٌ مَّاتَ مِیْتَةً جَاهِلِیَّةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو (امیر کی اطاعت سے) ہاتھ چھڑا لے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ہوگی (یعنی اس کا عذر قبول نہ ہوگا) اور جو اس حالت میں مر جائے کہ اس کی گردن میں کسی (امیر) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بے مانگے حاکم بننے پر اللہ کی مدد ملتی ہے

۴۰۱۴ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِیْتَهَا عَنْ مَّسْئَلَةٍ وُّكِلْتَ اِلَیْهَا وَاِنْ اُعْطِیْتَهَا مِنْ غَیْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَیْهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: امارت (یعنی سرداری اور حکومت) مت طلب کرو' اس لیے کہ مانگنے کی وجہ سے اگر تمہیں (حکومت) دی گئی تو تمہیں اسی کے سپرد کر دیا جائے گا (یعنی اللہ کی طرف سے تمہاری مدد نہ ہوگی) اور اگر بے مانگے تمہیں دی گئی تو (اس میں اللہ کی طرف سے) تمہیں اعانت ملے گی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

حکومت کی حرص ناپسندیدہ اور اس کا انجام ندامت ہے

٤٠١٥ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَی الْاِمَارَةِ وَسَتَکُوْنُ نَدَامَةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: عنقریب تم امارت (یعنی سرداری اور حکومت کی طلب) پر حرص کرو گے اور (کل) قیامت کے دن تمہارے لیے (محاسبہ کے وقت یہی) ندامت کا باعث بنے گی پس دودھ پلانے والی عورت اچھی معلوم ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری لگتی ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف میں حکومت کے ملنے کو دودھ پلانے سے اور حکومت کے ختم ہو جانے کو دودھ چھڑانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حکومت کی ابتداء بھلی لگتی ہے کہ آدمی عیش اور آرام میں رہتا ہے جس طرح عورت بچہ کو جب تک دودھ پلاتی ہے تو وہ خوش رہتا ہے اور حکومت کا انجام بُرا ہوتا ہے کہ اس کے زوال سے آدمی رنج اور افسوس میں گرفتار ہوتا ہے جیسے دودھ چھڑانے والی عورت لڑکے کو بُری معلوم ہوتی ہے۔

بَابٌ

حاکم کے لیے اہلیت شرط ہے

٤٠١٦ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِیْ قَالَ فَضَرَبَ بِیَدِهٖ عَلٰی مَنْکِبِیْ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّكَ ضَعِیْفٌ وَّاِنَّهَا اَمَانَةٌ وَّاِنَّهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ خِزْیٌ وَّنَدَامَةٌ اِلَّا مَنْ اَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَاَدَّی الَّذِیْ عَلَیْهِ فِیْهَا.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے حاکم کیوں نہیں بناتے ہیں (تاکہ میں انصاف کر کے ثواب حاصل کر سکوں)؟ آپ فرماتے ہیں کہ حضور نے (ازراہِ شفقت) اپنے دست مبارک سے میرے کندھے پر ضرب لگائی پھر فرمایا: اے ابوذر! (تم حکومت کے بوجھ کے اٹھانے میں) کمزور ہو اور وہ تو ایک (بڑی) امانت ہے اور (اگر حاکم ظلم کرے تو) اس کے لیے قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہوگی مگر وہ شخص جو اس کا حق ادا کرے اور اس کی ذمہ داری پوری کرے (تو وہ اس وعید سے محفوظ رہا)۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ لَهٗ یَا اَبَا ذَرٍّ اِنِّیْ اَرَاكَ ضَعِیْفًا وَّاِنِّیْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِیْ لَا تَاَمَّرَنَّ عَلَی اثْنَیْنِ وَلَا تَوَلَّیَنَّ مَالَ یَتِیْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور (مسلم کی) ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں تم کو (حکومت کے سنبھالنے میں) کمزور پاتا ہوں اور میں تمہارے لیے اسی چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں تم دو آدمیوں پر (بھی) امیر مت بنو اور یتیم کے مال کے متولی (بھی) نہ بنو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حتی المقدور حکومت سے پرہیز کرنا چاہیے اور جس میں حکومت کی اہلیت نہ ہو اس کو قبول نہ کرنی چاہیے۔ البتہ جس میں حکومت کی قدرت ہو اور اس کو انصاف کرنے کا یقین ہو تو ایسا شخص قبول کرے اور سب کا حق ادا کرے اس لیے کہ اس کا ثواب بھی بڑا ہے بہرحال حکومت کھٹکے سے خالی نہیں اسی وجہ سے اکثر بزرگوں نے باوجود میسر ہونے کے حکومت قبول نہیں کی چنانچہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عباسی بادشاہ کی سخت قید برداشت کی اور دارالسلطنت کی قضاءت قبول نہیں فرمائی۔ ۱۲

بَابٌ

حضرت ابوذر کو چھ باتوں کی وصیت

٤٠١٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ اَيَّامٍ اِعْقِلْ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا يُقَالُ لَكَ بَعْدَ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ السَّابِعُ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِيْ سِرِّ اَمْرِكَ وَعَلَانِيَتِهٖ وَاِذَا اَسَأْتَ فَاَحْسِنْ وَلَا تَسْاَلَنَّ اَحَدًا شَيْئًا وَّاِنْ سَقَطَ سَوْطُكَ وَلَا تَقْبِضْ اَمَانَةً وَّلَا تَقْضِ بَيْنَ اثْنَيْنِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! تم سوچتے رہو کہ چھ دن کے بعد تم سے کیا کہا جانے والا ہے؟ پھر جب ساتواں دن ہوا تو آپ نے فرمایا: میں تم کو تمہارے ظاہری اور باطنی کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور جب تم سے کوئی بُرا کام سرزد ہو جائے تو (فوراً کوئی) نیک کام کرو (اس لیے کہ نیکیاں بُرائیوں کو مٹا دیتی ہیں) اور کسی (مخلوق) سے کچھ نہ مانگو اگرچہ کہ تمہارا کوڑا (ہی) گر جائے اور کسی امانت کو مت رکھو اور دو شخصوں کے درمیان فیصلہ مت کرو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

حکومت کے طلب گار کو عہدہ نہ دیا جائے گا

٤٠١٨ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَمِّيْ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللّٰهُ وَقَالَ الْاٰخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّا وَاللّٰهِ لَا نُوَلِّيْ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلِ اَحَدًا سَاَلَهٗ وَلَا اَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں (ایک مرتبہ) میں اپنے دو چچازاد بھائیوں کے ساتھ حاضر ہوا ان دو میں سے ایک نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمیں حاکم بنائیے (کسی کام کا) ان کاموں میں سے جن پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو والی بنایا ہے اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا۔ (یہ سن کر) آپ نے جواب دیا: اللہ کی قسم! ہم اس کام پر کسی ایسے شخص کو والی نہیں بناتے، جو اس کا سوال کرے اور نہ ایسے شخص کو جو اس کی حرص کرے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ لَا نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم اپنے کام پر ایسے شخص کو والی نہیں بناتے جو اس کی خواہش کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ہم خواہش کرنے والے شخص کو حاکم نہیں بناتے۔ یہ ایسا عمدہ قاعدہ ہے کہ اگر اس پر زمانہ کے حکام عمل کریں تو ہزاروں خرابیوں سے محفوظ رہیں اکثر کام اور خدمت کی وہی لوگ درخواست کرتے ہیں جن کو عاقبت کا ڈر بالکل نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا کام رشوتیں لینا اور خلق اللہ کا ستانا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو کوئی کام نہ دیا جائے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

حاکم بننے کے بعد اچھا آدمی بھی بُرا ہو جاتا ہے

٤٠١٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِّهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم لوگوں میں سب سے بہتر اس شخص کو پاؤ گے جو اس کام (یعنی حکومت) کو سخت بُرا سمجھے یہاں تک کہ وہ اس میں مبتلا ہو جائے (یعنی حکومت کو اختیار کرنے کے بعد وہ اچھا نہیں رہتا)۔ اس کی روایت بخاری اور

مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ہر شخص سے اس کے متعلقین کے بارے میں پوچھا جائے گا

۴۰۲۰ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خبردار! تم سب کے سب (ایک دوسرے کے) نگران ہو (یعنی محافظ اور منتظم ہو) اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا' پس امام جو لوگوں پر حاکم ہے' اس سے اس کی رعیت کے (احوال کے) بارے میں پوچھا جائے گا' اور ہر آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے' اسے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا نگران ہے' اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا' میں (تم کو پھر) آگاہ کرتا ہوں کہ تم سب کے سب (ایک دوسرے کے) نگہبان ہو اور ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ظلم کرنے والا بدترین حاکم ہے

۴۰۲۱ - وَعَنْ عَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بدترین حاکم وہ ہیں جو (رعیت پر) ظلم کرتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

خائن حاکم جنت سے محروم ہے

۴۰۲۲ - وَعَنْ مَّعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ وَّالٍ يَّلِيَ رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٍ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مسلمان رعیت پر جو حاکم ہو اور وہ اس حالت میں مرے کہ وہ ان پر خائن تھا یعنی ظلم کیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

رعایا کے حقوق کی پامالی جنت کی خوشبو سے محرومی کا سبب ہے

۴۰۲۳ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّسْتَرْعِيْهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ رعیت پر حاکم بنائیں اور وہ خیر خواہی کے ساتھ ان کی نگہبانی نہ کرے تو وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

بدگمان حاکم عوام کے ذہن کو بگاڑ دیتا ہے

٤٠٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاَمِیْرَ اِذَا ابْتَغَی الرِّیْبَةَ فِی النَّاسِ اَفْسَدَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ حاکم جب (شک وشبہ کی بناء پر لوگوں کے) عیبوں کی کھوج میں لگا رہے تو وہ لوگوں (کے ذہن) کو بگاڑ دیتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حاکم کے لیے یہ درست ہے کہ وہ بھلائی کے لیے جاسوسی کرے کہ بھیس بدل کر مظلوم یا حاجت مند کی مدد کرے البتہ برائی کی جاسوسی درست نہیں۔ ۱۲

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٤٠٢٥ - وَعَنْ مُّعَاوِیَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّكَ اِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَّهُمْ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب تم لوگوں کے پوشیدہ عیوب کی تلاش میں لگ جاؤ گے تو تم ان (کے دنیا اور آخرت کے کاموں) کو بگاڑ دو گے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ
حاکم کے لیے حضور کی دعا اور بددعا

٤٠٢٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ مَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَیْهِ وَمَنْ وَّلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اے اللہ! جو کوئی میری امت پر حاکم بنایا جائے اور وہ ان پر سختی کرے تو' تو بھی اس پر سختی کر اور جو کوئی میری امت کا حاکم ہو اور وہ ان پر نرمی کرے تو' تو بھی اس پر نرمی کر۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
قیامت کے دن عادل اور ظالم حاکم کا مرتبہ

٤٠٢٧ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَ عِبَادِ اللّٰهِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ عَادِلٌ رَّفِیْقٌ وَّاِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ بِمَنْزِلَةٍ یَّوْمَ الْقِیَامَةِ اِمَامٌ جَائِرٌ خُرْقٌ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اللہ کے بندوں میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے افضل عادل اور نرمی کرنے والا حاکم ہو گا' اور قیامت کے دن مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں بدترین وہ حاکم ہو گا جو ظلم اور سختی کرنے والا ہو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ
عادل حاکم کی فضیلت

٤٠٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُقْسِطِیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ عَنْ یَّمِیْنِ الرَّحْمٰنِ وَكِلْتَا یَدَیْهِ یَمِیْنٌ اَلَّذِیْنَ یَعْدِلُوْنَ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصاف کرنے والے (حاکم قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے پاس رحمٰن کے دائیں طرف نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں (یعنی بائیں ہاتھ میں دائیں ہاتھ کے

فِیْ حُکْمِهِمْ وَاَهْلِیْهِمْ وَمَا وَلُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مقابلہ میں جو کمزوری ہوتی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پاک ہے) (عادل حاکم) وہ لوگ ہیں جو اپنے احکام میں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اور جن پر وہ حاکم ہیں ان کے ساتھ انصاف کرتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بہترین حاکم وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ حفاظت کرے

۴۰۲۹ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ما بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِیٍّ وَّلَا اِسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِیْفَةٍ اِلَّا کَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَیْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس کسی کو نبی بنا کر بھیجا ہے اور (پھر اس کے بعد) جس کسی کو (اس کا) خلیفہ بنایا ہے تو اس کے لیے دو پوشیدہ مشیر (یعنی فرشتہ اور شیطان) ہوتے ہیں ایک مشیر تو اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر ابھارتا ہے اور دوسرا مشیر اس کو برائی کا حکم دیتا ہے اور اس پر اکساتا ہے اور محفوظ تو وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بھلے اور برے حاکم کی پہچان

۴۰۳۰ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِالْاَمِیْرِ خَیْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ صِدْقٍ اِنْ نَّسِیَ ذَکَّرَهٗ وَاِنْ ذَکَرَ اَعَانَهٗ وَاِذَا اَرَادَ بِهٖ غَیْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهٗ وَزِیْرَ سُوْءٍ اِنْ نَّسِیَ لَمْ یُذَکِّرْهُ وَاِنْ ذَکَرَ لَمْ یُعِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی حاکم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لیے ایک سچا وزیر مقرر کر دیتے ہیں اگر وہ (کسی حق بات کو) بھول جائے تو وہ اس کو یاد دلاتا ہے اور اگر وہ یاد رکھے تو اس کی مدد کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس (حاکم) کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے لیے برا وزیر مقرر کر دیتے ہیں اگر وہ (کسی حق بات کو) بھول جائے تو وہ اس کو یاد نہیں دلاتا ہے اور اگر وہ یاد رکھتا ہے تو اس کی اعانت نہیں کرتا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

عادل حاکم اللہ سے قریب اور ظالم حاکم اللہ سے دور ہے

۴۰۳۱ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَقْرَبَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ عَادِلٌ وَّاِنَّ اَبْغَضَ النَّاسِ اِلَی اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَشَدَّهُمْ عَذَابًا. وَفِیْ رِوَایَةٍ وَّاَبْعَدَهُمْ مِنْهُ مَجْلِسًا اِمَامٌ جَائِرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور مرتبہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ قریب انصاف کرنے والا حاکم ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض اور لوگوں میں سب سے زیادہ عذاب دیا جانے والا ظالم حاکم ہے۔ اور ایک اور روایت میں یوں ہے کہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے پاس مرتبہ کے اعتبار سے سب سے دور ظالم حاکم ہوگا۔ اس کی روایت

ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

بادشاہ کے انصاف پر شکر کریں اور ظلم پر صبر

۴۰۳۲ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ السُّلْطَانَ ظِلُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یَاْوِیْ اِلَیْہِ کُلُّ مَظْلُوْمٍ مِّنْ عِبَادِہٖ فَاِذَا عَدَلَ کَانَ لَہُ الْاَجْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّۃِ الشُّکْرُ وَاِذَا جَارَ کَانَ عَلَیْہِ الْاِصْرُ وَعَلَی الرَّعِیَّۃِ الصَّبْرُ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بے شک بادشاہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے' اس کے بندوں میں سے ہر ایک مظلوم اس کی پناہ لیتا ہے' اگر وہ انصاف کرے تو اس کو اجر ملے گا اور رعایا پر اس کا شکر واجب ہے اور اگر وہ ظلم کرے تو اس پر گناہ ہے اور رعایا پر صبر کرنا ہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ہر حاکم بروز قیامت طوق پہنا ہوا حاضر ہوگا

۴۰۳۳ - وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَمِیْرِ عَشَرَۃٍ اِلَّا یُؤْتٰی بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَغْلُوْلًا حَتّٰی یَفُکَّ عَنْہُ الْعَدْلُ اَوْ یُوْبِقَہُ الْجَوْرُ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کوئی دس آدمیوں پر بھی حاکم ہو تو اس کو قیامت کے دن طوق پہنا کر لایا جائے گا یہاں تک کہ انصاف اس سے طوق کو اتار دے گا یا پھر ظلم اس کو ہلاک کر دے گا۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم کا عمل ہی باعثِ نجات یا عذاب ہے

۴۰۳۴ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّلِیْ اَمْرَ عَشَرَۃٍ فَمَا فَوْقَ ذٰلِکَ اِلَّا اَتَاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مَغْلُوْلًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَدَہٗ اِلٰی عُنُقِہٖ فَکَّہٗ بِرُّہٗ اَوْ اَوْبَقَہٗ اِثْمُہٗ اَوَّلُہَا مَلَامَۃٌ وَّاَوْسَطُہَا نَدَامَۃٌ وَّاٰخِرُہَا خِزْیٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص دس آدمیوں یا ان سے زیادہ پر حاکم ہو تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں آئے گا کہ اس کے (گلے میں) طوق پڑا ہوا ہوگا اور اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا' اس کو اس کی نیکی چھڑائے گی یا اس کا گناہ اس کو ہلاک کر دے گا' حکومت کی ابتداء ملامت ہے اور اس کا درمیان پشیمانی ہے اور اس کا آخر قیامت کے دن اس کی رسوائی ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

امت کے تعلق سے حضور اکرم کے تین اندیشے

۴۰۳۵ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ثَلَاثَۃٌ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِی الْاِسْتِسْقَاءُ بِالْاَنْوَاءِ وَحَیْفُ السُّلْطَانِ وَتَکْذِیْبٌ بِالْقَدْرِ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت سے تین باتوں کا ڈر ہے (کہ وہ ان سے محفوظ نہ رہ کر گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے) (ایک) بارش کو کارتیوں سے منسوب کرنا (دوسرے) بادشاہ کا ظلم و ستم کرنا اور (تیسرے) تقدیر کا جھٹلانا۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم بننے سے آسمان اور زمین کے درمیان لٹکتے رہنا بہتر ہے

٤٠٣٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّلْاُمَرَاءِ وَيْلٌ لِّلْعُرَفَاءِ وَيْلٌ لِّلْاُمَنَاءِ لَيَتَمَنَّيَنَّ اَقْوَامٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ نَوَاصِيَهُمْ مُعَلَّقَةٌ بِالثُّرَيَّا يَتَجَلْجَلُوْنَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَاَنَّهُمْ لَمْ يَلُوْا عَمَلًا رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَفِیْ رِوَايَتِهٖ اِنَّ ذَوَائِبَهُمْ كَانَتْ مُعَلَّقَةً بِالثُّرَيَّا يَتَذَبْذَبُوْنَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَكُوْنُوْا عُمِّلُوْا عَلٰی شَیْءٍ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رسوائی ہے حاکم کے لیے رسوائی ہے سرداروں کے لیے رسوائی ہے امینوں کے لیے (جن کے سپرد مالی ذمہ داریاں ہوں) قیامت کے دن (ایسے) لوگ آرزو کریں گے کہ کاش! ان کی پیشانیوں کے بال (دنیا میں) ثریا سے لٹکا دیئے جائے اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان ہلتے رہتے اور ان کو کسی کام پر حاکم نہ بنایا جاتا۔ اس کی روایت شرح السنۃ میں کی ہے۔

اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے اور ان کی روایت میں یوں ہے کہ کاش! ان کی چوٹیاں ثریا سے لٹکا دی جاتیں اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان ہلتے رہتے اور ان کو کسی چیز پر حاکم نہ بنایا جاتا۔

بَابٌ

قوم کے لیے سردار کا ہونا ضروری ہے

٤٠٣٧ - وَعَنْ غَالِبِ الْقَطَّانِ عَنْ رَّجُلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعُرَفَاءَ حَقٌّ وَّلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عُرَفَاءَ وَلٰكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِی النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت غالب قطان رحمۃ اللہ علیہ ایک صاحب سے روایت کرتے ہیں اور وہ صاحب اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سرداری حق ہے اور عوام کے لیے سرداروں کا ہونا ضروری ہے لیکن اکثر سردار (ظلم اور رشوت کی وجہ سے) دوزخ میں ہوں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اقتدار سے بچے رہنے میں نجات ہے

٤٠٣٨ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِیْ كَرِبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ عَلٰی مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَفْلَحْتَ يَا قُدَيْمُ اِنْ مُّتَّ وَلَمْ تَكُنْ اَمِيْرًا وَّلَا كَاتِبًا وَّلَا عَرِيْفًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھوں پر (بطور شفقت) مارا اور فرمایا: اے قدیم! تمہارے لیے کامیابی ہے اگر تم اس حالت میں مر جاؤ کہ تم نہ امیر تھے نہ منشی تھے اور نہ سردار تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت معاویہ کو حضور کی نصیحت

٤٠٣٩ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاوِيَةُ اِنْ وُّلِّيْتَ اَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ قَالَ فَمَا زِلْتُ اَظُنُّ اَنِّیْ مُبْتَلًی بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اُبْتُلِيْتُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے معاویہ! اگر تم کو کسی کام پر حاکم بنایا جائے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور انصاف کرو۔ حضرت معاویہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی وجہ سے میں ہمیشہ یہ خیال کرتا رہا کہ ضرور مجھ پر کسی کام کی ذمہ داری ڈالی جائے گی یہاں تک کہ مجھ پر ذمہ داری ڈال دی گئی (یعنی مجھے حاکم بنایا گیا)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت دلائل النبوۃ میں کی ہے۔

بَابٌ

مسلمان بھائی کو ڈرانے والا بھی ڈرایا جائے گا

٤٠٤٠ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَظَرَ اِلٰى اَخِيْهِ نَظْرَةً يُّخِيْفُهٗ اَخَافَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے بھائی کی طرف ڈراؤنی نظر سے دیکھے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بھی اس کو ڈرائے گا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ظالم عامل جنت میں داخل نہیں ہوگا

٤٠٤١ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ صَاحِبُ مَكْسٍ يَعْنِي الَّذِيْ يَعْشِرُ النَّاسَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں سے شرع کے خلاف زائد محصول لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

قیس بن سعد حضور کے کوتوال تھے

٤٠٤٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْاَمِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کا مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی تھا' جس طرح کوتوال کا امیر کے پاس ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ کون لوگ ہیں جن سے حضور کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے؟

٤٠٤٣ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ مِنْ اِمَارَةِ السُّفَهَاءِ قَالَ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اُمَرَاءُ سَيَكُوْنُوْنَ مِنْ بَعْدِيْ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوْا مِنِّيْ وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ يَّرِدُوْا عَلَى الْحَوْضِ وَمَنْ لَّمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ وَاُولٰٓئِكَ يَرِدُوْنَ عَلَيَّ الْحَوْضَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو بے وقوفوں کی سرداری سے (بچے رہنے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ (بیوقوفوں کی سرداری) کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ میرے بعد ایسے امیر ہوں گے جو ان کے پاس جائے اور ان کی جھوٹ کی تصدیق کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد کرے تو ایسے لوگ نہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں اور نہ وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر داخل ہو سکیں گے۔ (اس کے برخلاف) جو ان کے پاس نہ جائے اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرے اور ان کے ظلم پر ان کی مدد نہ کرے تو ایسے لوگ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں' اور یہی لوگ میرے پاس حوضِ کوثر پر آ سکیں گے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

بادشاہ کے ساتھ رہ کر اس کی بیجا تائید کرنے والا فتنہ میں مبتلا ہوگا

٤٠٤٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَکَنَ الْبَادِیَۃَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَی السُّلْطَانَ افْتَتَنَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ.

روایت فرماتے ہیں کہ حضور فرماتے ہیں کہ جو جنگل میں سکونت اختیار کر لیتا ہے وہ جاہل رہ جاتا ہے اور جو شکار کے پیچھے پڑا رہتا ہے وہ (جمعہ اور جماعت سے) غافل ہو جاتا ہے اور جو بادشاہ کے پاس آتا رہتا ہے تو وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ مَنْ لَزِمَ السُّلْطَانَ افْتَتَنَ وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰہِ بُعْدًا.

اور ابوداؤد کی روایت میں یوں ہے کہ جو بادشاہ کی ملازمت یعنی خدمت میں لگا رہتا ہے وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے اور جو بندہ بادشاہ سے جتنا قریب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اتنا ہی دور ہو جاتا ہے۔

بَابٌ

رعایا جیسی ہوگی ویسا حاکم مقرر کیا جائے گا

٤٠٤٥ - وَعَنْ یَحْیَی بْنِ هَاشِمٍ عَنْ یُوْنُسَ بْنِ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا تَکُوْنُوْنَ کَذٰلِکَ یُؤَمَّرُ عَلَیْکُمْ رَوَاہُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت یحییٰ بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ یونس ابن ابی اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم جیسے ہو گے ویسے ہی تم پر حاکم مقرر کیے جائیں گے (یعنی اگر تم اچھے عمل کرو گے تو تم پر اچھے حاکم ہوں گے اگر بُرے عمل کرو گے تو تم پر بُرے حاکم مقرر ہوں گے)۔ اس حدیث کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کا ذکر اور اس سے عاجزی بادشاہوں کے شر سے محفوظ رکھتے ہیں

٤٠٤٦ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَالِکُ الْمُلُوْکِ وَمَلِکُ الْمُلُوْکِ قُلُوْبُ الْمُلُوْکِ فِیْ یَدِیْ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا اَطَاعُوْنِیْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَ مُلُوْکِهِمْ عَلَیْهِمْ بِالرَّحْمَۃِ وَالرَّاْفَۃِ وَاِنَّ الْعِبَادَ اِذَا عَصَوْنِیْ حَوَّلْتُ قُلُوْبَهُمْ بِالسَّخْطَۃِ وَالنِّقْمَۃِ فَسَامُوْهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ فَلَا تَشْغَلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالدُّعَاءِ عَلَی الْمُلُوْکِ وَلٰکِنِ اشْغَلُوْا اَنْفُسَکُمْ بِالذِّکْرِ وَالتَّضَرُّعِ کَیْ اَکْفِیَکُمْ مُلُوْکَکُمْ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جس وقت بندے میری اطاعت کرتے ہیں تو میں ان کے بادشاہوں کے دلوں (کی سختی) کو ان پر نرمی اور شفقت (کے ساتھ) پھیر دیتا ہوں اور جس وقت بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان (بادشاہوں کے) دلوں (کی نرمی) کو خفگی اور ناراضگی سے بدل دیتا ہوں تو وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں اس لیے تم بادشاہوں کو بددعا کرنے میں اپنے آپ کو مشغول نہ کرو بلکہ تم اپنے آپ کو یاد (الٰہی) اور (اس کے آگے) عجز و انکساری میں مشغول رکھو تاکہ میں تم کو تمہارے بادشاہوں (کے شر سے بچانے) کے لیے کافی ہو جاؤں۔ اس کی روایت ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔

بَابٌ

عورت حکومت کی اہل نہیں

٤٠٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَهْلَ فَارِسٍ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَهُمْ اِمْرَاَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنے اوپر حاکم بنایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ایسی قوم ہرگز فلاح نہیں پائے گی جو اپنے کاموں پر کسی عورت کو حاکم بنالے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت حکومت اور سرداری کی اہل نہیں اس لیے کہ حکومت کے لیے عقل اور تدبیر چاہیے اور عورت تو ناقص العقل ہے۔ ١٢

بَابٌ

بچوں کی حکومت سے پناہ مانگی جائے

٤٠٤٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ رَّاْسِ السَّبْعِيْنَ وَاِمَارَةِ الصِّبْيَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم ستر ہجری کی ابتداء اور بچوں کی حکومت (یعنی مروان کی اولاد اور یزید کی حکومت) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

ف: جیسا کہ مرقات میں مذکور ہے۔ ١٢

بَابُ مَا عَلَى الْوُلَاةِ مِنَ التَّيْسِيْرِ

حاکموں پر جو چیزیں لازم ہیں ان میں آسانی ونرمی کرنے کا بیان

٤٠٤٩ - عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ بَعْضِ اَمْرِهٖ قَالَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ میں کسی کو کسی کام پر (حاکم بنا کر) بھیجنے کا ارادہ فرماتے تو (نصیحت) فرماتے: (لوگوں کو اطاعت پر اجر وثواب کی) خوش خبریاں سناؤ اور (ظلم وزیادتی کر کے) ان میں نفرت مت پیدا کرو اور (کاموں میں) ان پر آسانی پیدا کرو اور سختی نہ کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٤٠٥٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آسانی پیدا کرو سختی نہ کرو اور اطمینان پیدا کرو اور نفرت نہ پیدا کرو۔

بَابٌ

حضور کے قاصدین کو ہدایات

٤٠٥١ - وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهٗ اَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دادا حضرت ابوموسیٰ (اشعری) اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو (وصیت میں یوں) فرمایا: تم دونوں آسانیاں پیدا کرو اور سختی نہ کرو اور خوش خبری سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور باہم مل کر کام کرو اور اختلاف نہ کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
عہد شکن امیر کا حشر

٤٠٥٢ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرْفَعُ لَہٗ بِقَدْرِ غَدْرِہٖ اَلَا وَلَا غَادِرٌ اَعْظَمُ غَدْرًا مِّنْ اَمِیْرِ عَامَّۃٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد توڑنے والے کی سُرین کے پاس (اظہارِ ذلت کے لیے) ایک جھنڈا ہوگا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر عہد توڑنے والے کے لیے قیامت کے دن (اس کی رسوائی کے لیے) اس کی سُرین کے پاس یعنی اس کی پشت پر ایک جھنڈا ہوگا' جو اس کی عہد شکنی کے مطابق اونچا کیا جائے گا' خبردار! عوام کا امیر ہی سب سے بڑا عہد شکن ہے (جو عوام سے وعدے کرتا ہے اور پورے نہیں کرتا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں ظالم حاکم کو سب سے بڑا دغاباز اس لیے فرمایا گیا کہ جو خلق اللہ کا حاکم بن کر دغابازی کرتا ہے اس سے ایک عالم کو نقصان پہنچتا ہے' اس کے برخلاف رعایا میں سے کوئی ایک شخص دغابازی کرے تو اس کا نقصان ایک یا دو شخصوں ہی کو پہنچتا ہے۔ حاکم کی دغابازی یہ ہے کہ رعیت پر شفقت اور نرمی نہ کرے اور ان کے حقوق تلف کرے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ
قیامت میں عہد شکنی کی رسوائی

٤٠٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْغَادِرُ یُنْصَبُ لَہٗ لِوَاءٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غُدْرَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عہد توڑنے والے کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی کا نشان ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
قیامت میں عہد شکن کی شناخت

٤٠٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ یُعْرَفُ بِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر عہد توڑنے والے کے لیے ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی شناخت ہوگی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
جو حاکم رعایا کی ضرورتوں کو پورا نہ کرے' اللہ تعالیٰ بھی اس کی ضرورتوں کو پورا نہ کریں گے

٤٠٥٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّۃَ اَنَّہٗ قَالَ لِمُعَاوِیَۃَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ وَّلَّاہُ اللّٰہُ شَیْئًا مِّنْ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَاحْتَجَبَ دُوْنَ حَاجَتِھِمْ وَخَلَّتِھِمْ وَفَقْرِھِمْ اِحْتَجَبَ اللّٰہُ دُوْنَ حَاجَتِہٖ وَخَلَّتِہٖ وَفَقْرِہٖ

حضرت عمرو بن مُرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے کسی کام پر والی بنائے اور وہ ان کی ضرورت' شکایت اور ان کی محتاجی دور کرنے سے رُکا رہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی حاجت' شکایت اور محتاجی کو دور کرنے سے رُک جائے گا تو حضرت معاویہ نے (یہ سن کر) لوگوں

فَجَعَلَ مُعَاوِيَةُ رَجُلًا عَلٰى حَوَائِجِ النَّاسِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

کی ضرورتوں (کو پورا کرنے) کے لیے ایک شخص کو مقرر کر دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

42 وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ وَلِاَحْمَدَ اَغْلَقَ اللّٰهُ لَهُ اَبْوَابَ السَّمَاءِ دُوْنَ خَلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسْكَنَتِهِ.

اور ترمذی اور امام احمد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی شکایت، ضرورت اور اس کی محتاجی کے وقت آسمان کے دروازے بند کر دے گا (یعنی اس کی دعا قبول نہ ہوگی)۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٥٦ - وَعَنْ اَبِى الشَّمَاخِ الْاَزْدِيِّ عَنِ ابْنِ عَمٍّ لَّهُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَتٰى مُعَاوِيَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ وَّلِيَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ شَيْئًا ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَهُ دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَوِ الْمَظْلُوْمِ اَوْذِي الْحَاجَةِ اَغْلَقَ اللّٰهُ دُوْنَهُ اَبْوَابَ رَحْمَتِهِ عِنْدَ حَاجَتِهِ وَفَقْرِهِ اَفْقَرَ مَا يَكُوْنُ اِلَيْهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوالشماخ ازدی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک چچا کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں، جو حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے ملاقات کی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جس کسی شخص کو لوگوں کے کسی کام پر مامور کیا جائے پھر وہ مسلمانوں پر یا مظلوم پر یا حاجت مند پر اپنا دروازہ بند کر لے (یعنی ان کی حاجتوں کو پورا نہ کرے) تو اللہ تعالیٰ (بھی) اس کی ضرورت اور حاجت کے وقت جبکہ وہ اس کا زیادہ محتاج ہوگا، اپنی رحمت کے دروازے اس پر بند کر دیں گے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

حکام کو تکبر اور تعیشات سے بچنے کی ہدایات

٤٠٥٧ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ كَانَ اِذَا بَعَثَ عُمَّالَهُ شَرَطَ عَلَيْهِمْ اَنْ لَّا تَرْكَبُوْا بِرْذَوْنًا وَّلَا تَاْكُلُوْا نَقِيًّا وَّلَا تَلْبَسُوْا رَقِيْقًا وَّلَا تُغْلِقُوْا اَبْوَابَكُمْ دُوْنَ حَوَائِجِ النَّاسِ فَاِنْ فَعَلْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ بِكُمُ الْعُقُوْبَةُ ثُمَّ يُشَيِّعُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ اپنے عاملوں کو بھیجتے تو ان پر شرط لگاتے کہ عجمی گھوڑے پر (بھی بے ضرورت) نہ بیٹھیں (اس لیے کہ سواری تکبر کا سبب ہے) اور میدہ (کی روٹی) نہ کھائیں اور باریک کپڑے نہ پہنیں اور لوگوں کی ضرورتوں کے وقت اپنے دروازوں کو بند نہ کریں، اگر تم ان میں سے کسی ایک چیز کے بھی مرتکب ہوئے تو تم کو (دنیا اور آخرت میں) سزا ملے گی، پھر آپ ان لوگوں کے ساتھ (الوداع کہنے کچھ دور) تشریف لے جاتے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابُ الْعَمَلِ فِى الْقَضَاءِ وَالْخَوْفِ مِنْهُ

قاضی بننے، فیصلہ کرنے اور اس کام سے ڈرنے کا بیان

بَابٌ

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے

٤٠٥٨ - عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَقْضِيَنَّ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قاضی دو آدمیوں کے فیصلہ نہ کرے جبکہ وہ غصہ

حُكْمَ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. کی حالت میں ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حاکم اور قاضی کو غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ مقدمہ کا فیصلہ کرنے کے لیے عقل اور ہوش چاہیے تا کہ قاضی سچ اور جھوٹ کو پہچانے۔ اسی طرح قاضی جب بہت بھوکا ہو یا اس کا پیٹ بہت بھرا ہو یا اسے کسی بات کا رنج اور فکر ہو یا وہ بہت جاگا ہو تو قاضی اور حاکم کو فیصلہ کرنا درست نہیں کیونکہ ان حالتوں میں ہوش نہیں رہتا جیسا کہ غصہ کے وقت ہوش نہیں رہتا۔ (حاشیہ ابوداؤد) ۱۲

بَابٌ

حاکم اور مجتہد کے ثواب کی نوعیت

٤٠٥٩- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ وَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ وَأَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَّاحِدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب حاکم مقدور بھر سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے اور (فیصلہ میں) اس کی رائے ٹھیک ہوئی تو اس کے لیے دو ثواب ہیں (ایک حق دار کو حق پہنچانے کا' دوسرے اجتہاد کرنے کا) اور جب اس نے خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا لیکن (رائے میں) اس سے غلطی ہوئی تو اس کو ایک ثواب (اجتہاد کا) ملے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ یہاں حاکم سے مراد وہ حاکم ہو' جو اجتہاد کا اہل ہو۔ اصولِ شریعت سے واقف ہو اور قیاس کے طریقوں کو جانتا ہو' ایسا حاکم مجتہد ہے' اس کی رائے صحیح ہوئی تو دو ثواب اور اگر غلط ہوئی تو اسے ایک ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ ایسا اجتہاد عبادت ہے۔ اس کے برخلاف جو اجتہاد کا اہل نہ ہو' اس کو فیصلہ دینا درست نہیں اور اس کو نافذ کرنا بھی مناسب نہیں خواہ وہ حق ہی ہو' اس لیے کہ ایسے شخص کے حکم کا حق ہونا اتفاقی ہے اور وہ گناہ گار ہو گا۔ (مرقات) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مجتہد اپنے اجتہاد میں بہر صورت ثواب پاتے ہیں' اس لیے ان مجتہدین اولین سے نیک عقیدہ رکھیں اور ان پر طعن نہ کریں اور اس زمانہ میں جو اشخاص اجتہاد کی اہلیت کے بغیر احکامِ شریعت میں اپنی رائے دیتے ہیں' وہ غلطی پر ہیں اور اس سلسلہ میں ان سے سخت باز پرس ہو گی۔ ۱۲

بَابٌ

فیصلہ کرنے کا طریقہ

٤٠٦٠- وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِيْ وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِيْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِيْ قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضٰى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتّٰى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَإِنَّهٗ أَحْرٰى أَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِيْ قَضَاءٍ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا' تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو مجھے (قاضی بنا کر) بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوجوان ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے کا علم (یعنی تجربہ) نہیں ہے' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دل (کو فیصلہ کرنے) کی رہنمائی کرے گا اور تمہاری زبان کو ثابت رکھے گا یعنی حق فیصلہ جاری کرے گا' جب دو آدمی تمہارے پاس کوئی معاملہ فیصلہ کے لیے لے کر آئیں تو دوسرے کے کلام کو سننے تک تم پہلے کے لیے فیصلہ نہ کرو۔ یہ چیز تمہارے حق میں فیصلہ کی وضاحت یعنی آسانی کے لیے بہتر ہے۔ حضرت علی کا بیان ہے کہ (حضور کے فرمانے کی اس برکت سے)

اس کے بعد کسی (مقدمہ کے) فیصلہ میں مجھے شک نہیں ہوا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قاضی کے تقرر کے لیے چند شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں کہ قاضی مرد ہو عورت نہ ہو آزاد ہو غلام نہ ہو مجتہد ہو مقلد (وہ شخص جس کی اپنی ذاتی رائے نہ ہو) نہ ہو بینا ہو نابینا نہ ہو بالغ ہو بچہ نہ ہو عادل ہو فاسق نہ ہو۔ (حاشیہ زجاجہ) ۱۲

بَابٌ

قاضیوں میں جنتی کون ہیں اور دوزخی کون؟

٤٠٦١ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَضَاءُ ثَلَاثَةٌ وَّاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں ان میں سے ایک جنت میں ہے اور دو دوزخ میں وہ شخص (یعنی وہ قاضی) جو جنتی ہے ایسا شخص ہے جس نے حق پہچانا اور اس کے مطابق فیصلہ کیا اور (دوسرا) وہ شخص جس نے حق پہچانا اور فیصلہ کرنے میں ظلم کیا تو وہ دوزخ میں ہے اور (تیسرا) وہ شخص جو (قضاءت کے بارے میں) نرا جاہل ہو اور لوگوں کے لیے فیصلے کرتا ہو تو وہ بھی دوزخ میں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

قرآن اور سنت کی روشنی میں فیصلہ کے لیے اجتہاد کی ضرورت

٤٠٦٢ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِيْ اِذَا عُرِضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ اَقْضِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِيْ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ اَجْتَهِدُ بِرَاْيِيْ وَلَا اٰلُوْ قَالَ فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَدْرِهٖ وَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپ کو یمن (کا حاکم اور قاضی بنا کر) بھیجا تو دریافت فرمایا: جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ پیش ہو تو تم کس طرح فیصلہ کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا (یہ سن کر) حضور نے دریافت فرمایا: اگر تم کتاب اللہ میں (اس کی صراحت) نہ پاؤ (تو تم کیا کرو گے)؟ تو انہوں نے عرض کیا: (پھر میں) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق (فیصلہ کروں گا) حضور نے پھر دریافت فرمایا: اگر تم سنت رسول اللہ میں (بھی اس کی صراحت) نہ پاؤ (تو پھر کیا کرو گے)؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ میں (کتاب وسنت کی روشنی میں) اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور (اس بارے میں) کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔ حضرت معاذ کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس نے رسول اللہ کے قاصد کو اس بات کی توفیق بخشی جس سے رسول اللہ راضی ہیں۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

عہدہ کا طلب گار اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے

٤٠٦٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَاَلَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (اپنے دل میں منصب) قضاء کی خواہش رکھے

وُكِّلَ اِلٰی نَفْسِهٖ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

اور (پھر) زبان سے اس کو طلب کرے تو اس کو اس کے نفس کے سپرد کر دیا جاتا ہے (یعنی اس کو توفیق خیر اور اللہ کی مدد نہیں ملتی) اور جس کو (خلاف منشاء) جبراً قاضی بنا دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے جو اس کی رہبری کرتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

انصاف کی خاطر عہدہ کی طلب درست ہے

٤٠٦٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ قَضَاءَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى يَنَالَهٗ ثُمَّ غَلَبَ عَدْلُهٗ جَوْرَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ غَلَبَ جَوْرُهٗ عَدْلَهٗ فَلَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور ظالموں کے ظلم کے دفع کرنے کے لیے) مسلمانوں کی قضاءت کو طلب کرے اور اس کو حاصل کر لے' پھر اس کا انصاف اس کے ظلم پر غالب آ جائے تو اس کے لیے جنت ہے' (اس کے برخلاف) جس کا ظلم اس کے انصاف پر غالب آ جائے تو اس کے لیے دوزخ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی تائید امام عادل کے ساتھ ہے

٤٠٦٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْقَاضِیْ مَا لَمْ يَجُرْ فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰی عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک قاضی ظلم نہ کرے' اللہ تعالیٰ (توفیق اور تائید سے) اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب وہ ظلم کرنے لگتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور شیطان ہمیشہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ فَاِذَا جَارَ وَكَّلَهٗ اِلٰی نَفْسِهٖ.

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ (قاضی) ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے نفس کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

بَابٌ

مسلمان کے مقابلہ میں حضرت عمر کا یہودی کے حق میں فیصلہ

٤٠٦٦ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ مُسْلِمًا وَّيَهُوْدِيًّا اِخْتَصَمَا اِلٰی عُمَرَ فَرَاٰى الْحَقَّ لِلْيَهُوْدِيِّ فَقَضٰى لَهٗ عُمَرُ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَضَيْتَ بِالْحَقِّ فَضَرَبَهٗ عُمَرُ بِالدُّرَّةِ وَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَاللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ اَنَّهٗ لَيْسَ قَاضٍ يَّقْضِیْ بِالْحَقِّ اِلَّا كَانَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ مَلَكٌ وَّعَنْ شِمَالِهٖ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهٖ وَيُوَفِّقَانِهٖ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ فَاِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی دونوں لڑتے ہوئے (تصفیہ کے لیے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' آپ نے دیکھا کہ حق یہودی کے ساتھ ہے تو حضرت عمر نے اس کے حق میں فیصلہ دے دیا' تو یہودی نے آپ سے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ نے حق پر فیصلہ دیا ہے' تو حضرت عمر نے اس کو ایک کوڑا لگایا (اس لیے کہ حضرت عمر کو خوشامد پسند نہ تھی) اور (پھر اس سے) پوچھا کہ یہ تجھے کیسے معلوم ہوا؟ تو یہودی نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تورات میں (یوں) پاتے ہیں کہ جو بھی قاضی حق کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کے سیدھے جانب ایک فرشتہ اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے اور یہ دونوں اس کی رہبری کرتے ہیں اور جب تک وہ حق پر رہتا ہے'

اس کو حق کی توفیق دیتے رہتے ہیں اور جب وہ حق چھوڑ دیتا ہے تو وہ دونوں (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں اور اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

بَابٌ
جس کو قاضی بنایا گیا' وہ بڑی آزمائش میں مبتلا ہوا

٤٠٦٧ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو لوگوں پر قاضی بنایا گیا تو وہ بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا (یعنی جیتے جی وہ مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا یا وہ اپنی خواہشات سے محروم ہو گیا' اس لیے کہ اس کو احکام شریعت کے تحت کام کرنا ہے)۔ اس حدیث کی روایت امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ قضاء کا عہدہ حقیقت میں ایک بڑی ذمہ داری کا عہدہ ہے' جس میں آدمی کو انصاف کی خاطر سب سے الگ تھلگ ہو جانا پڑتا ہے' تا کہ صحیح طور پر انصاف کر سکے' اس طرح آدمی اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔ چنانچہ فقہاء کرام کی اس بارے میں رائے یہ ہے کہ قضاوت کا عہدہ فی نفسہٖ بُرا نہیں' قاضی انصاف کرے تو یہ عہدہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر ظلم سے کام لے تو اس کے حق میں بُرا ہے۔ اسی وجہ سے عامہ مشائخ کا قول یہ ہے کہ قضاء کا قبول کرنا رخصت ہے اور اس سے رکنا عزیمت ہے۔ ۱۲

بَابٌ
ظالم حاکم کا انجام

٤٠٦٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ حَاكِمٍ يَّحْكُمُ بَيْنَ النَّاسِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَلَكٌ اٰخِذٌ بِقَفَاهُ ثُمَّ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ فَاِنْ قَالَ اَلْقِهْ اَلْقَاهُ فِیْ مَهْوَاةٍ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر وہ حاکم جو لوگوں کے درمیان (ظالمانہ) فیصلے کرتا ہے' وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ ایک فرشتہ اس کو اس کی گردن سے پکڑے ہوئے لائے گا' پھر وہ فرشتہ اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھائے گا (کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں؟)' اگر اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ اس کو (دوزخ میں) ڈال دو تو فرشتہ اس کو ایسی خندق میں پھینک دے گا' جس میں وہ چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اس کی روایت امام احمد اور ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ
قیامت کے دن عادل قاضی بھی پریشان رہے گا

٤٠٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَاْتِيَنَّ عَلَى الْقَاضِی الْعَدْلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَاعَةٌ يَّتَمَنّٰى اَنَّهٗ لَمْ يَقْضِ بَيْنَ اِثْنَيْنِ فِیْ تَمْرَةٍ قَطُّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِیُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ قیامت کے دن عادل قاضی پر (بھی) ایک ایسا وقت ضرور آئے گا جس میں وہ آرزو کرے گا' کاش! کہ اس نے دو آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے قضیہ کے بارے میں (بھی) ہرگز تصفیہ نہ کیا ہوتا۔ اس کی روایت امام احمد اور دارقطنی نے کی ہے۔

بَابٌ
حضرت ابن عمر کا قضاء قبول کرنے سے معذرت چاہنا

٤٠٧٠ - وَعَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ اِقْضِ بَيْنَ النَّاسِ قَالَ اَوَ تُعَافِيْنِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ وَمَا تَكْرَهُ مِنْ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ اَبُوْكَ يَقْضِيْ قَالَ لِاَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضٰى بِالْعَدْلِ فَبِالْحَرِيِّ اَنْ يَّنْقَلِبَ مِنْهُ كِفَافًا فَمَا رَاجَعَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن موہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم (قاضی بن کر) لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو' انہوں نے جواب دیا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس کام سے معاف فرمائیں گے! حضرت عثمان نے دریافت کیا کہ تم اسے کیوں بُرا جانتے ہو' حالانکہ آپ کے والد (حضرت عمر) تو قاضی تھے؟ (یہ سن کر) حضرت ابن عمر نے کہا: مجھے اس لیے (عذر ہے) کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو قاضی ہو اور فیصلے انصاف کے ساتھ کرے تو (قیامت کے دن) اس کی بہتری اسی میں ہے کہ اس کا انجام برابر ہو (یعنی اس کے فیصلوں پر اس کو ثواب ملے اور نہ عذاب)' (یہ سن کر) حضرت عثمان نے اس کے بعد اس معاملہ میں ان سے گفتگو نہیں کی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ رَزِيْنٍ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ لِعُثْمَانَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا اَقْضِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ قَالَ فَاِنَّ اَبَاكَ كَانَ يَقْضِيْ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ لَوْ اَشْكَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ اَشْكَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ سَاَلَ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنِّيْ لَا اَجِدُ مَنْ اَسْاَلُهُ وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِعَظِيْمٍ وَّسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيْذُوْهُ وَاِنِّيْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ تَجْعَلَنِيْ قَاضِيًا فَعَفَاهُ وَقَالَ لَا تُخْبِرْ اَحَدًا.

اور رزین کی روایت میں حضرت نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر نے حضرت عثمان سے کہا: اے امیر المؤمنین! میں دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا؟ تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ آپ کے والد تو (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ کے قاضی تھے) اور فیصلے کیا کرتے تھے۔ (یہ سن کر) حضرت ابن عمر نے جواب دیا کہ میرے والد کو کوئی مشکل پیش آتی تو رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرما لیتے تھے اور اگر رسول اللہ ﷺ کو کوئی مشکل پیش آتی تو آپ حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرما لیتے' اور (اب) مجھے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جس سے میں پوچھ سکوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے تو اس نے ایک بڑی ذات کی پناہ مانگی اور میں نے حضور کو یہ بھی فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے دو اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں' اس بات سے کہ آپ مجھے قاضی مقرر کریں' تو حضرت عثمان نے آپ کو (اس کام سے) معاف فرما دیا اور (یہ بھی) فرمایا کہ اس بات کی کسی کو خبر نہ دو۔

بَابُ رِزْقِ الْوُلَاةِ وَهَدَايَاهُمْ

حکام کی تنخواہ اور ان کے تحفوں کا بیان

بَابٌ

اللہ تعالیٰ معطی ہے اور حضور قاسم ہیں

٤٠٧١ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُعْطِيْكُمْ وَلَا اَمْنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ نہ میں تم کو دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں (اس لیے کہ دینا اور نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے) میں تو تقسیم کرنے والا ہوں' اُسی کو دیتا

ہوں جس کے لیے حکم ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بیجا تصرف کرنے والے کے لیے وعید

٤٠٧٢ - وَعَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک جو لوگ اللہ کے مال (یعنی بیت المال اور مالِ غنیمت میں) ناحق تصرف کرتے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مقررہ معاوضہ سے زیادہ لینا خیانت ہے

٤٠٧٣ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا اَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ہم کسی کو کسی کام پر عامل بنا دیں اور اس کا معاوضہ مقرر کر دیں اور وہ اس کے بعد (مقررہ معاوضہ سے) زیادہ لے لے تو وہ (مالِ غنیمت میں) خیانت ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حکام کے لیے تحفہ قبول کرنا خیانت ہے

٤٠٧٤ - وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ اَرْسَلَ فِيْ اَثَرِيْ فَرُدِدْتُ فَقَالَ اَتَدْرِيْ لِمَ بَعَثْتُ اِلَيْكَ لَا تُصِيْبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ اِذْنِيْ فَاِنَّهُ غُلُوْلٌ وَّمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِهٰذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، جب میں روانہ ہونے لگا تو آپ نے میرے پیچھے (ایک شخص کو) بھیج کر مجھے واپس بلایا، جب میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں بلایا ہے؟ (آپ نے فرمایا: سنو!) میری اجازت کے بغیر تم ہرگز کوئی چیز نہ لو (جیسے تحفہ، ہدیہ وغیرہ) اس لیے کہ یہ خیانت ہے اور جو شخص (جس چیز میں) خیانت کرے گا تو وہ اس چیز کو قیامت کے دن لے آئے گا اور میں نے تم کو یہی کہنے کے لیے بلایا تھا، اب تم اپنے کام پر روانہ ہو جاؤ۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکام اور قاضیوں کو رعایا کی طرف سے کسی چیز کے قبول کرنے سے اس لیے منع فرمایا کہ حکام دراصل احکامِ شریعت کی اجرائی اور فیصلوں کے نفاذ کے لیے مامور ہوتے ہیں، اگر حکام اپنی رعایا کی طرف سے تحفے، ہدایا اور ضیافتیں قبول کرنے لگیں تو فیصلہ کرنے میں جانب داری اور مروّت کا اندیشہ ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

البتہ حاکم وقت اپنی خدمت پر فائز ہونے سے پہلے کسی کے تحفے قبول کیا کرتا تھا اور دعوتوں میں شریک ہوا کرتا تھا تو اسی حد تک یعنی انہی لوگوں سے جو پہلے دعوت دیا کرتے یا تحفے دیا کرتے تھے، حاکم ہونے کے بعد بھی انہی لوگوں کی طرف سے دعوت یا تحفے قبول کر سکتا ہے۔ (خلاصہ حاشیۂ زجاجۃ المصابیح) ۱۲

بَابٌ

عامل وصول شدہ اموال میں اپنی طرف سے تصرف نہیں کر سکتا

٤٠٧٥ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عُمِّلَ مِنْكُمْ لَنَا عَلٰى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِنْهُ مَخِيْطًا فَمَا فَوْقَهُ فَهُوَ غَالٍّ يَّاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقْبِلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا قَالَ وَاَنَا اَقُوْلُ ذٰلِكَ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَاْتِ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَهٗ وَمَا نُهِيَ عَنْهُ اِنْتَهٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ.

فرمایا: اے لوگو! اگر تم سے کسی شخص کو ہمارے کسی کام پر عامل بنایا جائے اور وہ ہم سے سوئی (برابر) یا اس سے زیادہ مقدار کی کوئی چیز چھپالے تو وہ خائن ہے اور وہ اس چیز کو قیامت کے دن لے کر آئے گا۔ (یہ سن کر) ایک انصاری شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھ سے اپنا کام (واپس) لے لیجیے (یعنی مجھے اس کام سے سبکدوش فرمادیجئے)' آپ نے فرمایا: کس لیے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے (بھی) آپ کے ارشادات سن لیے ہیں' آپ نے فرمایا: (ہاں! ہاں!) میں اب بھی وہی کہتا ہوں کہ ہم کسی شخص کو کسی کام پر مامور کریں تو وہ تھوڑے اور زیادہ (مال کو جو بھی وصول ہو) ہمارے پاس پیش کردے اور اس کو جو دیا جائے' وہ لے لے اور جس سے اسے روکا جائے رُک جائے۔ اس کی روایت مسلم اور ابوداؤد نے کی ہے۔ اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

بَابٌ

عامل کے ضروری اخراجات بیت المال سے ادا کیے جاسکتے ہیں

٤٠٧٦ - وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَهُوَ غَالٍّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِيْ اَنَّ حِرْفَتِيْ لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَّؤُنَةِ اَهْلِيْ وَشُغِلْتُ بِاَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَسَيَاْكُلُ اٰلُ اَبِيْ بَكْرٍ مِّنْ هٰذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ.

حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ہمارا عامل ہو (تو اس کو اجازت ہے کہ وہ بیت المال سے) اپنی ایک بیوی کا (نفقہ) حاصل کرے اور اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو ایک خادم خرید لے اور اگر اس کے پاس گھر نہ ہو تو (بیت المال سے) ایک گھر خرید لے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جو شخص اس سے زیادہ لے گا' وہ خائن ہے۔

اور بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کیے گئے تو فرمایا کہ میری قوم اس بات کو جانتی ہے کہ میرا پیشہ (تجارت) میرے اہل (وعیال) کے اخراجات کے لیے کافی تھا اور اب مجھے (خلافت دے کر) مسلمانوں کے کام میں مشغول کردیا گیا ہے' تو ابوبکر کے عیال اس بیت المال سے کھائیں گے اور خود ابوبکر مسلمانوں کے کام انجام دے گا۔

بَابٌ

عامل کو معاوضہ دیا جائے

٤٠٧٧ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ عُمِّلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَمَّلَنِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عامل تھا اور حضور نے مجھے اس (خدمت) کا معاوضہ دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دینی خدمات کا معاوضہ پاکیزہ مال ہے

٤٠٧٨ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ اجْمَعْ عَلَيْكَ سِلَاحَكَ وَثِيَابَكَ ثُمَّ ائْتِنِيْ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ يَا عَمْرُو إِنِّيْ أَرْسَلْتُ إِلَيْكَ لِأَ بْعَثَكَ فِيْ وَجْهٍ يُسَلِّمُكَ اللّٰهُ وَيُغْنِمُكَ وَأَزْعَبُ لَكَ زَعْبَةً مِّنَ الْمَالِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَتْ هِجْرَتِيْ لِلْمَالِ وَمَا كَانَتْ إِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ قَالَ نِعْمَا بِالْمَالِ الصَّالِحِ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک قاصد کے ذریعہ) یہ پیام بھیجا کہ تم اپنا ہتھیار لگا کر اور کپڑے پہن کر میرے پاس آؤ۔ حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں (تیار ہوکر) آپ کے پاس پہنچا' اور اس وقت حضور وضو فرما رہے تھے' آپ نے فرمایا: اے عمرو! میں نے تم کو اس لیے بلا بھیجا ہے کہ تم کو ایک کام پر روانہ کروں' جس سے اللہ تعالیٰ تم کو سلامتی سے لائے گا اور غنیمت دے گا اور میں بھی تم کو کچھ مال دوں گا۔ (یہ سن کر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ہجرت مال کے لیے نہ تھی اور وہ تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے تھی' آپ نے فرمایا کہ نیک آدمی کے لیے اچھا مال کیا ہی بہتر ہے۔ اس کی روایت شرح السنۃ میں کی ہے۔

وَرَوٰى أَحْمَدُ نَحْوَهُ وَفِيْ رِوَايَتِهِ قَالَ نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلرَّجُلِ الصَّالِحِ.

اور امام احمد نے بھی اسی طرح روایت کی ہے اور ان کی روایت میں یہ ہے کہ نیک آدمی کے لیے پاکیزہ مال بہتر ہے۔

بَابٌ

رشوت لینے والے' دینے والے اور دلالی کرنے والے پر لعنت ہے

٤٠٧٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ ثَوْبَانَ وَزَادَ وَالرَّائِشَ يَعْنِي الَّذِيْ يَمْشِيْ بَيْنَهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور ترمذی نے اس کی روایت حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے کی ہے اور امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور بیہقی نے اتنا اور زیادہ بیان کیا ہے کہ رائش یعنی وہ شخص جس نے دونوں (رشوت دینے اور لینے والے) کے درمیان دلالی کی (اس پر لعنت بھیجی ہے)۔

بَابُ الْأَقْضِيَةِ وَالشَّهَادَاتِ

جھگڑوں کے فیصلے اور گواہیوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوْا﴾ (البقرۃ:٢٨٢).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے لوگوں میں سے دو مردوں کو گواہ کرلیا کرو' پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو' یہ ایسے گواہ ہوں جن کو تم پسند کرتے ہو' (یہ اس لیے کہ) اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسری اس کو یاد دلائے گی اور گواہوں کو (شہادت کے لیے) بلایا جائے تو وہ (حاضر ہونے سے) انکار نہ کریں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانو! مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو' اللہ کے لیے گواہی دو! اگر چہ کہ (یہ گواہی) تمہارے اپنے نفسوں یا ماں

اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ (النساء:۱۳۵).

باپ اور رشتہ داروں کے خلاف ہی (کیوں نہ) ہو' خواہ وہ مال دار ہو یا محتاج ہو' اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر ان دونوں کا خیر خواہ ہے' تم خواہشات کی پیروی نہ کرو کہ تم دونوں کو برابر سمجھو اور اگر تم دبی زبان سے گواہی دو گے یا (سرے سے گواہی دینے سے) پہلو تہی کرو گے تو (جان لو) کہ تم جو کچھ کرتے ہو' اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔

ف: گواہی سے متعلق چند اہم مسائل حسب ذیل ہیں:

(۱) گواہ کا مسلمان ہونا' آزاد ہونا اور بالغ ہونا شرط ہے' کافر کی گواہی صرف کافر کے لیے مقبول ہے۔

(۲) تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں' خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں' مگر جن اُمور پر مرد مطلع نہیں ہو سکتے جیسے بچہ کا جننا' باکرہ ہونا' عورتوں کے عیوب' ان میں ایک عورت کی گواہی بھی مقبول ہے۔

(۳) حدود اور قصاص میں عورتوں کی شہادت بالکل معتبر نہیں' صرف مردوں کی شہادت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت بھی مقبول ہے۔

(۴) اداءِ شہادت فرض ہے' جب مدعی گواہوں کو طلب کرے تو انہیں گواہی کا چھپانا جائز نہیں ہے' یہ حکم حدود کے سوا اور اُمور میں ہے۔ لیکن حدود میں گواہ کو اظہار اور اخفاء کا اختیار ہے' بلکہ اخفاء افضل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی ستاری کرے گا لیکن چوری میں مال لینے کی شہادت دینا واجب ہے تا کہ جس کا مال چوری ہو گیا ہے' اس کا حق تلف نہ ہو' گواہ اتنی احتیاط کر سکتا ہے کہ چوری کا لفظ نہ کہے' گواہی میں یہ کہنے پر اکتفاء کرے کہ یہ مال فلاں شخص نے لیا ہے۔ (حاشیہ تفسیر نعیمی) ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (آل عمران:۷۷).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کو حقیر معاوضہ کے بدلے بیچ دیتے ہیں' یہ وہی لوگ ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں' اللہ تعالیٰ تو ان سے قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا اور نہ ان کو دیکھے گا اور نہ ان کو (گناہوں سے) پاک کرے گا' اور ان کے لیے تو دردناک عذاب ہے۔

بَابٌ

مقدمات کے فیصلوں کے بنیادی اُصول

۴۰۸۰ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَّاَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو محض ان کے دعوے کی بناء پر ہی (بغیر گواہی اور ثبوت کے ان کا مطالبہ) دلا دیا جائے تو لوگ یقیناً (بہ کثرت دوسرے) لوگوں کے خون اور مالوں کا دعویٰ کریں گے' یہی وجہ ہے کہ مدعیٰ علیہ سے قسم لی جاتی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِىْ شَرْحِهٖ لِلنَّوَوِيِّ اَنَّهٗ قَالَ وَجَاءَ فِىْ رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ اَوْ صَحِيْحٍ زِيَادَةٌ

اور مسلم کے شارح امام نووی نے کہا ہے کہ بیہقی کی روایت میں اسناد حسن یا صحیح کے ساتھ اتنا اور زیادہ ہے: حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَّرْفُوْعًا لٰكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِىْ وَالْيَمِيْنَ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِى الْاٰثَارِ وَبِهٖ نَاْخُذُ.

ہے کہ مدعی پر گواہ (کا لانا) ہے اور قسم اس شخص پر ہے جو انکار کرے (یعنی مدعی علیہ ہو)۔ اور امام محمد بن الحسن نے کتاب الآثار میں فرمایا ہے کہ ہم اسی (قاعدہ) کو اختیار کرتے ہیں۔

وَرَوَى التِّرْمِذِىُّ بِاَسْنَادٍ جَيِّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِىْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ فَقَسَمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ فَجَعَلَ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِىْ وَالْيَمِيْنَ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ وَالْقِسْمَةُ تُنَافِى الشِّرْكَةَ وَجَعَلَ جِنْسَ الْاَيْمَانِ عَلَى الْمُنْكِرِيْنَ وَلَيْسَ وَرَاءَ الْجِنْسِ شَىْءٌ وَّحَدِيْثُ الشَّاهِدِ وَالْيَمِيْنِ غَرِيْبٌ وَّمَا رَوَيْنَاهُ مَشْهُوْرٌ تَلَقَّتْهُ الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ حَتّٰى صَارَ فِىْ حَيِّزِ التَّوَاتُرِ فَلَا يُعَارِضُهٗ عَلٰى اَنَّ يَحْيَى بْنَ مُعِيْنٍ قَدْ رَدَّهٗ وَرَوٰى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِى الْاٰثَارِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّهٗ قَالَ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِىْ وَالْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ وَكَانَ لَا يَرُدُّ الْيَمِيْنَ.

اور ترمذی نے جید سند کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدعی پر گواہ اور مدعی علیہ پر قسم ہے' تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فریقین کی دو قسمیں کر دیں' ایک قسم یہ کہ مدعی پر گواہ لانا واجب ہے اور دوسری قسم یہ کہ منکر پر قسم کھانا لازم ہے' اور تقسیم شرکت کے منافی ہے (یعنی مدعی سے قسم نہیں لی جائے گی) اور منکر سے گواہ نہیں طلب کیے جائیں گے اور جنس قسم کو منکرین پر لازم قرار دیا اور جنس کے علاوہ کوئی شے نہیں۔ گواہ اور قسم والی حدیث غریب ہے' اور جسے ہم نے روایت کیا ہے کہ وہ مشہور ہے اور اسے تلقی اُمت کا درجہ حاصل ہے حتیٰ کہ یہ متواتر کے درجہ تک پہنچ گئی ہے' لہٰذا آپ اس کے خلاف یہ دلیل نہیں دے سکتے کہ یحییٰ بن معین نے اس کا رد کیا ہے۔ اور امام محمد بن الحسن نے ''کتاب الآثار'' میں ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دلیل مدعی کے ذمہ گواہ اور مدعی علیہ پر قسم ہوتی ہے اور قسم کو لوٹایا نہیں جاتا تھا۔ اور امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مدعی پر گواہ لانا ہے اور مدعی علیہ پر قسم ہے اور آپ قسم کو رد نہیں فرماتے تھے۔

ف: واضح ہو کہ یہ حدیث شریف ایک بڑا قاعدہ ہے جس سے ہزاروں جھگڑوں کا فیصلہ کرنا معلوم ہو گیا' جب کوئی دعویٰ کرے اور مدعی علیہ منکر ہو تو مدعی سے گواہ مانگیں گے اور اگر وہ گواہ نہ لا سکے تو مدعی علیہ سے قسم لیں گے' پھر اگر وہ قسم کھائے تو مدعی کا دعویٰ باطل ہو گا اور اگر وہ قسم نہ کھائے تو دعویٰ ثابت ہو گیا۔ (حاشیہ از شرح مسلم نووی) ۱۲

بَابٌ

خیر القرون کے بعد جھوٹے گواہوں کی کثرت

٤٠٨١ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ اُمَّتِىْ قَرْنِىْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا اَدْرِىْ اَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهٖ قَرْنَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ اِنَّ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمًا يَّشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میری امت کا بہترین زمانہ میری صدی ہے (یعنی عہدِ صحابہ)' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں (یعنی تابعین)' پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہیں (یعنی تبع تابعین)' حضرت عمران فرماتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ نے اپنے قرن کے بعد دو قرن فرمائے یا تین' پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب

وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نہ کی جائے گی اور خیانت کریں گے اور امانت دار نہیں ہوں گے اور نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے اور ان (کے جسم) سے موٹاپا ظاہر ہوگا (یعنی وہ سست اور کاہل ہوں گے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ وَمُسْلِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِي الْقَرْنُ الَّذِيْ بُعِثْتُ فِيْهِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَذَكَرَ الثَّالِثَ اَمْ لَا قَالَ ثُمَّ يَخْلُفُ بِقَوْمٍ يَّشْهَدُوْنَ قَبْلَ اَنْ يُسْتَشْهَدُوْا.

اور امام احمد اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کا بہترین زمانہ وہ صدی ہے جس میں' میں نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں' پھر ان لوگوں کا زمانہ جو اس کے بعد ہیں (یعنی تابعین) اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آپ نے تیسرے (طبقہ) کا ذکر فرمایا یا نہیں' پھر فرمایا: پھر ایسے لوگ (اُن کے) جانشین ہوں گے جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں گے۔

وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْ يَاْتِيْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا.

اور مسلم نے حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا میں تم کو نہ بتاؤں کہ گواہوں میں بہتر گواہ کون ہے؟ یہ وہ ہے جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دے دے۔

گواہی کے اُصول

واضح ہو کہ مذکورہ بالا احادیث میں بظاہر تعارض معلوم ہو رہا ہے' چنانچہ ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ بہترین گواہ وہ ہے جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دے دے' پھر ایسے گواہوں کی مذمت بھی بتائی گئی جو گواہی طلب کرنے سے پہلے گواہی دیں۔ اس بارے میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ گواہی صرف اسی وقت دی جائے جس وقت کہ گواہی طلب کی جائے بلکہ عند الطلب گواہی کا دینا واجب ہے' البتہ حدود میں گواہی کا چھپانا افضل ہے۔ اور جس حدیث میں بغیر طلب کے گواہی دینے والے کی جو بہتری بیان کی گئی ہے' وہ ایسا گواہ ہے جس کے بارے میں مدعی بے خبر ہے تو وہ مدعی کے حق تلف ہونے کے خیال سے بغیر طلب کے گواہی دے دے' نیز یہ گواہی حقوق سے متعلق ہے' جیسے زکوٰۃ' کفارات' رؤیۃ الہلال' وقف' وصیتیں اور اسی قسم کے اُمور' تو ان میں حاکم کو بغیر طلب کے بھی واقف کرانا ضروری ہے۔ (حاشیہ زجاجہ) ۱۲

بَابٌ

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے

۴۰۸۲ - وَعَنْ خُرَيْمِ ابْنِ فَاتِكٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ عُدِلَتْ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَرَاَ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ رَوَاهُ

حضرت خُرَیم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) صبح کی نماز پڑھائی' جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر تین بار ارشاد فرمایا: جھوٹی گواہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک (دونوں) برابر کر دیئے گئے ہیں (یعنی دونوں گناہ میں مساوی ہیں)' پھر آپ نے تلاوت فرمائی: بتوں کی (پرستش کی) گندگی سے بچو اور جھوٹ کہنے سے (بھی) بچو' صرف اللہ ہی کے ہو کر رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک

اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ اَيْمَنَ بْنِ خُرَيْمٍ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْقِرَاءَةَ.

نہ بناؤ۔اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔اور امام احمد اور ترمذی نے اس کی روایت ایمن بن خریم سے کی ہے' البتہ ابن ماجہ نے آیت کی تلاوت کا ذکر نہیں کیا۔

بَابٌ

تبع تابعین کے بعد جھوٹی گواہیوں اور جھوٹی قسموں کی کثرت

٤٠٨٣ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ اَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں (جن میں' میں ہوں یعنی صحابہ) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تابعین) پھر وہ لوگ جو ان سے متصل ہیں (یعنی تبع تابعین)' پھر (ان کے بعد) ایسے لوگ آئیں گے جن میں سے ایک ایک کی گواہی اس کی قسم سے بڑھ جائے گی اور اس کی قسم اس کی گواہی سے بڑھ جائے گی (یعنی جھوٹی گواہیوں اور جھوٹی قسموں کی کثرت ہو جائے گی)۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جھوٹی قسم کی وعید

٤٠٨٤ - وَعَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ كِنْدَةَ وَرَجُلًا مِّنْ حَضْرَمَوْتَ اِخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَرْضٍ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَرْضِيَ اغْتَصَبَنِيْهَا اَبُوْ هٰذَا وَهِيَ فِيْ يَدِهٖ قَالَ هَلْ لَّكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَحْلِفُهُ وَاللّٰهِ مَا يَعْلَمُ اَنَّهَا اَرْضِيَ اغْتَصَبَنِيْهَا اَبُوْهُ فَتَهَيَّاَ الْكِنْدِيُّ لِلْيَمِيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْطَعُ اَحَدٌ مَالًا بِيَمِيْنٍ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ اَجْذَمُ فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضُهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (قبیلۂ) کندہ کا ایک شخص اور حضرموت کا ایک شخص یمن کی ایک زمین کے سلسلہ میں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری زمین کو اس کے باپ نے مجھ سے غصب کر لیا تھا اور اب وہ اس کے قبضہ میں ہے! حضور نے (حضرمی سے) دریافت فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! لیکن میں اس کو قسم کھلاؤں گا (کہ وہ اس بات کا اقرار کرے) کہ اللہ کی قسم! وہ نہیں جانتا کہ وہ زمین میری ہے جس کو اس کے باپ نے مجھ سے (زبردستی) چھین لیا ہے! کندی حلف لینے کے لیے تیار ہو گیا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (جھوٹی) قسم کھا کر کسی کا مال غصب کر لے تو وہ (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ کے پاس اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس کا (ہاتھ) کٹا ہوا ہوگا' (یہ سن کر) کندی نے کہا: (یارسول اللہ!) وہ زمین اسی کی ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٨٥ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ حَضْرَمَوْتَ وَرَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْحَضْرَمِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا غَلَبَنِيْ عَلٰى اَرْضٍ لِّيْ

حضرت علقمہ بن وائل رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے کہا کہ حضرموت کا ایک شخص اور کندہ کا ایک شخص (دونوں ایک زمین کے جھگڑے میں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرمی نے کہا: یارسول اللہ! اس نے میری ایک

فَقَالَ الْكِنْدِيُّ هِيَ اَرْضِيْ وَفِيْ يَدِيْ لَيْسَ لَهٗ فِيْهَا حَقٌّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْحَضْرَمِيِّ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَلَكَ يَمِيْنُهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ فَاجِرٌ لَا يُبَالِيْ عَلٰى مَا حَلَفَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ يَتَوَرَّعُ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَيْسَ لَكَ مِنْهُ اِلَّا ذٰلِكَ فَانْطَلَقَ لِيَحْلِفَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَدْبَرَ لَئِنْ حَلَفَ عَلٰى مَالِهٖ لِيَاْكُلَهٗ ظُلْمًا لَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ وَهُوَ مُعْرِضٌ عَنْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

زمین ہڑپ کر لی ہے۔ کندی نے کہا: وہ تو میری زمین ہے اور میرے قبضہ میں ہے اور اس میں اس (حضرمی) کا کوئی حق نہیں! (یہ سن کر) حضور نبی کریم ﷺ نے حضرمی سے دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کا کوئی گواہ ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں! آپ نے فرمایا: تو اس (کندی) سے قسم لے! اس (حضرمی) نے جواب دیا: یارسول اللہ! وہ (کندی) تو جھوٹا شخص ہے' وہ کسی چیز پر قسم کھانے کی نہ تو پروا کرتا ہے اور نہ کسی چیز سے پرہیز کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اب تمہارے لیے اس سے (صرف قسم) ہی لینا ہے! (یہ سن کر کندی) قسم کھانے کے لیے آگے بڑھا اور جب وہ (اس مقصد سے) پیچھے پلٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ اس (حضرمی) کے مال کو ناحق کھانے کے لیے قسم کھائے گا تو (قیامت کے دن) وہ اللہ تعالیٰ کے پاس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے منہ پھیر لے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٤٠٨٦ - وَعَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ فَجَحَدَنِيْ فَقَدِمْتُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَا قَالَ لِلْيَهُوْدِيِّ اَحْلِفْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا يَحْلِفُ وَيَذْهَبُ بِمَالِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اَلْاٰيَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میرے اور ایک یہودی شخص کے درمیان ایک زمین (مشترک) تھی' اس یہودی نے (میرے حصہ کا) انکار کر دیا۔ تو میں نے اس کو حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا۔ تو حضور نے (مجھ سے) دریافت فرمایا: کیا تمہارے پاس (اس کا) گواہ ہے' میں نے جواب دیا: نہیں! تو آپ نے یہودی سے فرمایا: (اب) تو قسم کھالے' (یہ سن کر) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو قسم کھائے گا اور میرا مال لے جائے گا (اس لیے کہ یہودی کی قسم پر کیا بھروسا' جھوٹی قسمیں کھانا تو ان کی عادت ہے)' پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا''۔[1] اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

[1] اس آیت کا ترجمہ اور پوری آیت اس باب کے ابتداء میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ

جھوٹی قسم کھانے والے پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتے ہیں

٤٠٨٧ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ اِنَّ الَّذِيْنَ

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے تاکہ کسی مسلمان کا مال ہڑپ کر لے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حالت میں پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوں گے' پس اللہ تعالیٰ نے (حضور کے) اس قول کی تصدیق (میں) یہ آیت نازل فرمائی: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ

يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اللّٰہِ وَاَیْمَانِھِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا'' تا آخر آیت۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

قسم میں معمولی جھوٹ کا بھی وبال ہے

٤٠٨٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُنَيْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ وَالْيَمِيْنَ الْغَمُوْسَ وَمَا حَلَفَ حَالِفٌ بِاللّٰهِ يَمِيْنَ صَبْرٍ فَاَدْخَلَ فِيْهَا مِثْلَ جَنَاحِ بَعُوْضَةٍ اِلَّا جُعِلَتْ نُكْتَةٌ فِيْ قَلْبِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم کھانا ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے والا جو جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائے اور اس قسم میں مچھر کے پَر کے برابر جھوٹ ملائے (یعنی معمولی جھوٹ ہی کہے) تو اس کے دل میں (سیاہ) نکتہ لگا دیا جاتا ہے' (جس کا اثر) قیامت تک (رہے گا' پھر اس کو اس کی سزا ملے گی)۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ شَيْئًا يَّسِيْرًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِنْ كَانَ قَضِيْبًا مِّنْ اَرَاكٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی مسلمان کا حق قسم کھا کر ہڑپ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ واجب فرما دیتے ہیں اور جنت حرام کر دیتے ہیں' ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگرچہ وہ حقیری چیز ہو؟ تو آپ نے فرمایا: اگرچہ کہ وہ درخت پیلو کی ایک شاخ ہی ہو! اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ کسی مسلمان کے حق کو قسم کھا کر ہڑپ کر لینے پر حدیث شریف میں جو وعید مذکور ہے' وہ ایسے شخص سے متعلق ہے' جو اس کام کو حلال جانے اور اسی اعتقاد پر مرے' اس لیے کسی حرام چیز کو حلال جان کر کرنے سے ایسا شخص کافر ہو جاتا ہے اور کافر ہمیشہ کے لیے جہنمی ہے۔(حاشیہ مشکوٰۃ)١٢

بَابٌ

قسم دلانے کا طریقہ

٤٠٩٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ حَلَّفَهٗ اَحْلِفُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَا لَهٗ عِنْدَكَ شَيْءٌ يَّعْنِيْ لِلْمُدَّعِيْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو قسم دلائی تو آپ نے اس سے فرمایا: تو اس طرح قسم کھا: میں اس (اللہ تعالیٰ) کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے! کہ اس کی یعنی مدعی کی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قسم کے لیے مقام اور وقت کی تخصیص نہیں

٤٠٩١ - وَعَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا غَطَفَانَ الْمُرِّيَّ يَقُوْلُ اِخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّابْنُ مُطِيْعٍ فِيْ دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا اِلٰى مَرْوَانَ

حضرت داؤد بن الحصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوغطفان مُرّی کو یہ بیان کرتے سنا کہ حضرت زید بن ثابت اور ابن مطیع ایک (تصفیہ کے لیے) مروان بن حکم کے پاس پہنچے جو (اس وقت) مدینہ کا حاکم تھا' تو مروان

بْنِ الْحَكَمِ وَهُوَ اَمِيْرٌ عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَضٰى مَرْوَانُ عَلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِيْنِ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَحْلِفُ لَهٗ مَكَانِيْ فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللّٰهِ اِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوْقِ قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ اَنَّ حَقَّهٗ لَحَقٌّ وَيَاْبٰى اَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مَالِكٌ.

وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ تَعْلِيْقًا وَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاهِدَاكَ اَوْ يَمِيْنُهٗ فَلَمْ يَخُصَّ مَكَانًا دُوْنَ مَكَانٍ.

نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ منبر پر قسم کھائیں تو حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ میں (تو) اپنی جگہ (ہی) قسم کھاؤں گا۔ مروان نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! (قسم تو وہیں کھائی جائے) جہاں حقوق کے فیصلے ہوتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت قسم کھانے لگے کہ وہ اپنے حق یعنی دعویٰ میں سچے ہیں اور منبر پر قسم کھانے سے انہوں کے انکار کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ مروان (حضرت زید بن ثابت کے) اس فعل پر تعجب کرتا رہا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں تعلیقاً (یعنی بغیر سند کے اس جزیہ کو) بیان کیا ہے اور امام بخاری نے یہ بھی کہا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مقدمہ کے فیصلہ کے لیے) تمہارے پاس دو گواہ ہوں یا پھر قسم ہو اور حضور نے اس کے لیے کسی جگہ کی تخصیص نہیں فرمائی۔

بَابٌ

گواہوں کی موجودگی اور غیر موجودگی میں فیصلہ کا طریقہ

٤٠٩٢ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيْرًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا شَاهِدَيْنِ فَقَسَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلِلنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ اَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيْرًا لَيْسَتْ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمَا.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں (اپنی اپنی ملکیت کا) دعویٰ کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے دو دو گواہ (بھی) پیش کیے۔ تو نبی کریم ﷺ نے اس کو دونوں میں آدھا آدھا بانٹ دیا (یعنی اس اونٹ کو دونوں کی مشترکہ ملک قرار دیا)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

اور نسائی' ابن ماجہ اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں (اس طرح) ہے کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ کیا اور ان دونوں میں سے کسی کے پاس کوئی گواہ نہ تھا تو نبی کریم ﷺ نے دونوں کو اس کی ملک قرار دیا۔

وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ رَجُلَيْنِ ادَّعَيَا بَعِيْرًا فَاَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْبَيِّنَةَ اَنَّهٗ لَهٗ فَقَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ بَيْنَهُمَا.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبَيْهَقِيِّ فِيْ سُنَنِهٖ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَابَّةٍ لَيْسَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةٌ فَجَعَلَهَا بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے حضرت تمیم بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں دعویٰ کیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اس پر اس گواہی پیش کی تو نبی کریم ﷺ نے اس پر دونوں کے لیے تصفیہ فرما دیا (یعنی دونوں کی ملک قرار دیا)۔

اور بیہقی کی روایت میں جو ان کی سنن میں ہے' حضرت سعید بن ابی بردہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دو شخصوں نے ایک جانور کے بارے میں مقدمہ پیش کیا اور دونوں میں سے کسی کے پاس بھی کوئی گواہ نہ تھا' تو حضور نے دونوں کے حق میں اس کو

43

آدھا آدھا بانٹ دیا (یعنی دونوں کو اس کا مالک بنا دیا)۔

وَحَدِيْثُ الْقُرْعَةِ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ الْإِسْلَامِ ثُمَّ نُسِخَ بَيَّنَهُ الطَّحَاوِيُّ.

اور قرعہ کی حدیث (جس میں قرعہ ڈال کر حلف لینے کا ذکر ہے وہ) ابتداء اسلام کا واقعہ ہے جو بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ امام طحاوی نے اس کی وضاحت کی ہے۔

بَابٌ

نزاعی جانور کے فیصلہ میں گواہ قابض کو ترجیح دی جائے گی

٤٠٩٣ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَجُلَيْنِ تَدَاعَيَا دَابَّةً فَاَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا الْبَيِّنَةَ اَنَّهَا دَابَّتُهٗ نَتَجَهَا فَقَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ایک جانور کے متعلق دعویٰ کیا اور ان میں سے ہر ایک نے اس پر گواہ پیش کیا کہ وہ جانور اس کا ہے اور اسی کے ہاں پیدا ہوا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے حق میں فیصلہ فرمایا جس کے قبضہ میں (یہ جانور) تھا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

ممنوع الشہادت اشخاص

٤٠٩٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَةٍ وَّلَا مَجْلُوْدٍ حَدًّا وَّلَا ذِيْ غِمْرٍ عَلٰى اَخِيْهِ وَلَا ظَنِيْنٍ فِيْ وَلَاءٍ وَّلَا قَرَابَةٍ وَّلَا الْقَانِعِ مَعَ اَهْلِ الْبَيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (حسب ذیل اشخاص کی) گواہی جائز نہیں (یعنی قابل قبول نہیں): (۱) خائن مرد (۲) خائن عورت (۳) کسی حد میں کوڑوں کی سزا یافتہ (۴) اپنے (مسلم) بھائی کا دشمن (دشمنی کی گواہی دشمن کے مقابلہ میں) (۵) ایسا غلام جو ولاء متہم ہو یعنی اپنی غلامی کی نسبت اپنے آقا کی بجائے دوسرے آقا کی طرف کرنے والا ہو (۶) ایسا شخص جو قرابت میں متہم ہو (اپنا رشتہ غیروں سے جوڑنے والا) اور کسی گھر کا پروردہ یعنی خانہ زاد اپنے گھر والوں کے بارے میں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٤٠٩٥ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَةٍ وَّلَا زَانٍ وَّلَا زَانِيَةٍ وَّلَا ذِيْ غِمْرٍ عَلٰى اَخِيْهِ وَرَدَّ شَهَادَةَ الْقَانِعِ لِاَهْلِ الْبَيْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں اور ان کے دادا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ (حسب ذیل اشخاص کی) گواہی جائز نہیں (یعنی قابل قبول نہیں): خائن مرد خائن عورت زانی مرد زانی عورت (مسلم) بھائی کا دشمن (دشمن کی گواہی دشمن کے لیے) اور حضور نے گھر کے پروردہ (کی شہادت) کو بھی (گھر والوں کے حق میں) رد فرمایا یعنی قبول نہیں فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکم فریقین کے ساتھ برابر کا سلوک کرے

٤٠٩٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضٰى

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

42
43

وَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ فریقین یعنی مدّعی یا مدّعا علیہ کو حاکم کے روبرو (برابر برابر) بٹھایا جائے (یعنی دونوں میں کسی کے ساتھ جانبداری نہ کی جائے)۔اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

فیصلہ رودادِ مقدمہ کے مطابق ہوگا

٤٠٩٧ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ فَاَقْضِيْ لَهٗ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِشَيْءٍ مِّنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذَنَّهٗ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. وَقَدِ احْتَجَّ بِهٖ مَنْ لَّمْ يَرَاَنْ يَّحْكُمَ الْحَاكِمُ بِعِلْمِهٖ وَالْفَتْوٰى عِنْدَنَا عَلٰى عَدَمِ الْعَمَلِ بِعِلْمِ الْقَاضِيْ فِيْ زَمَانِنَا.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں (بھی) انسان ہوں' تم (فیصلہ کے لیے) میرے پاس مقدمے لاتے ہو اور ایسا ہوسکتا ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کے مقابلہ میں اپنی دلیل (یعنی دعویٰ) پیش کرنے میں (اور اس کے ثابت کرنے) زیادہ چرب زبان ہو اور اس سے میں جو کچھ سنوں' اس کے مطابق فیصلہ کردوں' تو جس شخص کے لیے میں کسی چیز کے بارے میں فیصلہ کروں اور وہ اس کے بھائی کا حق ہو (اور حقیقت میں وہ اس کا حق نہ ہو) تو وہ اس کو ہرگز نہ لے' (ایسی صورت میں) گویا کہ میں اس کو آگ کا ایک ٹکڑا دے رہا ہوں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے (بلکہ مقدمہ کی روداد کے مطابق فیصلہ کرے) اور ہمارے (احناف) کے نزدیک اسی قول پر فتویٰ ہے کہ اس زمانہ میں قاضی اپنے علم پر عمل نہ کرے (بلکہ رودادِ مقدمہ پر فیصلہ صادر کرے)۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْاَصْلِ بَلَغَنَا عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ عِنْدَهٗ بَيِّنَةً عَلَى امْرَاَةٍ اَنَّهٗ تَزَوَّجَهَا فَاَنْكَرَتْ فَقَضٰى لَهٗ بِالْمَرْاَةِ فَقَالَتْ اِنَّهٗ لَمْ يَتَزَوَّجْنِيْ فَاَمَّا اِذَا قَضَيْتَ عَلَيَّ فَجَدِّدْ نِكَاحِيْ فَقَالَ لَا اُجَدِّدُ نِكَاحَكِ الشَّاهِدَانِ زَوَّجَاكِ قَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَيُؤَيِّدُهٗ مَا قَدْ رُوِيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

اور امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل میں فرمایا ہے کہ ہم کو امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ایک عورت پر گواہی پیش کی کہ اس سے اس نے عقد کیا ہے لیکن اس عورت نے انکار کیا' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے! اس عورت نے کہا کہ اس شخص نے مجھ سے عقد نہیں کیا ہے اور جب آپ میرے خلاف فیصلہ دے رہے ہیں تو میرے نکاح کی تجدید فرمادیجئے' (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: میں تیرے نکاح کی تجدید نہیں کرتا' ان دونوں گواہوں نے تیرا نکاح کردیا ہے۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں (کہ فیصلہ مقدمہ کی ظاہری روداد کے مطابق ہوگا) اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ سے دو لعان کرنے والوں کے بارے میں ہے۔

بَابٌ

تحقیق کے ضمن میں ملزم کو حراست میں رکھا جاسکتا ہے

٤٠٩٨ - وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ

حضرت بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کسی تہمت (کے

رَجُلًا فِیْ تُهْمَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ ثُمَّ خَلّٰی عَنْهُ.

الزام) میں حراست میں رکھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ پھر (جرم کے ثابت نہ ہونے پر) اس کو چھوڑ دیا۔

ف: اس حدیث کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص پر قرض یا کسی گناہ کا الزام لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحقیق کے لیے ملزم کو حراست میں رکھا اور جب اس کا جرم ثابت نہ ہوا تو اس کو رہا کر دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ایسی صورت میں کسی کو قید رکھنا بھی احکام شریعت میں سے ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کا مبغوض ترین شخص

۴۹۹۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَی اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں وہ شخص سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے جو سخت ترین جھگڑالو دشمن ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جھوٹے مدعی کا ٹھکانا جہنم ہے

۵۰۰۰ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں اور اس کو چاہیے کہ وہ دوزخ کو اپنا ٹھکانا بنالے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قانون نادان کی مدد نہیں کرتا

۵۰۰۱ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰی بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَيْهِ لَمَّا اَدْبَرَ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَلُوْمُ عَلَی الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان (ایک معاملہ میں) فیصلہ فرمایا تو جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا جب وہ واپس ہونے لگا تو کہا: "حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" "اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے اور وہ میرا بہترین کارساز ہے۔ (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نادانی پر ملامت کرتا ہے لیکن (دوران مقدمہ دلیل پیش کرنے میں) تجھ پر ہوشیاری لازمی تھی پھر جب تجھ پر کوئی معاملہ غالب ہو جائے (یعنی اس کے سلجھانے میں تو عاجز ہو جائے) تو ایسے وقت کہہ: "حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

ف: واضح ہو کہ جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ساتھ کسی کام کو انجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں ہر ایسی کوشش کو جہاد کہتے ہیں، جس میں لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دی جائے خواہ وہ طاقت کے ذریعہ ہو یا مال خرچ کر کے کی جائے یا اپنی رائے اور مشورہ کے ذریعہ ہو، جہاد سے مقصود یہ ہے کہ امن پھیلے، شرارتیں مٹ جائیں اور اللہ کا دین پھیلے۔ مقصود ملک گیری نہیں، بلکہ یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ جہاد، اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کو اختلاف نہیں اور وہ فرضِ کفایہ ہے لیکن جب جہاد کا اعلانِ عام ہو جائے تو وہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ (التوبہ:٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (جب معاہدہ کی مدت ختم ہو جائے اور مشرکین کی طرف سے عہد شکنی ہو تو) تم مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ (الانفال:٣٩).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ:٢١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اللہ کی راہ میں) لڑنا تم پر فرض کر دیا گیا اگرچہ کہ وہ تم کو پسند نہ ہو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً﴾ (التوبہ:٣٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو!) تم سب مل کر مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:٩٥-٩٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانوں میں (جہاد کے وقت) بلا عذر بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو مرتبہ کے اعتبار سے بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے اور (یوں) تو اللہ تعالیٰ نے سارے (مسلمانوں) سے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر اجرِ عظیم کی فضیلت دی ہے، (ان مجاہدین کے لیے) اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے بڑے درجے، بخشش اور رحمت (مقرر) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (امیر کے جہاد کے لیے بلانے پر) تم ہلکے

اَلْاٰیَۃَ (التوبہ:٤١).

ہوں یا بوجھل (لڑنے کے لیے) نکل پڑو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اگر (تم جہاد کی مصلحت) جانتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

ف: واضح ہو کہ آیت مذکورہ میں "خِفَافًا وَّثِقَالًا" کے معانی مفسرین کرام نے یوں بیان کیے ہیں: (۱) مال دار ہوں یا مفلس (۲) خوشی سے ہو یا ناراضی سے (۳) مسلم ہوں یا غیر مسلم (۴) طاقتور ہوں یا کمزور غرض یہ ہے کہ امام یا حاکم وقت کے بلانے پر جہاد کے لیے نکلنا ضروری ہے۔ ۱۲

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾ (التوبہ:١١١).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ (آل عمران:٢٠٠).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچیں ان کو) برداشت کرو اور (مشرکوں کے مقابلہ میں) ہمیشہ تیار رہو۔

بَابٌ

مجاہدین کا مقام جنتِ فردوس ہے

٥٠٠٢ - عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِهِ الَّتِیْ وُلِدَ فِيْهَا قَالُوْا اَفَلَا نُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْئَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلَی الْجَنَّةِ وَفَوْقَهٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے (از راہِ فضل یہ) ذمہ داری لے رکھی ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنے وطن میں جہاں وہ پیدا ہوا ہو بیٹھا رہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم یہ خوش خبری لوگوں کو نہ سنا دیں؟ (یہ سن کر) حضور نے جواب دیا: جنت کے ایک سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اس لیے جب تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کی) طلب کرو تو (جنت) فردوس مانگو اس لیے کہ وہ (فردوس) جنت کا اوسط اور اعلیٰ (درجہ) ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور فردوس ہی سے جنت کی (چاروں) نہریں (پانی دودھ شراب اور شہد) پھوٹ نکلتی ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی جنت کے سو درجے ہیں

٥٠٠٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّجَبَتْ لَهُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اس بات پر) خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے اسلام اس کا دین ہے اور حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم اس کے) رسول ہیں تو جنت اس کے لیے واجب

الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہو گئی۔ یہ کلمات حضرت ابوسعید کو (بے حد) پسند آئے' اس لیے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کلمات کو آپ میرے لیے پھر فرمایئے' حضور نے ان کلمات کو حضرت ابوسعید کے لیے پھر دہرایا۔ پھر ارشاد فرمایا: (ایک بات) اور بھی ہے! کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس بندہ (یعنی مجاہد) کے لیے جنت میں ایک سو درجے بلند فرماتا ہے جس کے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان۔ حضرت ابوسعید نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسی (فضیلت والی بات) کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اعلانِ جہاد پر نکل پڑنا واجب ہے

٥٠٠٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فتح مکہ کے دن فرمایا: مکہ کے فتح ہو جانے کے بعد ہجرت (کی فرضیت) باقی نہیں رہی' (اس لیے کہ مکہ دارالاسلام بن گیا اور مدینہ کو ہجرت کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری نہ رہا) البتہ جہاد اور (علم اور عمل میں) اخلاص باقی ہے' اس لیے جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے تو نکل پڑو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

شوقِ شہادت

٥٠٠٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگ (ناداری کی وجہ سے) میرے پیچھے رہ جانے سے رنجیدہ ہوں گے اور میں ان کو سواری مہیا نہ کر سکتا تو میں کوئی لشکر نہ چھوڑتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے' اور اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے تو یہ بات بے حد پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں' اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء کی تمنا

٥٠٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اب کوئی شخص نہیں جو جنت میں داخل ہو اور پھر دنیا میں لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا کا ساز و سامان دے دیا جائے سوائے شہید کے' جو

مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس ہو اور پھر (اللہ کی راہ میں) دس مرتبہ قتل کیا جائے (یعنی دنیا میں آتا جائے اور بار بار قتل ہوتا رہے) یہ اس لیے کہ وہ (شہادت کا) مرتبہ (ثواب اور فضیلت) دیکھ رہا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کی راہ میں شہید ہونا تمام دنیا کے حاکم ہونے سے بہتر ہے

۵۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ عُمَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَّفْسٍ مُّسْلِمَةٍ يَّقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ قَالَ ابْنُ اَبِيْ عُمَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ اَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسا کوئی مسلمان شخص نہیں جس (کی روح) کو اس کا رب قبض کرلے اور پھر وہ تمہاری طرف (دنیا میں) لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے دے دیا جائے سوائے شہید کے (کہ وہ دنیا میں پھر شہادت حاصل کرنے کے لیے لوٹنا پسند کرے گا)۔ حضرت ابن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا اللہ کی راہ میں قتل ہونا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ خیمہ والے یعنی دیہاتی اور ڈیوڑھی والے یعنی شہر میں رہنے والے (یعنی ساری آبادیاں) میرے محکوم ہو جائیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

شہداء کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں

۵۰۰۸ - وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ اَلْاٰيَةَ قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَّهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِيْ اِلٰى تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ نَّشْتَهِيْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَمْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يُّسْاَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا حَتّٰى نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰى فَلَمَّا رَاٰى اَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی (تفسیر) دریافت کی: (اے نبی ﷺ!) آپ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں اور (اس کے خوانِ کرام سے) ان کو روزی ملتی ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ہم نے اس کی (تفسیر رسول اللہ ﷺ سے) دریافت کی ہے تو حضور نے فرمایا: اُن (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے خول ہیں عرش کے نیچے ان کے لیے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں اور وہ جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں میوہ کھاتے رہتے ہیں پھر اُن قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور دریافت فرمایا: کیا تمہاری کوئی خواہش ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (اب) ہم کو کس چیز کی خواہش ہو سکتی ہے؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہیں میوے کھاتے پھرتے رہتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے ان سے تین مرتبہ اسی طرح سوال فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں پوچھنے سے چھوڑا نہیں جا رہا ہے تو عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے

رَجُلًا فِیْ تُهْمَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ ثُمَّ خَلّٰی عَنْهُ.

الزام) میں حراست میں رکھا۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی اور نسائی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ پھر (جرم کے ثابت نہ ہونے پر) اس کو چھوڑ دیا۔

ف: اس حدیث کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص پر قرض یا کسی گناہ کا الزام لگایا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی تحقیق کے لیے ملزم کو حراست میں رکھا اور جب اس کا جرم ثابت نہ ہوا تو اس کو رہا کر دیا۔اس سے ثابت ہوا کہ ایسی صورت میں کسی کو قید رکھنا بھی احکام شریعت میں سے ہے۔(حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کا مبغوض ترین شخص

۴۰۹۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس لوگوں میں وہ شخص سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے جو سخت ترین جھگڑالو دشمن ہو۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جھوٹے مدعی کا ٹھکانا جہنم ہے

۵۰۰۰ - وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے تو وہ ہم میں سے نہیں اور اس کو چاہیے کہ وہ دوزخ کو اپنا ٹھکانا بنالے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

قانون نادان کی مدد نہیں کرتا

۵۰۰۱ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَيْهِ لَمَّا اَدْبَرَ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَلُوْمُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان (ایک معاملہ میں) فیصلہ فرمایا تو جس شخص کے خلاف فیصلہ ہوا تھا جب وہ واپس ہونے لگا تو کہا: ''حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ'' اللہ تعالیٰ میرے لیے کافی ہے اور وہ میرا بہترین کارساز ہے۔(یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نادانی پر ملامت کرتا ہے لیکن (دوران مقدمہ دلیل پیش کرنے میں) تجھ پر ہوشیاری لازمی تھی پھر جب تجھ پر کوئی معاملہ غالب ہو جائے (یعنی اس کے سلجھانے میں تو عاجز ہو جائے) تو ایسے وقت کہہ: ''حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ''۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجِهَادِ
جہاد کا بیان

ف: واضح ہو کہ جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ساتھ کسی کام کو انجام دینے کے ہیں۔ اور اصطلاح شریعت میں ہر ایسی کوشش کو جہاد کہتے ہیں' جس میں لوگوں کو دین حق کی طرف دعوت دی جائے خواہ وہ طاقت کے ذریعہ ہو یا مال خرچ کر کے کی جائے یا اپنی رائے اور مشورہ کے ذریعہ ہو' جہاد سے مقصود یہ ہے کہ امن پھیلے' شرارتیں مٹ جائیں اور اللہ کا دین پھیلے۔ مقصود ملک گیری نہیں' بلکہ یہ ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ جہاد' اسلام کا ایک رکن ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کو اختلاف نہیں اور وہ فرضِ کفایہ ہے لیکن جب جہاد کا اعلانِ عام ہو جائے تو وہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ﴾ (التوبہ:۵)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (جب معاہدہ کی مدت ختم ہو جائے اور مشرکین کی طرف سے عہد شکنی ہو تو) تم مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ﴾ (الانفال:۳۹)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ (ملک میں) فساد (باقی) نہ رہے اور اللہ تعالیٰ ہی کا حکم چلے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ﴾ (البقرہ:۲۱۶)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اللہ کی راہ میں) لڑنا تم پر فرض کر دیا گیا اگرچہ کہ وہ تم کو پسند نہ ہو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَافَّةً﴾ (التوبہ:۳۶)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو!) تم سب مل کر مشرکین سے لڑو جس طرح وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً وَّكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء:۹۵-۹۶)۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانوں میں (جہاد کے وقت) بلا عذر بیٹھ رہنے والے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والے (دونوں) برابر نہیں ہو سکتے' اللہ تعالیٰ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو مرتبہ کے اعتبار سے بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے' اور (یوں) تو اللہ تعالیٰ نے سارے (مسلمانوں) سے بھلائی (یعنی جنت) کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں پر اجرِ عظیم کی فضیلت دی ہے' (ان مجاہدین کے لیے) اللہ تعالیٰ کے پاس بڑے بڑے درجے' بخشش اور رحمت (مقرر) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہیں۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا﴾

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (امیر کے جہاد کے لیے بلانے پر) تم ہلکے

الْاٰیَۃَ (التوبۃ:۴۱).

ہوں یا بوجھل (لڑنے کے لیے) نکل پڑو اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو اگر (تم جہاد کی مصلحت) جانتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

ف: واضح ہو کہ آیت مذکورہ میں ''خِفَافًا وَّثِقَالًا'' کے معانی مفسرین کرام نے یوں بیان کیے ہیں: (۱) مال دار ہوں یا مفلس (۲) خوشی سے ہو یا ناراضی سے (۳) مسلم ہوں یا غیر مسلم (۴) طاقتور ہوں یا کمزور' غرض یہ ہے کہ امام یا حاکمِ وقت کے بلانے پر جہاد کے لیے نکلنا ضروری ہے۔ ۱۲

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ﴾ (التوبۃ:۱۱۱).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو جنت کے بدلہ خرید لیا ہے۔

وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی ﴿وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا﴾ (آل عمران:۲۰۰).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو تکلیفیں پہنچیں' ان کو) برداشت کرو اور (مشرکوں کے مقابلہ میں) ہمیشہ تیار رہو۔

بَابٌ

مجاہدین کا مقام جنتِ فردوس ہے

۵۰۰۲ - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ جَاھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ جَلَسَ فِیْ اَرْضِہِ الَّتِیْ وُلِدَ فِیْھَا قَالُوْا اَفَلَا نُبَشِّرُ بِہِ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ مِائَۃَ دَرَجَۃٍ اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِلْمُجَاھِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا بَیْنَ دَرَجَتَیْنِ کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا سَاَلْتُمُ اللّٰہَ فَاسْئَلُوْہُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّہٗ اَوْسَطُ الْجَنَّۃِ وَاَعْلَی الْجَنَّۃِ وَفَوْقَہٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْہُ تَفَجَّرُ اَنْھَارُ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے (ازراہِ فضل یہ) ذمہ داری لے رکھی ہے کہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا خواہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا اپنے وطن میں' جہاں وہ پیدا ہوا ہو بیٹھا رہے۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم یہ خوش خبری لوگوں کو نہ سنا دیں؟ (یہ سن کر) حضور نے جواب دیا: جنت کے ایک سو درجے ہیں' جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لیے تیار کر رکھا ہے' ہر دو درجوں کے درمیان اتنا (فاصلہ) ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے' اس لیے جب تم اللہ تعالیٰ سے (جنت کی) طلب کرو تو (جنت) فردوس مانگو' اس لیے کہ وہ (فردوس) جنت کا اوسط اور اعلیٰ (درجہ) ہے اور اس کے اوپر رحمان کا عرش ہے اور فردوس ہی سے جنت کی (چاروں) نہریں (پانی' دودھ' شراب اور شہد) پھوٹ نکلتی ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی جنت کے سو درجے ہیں

۵۰۰۳ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّجَبَتْ لَہٗ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص (اس بات پر) خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے' اسلام اس کا دین ہے اور حضور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم اس کے) رسول ہیں تو جنت اس کے لیے واجب

الْجَنَّةُ فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَقَالَ اَعِدْهَا عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَاُخْرٰى يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا الْعَبْدَ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ مَا بَيْنَ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ قَالَ وَمَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہو گئی۔ یہ کلمات حضرت ابوسعید کو (بے حد) پسند آئے اس لیے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کلمات کو آپ میرے لیے پھر فرمائیے حضور نے ان کلمات کو حضرت ابوسعید کے لیے پھر دہرایا۔ پھر ارشاد فرمایا: (ایک بات) اور بھی ہے! کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس بندہ (یعنی مجاہد) کے لیے جنت میں ایک سو درجے بلند فرماتا ہے جس کے ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان۔ حضرت ابوسعید نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسی (فضیلت والی بات) کیا ہے؟ حضور نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اعلانِ جہاد پر نکل پڑنا واجب ہے

٥٠٠٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فتح مکہ کے دن فرمایا: مکہ کے فتح ہو جانے کے بعد ہجرت (کی فرضیت) باقی نہیں رہی (اس لیے کہ مکہ دارالاسلام بن گیا اور مدینہ کو ہجرت کرنا مسلمانوں کے لیے ضروری نہ رہا) البتہ جہاد اور (علم اور عمل میں) اخلاص باقی ہے اس لیے جب تم کو جہاد کے لیے بلایا جائے تو نکل پڑو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

شوقِ شہادت

٥٠٠٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ ثُمَّ اُحْيَا ثُمَّ اُقْتَلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگ (ناداری کی وجہ سے) میرے پیچھے رہ جانے سے رنجیدہ ہوں گے اور میں ان کو سواری مہیا نہ کر سکتا تو میں کوئی لشکر نہ چھوڑتا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے اور اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کہ مجھے تو یہ بات بے حد پسند ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء کی تمنا

٥٠٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ اَنْ يَّرْجِعَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَهٗ مَا فِي الْاَرْضِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اب کوئی شخص نہیں جو جنت میں داخل ہو اور پھر دنیا میں لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا کا ساز و سامان دے دیا جائے سوائے شہید کے جو

مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِيْدُ يَتَمَنّٰی اَنْ يَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا يَرٰی مِنَ الْكَرَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس ہو اور پھر (اللہ کی راہ میں) دس مرتبہ قتل کیا جائے (یعنی دنیا میں آتا جائے اور بار بار قتل ہوتا رہے) یہ اس لیے کہ وہ (شہادت کا) مرتبہ (ثواب اور فضیلت) دیکھ رہا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کی راہ میں شہید ہونا تمام دنیا کے حاکم ہونے سے بہتر ہے

۵۰۰۷ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُمَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ نَّفْسٍ مُّسْلِمَةٍ يَقْبِضُهَا رَبُّهَا تُحِبُّ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْكُمْ وَاَنَّ لَهَا الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا غَيْرُ الشَّهِيْدِ قَالَ ابْنُ اَبِیْ عُمَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِیْ اَهْلُ الْوَبَرِ وَالْمَدَرِ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایسا کوئی مسلمان شخص نہیں جس (کی روح) کو اس کا رب قبض کرلے اور پھر وہ تمہاری طرف (دنیا میں) لوٹنا پسند کرے اگرچہ کہ اس کو دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے دے دیا جائے سوائے شہید کے (کہ وہ دنیا میں پھر شہادت حاصل کرنے کے لیے لوٹنا پسند کرے گا)۔ حضرت ابن ابی عمیرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میرا اللہ کی راہ میں قتل ہونا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ خیمہ والے یعنی دیہاتی اور ڈیوڑھی والے یعنی شہر میں رہنے والے (یعنی ساری آبادیاں) میرے محکوم ہو جائیں۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

شہداء کی روحیں عرش کے نیچے قندیلوں میں رہتی ہیں

۵۰۰۸ - وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْنَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ الْاٰيَةَ قَالَ اِنَّا قَدْ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَرْوَاحُهُمْ فِیْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَّهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَتْ ثُمَّ تَاْوِیْ اِلٰی تِلْكَ الْقَنَادِيْلِ فَاطَّلَعَ اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ اِطِّلَاعَةً فَقَالَ هَلْ تَشْتَهُوْنَ شَيْئًا قَالُوْا اَیَّ شَیْءٍ نَشْتَهِیْ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا فَفَعَلَ ذٰلِكَ بِهِمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا رَاَوْا اَنَّهُمْ لَمْ يُتْرَكُوْا مِنْ اَنْ يَّسْاَلُوْا قَالُوْا يَا رَبِّ نُرِيْدُ اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِیْ اَجْسَادِنَا حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِيْلِكَ مَرَّةً اُخْرٰی فَلَمَّا رَاٰی اَنْ لَّيْسَ لَهُمْ حَاجَةٌ تُرِكُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی (تفسیر) دریافت کی: (اے نبی ﷺ!) آپ ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں ہرگز مردہ مت سمجھو بلکہ وہ اپنے پروردگار کے پاس جیتے (جاگتے موجود) ہیں اور (اس کے خوانِ کرام سے) ان کو روزی ملتی ہے۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: ہم نے اس کی (تفسیر رسول اللہ ﷺ سے) دریافت کی ہے تو حضور نے فرمایا: اُن (شہداء) کی روحیں سبز پرندوں کے خول ہیں عرش کے نیچے ان کے لیے قندیلیں لٹکائی گئی ہیں اور وہ جنت میں جہاں سے چاہتے ہیں میوہ کھاتے رہتے ہیں پھر اُن قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں۔ ایک بار ان کے پروردگار نے ان کو دیکھا اور دریافت فرمایا: کیا تمہاری کوئی خواہش ہے؟ انہوں نے جواب دیا: (اب) ہم کو کس چیز کی خواہش ہو سکتی ہے؟ ہم تو جنت میں جہاں چاہیں میوے کھاتے پھرتے رہتے ہیں! اللہ تعالیٰ نے ان سے تین مرتبہ اسی طرح سوال فرمایا جب انہوں نے دیکھا کہ انہیں پوچھنے سے چھوڑا نہیں جا رہا ہے تو عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے

جسموں میں واپس لوٹا دے تا کہ ہم ایک اور مرتبہ تیری راہ میں مارے جائیں! اللہ تعالیٰ نے جب دیکھا کہ ان کی اب کوئی خواہش نہیں ہے تو (ان کو جنت میں اسی حالت میں) چھوڑ دیا گیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء کی تمنا

۵۰۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اِنَّهٗ لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ يَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُّعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِئَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكُلُوْا عَنِ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی جب غزوۂ اُحد میں شہید کیے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھا جو جنت کی نہروں پر آتے ہیں اور اس کے میوے کھاتے ہیں۔ اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں جو عرش کے سایہ کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں جب ان شہیدوں نے عمدہ کھانے، پینے اور آرام کا مزہ پایا تو کہا: کون ہے جو ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر پہنچا دے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں تا کہ وہ جنت (کے حصول) سے بے رغبت نہ ہوں اور جہاد کے موقع پر سستی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہاری یہ خبر ان کو پہنچاؤں گا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ (آیتیں) نازل فرمائیں: ''وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ'' تاختم آیات۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شہید کے لیے چھ خصوصی انعامات ہیں

۵۰۱۰ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سِتُّ خِصَالٍ يُّغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَّيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ اَقْرِبَائِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس شہید کے لیے چھ خصوصی انعامات ہیں (جو کسی اور کے لیے نہیں): (۱) پہلے قطرۂ خون گرنے پر (ہی) اس کی بخشش کر دی جاتی ہے، اور (روح نکلنے سے پہلے ہی) جنت میں اس کو اپنا مقام دکھا دیا جاتا ہے (۲) اور وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے (۳) اور (قیامت کے دن) وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہتا ہے (۴) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ہر یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا (۵) بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) (حسین) حوروں سے اس کا نکاح کر دیا جائے گا (۶) اور اس کے ستر (۷۰) قرابت دار (اور احباب) کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی (سبحان اللہ! شہادت کی کیا فضیلت ہے کہ ان میں سے ہر بات ایسی ہے کہ اس کے لیے بے ثبات لاکھوں زندگیاں بھی ہوں تو قربان کر دی جائیں)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۱۱ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الشَّھِیْدُ لَا یَجِدُ اَلَمَ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ اَلَمَ الْقَرْصَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

شہید کو قتل کی تکلیف برائے نام ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: شہید (اپنے) قتل کی صرف اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی کہ تم میں سے کوئی چٹکی کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی، نسائی اور دارمی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

۵۰۱۲ - وَعَنْ عُتْبَۃَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقَتْلٰی ثَلَاثَۃٌ مُؤْمِنٌ جَاھَدَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ فَذٰلِکَ الشَّھِیْدُ الْمُمْتَحَنُ فِیْ خَیْمَۃِ اللّٰہِ تَحْتَ عَرْشِہٖ لَا یَفْضُلُہُ النَّبِیُّوْنَ اِلَّا بِدَرَجَۃِ النُّبُوَّۃِ وَمُؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا جَاھَدَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ مُمَصْمِصَۃٌ مَحَتْ ذُنُوْبَہٗ وَخَطَایَاہُ اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِّلْخَطَایَا وَاُدْخِلَ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ شَاءَ وَمُنَافِقٌ جَاھَدَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَاِذَا لَقِیَ الْعَدُوَّ قَاتَلَ حَتّٰی یُقْتَلَ فَذَاکَ فِی النَّارِ اِنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُو النِّفَاقَ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ.

شہید تین قسم کے ہوتے ہیں

حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (جہاد میں) مارے جانے والوں کی تین قسمیں ہیں: (ایک) وہ مؤمن (کامل) جو (عمل میں صالح ہو اور) جس نے اپنی جان اور اپنے مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن کا سامنا ہوا تو اس سے لڑتے ہوئے مارا گیا، یہ ایسا شہید ہے جس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ شہید ہے جس کو آزمایا جا چکا ہے، وہ اللہ کے عرش کے نیچے اس کے خیمہ یعنی اس کے حضور میں ہے، (وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا لیکن) انبیاء کرام صرف درجۂ نبوت کے اعتبار سے اس پر فضیلت رکھتے ہیں۔ (دوسرے) وہ مؤمن جس نے اچھے عمل کے ساتھ دوسرے بُرے عمل کو ملا دیا، پھر اس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جب دشمن سے ملا تو اس سے لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا، اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (اس کا اللہ کی راہ میں جان دینا) ایسی حرکت (یعنی ایسا مبارک عمل) ہے جس نے اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیا ہے، اس لیے کہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے گا (جنت میں) داخل کیا جائے گا۔ اور (تیسرا) منافق ہے جس نے اپنی جان اور اپنے مال کے ساتھ جہاد کیا اور جس وقت دشمن سے ملا، لڑا یہاں تک کہ وہ قتل کر دیا گیا لیکن یہ دوزخ میں ہے، اس لیے کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۱۳ - وَعَنْ فُضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الشُّھَدَاءُ اَرْبَعَۃٌ

شہداء کے مدارج

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ حضور فرمایا کرتے تھے کہ شہداء

رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَعْيُنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَرَفَعَ رَأْسَهُ حَتّٰى سَقَطَتْ قَلَنْسُوَتُهُ فَمَا أَدْرِيْ أَقَلَنْسُوَةُ عُمَرَ أَرَادَ أَمْ قَلَنْسُوَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَجُلٌ مُّؤْمِنٌ جَيِّدُ الْإِيْمَانِ لَقِيَ الْعَدُوَّ كَأَنَّمَا ضُرِبَ جِلْدُهُ بِشَوْكِ طَلْحٍ مِنَ الْجُبْنِ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ فَهُوَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّانِيَةِ وَرَجُلٌ مُّؤْمِنٌ خَلَطَ عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذَاكَ فِي الدَّرَجَةِ الثَّالِثَةِ وَرَجُلٌ مُّؤْمِنٌ أَسْرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَدَّقَ اللّٰهَ حَتّٰى قُتِلَ فَذَاكَ فِي الدَّرَجَةِ الرَّابِعَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

(فضیلت اور درجہ کے اعتبار سے) چار قسم کے ہوتے ہیں: (ایک) وہ مردِ مؤمن ہے جو کامل ایمان رکھتا ہے اور اس نے دشمن کا سامنا کیا اور اللہ تعالیٰ (سے کیے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا' یہ ایسا شہید ہے (کہ جس کے مرتبہ بلند کو دیکھنے کے لیے) (یہ کہتے ہوئے) لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھیں اس کی طرح اٹھائیں گے' پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا یہاں تک کہ آپ کی ٹوپی گر پڑی۔ (راوی کا بیان ہے:) مجھے یاد نہیں پڑتا کہ یہاں حضرت عمر کی ٹوپی مراد ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلاہ مبارک' پھر حضور نے فرمایا: اور (دوسرا شہید) وہ مردِ مؤمن ہے جو کامل الایمان ہے' جس نے (ڈرتے ڈرتے) دشمن کا سامنا کیا' اس حالت میں کہ بزدلی کی وجہ سے (خوف کے مارے) اس کے جسم میں کسی خاردار درخت کے کانٹے چبھے جا رہے ہیں (یعنی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں) اور اچانک ایک نامعلوم تیر اس کو آ لگا اور اس کو شہید کر دیا' تو یہ دوسرے درجہ کا (شہید) ہے۔ اور (تیسرا شہید) وہ مردِ مؤمن ہے جس نے اچھے عمل کے ساتھ بُرے عمل بھی ملا لیے پھر (جب) دشمن کا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ (سے کیے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھایا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا تو یہ تیسرے درجہ کا (شہید) ہے۔ اور (چوتھا شہید) وہ مردِ مؤمن ہے جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی (یعنی بہت گناہ کیے) اور (جب) دشمن کا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ (سے کیے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھایا' یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا تو یہ چوتھے درجے کا (شہید) ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے' اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

جنت میں شہداء بدر کا مقام

٥٠١٤ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُّ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ فَقَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (اپنی پھوپھی) حضرت رُبیّع بنت بَراء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور یہ حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں۔ حضرت رُبیّع نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ حارثہ (کا کچھ حال) نہیں بیان فرمائیں گے اور وہ غزوۂ بدر میں ایک نامعلوم تیر کے لگنے سے شہید ہوئے ہیں' اگر وہ جنت میں ہیں تو صبر کر لوں اور اگر وہ (جنت کے سوا) کسی اور جگہ ہیں تو میں ان پر خوب رووں! (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: اے ام حارثہ! جنت میں تو کئی باغات ہیں اور تمہارا بیٹا فردوسِ اعلیٰ پا چکا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ تین جماعتیں جو جنت میں پہلے جائیں گی

۵۰۱۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ اَوَّلُ ثَلَاثَةٍ یَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ شَهِیْدٌ وَّعَفِیْفٌ مُّتَعَفِّفٌ وَّعَبْدٌ اَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَنَصَحَ لِمَوَالِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے روبرو ایسے تین گروہ لائے گئے' جو جنت میں پہلے داخل ہوں گے: (۱) شہید (۲) حرام (اور شبہات) سے پرہیز کرنے والا اور سوال سے بچنے والا (۳) اور وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کی اچھی طرح بندگی کرتا ہو اور اپنے آقاؤں کی خیر خواہی یعنی اچھی خدمت کرتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جنت میں کون کون جائیں گے؟

۵۰۱۶ - وَعَنْ حَسْنَاءَ بِنْتِ مُعَاوِیَةَ قَالَتْ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فِی الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَالشَّهِیْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْمَوْلُوْدُ فِی الْجَنَّةِ وَالْوَئِیْدُ فِی الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت حسناء بنت معاویہ رحمۃ اللہ علیہا سے روایت ہے' وہ بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے میرے چچا نے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنت میں کون کون ہوں گے؟ حضور نے فرمایا: نبی جنت میں ہوں گے' شہید جنت میں ہوں گے' (نابالغ) بچے جنت میں ہوں گے اور زندہ دفن کی گئی بچی (بھی) جنت میں ہوگی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایک انصاری کا شوقِ شہادت

۵۰۱۷ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَبَقُوا الْمُشْرِکِیْنَ اِلٰی بَدْرٍ وَّجَاءَ الْمُشْرِکُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ قَالَ عُمَیْرُ بْنُ الْحُمَامِ بَخٍ بَخٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا یَحْمِلُكَ عَلٰی قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَکُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ فَاَخْرَجَ تَمَرَاتٍ مِّنْ قَرَنِهٖ فَجَعَلَ یَاْکُلُ مِنْهُنَّ ثُمَّ قَالَ لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰکُلَ تَمَرَاتِیْ اِنَّهَا لَحَیَاةٌ طَوِیْلَةٌ قَالَ فَرَمٰی بِمَا کَانَ مَعَهٗ مِنَ التَّمْرِ ثُمَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰی قُتِلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ (مدینہ منورہ سے غزوۂ بدر کے لیے) روانہ ہوئے اور مشرکین سے پہلے بدر (کے میدان) میں پہنچ گئے اور مشرکین (بعد میں) پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (ایک ایسے اونچے عمل یعنی جہاد کے ذریعے) جنت کے لیے تیار ہو جاؤ' جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے' (یہ سن کر) حضرت عُمیر بن حُمام (انصاری) رضی اللہ عنہ نے کہا: خوب! خوب! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان سے) دریافت فرمایا کہ کس چیز نے تم کو خوب! خوب! کہنے پر آمادہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! کوئی اور بات نہیں! یارسول اللہ! مگر یہ کہ میں اس اُمید پر (کہتا) ہوں کہ میں جنتی ہو جاؤں! تو حضور نے (ان سے) فرمایا: تم تو جنتی ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ اپنے ترکش سے چند کھجوریں نکال کر کھانے لگے' پھر کہا: اگر میں کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہوں تو یہ ایک طویل زندگی ہوگی۔ راوی کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پاس موجود کھجوروں کو پھینک دیا اور دشمنوں سے لڑتے رہے' یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جنت تلواروں کے سایہ میں ہے

۵۰۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ فَقَامَ رَجُلٌ رَثُّ الْهَیْئَةِ فَقَالَ یَا اَبَا مُوْسٰی اَنْتَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَرَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَقْرَأُ عَلَیْكُمُ السَّلَامَ ثُمَّ كَسَرَ جَفْنَ سَیْفِهٖ فَاَلْقَاهُ ثُمَّ مَشٰی بِسَیْفِهٖ اِلَی الْعَدُوِّ فَضَرَبَ بِهٖ حَتّٰی قُتِلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بہشت کے دروازے تلواروں کے زیر سایہ ہیں۔ (یہ سن کر) ایک خستہ حال صاحب کھڑے ہوئے اور کہا: اے ابوموسیٰ! (کیا) تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! (میں نے ہی سنا ہے) پھر وہ صاحب اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے اور ان سے کہا: میں تم کو سلام (رخصت) کرتا ہوں' پھر اپنی تلوار کے نیام کو توڑ کر پھینک دیا اور اپنی تلوار کے ساتھ دشمن کی طرف چل پڑے اور اس سے لڑائی کی یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کے ثواب کی مثال

۵۰۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَفْتُرُ مِنْ صِیَامٍ وَّلَا صَلٰوةٍ حَتّٰی یَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال (اس شخص کی مانند ہے) جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو' (رات بھر) نمازیں پڑھتا ہو اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی (کتاب کی) آیتوں کی تلاوت کرتا ہو اور جو روزہ اور نماز سے تھکتا نہ ہو' یہاں تک کہ اللہ کی راہ کا مجاہد واپس آئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مخلص مجاہد کے اللہ تعالیٰ ضامن ہیں

۵۰۲۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنْتَدَبَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِهٖ لَا یُخْرِجُهٗ اِلَّا اِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جو اللہ کی راہ میں (جہاد پر) نکلے اور اس کو ایمان اور رسولوں کی تصدیق ہی نے نکالا ہو تو ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ ضامن ہیں کہ (اگر وہ واپس ہو تو) اس کو ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ واپس کریں اور (اگر وہ شہید ہو جائے تو) اس کو جنت میں داخل کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

قاتل اور مقتول کے جنت میں جانے کی ایک مثال

۵۰۲۱ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَضْحَكُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْتَشْهَدُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ دو شخصوں کو دیکھ کر ہنستا ہے کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو اور دونوں جنت میں داخل ہو گئے۔ ایک شخص اللہ کی راہ میں لڑا اور شہید ہو گیا اور اس کے قاتل کو اللہ تعالیٰ نے (ایمان کی) توفیق دی پھر وہ (اللہ کی راہ میں لڑ کر) شہید ہوا (اس طرح دونوں جنت میں داخل ہوئے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۲۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَّقَاتِلُهٗ فِي النَّارِ اَبَدًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مجاہد دوزخ میں نہیں جائے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ (جہاد میں مارا جانے والا) کافر اور اس کو قتل کرنے والا (مجاہد کبھی بھی دونوں) دوزخ میں جمع نہیں ہوں گے (یعنی مجاہدین کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۲۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ عَلٰى عَبْدٍ غُبَارٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَزَادَ النَّسَائِيُّ فِيْ اُخْرٰى فِيْ مِنْخَرَيْ مُسْلِمٍ اَبَدًا وَّفِيْ اُخْرٰى لَهٗ فِيْ جَوْفِ عَبْدٍ اَبَدًا وَّلَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا.

آخرت میں بندۂ مجاہد کے لیے خصوصی امتیاز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو اللہ کے خوف سے رودے وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جیسا کہ (نچوڑا ہوا) دودھ (پھر) تھنوں میں واپس نہیں ہوتا اور (اسی طرح سے) اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں کسی بندہ (مجاہد) پر جمع نہیں ہوسکتا۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔اور نسائی کی ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ (اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں) مسلمان کی ناک میں کبھی جمع نہ ہوگا۔اور نسائی کی ایک اور روایت ہے کہ (اللہ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں) کسی بندہ (مجاہد) کے پیٹ میں جمع نہیں ہوگا اور بخل اور ایمان (کامل) کسی بندہ (مؤمن) کے دل میں کبھی جمع نہیں ہوتے۔

بَابٌ

۵۰۲۴ - وَعَنْ اَبِيْ عَبْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

جہاد میں گردآلود کو آگ نہیں چھوئے گی

حضرت ابوعبس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس بندہ (مؤمن) کے دونوں قدم اللہ کی راہ یعنی جہاد میں گردآلود ہوں گے تو اس کو آتشِ دوزخ نہیں چھوئے گی۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۲۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُكْلَمُ اَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

قیامت کے دن زخمی مجاہد کی نشانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی کیا جاتا ہے تو ایسا شخص قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا رنگ تو خون ہی کا رنگ ہوگا لیکن (اس کی) بُو مشک کی بُو ہوگی۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

۵۰۲۶ - وَعَنْ مُّعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّهٗ سَمِعَ

جہاد میں تھوڑی سی تکلیف بھی شہادت کا درجہ دلاتی ہے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ فَقَدْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا الْمِسْكُ وَمَنْ خَرَجَ بِهٖ خُرَاجٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ عَلَيْهِ طَابِعَ الشُّهَدَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تابحدِ فواقِ ناقہ (یعنی ایک بار اونٹنی کا دودھ دوہ کر پھر دوسری بار دوہنے تک جو وقت ہوتا ہے) لڑے تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کو ایک زخم لگا اللہ کی راہ میں یا اس نے کوئی چوٹ کھائی تو وہ قیامت کے دن بڑے سے بڑا (تازہ) زخم لے کر آئے گا جیسا کہ وہ دنیا میں تھا' رنگ اس کا زعفران کا ہوگا اور بُو اس کی مشک کی ہوگی' اور جس شخص کو اللہ کی راہ میں کوئی پھوڑا نکل آیا تو (قیامت کے دن اس پر) شہیدوں کی مہر ہوگی (یعنی اس کا شمار شہیدوں میں ہوگا)۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

قرض کے سوا شہید کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں

٥٠٢٧ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فِيْهِمْ فَذَكَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْاِيْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ اِنْ قُتِلْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَقَالَ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَيُكَفِّرُ عَنِّيْ خَطَايَايَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے درمیان (خطاب فرمانے) کے لیے کھڑے ہوئے اور ان سے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا بہترین اعمال ہے۔ (یہ سن کر) ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو (کیا) میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ' اس حالت میں کہ تم صابر تھے' اخلاص کے ساتھ طالبِ ثواب تھے' (دشمن کے مقابلہ میں) پیش قدمی کرنے والے اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پھر دریافت کیا کہ تم نے کیا سوال کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: (میں نے یہ پوچھا تھا کہ) آپ مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو (کیا) میرے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (تمہارے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے) بشرطیکہ تم صابر تھے' اخلاص کے ساتھ طالبِ ثواب تھے' (دشمن کے مقابلہ میں) پیش قدمی کرنے والے ہیں اور پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے نہ تھے سوائے قرض کے (یعنی قرض معاف نہیں ہوگا)' اس لیے کہ حضرت جبریل نے مجھ سے (ابھی) یہ بات کہی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٠٢٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْقَتْلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا الدَّيْنَ رَوَاهُ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا قرض کے سوا ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

مُسْلِمٌ.

بَابٌ

جہاد (نفل) سے والدین کی خدمت افضل ہے

۵۰۲۹ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَيٌّ وَّالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جہاد (میں شریک ہونے) کی اجازت چاہی (یہ سن کر) حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں! تو آپ نے فرمایا: تو تو ان کی خدمت میں (خوب) کوشش کیا کر۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ تم اپنے والدین کے پاس لوٹ جاؤ اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے رہو (یعنی ان کی خدمت گزاری کرو اور ان کو خوش رکھو)۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے کی فضیلت

۵۰۳۰ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں صبح سے دوپہر تک یا دوپہر سے شام تک چلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اللہ کی راہ میں سرحدوں پر نگرانی کرنے کی فضیلت

۵۰۳۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک دن (بھی) اللہ کی راہ میں (اسلامی سرحدوں کی) نگرانی کرنا دنیا اور دنیا پر جو چیزیں موجود ہیں ان سب سے بہتر ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۰۳۲ - وَعَنْ عُثْمَانَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن (اسلامی سرحدوں کی) نگرانی کرنا ایک ہزار دن تک عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

اسلامی سرحد کے محافظ کے عمل کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا

۵۰۳۳ - وَعَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ وَاِنْ مَّاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهٗ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات (اسلامی سرحدوں کی) نگرانی کرنا' ایک مہینہ کے روزوں اور ایک مہینہ کی شب بیداری سے بہتر ہے' اور اگر وہ (اس حالت میں) مر جائے تو اس کے اس عمل کا ثواب (اس کی موت کے بعد بھی قیامت تک) جاری رہے گا اور (جنت سے) اس کا رزق جاری کر دیا جائے گا اور وہ (عذاب قبر کے) فتنہ سے بچالیا جائے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٠٣٤ - وَعَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَيِّتٍ يُّخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الَّذِيْ مَاتَ مُرَابِطًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ يُنْمٰى لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَاْمَنُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ.

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگا دی جاتی ہے (یعنی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں) سوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اسلامی سرحد کی) نگرانی کرتے ہوئے مرا ہو تو اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھتا رہے گا اور وہ قبر کے فتنہ سے (بھی) محفوظ رہتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور دارمی نے اس کی روایت حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

وہ دو آدمی جو دوزخ سے محفوظ رہیں گے

٥٠٣٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دو آنکھیں (ایسی) ہیں جن کو دوزخ کی آگ نہ چھو سکے گی: (ایک) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رو دے اور (دوسری) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہوئی) بیدار رہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

اسلامی سرحد کا محافظ فاسق اور فاجر ہونے کے باوجود جنتی ہے

٥٠٣٦ - وَعَنِ ابْنِ عَائِذٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُصَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَالْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَاٰهُ اَحَدٌ مِّنْكُمْ عَلٰى عَمَلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَرَسَ لَيْلَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثٰى عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ اَصْحَابُكَ

حضرت ابن عائذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے جنازہ کے ساتھ نکلے (تاکہ اس کی نماز پڑھائیں)' جب جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں' اس لیے کہ یہ تو بڑا گناہ گار شخص ہے! (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم میں سے کسی ایک نے بھی اس کو اسلام کا عمل کرتے دیکھا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: ہاں! یارسول اللہ! اس نے ایک رات اللہ تعالیٰ کی راہ میں (اسلامی سرحد کی) نگرانی کی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور (دفن کے وقت) اس پر مٹی (بھی) ڈالی اور فرمایا کہ تیرے ساتھیوں کا خیال ہے کہ تو

44

يَظُنُّوْنَ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَقَالَ يَا عُمَرُ اَنَّكَ لَا تُسْاَلُ عَنْ اَعْمَالِ النَّاسِ وَلٰكِنْ تُسْاَلُ عَنِ الْفِطْرَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

دوزخی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تو جنتی ہے اور (پھر حضرت عمر سے) فرمایا: اے عمر! تم سے لوگوں کے اعمال کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا بلکہ تم سے (تمہارے) دین اسلام کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

لوگوں میں بہترین شخص مجاہد اور زاہد ہے

٥٠٣٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْرِ مَعَاشِ النَّاسِ لَهُمْ رَجُلٌ مُّمْسِكٌ عِنَانَ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَطِيْرُ عَلٰى مَتْنِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَيْعَةً اَوْ فَزْعَةً طَارَ عَلَيْهِ يَبْتَغِي الْقَتْلَ وَالْمَوْتَ مَظَانَّهٗ اَوْ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ فِيْ رَاْسِ شَعْفَةٍ مِّنْ هٰذِهِ الشُّعَفِ اَوْ بَطْنِ وَادٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَوْدِيَةِ يُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ رَبَّهٗ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْيَقِيْنُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اِلَّا فِيْ خَيْرٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب لوگوں میں بہترین زندگی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کے لیے) اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کی پیٹھ پر (سوار ہو کر میدانِ جہاد میں) دوڑتا پھرتا ہو۔ جب بھی وہ ڈر اور فریاد کی (آواز) سنتا ہے تو گھوڑے پر سوار (شہادت کے شوق میں) مارنے اور مرنے کے مقامات کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ یا (لوگوں میں بہترین) وہ شخص ہے جو ان پہاڑوں میں کسی پہاڑ کی چوٹی پر یا ان وادیوں میں سے کسی ایک وادی میں رہتا ہو نمازوں کی پابندی کرتا ہو اور زکوٰۃ دیتا ہو اور اپنی موت آنے تک وہ اپنے رب کی عبادت کرتا ہو یہی (دو قسم کے) آدمی سب لوگوں میں بہترین ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

میدانِ جہاد میں کچھ دیر کے لیے بھی ٹھہرنا ستر برس کی نماز سے بہتر ہے

٥٠٣٨ - وَعَنْهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِعْبٍ فِيْهِ عُيَيْنَةٌ مِّنْ مَّاءٍ عَذْبَةٍ فَاَعْجَبَتْهُ فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَاَقَمْتُ فِيْ هٰذَا الشِّعْبِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مَقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اُغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَّجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا گزر ایک گھاٹی پر ہوا جس میں میٹھے پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا ان کو یہ (مقام بے حد) پسند آیا تو وہ کہنے لگے: کاش! میں لوگوں سے جدا ہو کر اس گھاٹی میں رہائش اختیار کر لیتا پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہنا اپنے گھر میں ستر (۷۰) برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تم کو جنت میں داخل فرما دے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو (اس لیے کہ) جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی دیر بھی لڑے کہ جتنا وقت ایک اونٹنی سے دو مرتبہ دودھ دوہنے کے درمیان ہوتا ہے تو ایسے شخص کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٠٣٩- وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَمَرَّ رَجُلٌ بِغَارٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّاءٍ وَّبَقْلٍ فَحَدَّثَ نَفْسَهٗ بِاَنْ يُّقِيْمَ فِيْهِ وَيَتَخَلّٰى مِنَ الدُّنْيَا فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ بِالْيَهُوْدِيَّةِ وَلَا بِالنَّصْرَانِيَّةِ وَلٰكِنِّیْ بُعِثْتُ بِالْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَغَدْوَةٌ اَوْ رَوْحَةٌ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَلَمَقَامُ اَحَدِكُمْ فِی الصَّفِّ خَيْرٌ مِّنْ صَلٰوتِهٖ سِتِّيْنَ سَنَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک لشکر میں نکلے (لشکر کے) ایک شخص کا گزر ایک غار پر سے ہوا جس میں پانی اور سبزی تھی انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ دنیا سے کنارہ کش ہو کر یہاں ٹھہر جائیں پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں اجازت چاہی۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں یہودیت اور نصرانیت (یعنی مشقت اور رہبانیت) دے کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ میں دین حنیف دے کر بھیجا گیا ہوں جو آسان ہے اس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کا صف (قتال) میں ثابت قدم رہنا ساٹھ برس (تنہائی میں) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کی روانگی اور واپسی ثواب میں ہر دو برابر ہیں

٥٠٤٠- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (جہاد سے) واپس ہونا (ثواب میں) جہاد میں جانے کے برابر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں اعانت کرنے والے کو دوگنا ثواب ملتا ہے

٥٠٤١- وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْغَازِیْ اَجْرُهٗ وَلِلْجَاعِلِ اَجْرُهٗ وَاَجْرُ الْغَازِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ مجاہد کو (جہاد کا) اپنا پورا ثواب ملتا ہے اور (مال اور اسباب سے) مجاہد کی مدد کرنے والے کو (دوگنا) ثواب ملتا ہے (ایک ثواب مدد کرنے کا اور دوسرا) غازی کا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اجرت لے کر جہاد کرنے والا ثواب سے محروم ہے

٥٠٤٢- وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الْاَمْصَارُ وَسَتَكُوْنُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ يُّقْطَعُ عَلَيْكُمْ فِيْهَا بُعُوْثٌ فَيَكْرَهُ الرَّجُلُ الْبَعْثَ فَيَتَخَلَّصُ مِنْ قَوْمِهٖ ثُمَّ يَتَصَفَّحُ الْقَبَائِلَ يَعْرِضُ نَفْسَهٗ عَلَيْهِمْ مَنْ اَكْفِيْهِ بَعْثَ كَذَا اَلَا وَذٰلِكَ الْاَجِيْرُ اِلٰى اٰخِرِ قَطْرَةٍ مِّنْ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب تمہارے لیے بڑے بڑے شہر فتح ہوں گے اور (ان شہروں میں) بڑی بڑی منظم فوجیں متعین ہوں گی جن کی (مختلف) ٹکڑیاں ہوں گی (تاکہ دوسرے علاقوں میں ان کو ان کو بھیجا جا سکے) ان میں ایک شخص ایسا بھی ہوگا جو (امام کے حکم پر) اس (غزوہ میں) جانے کو پسند نہ کرے گا پھر وہ اپنی قوم سے الگ ہو جائے گا اور دیگر قبائل کو تلاش کرتا پھرے گا اور ان پر اپنے آپ کو (یہ کہتے ہوئے) پیش کرے گا کہ کون ہے جو مجھے کسی غزوہ میں (اجرت دے کر) روانہ کرے خبردار! یہ وہ شخص ہے جو اپنے

آخری قطرۂ خون تک مزدور ہے (یعنی اگر وہ مارا بھی جائے تو مزدور ہی ہے اور اس کو جہاد کا ثواب نہیں ملے گا)۔اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کا شخصی خادم' مالِ غنیمت اور ثواب نہیں پائے گا

٥٠٤٣ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ أَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْغَزْوَةِ وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَيْسَ لِيْ خَادِمٌ فَالْتَمَسْتُ أَجِيْرًا يَكْفِيْنِيْ فَوَجَدْتُ رَجُلًا سَمَّيْتُ لَهُ ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ فَلَمَّا حَضَرَتْ غَنِيْمَةٌ أَرَدْتُّ أَنْ أُجْرِيَ لَهُ سَهْمَهُ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ مَا أَجِدُ لَهُ فِيْ غَزْوَتِهِ هٰذِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ إِلَّا دَنَانِيْرَهُ الَّتِيْ تُسَمّٰى رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کے لیے نکلنے کا اعلان فرمایا' میں اس وقت بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور میرے لیے کوئی خادم بھی نہ تھا۔ میں ایک مزدور کی تلاش میں گیا تاکہ وہ میری مدد کر سکے' مجھے ایک شخص ملا اور میں نے اس کی (اجرت) تین دینار مقرر کر دی' جب مالِ غنیمت آیا تو میرا ارادہ ہوا کہ میں اس کے لیے (بھی مالِ غنیمت سے) حصہ جاری کرواؤں' چنانچہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔تو آپ نے فرمایا: میں دنیا اور آخرت میں اس کے لیے وہی دینار پاتا ہوں جو اس کے لیے اس غزوہ میں (بطورِ اُجرت) مقرر کیے جا چکے ہیں۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی غیر موجودگی میں ان کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرنے کی فضیلت

٥٠٤٤ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهٖ فَقَدْ غَزَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کے لیے سامان (جہاد) مہیا کیا گویا وہ بھی (ثواب پانے میں) مجاہد (کے برابر) ہے' اور جو مجاہد کے (غیاب میں اس کے) اہل وعیال کی دیکھ بھال کرے' وہ بھی (ثواب پانے میں) مجاہد (کے برابر) ہے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں اعانت نہ کرنے والے کے لیے وعید

٥٠٤٥ - وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَغْزُ لَمْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِيْ أَهْلِهٖ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ وہ شخص جس نے نہ تو جہاد کیا اور نہ مجاہد کی اعانت کی اور نہ مجاہد (کے غیاب میں) اس کے گھر والوں کی دیکھ بھال کی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو قیامت سے پہلے (دنیا میں) کسی نہ کسی سخت مصیبت میں مبتلا کریں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجبوری کے باعث خود جہاد میں شریک نہ ہو سکے تو کم از کم مجاہدین کی ساز وسامان اور خرچہ سے مدد کرے' اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مجاہدین کے غیاب میں ان کے اہل وعیال کی دیکھ بھال کرے اور اگر اتنا بھی نہ کر سکے تو ایسے شخص کے لیے بڑی محرومی اور بدبختی ہے۔(حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

مجاہد اور معینِ مجاہد ثواب میں برابر ہیں

٥٠٤٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰی بَنِیْ لِحْیَانَ مِنْ هُذَیْلٍ فَقَالَ لِیَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنولحیان کی طرف جو ہذیل کی ایک شاخ ہے' ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک مرد نکلے (یعنی ہر قبیلہ سے آدھے آدمی جائیں) اور ثواب دونوں کو برابر برابر ملے گا (ایک کو جہاد کا اور دوسرے کو مجاہد کے گھر بار کی دیکھ بھال کا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین کی عورتوں کا احترام

٥٠٤٧ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ حُرْمَةُ نِسَاءِ الْمُجَاهِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ كَحُرْمَةِ اُمَّهَاتِهِمْ وَمَا مِنْ رَّجُلٍ مِّنَ الْقَاعِدِیْنَ یَخْلُفُ رَجُلًا مِّنَ الْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ اَهْلِهٖ فَیَخُوْنُهٗ فِیْهِمْ اِلَّا وُقِفَ لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیَاْخُذُ مِنْ عَمَلِهٖ مَا شَاءَ فَمَا ظَنُّكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قاعدین (یعنی جہاد پر نہ جانے والوں کے لیے) مجاہدین کی عورتیں ماؤں کی طرح محترم ہیں اور جو شخص گھر میں رہ کر کسی مجاہد کے گھر بار کی دیکھ بھال کرے' پھر اس میں خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا (اور مجاہد سے کہا جائے گا) اور وہ اس کے عمل میں سے جو چاہے لے لے' (اب) تم (ہی) سمجھ لو (کہ اس شخص کا کیا حال ہو گا)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جان و مال اور زبان سے جہاد کی تاکید

٥٠٤٨ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَاهِدُوا الْمُشْرِكِیْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مشرکین سے تم اپنے مال' جان اور زبان سے جہاد کرتے رہو۔ اس کی روایت ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

مسلمانوں میں سب سے اعلیٰ مرتبہ مجاہدین کا ہے

٥٠٤٩ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُوْنَ فِی الدُّنْیَا عَلٰی ثَلَاثَةِ اَجْزَاءٍ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْ یَاْمَنُهُ النَّاسُ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ الَّذِیْ اِذَا اَشْرَفَ عَلٰی طَمَعٍ تَرَكَهٗ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا میں مسلمانوں کی تین قسمیں ہیں: (ایک) وہ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر (اس میں کسی قسم کا) شک نہ کرے اور اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے' (دوسرے) وہ مسلمان جس سے اور لوگ اپنے مال اور اپنی جانوں کے تعلق سے امن میں رہیں' پھر (تیسرا) وہ مسلمان جو (دل ہی دل میں کسی جاہ اور مال کی) لالچ میں گرفتار ہو' مگر اللہ بزرگ و برتر (کے خوف) کے لیے اس کو چھوڑ دے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہدین پر خرچہ کا ثواب کئی گنا دیا جاتا ہے

۵۰۵۰ - وَعَنْ عَلِيٍّ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَبِي الدَّرْدَاءِ وَاَبِيْ اُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حَصِيْنٍ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ بِسَبْعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَّمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِيْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ اَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت علی' حضرت ابوہریرہ' حضرت درداء' حضرت ابوامامہ' حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عبداللہ بن عمرو' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' ان میں سے ہر ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ جو شخص (مجاہدین کے لیے) اللہ کی راہ میں ان کا نفقہ (یعنی خرچہ اور سازوسامان وغیرہ) بھیجے اور خود گھر پر رہے تو اس کو (خرچ کیے ہوئے) ہر درہم کے بدلہ سات سو درہم (کا ثواب) ملے گا اور جو بذاتِ خود اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور اس میں خرچ بھی کرے تو اس کو ہر درہم کے بدلہ سات لاکھ درہم (کا ثواب) ملے گا۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا ثواب چاہیں بڑھا دیتے ہیں۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۰۵۱ - وَعَنْ خُرَيْمِ بْنِ فَاتِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُ مِائَةِ ضِعْفٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت خُریم بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص بھی اللہ کی راہ (یعنی جہاد) میں (کچھ) خرچ کرے تو اس کے لیے (اس خرچہ کا ثواب) سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد میں صدقہ دینے کا ثواب سات سو گنا ہے

۵۰۵۲ - وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ مَّخْطُوْمَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سَبْعُ مِائَةِ نَاقَةٍ كُلُّهَا مَخْطُوْمَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں) ایک مہار لگی ہوئی اونٹنی کو پیش کیا اور عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں (بطور صدقہ) حاضر ہے' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس (اونٹنی) کے بدلے تم کو قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی' جو سب کی سب مہار والی ہوں گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہترین صدقات

۵۰۵۳ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمِنْحَةُ خَادِمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہترین صدقات (یہ ہیں:) (۱) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیمہ کے ذریعہ (مجاہدین اور حاجیوں کے لیے) سایہ فراہم کرنا (۲) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خادم کا فراہم کرنا (۳) یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسی اونٹنی کا دینا جو نر کی جفتی کے قابل ہو' (یعنی جوان اونٹنی کا) دینا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے علاوہ اور افضل اعمال کا تذکرہ

۵۰۵۴ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقِيَامِ قِيْلَ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ جُهْدُ الْمُقِلِّ قِيْلَ فَاَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قِيْلَ فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَالِهٖ وَنَفْسِهٖ قِيْلَ فَاَيُّ الْقَتْلِ اَشْرَفُ قَالَ مَنْ اُهْرِيْقَ دَمُهٗ وَعُقِرَ جَوَادُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن حبشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (نماز میں) طویل قیام کرنا' پھر آپ سے پوچھا گیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تنگ دست کا (اپنی محنت سے کمائے ہوئے مال کا اپنی ضرورت کے باوجود) دینا۔ حضور سے (پھر) دریافت کیا گیا کہ کون سی ہجرت (یعنی کن چیزوں کا ترک کرنا) بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کی (ہجرت) جس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو چھوڑ دیا' حضور سے پھر دریافت کیا گیا کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: اس شخص کا جو اپنے مال اور جان سے مشرکین سے جہاد کرے' آپ سے پھر پوچھا گیا کہ جہاد میں کون سی شہادت افضل ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جس (مجاہد نے بہادری سے لڑائی کی) یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا گیا اور اس کے گھوڑے کی کونچیں (بھی) کاٹ دی گئیں (یعنی وہ بھی شہید ہوا اور اس کا گھوڑا بھی مارا گیا)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ لَّاشَكَّ فِيْهِ وَجِهَادٌ لَّا غُلُوْلَ فِيْهِ وَحَجَّةٌ مَّبْرُوْرَةٌ قِيْلَ فَاَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ قَالَ طُوْلُ الْقُنُوْتِ ثُمَّ اتَّفَقَا فِي الْبَاقِيْ.

اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اعمال میں کون سے عمل افضل ہیں؟ آپ نے جواب دیا: ایسا ایمان جس میں کوئی شک نہ ہو' اور ایسا جہاد جس (کے مالِ غنیمت) میں خیانت نہ ہو اور ایسا حج جس کو (اللہ کے ہاں) قبول کر لیا گیا ہو' (حضور سے پھر) پوچھا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے جواب دیا: (خشوع اور خضوع کے ساتھ) طویل قیام والی (نماز) اور بقیہ حدیث میں ابوداؤد اور نسائی متفق ہیں۔

بَابٌ

سلام' طعام اور جہاد جنت کے وارث بناتے ہیں

۵۰۵۵ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَاضْرِبُوا الْهَامَ تَوَرَّثُوا الْجِنَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (آپس میں) سلام کو (زیادہ سے زیادہ) عام کرو اور کھانا کھلایا کرو (خصوصاً غرباء اور مساکین کو) اور (مشرکین کی) کھوپڑیوں کو مارو (یعنی جہاد کرو) تو تم (ان اعمال کی وجہ سے) جنتوں کے وارث بنا دیئے جاؤ گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں سلام کو عام کرنے کا ارشاد ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مسلمان سلام آشنا' نا آشنا سب پر کیا کریں' ایک دوسرے سے جب بھی ملاقات ہو سلام کرنا چاہیے۔ سلام محبت کی کنجی ہے' اس لیے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملے تو

سلام کا منتظر نہ رہے بلکہ خود سلام میں پہل کرے خواہ وہ ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو یا ہمسر اور یہی کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

عذر کی وجہ سے جہاد میں عدم شرکت پر بھی ثواب ملتا ہے

۵۰۵۶ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ اَقْوَامًا مَّا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ اِلَّا شَرِكُوْكُمْ فِي الْاَجْرِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب) غزوۂ تبوک سے واپس ہوئے اور مدینہ منورہ سے قریب ہوئے تو فرمایا: مدینہ میں چند لوگ ایسے ہیں کہ تم جس راستہ پر بھی چلے ہو یا جس وادی کو بھی پار کیے ہو وہ تمہارے ساتھ (نیت، ہمت اور دعا سے) شریک تھے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو مدینہ میں تھے (وہ کیوں کر ثواب میں شریک ہیں)؟ حضور نے جواب دیا: (ہاں!) وہ مدینہ ہی میں تھے (اور) عذر (یعنی بیماری، سواری کا نہ ہونا اور بے سروسامانی) نے ان کو روک رکھا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے، اور مسلم نے حضرت جابر سے اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

شہادت کی سچی آرزو بھی شہادت کا مرتبہ دلاتی ہے

۵۰۵۷ - وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَاَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سہل بن حُنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص صدقِ دل (یعنی اخلاص) کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ تک پہنچا دیتے ہیں اگر چہ کہ وہ اپنے بستر ہی پر مرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جس دل میں جذبۂ جہاد نہ ہو تو اس میں نفاق ہے

۵۰۵۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَلَمْ يَغْزُ لَمْ يُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰى شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے نہ تو کبھی جہاد کیا اور نہ کبھی جہاد کا خیال کیا اور پھر مر گیا تو (گویا) وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے بغیر دین ناقص ہے

۵۰۵۹ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّقِيَ اللّٰهَ بِغَيْرِ اَثَرٍ مِّنْ جِهَادٍ لَّقِيَ اللّٰهَ وَفِيْهِ ثُلْمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اس پر جہاد کا کوئی اثر موجود نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس (کے دین) میں رخنہ پڑا ہوگا (اس لیے کہ جہاد اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور اس میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں ہے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

وہ دو قطرے اور دو نشان جو اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں

۵۰۶۰ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ یُّهْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَةٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ تَعَالٰی رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں' ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے ڈر سے (بہے) اور (دوسرا وہ) قطرۂ خون جو اللہ کی راہ میں بہایا جائے' اور رہے دو نشان تو (ایک) وہ نشان جو اللہ کی راہ میں (پہنچے جیسے جہاد میں لگا ہوا زخم وغیرہ) اور (دوسرا) وہ نشان جو اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض (کی ادائیگی) میں پہنچے (جیسے پیشانی پر سجدوں کا نشان یا سردیوں میں وضو سے جلد کا تڑکنا وغیرہ)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

دین کی بقاء جہاد پر ہے

۵۰۶۱ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یَّبْرَحَ هٰذَا الدِّیْنُ قَائِمًا یُّقَاتِلُ عَلَیْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دین یعنی اسلام ہمیشہ قائم رہے گا' اِس (دین کی حفاظت) کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت (ہر زمانہ میں) لڑتی رہے گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ اس دین کی حفاظت کے لیے مسلمانوں کی ایک جماعت ہر زمانہ میں لڑتی رہے گی۔ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر زمانہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت دین کی حفاظت کے لیے سرگرم عمل رہی ہے۔ چنانچہ عرب جب میدانِ جہاد سے ہٹ گئے تو اہل عجم نے اس کام کو انجام دیا' ان کے بعد ترکوں نے اس کام کو انجام دیا اور اس زمانہ میں افغان اس فرض کو ادا کر رہے ہیں چھ برس یعنی ۱۹۹۷ء سے میدانِ جہاد میں سرگرم عمل ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

جہاد قیامت تک جاری رہے گا

۵۰۶۲ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ عَلٰی مَنْ نَاوَاهُمْ حَتّٰی یُقَاتِلَ اٰخِرُهُمُ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت حق (یعنی اعلاء کلمۃ اللہ) کے لیے ہمیشہ لڑتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی' یہاں تک کہ اس امت کا آخری حصہ (یعنی حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ اور ان حضرات کے متبعین) مسیح دجال سے لڑیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شہداء کی قسمیں

۵۰۶۳ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّوْنَ الشَّهِیْدَ فِیْكُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ قَالَ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَّقَلِیْلٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (صحابہ کرام سے) دریافت فرمایا کہ تم شہید کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے! (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: (تو ایسی صورت میں) میری امت کے شہداء بہت

مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ وَّمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِیْدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

تھوڑے ہوں گے' (سنو! یہ لوگ بھی شہید ہیں) جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے' جو اللہ کی راہ میں (اپنی موت سے) مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون میں مرے' وہ بھی شہید ہے اور جو پیٹ (کی کسی بیماری) سے مرے' وہ بھی شہید ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حقیقی شہید وہی ہے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور وہ لوگ' جن کو شہادت کا مرتبہ ملتا ہے' ان کی تعداد علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تیس بتائی ہے اور ان شہداء کو غسل بھی دیا جائے گا' کفنایا بھی جائے گا جبکہ جہاد کے شہید کو غسل نہیں دیا جاتا اور اس کو انہی کپڑوں میں نماز جنازہ پڑھا کر دفن کیا جاتا ہے اور وہ لوگ جن کا شمار شہیدوں میں ہے' وہ یہ ہیں: ڈوب کر مرنے والا' جل کر مرنے والا' دب کر مرنے والا' طاعون میں مرنے والا' زچگی میں مرنے والی عورت' شب جمعہ کو مرنے والا اور دینی علوم کی طلب میں مرنے والا مسافر' وغیرہ۔ ۱۲

بَابٌ
مجاہد کے لیے ہر طرح کی موت شہادت ہے

٥٠٦٤ - وَعَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ فَصَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمَاتَ اَوْ قُتِلَ اَوْ وَقَصَهٗ فَرَسُهٗ اَوْبَعِیْرُهٗ اَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ اَوْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ بِاَیِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَاِنَّهٗ شَهِیْدٌ وَّاِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کی نیت سے) نکلے پھر مر جائے یا مارا جائے یا اس کا گھوڑا یا اس کا اونٹ اس کو (گرا کر) روند ڈالے یا کوئی زہریلا جانور اس کو ڈس دے یا وہ (اپنے خیمہ میں) اپنے بستر پر ایسی موت سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقدر کر دی تھی' مر جائے تو وہ شہید ہے اور اس کے لیے جنت ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
سمندری سفر میں بیمار کو شہید کا ثواب ملتا ہے

٥٠٦٥ - وَعَنْ اُمِّ حَرَامٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَائِدُ فِی الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُهُ الْقَیْءُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ وَالْغَرِیْقُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ام حرام (انصاریہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ سمندر (کے سفر) میں جس کا سر چکراتا ہو اور اس کو قے ہوتی ہو تو اس کو ایک شہید کا ثواب ملتا ہے اور (سمندر میں) غرق ہونے والے کو دو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
حضرت ام حرام کا سمندری جہاد میں شرکت کا اشتیاق

٥٠٦٦ - وَعَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهٗ وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَاَطْعَمَهٗ

حضرت اسحاق بن عبد اللہ بن ابوطلحہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا (جو آپ کی رضاعی خالہ تھیں) ' ان کے پاس تشریف لے جاتے' وہ آپ کو کھانا کھلاتیں اور حضرت ام حرام' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں' ایک دن (کا ذکر ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے آپ کو کھانا

وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ شَكَّ اِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاَوَّلِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ يَحْيٰى.

کھلایا' اور آپ کے سر کی جوئیں دیکھنے لگیں اور (اسی اثناء میں) رسول اللہ ﷺ کو نیند آ گئی' پھر (کچھ دیر بعد) آپ مسکراتے ہوئے (نیند سے) بیدار ہوئے۔ام حرام فرماتی ہیں: میں نے آپ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا گیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے اس سمندر کے درمیان[1] (کشتیوں پر اس طرح) سوار ہیں جیسے بادشاہ اپنے تخت پر۔ حضرت ام حرام فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بھی) ان میں شامل فرما دے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرما دی' حضور نے پھر سر رکھا (اور سو گئے) پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے (پھر) مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ میری امت کے چند لوگوں کو میرے سامنے لایا گیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے جا رہے تھے' اور آپ نے وہی کہا' جو پہلے فرمایا تھا' میں نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپ (پھر) دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے (بھی) ان لوگوں میں شامل فرما دے! آپ نے جواب دیا: تم تو پہلی جماعت میں شامل ہو چکی ہو۔ چنانچہ حضرت ام حرام' حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں (جزیرہ قبرص کے حملہ کے موقع پر) سمندری سفر پر گئیں اور ساحل پر اترنے کے بعد اپنی ہی سواری سے گریں اور انتقال کر گئیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور مسلم نے اس کی روایت یحییٰ بن یحییٰ سے کی ہے۔

[1] اس جملہ کا ترجمہ بلحاظ روایت بخاری اور ابوداؤد کیا گیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

جہاد میں غازی کو دنیا میں دو تہائی اور شہید کو آخرت میں پورا ثواب ملتا ہے

۵۰۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تُخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی لشکر یا فوج کا ٹکڑا جو جہاد کے لیے نکلے پھر (مال) غنیمت حاصل کرے اور صحیح سلامت واپس آئے تو اس کو (آخرت کے) ثواب میں سے دو تہائی اجر دنیا ہی میں مل گئے اور جو لشکر یا فوج کا ٹکڑا خالی ہاتھ آئے اور نقصان اٹھائے (یعنی زخمی ہو یا مارا جائے) تو ان کو (آخرت میں) پورا ثواب ملے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غازیوں کو دنیا میں دو فائدے ملتے ہیں' ایک سلامتی اور دوسرے مال غنیمت اور رہا تیسرا فائدہ یعنی بہشت' وہ تو قیامت میں ملے گی اور شہیدوں کو تو دنیا میں کچھ فائدہ نہیں تو ان کا ثواب بالکل آخرت پر ہے' اس سے یہ

بھی معلوم ہوا کہ غازی سے شہید افضل ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

٥٠٦٨ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلذِّکْرِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی مَکَانُہٗ فَمَنْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

مجاہد وہی ہے جو دین کی سر بلندی کے لیے لڑے

حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک شخص مالِ غنیمت کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اپنی بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے' (ارشاد ہو کہ حقیقت میں) اللہ کی راہ میں لڑنے والا کون ہے؟ حضور نے فرمایا کہ جو شخص کلمۂ حق (یعنی دین) کی سر بلندی کے لیے لڑتا ہو' وہی اللہ کی راہ میں (لڑنے والا) ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٦٩ - وَعَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَمْ یَنْوِ اِلَّا عِقَالًا فَلَہٗ مَا نَوٰی رَوَاہُ النَّسَائِیُّ.

جہاد میں حصولِ مال کی نیت نہ ہو

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور اگر اس کے دل میں ایک رسّی (کے حصول) کی نیت تھی تو اس کو وہی ملے گا' جس کی اس نے نیت کی تھی۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٧٠ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَجُلٌ یُّرِیْدُ الْجِھَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَھُوَ یَبْتَغِیْ عَرَضًا مِّنْ عَرَضِ الدُّنْیَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اَجْرَ لَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

جو جہاد حصولِ دنیا کے لیے کیا جائے اس کا ثواب نہیں ملے گا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایک شخص اللہ کی راہ میں جہاد کا ارادہ رکھتا ہے حالانکہ اس کا مقصد دنیا کا مال و اسباب تھا؟ (یہ سن کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا (اس لیے کہ جہاد سے اس کا مقصود صرف دنیا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٧١ - وَعَنْ مُّعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰی وَجْہَ اللّٰہِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْکَرِیْمَۃَ وَیَاسَرَ الشَّرِیْکَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَاِنَّ نَوْمَہٗ وَنَبْھَہٗ اَجْرٌ کُلُّہٗ وَاَمَّا مَنْ غَزَا فَخْرًا وَّرِیَاءً وَّسُمْعَۃً وَّعَصَی الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِی الْاَرْضِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَرْجِعْ بِالْکَفَافِ رَوَاہُ مَالِکٌ وَّاَبُوْدَاوٗدَ

نام و نمود کے لیے جہاد کرنے والا ثواب کی بجائے گناہ مول لیتا ہے

حضرت معاذ (بن جبل) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہاد دو قسم کا ہوتا ہے: (ایک) وہ شخص جو (جہاد میں) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہے' امام کی اطاعت کرے' اچھے مال کو خرچ کرے' ساتھی سے نیک سلوک کرے اور فساد سے بچے تو ایسے شخص کا سونا اور جاگنا سب کی سب عبادت ہے اور (دوسرا) وہ شخص جس نے بڑائی دکھاوے اور شہرت کے لیے جہاد کیا' امام کی نافرمانی کی اور زمین پر فساد پھیلایا تو وہ ثواب کے بغیر لوٹے گا۔ اس کی روایت امام مالک' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَالنَّسَائِیُّ.

بَابٌ

جہاد کے ثواب کا انحصار نیت پر ہے

٥٠٧٢ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اِنْ قَاتَلْتَ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا بَعَثَكَ اللّٰهُ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا وَّاِنْ قَاتَلْتَ مُرَائِيًا مُّكَاثِرًا بَعَثَكَ اللّٰهُ مُرَائِيًا مُّكَاثِرًا يَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَلٰى اَيِّ حَالٍ قَاتَلْتَ اَوْ قُتِلْتَ بَعَثَكَ اللّٰهُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! مجھے جہاد (کی حقیقت سے) آگاہ فرمایئے آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! اگر تو صبر کے ساتھ ثواب کی اُمید پر جہاد کرے تو (حشر کے دن) تجھے صابر اور ثواب چاہنے والے کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا اور اگر تو دکھاوے اور فخر کے لیے جہاد کرے تو تجھے ریا کار اور مغرور کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔ اے عبداللہ بن عمرو! تو جس حال میں لڑے گا یا مارا جائے گا اللہ تعالیٰ تجھ کو (قیامت کے دن) اسی حال پر اٹھائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نااہل حاکم کو معزول کیا جاسکتا ہے

٥٠٧٣ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَعَجَزْتُمْ اِذَا بَعَثْتُ رَجُلًا فَلَمْ يَمْضِ لِاَمْرِيْ اَنْ تَجْعَلُوْا مَكَانَهٗ مَنْ يَّمْضِيْ لِاَمْرِيْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عقبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میں کسی شخص کو کسی کام پر مامور کروں اور وہ میرے حکم کی تعمیل نہ کرے تو تم کو کس بات کی مجبوری ہے کہ تم اس کی جگہ کسی ایسے شخص کو مقرر کرو جو میرے حکم کی تعمیل کرے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ اِعْدَادِ اٰلَةِ الْجِهَادِ

جہاد کے اسباب کی تیاری کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ٦٠).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو! کافروں سے جہاد کے لیے) جہاں تک ہوسکے قوت اور گھوڑے فراہم کرتے رہو تا کہ تم اپنے اور اللہ کے دشمنوں کو ڈرا سکو۔

بَابٌ

ہر وقت اسبابِ جہاد فراہم کرنے کا حکم

٥٠٧٤ - عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو منبر پر (اس آیت کو) پڑھتے ہوئے سنا ہے: (مسلمانو! کافروں سے جہاد کے لیے) جہاں تک ہوسکے قوت فراہم کرتے رہو۔ خبردار! قوت تیر اندازی ہے! آگاہ رہو! تیر اندازی ہی قوت ہے ہوشیار رہو! تیر اندازی ہی قوت ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث سے تیر اندازی سیکھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور اسی پر قیاس کرنا چاہیے ہر ہتھیار کی مشق اور گھوڑے کی سواری اور دوڑ وغیرہ کو۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے مقابلہ کے لیے مسلمانوں کو ہمیشہ اپنی طاقت کو بڑھاتے رہنا چاہیے اور ہر وقت ان کے لیے مستعد رہنا چاہیے معلوم نہیں کہ دشمن کس وقت حملہ کر بیٹھے اور مسلمانوں کی طاقت

کی کمی کی وجہ سے دشمن غالب ہو جائے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ
ہر حال میں مسلمان کو جنگی مشقیں جاری رکھنا چاہیے

۵۰۷۵۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَتُفْتَحُ عَلَيْكُمُ الرُّوْمُ وَيَكْفِيْكُمُ اللّٰهُ فَلَا يَعْجِزْ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّلْهُوَ بِاَسْهُمِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب روم تمہارے ہاتھوں پر فتح ہو گا اور (ان کے مقابلہ میں) اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہو گا تاہم تم میں سے کوئی اپنی تیر اندازی کے مشغلہ سے ہرگز غافل نہ رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
فنِ حرب سیکھ کر چھوڑنا گناہ ہے

۵۰۷۶۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا اَوْ قَدْ عَصٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اس کو چھوڑ دیا تو وہ ہم میں سے نہیں یا اس نے نافرمانی کی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
آلاتِ حرب کا استعمال سیکھنا باعثِ فضیلت ہے

۵۰۷۷۔ وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ صَانِعَهٗ يَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَالرَّامِيَ بِهٖ وَمُنَبِّلَهٗ وَارْمُوْا وَارْكَبُوْا وَاَنْ تَرْمُوْا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ تَرْكَبُوْا كُلُّ شَيْءٍ يَّلْهُوْ بِهِ الرَّجُلُ بَاطِلٌ اِلَّا رَمْيَهٗ بِقَوْسِهٖ وَتَاْدِيْبَهٗ فَرَسَهٗ وَمُلَاعَبَتَهُ امْرَاَتَهٗ فَاِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَمَنْ تَرَكَ الرَّمْيَ بَعْدَ مَا عَلِمَهٗ رَغْبَةً عَنْهُ فَاِنَّهٗ نِعْمَةٌ تَرَكَهَا اَوْ قَالَ كَفَرَهَا.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ (جہاد میں کفار پر) ایک تیر پھینکنے کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں: (پہلا) تیر کا بنانے والا جو اپنے پیشہ میں ثواب کی نیت رکھتا ہو (دوسرا وہ مجاہد) جس نے اس تیر کو پھینکا (تیسرا میدانِ جہاد میں) تیر دینے والا (اس لیے) تم تیر اندازی کیا کرو اور (گھوڑے کی) سواری کیا کرو اور تمہاری تیر اندازی مجھے سواری سے زیادہ پسند ہے ہر لعب اور لہو کا کام جس میں آدمی مشغول ہو باطل ہے لیکن تیر اندازی کرنا گھوڑے کو سدھانا اور بیوی سے ہنسی مذاق یہ (تینوں) چیزیں حق ہیں (جن میں ثواب ہے)۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور دارمی نے اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد بیزار ہو کر چھوڑ دی تو اس نے ایک نعمت کو چھوڑ دیا یا کفرانِ نعمت کیا۔

ف: اس حدیث شریف سے تیر اندازی کی بڑی فضیلت ثابت ہوتی ہے اب تیر کے بدلہ بندوق اور توپ وغیرہ دیگر جدید آلاتِ جنگ ہیں ہر مسلمان کو بندوق توپ مشین گن راکٹ وغیرہ چلانا سیکھنا اور ان کی مشق کرنا ضروری ہے اور اس کے لیے سفر کرنا جہاد میں داخل ہے۔ (حاشیہ ابوداؤد) ۱۲

بَابٌ
تیر اندازی سے حضور کی رغبت

۵۰۷۸ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ اَبُوْطَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ اِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ اِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے بچاؤ کرتے تھے اور حضرت ابوطلحہ اچھے تیرانداز تھے اور جب حضرت ابوطلحہ تیر چلاتے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس تیر کے گرنے کی جگہ کو دیکھا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مجاہد کا تیر نشانہ پر لگے تو جنت ورنہ غلام آزاد کرنے کا ثواب

۵۰۷۹ - وَعَنْ اَبِيْ نَجِيْحِ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَمَنْ رَّمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ لَهٗ عِدْلُ مُحَرَّرٍ وَّمَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهٗ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابونجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ اللہ کی راہ میں جس کسی کا تیر (نشانہ پر) لگے (یعنی کافر اور دشمن پر لگے) تو اس کو جنت میں ایک بڑا درجہ ملے گا اور جو اللہ کی راہ میں تیر چلائے (اور وہ نشانہ پر نہ لگے) تو اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جو (اچھے عمل کرتے ہوئے) اسلام میں بوڑھا ہوا تو یہ (بڑھاپا) اس کے لیے قیامت میں نور ہوگا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ الْفَصْلَ الْاَوَّلَ وَالنَّسَائِيُّ الْاَوَّلَ وَالثَّانِيَ وَالتِّرْمِذِيُّ الثَّانِيَ وَالثَّالِثَ.

اور ابوداؤد نے اس حدیث کے پہلے جزء کی اور نسائی نے پہلے اور دوسرے جزء کی اور ترمذی نے دوسرے اور تیسرے جزء کی روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَدَلَ فِي الْاِسْلَامِ.

اور نسائی اور ترمذی کی روایت میں ''فِي الْاِسْلَامِ'' (اسلام میں) کی بجائے ''فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ'' (اللہ کی راہ میں) مروی ہے۔

بَابٌ

تیراندازی حضرت اسماعیل کی سنت ہے اس کو جاری رکھیں

۵۰۸۰ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ مِّنْ اَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ فَقَالَ ارْمُوْا بَنِيْ اِسْمٰعِيْلَ فَاِنَّ اَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا وَّاَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ لِاَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ فَاَمْسَكُوْا بِاَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَالَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَرْمِيْ وَاَنْتَ مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ ارْمُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلۂ اسلم کی ایک جماعت پر سے گزرے جو سُوق (نامی موضع) پر تیراندازی میں آپس میں مقابلہ کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: اے فرزندانِ اسماعیل! تیراندازی (کی مشق) کرتے رہو اس لیے کہ تمہارے باپ (حضرت اسماعیل) بڑے تیرانداز (اور تیر کے موجد) تھے اور میں ان دو جماعتوں میں سے فلاں جماعت کے ساتھ ہوں (یہ سن کر دوسری جماعت نے) ہاتھ روک لیے (یہ دیکھ کر) آپ نے فرمایا: کیا بات ہے (کہ تم رُک گئے)؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کیسے تیراندازی کریں جبکہ آپ فلاں جماعت کے ساتھ ہیں تو حضور نے فرمایا: تم تیراندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

دوڑنے میں مقابلہ کی اجازت

۵۰۸۱ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَابَقَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَقْتُهُ فَلَبِثْنَا حَتّٰى إِذَا أَرْهَقَنِي اللَّحْمُ سَابَقَنِيْ فَسَبَقَنِيْ فَقَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) میرے ساتھ دوڑنے میں مقابلہ کیا (اس مقابلہ میں) میں آپ سے آگے بڑھ گئی اس کے بعد ہم پر ایک عرصہ گزرا یہاں تک کہ جب مجھ پر موٹاپا آ گیا تو حضور نے (پھر) میرے ساتھ دوڑنے میں مقابلہ کیا اور (مقابلہ میں) مجھ سے آگے بڑھ گئے اور فرمایا: یہ تمہاری (پہلی دوڑ کا) جواب ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مسابقت میں کامیابی قابل فخر نہیں

۵۰۸۲ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ نَاقَةٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَّهٗ فَسَبَقَهَا فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا (وہ اس قدر تیز رفتار تھی کہ) کوئی اونٹ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔ ایک اعرابی اپنے ایک (جواں سال) اونٹ پر آیا اور (دوڑ میں) اس اونٹنی یعنی عضباء سے آگے نکل گیا۔ اس بات سے مسلمانوں کو سخت رنج ہوا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس یہ امر ثابت ہے یعنی یہ سنت اللہ ہے کہ دنیا میں جو چیز بلند ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دیتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑوں کی تربیت اور مسابقت سنتِ نبوی ہے

۵۰۸۳ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَأَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَبَيْنَهُمَا سِتَّةُ أَمْيَالٍ وَّسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَّبَيْنَهُمَا مِيْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تربیت یافتہ گھوڑوں کی مسابقت میں حصہ لیا (یہ دوڑ) مقام حفیاء سے شروع ہوئی جو ثنیۃ الوداع پر ختم ہوئی جن کا درمیانی فاصلہ چھ میل تھا اور حضور نے غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی مسابقت میں (بھی) حصہ لیا جو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زُریق تک ہوئی تھی جس کا درمیانی فاصلہ (صرف) ایک میل تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ فَإِنْ كَانَ يُؤْمِنُ أَنْ يُّسْبَقَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ وَإِنْ كَانَ لَا يُؤْمِنُ أَنْ يُّسْبَقَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ.

اور امام بغوی نے شرح السنہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص (مسابقت کے موقع پر) دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا (بھی دوڑ میں) شریک کر دے اور اس کو یقین ہو کہ (میرا گھوڑا) سبقت کرے گا تو ایسی (شرکت) میں بھلائی نہیں (یعنی یہ شرکت جائز نہیں) اور اگر اس کو ایسا یقین نہ ہو کہ وہ سبقت لے جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں یعنی یہ صورت جائز ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ مَنْ أَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ يَعْنِيْ وَهُوَ لَا يُؤْمِنُ أَنْ يُّسْبَقَ

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی شخص (مسابقت کے موقع پر) دو گھوڑوں کے درمیان اپنا گھوڑا (بھی دوڑ میں) شریک کرے اور

فَلَيْسَ بِقِمَارٍ وَمَنْ اَدْخَلَ فَرَسًا بَيْنَ فَرَسَيْنِ وَقَدْ اَمِنَ اَنْ يَّسْبِقَ فَهُوَ قِمَارٌ.

اس کو یہ یقین نہ ہو کہ وہ سبقت لے جائے گا تو یہ جوا نہیں ہے (اور یہ جائز ہے) اور جو شخص اپنا گھوڑا دو گھوڑوں کے درمیان داخل کر دے اور یقین رکھتا ہو کہ وہ (گھوڑا) سبقت کر جائے گا تو یہ جوا ہے (یعنی جائز نہیں ہے)۔

ف: واضح ہو کہ گھڑ دوڑ میں شرط اگر ایک طرف سے ہو یا کسی ثالث یا حاکم کی طرف سے ہو تو درست ہے اس کے برخلاف اگر شرط دونوں جانب سے ہو تو حرام ہے۔ ۱۲

بَابٌ

گھڑ دوڑ میں جَلَب اور جَنَب منع ہے

٥٠٨٤ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا جَلَبَ وَلَا جَنَبَ زَادَ يَحْيٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ فِي الرِّهَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مَعَ زِيَادَةٍ فِيْ بَابِ الْغَصَبِ.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (گھڑ دوڑ میں) جلب اور جنب نہیں ہے (یعنی منع ہے)۔ یحییٰ نے اپنی حدیث میں "رِهَــانِ" کا لفظ زائد روایت کیا ہے (یعنی مشروط مسابقت میں بھی جلب و جنب منع ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کی روایت تھوڑی زیادتی کے ساتھ باب الغصب میں کی ہے۔

ف: جَلَب سے مراد یہ ہے کہ گھڑ دوڑ میں سوار اپنے ساتھ ایک اور شخص کو رکھے اور وہ گھوڑے کو شہ دیتا رہے تاکہ گھوڑا آگے بڑھ جائے اور جَنَب یہ ہے کہ اپنے گھوڑے کے ساتھ ایک اور کوتل گھوڑا لگا رکھے اور جب اپنی سواری والا گھوڑا تھک جائے تو کوتل گھوڑے پر وہ سوار ہو جائے۔ (حاشیہ ابوداؤد) ۱۲

بَابٌ

یک طرفہ شرط کا مال لینے کی جائز صورتیں

٥٠٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا سَبَقَ اِلَّا فِيْ نَصْلٍ اَوْ خُفٍّ اَوْ حَافِرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ اَيْ لَا يَحِلُّ اَخْذُ الْمَالِ بِالْمُسَابَقَةِ اِلَّا فِيْ اَحَدِهَا وَاَلْحَقَ فُقَهَائُنَا بِهَا الْمُسَابَقَةَ بِالْاَقْدَامِ لِاَنَّهَا مِنْ اَسْبَابِ الْجِهَادِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (مسابقت میں) شرط کا مال لینا (جائز) نہیں ہے سوائے ان (تین صورتوں) کے: تیر اندازی اونٹ کی دوڑ اور گھڑ دوڑ میں (جب کہ شرط یک طرفہ ہو)۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ یعنی ان تین صورتوں میں سے ہر ایک میں سابقت کی شرط کا مال لینا جائز ہے اور ہمارے فقہاء نے دوڑ کو بھی ان ہی میں شامل کیا ہے اس لیے کہ یہ سب اسباب جہاد ہیں۔

ف: واضح ہو کہ فقہاء نے مذکورہ بالا صورتوں کے ساتھ اُن چیزوں کو بھی جو اسباب جہاد میں ہیں جیسے گدھا خچر ہاتھی پتھر پھینکنے کو بھی اسی حکم میں داخل کیا ہے اس کے برخلاف اُن چیزوں کو جو اسباب جہاد میں نہیں جیسے کبوتر بازی اور مرغ بازی وغیرہ ان کی مسابقت میں مال لینا جائز نہیں ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑوں کو رکھنا باعث برکت ہے

٥٠٨٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ برکت گھوڑوں کی پیشانیوں میں ہے (یہاں پیشانی سے مراد

45 مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

گھوڑا ہے اور گھوڑوں میں برکت اس لیے ہے کہ وہ اسباب جہاد ہیں)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑے رکھنے میں دین و دنیا کی بھلائی ہے

٥٠٨٧ - وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْوِىْ نَاصِيَةَ فَرَسٍ بِاِصْبَعِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ الْاَجْرُ وَالْغَنِيْمَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گھوڑے کی پیشانی (کے بال) اپنی انگشت مبارک سے (ازراہِ شفقت) بیچ دیتے ہوئے دیکھا اور آپ یوں فرما رہے تھے کہ قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی سے برکت وابستہ رہے گی (یعنی آخرت میں) ثواب اور (دنیا میں) مالِ غنیمت۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

گھوڑوں کی پیشانی، گردن اور دُم کے بالوں کو کترنا منع ہے

٥٠٨٨ - وَعَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدِ السُّلَمِىِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَقُصُّوْا نَوَاصِىَ الْخَيْلِ وَلَا مَعَارِفَهَا وَلَا اَذْنَابَهَا فَاِنَّ اَذْنَابَهَا مَذَابُّهَا وَمَعَارِفَهَا دِفَاؤُهَا وَنَوَاصِيْهَا مَعْقُوْدٌ فِيْهَا الْخَيْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانی، گردن اور دُم کے بالوں کو نہ کترو اس لیے کہ دُم کے بال ان کے چنور ہیں (جن سے وہ مکھیاں اُڑاتے ہیں) اور ایال (یعنی ان کی گردن کے بال) ان کو گرمی پہنچاتے ہیں اور ان کی پیشانی کے بالوں سے بھلائی وابستہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے گھوڑوں کو محبت سے پالنا چاہیے

٥٠٨٩ - وَعَنْ اَبِىْ وَهْبٍ الْجُشَمِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْتَبِطُوا الْخَيْلَ وَامْسَحُوْا بِنَوَاصِيْهَا وَاَعْجَازِهَا اَوْ قَالَ اَكْفَالِهَا وَقَلِّدُوْهَا وَلَا تُقَلِّدُوْهَا الْاَوْتَارَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِىُّ.

حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گھوڑوں کو باندھ رکھو (یعنی جہاد کے لیے کھلا پلا کر تیار کرو) اور (محبت سے) ان کی پیشانیوں اور پٹھوں پر ہاتھ پھیرا کرو یا آپ نے (''اعجاز'' کی بجائے) ''اکفالھا'' فرمایا (پھر یہ بھی فرمایا:) تم ان کی گردنوں میں (جو چاہے) ہار مالے ڈالو لیکن ان کی گردنوں میں کمانوں کے چلّے نہ ڈالو (تاکہ بھاگ دوڑ میں ان کو ضرر نہ پہنچے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے گھوڑے پر خرچ شدہ مال بھی باعثِ ثواب ہے

٥٠٩٠ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِىْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) خالصۃً اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی صداقت پر یقین رکھتے ہوئے گھوڑا پالے تو اس کا چارہ اور پانی (جو بطور غذا اس کو دیا گیا) اور اس کی لید اور پیشاب (یہ سب بطور ثواب کے) قیامت کے دن اس کے میزان (عمل) میں رکھے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٩١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَيْلِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضور کی محبوب ترین چیز

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امہات المؤمنین کے بعد جو چیز محبوب ترین تھی وہ (جہاد کے) گھوڑے تھے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٩٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ الشِّكَالَ فِي الْخَيْلِ وَالشِّكَالُ اَنْ يَّكُوْنَ الْفَرَسُ فِيْ رِجْلِهِ الْيُمْنٰى بَيَاضٌ وَّفِيْ يَدِهِ الْيُسْرٰى اَوْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى وَرِجْلِهِ الْيُسْرٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

گھوڑوں میں شِکال عیب ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑوں میں شِکال کو ناپسند فرماتے تھے اور شکال یہ ہے کہ گھوڑے کے دائیں پاؤں اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو یا اس کے دائیں ہاتھ اور بائیں پیر میں (سفیدی ہو) اس لیے کہ ایسے گھوڑے تیز رو نہیں ہوتے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٩٣ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْخَيْلِ الْاَدْهَمُ الْاَقْرَحُ الْاَرْثَمُ ثُمَّ الْاَقْرَحُ الْمُحَجَّلُ طَلْقُ الْيَمِيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ اَدْهَمَ فَكُمَيْتٌ عَلٰى هٰذِهِ الشِّيَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

عمدہ گھوڑوں کی نشانیاں

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ سب سے بہتر گھوڑا مشکی یعنی کالا گھوڑا ہے جس کی پیشانی اور اوپر کے ہونٹ پر تھوڑی سی سفیدی ہو پھر (دوسرا) پنج کلیان جس کی پیشانی اور ہاتھ پاؤں سفید ہوں لیکن دایاں ہاتھ سفید نہ ہو اور اگر سیاہ گھوڑا نہ (ملے) تو پھر (تیسرا) کُمیت (یعنی گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا جو سیاہی مائل ہو) اور جو اوپر بیان کردہ نشانیاں رکھتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ وَهْبٍ الْجُشَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكُلِّ كُمَيْتٍ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَشْقَرَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ اَوْ اَدْهَمَ اَغَرَّ مُحَجَّلٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

پسندیدہ گھوڑے

حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم اِن (تین گھوڑوں) کو رکھا کرو: (۱) کُمیت گہرے سرخ رنگ کا گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سفید ہوں یا (۲) اشقر یعنی سرخ گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سفید ہوں یا (۳) ادھم کالا گھوڑا جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سفید ہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٠٩٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُمْنُ الْخَيْلِ فِي الشُّقْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

سرخ رنگ کے گھوڑے برکت والے ہوتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برکت سرخ رنگ والے گھوڑوں میں ہوتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے لیے گھوڑوں کی نسل کو برقرار رکھنے کی تاکید

٥٠٩٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدًا مَّأْمُوْرًا مَّا اخْتَصَّنَا دُوْنَ النَّاسِ بِشَيْءٍ إِلَّا بِثَلَاثٍ أَمَرَنَا أَنْ نُّسْبِغَ الْوُضُوْءَ وَأَنْ لَّا نَأْكُلَ الصَّدَقَةَ وَأَنْ لَّا نُنْزِيَ حِمَارًا عَلٰى فَرَسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مامور بندے تھے (کہ لوگوں کو احکام الٰہی پہنچائیں) اور حضور نے ہم (اہل بیت) کو عام لوگوں کے مقابلہ میں کوئی خاص حکم نہیں فرمایا' بجزان تین باتوں کے وہ یہ کہ (۱) آپ نے حکم دیا کہ کامل وضو کریں (۲) اور ہم زکوٰۃ اور صدقہ (کا مال) نہ کھائیں (۳) اور ہم (نسل کے لیے) گدھے کو گھوڑی سے نہ ملائیں۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّأَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.

اور ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک خچر ہدیۃً بھیجا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ حضرت علی نے فرمایا: اگر ہم بھی گھوڑیوں کو گدھوں سے ملاتے تو ہمارے پاس بھی ایسے ہی (خچر) پیدا ہوتے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں' جن کو علم نہیں۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ إِنَّ النَّهْيَ نَهْيُ إِرْشَادٍ وَّشَفَقَةٍ كَيْلَا يَكُوْنَ تَقْلِيْلُ اٰلَةِ الْجِهَادِ فَإِنَّ الْفَرَسَ يَعْمَلُ مَا لَا يَعْمَلُ الْبَغْلُ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ممانعت ایک مشفقانہ رہنمائی ہے تاکہ (گھوڑے) اسباب جہاد میں کم نہ ہو جائیں' اس لیے کہ گھوڑے وہ کام کرتے ہیں جو خچر نہیں کرتے۔

فَالْحَاصِلُ أَنَّ تَحْصِيْلَ الْبِغَالِ لَيْسَ غَيْرُ جَائِزٍ.

حاصل (کلام) یہ ہے کہ خچروں (کی نسل) کا (گھوڑیوں سے) حاصل کرنا ناجائز نہیں ہے۔

بَابٌ

ہتھیار پر چاندی کا استعمال

٥٠٩٧ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ فِضَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کے قبضہ کی ٹوپی چاندی کی تھی (اس وجہ سے کہ اس کو ہاتھ نہیں لگتا تھا اور یہ جائز ہے)۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

وَقَالَ التُّوْرِبِشْتِيُّ حَدِيْثُ مَزِيْدَةَ لَا يَقُوْمُ بِهٖ حُجَّةٌ إِذْ لَيْسَ لَهٗ سَنَدٌ يُّعْتَدُّ بِهٖ ذَكَرَ صَاحِبُ الْإِسْتِيْعَابِ حَدِيْثَهٗ وَقَالَ إِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

اور تورپشتی نے کہا کہ حدیث مزیدہ سے اس وقت تک حجت قائم نہیں ہو سکتی جب تک اس کی کوئی ایسی سند نہ ہو جو اسے تقویت بخشے۔ صاحب الاستیعاب نے حدیث نقل کی اور فرمایا کہ اس کی سند قوی نہیں۔

بَابٌ

جنگ میں دوسری حفاظت مسنون ہے

٥٠٩٨ - وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد کے دن دو زرہیں' اوپر نیچے پہنے ہوئے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

مَاجَةَ.

بَابٌ

٥٠٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ رَايَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَاءَ لِوَاءُهُ اَبْيَضَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

اسلامی فوج کے جھنڈوں کا رنگ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رَایَہ (یعنی جھنڈا بڑا اور) سیاہ تھا اور آپ کا لواء (یعنی نشان چھوٹا اور) سفید تھا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

٥١٠٠ - وَعَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ مَوْلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ بَعَثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ اِلَى الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يَّسْاَلُهُ عَنْ رَّايَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ سَوْدَاءَ مُرَبَّعَةً مِّنْ نَّمِرَةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضور کے جھنڈے کی کیفیت

حضرت موسیٰ بن عبیدہ مولیٰ محمد بن القاسم سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ محمد بن القاسم نے مجھے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے (کے رنگ اور اس کی کیفیت) کے بارے میں دریافت کروں۔ تو آپ نے فرمایا کہ وہ اونی دھاری دار چادر کا سیاہ چوکور کپڑا تھا۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥١٠١ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاءُهُ اَبْيَضُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

فتح مکہ کے وقت حضور کا جھنڈا سفید تھا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فتح مکہ کے دن جب) مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

٥١٠٢ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَاٰى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسًا فَارِسِيَّةً قَالَ مَا هٰذِهٖ اَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَاَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَاِنَّهَا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهَا فِى الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِى الْبِلَادِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

فتح کا مدار ہتھیار پر نہیں' اللہ کی نصرت پر ہے

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک میں ایک عربی کمان تھی' آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایک ایرانی کمان دیکھی تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس کو پھینک دو اور ہمیشہ ایسی اور اسی کے مانند یعنی عربی کمانیں اور برچھوں کو استعمال کرو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے تمہارے دین میں مدد کرے گا اور شہروں میں تم کو (فاتح بنا کر) جما دے گا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ اٰدَابِ السَّفَرِ

٥١٠٣ - عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَّخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

سفر کے آداب کا بیان

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور (سفر کے لیے) جمعرات کے دن نکلنا آپ کو پسند تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

صبح کے اوقات میں برکت کے لیے حضور کی دعا

٥١٠٤ - وَعَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَةَ الْغَامِدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا وَكَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً اَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ وَكَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَكَانَ يَبْعَثُ تِجَارَتَهٗ اَوَّلَ النَّهَارِ فَاَثْرٰى وَكَثُرَ مَالُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت صخر بن وداعہ غامدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اے اللہ! میری امت کے لیے دن کی ابتدائی ساعتوں کو برکت والا بنا دے! اور حضور جب کوئی لشکر یا فوجی دستہ (کہیں) روانہ کرتے تو (عموماً) دن کی ابتدائی ساعتوں (ہی) میں روانہ فرماتے۔ اور (راوی حدیث) حضرت صخر تاجر تھے اور وہ اپنا تجارتی مال دن کی ابتدائی ساعتوں میں بھیجا کرتے تھے (اس اتباع سنت) کی وجہ سے وہ دولت مند ہو گئے اور ان کے مال میں بھی اضافہ ہو گیا۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

صبح سفر پر روانہ ہونے کی فضیلت

٥١٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا اَصْحَابُهٗ وَقَالَ اَتَخَلَّفُ وَاُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَلَمَّا صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَغْدُوَ مَعَ اَصْحَابِكَ فَقَالَ اَرَدْتُّ اَنْ اُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَقَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَا اَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا اور یہ واقعہ جمعہ کے دن کا تھا' آپ کے سب ساتھی صبح کے وقت روانہ ہو گئے۔ انہوں نے (اپنے کسی ساتھی سے) کہا: میں ٹھہر جاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (نماز جمعہ) پڑھ کر لشکر سے جاملوں گا' جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھی تو حضور نے ان کو دیکھا تو دریافت فرمایا کہ صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہونے سے تم کو کس چیز نے روکا؟ انہوں نے جواب دیا: کہ میرا ارادہ ہوا کہ میں آپ کے ساتھ نماز (جمعہ) پڑھ لوں' پھر ان سے (یعنی لشکر) سے جاملوں گا۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا کہ اگر تم دنیا کی تمام چیزوں کو (بھی اللہ کی راہ میں) خرچ کر دو تو تم ان کے صبح روانہ ہونے کی فضیلت (اور ثواب) کو نہیں پا سکتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

رات میں بھی سفر کی تاکید

٥١٠٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالدُّلْجَةِ فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰى بِاللَّيْلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (سفر میں) راتوں میں بھی چلا کرو' اس لیے کہ زمین رات میں لپیٹ دی جاتی ہے (یعنی سفر آسان ہوتا ہے اور فاصلہ کم معلوم ہوتا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رات کے سفر کے بارے میں ابتدائی اور آخری دونوں حصوں میں سفر کی روایتیں ملتی ہیں۔

بَابٌ

رات میں تنہا سفر کرنا خطرناک ہے

٥١٠٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَاسَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَّحْدَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ (رات میں) تنہا سفر کرنے (کے خطرات) سے واقف ہوتے جیسا کہ میں جانتا ہوں تو کوئی سوار رات میں تنہا سفر نہ کرتا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
سفر میں کم سے کم تین آدمی ہوں

۵۱۰۸ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرَّاكِبُ شَيْطَانٌ وَّالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ (سفر میں تنہا) سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین (سوار) قافلہ ہیں (اور جماعت بھی' اور ان پر اللہ کی رحمت ہے اور یہ شیطان سے محفوظ رہتے ہیں)۔ اس کی روایت امام مالک' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ
سفر اور جنگ میں کس قدر افراد کی تعداد بہتر ہے؟

۵۱۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الصَّحَابَةِ اَرْبَعَةٌ وَّخَيْرُ السَّرَايَا اَرْبَعُ مِائَةٍ وَخَيْرُ الْجُيُوْشِ اَرْبَعَةُ الْاٰلَافِ وَلَنْ يَغْلِبَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا مِّنْ قِلَّةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: (سفر میں) چار آدمیوں کا ساتھ رہنا بہتر ہے اور فوجی دستہ جو چار سو کا ہو' وہ بہتر ہوتا ہے اور بہترین لشکر وہ ہے جس میں چار ہزار (سپاہی) ہوں اور بارہ ہزار کا لشکر (تعداد کی) کمی کی وجہ سے (ان شاء اللہ) ہرگز شکست نہیں کھائے گا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ
سفر میں امیر بنانے کی تاکید

۵۱۱۰ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فِيْ سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوْا اَحَدَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر سفر میں تین آدمی (بھی) ہوں تو ان کو چاہیے کہ اپنے میں سے ایک (جو ان میں افضل ہو) کو امیر مقرر کر لیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
جماعت کا سردار ہی ان کا خادم ہے

۵۱۱۱ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْقَوْمِ فِي السَّفَرِ خَادِمُهُمْ فَمَنْ سَبَقَهُمْ بِخِدْمَةٍ لَّمْ يَسْبِقُوْهُ بِعَمَلٍ اِلَّا الشَّهَادَةَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سفر میں جماعت کا سردار وہ ہے جو ان کی خدمت کرتا ہو' تو جو شخص خدمت میں ان میں سب سے آگے بڑھ جائے تو اور لوگ کسی عمل کے ذریعہ اس سے سبقت نہیں لے جاسکتے' البتہ صرف شہید (ہی سبقت لے جا سکتا ہے)۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ
سفر میں منزل پر مل کر رہنے کی تاکید

۵۱۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ كَانَ

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام

النَّاسُ إِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِي الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ مَنْزِلًا إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ حَتّٰى يُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

(دورانِ سفر میں) کسی جگہ قیام کرتے تو گھاٹیوں اور وادیوں میں پھیل جاتے۔ (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں (اس طرح) متفرق ہو جانا یہ تو صرف شیطان کی طرف سے ہے (کہ تم کو ایک دوسرے سے جدا کر دے اور دشمن تم پر قابو پا جائے اس کے بعد) صحابہ جب کبھی کسی جگہ اترتے تو آپس میں اس طرح مل کر رہتے (کہ ان کو دیکھ کر) کہا جاتا کہ اگر ان پر کوئی کپڑا پھیلا دیا جائے تو سب کو ڈھانک لے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منزل پر زائد جگہ گھیرنے اور راستہ روکنے کی وعید

٥١١٣ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَيَّقَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ وَقَطَعُوا الطَّرِيْقَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنَادِيًا يُنَادِيْ فِي النَّاسِ إِنَّ مَنْ ضَيَّقَ مَنْزِلًا اَوْ قَطَعَ طَرِيْقًا فَلَا جِهَادَ لَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سہل بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جہاد کیا۔ بعض لوگوں نے (ضرورت سے زیادہ جگہ گھیر کر دوسروں کے لیے) جگہ تنگ کر دی اور (راستوں پر ٹھہر کر) راستہ کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ (کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ) نے ایک منادی کو بھیجا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کرے کہ جو (لوگوں کے لیے) جگہ کو تنگ کرے اور راستہ روکے تو اس کو جہاد (کا ثواب) نہیں ملے گا (اس لیے کہ اس نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رات کے سفر میں آرام کرنے کا مسنون طریقہ

٥١١٤ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں ہوتے اور آخر رات کہیں اُترتے تو اپنی سیدھی کروٹ پر آرام فرماتے اور جب فجر سے کچھ پہلے (کسی مقام پر) ٹھہرتے تو اپنے (سیدھے) ہاتھ کو کھڑا کرتے اور اپنے سر کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر لیٹتے (تاکہ نیند کا غلبہ نہ ہو اور نماز فجر اپنے وقت پر ادا ہو)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

چیتے کے چمڑے کے استعمال کی ممانعت

٥١١٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَآئِكَةُ رِفْقَةً فِيْهَا جِلْدُ نَمِرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ فرشتے اُس قافلہ کے ساتھ نہیں رہتے جس میں چیتے کا چمڑا (استعمال کیا جاتا) ہو (اس لیے کہ وہ تکبر کی نشانی ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قافلہ کے ساتھ بے ضرورت کتا رکھنا یا گھنٹی باندھنا منع ہے

٥١١٦ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَصْحَبُ الْمَلَائِکَۃُ رِفْقَۃً فِیْھَا کَلْبٌ وَّلَا جَرَسٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

ﷺ فرماتے ہیں کہ (رحمت کے) فرشتے ایسے قافلہ کے ساتھ نہیں ہوتے جس میں (بے ضرورت) کتا ہو یا (جانوروں کے گلے میں) گھنٹی باندھی جائے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

گھنٹی شیطان کا باجا ہے

۵۱۱۷ - وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ گھنٹی شیطان کا باجا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جانوروں کے گلوں میں پٹہ باندھنا منع ہے

۵۱۱۸ - وَعَنْ اَبِیْ بَشِیْرِ الْاَنْصَارِیِّ اَنَّہٗ کَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا لَّا تَبْقَیَنَّ فِیْ رَقَبَۃِ بَعِیْرٍ قِلَادَۃٌ مِّنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَۃٌ اِلَّا قُطِعَتْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' رسول اللہ ﷺ نے ایک قاصد کو (قافلہ میں یہ اعلان کرنے کے لیے) روانہ فرمایا کہ جس کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا پٹہ ہو یا (سادہ) پٹہ ہو تو اس کو کاٹ دیا جائے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

رات میں سفر کرنے والوں کے لیے ہدایات

۵۱۱۹ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّھَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَۃِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْھَا السَّیْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّیْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّھَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْھَوَامِ بِاللَّیْلِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تم سرسبزی اور شادابی (کے زمانہ) میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین سے ان کا حق دو (یعنی چرنے کے لیے ان کو چھوڑ دیا کرو) اور جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو تیز رفتاری سے سفر کرو (تاکہ جانور کے تھکنے سے پہلے تم منزل مقصود تک پہنچ جاؤ) اور جب تم (سفر میں) آخر شب کہیں قیام کرو تو راستوں پر مت ٹھہرو' اس لیے کہ یہ جانوروں (اور انسانوں) کے راہ گزر ہیں اور موذی جانوروں کے رات میں ٹھکانے ہیں۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَۃِ فَبَادِرُوْا بِھَا نِقْیَھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو (سفر میں) تیزی کرو تاکہ جانور کی ہڈیوں میں گودا باقی رہے (یعنی وہ کمزور ہونے نہ پائے)۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جانوروں پر بے ضرورت بیٹھے رہنے کی ممانعت

۵۱۲۰ - وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا ظُھُوْرَ دَوَابِّکُمْ مَنَابِرَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِنَّمَا سَخَّرَھَا لَکُمْ لِتُبَلِّغَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اپنی سواریوں کی پیٹھوں کو منبر نہ بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے تمہارے تابع کیا ہے کہ وہ تمہیں (ایک شہر سے دوسرے) شہر تک پہنچائیں جہاں پہنچنے کے لیے تم کو (بغیر سواری کے)

وَجَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فَعَلَيْهَا فَاقْضُوْا حَاجَاتِكُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ.

شدید مشقت اٹھانا پڑتی تھی اور تمہارے لیے زمین بنائی تو تم اس پر اپنی ضرورتوں کو پورا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منزل پر پہنچتے ہی سواریوں کا بوجھ اتار دیا جائے

۵۱۲۱ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنَّا اِذَا نَزَلْنَا مَنْزِلًا لَا نُسَبِّحُ حَتّٰى نَحِلَّ الرِّحَالَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم کسی منزل پر اترتے تو (نفل) نماز نہ (بھی) پڑھتے یہاں تک کہ کجاووں کو اونٹوں پر سے اتار نہ لیتے (تاکہ سواریوں کو تکلیف نہ ہو)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

زائد از ضرورت چیزوں کے حق دار محتاج ہیں

۵۱۲۲ - وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِىْ سَفَرٍ مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ عَلٰى رَاحِلَةٍ فَجَعَلَ يَضْرِبُ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا ظَهْرَ لَهٗ وَمَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ زَادٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَّا زَادَ لَهٗ قَالَ فَذَكَرَ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ حَتّٰى رَاَيْنَا اَنَّهٗ لَا حَقَّ لِاَحَدٍ مِّنَّا فِىْ فَضْلٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک ایک شخص اونٹ پر سوار حضور کے پاس آیا اور اپنی سواری کو (حالت اضطراب میں ایک ضرورت مند کی طرح) دائیں اور بائیں پھرانے لگا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس زائد سواری ہو اسے چاہیے کہ اس کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو اور جس کے پاس زائد توشہ ہو اس کو دے دے جس کے پاس توشہ نہ ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قسم کے اموال کا ذکر فرمایا (جیسے کپڑا، جوتا، مشکیزہ، پانی اور پیسے وغیرہ) یہاں تک کہ ہم یہ محسوس کرنے لگے کہ ہم اپنی زائد چیزوں کے حقدار نہیں ہیں (بلکہ وہ حاجت مندوں کا حق ہے)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ازراہِ تکبر زائد سواریاں رکھنا اور گھروں کی آرائش کرنا منع ہے

۵۱۲۳ - وَعَنْ سَعِيْدِ ابْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ اِبِلٌ لِّلشَّيَاطِيْنَ وَبُيُوْتٌ لِّلشَّيَاطِيْنَ فَاَمَّا اِبِلُ الشَّيَاطِيْنِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ بِنُجَيْبَاتٍ مَّعَهٗ قَدْ اَسْمَنَهَا فَلَا يَعْلُوْ بَعِيْرًا مِّنْهَا وَيَمُرُّ بِاَخِيْهِ قَدِ انْقَطَعَ بِهٖ فَلَا يَحْمِلُهٗ وَاَمَّا بُيُوْتُ الشَّيَاطِيْنِ فَلَمْ اَرَهَا كَانَ سَعِيْدٌ يَقُوْلُ لَا اَرَاهَا اِلَّا هٰذِهِ الْاَقْفَاصَ الَّتِىْ يَسْتُرُهَا النَّاسُ بِالدِّيْبَاجِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ.

حضرت سعید بن ابی ہند رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعض اونٹ (یعنی سواریاں) شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں اور بعض گھر (بھی) شیطانوں کے لیے ہوتے ہیں۔ رہا شیطانوں کے اونٹ تو میں نے انہیں دیکھ لیا ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے ساتھ قوی اور تیز رفتار اونٹنیوں کو لے کر نکلتا ہے جن کو اس نے (کھلا پلا کر) موٹا تازہ کیا ہے لیکن ان میں سے کسی پر سوار نہیں ہوتا اور (سفر میں) وہ اپنے (ایک ایسے) بھائی پر سے گزرتا ہے جو تھک کر (چلنے سے) عاجز ہو گیا ہے اس کے باوجود بھی اپنے (اس کمزور بھائی کو) اس (کوتل اونٹ) پر سوار نہیں کراتا، اور اب رہے شیطانوں کے گھر، (حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ) ان کو میں نے تو نہیں دیکھا۔ اور (راوی حدیث) حضرت سعید فرماتے

ہیں کہ میری رائے میں (شیطان کے گھر سے مراد) وہ پنجرے یعنی عماریاں اور ہودج ہیں جن پر لوگ (ازراہِ تکبر) ریشم کے پردے ڈالتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قافلہ سالار کا پیچھے چلنا مسنون ہے

٥١٢٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي الْمَسِيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيْفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُوْلَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (سفر کے دوران قافلہ میں) پیچھے چلا کرتے تھے' کمزور سواری کو آگے بڑھانے (میں مدد فرماتے) اور (پیدل چلنے والے کو) پیچھے سوار کرنے کے لیے اور ان کے لیے دعا فرماتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

سفر سے جلد واپس ہو جانا چاہیے جب کہ مقصد حاصل ہو جائے

٥١٢٥ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدُكُمْ نَوْمَهُ وَشَرَابَهُ فَاِذَا قَضٰى نَهْمَتَهُ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سفر عذاب کی ایک قسم ہے کہ وہ تم کو سونے اور (کھانے) پینے سے روکتا ہے' اس لیے جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے تو چاہیے کہ گھر لوٹنے میں جلدی کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

حضور جب سفر سے واپس ہوتے تو اہل بیت کے بچے آپ کا استقبال کرتے

٥١٢٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقّٰى بِصِبْيَانِ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِيْ اِلَيْهِ فَحَمَلَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيْءَ بِاَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ فَاَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَاُدْخِلْنَا الْمَدِيْنَةَ ثَلَاثَةً عَلٰى دَابَّةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر سے (واپس) تشریف لاتے تو اہل بیت کے بچوں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا جاتا۔ (ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ) آپ ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے مجھے (یعنی راوی حدیث حضرت عبداللہ بن جعفر) کو آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے مجھے اٹھا لیا اور (سواری پر) اپنے سامنے بٹھا لیا' پھر حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دو صاحبزادوں (حضرت حسن یا حضرت حسین) میں سے کسی ایک کو لایا گیا تو آپ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس طرح) ہم تینوں ایک سواری پر مدینہ میں داخل ہوئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتوں کا پردہ میں محرم کے ساتھ سواری پر بیٹھنے کا جواز

٥١٢٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ اَقْبَلَ هُوَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (غزوۂ خیبر) سے (مدینہ) واپس ہوئے اور (اس وقت) حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سواری پر آپ

عَلٰی رَاحِلَتِهٖ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مالک سواری پر آگے بیٹھنے کا حق دار ہے

٥١٢٨ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مَّعَهُ حِمَارٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِرْكَبْ وَتَأَخَّرَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَنْتَ أَحَقُّ بِصَدْرِ دَابَّتِكَ إِلَّا أَنْ تَجْعَلَهُ لِيْ قَالَ جَعَلْتُهُ لَكَ فَرَكِبَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (کہیں) تشریف لے جا رہے تھے۔ اس اثناء میں کہ اچانک ایک شخص گدھے پر سوار آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ (اس پر) سوار ہو جایئے اور وہ شخص پیچھے ہٹا (یہ دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں! تو اپنی سواری پر سامنے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے! البتہ اگر تو مجھے یہ جانور دے دے (تو میں آگے بیٹھوں گا) اس نے جواب دیا: (یارسول اللہ!) یہ سواری میں نے آپ کو دے دی تو آپ اس پر سوار ہو گئے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کو سفر میں بھی مساوات اور حصول ثواب کا خیال رہتا تھا

٥١٢٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ كُلُّ ثَلَاثَةٍ عَلٰى بَعِيْرٍ فَكَانَ أَبُوْ لُبَابَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ زَمِيْلَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكَانَتْ إِذَا جَاءَتْ عُقْبَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا نَحْنُ نَمْشِيْ عَنْكَ قَالَ مَا أَنْتُمَا بِأَقْوٰى مِنِّيْ وَمَا أَنَا بِأَغْنٰى عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر میں (سواریوں کی کمی کی وجہ سے) ہم لوگ ایک ایک اونٹ پر تین تین آدمی سوار تھے۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ اور حضرت علی ابن ابو طالب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ (کے چلنے) کی باری آتی تو یہ دونوں (یعنی حضرت علی اور حضرت ابولبابہ حضور سے) عرض کرتے کہ آپ کی طرف سے ہم چلیں گے (اور آپ سوار ہی رہیے)۔ حضور فرماتے کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور نہ میں تم دونوں کے مقابلہ میں ثواب سے مستغنی ہوں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہونے کے اوقات

٥١٣٠ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَطْرُقُ أَهْلَهُ لَيْلًا وَكَانَ لَا يَدْخُلُ إِلَّا غُدْوَةً أَوْ عَشِيَّةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (جب کسی طویل سفر سے) رات کے وقت واپس آتے تو گھر میں داخل نہ ہوتے بلکہ صبح یا شام کے وقت گھر میں داخل ہوتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٣١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم سے کوئی طویل سفر پر جائے تو (واپس ہونے پر) رات کے وقت (اچانک) اپنے گھر نہ آئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَوَّلَ اللَّيْلِ.

اور ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے وہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آئے تو اس کے لیے اپنے گھر والوں کے پاس آنے کا بہترین وقت اوّل شب ہے۔

بَابٌ

طویل سفر سے واپسی پر بلا اطلاع گھر میں داخل نہ ہوں

٥١٣٢ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ عَلٰى اَهْلِكَ حَتّٰى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيْبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم رات کے وقت (سفر سے واپس) لوٹو تو (اسی وقت) اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاؤ' تاکہ (بیوی یعنی) جس کا شوہر غائب سفر پر تھا' وہ زیر ناف بال صاف کر لے اور بکھرے ہوئے بالوں میں کنگھی کر لے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

سفر پر جانے سے پہلے گھر میں اور واپسی پر مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے

٥١٣٣ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْدِمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ لِلنَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بالعموم) دن میں چاشت کے وقت سفر سے واپس ہوتے اور پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے' پھر وہاں دو رکعت نماز پڑھتے' اس کے بعد لوگوں سے (ملاقات کے لیے) وہیں تشریف رکھتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ مَقْطَمِ بْنِ مِقْدَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَفَ اَحَدٌ عِنْدَ اَهْلِهٖ اَفْضَلَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ يَرْكَعُهُمَا عِنْدَهُمْ حِيْنَ يُرِيْدُ سَفَرًا.

اور طبرانی نے حضرت مقطم بن مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص سفر پر جانے سے پہلے اپنے گھر میں دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہے تو اپنے اہل کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا۔

بَابٌ

سفر سے واپسی پر گھر جانے سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے

٥١٣٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ قَالَ لِيْ اُدْخُلِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا' جب ہم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو حضور نے مجھ سے فرمایا: تم مسجد میں جاؤ اور دو رکعتیں پڑھ لو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

مسافر کو گھر لوٹ کر ضیافت کرنا مستحب ہے

٥١٣٥ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ نَحَرَ جَزُوْرًا وَّبَقَرَةً رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب (کسی سفر یا غزوہ سے) مدینہ منورہ واپس ہوتے تو ایک اونٹ یا ایک گائے (بطور ضیافت) ذبح فرماتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابُ الْكِتَابِ اِلَی الْكُفَّارِ وَدُعَائِهِمْ اِلَی الْاِسْلَامِ

غیر مسلم (بادشاہانِ وقت) کو بذریعہ خطوط اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کا بیان

بَابٌ

شاہِ روم کو اسلام لانے کے لیے حضور کا خط

٥١٣٦ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰی قَیْصَرَ یَدْعُوْهُ اِلَی الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَیْهِ دِحْیَةَ الْكَلْبِیَّ وَاَمَرَهٗ اَنْ یَّدْفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ بُصْرٰی لِیَدْفَعَهٗ اِلٰی قَیْصَرَ فَاِذَا فِیْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُّحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰی هِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِیَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ یُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ وَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَعَلَیْكَ اِثْمُ الْاَرِیْسِیِّیْنَ وَیَا اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے قیصر (شاہِ روم) کو خط روانہ فرمایا جس میں اس کو دعوتِ اسلام دی اور آپ نے اس خط کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ کے ذریعہ روانہ فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ اس کو حاکم بُصریٰ کے سپرد کر دیں تاکہ وہ قیصر تک پہنچا دے۔ اس خط کا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل شاہِ روم کے نام! سلامتی ہے اس شخص کے لیے جو ہدایت قبول کرلے بعد ازیں! میں تم کو اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے اسلام قبول کرلو اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا ثواب عطا فرمائے گا (ایک ثواب حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے کا اور دوسرا مجھ پر ایمان لانے کا) اور اگر تم انکار کر دو تو رعیت (کے مسلمان نہ ہونے) کا گناہ (بھی) تم پر ہوگا' اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ بنائے' پھر اگر وہ مانیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم (تو بہرحال) مسلمان ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اِثْمُ الْیَرِیْسِیِّیْنَ وَقَالَ بِدَعَایَةِ الْاِسْلَامِ.

اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: "مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَقَالَ اِثْمُ الْیَرِیْسِیِّیْنَ وَقَالَ بِدَعَایَةِ الْاِسْلَامِ"۔

بَابٌ

شاہِ ایران کو اسلام لانے کے لیے حضور کا خط

٥١٣٧ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلٰی كِسْرٰی مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّدْفَعَهٗ اِلٰی عَظِیْمِ الْبَحْرَیْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِیْمُ الْبَحْرَیْنِ اِلٰی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ کے ذریعہ کسریٰ (شاہِ ایران) کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ اس (خط) کو حاکم بحرین کے حوالہ کر دیں تاکہ حاکم بحرین اس کو کسریٰ کے پاس پہنچا دے جب اس (کسریٰ) نے اس کو

كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَءَ مَزَّقَهٗ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر دعائے ضرر فرمائی کہ (جس طرح اس نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اسی طرح) ان کے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں (چنانچہ کسریٰ کے بیٹے نے کسریٰ کو مار ڈالا پھر چھ ماہ بعد وہ مر گیا اور بالآخر مسلمانوں کے ہاتھوں ایران فتح ہوا)۔ اس حدیث کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حاکمانِ وقت کے نام حضور کی طرف سے اسلام کی دعوت

٥١٣٨ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى كِسْرٰى وَاِلٰى قَيْصَرَ وَاِلَى النَّجَاشِىِّ وَاِلٰى كُلِّ جَبَّارٍ يَدْعُوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَلَيْسَ بِالنَّجَاشِىِّ الَّذِىْ صَلّٰى عَلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسریٰ (شاہِ ایران)، قیصر (شاہِ روم)، نجاشی (شاہِ حبشہ) اور ہر سرکش حاکم کو اللہ کی طرف بلاتے ہوئے خطوط لکھے۔ اور یہ وہ نجاشی نہیں ہے جس کی نماز جنازہ نبی کریم ﷺ نے پڑھی ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رستم اور سردارانِ ایران کے نام حضرت خالد کی طرف سے اسلام کی دعوت

٥١٣٩ - وَعَنْ اَبِىْ وَائِلٍ قَالَ كَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اِلٰى اَهْلِ فَارِسٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ خَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ اِلٰى رُسْتَمَ وَمِهْرَانَ فِىْ مَلَاِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا نَدْعُوْكُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَبَيْتُمْ فَاَعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّاَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ فَاِنْ اَبَيْتُمْ فَاِنَّ مَعِىَ قَوْمًا يُّحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا يُحِبُّ فَارِسُ الْخَمْرَ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اہل فارس کے نام (اس طرح خط) لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! خالد بن الولید کی طرف سے رستم اور فارس کے دیگر سرداروں کے نام! سلامتی اس پر جس نے ہدایت قبول کی، بعد ازیں! ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں، اگر تم انکار کرو (یعنی اسلام قبول نہ کرو) تو تم (کھڑے ہو کر) اپنے ہاتھ سے عاجزی کے ساتھ جزیہ ادا کرو، اگر (جزیہ دینے سے بھی) تمہیں انکار ہے تو (تم کو معلوم ہونا چاہیے) کہ میرے ساتھ ایک ایسی قوم ہے جو اللہ کی راہ میں جان دینے کو ایسا پسند کرتی ہے جس طرح ایرانی شراب کو (پسند کرتے ہیں) اور سلامتی تو اسی شخص پر ہے جو ہدایت کو قبول کر لے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے موقع پر امیرِ لشکر کو رسول اللہ ﷺ کی ہدایت

٥١٤٠ - وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَّرَ اَمِيْرًا عَلٰى جَيْشٍ اَوْ سَرِيَّةٍ اَوْ صَاهُ فِىْ خَاصَّتِهٖ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ اغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر یا فوجی دستہ پر کسی کو امیر بناتے تو اس کو بطور خاص اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اپنے مسلمان ساتھیوں سے بھلائی کرنے کی تاکید فرماتے۔ پھر فرماتے: اللہ کا نام لے کر اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اللہ کے منکرین سے جنگ کرو، جہاد کرو، خیانت نہ کرو، عہد شکنی نہ کرو اور

قَاتِلُوْا مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ اغْزُوْا فَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَغْدِرُوْا وَلَا تُمَثِّلُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَّاِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ اَوْ خِلَالٍ فَاَيَّتُهُنَّ مَا اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى التَّحَوُّلِ مِنْ دَارِهِمْ اِلٰى دَارِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ اِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ فَاِنْ اَبَوْا اَنْ يَّتَحَوَّلُوْا مِنْهَا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ كَاَعْرَابِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجْرِيْ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللّٰهِ الَّذِيْ يَجْرِيْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدُوْا مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ فَاِنْ هُمْ اَجَابُوْكَ فَاقْبَلْ مِنْهُمْ وَكُفَّ عَنْهُمْ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَقَاتِلْهُمْ وَاِذَا حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تَجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ نَبِيِّهٖ فَلَا تَجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَلَا ذِمَّةَ نَبِيِّهٖ وَلٰكِنِ اجْعَلْ لَهُمْ ذِمَّتَكَ وَذِمَّةَ اَصْحَابِكَ فَاِنَّكُمْ اِنْ تُخْفِرُوْا ذِمَمَكُمْ وَذِمَمَ اَصْحَابِكُمْ اَهْوَنُ مِنْ اَنْ تُخْفِرُوْا ذِمَّةَ اللّٰهِ وَذِمَّةَ رَسُوْلِهٖ وَاِنْ حَاصَرْتَ اَهْلَ حِصْنٍ فَاَرَادُوْكَ اَنْ تُنْزِلَهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ فَلَا تُنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَنْزِلْهُمْ عَلٰى حُكْمِكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَتُصِيْبُ حُكْمَ اللّٰهِ فِيْهِ اَمْ لَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

مُثلہ نہ کرو (یعنی مقتول کے ہاتھ پاؤں ناک کان نہ کاٹو) اور چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرو۔ اور جب تو (اے امیر!) اپنے مشرک دشمنوں سے ملے تو ان کو تین چیزوں کی دعوت دے پھر ان تین باتوں میں سے جس کو وہ مان لیں تو بھی منظور کر لے اور (لڑائی سے باز رہ)۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دے اگر وہ مان لیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو تو بھی قبول کر لے اور (لڑائی سے) باز رہ' پھر ان کو اپنے ملک (یعنی دارالحرب) سے دارالمہاجرین (یعنی دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ) منتقل ہونے کی دعوت دے اور ان کو یہ بھی بتا دے کہ اگر وہ ایسا کریں (یعنی مدینہ منورہ ہجرت کر کے آ جائیں) تو وہ ان تمام حقوق کے مستحق ہوں گے جو مہاجرین کے لیے ہیں اور ان پر وہ ذمہ داریاں بھی عائد ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں (یعنی جہاد) اور اگر وہ اپنے ملک سے (دارالاسلام یعنی مدینہ منورہ) منتقل ہونے سے انکار کریں تو ان کو آگاہ کر دے کہ ان کا معاملہ دیہاتی مسلمانوں کے مانند ہوگا اور ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم جاری ہوگا جو عام مسلمانوں پر جاری ہے اور ان کو مالِ غنیمت اور فیئی سے کوئی حصہ نہیں ملے گا' تاوقتیکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ رہ کر جہاد نہ کریں' اگر وہ (اسلام قبول کرنے سے) انکار کریں تو ان سے جزیہ طلب کر' اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو تم بھی اس کو منظور کر لو اور (لڑائی سے) باز رہو اور اگر وہ (جزیہ دینے سے بھی) انکار کر دیں تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور لڑو' اور جب تو کسی قلعہ والوں (یا بستی والوں) کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ چاہیں تو تو انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ نہ دے بلکہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی پناہ دے' اس لیے کہ تم اور تمہارے ساتھیوں سے عہد شکنی ہو جائے تو بہتر ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی پناہ ٹوٹے' اور جب تو کسی قلعہ والوں کا محاصرہ کرے اور وہ تجھ سے چاہیں کہ تو ان کو اللہ تعالیٰ کے حکم پر باہر نکالے تو تو ان کو اللہ کے حکم پر مت نکال بلکہ تو ان کو اپنے حکم پر نکال' اس لیے کہ تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم (یعنی مرضی) تک تیری رسائی ہوئی ہے یا نہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَقُلْنَا قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَكُوْنُ لَهُمْ فِي الْغَنِيْمَةِ وَالْفَيْءِ شَيْءٌ مَّنْسُوْخٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاِنَّمَا كَانَ فِيْ اَوَائِلِ الْاِسْلَامِ.

ہم کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایسے عرب جو جہاد کے موقع پر اسلام قبول کرنے کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر کے نہ آئیں' ان کو مالِ غنیمت اور فیئی سے حصہ نہیں ملے گا' امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ حکم اب منسوخ ہے (اس لیے کہ اب فتح مکہ کے بعد پورا عرب دارالاسلام بن چکا ہے اور

ہجرت ختم ہوگئی) اور یہ حکم اوائلِ اسلام میں تھا۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُمُ الْجِزْيَةَ اَىْ لَمْ يَكُوْنُوْا مُرْتَدِّيْنَ وَلَا مُشْرِكِي الْعَرَبِ فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ اِلَّا الْاِسْلَامُ اَوِ السَّيْفُ.

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مشرکین سے اسلام قبول نہ کرنے پر جزیہ لیا جائے لیکن عرب کے مشرکین سے اور اسی طرح مرتدین سے جزیہ نہیں لیا جائے گا' ان کو یا تو اسلام قبول کرنا پڑے گا یا پھر ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس کی صراحت شیخ ابن الہمام نے کی ہے (اور یہی مذہب حنفی ہے)۔

بَابٌ

جنگ کی تمنا نہ کرنے اور لڑائی کے دوران صبر اور استقامت سے رہے

٥١٤١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَعْضِ اَيَّامِهِ الَّتِىْ لَقِىَ فِيْهَا الْعَدُوَّ اِنْتَظَرَ حَتّٰى مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِى النَّاسِ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ فَاِذَا لَقِيْتُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ وَمُجْرِىَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا جن دنوں میں دشمن سے مقابلہ ہوا تو آپ نے (زوالِ آفتاب کا) انتظار فرمایا' یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا' پھر آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی آرزو مت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو' پھر جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو (یعنی استقلال سے لڑو) اور یقین کرو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر حضور نے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! قرآن کے اتارنے والے اور بادلوں کے چلانے والے اور (کافروں کی) جماعت کو شکست دینے والے! ان کو شکست دے اور اُن کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

صبح اگر لڑائی کا آغاز نہ ہوتا تو حضور ظہر تک انتظار فرماتے

٥١٤٢ - وَعَنِ النُّعْمَانِ ابْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلِ الْقِتَالَ اَوَّلَ النَّهَارِ اِنْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْاَرْوَاحُ وَتَحْضُرَ الصَّلٰوةُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک رہا ہوں' اگر حضور دن کی ابتدائی ساعتوں میں لڑائی شروع نہ فرماتے تو انتظار فرماتے یہاں تک کہ ہوائیں چلتیں اور نمازِ ظہر کا وقت آ جاتا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٤٣ - وَعَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ اِنْتَظَرَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَتَهُبَّ الرِّيَاحُ وَيَنْزِلَ النَّصْرُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) شریک رہا ہوں' اگر حضور دن کی ابتدائی ساعتوں میں لڑائی شروع نہ فرماتے تو انتظار فرماتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور ہوائیں چلیں اور (اللہ تعالیٰ کی) مدد اُترے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اوقاتِ نماز میں لڑائی سے رُکے رہنے کی حکمت

٥١٤٤ - وَعَنْ قَتَادَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ أَمْسَكَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَاتَلَ فَإِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ أَمْسَكَ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ قَاتَلَ حَتَّى الْعَصْرِ ثُمَّ أَمْسَكَ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ يُقَاتِلُ قَالَ قَتَادَةُ كَانَ يُقَالُ عِنْدَ ذٰلِكَ تَهِيْجُ رِيَاحُ النَّصْرِ وَيَدْعُو الْمُؤْمِنُوْنَ لِجُيُوْشِهِمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ' حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا ہے' جب صبح صادق ظاہر ہوتی تو آپ (لڑائی سے) رُک جاتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا' پھر جب آفتاب بلند ہوتا تو آپ لڑائی کا آغاز فرماتے' پھر جب نصف النہار کا وقت ہوتا تو آپ (لڑائی سے) رُک جاتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا' پھر جب سورج ڈھل جاتا تو آپ لڑائی (شروع کرتے اور) عصر تک جاری رکھتے' پھر (لڑائی سے) رُک جاتے یہاں تک کہ نمازِ عصر سے فارغ ہوتے پھر (نماز کے بعد) لڑائی جاری رکھتے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ کہا جاتا تھا (یعنی صحابہ کرام فرماتے تھے) کہ اس میں (حکمت) یہ تھی کہ (ان اوقات میں) نصرت (خداوندی) کی ہوائیں چلتی ہیں اور مسلمان اپنی اپنی نمازوں میں اپنے لشکروں کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد کے وقت حضور دشمن کی بستی سے اذان سنتے تو لڑائی سے رُک جاتے

٥١٤٥ - وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَابِنَا قَوْمًا لَّمْ يَكُنْ يَّغْزُوْبِنَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ إِلَيْهِمْ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَإِنْ لَّمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ عَلَيْهِمْ قَالَ فَخَرَجْنَا إِلٰى خَيْبَرَ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ لَيْلًا فَلَمَّا أَصْبَحَ وَلَمْ يَسْمَعْ أَذَانًا رَّكِبَ وَرَكِبْتُ خَلْفَ أَبِيْ طَلْحَةَ وَإِنَّ قَدَمِيْ لَتَمَسُّ قَدَمَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَخَرَجُوْا إِلَيْنَا بِمَكَاتِلِهِمْ وَمَسَاحِيْهِمْ فَلَمَّا رَأَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَلَجَئُوْا إِلَى الْحِصْنِ فَلَمَّا رَاٰهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر ہمارے ساتھ جہاد فرماتے تو حملہ نہیں فرماتے تھے' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی اور ان کے لیے تامل فرماتے (کہ شاید وہاں مسلمان ہوں)' پس اگر آپ اذان سنتے تو ان سے (لڑنے سے) رُک جاتے اور اگر اذان نہ سنتے تو ان پر حملہ کر دیتے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور رات کے وقت ان کے پاس پہنچے' اور جب صبح ہوئی اور حضور نے اذان نہ سنی تو آپ سوار ہوئے اور میں بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار ہو گیا اور (سواریوں کی قربت کی وجہ سے) میرا پیر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم سے چھو رہا تھا۔ راوی نے کہا کہ وہ (اہلِ خیبر) پھاوڑے اور تھیلوں کے ساتھ (اپنے نخلستانوں کو جانے کے لیے) نکلے' جب انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو (حضور کے اچانک پہنچنے پر) کہنے لگے: محمد! اللہ کی قسم! محمد! اور ان کا لشکر (آ پہنچا)' پھر وہ (واپس ہو کر) قلعہ بند ہو گئے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (کا یہ حال) دیکھا تو فرمایا: اللہ اکبر! اللہ اکبر! برباد ہوا خیبر! جب ہم کسی قوم (کے مقابل) میدان میں اترتے ہیں تو (اس قوم کی) صبح ان کے حق میں بڑی منحوس (اور تباہ کن) ہوتی ہے' جن کو قبل ازیں ڈرایا جا چکا ہو (اور ان لوگوں نے نہ مانا جس کی وجہ

46/46

سے ان پر عذابِ الٰہی نازل ہوا)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دارالکفر میں کسی قوم کو اذان دیتے ہوئے سنے تو اس پر حملہ نہ کرے اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اذان شعائرِ اسلام ہے اور اذان جب سے مشروع ہوئی ہے اس وقت سے لے کر حضور ﷺ کی وفات تک کسی وقت ترک نہیں ہوئی، اسی وجہ سے کسی علاقہ کے مسلمان اگر اذان ترک کر دیں تو سلطان ان سے قتال کرے۔ یہ مرقات میں مذکور ہے اور اشعۃ اللمعات میں امام نووی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت نعرۂ تکبیر یعنی اللہ اکبر کا کہنا مستحب ہے۔

بَابٌ

قول یا فعل سے اسلام ظاہر ہو تو لڑائی سے رک جائیں

٥١٤٦ - وَعَنْ عِصَامِ الْمُزَنِيِّ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَقَالَ إِذَا رَأَيْتُمْ مَسْجِدًا أَوْ سَمِعْتُمْ مُؤَذِّنًا فَلَا تَقْتُلُوْا أَحَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت عصام مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے (جہاد کے لیے) ایک چھوٹے سے لشکر میں بھیجا اور فرمایا کہ جب تم (دارالکفر میں) مسجد کو دیکھو یا مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْقِتَالِ فِي الْجِهَادِ

جہاد میں (کفار سے) لڑنے کی ترغیب اور اس کے ثواب کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا إِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَأْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ (الانفال: ١٥-١٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! میدانِ جنگ میں کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو تم ان سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اور جو شخص ایسے موقع پر (کافروں کے مقابلہ میں) پیٹھ پھیر کر بھاگے گا تو سوائے اس شخص کے (یعنی یہ وعید اس شخص سے متعلق نہیں ہوگی) جو لڑائی میں کسی مصلحت کی وجہ سے یا اپنی فوج سے ملنے کے لیے پلٹے، وہ اللہ کے غضب میں آ گیا اور (آخر کار) اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے۔

بَابٌ

صحابہ کے شوقِ شہادت کی ایک مثال

٥١٤٧ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد کے موقع پر ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میں اس جنگ میں مارا جاؤں تو میرا مقام کہاں ہوگا؟ حضور نے ارشاد فرمایا: جنت میں (رہو گے) تو انہوں نے اپنے ہاتھ کی کھجوروں کو پھینک دیا، پھر لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

توریہ کا جواز

٥١٤٨ - وَعَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو دوسرے غزوہ سے توریہ فرماتے

اِلَّا وَرّٰی بِغَیْرِهَا حَتّٰی کَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ یَعْنِیْ غَزْوَةَ تَبُوْكَ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَرٍّ شَدِیْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِیْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا کَثِیْرًا فَجَلّٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ اَمْرَهُمْ لِیَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِیْ یُرِیْدُ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ لٰکِنَّ اللَّفْظَ لِلْبُخَارِیِّ.

(توریہ یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جس مقام پر آپ کو جانا ہوتا' اس مقام کی بجائے دوسرے مقام کے حالات دریافت فرماتے جیسے مکہ معظمہ جانا ہوتا تو خیبر کے حالات دریافت فرماتے) یہاں تک کہ جب آپ نے یہ غزوہ یعنی غزوۂ تبوک کا ارادہ فرمایا' سخت گرمی کا موسم تھا اور طویل سفر' بے آب وگیاہ صحرا اور دشمنوں کی کثرت کا سامنا تھا' پس آپ نے مسلمانوں کو اس غزوہ (کے احوال) واضح فرما دیئے' تا کہ صحابہ کرام اپنے اسباب جہاد فراہم کرلیں۔ اسی لیے آپ نے صحابہ کو (قبل ازیں) اپنی منزل مقصود سے واقف فرمایا' جدھر کا آپ کا ارادہ تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے' لیکن الفاظ بخاری کے ہیں۔

بَابٌ

جنگ میں مکر جائز ہے

٥١٤٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنگ ایک قسم کا مکر ہے (یعنی ایسی خفیہ تدبیر کرنا جس سے دشمن غافل رہے)۔ اس حدیث کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

میدانِ جنگ میں خواتین کی خدمات

٥١٥٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَغْزُوْ بِاُمِّ سُلَیْمٍ وَّنِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَعَهٗ اِذَا غَزَا یَسْقِیْنَ الْمَاءَ وَیُدَاوِیْنَ الْجَرْحٰی رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لیے تشریف لے جاتے تو حضرت اُم سلیم اور انصار کی چند خواتین کو ساتھ لے جاتے اور جب آپ جہاد میں مصروف رہتے تو یہ خواتین (مجاہدین کو) پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٥١ - وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ قَالَتْ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَخْلُفُهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ فَاَصْنَعُ لَهُمُ الطَّعَامَ وَاُدَاوِی الْجَرْحٰی وَاَقُوْمُ عَلَی الْمَرْضٰی رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں حصہ لیا ہے۔ میں مجاہدین کے ڈیروں میں پیچھے رہتی' ان کے لیے کھانا پکاتی' زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کی دیکھ بھال کرتی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

میدانِ جہاد میں بڑوں کو قتل کرنے اور چھوٹوں کو زندہ رکھنے کا حکم

٥١٥٢ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتُلُوْا شُیُوْخَ الْمُشْرِکِیْنَ وَاسْتَحْیُوْا شَرْخَهُمْ اَیْ صِبْیَانَهُمْ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: (میدانِ جہاد میں) بڑی عمر والے مشرکین (جو قوی اور صاحب رائے ہوں) ان کو قتل کرو اور چھوٹی عمر والے یعنی بچوں کو زندہ

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

رکھو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جہاد پر روانگی کے وقت حضور کی مجاہدین کو ہدایات

٥١٥٣ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْطَلِقُوْا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا فَانِيًا وَّلَا طِفْلًا صَغِيْرًا وَّلَا اِمْرَاَةً وَّلَا تَغُلُّوْا وَضُمُّوْا غَنَائِمَكُمْ وَاَصْلِحُوْا وَاَحْسِنُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (صحابہ کرام کو جہاد پر روانہ کرتے تو فرماتے:) اللہ تعالیٰ کے نام اور اس کی توفیق سے اور رسول اللہ کے دین پر (جہاد کے لیے) نکلو (اور آپ نے یہ بھی فرمایا:) شیخ فانی (یعنی ایسے بوڑھے کو جو لڑنے اور رائے دینے کے قابل نہ ہو) اور چھوٹے بچے (جو نابالغ ہوں) اور عورت کو (جو بادشاہ نہ ہو اور صاحب رائے نہ ہو) قتل نہ کرو اور (مال غنیمت میں) خیانت نہ کرو اور اپنے مال غنیمت کو جمع کرو اور (کفار کے مقابلہ میں) اپنے اندرونی جھگڑوں میں صلح کرلو اور نیکی کرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جنگ کے دوران شب خون کے موقع پر عورتیں اور بچے زد میں آ جائیں تو کوئی حرج نہیں

٥١٥٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ہے (بشرطیکہ وہ لڑائی میں حصہ نہ لیں)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَهْلِ الدِّيَارِ يُبَيَّتُوْنَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُصَابُ مِنْ نِّسَائِهِمْ وَذَرَارِيْهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ هُمْ مِنْ اٰبَائِهِمْ.

اور بخاری اور مسلم کی ایک اور روایت میں حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے ایسے گھر والوں کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ جن پر شب خون مارا جاتا ہے تو اس میں ان کی عورتیں اور بچے بھی مارے جاتے ہیں تو آپ نے جواب دیا: وہ (عورتیں اور بچے بھی) ان ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ اپنے باپ دادا کے تابع ہیں۔

ف: واضح ہو کہ شب خون یعنی رات میں مجاہدین کے حملہ کے دوران اگر عورتیں اور بچے زد میں آ جاتے ہوں تو کوئی حرج نہیں اس لیے کہ یہ بھی دشمنوں میں داخل ہیں البتہ بالارادہ عورتوں اور بچوں کا قتل جب کہ وہ لڑائی میں حصہ نہ لیتے ہوں درست نہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

بَابٌ

لڑائی میں حصہ نہ لینے والے مزدور اور عورتوں کو قتل نہ کیا جائے

٥١٥٥ - وَعَنْ رَبَاحِ ابْنِ الرَّبِيْعِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَرَاَى النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى شَيْءٍ فَبَعَثَ رَجُلًا

حضرت رباح ابن الربیع رضی اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے دیکھا کہ ایک چیز پر لوگ جمع ہو رہے ہیں آپ نے ایک آدمی بھیجا اور فرمایا: دیکھ (آؤ!) وہاں

فَقَالَ انْظُرْ عَلٰی مَا اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ فَجَاءَ فَقَالَ عَلٰی امْرَاَةٍ قَتِيْلٍ فَقَالَ مَا كَانَتْ هٰذِهٖ لِتُقَاتِلَ وَعَلَى الْمُقَدَّمَةِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَبَعَثَ رَجُلًا فَقَالَ قُلْ لِخَالِدٍ لَا تَقْتُلْ امْرَاَةً وَّلَا عَسِيْفًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

لوگ کیوں جمع ہیں؟ وہ شخص واپس آیا اور کہا: ایک مقتول عورت پر (جمع ہیں)' آپ نے فرمایا: یہ تو لڑتی نہ تھی (کیوں قتل کر دی گئی)؟ اور (اس وقت) فوج کے اگلے حصہ پر حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے۔ حضور نے ان کے پاس ایک شخص کو روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ خالد سے کہہ دو کہ وہ (جہاد میں) کسی عورت اور مزدور کو قتل نہ کریں (بشرطیکہ یہ لوگ لڑائی میں حصہ نہ لیتے ہوں)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دورانِ جہاد دشمنوں کے باغات کا کاٹنا اور جلانا درست ہے

۵۱۵۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ نَخْلَ بَنِى النَّضِيْرِ وَحَرَّقَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ وَّهَانَ عَلٰى سُرَاةِ بَنِىْ لُؤَىٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ وَفِىْ ذٰلِكَ نَزَلَتْ (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹنے اور ان کو جلا دینے کا حکم دیا (کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کی تھی اور آپ کو ہلاک کرنے کی سازش کی تھی) چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے (شعر) کہا (جس کا ترجمہ یہ ہے): بنولؤی (یعنی سردارانِ قریش) پر بُوَیرہ کا پھیلا ہوا (نخلستان جو مدینہ کے قریب ایک موضع تھا) اس کا جلانا آسان ہو گیا اور اس بارے میں (آیت) نازل ہوئی: تمہارا درختوں کو کاٹنا یا (ان کو کاٹے بغیر) ان کی جڑوں پر چھوڑ دینا (یہ دونوں) اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۱۵۷ - وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اُسَامَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَهِدَ اِلَيْهِ قَالَ اَغِرْ عَلٰى اُبْنٰى صَبَاحًا وَّحَرِّقْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تاکید کی تھی کہ وہ مقام اُبنٰی (جو فلسطین میں واقع ہے) صبح کے وقت (جبکہ دشمن غفلت میں ہوں' اچانک) ان پر حملہ کر دے اور (ان کی کھیتیوں' درختوں اور گھروں کو) جلا دے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

منکرینِ اسلام پر غفلت میں حملہ کیا جا سکتا ہے

۵۱۵۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْنٍ اَنَّ نَافِعًا كَتَبَ اِلَيْهِ يُخْبِرُهٗ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغَارَ عَلٰى بَنِى الْمُصْطَلِقِ غَارِّيْنَ فِىْ نَعَمِهِمْ بِالْمُرَيْسِيْعِ فَقَتَلَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو تحریراً یہ اطلاع دی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر مقام مُرَیسیع میں اس حال میں حملہ کیا' جبکہ وہ لوگ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال کی وجہ سے (اس حملہ سے) غافل تھے۔ آپ نے لڑنے کے قابل مردوں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا (اس لیے ان کو پہلے سے دعوتِ اسلام دی جا چکی تھی)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ل مکہ اور مدینہ کے درمیان قدید کے قریب ایک چشمہ تھا۔ ۱۲

بَابٌ
جنگ بدر میں تیر اندازی کے بارے میں حضور کی ہدایات

۵۱۵۹ - وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا یَوْمَ بَدْرٍ حِیْنَ صَفَفْنَا لِقُرَیْشٍ وَّصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِالنَّبْلِ.

حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے دن جب ہم (مقابلہ کے لیے) قریش کے سامنے اور قریش ہمارے سامنے صف آراء ہوئے تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جب وہ تم سے (اتنے) قریب آ جائیں (کہ تمہارے تیر ان پر کارگر ہو سکیں تو) تم ان پر تیر چلاؤ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَکُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ جب وہ تمہارے قریب آ جائیں تو ان پر تیر چلاؤ (لیکن اس احتیاط سے کہ) تیر (ختم نہ ہوں) اور تیروں کا ذخیرہ باقی رہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
جنگ میں تلوار استعمال کرنے کا موقع

۵۱۶۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ اِذَا اَکْثَبُوْکُمْ فَارْمُوْهُمْ وَلَا تَسُلُّوا السُّیُوْفَ حَتّٰی یَغْشُوْکُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ (مشرکین) جب تمہارے قریب آ جائیں (اور وہ تیروں کی زد میں ہوں) تو اُن پر تیر چلاؤ اور تلواروں کو اس وقت تک نہ نکالو یہاں تک کہ وہ تمہارے روبرو ہو جائیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
غزوۂ بدر کے موقع پر حضور کی حکمتِ عملی

۵۱۶۱ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ عَبَّانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِبَدْرٍ لَیْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو غزوۂ بدر کے موقع پر (لڑائی کے لیے) رات ہی سے تیار کر دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
شب خون کے موقع پر شِعار مقرر کرنے کی ہدایت

۵۱۶۲ - وَعَنِ الْمُهَلَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنْ بَیَّتَکُمُ الْعَدُوُّ فَلْیَکُنْ شِعَارُکُمْ حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت مہلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوۂ خندق کے موقع پر) فرمایا کہ اگر دشمن تم پر شب خون مارے تو تمہارا شعار (یعنی ایک دوسرے کی شناخت) ''حٰمٓ لَا یُنْصَرُوْنَ'' ہو (یعنی تم آپس میں شناخت کے لیے یہ الفاظ کہا کرو)۔ اس حدیث کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جنگ کے موقع پر سپاہی اپنے درمیان ایک بولی مقرر کر لیتے ہیں تاکہ اپنے اور پرایوں میں تمیز ہو سکے اس کو آج کل فوجی اصطلاح میں Code Word کہتے ہیں۔ چنانچہ اس حدیث شریف میں شِعار کا جو لفظ استعمال کیا گیا ہے اس سے یہی مراد ہے۔ ۱۲

بَابٌ

شِعار کے بعض کلمات

٥١٦٣ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ شِعَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ عَبْدَ اللهِ وَشِعَارُ الْأَنْصَارِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (جہاد کے ایک موقع پر ایک دوسرے کی پہچان کے لیے) مہاجرین کا شعار عبداللہ اور انصار کا شعار عبدالرحمٰن تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٦٤ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ أَبِي بَكْرٍ زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيَّتْنَاهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَكَانَ شِعَارُنَا تِلْكَ اللَّيْلَةِ أَمِتْ أَمِتْ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم نے جہاد کیا اور (کافروں پر) شب خون مارا اور ان کو قتل کیا اور اس رات ہمارا شعار کلمہ اَمِتْ اَمِتْ[1] تھا (یعنی خداوند دشمنوں کو مار دے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] یہ شِعار غزوۂ بدر کے دن اختیار کیا گیا تھا۔

بَابٌ

لڑائی میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کی بجائے شور وغل مکروہ ہے

٥١٦٥ - وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُوْنَ الصَّوْتَ عِنْدَ الْقِتَالِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت قیس بن عبادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ لڑائی کے وقت شور وغل کو مکروہ سمجھتے تھے (بلکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جنگِ بدر میں حضرت حمزہ اور حضرت علی کے کارنامے

٥١٦٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ تَقَدَّمَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَأَخُوْهُ فَنَادٰى مَنْ يُّبَارِزُ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ مَنْ أَنْتُمْ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكُمْ إِنَّمَا أَرَدْنَا بَنِيْ عَمِّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ يَا حَمْزَةُ قُمْ يَا عَلِيُّ قُمْ يَا عُبَيْدَةَ ابْنَ الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ حَمْزَةُ إِلٰى عُتْبَةَ وَأَقْبَلْتُ إِلٰى شَيْبَةَ وَاخْتَلَفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيْدِ ضَرْبَتَانِ فَأَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے موقع پر (کفارِ قریش میں سے) عُتبہ بن ربیعہ (مقابلہ کے لیے) آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور اس کا بھائی (بھی) نکلا' اور عُتبہ نے للکارا کہ کون ہے جو ہمارے مقابلہ میں آئے' (یہ سن کر) انصار کے کئی نوجوان (مقابلہ کے لیے میدان میں) نکل آئے' عتبہ نے پوچھا: تم کون ہے؟ انہوں نے اس کو جواب دیا: (ہم انصارِ رسول ہیں)' اس نے کہا: ہم کو تمہاری ضرورت نہیں (یعنی ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے)' ہم تو اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنا چاہتے ہیں' (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اے حمزہ! کھڑے ہو جاؤ! اے علی! اور اے عبیدہ بن حارث! تم بھی اٹھ جاؤ! حضرت حمزہ عُتبہ کی طرف لپکے (اور اس کو قتل کر دیا)۔ (حضرت علی فرماتے ہیں کہ) میں شیبہ کی طرف بڑھا (اور اس کو قتل کر دیا) اور حضرت عبیدہ اور ولید کے درمیان تلواریں چلیں اور دونوں نے ایک دوسرے کو زخمی کر دیا اور ہم دونوں نے ولید پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہ کو (زخمی حالت میں) اٹھا لائے۔ اس کی روایت

امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بغرضِ مصلحت میدانِ جنگ سے لوٹ آنا گناہ نہیں

٥١٦٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَحَاصَ النَّاسُ حَيْصَةً فَاَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاخْتَفَيْنَا بِهَا وَقُلْنَا هَلَكْنَا ثُمَّ اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ قَالَ بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ وَاَنَا فِئَتُكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک لشکر میں بھیجا' لوگ بھاگنے لگے اور ہم مدینہ آ کر (شرم کے مارے) چھپ گئے اور (دل میں) کہنے لگے کہ ہم تو ہلاک ہو گئے' پھر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہم بھاگنے والوں میں ہیں' (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: (ایسا نہیں!) بلکہ تم تو پیچھے ہٹ کر حملہ کرنے والوں میں سے ہو اور میں تمہارا پشت پناہ ہوں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَنَحْوِهٖ وَقَالَ لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ قَالَ فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ فَقَالَ اَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِيْنَ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اسی طرح مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: بلکہ تم پیچھے ہٹ کر حملہ کرنے والوں میں سے ہو۔ راوی نے (یہ بھی) کہا کہ ہم (حضور سے) قریب ہوئے اور آپ کے دست مبارک کو بوسا دیا تو آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کا پشت پناہ ہوں۔

بَابٌ

جہاد کے موقع پر حضور نے منجنیق استعمال فرمائی

٥١٦٨ - وَعَنْ ثَوْبَانَ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصَبَ الْمَنْجَنِيْقَ عَلٰى اَهْلِ الطَّائِفِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا.

حضرت ثوبان بن یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل طائف (کے مقابلہ کے موقع) پر منجنیق نصب فرمائی۔ اس کی روایت ترمذی نے مرسلاً کی ہے۔

بَابُ حُكْمِ الْاُسَرَاءِ

(جنگی) قیدیوں کے بارے میں احکام کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مشرکین کو تم جہاں پاؤ قتل کر دو (جبکہ وہ عہد شکنی کریں اور حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں)۔

بَابٌ

ایمان لانے والے قیدیوں کے جنت میں داخل ہونے کی نوعیت

٥١٦٩ - عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُقَادُوْنَ اِلَى الْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بے انتہاء خوش ہوتے ہیں' ایسے لوگوں سے جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے جنت کی طرف کشاں کشاں لے جائے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: اس حدیث کی توضیح میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ غیر مسلم قیدی زنجیروں میں جکڑے ہوئے دارالاسلام میں داخل کیے جاتے ہیں' پھر اللہ تعالیٰ ان کو ایمان نصیب فرماتا ہے اور اسلام کی وجہ سے یہ زنجیروں والے قیدی جنت میں

داخل ہوں گے اور یہ منظر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ ۱۲

بَابٌ
جاسوسوں کی اقسام اور ان کی سزائیں

۵۱۷۰ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلْتُهٗ فَنَفَّلَنِيْ سَلَبَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشرکوں کا ایک جاسوس آیا اور اس وقت آپ سفر میں تھے تو وہ (تھوڑی دیر) آپ کے صحابہ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ (چپکے سے) کہیں چلا گیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ڈھونڈو اور قتل کر دو۔ (حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ) میں نے اس کو (ڈھونڈ کر) قتل کر ڈالا تو حضور نے اس کا پورا سامان (یعنی زرہ، سواری اور کپڑے وغیرہ) مجھے دے دیئے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

قُلْنَا هٰذَا التَّنْفِيْلُ وَاقِعَةُ حَالٍ لَيْسَ شَرْعًا عَامًّا لَّازِمًا عِنْدَنَا.

ہم کہتے ہیں کہ ''تنفیل'' یعنی جہاد کے موقع پر قاتل کو مقتول کو پورا سامان دے دینا، ایک خصوصی واقعہ ہے، ہمارے نزدیک شریعت کا عام اور لازمی حکم نہیں (یعنی یہ احناف کا قول ہے)۔

ف: واضح ہو کہ اگر جاسوس دار الحرب کا کافر ہو تو اس کے قتل پر سارے ائمہ کا اجماع ہے، اور اگر جاسوس ذمی ہو یا معاہد تو امام مالک اور امام اوزاعی کا قول ہے کہ چونکہ اس نے عہد شکنی کی ہے، اس لیے امام اس کو غلام بنا دے اور اس کا قتل بھی جائز ہے اور جمہور کا قول یہ ہے کہ ایسا جاسوس صرف اس صورت میں عہد شکن ہوگا جبکہ پہلے سے اس قسم کی شرط لگا دی گئی تھی۔

اور اگر جاسوس مسلمان ہو تو امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور بعض مالکی فقہاء کا قول ہے کہ امام اپنی رائے کے مطابق اس کو سزا دے، قتل نہ کرے، البتہ علامہ ماجشون کا قول یہ ہے کہ ایسا مسلمان جاسوس جو مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے کا عادی ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ (عمدۃ القاری) ۱۲

ف: اس حدیث میں ''تنفیل'' کا ذکر ہے، ''تنفیل'' یہ ہے کہ جہاد میں قاتل کو مقتول کا پورا ساز و سامان دے دیا جائے، اس بارے میں عالمگیری میں لکھا ہے کہ ''تنفیل'' کا استحقاق قاتل کو اس وقت ہوگا جبکہ امام قبل ازیں اس بات کا اعلان کر دے۔ (فتح القدیر اور بنایہ) ۱۲

بَابٌ
جاسوس مقتول کا مال قاتل کو دلانے کا ایک واقعہ

۵۱۷۱ - وَعَنْهُ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوَازِنَ فَبَيْنَا نَحْنُ نَتَضَحّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ فَاَنَاخَهٗ وَجَعَلَ يَنْظُرُ وَفِيْنَا ضَعَفَةٌ وَّرِقَّةٌ مِّنَ الظَّهْرِ وَبَعْضُنَا مُشَاةٌ اِذْ خَرَجَ يَشْتَدُّ فَاَتٰى جَمَلَهٗ فَاَثَارَهٗ فَاشْتَدَّ بِهِ الْجَمَلُ فَخَرَجْتُ اَشْتَدُّ حَتّٰى اَخَذْتُ بِخِطَامِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قبیلۂ ہوازن سے جہاد پر تھے (یہ آٹھ ہجری کا واقعہ ہے)، اس حالت میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک سرخ اونٹ پر سوار ایک شخص آیا اور اس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا اور (اِدھر اُدھر) دیکھنے لگا یعنی جائزہ لینے لگا، اور اس وقت ہم تھکے ماندے تھے اور (ہمارے پاس) سواریاں کم تھیں اور ہم میں بعض پیادہ (بھی) تھے، (یہ دیکھ کر) وہ دوڑتا ہوا نکلا اور اپنے اونٹ کے پاس پہنچا (اس پر سوار ہوا اور)

الْجَمَلِ فَاَنَخْتُهٗ ثُمَّ اخْتَرَطْتُ سَيْفِيْ فَضَرَبْتُ رَأْسَ الرَّجُلِ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَمَلِ اَقُوْدُهٗ عَلَيْهِ رِحْلُهٗ وَسِلَاحُهٗ فَاسْتَقْبَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ قَالُوْا ابْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ لَهٗ سَلَبُهٗ اَجْمَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اونٹ کو کھڑا کر کے تیزی کے ساتھ اونٹ کو دوڑانے لگا۔ (یہ دیکھ کر) میں (اس کے تعاقب میں) دوڑا' یہاں تک کہ اس کے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور اس کو بٹھا دیا' پھر اپنی تلوار کھینچ کر اس آدمی کے سر پر ماری (اور وہ ہلاک ہو گیا) پھر اس اونٹ کو اس کے سامان اور ہتھیار کے ساتھ واپس لایا' (کیا دیکھتا ہوں کہ) حضور ﷺ اور صحابہ بھی (میرے انتظار میں) آگے تشریف لا رہے ہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ اس (جاسوس) شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ ابن الاکوع (اس کے قاتل ہیں)' حضور نے فرمایا کہ اس کا پورا سامان انہی کا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

بنو قریظہ کے بارے میں حضرت سعد ابن معاذ کا ایک تاریخی فیصلہ

٥١٧٢ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ فَجَاءَ فَجَلَسَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ قَالَ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ اَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَاَنْ تُسْبَى الذُّرِّيَّةُ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ بِحُكْمِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ بنو قریظہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کرنے (کا وعدہ کر کے قلعہ سے) اترے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو بلوایا تو وہ ایک گدھے پر (سوار ہو کر) آئے' (اس لیے کہ ان کا پیر غزوۂ خندق میں زخمی ہو گیا تھا)' جب وہ قریب آئے تو رسول اللہ ﷺ نے (انصار کو) حکم دیا کہ تم اپنے سردار کے (استقبال کے) لیے اٹھو' حضرت سعد آئے اور بیٹھ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے (اُن سے) فرمایا کہ یہ لوگ یعنی بنی قریظہ تمہارے فیصلہ (کو ماننے کا وعدہ کر کے قلعہ سے) باہر آئے ہیں۔ تب حضرت سعد نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ لڑنے کے قابل لوگوں کو قتل کیا جائے' اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے' (یہ سن کر) حضور نے فرمایا کہ تم نے خدائی فیصلہ کیا ہے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ (تم نے) اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ (بنو قریظہ کا واقعہ ۵ ہجری کا ہے)

ف: ردالمختار میں لکھا ہے کہ صاحب فضیلت کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز ہے' اور قنیہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی صاحب فضیلت مسجد میں آئے تو مسجد میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا تعظیماً کھڑا ہونا اور اسی طرح قرآن پڑھنے والے کا بھی صاحب فضیلت کے آنے پر کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے۔

علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حقیقت میں وہ قیام ممنوع ہے کہ ایک شخص بیٹھا رہے اور لوگ اس کے سامنے اس وقت تک کھڑے رہیں جب تک کہ وہ بیٹھا رہے۔ (حاشیہ مشکوۃ) ۱۲

ف: اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حَکَم بنایا'

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان اپنے نزاعی معاملات حَکَم یعنی ثالثی کے ذریعہ طے کر سکتے ہیں۔ اس پر سارے علماء کا اتفاق ہے۔ (عمدۃ القاری ٗہدایہ) ۱۲

ف: واضح ہو کہ قیدیوں کے بارے میں تمام تر اختیارات امیر کو حاصل رہیں گے: (۱) قیدی اگر اسلام قبول نہ کرے تو امیر چاہے تو اس کو قتل کر سکتا ہے ٗ اس لیے کہ باغی قیدیوں کے قتل سے بغاوت کا مادہ مٹ جاتا ہے (۲) امیر چاہے تو قیدیوں کو غلام بھی بنا سکتا ہے ٗ اس لیے کہ ایسے مفسدین کا قید کرنا مسلمانوں کے لیے امن کا سبب ہوتا ہے (۳) امیر چاہے تو ان کو ذمی رعایا کی حیثیت سے آزاد بھی کر سکتا ہے۔

اور اگر قیدی قید ہونے کے بعد اسلام قبول کر لیں تو ان کو قتل نہیں کیا جائے گا ٗ البتہ ان کو غلام بنایا جا سکتا ہے اور اگر یہ لوگ گرفتاری سے قبل اسلام قبول کر لیں ٗ اُن کو غلام نہیں بنایا جائے گا بلکہ وہ احرار کی حیثیت سے رہیں گے۔ یہ مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

نابالغ قیدی کو قتل نہ کیا جائے

٥١٧٣ - وَعَنْ عَطِيَّةَ الْقُرَظِيِّ قَالَ كُنْتُ فِيْ سَبْيِ قُرَيْظَةَ عُرِضْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانُوْا يَنْظُرُوْنَ فَمَنْ اَنْبَتَ الشَّعْرَ قُتِلَ وَمَنْ لَّمْ يُنْبِتْ لَمْ يُقْتَلْ فَكَشَفُوْا عَانَتِيْ فَوَجَدُوْهَا لَمْ تُنْبِتْ فَجَعَلُوْنِيْ فِي السَّبْيِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عطیہ قُرظی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ٗ وہ فرماتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قیدیوں میں (شامل) تھا اور ہم کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو صحابہ (قیدیوں میں جو لڑکے تھے ٗ ان کو) دیکھنے لگے (کہ کون بالغ ہے) ٗ تو جس کے ناف کے نیچے بال اُگے ہوئے نظر آئے (جو بلوغ کی ایک علامت ہے) تو اس کو قتل کر دیا جاتا اور جس کے (یہ بال) نہ اُگے ہوتے تو اس کو قتل نہ کیا جاتا۔ صحابہ نے میرے ناف کے نچلے حصہ کو کھولا تو دیکھا کہ بال نہیں اُگے ہیں تو انہوں نے مجھ کو (بھی) قیدیوں میں شامل کر دیا۔ اس کی روایت ابوداوٗد ٗ ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

باغی اور سرکش قیدی کا قتل درست ہے

٥١٧٤ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَرَادَ قَتْلَ عُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَ مَنْ لِلصِّبْيَةِ قَالَ النَّارُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بدر کے قیدیوں میں سے) جب عقبہ ابن ابی معیط (جو بڑا باغی اور حضور کا بدترین دشمن تھا) کے قتل کا ارادہ فرمایا تو اس نے پوچھا کہ بچوں کا کیا ہوگا؟ حضور نے جواب دیا: آگ (یعنی وہ بھی اگر کفر پر مریں گے تو ان کے لیے بھی آگ ہے)۔ اس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت خالد کے غلط اقدام پر حضور کا اظہارِ براءت

٥١٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى بَنِيْ جَذِيْمَةَ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ صَبَاْنَا صَبَاْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَّاْسِرُ وَيَقْتُلُ وَدَفَعَ اِلٰى كُلِّ رَجُلٍ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ٗ وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو (قبیلہ) بنو جذیمہ کی طرف روانہ فرمایا اور حضرت خالد نے اُن کو اسلام کی طرف دعوت دی تو وہ واضح طور پر نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں بلکہ وہ "صَبَاْنَا صَبَاْنَا" کہنے لگے (یعنی ہم اپنے دین سے نکل کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں ٗ لیکن حضرت خالد (ان کی یہ

مِنَّا اَسِيْرَهٗ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ يَّقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِيْرَهٗ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَقْتُلُ اَسِيْرِیْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِیْ اَسِيْرَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

بات سمجھ نہ سکے اور اُن میں سے بعض کو) قید کرنے لگے اور (بعض کو) قتل کرنے لگے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو اس کا قیدی حوالہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت خالد نے ہم میں سے ہر ایک کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ (حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ) میں نے کہا: اللہ کی قسم! نہ تو میں اپنے قیدی کو قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے گا، یہاں تک کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور (یہ واقعہ) بیان کیا، (حضور نے جب یہ واقعہ سنا) تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور (اللہ کے حضور) عرض کیا: اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا، میں اس سے بَری ہوں۔ (اس بات کو) حضور نے دو مرتبہ فرمایا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

قیدیوں پر احسان کے خوشگوار نتائج

۵۱۷۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ سَيِّدُ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا ذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ يَا مُحَمَّدُ خَيْرٌ اِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ فَقَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتَرَكَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّاِنْ تَقْتُلْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ تُعْطَ مِنْهُ مَا شِئْتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (۶ ہجری میں) سواروں کے ایک دستہ کو نجد کی طرف (دعوتِ اسلام کے لیے) روانہ فرمایا، تو انہوں نے بنو حنیفہ کے ایک شخص جن کا نام ثمامہ بن اُثال تھا اور جو اہل یمامہ کے سردار تھے، ان کو پکڑ لائے اور ان کو مسجد (نبوی) کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور دریافت فرمایا: اے ثمامہ! (بتاؤ کہ) میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں! تو انہوں نے جواب دیا: اے محمد (ﷺ)! میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے بھلائی کا معاملہ فرمائیں گے! (لیکن) اگر آپ (مجھے) قتل کریں تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا درست ہے، اور اگر آپ احسان فرمائیں گے (یعنی مجھے چھوڑ دیں گے) تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمایئے آپ کے حسبِ خواہش مال دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان کو (اسی حالت پر) چھوڑ دیا، یہاں تک کہ جب دوسرا دن آیا تو آپ نے پھر ان سے دریافت فرمایا: اے ثمامہ! (بتاؤ کہ) میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرے پاس وہی جواب ہے، اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا درست ہے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمایئے، آپ کے حسبِ خواہش مال دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے ان کو (اسی حالت

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ كُلِّهٖ اِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ كُلِّهَا اِلَيَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِيْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَائِلٌ اَصَبَوْتَ فَقَالَ لَا وَلٰكِنِّيْ اَسْلَمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا تَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاخْتَصَرَهُ الْبُخَارِيُّ وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ اَنَّ الْمَنَّ عِنْدَنَا مَنْسُوْخٌ وَّقِيْلَ كَانَ خَاصًّا بِسَيِّدِنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَرَدَ فِيْ اُسْرٰى بَدْرٍ كُلُّهٗ مَنْسُوْخٌ وَّقَالَ الطَّحَاوِيُّ نَذْرُ الْكَافِرِ اِذَا اَسْلَمَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَاَوَّلْنَا الرِّوَايَةَ عَلَى النَّدْبِ.

پر) چھوڑ دیا' یہاں تک کہ جب تیسرا دن آیا تو حضور نے ان سے پھر دریافت فرمایا: اے ثمامہ! (بتاؤ کہ) میں تمہارے ساتھ کیا کرنے والا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: میرا وہی جواب ہے کہ اگر آپ احسان فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جس کا خون بہانا درست ہے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمایئے آپ کے حسبِ خواہش مال دیا جائے گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو رہا کر دو (چنانچہ انہیں رہا کر دیا گیا) تو وہ مسجد نبوی کے ایک قریبی نخلستان میں گئے' پھر نہائے اور اس کے بعد مسجد نبوی میں آئے اور (بآوازِ بلند) کہا: "اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" (پھر حضور سے مخاطب ہو کر عرض کیا:) اے محمد! اللہ کی قسم! میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی شخصیت آپ کی شخصیت سے بڑھ کر مبغوض نہ تھی' اور اب میرے نزدیک آپ کی ذاتِ گرامی تمام اشخاص سے بڑھ کر محبوب ہے اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے بڑھ کر بُرا نہ تھا اور اب میرے نزدیک آپ کا دین سب ادیان سے بڑھ کر پسندیدہ ہے' اور اللہ کی قسم! میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ بُرا نہ تھا اور اب میرے نزدیک آپ کا شہر (یعنی مدینہ منورہ) سارے شہروں سے زیادہ محبوب ہے' (واقعہ یہ ہے کہ) آپ کے لشکر نے مجھے ایسے وقت گرفتار کیا جبکہ میں عمرہ کرنے کے ارادہ سے نکلا تھا' اب آپ کا کیا حکم ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو (اسلام لانے پر) مبارک دی تھی اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمرہ کریں' پھر جب وہ مکہ مکرمہ پہنچے تو کسی کہنے والے نے ان سے دریافت کیا کہ کیا تم نے اپنا دین بدل دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے اور (سن لو) اللہ کی قسم! اب یمامہ سے تمہارے پاس ایک دانہ گیہوں بھی نہ آ سکے گا' جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور بخاری نے اس کو مختصراً روایت کیا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "مَنّ" یعنی قیدیوں کو بلا معاوضہ رہا کر دینا (ہمارے) احناف کے نزدیک منسوخ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ سیّدنا رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں ہے اور بدر کے قیدیوں کا حکم بھی منسوخ ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کافر بحالتِ کفر کوئی نذر مانے تو اسلام لانے کے بعد اس نذر کا پورا کرنا اس پر واجب نہیں' البتہ اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ بطورِ استحباب ہے۔

ف: واضح ہو کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر و مشرک کا مساجد میں داخلہ دشمن ملکوں کی ناکہ بندی اور اسلام لانے سے قبل مشرک کا غسل درست ہے۔ تفصیل اصل کتاب کے حواشی میں ملاحظہ کی جائے۔ ۱۲

بَابٌ
قیدیوں کے تبادلہ کا جواز

۵۱۷۷ - وَعَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَ ثَقِيفٌ حَلِيفًا لِبَنِيْ عُقَيْلٍ فَاَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسَرَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ عُقَيْلٍ فَاَوْثَقُوْهُ فَطَرَحُوْهُ فِي الْحَرَّةِ فَمَرَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فِيْمَ اُخِذْتُ قَالَ بِجَرِيْمَةِ حُلَفَائِكُمْ ثَقِيفٍ فَتَرَكَهٗ وَمَضٰى فَنَادَاهُ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَرَحِمَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ قَالَ مَا شَاْنُكَ قَالَ اِنِّيْ مُسْلِمٌ فَقَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَاَنْتَ تَمْلِكُ اَمْرَكَ اَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ قَالَ فَفَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالرَّجُلَيْنِ اللَّذَيْنِ اَسَرَتْهُمَا ثَقِيفٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قبیلۂ ثقیف قبیلۂ بنی عُقیل کے حلیف تھے ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ کو قید کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بنی عُقیل کے ایک آدمی کو قید کیا اور اس کو مضبوط باندھ کر حرہ (مدینہ کے باہر پتھریلی زمین) پر ڈال دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر گزر ہوا تو اس نے آپ کو آواز دی: یا محمد! یا محمد! تو مجھے کس (قصور) میں پکڑا گیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: تمہارے حلیف قبیلۂ ثقیف کے قصور کی وجہ سے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو (اسی حالت میں) چھوڑ دیا اور (وہاں سے) تشریف لے جانے لگے تو اس نے پھر آواز دی: یا محمد! یا محمد! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر ترس آیا اور آپ اس کے پاس واپس تشریف لائے اور پوچھا: کیا بات ہے؟ تو اس نے (قید سے رہائی کے لیے) جواب دیا کہ میں تو مسلمان ہوں (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: یہ بات اُس وقت کہتا جبکہ تو اپنے امر کا مالک تھا (یعنی قیدی بننے سے پہلے) تو تو (دنیا اور آخرت دونوں میں) پوری نجات پالیتا۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو (مسلمانوں) کے بدلہ میں جن کو ثقیف نے قید کرلیا تھا اُس کو رہا کر دیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
صلح حدیبیہ سے پہلے مشرکین کے جو غلام حضور کے پاس پہنچے وہ واپس نہیں کیے گئے

۵۱۷۸ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ عِبْدَانٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكَتَبَ اِلَيْهِ مَوَالِيْهِمْ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا خَرَجُوْا اِلَيْكَ رَغْبَةً فِيْ دِيْنِكَ وَاِنَّمَا خَرَجُوْا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رُدَّهُمْ اِلَيْهِمْ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا اُرَاكُمْ تَنْتَهُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَّضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلٰى هٰذَا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ چند غلام صلح حدیبیہ کے دن صلح سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ پہنچے ان غلاموں کے مالکوں نے (غلاموں کو واپس کرنے کے لیے) حضور کو لکھا اور یہ کہا کہ اے محمد! اللہ کی قسم! یہ غلام آپ کے دین کی رغبت سے نہیں نکلے ہیں بلکہ یہ غلامی (کے بندھن سے) رہائی کے لیے بھاگ نکلے ہیں صحابہ میں سے چند نے کہا کہ یا رسول اللہ! ان کے مالکین سچ کہہ رہے ہیں آپ ان (غلاموں) کو ان کے مالکوں کے پاس واپس بھیج دیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یہ سن کر) غضب ناک ہو گئے اور فرمایا: اے گروہِ قریش! میرا گمان ہے کہ تم (اپنی زیادتیوں سے) باز نہیں آؤ گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تمہارے

وَاَبٰى اَنْ يَّرُدَّهُمْ وَقَالَ هُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

اور پر بھیجے جو تمہاری ایسی زیادتی پر تمہاری گردنوں کو مارے اور پھر آپ نے ان غلاموں کو واپس کرنے سے انکار کر دیا اور یوں فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ (غلام) ہیں۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح سے پہلے اہل مکہ میں سے اسی ہتھیار بند جوان جبل تنعیم سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادہ سے اترے' مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا' حضور نے ان کو معافی دے دی اور چھوڑ دیا۔ اس طرح خون خرابہ کا جو اندیشہ پیدا ہو گیا تھا' وہ رُک گیا۔ اسی واقعہ کو حضرت مصنف علیہ الرحمہ نے تفسیر مدارک سے سورۂ فتح کی متعلقہ آیتوں کی تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے' جن میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وَقَالَ فِي الْمَدَارِكِ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ اَيْ اَيْدِيَ اَهْلِ مَكَّةَ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ عَنْ اَهْلِ مَكَّةَ يَعْنِيْ قَضٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَكُمُ الْمُكَافَّةَ وَالْمُحَاجَزَةَ بَعْدَ مَا خَوَّلَكُمُ الظَّفَرَ عَلَيْهِمْ وَالْغَلَبَةَ وَذٰلِكَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَبِهِ اِسْتَشْهَدَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى اَنَّ مَكَّةَ فُتِحَتْ عَنْوَةً لَّا صُلْحًا بِبَطْنِ مَكَّةَ اَيْ بِمَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ اَيْ اَقْدَرَكُمْ وَسَلَّطَكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا.

مدارک میں کہا ہے کہ اور وہ ہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے' یعنی اہل مکہ کے ہاتھ' اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے' یعنی اہل مکہ سے یعنی ان کے اور تمہارے درمیان رکاوٹ پیدا فرما دی (تا کہ ایک دوسرے سے نہ لڑیں) تم کو ان پر فتح اور غلبہ عطا فرمانے کے بعد اور یہ چیز فتح مکہ میں ظاہر ہوئی۔ اور اسی سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل لی ہے کہ مکہ معظمہ قہراً یعنی طاقت سے فتح ہوا نہ کہ صلح سے۔ ''بِبَطْنِ مَكَّةَ'' یعنی مکہ میں ''مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ'' بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا یعنی تم کو ان پر قدرت اور غلبہ عطا فرما دیا: ''وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا'' اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

بَابٌ

مشرک مقتولینِ بدر سے حضور کا خطاب

٥١٧٩ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِيْ طَوِيٍّ مِّنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُّخْبِثٍ وَّكَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ اَلْيَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰى وَاتَّبَعَهٗ اَصْحَابُهٗ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَيَسُرُّكُمْ اَنَّكُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے سنائی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر میں چوبیس (مشرک) سردارانِ قریش کی نعشوں کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو بدر کے ایک نجس و ناپاک کنویں میں ڈال دیا جائے (تو ان کو ڈال دیا گیا)۔ حضور ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کسی قوم پر آپ غلبہ پاتے تو وہاں تین راتیں قیام فرماتے' جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو آپ نے اپنی سواری کے کجاوہ کو باندھنے کا حکم دیا اور آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا' پھر آپ چلنے لگے تو آپ کے صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیئے' یہاں تک کہ آپ اس کنویں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے (جس میں مشرکینِ مکہ کی نعشیں ڈال دی گئی تھیں) اور اُن کے اور اُن کے باپوں کے نام لے کر آپ یوں آواز دینے لگے: اے فلان بن فلان! اے فلان بن فلان! کیا بہتر ہوتا کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے' اس لیے کہ

رَبُّكُمْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ.

ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو سچا پا لیا ہے' کیا تم نے بھی اپنے رب کے وعدہ کو حق پالیا (جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے تم سے کیا تھا)' (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ بے روح اجسام یعنی مُردوں سے مخاطب ہیں؟ اس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم اُن سے زیادہ نہیں سن سکتے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ مَّا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيْبُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم ان سے بڑھ کر سننے والے نہیں مگر وہ جواب نہیں دیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابُ الْاَمَانِ

پناہ دینے کا بیان

بَابٌ

عورتیں بھی پناہ دے سکتی ہیں

٥١٨٠ - عَنْ اُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ اِبْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ اَبِىْ طَالِبٍ فَقَالَ مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِيءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ يُصَلِّىْ ثَمَانِىَ رَكَعَاتٍ مُّلْتَحِفًا فِىْ ثَوْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّىْ عَلِىٌّ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَّجُلًا اَجَرْتُهٗ فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَا اُمَّ هَانِيءٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِيءٍ وَّذٰلِكَ ضُحًى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام ھانیء بنت ابوطالب رضی اللہ سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں فتح مکہ کے سال (اور بروایت ترمذی فتح مکہ کے دن) حاضر ہوئی اور میں نے آپ کو غسل کرتا ہوا پایا اور آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ پردہ تھامے ہوئے تھیں' میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا: میں ابوطالب کی بیٹی ام ھانیء ہوں۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: خوش آمدید! اُم ھانیء! جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوکر ایک ہی چادر میں لپٹے ہوئے آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی' پھر جب آپ (نماز سے) فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا ماں جایا بھائی علی ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے جس کو میں نے پناہ دی ہے اور وہ ہُبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ھانیء! جس کو تم نے پناہ دے دی ہے' ہم نے بھی اس کو پناہ دی۔ حضرت ام ھانیء فرماتی ہیں کہ اور وہ وقت نمازِ چاشت کا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّلتِّرْمِذِىِّ قَالَتْ اَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَحْمَائِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اٰمَنَّا مَنْ اٰمَنْتِ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام ھانیء نے عرض کیا کہ (رسول اللہ!) میں نے اپنے دو سسرالی رشتہ داروں کو پناہ دی ہے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جن کو امن دیا' ہم نے بھی ان کو امن دیا۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٨١ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَرْاَةَ لَتَاْخُذُ لِلْقَوْمِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ عورت بھی مسلمانوں کی طرف سے کسی کو پناہ دے سکتی ہے۔ اس کی

47

يَعْنِيْ تُجِيْزُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ لَا يَصِحُّ اَمَانُ الْعَبْدِ الْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ مَوْلَاهُ فِي الْقِتَالِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ يَّصِحُّ.

روایت ترمذی نے کی ہے۔

شیخ ابن ہمام کہتے ہیں کہ مجور غلام کی امان حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح نہیں ہے لیکن جب دورانِ لڑائی اس اسے کا آقا اجازت دے دے (تو پھر صحیح ہے) اور امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی امان صحیح ہے۔

بَابٌ

٥١٨٢ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَوْفُوْا بِحِلْفِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهٗ لَا يَزِيْدُهٗ يَعْنِي الْاِسْلَامَ اِلَّا شِدَّةً وَّلَا تُحْدِثُوْا حِلْفًا فِي الْاِسْلَامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

جاہلیت کے اچھے معاہدوں کے پورا کرنے کی تاکید

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کی ایسی قسمیں اور معاہدے (جو نیکی پر مبنی ہوں) ان کو پورا کرو' اس لیے کہ اسلام ایسے معاہدوں کی تکمیل میں زیادہ زور دیتا ہے' اور اسلام میں (آ جانے کے بعد) ایسے نئے معاہدے نہ کرو (جن سے فتنے پیدا ہوتے ہوں)۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥١٨٣ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَمِقِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَمَنَ رَجُلًا عَلٰى نَفْسِهٖ فَقَتَلَهٗ اُعْطِيَ لِوَاءَ الْغَدْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

قیامت کے دن بدعہدی پر رسوائی

حضرت عمرو بن حمق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص کسی کو اس کی جان کی پناہ دے اور پھر اس کو قتل کر ڈالے تو قیامت کے دن اس کو بدعہدی کا نشان دیا جائے گا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

٥١٨٤ - وَعَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَبَيْنَ الرُّوْمِ عَهْدٌ وَّكَانَ يَسِيْرُ نَحْوَ بِلَادِهِمْ حَتّٰى اِذَا انْقَضَى الْعَهْدُ اَغَارَ عَلَيْهِمْ فَجَاءَ رَجُلٌ عَلٰى فَرَسٍ اَوْ بِرْذَوْنٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَفَاءٌ لَّا غَدْرٌ فَنَظَرُوْا فَاِذَا هُوَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ فَسَاَلَهٗ مُعَاوِيَةُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ فَلَا يَحُلَّنَّ عَهْدًا وَّلَا يَشُدَّنَّهٗ حَتّٰى يَمْضِيَ اَمَدُهٗ اَوْ يَنْبِذَ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ قَالَ فَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالنَّاسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

اسلام میں معاہدات کی اہمیت

حضرت سُلیم بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ اور رومیوں کے درمیان (ایک مقررہ مدت تک جنگ نہ کرنے کا) معاہدہ تھا' اس کے باوجود حضرت معاویہ (اپنے فوجی دستوں کے ساتھ) اُن کے شہروں کی طرف جایا کرتے تا کہ معاہدہ کی مدت ختم ہوتے ہی اُن پر حملہ کر دیں' ایسے میں ایک شخص عربی یا ترکی گھوڑے پر سوار اللہ اکبر اللہ اکبر معاہدہ پورا کرو' عہد شکنی نہ کرو' کہتے ہوئے آیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ تھے' حضرت معاویہ نے اس بارے میں اُن سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اگر کسی فرد اور قوم کے درمیان کوئی معاہدہ ہو تو اس کو وہ (قبل از وقت) ہرگز نہ توڑے اور اس میں نہ کوئی تبدیلی کرے' یہاں تک کہ اس کی مدت پوری ہو جائے یا برابری پر (یعنی ان کی عہد شکنی سے ان کو آگاہ کر کے) ان کا معاہدہ فسخ

47/47

کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہ سن کر) حضرت معاویہ اپنی فوج کو لے کر واپس ہو گئے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

قاصد کو روکنا منع ہے

٥١٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ بَعَثَنِيْ قُرَيْشٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُلْقِيَ فِيْ قَلْبِيَ الْاِسْلَامُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَرْجِعُ اِلَيْهِمْ اَبَدًا قَالَ اِنِّيْ لَا اَخِيْسُ بِالْعَهْدِ وَلَا اَحْبِسُ الْبُرُدَ وَلٰكِنِ ارْجِعْ فَاِنْ كَانَ فِيْ نَفْسِكَ الَّذِيْ فِيْ نَفْسِكَ الْاٰنَ فَارْجِعْ قَالَ فَذَهَبْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمْتُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ قریش نے مجھے (قاصد بنا کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا' جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میرے دل میں اسلام ڈال دیا گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! (اب) میں (قریش کے پاس) ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔ (یہ سن کر) حضور نے فرمایا: میں نہ تو عہد شکنی کروں گا اور نہ قاصدوں کو روک رکھوں گا' اس لیے تم واپس ہو جاؤ اور اگر تمہارے دل میں وہ چیز (یعنی اسلام) جو اس وقت ہے' قائم رہے تو پھر لوٹ آؤ۔ ابورافع کا بیان ہے کہ میں (قریش کے پاس) واپس ہوا اور پھر (لوٹ کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام قبول کر لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

گستاخ قاصد کا قتل بھی منع ہے

٥١٨٦ - وَعَنْ نُعَيْمِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلَيْنِ جَاءَ مِنْ عِنْدِ مُسَيْلَمَةَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ لَا اَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَكُمَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت نُعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسیلمہ کذاب (مدعی نبوت) کی طرف سے دو آدمی (قاصد بن کر) آئے اور (گواہی دی کہ مسیلمہ' اللہ کا رسول ہے' یہ سن کر) حضور (غضب ناک ہوئے اور) ان سے فرمایا: سنو! اگر قاصدین کو قتل کرنا منع نہ ہوتا تو اللہ کی قسم! میں تم دونوں کی گردن اُڑا دیتا۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٨٧ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ ابْنُ النَّوَّاحَةِ وَابْنُ اُثَالٍ رَّسُوْلَا مُسَيْلَمَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمَا اَتَشْهَدَانِ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّ مُسَيْلَمَةَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلَوْ كُنْتُ قَاتِلًا رَّسُوْلًا لَقَتَلْتُكُمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَمَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الرَّسُوْلَ لَا يُقْتَلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب کے دو قاصد ابن النواحہ اور ابن اُثال' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور نے اُن سے دریافت فرمایا: کیا تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ تو ان دونوں نے جواب دیا: ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ' اللہ کا رسول ہے! (یہ سن کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اگر میں کسی قاصد کو قتل کرنا روا سمجھتا تو تم دونوں کو ضرور قتل کر دیتا۔ حضرت عبداللہ (بن مسعود) فرماتے ہیں کہ (اس واقعہ کے بعد سے) یہ سنت جاری ہو گئی کہ ایلچی کو قتل نہ کیا جائے (اگرچہ وہ واجب القتل ہی کیوں نہ ہو)۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابُ قِسْمَةِ الْغَنَائِمِ وَالْغُلُوْلِ فِیْهَا

مالِ غنیمت کی تقسیم اور اس میں خیانت کرنے پر وعید

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (الانفال:٤١).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ مال تم غنیمت میں حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے (یعنی اس پانچویں حصہ کی تقسیم اس طرح ہوگی): رسول اللہ کا ہے اور آپ کے قرابت دار، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا ہے اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر اور اُس (غیبی مدد) پر جس کو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر فیصلہ کے دن (یعنی غزوۂ بدر میں) اُتارا، جس دن دونوں لشکروں (یعنی مسلمانوں اور کافروں کی فوجوں) میں مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے (اور مسلمانوں کی یہ فتح بھی اسی کی قدرت سے ہوئی)۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ﴾ (الانفال:٦٥).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! مسلمانوں کو (کافروں سے) لڑنے کا شوق دلایئے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَمَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴾ (آل عمران:١٦١).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو شخص خیانت کر کے کوئی چیز چھپائے گا تو اس کو قیامت کے دن اسی چیز کو لانا پڑے گا (جس سے وہ عاجز ہوگا) پھر ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

بَابٌ

مؤمن کے لیے حلال ترین روزی مالِ غنیمت ہے

٥١٨٨ - وَعَنْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ فَضَّلَنِیْ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ اَوْ قَالَ فَضَّلَ اُمَّتِیْ عَلَی الْاُمَمِ وَاَحَلَّ لَنَا الْغَنَائِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے یا یوں فرمایا کہ میری امت کو دوسری تمام امتوں پر فضیلت دی اور مالِ غنیمت کو ہمارے لیے (یعنی پوری امت کے لیے) حلال کر دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کی حلّت اُمتِ محمدیہ کی خصوصیت ہے

٥١٨٩ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ مِّنْ قَبْلِنَا ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ رَاٰی ضَعْفَنَا وَعِجْزَنَا فَطَیَّبَهَا لَنَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ مالِ غنیمت ہم سے پہلے کسی (امت) کے لیے حلال نہ تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے عجز اور کمزوری کو دیکھا تو اس کو ہمارے لیے حلال کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

اسلام سے قبل مالِ غنیمت کے احکام

٥١٩٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ فَقَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (گزشتہ) انبیاء میں سے ایک نبی (یعنی حضرت یوشع بن

لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَأَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا رَجُلٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادَهَا فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَأْمُوْرَةٌ وَّاَنَا مَأْمُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَّجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِّثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

نون) نے جہاد کا ارادہ کیا تو اپنی قوم میں یہ اعلان کیا کہ ایسا شخص میرے ساتھ نہ چلے جس نے کسی عورت سے عقد کیا ہوا اور اس سے ہم بستری کا ارادہ رکھتا ہو اور ابھی اس سے ہم بستر نہ ہوا ہو اور ایسا شخص بھی (میرے ساتھ نہ چلے) جس نے گھر بنائے ہوں اور ان پر چھت نہ ڈالے گئے ہوں اور نہ ایسا شخص بھی جس نے بکریاں یا گابھن اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے جننے کا منتظر ہو' پھر وہ نبی جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور اس بستی سے (ایسے وقت) قریب ہوئے (جہاں ان کو جہاد کرنا تھا) جبکہ عصر کی نماز کا وقت قریب الختم تھا تو انہوں نے آفتاب سے (مخاطب ہو کر) کہا: تو مامور ہے (چلنے پر) اور میں مامور ہوں (غروب سے پہلے فتح کرنے پر)' (پھر یوں دعا کی:) اے اللہ! ہمارے لیے آفتاب کو روک دے تو اس کو ٹھہرا دیا گیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دی' پھر انہوں نے غنیمت کا مال جمع کیا' پس آگ آئی تا کہ مالِ غنیمت کو کھا لے لیکن اس کو نہ کھایا۔ (یہ دیکھ کر) نبی نے فرمایا: یقیناً تم میں سے کسی نے (اس مالِ غنیمت میں) خیانت کی ہے۔ پس (نبی نے حکم دیا کہ) ہر قبیلہ میں سے ایک شخص مجھ سے بیعت کرے' (بیعت کے دوران) ایک شخص کا ہاتھ نبی کے ہاتھ سے چپک گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے قبیلہ میں کوئی خائن ہے! تو وہ لوگ سونے کا ایک سر لے آئے جو گائے کے سر کا بنا تھا' انہوں نے اس کو (مالِ غنیمت میں) رکھ دیا تو آگ آئی اور اس کو کھا گئی۔ اور ایک روایت میں (یہ عبارت) زیادہ ہے: (حضور نے فرمایا کہ) مالِ غنیمت ہم سے پہلے کسی (امت) کے لیے حلال نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مالِ غنیمت کو حلال کر دیا' (اس کی وجہ یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ہمارے عجز اور کمزوری کو دیکھا تو اس نے ہمارے لیے حلال کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں ناحق تصرف کی وعید

٥١٩١ - وَعَنْ خَوْلَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بعض لوگ اللہ کے مال (یعنی مالِ غنیمت اور زکوۃ وغیرہ) میں ناحق تصرف کرتے ہیں' ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن آگ ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٩٢ - وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: بے شک یہ اموال (غنیمت اور زکوۃ

يَقُوْلُ إِنَّ هٰذِهِ الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ أَصَابَهُ بِحَقِّهِ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَرُبَّ مُتَخَوِّضٍ فِيْمَا شَاءَتْ بِهِ نَفْسُهُ مِنْ مَالِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ لَيْسَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

وغیرہ) (بہ ظاہر) تروتازہ اور شیریں ہوتے ہیں (کہ انسان کی طبیعت ان پر للچاتی ہے) تو جو ان کو اپنے حق کے مطابق حاصل کرے تو اس کو ان میں برکت دی جائے گی' اور اللہ اور اس کے رسول کے مال میں (یعنی غنیمت اور زکوٰۃ وغیرہ میں) اپنے نفس کی خواہش کے مطابق بہت سے لوگ بے جا تصرف کرنے والے ہیں تو ان کے لیے قیامت کے دن دوزخ ہی ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والوں سے حضور کی براءت

٥١٩٣ - وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ أَمْرَهُ ثُمَّ قَالَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ بَعِيْرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ نَفْسٌ لَهَا صِيَاحٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَغِثْنِيْ فَأَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ أَبْلَغْتُكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّهُوَ أَتَمُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور (مالِ غنیمت میں) خیانت کا تذکرہ فرماتے ہوئے اُس کو بہت بڑا (گناہ) قرار دیا اور اس کی بڑی بُرائیاں بیان فرمائیں' پھر فرمایا کہ ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر بلبلاتا ہوا اونٹ (لدا) ہو' اور وہ شخص یہ کہتا ہوگا: یارسول اللہ! میری فریاد رسی کیجئے (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے)' تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے' میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ (اس کے بعد حضور نے فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر ہنہناتا ہوا گھوڑا (سوار) ہو اور وہ شخص یہ کہتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے)' تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے' میں نے تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ (حضور نے پھر فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر میں میں کرتی ہوئی بکری (سوار) ہو اور وہ شخص یہ کہتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے! (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے) تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے! میں نے تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ (حضور نے پھر فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر چیخ و پکار کرتا ہوا کوئی آدمی (سوار) ہو اور وہ شخص یعنی نیچے والا یہ عرض کرتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمایئے! (اور اس عذاب سے مجھے بچایئے) تو میں کہوں گا کہ تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں! میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے

تھے۔ (اس کے بعد حضور نے فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر کپڑے (لدے ہوئے) لٹک رہے ہوں (جن کو اس نے مالِ غنیمت سے چرایا تھا)' وہ شخص یہ عرض کرتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے! تو میں کہوں گا: تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں ہے! میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ (اور آخر میں حضور نے فرمایا:) ہرگز ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کسی کو میں اس حال میں آتا ہوا پاؤں کہ اس کی گردن پر سونا اور چاندی لدی ہوئی ہو اور وہ شخص یہ عرض کرتا ہوگا: یارسول اللہ! میری مدد فرمائیے! تو میں کہوں گا: تیرے بارے میں میرا کوئی اختیار نہیں! میں نے تو تجھے (سارے احکام) پہنچا دیئے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے' اور یہ الفاظ مسلم کے ہیں اور یہی مکمل ہیں۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں معمولی سی چیز کی خیانت بھی رسوائی کا سبب ہوگی

٥١٩٤ - وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمَخِيْطَ وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوْلَ فَاِنَّهُ عَارٌ عَلٰى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ (مالِ غنیمت کا) تاگہ اور سوئی (جیسی حقیر چیز بھی امیر کے) حوالہ کردو اور ان میں (بھی) خیانت کرنے سے بچو کیونکہ ان چیزوں میں بھی خیانت کرنے والے کے لیے قیامت کے دن ذلت اور رسوائی ہوگی۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت عمرو بن شعیب کے والد کے واسطہ سے ان کے دادا سے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں خیانت کرنے والا دوزخی ہوگا

٥١٩٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ كَرْكَرَةُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان (کی نگرانی) پر ایک شخص مقرر تھا جس کا نام کرکرہ تھا' اس کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے! تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی وجہ تلاش کرنے لگے تو انہوں نے (اس کے سامان میں) ایک کملی پائی جو اس نے (مالِ غنیمت میں سے خیانت کرکے) چھپا رکھی تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥١٩٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ صِحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہ واقعہ) بیان فرمایا کہ غزوۂ خیبر کے دن' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند صحابہ آئے (نام لے لے کر) کہنے لگے کہ فلاں

وَفُلَانٌ شَهِيْدٌ حَتّٰى مَرُّوْا عَلٰى رَجُلٍ فَقَالُوْا فُلَانٌ شَهِيْدٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ اِذْهَبْ فَنَادِ فِي النَّاسِ اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا قَالَ فَخَرَجْتُ فَنَادَيْتُ اَلَا اَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا الْمُؤْمِنُوْنَ ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

شہید ہے اور فلاں شہید ہے یہاں تک کہ ان کا گزر ایک (مرے ہوئے) شخص پر سے ہوا تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص (بھی) شہید ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! میں نے اس کو (مالِ غنیمت کی) ایک چادر یا کملی (چرانے کی وجہ سے) دوزخ میں دیکھا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر بن الخطاب! جاؤ اور لوگوں میں تین بار یہ اعلان کر دو کہ (ابتداءً) جنت میں مؤمن (کامل) ہی داخل ہوں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور تین بار یہ اعلان کیا: (اے لوگو!) سن لو! (ابتداءً) جنت میں مؤمن (کامل) ہی داخل ہوں گے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کے خائن کی نمازِ جنازہ حضور نے نہیں پڑھی

۵۱۹۷ - وَعَنْ يَّزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَذَكَرُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهٗ فَوَجَدْنَا خَرَزًا مِّنْ خَرَزِ يَهُوْدٍ لَّا يُسَاوِيْ دِرْهَمَيْنِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت یزید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کا غزوۂ خیبر کے دن انتقال ہوا تو صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کو (ان کی موت کی) خبر دی' تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھی کی نمازِ جنازہ پڑھ لو (میں تو نہیں پڑھوں گا)' (یہ سن کر) صحابہ کے چہرے متغیر ہو گئے یعنی ان پر اداسی چھا گئی' (یہ دیکھ کر) حضور نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں (جو مالِ غنیمت ملا تھا' اس میں) خیانت کی ہے' ہم نے ان کے اسباب کی تلاشی لی' (ان کے سامان میں) یہودیوں کے نگینوں میں سے ایک نگینہ پایا' جس کی مالیت دو درہم کے برابر نہ تھی۔ اس کی روایت امام مالک' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حدیث شریف کے اس واقعہ سے مالِ غنیمت میں خیانت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے کہ معمولی سی چیز میں خیانت پر بھی بڑا گناہ ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ مالِ غنیمت سارے مجاہدین کا حصہ ہوتا ہے اور اس میں چوری کرنا تمام مسلمانوں کی حق تلفی ہے اور سب سے معاف کروانا ممکن نہیں' مقصود یہ ہے کہ خیانت کی رسوائی سن کر لوگ خود کو ایسے عمل سے بچائیں۔ ۱۲

وَقَالَ الْاِمَامُ الطَّحَاوِيُّ وَلَوْ صَحَّ حَدِيْثُ التَّحْرِيْقِ حُمِلَ عَلٰى اَنَّهٗ كَانَ اِذَا كَانَتِ الْعُقُوْبَاتُ فِي الْاَمْوَالِ كَاَخْذِ شَطْرِ الْمَالِ مِنْ مَّانِعِ الزَّكٰوةِ وَضَالَّةِ الْاِبِلِ وَسَارِقِ التَّمْرِ وَكُلُّهٗ مَنْسُوْخٌ.

اور امام طحاوی نے فرمایا کہ حدیثِ تحریق کو اس وقت پر محمول کیا جائے گا جب مالی جرمانہ لیا جاتا تھا جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے' اونٹ کو گم کر دینے والے اور کھجور کی چوری کرنے والے سے مال کا کچھ حصہ لیا جانا اور یہ سب منسوخ ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میدانِ جہاد ہی میں تقسیم ہوگا

۵۱۹۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَهْدٰى رَجُلٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا يُّقَالُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک غلام ہدیۃً بھیجا' جس کا نام مِدْعَم تھا'

لَهٗ مِدْعَمٌ فَبَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَهٗ سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهٗ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَّهُ الْجَنَّةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ أَنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شِرَاكٌ مِّنْ نَّارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

(ایک دن) مدعم رسول اللہ ﷺ (کی سواری) کا کجاوہ اتار رہا تھا کہ اچانک اس کو ایک تیر آ لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) لوگوں نے کہا: اس کو جنت مبارک ہو (اس لیے کہ وہ حضور کی خدمت کرتے ہوئے شہید ہوا ہے)' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہرگز ایسی بات نہیں ہے! قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جس کو اس نے غزوۂ خیبر کے دن مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے لے لیا تھا' آگ کا شعلہ بن کر اس پر لپک رہی ہے۔ لوگوں نے جب یہ (سخت وعید) سنی تو ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (چپل کا) ایک تسمہ یا دو تسمے حاضر کیے۔ حضور نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: یہ آگ کا ایک تسمہ ہے یا آگ کے دو تسمے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوٰى أَبُوْدَاوُدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَصَابَ غَنِيْمَةً أَمَرَ بِلَالًا فَنَادٰى فِي النَّاسِ فَيَجِيْئُوْنَ بِغَنَائِمِهِمْ فَيُخَمِّسُهٗ وَيُقَسِّمُهٗ فَجَاءَ رَجُلٌ يَوْمًا بَعْدَ ذٰلِكَ بِزِمَامٍ شَعْرٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا فِيْمَا كُنَّا أَصَبْنَاهُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ قَالَ أَسَمِعْتَ بِلَالًا نَادٰى ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا مَنَعَكَ أَنْ تَجِيْءَ بِهٖ فَاعْتَذَرَ قَالَ فَقَالَ كُنْ أَنْتَ تَجِيْءُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَنْ أَقْبَلَهٗ عَنْكَ.

اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (لڑائی میں مسلمان جب فتح یاب ہوئے اور) حضور مالِ غنیمت کو (جمع کر کے تقسیم کا) ارادہ فرماتے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو (نداء کرنے کا) حکم دیتے تو وہ لوگوں میں اعلان فرماتے (کہ لوگ مالِ غنیمت لے آئیں تو) لوگ اپنی اپنی غنیمتوں کو لے آتے تو حضور اس میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر (بقیہ کو مجاہدین میں) تقسیم فرما دیتے۔ ایک شخص (مالِ غنیمت کی تقسیم) کے ایک دن بعد بالوں کی ایک نکیل لایا اور عرض کیا: یارسول اللہ! یہ ہم کو مالِ غنیمت میں ملی تھی۔ حضور نے اس سے دریافت فرمایا: کیا تو نے بلال کو تین مرتبہ اعلان کرتے سنا تھا؟ اس نے جواب دیا: ہاں! حضور نے پھر اس سے دریافت فرمایا: تجھے (اسی دن) اس کے لانے سے کس چیز نے روکا تھا؟ اس نے کچھ عذر پیش کیا (جس کو حضور نے قبول نہیں فرمایا) اور یوں فرمایا کہ تو اس کو رکھ لے اور قیامت کے دن تو خود اس کو لے کر آنے والا ہوگا' (اب تو) میں اس کو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔

بَابٌ

خائن کی پردہ پوشی بھی جرم ہے

٥١٩٩ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّكْتُمْ غَالًّا فَإِنَّهٗ مِثْلُهٗ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص (مالِ غنیمت میں) خیانت کرنے والے کی پردہ پوشی کرے تو وہ (گناہ میں) اسی کے برابر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اگر امیر اجازت دے تو قاتل مقتول کے

کل مال کا حق دار ہو سکتا ہے

٥٢٠٠ - وَعَنْ جُنَادَةَ بْنِ اَبِیْ اُمَیَّةَ قَالَ نَزَلْنَا دَابِقَ وَعَلَیْنَا اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَبَلَغَ حَبِیْبَ بْنَ مَسْلَمَةَ اَنَّ صَاحِبَ قُبْرُصَ خَرَجَ یُرِیْدُ طَرِیْقَ اٰذَرْبَیْجَانَ وَمَعَهٗ زُمُرُّدٌ وَّیَاقُوْتٌ وَّلُؤْلُؤٌ وَّغَیْرُهَا فَخَرَجَ اِلَیْهِ فَقَتَلَهٗ وَجَاءَ بِمَا مَعَهٗ فَاَرَادَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ اَنْ یُّخَمِّسَهٗ فَقَالَ لَهٗ حَبِیْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَا تَحْرِمْنِیْ رِزْقًا رَزَقَنِیْهِ اللّٰهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ السَّلَبَ لِلْقَاتِلِ فَقَالَ مُعَاذٌ یَّا حَبِیْبُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهٖ نَفْسُ اِمَامِهٖ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِیْ مُعْجَمِهِ الْکَبِیْرِ وَالْوَسَطِ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ لِّتَعَدُّدِ طُرُقِهٖ وَقَدْ یَتَاَیَّدُ بِمَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِی الصَّفِّ یَوْمَ بَدْرٍ فَنَظَرْتُ عَنْ یَّمِیْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ فَاِذَا اَنَا بِغُلَامَیْنِ مِنَ الْاَنْصَارِ حَدِیْثَةٍ اَسْنَانُهُمَا فَتَمَنَّیْتُ اَنْ اَکُوْنَ بَیْنَ اَضْلَعَ مِّنْهُمَا فَغَمَزَنِیْ اَحَدُهُمَا فَقَالَ اَیْ عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ اَبَا جَهْلٍ قُلْتُ نَعَمْ فَمَا حَاجَتُكَ اِلَیْهِ یَا ابْنَ اَخِیْ قَالَ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ یَسُبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَئِنْ رَّاَیْتُهٗ لَا یُفَارِقُ سَوَادِیْ سَوَادَهٗ حَتّٰی یَمُوْتَ الْاَعْجَلُ مِنَّا فَقَالَ فَتَعَجَّبْتُ لِذٰلِكَ قَالَ وَغَمَزَنِی الْاٰخَرُ فَقَالَ لِیْ مِثْلَهَا فَلَمْ انشب اَنْ نَظَرْتُ اِلٰی اَبِیْ جَهْلٍ یَّجُوْلُ فِی النَّاسِ فَقُلْتُ اَلَا تَرَیَانِ هٰذَا صَاحِبُکُمُ الَّذِیْ تَسْاَلَانِیْ عَنْهُ قَالَ فَابْتَدَرَاهُ بِسَیْفِیْهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰی قَتَلَاهُ ثُمَّ انْصَرَفَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَاهُ

حضرت جنادہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے (شام کے ایک موضع) دابق میں پڑاؤ ڈالا اور ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو (جو لشکر میں تھے) یہ اطلاع ملی کہ قبرص کا حاکم آذر بیجان کے ارادہ سے نکلا ہے اور اس کے ساتھ زمرد یاقوت اور موتی وغیرہ ہیں تو حضرت حبیب بن مسلمہ اس کے پاس پہنچے اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے پاس جو کچھ (زر و جواہر) تھا' ان کو اپنے ساتھ لائے۔ حضرت ابوعبیدہ نے چاہا کہ اس (مال میں) سے خمس نکالیں تو حضرت حبیب بن مسلمہ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جو مال دیا ہے' آپ مجھے اس سے محروم نہ فرمائیے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا مال قاتل کا (حق) قرار دیا ہے۔ (یہ سن کر) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے حبیب بن مسلمہ! میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آدمی کے لیے وہی مال بہتر ہے جس کو اس کا امیر اس کے لیے پسند کرے۔ اس کی روایت طبرانی نے اپنی معجم کبیر اور معجم اوسط میں کی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے' اس لیے کہ یہ متعدد طرق سے مروی ہے۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو بخاری اور مسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے دن میں (مجاہدین کی) صف میں کھڑا تھا' میں نے اپنے دائیں اور بائیں طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں انصار کے دو نوعمر لڑکوں کے درمیان ہوں' میں نے آرزو کی کہ (ان کے بدلہ) میں دو طاقتور تجربہ کار آدمیوں کے درمیان ہوتا (یعنی ان کو حقیر جانا)' اتنے میں ان میں سے ایک نے مجھے (اپنے ہاتھ سے) ٹوچا اور کہا: اے چچا! کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں بھتیجے! تمہیں اس سے کیا غرض ہے؟ تو اس لڑکے نے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہے' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر میں اسے دیکھ لوں تو اس وقت تک اس کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ ہم میں سے کسی ایک کو موت نہ آ جائے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کی (اس قدر دلیرانہ) گفتگو پر مجھے بڑی حیرت ہوئی' پھر دوسرے (لڑکے) نے بھی مجھے ٹوچا دیا اور اس نے بھی وہی بات پوچھی' کچھ ہی دیر بعد میں نے ابوجہل کو لوگوں میں گھومتا پھرتا دیکھا تو میں نے (ان لڑکوں سے) کہا: کیا تم اس

فَقَالَ اَيُّكُمَا قَتَلَهُ فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنَا قَتَلْتُهُ فَقَالَ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا فَقَالَا لَا فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى السَّيْفَيْنِ فَقَالَ كِلَاكُمَا قَتَلَهُ وَقَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَلَبِهٖ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَالرَّجُلَانِ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ وَمُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ.

(گھومتے پھرتے) شخص کو نہیں دیکھ رہے ہو جس کے بارے میں تم مجھ سے پوچھ رہے تھے (یہی تمہارا مطلوب ابوجہل ہے)۔ حضرت ابن عوف فرماتے ہیں کہ (یہ سننا ہی تھا کہ) وہ دونوں ابوجہل کی طرف اپنی تلواریں لے کر لپکے اور تلواریں چلانا شروع کیں یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی آپ کو خبر دی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں نے قتل کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنی (خون آلود) تلواریں صاف کر لی ہیں؟ دونوں نے جواب دیا: نہیں! تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی تلواروں کو دیکھا اور فرمایا: (ہاں!) تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ابوجہل کا سامان معاذ بن عمرو بن الجموح کو دے دیا جائے اور وہ دونوں معاذ بن عمرو بن الجموح اور معاذ بن عفراء تھے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَّنْ يَّنْظُرُ لَنَا مَا صَنَعَ اَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ فَقَالَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ.

اور بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا کہ ہمیں کون بتائے گا کہ ابوجہل کا کیا حشر ہوا ہے؟ (یہ سن کر) حضرت ابن مسعود وہاں گئے آپ نے اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے اتنا مارا ہے کہ وہ ٹھنڈا (اور قریب المرگ) ہو گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود نے اس کی ڈاڑھی پکڑی اور اس سے پوچھا: کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ تو اس نے جواب دیا: جن آدمیوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا اُن لوگوں میں مجھ سے بھی بڑا کوئی آدمی ہے (یعنی تم نے قریش کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا ہے)۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِيْ.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ (ابوجہل نے) کہا: کاش! مجھے کسان کی بجائے کوئی اور (بڑے مرتبہ والا شخص) قتل کرتا۔

وَرَوَى الدَّارِمِيُّ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ يَّعْنِيْ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ فَقَتَلَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَوْمَئِذٍ عِشْرِيْنَ رَجُلًا وَّاَخَذَ اَسْلَابَهُمْ.

اور دارمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن یعنی غزوۂ حنین کے دن فرمایا کہ جو شخص (جہاد میں) کسی کافر کو قتل کرے تو اس کا سامان اسی کو ملے گا۔ (چنانچہ) اس دن حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیس آدمیوں کو قتل کیا اور ان کا اسباب لے لیا۔

بَابٌ

سوار اور پیدل میں مالِ غنیمت کی تقسیم کا قاعدہ

۵۲۰۱ - وَعَنْ مُّجَمِّعِ بْنِ جَارِيَةَ قَالَ قُسِمَتْ خَيْبَرُ عَلٰى اَهْلِ الْحُدَيْبِيَةِ فَقَسَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ خیبر (کی زمین اور مالِ غنیمت) اہلِ حدیبیہ (یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر شریک ہونے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَهْمًا وَّكَانَ الْجَيْشُ اَلْفًا وَّخَمْسَ مِائَةٍ فِيْهِمْ ثَلَاثُ مِائَةِ فَارِسٍ فَاَعْطَى الْفَارِسَ سَهْمَيْنِ وَالرَّاجِلَ سَهْمًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

والے صحابہ) میں تقسیم کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اٹھارہ حصوں پر تقسیم فرمایا اور لشکر میں پندرہ سو آدمی تھے' اُن میں سے تین سو سوار تھے تو حضور نے سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث کے تحت صاحبِ زجاجہ نے ایک علمی بحث تحریر فرمائی ہے' جس کا ترجمہ نہیں کیا گیا' اہل علم اصل متن سے رجوع کریں۔ ۱۲

وَقَالَ الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ الذَّهَبِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِهٖ بَعْدَ التَّخْرِيْجِ الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ وَّقَالَ فِي الْجَوَاهِرِ النَّقِيِّ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ وَقَالَ حَدِيْثٌ كَبِيْرٌ صَحِيْحُ الْاَسْنَادِ وَفِيْهِ مُجَمِّعُ بْنُ يَعْقُوْبَ وَهُوَ مَعْرُوْفٌ قَالَ صَاحِبُ الْكَمَالِ رَوٰى عَنْهُ الْقَعْنَبِيُّ وَيَحْيَى الْوَعَاظِيُّ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ وَّيُوْنُسُ الْمُؤَدِّبُ وَاَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ وَغَيْرُهُمْ وَقَالَ ابْنُ سَعْدٍ تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ ثِقَةً وَّقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ وَّابْنُ مُعِيْنٍ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ وَّرَوٰى لَهُ النَّسَائِيُّ وَمَعْلُوْمٌ اَنَّ ابْنَ مُعِيْنٍ اِذَا قَالَ لَيْسَ بِهٖ بَاْسٌ فَهُوَ تَوْثِيْقٌ.

اور حافظ شمس الدین ذہبی نے اپنی تلخیص میں اس حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ "الجواہر النقی" میں فرمایا کہ امام حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کی تخریج کی ہے' اور فرمایا کہ یہ حدیث کبیر صحیح الاسناد ہے۔ اس میں ایک راوی مجمع بن یعقوب ہے اور وہ معروف ہے۔ صاحب الکمال نے فرمایا: القعنبی' یحییٰ الوعاظی' اسماعیل بن ابی اویس' یونس المؤدب اور ابو عامر العقدی وغیرہم' نے اس سے روایت کی ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ انہوں نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور آپ ثقہ تھے۔ ابو حاتم اور ابن معین نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور آپ سے امام نسائی نے بھی اس سے روایت لی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ جب ابن معین کہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں تو یہ کلمہ کی توثیق ہے۔

وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اَسْهَمَ لِلْفَارِسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا وَّقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهَمَّامِ وَلَا شَكَّ اَنَّ نُعَيْمًا ثِقَةٌ وَّابْنَ الْمُبَارَكِ مِنْ اَثْبَتِ النَّاسِ.

اور ابن ابی شیبہ نے نعیم بن حماد سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی اور انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے روایت کی اور انہوں نے نافع سے اور وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے (مالِ غنیمت میں) سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نعیم بلا شک وشبہ ثقہ راوی ہیں اور ابن مبارک بھی ثقہ ترین محدث ہیں۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں عورتوں اور غلاموں کا کوئی حصہ مقرر نہیں' البتہ انعام پاسکتے ہیں

۵۲۰۲ - وَعَنْ يَّزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ الْحَرُوْرِيُّ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَّسْاَلُهُ عَنِ

حضرت یزید بن ہرمز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نجدہ حروری (رئیس الخوارج) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحریراً دریافت

الْعَبْدِ وَالْمَرْأَةِ يَحْضُرَانِ الْمَغْنَمَ هَلْ يُقْسَمُ لَهُمَا فَقَالَ لِيَزِيْدَ اُكْتُبْ اِلَيْهِ اَنَّهُ لَيْسَ لَهُمَا سَهْمٌ اِلَّا اَنْ يُحْذِيَا.

کیا کہ غلام اور عورت (جہاد میں شریک ہوں اور) مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت موجود ہوں تو کیا ان کو (غنیمت میں) حصہ ملے گا؟ تو آپ نے حضرت یزید سے فرمایا: اس کو لکھو کہ (غنیمت میں) ان دونوں کے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں ہے' البتہ ان دونوں کو (خدمت کے صلہ میں بطورِ انعام) کچھ دیا جا سکتا ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ كَتَبَ اِلَيْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّكَ كَتَبْتَ تَسْاَلُنِىْ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْزُوْ بِالنِّسَاءِ وَهَلْ كَانَ يَضْرِبُ لَهُنَّ بِسَهْمٍ فَقَدْ كَانَ يَغْزُوْبِهِنَّ يُدَاوِيْنَ الْمَرْضٰى وَيُحْذَيْنَ مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَاَمَّا السَّهْمُ فَلَمْ يَضْرِبْ لَهُنَّ بِسَهْمٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (نجدہ حروری کو) لکھا کہ تم نے مجھ سے تحریراً دریافت کیا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کو جہاد میں اپنے ساتھ شریک رکھتے تھے اور کیا ان کے لیے (مالِ غنیمت میں) حصہ مقرر فرماتے تھے؟ ہاں! حضور عورتوں کو (جہاد میں) شریک رکھتے تا کہ وہ بیماروں کی تیمارداری کریں (اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں) اور (اس لحاظ سے بطورِ صلہ) ان کو (غنیمت میں سے) کچھ دیتے تھے لیکن (مالِ غنیمت میں ان کے لیے) آپ نے کوئی حصہ مقرر نہیں فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت سے غلام کو انعام دینے کا ایک واقعہ

٥٢٠٣ - وَعَنْ عُمَيْرٍ مَّوْلٰى اَبِى اللَّحْمِ قَالَ شَهِدْتُ خَيْبَرَ مَعَ سَادَتِىْ فَكَلَّمُوْا فِىَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَلَّمُوْهُ اَنِّىْ مَمْلُوْكٌ فَاَمَرَلِىْ فَقُلِّدْتُ سَيْفًا فَاِذَا اَنَا اَجُرُّهُ فَاَمَرَلِىْ بِشَىْءٍ مِّنْ خُرْثِىِّ الْمَتَاعِ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ رُقْيَةً كُنْتُ اَرْقِىْ بِهَا الْمَجَانِيْنَ فَاَمَرَنِىْ بِطَرْحِ بَعْضِهَا وَحَبْسِ بَعْضِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ اِلَّا اَنَّ رِوَايَتَهُ اِنْتَهَتْ عِنْدَ قَوْلِهِ الْمَتَاعِ.

حضرت عمیر مولیٰ ابی اللحم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے مالکوں کے ساتھ غزوۂ خیبر کے موقع پر حاضر تھا۔ ان حضرات نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی (کہ مجھ سے کوئی کام لیا جائے)' اور حضور ﷺ کو اس بات سے بھی واقف کرایا کہ میں غلام ہوں۔ (یہ سن کر) حضور نے میرے لیے (تلوار دینے کا) حکم دیا اور ایک تلوار میرے گلے میں ڈالی گئی اور میں (اپنی کم عمری اور چھوٹے قد کی وجہ سے) اس کو کھینچتا ہوا (چل رہا) تھا' (پھر جب مالِ غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا) تو حضور نے مجھے (گھریلو) معمولی سامان (بطورِ انعام) دینے کا حکم دیا' میں نے حضور کے سامنے ایک منتر پیش کیا جس کو میں دیوانوں پر پڑھا کرتا تھا تو حضور نے مجھے بعض کلمات کے چھوڑ دینے اور بعض کو جاری رکھنے کا حکم دیا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد نے اس کی روایت (عربی متن کے) ''المتاع'' (یعنی معمولی سامان کے دینے تک) کی ہے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اشیاءِ خوردنی کو کھانے کی اجازت

٥٢٠٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِىْ مَغَازِيْنَا الْعَسَلَ وَالْعِنَبَ فَنَاْكُلُهُ وَلَا نَرْفَعُهُ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنے غزووں میں جو شہد اور انگور ملتے' ہم ان کو (تقسیم کے لیے) حضور کے پاس پہنچانے سے پہلے (بقدرِ ضرورت) کھا لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری

نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۲۰۵ - وَعَنْهُ اَنَّ جَيْشًا غَنَمُوْا فِىْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا وَّعَسَلًا فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُمُ الْخُمُسُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک لشکر مالِ غنیمت میں غلہ اور شہد لایا تو (انہوں نے تقسیم سے پہلے جو کھا لیا تھا) اس کو خمس میں شامل نہیں کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۲۰٦ - وَعَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اَبِى الْمُجَاهِدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ قُلْتُ هَلْ كُنْتُمْ تُخَمِّسُوْنَ الطَّعَامَ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصَبْنَا طَعَامًا يَّوْمَ خَيْبَرَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَجِىْءُ فَيَاْخُذُ مِنْهُ مِقْدَارًا مَّا يَكْفِيْهِ ثُمَّ يَنْصَرِفُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت محمد بن ابی مجاہد رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ میں نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں طعام (یعنی غلہ اور پکے ہوئے کھانے) سے خمس نکالا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو غزوۂ خیبر کے دن طعام (غلہ اور پکے ہوئے کھانے) ملے تو ہر شخص آتا اور اس میں سے بقدرِ ضرورت لے لیتا' پھر واپس ہو جاتا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دورانِ جہاد دار الحرب سے اشیاء خوردنی کھانے اور لانے کی اجازت

۵۲۰۷ - وَعَنِ الْقَاسِمِ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا نَاْكُلُ الْجُزُوْرَ فِى الْغَزْوِ وَلَا نُقَسِّمُهٗ حَتّٰى اِذَا كُنَّا لَنَرْجِعُ اِلٰى رِحَالِنَا وَاَخْرِجَتُنَا مِنْهُ مَمْلُوَّةٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت قاسم مولیٰ عبدالرحمٰن بن خالد شامی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں ہم (ضرورت کے وقت اونٹ ذبح کر کے ان کا) گوشت کھاتے اور اس کو تقسیم نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب ہم اپنے ڈیروں کی طرف لوٹتے تو ہماری خُورجیاں اونٹ کے گوشت سے بھری ہوئی ہوتی تھیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۲۰۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ اَصَبْتُ جِرَابًا مِّنْ شَحْمٍ يَّوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَمْتُهٗ فَقُلْتُ لَا اُعْطِى الْيَوْمَ اَحَدًا مِّنْ هٰذَا شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ اِلَىَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کے دن مجھے چربی کی ایک تھیلی ملی' میں نے اس کو اٹھا لیا اور کہا کہ آج میں اس (تھیلی میں) سے کسی کو کچھ بھی نہ دوں گا۔ پھر میں نے مُڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس کہنے پر مسکرا رہے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
مالِ غنیمت کا ایسا استعمال جس سے اس میں عیب پیدا ہو جائے، منع ہے

٥٢٠٩ - وَعَنْ رُوَيْفِعِ ابْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَرْكَبْ دَابَّةً مِّنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَعْجَفَهَا رَدَّهَا فِيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَلْبَسْ ثَوْبًا مِّنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى اِذَا اَخْلَقَهُ رَدَّهُ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ (تقسیم سے پہلے بلاضرورت) مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کسی جانور پر اس طرح سواری نہ کرے کہ اس کو لاغر کر کے مالِ غنیمت میں واپس کر دے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ (تقسیم سے پہلے بلاضرورت) مسلمانوں کے مالِ غنیمت میں سے کوئی کپڑا اس طرح استعمال نہ کرے کہ اس کو پرانا کر کے مالِ غنیمت میں واپس کر دے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
مالِ غنیمت کی خرید و فروخت تقسیم سے پہلے منع ہے

٥٢١٠ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شِرَاءِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقَسَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اس کی خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٢١١ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ تُبَاعَ السِّهَامُ حَتّٰى تُقَسَّمَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ.

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے (مالِ غنیمت کی) تقسیم سے پہلے (اپنے اپنے) حصوں کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ
امیر کو اختیار ہے کہ شرکاءِ جہاد کے سوا دوسروں کو بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ دے

٥٢١٢ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَاَسْهَمَ اَوْ قَالَ فَاَعْطَانَا مِنْهَا وَمَا قَسَّمَ لِاَحَدٍ غَابَ عَنْ فَتْحِ خَيْبَرَ مِنْهَا شَيْئًا اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ مَعَهُ اِلَّا اَصْحَابَ سَفِيْنَتِنَا جَعْفَرٌ وَّاَصْحَابُهُ اَسْهَمَ لَهُمْ مَعَهُمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم (حبشہ سے مدینہ منورہ) آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (ایسے وقت) پہنچے جبکہ خیبر فتح ہو چکا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خیبر کے مالِ غنیمت میں سے) ہمیں (بھی) حصہ دیا یا حضرت ابوموسیٰ نے یوں فرمایا کہ (اموالِ غنیمت میں سے) ہمیں بھی کچھ دیا۔ اور جو لوگ فتح خیبر میں شریک نہ تھے ان کو (مالِ غنیمت میں سے) کچھ نہ دیا، البتہ آپ کے ساتھ شریک رہنے والوں کو حصہ ملا۔ لیکن ہمارے (ہم سفر) کشتی والے (یعنی) حضرت جعفر طیار

اور اُن کے ساتھیوں کو (فتح خیبر میں شریک نہ ہونے کے باوجود) شرکاء کا (برابر) حصہ دیا گیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَقَالَ الْقَاضِيْ وَإِنَّمَا اَسْهَمَ لَهُمْ لِاَنَّهُمْ وَرَدُوْا عَلَيْهِ قَبْلَ حِيَازَةِ الْغَنِيْمَةِ.

اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اس لیے حصہ دیا کہ وہ مال غنیمت کو اکٹھا کرنے سے پہلے آپ کی خدمت میں پہنچ چکے تھے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢١٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَعْنِيْ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اِنَّ عُثْمَانَ اِنْطَلَقَ فِيْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ لَاُبَايِعُ لَهٗ فَضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَهْمٍ وَّلَمْ يَضْرِبْ لِاَحَدٍ غَابَ غَيْرَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے دن کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہیں (وہ اپنی زوجہ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری کے لیے حضور کی اجازت سے مدینہ ہی میں تھے) پس میں ان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت سے) ان کا حصہ مقرر فرمایا اور ان کے سوا (جنگ بدر سے) شریک نہ ہونے والوں میں کسی کو حصہ نہیں دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

غزوۂ ذوقرد میں حضرت سلمہ کی غیر معمولی بہادری پر دو حصوں کا دیا جانا

٥٢١٤ - وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِهٖ مَعَ رَبَاحٍ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهٗ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا اِذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْفَزَارِيُّ قَدْ اَغَارَ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلٰى اَكَمَةٍ فَاسْتَقْبَلْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَادَيْتُ ثَلَاثًا يَّا صَبَاحَاهُ ثُمَّ خَرَجْتُ فِيْ اٰثَارِ الْقَوْمِ اَرْمِيْهِمْ بِالنَّبْلِ وَاَرْتَجِزُ اَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَمَا زِلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَعْقِرُ بِهِمْ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ بَعِيْرٍ مِّنْ ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا خَلَّفْتُهٗ وَرَاءَ ظَهْرِيْ ثُمَّ اتَّبَعْتُهُمْ اَرْمِيْهِمْ حَتّٰى اَلْقَوْا اَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً وَّثَلَاثِيْنَ رُمْحًا يَّسْتَخِفُّوْنَ وَلَا يَطْرَحُوْنَ شَيْئًا اِلَّا جَعَلْتُ عَلَيْهِ اٰرَامًا مِّنَ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی (بیس) اونٹنیوں کو (رات کے آخری حصہ میں اپنی مقررہ چراگاہ ذوقرد یا ذوغابہ) اپنے غلام حضرت رباح رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ فرمایا۔ حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ اچانک عبدالرحمٰن فزاری، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیوں کو چھاپہ مار کر لے جا رہا ہے۔ (یہ دیکھ کر) میں ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا، پھر مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا اور تین مرتبہ زور سے آواز دی: "یَا صَبَاحَاہ" (خبردار ہو جاؤ کہ دشمن حملہ کر چکا ہے) پھر میں تیر اندازی کرتے ہوئے دشمن کا پیچھا کرتا رہا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا: میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن بُرے لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ میں مسلسل تیر اندازی کرتا رہا اور ان کی سواریوں کی کونچیں زخمی کرتا رہا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی جتنی اونٹنیاں تھیں، میں نے ان سب کو واپس لے لیا، پھر تیر اندازی کرتے ہوئے ان کا تعاقب کرتا رہا، یہاں تک کہ وہ لوگ تیس سے زیادہ چادریں اور تیس نیزے پھینک گئے تاکہ (بھاگنے میں) اُن کا بوجھ ہلکا ہو۔ وہ جس چیز کو بھی پھینکتے تھے، میں اس پر پتھر کی

الْحِجَارَةِ يَعْرِفُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ حَتّٰى رَاَيْتُ فَوَارِسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَحِقَ اَبُوْ قَتَادَةَ فَارِسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَتَلَهٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ فُرْسَانِنَا الْيَوْمَ اَبُوْ قَتَادَةَ وَخَيْرُ رَجَّالَتِنَا سَلَمَةُ قَالَ ثُمَّ اَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَيْنِ سَهْمُ الْفَارِسِ وَسَهْمُ الرَّاجِلِ فَجَمَعَهُمَا لِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ اَرْدَفَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَهٗ عَلَى الْعَضْبَاءِ رَاجِعِيْنَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَرَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ كَانَ سَلَمَةُ بْنُ الْاَكْوَعِ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ رَاجِلًا فَاَعْطَاهُ مِنْ خُمُسِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا مِنْ سَهْمَانِ الْمُسْلِمِيْنَ.

نشانی رکھتا جاتا تھا تا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ اُن (چیزوں) کو پہچان لیں، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو (آتے ہوئے) دیکھا اور (یہ بھی دیکھا کہ) حضرت ابوقتادہ انصاری (جن کا لقب) فارسِ رسول اللہ ہے انہوں نے عبدالرحمٰن کو جا پکڑا اور اس کو قتل کر ڈالا (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا شہ سوار آج ابوقتادہ ہے اور بہترین پیدل (فوج میں) سلمہ ہے۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مالِ غنیمت میں سے) میرے لیے دو حصے مقرر کیے ایک سوار کا حصہ اور دوسرا حصہ پیدل کا اس طرح مجھے دو حصے عطا فرمائے۔ اور مدینہ واپس ہوتے ہوئے مجھے رسول اللہ ﷺ اپنی ناقۂ مبارک عَضباء پر پیچھے بٹھالیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے اور ابن حبان نے بھی اس کی روایت کی ہے اور یوں بیان کیا ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اس غزوہ میں پیدل فوج میں تھے تو حضور نے ان کو خمس میں سے (دو حصے) دیئے نہ کہ مسلمانوں کے حصص میں سے۔

بَابٌ

مالِ غنیمت میں خُمس اور تنفیل ہے، فیٔ میں نہیں

٥٢١٥ - وَعَنْ اَبِی الْجُوَيْرِيَةِ الْجَرْمِيِّ قَالَ اَصَبْتُ بِاَرْضِ الرُّوْمِ جَرَّةً حَمْرَاءَ فِيْهَا دَنَانِيْرُ فِيْ اِمْرَةِ مُعَاوِيَةَ وَعَلَيْنَا رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُقَالُ لَهٗ مَعْنُ بْنُ يَزِيْدَ فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَسَّمَهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَعْطَانِيْ مِنْهَا مِثْلَ مَا اَعْطٰى رَجُلًا مِّنْهُمْ ثُمَّ قَالَ لَوْ لَا اَنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا نَفْلَ اِلَّا بَعْدَ الْخُمُسِ لَاَعْطَيْتُكَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوالجویریہ جرمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں سرزمین روم میں مجھے ایک سرخ ٹھلیا ملی، جس میں دینار تھے، اور (اس وقت) ہمارے حاکم قبیلۂ بنی سُلیم کے ایک شخص تھے جو صحابیٔ رسول اللہ ﷺ تھے اور جن کا نام حضرت معن بن یزید تھا۔ میں اس ٹھلیا کو اُن کے پاس لے آیا تو اُنہوں نے اُن (دیناروں) کو مسلمانوں (یعنی مجاہدین) کے درمیان تقسیم کر دیا اور مجھ کو بھی اس میں سے اتنا ہی دیا، جتنا ہر شخص کو دیا (یعنی سب کے برابر دیا، زیادہ نہ دیا) پھر فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہوتا کہ (مالِ غنیمت میں سے کسی مجاہد کو) خُمس نکالنے کے بعد ہی کچھ زیادہ مال دیا جا سکتا ہے تو میں تم کو ضرور (زیادہ) دیتا (چونکہ یہ فیٔ ہے جو بغیر لڑائی کے حاصل ہوا ہے، اس لیے اس میں خمس نہیں اور تنفیل یعنی حصہ سے زیادہ دینا بھی نہیں)۔ اس حدیث کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کسی غازی کو اس کے حصہ سے زیادہ دینے کا امیر کو اختیار ہے

٥٢١٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن فوجی

48

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُنَفِّلُ بَعْضَ مَنْ یَّبْعَثُ مِنَ السَّرَایَا لِاَنْفُسِہِمْ خَاصَّۃً سِوٰی قِسْمَۃِ عَامَّۃِ الْجَیْشِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

دستوں کو (جہاد پر) روانہ فرماتے' اُن میں سے بعض حضرات کو (اُن کے کارناموں کی وجہ سے اپنی طرف سے) عام مجاہدین کے حصے کے علاوہ خاص طور پر کچھ زیادہ مرحمت فرمادیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۱۷- وَعَنْ حَبِیْبِ بْنِ مَسْلَمَۃَ الْفِھْرِیِّ قَالَ شَھِدْتُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَفَّلَ الرُّبُعَ فِی الْبَدْاَۃِ وَالثُّلُثَ فِی الرَّجْعَۃِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جہاد میں) شریک رہا ہوں۔ آپ (اُن مجاہدین کے اس دستہ کو جو لشکر کے پہنچنے سے پہلے دشمن سے لڑتے تھے' خمس نکالنے کے بعد) ایک چوتھائی حصہ اور (اُن مجاہدین کو جو جہاد سے واپسی کے وقت لڑتے) اُن کو ایک تہائی حصہ زائد دیتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ رسول اللہ ﷺ مجاہدین کے ایسے دستہ کو جو لشکر کے پہنچنے سے پہلے دشمنوں سے جا لڑتے' بطور انعام مالِ غنیمت میں سے خمس نکالنے کے بعد بقیہ چار حصوں میں سے ایک ربع ان مجاہدین کو اور بقیہ تین ربع میں تمام لشکر کو شریک فرماتے اور جہاد سے واپس ہوتے وقت جو مجاہدین دشمن کا پھر مقابلہ کرتے' اُن کو خمس نکالنے کے بعد مالِ غنیمت میں سے تیسرا حصہ بطور انعام دیتے اور باقی دو حصوں میں سارے لشکر کو شریک فرماتے' اس لیے کہ واپس ہوتے وقت لڑائی کرنا بڑا شاق ہوتا ہے' اس لیے ان مجاہدین کا زیادہ انعام مقرر فرمایا۔ (مرقاۃ)

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۲۱۸- وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُنَفِّلُ الرُّبُعَ بَعْدَ الْخُمُسِ اِذَا قَفَلَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (اُن مجاہدین کو جو لشکر کے پہنچنے سے پہلے دشمن سے لڑیں) خمس نکالنے کے بعد (مالِ غنیمت میں سے) چوتھائی حصہ اور (اُن مجاہدین کو جو واپس ہوتے وقت دشمن سے لڑیں) خمس نکالنے کے بعد تیسرا حصہ زیادہ دیتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کے بعد کسی امیر کو اپنے لیے کسی چیز کے مختص کرنے کا حق نہیں

۵۲۱۹- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَنَفَّلَ سَیْفَہٗ ذَا الْفِقَارِ یَوْمَ بَدْرٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ وَھُوَ الَّذِیْ رَاٰی فِیْہِ الرُّؤْیَا یَوْمَ اُحُدٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن (مالِ غنیمت میں سے) ذوالفقار نامی تلوار کو حصہ سے زائد اپنے لیے لے لیا۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ترمذی نے یہ زیادہ کیا ہے کہ یہ وہی تلوار ہے جس کے بارے میں حضور نے غزوۂ اُحد کے بارے میں خواب دیکھا تھا۔

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ سَقَطَ الصَّفِيُّ فَلَا يَصْطَفِي الْإِمَامُ لِنَفْسِهٖ شَيْئًا مِّنَ الْغَنِيْمَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ.

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ صفی یعنی حضور کا حصہ ساقط ہو گیا' اس لیے امام کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ مال غنیمت میں سے کسی چیز کو اپنے لیے مختص کر لے۔ اس پر سب کا اجماع ہے۔

بَابٌ

خمس کی تقسیم میں حضور اور خلفاء راشدین کا عمل

۵۲۲۰ - وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ مَشَيْتُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْكَ فَقَالَ اِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے غزوۂ خیبر (کے مال غنیمت) کے خمس میں سے بنوالمطلب کو دیا ہے اور ہم کو نظر انداز کر دیا حالانکہ ہم (بنوالمطلب کی طرح قرابت میں) ہم مرتبہ ہیں۔ (یہ سن کر) آپ نے جواب دیا کہ بنوہاشم اور بنوالمطلب (کفر اور اسلام میں ہر حیثیت سے) ایک ہی چیز (یعنی متحد رہے) ہیں۔ حضرت جبیر فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوشمس اور بنونوفل کو (غزوۂ خیبر کی غنیمت میں سے) کچھ بھی حصہ نہیں دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوَى الشَّافِعِيُّ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَ ذَوِي الْقُرْبٰى بَيْنَ بَنِيْ هَاشِمٍ وَّبَنِي الْمُطَّلِبِ اَتَيْتُهُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ اِخْوَانُنَا مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ لَّا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِيْ وَضَعَكَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اَرَاَيْتَ اِخْوَانَنَا مِنْ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَعْطَيْتَهُمْ وَتَرَكْتَنَا وَاِنَّمَا قَرَابَتُنَا وَقَرَابَتُهُمْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ فَشَيْءٌ وَّاحِدٌ هٰكَذَا وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ.

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خمس میں سے) ذوی القربٰی کا حصہ جب بنوہاشم اور بنوالمطلب میں تقسیم فرمایا تو میں (یعنی حضرت جبیر بن مطعم) اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ بنی ہاشم ہمارے بھائی ہیں' ہم ان کی فضیلت کے منکر نہیں' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اُن میں پیدا فرمایا ہے' ارشاد ہو کہ آپ نے تو ہمارے بھائی بنوالمطلب کو (خمس میں سے ذوی القربٰی کا) حصہ دیا اور ہمیں نظر انداز کر دیا حالانکہ (آپ سے) ہماری اور اُن کی قرابت ایک ہی ہے (اس لیے کہ سب کے جد اعلیٰ عبد مناف ہیں' یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنوہاشم اور بنوالمطلب (ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ) ایک ہی چیز (کی طرح متحد) رہے ہیں' پھر آپ نے (دونوں ہاتھوں کی) انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر ملایا۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ نَحْوُهٗ وَفِيْهِ اَنَا وَبَنُو الْمُطَّلِبِ لَا نَفْتَرِقُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ شَيْءٌ وَّاحِدٌ وَّشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا وَفِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلٌ

اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں بھی اسی طرح ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ میں اور بنوالمطلب جاہلیت اور اسلام میں کبھی جدا نہیں ہوئے ہیں اور ہم (ہمیشہ) ایک ہی چیز (یعنی واحد) رہے ہیں اور آپ نے (دونوں ہاتھ کی) انگلیوں میں انگلیاں ڈال کر (ہاتھوں کو) ملایا۔ ہمارے علماء (احناف) نے

عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلِذِی الْقُرْبٰی قُرْبُ النُّصْرَةِ لَا قُرْبُ الْقَرَابَةِ فَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُمْ لِلنُّصْرَةِ لَا لِلْقَرَابَةِ وَقَدْ اِنْتَهَتِ النُّصْرَةُ اِنْتَهَی الْاِعْطَاءُ لِاَنَّ الْحُكْمَ یَنْتَهِیْ بِانْتِهَاءِ عِلَّتِهٖ.

فرمایا ہے کہ احادیث مذکورہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ''وَلِذِی الْقُرْبٰی ''یعنی خمس میں ذوی القربیٰ کا جو حصہ مقرر فرمایا ہے وہ بوجہ قرابت نصرۃ ہے نہ کہ بوجہ قرابت نسبی۔ اور جب یہ بات ثابت ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (بنو ہاشم اور بنو المطلب کو خمس میں سے) بوجہ نصرت دین حصہ مقرر فرمایا نہ کہ بوجہ قرابت اور اب نصرت ختم ہو چکی تو عطاء بھی ختم ہو گئی اس لیے کہ حکم علّت کے ختم ہونے سے ختم ہو جاتا ہے۔

وَرَوٰی اَبُوْیُوْسُفَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ الْخُمُسَ كَانَ یُقَسَّمُ عَلٰی عَهْدِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَمْسَةِ اَسْهُمٍ لِّلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ سَهْمٌ وَّلِذِی الْقُرْبٰی سَهْمٌ وَّلِلْیَتَامٰی سَهْمٌ وَّلِلْمَسَاكِیْنِ سَهْمٌ وَّلِابْنِ السَّبِیْلِ سَهْمٌ ثُمَّ قَسَّمَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَسْهُمٍ سَهْمٌ لِّلْیَتَامٰی وَسَهْمٌ لِّلْمَسَاكِیْنِ وَسَهْمٌ لِّابْنِ السَّبِیْلِ.

اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں خمس کے پانچ حصے کیے جاتے تھے: اللہ اور اس کے رسول کا ایک حصہ ذوی القربیٰ (یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب) کا ایک حصہ یتامیٰ کا ایک حصہ مساکین کا ایک حصہ اور مسافر کا ایک حصہ۔ پھر حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے (اپنے اپنے زمانہ میں خمس کو صرف) تین حصوں میں تقسیم فرمایا: ایک حصہ یتیموں کا ایک حصہ مساکین کا اور ایک حصہ مسافر کا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلطَّحَاوِیِّ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ یَعْنِیْ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیٍّ فَقُلْتُ اَرَاَیْتَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَیْثُ وَلِیَ الْعِرَاقَ وَمَا وَلِیَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ كَیْفَ صَنَعَ فِیْ سَهْمِ ذَوِی الْقُرْبٰی قَالَ سَلَكَ بِهٖ وَاللّٰهِ سَبِیْلَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح مروی ہے۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو جعفر یعنی حضرت محمد بن علی (یعنی امام باقر) رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب عراق میں خلافت کے کام انجام دیئے اور لوگوں پر احکام جاری فرمائے تو ذوی القربیٰ کے حصوں کے بارے میں کیا کیا؟ تو انہوں نے (یعنی امام باقر رحمۃ اللہ علیہ) نے جواب دیا اللہ کی قسم! کہ اس بارے میں آپ نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کا مسلک اختیار فرمایا۔

ف: واضح ہو کہ خمس الخمس میں ذوی القربیٰ یعنی بنو ہاشم اور بنو المطلب کا جو ذکر ہے وہ مصرف کا اظہار ہے نہ کہ استحقاق کا اور یہاں نصرۃ سے مراد بنو ہاشم اور بنو المطلب کی نصرت ہے جو ہمیشہ حضور ﷺ سے گفتگو اور مصاحبت کی حیثیت سے رہی ہے اسی وجہ سے بنو ہاشم اور بنو المطلب کی عورتوں کو بھی خمس الخمس میں سے حصہ ملا کرتا تھا پھر حضور کے وصال کے بعد ان حضرات کا حصہ ساقط ہو گیا اس لیے کہ وہ علّت بھی ختم ہو گئی۔ (ردّ المحتار) ۱۲

بَابٌ

حضور اپنے خمس کو ذوی القربیٰ کے علاوہ عامۃ المسلمین پر بھی خرچ فرماتے تھے

۵۲۲۱- وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا

عَنْ جَدِّہٖ قَالَ دَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعِیْرٍ فَاَخَذَ وَبَرَۃً مِّنْ سَنَامِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَیْسَ لِیْ مِنْ ھٰذَا الْفَیْءِ شَیْءٌ وَّلَا ھٰذَا وَرَفَعَ اِصْبَعَہٗ اِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکُمْ فَاَدُّوا الْخِیَاطَ وَالْمَخِیْطَ فَقَالَ رَجُلٌ فِیْ یَدِہٖ کُبَّۃٌ مِنْ شَعْرٍ فَقَالَ اَخَذْتُ ھٰذِہٖ لِاُصْلِحَ بِھَا بَرْدَعَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا مَا کَانَ لِیْ وَلِبَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَھُوَ لَکَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا بَلَغَتْ ھٰذِہٖ مَا اَرٰی فَلَا اَرَبَ لِیْ فِیْھَا وَنَبَذَھَا رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت فرماتے ہیں کہ اُن کے دادا نے فرمایا کہ (ایک دفعہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (مالِ غنیمت کے) ایک اونٹ کے قریب ہوئے اور اس کے کوہان سے کچھ بالوں کو پکڑا' پھر فرمایا: اے لوگو! اس مالِ فئی میں سے میں کسی چیز کا مالک نہیں اور نہ اِن بالوں کا' پھر حضور نے اپنی مبارک انگلی کو اٹھایا (اور بتایا کہ اتنی معمولی سی چیز بھی تقسیم سے پہلے کوئی نہیں لے سکتا)' ہاں! خمس پر (میرا تصرف ہے) اور خمس بھی (تمہاری مصلحتوں جیسے آلاتِ جنگ' گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کی خریداری پر) خرچ ہوتا ہے' تو تم دھاگا اور سوئی (جیسی حقیر چیزیں) بھی جمع کرادو۔ (یہ سن کر) ایک شخص کھڑا ہوا' جس کے ہاتھ میں بالوں کی رسّی کا ایک ٹکڑا تھا اور وہ کہنے لگا کہ میں نے یہ اس لیے لیا ہے کہ اس سے اپنے پالان کو درست کروں' اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جو چیز میری اور بنی عبدالمطلب کی مِلک ہو' وہ تو تیرے لیے حلال ہے (ہم بخوشی معاف کردیتے مگر مجاہدین کے حصہ کو تو ہم اپنی طرف سے معاف نہیں کرسکتے' یہ سن کر) اس شخص نے کہا کہ معاملہ جب اس نوبت پر پہنچ گیا جس کو میں دیکھ رہا ہوں تو مجھے اس کی ضرورت نہیں اور اس کو پھینک دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَعِیْرٍ مِّنَ الْمَغْنَمِ فَلَمَّا سَلَّمَ اَخَذَ وَبَرَۃً مِّنْ جَنْبِ الْبَعِیْرِ ثُمَّ قَالَ وَلَا یَحِلُّ لِیْ مِنْ غَنَائِمِکُمْ مِثْلَ ھٰذَا اِلَّا الْخُمُسَ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِیْکُمْ وَقَالَ الشَّیْخُ ابْنُ الْھَمَّامِ لَمْ یَخُصَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ الْقَرَابَۃَ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخُمُسِ وَعَمَّ الْمُسْلِمِیْنَ جَمِیْعًا بِقَوْلِہٖ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِیْکُمْ فَدَلَّ اَنَّ سَبِیْلَھُمْ سَبِیْلُ سَائِرِ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ یُعْطٰی مَنْ یَّحْتَاجُ مِنْھُمْ کِفَایَۃً.

اور ابوداؤد کی ایک اور روایت میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مالِ غنیمت کے ایک اونٹ کو سترہ بنا کر ہمیں نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اونٹ کے پہلو کے بالوں کو (اپنے دستِ مبارک میں) پکڑا' پھر فرمایا کہ تمہاری غنیمتوں میں سے اتنا (حقیر مال بھی) میرے لیے حلال نہیں سوائے خمس کے اور خمس (کا مصرف یہ ہے) کہ وہ تمہاری (ہی ضرورتوں میں) خرچ کیا جاتا ہے۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ذوی القربیٰ کے لیے خمس میں سے کسی چیز کو مخصوص نہیں فرمایا بلکہ اس میں سارے مسلمانوں کو شامل فرمایا' (جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں ارشاد ہے: ''وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِیْکُمْ''، یعنی خمس تمہاری ضرورتوں میں ہی خرچ کیا جاتا ہے' تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ذوی القربیٰ کی حیثیت سارے فقراء مسلمین کی حیثیت ہے کہ ان میں ضرورت مند کو بقدرِ کفاف دیا جاتا ہے۔

بَابٌ

حضور کبھی تالیفِ قلب کے لیے بھی مال دیا کرتے تھے

۵۲۲۲ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ

أَعْطَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا وَّاَنَا جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ وَّاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مُسْلِمًا ذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَّاَجَابَهٗ بِمِثْلِ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنِّيْ لَاُعْطِى الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يُّكَبَّ فِى النَّارِ عَلٰى وَجْهِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو کچھ مال دیا اور میں (اس وقت) بیٹھا ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نے اُن میں سے ایک آدمی کو چھوڑ دیا جو (دین داری کے اعتبار سے) مجھے اُن میں بہتر معلوم ہوتا تھا۔ میں کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ آپ نے فلاں شخص کو نہیں دیا ہے' اللہ کی قسم! میں تو اس کو مؤمن سمجھتا ہوں' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ (تم یہ کہو کہ) میں اس کو مسلم (سمجھتا ہوں)۔ حضرت سعد نے اسی بات کو تین مرتبہ کہا اور حضور نے بھی تین مرتبہ ویسا ہی جواب دیا۔ پھر آپ نے یوں ارشاد فرمایا: (اے سعد!) میں کسی شخص کو مال دے دیتا ہوں' اس ڈر سے کہ (وہ کچھ نہ ملنے سے ضعفِ ایمان کی وجہ سے کافر ہو جائے اور) وہ دوزخ میں منہ کے بل ڈال دیا جائے حالانکہ دوسرا شخص اس کے مقابلہ میں مجھے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِئُ الْاِسْلَامُ وَالْاِيْمَانُ مُخْتَلِفَانِ بِاعْتِبَارِ اللُّغَةِ وَمُتَّحِدَانِ فِى الشَّرِيْعَةِ.

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اسلام اور ایمان لغت کے اعتبار سے مختلف ہیں اور شرعی اعتبار سے ایک ہی چیز ہیں۔[1]

[1] ایمان اور اسلام کے بارے میں تفصیلی مباحث نور المصابیح حصہ اوّل کی کتاب الایمان میں گزر چکے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

مالِ فیئ میں سارے مسلمانوں کو اور غنیمت میں صرف مجاہدین کو حصہ ملے گا

٥٢٢٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا قَرْيَةٍ اَتَيْتُمُوْهَا وَاَقَمْتُمْ فِيْهَا فَسَهْمُكُمْ فِيْهَا وَاَيُّمَا قَرْيَةٍ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ خُمُسَهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ثُمَّ هِيَ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی بستی میں (بغیر لڑائی کے) داخل ہو جاؤ (اور بستی والے تم سے صلح کر لیں) اور تم وہاں (قابض کی حیثیت سے) ٹھہر جاؤ (تو وہاں تم کو جو مال ملے گا) اس میں سارے مسلمان حصہ پائیں گے (خواہ وہ مسلمان لڑائی میں شریک ہوں یا نہ ہوں) اور جس بستی والے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں (اور مسلمان اس بستی کو جنگ کے ذریعہ حاصل کریں) تو اس میں اللہ اور اس کے رسول کا خمس ہوگا اور (خمس کے بعد) بقیہ مال تمہارا یعنی غازیوں کا ہوگا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایسی جائیداد کے احکام جس کو دشمن سے دوبارہ حاصل کر لیا جائے

٥٢٢٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا اَحْرَزَهُ الْعَدُوُّ فَاسْتَنْقَذَهُ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْهُمْ اِنْ وَجَدَهٗ صَاحِبُهٗ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایسی جائیداد کے بارے میں جس پر دشمن قبضہ کر لے اور پھر مسلمان (دوبارہ) اس کو چھڑا لیں تو حضور نے اس کے بارے میں فرمایا: اگر

قَبْلَ اَنْ يُّقَسَّمَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ وَاِنْ وَجَدَهٗ قَدْ قُسِّمَ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَهٗ بِالثَّمَنِ رَوَاهُ الدَّارُقُطْنِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِهِمَا.

صاحب مال (غنیمت) تقسیم ہونے سے پہلے اس کو پالے تو وہ اس (کو لینے) کا زیادہ حق دار ہے اور اگر تقسیم ہونے کے بعد (اس کو پہچانے اور) اس کو لینا چاہے تو اس کی قیمت ادا کر کے لے لے۔ اس کی روایت دار قطنی اور بیہقی نے اپنی اپنی سنن میں کی ہے۔

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي الْمُعْجَمِ الْوَسَطِ نَحْوَهٗ.

اور طبرانی نے معجم اوسط میں (بھی) اسی طرح روایت کی ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُوَيْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِيْمَا اَحْرَزَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَصَابَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَعَرَفَهٗ صَاحِبُهٗ قَالَ اِنْ اَدْرَكَهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْسَمَ فَهُوَ لَهٗ وَاِنْ جَرَتْ فِيْهِ السِّهَامُ فَلَا شَيْءَ لَهٗ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسی جائیداد جس پر مشرکین قبضہ کر لیں' پھر مسلمان (دوبارہ) اس کو حاصل کر لیں اور صاحب جائیداد اپنی چیز کو پہچان (بھی) لے اور تقسیم ہونے سے پہلے اس کو حاصل کر لے تو وہ (جائیداد) اسی کی ہے اور اگر اس میں حصے جاری ہو چکے ہوں تو اس (صاحب جائیداد) کو کچھ نہیں ملے گا۔

٥٢٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِشْتَرِ سَبْعًا مِّنَ الْغَنَمِ اِنَّ عَلَيَّ نَاقَةً وَقَدْ غَرِبَتْ عَنِّيْ فَقَالَ اِشْتَرِ سَبْعًا مِّنَ الْغَنَمِ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَقَالَ اَفَلَا تَرٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِنَّمَا عَدَلَهَا بِسَبْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ مِمَّا يُجْزِئُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ عَنْ رَّجُلٍ وَّلَمْ يُعْدَلْ لَهَا بِعَشْرٍ مِّنَ الْغَنَمِ اه وَقَالَ اَهْلُ الْعِلْمِ فَحَدِيْثُ تَعْدِيْلِ عَشَرَ شِيَاهٍ مَنْسُوْخٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے قرض کا سوال کیا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: سات بکریاں خریدو۔ میرے ذمہ ایک اونٹنی تھی جو کہ گم ہو گئی ہے۔ یعنی آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ سات بکریاں خریدو۔ اسے امام طحاوی نے روایت کیا ہے۔ اور فرمایا کہ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث مبارک میں اونٹنی کو سات بکریوں کے برابر ٹھہرایا' جن میں سے ہر ایک ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرے گی اور آپ (ﷺ) نے اسے دس بکریوں کے برابر نہیں ٹھہرایا۔ اور اہل علم نے فرمایا کہ دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دینے والی حدیث منسوخ ہے۔

بَابُ الْجِزْيَةِ — جزیہ کا بیان

ف: واضح ہو کہ جزیہ' اُس مال کو کہتے ہیں جو مفتوحہ علاقے کے کافروں سے ان کے جان و مال کی حفاظت کے بدلہ میں وصول کیا جائے اور یہ کہ وہ اپنے دین پر قائم رہیں گے اور اسلامی مملکت میں وفاداری کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کریں گے۔ جزیہ کا حکم فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں نازل ہوا۔ جزیہ کی آیت غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔ اور اُکیدر حاکم دومۃ الجندل نے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی' پھر نجران کے نصاریٰ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ کی وصولی کے تین درجے مقرر فرمائے تھے: (۱) غریبوں سے ایک درہم ماہانہ یا بارہ درہم سالانہ (۲) متوسط لوگوں سے دو درہم ماہانہ یا چوبیس درہم سالانہ (۳) مال دار سے چار درہم ماہانہ یا اڑتالیس درہم سالانہ' بچے' بوڑھے

عورتوں اور معذورین سے جزیہ نہیں لیا جاتا۔ اسی طرح غلام، مکاتب، مدبر، ام الولد پر بھی جزیہ نہیں، مذہبی پیشوا جو گوشہ نشین ہوں، اُن پر بھی جزیہ نہیں۔ (مرقاۃ، اصح السیر) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ﴾ (التوبۃ:۲۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ لوگ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے اُن کو حرام نہیں سمجھتے اور اہل کتاب میں سے وہ لوگ جو دین حق کو تسلیم نہیں کرتے ان (سب) سے لڑو یہاں تک کہ وہ (خود حاضر ہو کر) ذلت کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَّاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا﴾ (الفتح:۱۶).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (سفر حدیبیہ کے موقع پر جو قبیلے جیسے غفار، جہینہ، دیلم وغیرہ حضور کے ساتھ چلنے سے) پیچھے رہ گئے تھے اُن دیہاتیوں سے آپ فرما دیجئے کہ عنقریب تم کو ایک سخت لڑائی والی قوم (یعنی فارس اور روم) کے مقابلہ کے لیے بلایا جائے گا، تم اُن سے لڑتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے، اگر تم (اللہ تعالیٰ کی) اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے انحراف کیا جیسے اس سے پہلے (سفرِ حدیبیہ کے موقع پر) انحراف کیا تھا تو تم کو اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دیں گے۔

بَابٌ

اہل کتاب پر جزیہ مقرر کرنے کا بیان

٥٢٢٦ - عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى اُكَيْدِرِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ رَجُلٌ مِّنْ كِنْدَةَ كَانَ مَلِكًا عَلٰى دُوْمَةٍ وَّكَانَ نَصْرَانِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالِدٍ اِنَّكَ سَتَجِدُهٗ يَصِيْدُ الْبَقَرَ فَخَرَجَ خَالِدٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ حِصْنِهٖ مَنْظَرَ الْعَيْنِ وَفِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ صَائِفَةٍ وَّهُوَ عَلٰى سَطْحٍ وَّمَعَهُ امْرَاَتُهٗ فَاَتَتِ الْبَقَرُ تَحُكُّ بِقُرُوْنِهَا بَابَ الْقَصْرِ فَقَالَتْ لَهُ امْرَاَتُهٗ هَلْ رَاَيْتَ مِثْلَ هٰذَا قَطُّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ قَالَتْ فَمَنْ يَّتْرُكُ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا اَحَدٌ فَنَزَلَ فَاَمَرَ بِفَرَسِهٖ فَاُسْرِجَ وَرَكِبَ مَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ فِيْهِمْ اَخٌ لَّهٗ يُقَالُ لَهٗ حَسَّانُ فَخَرَجُوْا مَعَهٗ بِمَطَارِدِهِمْ فَتَلَقَّاهُمْ خَيْلُ رَسُوْلِ

حضرت یزید بن رومان اور حضرت عبداللہ بن ابی بکر (بن محمد بن عمرو ابن حزم انصاری مدنی) رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اُکیدر بن عبدالملک کے پاس بھیجا جو قبیلۂ کندہ کا ایک شخص تھا اور وہ دُومہ (نامی علاقہ) کا بادشاہ تھا اور نصرانی بھی تھا۔ (روانگی کے وقت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد سے فرمایا کہ جب تم اُکیدر کے پاس پہنچو گے تو اس کو گائے کا شکار کرتا ہوا پاؤ گے۔ چنانچہ حضرت خالد روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں سے اس کا قلعہ نظر آ رہا تھا تو اس وقت صاف چاندنی رات تھی اور وہ (اپنے محل کی) چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک (جنگلی) گائے آئی اور اپنے سینگوں سے محل کے دروازہ کو مارنے لگی، (یہ دیکھ کر) اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ کیا تم نے کبھی ایسا موقع پایا ہے (کہ شکار خود دروازہ پر آ موجود ہو)؟ اُکیدر نے کہا: اللہ کی قسم! کبھی نہیں! تو اس کی بیوی نے کہا کہ ایسے شکار کو کون چھوڑے گا؟ اکیدر نے کہا: (بے شک ایسے شکار کو) کوئی نہیں چھوڑ سکتا، چنانچہ وہ (چھت سے) اتر پڑا، اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا، اُس پر زین لگائی گئی اور اس کے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذُوْهُ وَقَتَلُوْا اَخَاهُ حَسَّانَ وَكَانَ عَلَيْهِ قَبَاءُ دِيْبَاجٍ مُخَوَّصٍ بِالذَّهَبِ فَاسْتَلَبَهُ اِيَّاهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَبَعَثَ بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ قُدُوْمِهٖ عَلَيْهِ ثُمَّ اَنَّ خَالِدًا قَدِمَ بِالْاُكَيْدَرِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَقَنَ لَهٗ دَمَهٗ وَصَالَحَهٗ عَلَى الْجِزْيَةِ وَخَلّٰى سَبِيْلَهٗ فَرَجَعَ اِلٰى قَرْيَتِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰى وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ وَعَنْ اَنَسٍ اَقْصَرَ مِنْهُ.

ساتھ اس کے چند گھر والے بھی سوار ہو کر نکلے جن میں اس کا بھائی بھی تھا' جس کا نام حسان تھا' یہ سب لوگ اُونی اور ریشی چادروں (کو اوڑھے ہوئے) نکلے اس اثناء میں رسول اللہ ﷺ کے سواروں کی جماعت ان کو ملی اور انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا جو دیبا کی قباء جس پر زری کا کام تھا' پہنے ہوئے تھا۔ حضرت خالد نے اس کو اس کے جسم سے علیحدہ کر لیا اور اُس قباء کو (مدینہ منورہ) اپنے پہنچنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ پھر خود حضرت خالد اکیدر کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے اس کی جان بخشی فرما دی اور اس پر جزیہ مقرر فرمایا اور اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنے علاقے کو واپس چلا گیا۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن کبریٰ میں کی ہے اور ابوداؤد نے حضرت انس سے مختصراً روایت کیا ہے۔

بَابٌ

غیر اہل کتاب سے جزیہ لینے کی دلیل

۵۲۲۷ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ لَمْ يَاْخُذِ الْجِزْيَةَ مِنَ الْمَجُوْسِ حَتّٰى شَهِدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ هَجَرَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے پارسیوں سے (اُس وقت تک) جزیہ نہیں لیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر (یمن کا ایک موضع) کے پارسیوں سے جزیہ لیا تھا۔ اس کی روایت امام احمد' بخاری' ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ عُمَرَ ذَكَرَ الْمَجُوْسَ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ اَمْرِهِمْ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سُنُّوْا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ.

اور ایک اور روایت میں (اس طرح مذکور) ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پارسیوں کے بارے میں ذکر کیا اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ (ان سے جزیہ لینے کے بارے) کیا کروں؟ (یہ سن کر) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے' آپ نے فرمایا کہ پارسیوں سے (جزیہ لینے کے بارے میں) اہل کتاب جیسا معاملہ کرو۔ اس کی روایت امام شافعی نے کی ہے۔

وَهُوَ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَاَيْضًا عَلٰى اَنَّ الْجِزْيَةَ تُؤْخَذُ مِنْ غَيْرِ اَهْلِ الْكِتَابِ لِكَوْنِهِمْ فِيْ مَعْنَاهُمْ وَقَدْ رَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ اَلْمَجُوْسُ اَهْلُ الْكِتَابِ قَالَ لَا وَقَالَ اَيْضًا اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ سُئِلَ اَتُؤْخَذُ الْجِزْيَةُ مِمَّنْ لَيْسَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ قَالَ نَعَمْ

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پارسی اہل کتاب نہیں اور اس میں اس بات کی بھی دلیل ہے کہ جزیہ غیر اہل کتاب سے بھی لیا جائے گا' اس لیے کہ پارسی (بھی) اہل کتاب کے مماثل ہیں۔ اور عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کی ہے' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عطاء سے دریافت کیا کہ کیا پارسی اہل کتاب ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں! اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم سے معمر نے بیان کیا کہ میں نے زُہری سے سنا' اُن سے دریافت کیا گیا کہ جو اہل کتاب نہیں ہیں' کیا اُن سے بھی جزیہ لیا جائے؟ تو انہوں نے

اَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَعُمَرُ مِنْ اَهْلِ السَّوَادِ وَعُثْمَانُ مِنْ بَرْبَرٍ.

جواب دیا: ہاں! رسول اللہ ﷺ نے اہل بحرین (کے مجوس) سے جزیہ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل عراق سے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بربر سے (جزیہ) لیا۔

بَابٌ

مشرکینِ عرب سے جزیہ نہ لینے کا بیان

۵۲۲۸ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَالَحَ عَبَدَةَ الْاَوْثَانِ عَلَى الْجِزْيَةِ اِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ مِنَ الْعَرَبِ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ.

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بت پرستوں سے جزیہ لے کر معاہدہ فرمایا' اُن میں جو عرب تھے (اُن سے جزیہ قبول نہیں فرمایا' اس لیے کہ عرب یا تو اسلام قبول کریں گے یا اُنہیں ملک چھوڑنا پڑے گا)۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے کی ہے۔

وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ مِنَ السُّنَنِ الْكُبْرٰى حَدِيْثُ بُرَيْدَةَ اِذَا لَقِيْتَ عَدُوَّكَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَادْعُهُمْ اِلٰى اِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ الْحَدِيْثُ وَفِيْهِ فَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَادْعُهُمْ اِلٰى اِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ وَقَالَ اَبُوْ عُمَرَ فَحَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ اسْتَثْنَى الْعَرَبَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُقْبَلُ مِنْ مُشْرِكِي الْعَرَبِ اِلَّا الْاِسْلَامُ اَوِ السَّيْفُ وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ﴾.

اور بیہقی نے سنن کبریٰ کے اس باب میں حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب تمہارا اپنے دشمن مشرکین سے سامنا ہو تو ان کو تین باتوں میں سے کسی ایک بات (کو قبول کرنے) کی دعوت دو (اسلام قبول کرنے یا جنگ کرنے) اور اس حدیث میں (تیسری بات) یہ ہے کہ اگر وہ (ان دونوں باتوں کا) انکار کر دیں تو اُن کو جزیہ دینے کی دعوت دو۔ اور امام ابوعمر (ابن عبد البر) نے فرمایا ہے کہ امام زُہری نے جو حدیث روایت کی ہے' اس میں مشرکین عرب کو (جزیہ سے) مستثنیٰ رکھا گیا ہے (یعنی ان سے جزیہ نہیں قبول کیا جائے گا)۔ اور شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مشرکینِ عرب یا تو اسلام قبول کریں یا (اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں) تلوار یعنی جنگ کے لیے تیار ہو جائیں۔ اس کی تائید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم اُن سے لڑو یا وہ (خود) مسلمان ہو جائیں۔

بَابٌ

غیر اہلِ کتاب سے بھی جزیہ لینے کی دلیل

۵۲۲۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا طَالِبٍ وَّعِنْدَهٗ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّعِنْدَ رَاْسِهٖ مَقْعَدُ رَجُلٍ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ جَهْلٍ قَامَ فَجَلَسَ فَقَالَ ابْنُ اَخِيْكَ يَذْكُرُ اٰلِهَتَنَا فَقَالَ اَبُوْ طَالِبٍ مَا شَاْنُ قَوْمِكَ يَشْكُوْنَكَ قَالَ يَا عَمِّ اُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ يَدِيْنُ لَهُمُ الْعَرَبُ وَتُؤَدِّيْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ قَالَ مَا هِيَ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطالب کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اُن کے پاس قریش کے چند لوگ تھے اور اُن کے سرہانے صرف ایک شخص کے بیٹھنے کی جگہ تھی' ابوجہل نے جب حضور کو دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا اور (اُس خالی جگہ پر جا کر) بیٹھ گیا اور (حضرت ابوطالب سے) کہنے لگا کہ آپ کے بھتیجے ہمارے بتوں (کی بُرائی) بیان کرتے ہیں' (یہ سن کر) حضرت ابوطالب نے حضور سے کہا: کیا بات ہے آپ کی قوم آپ کی شکایت کر رہی ہے' حضور نے جواب دیا: اے میرے چچا! میں اُن سے یہ چاہتا ہوں کہ وہ ایک کلمہ (قبول کر لیں)

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَامُوْا وَقَالُوْا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا قَالَ وَنَزَلَ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِی السُّنَنِ وَرَوَی التِّرْمِذِيُّ مِثْلَهٗ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ. وَقَالَ عُلَمَاءُ نَا يُؤَيِّدُ مَذْهَبَنَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَتُؤَدِّیْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ.

جس کی وجہ سے وہ عرب کے حاکم بن جائیں گے اور عجم اُن کو جزیہ دے دیں۔ انہوں نے پوچھا: وہ کیا کلمہ ہے؟ حضور نے فرمایا: لا الٰہ الا اللہ کی گواہی دینا (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے)' اس پر وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: کیا انہوں نے سارے خداؤں کو ایک اللہ بنا دیا؟ (اتنی بہت سی مخلوق کے لیے ایک اللہ کیسے کافی ہو سکتا ہے)۔ راوی کا بیان ہے کہ (اس واقعہ پر) پھر سورۂ ص کی آیتیں ''هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ'' تک نازل ہوئیں: ''ص' نامور قرآن کی قسم (جس میں نصیحت ہی نصیحت ہے)! بلکہ کافر غرور اور مقابلہ میں ہیں' ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں (نافرمانی کی وجہ سے) ہلاک کر دیں تو وہ (نزولِ عذاب کے وقت) چلا اٹھے (کہ اِس عذاب سے نجات مل جائے) حالانکہ نجات کا موقع باقی نہ تھا' اور اُن لوگوں نے اس بات سے (بھی) تعجب کیا کہ ان ہی میں سے ایک شخص (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا (اللہ کی طرف سے) اُن کے پاس آیا' اور منکرین کہنے لگے: یہ جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے' کیا اس نے سارے خداؤں کو ایک اللہ کر دیا؟ یہ تو ہے بڑے تعجب کی بات!''۔ اس کی روایت بیہقی نے سنن میں اور ترمذی نے (بھی) اسی کے قریب قریب روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ہمارے علماء (احناف) نے فرمایا کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کا یہ ارشاد ''وَتُؤَدِّیْ اِلَيْهِمُ الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ'' عجم ان کو جزیہ ادا کریں گے' ہمارے مذہب کی تائید کرتا ہے (کہ اہلِ کتاب اور غیر اہلِ کتاب دونوں سے جزیہ لیا جائے)۔

بَابٌ

۵۲۳۰ - وَعَنْ اَبِیْ عَوْنٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ وَضَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِی الْجِزْيَةِ عَلٰی رُؤُسِ الرِّجَالِ عَلَی الْغَنِيِّ ثَمَانِيَةً وَّاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَّعَلَی الْمُتَوَسِّطِ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَعَلَی الْفَقِيْرِ اِثْنَا عَشَرَ دِرْهَمًا رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَطُرُقُ اَسْنَادِهٖ مُتَعَدِّدَةٌ وَّقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَقَدْ جَاءَ فِیْ بَعْضِ طُرُقِهٖ وَعَلَی الْفَقِيْرِ الْمُكْتَسِبِ اِثْنٰی عَشَرَ دِرْهَمًا اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ وَحَدِيْثُ

مالی اعتبار سے جزیہ کا تعین

حضرت ابوعون محمد بن عبیداللہ ثقفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے علی الاعلان (سب کے روبرو) جزیہ میں مال دار پر اڑتالیس درہم (سالانہ)' متوسط (طبقہ) پر چوبیس درہم (سالانہ) اور غریب پر بارہ درہم (سالانہ) مقرر فرمایا۔ اس کی روایت ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے کی ہے اور بیہقی کے طرق اسناد کئی ہیں۔ اور شیخ ابن الہمام نے فرمایا ہے کہ بیہقی کے بعض طرق میں اس طرح ہے کہ کمانے والے جز ومعاش پر بارہ درہم (سالانہ) مقرر فرمایا۔ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی ہے اور حدیث میں (درہم کی بجائے) دینار کا جو لفظ ہے' وہ بر بناء معاہدہ ہے۔

الدِّيْنَارِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الصُّلْحِ.

مفلس ذمّیوں پر جزیہ نہیں

واضح ہو کہ حدیث شریف میں جزیہ میں غریب سے سالانہ بارہ درہم لینے کا جو ذکر ہے اس سے ایسا غریب مراد ہے جو کام کرنے اور کمانے پر قادر ہو اور ایسا غریب شخص جو کام کرنے پر قادر نہ ہو اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ ابن زنجویہ نے کتاب الاموال میں ابوبکر عبسی صلہ بن زفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ذمی شخص کو جو بہت بوڑھا تھا دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے آپ نے اس سے پوچھا کہ تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں مفلس ہوں اور مجھ سے جزیہ لیا جاتا ہے یہ سن کر حضرت عمر نے فرمایا: یہ تو ہمارا انصاف نہیں ہے کہ جوانی میں تو ہم نے تجھ سے جزیہ لیا اور پھر بڑھاپے میں بھی جب کہ تم نادار ہو جزیہ وصول کریں۔ پھر آپ نے اپنے حکام کو لکھا کہ زیادہ عمر کے بوڑھے جو مفلس ہوں اُن سے جزیہ نہ لیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح بنجر زمین پر لگان نہیں اسی طرح نادار ذمی جو کمانے پر قادر نہ ہو اس پر بھی جزیہ نہیں۔ اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہے کہ آپ نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو حاکم بنا کر عراق روانہ فرمایا تو آپ نے کمانے والے ذمیوں پر جزیہ مقرر فرمایا اور اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے نہ کمانے والوں پر بھی جزیہ عائد کیا ہو۔ (عمدۃ الرعایۃ مرقات اور فتح القدیر) ۱۲

بَابٌ
ذمی جب اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ نہیں

۵۲۳۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصْلَحُ قِبْلَتَانِ فِيْ اَرْضٍ وَّاحِدَةٍ وَّلَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ جِزْيَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ سُئِلَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ تَفْسِيْرِ هٰذَا فَقَالَ اِذَا اَسْلَمَ فَلَا جِزْيَةَ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی خطۂ ارضی میں دو قبلے مناسب نہیں (یعنی دو مذہب یکساں طور پر نشو ونما نہ پائیں) اور مسلمان پر جزیہ نہیں (یعنی ایک ذمی جب اسلام قبول کر لے تو اس پر سے جزیہ ساقط ہو جائے گا)۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کا بیان ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ (ذمی) جب اسلام قبول کر لے تو اس پر جزیہ عائد نہیں ہوگا۔

وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ الْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَسْلَمَ فَلَا جِزْيَةَ عَلَيْهِ.

اور طبرانی نے اپنی معجم اوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو (ذمی) اسلام قبول کر لے اُس پر جزیہ عائد نہیں ہوگا۔

ف: صدر کی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دین کسی ایک علاقہ میں بطریق مساوات نشو ونما نہ پائیں مسلمان دار الحرب میں کافروں کے درمیان ذلت کے ساتھ سکونت اختیار نہ کریں اور کفار کو دار الاسلام میں بغیر جزیہ کے نہ رہنے دیا جائے اور کفار کو جزیہ کے قبول کرنے کے باوجود بھی سر اٹھانے نہ دیا جائے اس طرح سے کہ وہ رسوم کفر کا اظہار کریں کیونکہ ان صورتوں میں کفر اور اسلام مساوی ہو جاتے ہیں اور یہ بالکل نامناسب ہے بلکہ مسلمان قوت عزت اور غلبہ سے رہیں اور کافر ضعیف اور ذلیل بن کر رہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ" عزت تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اس کے رسول کی اور مسلمانوں کی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
بیرونی تاجروں کے مالِ تجارت پر ٹیکس کے قواعد

۵۲۳۲ - وَعَنْ زِيَادِ بْنِ جَدِيْرٍ قَالَ بَعَثَنِيْ

حضرت زیاد بن جدیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ

عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى عَيْنِ التَّمْرِ مُصَدِّقًا فَأَمَرَنِيْ أَنْ آخُذَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِذَا اخْتَلَفُوْا بِهَا لِلتِّجَارَةِ رُبْعَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الذِّمَّةِ نِصْفَ الْعُشْرِ وَمِنْ أَمْوَالِ أَهْلِ الْحَرْبِ الْعُشْرَ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ فِيْ كِتَابِ الْآثَارِ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهِ الْأَوْسَطِ نَحْوَهٗ مَرْفُوْعًا وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ حَدِيْثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ إِنْ أَبَوْا أَنْ لَّا تَأْخُذُوْا كَرْهًا فَخُذُوْا فِيْ بَدْءِ الْإِسْلَامِ وَالْأَمْرُ بِأَخْذِ مِقْدَارِ الْقِرٰى مِنَ الْمَالِ الْمَنْزُوْلِ بِهٖ كَرْهًا كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْعُقُوْبَاتِ الَّتِيْ نُسِخَتْ بِوُجُوْبِ الزَّكٰوةِ.

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے عامل بنا کر وصولیٔ زکوٰۃ کے لیے عین التمر (جو عراق کے راستہ پر ایک موضع کا نام ہے) روانہ فرمایا۔ اور مجھے حکم دیا کہ تجارت کی غرض سے آمد و رفت رکھنے والے مسلمانوں کے اموالِ تجارت سے چالیسواں حصہ، ذمّیوں کے تجارتی مال سے بیسواں حصہ اور حربی کافروں کے تجارتی مال سے دسواں حصہ وصول کروں۔ اس کی روایت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآثار میں اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے اور طبرانی نے اس کی روایت اپنی معجم اوسط میں مرفوعاً اسی طرح کی ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ارشاد ہے کہ اگر وہ (یعنی ذمّی لوگ جہاد کر موقع پر تمہاری میزبانی یا) تمہیں غلہ فروخت کرنے سے انکار کریں تو تم جبراً اُن سے اپنی ضرورت کی چیزیں لے لو' یہ ابتداءِ اسلام کا واقعہ ہے اور در آمد شدہ مال سے اپنی ضرورت کے مطابق جبراً کچھ لے لینا ان تعزیرات میں شامل ہے' جو زکوٰۃ کے واجب ہو جانے کے بعد منسوخ ہو گئے۔

ف: واضح ہو کہ ابتداءِ اسلام میں رسول اللہ ﷺ جہاد پر مسلمانوں کے لشکر روانہ فرماتے اور مجاہدین راستے میں ذمّی عرب قبائل پر سے گزرتے' جہاں نہ تو بازار ہوتے اور نہ مجاہدین کے ساتھ توشہ ہوتا' ایسی صورت میں رسول اللہ ﷺ نے اُن ذمی قبیلوں پر ایسے مجاہدین کی ضیافت لازم فرمادی تھی تاکہ جہاد میں رکاوٹ نہ ہو لیکن جب اسلام طاقتور ہو گیا اور لوگوں میں باہم شفقت اور نرمی پیدا ہو گئی تو یہ وجوب ساقط ہو گیا' البتہ اس کا جواز اور استحباب باقی رہ گیا۔ (مرقات) ۱۲

بَابُ الصُّلْحِ — صلح کا بیان

ف: واضح ہو کہ لفظ ''صُلح'' صلاح اور صلوح سے ماخوذ ہے اور یہ حرب کی ضد ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے چھٹے سال کفارِ مکہ سے اس بات پر صلح فرمائی کہ دس برس تک لڑائی نہیں کی جائے گی لیکن جب تین سال گزرے تو کافروں نے عہد توڑ ڈالا' اس لیے کہ انہوں نے بنی بکر اور خزاعہ کی جب لڑائی ہوئی تو خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد کی' حالانکہ خزاعہ رسول اللہ ﷺ کے حلیف تھے اور معاہدہ کی رُو سے کفار کو خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد نہیں کرنی چاہیے تھی۔

احادیث شریفہ سے کافروں کے ساتھ حسبِ ضرورت اور مصلحت صلح کا جواز نکلتا ہے۔ اور اس پر سارے علماء کا اتفاق ہے' البتہ صلح کی مدت حاکم کی رائے کے مطابق مقرر ہوگی۔ (مرقات اور حاشیہ مشکوٰۃ) ۱۲

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر (کافر) صلح پر مائل ہو جائیں تو آپ (بھی صلح پر) تیار ہو جایئے (یعنی قبول فرمالیجئے) اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھیے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ ابْنُ الْهُمَامِ وَالْآيَةُ إِنْ كَانَتْ مُطْلَقَةً لٰكِنَّ إِجْمَاعَ الْفُقَهَاءِ عَلٰى تَقْيِيْدِهَا بِرُؤْيَةِ مَصْلَحَةٍ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ

شیخ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اگرچہ آیت میں صلح کا حکم مطلق یعنی عام ہے لیکن فقہاءِ مسلمانوں کے فائدے کے پیش نظر ایک اور آیت کی وجہ سے اس آیت کے حکم کے مقید یعنی خاص ہونے پر متفق ہیں۔ اللہ

بِـاٰيَةٍ اُخْرٰى هِيَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ فَاَمَّا اِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْمُوَادَعَةِ مَصْلِحَةٌ فَلَا يَجُوْزُ بِالْاِجْمَاعِ.

تعالیٰ کا ارشاد ہے: (مسلمانو!) تم بزدلی نہ دکھاؤ اور (اپنی طرف سے) صلح کی پیش کش نہ کرو اور (جان لو کہ بالآخر) تم ہی غالب رہو گے۔ اور اگر صلح میں مسلمانوں کا فائدہ نہ ہو تو بالاتفاق صلح جائز نہیں۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ کا واقعہ اور اس کے بعض متعلقہ مسائل اور ان کے احکام

٥٢٣٣ - عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشَرَ مِائَةً مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَّسَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يَهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَاَتِ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَّلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْاَلُوْنِيْ خِطَّةً يُّعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَاهُمْ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ خُزَاعَةَ ثُمَّ اَتَاهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اَنْ قَالَ اِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبْ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن الحکم سے روایت ہے' ان دونوں حضرات کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حدیبیہ کے سال (ذوالقعدہ ٦ ہجری میں) ایک ہزار سے زائد (یعنی تقریباً چودہ سو) صحابہ کے ساتھ (عمرہ کے ارادہ سے مدینہ منورہ سے) روانہ ہوئے' جب آپ ذوالحلیفہ (جس کو آج کل بئر علی کہتے ہیں) پہنچے تو قربانی کے جانور کو قلادہ باندھا اور اِشعار کیا[1] اور یہاں سے عمرہ کے لیے احرام باندھا اور روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ اس ثنیہ (یعنی پہاڑی) پر پہنچے جہاں (مکہ مکرمہ جانے والے) ٹھہرتے ہیں تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی' (یہ دیکھ کر) لوگ کہنے لگے: "حَلْ حَلْ" (اونٹ کو اُٹھانے کے لیے یہ الفاظ کہے جاتے ہیں) قصواء (حضور کی اونٹنی کا نام ہے) اَڑ گئی' (یہ سن کر) حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قصواء نہیں اَڑی اور اَڑنا اس کی عادت نہیں بلکہ اس کو اسی ذاتِ عالی یعنی اللہ تعالیٰ نے روکا ہے جس نے (ابرہہ کے) ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اُس ذاتِ عالی کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ لوگ یعنی قریش اللہ تعالیٰ کے حرم کی تعظیم میں جو تجویز بھی پیش کریں' میں ضرور اس کو قبول کر لوں گا (تاکہ حرم میں جنگ و جدل نہ ہو)' پھر آپ نے اونٹنی کو اٹھایا' وہ تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور آپ (اہل مکہ) کا راستہ بدل کر (حدیبیہ کی طرف) روانہ ہوئے' یہاں تک کہ حدیبیہ کے آخری حصہ میں اُترے' جہاں ایک پرانا کنواں تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا' جس میں سے لوگ تھوڑا تھوڑا پانی لیا کرتے تھے' چنانچہ تھوڑی دیر میں لوگوں نے کنویں کو خالی کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں (پانی کے ختم ہو جانے سے) پیاس کی شکایت کی گئی' (یہ دیکھ کر) حضور نے اپنے تَرکش سے ایک تیر نکالا اور صحابہ کو حکم دیا کہ اُس کو کنویں میں ڈال دیں۔ اللہ کی قسم! (تیر ڈالتے ہی) پانی جوش مارتا ہوا نکلا' یہاں تک کہ (پورا لشکر) سیراب ہو گیا اور سب لوگ (خوشی خوشی) واپس ہوئے۔ صحابہ اسی حالت میں تھے کہ اچانک بدیل بن ورقہ خزاعی' قبیلۂ خزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ (صلح کی گفتگو

عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّعَلٰى اَنْ لَّا يَاْتِيَكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ عَلَيْنَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا ثُمَّ جَاءَ نِسْوَةٌ مُّؤْمِنَاتٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ﴾ الْاٰيَةَ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يَّرُدُّوْهُنَّ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرُدُّوا الصَّدَاقَ ثُمَّ رَجَعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَاءَهٗ اَبُوْ بَصِيْرٍ رَّجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّهُوَ مُسْلِمٌ فَاَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ فَدَفَعَهٗ اِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهٖ حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ نَزَلُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَّهُمْ فَقَالَ اَبُوْ بَصِيْرٍ لِّاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا اَرِنِيْ اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ فَضَرَبَهٗ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ مِنْهُ حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَقَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَاءَ اَبُوْ بَصِيْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ اُمِّهٖ مُسْعِرُ حَرْبٍ لَّوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَانْفَلَتَ اَبُوْ جَنْدَلِ ابْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَّجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ

کے لیے) وہاں پہنچا' پھر عروہ بن مسعود (ثقفی) بھی پہنچا۔ اور بخاری نے اس حدیث کو بیان کیا (جس کو صاحب مصابیح نے بربناء اختصار چھوڑ دیا ہے) یہاں تک امام بخاری نے (پھر) بیان کیا کہ جب سہیل بن عمرو (جو اہل مکہ کا نمائندہ تھا) آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے (حضرت علی) سے فرمایا: صلح نامہ اس طرح سے لکھو: یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ نے مصالحت کی ہے' (یہ سن کر) سہیل نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو ہم آپ کو بیت اللہ (کے طواف) سے نہ روکتے اور نہ آپ سے لڑتے' اس لیے آپ محمد بن عبداللہ لکھیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تو اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا ہے' (آپ نے حضرت علی سے فرمایا:) محمد بن عبداللہ لکھو' پھر سہیل نے کہا: (یہ شرط بھی لکھو کہ) تمہارے پاس ہمارا کوئی مرد آدمی آئے اگرچہ وہ تمہارے دین پر ہو (یعنی مسلمان ہو) تو تم اس کو ہمارے پاس واپس کر دو گے۔ پھر جب صلح نامہ کی تحریر سے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: اٹھو! اور (قربانی کے جانوروں کو) ذبح کرو' پھر سر منڈاؤ' اس کے بعد چند مسلمان عورتیں (مکہ معظمہ سے) آئیں تو اللہ تعالیٰ نے (اس موقع پر یہ آیت) نازل فرمائی: اے ایمان والو! جب مسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آیا کریں تو ان (کے ایمان) کی جانچ کر لو' اللہ تعالیٰ ان کے ایمان (کے حال) کو خوب جانتا ہے' پھر اگر تمہیں وہ ایمان دار معلوم ہوں تو انہیں کافروں کے حوالے نہ کرو' نہ وہ کافروں کے لیے حلال ہیں اور نہ کافر ان کے لیے حلال' اور ان کے کافر (شوہروں) نے جو خرچ کیا ہے ان کو دے دو' اور تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ان عورتوں کا مہر دے کر تم ان سے نکاح کر لو' اور کافر عورتوں کو تم اپنی زوجیت میں نہ رکھو اور تم نے جو خرچ کیا ہے' مانگ لو اور کافروں نے جو خرچ کیا ہے وہ مانگ لیں' یہ اللہ کا حکم ہے جو تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ (بندوں کی مصلحتوں کو) خوب جانتے ہیں اور اپنے بندوں کے لیے (احکام مقرر کرنے میں) بڑی حکمت والے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہجرت کر کے آنے والی مسلمان عورتوں کو (مشرکین کے) حوالے کرنے سے روک دیا اور اس بات کا حکم دیا کہ مہر (ان عورتوں کے مشرک شوہروں کو) واپس کر دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ واپس ہوئے۔ اس کے بعد قریش کے ایک شخص ابوبصیر جو مسلمان تھے حضور کے پاس پہنچے تو انہوں نے یعنی (کفار قریش) نے دو آدمیوں کو ان کی تلاش میں بھیجا تو حضور نے ابوبصیر کو

وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهُ اللّٰهَ وَالرَّحِمَ لَمَّا اَرْسَلَ اِلَيْهِمْ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ اٰمِنٌ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

اُن دو آدمیوں کے حوالے کر دیا' وہ دونوں ان کو لے کر نکلے یہاں تک کہ وہ جب ذوالحلیفہ پہنچے اور اپنے ساتھ لائی ہوئی کھجوروں کو کھانے کے لیے ٹھہرے تو ابوبصیر نے اُن دو آدمیوں میں ایک سے کہا: اللہ کی قسم! اے شخص! تمہاری یہ تلوار مجھے اچھی معلوم ہوتی ہے' مجھے بتایئے کہ میں اسے دیکھوں! تو اس شخص نے (دیکھنے کے لیے) ابوبصیر کو تلوار دے دی' تو انہوں نے اس تلوار سے اس پر وار کر دیا جس سے وہ (وہیں) ڈھیر ہو گیا' (یہ دیکھ کر) دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ منورہ آیا اور دوڑتا ہوا مسجد نبوی میں داخل ہوا تو (اس کو دیکھ کر) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے خوفناک واقعہ دیکھا ہے' (یہ سن کر) وہ کہنے لگا: اللہ کی قسم! میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی مارا جاتا' اتنے میں ابوبصیر بھی پہنچے تو حضور نے (اُن کو دیکھ کر) فرمایا: بُرا ہو اس کی ماں کا! اس کو (مدد کے لیے کوئی) اور مل جاتا تو یہ جنگ ہی بھڑکا دیتا۔ ابوبصیر نے (حضور کی) یہ بات سنی تو سمجھ لیا کہ حضور ان کو کافروں کے (پھر) حوالے کر دیں گے' اس لیے وہ وہاں سے نکل پڑے اور سمندر کے کنارہ پر جا کر ٹھہر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوجندل ابن سہیل (کافروں کی قید سے) نکل کر ابوبصیر سے آ ملے۔ (اب حال یہ ہوا کہ) قریش کا جو بھی آدمی مسلمان ہوتا' وہ حضرت ابوبصیر رضی اللہ عنہ سے آ کر مل جاتا' یہاں تک کہ ان لوگوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ قریش کے جس قافلہ کے بارے میں سنتے کہ وہ ملک شام کی طرف جا رہا ہے تو اس کا تعاقب کرتے' اُن کو مار ڈالتے اور ان کا مال لے لیتے۔ (بالآخر تنگ آ کر) قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے (کسی کے ذریعہ) یہ پیام بھیجا کہ آپ (ابوبصیر اور ان کے ساتھیوں کو مدینہ) بلا لیں اور اس طرح (آئندہ) آپ کے پاس (قریش کا جو مسلمان) بھی آئے' وہ امن میں ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سب کو (مدینہ منورہ) بلا لیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

١ قلادہ یہ ہے کہ قربانی کے جانور کے گلے میں کوئی چیز ڈال دی جائے اور اِشعار یہ ہے کہ کوہان کے دونوں جانب سے تھوڑا تھوڑا شق کر کے خون بہاتے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ قربانی کا جانور ہے۔ ١٢

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ عَنِ الْمِسْوَرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بِالْحُدَيْبِيَةِ خِبَاؤُهُ فِي الْحِلِّ وَمُصَلَّاهُ فِي الْحَرَمِ وَفِي الْمَدَارِكِ عِنْدَ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَاسْاَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ﴾ هُوَ مَنْسُوْخٌ فَلَمْ يَبْقَ سُؤَالُ الْمَهْرِ

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جب وہاں قیام تھا تو آپ کا خیمہ حِل پر تھا (یعنی اس علاقہ میں تھا' جو حدودِ حرم سے باہر تھا) اور آپ کا مُصلّٰی حدودِ حرم میں تھا (یعنی آپ حدودِ حرم میں نمازیں ادا فرماتے تھے)۔ اور تفسیر مدارک میں قول باری تعالیٰ "وَاسْاَلُوْا مَا اَنْفَقْتُمْ" کے بارے میں لکھا ہے کہ

لَا مِنَّا وَلَا مِنْهُمْ.

اس آیت میں جو حکم تھا' وہ (صلح حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ جانے سے) منسوخ ہو گیا' اس لیے اب مہر کا مطالبہ نہ ہم پر ہے نہ اُن پر۔

وَقَالَ عُلَمَاؤُنَا اَمَّا الصُّلْحُ الَّذِيْ وَقَعَ فِي الْقِصَّةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْهِمْ مِنْ جَاءَ مُسْلِمًا مِّنْ عِنْدِهِمْ اِلٰى بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُوَ مَنْسُوْخٌ عِنْدَنَا وَاَنَّ نَاسِخَهٗ حَدِيْثُ اَنَا بَرِيْءٌ مِّنْ كُلِّ مُسْلِمٍ بَيْنَ مُشْرِكِيْنَ.

اور ہمارے علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کے ساتھ جو معاہدہ ہوا تھا' اس کی ایک شرط یہ تھی کہ جو مسلمان مشرکین کے پاس سے مسلمانوں کے علاقہ میں آ جائے تو اس کو واپس کر دیا جائے گا' یہ شرط بھی احناف کے نزدیک منسوخ ہے اور اس کی ناسخ حدیث ہے: (حضور نے فرمایا:) میں ہر ایسے مسلمان سے بَری ہوں جو مشرکین کے ساتھ رہتا ہو۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ کی تین شرطوں کا بیان

٥٢٣٤ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَالَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ عَلٰى اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ رَدَّهٗ اِلَيْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ وَعَلٰى اَنْ يَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَّيُقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَا يَدْخُلَهَا اِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ وَالسَّيْفِ وَالْقَوْسِ وَنَحْوِهٖ فَجَاءَ اَبُوْ جَنْدَلٍ يَحْجُلُ فِيْ قُيُوْدِهٖ فَرَدَّهٗ اِلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے دن مشرکین سے تین باتوں پر صلح فرمائی: (۱) یہ کہ اگر کوئی (مسلمان) مشرکین کے پاس سے آپ کے پاس آ جائے تو آپ اس کو واپس کر دیں (۲) اور مسلمانوں کا کوئی شخص مشرکین کے پاس آئے تو وہ لوگ اس کو واپس نہیں کریں گے (۳) اور یہ کہ آپ آئندہ سال (مکہ معظمہ) میں داخل ہوں اور تین دن قیام فرمائیں اور جب آپ مکہ معظمہ میں داخل ہوں تو ہتھیار' تلوار اور کمان غلافوں میں بند ہوں یعنی ایسی حالت میں (آئیں کہ جس سے آپ کا غلبہ معلوم نہ ہو) اسی دوران حضرت ابوجندل پابزنجیر آئے تو حضور نے اُن کو مشرکین کے حوالے کر دیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

صلح حدیبیہ کی دو شرطوں کے بارے میں حضور کی وضاحت

٥٢٣٥ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ قُرَيْشًا صَالَحُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَرَطُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَنْ جَاءَ نَا مِنْكُمْ لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكُمْ وَمَنْ جَاءَ كُمْ مِنَّا رَدَدْتُّمُوْهُ عَلَيْنَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَكْتُبُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَيْهِمْ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَ نَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ لَهٗ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفارِ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب صلح کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ شرطیں لگائیں کہ (۱) تمہارا کوئی آدمی ہمارے پاس آئے تو ہم اس کو واپس نہیں کریں گے (۲) اور ہمارا کوئی شخص تمہارے پاس جائے تو تم اس کو ہمارے پاس واپس کرو گے' (یہ سن کر) صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ان شرائط کو لکھیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! (لیکن خبردار!) ہمارا کوئی شخص اگر ان کے پاس چلا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے گا اور اُن کا کوئی آدمی (جو مسلمان ہو) ہمارے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کشادگی اور (نجات کا) راستہ نکال دے گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٢٣٦ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يَّدْخُلَ يَعْنِيْ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ يُقِيْمُ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَا نُقِرُّبِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ وَلٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يَدْخُلُ مَكَّةَ بِالسِّلَاحِ اِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّتْبَعَهٗ وَاَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ اَصْحَابِهٖ اَحَدًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

صلح حدیبیہ کا معاہدہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ماہ ذوالقعدہ (چھ ہجری میں دوشنبہ کی صبح) عمرہ کیا (یعنی مکہ معظمہ پہنچے) اہل مکہ نے اس بات سے انکار کیا کہ آپ کو چھوڑیں (یعنی اجازت دیں) کہ آپ ﷺ مکہ معظمہ میں (عمرہ کے مناسک کی ادائیگی کے لیے) داخل ہوں۔ یہاں تک کہ حضور نے ان (اہل مکہ) سے اس بات پر صلح کی کہ آپ (اس سال تو واپس تشریف لے جائیں گے البتہ) آئندہ سال (عمرہ کے لیے) مکہ معظمہ میں داخل ہوں گے اور یہاں تین دن تک قیام فرمائیں گے جب انہوں نے صلح نامہ لکھا (اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ صلح نامہ کے کاتب تھے) تو (اس طرح لکھا:) یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ (یہ سن کر) مشرکین نے کہا: ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے! اگر ہم اس بات کو مان لیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو (عمرہ کے مناسک کی ادائیگی سے) نہ روکتے! لیکن آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں! پھر حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیں! حضرت علی نے فرمایا: نہیں! اللہ کی قسم! میں ان (الفاظ) کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے صلح نامہ پکڑا اور آپ اچھی طرح نہیں لکھ سکتے تھے پھر آپ نے لکھا: یہ وہ صلح نامہ ہے جس پر محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ (آئندہ سال جب عمرۃ القضاء کے لیے آئیں گے تو) اس طرح مکہ معظمہ میں داخل ہوں گے کہ (۱) تلواریں نیاموں میں ہوں گی (۲) اور یہاں (مکہ معظمہ میں) رہنے والوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے اگرچہ کہ وہ ساتھ جانا چاہے گا (۳) اور آپ کے صحابہ میں سے کوئی یہاں (مکہ معظمہ میں) ٹھہرنا چاہے گا اس کو روکیں گے نہیں۔ جب آپ (آئندہ سال) مکہ معظمہ میں داخل ہوئے اور مقررہ مدت گزرنے لگی تو مشرکین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنے صاحب (ﷺ) سے کہیے کہ ہمارے شہر سے نکل جائیں کیونکہ مدت گزر رہی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ سے نکل پڑے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: سورۂ فتح، پارہ:۲۶ کی آیتوں میں صلح حدیبیہ کے کئی واقعات کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جیسا کہ اس باب میں بھی! سہولت کی خاطر مختصراً ترتیب کے ساتھ صلح حدیبیہ کے حالات کو بیان کر دینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

صلح حدیبیہ کے تفصیلی واقعات

اور ﷺ نے مدینہ منورہ میں خواب دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام کے ساتھ امن وامان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کر کے حلق اور قصر کیا۔ آپ ﷺ نے یہ خواب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرمایا۔ اگر چہ کہ آپ نے مدت مقرر نہیں فرمائی تھی مگر شدت اشتیاق سے اکثر صحابہ کا خیال اس طرف گیا۔ اس سال یعنی چھ ہجری میں عمرہ کا موقع مل جائے گا اور اتفاقاً آپ نے عمرہ کا بھی قصد فرما لیا۔ چنانچہ حضور ﷺ تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ بغرض عمرہ مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہدی (قربانی کا جانور) بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہ خبر مکہ معظمہ پہنچی تو قریش نے مشرکین کو اکٹھا کر کے اتفاق کر لیا کہ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے، حالانکہ اُن کے ہاں حج اور عمرہ سے دشمن کو بھی روکا نہیں جاتا تھا۔ بہر حال مقام حُدیبیہ پہنچ کر جو مکہ معظمہ سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے، جس کو آج کل شُمیسِیَہ کہتے ہیں، آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اور کسی طرح اٹھنے کا نام نہیں لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيلِ'' (جس ذاتِ عالی نے ابرہہ کے ہاتھی کو روکا تھا، اسی نے اونٹنی کو روک دیا ہے)۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اہل مکہ مجھ سے جس بات کا مطالبہ کریں گے جس میں حُرمات اللہ کی تعظیم قائم رہے، میں منظور کروں گا۔ بالآخر آپ ﷺ نے وہیں قیام فرمایا۔

حضور ﷺ نے اہل مکہ کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے، ہم کو آنے دو، عمرہ کر کے چلے جائیں گے۔ جب اس کا کچھ جواب نہ ملا تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وہی پیام دے کر روانہ فرمایا اور بعض مسلمان مرد اور عورتیں جو مکہ مکرمہ میں مغلوب اور مظلوم تھے، اُن کو بشارت پہنچائی کہ اب عنقریب مکہ میں اسلام غالب ہو جائے گا۔ حضرت عثمان کو مشرکینِ مکہ نے طواف کرنے کی پیش کش کی، آپ نے فرمایا: تم نے تو رسول اللہ ﷺ کو طواف سے روک دیا تو میں بھی طواف نہیں کروں گا۔ اسی نکتہ کو امام بوصیری صاحب القصیدۃ البردہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہمزیہ میں کیا خوب ادا فرمایا ہے:

''أَدَبٌ عِنْدَهُ تَضَاعَفَتِ الْأَعْمَالُ بِالتَّرْكِ حَبَّذَا الْأُدَبَاءُ'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ادب دیکھو کہ طواف جیسی عبادت کو انہوں نے چھوڑ دیا اور اس سے ان کے اعمال کا ثواب کئی گنا ہو گیا، ادب والے لوگ کیا ہی مبارک ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو قریش نے روک لیا، آپ کی واپسی میں جو دیر لگی یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمان غنی شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہو جائے، سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی بیعت لی، قریش نے جب بیعت کی خبر سنی تو ڈر گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو واپس روانہ کر دیا۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ کے رئیس لوگ صلح کی غرض سے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور صلح نامہ لکھنا قرار پایا۔ اس سلسلہ میں بعض باتوں پر بحث و تکرار بھی ہوئی اور مسلمانوں کو غصہ اور جوش آیا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جائے لیکن حضور ﷺ نے اہلِ مکہ کے اصرار کے موافق سب باتیں منظور فرمالیں اور مسلمانوں نے بھی بے انتہاء ضبط اور تحمل سے کام لیا اور صلح نامہ تیار ہو گیا۔ اس صلح نامہ میں ایک شرط کفار کی طرف سے یہ تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال (سات ہجری میں) غیر مسلح تشریف لا کر عمرہ ادا فرمالیں، اور یہ کہ فریقین میں دس سال تک لڑائی نہ ہوگی، اس مدت میں جو شخص ہمارے ہاں سے تمہارے پاس جائے، اُسے آپ اپنے پاس نہ رکھیں اور جو تمہارا آدمی ہمارے ہاں آئے گا، ہم واپس نہ کریں گے۔ صلح کا تمام معاملہ طے ہو جانے پر آپ نے حدیبیہ میں ہدی کا جانور ذبح کر دیا اور حلق و قصر کر کے احرام کھول دیا اور مدینہ کی طرف واپس ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ سورۃ الفتح نازل ہوئی اور یہ سارا واقعہ اواخر چھ ہجری کا ہے۔ حدیبیہ سے واپس تشریف لا کر حضور ﷺ نے

اوائل سات ہجری میں خیبر فتح کیا' جو مدینہ منورہ سے شمالی جانب چار منزل پر شام کی سمت یہودیوں کا ایک شہر تھا۔خیبر کی اس فتح میں صرف وہی صحابہ رضی اللہ عنہم شریک تھے جو حدیبیہ میں آپ کے ہمراہ تھے۔آئندہ سال سات ہجری میں ماہ ذوالقعدہ میں آپ حسب معاہدہ عمرۃ القضاء کے لیے تشریف لے گئے اور امن وامان کے ساتھ مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا۔

صلح حدیبیہ کے عہد نامہ میں دس سال تک لڑائی بند رکھنے کی جو شرط تھی' قریش نے اس عہد کو توڑ دیا۔آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور رمضان آٹھ ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہو گیا۔

حدیبیہ کی صلح بظاہر ذلت اور مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے اور صلح کی شرائط پڑھ کر بظاہر یہی سمجھ میں آتا ہے کہ سارے جھگڑوں کا فیصلہ کفارِ قریش کے حق میں ہوا' چنانچہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس بارے میں بے حد رنجیدہ تھے۔ان حضرات کا خیال تھا کہ اسلام کے چودہ پندرہ سو سرفروش سپاہیوں کے سامنے قریش اور ان کی جمعیت کیا چیز ہے! کیوں سارے جھگڑوں کا فیصلہ تلوار سے نہیں کر دیا جاتا' مگر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک نگاہیں ان احوال اور نتائج کو دیکھ رہی تھیں' جو دوسروں کی آنکھوں سے اوجھل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک سینہ سخت سے سخت ناخوشگوار واقعات پر برداشت کے لیے کھول دیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثال استغناء' توکل اور تحمل کے ساتھ مشرکین مکہ کی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو "اللّٰه ورسوله اعلم" فرما کر تسلی دیتے رہے یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔یہاں تک کہ سورۃ الفتح نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا نام "فَتْحًا مُّبِيْنًا" رکھا۔لوگ اس پر بھی تعجب کرتے تھے کہ یارسول اللہ! کیا یہ فتح ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! بہت بڑی فتح ہے! حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کی بیعتِ جہاد اور معمولی چھیڑ چھاڑ کے بعد کفار اور مشرکین کا مرعوب ہو کر صلح کی طرف جھکنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنگ اور انتقام پر کافی قدرت رکھنے کے باوجود عفو اور درگزر سے کام لینا اور صرف تعظیم بیت اللہ کی خاطر اُن کے بےہودہ مطالبات پر قطعاً غضب ناک نہ ہونا۔یہ واقعات ایک طرف اللہ تعالیٰ کی خصوصی مدد اور رحمت کی بارش کی طرح برسنے کا ذریعہ بن رہے تھے تو دوسری طرف دشمنوں کے دلوں پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر آخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عالی شان کا سکہ بٹھلا رہے تھے۔ عہد نامہ کے لکھتے وقت اگرچہ ظاہر بینوں کو کافروں کی جیت نظر آ رہی تھی لیکن ٹھنڈے دل سے فرصت میں بیٹھ کر غور کرنے والے خوب سمجھ رہے تھے کہ حقیقت میں تمام تر فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "فتح مبين" رکھ کر آگاہ فرما دیا کہ یہ صلح اِس وقت بھی فتح ہے اور آئندہ کے لیے بھی آپ کے حق میں بے شمار ظاہری اور باطنی فتوحات کا دروازہ کھولتی ہے۔اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کو آپس میں بے تکلف ملنے جلنے کا موقع ہاتھ آیا۔مشرکین' مسلمانوں سے اسلام کی باتیں سنتے اور ان مقدس مسلمانوں کے احوال اور اطوار کو دیکھتے تو خود بخود ایک کشش اسلام کی طرف ہوتی۔نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً دو سال کی مدت میں اتنی کثرت سے لوگ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔حضرت خالد بن الولید اور حضرت عمرو بن العاص جیسے نامور صحابہ اسی دوران میں اسلام کے حلقہ بگوش بنے' یہ جسموں کی نہیں بلکہ دلوں کی فتح' اسی صلح حدیبیہ کی اعظم ترین برکت تھی۔

ع جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ

اب اسلام چاروں طرف اس قدر پھیل گیا اور مسلمانوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی کہ مکہ معظمہ کو فتح کر کے ہمیشہ کے لیے شرک کی گندگی سے پاک کر دینا بالکل سہل ہو گیا۔حدیبیہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ صرف ڈیڑھ ہزار جانباز تھے لیکن دو برس بعد مکہ معظمہ کی فتح عظیم کے وقت دس ہزار کا جرار لشکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھا۔سچ تو یہ ہے کہ نہ صرف فتح مکہ اور فتح خیبر بلکہ آئندہ کی کل فتوحاتِ اسلامیہ کے لیے صلح حدیبیہ بطور اساس و بنیاد اور سنہری دیباچہ تھی۔اور اس تحمل و توکل اور تعظیمِ حرماتِ اللہ کی بدولت جو صلح کے سلسلہ میں ظاہر

ہوئی اور جن علوم و معارفِ قدسیہ اور باطنی مقامات و مراتب کے فتوحات ہوئے ہوں گے اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے' البتہ تھوڑا سا اجمالی اشارہ حق تعالیٰ نے سورۂ فتح کی مبارک آیتوں میں فرمایا ہے' جس طرح دنیا کے بادشاہ کسی بڑے فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز و اکرام سے نوازتے ہیں خداوند قدوس نے اس فتح مبین کے صلہ میں آپ کو چند سرفرازیوں سے نوازا جو "کان فضل اللّٰہ علیك عظیما" (اے میرے حبیب ﷺ! آپ پر اللہ تعالیٰ کی عظیم مہربانی ہے) کا مظہر ہیں۔ ان میں پہلی چیز امت کے گناہوں کی عام بخشش ہے' یہ چیز اللہ تعالیٰ نے کسی اور کے لیے نہیں فرمائی۔ اس کے بعد حضور ﷺ اس قدر عبادت فرماتے کہ راتوں کو کھڑے کھڑے آپ کے پاؤں سوج جاتے تھے' دریافت کرنے پر فرمایا: "افلا اکون عبدًا شکورًا" (کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟)۔ دوسری چیز شفاعتِ عامہ ہے' قیامت کے دن جب مخلوق جمع ہو کر انبیاء کرام کی خدمت میں حاضری دے گی تو سب فرمائیں گے کہ خاتم النبیین محمد ﷺ صاحبِ مقام محمود ہیں اور دیکھو لواء الحمد آپ ہی کے دست مبارک میں ہے۔ اور وہی مقبول الشفاعۃ ہیں اور یہ منصبِ شفاعتِ عامہ سوائے آپ ﷺ کے کسی کا کام نہیں ہے۔

تیسری چیز یہ ہے کہ لوگ جوق در جوق آپ ﷺ کی ہدایت سے اسلام میں داخل ہوں گے اور انسانوں کے جسموں اور دلوں پر اسلام کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ چوتھی اور بڑی فیصلہ کن چیز یہ تھی کہ مکہ معظمہ (جو گویا زمین پر اللہ تعالیٰ کا دارالسلطنت ہے) فتح ہو جائے۔ اس فتح کے بعد سارا جزیرۂ عرب اسلام کا کلمہ پڑھنے لگا اور بعثتِ نبوی ﷺ کا مقصد پورا ہوا' اس طرح دین کی تکمیل اور اتمامِ نعمت پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ ۱۲

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا عورتوں سے بیعت لینا

٥٢٣٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فِيْ بَيْعَةِ النِّسَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنْهُنَّ قَالَ لَهَا قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا يُكَلِّمُهَا بِهٖ وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ فِي الْمُبَايَعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المومنین سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے تحت اُن کا امتحان لیا کرتے تھے: اے نبی (ﷺ)! جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو' اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب!) انہیں بیعت فرما لیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو' بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ (اس امتحان کے بعد) ان عورتوں میں سے جو اس شرط پر قائم رہیں' اس سے فرماتے کہ میں نے تمہیں بیعت کرلیا' اس کو زبانی اتنا ہی فرماتے' اور اللہ کی قسم! بیعت لیتے وقت آپ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو ہرگز مَس نہیں کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

عورتوں سے بیعت میں زبان سے کہہ دینا کافی ہے

٥٢٣٨ - وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ

حضرت اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں

بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنَّا بِاَنْفُسِنَا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْنَا تَعْنِيْ صَافِحْنَا قَالَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَمَالِكٌ فِي الْمُوَطَّا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

نے چند عورتوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے بیعت کی۔ حضور ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ جہاں تک تمہاری استطاعت اور طاقت ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ہم پر ہماری ذاتوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہماری بیعت لیجیے یعنی ہم سے (مردوں کی طرح مصافحہ فرمائیں)' (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا ایک سو عورتوں سے کہہ دینا' اُسی طرح ہے جیسے ایک عورت سے کہنا۔ اس کی روایت ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور امام مالک نے موطأ میں کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

1 حضرت رُقیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ (مرقاۃ) ۱۲

بَابٌ

صلح حدیبیہ کی شرط دس سال تک تھی

٥٢٣٩ - وَعَنِ الْمِسْوَرِ وَمَرْوَانَ اَنَّهُمُ اصْطَلَحُوْا عَلٰى وَضْعِ الْحَرْبِ عَشْرَ سِنِيْنَ يَاْمَنُ فِيْهِنَّ النَّاسُ وَعَلٰى اَنَّ بَيْنَنَا عَيْبَةً مَّكْفُوْفَةً وَّاَنَّهٗ لَا اِسْلَالَ وَلَا اِغْلَالَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ فِيْ اَبْوَابِ قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَةِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ مُرْسَلًا فَذَكَرَ الْقِصَّةَ وَفِيْ اٰخِرِهَا فَكَانَ الصُّلْحُ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ سَنَتَيْنِ وَقَالَ فِي الْعِنَايَةِ فَكَانَتِ الْمُدَّةُ الْمَرْوِيَّةُ وَهِيَ عَشْرُ سِنِيْنَ مِنَ الْمُقَدَّرَاتِ الَّتِيْ لَا تَمْنَعُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ لِاَنَّ الْمُدَّةَ الْمُوَادَعَةَ تَدُوْرُ مَعَ الْمَصْلِحَةِ وَهِيَ قَدْ تَزِيْدُ وَقَدْ تَنْقُصُ.

حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان (ان دونوں حضرات) سے روایت ہے کہ انہوں نے (یعنی اہل مکہ نے صلح حدیبیہ کے وقت اس شرط پر) صلح کی کہ دس سال تک لڑائی نہ کی جائے ان (دس برسوں) میں لوگ امن و امان سے رہیں اور یہ بھی شرط تھی کہ ہمارے درمیان بند صندوق ہو (یعنی اس مدت میں کوئی خون خرابہ نہ ہو' اور علانیہ یا پوشیدہ دونوں فریقین کے درمیان کامل امن اور سلامتی رہے' نہ تلوار سونتی جائے اور نہ زرّہ پہنی جائے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ کے ابواب قصۃ الحدیبیہ میں حضرت عروہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہم سے مرسلاً روایت کی ہے اور صلح حدیبیہ کا پورا واقعہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان صلح کی مدت دو سال تھی اور عِنایہ (شرح ہدایہ) میں لکھا ہے کہ دس سال کی مدت کا جو ذکر ہے' اس میں زیادتی اور کمی ہو سکتی ہے' اس لیے کہ اس قسم کی مدت مصلحت پر موقوف ہے' اور اس میں کمی اور زیادتی ممکن ہے۔

بَابٌ

عاملین کو ذمی یا پناہ گزین پر زیادتی کرنے کی وعید

٥٢٤٠ - وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ اٰبَائِهِمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ کے کئی صاحبزادوں سے اُن کے والدین کے واسطہ سے رسول اللہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار! جس کسی نے اپنے صاحبِ عہد پر زیادتی کی (خواہ وہ ذمی ہو یا پناہ گزیں ہو) یا (خراج یا جزیہ کی وصولی میں) اس کی طاقت سے زیادہ اسے تکلیف دے یا کوئی چیز اس کی خوشی کے بغیر لے لے تو قیامت

حَجِیْجَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کے روز اس کی طرف سے میں (تائید میں) جھگڑنے والا ہوں گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ اِخْرَاجِ الْیَهُوْدِ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ

یہود کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اِنْ شَاءَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ﴾ (التوبہ: ۲۹).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (اے ایمان والو!) مشرکین تو بڑے ناپاک ہیں' سو اس سال کے بعد (یعنی نو ہجری کے بعد) مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں' اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو' تو اللہ تمہیں اگر چاہے گا تو اپنے فضل سے بے نیاز کر دے گا' بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے' بڑی حکمت والا ہے۔

ف: واضح ہو کہ صدر کی آیتِ پاک میں مشرکین کو جو نجس (بڑے ناپاک) فرمایا گیا ہے' اس سے مراد نجاستِ عقائد ہے' جسمانی نجاست نہیں۔ (روح المعانی) اس لیے مشرکین حدودِ حرم کے اندر بہ غرض حج اور عمرہ داخل ہونے نہ پائیں۔ ان کا عام داخلہ حرم یا مسجدوں میں ممنوع نہیں' اہل کتاب بھی اس حیثیت سے مشرکین کے حکم میں داخل ہیں۔ (مدارک) احادیث شریفہ کی روشنی میں تمام جزیرۂ عرب کا یہی حکم ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی وصیت کے مطابق امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس حکم کو نافذ کیا۔ اب بطور سکونت کافروں کے یہاں رہنے پر مسلمانوں کو رضامند ہونا جائز نہیں۔ بلکہ جزیرۃ العرب کو ان سے پاک کرنا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ ہاں احناف کے نزدیک کوئی کافر مسافر کی حیثیت سے عارضی طور پر امام کی اجازت سے وہاں جا سکتا ہے بشرطیکہ امام اتنی اجازت دینا خلاف مصلحت نہ سمجھے' باقی حج یا عمرہ کی غرض سے داخل ہونے کی کسی کافر کو اجازت نہیں' جیسا کہ حدیث شریف میں ارشاد ہے: ''الا لا یحجن بعد العام مشرك'' اس سال یعنی نو ہجری کے بعد کوئی مشرک (یا کافر) ہرگز حج کے لیے نہیں آئے گا۔

حرم میں مشرکین کی آمد و رفت بند کر دینے سے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا کہ تجارت وغیرہ کو بڑا نقصان پہنچے گا اور جو سامانِ تجارت یہ لوگ لاتے تھے' وہ نہیں آئے گا۔ اس لیے تسلی فرما دی کہ اس سے مت گھبراؤ' تم کو تونگر بنا دینا صرف اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اگر وہ چاہے تو کچھ دیر نہ لگے گی! چنانچہ یہی ہوا' اللہ تعالیٰ نے سارا ملک مسلمان کر دیا' مختلف ملکوں اور شہروں سے تجارتی سامان آنے لگا' بارشیں خوب ہوئیں' جس سے پیداوار بڑھ گئی' غنیمتوں اور فتوحات کے دروازے اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے' اہل کتاب سے جزیہ کی رقمیں وصول ہونے لگیں۔ غرض کئی طریقوں سے حق تعالیٰ نے دولت مندی کے اسباب جمع کر دیئے' بے شک اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں۔

جب مشرکین کا قصہ پاک ہو گیا اور ملکی سطح ہموار ہوئی تو حکم ہوا کہ اہل کتاب (یہود اور نصاریٰ) کی قوت اور شوکت کو توڑ دو' مشرکین کے وجود سے تو سرزمین عرب کو بالکل پاک کر دینا مقصود تھا' لیکن یہود و نصاریٰ کے متعلق اُس وقت صرف اتنا ہی اہتمام تھا کہ اسلام کے مقابلہ میں زور نہ پکڑیں اور اُس کی اِشاعت و ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہوں' اس لیے اجازت دی گئی کہ اگر یہ لوگ ماتحت رعیت بن کر جزیہ دینا منظور کریں تو کچھ مضائقہ نہیں' قبول کر لو' پھر اسلامی حکومت ان کے جان اور مال کی محافظ ہو گی ورنہ ان کا علاج بھی وہی ہے جو مشرکین کا تھا (یعنی جہاد) کیونکہ ان کے عقائد بھی درست نہیں' اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں' اس کوشش میں رہتے ہیں کہ خداوند قدوس کے روشن کیے ہوئے چراغ کو اپنی پھونکوں سے گل کر دیں' ایسے بد باطن' نالائقوں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو

ملک میں فتنہ وفساد کفر اور سرکشی کے شعلے برابر بھڑکتے رہیں گے۔ ۱۲

بَابٌ

جزیرۃ العرب سے یہودیوں اور نصرانیوں کو نکال دیا جانا

٥٢٤١ - عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاُخْرِجَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ حَتّٰی لَا اَدَعُ فِیْهَا اِلَّا مُسْلِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میں یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا' یہاں تک کہ یہاں صرف مسلمانوں ہی کو چھوڑے رکھوں گا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَاُخْرِجَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ.

اور ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ اگر میں زندہ رہا تو ان شاء اللہ یہودیوں اور نصرانیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دوں گا۔

وَرَوٰی اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ اٰخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْرِجُوْا یَهُوْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ وَاَهْلِ نَجْرَانَ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ قُلْنَا هٰذَا الْحَدِیْثُ الَّذِیْ فِیْهِ الْاَمْرُ بِالْاِخْرَاجِ مِنَ الْحِجَازِ فِیْهِ الْاَمْرُ بِاِخْرَاجِ اَهْلِ نَجْرَانَ وَلَیْسَ نَجْرَانُ مِنَ الْحِجَازِ فَلَوْ كَانَ لَفْظُ الْحِجَازِ مُخَصِّصًا لِّلَفْظِ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ عَلٰی اِنْفِرَادِهٖ اَوْ دَالًّا عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِجَزِیْرَةِ الْعَرَبِ الْحِجَازُ فَقَطْ كَمَا قَالَ الشَّافِعِیُّ لَكَانَ فِیْ ذٰلِكَ اِهْمَالٌ لِّبَعْضِ الْحَدِیْثِ وَاِعْمَالٌ لِّبَعْضٍ وَّاَنَّهٗ بَاطِلٌ.

اور امام احمد نے حضرت ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' آپ نے فرمایا کہ آخری بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی' یہ تھی کہ اہل حجاز اور اہل نجران کے یہودیوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مبارک جس میں حجاز مقدس سے نکالنے کا حکم ہے' اس میں اہل نجران کے نکالنے کا حکم ہے اور نجران حجاز مقدس میں شامل نہیں۔ لہٰذا اگر لفظ ''حجاز'' لفظ ''جزیرۃ العرب'' کا انفرادی طور پر مخصص ہے یا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جزیرہ عرب سے مراد صرف حجاز مقدس ہے جیسا کہ امام شافعی نے فرمایا تو اس سے حدیث کے بعض حصے کا ترک کرنا اور بعض حصے پر عمل کرنا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین وصیتیں

٥٢٤٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰی بِثَلَاثَةٍ قَالَ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِیْنَ مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِیْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِیْزُهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ قَالَ الْهَرَوِیُّ فِیْ شَرْحِ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ قَالَ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ سَكَتَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الثَّالِثَةِ اَوْ قَالَ فَاُنْسِیْتُهَا.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی' فرمایا: (۱) مشرکوں کو جزیرۂ عرب سے نکال دو (۲) وفود کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا جیسا میں ان سے کرتا ہوں۔ بخاری اور مسلم نے اس کی بالاتفاق روایت کی ہے۔ ھروی نے شرح مسلم میں بیان کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تیسری بات سے خاموش رہے یا یوں فرمایا کہ میں بھلا دیا گیا ہوں۔

بَابٌ

جزیرۃ العرب میں دو دین نہیں رہیں گے

٥٢٤٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اٰخِرُ مَا عَهِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ قَالَ لَا يُتْرَكُ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ دِيْنَانِ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ آخری وصیت جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی' یہ تھی کہ آپ نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب دو دین نہ چھوڑ رکھے جائیں (یعنی صرف اسلام ہی رہے)! اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ کا یہود کو جلاوطن فرمانے کے عزم

٥٢٤٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا اِلٰى يَهُوْدٍ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى جِئْنَا بَيْتَ الْمَدَارِسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدٍ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا اِعْلَمُوْا اَنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُجْلِيَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ فَمَنْ وَّجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهٖ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم ﷺ برآمد ہوئے اور فرمایا: یہود کی طرف چلو تو ہم آپ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ بیت المدارس (یہود کے مدرسہ میں) پہنچے' حضور نبی کریم ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: اے یہود کی جماعت! اسلام لے آؤ! سلامت رہو گے (دنیا میں ذلت سے اور آخرت میں عذاب سے یا جلاوطنی سے)' جان لو کہ زمین اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی ہے! میں چاہتا ہوں کہ تم کو اس سرزمین سے جلاوطن کر دوں' جو شخص تم میں سے اپنے مال میں کوئی چیز (جیسے زمین یا درخت) پائے وہ اس کو بیچ دے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

امیر المؤمنین حضرت عمر کا خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن فرما دینا

٥٢٤٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَقَدْ رَاَيْتُ اِجْلَاءَ هُمْ فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ اَتَاهُ اَحَدُ بَنِيْ اَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ وَّعَامَلَنَا عَلَى الْاَمْوَالِ فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ هٰذِهٖ كَانَتْ هُزَيْلَةً مِّنْ اَبِي الْقَاسِمِ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَاَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّاِبِلًا وَّعُرُوْضًا مِّنْ اَقْتَابٍ وَّحِبَالٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے ان کے مالوں پر معاملہ فرمایا تھا اور (اس طرح بھی) فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تم کو (مدینہ منورہ میں) ٹھہرائے' ہم ٹھہرا رکھیں گے اور میری رائے ہے کہ تم کو جلاوطن کر دوں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تو (قبیلہ) بنو ابی الحقیق کا ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ ہم کو جلاوطن فرما رہے ہیں جبکہ محمد ﷺ نے ہمیں ٹھہرایا تھا اور ہمارے مالوں پر ہم سے معاملہ فرمایا تھا' (یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو یہ سمجھ رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان میں بھول گیا ہوں کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تیرا کیا حال ہو گا کہ جب تجھے خیبر سے جلاوطن کیا جائے گا' اس حال میں کہ تیری اونٹنیاں تجھ کو پے در پے راتوں میں دوڑاتی ہوں گی' اس نے جواب دیا کہ ابو القاسم ﷺ نے ہنسی مذاق میں ایسی بات کہی ہو گی' (یہ سن کر) حضرت عمر نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! تو جھوٹ بولتا ہے' اس کے بعد حضرت عمر نے ان کو جلاوطن فرما دیا اور اُن کو اُن

کے مال و اسباب، پھل، میوے، اونٹ، پالان اور رسیوں وغیرہ کی قیمت ادا فرمادی۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابُ الْفَیْءِ اموالِ فیٔ کے خرچ کی تفصیل کا بیان

ف: واضح ہو کہ اسلامی حکومت میں بیت المال کے چار مدات ہیں۔ ہر مد کی ایک مستقل جگہ ہوتی ہے اور ہر ایک کا مصرف ہوا کرتا ہے۔ پہلا مد فیٔ ہے، اس میں خراج اور جزیہ کا مال جمع ہوتا ہے۔ اور حربی لوگ حاکم وقت کو ہدیۃً مال دیتے ہیں اور وہ مال جس کو حربی لوگ بغیر لڑائی کے دیتے ہیں، ان سب کو فیٔ کہتے ہیں۔ احناف کے نزدیک اس میں سے خمس کو الگ نہیں کرتے ہیں۔ فیٔ کے مد میں جمع شدہ مال کا مصرف رفاہِ عامہ کے کام ہیں، جیسے سرحدوں کی حفاظت اور ان پر چوکیوں کا قیام، دریاؤں پر پلوں کی تعمیر، قاضیوں اور عاملین کے مشاہرے، دریاؤں پر پہرہ داروں کا قیام اور اُن کی تنخواہیں اور اسی طرح علماء دین کے نذرانے اور ان کے متعلقین کے خرچے، مسجدوں کی تعمیر اور ترمیم اور ائمہ اور مؤذنین کے مشاہرے۔

بیت المال کا دوسرا مد، زکوۃ اور عُشر ہے اور ان کے مصارف کتاب الزکوۃ میں گزر چکے ہیں۔

بیت المال کا تیسرا مد، مالِ غنیمت ہے۔ جو مال کفار سے غلبہ اور لشکر کشی سے حاصل کیا جائے، شریعت میں ایسے مال کو مالِ غنیمت کہتے ہیں لیکن کفار کا وہ مال جو بغیر لڑے ہاتھ آ جائے، اُسے اصطلاحِ شریعت میں فیٔ کہتے ہیں، جس کی تفصیل ابھی اوپر گزر چکی ہے۔ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ الگ کیا جائے گا اور اس کے مصارف یہ ہیں: (۱) کعبہ شریف (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے، حضور اس کو اپنی ضرورتوں اور متعلقین پر خرچ فرما سکتے ہیں۔ یہ مصرف رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ختم ہو گیا (۳) ذوی القربیٰ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار ہیں اور وہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے افراد ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تصریح فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کا حصہ قیامت تک بحال رہے گا اور اس میں امیر، فقیر، مرد اور عورت سب حق دار ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہلِ بیتِ کرام کو دوسروں سے زیادہ حصہ دیتے اور ان حضرات کی ضرورتوں پر زیادہ امداد فرماتے۔ (تفسیر مظہری)

(۴) یتامیٰ (۵) مساکین (۶) مسافر۔ مالِ غنیمت کے خمس کے یہ مصارف ہیں۔

بیت المال کا چوتھا مد، اللقطات ہیں۔ یہ وہ مال ہے جو لاوارث اموات سے حاصل ہو۔ اسی طرح مقتول کا خون بہا جس کا کوئی ولی نہ ہو۔ اس کا مصرف فقراء ہیں، جن کے ولی نہ ہوں۔ ایسے فقراء کا خرچہ اور دوائیں بھی اس مال سے ادا ہوں گے، اگر وہ مر جائیں تو ان کا کفن دفن اسی میں سے ہوگا اور اگر خون بہا بھی ہو تو اسی رقم سے ادا کیا جائے گا۔

امیر پر یہ ضروری ہے کہ ان مصارف کے مدات کے لیے ہر مصرف کی جگہ مقرر کر دے، البتہ ضرورت پر وہ ایک مد سے دوسرے مد کی رقم سے قرض لے سکتا ہے، جس کو وہ بعد میں ادا کر دے، اور اس سلسلہ میں امیر، اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ہر مصرف کا خرچہ اسی میں سے ادا کرے۔

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو مال پلٹا دیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر، نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

ف: واضح ہو کہ کافروں کے جو اموال مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں، ان کی دو صورتیں ہیں: (۱) کفار کو میدانِ جنگ میں شکست

دینے کے بعد ان کے املاک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو (۲) یا بغیر لڑے کفار نے ہار مان لی اور مسلمان ان کے علاقوں کے مالک بن گئے۔ پہلی قسم کے املاک کو غنیمت کہا جاتا ہے اور دوسری قسم کو فئی۔

ان املاک کے احکام اور مصارف بھی مختلف ہیں۔ مالِ غنیمت کے بارے میں تو فرمایا: اس کے پانچ حصے کیے جائیں گے۔ چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جائیں گے اور پانچواں حصہ درج ذیل مصارف میں خرچ ہوگا۔ ارشادِ ربانی ہے: ''وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ'' (الانفال:۱۴) لیکن اموالِ فئی میں سے کوئی حصہ بطورِ حق مجاہدین میں تقسیم نہیں کیا جائے گا' بلکہ نبی کریم ﷺ فئی کا سارا مال اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تقسیم فرمائیں گے۔ (یہ تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ ہے' تفصیل کے لیے روح المعانی' کتاب الاموال ملاحظہ فرمائیں)

بَابٌ — اموالِ فئی کی تقسیم

٥٢٤٦- عَنِ ابْنِ الْعَدِیِّ بْنِ عَدِیِّ الْكِنْدِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ كَتَبَ اِلٰی مَنْ سَاَلَهٗ عَنْ مَّوَاضِعِ الْفَیْءِ اَنَّهٗ مَا حَكَمَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَرَاٰهُ الْمُؤْمِنُوْنَ عَدْلًا مُّوَافِقًا لِّقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ فَرَضَ الْاَعْطِیَّةَ وَعَقَدَ لِاَهْلِ الْاَدْیَانِ ذِمَّةً بِمَا فَرَضَ عَلَیْهِمْ مِّنَ الْجِزْیَةِ لَمْ یَضْرِبْ فِیْهَا بِخُمُسٍ وَّلَا مَغْنَمٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِهٖ فِیْ كِتَابِ الْخِرَاجِ.

حضرت ابن العدی بن عدی الکندی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اُن حضرات کو جنہوں نے اموالِ فئی کے مصارف کے بارے میں لکھا تھا' جواب دیا جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے احکام صادر فرمائے تھے اور اس زمانہ میں مسلمانوں نے اس کو عدلِ فاروقی قرار دیا تھا اور یہ حضور نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو مقرر فرما دیا۔ آپ نے (صحابہ اور اہل بیت کے) وظیفے مقرر فرما دیئے۔ اور دوسرے اہل مذاہب پر اہل ذمہ کی حیثیت سے جزیہ عائد فرمایا اور ان لوگوں کو خمس اور مالِ غنیمت میں سے کوئی حصہ نہ دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے اپنی سنن کے کتاب الخراج میں فرمائی ہے۔

٥٢٤٧- وَرُوِیَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْجِزْیَةَ وَكَذَا عُمَرُ وَكَذَا مُعَاذٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَوَضَعَ فِیْ بَیْتِ الْمَالِ وَلَمْ یُخَمِّسْ.

اور ایک روایت یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جزیہ وصول فرمایا' اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی (اپنے دورِ خلافت میں) جزیہ وصول کیا اور اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے (یمن میں) جزیہ وصول کیا اور اس کو بیت المال میں جمع فرمایا اور اس میں سے خمس نہیں نکالا۔

ف: واضح ہو کہ اگر غیر مسلم اسلامی مملکت میں پُر امن شہری بن کر رہنا چاہیں تو وہ جزیہ ادا کر کے رہ سکتے ہیں۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو کسی مملکت کے شہریوں پر عائد کیا جاتا ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ اس کا آغاز اسلام سے پہلے نوشیروان نے کیا تھا اور عرب کے وہ صوبے جو ایرانیوں کی عملداری میں تھے' اس سے خوب واقف تھے' اس لیے جب یمن کے عیسائی (اہل نجران)' بارگاہِ رسالت (ﷺ) میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے معذرت پیش کی لیکن ساتھ ہی جزیہ ادا کرنے پر آپ سے صلح کر لی۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں یہ پہلا جزیہ ہے۔ علماء نے جزیہ عائد کرنے کے مختلف اسباب بیان کیے ہیں۔ یہ بدلہ ہے ان کے قتل نہ کیے جانے کا یا ان کی حفاظت کا اور ان کو فوجی خدمات سے مستثنیٰ کرنے کا معاوضہ ہے اور اسی طرح مملکت اسلامیہ میں انھیں جو مساویانہ حقوق حاصل ہیں' اس کا معاوضہ ہے البتہ عورتیں' بچے' بوڑھے' لنگڑے' اپاہج اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

(یہ مضمون تفسیر ضیاء القرآن سے ماخوذ ہے) ۱۲

ہدایہ اور فتح القدیر میں اس سلسلہ میں مزید وضاحت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوس اور نجران کے نصاریٰ اور اہلِ یمن پر جزیہ میں ہر بالغ پر ایک دینار عائد فرمایا' البتہ خمس میں مسلمانوں کا حصہ مقرر فرمایا۔

بَابٌ حضور ﷺ اموالِ فئی کی تقسیم کس طرح فرمایا کرتے تھے؟

۵۲۴۸ - وَعَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً يُّنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (قبیلۂ یہود) بنو نضیر کے اموال ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بطورِ فئی عنایت فرمایا' جس کے (حاصل کرنے) لیے مسلمانوں نے نہ تو گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ پس یہ خاص رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا' اس میں سے آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو سال بھر کا خرچ دیتے' پھر جو باقی بچتا تو اس کو جہاد کے ہتھیاروں اور سواریوں پر خرچ کرتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: علامہ ابن الہمام علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ بغیر لڑائی کے جو اموال مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں' ان کا مصرف رفاہِ عامہ کے کام ہیں' جس طرح خراج اور جزیۂ رفاہِ عامہ کے کام.......... پلوں کی تعمیر' سرحدوں کے استحکام' نہروں کی کھدوائی' قاضیوں اور معلمین کے مشاہرے وغیرہ پر خرچ ہوتے ہیں امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عمل تھا۔

ف: واضح ہو کہ یہود کے قبیلہ بنی نضیر کی مدینہ طیبہ کے مضافات میں ایک الگ بستی تھی' انہوں نے اپنے گھروں کو قلعہ نما بنایا ہوا تھا۔ کئی گڑھیاں تعمیر کر رکھی تھیں اور سامانِ جنگ کے ذخیرے اکٹھے کر رکھے تھے تاکہ کسی حملہ کے وقت اپنا دفاع کر سکیں۔ اپنی بہادری پر بھی انہیں بڑا ناز تھا۔ انہوں نے کبھی یہ سوچا ہی نہ تھا کہ مٹھی بھر مسلمان ان پر غالب آ سکتے ہیں۔ اسی بناء پر وہ معاہدہ جو ان کے اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان طے پا چکا تھا' بہت کم احترام کرتے تھے اور جب بھی انہیں موقع ملتا' معاہدہ کی خلاف ورزی سے باز نہ آتے۔

ایک روز حضور سرورِ کائنات ﷺ ایک جھگڑے کے تصفیہ کے لیے ان کے محلہ میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے دیوار کے قریب حضور کی نشست گاہ بنائی اور ایسی سازش کی کہ حضور جب گفتگو میں مصروف ہوئے تو ایک نابکار کو بھیجا کہ اوپر سے بھاری پتھر حضور پر لڑھکا دے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ان کے ناپاک ارادے سے آگاہ فرمایا' حضور وہاں سے اُٹھ گئے اور ان کی یہ سازش ناکام ہو گئی۔ اس معاہدہ کی خلاف ورزی اور غداری کی پاداش میں ان کو دس دن کے اندر مدینہ طیبہ سے نکل جانے کا الٹی میٹم دے دیا گیا۔ اور یہ ایسے مرعوب ہوئے کہ مدت ختم ہونے میں چار دن باقی تھے کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور جلاوطنی قبول کر لی۔ (ضیاء القرآن) ۱۲

بَابٌ اموالِ فئی کے بارے میں حضرت عمر کا قولِ فیصل

۵۲۴۹ - وَعَنْ مَّالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَوْمًا الْفَيْءَ فَقَالَ مَا اَنَا اَحَقُّ بِهٰذَا الْفَيْءِ مِنْكُمْ وَمَا اَحَدٌ مِّنَّا بِاَحَقَّ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا اِنَّا عَلٰى مَنَازِلِنَا مِنْ كِتَابِ

حضرت مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اموالِ) فئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں (ان اموالِ) فئی میں تم سے زیادہ حق دار نہیں ہوں اور نہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے سے زیادہ حق دار ہے' کیونکہ ہم سب اپنے اپنے درجے پر

اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَسْمِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَالرَّجُلُ وَقِدَمُهٗ وَالرَّجُلُ وَبَلَاءُهٗ وَالرَّجُلُ وَعِيَالُهٗ وَالرَّجُلُ وَحَاجَتُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ہیں' اللہ عزوجل کی کتاب اور اُس کے رسول (ﷺ) کی تقسیم کے مطابق! پس آدمی اور اُس کا قدیم الاسلام ہونا' آدمی اور اس کی مشقت' آدمی اور اُس کے بال بچے' آدمی اور اُس کی حاجت کو دیکھا جائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: "ما انا احق بهذا الفئی منكم" یعنی فئی کے ان اموال میں' میں تم لوگوں سے زیادہ کا حق دار نہیں ہوں۔ یعنی جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اموالِ فئی کے سب سے زیادہ حق دار تھے' ایسے میں حق دار نہیں ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "للفقراء المهاجرين" کے بشمول تین آیتیں اور آیت "والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار" کے سوا وہ آیتیں جن میں مسلمانوں کے تفاوتِ درجات کا ذکر ہے۔ ان آیات کی روشنی میں حضور نبی کریم' بدری صحابہ' اصحابِ بیعتِ رضوان اور وہ صحابہ جو حضور کی معیت میں غزوات میں شریک رہے۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اور عامہ اصحاب پر فضیلت ہے۔ اسی طرح قدیم الاسلام صحابہ اور پریشان حال صحابہ یا ایسے صحابہ جن کی اولاد امجاد کی تعداد زیادہ ہو' ان کے اخراجات کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ اموالِ فئی کے ان مصارف کا ذکر امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی موجودگی میں کیا اور اس پر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا گویا اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا۔ (ماخوذ از مرقات) ۱۲

بَابٌ

اموالِ فئی کی تقسیم میں حضرت عمر کی دلیل

٥٢٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ فِيْمَا احْتَجَّ بِهٖ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُ صَفَايَا بَنُو النَّضِيْرِ وَخَيْبَرُ وَفِدَكٌ اَفَاءَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا بَنُو النَّضِيْرِ فَكَانَتْ حُبُسًا لِّنَوَائِبِهٖ وَاَمَّا فِدَكٌ فَكَانَتْ حُبُسًا لِّاَبْنَاءِ السَّبِيْلِ وَاَمَّا خَيْبَرُ فَجَزَّاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ جُزْءًا بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَجُزْءًا نَفَقَةً لِّاَهْلِهٖ فَمَا فَضَلَ مِنْ نَّفَقَةِ اَهْلِهٖ جَعَلَهٗ بَيْنَ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت مالک بن اوس بن الحدثان رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اموالِ فئی کی تقسیم کے بارے میں) حضور ﷺ کے اس عمل سے بھی دلیل لی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تین صفایا تھے یعنی بنونضیر' خیبر اور فدک۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو لوٹایا' پس بنونضیر آپ کی ضروریات کے لیے مخصوص تھا' فدک مسافروں کے لیے مخصوص تھا اور خیبر کو رسول اللہ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم فرما دیا تھا' دو حصے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لیے اور ایک حصہ اپنی ازواجِ مطہرات کے خرچ کے لیے اور جو ازواجِ مطہرات کے خرچ سے بچتا' وہ آپ غریب مہاجرین میں تقسیم فرماتے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے: "امّا خيبر فجزّاها رسول الله ﷺ ثلاثة اجزاء" یعنی خیبر کو رسول اللہ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم فرما دیا۔ الی آخرہ! شرح السنہ میں یہ وضاحت ہے کہ خیبر کے تین حصوں میں تقسیم کی وجہ یہ تھی کہ خیبر کی کئی بستیاں تھیں' ان میں سے بعض بستیاں لڑائی سے فتح ہوئیں اور اس میں حضور ﷺ کے لیے خمس الخمس کا حصہ تھا' اور بعض بستیاں بغیر لڑائی کے مصالحت سے حاصل ہوئیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے خالص فئی تھا اور ان کو آپ منشاءِ الٰہی کے تحت اپنی ضرورت اور مسلمانوں کے کاموں میں خرچ فرماتے تھے۔ ان ہی حالات میں آپ ﷺ نے اپنے اور فوج میں تقسیم فرمایا' تاکہ تقسیم میں عدل اور انصاف قائم رہے۔ یہ تفصیل مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٥٢٥١ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ إِنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ بَنِيْ مَرْوَانَ حِيْنَ اسْتُخْلِفَ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُوْدُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيْرِ بَنِيْ هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ وَأَنَّ فَاطِمَةَ سَأَلَتْهُ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأَبٰى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ فَلَمَّا أَنْ وُلِّيَ أَبُوْبَكْرٍ عَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَيَاتِهِ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ فَلَمَّا أَنْ وُلِّيَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَمِلَ فِيْهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ ثُمَّ اقْتَطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فَقَالَ فَرَأَيْتُ أَمْرًا مَنَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ وَّإِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ رَدَدْتُهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

اموالِ فدک کی تقسیم کے واقعات

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے بنی مروان کو جمع کر کے فرمایا: فدک (کی آمدنی) خاص رسول اللہ ﷺ کی تھی جس کو آپ بنی ہاشم کے نوعمر لوگوں پر خرچ فرماتے اور اُس سے بیواؤں کا نکاح کرتے اور حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا سوال کیا تھا کہ اُنہیں دے دیا جائے' تو آپ نے انکار فرما دیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں اسی طرح رہا' یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی' جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکمران بنایا گیا تو آپ نے اسی کے مطابق عمل کیا جیسے رسول اللہ ﷺ اپنی حیاتِ مقدسہ میں کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ انہوں نے بھی وفات پائی۔ پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکمران بنایا گیا تو انہوں نے بھی اسی کے مطابق عمل کیا جیسے پہلے دونوں حضرات نے عمل کیا تھا' یہاں تک کہ انہوں نے بھی وفات پائی۔ پھر مروان نے اس کو اپنی جاگیر بنالیا' اس کے بعد وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی ہوگئی۔ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے ایسا واقعہ دیکھا جس سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو منع فرمادیا تھا۔ پس (میں نے طے کیا کہ) اس میں میرا حق نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بنا کر اسی حالت پر لوٹاتا ہوں جس پر یہ رسول اللہ ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانوں میں تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٢٥٢ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَتَاهُ الْفَيْءُ قَسَمَهُ فِيْ يَوْمِهِ فَأَعْطَى الْآهِلَ حَظَّيْنِ وَأَعْطَى الْأَعْزَبَ حَظًّا فَدُعِيْتُ فَأَعْطَانِيْ حَظَّيْنِ وَكَانَ لِيْ أَهْلٌ ثُمَّ دُعِيَ بَعْدِيْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَأَعْطٰى حَظًّا وَّاحِدًا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جس روز فئی (کے اموال) آتے' ان کو اسی روز تقسیم فرما دیتے۔ بال بچے والوں کو دو حصے اور تنہا کو ایک حصہ دیا کرتے۔ پس مجھے بلایا گیا اور مجھے دو حصے عطا فرمائے کیونکہ میری بیوی بھی تھی۔ اور میرے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بلائے گئے تو انہیں ایک حصہ عطا فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٢٥٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ مَا جَاءَہٗ شَیْءٌ بَدَاَ بِالْمُحَرَّرِیْنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

کو دیکھا کہ (اموالِ) فَیْ میں کوئی چیز آپ کی خدمت میں آتی تو (تقسیم میں) آپ آزاد شدہ (غلاموں) سے ابتداء فرماتے (اس لیے کہ ان لوگوں کا کوئی مستقل دفتر نہیں ہوتا تھا)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ علامہ ابن الملک نے فرمایا کہ معتقین سے ایسے لوگ بھی مراد ہیں جو گوشہ نشین رہ کر اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہتے ہوں۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٢٥٤ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِظُبْیَۃٍ فِیْھَا خَرَزٌ فَقَسَّمَھَا لِلْحُرَّۃِ وَالْاَمَۃِ قَالَتْ عَائِشَۃُ کَانَ اَبِیْ یُقَسِّمُ لِلْحُرِّ وَالْعَبْدِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک تھیلا لایا گیا' جس میں نگینے تھے۔ پس آپ نے آزاد عورتوں اور لونڈیوں میں تقسیم فرمائے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے والد ماجد (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) آزاد مرد اور غلاموں میں تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت فرمائی ہے کہ ایسے لوگوں کا حق بیت المال سے متعلق ہوتا ہے' اس لیے تقسیم فَیْ میں ان کو مقدم رکھا گیا۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ
شکار اور ذبیحہ کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ مَا ذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آپ سے یہ لوگ پوچھتے ہیں: ان کے لیے کیا کیا حلال کیا گیا ہے؟ آپ فرما دیں حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے تمام پاک چیزیں اور شکار اُن جانوروں کا (سکھایا ہوا کتا ہو یا پرندہ) جن کو تم نے سکھایا ہو' شکار پکڑنے کی تعلیم جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے' اور جس کو (سکھائے ہوئے) جانوروں نے پکڑے رکھا ہو تمہارے لیے' اور لیا کرو اللہ تعالیٰ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے' بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیز ہیں حساب لینے میں۔

ف: جس شخص نے کتا یا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا شکار حسب ذیل شرطوں سے حلال ہے:

(۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سکھایا ہوا ہو۔
(۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔
(۳) شکاری جانور بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔
(۴) اگر شکار شکاری کے پاس زندہ پہنچا ہو تو اُسے بسم اللہ' اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے۔

اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو حلال نہ ہوگا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ (المائدہ:۹۶).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حلال کیا گیا ہے تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا' فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے' اور حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو' اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جس کے پاس تم اکٹھے کیے جاؤ گے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جب احرام کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار' خون' سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے مرا ہوا' چوٹ سے مرا ہوا' اوپر سے نیچے گر کر مرا ہوا' اور سینگ لگنے سے مرا ہوا' اور

وَمَا اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ (المائدہ:۳). جسے کھایا ہو کسی درندے نے، سوائے اس کے جسے تم ذبح کرلو۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَآئِثَ﴾. اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور حرام کرتا ہے اُن پر ناپاک چیزیں۔

ف: تفسیرات احمدیہ میں یہ وضاحت ہے کہ اس آیت میں سمندری جانوروں میں مچھلی کے سوا سارے سمندری جانور حرام ہیں، اس لیے کہ باقی سب جانور خبیث ہوتے ہیں اور اس میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر رد ہے کیونکہ ان کے پاس سارے سمندری جانور حلال ہیں۔ ۱۲

بَابٌ

کتے کے شکار کو کھانے یا نہ کھانے کی تفصیل

۵۲۵۵ - عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهٗ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهٗ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاِنْ وَّجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّا اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَّجَدْتَّهٗ غَرِيْقًا فِي الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تم (شکار کے لیے) اپنے کتے کو چھوڑو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لو اگر وہ تمہارے لیے (شکار کو) روک لے اور زندہ ہو تو اسے ذبح کرلو اور اگر پاؤ کہ مار دیا ہے لیکن اس میں سے کھایا نہیں تو اُسے کھالو اور اگر کھایا ہے تو نہ کھاؤ کیونکہ اس نے اپنے لیے شکار کیا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے ساتھ دوسرا کتا پاؤ اور اس نے شکار کو مار دیا ہو تو اُسے نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کس نے مارا ہے؟ اور جب تم تیر مارو تو اس پر اللہ کا نام لو اگر وہ ایک روز تم سے غائب رہے اور تم اس میں اپنے تیر کے سوا کوئی نشان نہ پاؤ، چاہو تو کھالو اور اگر اسے پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ فِيْ مُعْجَمِهٖ عَنْ اَبِيْ رَزِيْنٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّيْدِ يَتَوَارٰى عَنْ صَاحِبِهٖ قَالَ لَعَلَّ هَوَامَّ الْاَرْضِ قَتَلَتْهُ وَرَوٰى عَبْدُ الرَّزَّاقِ نَحْوَهٗ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا وَّقَالَ عُلَمَاءُ نَا يُحْمَلُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى مَا اِذَا قَعَدَ عَنْ طَلَبِهٖ وَالْاَوَّلُ عَلٰى مَا اِذَا لَمْ يَقْعُدْ.

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں حضرت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے، ایسے شکار کے بارے میں جو اپنے شکاری سے چھپ جائے، تو آپ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ زمین کے زہریلے جانوروں نے اس کو مار ڈالا ہو۔ اور عبدالرزاق نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ہمارے علماء نے اس حدیث شریف کو اس بات پر محمول کیا ہے، جبکہ شکاری شکار کی تلاش نہ کر کے بیٹھ گیا اور پہلی حدیث اس بات پر محمول ہے کہ وہ بیٹھا نہ رہا (بلکہ تلاش کرتا رہا)۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۵۶ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ كَلْبُكَ اِنْ كَانَ عَالِمًا فَكُلْ فَاِنْ اَكَلَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ جس شکار کو تیرے کتے نے تیرے لیے روک کے رکھا ہے اور وہ سدھایا ہوا ہے تو اس کو

فَلَا تَاْكُلْ مِنْهُ فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاَمَّا الصَّقْرُ وَالْبَازِيُّ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ فَاِنَّ تَعْلِيْمَهٗ اِذَا دَعَوْتَهٗ اَنْ يُّجِيْبَكَ وَلَا تَسْتَطِيْعُ ضَرْبَهٗ حَتّٰى تَدَعَ الْاَكْلَ رَوَاهُ مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ.

کھالے اور اگر اس نے کھالیا ہے تو اس میں سے نہ کھا' کیونکہ اس نے اس کو اپنے لیے روک رکھا ہے۔ اب رہے شکرہ اور باز' ایسے شکار کو کھالے اگر چہ کہ اس نے کھایا ہے اس لیے کہ (شکاری پرندہ کو) تو نے بلایا اور وہ آ گیا اور تو اس کو مار نہیں سکتا یہاں تک کہ وہ کھانا چھوڑ دے۔ اس کی روایت امام محمد نے کتاب الآثار میں کی ہے۔

وَرَوٰى سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ رَّاشِدِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَبِيْحَةُ الْمُسْلِمِ حَلَالٌ وَّاِنْ لَّمْ يُسَمِّ اِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَّنْ نَّسِيَ فَلَا بَاْسَ وَقَالَ اللّٰهُ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ وَّالنَّاسِيْ لَا يُسَمّٰى فَاسِقًا وَّقَالَ مَالِكٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ حَدِيْثُ عَائِشَةَ اُذْكُرُوْا اَنْتُمُ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلُوْا كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْاِسْلَامِ.

اور سعید بن منصور نے راشد بن سعید سے روایت کی' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے اگر چہ اس نے بھولے سے (بوقتِ ذبح) بسم اللہ نہیں پڑھی۔ اور امام بخاری نے تعلیقاً روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو بھول جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جس ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے' اسے نہ کھاؤ اور یہ فسق ہے اور بھولنے والے شخص کو فاسق نہیں کہتے ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (ذبیحہ پر نام نہ لیا جانے والا گوشت آ جائے) تو تم اللہ کا نام اس پر لے لو اور کھالو' یہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے۔

ف: ہدایہ میں لکھا ہے کہ ذبح کرنے والا بالارادہ ذبح کے وقت بسم اللہ' اللہ اکبر نہ کہے تو ایسا ذبیحہ مردار ہے' اس کو نہ کھایا جائے اور اگر ذبح کرنے والے نے بھولے سے ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا تو اس کو کھا سکتے ہیں۔ یہ احناف کے نزدیک ہے' البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کھا سکتے ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں نہیں کھا سکتے۔ اور یہی حکم ہے فقہاء کے نزدیک جبکہ شکرہ اور باز کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لینا بالارادہ چھوڑ دے' یعنی اس کا کھانا بالاتفاق حرام ہے۔ علامہ عینی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث اور امام بخاری کی تعلیق مذہب حنفی کی تائید کرتی ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اجماع کے خلاف ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٢٥٧ - وَعَنْ عَدِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْمِي الصَّيْدَ فَاَجِدُ فِيْهِ مِنَ الْغَدِ سَهْمِيْ قَالَ اِذَا عَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهٗ وَلَمْ تَرَ فِيْهِ اَثَرَ سَبُعٍ فَكُلْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقُلْنَا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ فِيْ حِلِّهَا شَرْطًا اٰخَرَ وَهُوَ اَنْ لَّا يَقْعُدَ عَنِ الطَّلَبِ قَالَ فِي الْبَدَائِعِ وَقَدْ رُوِيَ اَنَّ رَجُلًا اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَيْدًا فَقَالَ لَهٗ مِنْ اَيْنَ لَكَ هٰذَا قَالَ رَمَيْتُهٗ بِالْاَمْسِ وَكُنْتُ فِيْ طَلَبِهٖ حَتّٰى هَجَمَ

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! میں تیر سے شکار کرتا ہوں اور دوسرے دن اس میں اپنا تیر پاتا ہوں' حضور ﷺ نے جواب دیا: تیرے تیر نے اس کو قتل کیا ہے اور اس میں کسی درندہ کا اثر نہیں ہے تو تو کھالے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ہم (حنفیہ) نے کہا ہے کہ تم جانتے ہو کہ اس کے حلال ہونے میں ایک اور شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی تلاش میں وہ بیٹھا نہ رہے۔ چنانچہ بدائع میں (اس کی تائید میں) روایت ہے کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شکار ہدیۃً پیش کیا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ شکار تجھے کس طرح ملا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اس پر کل تیر چلایا تھا

عَلَيَّ اللَّيْلُ فَقَطَعَنِيْ عَنْهُ ثُمَّ وَجَدْتُهُ الْيَوْمَ وَمِزْرَاقِيْ فِيْهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّهُ غَابَ عَنْكَ وَلَا أَدْرِيْ لَعَلَّ بَعْضَ الْهَوَامِّ أَعَانَكَ عَلَيْهِ لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ.

اور اس کو تلاش کرتا رہا، یہاں تک کہ رات آ گئی، میں اس کو نہ پا سکا اور آج میں نے اس کو پایا ہے اور میرا تیر اس میں موجود ہے! (یہ سن کر) حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تجھ سے غائب ہو گیا اور شاید کہ کسی جانور نے اس کے قتل میں تیری مدد کی ہو، (ایسے شکار کی) مجھے ضرورت نہیں!

٥٢٥٨ - وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ كُلْ مَا أَصْمَيْتَ وَدَعْ مَا أَنْمَيْتَ قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ الْإِصْمَاءُ مَا عَايَنَهُ وَالْإِنْمَاءُ مَا تَوَارٰى عَنْهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْإِصْمَاءُ مَا لَمْ يَتَوَارَ عَنْ بَصَرِكَ وَالْإِنْمَاءُ مَا تَوَارٰى عَنْ بَصَرِكَ إِلَّا أَنَّهُ أُقِيْمَ الطَّلَبُ مَقَامَ الْبَصَرِ لِلضَّرُوْرَةِ.

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا: جب تک شکار تیری نگاہ سے غائب نہ ہو کھا لے اور اس کو چھوڑ دے اگر وہ تیری نگاہ سے چھپ گیا ہو۔ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ''اصماء'' کا جو ذکر ہے، اس کے معنی جب تک تیری نگاہ سے غائب نہ ہو، اور ''انماء'' کے معنی چھپ جانے کے ہیں۔ ہشام نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان ہے کہ ''اصماء'' سے مراد ہے جو آپ کی نگاہ سے غائب نہ ہو جائے جبکہ ''انماء'' سے مراد جو آپ کی نگاہ سے غائب ہو جائے، حتیٰ کہ تلاش کو ضرورتاً نگاہ کے قائم مقام قرار دیا جائے۔

بَابٌ

نصرانیوں کے کھانوں کے بارے میں تفصیل

٥٢٥٩ - وَعَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِيْ قَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ اٰنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَّجَدْتُّمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكٰوتَهُ فَكُلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! ہم اہل کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں، تو کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا لیا کریں؟ اس کے علاوہ شکار کی جگہ میں اپنی کمان اور اپنے بغیر سدھائے کتے اور سدھائے ہوئے کتے سے شکار کر لیتا ہوں، تو (ارشاد ہو) میرے لیے کیا درست ہے؟ فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتنوں کا ذکر کیا تو تمہیں اُن کے علاوہ ملیں تو اُن میں نہ کھاؤ اور اگر نہ ملیں تو اُنہیں دھو لو اور اُن میں کھا لو اور جب تم اپنی کمان سے شکار کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا تو کھا لو اور جو تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کیا تو اس کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا تو کھا لو اور جو شکار تم نے اپنے بغیر سدھائے ہوئے کتے کے ذریعہ کیا اور اس کو ذبح کر سکو تو کھا لو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا أَهْلُ سَفَرٍ نَمُرُّ بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمَجُوْسِ فَلَا نَجِدُ غَيْرَ اٰنِيَتِهِمْ قَالَ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا غَيْرَهَا فَاغْسِلُوْهَا بِالْمَاءِ ثُمَّ كُلُوْا فِيْهَا

اور ترمذی (میں حضرت ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ) سے بھی روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم مسافر لوگ ہیں ہم یہود و نصاریٰ اور مجوس کے پاس گزرتے ہیں، اور ہم ان کے برتنوں کے علاوہ کوئی برتن استعمال کے لیے نہیں پاتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس کے علاوہ نہ پاؤ تو ان برتنوں کو

وَاشْرَبُوْا.

پانی سے دھولو تو پھر ان میں کھا پی لو۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ عَنْ قُبَيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ النَّصَارٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ سَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا اَتَحَرَّجُ مِنْهُ فَقَالَ لَا يَتَخَلَّجَنَّ فِيْ صَدْرِكَ شَيْءٌ ضَارَعْتَ فِيْهِ النَّصْرَانِيَّةَ.

اور ترمذی اور ابوداؤد نے حضرت قبیصہ بن ھلب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے' وہ اپنے والد حضرت ھلب رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں' ان کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصرانیوں کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ایک صحابی نے یہ سوال کیا کہ بعض کھانے ایسے ہیں کہ ان سے میں بچتا ہوں' (یہ سن کر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دل میں ذرا بھی شک پیدا نہ ہو کہ (نصرانیوں کے کھانے سے جن پر وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہو) میں نصرانیت آ گئی ہے۔

بَابٌ

سدھائے ہوئے کتے کا کون سا شکار حلال ہے؟

٥٢٦٠ - وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ كُلْ مَا اَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَاِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ اِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَ فَاِنَّهُ وَقِيْذٌ فَلَا تَاْكُلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ہم (شکار کے لیے) سدھائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں' آپ نے (جواب میں) فرمایا: جس (شکار) کو وہ تمہارے لیے روک رکھیں اس کو کھا لو' میں نے (پھر) عرض کیا: اگر وہ (شکار کو) مار ڈالیں؟ آپ نے جواب دیا: (کوئی حرج نہیں) اگرچہ وہ (شکار کو) مار ڈالیں! میں نے پھر عرض کیا: ہم بے پروں کا تیر مارتے ہیں؟ (جواباً) فرمایا کہ پھاڑ دے تو کھا لو اور اگر عرض کی طرف سے لگے اور مار دے تو وہ موقوذہ ہے (یعنی وہ بے دھاری چیز سے مارا گیا) اُسے نہ کھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٦١ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا عَلَّمْتَ مِنْ كَلْبٍ اَوْ بَازٍ ثُمَّ اَرْسَلْتَهُ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا اَمْسَكَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ اِذَا قَتَلَهُ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَكَهُ عَلَيْكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کتے یا باز کو تم نے سِدھایا ہو' پھر تم نے اس کو (شکار پر) چھوڑا اور اس پر اللہ کا نام لیا اور اس نے تمہارے لیے (بغیر کھائے ہوئے) روک رکھا تو اسے کھا لو' میں نے عرض کیا کہ اس نے مار ڈالا؟ تو آپ نے جواب دیا: اگرچہ اس نے مار ڈالا ہو اور اس نے اس میں سے ذرا بھی نہ کھایا تو اس نے وہ تمہارے لیے روک رکھا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مجوسی کے کتے کے ساتھ شکار کرنا منع ہے

٥٢٦٢ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نُهِيْنَا عَنْ صَيْدِ كَلْبِ الْمَجُوْسِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں مجوسی کے کتے کے ساتھ شکار کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت فرمائی ہے کہ مسلمان کے سوا تمام غیر مسلمین کے کتوں سے شکار کرنا منع ہے اس لیے کہ اہل کتاب کے سوا سب لوگ جانوروں پر اللہ کا نام نہیں لیتے ہیں۔ اور اگر اہل کتاب بھی جانور پر حضرت عیسیٰ یا حضرت عزیر علیہما السلام کا نام لیں تو ایسا ذبیحہ بھی حرام ہے۔ ۱۲

بَابٌ
جن جانوروں کا گوشت جائز ہے ان کے شکار کی تفصیل

٥٢٦٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اَنْ يَّذْبَحَهَا فَيَاْكُلَهَا وَلَا يَقْطَعُ رَاْسَهَا فَيَرْمِيْ بِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چڑیا یا کسی دوسرے جانور کو ناحق قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرنے کے بارے میں اس سے پوچھے گا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ ذبح کر کے اس کو کھالے اور اُس کے سر کو کاٹ کر پھینک نہ دے۔ اس کی روایت امام احمد نسائی اور دارمی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نیل الاوطار میں وضاحت ہے کہ چڑیا یا اسی قسم کے جانوروں کو کھیل کے طور پر قتل کرنا حرام ہے۔ درمختار میں بھی یہ صراحت مذکور ہے کہ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے یا ان کی کھال اور بال سے کام لیا جاتا ہے تو ان کا شکار جائز ہے اور یہ حکم سورۂ مائدہ کی آیت "واذا حللتم فاصطادوا" (اور جب احرام) کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو سے منصوص ہے۔ ۱۲

بَابٌ
زندہ جانور سے جو حصہ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے اس کا کھانا منع ہے

٥٢٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يَجُبُّوْنَ اَسْنِمَةَ الْاِبِلِ وَيَقْطَعُوْنَ اَلْيَاتِ الْغَنَمِ فَقَالَ مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ اونٹ کے کوہان اور دُنبوں کی چکیاں کاٹ لینا پسند کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ زندہ جانور سے جو حصہ کاٹ لیا جائے وہ مردار ہے اُسے نہ کھایا جائے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
کن کن چیزوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟

٥٢٦٥ - وَعَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِيٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَيْءٍ لَّمْ يَعُمَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا فِيْ قِرَابِ سَيْفِيْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِيْفَةً فِيْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ مَّنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَّعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کسی چیز سے خاص کیا ہے؟ جواب میں فرمایا: ہمیں کسی چیز کے ساتھ خاص نہیں فرمایا جو لوگوں کو عام نہ دی ہو! مگر جو میری اس تلوار کے میان میں ہے پھر آپ نے ایک صحیفہ نکالا جس میں تھا کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے اور اللہ تعالیٰ اُس پر (بھی) لعنت کرے جو زمین کے نشان چرائے۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جو زمین کے نشانات تبدیل کرے اور جو اپنے باپ پر لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اور اللہ تعالیٰ اس پر (بھی)

رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

لعنت کرے جو دین میں نئی بات کھڑی کرنے والے کو جگہ دے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: درمختار میں ذبح لغیر اللہ کی مثال میں کسی امیر یا حاکم یا کسی بڑی شخصیت کی آمد پر جانور کو ذبح کرنے کو کہا گیا ہے' اور یہ حرام ہے۔ البتہ مہمان کی آمد پر ذبح جائز ہے کہ یہ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور مہمان کی تعظیم اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ذبح میں کون سی دو باتیں اہم ہیں؟

٥٢٦٦ - وَعَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنُّ وَالظُّفُرُ وَسَاُحَدِّثُكَ عَنْهُ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبْشِ وَاَصَبْنَا نَهْبَ اِبِلٍ وَّغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدُ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم صبح دشمن سے ملنے والے ہیں اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں تو کیا ہم بانس کی لکڑی سے ذبح کر لیں؟ فرمایا کہ جو چیز خون بہادے اور اللہ کا نام لیا ہو تو (ایسے ذبیحہ کو) کھالو لیکن دانت یا ناخن نہ ہو' اس کے متعلق میں تمہیں بتاتا ہوں کہ دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ ہمیں غنیمت میں کتنے ہی اونٹ ملے اور بکریاں (بھی) تو اُن میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا' ایک آدمی نے اُسے تیر مار کر روک لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِن اونٹوں میں سے بعض کی عادت وحشی جانوروں جیسی ہوتی ہے' جب اُن میں سے کوئی جانور تم پر غالب آ جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

٥٢٦٧ - وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ كَانَ لَهُ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ بِاَكْلِهَا وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَاِذَا صَلُحَ الْحَجَرُ اٰلَةً لِّلذَّبْحِ بِمَعْنَى الْجَرْحِ فَكَذَا الظُّفُرُ الْمَنْزُوْعُ وَالسِّنُّ الْمَنْزُوْعُ عِنْدَنَا بِخِلَافِ غَيْرِ الْمَنْزُوْعِ فَاِنَّهُ يُوْجِبُ الْمَوْتَ بِالثِّقْلِ مَعَ الْحِدَّةِ فَتَصِيْرُ الذَّبِيْحَةُ فِيْ مَعْنَى الْمُنْخَنِقَةِ نَعَمْ يُكْرَهُ الذِّبْحُ بِالْمَنْزُوْعِ لِمَا فِيْهِ مِنَ الضَّرَرِ بِالْحَيْوَانِ كَمَا لَوْ ذَبَحَ بِشَفْرَةٍ كَلِيْلَةٍ وَّحَدِيْثُ رَافِعٍ يُحْمَلُ عَلَى الْقَائِمَتَيْنِ تَوْفِيْقًا بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ الْعَطَارِدِيِّ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا

اور امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ان کی بکریاں سلع کے مقام پر چر رہی تھیں' ہماری ایک لونڈی نے دیکھا کہ بکریوں میں سے ایک مر رہی ہے تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے ذبح کر دیا۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت فرمایا' آپ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ایسا پتھر جو جانور کے ذبح کے لیے آلہ کا کام دے تو وہ آلۂ ذبح ہے' اسی طرح ناخن جو الگ کیا ہوا ہو اور دانت بھی جو الگ کیا ہوا ہو' آلۂ ذبح کے حکم میں ہے۔ البتہ ناخن اور دانت جو الگ کیا ہوا نہ ہو' وہ آلۂ ذبح کے حکم میں نہیں' کیونکہ یہ بوجھ مع الحدت کی وجہ سے موت کا باعث بنتا ہے' لہٰذا ذبیحہ گلہ دبا کر مارنے کے حکم میں ہوگا۔ ہاں الگ کیے ہوئے دانت یا ناخن سے ذبح کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اس سے جانور کو اذیت پہنچتی ہے جیسا کہ کسی جانور کو کند چھری سے ذبح کرنے سے پہنچتی ہے۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی حدیث کو احادیث کے مابین تطبیق پر محمول کیا جائے گا۔ اس کی تائید امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے ہوتی ہے جس کو انہوں نے حضرت ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' ان

فَصَارَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَرْنَبًا فَذَبَحَهَا بِظُفُرِهٖ فَشَوَاهَا فَاَكَلُوْهَا وَلَمْ اٰكُلْ مَعَهُمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ لَعَلَّكَ اَكَلْتَ مَعَهُمْ فَقُلْتُ لَا قَالَ اَصَبْتَ اِنَّمَا قَتَلَهَا خَنِقًا.

کا بیان ہے کہ ہم حج کے سفر پر روانہ ہوئے' ہمارے ایک ساتھی نے ایک ہرن کا شکار کیا اور اس کو اپنے ناخن سے ذبح کیا' پھر اس کو بھونا اور سارے ساتھیوں نے اس کو کھایا اور میں نے اس کو نہیں کھایا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں دریافت کیا' انہوں نے کہا: غالباً تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کو کھایا' میں نے عرض کیا: میں نے نہیں کھایا' تو آپ نے فرمایا: تو نے صحیح کیا' کیونکہ اس نے اس کا گلہ دبا کر قتل کیا (گلہ دبا کر مار ڈالنا' ایسے جانور کا گوشت کھانا ناجائز ہے)۔

وَفِیْ رِوَايَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اَحَدَنَا اَصَابَ صَيْدًا وَّلَيْسَ مَعَهٗ سِكِّيْنٌ اَيَذْبَحُ بِالْمَرْوَةِ وَشِقَّةِ الْعَصَا فَقَالَ اَمْرِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ.

اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ہم میں سے کوئی شکار پائے اور اس کے پاس چھری نہ ہو تو کیا پتھر اور لاٹھی کی پھانس سے ذبح کر لے؟ آپ نے فرمایا کہ جس سے چاہو خون بہا دیا کرو اور اللہ کا نام لے لیا کرو۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِیْ حَارِثَةَ اَنَّهٗ كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً بِّشِعْبٍ مِّنْ شِعَابِ اُحُدٍ فَرَاٰى بِهَا الْمَوْتَ فَلَمْ يَجِدْ مَا يَنْحَرُهَا بِهٖ فَاَخَذَ وَتِدًا فَوَجَاَ بِهٖ فِیْ لَبَّتِهَا حَتّٰى اَهْرَاقَ دَمَهَا ثُمَّ اَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا.

اور ابوداؤد نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اور وہ بنی حارثہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جبل اُحد کی ایک گھاٹی میں اونٹنی چرا رہے تھے تو اس پر موت دیکھی لیکن کوئی چیز نہ ملی جس سے اس کو ذبح کر سکیں' پس اس نے ایک کیل لی اور اُس کے گلے میں چبھو دی' یہاں تک کہ اس کا خون بہہ گیا' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی تو آپ نے اس کو کھا لینے کا حکم فرمایا۔

وَرَوٰى مَالِكٌ نَّحْوَهٗ وَفِیْ رِوَايَتِهٖ قَالَ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ پس اسے تیز دھاری والی لکڑی سے ذبح کیا۔

بَابٌ

ضرورت کے وقت ذبح کی صورت

۵۲۶۸ - وَعَنْ اَبِی الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكٰوةُ اِلَّا فِی الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ فَقَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِیْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَ عَنْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوالعشراء رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ذبح کرنا صرف حلق اور سینے میں ہی ہوتا ہے؟ فرمایا: اگر تم اس کی ران میں نیزہ مارو تب بھی تمہارے لیے کافی ہے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ وَهٰذَا ذَكٰوةُ الْمُتَرَدِّیْ.

اور ابوداؤد نے کہا کہ یہ کنویں میں گرنے والے کا ذبح ہے۔

وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا فِی الضَّرُوْرَةِ.

اور ترمذی نے کہا کہ یہ ضرورت کے وقت ہے۔

ف: ہمارے علماء نے فرمایا ہے: جس جانور کو ذبح نہ کیا جائے وہ حرام ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (جس کا ذکر باب کی

ابتداء میں ہے) اور ضرورتاً زخم کرنا کافی ہے خواہ بدن کے کسی حصہ پر ہو۔ اور جب جانور قابو میں ہو تو حلق اور سینے میں چھری چلانا ہے اور ذبح کرنا ہے' گلہ پر جو سانس کی رگ ہے اور غذا اور پانی کی رگ پر اور خون کی رگ پر' ان تینوں کو کاٹ دیا جائے تو ذبح ہو جائے گا۔
(مرقات)

بَابٌ

شریطۂ شیطان کا کھانا منع ہے

٥٢٦٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ شَرِيْطَةِ الشَّيْطَانِ زَادَ ابْنُ عِيْسٰى هِيَ الذَّبِيْحَةُ يُقْطَعُ مِنْهَا الْجِلْدُ وَلَا تُفْرٰى الْاَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَكُ حَتّٰى تَمُوْتَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شریطۂ شیطان سے منع فرمایا ہے۔ ابن عیسیٰ نے یہ زیادہ کہا کہ شریطۂ شیطان سے مراد ایسا ذبیحہ ہے جس کی کھال کاٹ دی جائے اور رگیں نہ کاٹی جائیں اور اس کو چھوڑ دیا جائے' یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

مُجثمہ کا کھانا منع ہے

٥٢٧٠ - وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْمُجَثَّمَةِ وَهِيَ الَّتِيْ تُصْبَرُ بِالنَّبْلِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مُجثمہ کو کھانے سے منع فرمایا ہے۔ مجثمہ ایسا جانور ہے جس کو باندھ کر تیر مارا جائے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے (مرقات میں یہ وضاحت کی ہے کہ یہ ایسا ذبح ہے جو نہ تو اختیاری ذبح میں آتا ہے اور نہ ضرورتاً)۔

بَابٌ

خیبر کے روز حضور ﷺ نے کئی چیزوں سے منع فرمایا' اس کی تفصیل

٥٢٧١ - وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَعَنْ لَّحْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَعَنِ الْخَلِيْسَةِ وَاَنْ تُوْطَاَ الْحَبَالٰى حَتّٰى يَضَعْنَ مَا فِيْ بُطُوْنِهِنَّ.

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز منع فرمایا' کچلی والے ہر درندہ سے اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندہ سے اور گھریلو گدھوں سے اور مجثمہ سے اور خَلیسہ سے اور حاملہ عورتوں سے صحبت کرنے سے' یہاں تک کہ وہ جن لیں جو اُن کے پیٹوں میں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى سُئِلَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ فَقَالَ اَنْ يُّنْصَبَ الطَّيْرُ اَوِ الشَّيْءُ فَيُرْمٰى وَسُئِلَ عَنِ الْخَلِيْسَةِ فَقَالَ الذِّئْبُ وَالسَّبُعُ يُدْرِكُهُ الرَّجُلُ فَيَاْخُذُ مِنْهُ فَيَمُوْتُ فِيْ يَدِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّذَكِّيَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

محمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ابوعاصم سے مجثمہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کسی پرندہ وغیرہ کو باندھ کر تیر وغیرہ سے مارا جائے اور خَلیسہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ بھیڑیا یا کوئی درندہ شکار کو پکڑ لے اور کوئی شخص اس کو اُس سے چھڑا لے لیکن اس کے ہاتھوں میں وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ عُلَمَاءِنَا يَعْنِيْ اِذَا حَصَلَتْ لِشَخْصٍ جَارِيَةٌ حُبْلٰى لَا يَجُوْزُ وَطْؤُهَا حَتّٰى

ہمارے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ کسی شخص کو حاملہ لونڈی ملے تو وضع حمل تک اس سے صحبت کرنا جائز نہیں اور اسی طرح کسی نے زنا کی ہوئی حاملہ عورت

تَضَعَ حَمْلَهَا وَكَذَا إِذَا تَزَوَّجَ حُبْلَى مِنَ الزِّنَا.

سے نکاح کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابٌ

مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنا منع ہے

٥٢٧٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشی وغیرہ کو باندھ کر قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ذی روح کو نشانہ بنانا ممنوع ہے

٥٢٧٣ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی جو کسی ذی روح کو نشانہ بنائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ (اس میں جانور کو ایذاء پہنچانا ہے جو ممنوع ہے۔ مرقات)

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٢٧٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی ذی روح چیز کو نشانہ نہ بنایا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

منہ پر مارنا اور داغ لگانا منع ہے

٥٢٧٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ وَعَنِ الْوَسْمِ فِي الْوَجْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پر مارنے اور منہ پر داغ لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ (البتہ لڑائی میں کافر کے منہ پر مار سکتے ہیں جیسا کہ مرقات میں لکھا ہے۔ ۱۲)

بَابٌ

جانور کے چہرہ پر بلاضرورت داغ لگانا منع ہے

٥٢٧٦ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى حِمَارٍ وَّقَدْ وُسِمَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِيْ وَسَمَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے کے پاس سے گزرے جس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جس نے اس پر داغ لگایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ضرورۃً جانوروں کو داغ سکتے ہیں

٥٢٧٧ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ غَدَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَهٗ فَوَافَيْتُهٗ فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن ابوطلحہ کو لے گیا تا کہ آپ اس کی تحنیک فرمادیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے دست مبارک میں داغنے کا آلہ ہے اور

اِبِلَ الصَّدَقَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

آپ زکوٰۃ کے اونٹوں کو داغ رہے ہیں (تاکہ ایک دوسرے میں امتیاز رہے)۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

تحنیک مسنون ہے

نوٹ: تحنیک یہ ہے کہ نومولود بچہ کو کسی بزرگ سے حصولِ برکت کے لیے کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر بچہ کے تالو میں لگائی جائے' یہ مسنون ہے۔ (مرقات) ۱۲

وَقَالَ فِيْ مَسَائِلِ شَتّٰى مِنَ الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَيَجُوْزُ فَصْدُ الْبَهَائِمِ وَكَيُّهَا.

اور فرمایا کہ درمختار میں مسائل شتی میں ہے کہ جانوروں کو فصد لگانا اور انہیں داغنا جائز ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۷۸ - وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ مِرْبَدٍ فَرَاَيْتُهُ يَسِمُ شَاءً حَسِبْتُهُ قَالَ فِيْ اٰذَانِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ہشام بن زید رحمۃ اللہ علیہ' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' حضرت انس نے فرمایا: میں (ایک مرتبہ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' جبکہ آپ باڑے میں تھے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ بکریوں کو داغ رہے تھے۔ میرے خیال میں فرمایا کہ اُن کے کانوں پر۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ہر چیز پر احسان کیا ہے؟

۵۲۷۹ - وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا ضروری قرار دیا ہے' لٰہذا جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو' اور جب کسی کو ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور چاہیے کہ تم اپنی چھری کو اچھی طرح تیز کر لیا کرو اور ذبیحہ کو آرام دیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جانور کے پیٹ سے جنین نکلے تو اس کو بھی ذبح کریں

۵۲۸۰ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَكٰوةُ الْجَنِيْنِ ذَكٰوةُ اُمِّهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّقَالَ عُلَمَاءُ نَا حَمَلَهُ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ عَلَى التَّشْبِيْهِ اَيْ كَذَكٰوةِ اُمِّهٖ بِدَلِيْلِ اَنَّهٗ رُوِيَ بِالنَّصَبِ وَاِنْ كَانَ مَرْفُوْعًا فَكَذٰلِكَ لِاَنَّهٗ اَقْوٰى فِي التَّشْبِيْهِ مِنَ الْاَوَّلِ وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى ذٰلِكَ تَقْدِيْمُ ذَكٰوةِ الْجَنِيْنِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پیٹ کے بچے کا ذبح کرنا ایسا ہی ہے جیسے اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے (یعنی جیسا ماں کو ذبح کیا ہے' جنین کو بھی ذبح کریں)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے اور ترمذی نے اس کی روایت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ ہمارے علماء کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے حدیث شریف میں ذبح کرنے کو مشابہت پر محمول فرمایا ہے (یعنی جس طرح ماں کو ذبح کیا گیا' جنین کو بھی ذبح کرو)۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ حدیث حکما نصب کے ساتھ روایت کی گئی ہے اور اگر یہ رفع کے ساتھ بھی ہو تو پھر بھی ایسا ہی ہے کیونکہ یہ تشبیہ کی

صورت میں نصب کی بہ نسبت زیادہ قوی ہے' نیز اس موقف پر پیٹ کے بچے کو ذبح کرنے کو پہلے ذکر کرنے پر بھی دلیل ہے۔

......وَيُؤَيِّدُ مَا رُوِيَ فِي مُوَطَّا مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَكُونُ ذَكْوةُ نَفْسٍ ذَكْوةَ نَفْسَيْنِ.

اور اس کی تائید وہ روایت ہے جس کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک جانور کا ذبح کرنا دو جانور کے ذبح کرنے کے برابر نہیں (یعنی ہر ایک کو جدا جدا ذبح کرنا چاہیے)۔

نوٹ: اس کی تفصیل کے لیے زجاجۃ المصابیح کا تفصیلی حاشیہ اور اس حدیث شریف کے بارے میں فقہاء کرام کے جو اقوال ہیں' ملاحظہ فرمائے جائیں۔ ۱۲

بَابٌ — سمندری جانوروں کے احکام

۵۲۸۱ - وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحِيتَانُ وَالْجَرَادُ ذَكِيٌّ كُلُّهُ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ.

امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہم اپنے والد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مچھلیاں اور ٹڈیاں سب پاک ہیں۔ اس کی روایت عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں کی ہے۔

وَرَوَى أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَلْقَاهُ الْبَحْرُ أَوْ جَزَرَ عَنْهُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيهِ وَطَفَا فَلَا تَأْكُلُوْهُ وَفِيهِ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ أَخْرَجَ لَهُ الشَّيْخَانِ فَهُوَ ثِقَةٌ كَذَا قَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ حَدِيثُ جَابِرٍ مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْبَحْرِ إِلَّا وَقَدْ ذَكَّاهَا اللّٰهُ لِبَنِي آدَمَ فِي سَنَدِهِ ضُعْفٌ.

اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سمندر جس چیز کو پھینک دے یا اس سے ہٹ جائے تو تم اس کو کھالو اور جو اس میں مرجائے اور پانی پر تیرنے لگے' اس کو نہ کھاؤ۔ اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن سلیم ہیں۔ بخاری اور مسلم نے ان کی روایت قبول کی ہے' پس وہ ثقہ ہیں' یہ ابن معین کا قول ہے اور علامہ شوکانی نے کہا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ سمندر میں جو کوئی جانور ہے' اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس کو ذبح کر دیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ضعف ہے۔

ف: قرآن پاک کی آیت سورۂ اعراف (۱۵۷) میں جو ارشاد ہے: ''وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ'' (اللہ کے نبی حرام کرتے ہیں ان پر ناپاک چیزیں) اس سے سمندری جانوروں میں احناف کے نزدیک مچھلی کے سوا دوسرے تمام جانور حرام ہیں' چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دوا کے استعمال سے بھی منع فرمایا ہے جس میں مینڈک استعمال کیا گیا ہو' اور حضور کا یہ بھی ارشاد ہے: ہمارے لیے دو خون اور دو مری ہوئی چیزیں حلال کر دی گئیں' دو خون سے مراد کلیجی اور پھیپھڑا اور دو مری ہوئی چیزوں سے مراد مچھلی اور ٹڈا ہے۔ (شروح الکنز) تفصیل کے لیے زجاجۃ المصابیح کا حاشیہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ ۱۲

بَابُ ذِكْرِ الْكَلْبِ — کتے کا بیان

بَابٌ — کتوں کے بارے میں مختلف احکام

۵۲۸۲ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارٍ نُقِصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ صَيْدٍ أَوْ زَرْعٍ انْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ وَّقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْمُوَطَّا يُكْرَهُ اقْتِنَاءُ الْكَلْبِ لِغَيْرِ مَنْفِعَةٍ فَأَمَّا كَلْبُ الزَّرْعِ أَوِ الضَّرْعِ أَوِ الصَّيْدِ أَوِ الْحَرْسِ فَلَا بَأْسَ بِهِ.

فرمایا: جو شخص کتا پالے ماسوائے مویشیوں' شکار اور کھیتی باڑی والے کے تو اس کے ثواب سے روزانہ دو قیراط گھٹا دیئے جائیں گے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔ اور بخاری اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مویشیوں کی حفاظت' شکار اور کھیتی باڑی کے علاوہ کتا رکھا تو اس کے ثواب سے روزانہ ایک قیراط گھٹا دیا جائے گا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں فرمایا ہے کہ کتے کو بغیر کسی فائدہ کے پالنا مکروہ ہے' البتہ کھیتی کی حفاظت کا کتا یا شکاری کتا یا نگرانی کا کتا' ان کاموں کے لیے پالنے میں کوئی حرج نہیں۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ.

اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کتے کے سوا کتے کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔

وَرَوَى النَّسَائِيُّ عَنْ جَابِرٍ نَحْوَهُ وَقَالَ فِي الْجَوَاهِرِ النَّقِيِّ سَنَدُ النَّسَائِيِّ جَيِّدٌ.

اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے اور الجوہر النقی میں کہا ہے کہ نسائی کی سند جید ہے۔

وَرَوَى أَبُوْ حَنِيْفَةَ فِي مُسْنَدِهِ عَنِ الْهَيْثَمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ وَهٰذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ فَإِنَّ الْهَيْثَمَ ذَكَرَهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي الثِّقَاتِ مِنْ أَثْبَاتِ التَّابِعِيْنَ.

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت ہیثم سے اور وہ حضرت عکرمہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکاری کتے کی قیمت لینے کی اجازت دی ہے اور اس حدیث کی سند جید ہے' اس لیے کہ ہیثم علیہ الرحمہ کا ذکر ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ راویوں میں کیا ہے اور وہ تابعین کرام کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَضٰى فِي كَلْبِ صَيْدٍ قَتَلَهُ رَجُلٌ بِأَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا وَّقَضٰى فِي كَلْبِ مَاشِيَةٍ بِكَبْشٍ.

اور بیہقی کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے شکاری کتے کے قتل پر چالیس درہم کے ادا کرنے کا فیصلہ دیا اور مویشیوں کی حفاظت کے کتے پر ایک مینڈھے کی ادائیگی کا فیصلہ دیا۔

بَابٌ

کتا بے ضرر ہو تو اس کو نہ ماریں

٥٢٨٣ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ لَا أَنَّ الْكِلَابَ أُمَّةٌ مِّنَ الْأُمَمِ لَأَمَرْتُ بِقَتْلِهَا كُلِّهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا كُلَّ أَسْوَدَ بَهِيْمٍ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَّرْتَبِطُوْنَ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ کتے بھی اُمتوں میں سے ایک اُمت ہیں تو میں ان سب کے مارنے کا حکم دیتا' لہٰذا تم ہر بالکل سیاہ کتے کو مار دیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔ اور ترمذی اور نسائی سے اتنی اور زیادہ روایت ہے کہ جو بھی گھر والے کتا پالیں تو اُن کے اعمال سے روزانہ ایک قیراط گھٹا دیا

كَلْبًا إِلَّا نُقِصَ مِنْ عَمَلِهِمْ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ كَلْبَ غَنَمٍ.

جائے گا' سوائے شکاری کتے' کھیتی والے کتے اور بکریوں (کی حفاظت) والے کتے کے۔

وَرَوَى مُسْلِمٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتَّى أَنَّ الْمَرْأَةَ تَقْدَمُ مِنَ الْبَادِيَةِ بِكَلْبِهَا فَنَقْتُلُهُ ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا وَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ وَالْبَهِيْمِ ذِي النُّقْطَتَيْنِ فَإِنَّهُ شَيْطَانٌ وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا بِقَتْلِهَا كُلِّهَا ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ إِلَّا الْأَسْوَدَ الْبَهِيْمَ ثُمَّ اسْتَقَرَّ الشَّرْعُ عَلَى النَّهْيِ مِنْ قَتْلِ جَمِيْعِ الْكِلَابِ الَّتِي لَا ضَرَرَ فِيْهَا حَتَّى الْأَسْوَدِ الْبَهِيْمِ.

اور مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کتوں کے مارنے کا حکم فرمایا' یہاں تک کہ ایک عورت جنگل سے اپنا کتا لاتی تو ہم اس کو بھی مار دیتے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مارنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ دو نقطوں والے خالص سیاہ کتے کو مارا کرو کیونکہ وہ شیطان ہے۔ امام الحرمین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمام کتوں کو مارنے کا حکم دیا' پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا سوائے خالص کالے کتے کے' پھر شریعت میں تمام کتوں کو نہ مارنے کا حکم باقی رکھا جبکہ کتے سے کسی قسم کا نقصان نہ ہو یہاں تک کہ خالص کالے کتے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر یہ بے ضرر ہو تو اس کو بھی نہ مارا جائے۔

بَابٌ

مویشیوں اور پرندوں کو آپس میں لڑانا منع ہے

٥٢٨٤- وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيْشِ بَيْنَ الْبَهَائِمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مویشیوں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: بذل المجہود نے صراحت کی ہے کہ مویشیوں اور پرندوں اور مرغوں کو لڑانا اس لیے منع ہے کہ یہ کام لہو اور لعب ہے یعنی کھیل تماشا ہے اور اس میں جانوروں کو ایذاء پہنچانا اور ہلاک کرنا بھی ہے اور اگر دونوں جانب سے شرط ہو تو یہ کام جوا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے حفاظت فرمائے' آمین۔ ١٢

بَابُ مَا يَحِلُّ أَكْلُهُ وَمَا يَحْرُمُ

کن چیزوں کا کھانا حلال ہے اور کن کا حرام؟

٥٢٨٥- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَأْكُلُوْنَ أَشْيَاءَ وَيَتْرُكُوْنَ أَشْيَاءَ تَقَذُّرًا فَبَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ وَأَنْزَلَ كِتَابَهُ وَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ فَمَا أَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَّمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَّمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَّتَلَا ﴿قُلْ لَّا أَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً﴾ الْآيَةَ. رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں (اسلام سے پہلے) لوگ بعض چیزوں کو کھاتے اور بعض کو نفرت کرتے ہوئے چھوڑ دیتے تھے' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب کو نازل فرمایا' اس کے حلال کو حلال قرار دیا اور اُس کے حرام کو حرام قرار دیا' پس حلال وہ ہے جس کو اُس نے حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اُس نے حرام ٹھہرایا اور جس سے سکوت فرمایا' وہ معاف ہے۔ پھر (الانعام: ١٤٦) تلاوت فرمائی: (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ فرمایئے: میں نہیں پاتا اس (کتاب) میں جو مجھ پر وحی کی گئی ہے کوئی چیز حرام' کھانے والے پر جو کھاتا ہے اسے مگر یہ کہ مُردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون یا سوٗر کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندہ ہے یا جو

نافرمانی کا باعث ہو (یعنی) وہ جانور جس پر ذبح کے وقت بلند کیا جائے غیر اللہ کا نام' پھر جو شخص لاچار ہو جائے اور وہ نافرمانی کرنے والا نہ ہو اور نہ تجاوز کرنے والا ہو (حدِ ضرورت سے) تو بے شک آپ کا رب بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے صدر کی آیت پاک سے یہ نتیجہ بیان فرمایا کہ کسی چیز کی حرمت وحی الٰہی سے معلوم ہوتی ہے نہ کہ کسی کی خواہش سے۔ ۱۲

بَابٌ
کون سا درندہ اور کون سا پرندہ حرام ہے؟

٥٢٨٦ - وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندے اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندے (کے کھانے) سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٢٨٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهٗ حَرَامٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندہ کا کھانا حرام ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
گورخر حلال ہے

٥٢٨٨ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ رَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَعَقَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهٖ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهٗ فَاَخَذَهَا فَاَكَلَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے ایک گورخر کو دیکھا تو اس کا شکار کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کچھ ہے؟ عرض کیا کہ ہمارے پاس اس کی ران ہے' پس آپ نے لے لی اور اس کو تناول فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
پالتو گدھوں کا گوشت حرام ہے

٥٢٨٩ - وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٢٩٠ - وَعَنْ زَاهِرٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ اِنِّيْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ

حضرت زاہر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں گدھوں کے گوشت کی ہانڈیوں کے نیچے آگ جلا رہا تھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں گدھوں کے گوشت سے منع فرماتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

لُحُوْمِ الْحُمُرِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

بَابٌ

کون سے جانور اور پرندے حرام ہیں؟

۵۲۹۱ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ الْحُمُرَ الْإِنْسِيَّةَ وَلُحُوْمَ الْبِغَالِ وَكُلَّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَكُلَّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے روز پالتو گدھوں کا گوشت' خچروں کا گوشت' دانتوں سے پھاڑنے والے ہر درندہ اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہر پرندہ کو حرام فرمایا ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: شرح السنہ میں یہ وضاحت ہے کہ جس حیوان کا گوشت حلال نہیں' اس جانور کا دودھ بھی جائز نہیں اور جس پرندہ کا گوشت جائز نہیں اس کا انڈا بھی جائز نہیں۔ (بحوالہ مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۲۹۲ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِيْ لُحُوْمِ الْخَيْلِ.

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے' خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔اس کی ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

بَابٌ

خرگوش کا گوشت حلال ہے

۵۲۹۳ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَا اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرّ الظہران کے مقام پر ہم نے ایک خرگوش کو بھگایا' میں نے اس کو پکڑ لیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا' انہوں نے اس کو ذبح کیا' اُس کے سُرین اور دونوں رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھیجیں تو آپ نے قبول فرمائیں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

گوہ کا کھانا جائز نہیں

۵۲۹۴ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لَحْمِ الضَّبِّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَسَكَتَ عَلَيْهِ فَهُوَ حَسَنٌ اَوْ صَحِيْحٌ عِنْدَهٗ وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَمَا رُوِيَ مِنْ اَكْلِهٖ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْاِبْتِدَاءِ.

حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ (گوڑ پھوڑ) کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔اور اس پر سکوت فرمایا' پس یہ حدیث ان کے نزدیک حسن یا صحیح ہے اور درّ مختار میں ہے کہ بعض روایت میں اس جانور کے کھانے کا جو ذکر ہے' وہ ابتداء اسلام کا واقعہ ہے۔

بَابٌ
مرغ کا گوشت حلال ہے

٥٢٩٥ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا۔ بخاری اور مسلم نے اس کی بالاتفاق روایت کی ہے۔

بَابٌ
مرغ کو گالی دینا منع ہے

٥٢٩٦ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبِّ الدِّیْكِ وَقَالَ اِنَّهٗ یُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرغ کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ وہ نماز کے لیے اذان دیتا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٢٩٧ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّیْكَ فَاِنَّهٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرغ کو گالی نہ دو' اس لیے کہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
ٹڈی کھانا جائز ہے

٥٢٩٨ - وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ کُنَّا نَاْکُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے سات غزوات کیے جن میں ہم آپ کے ساتھ ٹڈی کھاتے رہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

ف: عمدۃ القاری نے وضاحت کی ہے کہ علماء نے بغیر ذبح کے ٹڈی کے کھانے کے جواز پر اتفاق کیا ہے۔ البتہ مالکی حضرات کے نزدیک مشہور ہے کہ اس کا ذبح کرنا مشروط ہے اور اس کو ذبح کرنے میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے اور ابن وہب نے فرمایا: اس کو پکڑ لینا ہی اس کا ذبح کرنا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس کو زندہ پکڑ لیا جائے اور سر کاٹ دیا جائے اور اس کو بھون کر یا تل کر کھایا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس کو زندہ پکڑا گیا اور اس سے غفلت برتی گئی یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کو نہ کھایا جائے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصید میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کی رائے میں ٹڈی کا حکم کیا مچھلی کی طرح ہے کہ اگر یہ مل جائے تو اس کو کھا لیا جائے خواہ اس کو ذبح کریں یا نہ کریں؟ تو آپ نے جواب دیا: ہاں! جہاں کہیں بھی ٹڈی مل جائے' میں اس کو کھا لوں گا' اگر چہ زمین پر مری ہوئی ملے اور اگر چہ بارش نے اس کو مار ڈالا ہو' ٹڈی کو جس حالت میں بھی مل جائے' اس کا کھا لینا جائز ہے۔ یہ تمام تفصیل ہدایہ میں مذکور ہے۔ ١٢

بَابٌ
مچھلی' ٹڈی' جگر اور تلی حلال ہیں

٥٢٩٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُحِلَّتْ لَنَا مَیْتَتَانِ وَدَمَانِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے لیے دو مری ہوئی چیزیں اور دو خون حلال کر دیئے گئے: دو

اَلْمَیْتَتَانِ اَلْحُوْتُ وَالْجَرَادُ وَدَمَانِ الْکَبِدُ وَالطِّحَالُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ.

مری ہوئی چیزیں مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔ اس کی روایت امام احمد، ابن ماجہ اور دار قطنی نے کی ہے۔

بَابٌ

غزوۂ خبط میں ایک عظیم مچھلی کا غیبی انتظام

۵۳۰۰ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ جَیْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِیْدًا فَاَلْقَی الْبَحْرُ حُوْتًا مَیِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَہٗ یُقَالُ لَہُ الْعَنْبَرُ فَاَکَلْنَا مِنْہُ نِصْفَ شَہْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِہٖ فَمَرَّ الرَّاکِبُ تَحْتَہٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَکَرْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَہُ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ وَاَطْعِمُوْنَا اِنْ کَانَ مَعَکُمْ قَالَ فَاَرْسَلْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْہُ فَاَکَلَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے غزوۂ جیش خبط[1] میں جہاد کیا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ (جو عشرۂ مبشرہ میں ہیں) ہم پر امیر بنائے گئے تھے' ہمیں سخت ترک بھوک لگی' سمندر نے ایک مردہ مچھلی ڈال دی' اس جیسی ہم نے دیکھی نہ تھی' اس کو عنبر کہا جاتا تھا' ہم اس میں سے نصف مہینہ تک کھاتے رہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی تو ایک سوار اُس کے نیچے سے نکل گیا۔ جب ہم (مدینہ منورہ) واپس ہوئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا: وہ رزق کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف نکالا ہے! اور اگر تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ! راوی کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس میں سے بھیجا تو آپ نے اُسے کھایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

[1] خبط' پتوں کو کہتے ہیں' اس غزوہ کو جیش خبط اس لیے کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس غزوہ میں بھوک میں پتوں کو کھاتے تھے۔ ۱۲

وَرَوٰی مَالِکٌ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ سَاَلَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَہُ الْبَحْرُ فَنَہَاہُ عَنْ اَکْلِہٖ ذٰلِکَ قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللّٰہِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَاَ (اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُہٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَۃِ) قَالَ نَافِعٌ فَاَرْسَلَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اِلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّہٗ لَا بَاْسَ بِاَکْلِہٖ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ الْاٰخَرَ نَاْخُذُ لَا بَاْسَ بِمَا لَفَظَہُ الْبَحْرُ وَبِمَا حَسَرَ عَنْہُ الْمَاءُ اِنَّمَا یُکْرَہُ مِنْ ذٰلِکَ الطَّافِیْ وَہُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالْعَامَّۃِ مِنْ فُقَہَائِنَا رَحِمَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ جس چیز کو سمندر پھینک دے' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو حضرت ابن عمر نے اس کے کھانے سے منع فرمایا۔ حضرت نافع فرماتے ہیں کہ پھر حضرت ابن عمر نے رائے بدل دی اور قرآن پاک منگوا کر (سورۂ مائدہ:۹۶ سے یہ حصہ) تلاوت فرمایا: حلال کیا گیا تمہارے لیے دریائی شکار اور اُس کا کھانا' فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے۔ حضرت نافع کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ فرمایا کہ ایسے (سمندری جانور کے) کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابن عمر کے دوسرے قول کو اختیار کرتے ہیں کہ سمندر جس کو پھینک دے' اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں' ہاں! ایسے سمندری جانور کا کھانا مکروہ ہے جو سطح آب پر تیر رہا ہو۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ

مر کر پانی پر تیرنے والی مچھلی کا حکم

۵۳۰۱ - وَعَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ

حضرت ابوالزبیر رحمۃ اللہ علیہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے

51 رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَلْقَاهُ الْبَحْرُ وَجَزَرَ عَنْهُ الْمَاءُ فَكُلُوْهُ وَمَا مَاتَ فِيْهِ وَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ مُحِيُّ السُّنَّةِ الْاَكْثَرُوْنَ عَلٰى اَنَّهُ مَوْقُوْفٌ عَلٰى جَابِرٍ.

وَقَالَ عَلِيُّ الْقَارِيُّ لَا يَضُرُّ فَاِنَّ مِثْلَ هٰذَا الْمَوْقُوْفِ فِيْ حُكْمِ الْمَرْفُوْعِ.

ہیں' حضرت جابر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو سمندر پھینک دے یا پانی اس سے دور ہو جائے تو اُسے کھالو اور جو اس میں مر کر تیر نے لگے اُسے نہ کھاؤ۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے' اور امام محی السنہ نے فرمایا کہ اکثر محدثین کے نزدیک یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے۔

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس سے کوئی حرج نہیں کیونکہ ایسی موقوف حدیثیں مرفوع کے حکم میں ہیں۔

ف: امام بغوی نے شرح السنہ میں وضاحت کی ہے کہ سطح سمندر پر مر کر تیرنے والی مچھلی کے جواز کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام کی ایک جماعت اس کے جواز کے قائل ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما اسی کے قائل ہیں اور دوسری جماعت نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ حضرت جابر' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اصحاب امام ابوحنیفہ علیہم الرحمۃ اسی کے قائل ہیں۔ ۱۲

بَابٌ — مکھی برتن میں گر جائے تو اس کا حکم

۵۳۰۲ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَّفِي الْاٰخَرِ دَاءً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے تو اس ساری کو ڈبو دو' پھر اسے پھینک دو کیونکہ اُس کے ایک پَر میں شفاء اور دوسرے میں بیماری ہے۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

۵۳۰۳ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَاءً وَّفِي الْاٰخَرِ شِفَاءً فَاِنَّهُ يَتَّقِيْ بِجَنَاحِهِ الَّذِيْ فِيْهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے لو' کیونکہ اس کے ایک پَر میں بیماری اور دوسرے میں شفاء ہے' وہ اپنے اُس پَر کو ڈالتی ہے جس میں بیماری ہے' لہٰذا پوری کو ڈبو دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً تیسری حدیث

۵۳۰۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الطَّعَامِ فَامْقُلُوْهُ فَاِنَّ فِيْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ سَمًّا وَّفِي الْاٰخَرِ شِفَاءً وَّاَنَّهُ يُقَدِّمُ السَّمَّ وَيُؤَخِّرُ الشِّفَاءَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کھانے میں مکھی گر جائے تو اُسے غوطہ دے لو' کیونکہ اس کے ایک پَر میں زہر اور دوسرے میں شفاء ہے' وہ زہر کو آگے اور شفاء کو پیچھے رکھتی ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ — چوہا گھی میں گر کر مر جائے تو اس کا حکم اور اس کی تفصیل

51/51

۵۳۰۵ - وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ فَارَةً وَّقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ فِيْ كِتَابَيْهِ الْمُشْكِلِ وَاخْتِلَافِ الْعُلَمَاءِ بِسَنَدٍ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ وَّقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ فَقَالَ اِنْ كَانَ جَامِدًا فَخُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاَلْقُوْهُ وَاِنْ كَانَ ذَائِبًا اَوْ مَائِعًا فَاسْتَصْبِحُوْا بِهٖ اَوْ فَاسْتَنْفِعُوْا بِهٖ وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ صَاحِبُ التَّمْهِيْدِ اَيْضًا.

وَقَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ وَالْبَيْعُ مِنْ بَابِ الْاِنْتِفَاعِ.

وَرُوِيَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهُ قَالَ بِيْعُوْهُ وَبَيِّنُوْا لِمَنْ تَبِيْعُوْنَهُ مِنْهُ وَلَا تَبِيْعُوْهُ مِنْ مُّسْلِمٍ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنِ الْقَاسِمِ وَسَالِمٍ اَنَّهُمَا اَجَازَا بَيْعَهُ وَاَكْلَ ثَمَنِهٖ بَعْدَ الْبَيَانِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَقْرَبُوْهُ اَكْلًا وَّطَعْمًا لَّا اِنْتِفَاعًا.

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا' آپ نے فرمایا: اس کے اردگرد کے گھی کو پھینک دو اور باقی کو کھالو۔ اس کی روایت امام بخاری نے کی ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دو کتابوں مشکل الآثار اور اختلاف العلماء میں اپنی سند سے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے ایسے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا' جو گھی میں گر کر مر گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر گھی جما ہوا ہو تو اس کے اردگرد گھی کو پھینک دو اور اگر وہ مائع بہنے والا ہے تو اس کو (نہ کھاؤ' البتہ دوسرے کاموں میں جیسے صابن وغیرہ کے بنانے میں) کام میں لگاؤ' اور اس سے فائدہ حاصل کرو' اور اس حدیث کو صاحب التمہید نے بھی بیان کیا ہے۔

اور علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نفع کے لیے (بتا کر) بیچ سکتے ہیں۔

اور حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایسے گھی کو فروخت کر دو اور خریدنے والے کو بتا دو اور کسی مسلمان کو نہ بیچو۔ اور ابن وہب نے حضرت قاسم (بن محمد بن ابوبکر صدیق) اور سالم (بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم) سے روایت کی ہے کہ ان دونوں نے بتانے کے بعد ایسے گھی کو فروخت کرنے اور اس کی قیمت کو استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بارے میں جو ارشاد ہے: ''فَلَا تَقْرَبُوْهُ'' (اس کے نزدیک نہ جاؤ) اس میں کھانے کی ممانعت ہے نہ کہ اس سے فائدہ اٹھانے کی (جس کی تفصیل اوپر گزری ہے)۔

بَابٌ

سانپوں کو مارنے کی اجازت

۵۳۰۶ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَاقْتُلُوْا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيَسْتَسْقِطَانِ الْحَبَلَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَبَيْنَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً اَقْتُلُهَا نَادَانِيْ اَبُوْ لُبَابَةَ لَا تَقْتُلْهَا فَقُلْتُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فَقَالَ اِنَّهُ نَهٰى بَعْدَ ذٰلِكَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سانپوں کو مار دیا کرو اور دو لکیروں والے اور دُم کٹے سانپ کو بھی مار دیا کرو' کیونکہ یہ دونوں بینائی کو ختم کرتے اور حمل کو گرا دیتے ہیں۔ حضرت عبداللہ کا بیان ہے کہ (ایک دفعہ) میں سانپ کو مارنے کے لیے حملہ کر رہا تھا کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے آواز دی: اسے نہ مارو! میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سانپوں کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں سے منع فرمایا۔

عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوْتِ وَهُنَّ الْعَوَامِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وہ عوامر (یعنی جنّات) ہیں۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَقَالَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ فِيْهِ الْاَمْرُ بِالْقَتْلِ لِلْاِبَاحَةِ لِاَنَّهُ مَنْفِعَةٌ لَّنَا فَالْاَوْلٰى تَرْكُ الْحَيَّةِ الْبَيْضَاءِ لِخَوْفِ الْاَذٰى.

درّ مختار میں یہ وضاحت ہے کہ بربناء جواز سانپوں کو مارنے کا حکم ہے' اس لیے کہ ان کے قتل میں ہماری حفاظت ہے' البتہ سفید سانپ کے بارے میں اولیٰ یہ ہے کہ اس کو نہ مارا جائے' اس لیے کہ اس کے مارنے میں نقصان کا اندیشہ ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۳۰۷ - وَعَنِ الْعَبَّاسِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نَّكْنُسَ زَمْزَمَ وَاَنَّ فِيْهَا مِنْ هٰذِهِ الْجِنَّانِ يَعْنِي الْحَيَّاتِ الصِّغَارَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهِنَّ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عباس (بن عبدالمطلب) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) ہم چاہِ زمزم کو صاف کرنا چاہتے ہیں اور اس میں چھوٹے چھوٹے سانپ بہت ہیں' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو مار دینے کا حکم دیا۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۳۰۸ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ كُلَّهَا اِلَّا الْجَانَّ الْاَبْيَضَ الَّذِيْ كَاَنَّهُ قَضِيْبُ فِضَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر قسم کے سانپ کو مار دیا کرو سوائے سفید سانپ کے جو چاند کی چھڑی کی طرح ہوتا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: ردالمحتار نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ہر قسم کے سانپ کو مار دیا جائے' اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنات سے عہد لیا ہے کہ وہ آپ کی امت کے گھروں میں داخل نہ ہوں۔اگر وہ داخل ہوتے ہیں تو وہ اپنا عہد توڑ رہے ہیں' اس لیے اب ان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔بہتر یہ ہے کہ بطور عذر یوں کہا جائے کہ اللہ کے حکم سے تم یہاں سے نکل جاؤ' اگر وہ انکار کریں تو اُن کو قتل کر دیا جائے۔حِلیہ میں یہ بھی صراحت ہے کہ امام طحاوی کی موافقت کئی فقہاء نے کی ہے' جن میں آخری امام ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ سانپوں کو مارنا جائز ہے' البتہ جس سانپ میں جنات کی نشانی پائی جائے' ان کو مارنے سے رُک جائے تاکہ دفعِ ضرر ہو۔۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

۵۳۰۹ - وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِيْثَ اَنَّهُ كَانَ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ وَقَالَ مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةَ ثَائِرٍ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ حضرت ابن عباس اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ سانپوں کو قتل کرنے کا حکم دیا کرتے تھے اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ جو انہیں حملہ کرنے کے ڈر سے چھوڑ دے' وہ ہم میں سے نہیں۔اس کی روایت شرح السنہ نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۳۱۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا سَالَمْنَا هُمْ مُنْذُ حَارَبْنَاهُمْ وَمَنْ تَرَكَ شَیْئًا مِّنْهُمْ خِیفَةً فَلَیْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ایضاً پانچویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نے اُن سے صلح نہیں کی' جب سے ہماری اُن کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے اور جو انہیں ڈرتے ہوئے چھوڑ دے' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۳۱۱ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوا الْحَیَّاتِ كُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَارَهُنَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ایضاً چھٹی حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر قسم کے سانپ کو مار دیا کرو' جو اُن کے بدلہ لینے سے ڈرے وہ میرا نہیں ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات علیہ الرحمہ نے یہ وضاحت کی ہے کہ جاہلیت کے دستور کے مطابق یوں کہا جاتا ہے کہ سانپوں کو نہ مارو' اگر تم نے ان کو قتل کیا تو اس کا شوہر آئے گا اور بدلہ میں تم کو کاٹ کھائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول اور اعتقاد سے منع فرمایا ہے۔ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں یہی بات مشہور ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد ایسا قول اور اعتقاد بے حقیقت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

۵۳۱۲ - وَعَنْ اَبِی السَّائِبِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ فَبَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ اِذْ سَمِعْنَا تَحْتَ سَرِیْرِهٖ حَرَكَةً فَنَظَرْنَا فَاِذَا فِیْهِ حَیَّةٌ فَوَثَبْتُ لِاَقْتُلَهَا وَاَبُوْسَعِیْدٍ یُصَلِّیْ فَاَشَارَ اِلَیَّ اَنْ اَجْلِسَ فَجَلَسْتُ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَشَارَ اِلٰی بَیْتٍ فِی الدَّارِ فَقَالَ اَتَرٰی هٰذَا الْبَیْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَانَ فِیْهِ فَتًی مِّنَّا حَدِیْثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْخَنْدَقِ فَكَانَ ذٰلِكَ الْفَتٰی یَسْتَاْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاَنْصَافِ النَّهَارِ فَیَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِهٖ فَاسْتَاْذَنَهٗ یَوْمًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُذْ عَلَیْكَ سِلَاحَكَ فَاِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْكُمْ قُرَیْظَةَ فَاَخَذَ الرَّجُلُ سِلَاحَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَاِذَا امْرَاَتُهٗ بَیْنَ

مدینہ منورہ کا ایک نادر واقعہ

حضرت ابوسائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے ان کے تخت کے نیچے حرکت سنی' ہم نے دیکھا تو سانپ تھا' میں اُسے مارنے کے لیے لپکا اور حضرت ابوسعید نماز پڑھ رہے تھے' انہوں نے میری طرف بیٹھنے کا اشارہ کیا' پس میں بیٹھ گیا جب فارغ ہوئے تو گھر کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: کیا اس گھر کو دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہاں! فرمایا کہ اس کے اندر ہم میں سے ایک نوجوان تھا' جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ حضرت ابوسعید فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خندق کے لیے نکلے' وہ نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر دوپہر کے وقت اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آتا (پھر خندق واپس ہو جاتا)' ایک روز اس نے اجازت مانگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے اوپر ہتھیار سجالو کیونکہ تمہارے بارے میں مجھے قُریظہ کا ڈر ہے! اُس نے ہتھیار لے لیے اور گھر لوٹا تو اُس کی بیوی دروازے کے درمیان کھڑی تھی۔ پس یہ نیزہ لے کر اُسے مارنے کے لیے آگے بڑھا کیونکہ اُسے غیرت آئی' عورت نے کہا: اپنا نیزہ

الْبَابَيْنِ قَائِمَةٌ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ لِيَطْعَنَهَا بِهٖ وَاَصَابَتْهُ غَيْرَةٌ فَقَالَتْ لَهٗ اُكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ وَادْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى تَنْظُرَ مَا الَّذِيْ اَخْرَجَنِيْ فَدَخَلَ فَاِذَا بِحَيَّةٍ عَظِيْمَةٍ مُّنْطَوِيَّةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فَاَهْوٰى اِلَيْهَا بِالرُّمْحِ فَانْتَظَمَهَا بِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَرَكَزَهٗ فِي الدَّارِ فَاضْطَرَبَتْ عَلَيْهِ فَمَا يُدْرٰى اَيُّهُمَا كَانَ اَسْرَعَ مَوْتًا اَلْحَيَّةُ اَمِ الْفَتٰى قَالَ فَجِئْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ وَقُلْنَا اُدْعُ اللّٰهَ يُحْيِيْهِ لَنَا فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِصَاحِبِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبُيُوْتِ عَوَامِرَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَحَرِّجُوْا عَلَيْهَا ثَلَاثًا فَاِنْ ذَهَبَ وَاِلَّا فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّهٗ كَافِرٌ وَّقَالَ لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَادْفِنُوْا صَاحِبَكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ جِنًّا قَدْ اَسْلَمُوْا فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا فَاٰذِنُوْهُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رو کئے اور گھر میں داخل ہو کر دیکھئے کہ مجھے کس چیز نے باہر نکالا ہے! وہ داخل ہوا تو ایک بہت بڑا سانپ بستر پر کنڈلی مارے ہوئے تھا۔ نوجوان نے نیزے سے اُس پر حملہ کیا اور اُسے نیزے پر پرو لیا۔ پھر باہر نکلا اور اُسے گھر میں چبھو دیا' پس سانپ اس سے تڑپ گیا۔ نہیں معلوم کہ دونوں میں سے کون پہلے مرا! سانپ یا نوجوان! راوی کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا آپ سے ذکر کیا۔ اور عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے ہمارے لیے زندہ فرما دے! آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی بخشش کی دعا کرو۔ پھر فرمایا: ان گھروں میں جنات رہتے ہیں' جب تم انہیں ایسی شکل میں دیکھو تو تین دن اُن پر تنگی کرو' اگر چلا جائے تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دو کیونکہ وہ کافر ہے! اور اُن حضرات سے فرمایا کہ جاؤ! اپنے ساتھی کو دفن کرو۔ اور دوسری روایت میں اس طرح ہے' آپ نے فرمایا: مدینہ منورہ میں کچھ جن ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں۔ جب تم ان میں سے کسی کو دیکھو تو تین دن اُسے خبردار کرو (کہ ہم تمہیں حضرت نوح اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا عہد یاد دلاتے ہیں کہ ہم کو نہ ستاؤ)' اگر اس کے بعد بھی تمہیں نظر آئے تو اُسے قتل کر دو' اس لیے کہ وہ شیطان ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

گھر میں سانپ نمودار ہو تو کیا کیا جائے؟

٥٣١٣ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ فَقُوْلُوْا لَهَا اِنَّا نَسْاَلُكِ بِعَهْدِ نُوْحٍ وَّبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ اَنْ لَّا تُؤْذِيْنَا فَاِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گھر میں سانپ نمودار ہو تو اس سے کہو: ہم تم سے حضرت نوح اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے عہد کا سوال کرتے ہیں کہ ہمیں تکلیف نہ دو' اگر پھر بھی نظر آئے تو اُسے مار دو۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جنات تین قسم کے ہیں

٥٣١٤ - وَعَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ يَرْفَعُهٗ اَلْجِنُّ ثَلَاثَةُ اَصْنَافٍ صِنْفٌ لَّهُمْ اَجْنِحَةٌ يَطِيْرُوْنَ فِي الْهَوَاءِ وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَّكِلَابٌ وَّصِنْفٌ يَحُلُّوْنَ وَيَظْعَنُوْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جنات تین قسم کے ہیں' ایک وہ قسم ہے جن کے پَر ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اُڑتے ہیں' دوسری قسم سانپوں اور کتوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور تیسری قسم یہ (گھروں میں) قیام کرتے ہیں اور سفر کرتے ہیں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
گرگٹ کو ماردیا جائے

٥٣١٥ - وَعَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَقَالَ كَانَ يَنْفُخُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت اُمّ شریک رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا ہے۔ اور فرمایا کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پھونکیں مارتا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَنَقَلَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ الْاِتِّفَاقَ عَلٰى جَوَازِ قَتْلِهٖ كَذَا فِى الْفَتْحِ وَالْعَيْنِيِّ قَالَ مُحَمَّدٌ فِى الْمُوَطَّا وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے فتح القدیر اور علامہ عینی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ گرگٹ کے مارنے پر سارے فقہاء متفق ہیں اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطأ میں بیان کیا ہے کہ ہم اسی قول کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٣١٦ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزْغِ وَسَمَّاهُ فُوَيْسِقًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ کے مارنے کا حکم فرمایا اور اس کا نام فُوَیسق (یعنی چھوٹا فاسق) رکھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً تیسری حدیث

٥٣١٧ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ وَزْغًا فِىْ اَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَّفِى الثَّانِيَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ وَفِى الثَّالِثَةِ دُوْنَ ذٰلِكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پہلی ضرب میں گرگٹ کو ماردیا تو اُس کے لیے سو نیکیاں ہیں، دوسری میں اس سے کم اور تیسری میں اس سے کم۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
چیونٹیوں کے بارے میں حکم

٥٣١٨ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ اِنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک چیونٹی نے کسی نبی کو کاٹا تو انہوں نے چیونٹیوں کی بستی کو جلادینے کا حکم فرمایا، پس وہ جلادی گئی، اللہ تعالیٰ نے اُن پر وحی نازل فرمائی کہ تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا لیکن تم نے تسبیح بیان کرنے والی ایک پوری امت کو جلادیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے وضاحت فرمائی ہے کہ صدر کی حدیث میں جس نبی کا ذکر ہے، وہ حضرت موسیٰ یا حضرت داؤد علیہما السلام ہیں۔ اب رہا ذی روح کو جلادینا، اس نبی کی شریعت میں یہ چیز جائز تھی جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح میں بیان کیا ہے۔ البتہ ہماری شریعت میں ذی روح کے بارے میں حکم بعد والی حدیث میں آ رہا ہے۔ ۱۲

بَابٌ
چار جانوروں کو مارنا منع ہے

٥٣١٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِ اَرْبَعٍ مِّنَ الدَّوَابِّ اَلنَّمْلَۃُ وَالنَّحْلَۃُ وَالْھُدْھُدُ وَالصُّرَدُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارَمِیُّ.

چار جانوروں یعنی چیونٹی' شہد کی مکھی' ہُد ہُد اور ممولے کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد اور دارمی نے کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیریہ میں وضاحت ہے کہ چیونٹی اگر ایذاء پہنچائے تو اس کو مار سکتے ہیں اور اگر اس نے ایذاء نہیں پہنچائی تو اس کو مارنا مکروہ ہے۔البتہ کھٹمل کو ہر صورت میں مار سکتے ہیں' جیسا کہ خلاصہ میں صراحت ہے' البتہ ایک چیونٹی کی وجہ سے چیونٹیوں کے گھروں کو جلا دینا ناجائز ہے' جیسا کہ فتاویٰ عتابیہ میں صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

بٹیر کا گوشت جائز ہے

۵۳۲۰ - وَعَنْ سَفِیْنَۃَ قَالَ اَکَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَحْمَ حُبَارٰی رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بٹیر کا گوشت کھایا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

فضلہ خور جانور کا گوشت' دودھ اور اس پر سواری منع ہے

۵۳۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ الْجَلَّالَۃِ وَاَلْبَانِھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ نَھٰی عَنْ رُکُوْبِ الْجَلَّالَۃِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فضلہ خور جانور کے کھانے اور اُس کے دودھ سے منع فرمایا ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں "جَلَّالَۃِ" (فضلہ خور جانور) پر سواری کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بَابٌ

بلی کی خرید اور فروخت جائز ہے

۵۳۲۲ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسِّنَّوْرُ مِنَ السَّبُعِ رَوَاہُ الطَّحَاوِیُّ فِیْ مُشْکِلِ الْاٰثَارِ وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ الْکُبْرٰی عَنْ عَطَاءٍ قَالَ لَا بَاْسَ بِثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ وَمِمَّنْ اَجَازَ بَیْعَ السِّنَّوْرِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاِلَیْہِ ذَھَبَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ وَابْنُ سِیْرِیْنَ وَالْحَکَمُ وَحَمَّادٌ وَّبِہٖ قَالَ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ وَّسُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَاَبُوْحَنِیْفَۃَ وَھُوَ قَوْلُ الشَّافِعِیِّ وَاَحْمَدَ وَاِسْحَاقَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلی درندہ یعنی چیر پھاڑ کھانے والا جانور ہے۔اس کی روایت امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کی ہے اور امام بیہقی نے سنن کبریٰ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ بلی کی قیمت (کے استعمال) میں کوئی حرج نہیں۔خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس' حسن بصری' ابن سیرین' حکم' حماد' امام مالک بن انس' سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد اور حضرت اسحاق رحمۃ اللہ علیہم نے بلی کی خرید و فروخت کی اجازت دی ہے۔

بَابٌ

معاہدہ کے خلاف جو مال ہو' وہ حلال نہیں

۵۳۲۳ - وَعَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ فَاَتَتِ الْیَھُوْدُ فَشَکَوْا اَنَّ النَّاسَ قَدْ اَسْرَعُوْا

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں غزوۂ خیبر میں شرکت کی تو یہودیوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ لوگوں نے اُن کی

اِلٰی خَضَائِرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا لَا يَحِلُّ اَمْوَالُ الْمُعَاهِدِيْنَ اِلَّا بِحَقِّهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سبز کھجوروں میں جلدی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو کہ معاہدہ والوں کا مال حلال نہیں ہے مگر حق کے ساتھ۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ کا بیان

بَابٌ

عقیقہ مستحب ہے

٥٣٢٤ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ بَنِيْ ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَكَاَنَّهُ اِنَّمَا كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُّلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهِ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّبَوَّبَ عَلَيْهِ بَابٌ تُسْتَحَبُّ الْعَقِيْقَةُ وَرَوٰی اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرٰی نَحْوَهُ.

حضرت زید بن اسلم قبیلۂ بنوضمرہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' آپ نے فرمایا کہ میں عقوق یعنی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس لفظ کو پسند نہیں فرمایا اور فرمایا: جس کے گھر بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو وہ قربانی دے دے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے اور آپ نے جو باب باندھا' اس کے الفاظ یہ ہیں: "بَابٌ تُسْتَحَبُّ الْعَقِيْقَةُ" (اس باب میں عقیقہ کے مستحب ہونے کا بیان ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور طحاوی نے مشکل الآثار میں اور بیہقی نے السنن الکبریٰ میں اسی طرح کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَالِكٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَسْتَحِبُّ الْعَقِيْقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُوْرٍ وَّفِيْ رِوَايَةِ اَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ السَّابِعِ وَيُسَمّٰی وَيُحْلَقُ رَاْسُهُ وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْاٰثَارِ يُسْتَدَلُّ عِنْدَنَا بِهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَلٰی اِسْتِحْبَابِ الْعَقِيْقَةِ وَمَا رُوِيَ مِنْ تَوْكِيْدِ اَمْرِهَا مَحْمُوْلٌ عَلَی النَّسْخِ.

اور امام مالک کی دوسری روایت میں محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا کہ عقیقہ مستحب ہے اگرچہ کہ وہ چڑیا ہی ہو۔ اور امام احمد' ترمذی' ابوداؤد اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے ساتویں دن قربانی دی جائے اور اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں بیان کیا ہے کہ ہمارے نزدیک مذکورہ احادیث شریفہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقیقہ مستحب ہے اور جن روایتوں سے عقیقہ کی تاکید ظاہر ہوتی ہے' وہ منسوخ ہیں۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں نواسوں کا عقیقہ کیا

٥٣٢٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ وَاَبِيْ دَاوُدَ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا وَّرَوٰی مَالِكٌ عَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کا عقیقہ ایک ایک دُنبہ سے کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور ترمذی' نسائی اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: اور تمہارے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ خواہ وہ نر ہوں یا مادہ۔ اور امام مالک نے حضرت نافع سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَّسْاَلُهٗ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِهٖ عَقِيْقَةً اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهَا وَكَانَ يَعُقُّ عَنْ وَّلَدِهٖ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيْهِ الذُّكُوْرَ وَالْاِنَاثَ بِشَاةٍ شَاةٍ وَّقُلْنَا اِنَّ صَدَقَةَ الْفِضَّةِ قَدْرَ اَشْعَارِ رَاْسِ الْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاقِعَةُ حَالٍ لَا عُمُوْمَ لَهَا عِنْدَنَا.

اُن کے گھر والے عقیقہ کے بارے میں دریافت کرتے تو حضرت ابن عمران کو وہ دے دیتے یعنی اپنے بچوں کی طرف سے (عقیقہ میں) ایک ایک بکری خواہ بچہ ہو یا بچی (دے دیا کرتے)۔ اور امام مالک کی ایک دوسری روایت میں ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف سے ایک ایک بکری (کا عقیقہ) کیا کرتے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقہ میں سر مونڈھنے کے بعد بالوں کے برابر چاندی کا صدقہ خصوصی عمل ہے۔

ف: اسی وجہ سے تینوں ائمہ اہل السنت کے نزدیک صدقہ میں بالوں کے وزن کے برابر چاندی یا سونا بھی دیا جا سکتا ہے۔ ردالمحتار، غرر الافکار اور مسوّی میں اس کی صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ
نومولود کے بارے میں جاہلیت اور اسلام میں فرق

۵۳۲۶ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَّلَطَخَ رَاْسَهٗ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَاْسَهٗ وَنَلْطَخُهٗ بِزَعْفَرَانٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ رَزِيْنٌ وَّنُسَمِّيْهِ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دورِ جاہلیت میں جب ہم میں سے کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر لگاتا۔ جب دورِ اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے ہیں، اُس کا سر مونڈھتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ اور رزین نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ ہم اُس کا نام رکھتے ہیں۔

بَابٌ
نومولود کی تحنیک مستحب ہے

۵۳۲۷ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ اُن کے لیے دعائے برکت فرماتے اور ان کی تحنیک کیا کرتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: تحنیک یہ ہے کہ نومولود کو کوئی نیک مرد یا نیک عورت کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے تا کہ بچہ کے منہ میں نیک آدمی کا لعاب دہن داخل ہو۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تحنیک سب علماء کے نزدیک مستحب ہے، اگر گھر میں نیک آدمی نہ ہو تو محلّہ کے کسی بزرگ یا نیک مرد کی خدمت میں بچہ کو لے جائیں۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن زبیر کی تحنیک فرمائی

۵۳۲۸ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَوَلَدْتُ بِقُبَاءَ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ ثُمَّ حَنَّكَهٗ ثُمَّ دَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُّلِدَ فِي الْاِسْلَامِ

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت اسماء کے پیٹ میں تھے، فرماتی ہیں کہ قُباء میں میری زچگی ہوئی اور میں انہیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان کو آپ کی گود میں رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور منگوائی اور چبا کر اُن کے منہ میں رکھ دی، پھر اُن کے منہ میں لعاب دہن ڈالا، پھر تحنیک فرمائی اور یہ (عبداللہ بن زبیر) پہلے فرزند تھے جو اسلام میں پیدا ہوئے۔ اس کی

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے

۵۳۲۹ - وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِيْنَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ.

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان دی نماز کی اذان کی طرح جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تولد فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ف: صاحب مرقات نے فرمایا ہے کہ حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ نومولود کے کان میں اذان کا پڑھنا مسنون ہے۔ شرح السنہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ کے گھر جب بچہ پیدا ہوتا تو دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھتے۔ مسند ابویعلیٰ موصلی میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جب کسی کے گھر بچہ ہو اور وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھے تو اس بچہ کو اُمّ الصبیان کی بیماری لاحق نہیں ہوگی۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ
کھانوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (البقرہ:١٧٢).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا' اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

بَابٌ

کھانے میں برکت کا سبب

٥٣٣٠ - عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سلمان (فارسی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے تورات میں پڑھا کہ کھانے کی برکت اس کے بعد ہاتھ دھونا ہے' میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھانے کی برکت کا سبب اس کے پہلے اور اس کے بعد ہاتھوں کے دھونے میں ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

کھانے کے تفصیلی آداب

فتاویٰ عالمگیری میں وضاحت ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھوں کا دھونا مسنون ہے۔ ظہیریہ میں ہاتھوں کے دھونے کے آداب میں یہ صراحت ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھوں کے دھونے میں نوجوانوں سے پہل کریں اور پھر آخر میں بوڑھوں کے ہاتھ دھوئے جائیں' البتہ کھانے کے بعد اس کے برعکس عمل ہو۔ نجم الائمۃ بخاری اور دیگر فقہاء نے وضاحت کی ہے کہ صرف ایک ہاتھ کا دھونا یا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے دھو لینے سے سنت کی تکمیل نہیں ہوگی بلکہ کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا ضروری ہے' جیسا کہ قنیہ میں مذکور ہے اور کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھو کے کپڑے سے نہ پونچھیں تاکہ ہاتھوں کی تری باقی رہے' البتہ کھانے کے بعد دھو کر کپڑے سے پونچھ لیں اور فتاویٰ قاضی خان میں صراحت ہے کہ منہ کو بھی پاک کرنا' ہر حالت میں مستحب ہے۔ ١٢

بَابٌ

کھانے کے بعد کنکریوں سے ہاتھ پونچھنے کا ایک واقعہ

٥٣٣١ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ جُزْءٍ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزٍ وَّلَحْمٍ وَّهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَكَلَ وَاَكَلْنَا مَعَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَلَمْ نَزِدْ عَلٰى اَنْ مَّسَحْنَا اَيْدِيَنَا بِالْحَصْبَاءِ رَوَاهُ

حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت کے ساتھ روٹیاں لائی گئیں جبکہ آپ ﷺ مسجد میں تھے' آپ نے تناول فرمائیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کھائیں۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور ہم نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا کہ (نماز میں شریک ہونے کے لیے) کنکریوں سے اپنے ہاتھ

ابْنُ مَاجَةَ.

پونچھ لیے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں کنکریوں سے ہاتھوں کو پونچھ لینے کا ذکر ہے' اس کے بارے میں بعض علماء نے وضاحت کی ہے کہ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھوں کو دھو لینا اس وقت مستحب ہے جبکہ ہاتھ کو کھانے میں استعمال کیا گیا ہو اور ہاتھ کو کھانا لگنے سے صاف کرنا ضروری ہو۔ (مرقات)

بَابٌ

وضو نماز کے لیے واجب ہے

٥٣٣٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُدِّمَ اِلَيْهِ طَعَامٌ فَقَالُوْا اَلَا نَاْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلٰوةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا' لوگ عرض گزار ہوئے کہ کیا ہم آپ کے وضو کے لیے پانی نہ لائیں؟ فرمایا: مجھے وضو کا حکم دیا گیا ہے جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ

ہاتھ کو بغیر دھوئے سونے کی وعید

٥٣٣٣ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ غَمَرٌ لَّمْ يَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ شَيْءٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات گزارے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی لگی ہوئی ہو جسے دھویا نہ گیا ہو' اور اُسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔ اس کی رعایت ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے کے آداب کی تفصیل

٥٣٣٤ - وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں لڑکپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر پرورش تھا' (کھانے کے وقت) میرا ہاتھ پیالہ میں گھوما کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھا کرو' دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنے نزدیک سے کھایا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں جن تین باتوں کا ذکر جمہور علماء نے کیا ہے' وہ مستحب ہیں۔ البتہ بعض علماء نے سیدھے ہاتھ سے کھانا واجب قرار دیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کھانے کی ابتداء پر بسم اللہ کہنے کے مستحب ہونے پر سارے علماء کا اتفاق ہے اور اسی طرح کھانے کے ختم پر الحمد للہ کہنا بھی مستحب ہے۔ اور یہ بھی مستحب ہے کہ بسم اللہ بآواز بلند کہا جائے تاکہ دوسرے بھی اس پر آگاہ ہو جائیں۔ اگر ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول جائے تو درمیان میں کہہ لے اور اگر بسم اللہ کے ساتھ الرحمٰن الرحیم کا اضافہ کر دیں تو بے حد مناسب ہے اور سارے کھانے والوں میں ہر ایک بسم اللہ پڑھے اور بسم اللہ پڑھنا' پانی پینے کے علاوہ دودھ اور دواء بلکہ سارے مشروبات کے استعمال کے وقت بھی مستحب ہے۔ یہ صراحت مرقات اور عمدۃ القاری سے ماخوذ ہے۔ اور درمختار اور ردالمحتار میں وضاحت ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا اور کھانے کے بعد الحمد للہ کہنا مسنون ہے' اگر کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ کہنا بھول

جائے تو درمیان میں بسم اللہ علیٰ اوّلہٖ وآخرہٖ پڑھ لے۔ ۱۲

حدیث شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ اپنے نزدیک سے کھایا کرو۔ علامہ قرطبی نے یہ وضاحت کی ہے کہ صدر کی اگر کھانا ایک ہی قسم کا ہو تو اپنے نزدیک سے کھانا مسنون ہے' اس لیے کہ برکت برتن کے درمیان میں اترتی ہے' اس کے برخلاف اگر برتن میں کئی قسم کے پھل ہوں تو جو بھی قسم چاہے لے سکتے ہیں۔ (عمدۃ القاری) ۱۲

بَابٌ
کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھنے کی وعید

۵۳۳۵ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اُس کھانے کو (اپنے لیے) حلال سمجھتا ہے' جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا جاتا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جمہور علماء متقدمین اور متاخرین' محدثین' فقہاء اور متکلمین فرماتے ہیں کہ اس حدیث اور اس قسم کی اور احادیث جن میں بسم اللہ نہ پڑھنے پر شیطان کے کھانے کا ذکر ہے' حقیقت پر مبنی ہے۔ عقل بھی اس کو تسلیم کرتی ہے اور شریعت نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے تو اس پر یقین کرنا لازمی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث اور ایک واقعہ

۵۳۳۶ - وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهٗ وَاِنَّا حَضَرْنَا مَعَهٗ مَرَّةً طَعَامًا فَجَاءَتْ جَارِيَةٌ كَاَنَّهَا تُدْفَعُ فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا فِي الطَّعَامِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهَا ثُمَّ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ كَاَنَّمَا يُدْفَعُ فَاَخَذَ بِيَدِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا يُذْكَرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاَنَّهٗ جَاءَ بِهٰذِهِ الْجَارِيَةِ لِيَسْتَحِلَّ بِهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهَا فَجَاءَ بِهٰذَا الْاَعْرَابِيِّ لِيَسْتَحِلَّ بِهٖ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اَنَّ يَدَهٗ فِيْ يَدِيْ مَعَ يَدِهَا زَادَ فِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ وَاَكَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوتے تو اپنے ہاتھ نہ ڈالتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نہ فرماتے' پس آپ اپنا دست مبارک ڈالتے۔ ایک دفعہ ہم آپ کے ساتھ کھانے پر حاضر ہوئے تو ایک لڑکی آئی' گویا اُسے دھکیلا جارہا تھا اور وہ کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر ایک اعرابی آیا گویا اس کو بھی دھکیلا جارہا تھا تو آپ نے اُس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اس کھانے کو شیطان اپنے لیے حلال کر لیتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا جائے۔ یہ لڑکی آئی تو اُس نے اس کے ذریعہ حلال کرنا چاہا تو میں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر یہ اعرابی آیا اور اُس نے اِس کے ذریعہ حلال کرنا چاہا تو میں نے اِس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اُس کا ہاتھ ان دونوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ اور ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور کھایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
بسم اللہ پڑھنے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے

۵۳۳۷ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِّبَ طَعَامٌ فَلَمْ اَرَ

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو کھانا پیش کیا گیا' ہم نے

طَعَامًا كَانَ اَعْظَمَ بَرَكَةً مِّنْهُ اَوَّلَ مَا اَكَلْنَا وَلَا اَقَلَّ بَرَكَةً فِيْ اٰخِرِهٖ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ هٰذَا قَالَ اِنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِيْنَ اَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ فَاَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

ایسا کھانا نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ برکت والا ہے۔ شروع میں ہم نے کھایا تو آخر تک اس میں برکت کم نہیں ہوئی۔ ہم عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ کیوں؟ فرمایا کہ جب ہم کھانے لگے تو ہم نے اس پر بسم اللہ پڑھ لی' پھر ایسا شخص کھانے آ بیٹھا جس نے بسم اللہ نہ پڑھی تو اس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

گھر میں داخلہ کے وقت اللہ کا نام لیں تو شیطان سے حفاظت مل جاتی ہے

٥٣٣٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور کھانا کھاتے وقت (بھی) تو شیطان کہتا ہے: رات کو تمہارے لیے نہ ٹھکانا ہے اور نہ کھانا' اور جب کوئی داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا ٹھکانا مل گیا' اور جب کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو (اپنے چیلوں سے) کہتا ہے: تمہیں رات کا ٹھکانا اور کھانا (بھی) مل گیا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھول جائے تو کیا کہے؟

٥٣٣٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَنَسِيَ اَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم سے کوئی کھائے اور اپنے کھانے پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھول جائے تو کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ"۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٣٩م - وَعَنْ اُمَيَّةَ بْنِ مَخْشِيٍّ قَالَ كَانَ رَجُلٌ يَّاْكُلُ فَلَمْ يُسَمِّ حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهٖ اِلَّا لُقْمَةٌ فَلَمَّا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَاْكُلُ مَعَهٗ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِيْ بَطْنِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: ایک آدمی کھا رہا تھا اور اُس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی' یہاں تک کہ صرف ایک لقمہ رہ گیا' جب اُسے اپنے منہ کی طرف اٹھایا تو کہا: "بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ"۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: (بسم اللہ نہ کہنے سے) اس کے ساتھ شیطان متواتر کھاتا رہا اور جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو جو اُس کے پیٹ میں تھا' سارا قے کر کے نکال دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بائیں ہاتھ سے نہ کھانے اور پینے کا حکم

٥٣٤٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور تم سے کوئی ہرگز بائیں ہاتھ سے

بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نہ پیئے' کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور اسی کے ساتھ پیتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

دائیں ہاتھ سے کھانے اور پینے کا حکم

۵۳۴۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهٖ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَبِهٖ نَأْخُذُ لَا يَنْبَغِيْ أَنْ يَّأْكُلَ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَ بِشِمَالِهٖ إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی کھائے تو دائیں ہاتھ سے کھائے اور جب تم میں سے کوئی پیئے تو دائیں ہاتھ سے پیئے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں فرمایا ہے کہ ہم اوپر کی حدیثوں کے حکم پر عمل کرتے ہیں کہ سیدھے ہاتھ سے کھائیں اور پئیں اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائیں اور نہ پئیں مگر کسی بیماری کی وجہ سے۔

بَابٌ

حضور تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے

۵۳۴۲ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثَةِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ أَنْ يَّمْسَحَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں (یعنی انگوٹھے' پہلی انگلی اور بیچ کی انگلی) سے کھایا کرتے تھے اور دستِ مبارک پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

کھانا ختم کرنے کے بعد والے ضروری آداب

عمدۃ القاری میں صدر کی حدیث کی شرح میں بڑے اچھے فوائد بیان کیے ہیں: (۱) کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا' اس لیے مستحب ہے کہ اس میں ہاتھ کی نظافت ہے اور تکبر کی مدافعت ہے' اسی لیے اہل ظاہر نے اس کو واجب قرار دیا ہے۔

امام خطابی کہتے ہیں کہ بعض لوگ انگلیوں کو چاٹنے کو معیوب قرار دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ مال و دولت کی فراوانی نے ان کی عقلوں کو بگاڑ دیا ہے اور مختلف اقسام کے کھانوں نے ان کی طبیعتوں کو بدل دیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ انگلیوں کا چاٹنا بُرا ہے اور گندگی ہے' ان کو یہ احساس نہیں کہ انگلیوں کو جو غذا لگی ہوئی ہے' اس کو وہی چھوڑتا ہے جس میں تکبر ہے اور جو تارکِ سنت ہے۔

(۲) انگلیوں کو چاٹنے کی حکمت ترمذی کی حدیث شریف میں مذکور ہے' جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنی انگلیوں کو چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ غذا کے کس حصے میں برکت ہے۔ مسلم اور دوسرے ائمۂ حدیث نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس لیے نہ صرف انگلیوں کو چاٹے بلکہ برتن کو بھی اچھی طرح صاف کرے' اس سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قوت ملتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ برکت سے مراد غذا میں زیادتی اور بھلائی بھی حاصل ہوتی ہے۔

(۳) انگلیوں کو چاٹنے میں ابتداء درمیانی انگلی سے کرے' پھر پہلی انگلی پھر انگوٹھے کو چاٹے جیسا کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طبرانی کی اوسط کے حوالے سے روایت ہے۔

(۴) کھانے میں سنت یہ ہے کہ تین انگلیوں سے کھائے اور اگر پانچوں انگلیوں سے کھایا جائے تو یہ عمل منع نہیں ہے' مگر کوئی شخص بے ضرورت ایسا کرے تو وہ تارکِ سنت ہے۔

(۵) برتن کو بھی چاٹنا مستحب ہے جیسا کہ طبرانی میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو برتن کو اور اپنی انگلیوں کو چاٹے تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا اور آخرت میں سیری نصیب فرمائے گا۔ اور ترمذی میں یہ وضاحت بھی ہے کہ برتن کھانے والے کے لیے استغفار کرتا ہے' چنانچہ بعض روایتوں میں مروی ہے کہ برتن کہتا ہے: جس طرح تو نے مجھے شیطان سے بچایا اور اللہ تعالیٰ بھی تجھے نجات دے۔ یہ پوری تفصیل عمدۃ القاری سے لی گئی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

کھانے کے بعد کا ایک ضروری ادب

٥٣٤٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ نہ پونچھے یہاں تک کہ اُسے چاٹ نہ لے یا کسی کو چٹا نہ دے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٤٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ اَيِّهِ الْبَرَكَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انگلیوں اور پیالے کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ برکت کس میں ہے؟ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

پیالہ کو چاٹنے کی فضیلت

٥٣٤٥ - وَعَنْ نُبَيْشَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت نُبیشہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی پیالے میں کھائے اور پھر اُسے چاٹ لے تو پیالہ اُس کی مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی' ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٣٤٦ - وَعَنْهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ ثُمَّ لَحِسَهَا تَقُوْلُ لَهُ الْقَصْعَةُ اَعْتَقَكَ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ كَمَا اَعْتَقْتَنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت نُبیشہ رضی اللہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی پیالہ میں کھائے اور پھر اسے چاٹ لے تو پیالہ اس سے کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تجھے جہنم سے آزاد کرے جیسے تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

بَابٌ

پیالے میں کھانا کھا رہے ہیں تو اِردگرد
اور نیچے حصہ سے کھانا چاہیے اور اس کی وجہ

٥٣٤٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ اُتِيَ بِقَصْعَةٍ مِّنْ ثَرِيْدٍ فَقَالَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں ثرید (ایک قسم کا کھانا) کا ایک پیالہ پیش کیا گیا' فرمایا کہ اِس کے

كُلُوْا مِنْ جَوَانِبِهَا وَلَا تَأْكُلُوْا مِنْ وَّسْطِهَا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ فِيْ وَسْطِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَّفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلَا يَاْكُلْ مِنْ اَعْلَى الصَّحْفَةِ وَلٰكِنْ يَّاْكُلْ مِنْ اَسْفَلِهَا فَاِنَّ الْبَرَكَةَ تَنْزِلُ مِنْ اَعْلَاهَا.

اردگرد سے کھاؤ اور اس کے درمیان سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت درمیان سے نازل ہوتی ہے۔اس کی روایت ترمذی ٗابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو پیالے کے اونچے حصہ سے نہ کھائے بلکہ نچلے حصہ سے کھائے کیونکہ برکت اونچے حصے میں نازل ہوتی ہے۔

٥٣٤٨ - وَعَنْ عِكْرَاشِ بْنِ ذُؤَيْبٍ قَالَ اُتِيْنَا بِجَفْنَةٍ كَثِيْرَةِ الثَّرِيْدِ وَالْوَذْرِ فَخَبَطْتُ بِيَدِيْ فِيْ نَوَاحِيْهَا وَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقَبَضَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى يَدِى الْيُمْنٰى ثُمَّ قَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ مَّوْضِعٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّهٗ طَعَامٌ وَّاحِدٌ ثُمَّ اُتِيْنَا بِطَبَقٍ فِيْهِ اَلْوَانُ التَّمْرِ فَجَعَلْتُ اٰكُلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَجَالَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الطَّبَقِ فَقَالَ يَا عِكْرَاشُ كُلْ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّهٗ غَيْرُ لَوْنٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اُتِيْنَا بِمَاءٍ فَغَسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِبَلَلِ كَفَّيْهِ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَيْهِ وَرَاْسَهٗ وَقَالَ يَا عِكْرَاشُ هٰذَا الْوُضُوْءُ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عکراش بن ذویب سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک بہت بڑی پلیٹ لائی گئی جس میں بہت زیادہ مقدار میں ثرید اور گوشت کے ٹکڑے تھے۔میں نے تمام اطراف سے کھانے میں ہاتھ ڈالنا شروع کردیا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے صرف اپنے سامنے سے کھانا کھایا اور اپنے بائیں دست مبارک سے میرا دایاں ہاتھ پکڑا اور فرمایا: اے عکراش! ایک طرف سے ہی کھاؤ کیونکہ یہ ایک ہی قسم کا کھانا ہے ٗ پھر ہمارے پاس ایک بڑی پلیٹ لائی گئی جس میں مختلف اقسام کی کھجوریں تھیں اور میں نے صرف اپنے سامنے سے کھانا شروع کیا جبکہ رسول اللہ ﷺ کا دست مبارک پلیٹ میں گھوم رہا تھا ٗ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عکراش! جہاں سے چاہو کھاؤ کیونکہ یہ ایک قسم کا کھانا نہیں ہے۔ پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور اپنی ہتھیلیوں کی تری سے اپنے چہرۂ اقدس ٗ بازو اور سر اقدس کا مسح کیا ٗ اور فرمایا: اے عکراش! جس چیز کو آگ نے متغیر کردیا ہو یہ اس کا وضو ہے۔اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَّنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفُّنَا وَسَوَاعِدُنَا وَاَقْدَامُنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّاُ.

بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُن سے ایسی چیز کے (کھانے کے) بارے میں دریافت کیا گیا جس کو آگ پر پکایا گیا ہو کہ کیا ایسی چیز (کے کھانے پر) وضوء (یعنی ہاتھوں کا دھونا) ضروری ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں! ہم کو حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں ایسا کھانا (جس کو آگ پر پکایا جائے) کم ہی ملتا تھا ٗ پس جب ایسا کھانا ہمیں مل جاتا تو (ہاتھ پونچھنے کے لیے) ہماری ہتھیلیاں ٗ ہاتھ اور پیر رومال کا کام دیتے تھے ٗ پھر ہم نماز پڑھ لیتے اور ہاتھ نہیں دھوتے تھے۔

بَابٌ

کھانے کے بارے میں ضروری مسنون آداب

٥٣٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلّٰى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَحْضُرُ اَحَدَکُمْ عِنْدَ کُلِّ شَیْءٍ مِنْ شَانِہٖ حَتّٰی یَحْضُرَہٗ عِنْدَ طَعَامِہٖ فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِکُمُ اللُّقْمَۃُ فَلْیُمِطْ مَا کَانَ بِھَا مِنْ اَذًی ثُمَّ لِیَاْکُلْھَا وَلَا یَدَعْھَا لِلشَّیْطَانِ فَاِذَا فَرَغَ فَلْیَلْعَقْ اَصَابِعَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَدْرِیْ فِیْ اَیِّ طَعَامِہٖ یَکُوْنُ الْبَرَکَۃُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

فرماتے ہوئے سنا: شیطان تم میں سے ہر ایک کے پاس ہر کام میں حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ اُس کے کھانے کے وقت بھی حاضر ہوتا ہے' جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو جو گندگی اُس میں لگ گئی ہے' اُسے دور کر کے کھا لے اور اُسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور جب فارغ ہو جائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے' کیونکہ اُسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہو گی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے کھانے اور چلنے کا ادب

۵۳۵۰ - وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَا رُئِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ مُتَّکِئًا قَطُّ وَلَا یَطَاُ عَقِبَہٗ رَجُلَانِ.

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ٹیک لگا کر کھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا گیا' اور نہ دو آدمی کے آپ کے پیچھے چلتے (کبھی دیکھے گئے)۔

۵۳۵۱ - وَرَوَی ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّخَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ وَعُبَیْدَۃَ السَّلْمَانِیِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ وَعَطَاءِ ابْنِ یَسَارٍ وَّالزُّھْرِیِّ جَوَازَ ذٰلِکَ مُطْلَقًا لِذٰلِکَ قَالَ فِی الْعَالَمْگِیْرِیَّۃِ لَا بَاْسَ بِالْاَکْلِ مُتَّکِئًا اِذَا لَمْ یَکُنْ بِالتَّکَبُّرِ وَفِی الظَّھِیْرِیَّۃِ ھُوَ الْمُخْتَارُ کَذَا فِیْ جَوَاھِرِ الْاَخْلَاطِیْ.

اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس' حضرت خالد بن الولید' حضرت عبیدہ سلمانی' حضرت محمد بن سیرین' حضرت عطاء بن یسار اور حضرت زہری رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس طرح بیٹھ کر کھانے کی اجازت دی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں بھی یہی قول ہے کہ ٹیک لگا کر کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب کہ تکبراً نہ ہو۔ جواہر الاخلاطی نے ظہیریہ کے حوالہ سے اسی کو مختار کہا ہے۔

بَابٌ

کھانا تیار ہو تو جوتے اُتار لیں

۵۳۵۲ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کھانا سامنے رکھ جائے تو اپنے جوتے اتار لیا کرو' کیونکہ یہ تمہارے پیروں کے لیے راحت ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانا دسترخوان پر کھایا جائے

۵۳۵۳ - وَعَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی خِوَانٍ وَّلَا

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ چھوٹی پیالی میں اور نہ آپ

فِيْ سُكُرُّجَةٍ وَّلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قِيْلَ لِقَتَادَةَ عَلَامَ يَأْكُلُوْنَ قَالَ عَلَى السُّفَرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کے لیے پتلی روٹی پکائی گئی۔ حضرت قتادہ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کس پر کھاتے تھے: فرمایا کہ دسترخوانوں پر۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ - اچھے قسم کے کھانے ' مشروبات اور پھلوں کا استعمال درست ہے

٥٣٥٤ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَعْلَمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَغِيْفًا مُّرَقَّقًا حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ وَلَا شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهٖ قَطُّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پتلی چپاتی دیکھی ہو' یہاں تک کہ بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے اور نہ سالم بھنی ہوئی بکری آپ نے آنکھوں سے دیکھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد دنیوی کی خاطر اور ترکِ تنعّم کے لیے اور ایثارِ الٰہی کی بناء پر اچھے قسم کے کھانے نہیں کھائے۔ فتاویٰ عالمگیری میں صراحت ہے کہ اچھے قسم کے کھانے اور مشروبات جیسے فالودہ وغیرہ اور پھلوں اور میووں کا استعمال درست ہے۔

(حاشیہ زجاجہ)

بَابٌ - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ کی معاشرت کی ایک جھلک

٥٣٥٥ - وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَالَ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْخُلًا مِّنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ قِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَاْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ قَالَ كُنَّا نَطْحَنُهٗ وَنَنْفُخُهٗ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَاَكَلْنَاهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے (یعنی نبوت ملنے کے بعد) وصال مبارک تک میدہ نہیں دیکھا اور (یہ بھی) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے وفات تک چھلنی (بھی) نہیں دیکھی۔ دریافت کیا گیا کہ آپ حضرات جَو کس طرح کھاتے تھے؟ فرمایا کہ ہم اُسے پیستے اور اُس میں پھونکیں مارتے تو کچھ بھوسی اُڑ جاتی ہے اور باقی کو پکا کر کھا لیا کرتے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ - ایضاً دوسری حدیث

٥٣٥٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ يَاْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا اِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ اِلَّا اَنْ يُّؤْتٰى بِاللُّحَيْمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ ہم پر ایسا مہینہ بھی آتا جس میں ہم آگ نہ جلاتے اور ہمارا گزارا کھجوروں اور پانی پر ہوتا سوائے تھوڑے بہت گوشت کے' جو بھیج دیا جاتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ - ایضاً تیسری حدیث

٥٣٥٧ - وَعَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ يَّوْمَيْنِ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ اِلَّا وَاَحَدُهُمَا تَمْرٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر دو دن گندم کی روٹیاں پیٹ بھر کر نہیں کھائیں' بلکہ اُن میں سے ایک روز کھجوریں کھائیں۔ بخاری اور مسلم نے بالاتفاق اس کی روایت کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٥٨ - وَعَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایضاً چوتھی حدیث

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہم نے دو سیاہ چیزیں (کھجور اور پانی) شکم سیر ہو کر نہیں کھائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٥٩ - وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اَلَسْتُمْ فِيْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَّا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بَطْنَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ایضاً پانچویں حدیث

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ کیا تم لوگ کھانے پینے میں پھنسے ہوئے نہیں ہو جبکہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کو گھٹیا کھجوریں بھی اتنی نہ ملتیں جنہیں شکم سیر ہو کر کھا لیتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٦٠ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَّاْكُلُ تَمْرًا وَّفِيْ رِوَايَةٍ يَّاْكُلُ مِنْهُ اَكْلًا ذَرِيْعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اُکڑوں بیٹھ کر کھجور کھانے کا ذکر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اُکڑوں بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ اُن میں سے جلدی جلدی کھا رہے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٣٦١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقْرِنَ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ سَبَبُهٗ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ ضَيْقٍ مِّنَ الْعَيْشِ ثُمَّ نُسِخَ لَمَّا حَصَلَتِ التَّوْسِعَةُ لِمَا رَوَى الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَقْرَانِ فِي التَّمْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ وَسَّعَ عَلَيْكُمْ فَاقْرِنُوْا وَلٰكِنَّ الْاَدَبَ مُطْلَقًا التَّاَدُّبُ فِي الْاَكْلِ وَتَرْكُ الشِّرْهِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مُسْتَعْجِلًا.

کھجور کھانے کے آداب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملا کر دو کھجوریں کھانے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت حاصل کر لے۔ بخاری اور مسلم نے اس کی روایت کی اس کی وجہ یہ ہے کہ (اسلام کے ابتدائی دور میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنگی تھی اور جب تنگی دور ہو گئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ بزار نے اور طبرانی نے اوسط میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو دو کھجور ملا کر کھانے سے منع فرمایا تھا اب چونکہ اللہ تعالیٰ نے معیشت میں وسعت دے دی ہے تو تم دو کھجور ملا کر کھا سکتے ہو لیکن کھانے میں ادب اور سلیقہ کا لحاظ رکھو اور لالچ سے دور رہو ہاں! اگر جلدی مطلوب ہو تو مضائقہ نہیں۔

بَابٌ

٥٣٦٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَجُوْعُ

گھروں میں کھجوروں کے رکھنے کی فضیلت

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس گھر والے بھوکے نہیں رہتے جن کے پاس کھجوریں ہوں دوسری

اَهْلُ بَيْتٍ عِنْدَهُمُ التَّمْرُ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ يَا عَائِشَةُ بَيْتٌ لَا تَمْرَ فِيْهِ جِيَاعٌ اَهْلُهُ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

روایت میں فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں' ایسے گھر والے بھوکے ہیں' اس طرح دو یا تین مرتبہ فرمایا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
عجوہ کھجور کی فضیلت

٥٣٦٣ - وَعَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَّمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائے تو اُس روز اسے کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچائے گا۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث سے مدینہ منورہ کی فضیلت کے علاوہ مدینہ پاک کی عجوہ کھجور کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔اور اس حدیث شریف سے صبح کے وقت سات عجوہ کھجور کھانے کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے' جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور سات عدد کی بھی اہمیت ایسی ہی ہے جیسا نمازوں کی تعداد اور زکوٰۃ کا نصاب وغیرہ۔یہ مرقات میں مذکور ہے۔

بَابٌ
عجوہ اور کماۃ کی فضیلت

٥٣٦٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَفِيْهَا شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ وَالْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عجوہ جنت (کے میووں) سے ہے اور اُس میں زہر سے شفاء ہے' اور کماۃ (ایک بوٹی ہے جو بارش میں انڈے یا چتر کی شکل میں زمین سے اُگتی ہے)' مَنّ وسلویٰ (ترنجبین) کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
عجوہ علی الصبح کھانے کی فضیلت

٥٣٦٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِيْ عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءٌ وَّاِنَّهَا تِرْيَاقٌ اَوَّلِ الْبُكْرَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالیہ کی عجوہ میں شفاء ہے اور علی الصبح ان کا کھانا تریاق ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
دل کی بیماری کے علاج کی نبوی تجویز

٥٣٦٦ - وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا اَتَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ حَتّٰى وَجَدْتُّ بَرْدَهَا عَلٰى فُؤَادِيْ وَقَالَ اِنَّكَ رَجُلٌ مَفْئُوْدٌ اِئْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلْدَةَ اَخَا ثَقِيْفٍ فَاِنَّهُ رَجُلٌ يَّتَطَبَّبُ فَلْيَاْخُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِّنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ فَلْيَجَاْهُنَّ بِنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلُدَّكَ بِهِنَّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں (فتح مکہ کے موقع پر مکہ معظمہ میں) بیمار ہو گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور اپنا دست مبارک میری چھاتیوں کے درمیان رکھا' یہاں تک کہ اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دل میں محسوس کی' فرمایا کہ تمہارے دل میں تکلیف ہے۔تم حارث بن کلدہ ثقفی کے پاس جاؤ جو علاج کرتا ہے' چاہیے کہ مدینہ منورہ کی سات عجوہ کھجوریں لی جائیں' اُنہیں گٹھلیوں سمیت کوٹا جائے' پھر اُن کا شیرہ تمہیں پلایا جائے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ نے تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ تناول فرمائیں

۵۳۶۷ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے: انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تر کھجوریں ککڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ تربوز کو تر کھجور کے ساتھ تناول فرماتے اور اس کی وجہ

۵۳۶۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْكُلُ الْبِطِّيْخَ بِالرُّطَبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تربوز کو تر کھجوروں کے ساتھ کھالیا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَزَادَ اَبُوْدَاوُدَ وَيَقُوْلُ يَكْسِرُ حَرُّ هٰذَا بِبَرْدِ هٰذَا وَبَرْدُ هٰذَا بِحَرِّ هٰذَا وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اِس کی گرمی اُس کی ٹھنڈک کو توڑتی ہے اور اُس کی ٹھنڈک اِس کی گرمی کو۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ کو مکھن اور کھجور پسند تھے

۵۳۶۹ - وَعَنِ ابْنَيْ بُسْرٍ السُّلَمِيَّيْنِ قَالَا دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدَّمْنَا زُبْدًا وَّتَمْرًا وَّكَانَ يُحِبُّ الزُّبْدَ وَالتَّمْرَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت بُسر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادے (عطیہ اور عبداللہ) جو سُلمی ہیں' اُن سے روایت ہے' دونوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے آپ کو مکھن اور کھجوریں پیش کیں' کیونکہ آپ مکھن اور کھجوریں پسند فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ نے جَو اور کھجور ملا کر تناول فرمائیں

۵۳۷۰ - وَعَنْ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ كِسْرَةً مِّنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً فَقَالَ هٰذِهٖ اِدَامُ هٰذِهٖ وَاَكَلَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اُس پر کھجوریں رکھ کر فرمایا: یہ اُس کا سالن ہے اور تناول فرمائیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف کے راوی حضرت یوسف صاحبزادہ ہیں حضرت عبداللہ بن سلام کے' جو یہودیوں کے عالم تھے' جن کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا اور یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد و امجاد میں تھے۔ (اسماء الرجال مشکوٰۃ)

وَقَالَ تَاجُ الشَّرِيْعَةِ وَاَمَّا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِدَامُ هٰذِهٖ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَاِنَّهٗ مِنْ اَسْمَاءِ الشَّرْعِ وَالْاِيْمَانُ لَا يَتَعَلَّقُ بِهَا.

اور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس حدیث میں یہ فرمانا کہ یہ اس کا سالن ہے' یہ شرعی اسماء میں سے ہے' اس کا ایمان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

بَابٌ

کھانے میں پرہیز کا ایک واقعہ

٥٣٧١ - وَعَنْ اُمِّ الْمُنْذِرِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَّلَنَا دَوَالٍ مُّعَلَّقَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ وَعَلِيٌّ مَّعَهُ يَاْكُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ مَهْ يَا عَلِيُّ فَاِنَّكَ نَاقِهٌ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَهُمْ سِلْقًا وَّشَعِيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مِنْ هٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّهُ اَوْفَقُ لَكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اُمّ المنذر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور ہمارے پاس کھجور کے گچھے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تناول فرمانے لگے اور ساتھ ہی حضرت علی بھی کھانے لگے‘ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! ٹھہرو! تم کمزور ہو (کھجور نہ کھاؤ)۔ اُمّ المنذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے اُن کے لیے چقندر اور جَو تیار کیے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی! یہ کھاؤ! یہ (غذا) تمہارے موافق ہے! اس کی روایت امام احمد‘ ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

پرانی کھجوروں سے کیڑے نکال کر کھائیں

٥٣٧٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ عَتِيْقٍ فَجَعَلَ يُفَتِّشُهُ وَيُخْرِجُ السُّوْسَ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پرانی کھجوریں پیش کی گئیں تو آپ انہیں چیرنے اور اُن سے کیڑے نکالنے لگے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو کدّو پسند تھا

٥٣٧٣ - وَعَنْهُ اَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيْرٍ وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمَئِذٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک درزی نے حضور نبی کریم ﷺ کو کھانے پر بلایا‘ جو اُس نے تیار کیا تھا‘ میں بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیا۔ اُس نے جَو کی روٹیاں اور شوربا پیش کیا جس میں کدّو اور خشک گوشت تھا‘ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ پیالے کے کنارے سے کدّو تلاش کر رہے تھے۔ پس اُس روز سے میں ہمیشہ کدّو کو پسند کرتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو ثرید بے حد پسند تھا

٥٣٧٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الطَّعَامِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الثَّرِيْدُ مِنَ الْخُبْزِ وَالثَّرِيْدُ مِنَ الْحَيْسِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانوں میں روٹی کا ثرید اور حَیس کا ثرید سب سے زیادہ پسند تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ (حَیس وہ کھانا ہے جو کھجور‘ پنیر اور گھی ملا کر تیار کیا جائے)

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے بکری کے دست کھانے کا واقعہ

٥٣٧٥ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ اُمَيَّةَ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ

حضرت عمرو بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بکری کا دست کاٹ کر کھاتے دیکھا‘ جو آپ کے دست مبارک میں تھی‘ آپ

شَاةٍ فِي يَدِهٖ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

کونماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے اُسے رکھ دیا اور چھری کو بھی جس سے آپ کاٹ رہے تھے' پھر نماز پڑھائی اور تازہ وضونہیں کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

مونچھ کو کتروائیں یا منڈوائیں

٥٣٧٦ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ضِفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَأَمَرَ بِجَنْبٍ فَشُوِيَ ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ فَجَعَلَ يَحُزُّ لِيْ بِهَا مِنْهُ فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهٗ بِالصَّلٰوةِ فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ فَقَالَ مَالَهٗ تَرِبَتْ يَدَاهُ قَالَ وَكَانَ شَارِبُهٗ وَفَاءً فَقَالَ لِيْ أَقُصُّهٗ لَكَ عَلٰى سِوَاكٍ أَوْ قُصَّهٗ عَلٰى سِوَاكٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہوا' آپ نے (بکری کے) دست کا حکم دیا تو اُسے بھونا گیا' پھر آپ چھری لے کر اُس میں سے کاٹنے لگے' حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ نے چھری ڈال دی اور فرمایا: اِسے کیا ہو گیا؟ اس کے دونوں ہاتھوں میں مٹی لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ اُن کی مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں تو مجھ سے فرمایا: کیا مسواک پر رکھ کر میں کاٹ دوں یا مسواک پر رکھ کر تم کاٹ لو گے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٥٣٧٧ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ قَالَ الطَّحَاوِيُّ أَنَّ الْمُزَنِيَّ وَالرَّبِيْعَ كَانَا يُحْفِيَانِهٖ وَيُوَافِقُهٗ قَوْلَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَيْهِ الْإِحْفَاءُ أَفْضَلُ مِنَ التَّقْصِيْرِ وَأَمَّا حَدِيْثُ الْمُغِيْرَةِ فَلَيْسَ فِيْهِ دَلِيْلٌ عَلٰى شَيْءٍ لِأَنَّهٗ يَجُوْزُ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ وَلَمْ يَكُنْ بِحَضْرَتِهٖ مِقْرَاضٌ يُقَدِّرُ عَلٰى إِحْفَاءِ الشَّارِبِ.

بخاری کی ایک روایت میں ہے جس کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے' آپ نے فرمایا: ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو منڈواؤ۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام مُزنی اور امام ربیع رحمۃ اللہ علیہما دونوں مونچھ کو منڈواتے تھے اور یہ عمل امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے قول کے مطابق ہے کہ ان ائمہ کرام نے فرمایا کہ منڈوانا' کتروانے سے افضل ہے۔ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کسی چیز کی صراحت نہیں ہے (کہ مونچھ کو منڈوایا جائے یا کتروایا جائے)۔ یہ جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور اس وقت آپ کے پاس قینچی نہیں تھی کہ آپ اس سے مونچھیں کاٹتے۔

بَابٌ

پکے ہوئے گوشت کو دانتوں سے نوچنا مستحب ہے

٥٣٧٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ فَإِنَّهٗ مِنْ صُنْعِ الْأَعَاجِمِ وَانْهَسُوْهُ فَإِنَّهٗ أَهْنَأُ وَأَمْرَأُ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَقَالَ فِي الْمِرْقَاتِ فَالْمَعْنٰى لَا تَجْعَلُوا الْقَطْعَ بِالسِّكِّيْنِ دَأْبَكُمْ وَعَادَتَكُمْ كَالْأَعَاجِمِ بَلْ إِذَا كَانَ نَضِيْجًا فَانْهَسُوْهُ وَإِذَا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کیونکہ ایسا عجمی کرتے ہیں بلکہ اُسے دانتوں سے نوچا کرو' کیونکہ یہ لذت دے گا اور جلد ہضم ہو گا۔ اِسے ابوداؤد اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور مرقات میں فرمایا کہ عجمیوں کی طرح چھری کے ساتھ کاٹنے کو اپنا طریقہ اور عادت نہ بناؤ بلکہ جب پکا ہوا ہو تو اسے دانتوں سے نوچو اور جب پکا ہوا نہ ہو تو چھری سے کاٹو۔

لَمْ يَكُنْ نَضِيْجًا فَحَزُّوْهُ بِالسِّكِّيْنِ.

ف: مرقات میں لکھا ہے کہ پکے ہوئے گوشت کو دانتوں سے نوچنا اس لیے مستحب ہے کہ اس میں تواضع ہے اور یہ تکبر کے بھی منافی ہے۔ یہ قول شرح السنہ کے حوالہ سے ابن الملک نے بیان کیا ہے' البتہ بے پکے ہوئے گوشت کو چھری سے کاٹ سکتے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٣٧٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَسَ مِنْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور گوشت لایا گیا اور دست آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کو آپ پسند فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اس میں سے نوچا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھرچن پسند تھا

٥٣٨٠ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھرچن کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میٹھی چیز اور شہد پسند تھا

٥٣٨١ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
نمک کی اہمیت

٥٣٨٢ - وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ اِدَامِكُمُ الْمِلْحُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے سالنوں کا سردار نمک ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
سرکہ اچھا سالن ہے!

٥٣٨٣ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَ اَهْلَهُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ ہمارے پاس سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آپ نے اُس کو منگوایا اور اُسی کے ساتھ کھانے لگے اور فرماتے جاتے: سرکہ اچھا سالن ہے! سرکہ اچھا سالن ہے! اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٣٨٤ - وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ

حضرت اُمّ ھانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعِنْدَكَ شَيْءٌ قُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ يَابِسٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ هَاتِيْ مَا اَقْفَرَ بَيْتٌ مِّنْ اُدُمٍ فِيْهِ خَلٌّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ سوکھی روٹی اور سرکہ کے سوا کچھ نہیں ہے! فرمایا: لے آؤ! وہ گھر سالن سے خالی نہیں جس میں سرکہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

زیتون اور اس کے تیل کے استعمال کی تاکید

٥٣٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ.

حضرت ابو اُسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔ اس کی روایت ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ نے تبوک میں پنیر قبول فرمایا

٥٣٨٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِيْ تَبُوْكَ فَدَعَا بِالسِّكِّيْنِ فَسَمّٰى وَقَطَعَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تبوک کے مقام پر پنیر پیش کیا گیا، آپ نے چھری منگوائی، بسم اللہ پڑھی اور اُسے کاٹا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حلال اور حرام کی وضاحت

٥٣٨٧ - وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمْنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ فَقَالَ الْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفٰى عَنْهُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِيُّ.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے گھی، پنیر اور نیل گائے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: حلال وہ ہے جو اللہ کی کتاب میں حلال ہے اور حرام وہ ہے جو اللہ کی کتاب میں حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا، وہ اُن چیزوں سے ہے جن سے معاف فرمایا گیا ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ جمہور احناف اور شوافع علیہم الرحمۃ نے فرمایا ہے: ''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' چیزوں میں اصل اباحت یعنی جواز ہے جب تک اس چیز سے روکا نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا'' (البقرہ: ٢٩) اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے ہی لیے پیدا فرمایا۔ تو ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا فرمایا اور بندے اس کی بندگی کے لیے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے: ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' (الذاریٰت: ٥٦) میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہ مضمون مرقات اور ردالمحتار سے ماخوذ ہے۔ ١٢

بَابٌ

نجس کھال میں رکھی چیز نجس ہوتی ہے

٥٣٨٨ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُّ اَنَّ عِنْدِيْ خُبْزَةً بَيْضَاءَ مِنْ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ مُلَبَّقَةً بِسَمْنٍ وَّلَبَنٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَاتَّخَذَهٗ فَجَاءَ بِهٖ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس گیہوں کی روٹی ہو، جس کو گھی اور دودھ سے تر کیا ہو۔ حاضرین میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور تیار کر کے لے آیا۔ آپ نے پوچھا: یہ (گھی) کس چیز میں تھا؟ عرض گزار ہوا کہ گوہ (ایک جانور کی کھال)

فَقَالَ فِیْ اَیِّ شَیْءٍ کَانَ ھٰذَا قَالَ فِیْ عُکَّۃِ ضَبٍّ قَالَ ارْفَعْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

کی کپی میں۔ آپ نے فرمایا: اسے اُٹھالو! (اس لیے کہ اُس جانور کی کھال نجس ہے) اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

تلبینہ (حریرہ) کے فائدے

۵۳۸۹ - وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ التَّلْبِیْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِیْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تلبینہ (حریرہ جو آٹے اور دودھ سے بناتے ہیں) مریض کے دل کو راحت پہنچاتا ہے اور بعض غموں کو دور کرتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

تلبینہ یعنی حریرہ کے فائدہ پر دوسری حدیث

۵۳۹۰ - وَعَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ اَهْلَهُ الْوَعَكُ اَمَرَ بِالْحَسَاءِ فَصُنِعَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ فَحَسُّوْا مِنْهُ وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَیَرْتُوْ فُؤَادَ الْحَزِیْنِ وَیَسْرُوْ عَنْ فُؤَادِ السَّقِیْمِ کَمَا تَسْرُوْ اِحْدَاکُنَّ الْوَسَخَ بِالْمَاءِ عَنْ وَّجْهِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کسی کو بخار چڑھ جاتا تو آپ حریرہ کا حکم فرماتے، جو بنایا جاتا پھر اُنہیں گھونٹ گھونٹ پینے کا حکم فرماتے اور فرمایا کرتے کہ یہ غمگین کے دل میں طاقت پہنچاتا ہے اور مریض کے دل سے تنگی دور کرتا ہے، جیسے تم میں سے کوئی پانی کے ساتھ اپنے چہرے کا میل دور کرتی ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے بارے میں مبارک رویہ

۵۳۹۱ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کھانے کی بُرائی نہیں کی، اگر خواہش ہوتی تو کھالیتے اور اگر ناپسند فرماتے تو اُسے چھوڑ دیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ کھانے کے آداب میں یہ ہے کہ اس پر عیب نہ لگائے جیسا بعض لوگوں کا عمل ہے کہ یوں کہتے ہیں: کیا ہی کھارا کھانا ہے؟ نمک ہی نہیں ہے! کیا کھٹا کر دیا، برابر پکایا نہیں ہے، بالکل کچھ رکھ دیا، وغیرہ۔ یہ وضاحت عمدۃ القاری سے لی گئی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

مسلمان اور کافر کے کھانے کا فرق

۵۳۹۲ - وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَاْکُلُ اَکْلًا کَثِیْرًا فَاَسْلَمَ وَکَانَ یَاْکُلُ قَلِیْلًا فَذُکِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَاْکُلُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَّالْکَافِرُ یَاْکُلُ فِیْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ ایک آدمی بہت کھانا کھایا کرتا تھا، وہ مسلمان ہو گیا تو بہت کم کھانے لگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰی مُسْلِمٌ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی وَابْنِ عُمَرَ

اور مسلم نے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے صرف اس کی

الْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَافَهٗ ضَيْفٌ وَّهُوَ كَافِرٌ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهٗ ثُمَّ اُخْرٰى فَشَرِبَهٗ حَتّٰى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ ثُمَّ اَنَّهٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰى فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِيْ مِعًا وَّاحِدًا وَّالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ.

مسند روایت (یعنی بغیر واقعہ مذکورہ کے) کی ہے۔ اور اُسی کی دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو مہمان بنایا جو کافر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو بکری کا دودھ دوہا گیا اور وہ دودھ پی گیا' پھر دوسری کا حکم دیا تو اُسے بھی پی گیا یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا' صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تو بکری دوہی گئی اور وہ اس کا دودھ پی گیا' پھر آپ نے دوسری کے لیے حکم فرمایا' لیکن وہ اُسے نہ پی سکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

بَابٌ

بسیار خوری نحوست ہے

٥٣٩٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِيَ غُلَامًا فَاَلْقٰى بَيْنَ يَدَيْهِ تَمَرًا فَاَكَلَ الْغُلَامُ فَاَكْثَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ كَثْرَةَ الْاَكْلِ شُؤْمٌ وَّاَمَرَ بِرَدِّهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غلام کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اُس کے سامنے کھجوریں ڈال دیں' غلام نے بہت زیادہ کھائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بسیار خوری نحوست ہے اور اُسے واپس کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے

٥٣٩٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْاَرْبَعَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ

ایک کا کھانا دو کے لیے' دو کا چار اور چار کا آٹھ کے لیے کافی ہے

٥٣٩٥ - وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الْاِثْنَيْنِ وَطَعَامُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک کا کھانا دو کے لیے کفایت کرتا ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کفایت کرتا ہے اور چار کا کھانا آٹھ کے لیے کفایت کرتا ہے۔ اس

الْاِثْنَيْنِ يَكْفِي الْاَرْبَعَةَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَةِ يَكْفِي الثَّمَانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کالے کالے پیلو بہتر ہوتے ہیں

٥٣٩٦ - وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَطْيَبُ فَقِيْلَ اَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ قَالَ نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَّبِيٍّ اِلَّا رَعَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ہم مرالظہر ان کے مقام پر پیلو چن رہے تھے تو آپ نے فرمایا: کالے کالے چنو کیونکہ وہ زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ کیا آپ نے بکریاں چرائیں ہیں؟ فرمایا: ہاں! اور کوئی نبی نہیں ہوا مگر اُس نے بکریاں چرائی ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

کھنبی کی فضیلت اور اس کی شفاء کا بیان

٥٣٩٧ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھنبی من سے ہے اور اُس کے پانی میں آنکھوں کے لیے شفاء ہے۔ اس کی بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر روایت کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ مِّنَ الْمَنِّ الَّذِيْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اُس من سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔

٥٣٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ اَكَلَ مِنْهُ وَبَعَثَ بِفَضْلِهٖ اِلَيَّ وَاِنَّهُ بَعَثَ اِلَيَّ يَوْمًا بِقَصْعَةٍ لَّمْ يَاْكُلْ مِنْهَا لِاَنَّ فِيْهَا ثُوْمًا فَسَاَلْتُهُ اَحَرَامٌ هُوَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ اَكْرَهُهُ مِنْ اَجْلِ رِيْحِهٖ قَالَ فَاِنِّيْ مَا كَرِهْتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب کھانا پیش کیا جاتا تو آپ اُس میں سے تناول فرما لیتے اور بچا ہوا میری طرف بھیج دیتے۔ ایک روز آپ نے میری طرف پیالہ بھیجا جس میں سے آپ نے تناول نہیں فرمایا تھا کیونکہ اُس میں لہسن تھا۔ میں نے سوال کیا کہ کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں! لیکن میں اس کی بدبو کی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں پس آپ کے ناپسند فرمانے کی وجہ سے میں بھی اُسے ناپسند کرتا ہوں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ قَالَ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَقَالَ قَرِّبُوْهَا اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ وَقَالَ كُلْ فَاِنِّيْ اُنَاجِيْ مَنْ لَّا تُنَاجِيْ.

اور بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کچا لہسن یا کچی پیاز کھائے وہ ہم سے دور رہے یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے اور اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک ہانڈی پیش کی گئی جس میں مختلف سبزیاں تھیں تو اُن میں سے بدبو آئی فرمایا کہ یہ فلاں صحابی کو دے دو اور ارشاد ہوا کہ کھالو کیونکہ میں اُس ذاتِ عالی سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم نہیں کرتے۔

وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ عَلِيٍّ

اور ابوداؤد اور ترمذی نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِرِيْحِهٖ فَاِذَا اُمِيْتَ طَبْخًا فَلَا بَاْسَ بِهٖ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ پکالیا ہو۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بدبو کی وجہ سے اس کو ناپسند فرمایا اور جب تم نے اس کو پکا کر اس کی بدبو کو مار دیا تو اب اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور امام ابوحنیفہ اور عامۂ احناف رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے۔

ف: صدر کی حدیث جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ارشاد ہے کہ جو کچا لہسن یا کچی پیاز کھائے' وہ ہماری مسجد سے دور رہے۔ واضح ہو کہ اس سے ساری مسجدیں مراد ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسی چیزوں سے جس طرح انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے' فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ چنانچہ ایسی ترکاریاں جن میں بدبو ہوتی ہے جیسے پیاز' مولی' گوبھی وغیرہ' ان کا استعمال کچے پن کی صورت میں مکروہ ہے اور تمباکو کا بھی یہی حکم ہے کہ اس زمانہ میں ہر شخص اس میں مبتلا ہے' اس بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں' بعض نے اس کو حرام کہا' بعض نے جائز کہا' بعض نے مکروہ تحریمی قرار دیا اور بعض نے مکروہ تنزیہی کہا۔ تمباکو کے مسئلہ کو علامہ عبدالحی فرنگی محلی لکھنوی علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ "ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان" میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ کے آخری کھانے کا بیان

٥٣٩٩ - وَعَنْ اَبِيْ زِيَادٍ قَالَ سُئِلَتْ عَائِشَةُ عَنِ الْبَصَلِ فَقَالَ اِنَّ اٰخِرَ طَعَامٍ اَكَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامٌ فِيْهِ بَصَلٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت ابوزیاد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: آخری کھانا جو رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمایا' اُس میں (پکی ہوئی) پیاز بھی تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٥٤٠٠ - وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے اناج کو ماپ تول لیا کرو کیونکہ تمہارے لیے اس میں برکت ڈالی جائے گی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: مرقات میں اس کی وضاحت علامہ مظہر علیہ الرحمہ کے حوالہ سے یہ بیان کی گئی ہے کہ اناج کے ماپ تول سے غرض یہ ہے کہ انسان ضرورت پر اناج اُدھار لیتا ہے' اس کی خرید و فروخت کرتا ہے اور اگر ماپ تول نہ ہو تو خرید و فروخت مجہول ہو جائے گی۔ اسی طرح گھر کے پکوان میں بھی ناپ تول نہ ہو تو کس طرح کفایت کا انتظام ہوگا کبھی کھانا کم ہو جائے گا اور کبھی ضرورت سے زائد پکا دیا جائے گا اور یہ بھی اندازہ نہ ہوگا کہ سال بھر میں کتنا ذخیرہ کر دیا جائے حالانکہ مسنون یہ ہے کہ سال بھر کا اناج اہل و عیال کے لیے مہیا کر دیا جائے اور سنت نبوی ﷺ کی جو پابندی کرے گا' اسے دنیا میں برکت نصیب ہوگی اور آخرت میں بھی اجر عظیم حاصل ہوگا۔ ١٢

بَابٌ

کھانے کو ٹھنڈا کر کے کھانے میں برکت ہے

٥٤٠١ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِثَرِيْدٍ اَمَرَتْ بِهٖ فَغُطِّيَ حَتّٰى تَذْهَبَ فَوْرَةُ دُخَانِهٖ وَتَقُوْلُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُوَ اَعْظَمُ

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس ثرید لایا جاتا تو اُس کو ڈھانپ دینے کا حکم فرماتیں' یہاں تک کہ اس کی بھاپ کی تیزی جاتی رہتی اور فرماتیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بہت ہی باعث برکت ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی

لِلْبَرَكَةِ رَوَاهُ الدَّارِمِیُّ۔

ہے۔

بَابٌ

دستر خوان اٹھانے پر دعا

۵۴۰۲ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دستر خوان اٹھالیا جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس طرح) دعا فرمایا کرتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، بہت زیادہ تعریفیں، پاکیزہ، جس میں برکت دی گئی، نہ کفایت کیا ہوا، نہ چھوڑا ہوا اور نہ اُس سے بے پروائی کی! اے ہمارے رب! اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے سے فارغ ہونے کی دعا

۵۴۰۳ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنْ مُّسْلِمِیْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تو (یوں) دعا فرماتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔ اس کی روایت ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۴۰۴ - وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ وَشَرِبَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھالیتے یا (کچھ) پی لیتے تو یوں دعا فرماتے: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کھلایا، پلایا اور حلق سے اتارا اور اُس کے نکلنے کا راستہ بنایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کھانے یا پینے پر کس بندہ سے راضی ہوتے ہیں؟

۵۴۰۵ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَةَ فَیَحْمَدُهٗ عَلَیْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اُس بندے سے راضی ہوتا ہے کہ جب وہ کھانا کھالے تو اُس پر اس کی تعریف کرے یا جب وہ کوئی چیز پیئے تو اس پر اس کی حمد بیان کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانا کھا کر شکرادا کرنے والے کا مرتبہ

۵۴۰۶ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ الصَّابِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ سِنَانِ بْنِ سُنَّةَ عَنْ اَبِیْهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کھانا کھا کر شکر ادا کرنے والا صابر روزہ دار کی طرح ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ اور دارمی نے سنان بن سُنّہ سے بواسطہ ان کے والد ماجد کے روایت کیا۔ (مرقات میں لکھا ہے کہ شکر کی کم ترین حد یہ ہے کہ انسان جب کھائے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے اور جب فارغ ہو جائے تو

الحمد للہ کہے۔ ۱۲)

بَابُ الضِّيَافَةِ

ضیافت اور مہمان نوازی کا بیان

بَابٌ

مہمانی کی تاکید اور اس کی فضیلت

٥٤٠٧ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ وَفِىْ رِوَايَةٍ بَدَلُ الْجَارِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ اور ایک روایت میں ہمسائے کے بدلہ ہے کہ جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ صلہ رحمی کرے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ضیافت مسنون ہے واجب نہیں پہلے واجب تھی پھر اس کا وجوب منسوخ ہو گیا۔ مہمان کی آمد پر خندہ پیشانی سے پیش آنا خوش آمدید کہنا اور اپنی وسعت کے مطابق تین دن تک کھانا کھلانا مہمان کا اکرام ہے۔ اور تین دن کے بعد بغیر تکلف کے ماحضر سے اس کی ضیافت نیکی ہے۔ یہ وضاحت عمدۃ القاری اور مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٠٨ - وَعَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَّالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِىَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو شریح کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن پُر تکلف دعوت ہے اور تین دن ضیافت ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ نیکی ہے اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ آ جائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

مہمان کا ایک اور حق

٥٤٠٩ - وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّخْرُجَ الرَّجُلُ مَعَ ضَيْفِهٖ اِلٰى بَابِ الدَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّقَالَ فِىْ اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ قَالَ عَلِىٌّ الْقَارِىُّ لٰكِنَّهٗ يَنْجَبِرُ بِتَعَدُّدِ اَسْنَادِهٖ مَعَ اَنَّهٗ فِىْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس کا ضعف اسناد کی کثرت کی وجہ سے باقی نہ رہا اس کے علاوہ یہ بھی کہ یہ حدیث فضائل اعمال میں ہے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ حَدِيثُ عُقْبَةَ فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ وَمَا اَشْبَهَهُ كَانَ فِيْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ فَنُسِخَ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عقبہ کی حدیث میں جو ارشاد ہے: "فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ" ان لوگوں سے مہمان کا حق حاصل کرو۔ یہ اور اس قسم کی حدیثیں ابتداء اسلام میں تھیں جو منسوخ ہو گئیں۔

بَابٌ

کھانا کھلانے کی جگہ میں برکت

٥٤١٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَيْرُ اَسْرَعُ اِلَى الْبَيْتِ الَّذِيْ يُؤْكَلُ فِيْهِ مِنَ الشَّفْرَةِ اِلٰى سَنَامِ الْبَعِيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں کھانا کھلایا جائے نیکی اس کی طرف کوہان کی طرف جانے والی چھری سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کا بھوک کی وجہ سے نکلنا اور ایک انصاری کا ضیافت کرنا

٥٤١١ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوْعُ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى مَعَهُمَا رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَاءِ اِذْ جَاءَ الْاَنْصَارِيُّ فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ اَضْيَافًا مِّنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَاءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْحَلُوْبَ فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوَوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن یا رات میں باہر نکلے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی مل گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: تم دونوں کو اس وقت کس چیز نے تمہارے گھروں سے نکالا؟ دونوں نے عرض کیا کہ بھوک نے! (یہ سن کر) آپ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے بھی اُسی چیز نے نکالا ہے جس نے تمہیں نکالا، لہٰذا کھڑے ہو جاؤ، سو وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، پس آپ انصار کے ایک صحابی کے گھر تشریف لے گئے، وہ گھر میں موجود نہ تھے۔ جب ان کی بیوی نے دیکھا تو خوش آمدید اور مرحبا کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: فلاں کہا ہے! عرض کی: ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ جب وہ انصاری آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے سمیت دیکھا تو کہا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ آج مجھ سے بڑھ کر عزت والے مہمان کسی کے پاس نہیں! راوی کا بیان ہے کہ وہ گیا اور اُن کے لیے ایک گچھا لے کر حاضر ہوا، جس میں کچی، خشک اور تازہ کھجوریں تھیں، عرض کیا: اس میں سے تناول فرمایئے۔ پھر اُس نے چھری پکڑی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ دودھ والے جانور سے بچنا! پس اُس نے اُن کے لیے (بکری کو) ذبح کیا۔ پس انہوں نے بکری کا گوشت اور اُس گچھے سے کھجوریں کھائیں اور پانی پیا، جب شکم سیر ہو کر لوٹ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں

53/53

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ ھٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰی اَصَابَکُمْ ھٰذَا النَّعِیْمُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

کے بارے میں پوچھا جائے گا' تمہیں بھوک نے اپنے گھروں سے نکالا اور تم واپس نہیں لوٹے کہ تمہیں یہ نعمتیں مل گئیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا شیخین اور راویٔ حدیث کے ساتھ ایک باغ میں تشریف لے جانا اور وہاں ضیافت کا ذکر

۵۴۱۲ - وَعَنْ اَبِیْ عَسِیْبٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلًا فَمَرَّ بِیْ فَدَعَانِیْ فَخَرَجْتُ اِلَیْہِ ثُمَّ مَرَّ بِاَبِیْ بَکْرٍ فَدَعَاہُ فَخَرَجَ اِلَیْہِ ثُمَّ مَرَّ بِعُمَرَ فَدَعَاہُ فَخَرَجَ اِلَیْہِ فَانْطَلَقَ حَتّٰی دَخَلَ حَائِطًا لِّبَعْضِ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ اَطْعِمْنَا بُسْرًا فَجَاءَ بِعِذْقٍ فَوَضَعَہٗ فَاَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ بَارِدٍ فَشَرِبَ فَقَالَ لَتُسْاَلُنَّ عَنْ ھٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ فَاَخَذَ عُمَرُ الْعِذْقَ فَضَرَبَ بِہِ الْاَرْضَ حَتّٰی تَنَاثَرَ الْبُسْرُ قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ ھٰذَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ نَعَمْ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ خِرْقَۃٌ لَفَّ بِھَا الرَّجُلُ عَوْرَتَہٗ اَوْ کِسْرَۃٌ سَدَّ بِھَا جَوْعَتَہٗ اَوْ حُجْرٍ یَتَدَخَّلُ فِیْہِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقَرِّ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

حضرت ابوعسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ باہر نکلے' میرے پاس سے گزرے تو مجھے بلایا' پس میں حاضر خدمت ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے گزرے اور انہیں بلایا تو وہ بھی آ گئے' پھر حضرت عمر (رضی اللہ عنہ کے پاس) سے گزرے اور انہیں بلایا تو وہ بھی آ گئے' پس چلے یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے۔ باغ والے سے فرمایا کہ ہمیں کچی کھجوریں کھلاؤ۔ وہ ایک گچھا لے آئے اور پیش کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کھائیں اور آپ کے اصحاب نے بھی' پھر ٹھنڈا پانی مانگا اور پیا۔ فرمایا کہ قیامت کے دن تم سے ان نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے گچھا لیا اور (اللہ تعالیٰ کے سوال کی ہیبت سے گچھے کو[1]) زمین پر دے مارا یہاں تک کہ کھجوریں رسول اللہ ﷺ کی جانب بکھر گئیں! پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم سے قیامت کے روز ان کے متعلق پوچھا جائے گا؟ فرمایا: ہاں! سوائے تین چیزوں کے' (ایک) وہ کپڑا جس سے آدمی نے اپنا ستر چھپایا یا روٹی کا وہ ٹکڑا جس سے اپنی بھوک کو روکا یا وہ حجرہ جس میں گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے داخل ہو۔ اس کی روایت امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

1. یہ قول مرقات سے لیا گیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

حضور نے کشمش تناول فرما کر دعا فرمائی

۵۴۱۳ - وَعَنْ اَنَسٍ اَوْ غَیْرِہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذَنَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَقَالَ سَعْدٌ وَّعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَلَمْ یُسْمِعِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَلَّمَ ثَلَاثًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یا کسی دوسرے صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی' حضرت سعد نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ (اس طرح) کہا کہ نبی کریم ﷺ کو سنائی نہ دے یہاں تک کہ حضور نے تین دفعہ سلام کیا اور حضرت سعد نے تین دفعہ (اس طرح) جواب دیا کہ آپ نہ سنیں۔ پس نبی کریم ﷺ

وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُسْمِعْهُ فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيْمَةً اِلَّا وَهِيَ بِاُذُنِيْ وَلَقَدْ رَدَدْتُّ عَلَيْكَ وَلَمْ اُسْمِعْكَ اَحْبَبْتُ اَنْ اَسْتَكْثِرَ مِنْ سَلَامِكَ وَمِنَ الْبَرَكَةِ ثُمَّ دَخَلُوا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهٗ زَبِيْبًا فَاَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ اَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّآئِمُوْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

لوٹ گئے اور حضرت سعد آپ کے پیچھے ہو لیے۔ عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! جتنی دفعہ بھی آپ نے سلام کیا' میرے اِن کانوں نے سنا' اور میں نے آپ کو جواب دیا' لیکن ایسا کہ آپ نہ سنیں' میں نے یہ چاہا تا کہ آپ زیادہ دفعہ ہم پر سلامتی اور برکت بھیجیں' پھر گھر میں داخل ہوئے اور انہوں نے کشمش پیش کی' تو نبی کریم ﷺ نے تناول فرمائیں۔ جب فارغ ہوئے تو (یوں دعا) فرمائی: تمہارا کھانا نیک بندے کھائیں' فرشتے تمہارے لیے دعاءِ رحمت کریں اور تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کا حکم

٥٤١٤ - وَعَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ مَّرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يَقْرِنِيْ وَلَمْ يُضِفْنِيْ ثُمَّ مَرَّ بِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ اَقْرِيْهِ اَمْ اَجْزِيْهِ قَالَ بَلْ اَقْرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابوالاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کے والد ماجد (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! کیا ارشاد ہے جبکہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزروں تو نہ وہ میری مہمانی کرے اور نہ ضیافت' پھر اس کے بعد وہ میرے پاس سے گزرے تو کیا میں اس کی مہمانی کروں یا بدلہ دوں؟ فرمایا کہ اس کی مہمانی کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ (مرقات میں وضاحت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد فرمانِ خداوندی کے مطابق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" یعنی (بُرائی کا) بدلہ بھلائی سے دو۔ (حٰمٓ السجدہ: ۳۴)

بَابٌ

مؤمن کی مثال اور پرہیز گاروں کو کھانا کھلانے کا حکم

٥٤١٥ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الْاِيْمَانِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِيْ اٰخِيَّتِهٖ يَجُوْلُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى اٰخِيَّتِهٖ وَاِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُوْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْاِيْمَانِ فَاَطْعِمُوْا طَعَامَكُمُ الْاَتْقِيَآءَ وَاَوْلُوْا مَعْرُوْفَكُمُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ.

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مؤمن کی اور ایمان کی مثال گھوڑے جیسی ہے جو اپنی رسّی کے مطابق دوڑتا رہتا ہے' پھر اپنی رسّی کی طرف لوٹ آتا ہے' اور بے شک مومن بھولتا ہے' پھر ایمان کی طرف لوٹ آتا ہے' لہٰذا تم اپنا کھانا پرہیز گاروں کو کھلاؤ اور اُن لوگوں کو جو ایمان کے لحاظ سے معروف ہوں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابونعیم نے حلیہ میں کی ہے۔

بَابٌ

چاشت کے وقت ثرید کھانے کا واقعہ اور حضور کی ہدایتیں

٥٤١٦ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک

لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يَحْمِلُهَا أَرْبَعَةُ رِجَالٍ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ فَلَمَّا أَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى أُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ وَقَدْ ثُرِدَ فِيهَا فَالْتَفُّوا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوا جَثَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَّلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا ثُمَّ قَالَ كُلُوا مِنْ جَوَانِبِهَا وَدَعُوا ذُرْوَتَهَا يُبَارَكْ فِيهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

ایک بہت بڑا ٹب تھا جس کو چار آدمی اٹھاتے تھے اور اُسے غرّاء کہا جاتا تھا۔ چاشت کے وقت جب سب نمازِ چاشت ادا کر لیتے تو اُس ٹب کو لایا جاتا جس میں ثرید بنایا ہوا ہوتا۔ سب اُس کے گرد جمع ہو جاتے' جب لوگ زیادہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ دوزانو بیٹھتے۔ ایک اعرابی نے کہا: یہ کیسا بیٹھنا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے متواضع بندہ بنایا ہے اور مجھے متکبر اور سرکش نہیں بنایا' پھر فرمایا: اس کے کناروں سے کھاؤ' اس کی بلندی کو چھوڑ دو کیونکہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانا اکٹھے کھانے میں سیری اور برکت ہے

٥٤١٧ - وَعَنْ وَّحْشِيِّ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا نَأْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت وحشی بن حرب اپنے والد ماجد وہ ان کے جدّ امجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے! فرمایا کہ شاید تم الگ الگ کھاتے ہو! (جواباً) عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اپنے کھانے پر اکٹھے ہو جایا کرو اور اللہ کا نام لیا کرو' تمہیں برکتیں دی جائیں گی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٥٤١٨ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِابْنِ مَاجَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَإِنَّ الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَأَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوْا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَمَحْمُوْلٌ عَلَى الرُّخْصَةِ أَوْ دَفْعًا لِّلْحَرَجِ عَلَى الشَّخْصِ إِذْ كَانَ وَحْدَهٗ.

اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکٹھے کھاؤ اور الگ الگ نہ ہو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ۔ اس میں اکیلے کھانے کی اجازت ہے جبکہ کوئی شخص تنہا ہے تو وہ تنہا کھا سکتا ہے۔ (مرقات)

بَابٌ

دسترخوان پر کھانے کے آداب

٥٤١٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰى تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ يَدَهٗ وَإِنْ شَبِعَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيَعْذِرْ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَعَسٰى أَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دسترخوان بچھا دیا جائے تو دسترخوان اٹھانے تک کوئی آدمی کھڑا نہ ہو اور نہ اپنا ہاتھ اُٹھائے اگرچہ شکم سیر ہو گیا ہو' یہاں تک کہ سب فارغ ہو جائیں یا عذر بیان کر دے ورنہ اُس کا ساتھی شرمسار ہوگا اور اپنا ہاتھ روک لے گا' اور ہو سکتا ہے کہ اُسے ابھی کھانے کی ضرورت ہو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے اور

يَكُوْنَ لَهُ فِي الطَّعَامِ حَاجَةٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٢٠ - وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ اٰخِرُهُمْ اَكْلًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ.

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہما سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد (امام زین العابدین) نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو اُن سے آخر میں کھانا بند کرتے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کریں

٥٤٢١ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ فَعَرَضَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا لَا نَشْتَهِيْهِ قَالَ لَا تَجْتَمِعَنَّ جُوْعًا وَّكَذِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا، آپ نے ہمارے سامنے رکھ دیا، ہم نے عرض کیا: ہمیں تو خواہش نہیں ہے، آپ نے فرمایا: بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ اَكْلِ الْمُضْطَرِّ

مجبور کے کھانے کا بیان

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُس نے حرام کیا ہے تم پر صرف مُردار اور خون اور سؤر کا گوشت اور وہ جانور کہ بلند کیا گیا ہو جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام، لیکن جو مجبور ہو جائے درآں حالیکہ وہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اُس پر (بقدرِ ضرورت کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں، بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالیکہ نہ جھکنے والا ہو گناہ کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔

نامزد کرنے سے جانور یا کھانا حرام نہیں ہوتا

واضح ہو کہ صدر کی اس آیت (البقرہ: ۱۷۲) میں "وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ" کا ترجمہ، وہ جانور جس پر بلند کیا گیا ہو ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام۔ اس ترجمہ میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کا اتباع کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں یہ آیت چار بار آئی ہے اور ہر جگہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے یہی ترجمہ کیا ہے۔ اور ترجمہ میں "وقتِ ذبح" کی قید کو ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے، چنانچہ حضرت نے یوں ترجمہ فرمایا: "وآنچہ آواز بلند کردہ در ذبح بغیر اللہ (فتح الرحمٰن)"۔ اور تمام مفسرین کرام علیہم الرحمہ نے اس آیت کا یہی معنی بیان فرمایا ہے، چنانچہ امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "لا خلاف بین المسلمین ان المراد به الذبیحة اذا اهل به لغیر الله عند الذبح" یعنی سب مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ (مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ ہوں: تفاسیر قرطبی، مظہری، بیضاوی، روح المعانی، ابن کثیر و کبیر وغیرہا) بعض لوگ ان چیزوں

کو بھی حرام کہہ دیتے ہیں جن کو کسی نبی یا ولی کے نام پر نامزد کیا جائے' خواہ ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے نام پر ہی ذبح کیا جائے۔ ان کے خیال میں نامزد کرنے میں مشرکانہ عمل سے تشبیہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے بتوں کے لیے نامزد کرتے تھے۔ لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو مسلمانوں کے اس عمل کو مشرکین کے عمل سے ظاہری یا باطنی کسی قسم کی مشابہت نہیں۔ کفار جب ایسے جانوروں کو ذبح کرتے تو اپنے بتوں کا نام لے کر ان کے گلے پر چھری پھیرتے' وہ کہتے: "بـاسـم اللّات و العُزّی" لات اور عزّیٰ کے نام سے ہم ذبح کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لینا گوارا نہیں کرتے۔ اسی لیے ظاہری مشابہت نہ ہوئی۔ نیز کافر ان جانوروں کو ذبح کرتے تو ان بتوں کی عبادت کی نیت سے ان کی جان تلف کرتے' کسی کو ثواب پہنچانا مقصود نہ ہوتا' اور مسلمان کسی غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے یا کسی اور کی خاطر ان کی جان تلف نہیں کرتے بلکہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ اس جانور کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرنے کے بعد یا یہ کھانا پکانے کے بعد فقراء اور عام مسلمانوں کو کھلائیں گے اور اس کا جو ثواب ہوگا' وہ فلاں صاحب کی روح کو پہنچے گا۔ بہر حال مسلمانوں کے عمل اور مشرکین کے طریقہ میں زمین و آسمان سے بھی زیادہ فرق ہے' کسی عالم کو زیب نہیں دیتا کہ طرح طرح کی تاویلات سے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ دے۔

(یہ مضمون تفسیر ضیاء القرآن از مولانا پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ' جلد اوّل ص ۱۱۶ سے ماخوذ ہے)

علاوہ ازیں حضرت محدث دکن' مصنف زجاجۃ المصابیح جس کا ترجمہ نور المصابیح کے نام سے فرید بک سٹال' لاہور سے شائع ہو رہا ہے اور حضرت مولانا ابوالوفا افغانی شیخ الفقہ' جامعہ نظامیہ' حیدر آباد دکن (بھارت) اور بانی' احیاء المعارف النعمانیہ' حیدر آباد ایسے کھانوں میں جواز کے قائل تھے اور شرکت بھی فرمایا کرتے تھے۔ راقم مترجم زجاجۃ المصابیح ان دونوں حضرات علیہما الرحمہ کے اس عمل کا عینی شاہد ہے۔ ۱۲

۵٤۲۲ - عَنْ اَبِیْ وَاقِدٍ اللَّیْثِیِّ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَکُوْنُ بِاَرْضٍ فَتُصِیْبُنَا بِھَا الْمَخْمَصَۃُ فَمَتٰی یَحِلُّ لَنَا الْمَیْتَۃُ قَالَ مَا لَمْ تَصْطَبِحُوْا اَوْ تَغْتَبِقُوْا اَوْ تَحْتَفِئُوْا بِھَا بَقْلًا فَشَانُکُمْ بِھَا مَعْنَاہُ اِذَا لَمْ تَجِدُوْا صَبُوْحًا اَوْ غَبُوْقًا وَّلَمْ تَجِدُوْا بَقْلَۃً تَاْکُلُوْنَھَا حَلَّتْ لَکُمُ الْمَیْتَۃُ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ فِیْہِ دَلِیْلُنَا عَلَی الْاَمْرِ الَّذِیْ یُبِیْحُ لَہُ الْمَیْتَۃَ ھُوَ الْاِضْطِرَارُ وَلَا یَتَحَقَّقُ ذٰلِکَ مَعَ مَا یَتَبَلَّغُ بِہٖ مِنَ الْغَبُوْقِ وَالصَّبُوْحِ فَیُمْسِکُ الرَّمَقَ وَاَوْرَدَ صَاحِبُ الْمِشْکٰوۃِ فِیْ ھٰذِہِ الْبَابِ حَدِیْثَ اَبِیْ دَاوٗدَ لِاِثْبَاتِ مَذْھَبِھِمْ وَاَرَادَ اَنَّ الْاِضْطِرَارَ لَا یَتَوَقَّفُ عَلٰی خَوْفِ الْھَلَاکِ کَمَا کَانَ عِنْدَ الْحَنَفِیَّۃِ لِاَنَّ ذٰلِکَ الْحَدِیْثَ قَدْ ثَبَتَ فِیْہِ اَنَّ خَوْفَ الْھَلَاکِ لَیْسَ بِمَنَاطٍ لِحِلِّ الْمَیْتَۃِ کَیْفَ وَالْمَرْءُ لَیْسَ بَعْدَ

حضرت ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ایسے علاقے میں ہوتے ہیں کہ ہمیں بھوک سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے' (ایسی حالت میں) مردار ہمارے لیے کب حلال ہوتا ہے؟ جواباً فرمایا: جب تم صبح یا شام ایک پیالہ دودھ بھی نہ پاؤ اور ساگ سبزی بھی نہ ملے تب' اس کا مطلب یہ ہوا کہ صبح یا شام دودھ کا ایک پیالہ بھی نہ ملے اور نہ ساگ سبزی پاسکو جسے کھالو تو تمہارے لیے (ایسی اضطراری حالت میں) مردار حلال ہو جاتا ہے۔ اس کی روایت دارمی نے کی ہے۔ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ مردار کو مباح کرنے والی شے اضطرار ہے' جب صبح شام ایک پیالہ دودھ میسر ہو اور زندگی باقی رہے۔ اور صاحب مشکوٰۃ نے اپنے مذہب کے اثبات کے لیے اس باب کے تحت ابوداود کی حدیث نقل کی ہے' اور ان کی مراد یہ تھی کہ اضطرار ہلاکت کے خوف پر موقوف نہیں جیسا کہ احناف کا موقف ہے کیونکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مردار کے حلال ہونے کا دارومدار ہلاکت کے خوف پر نہیں۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ صبح شام دودھ کا ایک پیالہ ملنے کے بعد ایسے شخص پر ہلاکت کا خوف کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک پیالہ گھر کے تمام افراد کے لیے ہے نہ یہ کہ فرداً فرداً ہر

اِغْتِبَاقِ الْقَدَحِ وَاَصْطِبَاحِهٖ مِمَّا يُخَافُ عَلَيْهِ الْهَلَاكُ قُلْنَا فَالْجَوَابُ عَنْهُ اَنَّ الْقَدَحَ كَانَ لِكُلِّ اَهْلِ الْبَيْتِ جَمِيْعًا لَا قَدَحًا قَدَحًا لِكُلِّ اَحَدٍ فَاِنَّ بَعْدَ الْقَدَحَيْنِ فِيْ يَوْمٍ لَّا حَاجَةَ فِي الطَّعَامِ فَضْلًا عَنِ الْاِضْطِرَارِ.

ایک کے لیے ایک ایک پیالہ ہو۔

بَابُ الْاَشْرِبَةِ

پینے کی چیزوں کا بیان

بَابٌ

پینے کے آداب

٥٤٢٣ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَنَفَّسُ فِي الشُّرْبِ ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پیتے ہوئے تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَزَادَ مُسْلِمٌ فِيْ رِوَايَةٍ وَّيَقُوْلُ اِنَّهٗ اَرْوٰى وَاَبْرَاُ وَاَمْرَاُ.

اور مسلم نے ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ یہ بھی فرماتے کہ (تین سانسوں میں پینا) زیادہ سیر کرنے والا زیادہ صحت بخش اور زود ہضم ہے۔

ف: علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے شمائل کی شرح میں صحیح سند سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین سانسوں میں اس طرح پیتے کہ جب پیالہ کو دہن مبارک سے قریب کرتے تو بسم اللہ فرماتے اور جب ہٹاتے تو الحمد للہ فرماتے' آپ اس عمل کو تین مرتبہ کرتے۔ (مرقات' عالمگیریہ) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٢٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمِدُوْا اِذَا اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اونٹ کی طرف ایک ہی سانس میں نہ پیئے بلکہ دو تین سانسوں میں پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب (پیالہ) ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٤٢٥ - وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَنَفَّسَ فِي الْاِنَاءِ اَوْ يَنْفُخَ فِيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے برتن میں سانس لینے اور اُس میں پھونکیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ برتن میں پھونکیں مارنے کی وضاحت کے بارے میں مرقات میں لکھا ہے کہ کسی گرم چیز کو ٹھنڈا کرنا مقصود ہو تو صبر کرے اور اگر برتن میں کچرا ہو تو کسی چیز سے نکال دے' انگلی سے نہ نکالے کیونکہ اس سے ناگواری ہوتی ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٤٢٦ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ النَّفْخِ فِی الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلْقَذَاۃُ اَرَاھَا فِی الْاِنَاءِ قَالَ اَھْرِقْھَا قَالَ فَاِنِّیْ لَا اَرْوٰی مِنْ نَّفَسٍ وَّاحِدٍ قَالَ فَاَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِیْکَ ثُمَّ تَنَفَّسْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں برتن میں تنکا دیکھتا ہوں' فرمایا کہ اُسے بہا دو' اُس نے عرض کیا کہ میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا ہوں' فرمایا کہ پیالے کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لیا کرو۔ اس کی روایت ترمذی اور دارمی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً پانچویں حدیث

٥٤٢٧ - وَعَنْہُ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشَّرَابِ مِنْ ثُلْمَۃِ الْقَدَحِ وَاَنْ یُّنْفَخَ فِی الشَّرَابِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے سوراخ سے پینے اور پینے کی چیز میں پھونکیں مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چھٹی حدیث

٥٤٢٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِی السِّقَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشک یا چھاگل کے دہانے کو منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِیَۃِ زَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَّاخْتِنَاثُھَا اَنْ یُّقْلَبَ رَاْسُھَا ثُمَّ یُشْرَبُ مِنْہُ.

اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ مشکیزے کے منہ سے پانی پیا جائے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ اور ہے کہ اُس کا اُلٹانا یہ ہے کہ اس کے دہانے کو نیچے کر دیا جائے اور اُس سے پیا جائے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنْ کَبْشَۃَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَۃٍ مُّعَلَّقَۃٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِیْھَا فَقَطَعْتُہٗ قُلْنَا ھٰذَا الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ النَّھْیَ عَنْ فَمِ السِّقَاءِ لَیْسَ لِلتَّحْرِیْمِ بَلْ لِلتَّنْزِیْہِ وَالْفِعْلُ لِبَیَانِ الْجَوَازِ.

اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا' پس میں کھڑی ہوئی اور اُس کے منہ کو (بطور تبرک کے) کاٹ کر رکھ لیا (تا کہ شفاء کے کام آئے)۔ ہم کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں مشکیزے کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت بطور حرمت نہیں ہے' بلکہ تنزیہہ کے لیے اور آپ کا یہ فعل بیان جواز کے لیے ہے۔

بَابٌ

کھڑے ہو کر پینا جائز ہے

٥٤٢٩ - وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَشْرَبُ قَائِمًا وَّقَاعِدًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا (حضرت ابن اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہو کر پیتے ہوئے اور بیٹھے ہوئے بھی (پیتے) دیکھا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلدَّارِمِیِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالتِّرْمِذِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَأْکُلُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِیْ وَنَشْرَبُ وَنَحْنُ قِیَامٌ.

اور دارمی، ابن ماجہ اور ترمذی کی ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ہم چلتے ہوئے کھالیا کرتے تھے اور کھڑے ہو کر پی لیا کرتے تھے۔

وَرَوٰی مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَسَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ کَانَا لَا یَرَیَانِ بِشُرْبِ الْاِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بَأْسًا.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ دونوں انسان کے کھڑے ہو کر پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ مُّخْبِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کَانُوْا یَشْرَبُوْنَ قِیَامًا قَالَ مُحَمَّدٌ وَّبِهٰذَا نَأْخُذُ لَا نَرٰی بِالشُّرْبِ قَائِمًا بَأْسًا وَّهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور روایت میں جو حضرت مخبر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفان اور امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کھڑے ہو کر پیا کرتے تھے۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں اور کھڑے رہ کر پینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اور امام ابوحنیفہ اور ہمارے عامۂ فقہاء (احناف) رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٣٠ - وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ نَهٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی کھڑا ہو کر پانی پیے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَشْرَبَنَّ اَحَدٌ مِّنْکُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِیَ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَقِیْءْ ذَکَرَ الطَّحَاوِیُّ وَغَیْرُهٗ اَنَّ النَّهْیَ لِاَمْرٍ طِبِّیٍّ فَاِنَّ فِی الشُّرْبِ وَالْاَکْلِ قَائِمًا اٰفَاتٌ لَّا لِاَمْرٍ شَرْعِیٍّ وَّرَوٰی هُوَ عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّمَا اَکْرَهُ الشُّرْبَ قَائِمًا لِاَنَّهٗ دَاءٌ.

اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پیے، اگر بھول جائے تو قے کر دے۔ امام طحاوی اور دیگر فقہاء نے بیان کیا ہے کہ کھڑے ہو کر پینے کی ممانعت طبی حکم ہے، اس لیے کہ کھڑے ہو کر کھانے اور پینے میں آفتیں ہیں، اس میں کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں کھڑے ہو کر پینے کو اس لیے برا سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بیماری ہے۔

بَابٌ

آبِ زمزم اور وضو سے بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پئیں

٥٤٣١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ مُّتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زمزم کا ایک ڈول پیش کیا گیا تو آپ نے کھڑے ہو کر نوش فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَاْسَهُ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَّاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ.

اور بخاری نے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نماز ظہر پڑھ لی تو لوگوں کی حاجتوں کے لیے کوفہ کے چبوترے پر بیٹھے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت ہوگیا' پھر آپ کی خدمت میں پانی لایا گیا تو آپ نے پیا اور اُس سے منہ ہاتھ دھوئے۔ راوی نے سر اور پیروں کا بھی ذکر کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پی لیا' پھر فرمایا کہ بعض لوگ کھڑے ہو کر پینا ناپسند کرتے ہیں' جبکہ حضور نبی کریم ﷺ اسی طرح کرتے تھے جیسے میں نے کیا ہے۔

بَابٌ

حضور ﷺ کا ایک انصاری کے گھر تشریف لے جانا اور دودھ نوش فرمانا

۵۴۳۲- وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَّهُ فَسَلَّمَ فَرَدَّ الرَّجُلُ وَهُوَ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِيْ حَائِطٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا فَقَالَ عِنْدِيْ مَاءٌ بَاتَ فِيْ شَنٍّ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ مَّاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ فَشَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک انصاری کے پاس پہنچے اور آپ کے ساتھ آپ کے ایک ساتھی تھے۔ آپ نے سلام کیا اور اُس نے سلام کا جواب دیا اور وہ باغ کو پانی دے رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے پاس مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہو تو فبہا ورنہ ہم نالی سے منہ لگا کر پانی لیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: میرے پاس مشکیزے میں رات کا باسی پانی ہے' پس وہ جھونپڑے کی طرف گیا' پیالے میں پانی ڈالا' پھر گھر کی پلی ہوئی بکری کا دودھ اُس میں دوہا۔ نبی کریم ﷺ نے نوش فرمالیا' وہ دوبارہ لایا تو اُس آدمی نے پی لیا جو آپ کے ساتھ آیا تھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْنَا عَلٰى بِرْكَةٍ فَجَعَلْنَا نَكْرَعُ فِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْرَعُوْا وَلٰكِنِ اغْسِلُوْا اَيْدِيَكُمْ ثُمَّ اشْرَبُوْا فِيْهَا فَاِنَّهُ لَيْسَ اِنَاءٌ اَطْيَبَ مِنَ الْيَدِ قَالَ فِيْ فَتْحِ الْبَارِيْ اَلنَّهْيُ فِيْهِ لِلتَّنْزِيْهِ وَالْفِعْلُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَقِصَّةُ جَابِرٍ قَبْلَ النَّهْيِ اَوِ النَّهْيُ فِيْ غَيْرِ حَالِ الضَّرُوْرَةِ وَالْفِعْلُ كَانَ لِلضَّرُوْرَةِ.

اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ ہم ایک حوض پر سے گزرے تو ہم منہ لگا کر پانی پینے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منہ لگا کر پانی نہ پیا کرو بلکہ اپنے ہاتھ دھولو' پھر ہاتھوں سے پانی پیؤ اس لیے کہ ہاتھ سے زیادہ صاف کوئی برتن نہیں ہے۔ فتح الباری میں کہا: اس میں ''نہی'' تنزیہی ہے ''فعل'' بیان جواز کے لیے ہے' اور حضرت جابر رضی اللہ کا قصہ ''نہی'' سے پہلے کا ہے یا ''نہی'' اس وقت ہے جب ضرورت نہ ہو اور ''فعل'' ضرورت کے وقت تھا۔

بَابٌ

کسی چیز کے دینے میں دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں

٥٤٣٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ حُلِبَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَنْ يَّمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَا بَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَى الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ اَلْاَيْمَنُ فَالْاَيْمَنُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے گھر میں پالی ہوئی بکری کا دودھ دوہا گیا اور اُس میں اُس کنویں کا پانی ملایا گیا جو حضرت انس کے گھر میں تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو نوش فرمایا۔ آپ کے بائیں جانب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (بچا ہوا دودھ) حضرت ابوبکر کو دے دیجئے' لیکن آپ نے اعرابی کو عطا فرمایا جو آپ کے دائیں طرف تھا۔ پھر فرمایا: دائیں طرف والا زیادہ حق دار ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْاَيْمَنُوْنَ فَالْاَيْمَنُوْنَ اَلَا فَيَمِّنُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَبِهٖ نَاْخُذُ.

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے: دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں! دائیں جانب والے زیادہ حق دار ہیں! لہٰذا دائیں جانب والوں کا زیادہ خیال رکھو! اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔ اور امام محمد علیہ الرحمہ نے موطأ میں فرمایا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

ف: عمدۃ القاری میں وضاحت ہے کہ موسمِ گرما میں ٹھنڈے پانی کی طلب میں کوئی حرج نہیں اور حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پینے کے لیے دودھ میں پانی کا ملانا درست ہے مگر دودھ جب فروخت کیا جائے تو پانی ملا کر بیچنا جائز نہیں۔ ۱۲

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٤٣٤ - وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهٖ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ اَنْ اُعْطِيَهُ الْاَشْيَاخَ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلٍ مِّنْكَ اَحَدًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک پیالہ لایا گیا تو آپ نے اُس میں سے نوش فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب تمام لوگوں سے چھوٹا ایک لڑکا تھا اور بائیں جانب عمر رسیدہ حضرات' حضور نے فرمایا: اے لڑکے! کیا تم اجازت دیتے ہو کہ (بچا ہوا پانی) عمر رسیدہ حضرات کو دے دوں؟ لڑکے نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کے پس خوردہ کے بارے میں میں اپنے اوپر کسی چیز کو ترجیح نہیں دوں گا۔ پس آپ نے اسی کو عطا فرمایا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ
سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کی وعید

٥٤٣٥ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے' وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھڑکاتا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّ الَّذِيْ يَاْكُلُ

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو چاندی اور سونے کے برتنوں میں

وَيَشْرَبُ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ. کھاتے اور پیتے ہیں۔

ف: امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے کو مرد اور عورت دونوں کے لیے سب علماء نے حرام قرار دیا ہے اور اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ ایسی چیزوں کا استعمال خواہ کھانے' پینے اور طہارت کے لیے ہو حرام ہے' اسی لیے سونے اور چاندی کے چمچے' عوددان' سیلائی چھوٹا بڑا سب کے لیے حرام ہے۔ اگر کہیں اتفاقاً ایسا موقع آ جائے یعنی سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا اور پانی آ جائے تو ایسے برتنوں سے دوسرے برتنوں میں منتقل کر لے اور اگر تیل کی شیشی سونے یا چاندی کی ہو تو اس سے بائیں ہاتھ میں تیل ڈالیں' پھر اس کو بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ میں ڈالیں اور پھر استعمال کریں اور اسی طرح گھروں اور دکانوں کو سونے اور چاندی سے زینت نہ دیں۔ یہ تفصیل مرقات اور ہدایہ میں مذکور ہے۔ اور علامہ مفتی قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: کھانا' پینا' سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور اسی طرح عوددان' سرمہ دان' تیل کی شیشیاں' سرمہ دانیاں' سرمہ کی کاڑی جس سے سرمہ لگاتے ہیں' مردوں اور عورتوں کے لیے بھی ان ساری چیزوں کا استعمال حرام ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے سونے اور چاندی کے زیور کے سوا مردوں کی طرح ایسی ساری چیزیں حرام ہیں' البتہ چاندی کی انگوٹھی اور تلوار کے نقروی قبضہ کی اجازت ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٣٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَاْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَاِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ریشمی اور دیباج کے کپڑے نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتنوں میں پیو اور نہ ان کی تھالیوں میں کھاؤ' کیونکہ ان کے لیے (یعنی کافروں کے لیے) دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے (مسلمانوں کے لیے) آخرت میں ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ٹوٹے پیالہ کو چاندی سے جوڑا جا سکتا ہے

٥٤٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ فِيْ اِنَاءِ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ اَوْ اِنَاءٍ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ فَاِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو سونے یا چاندی کے برتن میں پیے یا اُس برتن میں جس کے اندر یہ لگے ہوئے ہوں تو وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ اس کی روایت دارقطنی نے کی ہے۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَسَرَ فَاتَّخَذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسِلَةً مِّنْ فِضَّةٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَحْمَدَ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ قَالَ رَاَيْتُ عِنْدَ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ ضَبَّةُ فِضَّةٍ.

اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ نے ٹوٹی ہوئی جگہ چاندی کی کڑی لگا دی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں حضرت عاصم احول رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کا پیالہ دیکھا' جس میں چاندی کی کڑی تھی۔

بَابٌ
رسول اللہ ﷺ کو پینے میں کیا چیز پسند تھی؟

٥٤٣٨ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحُلْوُ الْبَارِدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیز زیادہ پسند تھی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

٥٤٣٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَعْذَبُ لَهُ الْمَاءُ مِنَ السُّقْيَا قِيْلَ هِيَ عَيْنٌ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْمَدِيْنَةِ يَوْمَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے میٹھا پانی چشمۂ سقیا سے منگوایا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ چشمہ مدینۂ منورہ سے دو دن کی مسافت پر ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
دودھ بہترین غذا ہے

٥٤٤٠ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَاِذَا سُقِيَ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ فَاِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ يُّجْزِئُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ اِلَّا اللَّبَنُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو کہے: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے بہتر کھلاتا اور جب دودھ پیئے تو کہے: اے اللہ! ہمیں اس میں برکت دے اور اس سے زیادہ دینا کیونکہ جو چیز کھانے اور پینے دونوں کی جگہ کفایت کرے ایسی چیز دودھ کے سوا کوئی نہیں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ النَّقِيْعِ وَالْاَنْبِذَةِ
نقیع اور نبیذ کا بیان

ف: واضح ہو کہ نقیع ایسا مشروب ہے جو منقیٰ یا کشمش سے بنایا جاتا ہے منقیٰ کو بغیر پکائے ہوئے پانی میں رکھ چھوڑتے ہیں اور نبیذ کھجور، منقیٰ، کشمش، شہد، گیہوں اور جَو وغیرہ سے بنایا جاتا ہے۔ جب تک اس میں مٹھاس رہے اور نشہ نہ آئے جائز ہے۔ نبیذ ایسا مشروب ہے جو قوت بخشتا ہے۔ (مرقات)

بَابٌ
رسول اللہ ﷺ کے مشروبات

٥٤٤١ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِيْ هٰذَا الشَّرَابَ كُلَّهُ الْعَسَلَ وَالنَّبِيْذَ وَالْمَاءَ وَاللَّبَنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اس پیالہ سے رسول اللہ ﷺ کو پینے کی تمام چیزیں پلائی ہیں یعنی شہد، نبیذ، پانی اور دودھ۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے بیان کیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبارک پیالہ کو بصرہ میں دیکھا اور بطور تبرک اس سے کچھ چیز نوش فرمائی۔ علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ حضرت نضر بن انس کے ورثہ سے اس پیالہ کو اسّی ہزار درہم میں خریدا گیا۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ ﷺ صبح اور شام نبیذ نوش فرمایا کرتے

٥٣٤٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نَنْبِذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ يُوْكَا اَعْلَاهُ وَلَهُ عَزْلَاءُ نَنْبِذُهُ غُدْوَةً فَيَشْرَبُهُ عِشَاءً وَّنَنْبِذُهُ عِشَاءً فَيَشْرَبُهُ غُدْوَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے لیے مشکیزے میں نبیذ بناتے تو اُسے اوپر کی جانب سے باندھ دیتے اور اُس کا دہانہ تھا۔ صبح کو نبیذ بھگوتے تو شام کو آپ نوش فرمالیتے اور شام کو بھگوتے تو آپ اُسے صبح کو نوش فرمالیتے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٤٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْبَذُ لَهُ اَوَّلَ اللَّيْلِ فَيَشْرَبُهُ اِذَا اَصْبَحَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ تَجِيْءُ وَالْغَدَ وَاللَّيْلَةَ الْاُخْرٰى وَالْغَدَ اِلَى الْعَصْرِ فَاِنْ بَقِيَ شَيْءٌ سَقَاهُ الْخَادِمَ اَوْاَمَرَ بِهٖ فَصُبَّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے رات کی ابتداء میں نبیذ بھگویا جاتا تو آپ اُسے اگلے روز صبح کو نوش فرمالیتے یا آنے والی رات میں یا اُس کے بعد دوسری رات میں یا اگلے روز عصر تک۔ اگر اس کے بعد کچھ بچتا تو خادم کو پلا دیتے یا حکم فرماتے تو بہا دیا جاتا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حضور ﷺ نبیذ کو تین دن گزرنے سے پہلے نوش فرمالیتے تھے اس لیے کہ تین دن کے اندر نبیذ میں تغیر نہیں واقع ہوتا اور اگر تین دن گزر جائیں تو اس میں نشہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو جاتا ہے اس لیے اس کو بہا دیتے اور اگر اس میں نشہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو اس کو خادم کو پلا دیتے اس لیے کہ مال کا ضائع کرنا حرام ہے۔ یہ وضاحت امام نووی علیہ الرحمہ نے شرح مسلم میں بیان فرمائی ہے۔

بَابٌ

ممنوعہ برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت چند روز بعد منسوخ کر دی گئی

٥٤٤٤ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ وَاَمَرَ اَنْ يُّنْبَذَ فِيْ اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کدو کے تونبے سبز لاکھی برتن روغنی برتن جڑ کے برتن سے منع فرمایا ہے (کہ اس میں نبیذ نہ بنایا جائے اس لیے کہ اس میں شراب بنائی جاتی ہے) اور حکم فرمایا کہ چمڑے کے مشکیزوں میں نبیذ بنایا جائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَّبِيْذِ الْجَرِّ الْاَخْضَرِ قُلْتُ اَنَشْرَبُ فِي الْاَبْيَضِ قَالَ لَا.

اور بخاری کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سبز گھڑے میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا ہم سفید میں پی لیا کریں؟ فرمایا: نہیں!

وَرَوٰى مُسْلِمٌ عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الظُّرُوْفِ فَاِنَّ ظَرْفًا لَّا يُحِلُّ شَيْئًا وَّلَا يُحَرِّمُهُ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.

اور مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں بعض برتنوں (کے استعمال سے) منع کیا تھا جبکہ برتن کسی چیز کو حلال کرتے ہیں اور نہ حرام اور نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ

اور مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ میں نے تمہیں چمڑے کے برتنوں

إِلَّا فِيْ ظُرُوْفِ الْأَدَمِ فَاشْرَبُوْا فِيْ كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لَّا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ وَهُوَ مِنْ بَدِيْعِ الْأَحَادِيْثِ حَيْثُ جَمَعَ بَيْنَ النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ.

کے سوا دوسرے برتنوں میں (نبیذ) پینے سے منع کیا تھا' اب تم ہر برتن میں پی سکتے ہو (کیونکہ شراب کی حرمت واقع ہو چکی ہے) لیکن نشہ لانے والی چیز نہ پیو۔ (شارح مشکوٰۃ) علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث بڑی نادر ہے کہ اس حدیث شریف میں ناسخ اور منسوخ دونوں جمع ہیں۔

بَابٌ

پتھر کے پیالہ میں نبیذ بنانے کا ذکر

٥٤٤٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ يُنْبَذُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سِقَاءٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدُوْا سِقَاءً يُنْبَذُ لَهُ فِيْ تَوْرٍ مِّنْ حِجَارَةٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشکیزے میں نبیذ بنایا جاتا اور اگر مشکیزہ نہ ملتا تو پتھر کے بڑے پیالہ میں آپ کے لیے نبیذ بنایا جاتا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایک بُرے عمل کا بیان

٥٤٤٦ - وَعَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اس کا کوئی دوسرا نام رکھ لیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابُ تَغْطِيَةِ الْأَوَانِيْ وَغَيْرِهَا

برتنوں وغیرہ کو ڈھانپنے کا بیان

بَابٌ

رات آنے پر ہمارے لیے کئی پابندیاں جواز حد ضروری ہیں

٥٤٤٧ - عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَّأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا اٰنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا عَلَيْهِ شَيْئًا وَأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات شروع ہو یا شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو (گھروں میں) روک لو کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں' جب ایک گھنٹہ رات گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو' اور اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر لو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا' اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کے منہ بند کر دو اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھانپ دو' خواہ اُن پر چوڑائی میں ہی کوئی چیز رکھو اور اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ وَاكْفِتُوْا صِبْيَانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا أَوْ خَطْفَةً وَّأَطْفِئُوا الْمَصَابِيْحَ عِنْدَ

اور بخاری کی روایت میں فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دو' مشکیزوں کے منہ باندھ دو' دروازے بند کر لو' اپنے بچوں کو شام کے وقت روک لو کیونکہ اُس وقت شیطان پھیلتے اور اُچک لیتے ہیں' اور سوتے وقت چراغوں کو بجھا دو کیونکہ بعض اوقات چوہیا بتّی کو کھینچ لیتی ہے اور گھر والوں کو جلا دیتی ہے۔

الرُّقَادِ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا السِّرَاجَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَحُلُّ سِقَاءً وَّلَا يَفْتَحُ بَابًا وَّلَا يَكْشِفُ إِنَاءً فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ أَحَدُكُمْ إِلَّا أَنْ يَّعْرُضَ عَلٰى إِنَائِهٖ عُوْدًا وَّيَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ فَلْيَفْعَلْ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلٰى أَهْلِ الْبَيْتِ بَيْتَهُمْ.

اور مسلم کی ایک روایت میں فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دو' مشکیزوں کے منہ باندھ دو' دروازے بند کر دو' چراغ بجھا دو کیونکہ شیطان کے لیے بند مشکیزہ نہیں کھولتا' نہ بند دروازے اور برتن کو کھولتا ہے۔ اگر تم کوئی چیز نہ پاؤ تو چوڑائی میں اپنے برتن پر لکڑی ہی رکھ دو' اور اللہ کا نام لو اور ضرور ایسا کرو کیونکہ چوہیا گھر والوں پر اُن کے گھر کو بھڑکا دیتی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ لَا تُرْسِلُوْا مَوَاشِيَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْعَثُ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ حَتّٰى تَذْهَبَ فَحْمَةُ الْعِشَاءِ.

اور اسی کی دوسری روایت میں ہے' فرمایا: جب سورج غروب ہو جائے تو اپنے مویشیوں اور بچوں کو باہر نہ بھیجو یہاں تک کہ ابتدائی سیاہی جاتی رہے' کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو شیطان اس وقت پھیل جاتے ہیں حتیٰ کہ ابتدائی سیاہی جاتی رہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ قَالَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَّنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَّا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ لَّيْسَ عَلَيْهَا غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٌ لَّيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ.

اور اسی کی ایک اور روایت میں فرمایا: برتنوں کو ڈھانپ دو' مشکیزوں کے منہ باندھ دو کیونکہ سال میں ایک ایسی رات بھی ہے جس میں وباء نازل ہوتی ہے' نہیں گزرتی وہ کسی برتن کے پاس سے جس کو ڈھکا نہ ہو اور مشکیزے کے پاس سے جس پر بند نہ ہو' مگر وہ وباء اُس میں نازل ہو جاتی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٤٨ - وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكِلَابِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَإِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ وَأَقِلُّوا الْخُرُوْجَ إِذَا هَدَأَتِ الْأَرْجُلُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَتِهٖ مَا يَشَاءُ وَأَجِيْفُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا إِذَا أُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَأَكْفِئُوا الْآنِيَةَ وَأَوْكُوا الْقِرَبَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوٰى أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَأَبُوْ دَاوُدَ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رات کے وقت تم جب کتے کے بھونکنے یا گدھے کے رینگنے کی آواز سنو تو ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' کہا کرو' کیونکہ وہ اُن چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے' اور جب چلنے والے پیر کم ہو جائیں تو باہر کم نکلو' کیونکہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنی جس مخلوق کو چاہے پھیلا دیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دروازے بند کر لیا کرو' کیونکہ بند دروازے کو شیطان نہیں کھولتا اور جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو' نیز گھڑے ڈھک دیا کرو' برتنوں کو اُلٹے کر دیا کرو اور مشکوں کا منہ باندھ دیا کرو۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔ اور امام احمد نے بھی اس کی روایت کی ہے اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں' اور ابوداؤد اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں اسی طرح روایت کی ہے۔

وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَالْحَاكِمُ فِیْ مُسْتَدْرَكِهٖ عَنْهُ نَحْوَهٗ.

بَابٌ

رات میں برتن کوڈھانپنے کی تاکید

٥٤٤٩ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ رَّجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِاِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْ اَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ حضرت ابوحُمید نامی ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک برتن میں دودھ لے کر حاضر ہوئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اُسے ڈھانپ کیوں نہیں لیا تھا' خواہ اِس کے اُوپر لکڑی ہی رکھ لیتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

سونے لگو تو آگ کھلی نہ چھوڑا کرو

٥٤٥٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِیْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو اپنے گھروں میں آگ کو (کھلی ہوئی) نہ چھوڑا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٤٥١ - وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَاْنِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ کا ایک گھر رات کے وقت اپنے رہنے والوں سمیت جل گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے' جب تم سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٤٥٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَاْرَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَاَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِیْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا فَيُحْرِقُكُمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک چوہا بتی کو گھسیٹتا ہوا آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اُسے چٹائی پر ڈال دیا' جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک درہم کے برابر جگہ جلا دی' فرمایا کہ جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان انہیں ایسے کام بتاتا ہے تا کہ تمہیں جلا دیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللِّبَاسِ
لباس کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يَا بَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾ (الاعراف:٢٦).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے اولادِ آدم! بے شک اُتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرم گاہوں کو اور باعثِ زینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (الاعراف:٣٢).

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آپ فرمایئے کس نے حرام کیا اللہ تعالیٰ کی زینت کو جو پیدا کی اُس نے اپنے بندوں کے لیے اور (کس نے حرام کیے) لذیذ پاکیزہ کھانے۔

ف: واضح ہو کہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے اپنے حاشیہ قرآن موسوم بہ موضح القرآن میں اس بارے میں بہترین وضاحت فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: دشمن نے جنت کے کپڑے تم سے اُتروائے، پھر ہم نے تم کو دنیا میں تدبیر لباس کی سکھائی، اب وہی لباس پہنو جس میں پرہیزگاری ہو، یعنی مرد لباس ریشمی نہ پہنے اور دامن دراز نہ رکھے اور جو منع ہوا ہے، سو نہ کرے اور عورت بہت باریک نہ پہنے کہ لوگوں کو اس کا بدن نظر آئے اور اپنی زینت نہ دکھائے۔ ۱۲

بَابٌ
نبی کریم ﷺ کا پسندیدہ لباس کیا تھا؟

٥٤٥٣ - عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو کپڑوں میں حِبَرہ (یعنی لکیروں والی یمنی چادر) سب سے زیادہ پسند تھی۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے متفقہ طور پر کی ہے۔

بَابٌ
حضور ﷺ نے قطری چھوٹی چادر اوڑھ کر امامت فرمائی

٥٤٥٤ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَاكِيًا فَخَرَجَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى اُسَامَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبُ قِطْرٍ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰى بِهِمْ رَوَاهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز تھی تو آپ حضرت اُسامہ کا سہارا لے کر باہر تشریف لائے اور آپ کے اوپر قطر کا کپڑا تھا، جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے، پھر آپ نے صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
ام المؤمنین حضرت عائشہ سے حضور سے آرام دِہ لباس کی تجویز

٥٤٥٥ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبَانِ قِطْرِيَّانِ غَلِيْظَانِ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو موٹے قطری کپڑے پہنے ہوئے تھے، جب آپ بیٹھتے تو پسینے

وَكَانَ إِذَا قَعَدَ فَعَرِقَ ثَقُلَا عَلَيْهِ فَقَدِمَ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ لِفُلَانٍ الْيَهُودِيِّ فَقُلْتُ لَوْ بَعَثْتَ إِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ إِلَى الْمَيْسَرَةِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا تُرِيْدُ إِنَّمَا تُرِيْدُ أَنْ تَذْهَبَ بِمَالِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ قَدْ عَلِمَ أَنِّيْ مِنْ أَتْقَاهُمْ وَآدَاهُمْ لِلْأَمَانَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

کے باعث وہ بھاری ہو جاتے۔ پس ملک شام سے فلاں یہودی کا کپڑا آیا' تو میں نے عرض کی: کاش! آپ کسی کو بھیج کر دو کپڑے اُس سے رقم آنے تک اُدھار خرید لیں۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا تو اُس (یہودی) نے کہا: میں جانتا ہوں جو آپ چاہتے ہیں۔ آپ چاہتے ہیں کہ میرا مال ہضم کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے جبکہ بخوبی جانتا ہے کہ میں اُن میں سب سے پرہیزگار اور سب سے بہتر امانت ادا کرنے والا ہوں۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

اُونی چادر کو پھینک دینے کا واقعہ

٥٤٥٦ - وَعَنْهَا قَالَتْ صُنِعَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَةٌ سَوْدَاءُ فَلَبِسَهَا فَلَمَّا عَرِقَ فِيْهَا وَجَدَ رِيْحَ الصُّوْفِ فَقَذَفَهَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لیے سیاہ چادر بنائی گئی۔ آپ نے اُسے استعمال کیا' جب پسینہ آیا تو اُس میں سے اُون کی بو آئی تو آپ نے اس کو پھینک دیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نبی کریم ﷺ کا وصال جن کپڑوں میں ہوا تھا' اُن کا بیان

٥٤٥٧ - وَعَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پیوندوں والا کمبل اور ایک موٹا تہبند ہمارے سامنے نکالا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ان دونوں کپڑوں میں وصال ہوا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا محبوب ترین لباس

٥٤٥٨ - وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيْصَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قمیص سب کپڑوں سے زیادہ پسند تھی۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا وصال پیوند والے کمبل اور موٹے تہبند میں ہوا۔ اس سے سرورِ کائنات ﷺ کے زہد اور دنیوی آسائش کی چیزوں سے بے رغبتی ظاہر ہوتی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت کو بھی اسی طرح تواضع کے ساتھ اپنی زندگی گزارنی چاہیے۔ (مرقات) ١٢

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کی مبارک قمیص کیسی ہوتی تھی؟

٥٤٥٩ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ قَمِيْصًا فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ مُسْتَوَى الْكُمَّيْنِ بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ نَقَلَهُ فِيْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسی قمیص پہنا کرتے جس کا (دامن) ٹخنوں سے اوپر ہوتا اور جس کی آستینیں آپ کی مبارک انگلیوں کے سروں کے برابر ہوتیں۔ اس کی روایت ابن حبان نے کی ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے کہا ہے کہ اس روایت کو جامع صغیر میں ابن ماجہ

الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ بِرِوَایَۃِ ابْنِ مَاجَۃَ عَنْہُ. کی روایت جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے بیان کیا ہے۔

ف: واضح ہو کہ ردالمختار میں کہا ہے کہ لباس کی ایک قسم فرض ہے اتنا لباس جس سے انسان اپنی شرم گاہ چھپائے اور گرمی اور سردی کو جس سے دفع کر سکے یہ لباس فرض ہے اور بہتر یہ ہے کہ اُون یا کتان یا صوف کا ہو۔ اور اس کا نچلا دامن آدھی پنڈلی تک لمبا ہو آستین انگلیوں کے سروں تک لمبی ہوں اور اس کی چوڑائی ایک بالشت کی مقدار رہو۔ ۱۲

بَابٌ
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کا بیان

٥٤٦٠ - وَعَنْ اَبِیْ کَبْشَۃَ قَالَ کَانَ کِمَامُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُطْحًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ٹوپیاں چپٹی ہوئی تھیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: صدر کی حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ٹوپیوں کے لیے ''کِمَام'' کا لفظ آیا ہے۔ ''کِمَام'' جمع ہے ''کُمَّۃٌ'' کی۔ یہ ٹوپی گول ہوتی ہے اور پورے سر کو گھیر لیتی ہے اور سر پر چپکی ہوئی رہتی ہے۔ اور اس کی وسعت ایک بالشت ہوتی ہے۔ عالمگیری میں وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلنسوہ یعنی لمبی ٹوپی بھی پہنی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ باندھنے کا بیان

٥٤٦١ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں کندھوں کے درمیان رکھتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٤٦٢ - وَعَنْ عُبَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّھَا سِیْمَاءُ الْمَلٰئِکَۃِ وَاَرْخُوْھَا خَلْفَ ظُھُوْرِکُمْ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ.

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمامہ باندھا کرو کیونکہ یہ فرشتوں کی نشانی ہے اور اُن کا شملہ اپنے پیچھے کیا کرو۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

ف: عالمگیری میں وضاحت ہے کہ عمامہ کی دم دونوں مونڈھوں کے درمیان پیٹھ تک چھوڑنا مستحب ہے۔ یہ کنز میں بیان کیا ہے۔ البتہ عمامہ کی دُم کی مقدار کے بارے میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے اس کی مقدار ایک بالشت بیان کی ہے اور بعض نے پیٹھ تک اور بعض نے بیٹھنے تک مقدار کا ذکر کیا ہے۔ ذخیرہ میں اسی طرح صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ
مسلمان اور مشرکوں میں عمامہ باندھنے کا فرق

٥٤٦٣ - وَعَنْ رُکَانَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَرْقُ مَا بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْمُشْرِکِیْنَ الْعَمَائِمُ عَلَی الْقَلَانِسِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت رُکانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ٹوپیوں پر عمامے باندھنے کا فرق ہے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
حضرت قرہ بن ایاس مزنی کا مہر نبوت کو مَس کرنا

٥٤٦٤ - وَعَنْ مُّعَاوِیَۃَ بْنِ قُرَّۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ

حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد نے

أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعُوْهُ وَاِنَّهُ لَمُطْلَقُ الْاَزْرَارِ فَاَدْخَلْتُ يَدِيْ فِيْ جَيْبِ قَمِيْصِهِ فَمَسَسْتُ الْخَاتَمَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

فرمایا: میں قبیلۂ مُزینہ کے ایک وفد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پھر انہوں نے آپ سے بیعت کی اور آپ کی قمیص مبارک کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کی قمیص کے گریبان میں داخل کیا اور مُہر نبوت کو مَس کیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نبی کریم ﷺ نے رُومی جبہ پہنا

٥٤٦٥ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رومی جبہ پہنا، جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے بستر کا بیان

٥٤٦٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَنَامُ عَلَيْهِ اَدَمًا حَشْوُهُ لِيْفٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا بستر جس پر آپ سویا کرتے، چمڑے کا تھا جس میں کھجور کا گودا بھرا ہوا تھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

گھر میں کتنے بستر ہونے چاہئیں؟

٥٤٦٧ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِامْرَاَتِهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا ایک بستر اپنے لیے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے مبارک تکیہ کا بیان

٥٤٦٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ وِسَادُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ يَتَّكِئُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُهُ لِيْفٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا تکیہ جس سے آپ ٹیک لگاتے، کھجور کا تھا جس میں گودا بھرا ہوا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

حضور کا گرمیوں میں سر مبارک کو ڈھانپنے کا بیان

٥٤٦٩ - وَعَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِنَا فِيْ حَرِّ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر کے اندر بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک کو ڈھانپے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

تہ بند اور کرتہ کی مستحب حد اور زیادتی پر وعید

٥٤٧٠ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جس نے تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو گھسیٹا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ اس کی روایت بخاری او مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: فتاویٰ عالمگیری میں وضاحت ہے کہ تہبند اور کرتہ کو بہت نیچے تک لٹکائے رکھنا بدعت ہے۔ مرد حضرات کو چاہیے کہ تہبند کو ٹخنوں کے اوپر آدھی پنڈلی تک رکھیں اور عورتیں اپنے تہبند کو اتنا لمبا رکھیں کہ ان کے پیر کے پنجے چھپ جائیں۔ البتہ مردوں کے تہبند ٹخنوں سے نیچے اس شرط سے ہوں کہ وہ ازراہِ تکبر نہ ہوں تو اس میں کراہت تنزیہی ہے۔ اور بذل المجہود شرح ابوداؤد میں ہے کہ مستحب یہ ہے کہ تہبند اور کرتہ مرد کے لیے آدھی پنڈلی تک ہو اور ٹخنوں تک لمبائی بغیر کراہت کے جائز ہے اور ٹخنوں سے نیچے ممنوع ہے۔ اور اگر یہ لمبائی ازراہِ تکبر ہے تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہوگا۔ اور رد المحتار شرح در المختار میں لکھا ہے کہ مردوں کے تہبند قدموں کے پنجے پر گر رہے ہوں تو مکروہ ہے۔ ۱۲

بَابٌ

تکبر سے کپڑا لٹکانے کی وعید

۵۴۷۱ - وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهُ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَفْعَلُهُ خُيَلَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو تکبر کی وجہ سے اپنا کپڑا لٹکائے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا تہبند لٹک جاتا ہے حالانکہ میں اس کا خیال رکھتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تم اُن میں سے نہیں ہو جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۴۷۲ - وَعَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِسْبَالُ فِي الْإِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کپڑے کا لٹکانا تہبند، قمیص اور عمامہ میں ہے، جس نے ان میں سے کوئی چیز تکبر سے لٹکائی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۴۷۳ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو اپنے تہبند کو تکبر کی وجہ سے گھسیٹتا ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

۵۴۷۴ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُن کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ مؤمن کا تہبند باندھنا اس کی نصف

يَقُوْلُ اِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ وَمَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَفِي النَّارِ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّلَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

پنڈلیوں تک ہے۔ نیز اس کے اور ٹخنوں کے درمیان ہو تب بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن اُس سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے روز غرور کے ساتھ تہبند گھسیٹنے والے کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ابن عمر کو تہبند اونچا کرنے کی ہدایت

٥٤٧٥ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اِسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِرْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ قَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس سے گزرا اور میری تہبند میں درازی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! اپنی تہبند کو اونچا کرو، پس میں نے اونچی کر لی۔ پھر فرمایا کہ اور اونچی کرو! میں نے اور اونچی کر لی، اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا رہا، بعض لوگوں نے کہا کہ کہاں تک؟ کہا: نصف پنڈلیوں تک! اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

جتنا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ دوزخ میں ہے

٥٤٧٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جتنا تہبند ٹخنوں سے نیچے ہو، وہ آگ (دوزخ میں) ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ازراہِ تکبر تہبند گھسیٹ کر چلنے والے کے لیے سخت ترین وعید

٥٤٧٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّجُرُّ اِزَارَهٗ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی ازراہِ تکبر اپنا تہبند گھسیٹ کر چل رہا تھا تو وہ دھنسا دیا گیا۔ پس وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا واقعہ پچھلی امتوں کا ہے، یہی وجہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو باب ذکر بنی اسرائیل، میں بیان کیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

عورتوں کے تہبند کا بیان

٥٤٧٨ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تَرْخِيْ شِبْرًا فَقَالَتْ اِذًا تَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَّا تَزِيْدُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مَالِكٌ وَّاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

ام المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں، جبکہ آپ نے تہبند کا ذکر فرمایا تو یارسول اللہ! عورتیں! فرمایا کہ ایک بالشت لٹکائیں، عرض کی: جب اس سے ستر کھلے، فرمایا کہ ایک گز سہی اور اس پر اضافہ نہ کرے۔ اس کی روایت امام مالک، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةِ التِّرْمِذِیِّ وَالنَّسَائِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَتْ إِذًا تَنْکَشِفُ أَقْدَامُهُنَّ قَالَ فَيُرْخِيْنَ ذِرَاعًا لَّا يَزِدْنَ عَلَيْهِ.

نیز ترمذی اور نسائی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ یہ عرض گزار ہوئیں: جب ان کے قدم کھلیں تو؟ فرمایا: ایک گز لٹکا لیا کریں اور اس پر اضافہ نہ کریں۔

بَابٌ

عورتوں کا کپڑا باریک ہو تو بطور استر دوسرا کپڑا لگائیں تا کہ جسم دکھائی نہ دے

٥٤٧٩ - وَعَنْ دِحْيَةَ ابْنِ خَلِيْفَةَ قَالَ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبَاطِيَّ فَأَعْطَانِيْ مِنْهَا قُبْطِيَّةً فَقَالَ اِصْدَعْهَا صَدْعَيْنِ فَاقْطَعْ أَحَدَهُمَا قَمِيْصًا وَّأَعْطِ الْآخَرَ اِمْرَأَتَكَ تَخْتَمِرُ بِهٖ فَلَمَّا أَدْبَرَ قَالَ وَأْمُرْ اِمْرَأَتَكَ أَنْ تَجْعَلَ تَحْتَهٗ ثَوْبًا لَّا يَصِفُهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں قباطی کپڑے لائے گئے۔ آپ نے اُن میں سے ایک قبطی کپڑا مجھے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اس کے دو حصے کر لینا' ایک سے اپنی قمیص کٹوا لینا اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دینا کہ اُس کا دوپٹہ بنا لے' جب پیٹھ پھیری تو فرمایا کہ اپنی بیوی کو حکم دینا کہ اس کے نیچے (بطور استر) کپڑا رکھیں تا کہ جسم کا پتہ نہ لگے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

باریک دوپٹہ اوڑھنے پر ام المؤمنین نے اس کو پھاڑ دیا

٥٤٨٠ - وَعَنْ عَلْقَمَةَ ابْنِ أَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهٖ قَالَ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ رَّقِيْقٌ فَشَقَّتْهُ وَكَسَتْهَا خِمَارًا كَثِيْفًا رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت علقمہ بن ابی علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کی والدۂ ماجدہ (ام علقمہ رضی اللہ عنہا) نے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن (ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم) حاضر ہوئیں' جن کے اوپر ایک باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ نے (غضب ناک ہو کر) اُسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

بَابٌ

بالغہ عورت کا لباس کیسا ہو؟

٥٤٨١ - وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ أَنْ يُّرٰى مِنْهَا إِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَأَشَارَ إِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما حاضر ہوئیں اور اُن کے اوپر باریک کپڑا تھا تو آپ نے اُن سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: اے اسماء! جس وقت عورت بالغہ ہو جائے تو اُس کے لیے درست نہیں کہ اُس (کے جسم کا) کوئی حصہ نظر آئے ماسوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں سادگی کا بیان

٥٤٨٢ - وَعَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيْهِ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ وَعَلَيْهَا دِرْعٌ قِطْرِيٌّ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ اِرْفَعْ بَصَرَكَ إِلٰى

حضرت عبدالواحد بن ایمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا: میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' جن کے اوپر پانچ درہم کی قطری قمیص تھی' فرمایا کہ نگاہیں اٹھاؤ اور میری لونڈی

جَارِيَتِيْ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تَزْهٰى اَنْ تَلْبَسَهٗ فِى الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهَا دَرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتْ اِمْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کو دیکھو کہ یہ اِسے گھر میں پہننا بھی پسند نہیں کرتی حالانکہ اس کپڑے کی قمیص میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے مبارک عہد میں بھی تھی اور جس لڑکی کو مدینہ منورہ میں دُلہن بنایا جاتا تھا' وہ قمیص مجھ سے عاریتاً منگوائی جاتی تھی۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ف:اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے قریبی عہد ہونے کے باوجود معاشرہ میں کس قدر تغیر واقع ہو گیا کہ لوگ سادگی کو چھوڑ کر تکلفات میں مبتلا ہونے لگے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بخاری' امام احمد اور نسائی میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم پر کوئی سال بلکہ کوئی دن ایسا نہیں گزرے گا کہ اس کے بعد والا دن اس پہلے دن سے بدتر ہوگا' یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو۔اس کا سبب حضور ﷺ سے دوری ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو حُسنِ خاتمہ عطا فرمائے۔ اٰمین! بحرمة سيد المرسلين و اٰله الطاهرين و اصحابه الاكرمين- یہ پورا مضمون مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ عورتوں کا دوپٹہ کس طرح ہو؟

۵۴۸۳- وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ تَخْتَمِرُ فَقَالَ لَيَّةً لَّا لَيَّتَيْنِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ.

ام المؤمنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائے اور انہوں نے دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا' فرمایا کہ ایک پیچ کافی ہے نہ کہ دو پیچ۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف:اس حدیث شریف میں عورتوں کو لباس میں اسراف سے بچنے کی تاکید ہے۔مردوں کی طرح عورتیں لباس میں بے وجہ اسراف نہ کریں۔مرقات میں اس کی وضاحت میں یوں لکھا ہے کہ عورتیں اوڑھنی کو سر پر ڈال کر اپنی ٹھوڑی کے نیچے سے ایک ہی پیچ دیں نہ کہ دو پیچ' جس سے اسراف ہوتا ہے اور مردوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ مرد عمامہ میں کئی پیچ باندھتے ہیں۔ ۱۲

بَابٌ اہم معاشرتی آداب

۵۴۸۴- وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ يَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ اَوْ يَحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے یا ایک ہی کپڑے میں لپٹ جائے یا ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لے کہ شرم گاہ کھلی رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف:امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کی ہے کہ اس سلسلہ میں تین قسم کے مسائل ہیں:

(۱) ایسی باتیں جن کا تعلق تعظیم' زینت اور نظافت سے ہے' ان میں مستحب یہ ہے کہ دائیں طرف سے شروع کریں جیسے جوتے' موزہ' پاجامہ' شلوار' سر کا مونڈھنا' کنگھی کرنا' مونچھ کا کترنا' بغل کے بال نکالنا' مسواک کرنا' سرمہ لگانا' ناخنوں کا کترنا' وضوء' غسل' تیمم' مسجد میں داخل ہونا' بیت الخلاء سے باہر آنا اور صدقہ دینا وغیرہ۔

(۲) ایسے کام جو مذکورہ چیزوں کے علاوہ ہیں' ان میں مستحب یہ ہے کہ بائیں طرف سے انجام دیں جیسے جوتا' موزہ' شلوار اتارنا' آستین کا نکالنا' مسجد سے باہر آنا' بیت الخلاء میں داخل ہونا' استنجاء' ناک صاف کرنا اور اسی قسم کے کام وغیرہ۔

(۳) تیسری قسم جیسے ایک جوتے میں یا ایک موزہ میں چلنا' بغیر عذر کے مکروہ ہے۔ اس کی دلیل امام مسلم علیہ الرحمہ کی احادیث شریفہ ہیں۔ علماء نے اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ یہ کام وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک جوتے میں چلنے سے ایک پیر دوسرے سے اونچا رہتا ہے اور چلنے میں دشواری بھی ہوتی ہے اور بعض اوقات ٹھوکر بھی لگ جاتی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
قمیص دائیں جانب سے پہنی جائے

۵۴۸۵ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِیْصًا بَدَاَ بِمَیَامِنِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قمیص پہنتے تو دائیں جانب سے ابتداء فرماتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک چادر کو استعمال فرمانا

۵۴۸۶ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْتَبٍ بِشَمْلَةٍ قَدْ وَقَعَ هُدْبُهَا عَلٰی قَدَمَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر میں لپٹے ہوئے تھے اور اُس کا پھندنا آپ کے مبارک قدموں پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: ریشم کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے' البتہ عورتوں کے لیے ریشم کا استعمال حلال ہے۔ جس حدیث شریف میں عورتوں کے لیے حلال فرمایا گیا' وہ حدیث کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے' جن میں امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے' آپ کے ایک ہاتھ میں ریشم اور دوسرے ہاتھ میں سونا تھا اور فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کے لیے حلال ہیں' حرمت میں بچے بھی داخل ہیں' البتہ سونے اور چاندی کے برتنوں کا استعمال مردوں اور عورتوں دونوں پر حرام ہے اور چاندی کی انگوٹھی مرد بھی پہن سکتے ہیں۔ (ہدایہ اور مرقات) ۱۲

بَابٌ
دنیا میں ریشم پہننے والے مرد پر وعید

۵۴۸۷ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا یَلْبَسُ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ
ریشم اور سونا مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے

۵۴۸۸ - وَعَنْ عُمَرَ وَاَنَسٍ وَّابْنِ الزُّبَیْرِ وَاَبِیْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّبِسَ الْحَرِیْرَ فِی الدُّنْیَا لَمْ یَلْبَسْهُ فِی الْاٰخِرَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت عمر' حضرت انس' حضرت ابن زبیر اور حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص ریشم کو دنیا میں پہنے گا' وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِیْرُ لِلْاِنَاثِ مِنْ اُمَّتِیْ وَحُرِّمَ عَلٰی ذُکُوْرِهَا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا

اور ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ریشم اور سونا میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے۔ اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ.

وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا بَعَثْتُ بِهَا اِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ.

اور بخاری اور مسلم نے بالاتفاق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفے کے طور پر ایک ریشمی جوڑا پیش کیا گیا' آپ نے اس کو میرے لیے بھیج دیا۔ میں نے اُسے پہن لیا تو آپ کے چہرۂ مبارک پر میں نے ناراضگی کے اثرات دیکھے' فرمایا کہ میں نے تمہاری طرف پہننے کے لیے نہیں بھیجا تھا' میں نے تمہارے پاس اس لیے بھیجا تھا کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹے بنالو۔

٥٤٨٩ - وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قُبَاءَ دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ قَدْ اَوْشَكَ مَا انْتَزَعْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ اَمْرًا وَّاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَالِيْ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهٗ تَلْبَسُهٗ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهٗ تَبِيْعُهٗ فَبَاعَهٗ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ قَالَ فُقَهَاءُ نَا يَجِبُ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّ لُبْسَ الْحَرِيْرِ وَهُوَ مَا كَانَتْ لُحْمَتُهٗ حَرِيْرًا وَّسَدَاهُ حَرِيْرٌ حَرَامٌ لِّهٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ عَلَى الرِّجَالِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ریشمی قباء پہنی جو آپ کو تحفہ میں دی گئی تھی' پھر جلدی سے اُسے اتارا اور حضرت عمر کے لیے بھیج دیا' عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! آپ نے اُسے بہت جلدی اتار دیا؟ فرمایا کہ حضرت جبرئیل نے مجھے اس سے منع کیا ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ روتے ہوئے عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ایک چیز کو آپ ناپسند فرماتے ہیں اور وہ مجھے دے دی' میرا کیا حال ہوگا؟ فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دی' بلکہ میں نے تمہیں فروخت کرنے کے لیے دی ہے۔ پس انہوں نے وہ دو ہزار درہم میں بیچ دی۔ ہمارے فقہاء کرام نے فرمایا کہ ایسے ریشمی لباس کا پہننا حرام ہے' جس کا تانا اور بانا دونوں ریشم کے ہوں' ان احادیث کے پیش نظر یہ ہر حالت میں مردوں کے لیے حرام ہیں اور یہی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

وَمَا رُوِيَ تَرْخِيْصُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْمَخْلُوْطِ.

اور حضور ﷺ نے جنگ کے موقع پر ریشم کے استعمال کی اجازت دی ہے' وہ بھی مخلوط ریشم سے متعلق ہے۔

وَحَدِيْثُ الْحِكَّةِ نَظِيْرُ التَّدَاوِيْ بِالْاَبْوَالِ.

اور خارش (میں ریشمی لباس کی اجازت) والی حدیث (اونٹوں کے) پیشاب سے علاج والی حدیث کی مثل ہے۔

٥٤٩٠ - وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَابَةَ وَضَمَّهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اتنا (فرما کر) رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو مبارک انگلیاں اٹھائیں یعنی درمیانی اور شہادت والی اور دونوں کو ملایا۔

(بخاری اور مسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے مگر

عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اَوْ اَرْبَعٍ.

جبکہ دو یا تین یا چار انگلیوں کے برابر ہو۔

بَابٌ

حضور ﷺ کے جبہ مبارک سے شفاء حاصل کرنا

٥٤٩١ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهَا اَخْرَجَتْ جُبَّةً طَيَالِسَةً كِسْرَوَانِيَّةً لَهَا لِبْنَةُ دِيْبَاجٍ وَّفَرْجَيْهَا مَكْفُوْفَيْنِ بِالدِّيْبَاجِ وَقَالَتْ هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى نَسْتَشْفِيْ بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی کسروانیہ جبہ نکالا' جس کا گریبان ریشم کا تھا اور اُس کے دونوں دامن ریشم سے سلے ہوئے تھے' فرمایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک ہے اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ جب وہ فوت ہو گئیں تو میں نے یہ لے لیا۔ اور نبی کریم ﷺ اسے پہنا کرتے تھے اور ہم شفاء حاصل کرنے کے لیے اِسے دھو کر مریضوں کو پلاتے تھے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ریشمی کپڑے کا تانا سوتی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں

٥٤٩٢ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ الْمُصْمَتِ مِنَ الْحَرِيْرِ فَاَمَّا الْعَلَمُ وَسَدَى الثَّوْبِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا ہے لیکن نشان اور تانا سوتی ہو (جو چوڑائی میں ہوتا ہے) تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

دس کام ممنوع ہیں

٥٤٩٣ - وَعَنْ اَبِيْ رَيْحَانَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَشْرٍ عَنِ الْوَشْرِ وَالْوَشْمِ وَالنَّتْفِ وَعَنْ مُّكَامَعَةِ الرَّجُلِ الرَّجُلَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّمُكَامَعَةِ الْمَرْاَةِ الْمَرْاَةَ بِغَيْرِ شِعَارٍ وَّاَنْ يَّجْعَلَ الرَّجُلُ فِيْ اَسْفَلِ ثِيَابِهٖ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ اَوْ يَجْعَلَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ حَرِيْرًا مِّثْلَ الْاَعَاجِمِ وَعَنِ النُّهْبٰى وَعَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَلُبُوْسِ الْخَاتَمِ اِلَّا لِذِيْ سُلْطَانٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوریحانہ (قرظی انصاری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس کاموں سے منع فرمایا ہے: (۱) دانت پتلے کروانے (جیسا کہ بوڑھی عورتیں کرتی ہیں' کیونکہ یہ تغییر خلق اللہ ہے) (۲) گدوانے (۳) سفید بال اکھاڑنے (یہ بھی عورتوں کی عادت ہے) (۴) مرد کے ساتھ مرد (۵) اور عورت کے ساتھ عورت کا بغیر کپڑوں کے لپٹنا اور (۶) آدمی کا اپنے بیٹھنے کے کپڑوں میں عجمیوں کی طرح ریشم لگانے (۷) عجمیوں کی طرح اپنے کندھوں پر ریشم لگانے (۸) کسی کا مال لوٹ لینا (۹) چیتے کی کھال پر سوار ہونے (۱۰) اور انگوٹھی پہننے سے ماسوائے بادشاہ کے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

ریشمی زین پوش اور چیتے کی کھال پر سواری ممنوع ہے

٥٤٩٤ - وَعَنْ مُّعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تَرْكَبُوا الْخَزَّ وَلَا النِّمَارَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشمی زین پوش اور چیتے کی کھال پر سوار نہ ہوا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ
سونے کی انگوٹھی، ریشمی کپڑے اور ریشمی گدوں کا استعمال منع ہے

٥٤٩٥ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَتْمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِيِّ وَالْمَيَاثِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگوٹھی پہننے' قسی (وہ کپڑے جو ریشم سے بنائے جاتے ہیں) پہننے' ارغوانی ریشمی گدّوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی' نسائی' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
چاندی اور سونے کے برتنوں کا استعمال' ریشمی کپڑے اور گدوں کا بھی استعمال منع ہے

٥٤٩٦ - وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَّجْلِسَ عَلَيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں چاندی اور سونے کے برتن میں پینے سے منع فرمایا ہے اور اُن میں کھانے سے نیز ریشم اور دیباج پہننے اور اُن پر بیٹھنے سے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَقَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ حُرِّمَ تَوَسُّدُ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشُهٗ وَالنَّوْمُ عَلَيْهِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ كَمَا فِي الْمَوَاهِبِ وَمِثْلُهٗ فِيْ مَتْنِ دُرَرِ الْبِحَارِ وَقَالَ الْعَيْنِيُّ وَالْقُهُسْتَانِيُّ وَبِهٖ اَخَذَ اَكْثَرُ مَشَائِخِنَا كَذَا فِي الْكِرْمَانِيِّ وَنَقَلَ مِثْلَهُ ابْنُ الْكَمَالِ.

اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ ریشمی گدّے' تکیے' فرش یعنی ریشمی چادروں کا استعمال اور ان پر سونا حرام ہے۔ اور یہی صحیح مذہب ہے جیسا کہ مواہب میں مذکور ہے' اور اسی کی مثل درر البحار کے متن میں صراحت ہے' علامہ عینی اور قہستانی نے کہا ہے کہ ہمارے اکثر فقہاء مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کرمانی میں ہے اور اسی کی مثل اور ابن الکمال نے بھی نقل کیا ہے۔ ۱۲

سونے اور چاندی سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال ناجائز ہے

واضح ہو کہ درمختار میں صراحت ہے کہ صدر کی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا' پینا مرد اور عورت دونوں کے لیے جائز نہیں ہے' اسی حکم میں چاندی اور سونے کے چمچے' سرمہ دانی' سلائی' آئینہ' قلم اور دوات وغیرہ استعمال کی چیزیں بھی ناجائز ہیں۔ ۱۲

بَابٌ
کسم کے رنگے ہوئے کپڑے منع ہیں' یہ کافروں کا لباس ہے

٥٤٩٧ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ ثَوْبَيْنِ مُعَصْفَرَيْنِ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهُمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ اَغْسِلُهُمَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے اوپر کسم کے رنگے ہوئے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا: یہ کافروں کے کپڑے ہیں' لہٰذا انہیں نہ پہنا کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ میں نے عرض کیا: کیا انہیں دھوڈالوں؟ فرمایا کہ انہیں جلادو! اس کی روایت مسلم

قَالَ بَلْ اَحْرِقْهُمَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتوں کے لیے رنگین کپڑے جائز ہیں اور خوشبو کے استعمال کا بیان

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ قَالَ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ مَصْبُوْغٌ بِعُصْفُرٍ مُوَرَّدًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَعَرَفْتُ مَا كَرِهَ فَانْطَلَقْتُ فَاَحْرَقْتُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا صَنَعْتَ بِثَوْبِكَ قُلْتُ اَحْرَقْتُهُ قَالَ اَفَلَا كَسَوْتَهُ بَعْضَ اَهْلِكَ فَاِنَّهُ لَا بَاْسَ بِهِ لِلنِّسَاءِ.

اور ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو العاص رضی اللہ عنہما سے ہی روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا کہ میرے اوپر کسم کا رنگا ہوا گلابی کپڑا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ میں جان گیا کہ حضور کو یہ ناپسند ہے۔ میں گیا اور اُس کو جلا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے کپڑے کا کیا بنایا؟ میں نے عرض کیا کہ اُسے جلا دیا ہے۔ فرمایا کہ گھر میں کسی عورت کو کیوں نہ پہنایا کیونکہ عورتوں کے لیے اسے پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا وَطِيْبُ الرِّجَالِ رِيْحٌ لَّا لَوْنَ لَهُ وَطِيْبُ النِّسَاءِ لَوْنٌ لَّا رِيْحَ لَهُ قَالَ سَعِيْدٌ اَلرَّاوِيُّ اُرَاهُ قَالَ اِنَّمَا حَمَلُوْا قَوْلَهُ فِيْ طِيْبِ النِّسَاءِ عَلٰى اَنَّهَا اِذَا خَرَجَتْ فَاَمَّا اِذَا كَانَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا فَلْتَطَيَّبْ بِمَا شَاءَتْ.

اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں رنگ نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو رنگ ہے' جس میں خوشبو نہ ہو۔ اس حدیث کے راویوں میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کی خوشبو کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ارشاد ہے' وہ اس وقت ہے جبکہ عورت باہر جا رہی ہو' البتہ جب عورت اپنے شوہر کے پاس ہو تو جس قسم کی خوشبو چاہے' استعمال کر سکتی ہے۔

بَابٌ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ دھاری دار جوڑا استعمال فرماتے تھے

٥٤٩٨ - وَعَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَّقَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَاَيْتُ شَيْئًا اَحْسَنَ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوسط القامت تھے۔ میں نے آپ کو سرخ (دھاری دار) جوڑے میں دیکھا' اور آپ سے بڑھ کر خوب صورت کسی کو نہیں دیکھا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَبُوْدَاوُدَ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ شَعْرٌ يَّبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ وَرَاَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ.

اور ابوداؤد نے حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلف مبارک کے بال آپ نے دونوں مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور میں نے آپ کو سرخ (دھاری دار) جوڑے میں دیکھا اور (ایسا دیکھا کہ) پھر کبھی آپ سے بڑھ کر خوب صورت کسی کو نہیں دیکھا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًا يَخْطُبُ عَلٰى بَغْلَةٍ وَّعَلَيْهِ بُرْدٌ اَحْمَرُ وَعَلِيٌّ

اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں حضرت ھلال بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اپنے والد ماجد (عامر مزنی) رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منیٰ میں خچر پر خطبہ دیتے ہوئے

اَمَامَهٗ يُعَبِّرُ عَنْهُ.

دیکھا جب کہ آپ کے اوپر سرخ (دھاری دار) چادر تھی اور حضرت علی رضی اللہ آپ کے سامنے (حجاج کے اژدھام کی وجہ سے) ارشادات عالیہ کا مطلب بیان کر رہے تھے۔

بَابٌ
سرخ کپڑے اور سرخ زین پوش منع ہے

٥٤٩٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ رَجُلٌ وَّعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَحْمَرَانِ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی گزرا اور اُس کے کپڑے سرخ تھے۔ اُس نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا آپ نے اُسے سلام کا جواب نہ دیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّاَبِىْ دَاوُدَ وَقَالَ نَهٰى عَنْ مَّيَاثِرِ الْاُرْجُوَانِ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ زین پوش سے منع فرمایا۔

بَابٌ
سرخ رنگ کا ریشمی زین پوش منع ہے

٥٥٠٠ - وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ رَوَاهُ الْبَغْوِيُّ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ رنگ کے ریشمی زین پوش سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بغوی نے شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک مہندی سے رنگے ہوئے تھے

٥٥٠١ - وَعَنْ اَبِىْ رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ وَلَهٗ شَعْرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ وَشَيْبُهٗ اَحْمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّاَبِىْ دَاوُدَ وَهُوَ ذُوْ وَفْرَةٍ وَّبِهَا رَدْعٌ مِّنْ حِنَّاءٍ.

حضرت ابورمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ کے اوپر دو سبز کپڑے تھے اور آپ کے بالوں سے بڑھاپا ظاہر ہونے لگا تھا اور آپ کے موئے مبارک سرخ تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ آپ کے گیسوئے مبارک تا بہ گوش تھے جو مہندی سے رنگ ہوئے تھے۔

بَابٌ
سفید کپڑوں کی تاکید

٥٥٠٢ - وَعَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور عمدہ ہوتے ہیں اور اپنے مُردوں کو ان کا کفن ہی دیا کرو۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٥٠٣ - وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا زُرْتُمُ اللّٰہَ فِیْ قُبُوْرِکُمْ وَمَسَاجِدِکُمُ الْبَیَاضُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ۔

نے فرمایا: بہترین لباس جس سے تم اپنی قبروں اور مسجدوں میں اللہ تعالیٰ سے ملو سفید ہے۔اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

نئے کپڑے پہننے کے آداب اور اس کی مسنون دعائیں

٥٥٠٤ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاہُ بِاسْمِہٖ عِمَامَۃً اَوْ قَمِیْصًا اَوْ رِدَاءً ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اُس کا نام لیتے جیسے عمامہ قمیص یا چادر اور پھر دعا کرتے' اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں جیسے تو نے مجھے یہ پہنایا' میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اُس چیز کی بھلائی جس کے لیے یہ بنایا گیا اور میں اس کی بُرائی سے تیری پناہ میں آتا ہوں اور اُس چیز کی بُرائی سے جس کے لیے یہ بنایا گیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اُس دعا کا بیان جو کھانا کھانے اور کپڑا پہننے کے بعد کی جائے تو سابقہ گناہوں کی معافی ملتی ہے

٥٥٠٥ - وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوٗدَ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے' پھر کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طاقت وقوت کے بغیر مجھے یہ روزی دی تو (اللہ کی اس تعریف کی وجہ سے) اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔اور ابوداؤد میں یہ بھی ہے کہ جو کپڑا پہنے اور یوں کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' جس نے مجھے یہ پہنایا اور میری طاقت اور قوت کے بغیر عطا فرمایا تو (اس تعریف خداوندی کی وجہ سے) اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔

بَابٌ

کپڑے کے پہننے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا

٥٥٠٦ - وَعَنْ اَبِیْ مَطَرٍ قَالَ اِنَّ عَلِیًّا اِشْتَرٰی ثَوْبًا بِثَلَاثَۃِ دَرَاھِمَ فَلَمَّا لَبِسَہٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ رَوَاہُ اَحْمَدُ۔

حضرت ابومطر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین درہم کا کپڑا خریدا' جب اُسے پہنا تو فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے زینت کا لباس عطا فرمایا' جس سے لیس لوگوں میں خوب صورتی حاصل کرتا ہوں اور اپنے ستر کو چھپاتا ہوں' پھر فرمایا کہ اسی طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

نیا کپڑا پہنے تو کیا دعا کرے؟

٥٥٠٧ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ حَیَاتِیْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِیْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ ثُمَّ عَمِدَ اِلَی الثَّوْبِ الَّذِیْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِیْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِیْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِیْ سَتْرِ اللّٰهِ حَیًّا وَّمَیِّتًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوامامہ (انصاری اوسی) رضی اللہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ نے نیا کپڑا پہنا تو فرمایا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں، پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نیا کپڑا پہنا اور یہ کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں زینت حاصل کرتا ہوں۔ پھر اپنے پرانے کپڑے کو لے کر اُسے خیرات کر دے تو وہ زندگی اور موت کے اندر اللہ تعالیٰ کی پناہ، اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اللہ تعالیٰ کے پردے میں رہے گا۔ اس کی روایت امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ کو معاشرت کے بارے میں وصیت

٥٥٠٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ اِنْ اَرَدْتِّ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَكْفِكِ مِنَ الدُّنْیَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَاِیَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْاَغْنِیَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِیْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے مسافر سوار کے برابر ہی زادِ راہ لینا، اور امیروں کے پاس بیٹھنے سے بچنا اور کپڑے کو پرانا نہ سمجھنا جب تک اُس میں پیوند نہ لگا لو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایمان کی نشانی کیا ہے؟

٥٥٠٩ - وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اِیَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ اَنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں ہو؟ کیا تم سنتے نہیں ہو؟ بے شک سیدھے سادھے (موٹے ڈھالے) کپڑے پہننا، ایمان کی نشانی ہے! بے شک سیدھے سادھے (موٹے ڈھالے) کپڑے پہننا ایمان کی نشانی ہے! اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ عَنْ سُوَیْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَّهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ.

اور ابوداؤد ہی کی ایک روایت میں سوید بن وہب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کے صاحبزادے سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والد ماجد رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو طاقت رکھنے کے باوجود خوب صورت کپڑا پہننا چھوڑ دے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ

اور ایک روایت میں ہے کہ تواضع کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اُسے بزرگی کا

لِكَرَامَةٍ وَمَنْ تَزَوَّجَ لِلّٰهِ تَوَّجَهُ اللّٰهُ تَاجَ الْمَلِكِ.

جوڑا پہنائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے بادشاہی کا تاج پہنائے گا۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْهُ عَنْ مُّعَاذِ ابْنِ اَنَسٍ حَدِيْثَ اللِّبَاسِ.

اور ترمذی نے لباس کی حدیث کو اِن سے بروایت حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت ہے کہ لباس میں تواضع اور زیب وزینت سے بچنا ایمان والوں کے اخلاق ہیں اور ایمان ہی اس کا سبب ہے اور صاحب ردالمحتار نے کہا ہے کہ زیب وزینت کا لباس مکروہ ہے اور اکثر وہ تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ — اللہ تعالیٰ کی ایک پسند

۵۵۱۰ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطے سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اُس کے بندے سے اُس کی نعمت کا اثر ظاہر ہو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ خوب صورت اور زینت کے کپڑوں کا استعمال مستحب ہے' عیدوں میں اور تقریبات میں ایسے کپڑوں کا استعمال مناسب ہے' البتہ ہمیشہ روزمرہ ایسے کپڑوں استعمال کرنا غرور اور تکبر ہے' اور غریب لوگوں کی دل شکنی کا سبب ہے' یہی وجہ ہے کہ زینت کے لباس سے پرہیز کرنا چاہیے' چنانچہ تکلف کا لباس نامناسب ہے اور یہ عجم کی عادت ہے۔ (مرقات' ردالمحتار) ۱۲

بَابٌ — کپڑوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صحابی کو ہدایت

۵۵۱۱ - وَعَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِيْ اَلَكَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَيِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِي اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْيُرَ اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَكَرَامَتِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ.

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے معمولی کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا کہ کون سا مال ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہر طرح کا مال اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے! یعنی اونٹ' گائے' بکریاں' گھوڑے اور غلام ہے! فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دیا ہے تو اُس کی نعمت اور بخشش کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیے۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظوں میں ہے۔

ف: واضح ہو کہ شرح السنہ میں یہ وضاحت کہ ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کپڑوں کی صفائی اور عندالضرورت نئے کپڑوں کے بدلنے کے بارے میں ہے' بشرطیکہ کپڑوں میں نرمی اور باریکی نہ ہو اور عجمیوں کی طرح غرور اور تکبر کا اظہار نہ ہو۔ ۱۲

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

۵۵۱۲ - وَعَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا

حضرت ابورجاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصین

عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَّعَلَيْهِ مِطْرَفٌ مِّنْ خَزٍّ وَّقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ.

رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور اُن کے اوپر اُون کی ریشمی نقش و نگار والی چادر تھی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جس کو اللہ تعالیٰ کسی نعمت سے نوازے تو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اُس نعمت کا اثر اُس کے بندے سے ظاہر ہو۔ اس کی روایت امام احمد نے کی ہے۔

بَابٌ

پراگندہ بال اور میلے کچیلے کپڑے منع ہیں

۵۵۱۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فَرَاٰى رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهٗ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ رَاْسَهٗ وَرَاٰى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَّسِخَةٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا يَغْسِلُ بِهٖ ثَوْبَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں دیکھنے کے لیے تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص کے بال بکھرے ہوئے ہیں' فرمایا کہ کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کو درست کر لے' پھر ایک اور آدمی کو دیکھا جس کے کپڑے میلے کچیلے تھے' فرمایا کہ کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے کپڑے دھو لے۔ اس کی روایت امام احمد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

کھانے اور پہننے میں دو چیزوں سے احتیاط ضروری ہے

۵۵۱٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَاَتْكَ اِثْنَتَانِ سَرَفٌ وَّمَخِيْلَةٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَرْجَمَةِ بَابٍ.

وَوَصَلَ هٰذَا التَّعْلِيْقَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ فِيْ مُصَنَّفِهٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں: کھاؤ جو چاہو اور پہنو جو چاہو' جبکہ دو چیزیں تم سے دور رہیں یعنی فضول خرچی اور شیخی۔ اس کو بخاری نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں اس تعلیق کو ترجمۃ الباب سے متصل بیان کیا ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۱۵ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا مَا لَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيْلَةٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد کے واسطہ سے اپنے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو صدقہ کرو اور پہنو جب تک کہ فضول خرچی اور شیخی کی ملاوٹ نہ کرو۔ اس کی روایت امام احمد' نسائی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

شہرت کا لباس پہننے پر وعید

۵۵۱٦ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذِلَّةٍ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا میں شہرت حاصل کرنے کے لیے لباس پہنا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اُسے ذلّت کا لباس پہنائے گا۔ اس کی روایت ترمذی' امام احمد' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے

تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ. وہ اُن ہی میں سے ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ کے نقال کو نجات مل گئی

واضح ہو کہ مرقات میں اس کی توضیح میں لکھا ہے کہ جو شخص مثلاً لباس میں کافروں کی یا فاسقوں اور فاجروں کی مشابہت اختیار کرے یا صوفیاء کرام اور نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار ان ہی لوگوں میں ہوگا۔ اس سلسلہ میں صاحب مرقات نے ایک حکایت بیان کی ہے وہ حکایت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کیا تو اس نقال کو غرق نہیں فرمایا جو فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نقل اتارتا تھا جس پر فرعون اور اس کے درباری ہنستے تھے۔ اور جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ خداوندی میں اس بارے میں عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم دوست کی مشابہت اختیار کرنے والے کو سزا نہیں دیتے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ جب باطل پر اہل حق کی مشابہت اختیار کرنے والوں کو نجات ملتی ہے تو ان حضرات کا کتنا بلند مقام ہوگا جو اہل حق کی مشابہت ازراہ تعظیم وتکریم کرتے ہوں۔ عوارف المعارف میں حضرت شہاب الدین قدس سرہ نے اس بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ مرقات کی توضیح ختم ہوئی۔ ۱۲

بَابُ الْخَاتِمِ
انگوٹھی کا بیان

بَابٌ
حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی جس پر نقش تھا کلمہ کے دوسرے جز کا

۵۵۱۷ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّجَعَلَهُ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ نُّقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا وَكَانَ اِذَا لَبِسَهُ جَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اُسے دائیں دستِ مبارک میں پہنا پھر اُسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نقش کروایا اور فرمایا کہ کوئی میری انگوٹھی جیسا نقش نہ کروائے اور جب اُسے پہنتے تو اُس کے نگینے کو ہتھیلی کی جانب رکھتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی مردوں پر حرمت سے پہلے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب موطأ میں فرمایا ہے کہ مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ سونے، لوہے یا پیتل کی انگوٹھی استعمال کرے، مرد صرف چاندی کی انگوٹھی استعمال کریں، البتہ عورتیں سونے کی انگوٹھی استعمال کرسکتی ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عورتوں کے لیے سونے کی انگوٹھی کا استعمال اور مردوں کے لیے اس کی حرمت پر سارے فقہاء کا اجماع ہے۔ فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ نے شرح جامع صغیر میں بیان کیا ہے کہ انگوٹھی کا سیدھے یا بائیں ہاتھ میں استعمال برابر ہے اس لیے کہ اس بارے میں روایتوں میں اختلاف ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ انگوٹھی پر اپنے نام کا نقش یا اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کا نقش کروایا جاسکتا ہے البتہ انسان یا پرندہ یا محمد رسول اللہ کا نقش نہ کروایا جائے۔ ۱۲

بَابٌ
دائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہننے کا بیان

۵۵۱۸ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ عَنْ عَلِیٍّ۔

دائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے اور ابوداؤد اور نسائی نے اسے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بَابٌ

بائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہننے کا بیان

۵۵۱۹- وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَسَارِہٖ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَمُسْلِمٌ عَنْ اَنَسٍ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں دستِ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

بَابٌ

جو چیز بڑوں کے لیے حرام ہے' وہ بچوں کے لیے بھی حرام ہے

۵۵۲۰- وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِیِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّھَبِ وَعَنْ قِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ فِی الرُّکُوْعِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا ہے اور سونے کی انگوٹھی سے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَقَالَ مَالِکٌ فِیْ مُوَطَّئِہٖ اَنَا اَکْرَہُ اَنْ یَّلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَیْئًا مِّنَ الذَّھَبِ لِاَنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّھَبِ فَاَنَا اَکْرَہُ لِلرِّجَالِ الْکَبِیْرِ مِنْھُمْ وَالصَّغِیْرِ۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطاً میں فرمایا ہے کہ مجھے بچوں کا سونا پہننا ناپسند ہے' اس لیے کہ یہ بات مجھے (سند سے) پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے منع فرمایا ہے' اس لیے میں مرد چھوٹے ہوں یا بڑے' اس کو دونوں کے لیے پسند نہیں کرتا۔

ف: درمختار میں لکھا ہے کہ بچوں کے لیے سونے کا اور ریشم کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔اس لیے کہ جس چیز کا پہننا اور استعمال حرام ہے' اس کا پہنانا اور پلوانا بھی حرام ہے۔۱۲

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی سونے کی انگوٹھی کو اتار کر پھینک دیا

۵۵۲۱- وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ فِیْ یَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَہٗ فَطَرَحَہٗ فَقَالَ یَعْمَدُ اَحَدُکُمْ اِلٰی جَمْرَۃٍ مِّنْ نَّارٍ فَیَجْعَلُھَا فِیْ یَدِہٖ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَھَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَکَ اِنْتَفِعْ بِہٖ قَالَ وَاللّٰہِ لَا اٰخُذُہٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اُسے اتار کر پھینک دیا۔ پھر فرمایا کہ تم میں سے کوئی آگ کی چنگاری کا قصد کرتا ہے اور اُسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں سے تشریف لے جانے کے بعد اُس آدمی سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی لے لو اور اُس سے نفع حاصل کرو۔اس نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں اُسے ہرگز نہیں لوں گا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کو دس باتیں ناپسند تھیں

٥٥٢٢ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ عَشَرَ خِلَالٍ اَلصُّفْرَةُ يَعْنِي الْخَلُوْقَ وَتَغْيِيْرُ الشَّيْبِ وَجَرُّ الْاِزَارِ وَالتَّخَتُّمُ بِالذَّهَبِ وَالتَّبَرُّجُ بِالزِّيْنَةِ لِغَيْرِ مَحَلِّهَا وَالضَّرْبُ بِالْكِعَابِ وَالرُّقٰى اِلَّا بِالْمُعَوِّذَاتِ وَعَقْدُ التَّمَائِمِ وَعَزْلُ الْمَاءِ لِغَيْرِ مَحَلِّهٖ وَفَسَادُ الصَّبِيِّ غَيْرَ مُحَرِّمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ قَالَ اَئِمَّتُنَا اِنَّ قَوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَسَادُ الصَّبِيِّ مِنَ الْمَشْهُوْرَاتِ الذَّائِعَةِ عِنْدَ الْعَرَبِ فَاَمَرَ بِهٖ عَلَى الشَّفَقَةِ مِنْهُ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَا غَيْرَ ذٰلِكَ فَاِذَا ثَبَتَ اَنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ وَلَا يَبَالُوْنَ بِهٖ ثُمَّ اَنَّهٗ لَا يَعُوْدُ عَلٰى اَوْلَادِهِمْ بِضَرَرٍ فَلَمْ يَنْهَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ دس باتوں کو ناپسند فرماتے تھے: (۱) زردی یعنی خلوق (عورتوں کی خوشبو) استعمال کرنا (۲) بالوں کی سفیدی (کالے خضاب سے) بدلنا (۳) تہبند گھسیٹنا (۴) (مرد کا) سونے کی انگوٹھی پہننا (۵) عورت کا نامناسب جگہ پر زینت ظاہر کرنا (۶) نرد یا پاسے کھیلنا (۷) معوذات (یا ماثورہ دعاؤں) کے سوا (کسی اور چیز سے) دم کرنا (۸) غیر شرعی تعویذ باندھنا (۹) منی کو غلط جگہ ڈالنا (یعنی حرّ بیوی سے عزل) (۱۰) بچے کی صحت بگاڑنا جبکہ یہ حرام نہیں ہے (شیرخوار بچے کی شیرخواری کی مدت میں بیوی سے صحبت کرنا اگر بیوی کو دوسرا حمل ہو جائے تو دودھ بگڑ جاتا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور بچے کی صحت کا بگڑنا اہل عرب کے ہاں مشہور اور عام تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اُمت پر محض شفقت کی بناء پر اس کا حکم دیا، لیکن جب یہ ثابت ہو گیا کہ اہل فارس اور روم ایسا کرتے ہیں اور اس میں حرج محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی اولاد کو اس سے نقصان پہنچتا ہے، لہٰذا آپ ﷺ نے اس سے منع نہ فرمایا۔

بَابٌ

ریشم اور سونا مردوں کے لیے حرام ہیں

٥٥٢٣ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ حَرِيْرًا فَجَعَلَهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ وَاَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهٗ فِيْ شِمَالِهٖ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ریشم کو اپنے دائیں دستِ مبارک میں لیا اور سونے کو اپنے دوسرے دستِ کرم میں لیا۔ پھر فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ اس کی روایت امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَاَمَّا مَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُلِيِّ الذَّهَبِ مِنْ تَحْرِيْمِهَا لِلنِّسَاءِ فَذٰلِكَ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ ثُمَّ نُسِخَ وَاُبِيْحَ لِلنِّسَاءِ التَّحَلِّيْ بِالذَّهَبِ.

حضور نبی کریم ﷺ نے سونے کے زیور کو جو عورتوں کے لیے حرام قرار دیا تھا، وہ اسلام کے ابتدائی زمانہ کا واقعہ ہے، پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور عورتوں کے لیے سونے کے زیورات جائز کر دیئے گئے۔

٥٥٢٤ - وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ رُكُوْبِ النُّمُوْرِ وَعَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ اِلَّا مُقَطَّعًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چیتے کی کھال پر (بطور زین) سوار ہونے اور سونا پہننے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ ریزہ ریزہ ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَقَالَ فِی الْهِدَایَةِ وَلَا بَأْسَ بِمِسْمَارِ الذَّهَبِ یُجْعَلُ فِیْ حَجَرِ الْفَصِّ اَیْ فِیْ ثَقْبِهٖ لِاَنَّهٗ تَابِعٌ کَالْعَلَمِ فِی الثَّوْبِ فَلَا یُعَدُّ لَابِسًا لَهٗ.

اور ہدایہ میں فرمایا ہے کہ انگوٹھی کے نگینہ (یعنی اس کے سوراخ) میں سونے کی کیل لگانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ اس کے تابع ہے جیسا کہ کپڑے پر نقش ونگار کپڑے کے تابع ہوتے ہیں۔

بَابٌ

ناک کٹ جانے پر سونے کی ناک چڑھوانے کا حکم

۵۵۲۵ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ جَدَّهٗ عَرْفَجَةَ بْنَ اَسْعَدَ قُطِعَ اَنْفُهٗ یَوْمَ الْکِلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ وَّرِقٍ فَاَنْتَنَ عَلَیْهِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّتَّخِذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت عبدالرحمٰن بن طرفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کے جدامجد حضرت عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی ناک جنگِ کلاب میں کاٹ دی گئی تھی' اُنہوں نے چاندی کی ناک چڑھوائی تو اُس سے بدبو آنے لگی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سونے کی ناک چڑھوانے کا حکم فرمایا۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے فرمایا ہے کہ اسی طرح ضرورتاً دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھا جا سکتا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

تانبے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا منع ہے

۵۵۲٦ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شِبْهٍ مَّا لِیْ اَجِدُ مِنْكَ رِیْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَیْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِیْدٍ فَقَالَ مَالِیْ اَرٰی عَلَیْكَ حِلْیَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ اَتَّخِذُهٗ قَالَ مِنْ وَّرِقٍ وَّلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ التُّوْرِبِشْتِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَّ النَّکِیْرَ عَنِ التَّخَتُّمِ بِخَاتَمِ الْحَدِیْدِ بَعْدَ قَوْلِهٖ فِیْ حَدِیْثِ سَهْلِ اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِیْدٍ لِاَنَّ حَدِیْثَ سَهْلٍ کَانَ قَبْلَ اِسْتِقْرَارِ السُّنَنِ وَاسْتِحْکَامِ الشَّرَائِعِ وَحَدِیْثُ بُرَیْدَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا' جس نے تانبے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی: بات کیا ہے کہ مجھے تم سے بُتوں کی بو آ رہی ہے؟ اُس نے وہ پھینک دی اور لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضرِ بارگاہ ہوا' فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تم پر دوزخیوں کا زیور دیکھ رہا ہوں! اُس نے وہ بھی پھینک دی اور عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں کس چیز کی پہنوں؟ فرمایا: چاندی کی اور وہ پورے مثقال کی نہ ہو۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور علامہ تورپشتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت والی حدیث حضرت سہل والی حدیث کے بعد زمانہ کی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا تھا (جس کا نکاح کرنے کا ارادہ تھا) کہ تلاش کرو اگرچہ تمہیں (حق مہر) دینے کے لیے لوہے کی انگوٹھی بھی کیوں نہ ملے' کیونکہ حضرت سہل والی حدیث سنن کے احکام کے جاری ہونے اور شریعت کے احکام کے واضح اجراء سے پہلے کی ہے اور حضرت بریدہ والی حدیث (ممانعت والی) اس کے بعد کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انگوٹھی بنوانے کا سبب اور اس پر کیا نقش تھا؟

۵۵۲۷ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَالنَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ اِنَّهُمْ لَا یَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ قیصر' کسریٰ اور نجاشی کے لیے خط لکھیں' عرض کیا گیا کہ وہ بغیر مُہر کے خط کو قبول نہیں کرتے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" نقش کروایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور

خَاتَمًا حَلْقَةَ فِضَّةٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ كَانَ نُقِشَ الْخَاتَمُ ثَلَاثَةَ اَسْطُرٍ مُّحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلٌ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ.

بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ انگوٹھی کا نقش تین سطروں میں تھا' ایک سطر میں لفظ "مُحَمَّدٌ" دوسری میں "رَسُوْلٌ" اور تیسری میں "اللّٰهِ" تھا۔

۵۵۲۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ خَاتِمًا فَلَبِسَهٗ قَالَ شَغَلَنِيْ هٰذَا عَنْكُمْ مُنْذُ الْيَوْمِ اِلَيْهِ نَظْرَةٌ ثُمَّ اَلْقَاهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انگوٹھی بنوا کر پہنی اور فرمایا: اس نے آج مجھے تمہاری طرف سے مشغول رکھا کہ میری ایک نظر اس کی طرف اور ایک نظر تمہاری طرف رہی' پھر اُسے پھینک دیا۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

ف: واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی کی حُرمت کے بعد زینت کے طور پر چاندی کی انگوٹھی پہنی' جس پر کوئی نقش نہ تھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتباعِ سنت میں انگوٹھی پہنی' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی کے پہننے سے (صحابہ کرام میں خیلاء) غرور محسوس فرمایا اور اس کو پھینک دیا تو صحابہ کرام نے بھی پھینک دیا۔ پھر خطوط پر مُہر کے لیے انگوٹھی پہننے کی ضرورت ہوئی تو فرمایا: ہم نے ضرورۃً انگوٹھی بنوائی اور اس پر نقش کروایا تو کوئی انگوٹھی پر ہمارا نام نہ نقش کروائے بلکہ اپنے نام نقش کروائے۔ اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام نے غیر حکام کو انگوٹھی کا پہننا مکروہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام احمد' ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاکم کے سوا دوسروں کو انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ یہ تمام تفصیل مرقات سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

بَابٌ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی اور نگینہ دونوں چاندی کے تھے

۵۵۲۹ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَّكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اسی کا نگینہ تھا۔ اس کی روایت بخاری کی ہے۔

بَابٌ
انگوٹھی مبارک کا بیان

۵۵۳۰ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهٖ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں دستِ مبارک میں چاندی کی انگوٹھی پہنی اور اُس میں حبشی نگینہ تھا اور آپ نگینے کو اپنی ہتھیلی کی جانب رکھا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ
مبارک انگشتری کہاں ہوتی تھی؟

۵۵۳۱ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَى الْخِنْصَرِ مِنْ يَّدِهِ الْيُسْرٰى رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک انگشتری اس میں ہوتی تھی اور اپنے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
کس انگلی میں انگوٹھی پہننا منع ہے؟

۵۵۳۲ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا کہ رسول

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِىْ اِصْبَعِىْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمَاَ اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِىْ تَلِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا کہ اس انگلی اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنی درمیانی اور اس کے نزدیک والی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بچیوں کے پیروں میں گھنگرو باندھنا منع ہے اور اس کا سبب

٥٥٣٣ - وَعَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِىْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا عُمَرُ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی ایک باندی حضرت زبیر کی ایک لڑکی کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئی جس کے پیروں میں گھنگرو تھے۔ حضرت عمر نے وہ کاٹ دیئے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٣٤ - وَعَنْ بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَيَّانَ الْاَنْصَارِىِّ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ اِذْ دَخَلَتْ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَّعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَىَّ اِلَّا اَنْ تَقْطَعْنَ جَلَاجِلَهَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن حیان انصاری کی بُنانہ نامی باندی سے روایت ہے' وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھیں کہ ایک بچی کو ان کی خدمت میں لایا گیا' جس نے آواز والے گھنگرو پہن رکھے تھے' فرمایا کہ اسے میرے پاس نہ لاؤ مگر اس کے گھنگرو کاٹ کر' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ بذل المجہود شرح ابوداؤد میں یہ وضاحت ہے کہ ہر وہ گھنٹی چھوٹی ہو یا بڑی خواہ وہ پیتل' لوہے' سونے یا چاندی سے بنائی جائے اور ہر ایسا زیور جس کی آواز گھنٹی کے حکم میں ہو' اس کا عورتوں کے لیے پہننا اور چھوٹی بچیوں کو پہنانا جائز نہیں ہے۔ ۱۲

بَابُ النِّعَالِ

جوتوں کا بیان

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کیسے نعلین مبارک پہنتے تھے؟

٥٥٣٥ - عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِىْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے نعلین مبارک پہنتے دیکھا جن میں بال نہیں تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٣٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ نَعْلَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی نعلینِ مبارک کے دو تسمے ہوا کرتے تھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی

بَابٌ

٥٥٣٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر نعل مبارک کے دو تسمے ہوتے اور ہر تسمہ دُوہرا ہوتا۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٥٣٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَّا انْتَعَلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

جوتے پہننے کی ترغیب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک غزوہ کے دوران فرماتے ہوئے سنا: جوتے زیادہ پہنا کرو کیونکہ آدمی سوار کی طرح ہوتا ہے جب تک جوتے پہنے رہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٥٣٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

جوتے پہننے اور اتارنے کا مسنون طریقہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو دائیں جانب سے شروع کرے اور جب اُتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے یعنی پہنتے وقت دایاں پہلے اور اُتارتے وقت آخر میں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

٥٥٤٠ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ.

آدمی جب بیٹھے تو اپنے جوتے کہاں رکھے؟

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

ف: مرقات میں وضاحت کی ہے کہ جوتوں کو دائیں جانب کی تعظیم کے لیے بائیں جانب رکھے اور قبلہ کی تعظیم میں اپنے سامنے نہ رکھے اور چوری سے حفاظت کے لیے پیچھے نہ رکھے۔ ۱۲

بَابٌ

٥٥٤١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعُهُمَا بِجَنْبِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

جوتے پہننے کے آداب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب آدمی بیٹھے تو اپنے جوتے اتارلے اور انہیں اپنے پہلو میں رکھ لے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٥٤٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

ایضاً دوسری حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے' چاہیے کہ دونوں جوتے اتار دے یا دونوں جوتے پہن لے۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

٥٥٤٣ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهٖ فَلَا يَمْشِ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ حَتّٰى يُصْلِحَ شِسْعَهٗ وَلَا يَمْشِ فِيْ خُفٍّ وَّاحِدٍ وَّلَا يَاْكُلْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَحْتَبِيْ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ وَلَا يَلْتَحِفِ الصَّمَّاءَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو ایک جوتا پہن کر نہ چلے جب تک کہ دوسرے جوتے کا تسمہ درست نہ ہو جائے اور ایک موزہ پہن کر نہ چلے اور بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور ایک ہی کپڑے میں پوٹ نہ بن جائے اور کپڑا اس طرح نہ لپیٹے کہ شرم گاہ کھلی رہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ رُبَمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ اِنْ صَحَّ فَشَيْءٌ نَادِرٌ لَعَلَّهٗ اتَّفَقَ فِيْ دَارِهٖ بِسَبَبٍ وَّقَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيْ قُلْتُ وَعَلٰى تَقْدِيْرِ كَوْنِهٖ بَعْدَ النَّهْيِ يُحْمَلُ عَلٰى حَالِ الضَّرُوْرَةِ اَوْ بَيَانِ الْجَوَازِ وَاَنَّ النَّهْيَ لَيْسَ لِلتَّحْرِيْمِ.

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک ہی جوتے میں چلے ہیں۔اگر یہ صحیح ہے تو یہ بات نادر ہے اور یہ واقعہ گھر ہی میں کسی سبب سے ہوا ہوگا۔اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر بالفرض ایسا ہوا ہے تو ممانعت کے وارد ہونے کے بعد اس کو ضرورت پر محمول کریں گے یا یہ بیان جواز کے لیے ہے اور ایسا کرنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

بَابٌ

حضرت نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تحفۃً دو سیاہ موزے بھیجے اور آپ نے ان کو پہنا اور وضو فرما کر مسح بھی کیا

٥٥٤٤ - وَعَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّجَاشِيَّ اَهْدٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ اَسْوَدَيْنِ سَاذِجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

حضرت ابن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے لیے دو سیاہ موزے تحفۃً بھیجے تو آپ نے وہ پہن لیے۔اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔اور ترمذی نے ابن بریدہ سے بواسطہ اُن کے والد ماجد کے اتنا زیادہ اور روایت کیا ہے کہ پھر آپ نے وضو فرمایا اور دونوں پر مسح کیا۔

بَابُ التَّرَجُّلِ

کنگھی کرنے کا بیان

بَابٌ

حائضہ اپنے شوہر کے سر میں کنگھی کر سکتی ہے

٥٥٤٥ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کر دیا کرتی تھی' حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو درست رکھنے کی تاکید

٥٥٤٦ - وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ يَاْمُرُهٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَلِحْيَتِهٖ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو ایک آدمی اندر آیا' جس کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے' پس رسول اللہ ﷺ نے اُس کی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا' گویا بالوں کو اور ڈاڑھی کو درست کرنے کا حکم فرما رہے تھے۔ وہ ایسا ہی کر کے واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی سر کے بال یوں بکھیرے رکھے گویا کہ وہ شیطان ہے۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

بَابٌ

زلفوں کا احترام اور اس کی توضیح

٥٥٤٧ - وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِيْ جُمَّةً اَفَاُرَجِّلُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا قَالَ فَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے: میرے بال کندھوں تک ہیں' کیا پس ان میں کنگھی کر لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور اِن کی عزت کرو! راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے' ہاں! ان کی عزت کرو' فرمانے کے بموجب حضرت ابوقتادہ دن میں دو مرتبہ بھی اُن میں تیل لگا لیتے۔ اس کی روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ.

اور ابوداؤد کی ایک روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سر کے بال رکھے ہوئے ہوں تو وہ ان کا احترام کرے۔

ف: صاحب مرقات علیہ الرحمۃ نے بالوں کے احترام کرنے کی وضاحت میں لکھا ہے کہ سر کے بالوں کو سنوارے' ان کو دھویا کرے' ان میں تیل ڈالے' اس لیے کہ زلفوں کی نظافت اور ان کا اچھا دکھائی دینا سب کو پسند ہے۔ ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٤٨ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ فِي الْمُسْتَوٰى وَعَلَيْهِ الْعَمَلُ اَمَّا حَدِيْثُ اَبِيْ قَتَادَةَ فَهُوَ فَهْمٌ فَهِمَهٗ مِنْ قَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكْرِمْهَا وَلَعَلَّ الْمُرَادَ الْاِكْرَامُ الْمَخْصُوْصُ وَهُوَ الْمُتَوَسِّطُ الْمُقْتَصِدُ بَيْنَ الْاِفْرَاطِ فِي التَّنَعُّمِ وَبَيْنَ تَرْكِ التَّنْظِيْفِ

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا ہے مگر ایک روز کا ناغہ کر کے۔ اس کی روایت ترمذی' ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔ اور مستوی (شرح موطأ) میں کہا ہے کہ اسی پر عمل ہے۔ اب رہا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو حضور ﷺ کا ارشاد ہے: "واکرمھا" وہ خصوصی حکم ہے' جس سے مراد یہ ہے کہ زلفوں کو افراط اور تفریط سے بچا کر درمیانی صورت اختیار کی جائے۔ یعنی بہت زیادہ سنوارے اور نہ صفائی کو ترک کر دے اور گندی اور پراگندہ حالت اپنائے۔

وَالْهَيْئَةِ الْبَذَّةِ الرَّثَّةِ.

بَابٌ

مسلمان کو سادگی اور تواضع سے رہنا چاہیے

٥٥٤٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِفُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ مَالِيْ اَرَاكَ شَعْثًا قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْهَانَا عَنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاِرْفَاءِ قَالَ مَالِيْ لَا اَرٰى عَلَيْكَ حِذَاءً ا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا اَنْ نَّحْتَفِيَ اَحْيَانًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے بال بکھرے ہوئے کیوں دیکھ رہا ہوں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں زیادہ زیب و زینت سے منع فرمایا ہے۔ پھر کہا کہ میں آپ کے پیروں میں جوتے کیوں نہیں دیکھتا؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں حکم فرماتے کہ کبھی کبھی ننگے پیر بھی رہا کریں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور سخاوت پسند ہے

٥٥٥٠ - وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُّحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُّحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ يُّحِبُّ الْكَرَمَ جَوَّادٌ يُّحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اُرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ قَالَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے' ستھرا ہے نظافت کو پسند فرماتا ہے۔ کریم ہے' کرم کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ سخی ہے اور سخاوت کو پسند فرماتا ہے۔ میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ اپنے صحنوں کو بھی صاف رکھو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ مہاجر بن مسمار سے میں نے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: مجھ سے حدیث بیان کی عامر بن سعد نے اپنے والد کے واسطے سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ اپنے صحنوں کو بھی صاف رکھا کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مبارک کا بیان

٥٥٥١ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کر لیا کرتے تھے۔ آپ کے گیسوئے مبارک تا بگوش سے زیادہ اور تا بدوش سے کم تھے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

زلفیں کہاں تک ہوں اور تہبند کہاں تک؟

٥٥٥٢ - وَعَنِ ابْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْاَسَدِيُّ لَوْ لَا طُوْلُ جُمَّتِهٖ وَاِسْبَالُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے حضرت ابن الحنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خریم اسدی بہت اچھا آدمی ہے اگر اُس کے سر کے بال تا بگوش سے زیادہ نہ ہوں اور اس کی ازار نیچی نہ رہے۔ یہ بات حضرت خریم تک پہنچی تو انہوں نے سر کے بالوں کو چھری سے

إِزَارِهِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا فَأَخَذَ شَفْرَةً فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ.

کاٹ کر کانوں تک کر لیا اور اپنی ازار کو نصف پنڈلیوں تک اونچا کر لیا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

٥٥٥٣ - وَعَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِيْ شَعْرٌ طَوِيْلٌ فَلَمَّا رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذُبَابٌ ذُبَابٌ قَالَ فَرَجَعْتُ فَجَزَزْتُهُ ثُمَّ أَتَيْتُ مِنَ الْغَدِ فَقَالَ إِنِّيْ لَمْ أَعْنِكَ وَهٰذَا أَحْسَنُ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ صَاحِبُ بَذْلِ الْمَجْهُوْدِ هٰذَا أَيْ تَقْصِيْرُ الشَّعْرِ أَحْسَنُ مِنْ إِطَالَتِهِ وَإِنْ كَانَ الْإِطَالَةُ جَائِزًا.

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میرے (سر کے) بڑے لمبے بال تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: نحوست ہے انحوست ہے! میں وہاں سے واپس ہوا اور بالوں کو کاٹ دیا' پھر دوسرے دن حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا: میرا مقصد یہ نہیں تھا اور یہ زیادہ اچھا ہے (یعنی بالوں کو سنوارنا مشکل ہے تو کتروانا اچھا ہے)۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ صاحب بذل المجہود (شارح ابوداؤد) نے فرمایا کہ بالوں کو کتروانا لمبے بال رکھنے سے بہتر ہے اگرچہ لمبے بال رکھنے کی اجازت ہے۔

وَقَالَ الطَّحَاوِيُّ فِيْ مُشْكِلِ الْآثَارِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ دَلَّ عَلٰى أَنَّ جَزَّ الشَّعْرِ أَحْسَنُ مِنْ تَرْبِيَتِهِ وَمَا جَعَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَحْسَنَ كَانَ لَا شَيْءَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَوَجَبَ لُزُوْمُ ذٰلِكَ الْأَحْسَنِ وَتَرْكُ مَا يُخَالِفُهُ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے مشکل الآثار میں اس حدیث میں فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالوں کو کتروانا ان کے سنوارنے سے بہتر ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو احسن فرما دیا تو پھر کوئی چیز اس سے بڑھ کر احسن نہیں ہو سکتی۔ تو اس احسن پر لزوم واجب ہو گیا اور اس کے خلاف جو چیز ہو گی اس کا ترک کرنا لازم ہو گیا۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کے زلف رکھنے کی تفصیل

٥٥٥٤ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ فِي الْعَرْفِ الشَّذِيِّ وَفِيْ حَدِيْثِ الْغَدَائِرِ إِشْكَالٌ وَهُوَ أَنَّ عَادَتَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْأَشْعَارِ الْجُمَّةُ وَاللِّمَّةُ وَالْوَفْرَةُ وَلَمْ يَثْبُتِ الضَّفْرُ وَأَمَّا ثَلٰثُ حِصَصٍ فَلَعَلَّ الرَّاوِيَ رَأٰى تَحْتَ عِمَامَتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَتْ ثَلَاثَةً بِسَبَبِ الْعِمَامَةِ فِيْ فَتْحِ مَكَّةَ وَمَرَّ الْحَافِظُ عَلٰى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ وَلَمْ يَقُلْ بِشَيْءٍ وَفِي الْفَتَاوَى الْهِنْدِيَّةِ فِيْ بَابِ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زلف مبارک (کی لمبائی) آپ کے مبارک کانوں کی لو تک ہوا کرتی تھی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔ العرف الشذی (شرح ترمذی) میں کہا ہے کہ حدیث الغدائر (چوٹیوں والی حدیث) کے بارے میں اشکال ہے۔ وہ یہ ہے کہ زلفوں کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارک تین طرح کی ہے: (۱) الجمہ (۲) لمّہ (۳) وفرہ اور ضفرہ یعنی گچھے کے طور پر بال رکھنا' ضفرہ کا ثبوت نہیں ملا رہے تین حصے تو شاید راوی نے آپ سے علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمامہ کے نیچے دیکھا اور فتح مکہ میں یہ تین حصے عمامہ کی وجہ سے تھے اور حافظ ابن حجر اس روایت سے یونہی گزر گئے اور کہا: کچھ نہیں' اور فتاوی ہندیہ کے باب الحظر والاباحۃ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ چوٹیاں مردوں کے لیے

اَنَّ الضَّفَائِرَ لِلرِّجَالِ مَكْرُوْهَةٌ وَّاَمَّا الْاِرْسَالُ فَلَمْ اَجِدْ كَرَاهَةً.

مکروہ ہیں، البتہ بالوں کو کندھوں پر چھوڑنے میں کراہت نہیں ہے۔

بَابٌ

خاندان میں کسی کے انتقال پر سوگ تین دن تک کیا جائے

٥٥٥٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْهَلَ اٰلَ جَعْفَرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ اَتَاهُمْ فَقَالَ لَا تَبْكُوْا عَلٰى اَخِيْ بَعْدَ الْيَوْمِ ثُمَّ قَالَ اُدْعُوْا لِيْ بَنِيْ اَخِيْ فَجِيْءَ بِنَا كَاَنَّا اَفْرُخٌ فَقَالَ ادْعُوْا اِلَى الْحَلَّاقِ فَاَمَرَهُ فَحَلَقَ رُؤُوْسَنَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پر سوگ کے لیے) آلِ جعفر کو تین دن کی مہلت دی۔ پھر اُن کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج کے بعد میرے بھائی پر کوئی نہ روئے۔ پھر فرمایا کہ میرے بھتیجوں کو میرے پاس لاؤ! ہمیں لایا گیا گویا کہ ہم چڑیا کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حجام کو میرے پاس بلا کر لاؤ، پس اُسے حکم فرمایا تو اُس نے ہمارے سر مونڈے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتیں بے ضرورت سر کے بال نہ منڈوائیں

٥٥٥٦ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال منڈائے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

عورتوں کے سر کے بال اور مردوں کی ڈاڑھیاں دونوں کی وضع داری ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال منڈائے۔ مرقات میں اس بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ عورتوں کا سر کے بال اور چوٹیوں کا رکھنا ایسا ہے جیسا کہ مرد ڈاڑھیاں رکھتے ہیں۔ اس میں دونوں کی اپنی اپنی ہیئت اور خوب صورتی کی وضع داری ہے۔ مردوں کا سر منڈانا مسنون ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا، چنانچہ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: تمہیں میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا چاہیے حالانکہ سر مونڈنا حضور کی سنت نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سر نہیں منڈایا کرتے تھے، بجز حج اور عمرہ سے فراغت کے بعد۔ تو ثابت ہوا کہ سر منڈانا رخصت ہے اور سر کے بالوں کا رکھنا افضل ہے۔ عالمگیریہ نے لکھا ہے کہ اگر عورت کسی بیماری کی وجہ سے سر منڈائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر مردوں کی مشابہت میں حلق کروائے تو یہ مکروہ ہے، جیسا کہ کبیری میں مذکور ہے۔ ١٢

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ کتاب کی موافقت کب فرماتے؟

٥٥٥٧ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ اَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُوْنَ اَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ کتاب کی موافقت پسند فرماتے، جس کام کے لیے حکم نہ فرمادیا جاتا۔ اہلِ کتاب اپنے بالوں کو چھوڑے رکھتے تھے جبکہ مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشانی مبارک کے بال چھوڑے رکھتے، پھر میں ان میں مانگ نکالنے لگے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

سر کے بالوں میں دو باتیں مسنون ہیں

بذل المجہود شرح ابوداؤد میں یہ وضاحت ہے کہ سر کے بالوں میں مانگ نکالنا مسنون ہے، جس کو نبی کریم ﷺ نے اختیار فرمایا اور یہ آپ کے اوپر وحی تھی۔ چنانچہ ردالمحتار اور عالمگیریہ میں لکھا ہے کہ سر کے بالوں میں مسنون یہ ہے کہ اگر زلفیں ہوں تو مانگ نکالی جائے یا پھر سر منڈوایا جائے۔ ۱۲

بَابٌ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور کے سر میں مانگ کس طرح نکالتی تھیں؟

۵۵۵۸ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِذَا فَرَقْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ صَدَعْتُ فَرْقَهُ عَنْ يَافُوْخِهِ وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں مانگ نکالتی اور آپ کے تالو مبارک سے مبارک نکالنا شروع کرتی تو پیشانی کے بالوں کو چشمانِ مبارک کے درمیان چھوڑتی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بچے کا سر مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا منع ہے

۵۵۵۹ - وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قِيْلَ لِنَافِعٍ مَا الْقَزَعُ قَالَ يُحْلَقُ بَعْضُ رَأْسِ الصَّبِيِّ وَيُتْرَكُ الْبَعْضُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَأَلْحَقَ بَعْضُهُمُ التَّفْسِيْرَ بِالْحَدِيْثِ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو قزع سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے! حضرت نافع سے دریافت کیا گیا کہ قزع کیا ہے؟ فرمایا کہ بچے کا کچھ سر مونڈنا اور کچھ چھوڑ دینا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔ بعض نے اس کی تفسیر حدیث سے ملا کر کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۶۰ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ احْلِقُوْا كُلَّهُ وَاتْرُكُوْا كُلَّهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے کو دیکھا جس کے سر کا کچھ حصہ مونڈا گیا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: سارا مونڈ دو یا سارا چھوڑ دو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بچہ کا سارا سر منڈایا جائے یا سارا چھوڑ دیا جائے۔ اس ارشاد میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سر منڈوانا حج اور عمرہ کے سوا جائز ہے اور اس میں انسان کو اختیار ہے البتہ دو عبادتوں کے موقع پر حلق افضل ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

۵۵۶۱ - وَعَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ حَسَّانَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَحَدَّثَتْنِيْ أُخْتِي الْمُغِيْرَةُ قَالَتْ وَأَنْتَ يَوْمَئِذٍ غُلَامٌ وَلَكَ قَرْنَانِ أَوْ قُصَّتَانِ فَمَسَحَ رَأْسَكَ وَبَرَّكَ عَلَيْكَ وَقَالَ احْلِقُوْا

حضرت حجاج بن حسان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میری بہن حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تم اُن دنوں لڑکے تھے اور تمہارے دو گیسو یا پیشانی کے دونوں جانب بال تھے تو حضور ﷺ نے تمہارے

هٰذَيْنِ اَوْ قُصُّوْهُمَا فَاِنَّ هٰذَا زِيُّ الْيَهُوْدِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی اور فرمایا کہ ان دونوں گیسوؤں کو منڈوا دو یا کٹوا دو کیونکہ یہ یہودیوں کا طریقہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت انس کے گیسو دراز تھے

٥٥٦٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ لَا اَجُزُّهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُدُّهَا وَيَاْخُذُهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میرے گیسو دراز تھے میری والدۂ محترمہ نے فرمایا کہ میں انہیں نہیں کاٹوں گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ اُن کو کھینچتے اور پکڑا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

بالوں کے بارے کن عورتوں پر لعنت ہے؟

٥٥٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بالوں کو (دوسرے کے بالوں سے) ملانے والی، ملوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: صاحب مرقات نے لکھا ہے کہ یہ حدیث مرد اور عورتوں دونوں کے لیے عام ہے۔ اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس بارے میں جو احادیث شریفہ وارد ہیں اُن سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے البتہ اگر شوہر اجازت دے تو جائز ہے۔ ۱۲

بَابٌ

کن کن عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟

٥٥٦٤ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَجَاءَتْهُ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ كَيْتَ فَقَالَ مَالِيْ لَا اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَاْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَاْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَاْتِ مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهُ قَدْ نَهٰى عَنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گدوانے والی، بال چننے والی، خوب صورتی کے لیے دانت پتلے کروانے والی اور اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو بدلنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ پس ایک عورت اُن کے پاس آئی اور کہا: مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کرتے ہیں! فرمایا کہ میں کیوں نہ اُس پر لعنت کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہو! وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے سارا قرآن مجید پڑھا ہے لیکن اس میں وہ بات نہیں جو آپ کہتے ہیں فرمایا: اگر تم غور سے پڑھتیں تو اُسے پالیتیں اور کیا تو نے یہ نہیں پڑھا؟ اور رسول جو تمہیں دیں اُسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں اُس سے رُک جاؤ۔ کہنے لگی: کیوں نہیں! فرمایا تو اسی کے ذریعہ آپ نے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٦٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لُعِنَتِ الْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ وَالنَّامِصَةُ وَالْمُتَنَمِّصَةُ وَالْوَاشِمَةُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اپنے بالوں میں (دوسرے بالوں کو) ملانے والی، ملوانے والی، بال چننے والی، بال چنوانے

وَالْمُسْتَوْشِمَةُ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

والی، گودنے والی اور بغیر کسی بیماری کے گدوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نظر بد کا لگنا حق ہے

٥٥٦٦ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَّنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر بد کا لگنا حق ہے اور گودنے سے منع فرمایا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

سر کے بالوں کو چپکایا جا سکتا ہے

٥٥٦٧ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بال چپکائے ہوئے دیکھا۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے اور ڈاڑھی میں کنگھی فرماتے

٥٥٦٨ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دَهْنَ رَاْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ كَاَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے اور ریش مبارک میں کنگھی فرماتے اور اکثر (عمامہ مبارک کے نیچے) کپڑا رکھتے، ایسا معلوم ہوتا کہ وہ کپڑا تیلی کا کپڑا ہے۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ

خوشبو کا استعمال سنت ہے

٥٥٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا نَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین خوشبو لگاتی جو میسر آ جاتی، یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سرِ اقدس اور ریش مبارک میں پاتی۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

لوبان اور کافور کی دھونی مسنون ہے

٥٥٧٠ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا اسْتَجْمَرَ اِسْتَجْمَرَ بِالْاَلُوَّةِ غَيْرَ مُطَرَّاةٍ وَبِكَافُوْرٍ يَطْرَحُهٗ مَعَ الْاَلُوَّةِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ يَسْتَجْمِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب دھونی لیتے تو غیر مخلوط لوبان کی دھونی لیا کرتے یا کافور بھی لوبان کے ساتھ ڈال لیتے اور پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح دھونی لیا کرتے تھے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

دائمی سنتیں پانچ ہیں

٥٥٧١ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَرَوٰى اَحْمَدُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ وَّالِدِ اَبِي الْمَلِيْحِ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ وَّعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِّلرِّجَالِ وَمَكْرُمَةٌ لِّلنِّسَاءِ۔

دائمی سنتیں پانچ ہیں: (۱) ختنہ کرنا (۲) موئے زیر ناف صاف کرنا (۳) مونچھیں پست کرنا (۴) ناخن کاٹنا (۵) اور بغلوں کے بال اُکھاڑنا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ حسن کے ساتھ ابوالملیح کے والد سے اور طبرانی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ختنہ مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے خوبی اور عزت ہے۔

بَابٌ

ختنہ کرنے والی عورت کو رسول اللہ کی ہدایت

٥٥٧٢ - وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنْصَارِيَّةِ اَنَّ اِمْرَاَةً كَانَتْ تَخْتِنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْهِكِيْ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَحْظٰى لِلْمَرْاَةِ وَاَحَبُّ اِلَى الْبَعْلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ هٰذَا الْحَدِيْثُ ضَعِيْفٌ وَرَاوِيْهِ مَجْهُوْلٌ وَّرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ۔

حضرت اُمِّ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنے کیا کرتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھال زیادہ نہ کاٹا کرو کیونکہ یہ بات عورت کے لیے زیادہ لذت والی اور خاوند کو زیادہ پسند ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے اور کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا ایک راوی مجہول ہے۔ اور طبرانی نے اس کی روایت صحیح سند کے ساتھ کی ہے۔

بَابٌ

مسلمانوں کو مشرکین کی مخالفت میں ڈاڑھیاں بڑھانا اور مونچھوں کو پست کرنا چاہیے

٥٥٧٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنْهِكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللِّحٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مشرکوں کی مخالفت کرو (یعنی) ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں پست کرو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ مونچھیں نیچی کرو اور ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَاَمَّا رِوَايَةُ قَصِّ الشَّارِبِ فَمَضَاهَا اِسْتَصْلُوْا شَعْرَ الشَّارِبِ بِالْمِقْرَاضِ لَا بِالْمُوْسٰى فَاِنَّهٗ بِدْعَةٌ۔

اب رہی قص الشارب والی حدیث، اس کا مفہوم یہ ہے کہ مونچھ کے بال قینچی سے کترو نہ کہ اُسترے سے، اس لیے کہ یہ بدعت ہے۔

بَابٌ

ڈاڑھی کے بارے میں رسول اللہ کا کیا عمل تھا؟

٥٥٧٤ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ریش مبارک کی چوڑائی اور لمبائی سے کچھ بال لیا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَرَوٰى مُحَمَّدٌ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنِ ابْنِ

اور امام محمد نے کتاب الآثار میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی

عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَقْبِضُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ ثُمَّ يَقُصُّ مَا تَحْتَ الْقَبْضَةِ وَقَالَ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ہے کہ حضرت ابن عمر اپنی ڈاڑھی کو قبضہ سے پکڑتے اور قبضہ سے نچلے بالوں کو کتر لیتے۔ اور امام محمد نے کہا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے۔

بَابٌ
اوّلیات حضرت ابراہیم علیہ السلام

۵۵۷۵ - وَعَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ كَانَ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ اَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ وَاَوَّلَ النَّاسِ اِخْتَتَنَ وَاَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ شَارِبَهٗ وَاَوَّلَ النَّاسِ رَاَى الشَّيْبَ فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَّا اِبْرَاهِيْمُ قَالَ زِدْنِيْ وَقَارًا رَوَاهُ مَالِكٌ.

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ پہلے فرد ہیں جنہوں نے مہمان کی ضیافت کی اور پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا اور پہلے فرد ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں پست رکھیں اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے بڑھاپے کی سفیدی دیکھ کر گزارش کی: اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم! یہ وقار ہے! عرض کی کہ اے رب! میرے وقار کو بڑھا۔ اس کی روایت امام مالک نے کی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چند اور اوّلیات

ف: علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے موطاً کے حاشیہ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اور اوّلیات کا ذکر بھی کیا ہے: آپ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنے ناخن کاٹے اور اپنے سر کے بالوں میں مانگ نکالی اور زیر ناف بال مونڈے اور شلوار پہنی اور مہندی اور کتم کا خضاب کیا اور منبر پر خطبہ دیا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور لڑائی میں فوج کو میمنہ' میسرہ' مقدمہ' مؤخرہ اور قلب میں تقسیم کیا اور معانقہ فرمایا اور ثرید بنائی۔ (مرقات)

بَابٌ
دائمی سنتوں کی مدت کا بیان

۵۵۷۶ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ وُقِّتَ لَنَا فِيْ قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيْمِ الْاَظْفَارِ وَنَتْفِ الْاِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ اَنْ لَّا نَتْرُكَ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ہمارے لیے مدت مقرر کر دی گئی ہے کہ مونچھیں پست کرنے' ناخن کاٹنے' بغلوں کا بال اکھاڑنے اور موئے زیر ناف مونڈنے کو چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑے رکھیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ
مونچھوں کو کترنے کی تاکید اور نہ کترنے پر وعید

۵۵۷۷ - وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَاْخُذْ مِنْ شَارِبِهٖ فَلَيْسَ مِنَّا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنی مونچھوں سے ذرا نہ لے (یعنی نہ کاٹے) وہ ہم میں سے نہیں۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ
خضاب کر کے یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کا حکم

۵۵۷۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے لہٰذا تم ان کی مخالفت کرو۔ اس کی روایت

يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٧٩ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالزُّبَيْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بڑھاپے کو بدلو اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور نسائی نے اس کی روایت حضرت ابن عمر اور حضرت زبیر سے کی ہے۔

بَابٌ

مہندی اور وسمہ سے خضاب کو رسول اللہ نے پسند فرمایا

٥٥٨٠ - وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ الشَّيْبُ الْحِنَاءُ وَالْكَتَمُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے بڑھاپے کو بدلا جا سکتا ہے اُن میں سب سے بہتر مہندی اور وسمہ ہے۔ اس کی روایت ترمذی ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

مرد کے لیے زعفرانی رنگ منع ہے

٥٥٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو زعفرانی رنگ کا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

وَقَالَ فِي النِّهَايَةِ اَنَّ اَحَادِيْثَ اِبَاحَةِ الزَّعْفَرَانِ لِلرِّجَالِ مَنْسُوْخَةٌ.

نہایہ میں یہ وضاحت کہ وہ احادیث جن میں مردوں کے لیے زعفرانی رنگ کی اجازت کا ذکر ہے وہ منسوخ ہیں۔

بَابٌ

زرد رنگ رسول اللہ کو بے حد پسند تھا

٥٥٨٢ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُصَفِّرُ لِحْيَتَهُ بِالصُّفْرَةِ حَتّٰى يَمْتَلِئَ ثِيَابُهُ مِنَ الصُّفْرَةِ فَقِيْلَ لَهُ لِمَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا بِهَا ثِيَابُهُ كُلُّهَا حَتّٰى عِمَامَتَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی ریش مبارک کو زردی سے رنگا کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کے کپڑوں پر زردی لگ جاتی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ زردی سے کیوں رنگتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ رنگتے ہوئے دیکھا ہے جبکہ میرے نزدیک اتباعِ رسول سے پیاری کوئی چیز نہیں اور اس کے ساتھ آپ کے سب کپڑے بھی رنگے جاتے یہاں تک کہ عمامہ مبارک بھی۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زردی بے حد پسند تھی

٥٥٨٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ قَدْ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ مَا اَحْسَنُ هٰذَا قَالَ فَمَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا فرمایا کہ یہ کتنا اچھا ہے! پھر دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور وسمہ سے خضاب کیا ہوا

بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ فَقَالَ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا ثُمَّ مَرَّ اٰخَرُ قَدْ خَضَبَ بِالصُّفْرَةِ فَقَالَ هٰذَا اَحْسَنُ مِنْ هٰذَا كُلِّهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

تھا' فرمایا: یہ اُس سے بھی اچھا ہے! پھر تیسرا شخص گزرا جس نے زردی سے خضاب کیا ہوا تھا' فرمایا کہ یہ اُن سب سے زیادہ اچھا ہے! اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

خضاب میں سیاہ رنگ سے بچنے کی تاکید

٥٥٨٤ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اُتِيَ بِاَبِيْ قُحَافَةَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَرَاْسُهٗ وَلِحْيَتُهٗ كَالثَّغَامَةِ بَيَاضًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَّاجْتَنِبُوا السَّوَادَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز حضرت ابوقحافہ رضی اللہ کو بارگاہِ نبوت میں حاضر کیا گیا تو اُن کا سر اور ڈاڑھی ثغامہ (سفید بوٹی) کی طرح سفید تھے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کا رنگ بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

سیاہ خضاب کب مناسب ہے؟

٥٥٨٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُوْنُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُوْنَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عنقریب آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے' جو اس سیاہ رنگ سے خضاب کریں گے جیسے کبوتروں کے پوٹے' وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ عَنْ صُهَيْبِ الْخَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا اخْتَضَبْتُمْ بِهٖ لَهٰذَا السَّوَادِ اَرْغَبُ لِنِسَائِكُمْ فِيْكُمْ وَاَهْيَبُ لَكُمْ فِيْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمْ.

اور ابن ماجہ نے حضرت صہیب الخیر رضی اللہ سے روایت کی ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جو تم سیاہ خضاب کرتے ہو تمہاری بیویوں کے لیے پسندیدہ ہے اور تمہارے دشمنوں کے سینوں میں خوب ہیبت ڈالنے والا ہے۔

ف: صدر کی دو حدیثوں میں پہلی حدیث میں سیاہ خضاب کی نفی ہے اور دوسری حدیث سے اجازت ثابت ہوتی ہے۔ اس بارے میں ذخیرہ میں یہ وضاحت ہے کہ سیاہ خضاب اگر کوئی غازی لگائے تاکہ دشمن پر ہیبت طاری ہو تو اس پر مشائخ فقہاء کا اتفاق ہے اور یہ اچھا کام ہے۔ اس کے برخلاف اگر کوئی اپنی بیویوں کو خوش کرنے کے لیے استعمال کرے تو یہ مکروہ ہے۔ اور عامہ مشائخ کا یہی قول ہے اور بعض فقہاء نے اس کو غیر مکروہ کہا ہے۔ اور امام ابویوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس طرح میری بیوی میرے لیے سنورتی ہے اسی طرح مجھے بھی اس کے لیے سنورنا پسند ہے۔ یہ تفصیل عالمگیری اور ردالمحتار میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

اسلام میں سفیدی آنے کی فضیلت

٥٥٨٦ - وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً

حضرت عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں' اُن کے دادا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سفید بال نہ چنو کیونکہ وہ مسلمان کا نور ہے' جس کو اسلام میں سفیدی آئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے باعث نیکیاں لکھے گا' اس کی وجہ سے اُس کی خطائیں معاف فرمائے گا اور اسی کے سبب اُس کے درجے بلند کرے گا۔ اس

رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

۵۵۸۷ - وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْاِسْلَامِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت کعب بن مرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اسلام کے اندر سفیدی آئی تو وہ قیامت کے روز اس کے لیے نور ہوگا۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

وَرَوٰى اَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ حَمِّرُوْا اَوْ صَفِّرُوْا وَخَالِفُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَاِنْ تَرَكَهٗ اَبْيَضَ مِنْ غَيْرِ خِضَابٍ فَلَا بَاْسَ.

اور امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے انصار کے گروہ! (اپنے بالوں کو) سرخ کرو یا پیلے کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو اور اگر بغیر خضاب کے سفید چھوڑ دو تو کوئی حرج نہیں۔

وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِيْ مُوَطَّئِهٖ لَا نَرٰى بِالْخِضَابِ بِالْوَسْمَةِ وَالْحِنَّاءِ وَالصُّفْرَةِ بَاْسًا وَّاِنْ تَرَكَهٗ اَبْيَضَ فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ كُلُّ ذٰلِكَ حَسَنٌ.

اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی موطأ میں فرمایا ہے کہ وسمہ' مہندی اور زرد خضاب کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر (بغیر خضاب کے) بالوں کو سفید چھوڑ دے تو بھی کوئی حرج نہیں' یہ ساری باتیں اچھی ہیں۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب لگانے کے بارے میں تحقیق

۵۵۸۸ - وَعَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِيْ رَاْسِهٖ فَعَلْتُ قَالَ وَلَمْ يَخْتَضِبْ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ وَّقَدْ اِخْتَضَبَ اَبُوْ بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ وَاخْتَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ بَحْتًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں حضور کے سر مبارک کے سفید بالوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ فرمایا: اور آپ نے خضاب نہیں لگایا۔ اور ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صرف مہندی کا خضاب کیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: ردالمحتار میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کے وقت تک آپ کے سرِ مبارک اور ریش مبارک میں بیس سفید موئے مبارک نہیں تھے۔ چنانچہ بخاری اور دوسری حدیث کی کتابوں میں یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک میں صرف سترہ بال تھے۔ اس بارے میں قول صحیح صاحب نہایہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی وقت خضاب لگایا اور اکثر خضاب نہیں لگایا۔ جن صحابہ کرام نے آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک کو جس حال میں دیکھا' اس کو بیان کیا اور ہر ایک اپنے اپنے مشاہدہ میں سچا ہے۔ اس طرح مخالف روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ یہ صراحت مرقات میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ

مُوئے مبارک کی زیارت کا واقعہ

۵۵۸۹ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ

قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ فَاَخْرَجَتْ اِلَیْنَا شَعْرًا مِّنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

میں حضرت ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے خضاب کیا ہوا ایک موئے مبارک ہمارے پاس لائیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

عورتیں اپنے ہاتھوں کو مہندی سے رنگ لیا کریں

۵۵۹۰ - وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ ھِنْدًا بِنْتَ عُتْبَۃَ قَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ بَایِعْنِیْ فَقَالَ لَا اُبَایِعُکِ حَتّٰی تُغَیِّرِیْ کَفَّیْکِ فَکَاَنَّھُمَا کَفَّا سَبُعٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا عرض گزار ہوئیں کہ یا نبی اللہ! مجھے بیعت فرما لیجئے' آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک بیعت نہیں لوں گا جب تک تم اپنے ہاتھوں کی رنگت نہ بدل لو' جو درندوں کے ہاتھوں جیسے ہیں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ خاتون ہند کے ہاتھ بغیر مہندی لگے ہوئے تھے گویا وہ مرد کے ہاتھ ہیں اور عورتوں کے لیے تشبہ بالرجال مکروہ ہے۔ جس طرح مردوں کے لیے ہاتھوں کو مہندی لگانا مکروہ ہے کہ اس میں تشبہ بالنساء ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۵۹۱ - وَعَنْھَا قَالَتْ اَوْمَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِیَدِھَا کِتَابٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فَقَالَ مَا اَدْرِیْ اَیَدُ رَجُلٍ اَمْ یَدُ اِمْرَاَۃٍ قَالَتْ بَلْ یَدُ اِمْرَاَۃٍ قَالَ لَوْ کُنْتِ اِمْرَاَۃً لَّغَیَّرْتِ اَظْفَارَکِ یَعْنِیْ بِالْحِنَّاءِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے اشارہ کیا' جس کے ہاتھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خط تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک کھینچ لیا اور فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ! عورت کا! فرمایا: اگر تم عورت ہو تو اپنے ناخنوں کا رنگ مہندی کے ساتھ بدل لو۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

مہندی کے خضاب کے بارے میں ام المؤمنین کا قول

۵۵۹۲ - وَعَنْ کَرِیْمَۃَ بِنْتِ ھَمَّامٍ اَنَّ امْرَاَۃً سَاَلَتْ عَائِشَۃَ عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَاْسَ وَلٰکِنِّیْ اَکْرَھُہٗ کَانَ حَبِیْبِیْ یَکْرَہُ رِیْحَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ.

حضرت کریمہ بنت ہمام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مہندی کے خضاب کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں کیونکہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بو کو ناپسند فرماتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ کے حکم سے ایک مخنث کو نقیع کی طرف جلاوطن کر دیا گیا

۵۵۹۳ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَبَ یَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ بِالْحِنَّاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک مخنث کو لایا گیا جس کے ہاتھ اور پیر مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کیا حال

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذَا قَالُوْا يَتَشَبَّهُ بِالنِّسَاءِ فَاَمَرَ بِهٖ فَنُفِيَ اِلَى النَّقِيْعِ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَقْتُلُهٗ فَقَالَ اِنِّيْ نُهِيْتُ عَنْ قَتْلِ الْمُصَلِّيْنَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے، پس آپ نے حکم فرمایا تو اُسے نقیع کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم اس کو قتل نہ کر دیں؟ فرمایا کہ مجھے نمازیوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کن مردوں اور عورتوں پر لعنت ہے؟

٥٥٩٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی وضع اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی طرح بننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: ان کو اپنے گھروں سے نکال دو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٥٩٥ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں اور عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٥٩٦ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْاَةِ وَالْمَرْاَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اُس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور اُس عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٥٩٧ - وَعَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قِيْلَ لِعَائِشَةَ اِنَّ امْرَاَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کہ عورت مردوں جیسے جوتے پہنتی ہے۔ فرمایا کہ مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

خلوق کے بارے میں حکم

٥٥٩٨ - وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى عَلَيْهِ خَلُوْقًا فَقَالَ اَلَكَ امْرَاَةٌ قَالَ لَا قَالَ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ اغْسِلْهُ ثُمَّ لَا تَعُدْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن کے اوپر خلوق دیکھی تو فرمایا: کیا تمہاری بیوی ہے؟ عرض کی: نہیں! فرمایا: اسے دھولو! پھر دھولو! پھر اسے نہ لگانا۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٥٩٩ - وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ مِنْ سَفَرٍ وَّقَدْ تَشَقَّقَتْ يَدَاىَ فَخَلَّقُوْنِيْ بِزَعْفَرَانَ فَغَدَوْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ وَقَالَ اِذْهَبْ فَاغْسِلْ هٰذَا عَنْكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں اپنے سفر سے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹا تو میرے دونوں ہاتھ پھٹے ہوئے تھے' تو گھر والوں نے زعفران والی خلوق کا لیپ کر دیا۔ اگلے روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا کر اسے دھوڈالو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٠٠ - وَعَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ جَعَلَ اَهْلُ مَكَّةَ يَاْتُوْنَهٗ بِصِبْيَانِهِمْ فَيَدْعُوْ لَهُمْ بِالْبَرَكَةِ وَيَمْسَحُ رُؤُوْسَهُمْ فَجِيْءَ اِلَيْهِ وَاَنَا مُخَلَّقٌ فَلَمْ يَمَسَّنِيْ مِنْ اَجْلِ الْخَلُوْقِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو مکہ والے اپنے بچوں کو آپ کے پاس لاتے۔ آپ اُن کے لیے دعاء برکت فرماتے اور اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرتے' مجھے بھی آپ کی خدمت میں لایا گیا اور مجھ پر خلوق ملی ہوئی تھی تو خلوق کی وجہ سے مجھے آپ نے ہاتھ نہیں لگایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جو چیز بڑوں کے لیے ناجائز ہے' وہ بچوں کے لیے بھی ناجائز ہے' جیسے لباس جو بڑوں کے لیے جائز نہیں' وہ بچوں کے لیے بھی جائز نہیں جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ یہ وضاحت بذل المجہود میں موجود ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٥٦٠١ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ رَجُلٍ فِيْ جَسَدِهٖ شَيْءٌ مِّنْ خَلُوْقٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

ایضاً چوتھی حدیث

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا جس کے جسم پر ذرا بھی خلوق لگی ہوئی ہو (اس وجہ سے کہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے[1])۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

[1] جیسا کہ مرقات میں صراحت ہے۔ ۱۲

بَابٌ

٥٦٠٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طِيْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيْحُهٗ وَخَفِيَ لَوْنُهٗ وَطِيْبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِيَ رِيْحُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

مردوں اور عورتوں کی خوشبو کی صفت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی بُو ظاہر اور رنگ چھپا رہے' جبکہ عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ ظاہر اور بُو چھپی رہے۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

ف: مرقات میں شرح السنہ کے حوالہ سے یہ وضاحت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں عورتوں کی خوشبو کے بارے میں جو صراحت ہے' وہ اُس وقت ہے جبکہ وہ گھر سے باہر کام کے لیے جائے' اس کے برخلاف جب وہ شوہر کے پاس ہو تو جیسی چاہے خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔ ۱۲

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خوشبو کی ایک کپی تھی

٥٦٠٣ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک کپی تھی جس سے آپ خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادگی کا ایک عجیب واقعہ اور اہل بیت کی عملی تربیت

٥٦٠٤ - وَعَنْ ثَوْبَانَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ كَانَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِنْسَانٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاطِمَةَ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهَا فَاطِمَةَ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ وَّقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا اَوْ سِتْرًا عَلٰى بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ اَنَّ مَا مَنَعَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ مَا رَاٰى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَعَتْهُ مِنْهُمَا فَانْطَلَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيَانِ فَاَخَذَ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا ثَوْبَانُ اِذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى اٰلِ فُلَانٍ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلِيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّاْكُلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِيْ حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا يَا ثَوْبَانُ اِشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قِلَادَةً مِّنْ عَصْبٍ وَّسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سفر کرتے تو اپنے گھر والوں میں سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے اور واپسی پر سب سے پہلے حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے' ایک غزوہ سے آپ لوٹے تو انہوں نے دروازے پر ٹاٹ یا پردہ لٹکایا ہوا تھا' نیز حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے کنگن پہنائے ہوئے تھے۔ آپ واپس چلے آئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ وہ جان گئیں کہ اس چیز کے دیکھنے نے آپ کو تشریف لانے سے روکا ہے' لہٰذا پردہ پھاڑ دیا اور دونوں بچوں کے کنگن اتار دیئے اور انہیں توڑ ڈالا۔ وہ دونوں روتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گئے تو آپ نے دونوں سے انہیں لے کر فرمایا: اے ثوبان! انہیں لے کر آلِ فلاں کے پاس جاؤ (اور بطور خیرات ان کو دے دو' جن کا فقر و فاقہ معروف ہے۔ مرقات) کہ یہ میرے گھر والے ہیں' میں ناپسند کرتا ہوں کہ یہ اپنی پاکیزہ چیزیں دنیا کی زندگی میں کھالیں (اور اچھا لباس پہنیں)' اے ثوبان! بی بی فاطمہ کے لیے عصب کی ہڈی کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ مرد کے لیے سونے یا چاندی کا زیور پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ تلوار کا قبضہ چاندی کا ہو تو اس کی اجازت ہے' بشرطیکہ بہ طور زینت نہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں کہا ہے کہ بچے کے لیے گھنگرو اور کنگن بھی مکروہ ہیں جیسا کہ سراجیہ میں مذکور ہے۔ ۱۲

بَابٌ
سوتے وقت سرمہ لگانے کی ترغیب

٥٦٠٥ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِكْتَحِلُوْا بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّهٗ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةً فِيْ هٰذِهٖ وَثَلَاثَةً فِيْ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اثمد کا سرمہ لگایا کرو کیونکہ وہ نگاہ کو تیز کرتا اور بال اُگاتا ہے۔ ان کا گمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سرمہ دانی ہوتی تھی' جس سے آپ رات کو تین سلائی اِس آنکھ میں اور تین دوسری آنکھ میں لگایا کرتے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٠٦ - وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ يَّنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلَاثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ قَالَ وَقَالَ اِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُوْدُ وَالسَّعُوْطُ وَالْحِجَامَةُ وَالْمَشِيُّ وَخَيْرُ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهُ يَجْلُوا الْبَصَرَ وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ وَاِنَّ خَيْرَ مَا تَحْتَجِمُوْنَ فِيْهِ يَوْمَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ تِسْعَ عَشْرَةَ وَيَوْمَ اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ عُرِجَ بِهٖ مَا مَرَّ عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ اِلَّا قَالُوْا عَلَيْكَ بِالْحِجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.

علاج کرنے اور سرمہ لگانے کی ترغیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سونے سے پہلے ہر آنکھ میں اثمد سرمہ تین تین سلائی لگاتے اور فرمایا کہ جو تم علاج کرتے ہو اُن میں بہترین لیپ کرنا' نسوار لینا' پچھنے لگوانا اور جلاب لینا ہے اور جو تم سُرمے لگاتے ہو' اُن میں بہتر اثمد ہے کیونکہ وہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور بال اُگاتا ہے اور جن میں تم پچھنے لگواتے ہو اُن میں سترھواں' انیسواں اور اکیسواں روز بہتر ہے اور رسول اللہ ﷺ کو جب معراج ہوئی تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا کہ پچھنے لگوانے کو لازمی اختیار کرو۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے' اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔

بَابٌ

٥٦٠٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامَاتِ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ اَنْ يَّدْخُلُوْا بِالْمَيَازِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ.

وَقَالَ فِي الْكَوْكَبِ الدُّرِّيِّ قَوْلُهٗ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِرِ تَنْبِيْهٌ عَلٰى عِلَّةِ الْمَنْعِ اَنَّهٗ كَشْفُ الْعَوْرَةِ فَحَيْثُ لَا كَشْفَ لَا نَهْيَ وَبِذٰلِكَ يُعْلَمُ اَنَّ الْحَمَّامَاتِ الَّتِيْ كَانَتْ مُخْتَصَّةً بِالنِّسَاءِ وَلَا يَاْتِيْهَا الرِّجَالُ وَجُمْلَةُ عَمَلَتِهَا وَخَدِمِهَا اِنَّمَا هُنَّ النِّسَاءُ لَا غَيْرُ جَازَ اَنْ يَّدْخُلَهَا النِّسَاءُ وَلَا يَنْكَشِفْنَ فِيْمَا بَيْنَهُنَّ.

حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہونا منع ہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو حماموں میں داخل ہونے سے روکا' پھر مردوں کو اجازت دی کہ تہبند باندھ کر داخل ہو جایا کریں۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

کوکب الدری میں کہا ہے کہ حدیث شریف میں جو ارشاد ہے: "ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ فِي الْمَيَازِ" پھر مردوں کو تہبند کے ساتھ حمام میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ستر ڈھکا ہوا ہو تو حمام میں داخل ہونا منع نہیں ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے حمام جو عورتوں کے لیے مخصوص ہیں' جن میں مرد داخل نہیں ہوتے اور ان حماموں میں خدمت کرنے والیاں سب عورتیں ہی ہوتی ہیں ان کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا تو وہاں عورتوں کا جانا جائز ہے اور ان میں عورتیں ستر کو چھپائے ہوئے داخل ہو سکتی ہیں۔

بَابٌ

٥٦٠٨ - وَعَنْ اَبِي الْمَلِيْحِ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عَائِشَةَ نِسْوَةٌ مِّنْ اَهْلِ حِمْصٍ فَقَالَتْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُنَّ قُلْنَ مِنَ الشَّامِ قَالَتْ فَلَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوْرَةِ الَّتِيْ تَدْخُلُ نِسَاءُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ بَلٰى قَالَتْ

ایضاً دوسری حدیث

حضرت ابوالملیح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شہر حمص والوں کی چند عورتیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں' فرمایا کہ تم کہاں سے ہو؟ عرض گزار ہوئیں کہ ملک شام سے' فرمایا کہ شاید تم اُس علاقے کی عورتیں ہو جہاں عورتیں بھی حماموں میں داخل ہوتی ہیں'

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَخْلَعُ اِمْرَاَةٌ ثِيَابَهَا فِيْ غَيْرِ بَيْتِ زَوْجِهَا اِلَّا هَتَكَتِ السِّتْرَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَبِّهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فِيْ غَيْرِ بَيْتِهَا اِلَّا هَتَكَتْ سِتْرَهَا فِيْمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

انہوں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو عورت اپنے خاوند کے گھر کے سوا کسی دوسرے گھر میں کپڑے اتارے تو اُس کے اور اُس کے رب کے درمیان جو پردہ ہوتا ہے وہ پردہ پھٹ جاتا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے گھر کے سوا' مگر اس کا پردہ پھٹ جاتا ہے جو اُس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٠٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ لَكُمْ اَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُوْنَ فِيْهَا بُيُوْتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ اِلَّا بِالْاُزُرِ وَامْنَعُوْهَا النِّسَاءَ اِلَّا مَرِيْضَةً اَوْ نُفَسَاءَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تم عجمی علاقوں کو فتح کر لو گے اور تم اُن میں ایسے گھر بھی پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہے تو مرد اُن میں داخل نہ ہوں مگر تہبند باندھ کر اور عورتوں کو اُن میں داخل کرنے سے منع کرنا ماسوائے مریضہ اور نفاس والی کے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

جس دسترخوان پر شراب کا دور چلتا ہو' اس پر بیٹھنے کی ممانعت

٥٦١٠ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ تُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہے وہ تہبند کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو۔ اور جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ ہونے دے' اور جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتا ہو' وہ اُس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چلتا ہو۔ اس کی روایت ترمذی اور نسائی نے کی ہے۔

بَابُ التَّصَاوِيْرِ

تصویروں کا بیان

بَابٌ

تصویروں کے متعلق احکام

٥٦١١ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ يَوْمًا وَّاجِمًا وَّقَالَ اِنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَّلْقَانِيَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَ وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِيْ ثُمَّ وَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ جِرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ فُسْطَاطٍ لَّهٗ فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ مَكَانَهٗ فَلَمَّا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک روز صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ غمگین اٹھے اور فرمایا کہ حضرت جبریل نے مجھ سے اس رات ملنے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ملنے نہ آئے حالانکہ اللہ کی قسم! انہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔ پھر آپ کے دل میں ایک پلّے (کتے کا بچہ) کا خیال آیا جو آپ کے تخت کے نیچے تھا' چنانچہ آپ نے حکم دیا تو اُسے نکال دیا گیا' پھر دستِ مبارک میں پانی لے کر اُس جگہ

اَمْسٰی لَقِیَهٗ جِبْرِیْلُ فَقَالَ لَقَدْ كُنْتَ وَعَدْتَّنِیْ اَنْ تَلْقَانِیَ الْبَارِحَةَ قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰی اَنَّهٗ یَاْمُرُ بِقَتْلِ كَلْبِ الْحَائِطِ الصَّغِیْرِ وَیَتْرُكُ كَلْبَ الْحَائِطِ الْكَبِیْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّقَالَ فِی الْمُسَوّٰی كَانَ قَتْلُ الْكِلَابِ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ لِعُمُوْمِ الْبَلْوٰی بِاقْتِنَائِهَا فَكَانُوْا لَا یَتْرُكُوْنَ اِقْتِنَاءَ هَا اِلَّا بِالْقَتْلِ وَقِیْلَ خُصَّتِ الْمَدِیْنَةُ بِقَتْلِ مَا فِیْهَا مِنَ الْكِلَابِ مِنْ حَیْثُ اَنَّ الْمَدِیْنَةَ كَانَتْ مَهْبَطَ الْمَلَائِكَةِ بِالْوَحْیِ وَهُمْ لَا یَدْخُلُوْنَ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ ثُمَّ نُسِخَ.

پر چھڑکا' جب شام ہوئی تو حضرت جبریل ملاقات کے لیے حاضر ہوئے فرمایا کہ تم نے مجھ سے گزشتہ رات ملنے کا وعدہ کیا تھا' عرض گزار ہوئے: ہاں! لیکن ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو! صبح ہوئی تو اُس روز رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو مار دینے کا حکم فرمایا' یہاں تک کہ آپ چھوٹے باغ کے کتے کو بھی مار دینے کا حکم فرماتے اور بڑے باغ کا کتا چھوڑ دیا جاتا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔ اور مسوی (شرح موطا) میں کہا ہے کہ عموم بلوئی کی وجہ سے صدر اسلام میں کتوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ میں کتوں کو اس وجہ سے قتل کیا جاتا تھا کہ مدینہ منورہ نزولِ وحی کی وجہ سے فرشتوں کا مہبط تھا اور فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو' پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَیْتًا فِیْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِیْرُ.

اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہی میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔

وَرَوَی الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَكُنْ یَتْرُكُ فِیْ بَیْتِهٖ شَیْئًا فِیْهِ تَصَالِیْبُ اِلَّا نَقَضَهٗ قُلْنَا خَبَرُ جِبْرِیْلَ وَمِثْلُهٗ مَخْصُوْصٌ بِغَیْرِ الْمَهَانَةِ كَمَا بَسَطَهٗ ابْنُ الْكَمَالِ.

اور امام بخاری نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں کوئی تصویر نہ چھوڑتے مگر اُسے توڑ دیتے۔ (محدثین کرام اور فقہاء عظام کے اقوال کی روشنی میں) ہمارا یہ قول ہے کہ حضرت جبریل کی حدیث اور اسی قسم کی اور حدیثیں خاص ہیں (جبکہ تصاویر کی تعظیم کی جاتی ہو) اس کے برخلاف تصویریں ذلت کی جگہ ہوں (جیسے فرش پر اور پائدان پر تو اس میں کراہت نہ ہوگی) جیسا کہ علامہ ابن کمال علیہ الرحمہ نے وضاحت فرمائی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦١٢ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ اَتَیْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَكُوْنَ دَخَلْتُ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِیْلُ وَكَانَ فِی الْبَیْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِیْهِ تَمَاثِیْلُ وَكَانَ فِی الْبَیْتِ كَلْبٌ فَمُرْ بِرَاْسِ التِّمْثَالِ الَّذِیْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبریل میرے پاس آئے اور کہا: میں گزشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا' مجھے اندر داخل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی مگر دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر کے اندر باریک پردہ تھا' جس میں تصویریں تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا' دروازے کی تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرمائیے تاکہ وہ درخت کی طرح رہ جائیں۔ پردے کو کاٹنے کا حکم فرمائیے کہ اس کے دو

عَلٰى بَابِ الْبَيْتِ فَلْيُقْطَعْ فَيَصِيْرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوْذَتَيْنِ تُوْطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ.

سرہانے بنائے جائیں جو پھینکے جائیں اور روندے جائیں اور کتے کو نکال دینے کا حکم فرمایئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

پردہ پر تصویریں ہوں تو کیا کیا جائے؟

٥٦١٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ قَدِ اتَّخَذَتْ عَلٰى سَهْوَةٍ لَّهَا سِتْرًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَهَتَكَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاتَّخَذَتْ مِنْهُ نُمْرُقَتَيْنِ فَكَانَتَا فِي الْبَيْتِ يَجْلِسُ عَلَيْهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے الماری کے اوپر پردہ ڈالا جس میں تصویریں تھیں تو نبی کریم ﷺ نے اُسے پھاڑ دیا۔ میں نے اُس کے دو تکیے بنا لیے جن پر حضور ﷺ بیٹھا کرتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

جس گھر میں تصویر ہو' رحمت کے فرشتے نہیں اُترتے

٥٦١٤ - وَعَنْهَا اَنَّهَا اِشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَّةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَآئِكَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ پس میں نے چہرۂ انور پر ناراضگی کے اثرات پہچان لیے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں' میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پردے کا کیا حال ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ میں نے یہ اس لیے خریدا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس کے ساتھ ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویروں والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو' اُس میں رحمت کے فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْعَيْنِيُّ فِيْهِ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْكَرَ عَلٰى عَائِشَةَ حِيْنَ قَالَتْ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى كَرَاهَةِ اِسْتِعْمَالِ السِّتْرِ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوْرَةُ بَعْدَ اَنْ قُطِعَ وَعُمِلَتْ مِنْهُ الْوِسَادَةُ وَيُفْهَمُ مِنَ الْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ قَبْلَهٗ خِلَافُهٗ فَقُلْتُ لَا تَعَارُضَ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث شریف میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر انکار فرمایا' جب انہوں نے کہا کہ آپ ان پر بیٹھیں گے اور تکیہ لگائیں گے تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ تصویر والے پردوں کو کاٹنے کے بعد ان کے تکیہ بنائے جائیں تو ایسے پردوں کا استعمال مکروہ ہے اور اس سے پہلے کی احادیث میں اس کا خلاف ثابت ہوتا ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ان

بَيْنَهُمَا اَصْلًا لِاَنَّهٗ نَهَى الشَّارِعُ اَوَّلًا عَنِ الصُّوَرِ كُلِّهَا ثُمَّ لَمَّا تَقَرَّرَ نَهْيُهٗ عَنْ ذٰلِكَ اَبَاحَ مَا يُمْتَهَنُ لِاَنَّهٗ يُؤْمِنُ عَلَى الْجَاهِلِ تَعْظِيْمُ مَا يُمْتَهَنُ وَبَقِيَ النَّهْيُ فِيْمَا لَا يُمْتَهَنُ.

حدیثوں میں تعارض نہیں ہے‘ اس لیے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوّلاً ہر قسم کی تصویروں سے منع فرمایا پھر جب تصویروں کو بطور ذلت استعمال کیا جا سکتا ہے تو کراہت باقی نہیں رہی‘ کیونکہ اس طرح جاہل شخص سے بھی امان حاصل ہو گیا کہ وہ بھی جس تصویر کی اہانت ہوتی ہے اس کی تعظیم نہ کرنا۔ البتہ اگر تصویروں کی تعظیم ہوتی ہو تو کراہت بہر صورت باقی رہے گی۔

بَابٌ

تصویر بنانے پر وعید

٥٦١٥ - وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ اِنِّيْ رَجُلٌ اِنَّمَا مَعِيْشَتِيْ مِنْ صَنْعَةِ يَدِيْ وَاِنِّيْ اَصْنَعُ هٰذِهِ التَّصَاوِيْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا اُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهٗ حَتّٰى يَنْفُخَ فِيْهِ الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ فِيْهَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِيْدَةً وَّاصْفَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنْ اَبَيْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَكُلِّ شَيْءٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت سعید بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے‘ انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: اے ابن عباس (رضی اللہ عنہما)! میں ہاتھ سے کام کرنے والا آدمی ہوں یعنی میں یہ تصویریں بناتا ہوں‘ (یہ سن کر) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ میں تم سے حدیث بیان نہیں کرتا مگر وہی جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو تصویر بنائے تو اللہ تعالیٰ اُسے عذاب دے گا‘ یہاں تک کہ اس میں جان ڈال دے اور وہ شخص تصویر میں ہرگز جان نہیں ڈال سکتا‘ پس اُس آدمی نے ٹھنڈا سانس لیا اور اس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا‘ فرمایا کہ تم پر افسوس! اگر تم بنائے بغیر ایک رات گزارو‘ اس درخت کو لازم پکڑ لو اور ہر اُس چیز کو جس میں روح نہیں ہے۔ اس کی بخاری نے روایت کی۔

بَابٌ

ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا

٥٦١٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهٗ بِكُلِّ صُوْرَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنْ كُنْتَ لَابُدَّ فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوْحَ فِيْهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے‘ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ہر تصویر بنانے والا جہنم میں جائے گا‘ ہر تصویر جو اس نے بنائی ہو گی اُس کا جاندار بنایا جائے گا جو اُسے جہنم میں عذاب دے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اگر تجھے بنائے بغیر چارہ نہ ہو تو درختوں وغیرہ چیزوں کی تصویر بنا لو‘ جن میں روح نہیں ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

قیامت کے روز سخت ترین عذاب کس کو ہوگا؟

٥٦١٧ - وَعَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی شانِ تخلیق سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

57

بَابٌ

۵۶۱۸ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ قَتَلَهٗ نَبِيٌّ اَوْ قَتَلَ اَحَدَ وَالِدَيْهِ وَالْمُصَوِّرُوْنَ وَعَالِمٌ لَّمْ يَنْتَفِعْ بِعِلْمِهٖ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کن کن کو ہوگا؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اُس شخص کو ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جس کو کسی نبی نے قتل کیا یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا اور تصویر بنانے والوں کو اور اُس عالم کو جس نے اپنے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

۵۶۱۹ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ الْمُصَوِّرُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایضاً دوسری حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

۵۶۲۰ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ يَّنْطِقُ يَقُوْلُ اِنِّيْ وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَّكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِيْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز جہنم سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی دیکھنے والی اور دو کان ہوں گے سننے والے اور ایک بولنے والی زبان ہوگی وہ کہے گا: مجھے تین شخصوں پر مقرر کیا گیا ہے (کہ ان کو دوزخ میں داخل کروں اور کھلم کھلا عذاب دوں) ہر اُس شخص پر جو سرکش اور ظالم ہو ہر اُس شخص پر جو اللہ کے ساتھ دوسروں کی عبادت کرے اور تصویریں بنانے والے پر۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۶۲۱ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهٗ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِيْ اُذُنَيْهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ایضاً چوتھی حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایسے خواب دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اُس نے دیکھا نہ ہو تو وہ جَو کے دو دانوں میں گرہ لگانے کی تکلیف دیا جائے گا اور وہ نہیں کر سکے گا اور جو شخص کان لگا کر ایسے لوگوں کی بات سنے جو اُسے ناپسند کرتے ہوں یا اُس سے بھاگتے ہوں تو قیامت کے روز اُس کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا اور جو شخص کوئی تصویر بنائے اُسے عذاب دیا جائے گا اور تکلیف دی جائے گی کہ اُس میں روح پھونکے اور وہ روح نہیں ڈال سکے گا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بڑا ظالم کون ہے؟

57/57

٥٦٢٢ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِیْ فَلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً اَوْ لِيَخْلُقُوْا حَبَّةً اَوْ شَعِيْرَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو اُسی طرح چیز بنانے لگے جیسی میں نے بنائی' بھلا ایک ذرّہ تو بنائیں' ایک دانہ تو بنائیں' ایک جَو تو بنائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

تصویریں بنانے والے بدترین مخلوق ہیں

٥٦٢٣ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اشْتَكَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهٖ كَنِيْسَةً يُقَالُ لَهَا مَارِيَةٌ وَّكَانَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ اَتَتَا اَرْضَ الْحَبْشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيْرَ فِيْهَا فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ اُولٰٓئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرِ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ خَلْقِ اللّٰهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو امہات المؤمنین میں سے کسی نے کنیسہ کا ذکر کیا' جس کو ماریہ کہا جاتا تھا۔ اور حضرت اُمّ سلمہ اور اُمّ حبیبہ رضی اللہ سرزمین حبشہ سے آئی تھیں' اُنہوں نے اس کی خوبصورتی کا ذکر کیا اور جو تصویریں اُس میں تھیں۔ آپ نے سرِ مبارک اُٹھا کر فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب اُن میں کوئی نیک آدمی مرجاتا ہے تو اُس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں' پھر اُس میں یہ تصویریں بنا دیتے' وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں بدترین ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: صاحبِ مرقات نے وضاحت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی عبادت کی جاتی ہو جیسے سورج اور چاند تو ایسی چیزوں کی تصویر بنانا بھی جائز نہیں ہے۔ ١٢

بَابٌ

کتے کی وجہ سے حضور ﷺ ایک گھر میں داخل نہیں ہوئے

٥٦٢٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِیْ دَارَ قَوْمٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَدُوْنَهُمْ دَارٌ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْتِیْ دَارَ فُلَانٍ وَّلَا تَاْتِیْ دَارَنَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ فِیْ دَارِكُمْ كَلْبًا قَالُوْا اِنَّ فِیْ دَارِهِمْ سِنَّوْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّنَّوْرُ سَبُعٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے' اُن کے ساتھ ایک گھر تھا تو اُن پر یہ گراں گزرتا۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ فلاں کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور ہمارے غریب خانہ پر جلوہ افروز نہیں ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے گھر کتا ہے' عرض گزار ہوئے کہ اُن کے گھر بلی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلی تو درندوں سے ہے۔ اس کی روایت دار قطنی نے کی ہے۔

بَابٌ

کبوتر کا پیچھا کرنے کی وعید

٥٦٢٥ - وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَّتْبَعُ شَيْطَانَةً رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو کبوتر کا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: شیطان شیطانہ کا پیچھا کر رہا ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان

وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

میں کی ہے۔

بَابٌ

پردہ لٹکانے اور نہ لٹکانے کا حکم

٥٦٢٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْبَابِ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتّٰى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ کے لیے نکلے تو میں نے ایک کپڑا لے کر دروازہ پر اس کا پردہ لٹکا دیا۔ جب آپ تشریف لائے اور آپ نے وہ کپڑا دیکھا تو اُسے کھینچا اور پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم نہیں فرمایا' ہم (زینت کے لیے) پتھروں اور مٹی کو لباس پہنچائیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح السیر میں کہا ہے کہ بطور زینت پردوں کا لٹکانا مکروہ ہے۔ ذخیرہ میں وضاحت ہے کہ سردی سے بچاؤ کے لیے پردہ لٹکانا اور گرمی سے بچاؤ کے لیے ایسا کام کرنا مکروہ نہیں ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ ۱۲

بَابٌ

شطرنج کھیلنے کی سخت وعید

٥٦٢٧ - وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيْرِ فَكَاَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِيْ لَحْمِ خِنْزِيْرٍ وَدَمِهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شطرنج کھیلا گویا اُس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون میں رنگے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: اس حدیث شریف اور بعد میں آنے والی احادیث میں شطرنج کھیلنے کی وعید پر علماء کا اتفاق ہے کہ شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٤٩ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوُدَ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شطرنج کھیلے اُس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے

٥٦٢٨ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حَرَّمَ الْخَمْرَ وَالْمَيْسِرَ وَالْكُوْبَةَ وَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ قِيْلَ الْكُوْبَةُ الطَّبْلُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ. وَقَالَ بَعْضُ الشُّرَّاحِ مِنْ عُلَمَاءِنَا الْكُوْبَةُ النَّرْدُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے شراب' جوا اور کوبہ حرام فرمایا ہے اور فرمایا کہ نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے۔ کہا گیا کہ کوبہ' طبلے کو کہتے ہیں۔ بیہقی نے شعب الایمان میں اس کی روایت کی ہے۔ بعض شارحین محدثین نے فرمایا ہے کہ کوبہ سے شطرنج مراد ہے۔

بَابٌ
نبی کریم ﷺ نے شراب، جوا اور شطرنج سے منع فرمایا

٥٦٢٩ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَالْكُوْبَةِ وَالْغُبَيْرَاءِ وَالْغُبَيْرَاءُ شَرَابٌ تَعْمَلُهُ الْحَبَشَةُ مِنَ الذُّرَةِ يُقَالُ لَهَا السُّكُرْكَةُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شراب، جوا، کوبہ اور غُبیراء سے منع فرمایا ہے۔ غُبیراء ایک شراب ہے جس کو حبشی لوگ چنوں سے بناتے ہیں اور اُسے سُکرکہ کہا جاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ
شطرنج عجمیوں کا جوا ہے

٥٦٣٠ - وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الشِّطْرَنْجُ هُوَ مَيْسِرُ الْاَعَاجِمِ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرمایا کرتے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

بَابٌ
شطرنج کھیلنے والا خطا کار ہے

٥٦٣١ - وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ قَالَ لَا يَلْعَبُ بِالشِّطْرَنْجِ اِلَّا خَاطِىءٌ.

حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا کہ شطرنج خطا کار ہی کھیلے گا۔

بَابٌ
شطرنج باطل کام ہے

٥٦٣٢ - وَعَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ لَعِبِ الشِّطْرَنْجِ فَقَالَ هِيَ مِنَ الْبَاطِلِ وَلَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْبَاطِلَ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ اُن سے شطرنج کھیلنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ باطل کاموں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ باطل کو پسند نہیں فرماتا۔ ان تینوں حدیثوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰى

طِب اور جھاڑ پھونک کا بیان

بَابٌ
معدہ کو تندرست رکھنے کی تاکید

٥٦٣٣ - عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمِعْدَةُ حَوْضُ الْبُدْنِ وَالْعُرُوْقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ فَاِذَا صَحَّتِ الْمِعْدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالصِّحَّةِ وَاِذَا فَسَدَتِ الْمِعْدَةُ صَدَرَتِ الْعُرُوْقُ بِالسَّقَمِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معدہ جسم کا حوض ہے اور رگیں اس کی طرف آنے والی نالیاں ہیں جب معدہ تندرست ہو تو رگیں تندرستی لے کر لوٹتی ہیں اور جب معدہ میں فساد ہو تو رگیں بیماری لے کر لوٹتی ہیں۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں ہے۔

بَابٌ
ہر بیماری کی دواء بھی اتاری گئی ہے

٥٦٣٤ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً رَوَاهُ الْبُخَارِىُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اُتاری مگر اس کے لیے شفاء بھی نازل فرمائی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً دوسری حدیث

٥٦٣٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَاِذَا اُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَاَ بِاِذْنِ اللّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بیماری کے لیے دواء ہے جب دواء بیماری تک پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ تندرست ہو جاتا ہے۔

بَابٌ
ایضاً تیسری حدیث

٥٦٣٦ - وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَتَدَاوٰى قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْهَرَمِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُن کا بیان ہے کہ لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا ہم علاج کروایا کریں؟ فرمایا: ہاں! اے اللہ کے بندو! علاج کروایا کرو! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں رکھی مگر اس کی شفاء بھی مقرر فرمائی ہے سوائے بڑھاپے کی بیماری کے۔ اس کی روایت امام احمد ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ
ایضاً چوتھی حدیث

۵۶۳۷ - وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے بیماری اور علاج دونوں کو نازل فرمایا اور ہر بیماری کا علاج رکھا' پس تم علاج کروایا کرو اور حرام چیزوں کے ساتھ علاج نہ کیا کرو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: واضح ہو کہ حرام چیزوں سے اس وقت علاج منع نہیں ہے جبکہ کوئی اور دواء جو پاک چیزوں سے تیار کی جاتی ہو' موجود نہ ہو۔ جس طرح پیاسے کے لیے شراب کی اجازت ہے۔ حاوی میں یہ صراحت موجود ہے۔ ۱۲

قَالَ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اُخْتُلِفَ فِی التَّدَاوِیْ بِالْمُحَرَّمِ وَظَاهِرُ الْمَذْهَبِ الْمَنْعُ كَمَا فِیْ رِضَاعِ الْبَحْرِ لٰكِنْ نَقَلَ الْمُصَنِّفُ ثَمَّةَ وَهٰهُنَا عَنِ الْحَاوِیْ وَقِيْلَ يُرَخَّصُ اِذَا عَلِمَ فِيْهِ الشِّفَاءَ وَلَمْ يَعْلَمْ دَوَاءً اٰخَرَ كَمَا رُخِّصَ الْخَمْرُ لِلْعَطْشَانِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَحَدِيْثُ الْبَابِ لَا تَدَاوَوْا بِالْمُحَرَّمِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى عَدَمِ الْحَاجَةِ بِاَنْ يَّكُوْنَ هُنَاكَ دَوَاءٌ غَيْرُهٗ يُغْنِیْ عَنْهُ وَيَقُوْمُ مَقَامَهٗ مِنَ الطَّاهِرَاتِ.

درمختار میں فرمایا کہ حرام اشیاء سے علاج کرانے میں اختلاف ہے۔ ظاہر مذہب کے مطابق یہ منع ہے جیسا کہ رضاع البحر میں ہے' لیکن مصنف نے اسے یقینی طور پر بیان کیا ہے۔ یہاں حاوی سے منقول ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کی اُس وقت اجازت ہے جب شفاء کا یقین ہو اور کسی دوسری دوا کا علم نہ ہو جیسا کہ پیاسے کے لیے (اضطرابی حالت میں) شراب کی اجازت ہے اور اسی پر فتویٰ ہے' اور اس باب کی حدیث ہے کہ حرام اشیاء سے علاج نہ کرو' اس بات پر محمول ہے کہ جب اس لحاظ سے اس کی حاجت نہ ہو جبکہ علاج کے لیے کوئی دوسری دوا موجود ہو' لہٰذا وہ پاک شے کے قائم مقام ہوگی۔

بَابٌ

ناپاک دوائی منع ہے

۵۶۳۸ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيْثِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ. وَقَدْ جَاءَ تَفْسِيْرُهٗ فِیْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِیِّ بِالسَّمِّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپاک دوائی سے منع فرمایا ہے۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور اس کی تفسیر ترمذی کی روایت میں زہر سے کی گئی ہے۔

بَابٌ

مینڈک کو قتل نہ کیا جائے

۵۶۳۹ - وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ طَبِيْبًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ يَّجْعَلُهَا فِیْ دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی طبیب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دواء میں مینڈک ڈالنے کے بارے میں پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کرنے سے منع فرمایا۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

کلونجی میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے

۵۶۴۰ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سیاہ دانے میں موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ ابن شہاب نے فرمایا: "السّام" سے موت اور سیاہ دانے سے کلونجی مراد ہے۔

شِهَابٍ اَلسَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِيْزُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

اگر کسی چیز میں موت کا علاج ہوتا تو سناء میں ہوتا

٥٦٤١ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهَا بِمَا تَسْتَمْشِيْنَ قَالَتْ بِالشِّبْرَمِ قَالَ حَارٌّ جَارٌّ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمْشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيْهِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پوچھا: تم کس چیز کے ساتھ جلاب لیتی ہو؟ عرض گزار ہوئی: شبرم سے فرمایا: گرم گرم! عرض گزار ہوئیں کہ پھر میں سناء سے جلاب لیتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی چیز میں موت سے شفاء کا علاج ہوتا تو سناء میں ہوتا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

کھمبی منّ کی ایک قسم ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے

٥٦٤٢ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْاَةُ جُدَرِيُّ الْاَرْضِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَاَخَذْتُ ثَلَاثَةَ اَكْمُؤٍ اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ وَجَعَلْتُ مَاءَهُنَّ فِيْ قَارُوْرَةٍ وَّكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةً لِّيْ عَمْشَاءَ فَبَرَاَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ اَرَادَ الْحَدِيْثَ بِكَمَالِهِ وَاِلَّا فَجُمْلَةُ الْكَمْاَةِ مِنَ الْمَنِّ وَمَاءُهَا شِفَاءٌ لِّلْعَيْنِ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالشَّيْخَانِ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ وَّكَذَا اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرٍ وَّاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّعَنْ عَائِشَةَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام میں سے بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ کماۃ یعنی کھمبی زمین کی چیچک ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھمبی منّ کی ایک قسم ہے اور اُس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء بخش ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تین یا پانچ یا سات کھمبیاں لیں، انہیں نچوڑا اور اُن کا پانی ایک شیشی میں رکھا اور اپنی ایک ضعیف البصر لونڈی کی آنکھ میں ڈالا تو وہ شفایاب ہوگئی۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔ اور اس سے مراد پوری حدیث ہے اور رسول اللہ کا یہ ارشاد: کھمبی منّ کی ایک قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے، صحیح ہے۔ اس کی روایت امام احمد، بخاری اور مسلم اور ترمذی نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔ اور اسی طرح امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے اور ابونعیم نے طب میں حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

بَابٌ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شہد پلانے سے دست رُک جانے کا واقعہ

٥٦٤٣ - وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخِیْ اِسْتَطْلَقَ بَطْنُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَیْتُهٗ فَلَمْ یَزِدْهُ اِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَیْتُهٗ فَلَمْ یَزِدْهُ اِلَّا اِسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِیْكَ فَسَقَاهُ فَبَرَاَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میرے بھائی کا پیٹ چل رہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُسے شہد پلاؤ' اُس نے پلایا' پھر حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض کیا: میں نے اُسے پلایا لیکن دست اور زیادہ ہونے لگے۔ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ پھر چوتھی مرتبہ آ کر عرض گزار ہوا تو فرمایا کہ اُسے شہد پلاؤ۔ عرض گزار ہوا کہ میں نے اُسے پلایا لیکن دست اور زیادہ آنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔ پس اُس نے پھر پلایا تو وہ تندرست ہو گیا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

شہد شفاء ہے' اس کی تدبیر

٥٦٤٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ لَمْ یُصِبْهُ عَظِیْمٌ مِّنَ الْبَلَاءِ رَوَاهُ اِبْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے' اُسے کوئی بڑی بیماری نہیں پہنچے گی۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور بیہقی نے کی ہے۔

بَابٌ

دو شفاء شہد اور قرآن کو لازم کرنے کا حکم

٥٦٤٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكُمْ بِالشِّفَاءَیْنِ الْعَسَلَ وَالْقُرْاٰنَ رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِیْحُ اَنَّ الْاَخِیْرَ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّلَعَلَّ الْبَیْهَقِیَّ لَهٗ اَسْنَادَانِ وَالصَّحِیْحُ اَسْنَادُ الْمَوْقُوْفِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شفاؤں کو اپنے اوپر لازم کر لو یعنی شہد اور قرآن کو۔ اس کی روایت ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔ اور کہا کہ صحیح یہ ہے' بیہقی نے یہ حدیث موقوفاً روایت کی ہے' حضرت ابن مسعود سے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیہقی سے یہ حدیث دو سندوں سے مروی ہو اور صحیح یہی ہے کہ یہ اسناد موقوف ہیں۔

بَابٌ

نمونیہ کے علاج کی تجویز

٦٧٤٦ - وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْعَتُ الزَّیْتَ وَالْوَرَسَ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمونیہ میں روغن زیتون اور ورس تجویز فرمایا کرتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٤٧ - وَعَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَتَدَاوٰی مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ نمونیہ کا علاج ہم قسط بحری اور روغن زیتون سے کیا کریں۔

بِالْقُسْطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

عود ہندی میں سات چیزوں سے شفاء ہے

٥٦٤٨ - وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهٰذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِّنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گلے آنے پر اپنی اولاد کے گلے کیوں دباتی ہو' بلکہ اس عود ہندی کو استعمال کیا کرو' اس میں سات چیزوں سے شفاء ہے' جن میں سے نمونیہ بھی ہے' گلے کی تکلیف میں نسوار لی جائے اور نمونیہ میں لیپ کیا جائے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

نظر لگنے سے عود ہندی کے استعمال کی تجویز

٥٦٤٩ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کو گلے دبا کر عذاب نہ دیا کرو بلکہ قسط یعنی عود ہندی استعمال کیا کرو۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

پچھنے لگوانے اور قسط بحری کے استعمال کی تجویز

٥٦٥٠ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کے ساتھ تم علاج کرتے ہو' اُن میں پچھنے لگوانا اور قسط بحری بے مثل ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

شبِ معراج میں فرشتوں کی ایک خصوصی گزارش

٥٦٥١ - وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهٖ أَنَّهٗ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَاءٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوْهُ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جس رات آپ کو معراج کروائی گئی تو فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرے' اُس نے یہی گزارش کی کہ اپنی اُمت کو پچھنے لگوانے کا حکم دیجئے گا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

دردِ سر کی شکایت پر پچھنے لگوانے کا اور زخم پر مہندی کا لیپ رکھنے کا حکم

٥٦٥٢ - وَعَنْ سَلْمٰى خَادِمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَّشْتَكِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کسی نے دردِ سر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ پچھنے لگوائے اور پیروں میں درد کے لیے کہا جاتا تو فرماتے: اسی پر لیپ

فِیْ رَاْسِهٖ اِلَّا قَالَ اِحْتَجِمْ وَلَا وَجْعًا فِیْ رِجْلَیْهِ اِلَّا قَالَ اِخْتَضِبْهُمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کرو۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ عَنْهَا قَالَتْ مَا کَانَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرْحَةٌ وَّلَا نَکْبَةٌ اِلَّا اَمَرَنِیْ اَنْ اَضَعَ عَلَیْهَا الْحِنَّاءَ.

اور ترمذی کی ایک روایت میں انہوں نے ہی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کوکوئی زخم آتا یا خراش لگتی تو آپ مجھے اُس پر مہندی رکھنے کا حکم فرماتے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت موجود ہے' چونکہ مہندی عورتیں استعمال کرتی ہیں' اس لیے تشبہ بالنساء (عورتوں سے مشابہت) سے بچنے کی خاطر ضرورت پر مرد صرف ہتھیلیوں پر مہندی کا لیپ لگائیں' ناخنوں پر لگانے سے احتراز کریں۔۱۲

بَابٌ

پچھنے لگوانے کا فائدہ

٥٦٥٣ - وَعَنْ اَبِیْ کَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَحْتَجِمُ عَلٰی هَامَّتِهٖ وَبَیْنَ کَتِفَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ مَنْ اَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا یَضُرُّهٗ اَنْ لَّا یَتَدَاوٰی بِشَیْءٍ لِّشَیْءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک اور دونوں کندھوں کے درمیان پچھنے لگوایا کرتے اور فرماتے کہ جس نے ان دو جگہوں کا خون بہا دیا تو اُسے یہ بات نقصان نہیں دے گی کہ کسی بیماری کا کوئی علاج نہ کروائے۔اس کی روایت ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

بغیر ضرورت پچھنے لگوانے کا نقصان

وَرَوٰی رَزِیْنٌ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ عَلٰی هَامَّتِهٖ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ قَالَ مَعْمَرٌ فَاحْتَجَمْتُ اَنَا مِنْ غَیْرِ سَمٍّ کَذٰلِكَ فِیْ یَافُوْخِیْ فَذَهَبَ حُسْنُ الْحِفْظِ عَنِّیْ حَتّٰی کُنْتُ اُلَقَّنُ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ فِی الصَّلٰوةِ.

اور رزین نے حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زہریلی بکری کے (گوشت کھانے کے) باعث سر مبارک پر پچھنے لگوائے۔معمر کا بیان ہے کہ میں نے زہر (کے استعمال) کے بغیر اُسی طرح اپنے سر میں پچھنے لگوا لیے تو میرا حافظہ جاتا رہا' یہاں تک کہ مجھے نماز کے اندر سورۂ فاتحہ میں بھی لقمہ دیا جاتا۔

بَابٌ

موچ کے باعث پچھنے لگوانے کا واقعہ

٥٦٥٤ - وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ عَلٰی وَرِکِهٖ مِنْ وَّثْاٍ کَانَ بِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے کولہے پر پچھنے لگوائے' اُس موچ کے سبب جو آپ کو ہو گئی تھی۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کن تاریخوں میں پچھنے لگواتے؟

٥٦٥٥ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَحْتَجِمُ فِی الْاَخْدَعَیْنِ وَالْکَاهِلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَکَانَ یَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گردن کی دونوں رگوں اور کندھوں کی رگ میں پچھنے لگواتے۔اس کی روایت ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے اور آپ ﷺ سترہ' انیس یا اکیس تاریخ کو پچھنے لگواتے۔

وَاِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ.

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٥٦ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْتَحِبُّ الْحِجَامَۃَ لِسَبْعَ عَشْرَۃَ وَتِسْعَ عَشْرَۃَ وَاِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سترہ اُنیس اور اکیس تاریخ کو پچھنے لگوانا پسند فرماتے تھے۔ اس کی شرح السنہ میں روایت کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٥٧ - وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَۃَ وَتِسْعَ عَشْرَۃَ وَاِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ کَانَ شِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو سترہ اُنیس یا اکیس تاریخ کو پچھنے لگوائے تو اسے ہر بیماری سے شفاء ہوگی۔ اس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

بَابٌ

منگل کے روز پچھنے لگوانا منع ہے

٥٦٥٨ - وَعَنْ کَبْشَۃَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ اَبَاھَا کَانَ یَنْھٰی اَھْلَہٗ عَنِ الْحِجَامَۃِ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَیَزْعَمُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ یَوْمَ الثُّلَاثَاءِ یَوْمُ الدَّمِ وَفِیْہِ سَاعَۃٌ لَّا یَرْقَاُ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت کبشہ بنت ابوبکرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کے والدِ ماجد اپنے گھر والوں کو منگل کے روز پچھنے لگوانے سے منع کرتے اور بتاتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منگل خون کا روز ہے اور اس میں ایک ساعت ہے جس میں خون نہیں رُکتا۔ اس کی روایت ابوداوٗد نے کی ہے۔

بَابٌ

پچھنے لگوانے کے بارے میں تفصیلات

٥٦٥٩ - وَعَنْ نَّافِعٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ یَا نَافِعُ یَنْبُغُ بِیَ الدَّمُ فَاْتِنِیْ بِحَجَّامٍ وَّاجْعَلْہُ شَابًّا وَّلَا تَجْعَلْہُ شَیْخًا وَّلَا صَبِیًّا قَالَ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْحِجَامَۃُ عَلَی الرِّیْقِ اَمْثَلُ وَھِیَ تَزِیْدُ فِی الْعَقْلِ وَتَزِیْدُ فِی الْحِفْظِ وَتَزِیْدُ الْحَافِظَ حِفْظًا فَمَنْ کَانَ مُحْتَجِمًا فَیَوْمَ الْخَمِیْسِ عَلَی اسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَۃَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَیَوْمَ السَّبْتِ وَیَوْمَ الْاَحَدِ فَاحْتَجِمُوْا یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الثُّلٰثَاءِ وَاجْتَنِبُوا الْحِجَامَۃَ یَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ فَاِنَّہُ الْیَوْمُ الَّذِیْ اُصِیْبَ بِہٖ اَیُّوْبُ

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے نافع! میرا خون جوش مار رہا ہے، لہٰذا کسی حجّام (پچھنے لگانے والا) کو میرے پاس لاؤ جو جوان ہو، بوڑھے یا بچے کو نہ لانا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ نہار منہ پچھنے لگوانا بہتر ہے کیونکہ یہ عقل اور حفظ میں اضافہ کرتا ہے اور حافظ کے حافظے کو بڑھاتا ہے، پس جو پچھنے لگوائے تو اللہ کا نام لے کر جمعرات کو لگوائے لیکن جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے لگوانے سے اجتناب کرے بلکہ پیر یا منگل کے روز پچھنے لگواؤ اور بدھ کے روز پچھنے لگوانے سے بچنا کیونکہ اسی روز حضرت ایوب علیہ السلام بیماری میں مبتلا ہوئے تھے، نیز کوڑھ اور برص کی بیماری بھی بدھ کے دن یا رات میں ہی شروع ہوتی ہے۔ اس کی روایت ابن ماجہ نے کی ہے۔

فِی الْبَلَاءِ وَمَا یَبْدُوْ جُذَامٌ وَّلَا بَرَصٌ اِلَّا فِیْ یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اَوْ لَیْلَةِ الْاَرْبَعَاءِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ.

بَابٌ

پچھنے لگوانے کے بارے میں ایک اور روایت

٥٦٦٠ - وَعَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحِجَامَةُ يَوْمَ الثُّلٰثَاءِ لِسَبْعَ عَشَرَةَ مِنَ الشَّهْرِ دَوَاءٌ لِدَاءِ السَّنَةِ رَوَاهُ حَرْبُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْكَرْمَانِيُّ صَاحِبُ اَحْمَدَ وَلَيْسَ اَسْنَادُهُ بِذَاكَ هٰكَذَا فِی الْمُنْتَقٰى وَرَوٰى رَزِيْنٌ نَّحْوَهُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ.

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منگل کے روز مہینہ کی سترہ تاریخ کو پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کا علاج ہے۔ اس کی روایت حرب بن اسماعیل کرمانی صاحب امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ اس حدیث کی اسناد قوی نہیں ہے۔ جیسا کہ منتقی میں ہے۔ لیکن رزین نے اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

بَابٌ

بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگوانے سے کوڑھ کی بیماری ہوتی ہے

٥٦٦١ - وَعَنِ الزُّهْرِیِّ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الْاَرْبَعَاءِ اَوْ يَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَهُ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ وَقَدْ اُسْنِدَ وَلَا يَصِحُّ وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیْ لٰكِنْ حَصَلَ بِهِ الْاِعْتِضَادُ عَلٰى اَنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جُمْهُوْرِ النُّقَّادِ.

حضرت زُہری رحمۃ اللہ علیہ سے مُرسلاً روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بدھ یا ہفتہ کے روز پچھنے لگوائے اور اُسے کوڑھ کی بیماری ہو جائے تو وہ ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔ اور کہا کہ اس کی روایت مسنداً بھی ہے مگر وہ درجۂ صحت پر فائز نہیں۔ البتہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت اس طرح قوی ہو جاتی ہے کہ نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ تمام ناقدینِ حدیث کے پاس مرسل حدیثیں حجت ہیں۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٦٢ - وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ اَوْ اِطَّلٰى يَوْمَ السَّبْتِ اَوِ الْاَرْبَعَاءِ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ فِی الْوَضَحِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے ہی مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پچھنے لگوائے یا لیپ کرے ہفتہ یا بدھ کے روز تو کوڑھ ہونے پر ملامت نہ کرے مگر اپنی جان کو۔ اس کی روایت شرح السنہ نے کی ہے۔

بَابٌ

تین چیزوں میں شفاء ہے

٥٦٦٣ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثٍ فِیْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ اَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ اَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَاَنَا اَنْهٰى اُمَّتِیْ عَنِ الْكَیِّ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

وَقَالَ عَلِیُّ الْقَارِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِیُّ وَالنَّهْیُ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ دَاعِيَةٍ اِلَيْهِ وَبِذٰلِكَ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفاء تین چیزوں میں ہے: پچھنے لگانے والے کے نشتر میں' شہد کے گھونٹ میں اور آگ کے داغ میں' لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داغنے سے منع فرمانا' بغیر ضرورت سے متعلق ہے۔ اس طرح دونوں قسم کی روایتوں میں اختلاف

تُجْمَعُ الرِّوَايَاتُ وَيَصِحُّ اِكْتِوَاءُ الْاَصْحَابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَاِلَّا فَكَيْفَ يُتَصَوَّرُ عَنْهُمْ مُخَالَفَةُ اَمْرِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

دور ہو جاتا ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے داغنے پر عمل کیا ہے تو ایسی صورت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔

بَابٌ

بے ضرورت داغ نہ لگوائے

٥٦٦٤ - وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے (بے ضرورت) داغ لگوایا یا دَم کروایا تو وہ توکل سے لاتعلق ہو گیا۔اس کی روایت امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

تیر لگنے سے داغ لگانے کا بیان

٥٦٦٥ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ اُبَيٌّ يَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلٰى اَكْحَلِهٖ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب کے روز حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی رگِ حیات پر تیر لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں داغ دیا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٦٦ - وَعَنْهُ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فِيْ اَكْحَلِهٖ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ بِمِشْقَصٍ ثُمَّ وَرِمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی رگِ حیات پر تیر مارا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے انھیں تیر کے پیکان سے داغ دیا' پھر ورم آ گیا تو آپ نے انھیں دوبارہ داغ دیا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٦٧ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَوٰى اَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ مِنَ الشَّوْكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو شوکہ کی بیماری کے باعث داغ دیا۔اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٦٦٨ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا ثُمَّ كَوَاهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک طبیب کو بھیجا تو اُس نے آپ کی ایک رگ کاٹی اور اُس پر داغ دیا۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کی تجویز

٥٦٦٩ - وَعَنْ عَائِشَةَ وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْحُمّٰى مِنْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش سے ہے لہٰذا اسے

فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

بیماروں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے

٥٦٧٠ - وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْرِهُوْا مَرْضَاكُمْ عَلَى الطَّعَامِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُطْعِمُهُمْ وَيَسْقِيْهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کیا کرو کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے۔اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایسے دَم میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شرک نہ ہو

٥٦٧١ - وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ دورِ جاہلیت میں ہم دَم کیا کرتے تھے پس ہم عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ کا اِس بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اپنے دم کرنے کے الفاظ مجھے سنا دیا کرو کیونکہ اُس دم میں کوئی مضائقہ نہیں جس میں شرک نہ ہو۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَهِيَ تَشْتَكِيْ وَيَهُوْدِيَّةٌ تُرْقِيْهَا فَقَالَ اِرْقِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّا وَبِهٰذَا نَاْخُذُ لَا بَأْسَ بِالرُّقٰى بِمَا كَانَ فِي الْقُرْاٰنِ وَبِمَا كَانَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَاَمَّا مَا كَانَ لَا يُعْرَفُ مِنَ الْكَلَامِ فَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّرْقٰى.

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور وہ بیمار تھیں اور ایک یہودی خاتون آپ پر دَم کر رہی تھی۔تو حضرت ابوبکر نے فرمایا: کتاب اللہ سے دَم کرو۔امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطأ میں فرمایا ہے یہی ہماری دلیل ہے کہ قرآن پاک سے دم کرنا اور اسی طرح ذکر اللہ سے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اب رہا ایسا کلام جو غیر معروف ہو تو ایسے کلام سے دَم نہیں کرنا چاہیے۔

بَابٌ

مغرّب کون ہیں؟

٥٦٧٢ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رُئِيَ فِيْكُمُ الْمُغَرِّبُوْنَ قُلْتُ وَمَا الْمُغَرِّبُوْنَ قَالَ الَّذِيْنَ يَشْتَرِكُ فِيْهِمُ الْجِنُّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تم میں مغرّبون دکھائی دیتے ہیں؟ میں عرض گزار ہوئی کہ مغرّبون کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جو جنّات میں شریک ہو جائیں۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت ہے کہ جو لوگ بیوی سے ہم بستری کے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے تو اس وقت جنّ اس فعل میں شریک ہو جاتے ہیں اور ایسے وقت میں نطفہ قرار پا جائے تو ایسے لڑکے کو مغرّب کہتے ہیں۔اور علماء نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ جو بے دین ہیں اُس کی وجہ سے ایسے لوگ بے بسم اللہ کی اولاد ہیں اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔آمین! بحرمة سيد المرسلين وآله الطاهرين واصحابه الاكرمين. ۱۲

بَابٌ

عملِ نُشرہ شیطانی کام ہے

۵۶۷۳ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نُشرہ نامی عمل کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ شیطانی کاموں سے ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

ف: زمانۂ جاہلیت میں جس کسی شخص پر جن وارد ہوتا تو کوئی عمل پڑھتے' اس کو نُشرہ کہا جاتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو معوذتین' سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی دی ہے۔ ایسے موقعوں پر ہم کو ان چیزوں سے دَم کرنا چاہیے۔ (مرقات) ۱۲

بَابٌ

دَم کرنے کے الفاظ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دی

۵۶۷۴ - وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقٰى فَجَاءَ اٰلُ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِيْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ فَقَالَ مَا اَرٰى بِهَا بَاْسًا مَّنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دَم کرنے سے منع فرمایا تو آلِ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہم حاضرِ بارگاہ ہو کر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! ہمارے پاس دَم کرنے کے الفاظ ہیں جن کے ذریعہ ہم بچھو کے کاٹے پر دَم کرتے ہیں اور آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا ہے! انہوں نے آپ کے سامنے وہ الفاظ دہرائے تو آپ نے فرمایا کہ میں اِن میں کوئی مضائقہ نہیں دیکھتا! لہٰذا جو تم میں اپنے بھائی کو فائدہ پہنچا سکے تو ضرور پہنچائے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

بچھو کاٹنے کا نبوی علاج

۵۶۷۵ - وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُّصَلِّيْ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَى الْاَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَّلَا غَيْرَهٗ اَوْ نَبِيًّا وَّغَيْرَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَّمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِيْ اِنَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهٗ عَلٰى اِصْبَعِهٖ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُ بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ.

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے دست مبارک زمین پر رکھا تو آپ کو ایک بچھو نے ڈس لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے جوتے سے مارا اور جان سے مار دیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے! نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ دوسرے کو یا نبی کو اور غیر نبی کو' پھر نمک اور پانی منگایا تو انہیں ایک برتن میں ڈالا' پھر اُسے اُس انگلی پر ڈالنے لگے جس پر اس نے کاٹا تھا اور اُسے ملتے رہے اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر دَم کرتے رہے۔ اس کی روایت بیہقی نے شعب الایمان میں کی ہے۔

بَابٌ

معوذتین کی فضیلت

۵۶۷۶ - وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْاِنْسَانِ حَتّٰى نَزَلَتِ الْمُعَوِّذَتَانِ فَلَمَّا نَزَلَتْ اَخَذَ بِهِمَا وَتَرَكَ مَا سِوَاهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنات اور انسان کی نظر سے (دعاؤں کے ذریعہ) پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس نازل ہوئیں تو انہیں لے لیا اور ان دونوں کے سوا باقی (دعاؤں) کو چھوڑ دیا۔ اس کی روایت ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٧٧ - وَعَنِ الشِّفَاءِ بِنْتِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عِنْدَ حَفْصَةَ فَقَالَ اَلَا تُعَلِّمِيْنَ هٰذِهٖ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ كَمَا عَلَّمْتِيْهَا الْكِتَابَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

عمل نملہ سکھانے کی اجازت

حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے اور میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی' فرمایا کہ تم انہیں نملہ کا دم کیوں نہیں سکھاتیں جیسے تم نے انہیں لکھنا سکھایا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٧٨ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ بَيْتَ اُمِّ سَلَمَةَ وَفِي الْبَيْتِ صَبِيٌّ يَّبْكِيْ فَذَكَرُوْا اَنَّ بِهِ الْعَيْنَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَلَا تَسْتَرْقُوْنَ لَهٗ مِنَ الْعَيْنِ. قَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّاِ وَبِهٖ نَاْخُذُ لَا نَرٰى بِالرُّقْيَةِ بَاْسًا اِذَا كَانَتْ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

نظر لگ جانے سے دَم کروانے کا حکم

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ نظر لگ جانے سے ہم دَم کروالیا کریں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے تو ایک بچہ رو رہا تھا۔ گھر والوں نے بتایا کہ اُس کو نظر لگ گئی ہے تو (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نظر لگنے سے دَم نہیں کرواتے ہو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی قول کو اختیار کرتے ہیں کہ ہم دم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے بشرطیکہ دَم کرنا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہو۔

بَابٌ

٥٦٧٩ - وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ تَعْنِيْ صُفْرَةً فَقَالَ اِسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ایضاً دوسری حدیث

ام المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاشانۂ اقدس میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر زرد رنگ کی پرچھائیں تھیں تو آپ نے فرمایا کہ اس پر دَم کراؤ کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٨٠ - وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ حُمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ. وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ بُرَيْدَةَ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَم کرنا نہیں ہے مگر نظر لگنے یا زہریلے جانور کے کاٹے کا۔ اس کی روایت امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد نے کی ہے اور ابن ماجہ نے اس کی روایت حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

بَابٌ

٥٦٨١ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا رُقْيَةَ اِلَّا مِنْ عَيْنٍ اَوْ

ایضاً چوتھی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں دم کرنا مگر نظر لگنے یا زہریلے جانور کے کاٹے کا یا نکسیر کا۔ اس

58

حُمَةٍ اَوْ دَمٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً پانچویں حدیث

٥٦٨٢ - وَعَنْهُ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ وَالْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگنے ڈس جانے اور نملہ بیماری میں دَم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے (جب کہ اس میں جاہلیت کے الفاظ نہ ہوں)۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً چھٹی حدیث

٥٦٨٣ - وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ وَلَدَ جَعْفَرٍ يُسْرَعُ اِلَيْهِمُ الْعَيْنُ اَفَاَسْتَرْقِيْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ عرض گزار ہوئیں: یارسول اللہ! حضرت جعفر کے لڑکوں کو نظر بہت جلد لگ جاتی ہے کیا میں اُن پر دم کروالیا کروں؟ فرمایا: ہاں! کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی تو وہ نظر ہوتی۔ اس کی روایت امام احمد ترمذی اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

نظر لگنا حقیقت ہے

٥٦٨٤ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَيْنُ حَقٌّ فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدْرِ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَاِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوْا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر لگنا حقیقت ہے اگر تقدیر پر کوئی چیز سبقت لے جانے والی ہوتی تو وہ نظر ہوتی اور جب تم سے اعضاء دھونے کے لیے کہا جائے تو تم دھولیا کرو۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

نظر لگنے کا ایک واقعہ اور اس کا دفعیہ

٥٦٨٥ - وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ ابْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ رَاٰى عَامِرُ بْنُ رَبِيْعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخَبَّاَةٍ قَالَ فَلُبِطَ سَهْلٌ فَاُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَّاللّٰهِ مَا يَرْفَعُ رَاْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُوْنَ لَهُ اَحَدًا فَقَالُوْا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيْعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا فَتَغَلَّظَ عَلَيْهِ وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اِلَّا بَرَّكْتَ اِغْتَسِلْ فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَّجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَاَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ اِزَارِهِ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ

حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سہل بن حُنیف کو نہاتے ہوئے دیکھا تو کہا: اللہ کی قسم! نہ میں نے آج جیسا دن دیکھا اور نہ ایسی خوب صورت کھال! راوی کا بیان ہے کہ حضرت سہل گر پڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! سہل بن حنیف کے لیے چارہ فرمایئے کہ اللہ کی قسم! وہ سر بھی نہیں اٹھاتے' آپ نے فرمایا: کیا تمہارا کسی پر نظر لگانے کا شبہ ہے؟ عرض گزار ہوئے: ہمارا حضرت عامر بن ربیعہ پر شبہ ہے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامر کو بلایا اور سخت الفاظ کہے اور فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرے بلکہ دعائے برکت کرے' اِن کے لیے دھودو' پس حضرت عامر نے اُن کے لیے اپنے چہرے' ہاتھوں' گھٹنوں' دونوں پیروں کی اطراف اور تہبند کا داخلی حصہ ایک پیالہ میں دھودیا' پھر اُن پر چھڑک دیا گیا تو وہ لوگوں کے ساتھ یوں چلنے لگے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس کی

فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهُ بَأْسٌ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالَ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ فَتَوَضَّأَ لَهُ.

روایت شرح السنہ میں کی ہے۔ اور امام مالک نے بھی اس کی روایت کی ہے اور آپ نے اپنی روایت میں فرمایا کہ نظر کا لگنا حق ہے‘ تم اُن کے لیے وضوء کرو تو انہوں نے وضو کیا۔

بَابٌ

کسی کو نظر لگ جاتی تو رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک سے شفاء حاصل کی جاتی

٥٦٨٦ - وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بُعِثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَةٌ فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حَمْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت عثمان بن عبد اللہ بن موہب رحمۃ اللہ علیہم سے روایت ہے‘ انہوں نے فرمایا کہ گھر والوں نے مجھے ام المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پانی کا پیالہ دے کر بھیجا کیونکہ جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا کوئی اور تکلیف ہوتی تو بڑا پیالہ دے کر ان کی طرف بھیجا جاتا‘ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک نکالے‘ جو چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھے‘ وہ اُس میں ہلائے جاتے اور اُس پانی سے پلایا جاتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اُس ڈبیہ میں جھانکا تو چند سرخ موئے مبارک دیکھے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

بیماری کے دفع کے لیے رسول اللہ ﷺ کی دعا

٥٦٨٧ - وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَأَى فِي عُنُقِي خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ رُقِيَ لِي فِيهِ قَالَتْ فَأَخَذَهُ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ أَنْتُمْ آلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَأَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُولُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تَقْذِفُ وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ فَإِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رُقِيَ كَفَّ عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود کی اہلیہ محترمہ حضرت زینب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ نے میری گردن میں دھاگا دیکھ کر فرمایا: یہ کیا ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ اس چیز پر میرے لیے دَم کیا گیا ہے! اُن کا بیان ہے کہ انہوں نے پکڑ کر اُسے کاٹ دیا اور فرمایا: آلِ عبد اللہ کو شرک کی ضرورت نہیں ہے‘ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دَم‘ تعویذات اور جادو شرک ہیں‘ میں عرض گزار ہوئی: آپ یہ کس طرح فرماتے ہیں جبکہ میری آنکھ میں تکلیف ہوتی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی‘ وہ اس پر پڑھ کر دَم کرتا تو تکلیف رفع ہو جاتی۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ اپنا ہاتھ چبھوتا ہے اور جب دَم پڑھا جاتا تو ہٹا لیتا۔ تمہارے لیے یہی کہنا کافی ہے جو رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے: ''أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ'' لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دے! اور شفاء دے کیونکہ شفاء دینے والا تو ہے‘ نہیں ہے شفاء مگر تیری شفاء‘ ایسی شفاء جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

قَالَ فِی الْمُسَوّٰی اِخْتَلَفَ الْاَحَادِیْثُ فِی الْاِسْتِرْقَاءِ وَوَجْهُ الْجَمْعِ اَنْ یُّحْمَلَ عَلَی الْاَحْوَالِ الْمُتَغَایِرَةِ. فَالْمَنْهِیُّ مِنَ الرُّقٰی مَا کَانَ فِیْهِ شِرْكٌ اَوْ کَانَ یُذْکَرُ فِیْهِ مَرَدَّةُ الشَّیَاطِیْنِ اَوْ مَا کَانَ مِنْهَا بِغَیْرِ لِسَانِ الْعَرَبِ وَلَا یَدْرِیْ مَا هُوَ وَلَعَلَّهٗ یَدْخِلُ فِیْهِ سِحْرًا وَکُفْرٌ وَاَمَّا مَا کَانَ بِالْقُرْاٰنِ وَبِذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاِنَّهٗ مُسْتَحَبٌّ.

مسوّی (شرح موطأ تالیف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ) میں یہ وضاحت ہے کہ دم جھوکر کرنے کے بارے میں احادیث میں اختلاف ہے اور ان احادیث میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ مختلف حالات میں مختلف احکام دیئے گئے ہیں۔ ایسی پھونک اور دم منع ہے جس میں شرک ہو یا جس میں شیاطین کا ذکر ہو یا غیر عربی زبان میں وہ منتر ہو جس کے معنی واضح نہ ہوں ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں جادو کو داخل کر دے اور کافر ہو جائے اس کے برخلاف جو قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہو تو ایسا ورد مستحب ہے۔

ف: چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانی پر قرآنی آیات دَم کر کے بیماری کا علاج کیا جائے تو ایسے علاج کی اجازت دیا کرتی تھیں اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کو برتن پر لکھ کر اور اسے دھو کر مریض کو پلایا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو حکم دیا کہ قرآن کی دو آیتیں لکھ کر زچگی کی سہولت کے لیے ان کو دھو کر پلایا جائے اور حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کاغذ پر قرآن کی کوئی آیت لکھ کر بطور تعویذ بچوں اور عورتوں کے گلے میں لٹکانے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ مرفوع احادیث میں دَم کرنے کی اجازت ہے۔ یہ ساری تفصیل مسوّی سے ماخوذ ہے۔

بَابٌ — تعویذ کے بارے میں ایک قول

٥٦٨٨ - وَعَنْ عِیْسَی بْنِ حَمْزَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُکَیْمٍ وَّبِهٖ حُمْرَةٌ فَقُلْتُ اَلَا تُعَلِّقُ تَمِیْمَةً فَقَالَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّقَ شَیْئًا وُّکِلَ اِلَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عیسیٰ بن حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سرخ بادہ نکل آئی تھی۔ میں نے کہا کہ آپ تعویذ کیوں نہیں لٹکاتے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز لٹکائی تو وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَقَالَ فِی الدُّرِّ الْمُخْتَارِ وَفِی الْمُجْتَبٰی اَلتَّمِیْمَةُ الْمَکْرُوْهَةُ مَا کَانَ بِغَیْرِ الْعَرَبِیَّةِ.

واضح ہو کہ درمختار میں مجتبیٰ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایسے تعویذ کا استعمال مکروہ ہے جو غیر عربی ہو۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

٥٦٨٩ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اُبَالِیْ مَا اَتَیْتُ اَنْ اَنَا شَرِبْتُ تِرْیَاقًا اَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِیْمَةً اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِیْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں یہ کام کرنے مناسب نہیں سمجھتا کہ تریاق پیوں یا تعویذ لٹکاؤں یا خود بنا کر شعر کہوں۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابُ الْفَاْلِ وَالطِّیَرَةِ — فال اور شگون کا بیان

ف: واضح ہو کہ بطور نیک شگون کوئی کسی سے اچھی بات سن لے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو ڈھونڈ رہا ہو تو دوسرے شخص نے کہا: اے

واجد (پانے والے)! اے روزی دینے والے! یا سالم (اے درست آدمی)! اسی طرح کسی ضرورت پر جانے والے کو کہا جائے: اے غازی! اے حاجی! اے نیک! تو یہ اسی قسم کے کلمات مناسب ہیں' اس کو نیک شگون کہتے ہیں' اس کے برخلاف کسی سے شگون بد سنے تو اسے قبول نہ کرے۔ (عمدۃ القاری' مرقات)

بَابٌ — فال کیا چیز ہے؟

٥٦٩٠ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا طِیَرَةَ وَخَیْرُهَا الْفَاْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَاْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ یَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُن کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ شگون کوئی چیز نہیں ہے اور بہتر فال ہے' لوگ عرض گزار ہوئے کہ فال کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ اچھا لفظ جو تم سے کوئی سنے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچھے نام کو پسند فرماتے

٥٦٩١ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَفَاءَلُ وَلَا یَتَطَیَّرُ وَكَانَ یُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ بِسَنَدٍ حَسَنٍ وَالْبَغَوِیُّ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے لیکن بدشگونی نہ لیا کرتے اور آپ اچھے نام کو پسند فرمایا کرتے۔ اس کی روایت امام احمد نے اپنی مسند میں سند حسن کے ساتھ کی ہے اور بغوی نے اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً دوسری حدیث

٥٦٩٢ - وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُعْجِبُهٗ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ اَنْ یَّسْمَعَ یَا رَاشِدُ یَا نَجِیْحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی حاجت کے لیے نکلتے تو یا راشد! یا نجیح! سننا پسند فرماتے تھے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ — ایضاً تیسری حدیث

٥٦٩٣ - وَعَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا یَتَطَیَّرُ مِنْ شَیْءٍ فَاِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَاَلَ عَنْ اِسْمِهٖ فَاِذَا اَعْجَبَهٗ اِسْمُهٗ فَرِحَ بِهٖ وَرُوِیَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِنْ كَرِهَ اِسْمَهٗ رُوِیَ كَرَاهِیَّةُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِذَا دَخَلَ قَرْیَةً سَاَلَ عَنِ اسْمِهَا فَاِنْ اَعْجَبَهٗ اِسْمُهَا فَرِحَ بِهٖ وَرُوِیَ بِشْرُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِنْ كَرِهَ اِسْمَهَا رُوِیَ كَرَاهِیَّةُ ذٰلِكَ فِیْ وَجْهِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ.

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی چیز سے شگون نہ لیا کرتے۔ جب کسی کو عامل بنا کر بھیجتے تو اُس کا نام پوچھتے' اگر اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور اُس کے آثار آپ کے پُرنور چہرے پر دیکھے جاتے اور اگر نام ناپسند فرماتے تو پسند نہ کرنے کے آثار آپ کے چہرۂ انور سے نمایاں ہوتے۔ جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو اُس کا نام پوچھتے۔ اگر اس کا نام پسند آتا تو اس بات سے خوش ہوتے اور چہرۂ انور پر اُس کے آثار دیکھے جاتے' اور اگر اُس کا نام ناپسند فرماتے تو کراہت آپ کے پُرنور چہرے سے نمایاں ہوتی۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ — ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کیا کہے؟

٥٦٩٤ - وَعَنْ عُرْوَةَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ ذَكَرْتُ

حضرت عروہ بن عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الطِّيَرَةَ عِنْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنُهَا الْفَأْلَ وَلَا تَرُدُّ مُسْلِمًا فَإِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ مُرْسَلًا.

کے حضور شگون کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا بہتر حصہ فال ہے اور مسلمان کو کوئی چیز نہ روکے جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کہے: اے اللہ! نیکیوں کو آپ ہی لاتے ہیں اور برائیوں کو آپ ہی دور کرتے ہیں اور طاقت اور قوت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے مرسلا کی ہے۔

بَابٌ

شگون لینا شرک ہے

٥٦٩٥ - وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَهُ ثَلَاثًا وَّمَامِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمٰعِيْلَ يَقُوْلُ كَانَ سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ هٰذَا عِنْدِيْ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شگون لینا شرک ہے۔ آپ نے اُن سے تین مرتبہ فرمایا' اور نہیں ہے کوئی ہم میں مگر اُس کو اللہ تعالیٰ توکل سے دور لے جاتا ہے۔اس کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے کی ہے۔ اور ترمذی نے کہا کہ میں نے محمد بن اسماعیل (یعنی امام بخاری) کو فرماتے ہوئے سنا کہ سلیمان بن حرب نے کہا کہ اس حدیث میں ''وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ'' میرے نزدیک یہ حضرت ابن مسعود کا قول ہے۔

ف: اس حدیث کی شرح میں مرقات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ شگون سے ان کو فائدہ ہوگا یا نقصان واقع ہوگا اور اس شگون کے مطابق عمل ہو تو یہ شرک باللہ ہوگا اور یہ شرک خفی ہے' اور اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور چیز مستقلاً نافع اور ضار ہے تو یہ شرک جلی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائے' آمین! ۱۲

بَابٌ

کون سی چیزیں بت پرستی کا حصہ ہیں؟

٥٦٩٦ - وَعَنْ قَطَنِ ابْنِ قُبَيْصَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعِيَافَةُ وَالطَّرْقُ وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت قطن بن قبیصہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پرندے کے نام سے' کنکری پھینک کر اور پرندہ اُڑا کر فال لینا بت پرستی کا حصہ ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

شگون اور بیماری کے بارے میں ہدایات

٥٦٩٧ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے' نہ شگون ہے' نہ ہامہ ہے اور نہ صفر ہے' ہاں کوڑھ والے سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہیں۔اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ رَّجُلٌ

اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت عمر بن الشرید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُن کے والد نے فرمایا: ثقیف کے وفد میں ایک

مَجْذُوْمٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ فَارْجِعْ.

آدمی کوڑھی تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کر لیا ہے' لہٰذا واپس لوٹ جاؤ۔

وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقَصْعَةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ.

اور ابن ماجہ کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اُسے پیالے میں ڈالتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل رکھتے ہوئے کھاؤ۔

وَرَوَى الْبُخَارِيُّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ.

اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ صفر ہے۔ ایک اعرابی عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اونٹوں کا کیا حال ہے جبکہ ریگستان میں وہ ہرن کی طرح ہوتے ہیں' لیکن ایک خارش والا اونٹ اُن سے آ ملتا ہے تو سب کو خارشی کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے کو بیماری کس نے لگائی؟

وَقَالَ فِي الْمُسَوّٰى وَعِنْدِيْ اَنْ لَّا مُؤَثِّرَ فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا الْقُدْرَةُ الْوُجُوْبِيَّةُ وَحْدَهَا وَلٰكِنَّ فِي الْعَالَمِ اَسْبَابٌ وَّمُسَبَّبَاتٌ بِحُكْمِ الْعَادَةِ عَلَيْهَا يُدَارُ الْاَحْكَامُ مِنَ الْقِصَاصِ وَدَرْكِ الْمُسْتَهْلِكِ وَغَيْرِهَا ثُمَّ هٰذِهِ الْاَسْبَابُ مِنْهَا جَلِيَّةٌ كَالضَّرْبِ بِالسَّيْفِ لِلْقَتْلِ وَكَالْاِمْسَاكِ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مُدَّةً طَوِيْلَةً لِّلْمَوْتِ وَمِنْهَا خَفِيَّةٌ كَتَعَدِّي الْمَرَضِ مِنْ مَّرِيْضٍ اِلٰى غَيْرِهٖ وَنَفَى الشَّرْعُ الْاَسْبَابَ الْخَفِيَّةَ بِمَعْنٰى اَنَّهَا لَا يُدَارُ عَلَيْهَا حُكْمٌ وَّلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّخَاصِمَ اَحَدٌ اَحَدًا اِذَا اَوْرَدَ مَرَاضَهُ عَلٰى صِحَاحِ غَيْرِهٖ مَثَلًا وَّالْعَرَبُ قَدْ تَنْفِي الشَّيْءَ مُطْلَقًا وَّتُرِيْدُ نَفْيَهُ بِاعْتِبَارٍ دُوْنَ اِعْتِبَارٍ.

اور مسوّٰی شرح موطاً میں وضاحت ہے کہ کائنات میں قادر واجب یعنی خالق کائنات کے سوا کوئی اور مؤثر نہیں لیکن یہ عالم اسباب ہے اور بعض ذرائع بحکم عادۃ ہوتے ہیں' جس پر قصاص کا حکم وارد ہوتا ہے' ان میں بعض جلی ہوتے ہیں جیسے تلوار سے کسی کا قتل اور طویل مدت تک نہ کھانے اور نہ پینے سے موت اور بعض اسباب خفی ہوتے ہیں' جن پر حکم نہیں لگایا جا سکتا' اس وجہ سے آپس میں جھگڑا مناسب نہیں' جیسا کہ ایک کی مرض کا دوسرے کی طرف متعدی ہونا۔ اور شریعت نے اسبابِ خفی کی اس لحاظ سے نفی کی ہے کہ حکم کا مدار اس پر نہیں ہوتا' یہ مناسب نہیں کہ کوئی ایک شخص دوسرے سے جھگڑا کرے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٦٩٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ بیماری کا لگنا ہے' نہ جانور کی کھوپڑی کا اُلّو ہے' نہ ستاروں کی تاثیر

وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ہے اور نہ پیٹ کو ہُو کا ہے۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٦٩٩ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: نہ بیماری کا متعدی ہونا ہے نہ صفر کا ہونا ہے اور نہ بھوت پریت ہیں۔اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

ف: مرقات میں یہ وضاحت موجود ہے کہ یہاں غول کے وجود کی نفی نہیں بلکہ عربوں میں یہ وہم تھا کہ غول انسان کو گمراہ کر سکتا ہے اس کی نفی ہے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے جس طرح بعثت نبوی کے بعد شیاطین کا شہاب ثاقب سے حادثات کا چرانا رُک گیا۔۱۲

بَابٌ

ایضاً چوتھی حدیث

٥٧٠٠ - وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هَامَّةَ وَلَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَاِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ ہامہ ہے اور نہ بیماری کا متعدی ہونا اور نہ شگون۔اگر شگون میں کچھ ہے تو گھر' گھوڑے اور عورت میں ہے۔اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَاَلْتُ سَعْدًا عَنِ الطِّيَرَةِ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَاِنْ كَانَتِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ.

اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت سعید نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ سے شگون کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: شگون کچھ نہیں اور اگر شگون میں کچھ ہے تو عورت' گھر اور گھوڑے میں ہو سکتا ہے۔

وَقَالَ فِيْ شَرْحِ مَعَانِي الْاٰثَارِ فَفِيْهِ اَنَّ سَعْدًا اِنْتَهَرَ سَعِيْدًا حِيْنَ ذَكَرَ لَهُ الطِّيَرَةَ وَاَخْبَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ لَا طِيَرَةَ ثُمَّ قَالَ اِنْ يَّكُنِ الطِّيَرَةُ فِيْ شَيْءٍ فَفِي الْمَرْاَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ فَلَمْ يُخْبِرْ اَنَّهَا فِيْهِنَّ وَاِنَّمَا قَالَ اِنْ تَكُنْ فِيْ شَيْءٍ فَفِيْهِنَّ اَيْ لَوْ كَانَتْ تَكُوْنُ فِيْ شَيْءٍ لَكَانَتْ فِيْ هٰؤُلَاءِ فَاِذَا لَمْ تَكُنْ فِيْ هٰؤُلَاءِ الثَّلٰثِ فَلَيْسَتْ فِيْ شَيْءٍ.

اور شرح معانی الآثار میں کہا ہے کہ حضرت سعد نے حضرت سعید کو جھڑک دیا' جب انہوں نے ان سے شگون کا ذکر کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا کہ شگون میں کچھ نہیں' پھر آپ نے فرمایا: اگر شگون میں کچھ ہوتا تو عورت' گھوڑے اور گھر میں ہوتا' اور یہ نہیں فرمایا کہ شگون ان میں ہوتا ہے' بلکہ یہ فرمایا کہ اگر شگون کسی میں ہوتا تو ان میں ہوتا' یعنی اگر کسی چیز میں شگون ہوتا تو ان تین چیزوں میں ہوتا' پس جب ان تینوں میں نہیں ہوا تو اب یہ کسی چیز میں نہیں ہے۔

٥٧٠١ - وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَا تَكَلَّمَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا وہ الفاظ دوسرے تھے' اس لیے کہ ابوحسان رحمۃ اللہ علیہ

كَانَ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ لِاَنَّ اَبَا حَسَّانٍ قَالَ دَخَلَ رَجُلَانِ مِنْ بَنِيْ عَامِرٍ عَلٰى عَائِشَةَ فَاَخْبَرَاهَا اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ الطِّيَرَةَ فِي الْمَرْاَةِ وَالدَّارِ وَالْفَرَسِ فَغَضِبَتْ وَطَارَتْ شِقَّةٌ مِّنْهَا فِي السَّمَاءِ وَشِقَّةٌ فِي الْاَرْضِ فَقَالَتْ وَالَّذِيْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ مَّا قَالَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اِنَّمَا قَالَ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَتَطَيَّرُوْنَ مِنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَتْ عَائِشَةُ اَنَّ ذٰلِكَ الْقَوْلَ كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِكَايَةً عَنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لِاَنَّهٗ عِنْدَهٗ كَذٰلِكَ.

کا بیان ہے کہ بنو عامر کے دو آدمی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض گزار ہوئے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک شگون عورت، گھر اور گھوڑے میں ہے۔ ام المؤمنین یہ سن کر غضب ناک ہو گئیں، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ آپ کا ایک حصہ آسمان میں ہے اور دوسرا حصہ زمین میں ہے آپ فرماتی ہیں: اس ذات کی قسم جس نے قرآن پاک کو حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے یہ بات ہرگز نہیں فرمائی، بلکہ آپ نے یوں فرمایا: اہل جاہلیت ان چیزوں سے شگون لیتے تھے، اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد اہل جاہلیت سے بطور حکایت تھا اور یہ بات آپ کے پاس اسی طرح تھی۔

بَابٌ

خراب آب و ہوا کے علاقہ کو چھوڑ دینے کا حکم

٥٧٠٢ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا فِيْ دَارٍ كَثُرَ فِيْهَا عَدَدُنَا وَاَمْوَالُنَا فَتَحَوَّلْنَا اِلٰى دَارٍ قَلَّ فِيْهَا عَدَدُنَا وَاَمْوَالُنَا فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَرُوْهَا ذَمِيْمَةً رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہم ایک گھر میں رہتے تھے، ہمارے جان اور مال میں اضافہ ہو رہا تھا، پھر ہم دوسرے گھر میں رہنے لگے، ہمارے افراد اور مال میں کمی آ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُس بُرے گھر کو چھوڑ دو۔ اس کی روایت ابوداؤد نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ عَنْ يَّحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بَحِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ فَرْوَةَ بْنَ مُسَيْكٍ يَّقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَنَا اَرْضٌ يُّقَالُ لَهَا اَبْيَنُ وَهِيَ اَرْضُ رِيْفِنَا وَمِيْرَتِنَا وَاِنَّ وَبَاءَهَا شَدِيْدٌ فَقَالَ دَعْهَا عَنْكَ فَاِنَّ مِنَ الْقَرْفِ التَّلَفُ.

اور ابوداؤد کی ایک دوسری روایت میں حضرت یحییٰ بن عبد اللہ بن بحیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، اُن کا بیان ہے کہ مجھے ایک شخص نے بتایا جس نے حضرت فروہ بن مُسیک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا، میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہمارے پاس ایک زمین ہے جس کو اَبین کہا جاتا ہے اور وہ ہماری باغوں اور زراعت کی زمین ہے لیکن اس کی وباء بہت سخت ہے، فرمایا کہ اُسے اپنے سے دور کر دو کیونکہ وبائی جگہ کے قریب جانا خود کو ہلاک کرنا ہے۔

قَالَ عَلِيٌّ الْقَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ الْبَارِيُّ وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ بَابِ الْعَدْوٰى وَالطِّيَرَةِ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ بَابِ الطِّبِّ فَاِنَّ اِسْتِصْلَاحَ الْاَهْوَاءِ مِنْ اَعْوَنِ الْاَشْيَاءِ عَلٰى صِحَّةِ الْاَبْدَانِ وَفَسَادِ الْهَوَاءِ مِنْ اَسْرَعِ الْاَشْيَاءِ اِلَى الْاَسْقَامِ.

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اس ارشادِ نبوی ﷺ کا تعلق بیماری کے متعدی ہونے یا شگون لینے سے نہیں ہے بلکہ یہ طب کی حیثیت سے ہے، اس لیے کہ آب و ہوا کی خوبی جسمانی صحت کے لحاظ سے ضروری ہے اور آب و ہوا کی خرابی بیماری کو جلد لاتی ہے۔

بَابُ الْكِهَانَةِ

کہانت کا بیان

بَابٌ

زمانۂ جاہلیت کے کام جن سے روک دیا گیا

٥٧٠٣ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُمُوْرًا كُنَّا نَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنَّا نَاْتِي الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتُوا الْكُهَّانَ قَالَ قُلْتُ كُنَّا نَتَطَيَّرُ قَالَ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَّجِدُهُ اَحَدُكُمْ فِيْ نَفْسِهٖ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّخُطُّوْنَ خَطًّا قَالَ كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! ہم زمانۂ جاہلیت میں چند کام کیا کرتے تھے یعنی ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے' آپ نے فرمایا: کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو' میں عرض گزار ہوا کہ ہم بدشگونی لیا کرتے تھے' آپ نے فرمایا: یہ ایسی چیز ہے جو محض تمہارے دل کا خیال ہے' لہٰذا وہ تمہیں نہ روکے۔ میں عرض گزار ہوا کہ ہم میں سے بعض لوگ خط کھینچتے ہیں' فرمایا: اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی خط کھینچا کرتے تھے' جس کا آپ نے خط اُن کے موافق ہو' وہ درست ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

چند بُرے کاموں کی سخت وعید

٥٧٠٤ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ اَوْ اَتٰى اِمْرَاَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتٰى امْرَاَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کاہن کے پاس آئے اور اُس بات کی تصدیق کرے جو وہ کہے یا اپنی حائضہ بیوی سے صحبت کرے یا اپنی بیوی سے اُس کی دبر میں صحبت کرے تو وہ اُس چیز سے بے تعلق ہو گیا جو حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی گئی ہے۔ اس کی روایت امام احمد اور ابوداؤد نے کی ہے۔

بَابٌ

نجومی کے پاس جانے کی سخت وعید

٥٧٠٥ - وَعَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَيْءٍ لَّمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی نجومی کے پاس جائے اور اُس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

کاہن جھوٹے ہوتے ہیں

٥٧٠٦ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَاَلَ اُنَاسٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِشَيْءٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ اَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ اُذُنِ وَلِيِّهٖ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنوں کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: وہ کوئی چیز نہیں ہوتے' عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! وہ بعض ایسی باتیں بتاتے ہیں جو اُسی طرح ہو جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ وہ سچی بات ہوتی ہے جسے کوئی جن اُچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے جیسے مرغی چوگا ڈالتی ہے' پس وہ اُس میں سو سے زیادہ جھوٹ ملا لیتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی

فَرَّ الدَّجَاجَةَ فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا اَكْثَرَ مِنْ مِّائَةِ كَذْبَةٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

ہے۔

بَابٌ

۵۷۰۷ - وَعَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي الْعَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِيْنُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُهُ فَتُوْحِيْهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ایضاً دوسری حدیث

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک فرشتے عنان یعنی بادل میں اُترتے ہیں اور اُس کام کا ذکر کرتے ہیں جس کا آسمان میں فیصلہ ہوا ہے۔ شیاطین اس کے سننے کی کوشش کرتے ہیں جو کچھ سن لیتے ہیں کاہن تک پہنچا دیتے ہیں اور وہ اُس میں سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر بیان کرتے ہیں۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۷۰۸ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِّقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ فَسَمِعَهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَّوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْاٰخَرُ اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُّلْقِيَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ يُّدْرِكَهٗ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

ایضاً تیسری حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ فرما لیتا ہے تو فرشتے عاجزی سے اُس کے فرمان پر اپنے پَروں کو بچھا دیتے ہیں گویا پتھر پر زنجیریں ہیں' جب ان کے دلوں سے دہشت دور ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ ارشادِ ربانی کے متعلق کہتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ بلندی اور کبریائی والا ہے' پس چوری سے سننے والے اسے سن لیتے ہیں جو اوپر تلے یوں ہوتے ہیں۔ سفیان راوی نے اپنی ہتھیلی سے اُس کی کیفیت بیان کی اور اپنی انگلیوں کے درمیان قدرے فاصلہ رکھا۔ پس ایک کسی بات کو سُن پاتا ہے تو اپنے سے نیچے کی طرف ڈالتا ہے' پھر دوسرا اُسے اپنے سے نیچے والے کی طرف ڈالتا ہے' یہاں تک کہ وہ جادوگر یا کاہن کی طرف ڈالی جاتی ہے۔ بعض اوقات اُسے ڈالنے سے پہلے چنگاری جا لگتی ہے اور بعض اوقات اُس کے لگنے سے پہلے ڈال دیتا ہے' پس وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ کیا اس نے ہم سے فلاں روز ایسا اور ایسا نہیں کہا تھا۔ پس اُسی بات کی وجہ سے اُس کی تصدیق کر دی جاتی ہے جو آسمان سے سنی گئی تھی۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

۵۷۰۹ - وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ

اللہ تعالیٰ کا نظامِ کائنات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے مجھے ایک نے بتایا' جو انصار سے تھے کہ ایک رات وہ

الْاَنْصَارِ اَنَّهُمْ بَيْنَاهُمْ جُلُوْسٌ لَيْلَةً مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِىَ بِنَجْمٍ وَّاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ اِذَا رُمِىَ بِمِثْلِ هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَّمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهَا لَا يُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ رَّبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهٗ اِذَا قَضٰى اَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ اَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ اَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا وَيَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ اِلٰى اَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ فَمَا جَاؤُوْا بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو ایک ستارہ ٹوٹا اور روشنی پھیلی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ جب اسی طرح ستارہ ٹوٹتا تو دورِ جاہلیت میں تم کیا کہا کرتے تھے؟ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانے' ہم کہا کرتے کہ اس رات کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا ہے اور کسی عظیم آدمی نے وفات پائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کسی کی موت یا زندگی کے باعث نہیں ٹوٹتے' بلکہ ہمارا ربّ تبارک وتعالیٰ جب کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو عرش کو اٹھانے والے فرشتے تسبیح بیان کرنے لگتے ہیں' پھر وہ آسمانی فرشتے جو اُن کے نزدیک ہیں تسبیح کرتے ہیں یہاں تک کہ تسبیح کا سلسلہ آسمانِ دنیا والوں تک پہنچتا ہے' پھر وہ کہتے ہیں جو عرش کو اٹھانے والوں کے قریب ہیں کہ آپ کے رب نے کیا فرمایا: وہ انہیں بتاتے ہیں جو فرمایا تھا' پھر ایک آسمان والے دوسرے آسمان والوں کو بتاتے ہیں' یہاں تک کہ اس آسمانِ دنیا تک بات پہنچتی ہے' پس جن چوری سے سن لیتے ہیں اور اپنے دوستوں کی طرف ڈال دیتے ہیں اور شہاب مارے جاتے ہیں' پس کاہن جو اُس کے موافق کہیں' وہ درست ہوتی ہے لیکن وہ اس میں ملاوٹ اور اضافہ کر لیتے ہیں۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

نجومی پر وعید

۵۷۱۰ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِّنَ النُّجُوْمِ اِقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نجومیوں کا علم کہانت سے حاصل کیا' اس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا' جتنا زیادہ کیا اتنا زیادہ حصہ۔ اس کی روایت امام احمد' ابوداؤد اور ابن ماجہ نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۷۱۱ - وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ بَابًا مِّنْ عِلْمِ النُّجُوْمِ لِغَيْرِ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فَقَدْ اِقْتَبَسَ شُعْبَةً مِّنَ السِّحْرِ الْمُنَجِّمُ كَاهِنٌ وَّالْكَاهِنُ سَاحِرٌ وَّالسَّاحِرُ كَافِرٌ رَوَاهُ رَزِيْنٌ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: جس نے علم نجوم کا ایک باب حاصل کیا' اُس کے سوا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے تو اُس نے جادو کا ایک حصہ حاصل کیا' نجومی کاہن ہے' کاہن جادوگر ہے اور جادوگر کافر ہے۔ اس کی روایت رزین نے کی ہے۔

بَابٌ

اللہ تعالیٰ نے کسی ستارے میں کسی کی زندگی'

رزق اور موت نہیں رکھی

٥٧١٢ - وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلَاثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِّلسَّمَاءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُّهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَاَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَخْطَاَ وَاَضَاعَ نَصِيْبَهٗ وَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْلَمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین باتوں کے لیے پیدا فرمایا ہے: ایک قسم کو آسمان کی زینت بنایا' دوسری قسم شیاطین کو مارنے کے لیے اور تیسری قسم نشانیاں ہیں جن سے راہ معلوم کی جاتی ہے' جس نے ان تینوں کے سوا کوئی اور وجہ بتائی اُس نے غلطی کی' اپنا حصہ ضائع کیا اور ایسی بات کا تکلف کیا جو وہ نہیں جانتا۔ اسے امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔

وَفِیْ رِوَايَةِ رَزِيْنٍ وَّتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْهِ وَمَالَا عِلْمَ لَهٗ بِهٖ وَمَا عَجَزَ عَنْ عِلْمِهِ الْاَنْبِيَاءُ وَالْمَلَائِكَةُ وَعَنِ الرَّبِيْعِ مِثْلَهٗ وَزَادَ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ نَجْمٍ حَيَاةَ اَحَدٍ وَّلَا رِزْقَهٗ وَلَا مَوْتَهٗ وَاِنَّمَا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَيَتَعَلَّلُوْنَ بِالنُّجُوْمِ.

اور رزین کی ایک روایت میں ہے کہ ایسی بات کا تکلف کیا جو مفید نہیں اور جس کا اُسے علم نہیں اور جس کے علم سے انبیاء کرام اور فرشتے بھی عاجز ہیں۔ اور ربیع کی روایت اسی کے مانند ہے' نیز فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کسی ستارے میں کسی کی زندگی' رزق اور موت نہیں رکھی جبکہ وہ (کاہن) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ستاروں کا بہانہ بناتے ہیں۔

بَابٌ

بارش کے بارے میں کون مؤمن اور کون کافر ہے؟

٥٧١٣ - وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِیْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءٍ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِیْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی جبکہ اُسی رات بارش ہوئی تھی' جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا: صحابہ عرض گزار ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں! ارشاد ہوا کہ اس نے فرمایا: میرے بندوں نے مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے صبح کی اور کفر کرتے ہوئے۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی رحمت سے بارش ہوئی' وہ مجھ پر ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کی تاثیر کا منکر ہے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے نے بارش برسائی' اُس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارے پر ایمان رکھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧١٤ - وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِّنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يَنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ بِكَوْكَبِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی برکت نازل نہیں کی مگر صبح کو لوگوں میں سے ایک گروہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ بارش اللہ تعالیٰ برساتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ فلاں فلاں ستارے نے برسائی۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

٥٧١٥ - وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَمْسَكَ اللّٰهُ الْقَطْرَ عَنْ عِبَادِهِ خَمْسَ سِنِيْنَ ثُمَّ أَرْسَلَهُ لَأَصْبَحَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ كَافِرِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سُقِيْنَا بِنَوْءِ الْمِجْدَحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ پانچ سال اپنے بندوں سے بارش کو روکے رکھے اور پھر بھیجے تب بھی لوگوں کا ایک گروہ کافر ہو جائے گا اور وہ کہیں گے کہ ہم پر مجدح ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے۔ اس کی روایت نسائی نے کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الرُّؤْيَا
خوابوں کا بیان

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ﴾.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اُن کو ہے خوش خبری دنیا کے جینے کی اور آخرت میں دیدار الٰہی کی (جیسا کہ کتاب تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں لکھا ہے)۔

بَابٌ
اچھے خواب خوش خبری ہیں

٥٧١٦ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نبوت سے بشارتوں کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ بشارتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ اچھے خواب! اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

وَزَادَ مَالِكٌ بِرِوَايَةِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ يَرَاهَا الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ.

اور امام مالک نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے یہ بھی کہا: جس کو کوئی مسلمان دیکھے یا اُس کے لیے کسی کو دکھایا جائے۔

بَابٌ
اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے

٥٧١٧ - وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے حصوں میں سے چھیالیسواں حصہ ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہونے کی وجہ

صاحبِ مرقات نے وضاحت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کی مدت ۲۳ سال ہے اور وحی کی ابتداء اچھے خواب سے شروع ہوئی اور اس کی مدت چھ مہینے تھی اس طرح سے اس اچھے خواب کی نسبت چھیالیسواں حصہ ہوئی۔ ۱۲

بَابٌ
خواب کو دوست یا عقل مند آدمی سے بیان کرے

٥٧١٨ - وَعَنْ أَبِي رَزِيْنٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ

حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مؤمن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک ہے خواب پرندہ کے پیر پر ہے جب تک اُسے بیان نہ کیا جائے جب اُسے بیان کر دیا جائے تو اُسی طرح واقع ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں آپ نے

بِهَا وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهُ قَالَ لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِيْبًا اَوْ لَبِيْبًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ.

فرمایا: اُسے نہ بیان کرو مگر دوست یا دانا سے۔ اس کی روایت ترمذی نے کی ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ الرُّؤْيَا عَلٰى رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ تُعَبَّرْ فَاِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلَا تَقُصَّهَا اِلَّا عَلٰى وَادٍّ اَوْ ذِيْ رَأْيٍ.

اور ابوداؤد کی روایت میں فرمایا: خواب پرندہ کے پیر پر ہے جب تک تعبیر نہ بیان کی جائے جب تعبیر بیان کردی تو واقع ہو جائے گی۔ اور میرے خیال میں آپ نے فرمایا: اُسے بیان نہ کرو مگر دوست یا عقل مند آدمی سے۔

بَابٌ

خواب کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

٥٧١٩ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ يَكَدْ يَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَاِنَّهُ لَا يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ سِيْرِيْنَ وَاَنَا اَقُوْلُ الرُّؤْيَا ثَلَاثٌ حَدِيْثُ النَّفْسِ وَتَخْوِيْفُ الشَّيْطَانِ وَبُشْرٰى مِنَ اللّٰهِ فَمَنْ رَّاٰى شَيْئًا يَّكْرَهُهُ فَلَا يَقُصُّهُ عَلٰى اَحَدٍ وَّلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ فَكَانَ يَكْرَهُ الْغُلَّ فِي النَّوْمِ وَيُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ وَيُقَالُ اَلْقَيْدُ ثُبَاتٌ فِي الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو مؤمن کا خواب جھوٹا نہیں ہوا کرے گا کیونکہ مؤمن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت کا حصہ ہو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں کہتا ہوں کہ خواب تین قسم کے ہیں: ایک دلی خیالات' دوسرے شیطان کے ڈراوے اور تیسرے اللہ کی طرف سے بشارتیں' پس جو تم میں سے ناپسندیدہ چیز دیکھے تو وہ کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنی چاہیے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ خواب میں طوق دیکھنے کو ناپسند کرتے تھے اور بیڑی کو پسند فرماتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ بیڑی دین میں ثابت قدمی کی نشانی ہے۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

قَالَ الْبُخَارِيُّ رَوَاهُ قَتَادَةُ وَيُوْنُسُ وَهُشَيْمٌ وَّاَبُوْ هِلَالٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ يُوْنُسُ لَا اَحْسِبُهُ اِلَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَيْدِ وَقَالَ مُسْلِمٌ لَّا اَدْرِيْ هُوَ فِي الْحَدِيْثِ اَمْ قَالَهُ ابْنُ سِيْرِيْنَ.

امام بخاری نے فرمایا کہ اس کی روایت قتادہ' یونس' ہشیم اور ابوہلال نے ابن سیرین سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے کی' اور یونس نے فرمایا کہ میرے خیال میں بیڑی کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے۔ امام مسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ حدیث کا حصہ ہے یا ابن سیرین کا قول ہے۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ نَّحْوَهُ وَاَدْرَجَ فِي الْحَدِيْثِ قَوْلَهُ وَاَكْرَهُ الْغُلَّ اِلٰى تَمَامِ الْكَلَامِ.

اور ایک روایت میں اسی طرح ہے اور میں نے حدیث میں اُن کے قول کو "واکرہ الغلّ" سے آخر تک درج کیا ہے۔

وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ.

اور ترمذی اور دارمی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سچا خواب سحری کے وقت کا ہوتا ہے۔

بَابٌ

خوابوں کے آداب کا بیان

٥٧٢٠ - وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ فَاِذَا رَاٰی اَحَدُکُمْ مَا یُحِبُّ فَلَا یُحَدِّثْ بِهٖ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ وَاِذَا رَاٰی مَا یَکْرَهُ فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّیْطَانِ وَلْیَتْفُلْ ثَلَاثًا وَّلَا یُحَدِّثْ بِهَا اَحَدًا فَاِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے' جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جس کو پسند کرتا ہے تو اُس کا ذکر نہ کرے مگر اس سے جس کو پسند کرتا ہو اور جب ایسی چیز دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو اس کی بُرائی اور شیطان کی بُرائی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑے' اور اسے چاہیے کہ تین مرتبہ تھتکارے اور کسی سے اُس کا ذکر نہ کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ناپسند خواب دیکھے تو کیا کرے؟

٥٧٢١ - وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰی اَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یَکْرَهُهَا فَلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِهٖ ثَلَاثًا وَّلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ ثَلَاثًا وَّلْیَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جس کو ناپسند کرتا ہو تو بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دے اور تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اُس کروٹ کو بدل دے جس پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧٢٢ - وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَاَیْتُ فِی الْمَنَامِ کَاَنَّ رَاْسِیْ قُطِعَ قَالَ فَضَحِكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِذَا لَعِبَ الشَّیْطَانُ بِاَحَدِکُمْ فِیْ مَنَامِهٖ فَلَا یُحَدِّثْ بِهِ النَّاسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر کاٹ دیا گیا ہے! راوی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: جب خواب میں شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ کھیلے تو وہ اُسے لوگوں سے بیان نہ کرے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

سب سے بڑا بہتان کیا ہے؟

٥٧٢٣ - وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَی الْفِرٰی اَنْ یُّرِیَ الرَّجُلُ عَیْنَیْهِ مَا لَمْ تَرَیَا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کو دیکھنے کا دعویٰ کرے اور اُس نے دیکھی نہ ہو۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ورقہ کے جنتی ہونے کی نشانی

٥٧٢٤ - وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ وَّرَقَةَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِیْجَةُ اِنَّهٗ کَانَ قَدْ صَدَّقَكَ وَلٰکِنْ مَّاتَ قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُهٗ فِی الْمَنَامِ وَعَلَیْهِ ثِیَابٌ بِیْضٌ وَّلَوْ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت خدیجہ ام المؤمنین آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں: انہوں نے آپ کی تصدیق کی تھی' لیکن آپ کے ظہور سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے وہ خواب میں دکھائے گئے اور اُن کے اوپر سفید

5 كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرُ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ.

کپڑے تھے اگر وہ جہنمی ہوتے تو اُن کے اوپر کوئی اور لباس ہوتا۔ اس کی روایت امام احمد اور ترمذی نے کی ہے۔

بَابٌ

نیک عمل کے بدلہ کا بیان

٥٧٢٥ - وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ رَاَيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِيْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ عَمَلُهٗ يَجْرِيْ لَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

حضرت اُمّ العلاء انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا جاری چشمہ دیکھا تو میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: یہ اُن کے عمل (کا بدلہ) ہے جو اُن کے لیے جاری کر دیا گیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خواب اور اس کی تعبیر

٥٧٢٦ - وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ كَاَنَّا فِيْ دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ فَاُتِيْنَا بِرُطَبٍ مِّنْ رُّطَبِ ابْنِ طَابٍ فَاَوَّلْتُ اَنَّ الرِّفْعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا وَالْعَاقِبَةَ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ دِيْنَنَا قَدْ طَابَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک رات میں نے خواب میں دیکھا جیسے سونے والا دیکھتا ہے کہ گویا ہم (یعنی میں اور میرے صحابہ) عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں ہمارے سامنے ابن طاب (کھجور کی قسم) کی تر کھجوریں پیش کی گئیں میں نے اس کا مطلب یہ لیا کہ ہمارے لیے دنیا میں رفعت اور آخرت میں عافیت ہے اور ہمارا دین پاکیزہ ہے۔ اس کی روایت مسلم نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧٢٧ - وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اُهَاجِرُ مِنْ مَّكَّةَ اِلٰى اَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ فَذَهَبَ وَهَلِيْ اِلٰى اَنَّهَا الْيَمَامَةُ اَوْ هَجَرُ فَاِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ وَرَاَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ هٰذِهٖ اَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰى فَعَادَ اَحْسَنَ مَا كَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ مکہ مکرمہ سے کھجوروں والی جگہ کی طرف ہجرت کر رہا ہوں میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہے حالانکہ وہ مدینہ منورہ ہے یثرب نامی۔ اور میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ تلوار کو حرکت دے رہا ہوں اور وہ اوپر سے ٹوٹ گئی۔ یہ وہ نقصان ہے جو اہلِ ایمان کو غزوۂ اُحد کے روز پہنچا۔ پھر میں نے دوبارہ اس کو حرکت دی تو وہ پہلے سے بھی بہتر ہو گئی۔ یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فتح اور ایمان والوں کو (فتح مکہ یا صلح حدیبیہ) کے اجتماع سے نوازا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٧٢٨ - وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میری خدمت میں زمین کے خزانے لائے گئے پس سونے کے دو کنگن میری ہتھیلی پر رکھ دیئے گئے وہ مجھ پر گراں گزرے میری

ذَهَبَ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اَنْفُخَهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنَ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ يُقَالُ اَحَدُهُمَا مُسَيْلَمَةُ صَاحِبُ الْيَمَامَةِ وَالْعَنْسِيُّ صَاحِبُ صَنْعَاءَ.

طرف وحی فرمائی گئی کہ اِن پر پھونک ماروں' میں نے اُن پر پھونک ماری تو وہ چلے گئے۔ میں نے اُن سے دو جھوٹے مراد لیے' میں جن کے درمیان ہوں' ایک صنعاء والا اور دوسرا یمامہ والا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے: اُن میں ایک مُسیلمہ تھا یمامہ والا اور دوسرا عنسی تھا صنعاء والا (یہ روایت مجھے صحیحین میں نہیں ملی اور صاحبِ جامع نے اسے ترمذی کے حوالہ سے بیان کیا ہے)۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ کا ایک طویل خواب اور اس کی تعبیریں

٥٧٢٩ - وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَّاٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَاِنْ رَّاٰى اَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَسَاَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَاٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ لٰكِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخَذَا بِيَدِيْ فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُّقَدَّسَةٍ فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِّنْ حَدِيْدٍ يُّدْخِلُهٗ فِيْ شِدْقِهٖ فَيَشُقُّهٗ حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهٗ هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَهٗ قُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُّضْطَجِعٍ عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ يَّشْدَخُ بِهٖ رَاْسَهٗ فَاِذَا ضَرَبَهٗ تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَاْسُهٗ وَعَادَ رَاْسُهٗ كَمَا كَانَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَهٗ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلٰى ثَقْبٍ مِّثْلَ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ وَّاَسْفَلُهٗ وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَهٗ نَارٌ فَاِذَا ارْتَقَتْ اِرْتَفَعُوْا حَتّٰى كَادَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا وَاِذَا خَمِدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا وَفِيْهَا رِجَالٌ وَّنِسَاءٌ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھ لیتے تو چہرۂ انور ہماری جانب کر کے فرماتے: تم میں سے آج رات کس نے خواب دیکھا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو بیان کر دیتا اور جو اللہ چاہتا آپ فرماتے۔ چنانچہ ایک روز آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں! فرمایا کہ آج رات میں نے دو شخص دیکھے کہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ارضِ مقدس کی طرف لے گئے' وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا اور ایک کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور تھا' جو اُس کے گال میں داخل کر کے چیرتا یہاں تک کہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا' پھر دوسرے گال میں بھی اُسی طرح کرتا۔ پس وہ اپنی پہلی حالت میں آتا پھر اس کے ساتھ یہی کیا جاتا' میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا: چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک آدمی کے پاس آئے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا اور ایک آدمی پتھر یا چٹان لے کر اُس کے سر پر کھڑا تھا' جس کے ساتھ اُس کے سر کو کچلتا' جب وہ مارتا تو پتھر دور چلا جاتا' وہ اُسے لینے کے لیے جاتا تو واپس نہ آتا کہ اُس کا سر پہلے کی طرف درست ہو جاتا' وہ واپس آ کر اُسے مارتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ چلئے۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک گڑھے کے پاس پہنچے جو تنور کی طرح تھا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے وسیع تھا' اُس کے نیچے آگ تھی' جب وہ بلند ہوتی تو لوگ بھی اوپر آ جاتے اور اُس سے نکلنے کے قریب ہو جاتے' جب وہ نیچے جاتی تو وہ بھی نیچے چلے جاتے اور اُس میں ننگے مرد اور عورتیں تھے۔ میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے جس کے درمیان میں ایک آدمی کھڑا تھا اور نہر کے کنارے ایک

عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى وَسْطِ النَّهْرِ وَعَلٰى شَطِّ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِىْ فِى النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِىْ فِيْهِ فَرَدَّهٗ حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِىْ فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى انْتَهَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ عَظِيْمَةٌ وَّفِىْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَّصِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُّوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِىَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِىْ دَارًا وَسَطِ الشَّجَرَةِ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَاءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ اَخْرَجَانِىْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِىَ الشَّجَرَةَ فَاَدْخَلَانِىْ دَارًا هِىَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ مِنْهَا فِيْهَا شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ فَقُلْتُ لَهُمَا اِنَّكُمَا قَدْ طَوَّفْتُمَانِىَ اللَّيْلَةَ فَاَخْبِرَانِىْ عَمَّا رَاَيْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الرَّجُلُ الَّذِىْ رَاَيْتَهٗ يُشَقُّ شِدْقُهٗ فَكَذَّابٌ يُّحَدِّثُ بِالْكِذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْاٰفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهٖ مَا تَرٰى اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَاَيْتَهٗ يُشْدَخُ رَاْسُهٗ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ بِمَا فِيْهِ بِالنَّهَارِ يُفْعَلُ بِهٖ مَا رَاَيْتَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالَّذِىْ رَاَيْتَ فِى الثَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِىْ رَاَيْتَهٗ فِى النَّهْرِ اٰكِلُ الرِّبٰوا وَالشَّيْخُ الَّذِىْ رَاَيْتَهٗ فِىْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِيْمُ وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهٗ فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِىْ يُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلٰى الَّتِىْ دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ وَاَنَا جِبْرِيْلُ وَهٰذَا مِيْكَائِيْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِىْ فَاِذَا فَوْقِىْ مِثْلُ

آدمی اُس کے سامنے پتھر لے کر کھڑا تھا' جب نہر والا آگے بڑھتا اور نکلنے کا ارادہ کرتا' یہ آدمی اُس کے منہ پر پتھر مارتا اور اُسی جگہ واپس لوٹا دیتا۔ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ دونوں نے کہا: چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک سرسبز باغ میں پہنچے' جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا' اُس کی جڑ میں ایک بوڑھا اور بچے تھے اور ایک آدمی درخت کے سامنے آگ جلا رہا تھا' وہ مجھے لے کر درخت پر چڑھ گئے اور ایک گھر میں لے گئے جو درخت کے درمیان میں تھا اور اُس سے بڑھ کر خوب صورت میں نے کوئی گھر نہیں دیکھا تھا' اُس میں بوڑھے' جوان' عورتیں اور بچے تھے' پھر مجھے نکال لائے اور درخت پر لے چڑھے' پھر مجھے دوسرے گھر میں لے گئے جو پہلے سے بھی بڑھ کر خوب صورت اور عمدہ تھا' اُس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے دونوں سے کہا کہ آج رات تم نے مجھے بہت پھرایا ہے' لہٰذا جو کچھ میں نے دیکھا ہے' اُس کے متعلق مجھے بتاؤ۔ کہا: وہ آدمی جس کا جبڑا چیرا جاتا تھا' وہ بہت جھوٹا ہے' جھوٹی باتیں بنایا کرتا اور لوگ اُس سے سن کر دنیا میں پھیلاتے رہے' پس قیامت تک اُس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔ جس کو آپ نے دیکھا کہ اُس کا سر کچلا جاتا ہے تو اُس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سکھایا لیکن وہ رات کو سو جاتا اور دن میں اُس پر عمل نہ کرتا' جو آپ نے ملاحظہ فرمایا اُس کے ساتھ قیامت تک وہی ہوتا رہے گا۔ اور جن کو آپ نے تنور میں دیکھا وہ زنا کار تھے' اور جس کو آپ نے نہر میں دیکھا وہ سود خور تھا' اور جس بوڑھے شخص کو آپ نے درخت کی جڑ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور اُن کے گرد جو بچے تھے' وہ لوگوں کی اولاد ہے اور جو آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا انچارج فرشتہ مالک تھا۔ پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے' عام مؤمنین کا ہے۔ یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے' میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ اپنا سر اٹھایئے! میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر بادل جیسی چیز تھی۔

السَّحَابِ.

وَفِیْ رِوَایَةٍ مِّثْلُ الرَّبَابَةِ الْبَیْضَاءِ قَالَا ذَاکَ مَنْزِلُکَ قُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلُ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّهٗ بَقِیَ لَکَ عُمُرٌ لَّمْ تَسْتَکْمِلْهُ فَلَوْ اسْتَکْمَلْتَهٗ اَتَیْتَ مَنْزِلَکَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

اور ایک روایت میں ہے کہ تہ بہ تہ سفید بادل۔ دونوں نے کہا کہ آپ کی منزل یہی ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے مکان میں داخل ہو جاؤں' کہا کہ آپ کی عمر ابھی باقی ہے جو پوری نہیں کی' جب آپ اُسے پوری کر لیں گے تو اسی میں جلوہ افروز ہوں گے۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

۵۷۳۰ - وَعَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا یُکْثِرُ اَنْ یَّقُوْلَ لِاَصْحَابِهٖ هَلْ رَّاٰی اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِنْ رُّؤْیَا فَیَقُصُّ عَلَیْهِ مَنْ شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُصَّ وَاَنَّهٗ قَالَ لَنَا ذَاتَ غَدَاةٍ اَنَّهٗ اَتَانِیَ اللَّیْلَةَ اٰتِیَانِ وَاَنَّهُمَا اِبْتَعَثَانِیْ وَاَنَّهُمَا قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ وَاِنِّیْ اِنْطَلَقْتُ مَعَهُمَا وَذَکَرَ مِثْلَ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ تَقَدَّمَ بِطُوْلِهٖ وَفِیْ حَدِیْثِ سَمُرَةَ هٰذَا زِیَادَةٌ لَّیْسَتْ فِی الْحَدِیْثِ الْمَذْکُوْرِ قَبْلَهٗ وَهِیَ قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَوْضَةٍ مُّعْتَمَّةٍ فِیْهَا مِنْ کُلِّ نُوْرِ الرَّبِیْعِ وَاِذَا بَیْنَ ظَهْرَیِ الرَّوْضَةِ رَجُلٌ طَوِیْلٌ لَّا اَکَادُ اَرٰی رَاْسَهٗ طُوْلًا فِی السَّمَاءِ وَاِذَا حَوْلَ الرَّجُلِ مِنْ اَکْثَرِ وِلْدَانٍ رَّاَیْتُهُمْ قَطُّ قُلْتُ لَهُمَا مَا هٰذَا مَا هٰؤُلَاءِ قَالَ قَالَا لِیْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا فَانْتَهَیْنَا اِلٰی رَوْضَةٍ عَظِیْمَةٍ لَّمْ اَرَ رَوْضَةً قَطُّ اَعْظَمَ مِنْهَا وَلَا اَحْسَنَ قَالَ قَالَا لِیْ اِرْقَ فِیْهَا قَالَ فَارْتَقَیْنَا فِیْهَا فَانْتَهَیْنَا اِلٰی مَدِیْنَةٍ مَّبْنِیَّةٍ بِلَبِنِ ذَهَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّةٍ فَاَتَیْنَا بَابَ الْمَدِیْنَةِ فَاسْتَفْتَحْنَا فَفُتِحَ لَنَا فَدَخَلْنَاهَا فَتَلَقَّانَا فِیْهَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِهِمْ کَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ کَاَقْبَحِ مَا اَنْتَ رَاءٍ قَالَ قَالَا لَهُمْ اِذْهَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰلِکَ النَّهْرِ قَالَ وَاِذَا نَهْرٌ مُّعْتَرِضٌ یَّجْرِیْ کَاَنَّ مَاءَهُ الْمَحْضُ فِی الْبَیَاضِ فَذَهَبُوْا فَوَقَعُوْا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے' انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ پس جس سے اللہ تعالیٰ بیان کروانا چاہتا' وہ بیان کرتا۔ ایک صبح کو آپ نے ہم سے فرمایا: آج رات میرے پاس دو شخص آئے' انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا: چلئے۔ میں اُن کے ساتھ چل دیا اور اُس میں وہی ذکر کیا جس کی تفصیل ابھی اوپر والی حدیث میں گزر چکی ہے۔ اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں کچھ زیادہ ہے جو مذکورہ حدیث میں نہیں ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا: ہم ایک ہرے بھرے باغ میں آئے جس میں ہر قسم کے موسمی پھل تھے۔ باغ کے درمیان میں ایک لمبا آدمی تھا' آسمان تک لمبائی کے باعث مجھے اُس کا چہرہ نظر نہیں آیا جبکہ اُس آدمی کے گرد میں نے کثرت سے بچے دیکھے جو میں نے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ میں نے دونوں ساتھیوں سے کہا کہ یہ کون ہے؟ اور وہ کون ہیں؟ دونوں نے کہا کہ چلئے۔ ہم چل دیئے یہاں تک کہ ایک بہت بڑے باغ میں پہنچے' اُس سے بڑا اور خوبصورت باغ میں نے نہیں دیکھا تھا۔ دونوں نے مجھ سے کہا کہ اس میں چڑھیے' ہم چڑھے یہاں تک کہ ایک شہر میں پہنچے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے اور اُسے کھولنے کے لیے کہا تو ہمارے لیے کھول دیا گیا' ہم اُس میں داخل ہوئے تو اُس میں ہمیں ایسے آدمی ملے جن کا آدھا جسم خوب صورت تھا جو کسی نے دیکھا ہو' اور آدھا ایسا بدصورت جو کسی نے دیکھا بھی نہ ہو۔ دونوں نے اُن سے کہا کہ جا کر اس نہر میں کود پڑو۔ چنانچہ سامنے ایک نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی بالکل سفید تھا' وہ جا کر اُس میں کود گئے۔ جب وہ ہمارے پاس آئے تو اُن کی بدصورتی جا چکی تھی اور وہ پوری طرح خوب صورت ہو چکے تھے۔ اور اس اضافے کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لمبا آدمی جو باغ میں تھا' وہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور اُن

فِيْهِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلَيْنَا قَدْ ذَهَبَ ذٰلِكَ السُّوْءُ عَنْهُمْ فَصَارُوْا فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ وَّذُكِرَ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الزِّيَادَةِ وَاَمَّا الرَّجُلُ الطَّوِيْلُ الَّذِيْ فِي الرَّوْضَةِ فَاِنَّهٗ اِبْرَاهِيْمُ وَاَمَّا الْوِلْدَانُ الَّذِيْنَ حَوْلَهٗ فَكُلُّ مَوْلُوْدٍ مَّاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ قَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَمَّا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَانُوْا شَطْرٌ مِّنْهُمْ حَسَنٌ وَّشَطْرٌ مِّنْهُمْ قَبِيْحٌ فَاِنَّهُمْ قَوْمٌ قَدْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

کے اردگرد وہ بچے تھے جنہوں نے فطرت پر وفات پائی۔ مسلمانوں میں سے بعض عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ (ﷺ!) مشرکوں کی اولاد کا کیا حال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکوں کی اولاد اور وہ لوگ جن کا آدھا بدن خوب صورت اور آدھا بدصورت تھا' یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اچھے کام بھی کیے اور بُرے بھی' تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ اس کی روایت بخاری نے کی ہے۔

بَابٌ

رسول اللہ ﷺ جیسی صورت شیطان اختیار نہیں کر سکتا

٥٧٣١- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں بھی دیکھ لے گا اور شیطان میری جیسی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً دوسری حدیث

٥٧٣٢- وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِيْ فَقَدْ رَاَى الْحَقَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے دیکھا اس نے واقعی مجھے ہی دیکھا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

ایضاً تیسری حدیث

٥٧٣٣- وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے خواب میں دیکھا' عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھ لے گا اور شیطان میری جیسی صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اس کی روایت بخاری اور مسلم نے بالاتفاق کی ہے۔

بَابٌ

حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ کا ایک خواب اور اس کی عملی تعبیر

٥٧٣٤- وَعَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ رَاٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ اَنَّهٗ سَجَدَ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ

حضرت ابن خزیمہ بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اُن کے چچا حضرت ابوخزیمہ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی مبارک پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں۔ آپ کو بتایا تو آپ لیٹ گئے اور فرمایا: اپنا خواب

فَاضْطَجَعَ لَهٗ وَقَالَ صَدِّقْ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ.

سچا کرلو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی مبارک پیشانی پر سجدہ کیا۔ اس کی روایت شرح السنہ میں کی ہے۔

شرح صحیح مُسلم

از رشحاتِ علم

علامہ غلام رسُول سعیدی

شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

خصوصیات

☆ احادیث کا آسان اور بامحاورہ اُردو ترجمہ

☆ متقدمین کی شرح کی روشنی میں ہر باب کی احادیث کی مختصر اور واضح تشریح۔

☆ علم اُصول حدیث کی روشنی میں احادیث پر فنی گفتگو۔

☆ ائمہ اربعہ کی اُمہات کتب سے ان کے مذاہب کا مع دلائل بیان۔

☆ فقہ حنفی کی ترجیح کا بیان۔

☆ منکرین حدیث کے شبہات کے جوابات اور حجیت حدیث پر دلائل کا انبار۔

☆ اختلافی مسائل پر مہذب علمی گفتگو۔

☆ مسائل حاضرہ مثلاً فوٹو گراف ریڈیو ٹی۔ وی ویڈیو ریل اور ہوائی جہاز میں نماز پوسٹ مارٹم ایلو پیتھک ادویہ انتقال خون اعضاء کی پیوندکاری اسقاطِ حمل ضبط تولید ٹیسٹ ٹیوب بے بی رویت ہلال کمیٹی کے اعلان پاکستان اور دیگر بعید ممالک میں اختلاف رویت ہلال کے اثر سے مختلف احکام پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ میعادی قرضوں کی ادائیگی پر زکوٰۃ قطبین میں روزے اور نماز کے احکام ٹیلی فون پر نکاح بیمہ اسلام میں کفو کی حیثیت ایک مجلس میں تین طلاقیں عدالتی طلاق نوٹ سُود اور حدود و تعزیرات انعامی بانڈز بنک نوٹ افراط زر کی پیچیدگیاں مستشرقین کے اعتراضات کے جوابات اور دوسرے بہت سے مسائل پر محققانہ بحث۔

☆ مصنف نے ہر مسئلہ میں معروضی بحث کی ہے۔ قرآن مجید احادیث آثار اقوال تابعین جمہور فقہاء اسلام اور فقہاء احناف کے ارشادات کی روشنی میں ہر مسئلہ کو لکھا ہے کسی کی بندھی فکر کے تابع ہو کر نہیں لکھا۔

☆ اس شرح میں شائستگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے کسی کے خلاف مبتذل لہجہ اختیار نہیں کیا گیا۔

پیش کش: فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون: 092-42-7312173
فیکس: 092-42-7224899

تفسیر تبیان القرآن کی بارہ جلدوں میں تکمیل کے بعد فرید بک سٹال کی جانب سے باذوق قارئین کی سہولت کیلئے
مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی کی مبسوط و مفصل تفسیر اور ترجمہ قرآن کی ایک جلد میں جامع تلخیص

بہ نام

انوارِ تبیان القرآن

تبیان القرآن

ترجمۂ قرآن بہ نام

نور القرآن

تلخیص و ترتیب: مولانا حافظ محمد عبد الاحد قادری نورانی زید علمہ

چند خصوصیات

☆ متنِ قرآن مجید کا سلیس رواں زبان میں مکمل ترجمہ،
☆ قرآنی آیات سے مستنبط فقہی مسائل کا مختصر اور جامع تذکرہ،
☆ عقائدِ اہلِ سنت و جماعت کی تائید اور ترجیح پر جامع دلائل،
☆ مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی (مدظلہ العالی) کے علمی تحقیقات کا بہترین نچوڑ،
☆ آیاتِ قرآنیہ کی تفسیر میں احادیث و آثار کا مستند تذکرہ،
☆ کتب تفاسیر و احادیث کے باضابطہ حوالہ جات،
☆ قرآن مجید کے سمجھنے اور سمجھانے میں بہترین معاون اور مددگار،
☆ مدرسین، مقررین، طلبہ اور عوام الناس کی ضرورت کے عین مطابق،
☆ مسرت اور خوشی کے مواقع پر علمی تعاون اور محبت کے اظہار کے لیے خوب صورت تحفہ،

یہ ایک ایسی تفسیر ہوگی جس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت صدیوں تک باقی رہے گی۔ ان شاء اللہ العزیز

پیش کش: فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون: 092-42-7312173
فیکس: 092-42-7224899